

پیشانیہ ہفت روزہ



پیشانیہ

پیشانیہ



پیشانیہ ہفت روزہ



پیشانیہ

یادداشت

(دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمالیجئے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل علم میں ترقی ہوگی)

[illegible]

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

- ① اجمالی فہرست ۳
- ② بہار شریعت کو پڑھنے کی سترہ نیتیں ۶
- ③ تعارفِ المدینۃ العلمیۃ ۷
- ④ پہلے اسے پڑھ لیجئے (پیش لفظ) ۸
- ⑤ تذکرہ صدر الشریعہ عَلَیْہِ رَحْمَةُ رَبِّ الْوَرٰی ۲۰
- ⑥ ایک نظر ادھر بھی ۴۱
- ⑦ اصطلاحات و اعلام ۴۳
- ⑧ حل لغات ۷۳
- ⑨ تفصیلی فہرست ۱۰۱
- ⑩ مآخذ و مراجع ۱۲۳۶

اجمالی فہرست

صفحہ	مضامین
163	دوزخ کا بیان۔
172	پہلا حصہ (عقائد کا بیان)
237	عقائد متعلقہ ذات و صفات باری تعالیٰ۔
264	عقائد متعلقہ نبوت۔
90	ملائکہ کا بیان۔
282	جہنم کا بیان۔
284	عالم برزخ کا بیان۔
311	معاد و حشر کا بیان۔
328	جنت کا بیان۔
2	امامت کا بیان۔
28	ولایت کا بیان۔
96	دوسرا حصہ (طہارت کا بیان)
98	کتب الطہارۃ۔
116	وضو کا بیان اور اُس کے فضائل۔
152	غسل کا بیان۔
	پانی کا بیان۔

638	احکام مسجد کا بیان۔	344	تیمم کا بیان۔
651	تقریظ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن۔	362	موزوں پر مسح کا بیان۔
	چوتھا حصہ (بقیہ مسائل نماز کا بیان)	369	حیض کا بیان۔
652	وتر کا بیان۔		
658	سفن و نوافل کا بیان۔	384	استحاضہ کا بیان۔
681	نماز استخارہ۔	388	نجاستوں کا بیان۔
683	صلاۃ التبیح۔	405	استنجنے کا بیان۔
685	نماز حاجت۔	414	تقریظ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن۔
687	نماز توبہ و صلاۃ الرغائب۔		تیسرا حصہ (نماز کا بیان)
688	تراویح کا بیان۔	433	نماز کا بیان۔
699	قضا نماز کا بیان۔	457	اذان کا بیان۔
708	سجدہ سہو کا بیان۔	475	نماز کی شرطوں کا بیان۔
720	نماز مریض کا بیان۔	501	نماز پڑھنے کا طریقہ۔
726	سجدہ تلاوت کا بیان۔	531	درود شریف پڑھنے کے فضائل و مسائل۔
739	نماز مسافر کا بیان۔	539	نماز کے بعد کے ذکر و دعا۔
752	جمعہ کا بیان۔	542	قرآن مجید پڑھنے کا بیان
777	عیدین کا بیان۔	554	قراءت میں غلطی ہونے کا بیان۔
786	گہن کی نماز کا بیان۔	558	امامت کا بیان۔
790	نماز استسقا کا بیان۔	574	جماعت کے فضائل۔
795	نماز خوف کا بیان۔	595	نماز میں بے وضو ہونے کا بیان۔
799	کتاب الجنازہ۔	603	مفسدات نماز کا بیان۔
806	موت آنے کا بیان۔	618	مکروہات کا بیان۔

957	روزہ کا بیان۔	817	کفن کا بیان
973	چاند دیکھنے کا بیان۔	822	جنازہ لے چلنے کا بیان۔
995	روزہ کے مکروہات کا بیان۔	842	قبر و دفن کا بیان۔
999	سحری و افطار کا بیان۔	852	تعزیت کا بیان
1015	منت کے روزے کا بیان	857	شہید کا بیان
1019	اعتکاف کا بیان	864	کعبہ معظمہ میں نماز پڑھنے کا بیان
چھٹا حصہ (حج کا بیان)		پانچواں حصہ (زکوٰۃ اور روزہ کا بیان)	
1030	حج کا بیان اور فضائل۔		زکوٰۃ کا بیان۔
1067	میقات کا بیان۔	866	زکوٰۃ کا بیان۔
1069	احرام کا بیان۔	892	سائمہ کی زکوٰۃ کا بیان۔
1089	طوافِ وسیع و صفا و مردہ و عمرہ۔	893	اونٹ کی زکوٰۃ کا بیان۔
1154	قرآن کا بیان۔	895	گائے کی زکوٰۃ کا بیان۔
1157	تمتع کا بیان۔	896	بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان۔
1161	جرم اور ان کے کفارے۔	901	سونے چاندی اور مالی تجارت کی زکوٰۃ کا بیان۔
1194	محصر کا بیان۔	909	عاشر کا بیان۔
1198	حج فوت ہونے کا بیان۔	912	کان اور دھینے کا بیان۔
1199	حج بدل کا بیان۔	914	زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ یعنی عشر و خراج کا بیان۔
1211	ہدی کا بیان۔	934	صدقہ فطر کا بیان۔
1215	حج کی منت کا بیان۔	940	سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں۔
1217	فضائلِ مدینہ طیبہ۔	946	صدقاتِ نفل کا بیان۔



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”عالم بنانے والی کتاب“ کے 17 حروف کی نسبت سے ”بہار شریعت“ کو پڑھنے کی 17 نیتیں

از: شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ
فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ. ترجمہ: ”مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“

(المعجم الكبير للطبراني، الحديث: ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

دومدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔ (۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

۱۔ اخلاص کے ساتھ مسائل سیکھ کر رضائے الہی عزوجل کا حقدار بنوں گا۔

۲۔ حقّی الوسع اس کا باؤ ڈھواؤں گا۔

۳۔ قبلہ رومطالعہ کروں گا۔

۴۔ اس کے مطالعے کے ذریعے فرض علوم سیکھوں گا۔

۵۔ اپنا وضو، غسل، نماز وغیرہ دُرست کروں گا۔

۶۔ جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیت کریمہ فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل: ۴۳)

ترجمہ کنزالایمان: ”تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں“ پر عمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا۔

۷۔ (اپنے ذاتی نفع پر) عند الضرورت خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔

۸۔ (ذاتی نفع کے) یادداشت والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا۔

۹۔ جس مسئلے میں دشواری ہوگی اُس کو بار بار پڑھوں گا۔

۱۰۔ زندگی بھر عمل کرتا رہوں گا۔

۱۱۔ جو نہیں جانتے انھیں سکھاؤں گا۔

۱۲۔ جو علم میں برابر ہوگا اس سے مسائل میں تکرار کروں گا۔

۱۳۔ یہ پڑھ کر علمائے حق سے نہیں الجھوں گا۔

۱۴۔ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔

۱۵۔ (کم از کم ۱۲ عدد یا حسب توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفہ دوں گا۔

۱۶۔ اس کتاب کے مطالعہ کا ثواب ساری امت کو ایصال کروں گا۔

۱۷۔ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو مطلع کروں گا۔

طالب علم مدینہ
قیع و مغفرت و
بے حساب
جنت الفردوس
میں آقا کا پڑوس

۶ ربیع الغوث ۱۴۲۷ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المدینۃ العلمیۃ

از: شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ
الحمد لله على احسانه وفضل رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم تبليغ قرآن وسنت في عالم غير سياسي
تحريك ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت، احیائے سنت اور اشاعتِ علم شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مصمم رکھتی ہے،
ان تمام امور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس
”المدینۃ العلمیۃ“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے علماء و مفتیانِ کرام کثرہم اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے،
جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) شعبہ تراجم کتب (۳) شعبہ درسی کتب

(۴) شعبہ اصلاحی کتب (۵) شعبہ تفتیش کتب (۶) شعبہ تخریج

”المدینۃ العلمیۃ“ کی اولین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع
رسالت، مجتہد دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ
القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتیٰ الوسع سہل
اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں
اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدینۃ العلمیۃ“ کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی
عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبد خضرا
شہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پہلے اسے پڑھ لیجئے

قرآن مجید میں ہے:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (پ، البقرة: ۳۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھائے۔

حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اپنی مایہ ناز تفسیر ”تفسیر کبیر“ میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محو گفتگو تھے کہ آپ پر وحی آئی کہ اس صحابی کی زندگی کی ایک ساعت (یعنی گھنٹہ بھر زندگی) باقی رہ گئی ہے۔ یہ وقت عصر کا تھا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب یہ بات اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی تو انہوں نے مضطرب ہو کر التجاء کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتائیے جو اس وقت میرے لئے سب سے بہتر ہو۔“ تو آپ نے فرمایا: ”علم دین سیکھنے میں مشغول ہو جاؤ۔“ چنانچہ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم سیکھنے میں مشغول ہو گئے اور مغرب سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ اگر علم سے افضل کوئی شے ہوتی تو رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسی کا حکم ارشاد فرماتے۔ (تفسیر کبیر، ج ۱، ص ۴۱۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علم کی روشنی سے جہالت اور گمراہی کے اندھیروں سے نجات ملتی ہے۔ جو خوش نصیب مسلمان علم دین سیکھتا ہے اس پر رحمتِ خداوندی کی چھماچھم برسات ہوتی ہے۔ جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر، اور علماء انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث و جانشین ہیں۔

علم سیکھنا فرض ہے

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد (و عورت) پر فرض ہے۔“

(شعب الایمان، باب فی طلب العلم، الحدیث: ۱۶۶۵، ج ۲، ص ۲۵۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر مسلمان مرد و عورت پر علم سیکھنا فرض ہے، (یہاں) علم سے بقدرِ ضرورت شرعی مسائل مُراد ہیں لہذا روزے نماز کے مسائل ضرور یہ سیکھنا ہر مسلمان پر فرض، حیض و نفاس کے ضروری مسائل سیکھنا ہر عورت پر، تجارت کے مسائل سیکھنا ہر تاجر پر، حج کے مسائل سیکھنا حج کو جانے والے پر عین فرض ہیں لیکن دین کا پورا عالم بننا فرض کفایہ کہ اگر شہر میں ایک نے ادا کر دیا تو سب بری ہو گئے۔ (ماخوذ از مراۃ المناجیح، ج ۱، ص ۲۰۲)

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا ایک مکتوب

شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: ”میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! افسوس! آج کل صرف و صرف دنیاوی علوم ہی کی طرف ہماری اکثریت کا رجحان ہے۔ علمِ دین کی طرف بہت ہی کم میلان ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: **طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ**۔ یعنی علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد (و عورت) پر فرض ہے (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۴۶ حدیث ۲۲۴) اس حدیثِ پاک کے تحت میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے جو کچھ فرمایا، اس کا آسان لفظوں میں مختصر ا خلاصہ عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ سب میں اولین و اہم ترین فرض یہ ہے کہ بنیادی عقائد کا علم حاصل کرے۔ جس سے آدمی صحیح العقیدہ سنی بنتا ہے اور جن کے انکار و مخالفت سے کافر یا گمراہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد مسائل نماز یعنی اس کے فرائض و شرائط و مفیدات (یعنی نماز توڑنے والی چیزیں) سیکھے تاکہ نماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔ پھر جب رَمَضانُ المبارک کی تشریف آوری ہو تو روزوں کے مسائل، مالِکِ نصاب نامی (یعنی ہقیقہ یا حکما بڑھنے والے مال کے نصاب کا مالک) ہو جائے تو زکوٰۃ کے مسائل، صاحبِ استطاعت ہو تو مسائل حج، نکاح کرنا چاہے تو اس کے ضروری مسائل، تاجر ہو تو خرید و فروخت کے مسائل، مُزارِع یعنی کاشتکار (وزمیندار) کھیتی باڑی کے مسائل، ملازم بننے اور ملازم رکھنے والے پر اجارہ کے مسائل۔ وَ عَلٰی هَذَا الْقِيَاس (یعنی اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے) ہر مسلمان عاقل و بالغ مرد و عورت پر اس کی موجودہ حالت کے مطابق مسئلے سیکھنا فرض عین ہے۔ اسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ حلال و حرام بھی سیکھنا فرض ہے۔ نیز مسائلِ قلب (باطنی مسائل) یعنی فرائضِ قَلْبِیہ (باطنی فرائض) مثلاً عاجزی و اخلاص اور توکل وغیرہا اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ اور باطنی گناہ مثلاً تکبر، ریاکاری، حسد وغیرہا اور ان کا علاج سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۲۳، ۶۲۴)

حصولِ علم کے ذرائع

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علمِ دین کے حصول کے لئے متعدد ذرائع ہیں مثلاً (۱) کسی دارالعلوم یا جامعہ کے شعبہ درس نظامی میں داخلہ لے کر باقاعدہ طور پر علمِ دین حاصل کرنا، (۲) علمائے کرام کی صحبت اختیار کرنا، (۳) دینی کتب کا مطالعہ کرنا، (۴) علمائے کرام مثلاً امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی کے بیانات اور مدنی مذاکروں کی کیٹشیں سننا، (۵) راہِ خدا عزّوجلّ میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول کے ہمراہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں کا مسافر بننا وغیرہا۔ ہم ان میں سے جتنے زیادہ ذرائع اپنائیں گے ان شاء اللہ عزّوجلّ اسی قدر ہمارے علم میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

عالم بنانے والی کتاب

اس وقت عالم بنانے والی کتاب بہارِ شریعت (جلد اول) آپ کے پیشِ نظر ہے جو صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی تصنیفِ لطیف ہے۔ یہ ایسی عظیم کتاب ہے، جسے فقہ حنفی کا انسائیکلو پیڈیا کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس میں کہیں تو ایمان و اعتقاد کو مستحکم کرنے کے اصول بتائے جا رہے ہیں اور کہیں بد مذہبوں کے مذموم اثرات سے عوام کے شجرِ ایمان کو بچانے کے لیے پیش بندیاں کی جا رہی ہیں، کبھی فرائض و واجبات کی اہمیت دلوں میں راسخ کی جا رہی ہے تو کبھی سنن و آداب اور مستحبات کو اپنانے کی شفقت آمیز تلقین ہو رہی ہے، کہیں مسلمانوں کی زبوں حالی کے اسباب کا تذکرہ ہے تو کہیں بدعات کا قلع قمع کیا جا رہا ہے۔ یقیناً صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری نے بہارِ شریعت تالیف کر کے فقہ حنفی کو عام فہم اردو زبان میں منتقل کر کے اردو دان طبقے پر احسانِ عظیم فرمایا۔

امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی تاکید

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر اپنے تمام متعلقین و مریدین کو تمام بہارِ شریعت بالعموم اور اس کے مخصوص حصے پڑھنے کی ترغیب دلاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ دامت برکاتہم العالیہ نے ”مدنی انعامات“^۱ میں 70 واں اور 72 واں مدنی انعام یہ بھی عطا کیا: (70) کیا آپ نے اس سال کم از کم ایک مرتبہ بہارِ شریعت حصہ 9 سے مرتد کا بیان، حصہ 2 سے نجاستوں کا بیان اور کپڑے پاک کرنے کا طریقہ، حصہ 16 سے خرید و فروخت کا بیان، والدین کے حقوق کا بیان (اگر شادی شدہ ہیں تو) حصہ 7 سے محرمات کا بیان اور حقوق الزوجین حصہ 8 سے بچوں کی پرورش کا بیان، طلاق کا بیان، ظہار کا بیان اور طلاق کناہی کا بیان پڑھ یا سن لیا؟ (72) کیا آپ نے بہارِ شریعت یا رسائل عطار یہ حصہ اول سے پڑھ یا سن کر اپنے وضو، غسل اور نماز درست کر کے کسی سنی عالم یا ذمہ دار مبلغ کو سنا دیئے ہیں؟

۱: مسلمانوں کی دنیا و آخرت بہتر بنانے کیلئے سوالنامے کی صورت میں امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے اسلامی بھائیوں کیلئے 72، اسلامی بہنوں کیلئے 63، دینی طلبہ کیلئے 92 اور دینی طالبات کیلئے 83 جبکہ مدنی مثنوی اور مثنویوں کیلئے 40 مدنی انعامات پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں دیئے ہوئے سوالات کے جوابات لکھنے کی عادت بنانا، اصلاحِ عقائد و اعمال کا بہترین ذریعہ ہے۔ مدنی انعامات کا رسالہ مکتبہ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ہدیہ حاصل کیا جاسکتا ہے

بہارِ شریعت اور المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

صدر الشریعہ علیہ رحمۃ ربّ الوری نے اپنی عظیم الشان تصنیف ”بہارِ شریعت“ ۱۳۶۲ھ میں مکمل کی اور تادم تحریر (۱۴۲۹ھ) 66 سال کے عرصے میں ”بہارِ شریعت“ پاک و ہند میں غالباً درجنوں بار طبع ہوئی اور لاکھوں کی تعداد میں لوگوں تک پہنچی۔ فی الوقت بھی متعدد ناشرین اسے شائع کر رہے ہیں، ہر ایک نے اس کتاب کو بہتر سے بہتر انداز میں شائع کرنے کی اپنی سی کوشش کی اور انہیں اس میں کامیابی بھی ہوئی لیکن بعض ناشرین کی ناتجربہ کاری اور بے احتیاطی کے باعث یہ کتاب کتابت کی غلطیوں سے محفوظ نہ رہ سکی اور بعض مقامات پر تو جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز بھی لکھ دیا گیا نیز کسی ایڈیشن میں دو چار مسئلے رہ جانا گویا ناشر کے نزدیک کوئی بات ہی نہ تھی، مسائل تو ایک طرف رہے، آیات قرآنیہ تک میں اغلاط کتابت نظر آئیں۔ مفتی جلال الدین امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی ”فتاویٰ فیض الرسول“ جلد 1 صفحہ 476 (مطبوعہ دہلی) میں بہارِ شریعت کی طباعت میں پائی جانے والی اغلاط کے بارے میں لکھتے ہیں: ”مجھ کو صرف پہلے تین حصوں میں چھوٹی بڑی 626 غلطیاں ملی ہیں۔“ ایسے حالات میں ”بہارِ شریعت“ کے ایسے نسخے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی جس میں کتابت کی غلطیاں نہ ہونے کے برابر ہوں، مشکل الفاظ کے معنی درج ہوں، مشکل جملوں کی تسہیل کی گئی ہو، آیات و احادیث اور فقہی مسائل کے مکمل حوالہ جات ہوں، پیچیدہ مقامات پر حواشی ہوں، علاماتِ ترقیم کا اہتمام ہو، الغرض ہر وہ چیز ہو جو کتاب کے حسن اور افادے میں اضافہ کرے۔ اسی ضرورت کے تحت تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ کی مجلس ”المدینۃ العلمیۃ“ نے شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی خواہش پر بہارِ شریعت کو تخریج و تسہیل و حواشی کے ساتھ پوری آن بان سے شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا اور 2003ء مطابق ۱۴۲۴ھ میں اس کام کا آغاز کر دیا گیا۔ یہ کام عظیم ترین ہونے کے ساتھ ساتھ مشکل ترین بھی تھا اس کی دُشواریوں کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جو اس راہِ پر پیچ پر سفر کر چکا ہو۔

بہارِ شریعت کی پہلی جلد

اب تک ”بہارِ شریعت“ کے 1 تا 6 اور سولہواں حصہ مع تخریج و تسہیل ”مکتبۃ المدینہ“ سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ اب امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ، ذمہ دارانِ دعوتِ اسلامی اور دیگر اسلامی بھائیوں کے پُر زور اصرار پر پہلے 6 حصوں کو یکجا ”جلد اول“ کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس جلد میں عقائد، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج وغیرہ کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ طباعتِ اول میں جو معمولی خامیاں رہ گئی تھیں بحمد اللہ تعالیٰ حتی الامکان انہیں دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی شفقت

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی) کی درخواست پر امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود مدنی مٹھاس سے ترتر اندازِ تحریر میں 21 صفحات پر مشتمل ”تذکرۃ صدر الشریعہ“ لکھ کر عطا فرمایا جسے بہارِ شریعت کی پہلی جلد میں شامل کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ابتدائی 6 حصوں کی اہمیت

بہارِ شریعت کے ابتدائی چھ حصوں کے متعلق صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”اس میں روزمرہ کے عام مسائل ہیں۔ ان چھ حصوں کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے تاکہ عقائد، طہارت، نماز، زکوٰۃ اور حج کے فقہی مسائل عام فہم سلیس اردو زبان میں پڑھ کر جائز و ناجائز کی تفصیل معلوم کی جائے۔“

بہارِ شریعت پر کام کا طریقہ کار

بہارِ شریعت پر دعوتِ اسلامی کے علمی و تحقیقی ادارے المدینۃ العلمیۃ نے جس انداز سے کام کیا اس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے؛

کام کرنے والوں کا انتخاب: اس کام لئے ابتدائی طور پر جامعۃ المدینۃ (دعوتِ اسلامی) کے فارغ التحصیل 3 ذہین مدنی علماء دامت فیہم کو منتخب کیا گیا جن کی تعداد بعد میں 12 تک بھی پہنچی، ان میں وہ علماء بھی شامل ہیں جنہوں نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کے عربی حاشیے جَدُّ الْمُتَمَتَّارِ عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَارِ پر بھی کام کیا ہے۔ ان سب کا ذمہ دار اُن مدنی عالم دین دام غلامین کو بنایا گیا جو حوالہ جات کی تخریج، مقابلہ، پروف ریڈنگ وغیرہ میں قابلِ قدر مہارت و تجربہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد مشاورت کا پورا نظام ترتیب دیا گیا (یہ بھی دعوتِ اسلامی کی برکتوں میں سے ایک برکت ہے) جس میں کام کے اسلوب، اس میں پیش آنے والی رکاوٹوں کے حل، کتب کی دستیابی اور حواشی وغیرہ کے حوالے سے مشورے ہوتے ہیں۔ اس مشاورت کے نگران (جودعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن بھی ہیں) کی کاوشیں بھی لائقِ تحسین ہیں، جنہوں نے بھرپور دلچسپی لے کر بہارِ شریعت کے اس کام کو بہتر سے بہتر انداز میں کرنے کی کوشش فرمائی۔ بہارِ شریعت پر اس طرز سے کام کرنے میں جہاں مدنی علماء دامت برکاتہم العالیہ کی توانائیاں خرچ ہوئیں وہیں کُتب، کمپیوٹرز اور تنخواہوں کی مدد میں دعوتِ اسلامی کا زبردست کثیر بھی خرچ ہوا۔

کتابت: سب سے پہلے بہارِ شریعت کی مکمل کتابت (کمپوزنگ) کروائی گئی۔ مصنف علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رسم الخط کو حتیٰ

الامکان برقرار رکھنے کوشش کی گئی ہے، صفحہ نمبر ۴۱، ۴۲ پر بہار شریعت میں آنے والے مختلف الفاظ کے قدیم وجدید رسم الخط کو آمنے سامنے لکھ دیا گیا ہے۔ جہاں پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ ”صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ اور اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ ”عزوجل“ لکھا ہوا نہیں تھا وہاں بریکٹ میں اس انداز میں (عزوجل)، (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ہر حدیث و مسئلہ نئی سطر سے شروع کرنے کا التزام کیا گیا ہے اور عوام و خواص کی سہولت کے لئے ہر مسئلے پر نمبر لگانے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ آیات قرآنیہ کو منقش بریکٹ ﴿ 》، کتابوں کے نام اور دیگر اہم عبارات Inverted Commas ” “ سے واضح کیا گیا ہے۔

مقابلہ: مقابلے کے لئے ان مکاتب کے 9 نسخے حاصل کئے گئے ﴿ مکتبہ رضویہ باب المدینہ کراچی، ضیاء القرآن مرکز الاولیاء لاہور، شمع بک ایجنسی مرکز الاولیاء لاہور، مکتبہ اعلیٰ حضرت مرکز الاولیاء لاہور، مکتبہ اسلامیہ مرکز الاولیاء لاہور، جمعیۃ ایشیائی مکتبہ رضویہ باب المدینہ کراچی، غلام علی اینڈ سنز مرکز الاولیاء لاہور، مجمع المصباحی مبارکپور ہند، شبیر برادرزمرکز الاولیاء لاہور﴾ جن میں سے بعض کے حصول کے لئے پاکستان اور ہندوستان کے متعدد علماء اور اداروں سے بذریعہ ای میل و فون بار بار رابطہ کیا گیا۔ پھر ان تمام نسخوں کا باریک بینی سے جائزہ لینے کے بعد مکتبہ رضویہ آرام باغ، باب المدینہ کراچی کے مطبوعہ نسخہ کو معیار بنا کر مدنی علماء سے مقابلہ کروایا گیا، جو درحقیقت ہندوستان سے طبع شدہ قدیم نسخہ کا عکس ہے لیکن صرف اسی پر انحصار نہیں کیا گیا بلکہ دیگر شائع کردہ نسخوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔

تخریج: بہار شریعت کے پہلے حصے میں حوالہ جات درج نہیں، جبکہ دوسرے حصے میں صرف احادیث اور بقیہ حصوں میں احادیث و فقہی مسائل کے مصادر درج تھے مگر وہ صرف کتابوں کے نام کی حد تک تھے، جلد و صفحہ نمبر وغیرہ درج نہ تھا۔ جس کی وجہ سے بہار شریعت میں درج احادیث و فقہی مسائل کے اصل ماخذ تک پہنچنے کے لئے علماء کرام و مفتیان عظام دامت فیوضہم کا کافی وقت صرف ہو جاتا تھا۔ چنانچہ آیات قرآنی، احادیث مبارکہ اور فقہی مسائل کے مکمل حوالہ جات، کتاب، جلد، باب، فصل اور صفحہ نمبر کی قید کے ساتھ تلاش کئے گئے اور انہیں حاشیے میں درج کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اب درس نظامی کے ابتدائی درجات کا طالب علم بھی ان مسائل کو عربی کتب میں باسانی تلاش کر سکتا ہے۔ حوالہ جات کے لئے فرد واحد پر تکیہ نہیں کیا گیا بلکہ ان کی صحت یقینی بنانے کے لئے یہ طریقہ کار اپنایا گیا کہ ایک مدنی اسلامی بھائی نے تخریج کی تو دوسرے مدنی اسلامی بھائی سے اس کے لکھے ہوئے حوالہ جات کی تفتیش کروائی گئی، پھر کمپوزنگ کے بعد ان حوالہ جات کو بہار شریعت کے حاشیے میں لکھنے کے بعد بھی مقابلہ کروایا گیا، اگرچہ اس طریقہ کار کی وجہ سے کافی وقت صرف ہوا لیکن غلطی کا امکان کم سے کم رہ گیا۔ الحمد للہ عزوجل! 2 سال کے قلیل عرصے میں بہار شریعت کے 20 حصوں کی تخریج مکمل کر لی گئی ہے۔ چونکہ کتابوں کے نام بار بار استعمال ہوتے تھے لہذا

ہر کتاب کا مطبوعہ حوالے میں درج کرنے کے بجائے آخر میں ماخذ و مراجع کی فہرست مصنفین و مؤلفین کے ناموں، ان کی سن وفات، مطابع اور سن طباعت کے ساتھ ذکر کر دی گئی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی و اعراب: پڑھنے والوں کی آسانی کے لئے کتاب کے شروع میں حروف تہجی کے اعتبار سے حل لغت کی ایک فہرست کا اہتمام کیا گیا ہے جسے تیار کرنے کے لئے لغت کی مختلف کتب کا سہارا لیا گیا ہے اور اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ اگر لفظ کا تعلق براہِ راست قرآن پاک سے تھا تو اس کو مختلف تفاسیر کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کی گئی، براہِ راست حدیث پاک کے ساتھ تعلق ہونے کی صورت میں حتی الامکان احادیث کی شروحات کو مد نظر رکھا گیا اور فقہ کے ساتھ تعلق کی بنا پر حتی المقدور فقہ کی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ چند مقامات پر عبارت کی تسہیل (یعنی آسانی) کے لئے مشکل الفاظ کے معانی حاشیے میں لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ صحیح مسئلہ ذہن نشین ہو جائے اور کسی قسم کی الجھن باقی نہ رہے۔ پھر بھی اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو علماء کرام دامت فیوضہم سے رابطہ کیجئے۔

اصطلاحات کی وضاحت: اس جلد میں جہاں جہاں فقہی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں، ان کو ایک جگہ اکٹھا بیان کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ اگر اس اصطلاح کی وضاحت مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود اسی جگہ یا بہارِ شریعت میں کسی دوسرے مقام پر کی ہو تو اسی کو حتی المقدور آسان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے اور اگر کسی اصطلاح کی تعریف بہارِ شریعت میں نہیں ملی تو دوسری معتبر کتابوں سے عام فہم اور باحوالہ اصطلاحات ذکر کر دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں بہارِ شریعت کی پہلی جلد میں جو مشکل اعلام (مختلف چیزوں کے نام) مذکور ہیں لغت کی مختلف کتب سے تلاش کر کے ان کو بھی آسان انداز میں حصوں کے مطابق اصطلاحات کے آخر میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

پروف ریڈنگ: اس جلد کو آپ تک پہنچانے سے پہلے کم از کم 4 مرتبہ پروف ریڈنگ کی گئی ہے۔

حواشی: صدر الشریعہ علیہ رحمۃ ربہ الوزی کے حواشی کو کتاب کے آخر میں دینے کے بجائے متعلقہ صفحہ ہی پر نقل کر دیا اور حسب سابق ۱۲ منہ بھی لکھ دیا ہے۔ اکابر مفتیان کرام اور علمائے کرام سے مشورے کے بعد اس جلد میں صفحہ نمبر، 351, 352, 379, 550, 553, 615, 626, 644, 657, 687, 728, 741, 833, 931, 934, 979, 1044, 1045, 1056, 1149, 1175 مسائل کی تصحیح، ترجیح، توضیح اور تطبیق کی غرض سے المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی) کی طرف سے بھی حاشیہ دیا گیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں؛

﴿1﴾ بہارِ شریعت حصہ 3 صفحہ 550 پر ہے؛ مستحب یہ ہے کہ با وضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور

شروع تلاوت میں اعوذ پڑھنا مستحب ہے۔

المدينة العلمية کی طرف سے اس پر یہ حاشیہ دیا گیا ہے؛ فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی ”فتاویٰ فیض الرسول“، جلد 1، صفحہ 351 پر فرماتے ہیں: کہ ”تلاوت کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اور بے شک بہار شریعت میں واجب چھپا ہے جس پر غنیہ کا حوالہ ہے، حالانکہ غنیہ مطبوعہ رحیمیہ ص ۴۶۳ میں ہے التعوذ يستحب مرة واحدة ما لم يفصل بعمل دنیوی۔ (یعنی ایک مرتبہ تعوذ پڑھنا مستحب ہے جب تک اس تلاوت میں کوئی دنیاوی کام حائل نہ ہو۔) تو معلوم ہوا کہ بہار شریعت میں بہت سے مسائل جو ناشرین کی غفلتوں کی وجہ سے غلط چھپ گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔“ اسی وجہ سے ہم نے ”مستحب“ کر دیا ہے۔

﴿2﴾ بہار شریعت حصہ 4 صفحہ 728 پر ہے؛ سجدہ واجب ہونے کے لیے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔ (ردالمحتار)

المدينة العلمية کی طرف سے اس پر یہ حاشیہ دیا گیا ہے؛ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: سجدہ واجب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضروری ہے لیکن بعض علمائے متاخرین کے نزدیک وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھا تو سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے لہذا احتیاط یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں سجدہ تلاوت کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 8، ص ۲۲۳-۲۳۳ مُلَخَّصاً)

﴿3﴾ بہار شریعت حصہ 6 صفحہ 1175 پر ہے؛ طواف فرض کل یا اکثر یعنی چار پھیرے جنابت یا حیض و نفاس میں کیا تو بدنہ ہے اور بے وضو کیا تو دم اور پہلی صورت میں طہارت کے ساتھ اعادہ واجب، اگر مکہ سے چلا گیا ہو تو واپس آکر اعادہ کرے اگرچہ میقات سے بھی آگے بڑھ گیا ہو مگر بارہویں تاریخ تک اگر کامل طور پر اعادہ کر لیا تو جرمانہ ساقط اور بارہویں کے بعد کیا تو دم لازم، بدنہ ساقط۔ لہذا اگر طواف فرض بارہویں کے بعد کیا ہے تو دم ساقط نہ ہوگا کہ بارہویں تو گزر گئی اور اگر طواف فرض بے وضو کیا تھا تو اعادہ مستحب پھر اعادہ سے دم ساقط ہو گیا اگرچہ بارہویں کے بعد کیا ہو۔ (جوہرہ، عالمگیری)

المدينة العلمية کی طرف سے اس پر یہ حاشیہ دیا گیا ہے؛ بہار شریعت کے نسخوں میں اس جگہ ”دم“ کے بجائے ”بدنہ“ لکھا ہے، جو کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ”طواف فرض بارہویں کے بعد کیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا“، ایسا ہی فتاویٰ عالمگیری میں ہے، اسی وجہ سے ہم نے لفظ ”دم“ کر دیا ہے۔ لہذا جن کے پاس بہار شریعت کے دیگر نسخے ہیں ان کو چاہیے کہ لفظ ”بدنہ“ کو قلم زد کر کے اس جگہ پر لفظ ”دم“ لکھ لیں۔

﴿4﴾ بہار شریعت حصہ 3 صفحہ 615 پر ہے؛ سترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ (درمختار ردالمحتار)

المدينة العلمية کی طرف سے اس پر یہ حاشیہ دیا گیا ہے؛ یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ ردالمحتار میں ہے: سنت یہ ہے کہ نمازی اور سترہ کے درمیان فاصلہ زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ ہو۔

بہارِ شریعت حصہ اول کے حواشی کا انداز

بہارِ شریعت کا پہلا حصہ جو کہ عقائد کے بیان پر مشتمل ہے اور الحمد للہ عزوجل اہلسنت کے عقائد قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اس لئے پہلے حصے پر جو حواشی دیئے گئے ان کا انداز کچھ یوں ہے:

- ①..... کسی بھی عقیدہ یا مسئلہ پر دلائل ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے آیت قرآنی کو بطور دلیل پیش کیا گیا۔
- ②..... اس کے بعد حدیث کی مستند کتب صحاح ستہ میں سے کسی کتاب سے کوئی حدیث ذکر کی گئی ہے اور ان میں نہ ملنے کی صورت میں اور دوسری کتب حدیث کی طرف رجوع کیا گیا۔
- ③..... پھر اس حدیث پاک پر محدثین کرام کی بیان کردہ شروحات میں سے کوئی شرح جو عقیدہ کے موافق ہو بیان کی جاتی ہے۔
- ④..... اس کے بعد عقائد کی مستند کتب ”فقہ اکبر“، ”شرح فقہ اکبر“، ”موافق“، ”شرح موافق“، ”شرح مقاصد“، ”شرح عقائد نسفیہ“ اور المعتقد المعتقد وغیرہا سے موافق عقیدہ نص بیان کی جاتی ہے۔
- ⑤..... اسی طرح جہاں کہیں ضمناً سیرت و تاریخ کے حوالے سے کوئی بات ذکر کی گئی ہو تو وہاں کتب سیرت و تاریخ سے مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔
- ⑥..... اسی طرح فقہی مسائل کے بیان میں کتب فقہیہ سے مسئلہ کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے جس میں شروحات اور فتاویٰ بھی شامل ہیں۔
- ⑦..... اور پھر آخر میں عقائد و مسائل کے بیان میں مزید وضاحت کے لیے ”فتاویٰ رضویہ“ شریف سے تخریج اور اقتباسات کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔

کتابوں کے اصل صفحات کے عکس: ”ایمان و کفر“ کی بحث کے دوران صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے بدنہ ہوں کے عقائد مذمومہ انہیں کی کتابوں سے بیان کیے ہیں تاکہ سنی مسلمان بھائی اپنے عقائد کا تحفظ کر سکیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بدنہ ہوں نے نئی چال چلنا شروع کر دی کہ جو برے اور باطل عقائد ان کے اکابرین نے بیان کیے تھے قطع و برید کے ساتھ بلکہ بعض تو ہوشیاری اور چالاکی سے ان بُری اور فتنہ جاتوں کو محو و حذف کر کے نئے انداز میں چھاپنے لگے جس کا مقصد بھی مسلمانوں کو دھوکہ دینا تھا، الحمد للہ عزوجل مختلف علماء کرام دامت فیوضہم نے بیان و تقریر، کتب و رسائل الغرض جس طرح ممکن ہوا، بدنہ ہوں کی سازشوں سے سنی مسلمانوں کو خبردار رکھا۔ ہم نے بدنہ ہوں کی اصل عبارتیں کمپیوٹر کے ذریعے اسکین (scan) کر کے لگا دی ہیں تاکہ مسلمان ان بدنہ ہوں کے دام فریب میں نہ آسکیں۔

علمائے کرام دامت فیوضہم کی طرف سے حوصلہ افزائی

جب بہار شریعت کے 7 حصے (پہلے 6 اور 16 واں) الگ الگ شائع ہو کر یکے بعد دیگرے علمائے کرام و مفتیانِ عظام دامت فیوضہم تک پہنچے تو انہوں نے ہمارے کام کو بہت سراہا، اپنے تاثرات کا بذریعہ مکتوب بھی اظہار کیا اور مفید مشوروں سے بھی نوازا۔ علمائے کرام و مفتیانِ عظام دامت فیوضہم کی جانب سے ذمہ دارانِ دعوتِ اسلامی کو بھیجے جانے والے مکتوبات سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں؛

شیخ الحدیث مفتی محمد ابراہیم قادری مدظلہ العالی (جامعہ رضویہ سکھر)

فقہ اسلامی کا انسائیکلو پیڈیا بہار شریعت جو حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کا گراندھار علمی کارنامہ اور انکی زندہ کرامت ہے، ماشاء اللہ ”المدينة العلمية“ کی جانب سے اس پر تحریری و تحقیقی کام بہت جلد منظر عام پر آ رہا ہے۔ اس فقیر نے بہار شریعت جلد شانزدہم (16) پر حاشیہ نگاری کام کو بہ نظر غائر دیکھا، بحمدہ تعالیٰ اسے انتہائی مفید، جامع، نافع پایا۔ بہار شریعت میں اگر کہیں بعض مسائل پر اجمالاً گفتگو ہوئی تو حاشیہ میں اسے مفصلاً بیان کر دیا گیا ہے۔ یونہی حاشیہ میں کتاب بعض مسامحات کی نشاندہی کی گئی ہے پھر اصل مسائل کو واضح کر کے فتاویٰ رضویہ کی تائیدی عبارات کے ذریعہ حاشیہ کو مزین کیا گیا ہے۔ میں المدینۃ العلمیۃ کے اصحاب علم و رفقاء کا رکو اس شاندار کام پر ہدیہ تمہریک پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولانا مفتی گل احمد عتیقی مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ امیر روڈ بلال گنج عقب دربار حضرت داتا گھورا)

السلام علیکم خیر و عافیت مزاج عالی! آپ نے بہار شریعت اور جد الممتار پر جو تحقیقی کارنامہ سرانجام دیا ہے میں سوچتا ہوں کہ یہ خواب ہے یا خواب کی تعبیر ہے، خوشی اور مسرت سے بار بار آپ کے ارسال کردہ گرامی نامہ کو پڑھتا ہوں اور پھر گاہے بہار شریعت کے کسی حصے کو اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیتا ہوں اور گاہے جد الممتار کا کسی نہ کسی جگہ سے مطالعہ شروع کر دیتا ہوں۔ دعوتِ اسلامی کی فعال قیادت اور ان کے رفقاء نے درپیش حالات کے نبض پر ہاتھ رکھ کر حالات کے مطابق جن جن چیزوں کی ضرورت تھی ان پر منظم اور ٹھوس طریقے سے کام شروع کر دیا ہے۔ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جن سے آپ کو آپکے رفقاء کو اور آپ کی قیادت اور آپ کے محرکین کو خراج تحسین پیش کر سکوں۔ حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے عظیم کارنامے تخریج فتاویٰ رضویہ کے بعد بہار شریعت کی

تخریج کا کام امیر اہلسنت محسن اہلسنت فخر ملت پیر طریقت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری رضوی امیر وبانی دعوت اسلامی کا عظیم اور منفرد کارنامہ ہے اللہ تعالیٰ موصوف کا سایہ اہلسنت پر تا قیامت رکھے تاکہ آپ کی کوششوں اور اخلاص کی بدولت مسلک اہلسنت پھلتا پھولتا رہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہلسنت کو خصوصاً امیر اہلسنت اور ان کے خدام کو مسلک اہلسنت کی مزید خدمت کرنے کے توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بوسیلہ سید المرسلین ﷺ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدالعلیم سیالوی مدظلہ العالی (جامعہ نعیمیہ لاہور)

بہار شریعت کی تخریج ایک بہت بڑی کاوش علمی ہے، جو مسائل کی پختگی کی طرف متوجہ کرنے کے ساتھ ساتھ علماء کے لئے کسی بھی کتب مأخذ سے تلاش کرنے کا باعث بنے گی اور ادارہ ”المدينة العلمية“ کے لئے دعاؤں کا باعث ہوگی۔

مناظر اسلام حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نوری قادری مدظلہ العالی

(مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال)

بہار شریعت تخریج شدہ کی صورت زبان میں موصول ہوا جو میرے وسعت قلبی و انشراح صدور آنکھوں کی ٹھنڈک کا وسیلہ بنا۔ آپ کی تخریج نے بہار شریعت کو چار چاند لگا دیے کہ میرے جیسے کم علم کے لیے بھی اس سے فائدہ اٹھانا بہت آسان ہو گیا ہے۔ تخریج کا کام کوئی اتنا آسان نہیں بلکہ بہت ہی مشکل اور پیچیدہ کام ہے مگر جب اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نظر عنایت ہو جائے۔ آپ نے اور آپ کے رفقاء معاونین حضرات گرامی قدر نے فقہ حنفی کی وہ بے مثال خدمت کی ہے جس کی جتنی بھی تعریف کر سکیں کم ہے کہ اہل نظر کی بصرو بصیرت دونوں ہی اس سے روشن ہوں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ ایک بیش بہا نعمت ہے، عظیم کارِ خیر ہے جس کا اجر آپ کو اللہ عزوجل عطا فرمائے گا۔ خدا و حمد لا شریک اس قافلہ پاسبان مسلک رضا کو امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی زیر قیادت جاری و ساری رکھے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین و آلہ العظیم واصحابہ الکریم الجلیل اجمعین

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ العالی (مرکزی مجلس رضا مرکز الاولیاء لاہور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ نے بہار شریعت کا سولہواں حصہ مرتبہ معہ تخریج کی دو جلدیں عنایت فرمائی ہیں، شکریہ قبول فرمائیے۔ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کی طرف سے ایسی کتابوں کی اشاعت نہایت ہی اہم کام ہے۔ اگرچہ بہار شریعت کی

اشاعت مختلف انداز میں بڑی تیزی سے ہو رہی ہے مگر آپ نے حواشی اور تخریج کے ساتھ اسکی قدر و قیمت کو بڑھا دیا ہے، قارئین کو مسائل کے جاننے میں آسانی ہوگی اور جو لوگ حوالے کی تلاش میں رہتے ہیں انہیں راہنمائی ملے گی۔ مزید برآں حضرت ابوبلال امیر دعوت اسلامی علامہ محمد الیاس قادری عطار قبلہ کی زیر نگرانی جو علمی اور تصنیفی کام ہو رہا ہے اس کے دُور رس اثرات مرتب ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو ہمت دے اور کام جاری رہے۔ والسلام

شماریاتی جائزہ: بہار شریعت کی اس جلد میں 221 آیات قرآنیہ، 1062 احادیث مبارکہ، 3431 فقہی مسائل اور 144 عقائد شامل ہیں۔

مدنی گزارش

ان تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں دعویٰ کمال نہیں لہذا ہمارے کام میں جو خوبی نظر آئے وہ ہمارے صدر الشریعہ علیہ رحمۃ ربّ الوری کے قلم کا کمال ہے، اور ہمارے پیرومرشد امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کا فیض ہے اور جہاں خامی ہو وہاں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔ اسلامی بھائیوں بالخصوص علمائے کرام دامت فیوضہم سے مودبانہ درخواست ہے کہ جہاں جہاں ضرورت محسوس کریں بذریعہ مکتوب یا ای میل ہماری رہنمائی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ دعوت اسلامی کے تحقیقی و اشاعتی ادارے ”المدينة العلمية“ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں اپنی اصلاح کے لئے شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے 3 دن، 12 دن، 30 دن اور 12 ماہ کے لئے عاشقان رسول کے سفر کرنے والے مدنی قافلوں کا مسافر بننے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوت اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس ”المدينة العلمية“ کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

مجلس المدينة العلمية (دعوت اسلامی)

E.mail:ilmia26@yahoo.com,...gmail.com

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَذْكِرَةُ صَدْرِ الشَّرِيعَةِ عَلَيْهِ رَحْمَةُ رَبِّ الْوَرَى

(از: شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی ذامت برکاتہم العالیہ)

شیطان لاکھ سُستی دلائل چند اوراق پر مشتمل "تذکرہ صدر الشریعہ"
مکمل پڑھ لیجئے ان شاء اللہ عزوجل آپ کا دل سینے میں جھوم اُٹھے گا۔

دُرود شریف کی فضیلت

رسول اکرم، نُورِ مُجَسِّم، شاہِ بنی آدم، نبیِ مُحْتَشَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ معظم ہے: جس نے مجھ پر سو
مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نفاق اور جھٹم کی آگ سے آزاد ہے اور
اُسے بروزِ قیامت شہداء کے ساتھ رکھے گا۔
(مَجْمَعُ الزَّوَاوِد ج ۱۰ ص ۲۵۳ حدیث ۱۷۲۹۸ دار الفکر بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

سگِ مدینہ کے بچپن کی ایک دھندلی یاد

تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "دعوتِ اسلامی" کے قیام سے بہت پہلے میرے عہدِ طفولیت (یعنی
بچپن یا لڑکپن) کا واقعہ ہے۔ جب ہم باب المدینہ کے اندر گونگی، اولڈ ٹاؤن میں رہائش پذیر تھے، محلے میں بادیامی مسجد تھی جو کہ
کافی آباد تھی، پیش امام صاحب بہت پیارے عالم تھے، روزانہ نمازِ عشاء کے بعد نماز کے دو ایک مسائل بیان فرمایا کرتے
تھے (کاش! ہر امام مسجد روزانہ کم از کم کسی ایک نماز کے بعد اسی طرح کیا کرے) جس سے کافی سیکھنے کو ملتا تھا۔ ایک دن میں اپنے بڑے
بھائی جان (مرحوم) کے ساتھ غالباً نمازِ ظہر اسی بادیامی مسجد میں ادا کر کے باہر نکلا تھا، پیش امام صاحب فارغ ہو کر مسجد کے باہر
تشریف لا چکے تھے۔ کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا ہوگا اس پر انہوں نے کسی کو حکم فرمایا: بہارِ شریعت لے آؤ۔ چنانچہ ایک کتاب ان
کے ہاتھوں میں دی گئی اُس پر جلی حُرُوف سے بہارِ شریعت لکھا تھا، سرورِ ق پر سورج کی کرنوں کے مُشابہ خوبصورت دھاریاں
بنی ہوئی تھیں، امام صاحب نے وَرَق گردانی شروع کی، مجھے اُس وقت خاص پڑھنا تو آتا نہیں تھا۔ جگہ جگہ جلی جلی حُرُوف میں لفظ

مسئلہ لکھا تھا، چونکہ مسائل سن کر بہت سکون ملتا تھا اس لئے میرے منہ میں پانی آ رہا تھا کہ کاش! یہ کتاب مجھے حاصل ہو جاتی! لیکن نہ میں نے مذہبی کتابوں کی کوئی دکان دیکھی تھی نہ ہی یہ شعور تھا کہ یہ کتاب خریدی بھی جاسکتی ہے، خیر اگر مول ملتی بھی تو میں کہاں سے خریدتا! اتنے پیسے کس کے پاس ہوتے تھے! بہر حال بہارِ شریعت مجھے یاد رہ گئی اور آخر کار وہ دن بھی آ ہی گیا کہ اللہ رب العزت عزوجل کی رحمت سے میں بہارِ شریعت خریدنے کے قابل ہو گیا۔ اُن دنوں مکمل بہارِ شریعت (دو جلدوں میں) کا ہدیہ پاکستانی 32 روپیہ تھا جبکہ بغیر جلد کی 28 روپیہ۔ چنانچہ میں نے مکمل بہارِ شریعت (غیر مجلد) 28 روپے میں خریدنے کی سعادت حاصل کی۔ اُس وقت بہارِ شریعت کے 17 حصے تھے البتہ اب 20 ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل میں نے بہارِ شریعت سے وہ فیوض و برکات حاصل کئے کہ بیان سے باہر ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل مجھے اس کتاب کی برکات سے معلومات کا وہ انمول خزانہ ہاتھ آیا کہ میں آج تک اس کے گن گاتا ہوں۔ اس عظیم الشان تصنیف کے مُصَنِّفِ خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی ہیں۔ حضرت سید ناسفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان: ”عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزُلُ الرَّحْمَةُ يُعْنِي نِيْلُ لَوْغُوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔“ (حلیۃ الاولیاء، ج ۷ ص ۳۳۵ رقم ۱۰۷۵۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت) پر عمل کرتے ہوئے اپنے محسن حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا تذکرہ پیش کرتا ہوں۔

دم سے ترے ”بہارِ شریعت“ ہے چار سو
باطل ترے فتاویٰ سے لرزاں ہے آج بھی

ابتدائی حالات

صدرِ شریعت، بدرِ طریقت، محسنِ اہلسنت، خلیفہ اعلیٰ حضرت، مصنفِ بہارِ شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی سنی حنفی قادری برکاتی علیہ رحمۃ اللہ القوی ۱۳۰۰ھ مطابق 1882ء میں مشرقی یوپی (ہند) کے قصبہ مدینۃ العلماء گھوسی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حکیم جمال الدین علیہ رحمۃ اللہ السنین اور دادا حضور خدا بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فنِ طب کے ماہر تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے دادا حضرت مولانا خدا بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گھر پر حاصل کی پھر اپنے قصبہ ہی میں مدرسہ ناصر العلوم میں جا کر گوپال گنج کے مولوی الہی بخش صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کچھ تعلیم حاصل کی۔ پھر جو نپور پہنچے اور اپنے چچا زاد بھائی اور اُستاد مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کچھ اسباق پڑھے

پھر جامع معقولات و منقولات حضرت علامہ ہدایت اللہ خان علیہ رحمۃ الرحمن سے علم دین کے چھلکتے ہوئے جام نوش کئے اور یہیں سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ پھر دورہ حدیث کی تکمیل پبلی بھیت میں اُستادُ المحدثین حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے کی۔ حضرت محدث سورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے ہونہار شاگرد کی عبقری (یعنی اعلیٰ) صلاحیتوں کا اعتراف ان الفاظ میں کیا: ”مجھ سے اگر کسی نے پڑھا تو امجد علی نے۔“

پیدل سفر

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ رحمۃ رب الوری نے طلب علم دین کیلئے جب مدینۃ العلماء گھوسی سے جو پور کا سفر اختیار کیا، ان دنوں سفر پیدل یا نیل گاڑیوں پر ہوتا تھا۔ چنانچہ راہِ علم کے عظیم مسافر صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری مدینۃ العلماء گھوسی سے پیدل سفر کر کے اعظم گڑھ آئے پھر یہاں سے اونٹ گاڑی پر سوار ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو پور پہنچے۔

حیرت انگیز قوت حافظہ

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا حافظہ بہت مضبوط تھا۔ حافظہ کی قوت، شوق و محنت اور ذہانت کی وجہ سے تمام طلبہ سے بہتر سمجھے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ کتاب دیکھنے یا سننے سے برسوں تک ایسی یاد رہتی جیسے ابھی ابھی دیکھی یا سنی ہے۔ تین مرتبہ کسی عبارت کو پڑھ لیتے تو یاد ہو جاتی۔ ایک مرتبہ ارادہ کیا کہ ”کافیہ“ کی عبارت زبانی یاد کی جائے تو فائدہ ہوگا تو پوری کتاب ایک ہی دن میں یاد کر لی!

تدریس کا آغاز

صوبہ بہار (ہند پٹنہ) میں مدرسۃ اہلسنت ایک ممتاز درس گاہ تھی جہاں مُقتدِر (مُق۔ ت۔ در) ہستیاں اپنے علم و فضل کے جوہر دکھا چکی تھیں۔ خود صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذِ محترم حضرت محدث سورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی برسوں وہاں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہ چکے تھے۔ مولیٰ مدرسہ قاضی عبدالوہید مرحوم کی درخواست پر حضرت محدث سورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے مدرسۃ اہلسنت (پٹنہ) کے صدرِ مدرس کے لئے صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتخاب فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاذِ محترم کی دعاؤں کے سائے میں ”پٹنہ“ پہنچے اور پہلے ہی سبق میں علوم کے ایسے دریابہائے کہ علماء و طلبہ آتش کرا اٹھے۔ قاضی عبدالوہید علیہ رحمۃ اللہ المجید جو خود بھی مُتبحّر (مُ۔ ت۔ نَح۔ ح) عالم تھے نے صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری کی علمی و جاہت اور انتظامی صلاحیت سے متاثر ہو کر مدرسہ کے تعلیمی اُمور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کر دیئے۔

اعلیٰ حضرت کی پہلی زیارت

کچھ عرصہ بعد قاضی عبدالوحید علیہ رحمۃ اللہ الحجید بانی مدرسہ اہلسنت (پٹنہ) شدید بیمار ہو گئے۔ قاضی صاحب ایک نہایت دیندار و دین پرور رئیس تھے، علم دین سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ انگریزی تعلیم میں B.A تھے۔ انکے والد انھیں بیرسٹری کے امتحان کے لئے لندن بھیجنا چاہتے تھے لیکن قاضی صاحب کے مقدس مدنی جذبات نے یورپ کے ملحدانہ گندے ماحول کو سخت نا پسند کیا۔ چنانچہ آپ نے اس سفر سے تحریر فرمایا اور ساری زندگی خدمت دین ہی کو اپنا شعار بنایا۔ انکی پرہیزگاری اور مدنی سوچ ہی کی کشش تھی کہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولینا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اور حضرت قبلہ محدث سورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی جیسے مصروف بزرگان دین قاضی صاحب کی عیادت کے لئے کشاں کشاں **روہیلکھنڈ** سے پٹنہ تشریف لائے۔ اسی موقع پر حضرت صدر الشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ انہی نے پہلی بار میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کی زیارت کی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت میں ایسی کشش تھی کہ بے اختیار صدر الشریعہ، بدرالطریقہ علیہ رحمۃ رب الوری کا دل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف مائل ہو گیا اور اپنے استاذ محترم حضرت سپہ نامہ محدث سورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مشورے سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت سے بیعت ہو گئے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت اور سپہ نامہ محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی موجودگی میں ہی قاضی صاحب نے وفات پائی۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت نے نماز جنازہ پڑھائی اور محدث سورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے قبر میں اُتارا۔ اللہ ربُّ الْعِزَّتْ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

امین بجاہِ النَّبِیِّ الْأَمِینِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

علم طب کی تحصیل

قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت کے بعد مدرسہ کا انتظام جن لوگوں کے ہاتھ میں آیا، ان کے نامناسب اقدامات کی وجہ سے صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری سخت کبیدہ خاطر اور دل برداشتہ ہو گئے اور سالانہ تعطیلات میں اپنے گھر پہنچنے کے بعد اپنا استعفاء بھجوا دیا اور مطالعہ کتب میں مصروف ہو گئے۔ پٹنہ میں مغرب زدہ لوگوں کے بُرے برتاؤ سے متاثر ہو کر

ملازمت کی چپقلش سے بیزار ہو چکے تھے۔ معاش کے لئے کسی مناسب مشغلہ کی جستجو تھی۔ والد محترم کی نصیحت یاد آئی کہ ع میراثِ پدر خواہی علم پدر آموز (یعنی والد کی میراث حاصل کرنا چاہتے ہو تو والد کا علم سیکھو) خیال آیا کہ کیوں نہ علم طب کی تحصیل کر کے خاندانی پیشہ طبابت ہی کو مشغلہ بنائیں۔ چنانچہ شوال ۱۳۲۶ھ میں لکھنؤ جا کر دو سال میں علم طب کی تحصیل و تکمیل کے بعد وطن واپس ہوئے اور مطب شروع کر دیا۔ خاندانی پیشہ اور خداداد قابلیت کی بنا پر مطب نہایت کامیابی کے ساتھ چل پڑا۔

صدرِ شریعت اعلیٰ حضرت کی بارگاہِ عظمت میں

ذریعہ معاش سے مطمئن ہو کر جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کام سے ”لکھنؤ“ تشریف لے گئے۔ وہاں سے اپنے اُستادِ محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ”پہلی بھیت“ حاضر ہوئے۔ حضرت محدثِ سورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو جب معلوم ہوا کہ ان کا ہونہار شاگرد مدرسہ چھوڑ کر مطب میں مشغول ہو گیا ہے تو انہیں بے حد افسوس ہوا۔ چونکہ صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوزی کا ارادہ بریلی شریف حاضر ہونے کا بھی تھا چنانچہ بریلی شریف جاتے وقت محدثِ سورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایک خط اس مضمون کا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی خدمت میں تحریر فرمادیا تھا کہ ”جس طرح ممکن ہو آپ ان (یعنی حضرت صدر الشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی) کو خدمتِ دین و علمِ دین کی طرف مٹوچہ کیجئے۔“ جب میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے درِ دولت پر حاضری ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت لطف و کرم سے پیش آئے اور ارشاد فرمایا: ”آپ یہیں قیام کیجئے اور جب تک میں نہ کہوں واپس نہ جائیے۔“ اور دل بستگی کے لئے کچھ تحریری کام وغیرہ سپرد فرمادیئے۔ تقریباً دو ماہ بریلی شریف میں قیام رہا اور میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی صحبت میں علمی استفادہ اور دینی مذاکرہ کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ رمضان المبارک قریب آ گیا۔ صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوزی نے گھر جانے کی اجازت طلب کی تو میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ارشاد فرمایا: ”جائیے! لیکن جب کبھی میں بلاؤں تو فوراً چلے آئیے۔“

مُرشدِ کامل کا منظورِ نظر امجد علی

اس پہ دائم لطف فرما چشمِ حق بینِ رضا

طبابت سے دینی خدمت کی طرف مراجعت

صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوزی خود فرماتے ہیں: میں جب اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مجددِ دین و ملت مولانا شاہ امام احمد

رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دریافت فرمایا: مولانا کیا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی: مُطَب کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے فرمایا: ”مطب بھی اچھا کام ہے، اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدِیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ (یعنی علم دو ہیں: علم دین اور علم طب)۔ مگر مطب کرنے میں یہ خرابی ہے کہ صبح صبح قارورہ (یعنی پیشاب) دیکھنا پڑتا ہے۔“ اس ارشاد کے بعد مجھے قارورہ (پیشاب) دیکھنے سے انتہائی نفرت ہو گئی اور یہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کا کشف تھا کیونکہ میں امراض کی تشخیص میں قارورہ (یعنی پیشاب) ہی سے مدد لیتا تھا (اور واقعی صبح صبح مریضوں کا قارورہ (پیشاب) دیکھنا پڑ جاتا تھا) اور یہ تَصَرُّف تھا کہ قارورہ بنی یعنی مریضوں کا پیشاب دیکھنے سے نفرت ہو گئی۔

بریلی شریف میں دوبارہ حاضری

گھر جانے کے چند ماہ بعد بریلی شریف سے خط پہنچا کہ آپ فوراً چلے آئیے۔ چنانچہ صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوہی دوبارہ بریلی شریف حاضر ہو گئے۔ اس مرتبہ ”انجمن اہلسنت“ کی نظامت اور اس کے پریس کے اہتمام کے علاوہ مدرسہ کا کچھ تعلیمی کام بھی سپرد کیا گیا۔ گویا میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے بریلی شریف میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مستقل قیام کا انتظام فرما دیا۔ اس طرح صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوہی نے 18 سال میرے آقائے نعمت اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی صحبت بابرکت میں گزارے۔

لئے بیٹھا تھا عشقِ مصطفیٰ کی آگ سینے میں

ولایت کا جہیں پر نقش، دل میں نور و وحدت کا

بریلی شریف میں مصروفیات

بریلی شریف میں دو مستقل کام تھے ایک مدرسہ میں تدریس، دوسرے پریس کا کام یعنی کاپیوں اور پُر و فوں کی تصحیح، کتابوں کی روانگی، خطوط کے جواب، آمد و خرچ کے حساب، یہ سارے کام تنہا انجام دیا کرتے تھے۔ ان کاموں کے علاوہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے بعض مَسْوََدَات کا مَیْیُضہ کرنا (یعنی نئے سرے سے صاف لکھنا)، فتوؤں کی نقل اور ان کی خدمت میں رہ کر فتویٰ لکھنا یہ کام بھی مستقل طور پر انجام دیتے تھے۔ پھر شہر و بیرون شہر کے اکثر تبلیغ دین کے جلسوں میں بھی شرکت فرماتے تھے۔

روزانہ کا جدول

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ رحمۃ رب الوہی کا روزانہ کا جَدْوَل کچھ اس طرح تھا کہ بعد نماز فجر ضروری وظائف

وتلاوتِ قرآن کے بعد گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پرلیس کا کام انجام دیتے۔ پھر فوراً مدرّسہ جا کر تدریس فرماتے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد مُستَقِلّا کچھ دیر تک پھر پرلیس کا کام انجام دیتے۔ نمازِ ظہر کے بعد عصر تک پھر مدرّسہ میں تعلیم دیتے۔ بعد نمازِ عصر مغرب تک اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزّت کی خدمت میں نشست فرماتے۔ بعد مغرب عشاء تک اور عشاء کے بعد سے بارہ بجے تک اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزّت کی خدمت میں فتویٰ نویسی کا کام انجام دیتے۔ اسکے بعد گھر واپسی ہوتی اور کچھ تحریری کام کرنے کے بعد تقریباً دو بجے شب میں آرام فرماتے۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزّت کے اخیر زمانہ حیات تک یعنی کم و بیش دس برس تک روزمرّہ کا یہی معمول رہا۔ حضرت صدر الشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی اس محنت شاقہ و عزم و استقلال سے اُس دور کے اکابر علماء حیران تھے۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزّت کے بھائی حضرت ننھے میاں مولانا محمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ الحائنان فرماتے تھے کہ مولانا امجد علی کام کی مشین ہیں اور وہ بھی ایسی مشین جو کبھی فیمل نہ ہو۔

مصنّف بھی، مقرر بھی، فقیہ عصر حاضر بھی

وہ اپنے آپ میں تھا اک ادارہ علم و حکمت کا

ترجمہ کنز الایمان

صحیح اور اغلاط سے مُنَزَّہ (مُ-نَزَّہ) احادیثِ نبویہ و اقوالِ ائمہ کے مطابق ایک ترجمہ کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے آپ نے ترجمہ قرآن پاک کے لئے اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزّت کی بارگاہِ عظمت میں درخواست پیش کی تو ارشاد فرمایا: ”یہ تو بہت ضروری ہے مگر چھپنے کی کیا صورت ہوگی؟ اس کی طباعت کا کون اہتمام کرے گا؟ باؤضو کا پیوں کو لکھنا، باؤضو کا پیوں اور حروفوں کی تصحیح کرنا اور تصحیح بھی ایسی ہو کہ اعراب نقطے یا علامتوں کی بھی غلطی نہ رہ جائے پھر یہ سب چیزیں ہو جانے کے بعد سب سے بڑی مشکل تو یہ ہے کہ پرلیس مین ہمہ وقت باؤضو ہے، بغیر و ضونہ پتھر کو چھوئے اور نہ کاٹے، پتھر کاٹنے میں بھی احتیاط کی جائے اور چھپنے میں جو جوڑیاں نکلی ہیں انکو بھی بہت احتیاط سے رکھا جائے۔ آپ نے عرض کی: ”اِنْ شَاءَ اللّٰہ جو باتیں ضروری ہیں ان کو پوری کرنے کی کوشش کی جائے گی، بالفرض مان لیا جائے کہ ہم سے ایسا نہ ہو سکا تو جب ایک چیز موجود ہے تو ہو سکتا ہے آئندہ کوئی شخص اس کے طبع کرنے کا انتظام کرے اور مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے میں کوشش کرے اور اگر اس وقت یہ کام نہ ہو سکا تو آئندہ اس کے نہ ہونے کا ہم کو بڑا افسوس ہوگا۔“ آپ کے اس معروض کے بعد ترجمہ کا کام شروع کر دیا گیا بِحَمْدِ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مساعی جمیلہ سے خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور آج مسلمانوں کی کثیر تعداد مُجَدِّدِ اعظم،

امام اہلسنت علیہ رحمۃ رب العزت کے لکھے ہوئے قرآن پاک کے صحیح ترجمہ ”ترجمہ کنز الایمان“ سے مستفید ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (یعنی صدر الشریعہ) کی ممنون احسان ہے اور ان شاء اللہ عزوجل یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

گر اہل چمن فخر کریں اس پہ بجا ہے
امجد تھا گلاب چمن دانش و حکمت

وکیلِ رضا

میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت نے سوائے صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری کے کسی کو بھی حتیٰ کہ شہزادگان کو بھی اپنی بیعت لینے کے لئے وکیل نہیں بنایا تھا۔

صدر الشریعہ کا خطاب کس نے دیا؟

المملوٰظ حصہ اول صفحہ 183 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ میں ہے کہ میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت نے فرمایا: آپ موجودین میں تفقہ (تفق۔ فہم) جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پائے گا، اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتاء سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں، طبیعت اخاذ ہے، طرز سے واقفیت ہو چلی ہے۔“ میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت نے ہی حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ انہی کو صدر الشریعہ کے خطاب سے نوازا۔

اٹھا تھا لے کے جو ہاتھوں میں پرچم اعلیٰ حضرت کا

وہ میر کارواں ہے کارواں اہلسنت کا

قاضی شرع

ایک دن صبح تقریباً 9 بجے، میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن مکان سے باہر تشریف لائے، تخت پر قالین بچھانے کا حکم فرمایا۔ سب حاضرین حیرت زدہ تھے کہ حضور یہ اہتمام کس لئے فرما رہے ہیں! پھر میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت ایک کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں آج بریلی میں دائر القہواء بریلی کے قیام کی بنیاد رکھتا ہوں اور صدر الشریعہ کو اپنی طرف بلا کر ان کا داہنا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر قاضی کے منصب پر بٹھا کر فرمایا: ”میں آپ کو ہندوستان کے لئے قاضی شرع مقرر کرتا ہوں۔ مسلمانوں کے درمیان اگر ایسے کوئی مسائل پیدا

ہوں جن کا شرعی فیصلہ قاضی شرع ہی کر سکتا ہے وہ قاضی شرعی کا اختیار آپ کے ذمے ہے۔“ پھر تاجدارِ اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ رحمۃ اللہ ان اور برہان ملت حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق رضوی علیہ رحمۃ القوی کو دارالقضاء بریلی میں مفتی شرع کی حیثیت سے مقرر فرمایا۔ پھر دُعا پڑھ کر کچھ کلمات ارشاد فرمائے جن کا اقرار حضرت صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری نے کیا۔ صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری نے دوسرے ہی دن قاضی شرع کی حیثیت سے پہلی نشست کی اور وراثت کے ایک معاملہ کا فیصلہ فرمایا۔

یہ ساری برکتیں ہیں خدمتِ دینِ پیمبر کی

جہاں میں ہر طرف ہے تذکرہ صدر شریعت کا

اعلیٰ حضرت کے جنازے کے لئے وصیت

وصایا شریف صفحہ 24 پر ہے کہ مجیدِ واعظم، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجددِ دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے اپنی نمازِ جنازہ کے بارے میں یہ وصیت فرمائی تھی۔ ”الْمَنَّةُ الْمُتَمَازَةُ“ اُمس نمازِ جنازہ کی جتنی دعائیں منقول ہیں اگر حامد رضا کو یاد ہوں تو وہ میری نمازِ جنازہ پڑھائیں ورنہ مولوی امجد علی صاحب پڑھائیں۔ حضرت حُجَّةُ الْإِسْلَام (حضرت مولانا حامد رضا خان) چُونکہ آپ کے ”وَلِی“ تھے اسلئے انکو مقدم فرمایا، وہ بھی مشر و طور پر اور انکے بعد میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّت کی نگاہِ انتخاب اپنی نمازِ جنازہ کے لئے جس پر پڑی وہ بھی بلا شرط، وہ ذاتِ صدر الشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ ان کی تھی۔ اسی سے اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّت کی صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری سے مَحَبَّت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

آستانہ مُرشد سے وفا

ایک مرتبہ کسی صاحب نے تاجدارِ اہلسنت مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے سامنے صدر الشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ ان کی تذکرہ فرمایا تو مفتی اعظم علیہ رحمۃ اللہ اکرم کی چشمانِ کرم سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا کہ صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری نے اپنا کوئی گھر نہیں بنایا بریلی ہی کو اپنا گھر سمجھا۔ وہ صاحب اثر بھی تھے اور کثیر التعداد طلبہ کے اُستاذ بھی، وہ چاہتے تو بآسانی کوئی ذاتی دارالعلوم ایسا کھول لیتے جس پر وہ یکہ و تنہا قابض

رہتے مگر ان کے خلوص نے ایسا نہیں کرنے دیا۔“

یہ میرے مُرشد کا کرم ہے

چنانچہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ (اجیر شریف) میں وہاں کے صدر المذہبِ سنی ہو کر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہنچے اور وہاں کے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اندازِ تدریس سے بہت متاثر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روبرو اس کا ذکر آیا کہ آپ کی تعلیم بہت کامیاب ہوتی نظر آرہی ہے یہ مرکزی دارالعلوم سر بلند ہوتا جا رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”یہ مجھ پر اعلیٰ حضرت علیہ رَحْمَةُ رَبِّ الْعَزَّةِ کا فضل و کرم ہے۔“

باغِ عالم کا ہو منظر کیوں نہ رنگین و حسین
گوشے گوشے سے ہیں طیب افشاںِ ریاحینِ رضا

صدر شریعت کی صحبت کی عظمت

تلمیذ و خلیفہ صدر الشریعہ حضرت مولانا سید ظہیر احمد زیدی علیہ رحمۃ اللہ الہادی لکھتے ہیں: مجھے سات سال کے عرصے میں اُن گنت بار مولانا کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا لیکن میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلسوں کو ان عُیُوب سے پاک پایا جو عام طور سے بلا امتیازِ عوام و خواص ہمارے معاشرے کا جز و بن گئے ہیں مثلاً غیبت، چغلی، دوسروں کی بدخواہی، عیب جوئی وغیرہ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی نہایت مقدّس و پاکیزہ تھی، مجھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی میں دروغ بیانی (یعنی جھوٹ بولنے) کا کبھی شائبہ بھی نہیں گزرا۔ جہاں تک میری معلومات ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معمولاتِ قرآن و سنت کے مطابق تھے، گفتگو بھی نہایت مہذب ہوتی، کوئی ناشائستہ یا غیر مہذب لفظ استعمال نہ فرماتے، اسی طرح معاملات میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت صاف تھے۔ آپ کا ہر معاملہ شریعتِ مطہرہ کے احکام کے ماتحت تھا۔ ”دادوں“ (علی گڑھ) میں قیام کے دوران کا میں عینی شاہد ہوں کہ آپ نے کبھی کسی کے ساتھ بد معااملگی نہ کی، نہ کسی کا حق تلف کیا۔

بلندی پرستارہ کیوں نہ ہو پھر اُس کی قسمت کا
دیا امجد نے جس کو درسِ قانونِ شریعت کا

صَبْر و تحمَل

بڑے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم شمس الہدی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا تو صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری اُس وقت نماز تراویح ادا کر رہے تھے۔ اطلاع دی گئی تشریف لائے۔ ”إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُونَ“ پڑھا اور فرمایا: ابھی آٹھ رکعت تراویح باقی ہیں، پھر نماز میں مصروف ہو گئے۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خواب میں آ کر فرمایا:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہزادی ”بنو“ سخت بیمار تھیں۔ اس دوران ایک دن بعد نماز فجر حضرت صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری نے قرآن خوانی کے لیے طلبہ و حاضرین کو روکا۔ بعد ختم قرآن مجید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجلس کو خطاب فرمایا کہ میری بیٹی ”بنو“ کی علالت (بیماری) طویل ہو گئی، کوئی علاج کارگر نہیں ہوا اور فائدے کی کوئی صورت نہیں نکل رہی ہے، آج شب میں نے خواب دیکھا کہ سرور کونین، رحمت عالم روجی فداہ گھر میں تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ”بنو“ کو لینے آئے ہیں۔ سپہ الامام حضور اکرم عَلَیْہِ السَّلَام کو خواب میں دیکھنا بھی حقیقت میں بلاشبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کو دیکھنا ہے۔ بنو کی دنیوی زندگی اب پوری ہو چکی ہے۔ مگر وہ بڑی ہی خوش نصیب ہے کہ اسے آقا و مولیٰ، رحمت عالم، محبوب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لینے کے لیے تشریف لائے اور میں نے خوشی سے سپرد (س۔ ہد) کیا۔ دعائے خیر کے بعد مجلس قرآن خوانی ختم ہو گئی۔ غالباً اُسی دن یا دوسرے دن بنو کا انتقال ہو گیا۔ اللہُ رَبُّ الْعِزَّتْ عَزَّ وَجَلَّ کِی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

امین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شہزادگان پر شفقت

شہزادگان پر شفقت کا جو عالم تھا وہ شہزادہ صدر الشریعہ، شیخ الحدیث و الشیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے مضمون میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: میں خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ مولانا ثناء المصطفیٰ، مولانا نبیاء المصطفیٰ، مولانا فداء المصطفیٰ، اس وقت بہت چھوٹے بچے تھے، وہ گنا (گنڈیری) لے کر آتے اور کہتے: ”

اناجی اسے گلا بنا دو۔“ یعنی اسے چھیل کر کاٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیجئے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے پیار محبت سے مسکرا کر گناہاتھ میں لیکر چاقو سے اسے چھیلنے پھر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ان لوگوں کے منہ میں ڈالتے۔

گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے

بخاری شریف میں ہے: حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: كَانَ يَكُونُ فِي مَهْنَةِ أَهْلِهِ نَبِيٌّ أَكْرَمَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اپنے گھر میں کام کاج میں مشغول رہتے یعنی گھر والوں کا کام کرتے تھے۔ (صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ، ج ۱ ص ۲۴۱، حدیث ۶۷۶ دار الکتب العلمیہ بیروت) اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوزی گھر کے کام کاج سے عار (شرم) محسوس نہ فرماتے بلکہ سنت پر عمل کرنے کی نیت سے ان کو بخوشی انجام دیتے۔

صدر الشریعہ کاسنت کے مطابق چلنے کا انداز

تلمیذ و خلیفہ صدر شریعت، حافظ ملت حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز مبارک پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی بیان کرتے ہیں: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم راستہ چلتے تو رفتار سے عظمت و وقار کا ظہور ہوتا، دائیں بائیں نگاہ نہ فرماتے، ہر قدم قوت کے ساتھ اٹھاتے، چلتے وقت جسم مبارک آگے کی طرف قدرے جھکا ہوتا، ایسا لگتا گویا اونچائی سے نیچے کی طرف اتر رہے ہوں۔ ہمارے استاذ محترم صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوزی سنت کے مطابق راستہ چلتے تھے، ان سے ہم نے علم بھی سیکھا اور عمل بھی۔ یہی حضرت حافظ ملت فرماتے ہیں: ”میں دس سال حضرت صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوزی کی کفش برداری (یعنی خدمت) میں رہا، آپ کو ہمیشہ متبع سنت پایا۔“

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ
ایسے صدر شریعت پہ لاکھوں سلام

نماز کی پابندی

سفر ہو یا حضر صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوزی کبھی نماز قضاء نہ فرماتے۔ شدید سے شدید بیماری میں بھی نماز ادا فرماتے۔ اجیر شریف میں ایک بار شدید بخار میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ غشی طاری ہو گئی۔ دوپہر سے پہلے غشی طاری ہوئی اور عصر تک رہی۔ حافظ ملت مولانا عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ الحفیظ خدمت کے لیے حاضر تھے، صدر الشریعہ، بدرالطریقہ علیہ رحمۃ رب الوزی کو جب ہوش آیا تو سب سے پہلے یہ دریافت فرمایا: کیا وقت ہے؟ ظہر کا وقت ہے یا نہیں؟ حافظ ملت علیہ رحمۃ رب العزت نے عرض کی کہ اتنے بج گئے ہیں اب ظہر کا وقت نہیں۔ یہ سن کر اتنی اذیت پہنچی کہ آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے۔ حافظ ملت علیہ رحمۃ رب العزت نے

دریافت کیا: کیا حضور کو کہیں درد ہے، کہیں تکلیف ہے؟ فرمایا: ”(بُیْت بڑی)“ تکلیف ہے کہ..... ظہر کی نماز قضا ہو گئی۔“ حافظ مَلّت عَلَیْہِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزّت نے عرض کی: حضور بیہوش تھے۔ بیہوشی کے عالم میں نماز قضا ہونے پر کوئی مُؤَاخَذَہ (قیامت میں پوچھ گچھ) نہیں۔ فرمایا: آپ مُؤَاخَذَہ کی بات کر رہے ہیں وقت مُقَرَّرہ پر دربارِ الہی عزوجل کی ایک حاضری سے تو محروم رہا۔

نماز باجماعت کا جذبہ

حضرت صدر الشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ انہی اس پر بیہوشی سے پابند تھے کہ مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز پڑھیں۔ بلکہ اگر کسی وجہ سے مؤذن صاحب وقت مُقَرَّرہ پر نہ پہنچتے تو خود اذان دیتے۔ قدیم دولت خانے سے مسجد پالکل قریب تھی وہاں تو کوئی دقت نہیں تھی لیکن جب نئے دولت خانے قادری منزل میں رہائش پذیر ہوئے تو آس پاس میں دو مسجدیں تھیں۔ ایک بازار کی مسجد دوسری بڑے بھائی کے مکان کے پاس جو ”نوا کی مسجد“ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دونوں مسجدیں فاصلے پر تھیں۔ اس وقت بینائی بھی کمزور ہو چکی تھی، بازار والی مسجد نسبتاً قریب تھی مگر راستے میں بے تکی نالیاں تھیں۔ اسلئے ”نوا کی مسجد“ نماز پڑھنے آتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی نماز کے لئے جارہے تھے، راستے میں ایک گناواں تھا، ابھی کچھ اندھیرا تھا اور راستہ بھی ناہموار تھا، بے خیالی میں گناویں پر چڑھ گئے قریب تھا کہ کنویں کے غار میں قدم رکھ دیتے۔ اتنے میں ایک عورت آگئی اور زور سے چلائی! ”ارے مولوی صاحب گناواں ہے رُک جاؤ! ورنہ گر پڑیو!“ یہ سن کر حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قدم روک لیا اور پھر کنویں سے اتر کر مسجد گئے۔ اس کے باوجود مسجد کی حاضری نہیں چھوڑی۔

بیماری میں بھی روزہ نہ چھوڑا

ایک بار رَمَضانُ المبارک میں سخت سردی کا بخار چڑھ گیا۔ اس میں خوب ٹھنڈ لگتی اور شدید بخار چڑھتا ہے نیز پیاس اتنی شدت سے لگتی ہے کہ ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ تقریباً ایک ہفتہ تک اس بخار میں گرفتار رہے۔ ظہر کے بعد خوب سردی چڑھتی پھر بخار آجاتا مگر قربان جائیے! اس حال میں بھی کوئی روزہ نہیں چھوڑا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

شارح بخاری حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میرے والد ماجد مرحوم ابیداء و عمری میں بہت بڑے تاجر تھے اور حساب کے ماہر، صدر الشریعہ ان کو بلا کر (زکوٰۃ کا) پورا حساب لگواتے۔ پھر انھیں سے کپڑے کا تھان منگا کر عورتوں کے لائق الگ مردوں بچوں کے لائق الگ اور سب کے مناسب قطع کرا کے تقسیم فرماتے۔ کوئی سائل

کبھی دروازے سے خالی واپس نہ جاتا، بہت بڑے مہمان نواز اور عموماً مہمان آتے رہتے سب کے شایان شان کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے اور آرام کا اہتمام فرماتے۔ مہمانوں کے لئے خصوصیت سے ان کی ضروریات کی چیزیں ہر وقت گھر میں رکھتے۔

دُرودِ رضویہ پڑھنے کا جذبہ

کتنی ہی مصروفیت ہو نمازِ فجر کے بعد ایک پارہ کی تلاوت فرماتے اور پھر ایک حزب (باب) دلائل الخیرات شریف پڑھتے، اس میں کبھی ناغہ نہ ہوتا، اور بعد نمازِ جمعہ بلا ناغہ 100 بار دُرودِ رضویہ پڑھتے۔ حتیٰ کہ سفر میں بھی جمعہ ہوتا تو نمازِ ظہر کے بعد دُرودِ رضویہ نہ چھوڑتے، چلتی ہوئی ٹرین میں کھڑے ہو کر پڑھتے۔ ٹرین کے مسافر اس دیوانگی پر حیرت زدہ ہوتے مگر انہیں کیا معلوم۔

دیوانے کو تحقیر سے دیوانہ نہ کہنا
دیوانہ بہت سوچ کے دیوانہ بنا ہے

اصلاح کرنے کا انداز

اولاد اور طلبہ کی عملی تعلیم و تربیت کا بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خصوصی خیال فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تقویٰ و تدبیر (یعنی دین داری) اس امر کا مُتَحَمِّل (مُ-ت-ح-م-مل) ہی نہ تھا کہ کوئی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے خلافِ شرع کام کرے اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم میں طلبہ یا اولاد کے بارے میں کوئی ایسی بات آتی جو احکامِ شریعت کے خلاف ہوتی تو چہرہ مبارکہ کا رنگ بدل جاتا تھا، کبھی شدید ترین برہمی کبھی زجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ) اور کبھی تنبیہ و سزا اور کبھی موعظہٴ حسنہ غرض جس مقام پر جو طریقہ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مناسب خیال فرماتے استعمال میں لاتے تھے۔

خواب میں آکر رہنمائی

خلیلِ ملت حضرت مفتی محمد خلیل خان برکاتی علیہ رحمۃ الباقی فرماتے ہیں: طلبہ کی طرف التفاتِ تام (یعنی بھرپور توجہ) کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے کہ فقیر کو ایک مرتبہ ایک مسئلہ تحریر کرنے میں اُلجھن پیش آئی، الحمد للہ میرے استاذِ گرامی، حضرت صدر الشریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الوری نے خواب میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا: ”بہارِ شریعت کا فلاں حصہ دیکھ لو۔“ صبح کو اُٹھ کر بہارِ شریعت اٹھائی اور مسئلہ (مس۔ء۔لہ) حل کر لیا۔ وصال شریف کے بعد فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صدر الشریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الوری درسِ حدیث دے رہے ہیں، مسلم شریف سامنے ہے اور شفاف لباس میں ملبوس تشریف فرما ہیں، مجھ سے فرمایا: آؤ تم بھی مسلم

شریف پڑھ لو۔

ہر طرف علم و ہنر کا آپ سے دریا بہا
آپ کا احسان اے صدر الشریعہ کم نہیں

نعت شریف سنتے ہوئے اشک باری

منقول ہے کہ جب نعت شروع ہوتی تو صدر الشریعہ علیہ رحمۃ ربہ الوریٰ مُوَدَّب بیٹھ کر دونوں ہاتھ باندھ لیتے اور آنکھیں بند کر لیتے۔ انتہائی وقار و تَمَكُّنَت (تَم - ک - نَت) کے ساتھ پرسکون ہو جاتے اور پورے انہماک و توجہ سے سنتے۔ پھر کچھ ہی دیر بعد آنکھوں سے سِل اشک اس طرح جاری ہو جاتے کہ تھمنے کا نام نہ لیتے۔ نعت پڑھنے والا نعت پڑھ کر خاموش ہو جاتا اس کے بعد بھی کچھ دیر تک یہی خود فراموشی طاری رہتی۔

متاعِ عشقِ سرکارِ دو عالم ہو جسے حاصل
کَشِشِ اس کیلئے کیا ہوگی دنیا کے خزینے میں

حضرت شاہِ عالم کا تخت

حضرت سیدنا شاہِ عالم علیہ رَحْمَةُ اللہِ الْاَکْرَمِ بیٹ بڑے عالمِ دین اور پائے کے ولی اللہ تھے۔ مدینۃ الاولیاء احمد آباد شریف (گجرات الہند) میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت ہی لگن کے ساتھ علمِ دین کی تعلیم دیتے تھے۔ ایک بار بیمار ہو کر صاحبِ فراش ہو گئے اور پڑھانے کی جھٹیاں ہو گئیں۔ جس کا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بے حد افسوس تھا۔ تقریباً چالیس دن کے بعد صحت یاب ہوئے اور مدرّسے میں تشریف لا کر حسبِ معمول اپنے تخت پر تشریف فرما ہوئے۔ چالیس دن پہلے جہاں سبق چھوڑا تھا وہیں سے پڑھانا شروع کیا۔ طلبہ نے مُتَعَجَّب ہو کر عرض کی: حضور: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ مضمون تو بہت پہلے پڑھا دیا ہے گزشتہ کل تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فُلاں سبق پڑھایا تھا! یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً اُمرِ اِقْب ہوئے۔ اُسی وقت سرکارِ مدینہ، قرا قلب و سینہ، فیضِ گنجینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ، باعِثِ نُوْلی سَکِینَہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لبہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی، مُشکبار پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: ”شاہِ عالم! تمہیں اپنے اُسباق رہ جانے کا بہت افسوس تھا لہذا تمہاری جگہ تمہاری صورت میں تخت پر بیٹھ کر میں روزانہ سبق پڑھا دیا کرتا تھا۔“ جس تخت پر سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوا کرتے تھے اُس پر اب حضرت قبلہ سیدنا شاہِ عالم علیہ رَحْمَةُ اللہِ الْاَکْرَمِ کس طرح

بیٹھ سکتے تھے لہذا فوراً تخت پر سے اُٹھ گئے۔ تخت کو یہاں کی مسجد میں مُعلق کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت سیدنا شاہ عالم علیہ رَحْمَةُ اللہِ الْاَکَرَم کیلئے دوسرا تخت بنایا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد اُس تخت کو بھی یہاں مُعلق کر دیا گیا۔ اس مقام پر دُعا قبول ہوتی ہے۔

مدینہ کا مسافر ہند سے پہنچا مدینہ میں

خلیفہ صدرِ شریعت، پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا حافظ قاری محمد مصلح الدین صدیق القادری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے میں (سب مدینہ غنی عنہ) نے سنا ہے، وہ فرماتے تھے: مُصْتَفِیٰ بہارِ شریعت حضرت صدرِ الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ مجھے مدینہ الاولیا احمد آباد شریف (ہند) میں حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، ان دونوں تختوں کے نیچے حاضر ہوئے اور اپنے اپنے دل کی دعائیں کر کے جب فارغ ہوئے تو میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت صدرِ الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری سے عرض کی: بخُشور! آپ نے کیا دعا مانگی؟ فرمایا: ”ہر سال حج نصیب ہونے کی۔“ میں سمجھا حضرت کی دُعا کا منشا یہی ہوگا کہ جب تک زندہ رہوں حج کی سعادت ملے۔ لیکن یہ دُعا بھی خوب قبول ہوئی کہ اُسی سال حج کا قصد فرمایا۔ سفینہ مدینہ میں سوار ہونے کیلئے اپنے وطن مدینہ العلماء گھوسی (ضلع اعظم گڑھ) سے بمبئی تشریف لائے۔ یہاں آپ کو نمونیہ ہو گیا اور سفینے میں سوار ہونے سے قبل ہی ۱۳۶۷ کے ذیقعدۃ الحرام کی دوسری شب ۱۲ بجکر ۲۶ منٹ پر بمطابق ۶ ستمبر ۱۹۴۸ کو آپ وفات پا گئے۔

مدینہ کا مسافر ہند سے پہنچا مدینہ میں قدم رکھنے کی بھی نوبت نہ آئی تھی سفینے میں

سُبْحَنَ اللہِ مَبَارَکِ تَحْتَ تَحْتَ مَانْگِی ہوئی دُعا کچھ ایسی قبول ہوئی کہ اب آپ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ قِیَامَت تک حج کا ثواب حاصل کرتے رہیں گے۔ خود حضرت صدرِ الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب بہارِ شریعت حصہ ۶ صَفْحَہ ۵ پر یہ حدیث پاک نقل کی ہے: جو حج کیلئے نکلا اور فوت ہو گیا تو قِیَامَت تک اُس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کیلئے نکلا اور فوت ہو گیا اُس کیلئے قِیَامَت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو جہاد میں گیا اور فوت ہو گیا اس کیلئے قِیَامَت تک غازی کا ثواب لکھا جائے گا۔

(مسند أبی یعلیٰ ج ۵، ص ۴۴۱ حدیث ۶۳۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

مادہ تاریخ

درج ذیل آیت مبارکہ آپ کی وفات کا مادہ تاریخ ہے۔ (پ ۱۴، الحجر ۴۰)

إِنَّ السَّائِقِينَ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ

۷ ۶ ۳ ۱ ۵

آپ کا مزار مبارک

بعد وفات حضرت صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری کے وجود مسعود کو بذریعہ ٹرین بمبئی سے مدینہ العلماء گھوسی لے جایا گیا۔ وہیں آپ کا مزار مبارک مرجع خواص و عوام ہے۔

قبر شریف کی مٹی سے شفاء مل گئی

مدینہ العلماء گھوسی کے مولانا فخر الدین کے والد محترم مولانا نظام الدین صاحب کے گردے میں پتھری ہو گئی تھی۔ انہوں نے ہر طرح کا علاج کیا لیکن کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ بالآخر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ علیہ رحمۃ اللہ القوی کی قبر انور کی مٹی استعمال کی جس سے الحمد للہ عجل ان کے گردے کی پتھری نکل گئی اور شفاء حاصل ہو گئی۔

دراجمد سے منگتا کو برابر بھیک ملتی ہے

گدا پہنچے، تو نگر، یا سوالی علم و حکمت کا

مزار سے خوشبو

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دفن ہونے کے بعد کئی روز بارش ہوتی رہی چنانچہ قبر انور پر چٹائیاں ڈال دی گئیں۔ جب 15 دن کے بعد مزار تعمیر کرنے کے لئے وہ چٹائیاں ہٹائی گئیں تو خوشبو کی ایسی پلٹیں اٹھیں کہ پوری فضا معطر ہو گئی۔ یہ خوشبو مسلسل کئی دن تک اٹھتی رہی۔

حقیقت میں نہ کیوں اللہ کا محبوب ہو جائے

نہ کھویا عمر بھر جس نے کوئی لمحہ عبادت کا

وفات کے بعد صدر الشریعہ کا بیداری میں دیدار ہو گیا!

شہزادہ صدر الشریعہ، محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ مصباحی مدظلہ فرماتے ہیں: غالباً 1391ھ یا 1392ھ کا واقعہ ہے کہ طویل غیر حاضری کے بعد حضرت مجاہد ملت مولینا حبیب الرحمن الہ آبادی علیہ رحمۃ الہادی عرس امجدی میں مدینہ

العلماء گھوسی تشریف لائے (حضرت صدر الشریعہ کے) عرس شریف کے اجلاس میں دورانِ تقریر اپنی مسلسل غیر حاضری کا سبب بیان کرتے ہوئے آپ (یعنی حضرت مجاہد ملت) نے فرمایا کہ عرس شریف کی آمد پر مجھے ہر سال الحمد للہ عزوجل صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی زیارت خواب میں ہوتی رہتی ہے جس کا صاف مطلب یہی تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے طلب فرمانا چاہتے ہیں۔ مگر چند ضروری مصروفیات عین وقت پر ہمیشہ رکاوٹ بن جایا کرتی تھیں۔ امسال بھی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی خواب میں جلال بھرے انداز میں زیارت نصیب ہوئی۔ یہی معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرا انتظار فرما رہے ہیں۔ اسی دورانِ عرس امجدی کا دعوت نامہ بھی موصول ہوا۔ اب بہر صورت حاضر ہونا تھا اور ہو گیا۔ ابھی سلسلہ تقریر جاری تھا۔۔۔ کہ آپ (یعنی مجاہد ملت) اچانک مزار اقدس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ رقت انگیز لہجے میں صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ مجاہد ملت کا بیان ختم ہونے کے بعد حضرت حافظ ملت مولانا عبدالعزیز علیہ رحمۃ القوی نے تقریر شروع کی۔ دورانِ تقریر بے ساختہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے یہ جملہ صادر ہوا کہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ بلاشبہ ولی تھے وہ اب بھی اسی طرح زندہ ہیں جیسے پہلے تھے ابھی ابھی حضرت مجاہد ملت نے ان کا دیدار کیا۔ اتنا فرماتے ہی حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنبھل گئے اور فوراً اپنی تقریر کا رخ موڑ دیا۔ چنانچہ جو حضرات متوجہ تھے اور جنہیں حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کشف و کرامات نیز اندازِ بیان کا علم تھا وہ عقدہ حل کر (یعنی گتھی سلجھا) چکے تھے اور انہیں یقین ہو گیا کہ حافظ ملت اور مجاہد ملت رَحِمَہُمَا اللہُ تعالیٰ جنہیں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے خصوصی قرب حاصل ہے ان دونوں حضرات کو اس وقت حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کا سر کی آنکھوں سے دیدار نصیب ہوا۔

کون کہتا ہے ولی سب مر گئے

قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

بہارِ شریعت

صدر الشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا پاک و ہند کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ضخیم عربی کُتب میں پھیلے ہوئے فقہی مسائل کو سبک تحریر میں پر و کر ایک مقام پر جمع کر دیا۔ انسان کی پیدائش سے لے کر وفات تک درپیش ہونے والے ہزار ہا مسائل کا بیان بہارِ شریعت میں موجود ہے۔ ان میں بے شمار مسائل ایسے بھی ہیں جن کا سیکھنا ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن پر فرض عین ہے۔ اس کی تصنیف کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب

الوری لکھتے ہیں: ”اردو زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی جو صحیح مسائل پر مشتمل ہو اور ضروریات کے لئے کافی و وافی ہو۔“

فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیری سینکڑوں علمائے دین علیہم رحمۃ اللہ المسین نے حضرت سپہناشخ نظام الدین ملاحیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں عربی زبان میں مرتب فرمائی مگر قربان جانیئے کہ صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری نے وہی کام اردو زبان میں تنہا کر دکھایا اور علمی ذخائر سے نہ صرف مفتی یہ اقوال چُن چُن کر بہارِ شریعت میں شامل کئے بلکہ سینکڑوں آیات اور ہزاروں احادیث بھی موضوع کی مناسبت سے درج کیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود تحدیثِ نعمت کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں: ”اگر اور نگزیب عالمگیر اس کتاب (یعنی بہارِ شریعت) کو دیکھتے تو مجھے سونے سے تولتے۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقصد یہ تھا کہ برصغیر کے مسلمان اپنے دین کے مسائل سے آسانی آگاہ ہو جائیں چنانچہ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ”اس کتاب میں حتیٰ الوسع یہ کوشش ہوگی کہ عبارت بہت آسان ہو کہ سمجھنے میں وقت نہ ہو اور کم علم اور عورتیں اور بچے بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ پھر بھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ ممکن نہیں کہ علمی دشواریاں بالکل جاتی رہیں ضرور بہت مواقع ایسے بھی رہیں گے کہ اہل علم سے سمجھنے کی حاجت ہوگی کم از کم اتنا نفع ضرور ہوگا کہ اس کا بیان انھیں مُتَنَبِّہ (م۔ت۔ب۔پہ۔ یعنی خبردار) کرے گا اور نہ سمجھنا سمجھ والوں کی طرف رجوع کی توجہ دلائے گا۔“

اس کتاب کا عرصہ تصنیف تقریباً ستائیس سال کے عرصے پر محیط ہے۔ یاد رہے کہ 27 سال کا یہ مطلب نہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سالوں میں ہمہ وقت تصنیف میں مشغول رہے بلکہ تعطیلات میں دیگر اُمور سے وقت بچا کر یہ کتاب لکھتے جس کے سبب اس کی تکمیل میں خاصی تاخیر ہو گئی چنانچہ آپ بہارِ شریعت حصہ 17 کے اختتام پر بعنوان ”عرضِ حال“ میں لکھتے ہیں: ”اس کی تصنیف میں عموماً یہی ہوا کہ ماہِ رمضان مبارک کی تعطیلات میں جو کچھ دوسرے کاموں سے وقت بچتا اس میں کچھ لکھ لیا جاتا۔“

بزرگوں کے الفاظ بابرکت ہوتے ہیں

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بہارِ شریعت میں مسائل بیان کر کے کئی جگہ فتاویٰ رضویہ شریف کا حوالہ دیا ہے بلکہ بہارِ شریعت حصہ 6 میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کا

لکھا ہوا حج کے احکام پر مشتمل رسالہ ”انور البشارہ“ پورا شامل کر لیا ہے اور عقیدت تو دیکھئے کہ کہیں بھی الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں کی تاکہ ایک ولی کامل کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ کی برکتیں بھی حاصل ہوں چنانچہ لکھتے ہیں: اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کا رسالہ ”انور البشارہ“ پورا اس میں شامل کر دیا ہے یعنی متفرق طور پر مضامین بلکہ عبارتیں داخل رسالہ ہیں کہ اَوَّلًا: تبرک مقصود ہے۔ دُوم: اُن الفاظ میں جو خوبیاں ہیں فقیر سے ناممکن تھیں لہذا عبارت بھی نہ بدلی۔ (بہارِ شریعت حصہ 6 ص 203 مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی) صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری مسائل شرعیہ کو بہارِ شریعت کے 20 حصوں میں سمیٹنا چاہتے تھے مگر مکمل نہ کر سکے اور اس کے متعلق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”عرضِ حال“ میں تفصیل بیان کی ہے اور یہ وصیت فرمائی ہے کہ: ”اگر میری اولاد یا تلامذہ یا علماء اہلسنت میں سے کوئی صاحب اس کا قلیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اُس کی تکمیل فرمائیں تو میری عین خوشی ہے۔“ چنانچہ صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا اور اس کے بقیہ تین حصے بھی چھپ کر منظر عام پر آ چکے۔

اس تصنیف کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت نے بہارِ شریعت کے دوسرے، تیسرے اور چوتھے حصے کا مطالعہ فرما کر جو کچھ تحریر فرمایا تھا وہ پڑھنے کے قابل ہے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: الحمد للہ مسائل صحیحہ رَجِیحَہ مُحَقَّقَہ مُنَقَّحَہ پر مشتمل پایا، آجکل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی و اغلاط کے مصنوع و ملّمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں۔“

جس کے دم سے بہارِ شریعت ملی

ایسے صدرِ شریعت پہ لاکھوں سلام

عالم بنانے والی کتاب

بہارِ شریعت جہیز ایڈیشن جدید مطبوعہ مکتبہ رضویہ صفحہ 12 پر ہے: جگر گوشہ صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری، حضرت علامہ مولانا قاری محمد رضا المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی فرماتے ہیں: صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری نے بہارِ شریعت کے ساتھ اس کتاب کا نام ”عالم بنانے والی کتاب“ بھی رکھا۔ جب اس کتاب کے سترہ حصے تصنیف ہو گئے تو صدر الشریعہ علیہ رحمۃ رب الوری نے فرمایا کہ: بہارِ شریعت کے چھ حصے جن میں روزمرہ کے عام مسائل ہیں۔ ان چھ حصوں کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے تاکہ عقائد، طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے فقہی مسائل عام فہم سلیس (یعنی آسان) اردو زبان میں

پڑھ کر جائز و ناجائز کی تفصیل معلوم کی جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دیگر علمائے اہلسنت نے بھی بہارِ شریعت کو ”عالم بنانے والی کتاب“ تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ مُحَقِّقِ عصر حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج محمد نظام الدین رضوی اطنال اللہ عمرہ (صدر شعبہ افتاء، دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی، الہند) ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ کو جاری کردہ اپنے ایک فتوے میں ارقام فرماتے ہیں: آج ہمارے عُرف میں جن حضرات پر عالم، فقیہ، مفتی کا اطلاق ہوتا ہے یہ وہی لوگ ہیں جو کثیر فُرُوعی مسائل کے حافظ ہوں اور فقہ کے بیشتر ضروری ابواب پر ان کی نظر ہو، تاکہ جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہو سمجھ جائیں کہ اس کا حکم فلاں باب میں ملے گا، پھر اسے نکال کر بغیر دوسرے کے سمجھائے بخوبی سمجھ سکیں اور صحیح حکم شرعی بتا سکیں۔ بہارِ شریعت کو ”عالم بنانے والی کتاب“ اسی لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ جو شخص اسے اچھی طرح سمجھ کر پڑھ لے اور اس کے مسائل کثیرہ کو ذہن نشین کر لے تو وہ عالم ہو جائے گا کہ وہ حافظ فُرُوع کثیرہ ہے۔“

اللہُ رَبُّ الْعِزَّتِ عَزَّوَجَلَّ کی صدرِ شریعت پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

بہارِ شریعت کے اس عظیم علمی ذخیرے کو مفید سے مفید تر بنانے کے لئے اس پر دعوتِ اسلامی کی مجلس، المدینۃ العلمیۃ کے مدنی علماء نے تخریج و تسہیل اور کہیں کہیں حواشی لکھنے کی سعی کی ہے اور مکتبۃ المدینہ سے طبع ہو کر، تادم تحریر اس کے 1 تا 6 اور سولہواں حصہ منظر عام پر آچکے ہیں۔ اب ابتدائی 6 حصوں کو ایک جلد میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور اس کا نفع عام فرمائے۔ امین بحاجہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

اعلیٰ حضرت کے کمالِ علم کا عکسِ جمیل مظہر یکتائی و تحقیق و تمکین رضا



طالب غم مدینہ

و
بقیع

و
مغفرت

اہل سنت کا وقار و افتخار اس کا وجود

اس کی شخصیت پہ نازاں ہیں محبین رضا

۱۷ جمادی الاخرہ ۱۴۲۹ھ

نزیل الامارات العربیۃ المتحدہ

ایک نظر ادھر بھی

”بہار شریعت“ کو تصنیف ہوئے تقریباً 92 سال ہو چکے ہیں۔ بعض ناشرین نے بہار شریعت میں لکھی ہوئی اصل املا کو تبدیل کر کے جدید اردو میں تبدیل کر دیا ہے۔ مگر ہم نے اس میں لکھی ہوئی املا کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ ”نقل مطابق اصل“ کے اصول کے تحت ہو جائے۔ لیکن فی زمانہ ان الفاظ کا عام استعمال نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے والے کو دشواری پیش آسکتی تھی۔ اس بات کے پیش نظر شعبہ تخریج مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی) نے حتی المقدور ایسے الفاظ کو ایک جگہ جمع کر کے ان کے سامنے فی زمانہ استعمال ہونے والے الفاظ کو تحریر کر دیا ہے۔

نمبر شمار	قدیم الفاظ	مستعملہ جدید الفاظ	نمبر شمار	قدیم الفاظ	مستعملہ جدید الفاظ
1	پتا	پتہ	27	کونیں	کنوئیں
2	تاگا	دھاگا	28	ناج	اناچ
3	تربز	تربوز	29	دہنی	داہنی
4	پرند	پرندہ	30	دہنا	داہنا
5	سپید	سفید	31	زائد	زیادہ
6	سمجھ وال	سمجھ دار	32	لنبی	لمبی
7	سوڑ	سور	33	لنبا	لمبا
8	طیار	تیار	34	ضرور	ضروری
9	کوآری	کنواری	35	شبہ	شبہ
10	کوآں	کنواں	36	مونھ	منہ

اکیانوے	اکانوے	37	اکیاسی	اکاسی	11
پڑوس	پروس	38	پانچسو	پانسو	12
پھوپھی	پھوپی	39	پرواہ	پروا	13
دوکاندار	دکاندار	40	دوکان	دکان	14
دوپٹہ	دوپٹا	41	دونی	دوانی	15
زن وشوہر	زن وشو	42	ڈھکیل	ڈھکیل	16
کھاد	کھات	43	کمبل	کمل	17
گھنٹہ	گھنٹا	44	کواڑ	کیواڑ	18
ناشتہ	ناشتا	45	مہندی	منہدی	19
یونہی	یوہیں	46	ورثا	ورشہ	20
اکھاڑنے	اوکھاڑنے	47	اجالا	اوجالا	21
اُڑ	اُوڑ	48	اڑانا	اوڑانا	22
انتیس	اونتیس	49	الٹا	اولٹا	23
اُس	اوس	50	اُن	اون	24
اٹھائیں	اوٹھائیں	51	فار	فیر	25
درہم	درم	52	اترا	اوٹرا	26

بہار شریعت کے پہلے چھ حصوں کی اصطلاحات

حصہ اول (۱) کی اصطلاحات

1	عِلْمِ ذاتی	وہ علم کہ اپنی ذات سے بغیر کسی کی عطا کے ہو (اسے ”علم ذاتی“ کہتے ہیں)، اور یہ صرف اللہ عز وجل ہی کے ساتھ خاص ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۲۹، ص ۵۰۳)
2	عِلْمِ عطائی	وہ علم جو اللہ عز وجل کی عطا سے حاصل ہو، اسے ”علم عطائی“ کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۲۹، ص ۵۰۳)
3	مُعْجِزہ	نبی سے بعد دعویٰ نبوت خلاف عقل و عادت صادر ہونے والی چیز کو جس سے سب منکرین عاجز ہو جاتے ہیں اسے معجزہ کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۳۸)
4	مُحْكَم	جس کے معنی بالکل ظاہر ہوں اور وہی کلام سے مقصود ہوں اس میں تاویل یا تخصیص کی گنجائش نہ ہو اور نسخ یا تبدیل کا احتمال نہ ہو۔ (تفسیر نعیمی، ج ۳، ص ۲۵۰)
5	مُتَشَابِه	جس کی مراد عقل میں نہ آ سکے اور یہ بھی امید نہ ہو کہ رب تعالیٰ بیان فرمائے۔ (تفسیر نعیمی، ج ۳، ص ۲۵۰)
6	إِلہَام	ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات اِلْقَا ہوتی ہے (یعنی دل میں ڈالی جاتی ہے)۔ اس کو الہام کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۳۱)
7	وَحی شیطانی	جو شیطان کی جانب سے کاہن، ساحر، کفار و فُتَنَّا کے دلوں میں ڈالی جاتی ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۳۲)
8	إِرہَاص	نبی سے جو بات خلاف عادت نبوت سے پہلے ظاہر ہو اس کو ارہاص کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۳۸)
9	کرامت	ولی سے جو بات خلاف عادت صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۳۸)
10	مَعُونَت	عام مومنین سے جو بات خلاف عادت صادر ہو اس کو معونت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۳۸)
11	إِسْتِدْرَاج	بے باک فُجَّار یا کفار سے جو بات ان کے موافق ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۳۸)

12	إِهَانَت	بے باک فجار یا کفار سے جو بات ان کے خلاف ظاہر ہو اس کو اہانت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۳۸)
13	شَفَاعَت بِالْوَجَاهَةِ	مُسْتَشْفَعُ إِلَيْهِ (جس سے سفارش کی گئی) کی بارگاہ میں شفاعت کرنے والے کو جو وجاہت (عزت اور مرتبہ) حاصل ہے اس کے سبب شفاعت کا قبول ہونا شفاعت بالوجاہت ہے۔ (ماخوذ از شفاعت مصطفیٰ ترجمہ تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ، ص ۷۲)
14	شَفَاعَت بِالْمَحَبَةِ	وہ شفاعت جس کی قبولیت کا سبب مُسْتَشْفَعُ إِلَيْهِ (جس سے سفارش کی گئی) کی شفاعت کرنے والے سے محبت ہے۔ (ماخوذ از شفاعت مصطفیٰ ترجمہ تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ، ص ۱۴۲)
15	شَفَاعَت بِالْأَذْنِ	اس کا معنی یہ ہے کہ جس کے لیے شفاعت کی گئی ہے، شفاعت کرنے والے کو مُسْتَشْفَعُ إِلَيْهِ کے سامنے اس کی شفاعت پیش کرنے کی اجازت ہو۔ (شفاعت مصطفیٰ ترجمہ تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ، ص ۱۴۰)
16	بِرَزْخٍ	دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۵۰)
17	إِيْمَان	سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرنا جو ضروریات دین سے ہیں ایمان کہلاتا ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۹۲)
18	ضروریاتِ دین	اس سے مراد وہ مسائل دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عز و جل کی وَحْدَانِيَّت، انبیاء علیہم السلام کی نبوت، جنت و دوزخ وغیرہ۔ (بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۹۲)
19	ماترید یہ	اہلسنت کا وہ گروہ جو فروعی عقائد میں امام علم الہدی حضرت ابو منصور مائثریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیروکار ہے وہ ماترید یہ کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۹۵)
20	أَشَاعِرُهُ	اہلسنت کا وہ گروہ جو فروعی عقائد میں امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیروکار ہے وہ اشاعرہ کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۹۵)
21	شُرْكَ	اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے۔ (وقار الفتاویٰ، ج ۱، ص ۲۷۰)
22	جَزِيْہ	وہ شرعی محصول جو اسلامی حکومت اہل کتاب سے ان کی جان و مال کے تحفظ کے عوض میں وصول کرے۔ (ماخوذ از تفسیر نعیمی، ج ۱۰، ص ۲۵۴)

23	تقلید	کسی کے قول و فعل کو اپنے اوپر لازم شرعی جاننا یہ سمجھ کر کہ اس کا کلام اور اس کا کام ہمارے لیے حجت ہے کیونکہ یہ شرعی محقق ہے، جیسے کہ ہم مسائل شرعیہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول و فعل اپنے لیے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائل شرعیہ میں نظر نہیں کرتے۔ (ماخوذ از جاء الحق، ص ۲۲)
☆	شرعی مسائل تین طرح کے ہیں (۱) عقائد، ان میں کسی کی تقلید جائز نہیں (۲) وہ احکام جو صراحتہ قرآن پاک یا حدیث شریف سے ثابت ہوں اجتہاد کو ان میں دخل نہیں، ان میں بھی کسی کی تقلید جائز نہیں جیسے پانچ نمازیں، نماز کی رکعتیں، تیس روزے وغیرہ (۳) وہ احکام جو قرآن پاک یا حدیث شریف سے استنباط و اجتہاد کر کے نکالے جائیں، ان میں غیر مجتہد پر تقلید کرنا واجب ہے۔ (ماخوذ از جاء الحق، ص ۲۵، ۲۶)	
24	قیاس	قیاس کا لغوی معنی ہے اندازہ لگانا، اور شریعت میں کسی فرعی مسئلہ کو اصل مسئلہ سے علت اور حکم میں ملا دینے کو قیاس کہتے ہیں۔ (ماخوذ از جاء الحق، ص ۴۳)
25	بدعت	وہ اعتقاد یا وہ اعمال جو کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ حیات ظاہری میں نہ ہوں بعد میں ایجاد ہوئے۔ (جاء الحق، ص ۲۲۱)
26	بدعت مذمومہ	جو بدعت اسلام کے خلاف ہو یا کسی سنت کو مٹانے والی ہو وہ بدعت سیدہ ہے۔ (جاء الحق، ص ۲۲۶)
27	بدعت مکروہہ	وہ نیا کام جس سے کوئی سنت چھوٹ جاوے اگر سنت غیر مؤکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سنت مؤکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تحریمی ہے۔ (جاء الحق، ص ۲۲۸)
28	بدعت حرام	وہ نیا کام جس سے کوئی واجب چھوٹ جاوے، یعنی واجب کو مٹانے والی ہو۔ (جاء الحق، ص ۲۲۸)
29	بدعت مستحبہ	وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کا رِثواب جانتے ہوں یا کوئی شخص اس کو نیت خیر سے کرے، جیسے محفل میلاد وغیرہ۔ (جاء الحق، ص ۲۲۶)
30	بدعت جائز (مباح)	ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور بغیر کسی نیت خیر کے کیا جاوے جیسے مختلف قسم کے کھانے کھانا وغیرہ۔ (جاء الحق، ص ۲۲۶)
31	بدعت واجب	وہ نیا کام جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو، جیسے کہ قرآن کے اعراب اور دینی مدارس اور علم نحو وغیرہ پڑھنا۔ (جاء الحق، ص ۲۲۸)

32	خلافتِ راشدہ	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولیٰ علی، پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے، ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۱۲۴)
33	عشرہ مبشرہ	وہ دس صحابہ جن کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں ان کو جنت کی بشارت دی۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۹، ص ۳۶۳)
34	خطا مقرر	یہ وہ خطا اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہوتا ہو، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا۔ (بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۱۲۸)
35	خطا منکر	یہ وہ خطا اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا کہ اس کی خطا باعث فتنہ ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۱۲۸)
36	نذر شرعی	نذر اصطلاح شرع میں وہ عبادت مقصودہ ہے جو جنس واجب سے ہو اور وہ خود بندہ پر واجب نہ ہو، مگر بندہ نے اپنے قول سے اسے اپنے ذمہ واجب کر لیا، اور یہ اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ امجدیہ، حصہ ۲، ص ۳۰۹، ۳۱۲)
37	نذر لغوی (عرفی)	اولیاء اللہ کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے اسے نذر لغوی کہتے ہیں اس کا معنی نذرانہ ہے جیسے کہ کوئی اپنے استاد سے کہے کہ یہ آپ کی نذر ہے یہ بالکل جائز ہے یہ بندوں کی ہو سکتی ہے مگر اس کا پورا کرنا شرعاً واجب نہیں مثلاً گیارہویں شریف کی نذر اور فاتحہ بزرگان دین وغیرہ۔ (ماخوذ از جاء الحق، ص ۳۱۴)

اعلام

1	خوردین	ایک آلہ جس کے ذریعے چھوٹی سے چھوٹی چیز اپنی جسامت سے کئی گنا بڑی نظر آتی ہے۔
2	گوپھن	رسی کا بنا ہوا ہتھیار جس میں پتھر یا مٹی کے گولے رکھ کر اور ہاتھ سے گردش دے کر اس پتھر کو حریف (دشمن) پر مارتے ہیں، منجیق۔
3	صہبا	ایک جگہ کا نام ہے
4	سنگھوں	کئی سو پدم، سوکھرب کا ایک نیل ہوتا ہے اور سونیل کا ایک پدم اور سو پدم کا ایک سنگھ ہوتا ہے۔

حصہ دوم (۲) کی اصطلاحات

1	عبادت مقصودہ	وہ عبادت جو خود بالذات مقصود ہو کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو، مثلاً نماز وغیرہ۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۵۰)
2	عبادت غیر مقصودہ	وہ عبادت جو خود بالذات مقصود نہ ہو بلکہ کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۵۰)
3	فرض	جو دلیل قطعی سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۱، ص ۲۰۳)
4	دلیل قطعی	وہ ہے جس کا ثبوت قرآن پاک یا حدیث متواترہ سے ہو۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۱، ص ۲۰۴)
5	فرض کفایہ	وہ ہوتا ہے جو کچھ لوگوں کے ادا کرنے سے سب کی جانب سے ادا ہو جاتا ہے اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہ گار ہوتے ہیں۔ جیسے نماز جنازہ وغیرہ۔ (وقار الفتاویٰ، ج ۲، ص ۵۷)
6	واجب	وہ جس کی ضرورت دلیل ظنی سے ثابت ہو۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۱، ص ۲۰۴)
7	دلیل ظنی	وہ ہے جس کا ثبوت قرآن پاک یا حدیث متواترہ سے نہ ہو، بلکہ احادیث احادیث محض اقوال ائمہ سے ہو۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۱، ص ۲۰۴)
8	سنت مؤکدہ	وہ ہے جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہوا البتہ بیان جواز کے لیے کبھی ترک بھی کیا ہو۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۱، ص ۲۰۴)
9	سنت غیر مؤکدہ	وہ عمل جس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مداومت (ہمیشگی) نہیں فرمائی، اور نہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی لیکن شریعت نے اس کے ترک کو ناپسند جانا ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ عمل کبھی کیا ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۵۵ و فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۱، ص ۲۰۴)
10	مستحب	وہ کہ نظر شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو، خواہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ (بہار شریعت حصہ ۲، ص ۵)
11	مباح	وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۵)
12	حرام قطعی	جس کی ممانعت دلیل قطعی سے لزوماً ثابت ہو، یہ فرض کا مقابل ہے۔ (رکن دین، ص ۴، و بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۵)

13	مکروہ تحریمی	جس کی ممانعت دلیل ظنی سے لزوماً ثابت ہو، یہ واجب کا مقابل ہے۔ (رکن دین، ص ۴، و بہار شریعت حصہ ۲، ص ۵)
14	إساءت	وہ ممنوع شرعی جس کی ممانعت کی دلیل حرام اور مکروہ تحریمی جیسی تو نہیں مگر اس کا کرنا برا ہے، یہ سنت مؤکدہ کے مقابل ہے۔ (ہمارا اسلام ص ۲۱۵ و بہار شریعت حصہ ۲، ص ۶)
15	مکروہ تنزیہی	وہ عمل جسے شریعت ناپسند رکھے مگر عمل پر عذاب کی وعید نہ ہو۔ یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۶)
16	خلاف اولیٰ	وہ عمل جس کا نہ کرنا بہتر ہو۔ یہ مستحب کا مقابل ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۶)
17	حیض	بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو تو اسے حیض کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۹۳)
18	نفاس	وہ خون ہے کہ جو عورت کے رحم سے بچہ پیدا ہونے کے بعد نکلتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔ (نور الایضاح، ص ۴۸)
19	استحاضہ	وہ خون جو عورت کے آگے کے مقام سے کسی بیماری کے سبب سے نکلے تو اسے استحاضہ کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۹۳)
20	نجاست غلیظہ	وہ نجاست جس پر فقہاء کا اتفاق ہو اور اس کا حکم سخت ہے، مثلاً گوبر، لید، پاخانہ وغیرہ۔ (بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۱۱۱ و ماخوذ از بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۳۴)
21	نجاست خفیفہ	وہ نجاست جس میں فقہاء کا اختلاف ہو اور اس کا حکم ہلکا ہے جیسے گھوڑے کا پیشاب وغیرہ۔ (بدائع الصنائع، ج ۱، ص ۲۳۴، و بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۱۱۱)
22	منی	وہ گاڑھا سفید پانی ہے جس کے نکلنے کی وجہ سے ذکر کی تہی اور انسان کی شہوت ختم ہو جاتی ہے۔ (ماخوذ از تحفۃ الفقہاء ج ۱، ص ۲۷)
23	مدی	وہ سفید رقیق (پتلا) پانی جو ملاعبت (دل لگی) کے وقت نکلتا ہے۔ (تحفۃ الفقہاء، ج ۱، ص ۲۷)
24	ودی	وہ سفید پانی جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔ (تحفۃ الفقہاء، ج ۱، ص ۲۷)
25	معذور	ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا تو وہ معذور ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۱۰۷)

26	مباشرت فاحشہ	مرد اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے۔ یا عورت، عورت باہم ملائیں بشرطیکہ کوئی شے حائل نہ ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۳۱)
27	آب جاری	وہ پانی جو تنکے کو بہا کر لے جائے۔ (بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۵۲)
28	نجاست مرئیہ	وہ نجاست جو خشک ہونے کے بعد بھی دکھائی دے۔ جیسے پاخانہ۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۵۳، ۵۴)
29	نجاست غیر مرئیہ	وہ نجاست جو خشک ہونے کے بعد دکھائی نہ دے۔ جیسے پیشاب۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۵۳، ۵۴)
30	مائے مستعمل	وہ قلیل پانی جس سے حدث دور کیا گیا ہو یا دور ہوا ہو یا بہ نیت تقرّب استعمال کیا گیا ہو، اور بدن سے جدا ہو گیا ہو اگرچہ کہیں ٹھہرا نہیں روانی ہی میں ہو۔ (زہدہ القاری، ج ۲، ص ۵۹)
31	استبراء	پیشاب کرنے کے بعد کوئی ایسا کام کرنا کہ اگر کوئی قطرہ رکا ہو تو گر جائے۔ (بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۱۳۴)
32	حدث اصغر	جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدث اصغر کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۴)
33	حدث اکبر	جن چیزوں سے غسل فرض ہو ان کو حدث اکبر کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۴)

اعلام

1	ناصور (ناسور)	وہ زخم جو ہمیشہ رستار ہوتا ہے۔ اور اچھا نہیں ہوتا، جسم میں گہرا سوراخ۔
2	کلی	چھڑی (ایک کیڑا جو گائے، بھینس وغیرہ کا خون چوستا ہے)
3	جونک	پانی کا سرخ اور سیاہ رنگ کا ایک کیڑا جو بدن سے چٹ جاتا ہے اور خون چوستا ہے۔
4	چھوچھو	ایک قسم کا چوہا جو رات کے وقت نکلتا ہے۔
5	زبرجد	ایک سبز رنگ کا زردی مائل پتھر
6	فیروزہ	ایک پتھر جو سبز نیلا ہوتا ہے۔
7	عقیق	ایک سرخ، زرد اور سفید رنگ کا قیمتی پتھر
8	زمرّد	سبز رنگ کا قیمتی پتھر
9	یاقوت	ایک قیمتی پتھر جو سرخ، سبز، زرد اور نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔
10	عنبر	ایک ٹھوس مادہ جو باریک پینے کے بعد مہکتا ہے یا آگ پر ڈالنے سے خوشبو نکلتی ہے۔
11	کافور	سفید رنگ کا شفاف مادہ جو ایک خوشبودار درخت سے نکالا جاتا ہے۔

12	لوبان	ایک قسم کا گوند جو آگ پر رکھنے سے خوشبودیتا ہے۔
13	سینہ	ایک دھات کا نام جو رانگ کی قسم سے ہے۔
14	رانگ	ایک نرم دھات جس سے ظروف (برتنوں) پر قلعی کی جاتی ہے۔
15	پینلو	ایک درخت کا نام جس کی جڑ اور شاخوں سے مسواک بناتے ہیں۔
16	برص	ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے جسم پر سفید دھبے پیدا ہو جاتے ہیں۔
17	کرکچ	ایک قسم کا ناٹ۔
18	سوتالی	موچی کا ایک اوزار جس سے چمڑے میں سوراخ کرتے ہیں اور اس کے کٹاؤ میں سوت یا چمڑے کی ڈوری ڈال کر سیٹے ہیں۔
19	تاڑی	ایک سفیدی مائل رس جو تاڑ کے درخت سے ٹپکتا ہے۔
20	تاڑ	ایک کجھور کی مانند ایک لمبے درخت کا نام جس سے تاڑی نکلتی ہے۔
21	جزیان	ایک بیماری کا نام۔
22	بہری	شاہین کی طرح ایک شکاری پرندہ جو اکثر کبوتروں کا شکار کرتا ہے اور شاہین کے برخلاف نیچے سے بلند ہو کر شکار کو اوپر سے پکڑتا ہے۔
23	قاز	ایک آبی پرندہ جس کا رنگ خاکی اور ٹانگیں پنڈلیوں سمیت لمبی ہوتی ہیں۔
24	شورہ	سفید رنگ کا ایک مرکب جو پانی کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بارود میں استعمال ہوتا ہے۔ نمکین ہوتا ہے۔
25	گندھک	زرد رنگ کا ایک مادہ جو زمین سے نکلتا ہے۔
26	گھونگے	ایک قسم کے دریائی کیڑے کا خول جو ہڈی کی مانند پیسی یا سٹکھ کی قسم سے ہے۔
27	سینپ	ایک قسم کی دریائی مخلوق جس کے اندر سے موتی نکلتے ہیں۔
28	زَعْفَران	ایک خوشبودار پودا جس کے پھول زرد ہوتے ہیں۔
29	مُشک	وہ خوشبودار سیاہ رنگ کا مادہ جو ہرن کی ناف سے نکلتا ہے۔
30	گھٹائی	میل کاٹنے کے لیے تیزاب ملا ہوا پانی۔
31	گلی	مُثلثی تراش کا کپڑا جو پاجاموں اور انگرکھوں میں ڈالتے ہیں۔
32	گلٹ	ایک سفید نیلگوں مرکب دھات جو قلعی اور تانبے کو ملا کر تیار کی جاتی ہے۔
33	سیندھا	پھاڑی نمک

ایک مرض کا نام جس میں آدمی کے بدن پر دانے دانے ہو کر ان میں سے دھاگہ سا نکلا کرتا ہے

34 نارو

حصہ سوم (۳) کی اصطلاحات

1	مرتد	وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریات دین سے ہو یعنی زبان سے کلمہ کفر بکے جس میں تاویل صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوہیں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا، مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔ (بہار شریعت، حصہ ۹، ص ۱۶۳)
2	شفق	شفق ہمارے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے جو جانب مغرب میں سرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۹)
3	صبح صادق	ایک روشنی ہے کہ مشرق کی جانب جہاں سے آج آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے میں جنوباً شمالاً دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۵)
4	صبح کاذب	صبح صادق سے پہلے آسمان کے درمیان میں ایک دراز سفیدی ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارق افق سیاہ ہوتا ہے پھر یہ سفیدی صبح صادق کی وجہ سے غائب ہو جاتی ہے اسے صبح کاذب کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۶)
5	سایہ اصلی	وہ سایہ جو نصف النہار کے وقت (ہر چیز کا) ہوتا ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ، حصہ ۱، ص ۴۷)
6	نصف النہار شرعی	طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کے نصف کو نصف النہار شرعی کہتے ہیں۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۱، ص ۸۵)
7	نصف النہار حقیقی (عرفی)	طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک کے نصف کو نصف النہار حقیقی کہتے ہیں۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۱، ص ۸۵)
8	ضحوہ کبریٰ	نصف النہار شرعی کو ہی ضحوہ کبریٰ کہتے ہیں۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۱، ص ۸۵)
9	وقت استواء	نصف النہار کا وقت یعنی اسے مراد ضحوہ کبریٰ سے لے کر زوال تک پورا وقت مراد ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۱۲۶، حاشیہ فتاویٰ امجدیہ، حصہ ۱، ص ۳۹)
10	خط استواء	وہ فرضی دائرہ جو زمین کے بیچ و بیچ قطبوں سے برابر فاصلے پر مشرق سے مغرب کی طرف کھینچا ہوا مانا گیا ہے، جب سورج اس خط پر آتا ہے تو دن رات برابر ہوتے ہیں۔ (ماخوذ از رد و لغت، جلد ۸، ص ۵۹۷)
11	عرض بلد	خط استواء سے کسی بلد کی قریب ترین دوری کو عرض بلد کہتے ہیں۔

12	مثل اول	کسی چیز کا سایہ، سایہ اصلی کے علاوہ اس چیز کے ایک مثل ہو جائے۔
13	مثل ثانی	کسی چیز کا سایہ، سایہ اصلی کے علاوہ اس چیز کے دو مثل ہو جائے۔
14	اوقات مکروہہ	یہ تین ہیں، طلوع آفتاب سے لے کر بیس منٹ بعد تک، غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے اور نصف النہار یعنی ضحوة کبریٰ سے لے کر زوال تک۔ (نماز کے احکام، ص ۱۹۷)
15	صاحب ترتیب	وہ شخص جس کی بلوغت کے بعد سے لگا تار پانچ فرض نمازوں سے زائد کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو۔ (ماخوذ از لغة الفقہاء، ص ۲۶۹)
16	تثویب	مسلمانوں کو اذان کے بعد نماز کے لیے دوبارہ اطلاع دینا تثویب ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۳۶۱)
17	شرط	وہ شے جو حقیقت شئی میں داخل نہ ہو لیکن اس کے بغیر شے موجود نہ ہو، جیسے نماز کے لیے وضو وغیرہ۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۷۸۶)
18	خُفْیٰ مُشْکَل	جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔ (بہار شریعت حصہ ۷، ص ۵)
19	رکن	وہ چیز ہے جس پر کسی شے کا وجود موقوف ہو اور وہ خود اس شے کا حصہ اور جز ہو جیسے نماز میں رکوع وغیرہ۔ (ماخوذ از التعریفات، باب الرءاء، ص ۸۲)
20	خروج بَصْنَعِه	قعدہ اخیرہ کے بعد سلام و کلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۴)
21	تَعْدِیلِ ارکان	رکوع و سجود و قومه و جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی قدر ٹھہرنا۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۶)
22	قومه	رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۶)
23	جلسہ	دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۶)
24	محال عادی	وہ شے جس کا پایا جانا عادت کے طور پر ناممکن ہو اسے محال عادی کہتے ہیں، مثلاً کسی ایسے شخص کا ہوا میں اڑنا جس کو عادتاً اڑتے نہ دیکھا گیا ہو۔ (دیکھئے تفصیل المعتقد المنتقد، ص ۲۸ تا ۳۲)
25	محال شرعی	وہ شے جس کا پایا جانا شرعی طور پر ناممکن ہو اسے محال شرعی کہتے ہیں، مثلاً کافر کا جنت میں داخل ہونا وغیرہ۔ (دیکھئے تفصیل المعتقد المنتقد، ص ۲۸ تا ۳۲)

26	طوال مُفَصَّل	سورہ حجرات سے سورہ بروج تک طوال مفصل کہلاتا ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۱۴)
27	اوساط مُفَصَّل	سورہ بروج سے سورہ لم یکن تک اوساط مفصل کہلاتا ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۱۴)
28	قصار مُفَصَّل	سورہ لم یکن سے آخر تک قصار مفصل کہلاتا ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۱۴)
29	اِذْغَام	ایک ساکن حرف کو دوسرے متحرک حرف میں اس طرح ملانا کہ دونوں حروف ایک مشدّد حرف پڑھا جائے۔ (علم التجوید، ص ۴۱)
30	تَرْخِیم	منادئ کے آخری حرف کو تخفیفاً گرا دینا ترخیم کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از تسہیل الخوص، ص ۷۴)
31	عُتْنہ	ناک میں آواز لے جا کر پڑھنا۔ (علم التجوید، ص ۳۸)
32	اِظْہَار	حرف کو اس کے مَخْرَج سے بغیر کسی تَغْییر کے اور عُتْنہ کے ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ (علم التجوید، ص ۴۰)
33	اِخْفاء	اظہار اور ادغام کی درمیانی حالت۔ (علم التجوید، ص ۴۱)
34	مدولین	واو، ی، الف ساکن اور ماقبل کی حرکت موافق ہو تو اس کو مدولین کہتے ہیں۔ یعنی واو کے پہلے پیش اوری کے پہلے زیر الف کے پہلے زبر
35	عاریت	دوسرے شخص کو اپنی کسی چیز کی مَنَفَعَت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱۲، ص ۵۱)
36	مُذْرِک	جس نے اول رکعت سے تشہّد تک امام کے ساتھ (نماز) پڑھی اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۵۶)
37	لَا حَق	وہ کہ (جس نے) امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعد اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہو گئیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۵۶)
38	مَسْبُوق	وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۵۶)
39	لاحق مسبوق	وہ ہے جس کو کچھ رکعتیں شروع میں نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہو گیا۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۵۶)
40	تکبیرات تشریق	عرفہ یعنی نویں ذوالحجۃ الحرام کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز کے ساتھ ایک بار اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد پڑھنا۔ (ماخوذ از نماز کے احکام، ص ۴۴۷)

41	عملِ قلیل	جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے والا اس شک و شبہ میں پڑ جائے کہ یہ نماز میں ہے یا نہیں تو عمل قلیل ہے۔ (در مختار، ج ۲، ص ۴۶۴)
42	عمل کثیر	جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے سے ایسا لگے کہ یہ نماز میں نہیں ہے بلکہ گمان بھی غالب ہو کہ نماز میں نہیں ہے تب بھی عمل کثیر ہے۔ (در مختار مع رد المحتار، ج ۲، ص ۴۶۴ و ۴۶۵)
43	تَصْفِیق	سیدھے ہاتھ کی انگلیاں الٹے ہاتھ کی پشت پر مارنے کو تصفیق کہتے ہیں۔ (ماخوذ از در مختار مع رد المحتار، ج ۲، ص ۴۸۶)
44	اِغْتِجَار	سر پر رومال یا عمامہ اس طرح سے باندھنا کہ درمیان کا حصہ ننگا رہے تو یہ اعتجار ہے۔ (نور الایضاح، ص ۹۱)
45	اِسْبَال	تہہ بند یا پانچے کا ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہنچتے رکھنا اسبال کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۳۷۶)

اعلام

1	گل خیرو	ایک نیلے رنگ کا پھول جو بطور دو استعمال ہوتا ہے۔
2	گشتوں	جواہرات یا پارے کی پھنکی ہوئی شکل جو راکھ ہو جاتی ہے اور اسے بطور دو استعمال کیا جاتا ہے۔
3	گوند	ایک قسم کا لیس دار مادہ جو درختوں سے نکلتا ہے۔
4	مرگی	ایک اعصابی مرض جس میں آدمی اچانک زمین پر گر کر بے ہوش ہو جاتا ہے ہاتھ پیر ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور منہ سے جھاگ نکلتا ہے۔
5	چاندنی	وہ سفید چادر جو درجی پر بچھائی جاتی ہے۔
6	سائبان	مکان یا خیمے کے آگے دھوپ اور بارش سے بچنے کے لیے ٹین کی چادریں یا پھوس (خشک گھاس) کا چھپر۔
7	انگرکھے	ایک لمبا مردانہ لباس جس کے دو حصے ہوتے ہیں، چولی اور دامن۔
8	ساڑیاں	ساڑی کی جمع، ایک قسم کی لمبی دھوتی جسے عورتیں آدھی باندھتی اور آدھی اوڑھتی ہیں۔
9	بانوں	مُونج (ایک قسم کی گھاس) وغیرہ کی رسی جس سے چار پائی بُنتے ہیں۔

10	بلغار	ایک ملک کا نام ہے اس کے بعض علاقوں میں سال میں کچھ راتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں عشاء کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لئے ہوتا ہے۔
----	-------	--

حصہ چہارم (۴) کی اصطلاحات

1	شَفْعِ اوّل شَفْعِ ثانی	چار رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتوں کو شفع اول اور آخری دو کو شفع ثانی کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۸)
2	اَلْمَعْرُوفُ کَالْمَشْرُوطِ	یہ فقہ کا ایک قاعدہ ہے کہ معروف مشروط کی طرح ہے یعنی جو چیز مشہور ہو وہ طے شدہ معاملے کا حکم رکھتی ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۹، ص ۵۲۸)
3	اَلْمَعْهُودُ کَالْمَشْرُوطِ	یہ فقہ کا ایک قاعدہ ہے کہ معہود مشروط کی طرح ہے یعنی جو بات سب کے ذہن میں ہو وہ طے شدہ معاملے کا حکم رکھتی ہے۔ (ماخوذ از وقار الفتاویٰ، ج ۱، ص ۱۹۳)
4	وطنِ اصلی	وطن اصلی سے مراد کسی شخص کی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۹۹)
5	وطنِ اقامت	وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۰۰)
6	شیخِ فانی	وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا (تو شیخ فانی ہے)۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۴۱)
7	مکاتب	آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اس کو قبول بھی کر لے تو ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۹، ص ۱۱)
8	ایام تشریق	یومِ نحر (قربانی) یعنی دس ذوالحجہ کے بعد کے تین دن (۱۱ و ۱۲ و ۱۳) کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ (رد المحتار، ج ۳، ص ۷۱)
9	صاحبین	فقہ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو صاحبین کہتے ہیں۔ (کتب فقہ)
10	اصحابِ فرائض	اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا معین حصہ قرآن وحدیث میں بیان کر دیا گیا ہے۔ ان کو اصحاب فرائض کہتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بہار شریعت، حصہ ۲۰، ص ۱۴)

۱۱	عَضْبہ	اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا حصہ مقرر نہیں، البتہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد بچا ہوا مال لیتے ہیں اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو میت کا تمام مال انھی کا ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بہار شریعت، حصہ ۲۰، ص ۲۴)
۱۲	ذَوِی الْأَرْحَامِ	قریبی رشتہ دار، اس سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جو نہ تو اصحاب فرائض میں سے ہیں اور نہ ہی عصبات میں سے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بہار شریعت، حصہ ۲۰، ص ۴۷)
۱۳	لَحْد	قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ بنانے کو لحد کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۹۲)
۱۴	ثُقُفَہ	غیر منقول جائیداد کو کسی شخص نے جتنے میں خریدا اتنے ہی میں اس جائیداد کے مالک ہونے کا حق جو دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے اس کو شفیعہ کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۵، ص ۴۷)
۱۵	جماعت نوافل بالتداعی	تداعی کا لغوی معنی ہے ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا، اور تداعی کے ساتھ جماعت کا مطلب ہے کہ کم از کم چار آدمی ایک امام کی اقتدا کریں۔ (دیکھئے تفصیل فتاویٰ رضویہ، ج ۷، ص ۴۳۰-۴۳۷)
۱۶	دَارُ الْحَرْبِ	وہ دار جہاں کبھی سلطنت اسلامی نہ ہوئی یا ہوئی اور پھر ایسی غیر قوم کا تسلط ہو گیا جس نے شعائر اسلام مثل جمعہ وعیدین و اذان و اقامت و جماعت یک لخت اٹھا دیئے اور شعائر کفر جاری کر دیئے، اور کوئی شخص امان اول پر باقی نہ رہے اور وہ جگہ چاروں طرف سے دارالاسلام میں گھری ہوئی نہیں تو وہ دارالحرب ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۶، ص ۳۱۶، ج ۱۷، ص ۳۶۷)
☆ دارالاسلام کے دارالحرب ہونے کی شرائط: دارالاسلام کے دارالحرب ہونے کی تین شرطیں ہیں (۱) اہل شرک کے احکام علی الاعلان جاری ہوں اور اسلامی احکام بالکل جاری نہ ہوں (۲) دارالحرب سے اس کا اتصال ہو جائے (۳) کوئی مسلم یا ذمی امان اول پر باقی نہ ہو۔ (فتاویٰ امجدیہ، حصہ ۳، ص ۲۳۲)		
۱۷	دَارُ الاسلام	وہ ملک ہے کہ فی الحال اس میں اسلامی سلطنت ہو یا اب نہیں تو پہلے تھی اور غیر مسلم بادشاہ نے اس میں شعائر اسلام مثل جمعہ وعیدین و اذان و اقامت و جماعت باقی رکھے ہوں تو وہ دارالاسلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۷، ص ۳۶۷)
۱۸	صَلَوٰۃُ الْاَوَّابِیْنَ	نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نفل پڑھنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۵)

19	تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ	کسی شخص کا مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو یا چار رکعت نماز پڑھنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۲۳)
20	تَحِيَّةُ الْوُضُو	وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۲۴)
21	نمازِ اشراق	فجر کی نماز پڑھ کر سورج طلوع ہونے کے کم از کم ۲۰ منٹ بعد دو رکعت نفل ادا کرنا۔
22	نمازِ چاشت	آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک دو یا چار یا بارہ رکعت نوافل پڑھنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۲۵، ۲۴)
23	نمازِ واپسی سفر	سفر سے واپس آ کر مسجد میں دو رکعتیں ادا کرنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۲۶)
24	صَلَاةُ اللَّيْلِ	ایک رات میں بعد نماز عشا جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلاۃ اللیل کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۲۶)
25	نمازِ تہجد	نماز عشا پڑھ کر سونے کے بعد صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے جس وقت آنکھ کھلے اٹھ کر نوافل پڑھنا نماز تہجد ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۷، ص ۴۳۶)
26	نمازِ استخارہ	جس کام کے کرنے نہ کرنے میں شک ہو اس کو شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا پھر دعائے استخارہ کرنا۔ (دیکھئے تفصیل بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۳۰، ۳۱)
27	صَلَاةُ التَّسْبِيحِ	چار رکعت نفل جن میں تین سو مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا جاتا ہے۔ (دیکھئے تفصیل بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۳۲)
28	نمازِ حاجت	کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو اس کی خاطر مخصوص طریقہ کے مطابق دو یا چار رکعت نماز پڑھنا۔ (دیکھئے تفصیل بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۳۴)
29	صَلَاةُ الْأَسْرَارِ (نمازِ غوثیہ)	غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول دو رکعت نماز جو مغرب کے بعد کسی حاجت کے لیے پڑھی جائے۔ (دیکھئے تفصیل بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۳۵)
30	نمازِ توبہ	توبہ و استغفار کی خاطر نوافل ادا کرنا۔ (دیکھئے تفصیل بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۳۶)

31	صَلَاةُ الرَّغَائِبِ	رجب کی پہلی شب جمعہ بعد نماز مغرب کے بارہ رکعت نفل مخصوص طریقے سے ادا کرنا۔ (دیکھئے تفصیل رکن دین، ص ۱۳۵)
32	سجده شکر	کسی نعمت کے ملنے پر سجدہ کرنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۸۷)

اعلام

1	مہرگان (مہرجان)	ماہ مہر (ساتواں شمسی مہینہ) کا سولہواں دن بعض جگہ اکیسواں درج ہے جس میں پارسی (ایرانی) جشن مناتے ہیں جو چھ دن تک جاری رہتا ہے۔
2	نیروز (نوروز)	ایرانی شمسی سال کا پہلا دن، یہ ایرانیوں کی عید کا دن ہے۔
3	شور	وہ زمین جس میں نمک یا شورہ ہو، ناقابل زراعت زمین
4	گھر پی	چھوٹا گھر پا (گھاس کھودنے کا آلہ)
5	گوگھرو	جنگ کا ایک ہتھیار ہے جو لوہے وغیرہ سے بنا کر میدان جنگ میں بچھا دیتے ہیں اس پر آدمی یا گھوڑا چلے تو اس کے پاؤں میں گھس جاتے ہیں۔
6	سل	ایک بیماری کا نام ہے۔
7	پوستین	کھال کا کوٹ، چمڑے کا پٹخہ
8	زِرہ	فولاد کا جالی دار گرتا جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔
9	خود	لوہے کی ٹوپی جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔
10	مَہوڑے (مَہاوڑے)	کدال، بیچہ، مٹی کھودنے کا اہنی آلہ۔
11	کولُو (کولُھو)	تیل یا رس بیلنے کا آلہ۔
12	بیسن	چنے کا آٹا، پہلے یہ ہاتھ دھونے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔
13	کُسم	ایک پھول جس سے شہاب یعنی گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔

حصہ پنجم (۵) کی اصطلاحات

1	حاجتِ اصلیه	زندگی بسر کرنے میں آدمی کو جس چیز کی ضرورت ہو وہ حاجتِ اصلیه ہے مثلاً رہنے کا مکان، خانہ داری کا سامان وغیرہ۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۵)
2	سائمہ	وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گزارا کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۲۷)
3	ثمن	بائع اور مشتری آپس میں جو طے کریں اسے ثمن کہتے ہیں۔ (رد المحتار، ج ۷، ص ۱۱۷، ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۱۸۴)
4	قیمت	کسی چیز کی وہ حیثیت جو بازار کے نرخ کے مطابق ہو اسے قیمت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۱۸۴)
5	وقف	کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ عز و جل کی ملک کر دینا اس طرح کہ اُس کا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۰، ص ۵۲)
6	صاع	صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ (۳۸۴) دو سو ستر تو لے کا ہوتا ہے۔ تقریباً چار کلو ایک سو گرام۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۶) (ماخوذ حاشیہ از رفیق الحرمین، ص ۲۲۸)
7	رطل	بیس استار کا ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۶)
8	استار	ساڑھے چار مثقال کا ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۶)
9	مثقال	ساڑھے چار ماشہ کا وزن (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۶)
10	ماشہ	۸ رتی کا وزن (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۸)
11	رتی	آٹھ چاول کا وزن (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۸)
12	تولہ	بارہ ماشے کا وزن (۲۹۶) (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۸)

13	طلاق بائن	وہ طلاق جس کی وجہ سے عورت مرد کے نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۸، ص ۵)
14	خُلْع	عورت سے کچھ مال لے کر اس کا نکاح زائل کر دینا خلع کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۸، ص ۸۶)
15	دینِ قوی	وہ دین جسے عرف میں دست گزداں کہتے ہیں جیسے قرض، مال تجارت کا ثمن وغیرہ۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۴۰)
16	دینِ متوسط	وہ دین جو کسی مال غیر تجارتی کا بدل ہو، مثلاً گھر کا غلہ یا کوئی اور شے حاجتِ اصلیہ کی بیچ ڈالی اور اس کے دام خریدار پر باقی ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۴۱)
17	دینِ ضعیف	وہ دین جو غیر مال کا بدل ہو مثلاً بدلِ خلع وغیرہ۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۴۱)
18	عائشہ	جسے بادشاہ اسلام نے راستہ پر مقرر کر دیا ہو کہ تجارت جو اموال لے کر گزریں، ان سے صدقات وصول کرے۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۴۴)
19	اجارہ	کسی شے کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کر دینا اجارہ ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۲، ص ۹۹)
20	اجارہ فاسد	اس سے مراد وہ عقد فاسد ہے جو اپنی اصل کے لحاظ سے موافق شرع ہو مگر اس میں کوئی وصف ایسا ہو جس کی وجہ سے (عقد) نامشروع ہو مثلاً مکان کرایہ پر دینا اور مرمت کی شرط مُنتَاجِر (اجرت پر لینے والے) کے لیے لگانا یہ اجارہ فاسد ہے۔ (۱۳، ۱۳۰، ۱۳۲)
21	خیارِ شرط	باع اور مشتری کا عقد میں یہ شرط کرنا کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی اسے خیارِ شرط کہتے ہیں (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱۱، ص ۳۶)
22	دینِ میعادی	ایسا قرض جس کے ادا کرنے کا وقت مقرر ہو۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۴۷)
23	دینِ مُعَجَّل	وہ قرض جس میں قرض دہندہ (قرض دینے والے) کو ہر وقت مطالبے کا اختیار ہوتا ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۴۷)

24	ایام منہیہ	یعنی عید الفطر، عید الاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ کے دن کہ ان میں روزہ رکھنا منع ہے اسی وجہ سے انھیں ایام منہیہ کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۵۰)
25	ایام فیض	چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کے دن۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۳۷)
26	خیارِ رؤیت	مشری کا بائع سے کوئی چیز بغیر دیکھے خریدنا اور دیکھنے کے بعد اس چیز کے پسند نہ آنے پر بیع کے فسخ (ختم) کرنے کے اختیار کو خیارِ رؤیت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱۱، ص ۴۹)
27	خیارِ عیب	بائع کا بیع کو عیب بیان کئے بغیر بیچنا یا مشتری کا ثمن میں عیب بیان کیے بغیر چیز خریدنا اور عیب پر مطلع ہونے کے بعد اس چیز کے واپس کر دینے کے اختیار کو خیارِ عیب کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱۱، ص ۶۰)
28	خراج مقاسمہ	اس سے مراد یہ ہے کہ پیداوار کا کوئی آدھا حصہ یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ مقرر ہو۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۳۷)
29	خراج موظف	اس سے مراد یہ ہے کہ ایک مقدار معین لازم کر دی جائے خواہ روپے یا کچھ اور جیسے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا تھا۔ (ج ۱۰، ص ۲۳۷)
30	ذمی	اس کافر کو کہتے ہیں جس کے جان و مال کی حفاظت کا بادشاہ اسلام نے جزیہ کے بدلے ذمہ لیا ہو۔ (فتاویٰ فیض الرسول، ج ۱، ص ۵۰۱)
31	مستامن	اس کافر کو کہتے ہیں جسے بادشاہ اسلام نے امان دی ہو۔ (فتاویٰ فیض الرسول، ج ۱، ص ۵۰۱)
32	بیگمہ	زمین کا ایک حصہ یا ٹکڑا جس کی پیمائش عموماً تین ہزار پچیس (۳۰۲۵) گز مربع ہوتی ہے، (اردو لغت، ج ۲، ص ۱۵۶۰) چار کنال، ۸۰ مرلے۔ (فیروز اللغات، ص ۲۷۱)
33	جرب	جرب کی مقدار انگریزی گز سے ۳۵ گز طول اور ۳۵ گز عرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۳۹)
34	بیع وفا	اس طور پر بیع کرنا کہ جب بائع مشتری کو ثمن واپس کرے تو مشتری بیع کو واپس کر دے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۵۵)
35	فقیر	وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی مقدار ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں استعمال ہو رہا ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۵۹)

36	مسکین	وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۵۹)
37	عامل	وہ ہے جسے بادشاہ اسلام نے زکاۃ اور عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۵۹)
38	غارم	اس سے مراد مدیون (مقروض) ہے یعنی اس پر اتنا دین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۶۱)
39	ابن سبیل	ایسا مسافر جس کے پاس مال نہ رہا ہو اگرچہ اس کے گھر میں مال موجود ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۶۱)
40	مہر مہجل	وہ مہر جو خلوت سے پہلے دینا قرار پائے۔ (بہار شریعت، حصہ ۷، ص ۶۶)
41	مہر مؤجل	وہ مہر جس کے لیے کوئی میعاد (مدت) مقرر ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۷، ص ۶۶)
42	بنی ہاشم	ان سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب کی اولادیں ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۶۵)
43	ام ولد	وہ لونڈی جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۹، ص ۱۲)
44	صوم داؤد علیہ السلام	اس سے مراد ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۰۱)
45	صوم سکوت	ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۰۱)
46	صوم وصال	روزہ رکھ کر افطار نہ کرنا اور دوسرے دن پھر روزہ رکھنا (صوم وصال ہے)۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۰۱)
47	صوم دہر	یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۰۱)

48	یَوْمُ الشَّكِّ	وہ دن جو انیسویں شعبان سے متصل ہوتا ہے اور چاند کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے اس تاریخ کے معلوم ہونے میں شک ہوتا ہے یعنی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تیس شعبان ہے یا یکم رمضان۔ اسی وجہ سے اسے یوم الشک کہتے ہیں۔ (ماخوذ از نور الایضاح، کتاب الصوم، ص ۱۵۴)
49	مَسْتُور	پوشیدہ، مخفی، وہ شخص جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہو مگر باطن کا حال معلوم نہ ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۱۱)
50	شہادۃ علی الشہادۃ	اس سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کو گواہوں نے خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انھیں گواہ کیا انھوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۴۰۶)
51	اکراہ شرعی	اکراہ شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو صحیح دھمکی دے کہ اگر تو فلاں کام نہ کرے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک، کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار ماروں گا اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے کر گزرے گا، تو یہ اکراہ شرعی ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۱۵، ص ۴)
52	مسجد بیت	گھر میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر کی جائے اسے مسجد بیت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص ۴۷۹)
53	ظہار	اپنی زوجہ یا اس کے کسی جزو شائع یا ایسے جزو کو جو گل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تَشْبِیْہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو۔ مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۸، ص ۹۷)

اعلام

1	گنجا سانپ	سانپ جب ہزار برس کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار برس کا ہوتا ہے وہ بال گر جاتے ہیں۔ یہ معنی ہیں گنجے سانپ کے کہ اتنا پرانا ہوگا۔
2	جھاؤ	ایک قسم کا پودا جو دریاؤں کے کنارے پر اُگتا ہے جس سے ٹوکریاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔
3	خطمی	ایک پودا جس کے پتے بڑے اور کھر درے اور پھول سرخ، سفید اور مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں، گل خیر و

4	چُرٹ	تمباکو کے خشک پتوں کو مقررہ طریقے سے تہ بہ تہ لپیٹ کر بنائی ہوئی بتی جو سگریٹ کی طرح پی جاتی ہے۔
5	اَلْسِی	ایک پودا اور اس کے بیج کا نام اس کا تیل جلانے وغیرہ کے کام آتا ہے۔
6	علم ہیأت	وہ علم جس میں چاند، سورج، ستاروں، سیاروں کے طلوع و غروب، کیفیت و وضع، سمت و مقام کے متعلق بحث کی جاتی ہے۔
7	تَوْقِیْت	وہ علم ہے جس کی مدد سے دنیا کے کسی بھی مقام کے لیے طلوع، غروب، صبح اور عشاء وغیرہ کے اوقات معلوم کیے جاتے ہیں۔
8	قمری سال	وہ سال جس کے مہینے چاند کے اعتبار سے ہوتے ہیں۔ جیسے محرم الحرام، ربیع الاول۔
9	ٹِری (ٹِیڑی)	ایک قسم کا پردار کیڑا جو اکثر زراعت کو نقصان پہنچاتا ہے اس کیڑے کی فوج کی فوج فصل پر حملہ کرتی ہے جسے دَل کہتے ہیں۔
10	اولا	بخارات کے قطرے جو بارش کے ساتھ برف کی شکل میں آسمان سے گرتے ہیں۔
11	لکڑی	ایک قسم کی لمبی اور سبز ترکاری، تَر
12	گندر	ایک قسم کی ترکاری
13	میٹھی	ایک قسم کا خوشبودار ساگ
14	بھی	ایک پھل کا نام ہے جو ناشپاتی کے مشابہ ہوتا ہے۔
15	بَید	ایک قسم کا درخت جس کی شاخیں نہایت لچکدار ہوتی ہیں۔
16	زِفْت	ایک قسم کا سیاہ روغن جسے تارکول کہتے ہیں۔
17	نَفْط	وہ تیل جو پانی کے اوپر آ جاتا ہے۔
18	جنتریوں	جنتری کی جمع، وہ کتابیں جن میں نجومی ستاروں کی گردش کا سالانہ حال تاریخ و ارجح کرتے ہیں۔
19	بَنْتِ مخاض	اونٹ کا مادہ بچہ جو ایک سال کا ہو چکا ہو، دوسرے برس میں ہو۔
20	بنت لَبُون	اونٹ کا مادہ بچہ جو دو سال کا ہو چکا ہو اور تیسرے برس میں ہو۔
21	جَھَّہ	اونٹنی جو تین برس کی ہو چکی ہو، چوتھے سال میں ہو۔
22	چڈِ عہ	چار سال کی اونٹنی جو پانچویں سال میں ہو۔
23	تَبِیع	سال بھر کا چھڑا

24	تبیعہ	سال بھر کی بچھیا
25	مُسِن	دو سال کا بچھڑا
26	مُسِنہ	دو سال کی بچھیا

حصہ ششم (۶) کی اصطلاحات

1	اشہرج	حج کے مہینے یعنی شوال المکرم و ذوالقعدہ دونوں مکمل اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن۔ (رفیق الحرمین، ص ۳۳)
2	احرام	جب حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھتے ہیں، تو بعض حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں اس لئے اس کو ”احرام“ کہتے ہیں۔ اور مجازاً ان بغیر سلی چادروں کو بھی احرام کہا جاتا ہے جن کو احرام کی حالت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)
3	تلبیہ	وہ ورد جو عمرہ اور حج کے دوران حالت احرام میں کیا جاتا ہے۔ یعنی لَبَّيْكَ ط اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ الخ پڑھنا۔ (ایضاً، ص ۳۴)
4	إِضْطِبَاع	احرام کی اوپر والی چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر اس طرح اٹکے کندھے پر ڈالنا کہ سیدھا کندھا کھلا رہے۔ (ایضاً، ص ۳۴)
5	رَمَل	طواف کے ابتدائی تین پھیروں میں اکڑ کر شانے ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے قدرے تیزی سے چلنا۔ (ایضاً، ص ۳۴)
6	طواف	خانہ کعبہ کے گرد سات چکر یا پھیرے لگانا ایک چکر کو ”شوط“ کہتے ہیں جمع ”اشواط۔“ (ایضاً، ص ۳۴)
7	مُطَاف	جس جگہ میں طواف کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)
8	طوافِ قُدوم	مکہ معظمہ میں داخل ہونے پر پہلا طواف یہ ”افراد“ یا ”قرآن“ کی نیت سے حج کرنے والوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔ (ایضاً)
9	طوافِ زیارۃ	اسے طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں۔ یہ حج کا رکن ہے۔ اس کا وقت ۱۰ ذوالحجہ کی صبح صادق سے بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے مگر دس ذوالحجہ کو کرنا افضل ہے۔ (ایضاً)
10	طوافِ وداع	حج کے بعد مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ یہ ہر ”آفاقی“ حاجی پر واجب ہے۔ (ایضاً، ص ۳۵)
11	طوافِ عمرہ	یہ عمرہ کرنے والوں پر فرض ہے۔ (ایضاً)

12	استلام	حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ یا لکڑی سے چھو کر ہاتھ یا لکڑی کو چوم لینا یا ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے انہیں چوم لینا۔ (ایضاً)
13	سُغی	”صفا“ اور ”مروہ“ کے مابین سات پھیرے لگانا (صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہوتا ہے یوں مروہ پر سات چکر پورے ہوں گے۔ (ایضاً)
14	رُمی	جمرات (یعنی شیطانوں) پر کنکریاں مارنا۔ (ایضاً)
15	حَلَق	احرام سے باہر ہونے کے لئے حدودِ حرم ہی میں پورا سر منڈوانا۔ (ایضاً)
16	قَصْر	چوتھائی (¼) سر کا ہر بال کم از کم انگلی کے ایک پورے کے برابر کتروانا۔ (ایضاً)
17	مسجد الحرام	وہ مسجد جس میں کعبہ مشرفہ واقع ہے۔ (ایضاً)
18	باب السلام	مسجد الحرام کا وہ دروازہ مبارکہ جس سے پہلی بار داخل ہونا افضل ہے اور یہ جانب مشرق واقع ہے۔ (ایضاً)
19	کعبہ	اسے بیت اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی کہتے ہیں یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا گھر یہ پوری دنیا کے وسط میں واقع ہے اور ساری دنیا کے لوگ اسی کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور مسلمان پروانہ وار اس کا طواف کرتے ہیں۔ (ایضاً، ص ۳۶)
20	رکنِ اُنود	جنوب و مشرق کے کونے میں واقع ہے اسی میں جنتی پتھر ”حجر اسود“ نصب ہے۔ (ایضاً)
21	رکنِ عراقی	یہ عراق کی سمت شمال مشرقی کونہ ہے۔ (ایضاً)
22	رکنِ شامی	یہ ملک شام کی سمت شمال مغربی کونہ ہے۔ (ایضاً)
23	رکنِ یمانی	یہ یمن کی جانب مغربی کونہ ہے۔ (ایضاً)
24	باب الکعبہ	رکن اسود اور رکن عراقی کے بیچ کی مشرقی دیوار میں زمین سے کافی بلند سونے کا دروازہ ہے۔ (ایضاً)
25	ملتزم	رکن اسود اور باب الکعبہ کی درمیانی دیوار۔ (ایضاً، ص ۳۶، ۳۷)
26	مُسْتَجَار	رکن یمانی اور شامی کے بیچ میں مغربی دیوار کا وہ حصہ جو ”ملتزم“ کے مقابل یعنی عین پیچھے کی سیدھ میں واقع ہے۔ (ایضاً، ص ۳۷)

27	مُسْتَجَاب	رکن یمانی اور رکن اسود کے بیچ کی جنوبی دیوار یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پرائیں کہنے کے لئے مقرر ہیں۔ اسی لئے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے اس مقام کا نام ”مستجاب“ (یعنی دعا کی مقبولیت کا مقام) رکھا ہے۔ (ایضاً)
28	حَطِیم	کعبہ معظمہ کی شمالی دیوار کے پاس نصف دائرے کی شکل میں فصیل (یعنی باؤنڈری) کے اندر کا حصہ ”حطیم“ کعبہ شریف ہی کا حصہ ہے اور اس میں داخل ہونا عین کعبۃ اللہ شریف میں داخل ہونا ہے۔ (ایضاً)
29	مِزَاب رَحْمَت	سونے کا پرنا لہ یہ رکن عراقی و شامی کی شمالی دیوار پر چھت پر نصب ہے اس سے بارش کا پانی ”حطیم“ میں نچھا اور ہوتا ہے۔ (ایضاً، ص ۳۷-۳۸)
30	مَقَام ابراہیم	دروازہ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ جنتی پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ شریف کی عمارت تعمیر کی اور یہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ معجزہ ہے کہ آج بھی اس مبارک پتھر پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قد میں شریفین کے نقش موجود ہیں۔ (ایضاً، ص ۳۸)
31	پَرَزَمَزَم	مکہ معظمہ کا وہ مقدس کنواں جو حضرت سیدنا اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم طفولیت میں آپ کے ننھے ننھے مبارک قدموں کی رگڑ سے جاری ہوا تھا۔ اس کا پانی دیکھنا، پینا اور بدن پر ڈالنا ثواب اور بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ یہ مبارک کنواں مقام ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے جنوب میں واقع ہے۔ (ایضاً)
32	بَابُ الصَّفا	مسجد الحرام کے جنوبی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جس کے نزدیک ”کوہ صفا“ ہے۔ (ایضاً)
33	کوہ صفا	کعبہ معظمہ کے جنوب میں واقع ہے اور یہیں سے سعی شروع ہوتی ہے۔ (رفیق الحرمین ص ۳۹)
34	کوہ مروہ	کوہ صفا کے سامنے واقع ہے۔ صفا سے مروہ تک پہنچنے پر سعی کا ایک پھیر ختم ہو جاتا ہے اور سأتواں پھیرا یہیں مروہ پر ختم ہوتا ہے۔ (ایضاً)
35	مِیلِیْن اَخْضَرِیْن	یعنی دو سبز نشان صفا سے جانب مروہ کچھ دور چلنے کے بعد تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دونوں طرف کی دیواروں اور چھت میں سبز لائیں لگی ہوئی ہیں۔ نیز ابتدا اور انتہا پر فرش بھی سبز ماربل کا پٹا بنا ہوا ہے۔ ان دونوں سبز نشانوں کے درمیان دوران سعی مردوں کو دوڑنا ہوتا ہے۔ (ایضاً)
36	مَسْجِدُ	میلین اخضرین کا درمیانی فاصلہ جہاں دوران سعی مرد کو دوڑنا سنت ہے۔ (ایضاً)

37	مِیقَات	اس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ جانے والے آفاقی کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں، چاہے تجارت یا کسی بھی غرض سے جاتا ہو۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے رہنے والے بھی اگر میقات کی حدود سے باہر (مثلاً طائف یا مدینہ منورہ) جائیں تو انہیں بھی اب بغیر احرام مکہ پاک آنا جائز ہے۔ (ایضاً)
38	ذُو الْحَلِیْفَہ	مدینہ شریف سے مکہ پاک کی طرف تقریباً دس کلومیٹر پر ہے جو مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے ”میقات“ ہے۔ اب اس جگہ کا نام ”ابیار علی کرم اللہ وجہہ الکریم“ ہے۔ (ایضاً، ص ۴۰)
39	ذاتِ عِرْق	عراق کی جانب سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ (ایضاً)
40	یَمَنُکُم	پاک و ہند والوں کے لئے میقات ہے۔ (ایضاً)
41	بُجْہ	ملک شام کی طرف سے آنے والوں کیلئے میقات ہے۔ (ایضاً)
42	قَرْنُ الْمَنَازِل	نجد (موجودہ ریاض) کی طرف آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔ (ایضاً، ص ۴۰)
43	مِیقَاتِی	وہ شخص جو ”میقات“ کی حدود کے اندر رہتا ہو۔ (ایضاً)
44	آفاقی	وہ شخص جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو۔ (ایضاً)
45	مَنْعِیْم	وہ جگہ جہاں سے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عمرے کے لئے احرام باندھتے ہیں اور یہ مقام مسجد الحرام سے تقریباً سات کلومیٹر جانب مدینہ منورہ ہے اب یہاں مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا بنی ہوئی ہے۔ اس جگہ کو لوگ ”چھوٹا عمرہ“ کہتے ہیں۔ (ایضاً، ص ۴۰-۴۱)
46	جعرانہ	مکہ مکرمہ سے تقریباً چھبیس کلومیٹر دور طائف کے راستے پر واقع ہے۔ یہاں سے بھی دوران قیام مکہ شریف عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے۔ اس مقام کو عوام ”بڑا عمرہ“ کہتے ہیں۔ (ایضاً، ص ۴۱)
47	حَرَم	مکہ معظمہ کے چاروں طرف میلوں تک اس کی حدود ہیں اور یہ زمین حرمت و تقدس کی وجہ سے ”حرم“ کہلاتی ہے۔ ہر جانب اس کی حدود پر نشان لگے ہیں حرم کے جنگل کا شکار کرنا نیز خود رو درخت اور ترگھاس کاٹنا، حاجی، غیر حاجی سب کے لئے حرام ہے۔ جو شخص حدود حرم میں رہتا ہو اسے ”حرمی“ یا ”اہل حرم“ کہتے ہیں۔ (رفیق الحرمین، ص ۴۱)
48	حِل	حدود حرم سے باہر میقات تک کی زمین کو ”حِل“ کہتے ہیں۔ اس جگہ وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم میں حرام ہیں۔ جو شخص زمین حِل کا رہنے والا ہو اسے ”حَلّی“ کہتے ہیں۔ (ایضاً، ص ۴۲)

49	منیٰ	مسجد الحرام سے پانچ کلومیٹر پر وہ وادی جہاں حاجی صاحبان قیام کرتے ہیں ”منیٰ“ حرم میں شامل ہے۔ (ایضاً)
50	بحرات	منیٰ میں تین مقامات جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں پہلے کا نام جمرۃ العقبۃ ہے۔ اسے بڑا شیطان بھی بولتے ہیں۔ دوسرے کو جمرۃ الوسطی (منجھلا شیطان) اور تیسرا کو جمرۃ الاولی (چھوٹا شیطان) کہتے ہیں۔ (ایضاً)
51	عرفات	منیٰ سے تقریباً گیارہ کلومیٹر دور میدان جہاں ۹ ذوالحجہ کو تمام حاجی صاحبان جمع ہوتے ہیں۔ عرفات حرم سے خارج ہے۔ (ایضاً)
52	جبلِ رحمت	عرفات کا وہ مقدس پہاڑ جس کے قریب وقوف کرنا افضل ہے۔ (ایضاً، ص ۴۲)
53	مزدلفہ	”منیٰ“ سے عرفات کی طرف تقریباً پانچ کلومیٹر پر واقع میدان جہاں عرفات سے واپسی پر رات بسر کرتے ہیں۔ سنت اور صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان کم از کم ایک لمحہ وقوف واجب ہے۔ (ایضاً، ص ۴۲-۴۳)
54	مختبر	مزدلفہ سے ملا ہوا میدان، یہیں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔ لہذا یہاں سے گزرتے وقت تیزی سے گزرنا سنت ہے۔ (ایضاً، ص ۴۳)
55	بطنِ عرنہ	عرفات کے قریب ایک جنگل جہاں حاجی کا وقوف درست نہیں۔ (ایضاً)
56	مدعی	مسجد حرام اور مکہ مکرمہ کے قبرستان ”جنت المعلیٰ“ کے مابین جگہ جہاں دعا مانگنا مستحب ہے۔ (ایضاً)
57	دم	یعنی ایک بکرا (اس میں نر، مادہ، دنبہ، بھیڑ، نیز گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ سب شامل ہیں)۔ (ایضاً، ص ۲۲۸)
58	بدنہ	یعنی اونٹ یا گائے۔ یہ تمام جانور ان ہی شرائط کے ہوں جو قربانی میں ہیں۔ (رفیق الحرمین، ص ۲۲۸)
59	صدقہ	یعنی صدقہ فطر کی مقدار (آج کل کے حساب سے دو کلو تقریباً پچاس گرام گہوں یا اس کا آٹا یا اس کی رقم یا اس کے دگنے جو یا کھجور یا اس کی رقم)۔ (ایضاً)
60	مرضُ الموت	کسی مرض کے مرض الموت ہونے کے لیے دو باتیں شرط ہیں۔ ایک یہ کہ اس مرض میں خوف ہلاک و اندیشہ موت قوت و غلبہ کے ساتھ ہو، دوم یہ کہ اس غلبہ خوف کی حالت میں اس کے ساتھ موت متصل ہو اگرچہ اس مرض سے نہ مرے، موت کا سبب کوئی اور ہو جائے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۲۵، ص ۴۵۷)

61	مُدَبَّر	وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۹، ص ۹)
62	جِ بدل	نیابت (نائب بن کر) دوسرے کی طرف سے حج فرض ادا کرنا کہ اس پر سے فرض کو ساقط کرے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۶۵۹)
63	نُحْر	اونٹ کو کھڑا کر کے سینے میں گلے کی انتہا پر تکبیر کہہ کر نیزہ مارنا اس کو نُحْر کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۶، ص ۱۱۲)
64	إِلْمَامٌ صَحیح	مُتَمَتِّع کا عمرہ کے بعد احرام کھول کر اپنے وطن کو واپس جانا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۶، ص ۱۲۹)
65	جُرْمِ غیر اختیاری	اگر بیماری، سخت سردی، سخت گرمی، پھوڑے اور زخم یا جووں کی شدید تکلیف کی وجہ سے کوئی جرم ہو تو اسے جرم غیر اختیاری کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۶، ص ۱۳۳)
66	چار پہر	اس سے مراد ایک دن یا ایک رات کی مقدار ہے مثلاً طلوع آفتاب سے غروب آفتاب اور غروب آفتاب سے طلوع آفتاب یا دو پہر سے آدھی رات یا آدھی رات سے دو پہر تک۔ (حاشیہ فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۷۵۷)
67	مُحْصَر	جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا مگر کسی وجہ سے پورا نہ کر سکا، اسے مُحْصَر کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۶، ص ۱۶۶)
68	بدی	اس جانور کو کہتے ہیں جو قربانی کے لیے حرم کو لے جایا جائے۔ (بہار شریعت، حصہ ۶، ص ۱۸۲)
69	مُد	ایک پیانہ جو وزن میں دو رطل ہوتا ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۶)
70	حجِ قرآن	حج و عمرہ (دونوں) کے احرام کی نیت کرے اسے قرآن کہتے ہیں اور اس حج کرنے والے کو قارن کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۸۱۳)
71	حجِ تَمَتُّع	مکہ معظمہ میں پہنچ کر اشہر الحج (یکم شوال سے دس ذی الحجہ) میں عمرہ کر کے وہیں سے حج کا احرام باندھے۔ اسے تمتع کہتے ہیں اور اس حج کرنے والے کو تمتع کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۸۱۳)
72	حجِ افراد	جس میں صرف حج کیا جاتا ہے۔ اسے حج افراد کہتے ہیں اور اس حج کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۸۱۳)

73	زادِ راہ	توشہ اور سواری، اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ چیزیں اُس کی حاجت یعنی مکان و لباس اور خانہ داری کے سامان وغیرہ اور قرض سے اتنی زائد ہوں کہ سواری پر جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آئے اور جانے سے واپسی تک عیال کا نفقہ اور مکان کی مرمت کے لیے کافی مال چھوڑ جائے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۶، ص ۱۱۰ و ۱۱۱)
74	حِثایت	اس سے مراد وہ فعل ہے جو حرم یا احرام کی وجہ سے منع ہو۔ جیسے احرام کی حالت میں شکار کرنا، حرم میں کسی جانور کو قتل کرنا۔ (ماخوذ از در مختار، ج ۳، ص ۶۵۰)
75	ذی الحلیفہ	مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے، یہی اصح ہے (مرقاۃ)

اعلام

1	قُطب نما	وہ آلہ جس سے قطب کی سمت معلوم کی جاتی ہے۔
2	شُمری	حجاز مقدس کا ایک قسم کا مَحْمَل (گجاوا)۔
3	پارہ	ایک رقیق اور ہر وقت متحرک رہنے والی دھات جو سفید اور بھاری ہوتی ہے۔
4	مُشعرِ حرام	مزدلفہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے جسے جبلِ فُزَح بھی کہتے ہیں۔
5	صُندل	ایک قسم کی خوشبودار لکڑی
6	بیلے	یا سمین، چنبیلی کی قسم کا ایک پھول
7	چمیلی	(چنبیلی) ایک سفید یا زرد رنگ کا خوشبودار پھول۔
8	بُوی	چنبیلی جیسے خوشبودار پھول جو اس سے ذرا چھوٹے ہوتے ہیں۔
9	خمیرہ تمباکو	ایک قسم کا خوشبودار پینے کا تمباکو
10	گھونس	چوہے کی طرح کا ایک جانور جو چوہے سے ذرا بڑا ہوتا ہے۔
11	نَبُو	ایک قسم کا گوشت خور جانور جو دن بھر یلوں میں رہتا ہے اور رات کو باہر نکلتا ہے اسکی آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں۔
12	تیندوا	بھیڑیئے اور چیتے کے باہم اختلاط سے پیدا ہوتا ہے اس کا مزاج چیتے جیسا اور عادات کتے جیسی ہوتی ہیں۔
13	گُلِ بَنَفشہ	بنفشہ کا پھول جو ہلکا نیلا یا اودے رنگ کا ہوتا ہے اور بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔
14	گاؤزبان	ایک بُوٹی جس کے پتوں پر گائے کی زبان کی طرح کے ابھار ہوتے ہیں۔
15	مُلِیْٹھی	ایک درخت کی جڑ جو کھانسی اور گلے کی سوزش کے لیے استعمال ہوتی ہے۔
16	بکینلہ سیاہ	سیاہ ہڑ ایک قسم کا گسیلا (ٹُرش) پھل کا نام جسے خشک کر کے بطور دوا استعمال کرتے ہیں۔

17	پپر منٹ	سَت پودینہ (پودینہ کا عرق) کی گولیاں
18	کُھنسی (کُھمبی)	ایک قسم کی سفید نباتات جو اکثر برسات میں از خود پیدا ہو جاتی ہے اور اسے تل کر کھاتے ہیں۔
19	زنجیل	سونٹھ (سوکھی ادراک)
20	سُتلی	سَن (ایک پودا کا نام جس کی چھال سے رسیاں بنتی ہیں) کی باریک ڈوری، رسی۔
21	چِڑ	ایک اونچا جنگلی درخت جس کی لکڑی، عمارت، سامان آرائش، اور صندوق وغیرہ بنانے میں کام آتی ہے۔
22	عطر دانہ	وہ صندوقی یا برتن جس میں عطر کی شیشاں رکھی جاتی ہیں۔
23	ہمیان	روپیہ پیسہ رکھنے کی پتی تھیلی خصوصاً وہ تھیلی جو حالت سفر میں کمر سے باندھی جاتی ہے
24	سینی	دھات کا بنا ہوا خوان (تھال)
25	ہر تال	نورہ (بال صفا پوڈر)
26	قندیل	ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلا کر لٹکاتے ہیں۔
27	شَقْدَف	یعنی دو چار پائیاں جو اونٹ کے دونوں طرف لٹکاتے ہیں ہر ایک میں ایک شخص بیٹھتا ہے۔
28	تلیں	تل کی جمع ایک قسم کا تخم جس سے تیل نکلتا ہے۔
29	سُونڈیاں	سونڈی کی جمع ایک چھوٹا کیڑا جو انانج میں لگ جاتا ہے۔ پتوں کا رس چُوسنے والا کیڑا
30	بڑیاں	بڑی کی جمع مونگ یا اُڑد (ماش) کی دال کی نکلیاں جن سے سالن پکاتے ہیں
31	ملا گیری	صندل کے رنگ سے مشابہ ایک رنگ جو خوشبودار ہوتا ہے۔
32	کئیر	زرد رنگ کا ایک نہایت خوشبودار پھول
33	جاوتری	جائفل (ایک پھل جو دواؤں اور کھانوں میں استعمال ہوتا ہے) کا پوسٹ۔
34	کھلی	تانبہ (غلہ جس سے تیل نکالا جائے) یا سرسوں کا پھوک
35	نارنگی	ایک خوش رنگ پھل جو عموماً کھٹ مٹھا ہوتا ہے (سگترے سے چھوٹا)
36	کاہو	ایک قسم کا ساگ اور اس کا بیج جو بہت چھوٹا ہوتا ہے اور اکثر اس کا تیل دماغ کی خشکی کو دور کرنے کے لیے دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔
37	کامران	ایک جگہ کا نام ہے۔

حل لغات باعتبار حروف تہجی

الف

نمبر شمار	الفاظ	معانی	نمبر شمار	الفاظ	معانی
1	ابدی	جو ہمیشہ رہے	55	إدراک	احاطہ کرنا، پانا، دریافت کرنا
2	إجمالاً	مختصراً	56	ألوہیت	الہ ہونا، معبود ہونا
3	ازلی	جو ہمیشہ سے ہو	57	اخلاق فاضلہ	اچھی عادتیں
4	اخلاق رذیلہ	بری عادتیں	58	ابوالبشر	سب انسانوں کے باپ مراد
5	اوتر	شمال			حضرت آدم علیہ السلام
6	إِسْتِهْزَا	ہنسی، مذاق، ہٹھکا کرنا	59	إصلاح پذیر	اصلاح قبول کرنے والا
7	أُولُو الْعِزْمِ	بلند و بالا، عزت و عظمت اور حوصلہ والے	60	احکام تبلیغیہ	احکام شریعت
8	إِنْس	انسان	61	اعتقاد عظمت	قدر و منزلت کا عقیدہ
9	افضل العبادات	تمام عبادتوں سے افضل	62	احکام تشریعیہ	شرعی احکام
10	أَكَارَت	ضائع، برباد	63	أَلَم	درد
11	أَذَق	نہایت مشکل	64	اجزائے اصلیہ	اصلی اجزا
12	اَنگَشْتَرِي	انگوٹھی	65	ابدالاباد	ہمیشہ
13	أَخْبَثُ النَّاسِ	لوگوں میں خبیث ترین	66	ازل	جو ہمیشہ سے ہو
14	إِعَادَہ	دوبارہ ادا کرنا	67	التفات	متوجہ ہونا
15	اندیشہ	فکر، خوف، خیال	68	اتصال	ملاپ، نزدیکی
16	اتباع	پیروی کرنا	69	اکڑوں بیٹھنا	تلووں کے بل اس طرح بیٹھنا کہ
17	اوجھل	پوشیدہ، پردہ، غائب			گھٹنے کھڑے رہیں
18	اغل بغل	آس پاس	70	البحن	پریشانی، کشمکش
19	ایندھن	جلانے کی چیزیں	71	امتیاز	فرق، ترجیح

20	التزام	کسی بات کو لازم کر لینا، ضروری	72	استخفاف	ہلکا سمجھنا، حقیر سمجھنا
		قرار دینا	73	ارتداد	مرد ہونا
21	اشغال	کام، مشغول ہونا	74	انتشار	شہوت، تتر بتر ہونا، فکر
22	افشاں	سونے چاندی کا بُرادہ یا مقیش کی باریک کترن	75	اُپلے	ایندھن کے لیے گوبر کی سٹکھائی ہوئی ٹکیاں، گوبر کی تھاپیاں
23	استحقاق	حق طلب کرنا، سزاوار ہونا، حق دعویٰ، قابلیت	76	اکتفاء	کافی سمجھنا، کفایت کرنا
			77	پرا	صف
24	اقامت	قیام کرنا، ٹھہرنا	78	اجیر	اجرت پر کام کرنے والا
25	اقتدائے زن	عورتوں کا مقتدی ہونا	79	اسم جلال	اللہ تعالیٰ کا نام
26	اُدعیہ	دعائیں	80	اعانت	مدد
27	اتمام	مکمل کرنا	81	اقتصار	اکتفاء
28	امی	ان پڑھ	82	انحراف	پھر جانا
29	اعرابی غلطیاں	زبر، زیر، پیش کی غلطیاں	83	اولیٰ	بہتر
30	اولیٰ	پہلا	84	اثنائے خطبہ	خطبہ کے دوران
31	اہوال	ہول کی جمع، خوف، گھبراہٹ	85	اختلاط	میل جول
32	ایڑ لگانا	پاؤں کی ایڑی سے گھوڑے کو دوڑنے کا اشارہ کرنا	86	انگیارا	آنکھوں والا
			87	ازدحام	بھیڑ
33	اگر	ایک قسم کی لکڑی جو جلانے سے خوشبودیتی ہے	88	امامت زناں	عورتوں کی امامت
			89	افواہ	بے اصل بات، اڑتی خبر
34	استحاب	مستحب ہونا	90	انجان	ناواقف
35	افاقہ	مرض میں کمی	91	اذن	اجازت
36	اباحت	جائز کر دینا، مباح کر دینا	92	ایام نحر	قربانی کے دن
37	اول اول	ابتداء، شروع میں (آگے آگے)	93	اوندھالیٹنا	پیٹ کے بل لیٹنا

38	اپا ہج	لولا، لنگڑا، چلنے پھرنے سے معذور	94	انشین	نہیے (فوطے)
39	اوراد	وظائف	95	اثنائے اذان	اذان کے دوران
40	اعادہ	لوثانا۔ دہرانا	96	اثر و ہام	بھیڑ۔ مجمع
41	ادنیٰ	کم از کم	97	اثنائے نماز	نماز کے دوران
42	استر	نیچے کی تہ	98	ابرا	اوپر کی تہ
43	اصطبل	گھوڑے باندھنے کی جگہ	99	افقاں و خیزاں	گرتے پڑتے، بدحواسی کی حالت میں
46	ایمان بالغیب	غیب پر ایمان لانا	100	استباعر حق	حق کی پیروی
47	اعجوبہ	انوکھی چیز، عجیب شے	101	استمداد	مدد چاہنا
48	اصناف	قسمیں	102	اجتماع و فراق	مجمع و تنہائی
49	ابر	بادل	103	امرد	وہ لڑکا یا مرد جس کو دیکھنے یا چھونے سے شہوت پیدا ہوتی ہے
50	اذکار	وظائف			
51	اسمائے طیبہ	پاکیزہ نام	104	بطریق مسنون	سنت کے مطابق
52	اذکار طویلہ	بڑے بڑے وظائف	105	اولیائے میت	مرنے والے کے سرپرست
53	اعزہ	عزیز کی جمع رشتہ دار	106	اوگال دان (اگل دان)	پیک دان، تھوکنے کا برتن
54	اچکن	ایک لمبا لباس جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے	107	اُتھو	کھانسی جو سانس کی نالی میں پانی وغیرہ جانے سے آنے لگتی ہے

آ

108	آنکھ کے کوائے	ناک کی طرف، آنکھ کا کونہ	114	آتش زدگی	آگ لگنے
109	آڑا	ترچھا، ٹیڑھا	115	آسائش	آرام، سکون
110	آیات دعائیہ	وہ آیات جن میں دعاؤں اور اللہ عز و جل کی حمد و ثناء کا ذکر ہے	116	آفتاب ڈھلکنے	زوال پذیر ہونا
	وثنائیہ		117	آہٹ	پاؤں کی آواز، کھٹکا
111	آبرو	عزت	118	آلات حرب	لڑائی کے ہتھیار، اسلحہ جنگ
112	آمیزش	ملاوٹ	119	آفتابہ	دستہ لگا ہوا لوٹا

113	آلودہ	نا پاک، نجس، لتھڑا ہوا	120	آنچل	دوپٹے کا پلو
-----	-------	------------------------	-----	------	--------------

ب

121	بالائی	اوپری، فاضل، فالتو	152	برہان	دلیل
122	بے حس	جس کو کسی کا احساس نہ ہو، جو حرکت نہ کر سکے۔	153	بہ نظر حقارت	توہین کی نظر سے
			154	بے آبروی	بے عزتی، بے حیائی
123	بدرجہا	بہت زیادہ، کئی درجے	155	براہ اختصار	مختصر کرنے کے لیے
124	باز پرس	پوچھ گچھ	156	بری الذمہ	ذمہ داری سے بری
125	بے آمیزش	ملاوٹ کے بغیر	157	بے ریش	داڑھی کے بغیر
126	بچی	وہ بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں	158	بط	بطخ
			159	بموجب	مطابق
127	بے باک	بے خوف، بے حیا	160	پلا تامل	بے سوچے سمجھے
128	بالا خانہ	اوپر والا حصہ	161	براءت	نجات، چھٹکارا
129	بے غبار و بخار	بخارات اور گرد کے بغیر	162	بلا قراءت	قراءت کے بغیر
130	براہ جہل	ناواقفی کی بنا پر، جہالت کی بنا پر	163	بار	بوجھ، دشوار
131	بندش	گرہ	164	بستہ	جماعا ہوا
132	بھڑکا	مشتعل ہونا، تیز ہونا	165	بدل کتابت	وہ مال جس کے بدلے مکاتب غلام کو آزادی ملے۔
133	بگوش دل	ذوق و شوق سے، توجہ سے			
134	پدکا	ڈر کر چونکنا، ڈرنا	166	بھال	برچھی کا پھل، تیر کی نوک
135	باقلا	لوبیا	167	بیرون	باہر
136	بھونک دینا	گھونپنا	168	بٹا	ٹل دیا، لپیٹا
137	بعینہ	اسی طرح	169	بدو	عرب کے خانہ بدوش لوگ، دیہاتی
138	بھوں	ابر، آنکھ اور ماتھے کے درمیانی بال	170	براہ اختصار	مختصر کرنے کے لیے
139	بستم	میس	171	بادیان	سونف

مشکل سے	بدقت	172	ہاتھ پاؤں کے بغیر	بے دست و پا	140
کپڑوں کی چھوٹی گٹھڑی	لپچی	173	طوالت کے خوف سے	بخوف تطویل	141
بالکل سر کے اوپر	بالکل سمت راس	174	ایک زیور جو کہ ناک میں پہنتے ہیں	بِلاق	142
بیلوں کی چھوٹی گاڑی	بہلی کا کھٹولا	175	گھوڑا گاڑی کا بانس جس میں	بِم	143
مالک بنا دینا	تملیک	176	گھوڑا جوتا جاتا ہے		
پیشاب اور پاخانہ	بول و براز	177	وہ مال جس کے بدلے میں	بدل خلع	144
چوپائے	بہائم	178	نکاح زائل کیا جائے		
اللہ تعالیٰ کے فضل سے	بفضلہ تعالیٰ	179	خصوصیت کے ساتھ	بالتخصیص	145
چھینے	بند کیاں	180	بے روک ٹوک	بلا تکلف	146
رونا	بُکا	181	مسرت، خوشی	بشاشت	147
بغیر آواز	بلا صوت	182	ایک قسم کی گول اور خوبصورت کشتی	بجرا	148
زیادہ قیمت	بیش قیمت	183	ضد، خلاف	بالعکس	149
واضح۔ صاف	بَین	184	عذر کے ساتھ	بعذر	150
یعنی جڑ کاٹنا	بیخ گنی کرنا	185	خرید و فروخت	بیع و شرا	151

پ

شیطان کے پیروکار	پیروئے شیطان	201	لگاتار، پے در پے	پیہم	186
جُز اب	پائتا بہ	202	افسوس کرنا	پچتانا (پچھتانا)	187
چارزا نو بیٹھنا	پالقی مارنا	203	پیٹ کے بل لیٹنا، اوندھا لیٹنا	پٹ لیٹنا	188
بڑی اور موٹی پھنسی، زہریلے	پھوڑا	204	کاغذ کی ایک تھیلی	پڑیا	189
مادے کی تھیلی			لگاتار، متواتر	پے در پے	190
خزاں، وہ موسم جس میں درختوں	پت جھاڑ	205	قدموں کی جانب	پائنتی	191
سے پتے جھڑ جاتے ہیں			لحاظ، مروت، جانبداری	پاسداری	192

پیدل چلنے والا	پیادہ	206	پریشان، منتشر	پراگندہ	193
پہلے	پیشتر	207	مشرق	پورب	194
چاول کا بھس	پیال	208	پیچھے	پس پشت	195
جسم کا وہ حصہ جو آنکھ سے ملا ہوتا ہے، آنکھ کا غلاف	پپوٹوں	209	ضلع کا حصہ	پرگنہ	196
			کھیت	پالیز	197
ناف سے نیچے کا حصہ	پیرو	210	پہنچی کی جمع، کلائی، ایک زیور جو	پہنچیاں	198
اناج صاف کرنے کی جگہ	پیر	211	کلائی میں پہنا جاتا ہے		
حال پوچھنے والا، مددگار	پرساں حال	212	تیل یا گھی نکالنے کا آلہ، ٹیڑھا چھچھ	پکی	299
ہاتھ کی پشت، ہاتھ کی الٹی طرف	پشت دست	213	روئی کا ٹکڑا	پھری	200

ت

مردے کے کفن دفن کا انتظام	تجہیز و تکفین	232	کافر قرار دینا	تکفیر	214
غلبہ	تسلط	233	جو ہمیشہ رہے	ابد	215
اندازہ	تخمینہ	234	قبر کی نعمتیں	تعمیم قبر	216
فاسق قرار دینا	تفسیق	235	گمراہ قرار دینا	تضلیل	217
حروف کو ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا	ترتیل	236	نیچے بیٹھ جانا	تہہ نشین ہونا	218
لا الہ الا اللہ پڑھنا	تہلیل	237	تکلیف اٹھا کر کوئی کام کرنا	تہ تکلف	219
عاجزی کرنا، اپنے آپ کو حقیر سمجھنا	تذلل	238	آگے پیچھے	تقدیم و تاخیر	220
دو چیزوں کا آپس میں مخالف ہونا	تعارض	239	بج	تخم	221
اختیار میں، زیر حکم	تحت تصرف	240	قبرستان کی نگرانی کرنے والا	تکید دار	222
دولت، امیر، مالدار	تونگر	241	گھٹانا، کم کرنا، نقص نکالنا	تنقیص	223
ضائع	تلف	242	علم توقیت کا جاننے والا	توقیت دان	224
تھکن	تکان	243	سامنے آنا، مزاحمت، روکنا	تعرض	225
تیزی، سختی، شہوت	تندی	244	چھوڑنے والا	تارک	226

تند خو	سخت مزاج	245	تند مزاج	سخت مزاج
227				
توشہ	زادِ راہ	246	ترک	چھوڑنا
228				
تفرقہ	فرق	247	تلفُّظ	لفظ کا منہ سے ادا کرنا
229				
تقلیل	کمی کرنا	248	تحفُّظ	حفاظت
230				
تفاوت	فرق	249	توسُّط	درمیانہ
231				

ث

250	ثقة	معتبر	251	ثقل ساعت	اونچا سننے کا مرض
-----	-----	-------	-----	----------	-------------------

ج

252	جمع	تمام	269	جانگزا	جان گھٹانے والا، جان کو اذیت
253	جائے امامت	امامت کی جگہ			یا تکلیف دینے والا
254	جست	چھلانگ لگانا، اچھلنا	270	جزار	کثیر لشکر، بہادر، دلیر
255	جزدان	غلاف	271	جائے نجاست	نجاست کی جگہ
256	جزع و فزع	رونا پیٹنا	272	جنبش	حرکت
257	جئے ہوئے کھیت	وہ کھیت جس میں ہل چلایا گیا ہو	273	جوق جوق	گروہ کے گروہ
258	جان گنی	نزع کی حالت میں، موت کے	274	جھری	شگاف، سوراخ
		لمحات میں سانس اکھڑنا	275	جواہر	قیمتی پتھر
259	جہل	جہالت، ناواقفی، بے علمی	276	جدال	جھگڑا
260	جہت	سمت	277	جمرک	کشم ہاؤس، چوگی خانہ
261	جلق	مشت زنی	278	جہر	اوپنی آواز
262	جوا	وہ لکڑی جو گاڑی یا ہل کے لئے بیلوں کے کندھے پر رکھی جاتی ہے	278	جمروں	جرہ کی جمع، مٹی میں تین مقامات جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں
263	جنائی	دائی۔ بچہ جنانے والی	280	جھول	گھوڑے کے اوپر ڈالنے کا کپڑا

264	جمع ماسوی اللہ	اللہ عز وجل کے سوا کائنات کی ہر چیز	281	جُنُب	وہ آدمی جسے جماع یا احتلام کی وجہ سے غسل کی حاجت ہو۔
265	جلا دینا	زندہ کرنا	282	جبارین	جبار کی جمع ظالم ترین
266	جَدّی مناسبت	آبائی مناسبت	283	جوارح	انسان کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء
267	جگالی	حیوانات کا اپنے چارے کو معدے میں سے نکال کر منہ میں چبانا	284	جمادات	جماد کی جمع، بے جان چیزیں جیسے دھات، پتھر وغیرہ
268	جرم دار	جسم رکھنے والا	285	جملۃ	سب کے سب، یکبارگی

ج

286	چولی	غلاف	293	چت	پیٹھ کے بل لیٹنا
287	چاہ	کنواں	294	چھدرے	فاصلے فاصلے سے
288	چپکا	خاموش	295	چابک	ہنر، کوڑا
289	چنچل	شوخی (شریر) وہ گھوڑا جس کی دم اور پاؤں نہ ٹھہرتے ہوں	296	چوگی	ایک محصول جو میوہیل کمیٹی کی حدود میں مال لانے پر لیا جاتا ہے، ٹیکس
290	چھٹانا	چھوڑانا (آزاد کرنا)	297	چوکھوٹی	چار کونوں والی
291	چر سے	چمڑے کا بڑا ڈول	298	چندلا	گنج
292	چغہ	جبہ	299	چنٹیں	سلوٹیں

ح

300	حادث	عدم سے وجود میں آنا، جو پہلے نہ ہو	319	حفظ الہی	اللہ عز وجل کی حفاظت، اللہ تعالیٰ کی امان
301	حدوث	وجود میں آنا	320	حی	زندہ
302	حسنہ	نیکی	321	حکمت بالغہ	کامل حکمت
303	حرکات و سکنت	عادت و اطوار	322	حسنت	نیکیاں

304	حکم	حکمتیں	323	حقانیت	سچائی، صداقت
305	حسب مراتب	مرتبہ کے مطابق	324	حق گوئی	سچ بولنا
306	حلت	حلال ہونا	325	حرج	تنگی، سختی، نقصان
307	حتی الوسع	جہاں تک ہو سکے	326	حائض	حیض والی عورت
308	حجاب	پردہ	327	حضر	حالت اقامت، ایک جگہ قیام
309	حائل	روک، آڑ، پردہ	328	حادثة عظیمہ	بڑی آفت، بڑا سانحہ
310	خلق	سرمنڈانا	329	حمائل	گلے میں ڈالنے کی چیز، چھوٹے ساز
311	حج مبرور	مقبول حج			کا قرآن جسے گلے میں لٹکاتے ہیں۔
312	حامیان	حامی کی جمع، حمایتی، مددگار	330	حدث عہد	جان بوجھ کر بے وضو ہونا
313	حق العبد	بندے کا حق	331	حتى المقدور	جہاں تک ہو سکے
314	حتى الامکان	جہاں تک ممکن ہو	332	حجریں	غمگین
315	حاجت طاہرہ	ظاہری حاجت (توشہ اور سواری)	333	حدث	بے وضو ہونا
316	حشفہ	آلہ تناسل کی سپاری	334	حاذق	اپنے فن میں ماہر، تجربہ کار
317	حرمت نماز	کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو منافی نماز ہے	335	حقنہ	کسی دوا کی بتی یا پچکاری پیچھے کے مقام میں چڑھانا جس سے اجابت ہو جائے
318	حربی	دارالحرب میں رہنے والا	336	حرمت	عزت، عظمت

خ

337	خفیف	تھوڑا، ہلکا، کم	349	خلق	مخلوق
338	خف	زمین میں دھنسا	350	خلت	بے پناہ محبت، بے حدودی
339	خرافات	بے ہودہ باتیں	351	خیر الناس	لوگوں میں سے اچھا
340	خاسر	نقصان اٹھانے والا	352	خفیف	کم، تھوڑا
341	خوف	چاند گرہن	353	خاطر ملحوظ	لحاظ کرتے ہوئے، آؤ بھگت

خطرہ	342	ڈر، خوف، وسوسہ	354	خشیش	ہجڑا
خوش خوان	343	اچھی آواز سے پڑھنے والا	355	خلقت	پیدائشی ہیئت
خام	344	کچی	356	خصوصت	جھگڑا
خرما	345	کھجور، چھوہارا	357	خُدام	خادم کی جمع، خدمت کرنے والے
خلائق	346	خلیقہ کی جمع، مخلوق	358	خوش خلق	اچھے اخلاق
خودرو	347	اپنے آپ اُگا ہوا، جنگلی	359	خطر	خوف، خطرہ
خوف اور رواروی	348	خوف و گھبراہٹ	360	خنکی	ٹھنڈک

د

دست بستہ	361	ہاتھ باندھے	382	دُہائی	کسی کو پکار کر مدد کے لیے بلانا، استغاثہ
دُشنام	362	گالی	383	دغا	دھوکہ، فریب
دَموی	363	جس میں بہتا ہوا خون ہو	384	دفع	دور کرنا
دَل	364	جسامت، موٹائی	385	دوچند	دُگنا
دَلدار	365	جس کا جسم ہو	386	دونا	دگنا، دوچند، دہرا
دَپِز	366	موٹا، مضبوط	387	دہن	منہ
دل بٹے	367	دھیان دوسری طرف جائے	388	درپیش	سامنے، روبرو
دھول	368	مٹی، گرد	389	دالان	برآمدہ
داعی	369	بلانے والا	390	دانستہ	جان بوجھ کر
دہشت ناک	370	بھیانک، ڈراؤنا	391	دائیں چلانا	اناج گاہنا، کھلیان پر بیلوں کو چلانا
دکھن	371	جنوب کی سمت	392	دَلال	سودا کرنے والا، آرٹھی
دستگاہ	372	مہارت	393	درد آگین	درد سے بھرا ہوا
دیوان	373	اشعار اور علم عروض (اشعار کے قواعد کا علم) کی کتابیں	394	دہقانی	دیہاتی، اس سے مراد دیہات کا رہنے والا نہیں بلکہ جاہل مراد ہے چاہے وہ شہری ہی کیوں نہ ہو
دواء	374	دوا کے طور پر			

پھوڑا	دنبل	395	مٹی	دھول	375
دنیا ختم ہونے والی اور چھوٹنے والی	دنیا گزشتی وگزشتی	396	چون و چرا نہیں کر سکتا، کچھ بات نہیں کہہ سکتا	دَم نہیں مار سکتا	376
ہاتھ کے ذریعہ	دستی	397	چاندی کا ایک سکہ	دِرَم (درہم)	377
چاول	دھان	398	دفن کیا ہوا مال	دفینہ	378
ایک طرف	درکنار	399	تیز کرنا، جلانا	دھونکنا	379
دو کالے نقطے	دو چٹیاں	400	دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔	دُنْيَا وَمَا فِيهَا	380
			قرض	دَين	381

ڈ

مٹی کا بڑا ٹکڑا، آنکھ کے اندر کا گول حصہ، گھلا	ڈھیلا	403	دھکا	ڈھکیل (ڈھکیل)	401
پستی	ڈھال	404	دھاگا	ڈورا	402

ذ

عقل مند	ذی عقل	407	ذکر کرنے والے	ذاکرین	405
معزز، محترم	ذی وجاہت	408	اولاد، نسل	ذُرَّیَّت	406

ر

رسول کی جمع	رسل	426	بلند، بڑی شان والا	رفع	409
ایماندار، دیانتدار	راست باز	427	گروی رکھنے والا	راہن	410
رافضی	رفاض	428	بہت تعریف کرنے والا، مداح	رَطْبُ اللِّسَان	411
تری، نمی	رطوبت	429	ناک کا سفید لیس دار مادہ	رینٹھ	412
گیس، معدے کی ہوا	رتج	430	لعاب دہن، منہ کا چیپ	رال	413
بہتر، غالب	راج	431	پتلا	رقتی	414

415	رَیخِیں	منجن یا پانوں کے رنگ کے نشان جو دانتوں میں پڑ جاتے ہیں	432	رونگئے	وہ چھوٹے نرم بال جو انسان کے بدن پر ہوتے ہیں
416	رَفُو	پھٹی ہوئی جگہ کو بھرنا، پھٹے ہوئے کپڑے کی تاگوں سے مرمت کرنا	433	رکعت بھر	رکعت بھری سورت فاتحہ کے ساتھ کسی سورت کا ملا کر رکعت ادا کرنا
417	رواروی	بھاگ دوڑ، عجلت	434	روزائے	جس دن بادل چھائے ہوں
418	روشنائی	لکھنے کی سیاہی	435	راست گو	سچ بولنے والا، صاف گو
419	روندنا	گچلنا	436	راہ گیر	مسافر
420	ریاح	ريح کی جمع، معدے کی ہوا	437	رقبہ	گردن، غلام، لونڈی
421	ریا	دکھلاوا	438	رانج	جاری، عام، رسمی
422	رفٹ	فحش کلام	439	رہزن	چور، ڈاکو
423	ریاست	سرداری	440	رفقا	رفیق کی جمع، ساتھی، دوست
424	رُوبقبِلہ	قبلہ کی جانب	441	ریتے	ریت
425	روغن	پالش، چمک، تیل	442	رکابیاں	رکابی کی جمع تھالیاں، طشتیاں
443	روزِ میثاق	وہ وقت جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصرت کا پختہ عہد لیا۔			

ز

444	زچہ خانہ	وہ مقام جہاں بچہ پیدا ہوتا ہے	449	زیادتِ قلیلہ	تھوڑی زیادتی
445	زائر	زیارت کرنے والا	450	زیرِ ناف	ناف کے نیچے
446	زاری	گریہ، رونا پیٹنا	451	زمینِ مغصوب	ایسی زمین جس پر زبردستی قبضہ کیا گیا ہو
447	زَلّت	لغزش	452	زُؤار	زیارت کرنے والے
448	زجر	ڈانٹ ڈپٹ، ملامت	453	زیادت	اضافہ، زیادتی

س

454	ستارے گتے	ظاہر ہو گئے، چھوٹے بڑے ستاروں کا ظاہر ہو جانا یہاں تک کہ کوئی ستارہ پوشیدہ نہ رہے	475	سراب	رتیلی زمین کی وہ چمک جس پر چاند سورج کی چمک سے پانی کا دھوکہ ہوتا ہے
455	سجین	جہنم میں ایک وادی کا نام	476	سنگ دلی	سخت دلی
456	سہو	بھولنا	477	سیون	سلانی
457	سر بُریدہ	سرکٹا ہوا	478	سرائے	مسافروں کے ٹھہرنے کا مکان
458	سکوت	خاموشی	479	سَیل	پانی کی رو، بہاؤ
459	سَکَت	طاقت	480	سَعایت	کوشش، محنت، دوڑ دھوپ
460	سَیل	تری، نمی	481	سَپید داغ	برص کی بیماری
461	سکتہ	لمحہ بھر کے لئے خاموش ہونا	482	سُننِ رواتب	سنتِ موکدہ
462	ساقط	معاف	483	ساحر	جادوگر
463	ساعی	کوشش کرنے والا	484	سکونت	رہائش
464	سیّات	سیّہ کی جمع ہے برائیاں	485	سِقایہ	پانی کی سبیل
465	سنتِ بعدیہ	وہ سنتیں جو فرض کے بعد پڑھی جاتی ہیں	486	سائلین	سائل کی جمع، سوال کرنے والے۔ پوچھنے والے، مانگنے والے
466	سالم	پورا، تمام	487	سِن	عمر
467	سُترہ	آڑ	488	سینٹھا	سرکنڈا
468	سَنکِستان	پتھریلی زمین	489	سہ بارہ	تیسری بار
469	سابق	پہلا، سبقت لے جانے والا	490	سمجھ وال	سمجھ دار
470	سَب و شتم	گالیاں	491	سُوا	موٹی سوئی، بڑی سوئی
471	سیلان	کسی پتلی چیز یا پانی کا جاری ہونا	492	سہل	آسان
472	سروکار	واسطہ، تعلق	493	سپر	ڈھال، آڑ، روک

473	سمت الراس	سر سے آسمان تک کا سیدھا خط ، بلندی کی انتہاء	494	سالہائے گزشتہ	گزرے ہوئے سال
474	سیر	سیرت کی جمع، عادتیں، حصلتیں	495	سخت خو	سخت مزاج

ش

496	شرقی	مشرقی	505	پیش گوئی	کسی بات کی پہلے خبر دینا
497	شفیعوں	شفاعت کرنے والے	506	شکم	پیٹ
498	شانوں	شانہ کی جمع، کندھے	507	شعلہ زن	شعلہ مارنے والا، شعلہ نکالنے والا
499	شناخت	پہچان، واقفیت	508	شب اسرا	معراج کی رات
500	شیر خوارگی	وہ عمر جس میں بچہ دودھ پیتا ہے	509	شریر	برا، بد ذات
501	شرُّ الناس	لوگوں میں سے برا	510	شرارے	چنگاریاں
502	شفیع	شفاعت کرنے والا	511	شامت نفس	نفس کی نحوست، نفس کی آفت
503	شیاطین الانفس	شریر لوگ، انسانی شیطان	512	شعار اسلام	اسلام کی نشانیاں، اسلام کی علامات
504	شاق	بھاری	513	شرم گاہ زن	عورت کی شرم گاہ

ص

514	صَرَف	خرچ	523	صراحتہ	واضح طور پر، ظاہر
515	صفات ذاتیہ	ذاتی صفات	524	صوت	آواز
516	صدہا	سینکڑوں، بہت سے	525	صدور	واقع ہونا
517	صُحُف ملائکہ	فرشتوں کے صحیفے	526	صفات ذمیمہ	بری صفیتیں
518	صواب	درست	527	صفی	برگزیدہ
519	صادر ہونا	واقع ہونا	528	صرح	واضح

520	صلوۃ و سطر	نماز عصر	529	صفرا	پیلے رنگ کا کڑوا پانی
521	صغائر	صغیرہ کی جمع، چھوٹے گناہ	530	صمی	بچہ
522	صف میں	صف میں اکیلا نماز پڑھنے والا	531	صنعت	کارگیری، دستکاری
	منفرد	مقتدی			

ض

532	ضدین	دو مخالف چیزیں	533	ضعیف	کمزور، لاغر
-----	------	----------------	-----	------	-------------

ط

534	طاق عدد	وہ عدد جو دو پر پورا تقسیم نہ ہو مثلاً پانچ، سات، نو وغیرہ	539	طمانینت	اطمینان، تسلی، دل جمعی، سکون
535	طاہر	پاک	540	طبق	تھال، بڑی رکابی
536	طبقات	طبقہ کی جمع درجے، منزلیں	541	طاری ہونا	کسی کیفیت کا غلبہ پانا
537	طشت	تھال، ہاتھ دھونے کا برتن	542	طول	لمبائی
538	طاق	محراب نما جگہ جو دیوار میں بناتے ہیں			

ع

543	عصمت	پاکدامنی	558	عیوب	عیب کی جمع، نقائص
544	عطر فروش	عطر بیچنے والا	559	عطر تحقیق	تحقیق کا نچوڑ
545	علیٰ حسب مراتب	مرتبہ کے مطابق	560	عالم اسباب	دنیا، جہاں ہر کام کا کوئی سبب ہوتا ہو
546	عصا	ڈنڈا	561	عالم	دنیا

عطاء الہی	اللہ تعالیٰ کی عطا	562	عَصَا	عاصی کی جمع، گناہ گار لوگ
عقل رسا	عقل کی پہنچ	563	عَلَى الْإِطْلَاقِ	مطلق
علم سلوک	علم تصوّف	564	عَلَى هَذَا الْقِيَاسِ	اسی پر قیاس، اسی طرح
عند اللہ	اللہ عز و جل کے نزدیک	565	عیب دار	عیبی، ناقص، جس میں عیب ہو
عتاب	لامت، غصہ، ناراضگی	566	عَفْو	معاف، بخشش، بخشنا
عَمْدًا	جان بوجھ کر	567	عَبَث	فضول، بے فائدہ
عاریۃً	عارضی طور پر دی ہوئی چیز	568	عَلَى الْإِتِّصَالِ	مسل، بلاناغہ
عکس	الٹ	569	عود کرنا	لوٹنا
عم	پچھا	570	عارض	پیش آنے والا، عرض کرنے والا
عشر	دسواں حصہ	571	عرض	چوڑائی
عود نہ کرے	واپس نہ لوٹے	572	عکسی	فوٹو

غ

غیب و شہادت	پوشیدہ اور ظاہر، غائب و حاضر	578	غریب الوطن	مسافر
غلمان	جنت کے کم سن خادم	579	غیر متناہی	جس کی کوئی حد نہ ہو
غیر محرم	جس سے نکاح جائز ہو	580	غیر سبیلین	آگے اور پیچھے کے مقام کے علاوہ
غلو	حد سے گزر جانا، بہت زیادہ مبالغہ کرنا	581	غَبِيتٌ كُفْهَہ	سر ڈگر کا چھپ جانا
غیر جہری	وہ نمازیں جن میں پست آواز سے قراءت کی جاتی ہے مثلاً ظہر و عصر	582	غیر مامون	جس سے امن نہ ہو، غیر محفوظ، جو قابل اطمینان نہ ہو۔

ف

فَجَّارٌ	فاجر کی جمع بدکار	593	فرداً فرداً	جداجدا، علیحدہ علیحدہ، ایک ایک کر کے
----------	-------------------	-----	-------------	--------------------------------------

584	فُسَّاق	فاسق کی جمع، گناہ گار	594	فتح باب	دروازہ کھولنا
585	فصل طویل	لمبا فاصلہ	595	فلاح دنیوی	دنیوی کامیابی
586	فہم	سمجھ	596	فسق	نافرمانی، جرم، بدکاری، گناہ
587	فساد بعض	بعض کا فاسد ہونا	597	فساد کل	کل کا فاسد ہونا
588	فربہ	موٹا، صحت مند	598	فال	شگون
589	فرج خارج	عورت کی شرمگاہ کا بیرونی حصہ	599	فرج داخل	شرمگاہ کا اندرونی حصہ
590	فراخ	کشادہ	600	فصل	جدا کرنے والا، جدا
591	فیثو فیثو	پیچھے پیچھے	601	فصد کا خون لینا	رگ کھول کر فاسد خون نکلوانا
592	فلہذا	اسی لیے، اسی وجہ سے			

ق

602	قلفہ	عضو تناسل کا سر البغیر ختنہ کیے ہوئے	615	قوت وضعف	طاقت اور جسمانی کمزوری
603	قدیم	جو ہمیشہ سے ہو	616	قضا	تقدیر
604	قوی ہیکل	مضبوط جسم، مضبوط بدن	617	قرب	نزدیکی
605	قلعی	صَیقل (پالش) کیا ہوا	618	قبیح	برا، معیوب
606	قَدَر	مقدار، کسی چیز کا اندازہ	619	قلت	کمی، تھوڑا
607	قصداً	جان بوجھ کر	620	قُرس	ٹکیا، گول چیز ٹکیا کی طرح
608	قتال	جنگ	621	قاطع نماز	نماز کو توڑنے والا
609	قیام اللیل	رات کی عبادت، رات کو عبادت کے لیے اٹھنا	622	قہقہہ	اتنی آواز سے ہنسا کہ آس پاس والے سنیں
610	قرض خواہ	ادھار دینے والا	623	قفل	تالا
611	قطع رحم	رشتہ ناطہ توڑنا، تعلق توڑنا	624	قُرس آفتاب	سورج کی ٹکیا
612	قریہ	گاؤں، دیہات	625	قَبہ	گنبد، بُرج، خیمہ، مزار

613	قربت	رشتہ داری	626	قحطِ باراں	بارش کانہ ہونا
614	قساوت قلبی	سخت دلی			

ک

627	کرید کر	گھر چ کر	652	کریہ (کریہ)	قابل نفرت، بد شکل
628	کنکاش	جستجو، تلاش	653	کوندا	بجلی کی چمک
629	کبار	کبیرہ کی جمع، گناہ کبیرہ	654	کلفت	رنج، تکلیف
630	کرخت	سخت	655	کچی	ٹیڑھا پن
631	کاہن	جنوں سے دریافت کر کے غیب کی خبریں یا قسمت کا حال بتانے والا۔	656	کچا بچہ	نامتوام بچہ، وہ بچہ جو حمل کی مدت سے پہلے پیدا ہو جائے۔
632	کسی عورتیں	بازاری عورتیں،، بدکار عورتیں	657	کشائش	کشادگی، فراخی، وسعت
633	کشادگی	فراخی، وسعت	658	کذاب	بڑے جھوٹے
634	کوڑھی	برص کی بیماری	659	کثیر الوقوع	کثرت سے واقع ہونے والا
635	گندہ	لکھا ہوا	660	کھوٹ	ملاوٹ، نقص، فریب
636	کفایت	کافی ہونا، حسب ضرورت فائدہ حاصل ہونا	661	کوکھ	پہلو، شکم، پیٹ کے نیچے کی وہ جگہ جہاں ہڈی نہیں ہوتی
637	کونچیں	وہ موٹا پٹھا جو آدمی کی ایڑی کے اوپر اور چوپایوں کے ٹخنے کے نیچے ہوتا ہے	662	کھنکار	کھانسی کی آواز، وہ آواز جو بلغم کو ہٹانے یا گلا صاف کرنے کے واسطے نکالی جائے
638	کسوف	سورج گرہن	663	کوئے	ناک کی طرف آنکھ کا کونہ
639	گُلب	انسان کی پیٹھ کا جھکاؤ	664	کراہت تحریم	مکروہ تحریمی
640	کالعدم	نہ ہونے کے برابر	665	کنگن	کلائی کا ایک زیور
641	کنکھیوں	ترچھی نگاہ، نگاہ پھیر کر دیکھنا	666	کراہیت	نفرت

642	کاٹھی	گھوڑے کی زین، پالان، کجاوہ	667	کفالت	ضمانت، گارنٹی، ذمہ داری
643	کمانی دار	اسپرنگ والے	668	کھر	جانوروں کے پاؤں
644	کفران	ناشکری	669	کوڑھی	برص کی بیماری
645	کوزہ پشت	گہڑا، گہنا	670	کنیر	لوٹڈی
646	کہگل	مٹی کی لپائی	671	گسل	سستی، کاہلی
647	کتب شرعیہ	تفسیر و حدیث وغیرہ	672	کجا	کہاں، کس جگہ
648	کاہے	کس لئے! کیوں؟ کس	673	کدورت	نفرت، رنجش
649	کسم پُرسی (کس پُرسی)	ایسی حالت جس میں کوئی پُرساں حال نہ ہو۔	674	کُوج	روانگی، رحلت، ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا۔
650	کنکھنا کتا	بہت زیادہ کاٹنے والا کتا، پاگل کتا	675	کھے گھڑے	مٹی کے نئے مٹکے، لوٹے
651	کھٹکنا	کسی چیز کا اگلے دانتوں سے کاٹنا یا توڑنا			

گ

676	گراں	تکلیف دہ، دشوار، مہنگا	687	گھائیاں	انگلیوں کے درمیان کی جگہ
677	گھوٹے آپڑے	گھوڑے روند ڈالیں	688	گھن	نفرت
678	گہنوں	زیور	689	گھٹ	کم
679	گہن	سورج پر چاند کا یا چاند پر زمین کا سایہ پڑنے سے ان کا سیاہ نظر آنا	690	گوز	وہ گندی ہوا جو مقعد کی راہ سے باہر بلند خارج ہو
680	گودنا	بدن میں سوئی سے سرمہ یا نیل بھرنا	691	گرد	دھول، غبار
681	گھائل	زخمی ہونا	692	گرہ	گانٹھ، گز کا سولہواں حصہ
682	گا بھن	وہ جانور جس کے پیٹ میں بچہ ہو	693	گودی	بندرگاہ کا ایک حصہ
683	گدام گدام	آگے آگے	694	گھرنا	کسی چیز میں اٹکا دینا، گھسیڑنا
684	گچ	چونے کا پتھر	695	گندنا	ایک قسم کی مشہور ترکاری جو لہسن سے مشابہ ہوتی ہے
685	گوشوں	گوشہ کی جمع، کونوں			

686	گلوں	ٹخنوں			
-----	------	-------	--	--	--

ل

696	لب کشائی	بات کرنا	705	لیسی گئی	لیپی گئی
697	لاجرم	لازمی، ضرور	706	لپ	چلو
698	لحن	ترنم، قواعد موسیقی کے مطابق گانا، غلطی	707	لنگوٹ	کم عرض کپڑا جو فقراء یا پہلوان باندھتے ہیں
699	لاغر	کمزور، دبلا پتلا	708	لغزش	خطا، سہو
700	لنجھا	لنگڑا والا، ہاتھ پاؤں سے محروم	709	لبریز	بھرا ہوا، پُر
701	لعاب	تھوک، رال، لیس	710	لنگ	پاؤں کا نقص، لنگڑاپن
702	لٹھے	شہتیر، لکڑی	711	لٹھڑ جانا	لٹھ پتھ ہونا، آلودہ ہونا
703	لگن	ٹب، طشت	712	لو	وہ ہوا جو موسم گرما میں چلتی ہے
704	لذات	مزے لینا	713	لغویات	لغوی جمع بیہودہ باتیں، بکواس، فضول

م

714	محال	ناممکن	829	محیط	گھیرے ہوئے، احاطہ کئے ہوئے
715	محالات	محال کی جمع، ناممکنات	830	معرفت ذات	ذات کی پہچان
716	مختار	بااختیار، آزاد، اختیار دیا گیا	831	مشیت الہی	اللہ عز وجل کی مرضی، تقدیر الہی
717	منجانب اللہ	اللہ عز وجل کی طرف سے	832	ماوشما	ہم اور آپ
718	مفضول	وہ شخص جس پر کسی کو فضیلت دی جائے	833	منصب عظیم	بڑا مرتبہ، بلند مقام
719	من جانب شیطان	شیطان کی طرف سے	834	مساوی	برابر، ہم پلہ
720	مُرسلین	مُرسل کی جمع، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے رسول	835	ملک گیری	ملک پر تسلط قائم کرنا، سلطنت کی حدود کو بڑھانا

721	مَلِک	فرشتہ	836	مَدَارِجِ ولایت	ولایت کے درجے، ولایت کے رتبے
722	مَنْزَرہ	پاک، عیبوں سے بری	837	مُزَیِّن	آراستہ، سجاایا ہوا
723	مَتَنَہِی	جس کی کوئی حد ہو	838	مَادَرِزَاد	پیدائشی
724	مَلُوک	سلاطین، بہت سے بادشاہ	839	مَفْضُول	وہ شخص جس پر کسی کو فضیلت دی جائے
725	مَفْقُود	ناپید، غائب	840	مَع	ساتھ
726	مَجَال	طاقت، قدرت	841	مَشَاقِ زیارت	زیارت کا شوق رکھنے والا
727	مُتَعَلِّقِین	تعلق رکھنے والے	842	مَتَوَسِّلِین	نزدیکی چاہنے والے
728	مَحْکُوم	اختیار میں، زیر حکم، تابع	843	مَنْصَب	مرتبہ، عہدہ
729	مَصَالِح	مصلحتیں	844	مَنْ وَتُو	میں اور تُو
730	مَبْغُوض	قابل نفرت	845	مَشَاهِد	حاضر، ظاہر
731	مَرْگِھٹ	ہندوؤں کے مردے جلانے کی جگہ	846	مُتَشَکِّل	شکل اختیار کرنا، صورت اختیار کرنا
732	مُحْصُور	گھرا ہوا، قلعہ بند، مقید	847	مَصَائِب	مصیبت کی جمع پریشانیاں، تکلیفیں
733	مَعَاصِی	گناہ	848	مَقَابِر	مقبرہ کی جمع، قبرستان
734	مُسَخَّر	تابع کیا گیا، تسخیر کیا گیا۔	849	مَدْعٰی نبوت	نبوت کا دعویٰ کرنے والا
735	مُتَّبِعِین	پیروی کرنے والے	850	مَرُوت	اخلاق، انسانیت
736	مِثْلِ	ہم شکل، ویسا ہی	851	مَدَارِج	تعریفیں
737	مُنْقَصَصَت	کمی، گھٹانا، نقص	852	لَا مَذْهَب	جس کا کوئی مذہب نہ ہو، لا دین
738	مُقْتَدَا	پیشوا، رہنما	853	مَامُون	محفوظ، بے خوف
739	مُفْسِد	جھگڑا کرنے والا، باغی، فسادی	854	مَلِک داری	انتظام حکومت
740	مُعَانِد	دشمن	855	مُتَّصِف	بناوٹی صوفی، صوفی بننے والا
741	مَدِ نَظَر	پیش نظر، سامنے	856	مُنْخَصَر	محدود
742	مَوْضِعِ فَرَض	جسم کا وہ حصہ جس کا دھونا فرض ہے۔	857	مَحِیط	گھیرنے والا
743	مُتَوَسِّط	درمیانہ	858	مَس	چھونا

744	موضع نجاست	نجاست کی جگہ	859	معاذ اللہ	اللہ کی پناہ
745	مانع	رکاوٹ، روکنے والا	860	مخرج	نکلنے کی جگہ
746	مترتب	ترتیب دیا ہوا	861	موقع نجاست	نجاست کے گرنے کی جگہ
747	میانی	پاجامہ کا وہ حصہ جو پیشاب گاہ کے قریب ہوتا ہے	862	مقطعات کی انگوٹھی	وہ انگوٹھی جس پر حروف مقطعات لکھے ہوئے ہوں جیسے الم وغیرہ
748	مخفی امر	پوشیدہ معاملہ	863	مینہ	بارش
749	مانجھ لینا	صاف کر لینا	864	مجامعت	ہم بستری کرنا
750	مُتَقِن	یقینی	865	میل کاٹنا	میل صاف کرنا
751	میچ لیں	بند کر لیں	866	مردہ پوست	مردہ کھال
752	متنبہ	خبردار، آگاہ، ہوشیار	867	متخیر	حیران، ہکا بکا، متعجب
753	مسدود	بند کیا گیا، روکا گیا، بند، رکا ہوا	868	مضائقہ	حرج، قباحت
754	مُحَوّ	مٹا ہوا، فنا، معدوم	869	متصل	پاس، قریب، نزدیک لگا ہوا، لگاتار
755	مسی	ایک قسم کا منجن	870	مُول	پونجی، سرمایہ
756	مرئیہ	جس کو دیکھ سکیں	871	متلی	جی متلانا، قے
757	مساحت	زمین کی پیمائش	872	مَضَرَّت	نقصان، ضرر، زیاں
758	متجاوز	اپنی حد سے بڑھنے والا	873	مستغرق	گھر اہوا
759	منطبق	موافق، برابر	874	مغموم	غمگین، بے ہوش
760	محاذی	سامنے، برابر	875	محاذات	آمنے سامنے، روبرو، سیدھ
761	مواجهہ	آمنے سامنے، روبرو	876	مخفی	پوشیدہ
762	مرتکب	ارتکاب کرنے والا، کسی فعل کا کرنے والا	877	مشارکت	شریک ہونا، باہم شرکت کرنا، حصہ داری
763	مُجَرَّب	آزمایا ہوا	878	مجموعۃ	مجموعی طور پر، جمع کیا ہوا
764	معظم دینی	دینی پیشوا	879	مکرر	دوبارہ، بار بار
765	متضمن	داخل، شامل	880	ممبر	منبر

766	مَظَنَّةٌ نَجَاسَت	نَجَاسَت کا گمان	881	مَبْغُوض	نا پسندیدہ، قابل نفرت
767	مَوْجِب	واجب کرنے والا، باعث، سبب	882	مُصَرَّح	واضح
768	مداومت	ہیشگی	883	معدوم ہونا	ختم ہونا، ناپید ہونا، کم ہونا
769	متمیز	امتیاز، جدا، الگ	884	مخرطی	گا جرنما، گاجر کی شکل کا
770	مَجْزِی	تقسیم ہونا، ٹکڑے ٹکڑے ہونا،	885	مُؤَكَّد	تاکید کیا ہوا
771	مصلیٰ	جائے نماز	886	موضع اقتدا	اقتدا کی جگہ
772	مشتہی	قابل شہوت لڑکا، خواہش پیدا کرنے والا	887	مَحْرَم	حُرْم کی جمع، جس سے نکاح ہمیشہ حرام ہو
773	مع قراءت	قراءت کے ساتھ	888	مُسْتَبْعَد	دور از قیاس، بعید
774	مُنَادِی	پکارنے والا، اعلان کرنے والا	889	مشروع	شریعت کے موافق، جائز
775	محسوب	شمار کیا گیا، حساب میں لگایا گیا	890	ماقی	بقیہ، باقی بچا ہوا
776	مہتم بالشان	نہایت اہم، عظیم	891	مرغوب	پسندیدہ، محبوب
777	مُرَاقَبَہ	وہ لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہو	892	مُتَمَتِّع	فائدہ اٹھانا، نفع حاصل کرنا
778	مُضْطَر	تکلیف میں مبتلا، مجبور، پریشان	893	مستقر	ٹھہرنے کی جگہ، جائے قرار، ٹھکانہ
779	ماذون	وہ غلام جسے تجارت کی اجازت دی گئی ہو۔	894	مرجع	جائے پناہ، رجوع کرنے کی جگہ، جس کی طرف رجوع کیا جائے،
780	متبوع	سردار، جس کی پیروی کی جائے	895	متواتر	پے درپے، مسلسل، لگاتار
781	میکا	عورت کے والدین کا گھر	896	مصافحہ	ہاتھ ملانا
782	مورث	وارث کرنے والا، وہ شخص جس سے ورثہ ملا ہو۔	897	مرض مہلک	وہ بیماری جس میں جان جانے کا اندیشہ ہو، خوفناک بیماری
783	مجوسیہ	آتش پرست (آگ کی عبادت کرنے والی) عورت	898	مَصَارِف	مصرف کی جمع، خرچ کرنے کی جگہ، اخراجات
784	مَنْفَعَت	نفع، فائدہ	899	معصیت	نافرمانی، گناہ
785	مُضِر	نقصان دہ	900	مدیون	مقروض

786	مُجْرَا	جاری کیا گیا، کٹوتی	901	معانقہ	گلے ملنا
787	معدنی	وہ چیزیں جو کان سے نکلیں	902	مالکذاری	زمین کا لگان (ٹیکس)
788	میعاد	مدت	903	مُتَعِن	ایک قسم کی بڑی کشمش
789	مایہ عزت	باعث عزت	904	مُتَعِن	مقرر
790	مذبذب	متردد، ایک خیال پر قائم نہ رہنے والا	905	مُسَلَّم	پورا، سب، تسلیم کیا گیا، درست
791	معتد بہ	بہت سا، تعداد یا مقدار میں زیادہ، قابل اعتماد	906	مفلس	غریب، دیوالیہ، نادار، فراخی کے بعد تنگی کا آجانا
792	متوتی	انتظام کرنے والا، منتظم	907	معمار	عمارت بنانے والا، مستری
793	مملوک	مقبوضہ، ملکیت، غلام	908	معدن	کان
794	مستعد	تیار	909	مدعی	دعویٰ کرنے والا
795	معمد	قابل اعتماد	910	مثانہ	جسم کے اندر پیشاب کی تھیلی
796	مغز	گری، کسی چیز کا اندرونی حصہ، دماغ	911	مواخذہ	جواب طلبی، باز پرس
797	ملک	ملکیت، مالک ہونا	912	محتاط فی الدین	دین کے معاملے میں احتیاط کرنے والا
798	مساس	جسم کے کسی حصے کو شہوت ابھارنے کے لئے چھونا یا ملنا	913	مطلع	طلوع ہونے کی جگہ (چاند نظر آنے کی جگہ)
799	میج	پہنچی گئی چیز	914	مولیٰ	آقا، مالک، غلام
800	مُتَوَسِّطُ الْحَالِ	درمیانی حالت	915	مقدّمات حج	حج کے مسائل، معاملات
801	مُخْتَنَانہ	محنت کا صلہ، وکیل کی فیس	916	موزیوں	موزی کی جمع تکلیف دینے والے
802	موتے بغل	بغل کے بال	917	مستورات	مستورہ کی جمع پردہ نشین عورتیں
803	معطر	خوشبو میں بसा ہوا	918	مُطَوِّف	طواف کرنے والا
804	مول لینا	کسی چیز کو خریدنا، اپنے سر مصیبت لینا	919	مُشَوِّش	پریشان، مضطرب، حیران
805	معا	ساتھ	920	مامور	مقرر، متعین، حکم کیا گیا، اجازت دیا گیا
806	ملال	رنج، افسوس	921	موانع	مانع کی جمع رکاوٹ

807	متمول	مال دار	922	مجرّد	تنہا
808	مرطوب ہوا	وہ ہوا جس میں نمی ہو	923	مغلّطات	فحش گالیاں
809	مبادا	خدا نخواستہ، کہیں ایسا نہ ہو	924	میزان میزان	برابر کرنا
810	مجرّا	آداب بجالانا، سلام کرنا	925	مباہات	فخر
811	محشور	حشر کیا گیا، قیامت میں اٹھایا گیا۔	926	منقبت	بزرگان دین، اولیاء اللہ کی مدح کے اشعار
812	مُخّر	نخر کرنے کی جگہ	927	مبہم	پوشیدہ
813	موچنا	بال اکھیرنے کا آلہ	928	مُونڈھے	کندھے، شانے
814	مصنوعی مُردہ سنگ	سفید رنگ کا پتھر جو دواؤں میں کام آتا ہے	929	موضع سجود و قدم کا پاک ہونا	سجدہ اور پاؤں رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا
815	متذکرۃ بالا	اوپر ذکر کئے گئے	930	مصلّی	نمازی
816	متابعت	پیروی	931	منذ نہ	مینارا
817	منحرف	پھرا ہو	932	موضع سجدہ	سجدہ کی جگہ
818	مفترض	فرض پڑھنے والے	933	مُطلّا	سونے سے آراستہ
819	متثفل	نفل پڑھنے والے	934	مُقَدّم	آگے
820	منصوب	کھڑا	935	معلق	آویزاں
821	موضع اہانت	ذلت کی جگہ	936	محل سجود	سجدے کی جگہ
822	مذبح	جانور ذبح کرنے کی جگہ	937	مواضع	جگہوں
823	مِنْ جہۃ العباد	بندوں کی طرف سے	938	معلّم اجیر	اُجرت پر پڑھانے والے
824	مرتبہن	جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہو	939	مُوکل	وہ شخص جو وکیل مقرر کرے، وکیل کرنے والا
824	مستحق نارہے	جہنم کا حقدار ہے	940	مدیون کا کفیل	مقروض کا ضامن
825	مرہون	جو چیز گروی رکھی گئی ہے	941	مدّعی علیہ	وہ شخص جس پر دعویٰ کیا جائے
826	مستغرق	گھیرے ہوئے	942	منقطع	جدا
827	مواسات	غنمخواری اور بھلائی	943	مُشت	ایک مٹھی

جسے خط پہنچا

مکتوب الیہ

828

ن

944	نظافت	صفائی	966	نوع اختیار	ایک طرح کا اختیار
945	ناقہ	اونٹنی	967	نصرت	مدد، حمایت
946	نسیم	چھیلی رات کی نرم و معطر ہوا، صبح کی ٹھنڈی ہوا	968	نیاز مند	محتاج، عاجزی و انکساری کا اظہار کرنے والا
947	نعمت عظمیٰ	بڑی نعمت	969	نغش	لاش، میت
948	ناختہ شدہ	جس کا ختنہ نہ ہوا ہو	970	نیک ظنی	اچھا گمان
949	نزکل	سرگنڈا	971	ناڑ کی	نرمی، کمزور
950	نادراً	کم یاب، عمدہ، عجیب	972	نگہداشت	حفاظت، نگرانی
951	نسیان	بھول چوک، ایک مرض جس میں انسان کے ذہن سے گزشتہ واقعات محو ہو جاتے ہیں۔	973	نگاہ خیرہ ہونا	بہت روشن اور بہت چمکتی ہوئی چیز پر نظر کرنے سے آنکھ کا پورا نہ کھلنا، جھپکنے لگنا۔
952	ناگوار	نا پسند	974	نتھنا	ناک کا سوارخ
953	نطق	گفتگو، گویائی	975	نادم	شرمندہ
954	نا آشنا	ناواقف	976	نادر	کمیاب، قلیل
955	ناگہانی	اتفاقہ، اچانک	977	نصب	گاڑنا، کھڑا کرنا
956	ناگفتہ بہ	جس کا نہ کہنا بہتر ہو، ناقابل بیان،	978	نادار	غریب محتاج
957	نصف عشر	بیسواں حصہ	979	نامسموع	نہ سنا گیا، نامقبول
958	نگ و عار	شرم و حیا، غیرت و حمیت	980	نانبائی	روٹی پکانے والا
959	نقارہ	نوبت، بڑا ڈھول	981	نایاب	کمیاب، نادر
960	نانہ	غیر حاضری	982	نشیب و فراز	پستی و بلندی (اتار چڑھاؤ)

خوش حال، خوش و خرم	نہال	983	خالص	زری	961
عیسائی	نصرانی	984	نثار، بکھیرنا	نچھاور	962
ناخن تراش	ناخن گیر	985	بطور نائب، قائم مقام	نیابت	963
وضو توڑنے والی چیزیں	نواقض وضو	986	زیادتی	نمو	964
ناپسند	ناگوار	987	روٹی کپڑے وغیرہ کا خرچ	نفقہ	965

و

جھوٹ کا واقع ہونا	وُتوع کذب	1000	ملا ہوا ہونا، ملانا	وصل	988
پرہیز گار	ورع	1001	اوران کے علاوہ	وغیرہم	989
پہنچنا	واصل	1002	اللہ عز وجل کا ایک ہونا، لاشریک ہونا	وحدانیت	990
گنجائش	وسعت	1003	قدر و منزلت، عزت	وقعت	991
شکل و صورت	وضع قطع	1004	مذکور، پہنچنا	وارد	992
سب سے زیادہ نزدیک کا رشتہ دار	ولی اقرب	1005	گھبراہٹ، خوف	وحشت	993
دستاویز، اقرار نامہ۔	وثیقہ	1006	دور کا رشتہ والا	ولی ابعد	994
جس کی ادائیگی ضروری ہو	واجب الادا	1007	واسطہ کی جمع، واسطے، ذریعے، اسباب	وسائط	995
پچھے پچھے	وراء وراء	1008	زیادہ	وافر	996
جس کا یاد کرنا ضروری ہو	واجب الحفظ	1009	کشادگی	وسعت	997
جس کا وجود ضروری ہو	واجب الوجود	1010	اور اس کے علاوہ	وغیرہا	998
			عزت، احترام	وجاہت	999

ہ

خوفناک	ہیبت ناک	1018	ہندو	ہنود	1011
--------	----------	------	------	------	------

تفصیلی فہرست

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
100	مرنے کے بعد روح کا بدن سے تعلق۔		پہلا حصہ (عقائد کا بیان)
106	منکر و نکیر کے سوالات۔	2	عقائد متعلقہ ذات و صفات باری تعالیٰ۔
111	عذابِ قبر۔	28	عقائد متعلقہ نبوت۔
114	انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔	28	نبی و رسول کی تعریف۔
116	علاماتِ قیامت۔	33	قرأت متواترہ کا انکار کفر ہے۔
129	قیامت کا منکر کافر ہے۔	34	نسخ کی تحقیق۔
130	حشر کا بیان۔	38	عصمتِ انبیاء۔
138	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا۔	41	انبیاء کرام علیہم السلام سے احکام تبلیغیہ میں سہو و نسیان محال ہے۔
141	حساب و کتاب۔	44	زمین کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔
145	حوضِ کوثر۔	56	نبی کو اللہ عز و جل کے حضور چوڑے چمار کی مثل کہنا کلمہ کفر ہے۔
146	میزان و لواء الحمد و صراط۔	58	معجزہ، ارباب، کرامت، معونت اور استدراج کی تعریف۔
152	جنت کا بیان۔	60	خصائصِ حضور اکرم سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔
163	دوزخ کا بیان۔	70	مرتبہ شفاعتِ کبریٰ۔
172	ایمان و کفر کا بیان۔	74	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بعد ایمان ہر فرض پر مقدم و اہم ہے۔
177	اصولِ عقائد میں تقلید جائز نہیں۔	75	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بعد وفات بھی فرض ہے۔
185	کافر یا مرتد کے واسطے اُس کے مرنے کے بعد دعائے مغفرت کفر ہے۔	79	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا عمل کو بہ نظر حقارت دیکھنا کفر ہے۔
185	مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے۔	90	فرشتوں کا بیان۔
187	حدیثِ پاک کے مطابق یہ امت تہتر فرقتے ہو جائے گی، اُن میں ایک فرقہ جنتی ہوگا۔	96	جَنّات کا بیان۔
		98	عالمِ برزخ کا بیان۔

282	فرض عملی و واجب اعتقادی و واجب عملی و سنت مؤکدہ کی تعریفیں۔	190	قادیانی کے کفریات۔
283	سنت غیر مؤکدہ و مستحب و مباح و حرام قطعی و مکروہ تحریمی و اساءت و مکروہ تنزیہی و خلاف اولیٰ کی تعریفیں۔	205	رافضیوں کے عقائد۔
		214	وہابیہ کے عقائد و کفریات۔
284	وضو کا بیان اور اس کے فضائل	235	غیر مقلدین کے عقائد و کفریات۔
288	فرائض وضو کا بیان۔	235	بدعت کے معنی۔
292	وضو کی سنتیں۔	237	امامت کا بیان۔
296	وضو کے مستحبات۔	241	خلافت راشدہ۔
300	وضو کے مکروہات۔	252	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر، خیر ہی سے ہونا فرض ہے۔
301	وضو کے متفرق مسائل۔	253	شیخین کریمین کی خلافت کا انکار فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔
303	وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان۔	254	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب جلتی ہیں۔
309	متفرق مسائل۔	257	خلافت راشدہ کب تک رہی؟
311	غسل کا بیان	262	اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت نہ رکھنے والا ملعون و خارجی ہے۔
316	غسل کے فرائض۔	264	ولایت کا بیان۔
319	غسل کی سنتیں۔	265	طریقت منافی شریعت نہیں۔
321	غسل کن کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے۔	268	اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر امور غیبیہ مشکف ہوتے ہیں۔
328	پانی کا بیان	269	کرامات اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا منکر گمراہ ہے۔
329	کس پانی سے وضو جائز ہے اور کس سے نہیں۔	271	استمداد، استعانت و ایصال ثواب و عرس۔
335	کوئیں کا بیان۔	278	شرائط بیعت۔
341	آدمی اور جانوروں کے جھوٹے کا بیان۔	دوسرا حصہ (طہارت کا بیان)	
344	تیمم کا بیان	279	تمہید۔
346	تیمم کے مسائل۔	282	کتاب الطہارۃ
356	تیمم کی سنتیں۔	282	فرض اعتقادی کی تعریف۔

447	وقت فجر۔	357	کس چیز سے تیمم جائز ہے اور کس سے نہیں۔
449	وقت ظہر و جمعہ۔	360	تیمم کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔
450	وقت عصر۔	362	موزوں پر مسح کا بیان
450	وقت مغرب و عشا و وتر۔	366	مسح کا طریقہ۔
451	اوقات مستحبہ۔	367	مسح کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔
454	اوقات مکروہہ۔	368	اعضائے وضو پر مسح کرنے کا بیان۔
455	اوقات ممنوعہ نفل۔	369	حیض کا بیان
457	اذان کا بیان۔	371	حیض کے مسائل۔
458	اذان کے فضائل۔	377	نفاس کا بیان۔
462	جواب اذان کے فضائل۔	379	حیض و نفاس کے متعلق احکام۔
463	اذان کے مسائل۔	384	استحاضہ کا بیان
470	اقامت کے مسائل۔	385	معذور کے مسائل۔
472	جواب اذان۔	388	نجاستوں کا بیان
474	تھویب و متفرق مسائل اذان۔	396	نجس چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ۔
475	نماز کی شرطوں کا بیان۔	405	استنجنے کا بیان
476	شرط اول طہارت۔	408	استنجنے کے متعلق مسائل۔
478	دوم ستر عورت۔	414	تقریظ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن۔
486	سوم استقبال قبلہ۔		تیسرا حصہ (نماز کا بیان)
489	تحری کے مسائل۔	434	نماز کے فضائل۔
491	چہارم وقت پنجم نیت۔	441	نماز چھوڑنے پر وعیدیں۔
500	ششم تکبیر تحریمہ۔	443	نماز کے مسائل۔
501	نماز پڑھنے کا طریقہ۔	444	اوقات نماز کا بیان۔

582	جماعت کے مسائل۔	507	فرائض نماز۔
583	ترک جماعت کے اعذار۔	507	اول تکبیر تحریمہ۔
584	مقتدی کہاں کھڑا ہو۔	509	دوم قیام۔
587	عورت کی محاذات سے نماز مرد کے فاسد ہونے کے شرائط۔	511	سوم قراءت۔
588	مقتدی کے اقسام و احکام۔	513	چہارم رکوع۔
593	مقتدی کہاں امام کا ساتھ دے اور کہاں نہیں۔	513	پنجم سجود۔
595	نماز میں بے وضو ہونے کا بیان۔	515	ششم تعدۃ اخیرہ۔
595	شرائط بنا۔	516	ہفتم خروج بصنعہ۔
599	خلیفہ کرنے کا بیان۔	517	واجبات نماز۔
603	مفسدات نماز کا بیان۔	520	نماز کی سنتیں۔
607	لقمہ دینے کے مسائل۔	531	درود شریف کے فضائل و مسائل۔
614	نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت۔	538	نماز کے مستحبات۔
618	مکروہات کا بیان۔	539	نماز کے بعد کے ذکر و دعا۔
624	نماز کے ۳۳ مکروہات تحریمہ۔	542	قرآن مجید پڑھنے کا بیان۔
627	تصویر کے احکام۔	550	مسائل قراءت بیرون نماز۔
630	مکروہات تنزیہیہ۔	554	قراءت میں غلطی ہونے کا بیان۔
637	نماز توڑنے کے اعذار۔	558	امامت کا بیان۔
638	احکام مسجد کا بیان۔	560	شرائط امامت۔
651	تقریظ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن۔	562	شرائط اقتدا۔
	چوتھا حصہ (بقیہ مسائل نماز کا بیان)	567	امامت کا زیادہ حق دار کون ہے۔
652	وتر کے فضائل۔	574	جماعت کے فضائل و ترک کے قبائح۔
653	وتر کے مسائل اور دعائے قنوت۔	579	صف اول کے فضائل اور صف کو سیدھا کرنا اور مل کر کھڑا ہونا۔

687	نماز توبہ وصلاۃ الرغائب۔	658	سنن ونوافل کا بیان۔
688	تراویح کا بیان۔	658	نفل کی فضیلت۔
695	تنہا نماز شروع کی اور جماعت قائم ہوئی، اس کے مسائل۔	659	سنن مؤکدہ کا ذکر۔
697	اذان کے بعد مسجد سے چلے جانے کی ممانعت۔	659	سنت فجر کے فضائل۔
698	امام کی مخالفت کرنے اور جماعت میں شامل ہونے کے مسائل۔	660	سنت ظہر کے فضائل۔
699	قضا نماز کا بیان۔	661	سنت عصر کے فضائل۔
700	نماز قضا کرنے کے عذر۔	661	سنت مغرب وصلاۃ الاذانین کے فضائل۔
701	قضا اور اعادہ کی تعریفیں اور قضا ہونے اور ان کے پڑھنے کی صورتیں۔	662	سنت عشاء کا تا کد۔
703	چند نمازیں قضا ہوئیں تو ان میں ترتیب واجب ہے اور اسکے شرائط۔	662	سنن مؤکدہ ونوافل کے مسائل۔
706	قضائے عمری کے مسائل۔	668	نفل نماز شروع کر کے توڑنے کے مسائل۔
706	قضا کے متفرق مسائل۔	670	کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، لیٹ کر گاڑی پر نفل نماز پڑھنے کے مسائل۔
707	فدیہ نماز کے مسائل۔	672	فرض و واجب نماز سواری یا گاڑی پر پڑھنے کے مسائل و اعدار۔
708	سجدہ سہو کا بیان۔	673	منت مان کر نماز پڑھنے کے مسائل۔
720	نماز مریض کا بیان۔	674	تحیۃ المسجد کے مسائل و فضائل۔
726	سجدہ تلاوت کا بیان۔	675	تحیۃ الوضو و نماز اشراق و نماز چاشت کے فضائل و مسائل۔
726	آیات سجدہ۔	676	نماز سفر و نماز واپسی سفر کے مسائل و فضائل صلاۃ اللیل و نماز تہجد کے مسائل و فضائل۔
732	سجدہ تلاوت کی دعائیں۔		
733	نماز میں آیت سجدہ پڑھنے کے مسائل۔	680	رات میں پڑھنے کی بعض دعائیں۔
735	ایک مجلس میں آیت سجدہ پڑھنے یا سننے کے مسائل اور مجلس بدلنے اور نہ بدلنے کی صورتیں۔	681	نماز استخارہ۔
		683	صلاۃ التسبیح۔
738	سجدہ شکر کے بعض مواقع۔	685	نماز حاجت۔
739	نماز مسافر کا بیان۔	686	نماز غوثیہ کی ترکیب۔

774	خطبہ کے بعض دیگر مسائل۔	740	مسافر کس کو کہتے ہیں۔
776	روز جمعہ و شب جمعہ کے بعض اعمال۔	743	مسافر کے احکام۔
777	عیدین کا بیان۔	744	نیت اقامت کے شرائط۔
779	عید کے دن مستحبات۔	748	مسافر نے مقیم کی اقتدا کی یا مقیم نے مسافر کی، اس کے احکام۔
781	نماز عید کی ترکیب اور مسبوق و لاحق کے احکام۔	750	وطن اصلی و وطن اقامت کے مسائل۔
784	تکبیر تشریق کے مسائل۔	752	جمعہ کا بیان۔
786	گھن کی نماز کا بیان۔	752	فضائل روز جمعہ۔
788	بعض ایسے مواقع جن میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔	754	جمعہ کے دن ایک ایسا وقت ہے کہ اس میں دعا قبول ہوتی ہے۔
789	آندھی اور بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک کے وقت دعائیں۔	755	جمعہ کے دن یا رات میں مرنے کے فضائل۔
790	نماز استسقا کا بیان۔	756	فضائل نماز جمعہ۔
795	نماز خوف کا بیان۔	757	جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں۔
799	کتاب الجنائز۔	759	جمعہ کے دن نہانے اور خوشبو لگانے کے فضائل۔
799	بیاری کا بیان اور اس کے بعض منافع۔	761	جمعہ کے لیے اول جانے کا ثواب اور گردن پھلانگنے کی ممانعت۔
803	عیادت کے فضائل۔	762	جمعہ پڑھنے کے شرائط۔
806	موت آنے کا بیان۔	762	پہلی شرط مصر اور اس کی تعریف و احکام۔
810	میت کے نہلانے کا بیان۔	764	دوسری شرط بادشاہ اسلام اور اس کے احکام۔
817	کفن کا بیان۔	766	تیسری شرط وقت ظہر اور اس سے مراد۔
820	کفن پہنانے کا طریقہ۔	766	چوتھی شرط خطبہ اور اس کے شرائط اور اس کی سنتیں اور مستحبات۔
821	مسئلہ ضروریہ۔	769	پانچویں شرط جماعت اور اس کے مسائل۔
822	جنازہ لے چلنے کا بیان۔	770	چھٹی شرط اذن عام۔
825	نماز جنازہ کا بیان۔	770	جمعہ واجب ہونے کے شرائط۔
825	نماز جنازہ کے شرائط۔	773	شہر میں جمعہ کے دن ظہر پڑھنے کے مسائل۔

901	سونے چاندی اور مال تجارت کی زکاة کا بیان۔	829	جنازہ کی چودہ دعائیں۔
909	عاشر کا بیان۔	836	نماز جنازہ کون پڑھائے۔
912	کان اور دھینہ کا بیان۔	842	قبر و دفن کا بیان۔
914	زراعت اور پھلوں کی زکاة یعنی	848	زیارت قبور۔
	عشرو خراج کا بیان۔	850	دفن کے بعد تلقین۔
922	مال زکاة کن لوگوں پر صرف کیا جائے۔	852	تعزیت کا بیان۔
934	صدقہ فطر کا بیان۔	854	سوگ اور نوکھ بیان۔
940	سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں۔	857	شہید کا بیان۔
946	صدقات نفل کا بیان۔	857	جہاد میں مقتول ہونے کے علاوہ جن کو ثواب شہادت ملتا ہے۔
957	روزہ کا بیان۔	860	شہید فقہی کی تعریف اور احکام۔
958	ماہ رمضان اور روزہ کے فضائل۔	864	کعبہ معظمہ میں نماز پڑھنے کا بیان۔
966	روزہ کی تعریف اور اس کی قسمیں۔	865	تقریظ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن۔
968	روزہ کی نیت۔		پانچواں حصہ (زکوٰۃ اور روزہ کا بیان)
972	تیسویں شعبان کا روزہ۔	866	زکاة کا بیان۔
973	چاند دیکھنے کا بیان۔	868	زکاة نہ دینے کی برائی اور دینے کے فضائل میں احادیث۔
980	کن چیزوں سے روزہ نہیں جاتا۔	874	زکاة کی تعریف اور واجب ہونے کی شرطیں۔
985	روزہ کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔	887	زکاة کس طرح ادا ہوتی ہے اور کس طرح نہیں۔
989	جن صورتوں میں صرف قضا لازم ہے۔	892	سائمہ کی زکاة کا بیان۔
991	اُن صورتوں کا بیان جن میں کفارہ بھی لازم ہے۔	893	اونٹ کی زکاة کا بیان۔
994	روزہ توڑنے کا کیا کفارہ ہے۔	895	گائے کی زکاة کا بیان۔
995	روزہ کے مکروہات کا بیان۔	896	بکریوں کی زکاة کا بیان۔
999	سحری و افطار کا بیان۔	897	جانوروں کی زکاة کے متفرق مسائل۔

1069	احرام کا بیان۔	1002	ان وجوہ کا بیان جن سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔
1071	احرام کے احکام۔	1008	روزہ نفل کے فضائل۔
1078	وہ امور جو احرام میں حرام ہیں۔	1008	عاشورا کے فضائل۔
1079	احرام کے مکروہات۔	1009	عرفہ کے دن روزہ کا ثواب۔
1080	وہ باتیں جو احرام میں جائز ہیں۔	1010	شش عید کے روزوں کے فضائل۔
1083	احرام میں مرد و عورت کے فرق۔	1011	پندرہویں شعبان کا روزہ اور اس کے فضائل۔
1083	داخلی حرم محترم و مکہ مکرمہ و مسجد الحرام۔	1012	ایام بیض کے فضائل۔
1089	طواف وسیعی صفا و مروہ و عمرہ۔	1013	پیر اور جمعرات کے روزے۔
1091	طواف کے فضائل۔	1013	بعض اور دنوں کے روزے۔
1092	حجر اسود کی بزرگی۔	1015	منت کے روزے کا بیان۔
1093	مسجد الحرام کا نقشہ و حدود۔	1019	اعتکاف کا بیان۔
1095	طواف کا طریقہ اور دعائیں۔	چھٹا حصہ (حج کا بیان)	
1099	طواف کے مسائل۔	1030	حج کا بیان اور فضائل۔
1102	نماز طواف۔	1035	حج کے مسائل۔
1103	ملتزم سے لپٹنا۔	1036	حج واجب ہونے کے شرائط۔
1105	زمزم کی حاضری۔	1043	وجوب ادا کے شرائط۔
1105	صفا و مروہ کی سعی۔	1046	صحت ادا کے شرائط۔
1106	سعی کی دعائیں۔	1047	حج فرض ادا ہونے کے شرائط۔
1109	سعی کے مسائل۔	1047	حج کے فرائض و واجبات۔
1111	سر موٹا نا یا بال کتروانے۔	1050	حج کی سنتیں۔
1112	ایام اقامت کے اعمال۔	1051	آداب سفر و مقدمات حج۔
1112	طواف میں سات باتیں حرام ہیں۔	1067	میقات کا بیان۔

1146	باقی دنوں کی رمی۔	1113	طواف میں پندرہ باتیں مکروہ ہیں۔
1148	رمی میں بارہ چیزیں مکروہ ہیں۔	1114	سات باتیں طواف وسعی میں جائز ہیں۔
1149	مکہ معظمہ کو روانگی۔	1114	دس باتیں سعی میں مکروہ ہیں۔
1150	مقامات متبرکہ کی زیارت۔	1115	طواف وسعی میں مرد و عورت کے فرق۔
1150	کعبہ معظمہ کی داخلی۔	1115	منے کی روانگی اور عرفات کا وقوف۔
1151	حریم شریفین کے تبرکات۔	1123	عرفات میں ظہر و عصر کی نماز۔
1151	طواف رخصت۔	1123	عرفات کا وقوف۔
1154	قرآن کا بیان۔	1124	وقوف کی سنتیں۔
1157	تمتع کا بیان۔	1125	وقوف کے آداب۔
1161	جرم اور ان کے کفایہ۔	1125	وقوف کی دعائیں۔
1163	خوشبو اور تیل لگانا۔	1127	وقوف کے مکروہات۔
1167	سے کپڑے پہننا۔	1128	ضروری نصیحت۔
1170	بال دور کرنا۔	1128	وقوف کے مسائل۔
1172	ناخن کترنا۔	1130	مزدلفہ کی روانگی اور اس کا وقوف۔
1172	بوس و کنار و جماع۔	1132	مزدلفہ میں نماز مغرب و عشا۔
1175	طواف میں غلطیاں۔	1133	مزدلفہ کا وقوف اور دعائیں۔
1177	سعی و وقوف عرفہ و وقوف مزدلفہ اور رمی کی غلطیاں۔	1135	منے کے اعمال۔
1179	قربانی اور حلق میں غلطی۔	1139	جمرة العقبة کی رمی۔
1179	شکار کرنا۔	1139	رمی کے مسائل۔
1186	حرم کے جانور کو ایذا دینا۔	1140	حج کی قربانی۔
1189	حرم کے پیڑ وغیرہ کا ثنا۔	1142	حلق و تقصیر۔
1190	جوں مارنا۔	1144	طواف فرض۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الحمد لله الذي أنزل القرآن، وهدانا به إلى عقائد الإيمان، وأظهر هذا الدين القويم على سائر الأديان، والصلاة والسلام الأتمان في كل حين وإن على سيد ولد عدنان، سيد الإنس والجان، الذي جعله الله تعالى مطلعاً على الغيوب فعلم ما يكون وما كان، وعلى اله وصحبه وابنه وحزبه ومن تبعهم بإحسان، واجعلنا منهم يا رحمن! يا منان!

فقیر بارگاہ قادری ابوالعلا امجد علی اعظمی رضوی عرض کرتا ہے کہ زمانہ کی حالت نے اس طرف متوجہ کیا کہ عوام بھائیوں کے لیے صحیح مسائل کا ایک سلسلہ عام فہم زبان میں لکھا جائے، جس میں ضروری روزمرہ کے مسائل ہوں۔ باوجود بے فرصتی اور بے مائیگی کے تو کھل کر اللہ اس کام کو شروع کیا، ایک حصہ لکھنے پایا تھا کہ یہ خیال ہوا کہ اعمال کی درستی عقائد کی صحت پر متفرع ہے، اور بہترے مسلمان ایسے ہیں کہ اصول مذہب سے آگاہ نہیں، ایسوں کے لیے سچے عقائد ضروری کے سرمایہ کی بہت شدید حاجت ہے۔

خصوصاً اس پر آشوب زمانہ میں کہ گندم نما بوج فروش بکثرت ہیں، کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے، بلکہ عالم کہلاتے ہیں اور حقیقت اسلام سے ان کو کچھ علاقہ نہیں۔ عام ناواقف مسلمان ان کے دام تزویر میں آکر مذہب اور دین سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، لہذا اس حصہ یعنی کتاب الطہارۃ کو اس سلسلہ کا حصہ دوم کیا اور ان بھائیوں کے لیے اس سے پہلے حصہ میں اسلامی سچے عقائد بیان کیے۔ امید کہ برادران اسلام اس کتاب کے مطالعہ سے ایمان تازہ کریں اور اس فقیر کے لیے عفو و عافیت دارین اور ایمان و مذہب اہلسنت پر خاتمہ کی دعا فرمائیں۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی الْاِيْمَانِ وَتَوْفَّنَا عَلٰی الْاِسْلَامِ وَارْزُقْنَا شَفَاعَةَ خَيْرِ الْاَنْامِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ،
وَاَدْخِلْنَا بِجَاهِهِ عِنْدَكَ دَارَ السَّلَامِ اٰمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی جَدِ جلالہ

عقیدہ (۱): اللہ (عزوجل) ایک ہے^(۱)، کوئی اس کا شریک نہیں^(۲)، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں^(۳) نہ احکام میں^(۴)، نہ اسماء میں^(۵)، واجب الوجود ہے^(۶)، یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال^(۷)، قدیم ہے^(۸)

①..... ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پ ۳۰، الإخلاص: ۱.

﴿وَالْهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ پ ۲، البقرة: ۱۶۳.

②..... ﴿لَا شَرِيكَ لَهُ﴾ پ ۸، الأنعام: ۱۶۳.

③..... فی ”منح الروض الأزهر“ فی ”شرح الفقہ الکبیر“ للقاری، ص ۱۴: (واللہ تعالیٰ واحد) أي: فی ذاته (لا من طریق العدد) أي: حتی لا یتوہم أن یشکک بعدہ أحد (ولکن من طریق أنه لا شریک له) أي: فی نعته السرمدی لا فی ذاته ولا فی صفاته).

وفی ”حاشیة الصاوی“، پ ۳۰، الإخلاص، تحت الآیة ۱: (والتنزه عن الشبیه والنظیر والمثیل فی الذات والصفات والأفعال)، ج ۶، ص ۲۴۵. وانظر للتفصیل رسالة الإمام أحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن: ”اعتقاد الأحاب فی الجمیل والمصطفی والآل والأصحاب“ المعروف بـ ”دس عقیدے“، ج ۲۹، ص ۳۳۹.

④..... ﴿وَلَا يُشْرِكْ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا﴾ پ ۱۵، الکہف: ۲۶.

فی ”تفسیر الطبری“، ج ۸، ص ۲۱۲، تحت الآیة: (یقول: ولا یجعل اللہ فی قضائہ، وحکمہ فی خلقہ أحدًا سواہ شریکًا، بل هو المنفرد بالحکم والقضاء فیہم، وتدبیرہم وتصریفہم فیما شاء وأحب).

⑤..... ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾ پ ۱۶، مریم: ۶۵، فی ”التفسیر الکبیر“ تحت الآیة: (المراد أنه سبحانه لیس له شریک فی اسمہ).

⑥..... فی ”منح الروض الأزهر“ فی ”شرح الفقہ الکبیر“ للقاری، ص ۱۵: (لا یشبہ شیئًا من الأشياء من خلقہ) أي: مخلوقاته، وهذا لأنه تعالیٰ واجب الوجود لذاته وماسواہ ممکن الوجود فی حد ذاته، فواجب الوجود هو الصمد الغنی الذي لا یفتقر إلى شیء، ویحْتَاج کل ممکن إلیہ فی ایجادہ وإمدادہ، قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ﴾.

⑦..... یعنی اُس کا موجود نہ ہونا، ناممکن ہے۔

⑧..... فی ”المعتقد المنتقد“، ص ۱۸: (ومنه أنه قدیم، لا أول له. أي: لم یسبق وجودہ عدم۔ ولس تحت لفظ القدیم معنی فی حق اللہ تعالیٰ سوی إثبات وجود، ونفی عدم سابق۔ فلا تظن أن القدم معنی زائد علی الذات القدیمہ، فیلزمك أن تقول إن ذلك المعنی أيضاً قدیم بقدیم زائد علیہ ویتسلسل إلى غیر نہایہ۔ ومعنی القدم فی حقہ تعالیٰ۔ أي: امتناع سبق العدم علیہ. هو معنی کونہ أزلیا، ولس بمعنی تطاول الزمان، فإن ذلك وصف للمحدثات كما فی قوله تعالیٰ: ﴿كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ﴾.

یعنی ہمیشہ سے ہے، اُزلی کے بھی یہی معنی ہیں، باقی ہے (۱) یعنی ہمیشہ رہے گا اور اسی کو اُبدی بھی کہتے ہیں۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اُس کی عبادت و پرستش کی جائے۔ (۲)

عقیدہ (۲): وہ بے پرواہ ہے، کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اُس کا محتاج۔ (۳)

عقیدہ (۳): اس کی ذات کا ادراک عقلاً محال (۴) کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اُس کو محیط ہوتی ہے (۵) اور اُس کو کوئی احاطہ نہیں کر سکتا (۶)، البتہ اُس کے افعال کے ذریعہ سے اجمالاً اُس کی صفات، پھر اُن صفات کے ذریعہ سے معرفت ذات حاصل ہوتی ہے۔

..... ① ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ پ ۲۰، القصص: ۸۸۔

وفي "المعتقد المنتقد"، ومنه أنه باق، ليس لوجوده آخر۔ أي: يستحيل أن يلحقه عدم۔ وهو معنى كونه أبدياً۔
انظر للتفصيل: "المسامرة بشرح المسامرة"، الأصل الثاني والثالث، تحت قوله: (أنه تعالى قديم لا أول له، وأن الله تعالى أبدى ليس لوجوده آخر)، ص ۲۲ - ۲۴۔

..... ② ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ﴾ پ ۱، البقرة: ۲۱۔

﴿ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ﴾ پ ۷، الأنعام: ۱۰۲۔

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ پ ۱۵، بني اسرائيل: ۲۳۔

﴿أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ پ ۱۲، يوسف: ۴۰۔

..... ③ ﴿اللَّهُ الصَّمَدُ﴾ پ ۳۰، الإخلاص: ۲۔

وفي "منح الروض الأزهر" في "شرح الفقه الأكبر"، ص ۱۴: ﴿اللَّهُ الصَّمَدُ﴾ أي: المستغني عن كل أحد والمحتاج إليه كل أحد۔

..... ④ یعنی اس کی ذات کا عقل کے ذریعے احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

..... ⑤ یعنی اس کا احاطہ کیے ہوئے ہوتی ہے۔

..... ⑥ في "التفسير الكبير"، پ ۷، الأنعام، تحت الآية: ۱۰۳: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ المرئي إذا كان له حد ونهاية وأدركه البصر بجميع حدوده وجوانبه ونهاياته، صار كأن ذلك الأبصار أحاط به فتسمى هذه الرؤية إدراكاً، أما إذا لم يحيط البصر بجوانب المرئي لم تسم تلك الرؤية إدراكاً. فالحاصل: أن الرؤية جنس تحتها نوعان: رؤية مع الإحاطة، ورؤية لا مع الإحاطة، والرؤية مع الإحاطة هي المسماة بالإدراك فنفي الإدراك يفيد نفي نوع واحد من نوعي الرؤية، ونفي النوع لا يوجب نفي الجنس، فلم يلزم من نفي الإدراك عن الله تعالى نفي الرؤية عن الله تعالى، ج ۵، ص ۱۰۰۔

- عقیدہ (۴): اُس کی صفیتیں نہ عین ہیں نہ غیر^(۱)، یعنی صفات اُسی ذات ہی کا نام ہوا یا نہیں اور نہ اُس سے کسی طرح کسی نحو وجود میں جدا ہو سکیں^(۲) کہ نفس ذات کی مقتضی ہیں اور عین ذات کو لازم۔^(۳)
- عقیدہ (۵): جس طرح اُس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے، صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں۔^(۴)
- عقیدہ (۶): اُس کی صفات نہ مخلوق ہیں^(۵) نہ زیرِ قدرت داخل۔
- عقیدہ (۷): ذات و صفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔^(۶)
- عقیدہ (۸): صفات الہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے، گمراہ بددین ہے۔^(۷)

① فی "المسایرة"، ص ۳۹۲: (لیست صفاته من قبیل الأعراض ولا عینہ ولا غیرہ) .

وفي "شرح العقائد النسفية"، ص ۴۷-۴۸: (وهي لا هو ولا غيره، يعني: أن صفات الله تعالى ليست عين الذات ولا غير الذات..... إلخ).

② یعنی کسی بھی طور پر صفات، ذات سے جدا ہو کر نہیں پائی جاسکتیں۔

③ بلا تشبیہ اس کو یوں سمجھیں کہ پھول کی خوشبو پھول کی صفت ہے جو پھول کے ساتھ ہی پائی جاتی ہے، مگر اس خوشبو کو ہم پھول نہیں کہتے، اور نہ ہی اُسے پھول سے جدا کہہ سکتے ہیں۔

④ فی "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص ۲۳: (لم يحدث له اسم ولا صفة) يعني: أن صفات الله وأسمائه كلها أزلية لا بداية لها، وأبدية لا نهاية لها، لم يتجدد له تعالى صفة من صفاته ولا اسم من أسمائه، لأنه سبحانه واجب الوجود لذاته الكامل في ذاته وصفاته، فلو حدث له صفة أو زال عنه نعت لكان قبل حدوث تلك الصفة وبعد زوال ذلك النعت ناقصاً عن مقام الكمال، وهو في حقه سبحانه من المحال، فصفاته تعالى كلها أزلية أبدية).

وفي "المعتمد المستند"، ص ۴۶-۴۷: (وبالجملة: فالذي نعتقه في دين الله تعالى أن له عز وجل صفات أزلية قديمة قائمة بذاته عز وجل، لوازم لنفس ذاته تعالى، ومقتضيات لها بحيث لا تقدير للذات بدونها..... إلخ).

⑤ فی "الفقه الأكبر"، ص ۲۵: (صفاته في الأزل غير محدثة ولا مخلوقة). "المعتقد المنتقد"، ص ۴۹.

⑥ وفي "شرح العقائد النسفية"، ص ۲۴: (والعالم) أي: ما سوى الله تعالى من الموجودات مما يعلم به الصانع يقال عالم الأجسام وعالم الأعراض وعالم النباتات وعالم الحيوان إلى غير ذلك، فتخرج صفات الله تعالى؛ لأنها ليست غير الذات كما أنها ليست عينها (بجميع أجزائه) من السموات وما فيها والأرض وما عليها (محدث).

⑦ فی "المعتقد المنتقد"، ص ۴۹: (صفات الله تعالى في الأزل غير محدثة ولا مخلوقة، فمن قال: إنها مخلوقة أو محدثة، أو وقف فيها بأن لا يحكم بأنها قديمة أو حادثة، أو شك فيها، أو تردد في هذه المسألة ونحوها فهو كافر بالله تعالى). =

عقیدہ (۹): جو عالم میں سے کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حدوث میں شک کرے، کافر ہے۔^(۱)

عقیدہ (۱۰): نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ بیٹا، نہ اُس کے لیے بی بی، جو اُسے باپ یا بیٹا بتائے یا اُس کے لیے بی بی ثابت کرے کافر ہے^(۲)، بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بد دین ہے۔

= قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن في حاشيته، ص ۵۰: تحت قوله: "فهو كافر": (هذا نص سيدنا الإمام الأعظم رضي الله تعالى عنه في "الفقه الأكبر" وقد تواتر عن الصحابة الكرام والتابعين والمجتهدين الأعلام عليهم الرضوان التام إكفار القائل بخلق الكلام كما نقلنا نصوص كثير منهم في "سبحن السبوح عن عيب كذب مقبوح" وهم القدوة للفقهاء الكرام في إكفار كل من أنكر قطعياً، والمتكلمون خصوه بالضروري وهو الأحوط. ۱۲ وفي "منح الروض الأزهر"، ص ۲۵، تحت قوله: (فهو كافر بالله) أي: ببعض صفاته، وهو مكلف بأن يكون عارفاً بذاته وجميع صفاته إلا أن الجهل والشك الموجبين للكفر مخصوصان بصفات الله المذكورة من النعوت المسطورة المشهورة، أعني: الحياة والقدرة والعلم والكلام والسمع والبصر والإرادة والتخليق والترزيق.

① في "الشفاء"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج ۲، ص ۲۸۳: (نقطع على كفر من قال بقدم العالم، أو بقائه، أو شك في ذلك). و"المعتقد المنتقد، ص ۱۹.

② ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ پ ۳۰، الإخلاص: ۳.

﴿مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا﴾ پ ۲۹، الجن: ۳.

﴿وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا﴾ پ ۱۶، مريم: ۹۲.

﴿قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَبْدِينَ﴾ پ ۲۵، الزخرف: ۸۱.

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا﴾ پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۱۱.

في "الشفاء"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج ۲، ص ۲۸۳: (من ادّعى له ولداً أو صاحبة أو والدًا أو متولداً من شيء..... فذلك كله كفر بإجماع المسلمين)، ملتقطاً.

وفي "مجمع الأنهر"، كتاب السير والجهاد، ج ۲، ص ۵۰۴، و"البحر الرائق"، ج ۵، ص ۲۰۲: (إذا وصف الله تعالى بما لا يليق به... أو جعل له شريكاً أو ولداً أو زوجة... يكفر).

وفي "الناتارخانية"، كتاب أحكام المرتدين، ج ۵، ص ۴۶۳: (وفي "خزانة الفقه": لو قال: لله تعالى شريك، أو ولد، أو زوجة... كفر).

عقیدہ (۱۱): وہ حَی ہے، یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اُس کے ہاتھ میں ہے، جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔^(۱)

عقیدہ (۱۲): وہ ہر ممکن پر قادر ہے، کوئی ممکن اُس کی قدرت سے باہر نہیں۔^(۲)

عقیدہ (۱۳): جو چیز محال ہے، اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اُس کی قدرت اُسے شامل ہو، کہ محال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب مقدور ہوگا تو موجود ہو سکے گا، پھر محال نہ رہا۔ اسے یوں سمجھو کہ دوسرا خدا محال ہے یعنی نہیں ہو سکتا تو یہ اگر زیرِ قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا تو محال نہ رہا اور اس کو محال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ یوہن فنائے باری محال ہے، اگر تحتِ قدرت ہو تو ممکن ہوگی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ محال پر قدرت ماننا اللہ (عزوجل) کی اُلُوہیت سے ہی انکار کرنا ہے۔^(۳)

عقیدہ (۱۴): ہر مقدور کے لیے ضرور نہیں کہ موجود ہو جائے، البتہ ممکن ہونا ضروری ہے اگرچہ کبھی موجود نہ ہو۔

عقیدہ (۱۵): وہ ہر کمال و خوبی کا جامع ہے اور ہر اُس چیز سے جس میں عیب و نقصان ہے پاک ہے، یعنی عیب و نقصان کا اُس میں ہونا محال ہے، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو، نہ نقصان، وہ بھی اُس کے لیے محال، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہ اعیوب اُس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی

① ﴿هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ پ ۳، البقرة: ۲۵۵.

﴿وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ﴾ پ ۱۸، المؤمنون: ۸۰.

② ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ پ ۱، البقرة: ۲۰.

في "حاشية الصاوي"، ج ۱، ص ۳۸ تحت هذه الآية: وقوله: ﴿قَدِيرٌ﴾ من القدرة وهو صفة أزلية قائمة بذاته تعالى تتعلق بالممكنات إيجاباً أو إعداماً على وفق الإرادة والعلم).

في "التفسير الكبير"، پ ۱۵، الكهف: ۲۵: (أنه تعالى قادر على كل الممكنات) ج ۷، ص ۴۵۴.

في "المسيرة"، ص ۳۹۱: (وقدرته على كل الممكنات).

③ انظر للتفصيل: "الفتاوى الرضوية"، "سبعن السبوح عن عيب كذب مقبوح" ج ۱۵، ص ۳۲۲.

باطل محض ہے، کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان! نقصان تو اُس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اُس میں صلاحیت نہیں۔^(۱)
عقیدہ (۱۶): حیات، قدرت، سننا، دیکھنا، کلام، علم، ارادہ اُس کے صفات ذاتیہ ہیں، مگر کان، آنکھ، زبان سے اُس کا سننا، دیکھنا، کلام کرنا نہیں، کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک۔ ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے، ہر باریک سے باریک کو کہ نور دین سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے، بلکہ اُس کا دیکھنا اور سننا انہیں چیزوں پر منحصر نہیں، ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے۔^(۲)

① فی "المسامرة بشرح المسامرة"، ص ۳۹۳: (يستحيل عليه) سبحانه (سمات النقص كالجهل والكذب) بل يستحيل عليه كل صفة لا كمال فيها ولا نقص؛ لأنّ كلا من صفات الإله صفة كمال، انظر للتفصيل: "المسامرة بشرح المسامرة"، واتفقوا على أنّ ذلك غير واقع، ص ۲۰۴ - ۲۱۰، و"الفتاوى الرضوية"، ج ۱۵، ص ۳۲۰ - ۳۲۲.

② ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ پ ۳، ال عمران: ۲.

﴿وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ پ ۷، المائدة: ۱۲۰.

﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ پ ۲۴، المؤمن: ۲۰.

﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا﴾ پ ۶، النساء: ۱۶۴.

﴿أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ پ ۲۸، الطلاق: ۱۲.

﴿إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ﴾ پ ۶، المائدة: ۱. ﴿إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ پ ۱۲، هود: ۱۰۷.

فی "فقہ الأكبر"، ص ۱۵-۱۹: (لم یزل ولا یزال بأسمائه وصفاته الذاتية والفعلیة، أما الذاتية فالحیة والقدرة والعلم والكلام والسمع والبصر والإرادة).

فی "المسامرة بشرح المسامرة"، ص ۳۹۱-۳۹۲: (وصفات ذاته حیاته بلا روح حالّة، وعلمه وقدرته وإرادته وسمعه بلا صماخ لكل خفي كوقع أرجل النملة) على الأجسام اللينة (وكلام النفس) فإنّهُ تعالى یسمع كلّاً منهما (وبصره بلا حدقة یقلبها، تعالى رب العالمین عن ذلك) أي: عن الصماخ والحدقة ونحوهما من صفات المخلوقین (لكل موجود) متعلق بقوله وبصره، فهو متعلق بكلّ موجود، قديم أو حادث، جلیل أو دقیق (كأرجل النملة السوداء على الصخرة السوداء في الليلة الظلماء، ولخفايا السرائر، متكلم بكلام قائم بنفسه أزلاً وأبداً)، ملتقطاً.

وفي "الحديقة الندية"، ج ۱، ص ۲۵۳-۲۵۶: (له) سبحانه وتعالى (صفات قديمة قائمة بذاته، لا هو ولا غيره، هي الحیة، والعلم، والقدرة، والسمع) وهو صفة أزلیة قائمة بذاته تعالى تتعلق بالمسموعات أو الموجودات فتدرك إدراكاً تاماً لا على سبیل التخیل والتوهم، ولا على طریق تأثر حاسة ووصول هواء، (و) الخامسة (البصر) وعرفه اللاقاني أيضاً بأنّه صفة أزلیة =

عقیدہ (۱۷): مثل دیگر صفات کے کلام بھی قدیم ہے^(۱)، حادث و مخلوق نہیں، جو قرآنِ عظیم کو مخلوق مانے ہمارے امامِ اعظم و دیگر ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُسے کافر کہا^(۲)، بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اُس کی تکفیر ثابت ہے۔^(۳)

عقیدہ (۱۸): اُس کا کلام آواز سے پاک ہے^(۴) اور یہ قرآنِ عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے، مصاحف میں لکھتے ہیں، اُسی کا کلام قدیم بلا صوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادث ہے، یعنی ہمارا پڑھنا حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا قدیم اور ہمارا لکھنا حادث اور جو لکھا قدیم، ہمارا سننا حادث ہے اور جو ہم نے سنا قدیم، ہمارا حفظ کرنا حادث ہے اور

= تتعلق بالمبصرات أو بالموجودات فتدرك إدراكاً تاماً لا على سبيل التخيل والتوهم ولا على طريق تأثير حاسة ووصول شعاع، (و) السادسة (الإرادة، و) السابعة (التكوين، و) الثامنة (الكلام الذي ليس من جنس الحروف والأصوات)؛ لأنها أعراض حادثة وكلامه تعالى قديم فهو منزّه عنها، ملقطاً.

① في "الفقه الأكبر"، ص ۲۸: (والقرآن كلام الله تعالى فهو قديم).

② وفي "منح الروض الأزهر"، ص ۲۶: (قال الإمام الأعظم في كتابه "الوصية": من قال بأنّ كلام الله تعالى مخلوق فهو كافر بالله العظيم)، ملقطاً.

وفي "منح الروض الأزهر"، ص ۲۹: (واعلم أنّ ما جاء في كلام الإمام الأعظم وغيره من علماء الأنام من تكفير القائل بخلق القرآن فمحمول على كفران النعمة لا كفر الخروج من الملة).

وفي "الحديقة الندية"، ج ۱، ص ۲۵۸: (ذكر ابن الكمال في بعض رسائله: أنّ أبا حنيفة وأبا يوسف رضي الله تعالى عنهما تناظرا ستة أشهر، ثم استقرا أيهما على أنّ من قال بخلق القرآن فهو كافر، وقد ذكر في الأصول أنّ قول أبي حنيفة إنّ القائل بخلق القرآن كافر محمول على الشتم لا على الحقيقة فهو دليل على أنّ القائل به مبتدع ضال لا كافر).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص ۳۸: (ومنكر أصل الكلام كافر لثبوته بالكتاب والإجماع، وكذا منكر قدمه إن أراد المعنى القائم بذاته، واتفق السلف على منع أن يقال القرآن مخلوق وإن أريد به اللفظي، والاختلاف في التكفير كما قيل).

قال الإمام أحمد رضا في "حاشيته"، ص ۳۸: قوله: (وكذا منكر قدمه) أي: (فيه تكفير الكرامية وهو مسلك الفقهاء، أمّا جمهور المتكلمين فيأبون الإكفار إلّا بإنكار شيء من ضروريات الدين، وهو الأحوط المأخوذ المعتمد عندنا وعند المصنف العلامة تبعاً للمحققين. ۱۲ إمام أهل السنة رضي الله تعالى عنه.

③ انظر "الفتاوى الرضوية"، ج ۱۵، ص ۳۷۹-۳۸۴.

④ في "منح الروض الأزهر"، للقارئ، ص ۱۷: (إنّ كلامه ليس من جنس الحروف والأصوات).

جو ہم نے حفظ کیا۔ قدیم (1)۔

①..... قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، ص ۳۵: (وإنما المذهب ما عليه أئمة السلف أن كلام الله تعالى واحد لا تعدد فيه أصلاً، لم ينفصل ولن ينفصل عن الرحمن، ولم يحل في قلب ولا لسان، ولا أوراق ولا آذان، ومع ذلك ليس المحفوظ في صدورنا إلّا هو، ولا المتلو بأفواهنا إلّا هو، ولا المكتوب في مصاحفنا إلّا هو، ولا المسموع بأسماعنا إلّا هو، لا يحل لأحد أن يقول بحدوث المحفوظ المتلو المكتوب المسموع، إنما الحادث نحن، وحفظنا، وألسننا، وتلاوتنا، وأيدينا، وكتابتنا، وآذاننا، وسماعتنا، والقرآن القديم القائم بذاته تعالى هو المتجلي على قلوبنا بكسوة المفهوم، وألسنتنا بصورة المنطوق، ومصاحفنا بلباس المنقوش، وآذاننا بزيّ المسموع فهو المفهوم المنطوق المنقوش المسموع لا شيء آخر غيره دالاً عليه، وذلك من دون أن يكون له انفصال عن الله سبحانه وتعالى، أو اتصال بالحوادث أو حلول في شيء مما ذكر، وكيف يحلّ القديم في الحادث، ولا وجود للحادث مع القديم، إنما الوجود للقديم وللحادث منه إضافة لتكريم، ومعلوم أن تعدد التجلي لا يقتضي تعدد المتجلي).

فدمبر گر لباس گشت بدل شخص صاحب لباس راجہ خلل

عرف هذا من عرف، ومن لم يقدر على فهمه فعليه أن يؤمن به كما يؤمن بالله وسائر صفاته من دون إدراك الكنه). وقد فصل وحقق الإمام أحمد رضا هذه المسألة في رسالته: "أنوار المنان في توحيد القرآن"، وقال في آخره، ص ۲۷۰-۲۷۱: (وذلك قول أئمتنا السلف إن القرآن واحد حقيقي أزلي، وهو المتجلي في جميع المجالي، ليس على قدمه بحدوثها أثر، ولا على وحدته بكثرتها ضرر، ولا لغيره فيها عين ولا أثر، القراءة والكتابة والحفظ والسمع والألسن والبنان والقلوب والآذان، كلها حوادث عرضة للغيار، والمقروء المكتوب المحفوظ المسموع هو القرآن القديم حقيقة وحقا ليس في الدار غيره ديار، والعجب أنه لم يحل فيها ولم تخل عنه، ولم يتصل بها ولم تبين منه، وهذا هو السر الذي لا يفهمه إلّا العارفون، ﴿وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ﴾ إن من العلم كهياة المكنون لا يعلمه إلّا العلماء بالله، فإذا نطقوا به لا ينكره إلّا أهل الغرة بالله. رواه في "مسند الفردوس" عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم.

والمسألة وإن كانت من أصعب ما يكون فلم آل بحمد الله تعالى جهداً في الإيضاح حتى آض بعونه تعالى ليلها كنهارها، بل قد استغنيت عن المصباح بالإصباح. وبالحملة فاحفظ عني هذا الحرف المبين ينفعلك يوم لا ينفع مال ولا بنون إلّا من أتى الله بقلب سليم، أنك إن قلت إن جبريل حدث الآن بحدوث الفحل أو لم يزل فحلا مذ وجد فقد ضللت ضلالاً مهيناً، وإن قلت إن الفحل لم يكن جبريل بل شيء آخر عليه دليل فقد بهت بهتاً مبيناً، ولكن قل هو جبريل قطعاً تصور به، فكذا إن زعمت أن القرآن حدث بحدوث المكتوب أو المقروء أو لم يزل أصواتاً ونقوشاً من الأزل فقد أخطأت الحق بلا مرية، وإن زعمت أن

یعنی متجلی قدیم ہے اور تجلی حادث۔^(۱)

عقیدہ (۱۹): اُس کا علم ہر شے کو محیط یعنی جزئیات، کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات، محالات، سب کو ازل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور ابد تک جانے گا، اشیاء بدلتی ہیں اور اُس کا علم نہیں بدلتا، دلوں کے خطروں اور وسوسوں پر اُس کو خبر ہے اور اُس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔^(۲)

عقیدہ (۲۰): وہ غیب و شہادت^(۳) سب کو جانتا ہے^(۴)، علم ذاتی اُس کا خاصہ ہے، جو شخص علم ذاتی، غیب خواہ

المکتوب المقروء لیس کلام اللہ الأزلی بل شیء غیرہ یؤدی مؤذاه فقد أعظمت الفریة، ولكن قل هو القرآن حقا تطوّر به، وهکذا كلما اعتراك شبهة في هذا المجال، فاعرضها على حديث الفحل تنكشف لك جلیة الحال، وما التوفیق إلا باللّٰه المهيمن المتعال).
..... متجلی یعنی کلام الہی، قدیم ہے، اور تجلی یعنی ہمارا پڑھنا، سننا، لکھنا، یاد کرنا یہ سب حادث ہے۔

..... ﴿يَعْلَمُ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ پ ۲۸، التغابن: ۴.
﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلْمَتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ پ ۷، الأنعام: ۵۹.

﴿وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ لَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿ پ ۲۹، الملک:
۱۳ - ۱۴، ﴿وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ پ ۲۸، الطلاق: ۱۲.

في "التفسير الكبير"، تحت الآية: (يعني بكل شيء من الكليات والجزئيات) ج ۱۰، ص ۵۶۷.
في "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص ۱۶، تحت قوله: (والعلم) أي: من الصفات الذاتية، وهي صفة أزلية تنكشف المعلومات عند تعلقها بها، فالله تعالى عالم بجميع الموجودات لا يعزب عن علمه مثقال ذرة في العلويات والسفليات، وأنه تعالى يعلم الجهر والسرّ وما يكون أخفى منه من المغيبات، بل أحاط بكل شيء علماً من الجزئيات والكليات والموجودات والمعدومات والممكنات والمستحيلات، فهو بكل شيء علیم من الذوات والصفات بعلم قدیم لم یزل موصوفاً به على وجه الكمال، لا بعلم حادث حاصل في ذاته بالقبول والانفعال والتغير والانتقال، تعالى الله عن ذلك شأنه وتعظم عما نهاك برهانه.
في "الحديقة الندية"، ج ۱، ص ۲۵۴: (العلم) وهي صفة تنكشف بها المعلومات عند تعلقها بها سواء كانت المعلومات موجودة أو معدومة، محالة كانت أو ممكنة، قديمة كانت أو حادثة، متناهية كانت أو غير متناهية، جزئية كانت أو كلية، وبالجملة جميع ما يمكن أن يتعلق به العلم فهو معلوم لله تعالى.

..... پوشیدہ اور ظاہر۔

..... ﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ پ ۲۸، الحشر: ۲۲.

شہادت کا غیر خدا کے لیے ثابت کرے کافر ہے۔ (۱) علم ذاتی کے یہ معنی کہ بے خدا کے دیے خود حاصل ہو۔

عقیدہ (۲۱): وہی ہر شے کا خالق ہے (۲)، ذوات ہوں خواہ افعال، سب اُسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ (۳)

عقیدہ (۲۲): حقیقہً روزی پہنچانے والا وہی ہے (۴)، ملائکہ وغیرہم وسائل و وسائط ہیں۔ (۵)

عقیدہ (۲۳): ہر بھلائی، بُرائی اُس نے اپنے علم اُزلی کے موافق مقدّر فرمادی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اُس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا، اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اُس کے لیے

۱..... فی "الدولة المکیة بالمادة الغیبیة"، ص ۳۹: (العلم ذاتي مختص بالمولی سبحانه وتعالی لا یمکن لغيره، ومن أثبت شیئا منه ولو أدنی من أدنی من ذرة لأحد من العالمین فقد کفر وأشرك وبار وهلك)، ملتقطاً.

انظر التفصیل: "الفتاوی الرضویة"، ج ۲۹، ص ۴۳۶-۴۳۷.

۲..... ﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ پ ۱۳، الرعد: ۱۶.

۳..... ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ پ ۲۳، الصافات: ۹۶.

فی "شرح العقائد النسفیة"، ص ۷۶: (والله تعالى خالق لأفعال العباد من الكفر والإيمان والطاعة والعصیان).

فی "البیواقیت"، ص ۱۸۹: (المبحث الرابع والعشرون: فی أنّ الله تعالى خالق لأفعال العبد كما هو خالق لذواتهم).

۴..... ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ پ ۲۷، الذریت: ۵۸.

۵..... ﴿فَالْمَقْسِمِ أَمْرًا﴾ پ ۲۶، الذریت: ۴. ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ پ ۳۰، النازعات: ۵.

فی "تفسیر البغوی"، پ ۳۰، تحت الآیة: ۵ ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ قال ابن عباس: هم الملائكة وکلوا بأمر عرّفهم الله عزوجل العمل بها. قال عبدالرحمن بن سابط: یدبر الأمر فی الدنيا أربعة جبریل ومیکائیل وملك الموت وإسرافیل علیهم السلام، أمّا جبریل فموکل بالوحي والبطش وهزم الحیوش، وأمّا میکائیل فموکل بالمطر والنبات والأرزاق، وأمّا ملك الموت فموکل بقبض الأنفس، وأمّا إسرافیل فهو صاحب الصور، ولا ینزل إلّا للأمر العظیم. ج ۴، ص ۴۱۱.

وفي "کنز العمال"، کتاب البیوع، قسم الأقوال، الجزء ۴، ص ۱۳، الحديث: ۹۳۱۷: ((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَلَائِكَةً مُوَكَّلِينَ بِأَرْزَاقِ بَنِي آدَمَ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: أَيُّمَا عَبْدٍ وَجَدْتُمُوهُ جَعَلَ لَهُمْ هَمًّا وَاحِدًا، فَضَمَّنُوا رِزْقَهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَبَنِي آدَمَ، وَأَيُّمَا عَبْدٍ وَجَدْتُمُوهُ طَلَبَهُ فَإِنْ تَحَرَّى الْعَدْلَ فَطَيَّبُوا لَهُ وَيَسُرُّوا، وَإِنْ تَعَدَّى إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَخَلُّوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَا يَرِيدُ، ثُمَّ لَا يَنَالُ فَوْقَ الدَّرَجَةِ الَّتِي كَتَبْتُهَا لَهُ)).

بھلائی لکھتا تو اُس کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔^(۱) تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس اُمت کا مجوس بتایا۔^(۲)

عقیدہ (۲۳): قضائین^۳ قسم ہے۔

مُبرم حقیقی، کہ علم الہی میں کسی شے پر معلق نہیں۔

اور معلق محض، کہ صُحف ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔

اور معلق شبیہ بہ مُبرم، کہ صُحف ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علم الہی میں تعلیق ہے۔

وہ جو مُبرم حقیقی ہے اُس کی تبدیل ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انھیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔^(۳) ملائکہ قومِ لوط پر عذاب لے کر آئے، سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کہ رحمتِ محضہ تھے، اُن کا نام پاک ہی ابراہیم ہے، یعنی اب رحیم^(۴)، مہربان باپ، اُن کافروں کے بارے میں اتنے ساعی

①..... فی ”الفقه الأكبر“، ص ۴۰: (وكان الله تعالى عالما في الأزل بالأشياء قبل كونها، وهو الذي قدّر الأشياء وقضاها).
فی ”شرح النووي“، کتاب الایمان، ج ۱، ص ۲۷: (واعلم: أنّ مذهب أهل الحق إثبات القدر ومعناه: أنّ الله تبارك وتعالى قدّر الأشياء في القدم وعلم سبحانه أنّها ستقع في أوقات معلومة عنده سبحانه وتعالى وعلى صفات مخصوصة فهي تقع على حسب ما قدّرها سبحانه وتعالى..... والله سبحانه وتعالى خالق الخير والشر جميعاً لا يكون شيء منهما إلّا بمشيئته، فهما مضافان إلى الله سبحانه وتعالى خلقاً وإيجاداً، وإلى الفاعلين لهما من عباده فعلاً واكتساباً والله أعلم. قال الخطابي: وقد يحسب كثير من الناس: أنّ معنى القضاء والقدر إجبارُ الله سبحانه العبد وقهره على ما قدره وقضاؤه وليس الأمر كما يتوهمونه، وإنّما معناه الإخبار عن تقدم علم الله سبحانه وتعالى بما يكون من اكتساب العبد وصدورها عن تقدير منه وخلق لها خيرها وشرها، ملتقطاً. ”الفتاوى الرضوية“، ج ۲۹، ص ۲۸۵.

وانظر ”شرح السنة“ للبخاري، باب الإيمان بالقدر، ج ۱، ص ۱۴۰-۱۴۱.

②..... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((القدرية محجوس هذه الأمة)) وقال: ((لكل أمة محجوس ومحجوس هذه الأمة الذين يقولون لا قدر)). ”سنن أبي داود“، کتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، الحديث: ۴۶۹۱، ۴۶۹۲، ص ۱۵۶۷.

③..... ”مکتوبات امام رباني“، فارسی، مکتوب نمبر ۲۱۷، ج ۱، ص ۱۲۳-۱۲۴.

④..... فی ”تفسیر القرطبي“، پ ۱، البقرة: ۱۲۴، ج ۱، الجزء الثاني، ص ۷۴: ﴿وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ... إلخ﴾ وإبراهيم تفسیره بالسّرانیة فیما ذکر الماوردي، وبالعربیة فیما ذکر ابن عطية: أب رحيم. قال السهيلي:

ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے، اُن کا رب فرماتا ہے۔

﴿يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ۖ﴾^(۱)

”ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں۔“

یہ قرآنِ عظیم نے اُن بے دینوں کا رد فرمایا جو محبوبانِ خدا کی بارگاہِ عزت میں کوئی عزت و وجاہت نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس کے حضور کوئی دم نہیں مار سکتا، حالانکہ اُن کا رب عزوجل اُن کی وجاہت اپنی بارگاہ میں ظاہر فرمانے کو خود ان لفظوں سے ذکر فرماتا ہے کہ: ”ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں“، حدیث میں ہے: شبِ معراج حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص اللہ عزوجل کے ساتھ بہت تیزی اور بلند آواز سے گفتگو کر رہا ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت فرمایا: ”کہ یہ کون ہیں؟“ عرض کی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، فرمایا: ”کیا اپنے رب پر تیز ہو کر گفتگو کرتے ہیں؟“ عرض کی: اُن کا رب جانتا ہے کہ اُن کے مزاج میں تیزی ہے۔^(۲) جب آیہ کریمہ ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۖ﴾^(۳) نازل ہوئی کہ ”پیشک عنقریب تمہیں تمہارا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ حضورِ سیدالرحمہ بین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا لَا أَرْضِي وَوَاحِدٌ مِّنْ أُمَّتِي فِي النَّارِ)).^(۴)

”ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا، اگر میرا ایک امتی بھی آگ میں ہو۔“

و کثیراً ما يقع الاتفاق بين السرياني والعربي أو يقاربه في اللفظ؛ ألا ترى أن إبراهيم تفسيره: أب راحم؛ لرحمته بالأطفال، ولذلك جعل هو وسارة زوجته كافلين لأطفال المؤمنين الذين يموتون صغاراً إلى يوم القيامة). و ”تفسير روح البيان“، ج ۱، ص ۲۲۱.

① پ ۱۲، ہود: ۷۴.

② عن عبد الله بن مسعود عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((سمعت كلاماً في السماء، فقلت: يا جبريل! من هذا؟)) قال: هذا موسى، قلت: ((ومن يناجي؟)) قال: ربه تعالى، قلت: ((ويرفع صوته على ربه؟)) قال: إن الله عز وجل قد عرف له حديثه. ”حلية الأولياء“، ج ۱۰، ص ۴۱۷، الحديث: ۱۵۷۰۸. ”كنز العمال“، كتاب الفضائل، فضائل سائر الأنبياء، رقم: ۳۲۳۸۵، ج ۶، الجزء ۱۱، ص ۲۳۲. ”فتح الباری“، كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج، ج ۷، ص ۱۸۰، تحت الحديث: ۳۸۸۷.

③ پ ۳۰، الضحی: ۵.

④ ”التفسير الكبير“، پ ۳۰، الضحی: تحت الآية: ۵، ج ۱۱، ص ۱۹۴.

یہ تو شانیں بہت رفیع ہیں، جن پر رفعت عزت و جاہت ختم ہے۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم مسلمان ماں باپ کا کچا بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے اُس کے لیے حدیث میں فرمایا: کہ ”روزِ قیامت اللہ عزوجل سے اپنے ماں باپ کی بخشش کے لیے ایسا جھگڑے گا جیسا قرض خواہ کسی قرض دار سے، یہاں تک کہ فرمایا جائے گا:

((أَيُّهَا السَّقَطُ الْمُرَاغِمُ رَبِّهٖ)). (1)

”اے کچے بچے! اپنے رب سے جھگڑنے والے! اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں چلا جا۔“
خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، مگر ایمان والوں کے لیے بہت نافع اور شیاطین الانس کی خباثت کا دافع تھا، کہنا یہ ہے کہ قومِ لوط پر عذابِ قضائے مبرم حقیقی تھا، خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اس میں جھگڑے تو انھیں ارشاد ہوا:

﴿يَا اِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ... اِنَّهُمْ اٰتٰیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ ۝﴾ (2)

”اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو ... بیشک اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔“
اور وہ جو ظاہرِ قضائے معلق ہے، اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دُعا سے، اُن کی ہمت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسط حالت میں ہے، جسے صُحفِ ملائکہ کے اعتبار سے مبرم بھی کہہ سکتے ہیں، اُس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کو فرماتے ہیں: ”میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں“ (3).....

①..... عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ السَّقَطَ لِيرَاغِمٍ رَبِّهِ إِذَا أَدْخَلَ أَبُو يَهُ النَّارَ، فَيَقَالُ: أَيُّهَا السَّقَطُ الْمُرَاغِمُ رَبِّهِ أَدْخَلَ أَبُو يَكُ الْجَنَّةَ، فَيَجْرَهُمَا بِسَرِّهِ حَتَّى يَدْخُلَهُمَا الْجَنَّةُ)). قال أبو علي: يراغم ربّه، يغاضب. ”سنن ابن ماجه“، أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء فيمن أصيب بسقط، الحديث: ١٦٠٨، ج ٢، ص ٢٧٣.

②..... ﴿يَا اِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ... اِنَّهُمْ اٰتٰیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ﴾ پ ١٢، ہود: ٧٦.

③..... حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان ”میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں“ پر کلام کرتے ہوئے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں: (بدان ارشدك اللہ تعالیٰ سبحانہ قضا برد و قسم است، قضا معلق و قضا مبرم در قضا معلق احتمال تغیر و تبدیل است و در قضا مبرم تغیر و تبدیل را مجال نیست قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ: ﴿مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ﴾ [پ ٢٦، ق: ٢٩] ابن در قضا مبرم است و در قضا معلق میفرماید: ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُنَبِّتُ وَعِنْدَهُ اُمُّ الْكِتَابِ﴾ [پ ١٣، الرعد: ٣٩] حضرت قبلہ گامی امر قدس سرہ میفرمودند کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ در بعضی از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضا مبرم هیچکس را مجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا کہ اگر خواہم انجا ہر

تصرف بکنم، وازین سخن تعجب بسیار میکردند و استبعاد میفرمودند، و این نقل مدتها در خزینہ ذہن این فقیر بود تا آنکہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ باین دولت عظمیٰ مشرف ساخت، روزی در صد و دفع بلیہ بودم کہ بہ بعضی از دوستان نامزد شدہ بود دوران وقت التجا و تضرع و نیاز و خشوع تمام داشتہ ظاهر شد کہ در لوح محفوظ قضاء این امر معلق بامرے نیست و مشروط بشرطے نہ یک گونه یاس و ناامیدی دست داد و سخن حضرت سید محی الدین قدس سرہ بیاد آمد مرثیہ ثانیہ باز ملتجی و متضرع گشت در اہ عجز و نیاز پیش گرفته متوجہ شد بمحض فضل و کرم ظاهر ساختند کہ قضاء معلق بر دو گونه است، قضائے است کہ تعلیق او را در لوح محفوظ ظاهر ساختہ اند و ملائکہ را بران اطلاع دادہ و قضائیکہ تعلیق او نزد خداست جلّ شأنہ، و پس و در لوح محفوظ صورت قضاء مبرم داد کہ بظاہر در لوح محفوظ مشروط بامرے نساختہ اند، بلکہ مطلق گذاشتہ لیکن نفس الامر مفید بقید و مشروط بشرط است ۱۲ حاشیہ) و این قسم اخیر از قضاء معلق نیز احتمال تبدیل دارد، در درنگ قسم اول از انجا معلوم شد کہ سخن سید مصروف با بنقسم اخیر است کہ صورت قضاء مبرم وارد نہ بقضاء کہ بحقیقت مبرم است کہ تصرف و تبدیل در ان محالست عقلاً و شرعاً، کما لا یخفی، والحق کہ کمر کسی را بر حقیقت آن قضاء اطلاع است فکیف کہ در انجا تصرف نماید، و بلیہ کہ متوجہ آن دوست شدہ بود در ان قسم اخیر یافت و معلوم شد کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ دفع آن بلیہ فرمود). ”مکتوبات امام ربانی“، فارسی، مکتوب نمبر ۲۱۷، ج ۱، ص ۱۲۳-۱۲۴.

یعنی: جان لے اللہ تجھے ہدایت عطا فرمائے اے پیارے بھائی! قضاء کی دو قسمیں ہیں: قضاء معلق اور قضاء مبرم۔ قضاء معلق یہ ہے کہ اس میں تبدیلی کا احتمال ہوتا ہے جبکہ قضاء مبرم وہ ہے جس میں تبدیلی کی گنجائش نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ کنز الایمان: میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔ یہ قضاے مبرم کی مثال ہے جبکہ قضاے معلق کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: ترجمہ کنز الایمان: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔ میرے پیر بزرگوار قدس سرہ فرماتے تھے کہ حضرت پیر سید محی الدین جیلانی قدس سرہ الربانی نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر کیا کہ قضاے مبرم میں کسی کو تبدیلی کرنے کا اختیار نہیں مگر مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ اگر چاہوں تو اس میں تصرف کروں۔ ان کی اس بات سے میرے پیر بزرگوار بہت تعجب کرتے تھے اور اس کو بعید جانتے تھے اور یہ بات اس فقیر (شیخ احمد فاروقی سرہندی) کے ذہن میں کافی مدت تک رہی یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے مجھے بھی اس دولت عظمیٰ سے مشرف فرمادیا (یعنی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمہ کی دعا سے بھی قضاے مبرم میں تبدیلی ہوگئی، مترجم)، چنانچہ ایک دن میرے کسی دوست کے ساتھ حاکم وقت کی طرف سے کوئی مسئلہ پیش آگیا تو میں نے اس کے دفع کے لئے گریہ وزاری کی اور خوب خشوع و خضوع کیا تو جانب حق تعالیٰ کی طرف سے بطور کشف والہام مجھے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ لوح محفوظ میں معلق نہیں کہ

..... اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا:

((إِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا أُبْرِمَ)).^(۱)

”بیشک دعا قضاے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔“

کسی چیز سے باسانی ٹل جائے، پس مجھے ایک قسم کی مایوسی ہوئی تو پیردنگیر سید محی الدین قدس سرہ النورانی کا ارشاد دوبارہ یاد آ گیا تو میں نے دوبارہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری اور عجز و انکساری کی تو مجھے محض فضل و کرم سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ قضاے معلق کی دو قسمیں ہیں ایک قسم قضاے معلق کی وہ ہے کہ اس کی تعلیق لوح محفوظ میں ظاہر کی گئی ہے اور فرشتگانِ الہی کو اس کی اطلاع دی گئی ہے اور دوسری قسم قضاے معلق کی وہ ہے کہ اس کی تعلیق خدائے بزرگ و برتر کے نزدیک ہے اور لوح محفوظ میں وہ قضاے مبرم کی صورت رکھتی ہے، (درحقیقت یہ قسم نہ تو مطلق معلق ہے اور نہ مطلق مبرم بلکہ مشابہ بہ مبرم ہے جو کہ بظاہر لوح محفوظ میں مطلق نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں مشروط بشرط ہوتی ہے اور بسا اوقات یہ خاصانِ خدا کی دعاؤں سے ٹل جاتی ہے، حاشیہ بر مکتوب بتصرف ما) اور یہ بھی قضاے معلق کی طرح تبدیلی کا احتمال رکھتی ہے۔ پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت پیردنگیر علیہ الرحمہ کا ارشاد (میں قضاے مبرم کو رد کر دیتا ہوں، مترجم) اس قسم اخیر (یعنی مشابہ بہ مبرم) کے بارے میں ہے نہ کہ مبرم حقیقی کے بارے میں، کیونکہ اس (مبرم حقیقی) میں تصرف و تبدیلی عقلی و شرعی لحاظ سے محال ہے، حق بات یہ ہے کہ بہت کم لوگ ہیں کہ جو اس قضاء (مشابہ بہ مبرم) کی خبر رکھتے ہیں اور کیونکر رکھ سکتے ہیں جبکہ اس میں تصرف نہیں ہو پاتا، اور میرے دوست کو جو آزمائش پیش آئی تھی اسی کے سبب سے میں نے اس قسم کو دریافت کیا اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس فقیر کی دعا سے اس کی آزمائش کو دور کر دیا۔

①..... ”کنز العمال“، کتاب الأذکار، ج ۱، الجزء الثاني، ص ۲۸، الحديث: ۳۱۱۷. بالفاظ متقاربة.

قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن في ”المعتمد المستند“ حاشية نمبر ۷۷، ص ۵۴ - ۵۵: (أقول: أخرج أبو الشيخ في كتاب الثواب عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ((أكثر من الدعاء، فإنَّ الدعاء يردُّ القضاء المبرم))، وأخرج الديلمي في ”مسند الفردوس“ عن أبي موسى الأشعري رضي الله تعالى عنه وابن عساكر عن نمير بن أوس الأشعري مرسلاً كلاهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ((الدعاء جند من أجناد الله مجند يرد القضاء بعد أن يبرم)). وتحقيق المقام على ما ألهمني الملك العلام أنَّ الأحكام الإلهية التشريعية كما تأتي على وجهين: (۱) مطلق عن التقيد بوقت كعامتھا و (۲) مقيد به كقوله تعالى: ﴿فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُمْ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾، پ ۴، النساء: ۱۵، فلما نزل حدُّ الزنا قال صلى الله تعالى عليه وسلم: ((خذوا عني قد جعل الله لهن سبيلاً). الحديث.

رواه ”مسلم“ كتاب الحدود، باب حد الزنا، الحديث: ۱۶۹۰، ص ۹۲۸ وغيره عن عبادة رضي الله تعالى عنه.

والمطلق يكون في علم الله مؤبداً أو مقيداً، وهذا الأخير هو الذي يأتيه النسخ فيظن أن الحكم تبدل؛ لأن المطلق يكون ظاهره التأييد حتى سبق إلى بعض الخواطر أن النسخ رفع الحكم، وإنما هو بيان مدته عندنا وعند المحققين، كذلك الأحكام التكوينية سواء بسواء، فمقيد صراحة كأن يقال لملك الموت عليه الصلاة والسلام: اقْبِض روح فلان في الوقت الفلاني إلا أن يدعوا فلان، مطلق نافذ في علم الله تعالى وهو المبرم حقيقة، ومصروف بدعاء مثلاً وهو المعلق الشبيه بالمبرم، فيكون مبرماً في ظن الخلق لعدم الإشارة إلى التقييد معلقاً في الواقع، فالمراد في الحديث الشريف هو هذا، أما المبرم الحقيقي فلا راد لقضائه ولا معقب لحكمه وإلا لزم الجهل، تعالى الله عن ذلك علواً كبيراً، فاحفظ هذا فلعلك لا تجده إلا مناً، وبالله التوفيق ١٢٠ إمام أهل السنة رضى الله تعالى عنه.

یعنی: (میں کہتا ہوں): ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”دعا کی کثرت کرو اس لئے کہ دعا قضاء مبرم کو نال دیتی ہے۔“ اور دیلمی نے ”مسند الفردوس“ میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عساکر نے نمیر بن اوس اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسل دونوں نے نبی علیہ السلام سے روایت کیا فرمایا: ”دعا اللہ کے لشکروں میں سے ایک ساز و سامان والا لشکر ہے جو قضاء کو مبرم ہونے کے بعد نال دیتا ہے۔“ اور اس مقام کی تحقیق اس طور پر جو مجھے ملک علام (اللہ تبارک وتعالیٰ) نے الہام کی وہ یہ ہے کہ احکام الہیہ تشریعیہ جیسا کہ آگے آئیں گے دو وجہوں پر ہیں پہلا مطلق جس میں کسی وقت کی قید نہیں جیسے عام احکام (دوسرا) وقت کے ساتھ مقید جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: ترجمہ کنز الایمان، سورۃ النساء آیت ۵۸: پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے۔ تو جب قرآن میں زنا کی حد نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے لے لو بیشک اللہ نے ان عورتوں کے لئے سبیل مقرر فرمائی۔ الحدیث۔ اس کو روایت کیا مسلم وغیرہ نے عبادہ رضی اللہ عنہ سے، اور مطلق علم الہی میں یا تو مؤبد ہوتا ہے یعنی ہر زمانے کے لئے (یا مقید) یعنی کسی خاص زمانے کے لئے اور یہی اخیر حکم وہ ہے جس میں نسخ آتا ہے، گمان یہ ہوتا ہے کہ حکم بدل گیا اس لئے کہ مطلق (جس میں کسی وقت کی قید نہ ہو) کا ظاہر مؤبد ہے یعنی ہمیشہ کے لئے ہونا ہے یہاں تک کہ کچھ اذہان کی طرف اس خیال نے سبقت کی کہ نسخ حکم کو اٹھا دینے کا نام ہے اور ہمارے نزدیک اور محققین کے نزدیک وہ حکم کی مدت بیان کرنا ہے، اور احکام تکوینیہ بھی اسی طرح برابر (یعنی دو قسموں پر) ہیں تو ایک وہ جو صراحۃً مقید ہو جیسے ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا جائے کہ فلاں کی روح فلاں وقت میں قبض کر مگر یہ کہ فلاں اس کے حق میں دعا کرے (تو اس وقت میں قبض نہ کر)، اور دوسرا مطلق ہے جو علم الہی میں نافذ ہونے والا ہے اور یہی حقیقۃً مبرم ہے، اور قضاء کی ایک قسم وہ ہے جو مثلاً کسی کی دعا سے ٹل جائے اور وہ معلق مشابہ مبرم ہے تو (یہ قسم) مخلوق کے گمان میں مبرم ہوتی ہے اس لئے کہ اس میں قید وقت کا اشارہ نہیں اور واقع میں (کسی شرط پر) معلق ہوتی ہے اور مراد حدیث شریف میں یہی ہے، رہا مبرم حقیقی تو (وہ مراد نہیں) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء (مبرم) کو کوئی نالنے والا نہیں اور کوئی اس کے حکم کو باطل کرنے والا نہیں ورنہ جہل باری لازم آئے گا اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے اس کو یاد رکھو اس لئے کہ شاید یہ تمہیں ہمارے سوا کسی اور سے نہ ملے۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ ۱۲

وانظر لتفصيل هذه المسألة: ”أحسن الوعاء لآداب الدعاء“ و”ذیل المدعا لأحسن الوعاء“، ص ۱۲۷-۱۳۱.

مسئلہ (۱): قضا و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سببِ ہلاکت ہے، صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ (۱) ماوشما (۲) کس گنتی میں...! اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثلِ پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک نوعِ اختیار (۳) دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے، بُرے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیے ہیں، کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اُس پر مواخذہ ہے۔ (۴)

①..... عن ثوبان قال: اجتمع أربعون رجلاً من الصحابة ينظرون في القدر والجبر، فيهم أبو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما، فنزل الروح الأمين جبريل فقال: يا محمد! اخرج على أمتك فقد أحدثوا، فخرج عليهم في ساعة لم يكن يخرج عليهم فيها، فأنكروا ذلك منه وخرج عليهم ملتعمًا لونه متوردة وجنتاه كأنما تفتقاً بحب الرمان الحامض، فنهضوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حاسرين أذرعهم ترعد أكفهم وأذرعهم، فقالوا: تبنا إلى الله ورسوله فقال: ((أولى لكم إن كدتم لتوجبن، أتاني الروح الأمين فقال: اخرج على أمتك يا محمد فقد أحدثت)). رواه الطبراني في "المعجم الكبير"، الحديث: ١٤٢٣، ج ٢، ص ٩٥.

عن أبي هريرة قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نتنازع في القدر، فغضب حتى احمر وجهه حتى كأنما فقىء في وجنتيه الرمان، فقال: ((أبهذا أمرتم أم بهذا أرسلت إليكم؟ إنما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا في هذا الأمر، عزمت عليكم ألا تنازعوا فيه)). "سنن الترمذي"، كتاب القدر، باب ما جاء من التشديد... إلخ، الحديث: ٢١٤٠، ج ٤، ص ٥١.

②..... ہم اور آپ۔

③..... ایک طرح کا اختیار۔

④..... في "منح الروض الأزهر"، ص ٤٢-٤٣: (فللعباد أفعال اختيارية يثابون عليها إن كانت طاعة، ويعاقبون عليها إن كانت معصية، لا كما زعمت الجبرية أن لا فعل للعبد أصلاً كسباً ولا خلقاً، وأن حركاته بمنزلة حركات الجمادات لا قدرة له عليها، لا مؤثرة، ولا كاسبة في مقام الاعتبار ولا قصد ولا إرادة ولا اختيار، وهذا باطل، لأننا نفرق بين حركة البطش وحركة الرعش، ونعلم أن الأول باختياره دون الثاني لا بظطراره).

في "الحديقة الندية"، ج ١، ص ٢٦٢: (للعباد المكلفين بالأمر والنهي (اختيارات لأفعالهم بها، يثابون أي: يثيبهم الله تعالى يوم القيامة على ما صدر منهم من الخير مما خلقه الله تعالى منسوبا إليهم بسبب خلق الله تعالى إرادتهم له، (عليها)، أي: لأجل تلك الاختيارات، (يعاقبون) أي: يعاقبهم الله تعالى يوم القيامة حيث صدر منهم بها أفعالا من الشر خلقها تعالى لهم منسوبة إليهم بسبب خلقه إرادتهم لها وحيث ثبت أن للإنسان اختياراً خلقه الله تعالى فيه، فقد انتفى مذهب الجبرية القائلين بأن الإنسان مجبور على فعل الخير والشر، ثم إن ذلك الاختيار الذي خلقه الله تعالى في الإنسان بخلق الله تعالى عنده لا به، ولا فيه، ولا منه أفعال الخير والشر، فينسبها للإنسان فيكون اختيار الإنسان المخلوق فيه بمنزلة يده المخلوقة له بحيث لا تأثير

اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا، دونوں گمراہی ہیں۔^(۱)

مسئلہ (۲): بُرا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیت الہی کے حوالہ کرنا بہت بُری بات ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے، اسے منجانب اللہ کہے اور جو بُرائی سرزد ہو اُس کو شامت نفس تصور کرے۔^(۲)

عقیدہ (۲۵): اللہ تعالیٰ جہت و مکان و زمان و حرکت و سکون و شکل و صورت و جمیع حوادث سے پاک ہے۔^(۳)

لذلك في شيء مطلقاً غير مجرد قبول صحة النسبة بخلق الله تعالى فيه صحة ذلك القبول، فانتفى مذهب القدرية القائلين بتأثير قدرة العبد في الخير والشر، ملتقطاً.

① وفي "الحديقة الندية"، ص ۵۰۹: (أَنْ عَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى بِمَا يَفْعَلُهُ الْعَبْدُ وَإِرَادَتَهُ لَذَلِكَ، وَكُتِبَ لَهُ فِي اللَّوْحِ الْمُحْفُوظِ لَيْسَ بِجَبَرٍ لِلْعَبْدِ عَلَى فَعْلِهِ ذَلِكَ الَّذِي فَعَلَهُ الْعَبْدُ بِاخْتِيَارِهِ وَإِرَادَتِهِ). وفيها: (وَذَلِكَ لِأَنَّ عِلْمَ اللَّهِ تَعَالَى وَتَقْدِيرَهُ لَا يَخْرِجَانِ الْعَبْدَ إِلَى حِيزِ الْاضْطِرَارِّ وَلَا يَسْلُبَانِ عَنْهُ الْاخْتِيَارَ). وانظر للتفصيل رسالة الإمام أهل السنة عليه الرحمة: "تلج الصدر لإيمان القدر"، ج ۲۹.

② ﴿مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ﴾ پ ۵، النساء: ۷۹.

﴿وَأَنَا لَا نَذَرِي أَشْرًا أُرِيدَ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا﴾ پ ۲۹، الجن: ۱۰.

وفي "تفسير ابن كثير"، ج ۸، ص ۲۵۳، تحت الآية: (وهذا من أدبهم في العبارة حيث أسندوا الشر إلى غير فاعل، والخير أضافوه إلى الله عز وجل. وقد ورد في الصحيح: ((والشر ليس إليك)).

وفي "التفسير الكبير" پ ۱۶، الكهف، ج ۷، ص ۴۹۲-۴۹۳، تحت الآية: ۷۹-۸۲: (بقي في الآية سؤال، وهو أنه قال: ﴿فَارَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا﴾، وقال: ﴿فَارَدْنَا أَنْ يُبَدِّلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً﴾، وقال: ﴿فَارَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا﴾، كيف اختلفت الإضافة في هذه الإرادات الثلاث وهي كلها في قصة واحدة وفعل واحد؟ والجواب: أنه لما ذكر العيب أضافه إلى إرادة نفسه فقال: أردت أن أعيبها، ولما ذكر القتل عبر عن نفسه بلفظ الجمع تنبيهاً على أنه من العظماء في علوم الحكمة، فلم يقدم على هذا القتل إلا لحكمة عالية، ولما ذكر رعاية مصالح اليتيمين لأجل صلاح أبيهما أضافه إلى الله تعالى، لأن المتكفل بمصالح الأبناء لرعاية حق الآباء ليس إلا الله سبحانه وتعالى).

"الحديقة الندية"، ص ۵۰۹-۵۱۰.

③ في "شعب الإيمان"، باب في الإيمان بالله عز وجل، فصل في معرفة أسماء الله وصفاته، ج ۱، ص ۱۱۳: (وهو المتعالي عن الحدود والجهات، والأقطار، والغايات، المستغني عن الأماكن والأزمان، لا تناله الحاجات، ولا تمسه المنافع والمضرات، ولا تلحقه اللذات، ولا الدواعي، ولا الشهوات، ولا يجوز عليه شيء مما جاز على المحدثات فدل على حدوثها، ومعناه أنه لا يجوز عليه الحركة ولا السكون، والاجتماع، والافتراق، والمحاذاة، والمقابلة، والمماساة، والمجاوزة، ولا قيام شيء حادث به ولا بطلان صفة أزلية عنه، ولا يصح عليه العدم).

عقیدہ (۲۶): دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے^(۱) اور آخرت

= وفي "شرح المواقف"، المقصد الأول، ج ۸، ص ۲۲: (أنه تعالى ليس في جهة) من الجهات (ولا في مكان) من الممكنة). وص ۳۱: (أنه تعالى ليس في زمان) أي: ليس وجوده وجوداً زمانياً). "شرح المقاصد"، ج ۲، ص ۲۷۰: (طريقة أهل النسبة أن العالم حادث والصانع قديم متصف بصفات قديمة ليست عينه ولا غيره، وواحد لا شبه له ولا ضد ولا ند ولا نهاية له ولا صورة ولا حد ولا يحل في شيء ولا يقوم به حادث ولا يصح عليه الحركة والانتقال ولا الجهل ولا الكذب ولا النقص وأنه يرى في الآخرة).

ترجمہ: اہل سنت وجماعت کا راستہ یہ ہے کہ بے شک عالم حادث ہے اور صانع عالم قدیم ایسی صفات قدیمہ سے متصف ہے جو نہ اس کا عین ہیں نہ غیر۔ وہ واحد ہے، نہ اس کی کوئی مثل ہے نہ مقابل نہ شریک، نہ انتہا، نہ صورت، نہ حد، نہ وہ کسی میں حلول کرتا ہے، نہ اس کے ساتھ کوئی حادث قائم ہوتا ہے، نہ اس پر حرکت صحیح، نہ انتقال، نہ جہالت، نہ جھوٹ اور نہ نقص۔ اور بے شک آخرت میں اس کو دیکھا جائے گا۔

"شرح المقاصد"، المبحث الثامن من حكم المؤمن... إلخ، ج ۳، ص ۴۶۴-۴۶۵. و"الفتاوى الرضوية"، ج ۱۵، ص ۵۱۷. وفي "المعتقد المنتقد"، ص ۶۴: (ولما ثبت انتفاء الجسمية ثبت انتفاء لوازمها، فليس سبحانه بذي لون، ولا رائحة، ولا صورة، ولا شكل... إلخ)، ملتقطاً.

①..... في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: في رؤية الله تعالى في الدنيا، ص ۲۰۰: (الرؤية وإن كانت ممكنة عقلاً وشرعاً عند أهل السنة لكنها لم تقع في هذه الدار لغير نبينا صلى الله عليه وسلم، وكذا له على قول عليه بعض الصحابة رضي الله عنهم لكن جمهور أهل السنة على وقوعها له صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج بالعين).

وقال في مقام آخر، مطلب: على أنه لا خلاف بين السلف والخلف في... إلخ، ص ۲۰۲: (والإمام الرباني المترجم بشيخ الكل في الكل أبو القاسم القشيري رحمه الله تعالى يحزم بأنه لا يجوز وقوعها في الدنيا لأحد غير نبينا صلى الله عليه وسلم ولا على وجه الكرامة، وادعى أن الأمة اجتمعت على ذلك).

وقال في مقام آخر، ص ۲۸۸: (وخص نبينا صلى الله عليه وسلم بالرؤية ليلة الإسراء بعين بصره على الأصح كرامة له). وفي "المعتقد المنتقد"، ص ۵۶: (أن رؤيتنا له سبحانه جائزة عقلاً في الدنيا والآخرة. واتفقوا أهل السنة على وقوعها في الآخرة، واختلفوا في وقوعها في الدنيا. قال صاحب الكنز: قد صح وقوعها له صلى الله عليه وسلم، وهذا قول جمهور أهل السنة وهو الصحيح، وهو مذهب ابن عباس، وأنس وأحد القولين لابن مسعود، وأبي هريرة وأبي ذر، وعكرمة والحسن وأحمد بن حنبل وأبي الحسن الأشعري وغيرهم)، ملتقطاً.

وقال الإمام النووي في "شرح مسلم"، كتاب الإيمان، باب معنى قول الله عزوجل ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى... إلخ﴾: (الراجح عن أكثر العلماء أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى ربه بعيني رأسه ليلة الإسراء)، ج ۱، ص ۹۷.

انظر للتفصيل: "شرح الإمام النووي"، ص ۹۷، و"الشفاء" للقاضي، ج ۱، ص ۱۹۵، و"الفتاوى الرضوية"، الرسالة: "منه المنية بوصول الحبيب إلى العرش والرؤية"، ج ۳۰، ص ۶۳۷.

میں ہر سنی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقعہ (۱) رہا قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء کے لیے بھی حاصل ہے۔ (۲) ہمارے امام اعظم (۳) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔ (۴)

عقیدہ (۲۷): اس کا دیدار بلا کیف ہے، یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے، جس چیز کو دیکھتے ہیں اُس سے کچھ فاصلہ مسافت کا ہوتا ہے، نزدیک یا دور، وہ دیکھنے والے سے کسی جہت میں ہوتی ہے، اوپر یا نیچے، دہنے یا بائیں، آگے یا پیچھے، اُس کا دیکھنا ان سب باتوں سے پاک ہوگا۔ (۵) پھر رہا یہ کہ کیونکر ہوگا؟ یہی تو کہا جاتا ہے کہ کیونکر کو یہاں دخل

۱..... ﴿وَجُودٌ يُؤْمِنُ نَاصِرَةً إِلَى رَبِّهَا نَاطِرَةً﴾ پ ۲۹، القيامة: ۲۲-۲۳. عن أبي هريرة، أن الناس قالوا: يا رسول الله! هل نرى ربنا يوم القيامة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((هل تضارون في القمر ليلة البدر؟)) قالوا: لا يا رسول الله، قال: ((فهل تضارون في الشمس ليس دونها سحاب؟)) قالوا: لا يا رسول الله، قال: ((فإنكم ترونه كذلك)).

”صحيح البخاري“، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ﴿وَجُودٌ يُؤْمِنُ نَاصِرَةً... إلخ﴾ الحديث: ۷۴۳۷، ج ۴، ص ۵۵۱. في ”الفقه الأكبر“، ص ۸۳: (والله يرى في الآخرة، ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم).

وفي ”شرح النووي“: (اعلم أن مذهب أهل السنة بأجمعهم أن رؤية الله تعالى ممكنة غير مستحيلة عقلاً، وأجمعوا أيضاً على وقوعها في الآخرة، وأن المؤمنين يرون الله تعالى دون الكافرين، وزعمت طوائف من أهل البدع: المعتزلة والخوارج وبعض المرجئة، أن الله تعالى لا يراه أحد من خلقه، وأن رؤيته مستحيلة عقلاً، وهذا الذي قالوه خطأ صريح وجهل قبيح، وقد تظاهرت أدلة الكتاب والسنة وإجماع الصحابة فمن بعدهم من سلف الأمة على إثبات رؤية الله تعالى في الآخرة للمؤمنين، ورواها نحو من عشرين صحابياً عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وآيات القرآن فيها مشهورة).

(”شرح النووي“، كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه وتعالى: ج ۱، ص ۹۹).

۲..... وفي ”المعتقد المنتقد“، ص ۵۸: (وأما رؤياه سبحانه في المنام..... جائزة عند الجمهور، لأنها نوع مشاهدة بالقلب، ولا استحالة فيه، وواقعة كما حكيت عن كثير من السلف منهم أبو حنيفة وأحمد بن حنبل رضي الله تعالى عنهما، وذكر القاضي الإجماع على أن رؤيته تعالى مناماً جائزة وإن كان بوصف لا يليق به تعالى)، ملقطاً.

۳..... البونيفه نعمان بن ثابت -

۴..... في ”منح الروض الأزهر“، ص ۱۲۴: (رؤية الله سبحانه وتعالى في المنام، فالأكثر على جوازها من غير كيفية وجهة وهيئة أيضاً في هذا المرام، فقد نقل أن الإمام أبا حنيفة قال: رأيت رب العزة في المنام تسعاً وتسعين مرة، ثم رآه مرة أخرى تمام المائة وقصتها طويلة لا يسعها هذا المقام).

۵..... في ”منح الروض الأزهر“، ص ۸۳: (والله يرى في الآخرة) أي: يوم القيامة، (ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم بلا تشبيه) أي: رؤية مقرونة بتنزيه لا مكنونة بتشبيه (ولا كيفية) أي: في الصورة (ولا كمية) أي: في الهيئة المنظورة

نہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اُس وقت بتادیں گے۔ اس کی سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے، وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے، اُس تک عقل رسا نہیں، اور وقت دیدار نگاہ اُس کا احاطہ کرے، یہ محال ہے۔^(۱)

عقیدہ (۲۸): وہ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے، کسی کو اُس پر قابو نہیں^(۲) اور نہ کوئی اُس کے ارادے سے اُسے باز رکھنے والا۔^(۳) اُس کو نہ اُوکھ آئے نہ نیند^(۴)، تمام جہان کا نگاہ رکھنے والا^(۵)، نہ تھکے، نہ اُکتائے^(۶)، تمام عالم کا پالنے والا^(۷)،

(ولا يكون بينه وبين خلقه مسافة) أي: لا في غاية من القرب ولا في نهاية من البعد، ولا يوصف بالاتصال ولا بنعت الانفصال ولا بالحلول والاتحاد كما يقوله الوجودية المائلون إلى الاتحاد، فذات رؤيته ثابت بالكتاب والسنة إلا أنها متشابهة من حيث الجهة والكمية والكيفية، فنثبت ما أثبتته النقل ونفي عنه ما نزهه العقل، كما أشار إلى هذا المعنى قوله تعالى: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ أي: لا تحيط به الأبصار في مقام الإبصار، فإن الإدراك أخص من الرؤية والتشابه فيما يرجع إلى الوصف الذي يمنعه العقل لا يقدح في العلم بالأصل المطابق للنقل. وقال الإمام الأعظم رحمه الله في كتابه ”الوصية“: ولقاء الله تعالى لأهل الجنة بلا كيف ولا تشبيه ولا جهة حق انتهى. والمعنى أنه يحصل النظر بأن ينكشف انكشافاً تاماً بالبصر منزهاً عن المقابلة والجهة والهيئة، ملتقطاً.

انظر للتفصيل: ”الحديقة الندية“ شرح ”الطريقة المحمدية“، ج ۱، ص ۲۵۸-۲۶۱.

و ”شرح العقائد النسفية“، مبحث رؤية الله تعالى والدليل عليها، ص ۷۴-۷۵.

و ”النبراس“، الكلام في رؤية الباري سبحانه، ص ۱۶۱، ۱۶۷.

① ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ پ ۷، الأنعام: ۱۰۳.

② ﴿فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ پ ۳۰، البروج: ۱۶. في ”حاشية الصاوي“، ج ۶، ص ۲۳۴۲: (قوله: ﴿فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ أتى بصيغة ﴿فَعَالٌ﴾ إشارة للكثرة، والمعنى: يفعل ما يريد، ولا يعترض عليه ولا يغلبه غالب، ملتقطاً.

③ ﴿إِنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ پ ۱۲، هود: ۱۰۷. في ”تفسير الطبري“، ج ۷، ص ۱۱۷: (قوله: ﴿إِنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾، يقول تعالى ذكره: إِنَّ رَبَّكَ، يا محمد، لا يمنعه مانع من فعل ما أراد فعله بمن عصاه وخالف أمره، من الانتقام منه، ولكنه يفعل ما يشاء فعله، فيمضي فيهم وفيمن شاء من خلقه فعله وقضاؤه).

④ ﴿لَا تَأْخُذْهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾ پ ۳، البقرة: ۲۵۵.

⑤ ﴿وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطاً﴾. پ ۵، النساء: ۱۲۶.

⑥ ﴿أَوْ لَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَغَيَّرْ بِخَلْقِهِنَّ﴾ پ ۲۶، الأحقاف: ۳۳.

﴿وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ﴾ پ ۲۶، ق: ۳۸.

⑦ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ پ ۱، الفاتحة: ۱.

ماں باپ سے زیادہ مہربان، حلم والا۔ (1) اُسی کی رحمت ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا (2)، اُسی کے لیے بڑائی اور عظمت ہے۔ (3) ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے صورت بنانے والا (4)، گناہوں کو بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا، قہر و غضب فرمانے والا (5)، اُس کی پکڑ نہایت سخت ہے، جس سے بے اُس کے چھڑائے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔ (6) وہ چاہے تو چھوٹی چیز کو وسیع کر دے اور وسیع کو سمیٹ دے، جس کو چاہے بلند کر دے اور جس کو چاہے پست، ذلیل کو عزت دیدے اور عزت والے کو ذلیل کر دے (7)، جس کو چاہے راہِ راست پر لائے اور جس کو چاہے سیدھی راہ سے الگ کر دے (8)، جسے چاہے اپنا نزدیک بنالے اور جسے چاہے مردود کر دے، جسے جو چاہے دے اور جو چاہے چھین لے (9)، وہ جو کچھ کرتا ہے یا کرے گا عدل و انصاف ہے، ظلم سے پاک و صاف ہے (10)۔

1 ﴿الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾ پ ۱، الفاتحة: ۲۔

﴿إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ پ ۲۲، الفاطر: ۴۱۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قدم على النبي صلى الله عليه وسلم سبي، فإذا امرأة من السبي قد تحلب ثديها تسقي، إذا وجدت صبيا في السبي أخذته، فألصقته ببطنها وأرضعته، فقال لنا النبي صلى الله عليه وسلم: ((أترون هذه طارحة ولدها في النار؟)) قلنا: لا، وهي تقدر على أن لا تطرحه، فقال: ((لله أرحم بعباده من هذه بولدها))۔

”صحيح البخاري“، كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقيله ومعانقته، الحديث: ۵۹۹۹، ج ۴، ص ۱۰۰۔

2 فقال عليه الصلوة والسلام حاكياً عنه سبحانه: ((أنا عند المنكسرة قلوبهم لأجلي))۔ ”التفسير الكبير“، ج ۱، ص ۴۳۰، تحت الآية: ۳۴۔

3 ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ پ ۳، البقرة: ۲۵۵۔

4 ﴿هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ﴾ پ ۳، آل عمران: ۶۔

5 ﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ﴾ پ ۲۴، المؤمن: ۳۔

6 ﴿إِنْ أَخَذَ إِلَيْمٌ شَدِيدًا﴾ پ ۱۲، هود: ۱۰۲۔

﴿إِنْ بَطَشَ رَبُّكَ لَشَدِيدٌ﴾ پ ۳۰، البروج: ۱۲۔

7 ﴿وَتُعَزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتَذِلُّ مَنْ تَشَاءُ﴾ پ ۳، آل عمران: ۲۶۔

8 ﴿إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ پ ۲۲، الفاطر: ۸۔

﴿وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ﴾ پ ۲۴، الزمر: ۳۶-۳۷۔

9 ﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ﴾ پ ۳، آل عمران: ۲۶۔

10 ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ پ ۵، النساء: ۴۰۔

نہایت بلند و بالا ہے (۱)، وہ سب کو محیط ہے (۲) اُس کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا (۳)، نفع و ضرر اُسی کے ہاتھ میں ہیں (۴)، مظلوم کی فریاد کو پہنچتا (۵) اور ظالم سے بدلا لیتا ہے (۶)، اُس کی مشیت اور ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا (۷)، مگر اچھے پر خوش ہوتا ہے

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ پ ۱۱، یونس: ۴۴۔

﴿وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ﴾ پ ۲۶، ق: ۲۹۔

فی ”تفسیر الطبری“، ج ۱۱، ص ۴۲۵، تحت الآیۃ: (قوله: ﴿وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ﴾) يقول: ولا أنا بمعاقب أحدًا من

خلقي بحرم غيره، ولا حامل على أحد منهم ذنب غيره فمعدبه به).

① ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ پ ۲۲، سبأ: ۲۳۔

② ﴿أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ﴾ پ ۲۵، حم السجدة: ۵۴۔

③ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ پ ۷، الانعام: ۱۰۳۔

④ ﴿وَإِنْ يُمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بَخِيرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ پ ۷، الانعام: ۱۷۔

﴿وَإِنْ يُمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرْذَكَ بَخِيرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ﴾ پ ۱۰، یونس: ۱۰۷۔

⑤ وفي ”سنن الترمذي“، أحاديث شتى، باب فى العفو والعافية، ج ۵، ص ۳۴۳، الحديث: ۳۶۰۹: عن أبي هريرة قال:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ثلاثة لا ترد دعوتهم الصائم حتى يفطر والإمام العادل ودعوة المظلوم يرفعها الله فوق

الغمام ويفتح لها أبواب السماء ويقول الرب: وعزتى لأنصرنك ولو بعد حين)). و”سنن ابن ماجه“، كتاب الصيام، باب: فى:

الصائم لا تردّ دعوته، ج ۲، ص ۳۴۹-۳۵۰، الحديث: ۱۷۵۲۔

⑥ ﴿وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ﴾ پ ۷، المائدة: ۹۵۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((قال ربكم: وعزتى وجلالى لأنتقم من الظالم فى عاجله وآجله،

ولأنتقم من رأى مظلوماً فقدّر أن ينصره فلم يفعل)). ”المعجم الكبير“ للطبراني، الحديث: ۱۰۶۵۲، ج ۱۰، ص ۲۷۸۔

⑦ وفي ”شرح السنة“ للبخاري، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر ج ۱، ص ۱۴۰-۱۴۱: (قال الشيخ رحمه الله: الإيمان

بالقدر فرض لازم، وهو أن يعتقد أن الله تعالى خالق أعمال العباد، خيرها وشرها، كتبها عليهم فى اللوح المحفوظ قبل أن خلقهم،

قال الله سبحانه وتعالى: ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ [الصافات: ۹۶] وقال الله عز وجل: ﴿قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ [الرعد: ۱۶]،

وقال عز وجل: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر: ۴۹] فالإيمان والكفر، والطاعة والمعصية، كلّها بقضاء الله وقدره،

وإرادته ومشيتته، غير أنه يرضى الإيمان والطاعة، ووعد عليهما الثواب، ولا يرضى الكفر والمعصية، وأوعد عليهما العقاب.

وقال الله سبحانه وتعالى: ﴿وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتُلُوا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾، ﴿وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ

اور بُرے سے ناراض، اُس کی رحمت ہے کہ ایسے کام کا حکم نہیں فرماتا جو طاقت سے باہر ہے۔^(۱) اللہ عزوجل پر ثواب یا عذاب یا بندے کے ساتھ لطف یا اُس کے ساتھ وہ کرنا جو اُس کے حق میں بہتر ہو اُس پر کچھ واجب نہیں۔ مالک علی الاطلاق ہے، جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے^(۲)، ہاں! اُس نے اپنے کرم سے وعدہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور بمقتضائے عدل کفار کو جہنم میں^(۳)، اور اُس کے وعدہ و وعید بدلتے نہیں^(۴)،.....

يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ﴿[الحج: ۱۸]، وقال عزوجل: ﴿وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾ [الأنعام: ۱۲۵]۔ انظر للتفصيل: "التفسير الكبير"، ج ۲، ص ۵۲۹، تحت الآية: ۲۵۳: (احتج القائلون بأن كل الحوادث بقضاء الله وقدره... إلخ). وفي "المسامرة" بشرح "المسامرة"، ص ۱۳۰: (أن فعل العبد وإن كان كسباً له فهو) واقع (بمشيئة الله) تعالى (وإرادته). وفي "منح الروض الأزهر"، ص ۴۱: (ولا يكون في الدنيا ولا في الآخرة شيء إلا بمشيئته) أي: مقروناً بإرادته.

..... ① ﴿لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ پ ۳، البقرة: ۲۸۶.

② في "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج ۱، ص ۲۴۹: (ولا يجب) أي: لا يلزم (عليه) تعالى (شيء) لغيره سبحانه من ثواب أو عقاب أو فعل صلاح أو أصلح أو فساد أو أفسد بل هو الفاعل العدل المختار، ويخلق الله ما يشاء ويختار، وفي "شرح الطوابع" للإصفهاني: وأما أصحابنا فقالوا: الثواب على الطاعة فضل من الله تعالى والعقاب على المعصية عدل منه تعالى، وعمل الطاعة دليل على حصول الثواب وفعل المعصية علامة العقاب، ولا يكون الثواب على الطاعة واجباً على الله تعالى ولا العقاب على المعصية؛ لأنه لا يجب على الله شيء، وكلّ ميسر لما خلق له فالمطيع موفق ميسر لما خلق له وهو الطاعة، والعاصي ميسر لما خلق له وهو المعصية وليس للعبد في ذلك تأثير).

③ ﴿فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ پ ۳۰، البروج: ۱۶. في "حاشية الصاوي"، پ ۳۰، البروج: تحت الآية: ۱۶ (قوله: ﴿فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾) أتى بصيغة ﴿فَعَالٌ﴾ إشارة للكثرة، والمعنى: يفعل ما يريد، ولا يعترض عليه ولا يغلبه غالب، فيدخل أولياء الجنة لا يمنعه مانع، ويدخل أعداء النار لا ينصرهم منه ناصر، وفي هذه الآية دليل على أنّ جميع أفعال العباد مخلوقة لله تعالى، ولا يجب عليه شيء، لأنّ أفعاله بحسب إرادته). ج ۶، ص ۲۳۴۲.

..... ④ ﴿لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ﴾ پ ۱۱، يونس: ۶۴.

﴿مَا يَبْدُلُ الْقَوْلَ لَدَيَّ﴾ پ ۲۶، ق: ۲۹.

في "تفسير روح البيان"، پ ۲۶، ق: ۲۹، ج ۹، ص ۱۲۵، تحت الآية: ﴿مَا يَبْدُلُ الْقَوْلَ لَدَيَّ﴾ أي: لا يغير قولي في الوعد والوعيد).

وفي "تفسير ابن كثير"، پ ۱۱، يونس، تحت الآية: ۶۴: (قوله: ﴿لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ﴾) أي: هذا الوعد لا يبدل ولا

يخلف ولا يغير بل هو مقرر مثبت كائن لا محالة). ج ۴، ص ۲۴۵.

اُس نے وعدہ فرمایا ہے کہ کفر کے سوا ہر چھوٹے بڑے گناہ کو جسے چاہے معاف فرمادے گا۔^(۱)

عقیدہ (۲۹): اُس کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں ہیں، خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں اور اُس کے فعل کے لیے غرض نہیں، کہ غرض اُس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے، نہ اُس کے فعل کے لیے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے اور نہ اُس کے افعال علت و سبب کے محتاج، اُس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق عالم اسباب میں مسببات کو اسباب سے ربط فرمادیا ہے^(۲)، آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے، وہ چاہے تو آنکھ سُنے، کان دیکھے، پانی جلانے، آگ پیاس بجھانے، نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سوجھے، کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے۔^(۳) کس قہر کی آگ تھی جس میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافروں نے ڈالا...! کوئی پاس نہ جاسکتا تھا، گوپھن میں رکھ کر پھینکا، جب آگ کے مقابل پہنچے، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے اور عرض کی: ابراہیم کچھ حاجت ہے؟ فرمایا: ہے مگر نہ تم سے۔

= وفي "تفسير الطبري"، تحت الآية: ٦٤: (وَأَمَّا قَوْلُهُ: ﴿لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ﴾، فَإِنَّ مَعْنَاهُ: أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا خُلْفَ لوعده، ولا تغيير لقوله عما قال، ولكنه يمضي لخلق مواعيده وينجزها لهم)، ج ٦، ص ٥٨٢.

① ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ پ ٥، النساء: ٤٨.

② في "المسامرة"، لله تعالى في كل فعل حكمة، ص ٢١٥-٢١٦: (واعلم أن قولنا له) سبحانه وتعالى (في كل فعل حكمة ظهرت) تلك الحكمة (أو خفيت) فلم تظهر (ليس هو) أي: الحكمة (بمعنى الغرض)، وتذكير الضمير باعتبار أن الحكمة معنى، ويصح أن يكون الضمير لقولنا، أي: ليس قولنا إن له حكمة بمعنى أن له غرضاً، هذا (إن فسر) الغرض (بفائدة ترجع إلى الفاعل، فإن فعله تعالى وخلق العالم لا يعلل بالأغراض) بهذا التفسير للغرض؛ (لأنه) أي: الفعل لغرض بهذا التفسير يقتضي استكمال الفاعل بذلك الغرض؛ لأن حصوله للفاعل أولى من عدمه،... (وإن فسر) الغرض (بفائدة ترجع إلى غيره) تعالى، بأن يدرك رجوعها إلى ذلك الغير، كما نقل عن الفقهاء من: أن أفعاله تعالى لمصالح ترجع إلى العباد تفضلاً منه (فقد تنفي أيضاً إرادته من الفعل) نظراً إلى تفسير الغرض بالعلة الغائية التي تحمل الفاعل على الفعل؛ لأنه يقتضي أن يكون حصوله بالنسبة إليه تعالى أولى من لاهصوله، فيلزم الاستكمال المحذور (وقد تجوز) إرادته من الفعل نظراً إلى أنه منفعة مترتبة على الفعل، لا علة غائية حاملة على الفعل، حتى يلزم الاستكمال المحذور (والحكمة على هذا) التفسير (أعم منه) أي: من الغرض؛ لأنها إذا نفيت إرادتها من الفعل سميت غرضاً، وإذا جوزت كانت حكمة لا غرضاً).

③ "الفتاوى الرضوية"، ج ١، ص ٤٩٠. (رضا اكيڈمی بمبئی).

عرض کی: پھر اُسی سے کہیے جس سے حاجت ہے، فرمایا:

(1) ”عِلْمُهُ بِحَالِي كَفَانِي عَنْ سُؤَالِي“.

(2) اظہارِ احتیاج خود آنجا چہ حاجت ست۔

ارشاد ہوا:

﴿يَنَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝﴾ (3)

”اے آگ! ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر۔“

اس ارشاد کو سن کر روئے زمین پر جتنی آگیں تھیں سب ٹھنڈی ہو گئیں کہ شاید مجھی سے فرمایا جاتا ہو (4) اور یہ تو ایسی

ٹھنڈی ہوئی کہ علما فرماتے ہیں کہ اگر اس کے ساتھ ﴿وَسَلَامًا﴾ کا لفظ نہ فرما دیا جاتا کہ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا تو اتنی ٹھنڈی ہو جاتی کہ اُس کی ٹھنڈک ایذا دیتی۔ (5)

① ”ملفوظات“، حصہ ۴، ص ۴۶۲۔ یعنی: اس کا میرے حال کو جاننا یہی مجھے کفایت کرتا ہے میرے سوال کرنے سے۔

② اپنی حاجت کے اظہار کی وہاں کیا حاجت ہے!

③ پ ۱۷، الأنبياء: ۶۹۔

④ في ”التفسير الكبير“، پ ۱۷، الأنبياء، ج ۸، ص ۱۵۸، تحت الآية: ۶۹: (أَمَّا كَيْفِيَّةُ الْقِصَّةِ فَقَالَ مَقَاتِلُ: لَمَّا اجْتَمَعَ نَمْرُودُ وَقَوْمُهُ لِإِحْرَاقِ إِبْرَاهِيمَ جَسَدِهِ فِي بَيْتٍ وَبَنُوا بَنِيَانًا كَالْحَظِيرَةِ، وَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ﴾، ثُمَّ جَمَعُوا لَهُ الْحَطَبَ الْكَثِيرَ حَتَّىٰ إِنَّ الْمَرْأَةَ لَوَ مَرَضَتْ قَالَتْ: إِنَّ عَافَانِي اللَّهُ لِأَجْعَلَ حَطْبًا لِإِبْرَاهِيمَ، وَنَقَلُوا لَهُ الْحَطَبَ عَلَى الدَّوَابِّ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، فَلَمَّا اشْتَعَلَتِ النَّارُ اشْتَدَّتْ وَصَارَ الْهَوَاءُ بِحَيْثُ لَوْ مَرَّ الطَّيْرُ فِي أَقْصَى الْهَوَاءِ لَاحْتَرَقَ، ثُمَّ أَخَذُوا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَرَفَعُوهُ عَلَى رَأْسِ الْبَنِيَانِ وَقِيدُوهُ، ثُمَّ اتَّخَذُوا مَنَاجِيْقًا وَوَضَعُوهُ فِيهِ مَقِيدًا مَغْلُورًا، فَصَاحَتِ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ صَبِيحَةً وَاحِدَةً.....، فَلَمَّا أَرَادُوا الْإِقَاءَ فِي النَّارِ.....، وَضَعُوهُ فِي الْمَنَاجِيْقِ وَرَمَوْا بِهِ النَّارَ، فَأَتَاهُ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ: يَا إِبْرَاهِيمُ هَلْ لَكَ حَاجَةٌ، قَالَ: أَمَّا إِلَيْكَ فَلَا؟ قَالَ: فَاسْأَلْ رَبَّكَ، قَالَ: حَسْبِيَ مَنْ سَأَلَنِي، عِلْمُهُ بِحَالِي، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَنَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾..... قَالَ: وَلَمْ يَبْقَ يَوْمٌ فِي الدُّنْيَا نَارٌ إِلَّا طَفَعَتْ، مَلْتَقِطًا.

⑤ في ”تفسير ابن كثير“، پ ۱۷، الأنبياء، ج ۵، ص ۳۰۹، تحت الآية: ۶۹، (قال ابن عباس، وأبو العالية: لولا أن الله عز وجل قال: ﴿وَسَلَامًا﴾ لأذى إبراهيم بردها).

عقائد متعلقہ نبوت

مسلمان کے لیے جس طرح ذات و صفات کا جاننا ضروری ہے، کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اسے کافر نہ کر دے، اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لیے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال، کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکالے اور ہلاک ہو جائے۔

عقیدہ (۱): نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو ^(۱) اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔ ^(۲)

عقیدہ (۲): انبیاء بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہو انہ عورت۔ ^(۳)

عقیدہ (۳): اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں، اُس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیاء بھیجے۔ ^(۴)

①..... فی "شرح المقاصد"، المبحث الأول فی تعريف النبی والرسول: (النبي إنسان بعثه الله لتبليغ ما أوحى إليه) ج ۳، ص ۲۶۸. وفي "المعتقد المنتقد"، الباب الثاني في النبوات، ص ۱۰۵: (المشهور: أن النبي من أوحى إليه بشرع، وإن أمر بالتبليغ أيضا فرسول).

②..... ﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا﴾ پ ۱۲، ہود: ۶۹. فی "تفسير الطبري"، پ ۱۲، ہود: تحت الآية ۶۹: (قال أبو جعفر: يقول تعالى ذكره: ﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا﴾ من الملائكة وهم فيما ذكر، كانوا جبريل وملكين آخرين، وقيل: إن الملكين الآخرين كانا ميكائيل وإسرافيل معه)، ج ۷، ص ۶۷. ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا﴾ پ ۲۲، فاطر: ۱. فی "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج ۷، الجزء الرابع عشر، ص ۲۳۳، تحت الآية: ﴿جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا﴾ الرسل منهم جبريل وميكائيل وإسرافيل وملك الموت، صلى الله عليهم أجمعين).

③..... ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نُوحِي إِلَيْهِمْ﴾ پ ۱۲، يوسف: ۱۰۹. فی "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، پ ۱۲، يوسف، تحت هذه الآية: (قال الحسن: لم يعث الله نبيا من أهل البادية قط، ولا من النساء، ولا من الجن) ج ۵، الجزء التاسع، ص ۱۹۳.

④..... فی "شرح المقاصد"، المقصد السادس، المبحث الأول فی تعريف النبی والرسول، ج ۳، ص ۲۶۸: (النبي إنسان بعثه الله لتبليغ ما أوحى إليه،..... والبعثة لتضمنها مصالح لا تحصى لطف من الله تعالى ورحمة يختص بها من يشاء من عباده من غير وجوب عليه).

وفي "المعتمد المستند"، ص ۹۸: قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن: (لا يجب على الله سبحانه بعث الرسل).

عقیدہ (۴): نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے، خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ۔^(۱)

عقیدہ (۵): بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں، اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں: ”تورات“ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، ”زبور“ حضرت داؤد علیہ السلام پر، ”انجیل“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، ”قرآن عظیم“ کہ سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول حضور پُر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔^(۲) کلام الہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زائد ہے، ورنہ اللہ (عزوجل) ایک، اُس کا کلام ایک، اُس میں افضل و مفضل کی گنجائش نہیں۔^(۳)

① ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكْلِمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ﴾
پ ۲۵، الشوری: ۵۱۔

فی ”المعتقد المتقدم“، ص ۱۰۶: (قال السنوسي في ”شرح الجزائرية“: مرجع النبوة عند أهل الحق إلى اصطفاء الله تعالى عبداً من عباده بالوحي إليه، فالنبوة اختصاص بسماع وحي من الله بواسطة الملك أو دونه).
وفي ”نسيم الرياض“، القسم الأول في تعظيم العلى الأعلى لقدر النبي ﷺ، ج ۳، ص ۳۴۴: (والإعلام ”من الله تعالى ”بخواص النبوة“ أي: ما يختص بالنبوة الشاملة للرسالة كالعصمة والوحي بواسطة الملك، أو بدونها).

② فی ”تکمیل ایمان“، ص ۶۳: (”وله كتب أنزلها على رسله“، حق سبحانه وتعالى را کتابها ست کہ ہر بعضی پیغمبران فرستاده دیگر آن را بمتابعت..... واز میان کتابها نیز چہار کتاب اعظم و اشہر است ”منہا التوراة“ یکى زان کتابهای آسمانی تودیت است کہ ہر موسی علیہ السلام منزل شدہ ”والزبور“ دیگر زبور است کہ ہر داؤد علیہ السلام نزول یافتہ ”والانجیل“ کہ ہر عیسی علیہ السلام فرو دآمدہ..... ”والقرآن العظیم“ زیدہ و خلاصہ جمیع کتب سماوی قرآن مجید و فرقان عظیم است کہ ہر سید رسل و خاتم الانبیاء علیہ من الصلاۃ افضلہا والتحیات اکملہا، ملتقطاً).

یعنی: حق تبارک و تعالیٰ کی کتابیں ہیں جن کو اس نے اپنے بعض رسولوں پر نازل فرمایا اور دوسروں کو ان کی پیروی کا حکم دیا، ان میں سے چار کتابیں بڑی اور بہت مشہور ہیں، ان میں سے ایک تورات ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ دوسری زبور ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی، تیسری انجیل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، اور چوتھی قرآن مجید فرقان عظیم ہے جو تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے اور سب سے افضل رسول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔

③ فی ”تفسیر الخازن“، پ ۳، البقرہ، تحت الآیۃ: ۲۵۵: (من أجاز تفضيل بعض القرآن على بعض العلماء والمتكلمين قالوا: هذا التفضيل راجع إلى عظم أجر القارئ أو جزيل ثوابه وقول: إن هذه الآية أو هذه السورة أعظم أو أفضل بمعنى أن الثواب المتعلق بها أكثر وهذا هو المختار)، ج ۱، ص ۱۹۵۔

عقیدہ (۶): سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، اُن میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان ضروری ہے^(۱)، مگر یہ بات البتہ ہوئی کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُمت کے سپرد کی تھی، اُن سے اُس کا حفظ نہ ہو سکا، کلام الہی جیسا اُترا تھا اُن کے ہاتھوں میں ویسا باقی نہ رہا، بلکہ اُن کے شریروں نے تو یہ کیا کہ اُن میں تحریفیں کر دیں، یعنی اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا۔^(۲)

لہذا جب کوئی بات اُن کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ ہماری کتاب کے مطابق ہے، ہم اُس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہے تو یقین جانیں گے کہ یہ اُن کی تحریفات سے ہے اور اگر موافقت، مخالفت کچھ معلوم نہیں تو حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب، بلکہ یوں کہیں کہ:

وفي "النبراس"، بيان الكتب المنزلة، ص ۲۹۱: (أَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامَ وَاحِدٍ)، أي: في درجة واحدة من الفضيلة (لا يتصور فيه تفضيل)، من حيث إِنَّهُ كَلَامَ اللَّهِ سبحانه؛ لِأَنَّ هَذَا الشَّرْفَ يَحْتَمِلُ الْقُرْآنَ وَالسُّورَ كُلَّهَا (ثم باعتبار القراءة والكتابة يجوز أن يكون بعض الصور أفضل كما ورد في الحديث، وحقيقة التفضيل أن قراءته أفضل لما أَنَّه أنفع) من حيث كثرة الثواب والنجات من المكروهات، ملتقطاً.

①..... في "تفسير الخازن"، پ ۳، البقرة: ۲۸۵، ج ۱، ص ۲۲۵: (الإيمان بكتبه فهو أن يؤمن بأن الكتب المنزلة من عند الله هي وحي الله إلى رسله، وأنها حق وصدق من عند الله بغير شك ولا ارتياب).

في "تفسير الخازن"، ج ۱، ص ۹۴: ﴿وَمَا أُوتِيَ مُوسَى﴾ يعني التوراة ﴿وَعِيسَى﴾ يعني الإنجيل ﴿وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ﴾ والمعنى آمناً أيضاً بالتوراة والإنجيل والكتب التي أوتي جميع النبيين وصدقنا أن ذلك كله حق وهدى ونور وأن الجميع من عند الله).

②..... ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ پ ۱۴، الحجر: ۹.

في "تفسير الخازن"، تحت الآية: ﴿وَأِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ الضمير في: ﴿لَهُ﴾ يرجع إلى الذكر يعني، وإنا للذكر الذي أنزلناه على محمد لحافظون يعني من الزيادة فيه، والنقص منه والتغيير والتبديل والتحريف، فالقرآن العظيم محفوظ من هذه الأشياء كلها لا يقدر أحد من جميع الخلق من الجن والإنس أن يزيد فيه، أو ينقص منه حرفاً واحداً أو كلمة واحدة، وهذا مختص بالقرآن العظيم بخلاف سائر الكتب المنزلة فإنه قد دخل على بعضها التحريف والتبديل والزيادة والنقصان ولما تولى الله عز وجل حفظ هذا الكتاب بقي مصوناً على الأبد محروساً من الزيادة والنقصان، ج ۳، ص ۹۵.

”اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ۔“

”اللہ (عزوجل) اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔“ (1)

عقیدہ (۷): چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے، لہذا قرآن عظیم کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ رکھی، فرماتا ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝﴾ (2)

”بے شک ہم نے قرآن اتارا اور بے شک ہم اُس کے ضرور نگہبان ہیں۔“

لہذا اس میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے، اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے تو جو یہ کہے کہ اس میں کے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا، یا بڑھا دیا، یا بدل دیا، قطعاً کافر ہے، کہ اس نے اُس

1..... ﴿وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِيْ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهِنَا وَاِلٰهَكُمْ وَاَحَدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ پ ۲۱، العنکبوت: ۴۶۔

فی ”تفسیر ابن کثیر“، ج ۶، ص ۲۵۶، تحت هذه الآية: (أن أبا نَمْلَةَ الأنصاري أخبره، أنه بينما هو جالس عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، جاءه رجل من اليهود، فقال: يا محمد، هل تتكلم هذه الجنازة؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الله أعلم))، قال اليهودي: أنا أشهد أنها تتكلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا حدثكم أهل الكتاب فلا تصدقوهم ولا تكذبوهم، وقولوا: آمنا بالله وكتبه ورسله، فإن كان حقاً لم تكذبوهم، وإن كان باطلاً لم تصدقوهم)))۔

فی ”صحیح البخاری“، کتاب التفسیر، باب ﴿قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾، الحديث: ۴۴۸۵، ج ۳، ص ۱۶۹: عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: كان أهل الكتاب يقرءون التوراة بالعبرانية ويفسرونها بالعربية لأهل الإسلام، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تصدقوا أهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا: ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾))۔

و ”مشكاة المصابيح“، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، الحديث: ۱۵۵، ج ۱، ص ۵۱: فی ”المرفقة“ للقارئ، ج ۱، ص ۳۹۱، تحت هذا الحديث: (قال رسول الله: ((لا تصدقوا)) أي: فيما لم يتبين لكم صدقه لاحتمال أن يكون كذباً وهو الظاهر أن أحوالهم ((أهل الكتاب)) أي: اليهود والنصارى؛ لأنهم حرّفوا كتابهم ((ولا تكذبوهم)) أي: فيما حدثوا من التوراة والإنجيل ولم يتبين لكم كذبه لاحتمال أن يكون صدقاً وإن كان نادراً؛ لأنّ الكذب قد يصدق وفيه إشارة إلى التوقف فيما أشكل من الأمور والعلوم۔

2..... پ ۱۴، الحجر: ۹۔

آیت کا انکار کیا جو ہم نے ابھی لکھی۔ (1)

عقیدہ (۸): قرآن مجید، کتاب اللہ ہونے پر اپنے آپ دلیل ہے کہ خود اعلان کے ساتھ کہہ رہا ہے:

﴿وَأَنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ ۚ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۚ﴾ (2)

”اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے سب سے خاص بندے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اتاری کوئی شک ہو تو اس کی مثل کوئی چھوٹی سی سورت کہہ لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لیا اور تم سچے ہو تو اگر ایسا نہ کر سکو اور ہم کہہ دیتے ہیں ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو! جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

لہذا کافروں نے اس کے مقابلہ میں جی توڑ کوششیں کیں، مگر اس کی مثل ایک سطر نہ بنا سکے نہ بنا سکیں۔ (3)

مسئلہ: اگلی کتابیں انبیاء ہی کو زبانی یاد ہوتیں (4)، قرآن عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ یاد کر لیتا ہے۔ (5)

① فی ”منح الروض الأزهر“، فصل فی القراءة والصلاة، ص ۱۶۷: (من جحد القرآن، أي: كله أو سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم أنها ليست من كلام الله تعالى كفر، يعني: إذا كان كونه من القرآن مجمعاً عليه مثل البسملة في سورة النمل، بخلاف البسملة في أوائل السور، فإنها ليست من القرآن عند المالكية على خلاف الشافعية، وعند المحققين من الحنفية أنها آية مستقلة أنزلت للفصل). فی ”الشفاء“، فصل فی بیان ما هو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص ۲۸۹: (وكذلك كافر من أنكر القرآن أو حرفاً منه أو غير شيئاً منه أو زاد فيه)، ملخصاً.

”الفتاوى الرضوية“، كتاب السير، ج ۱۴، ص ۲۵۹-۲۶۲.

② پ ۱، البقرة: ۲۳-۲۴.

③ فی ”النبراس“، الدلائل على نبوة خاتم الأنبياء عليه السلام، ص ۲۷۵: (فإن الله تعالى دعاهم أولاً لمعارضة جميعه حيث قال: ﴿فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ﴾ ثم قال: ﴿فَأْتُوا بِعَشْرِ سُورٍ مِّثْلِهِ﴾ ثم قال: ﴿فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ﴾، فعجزوا عن الكل (مع) تهالكهم على ذلك) أي: حرصهم على المعارضة).

④ فی ”تفسير روح البيان“، پ ۲۱، العنكبوت، تحت الآية ۴۹: (قال الكاشفي: يعني: كونه محفوظاً في الصدور من خصائص القرآن؛ لأن من تقدم كانوا لا يقرؤون كتبهم إلا نظراً، فإذا أطبقوها لم يعرفوا منها شيئاً سوى الأنبياء) ج ۶، ص ۴۸۱.

⑤ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ﴾ پ ۲۷، القمر: ۱۷.

عقیدہ (۹): قرآنِ عظیم کی سات قرأتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں^(۱)، ان میں معاذ اللہ کہیں اختلافِ معنی نہیں^(۲)، وہ سب حق ہیں، اس میں اُمت کے لیے آسانی یہ ہے کہ جس کے لیے جو قراءت آسان ہو وہ پڑھے^(۳) اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قراءت رائج ہے عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے، جیسے ہمارے ملک میں قراءتِ عاصم بروایتِ حفص، کہ لوگ ناواقفی سے انکار کریں گے اور وہ معاذ اللہ کلمہ کفر ہوگا۔^(۴)

فی "تفسیر الخازن"، ج ۴، ص ۲۰۴، تحت الآیة: ﴿وَلَقَدْ يَسْرُنَا الْقُرْآنَ﴾ أي: سهلنا القرآن ﴿لِلذِّكْرِ﴾ أي: ليتذكر ويعتبر به، قال سعيد بن جبیر: يسرناه للحفظ والقراءة وليس شيء من كتب الله تعالى يقرأ كله ظاهراً إلا القرآن، ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ أي: متعظ بمواعظه، وفيه الحث على تعليم القرآن والاشتغال به؛ لأنه قد يسره الله وسهله على من يشاء من عباده بحيث يسهل حفظه للصغير والكبير والعربي والعجمي وغيرهم).

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "فتاویٰ رضویہ" میں فرماتے ہیں: کچھ عجب نہیں کہ مولیٰ عزوجل بعض نعمتیں بعض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو عطا فرمائے اگلی امتوں میں نبی کے سوا کسی کو نہ ملتی ہوں مگر اس امت مرحومہ کے لیے انہیں عام فرمادے جیسے: کتاب اللہ کا حافظ ہونا کہ ائم سابقہ میں خاصہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام تھا اس امت کے لیے رب عزوجل نے قرآن کریم حفظ کیلئے آسان فرمادیا کہ دس دس برس کے بچے حافظ ہوتے ہیں اور ہمارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فضل ظاہر کہ انکی امت کو وہ ملا جو صرف انبیاء کو ملا کرتا تھا علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والسلام واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۵، ص ۶۷۔

①..... عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنزل القرآن على سبعة أحرف، لكل آية منها ظهر وبطن، ولكل حد مطلع)). "مشكاة المصابيح"، كتاب العلم، الحديث: ۲۳۸، ج ۱، ص ۱۱۳۔

فی "المرفأة"، ج ۱، ص ۴۹۹، تحت هذا الحديث: (قال ابن حجر: الجملة الأولى جاءت من رواية أحد وعشرين صحابياً، ومن ثم نص أبو عبيد على أنها متواترة أي: معنی).

②..... فی "فیض القدير"، ج ۲، ص ۶۹۲، تحت الحديث: ۲۵۱۲: ((إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف)) أي: سبع لغات أو سبعة أوجه من المعاني المتفقة بالفاظ مختلفة أو غير ذلك).

③..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقروا ما تيسر منه)) ملتقطاً. "صحیح مسلم"، باب بیان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف... إلخ، الحديث: ۸۱۸، ص ۴۰۸۔

④..... فی "الدر المختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج ۲، ص ۳۲۰: (ويجوز بالروايات السبع، لكن الأولى أن لا يقرأ بالغريبة عند العوام صيانة لدينهم). وفي "رد المحتار" تحت قوله: (بالغريبة) أي: بالروايات الغريبة والإمالات؛ لأن بعض السفهاء يقولون ما لا يعلمون فيقعون في الإثم والشقاء، ولا ينبغي للأئمة أن يحملوا العوام على ما فيه نقصان دينهم، ولا يقرأ عندهم مثل قراءة أبي جعفر وابن عمر وعلي بن حمزة والكسائي صيانة لدينهم فلعلهم يستخفون أو يضحكون وإن كان كل القراءات والروايات صحيحة فصيحة، ومشايخنا اختاروا قراءة أبي عمرو وحفص عن عاصم).

عقیدہ (۱۰): قرآن مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیے۔^(۱) یوہیں قرآن مجید کی بعض آیتوں نے بعض آیت کو منسوخ کر دیا۔^(۲)

عقیدہ (۱۱): نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لیے ہوتے ہیں، مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لیے ہے، جب میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم نازل ہوتا ہے، جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا اور حقیقتہً دیکھا جائے تو اُس کے وقت کا ختم ہو جانا بتایا گیا۔^(۳) منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں، یہ بہت سخت بات ہے، احکامِ الہیہ سب حق ہیں، وہاں باطل کی رسائی کہاں!...

..... ① ﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ [پ ۲، البقرة: ۱۸۷]۔

فی "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج ۱، ص ۲۴۱، تحت الآية: (قوله تعالى: ﴿أَحِلَّ لَكُمْ﴾ لفظ: ﴿أَحِلَّ﴾ يقتضى أنه كان محرماً قبل ذلك ثم نسخ، روى أبو داود عن ابن أبي ليلى قال: وحدثنا أصحابنا قال: وكان الرجل إذا أفطر فنام قبل أن يأكل لم يأكل حتى يصبح، قال: فجاء عمر فأراد امرأته فقالت: إني قد نمت، فظن أنها تعتل فأتاها، فجاء رجل من الأنصار فأراد طعاماً فقالوا: حتى نسحن لك شيئاً فنام، فلما أصبحوا أنزلت هذه الآية، وفيها: ﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾.

..... ② ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَجِيتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةٌ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾. [پ ۲۸، المجادلة: ۱۲]۔

فی "روح البيان"، المجادلة، تحت الآية، الجزء الثامن والعشرون، ج ۹، ص ۴۰۵: (والآية نزلت حين أكثر الناس عليه السؤال حتى أسأموه وأملوه فأمرهم الله بتقديم الصدقة عند المناجاة فكف كثير من الناس، أما الفقير فعلسرته، وأما الغني فلشحه وفي هذا الأمر تعظيم الرسول ونفع الفقراء والزجر عن الإفراط في السؤال والتمييز بين المخلص والمنافق ومحب الآخرة ومحب الدنيا واختلف في أنه للندب أو للوجوب لكنه نسخ بقوله تعالى: ﴿أَشْفَقْتُمْ﴾ الآية... إلخ).

وفي "روح المعاني"، الجزء الثامن والعشرين، ج ۱۴، ص ۳۱۴-۳۱۵.

﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ﴾ [پ ۳، البقرة: ۲۴۰]۔

فی "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج ۲، ص ۱۱۳، تحت الآية: (وأكثر العلماء على أن هذه الآية ناسخة لقوله عز وجل: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ﴾ لأن الناس أقاموا برهة من الاسلام إذا توفى الرجل وخلف امرأته حاملاً أو صى لها زوجها بنفقة سنة وبالسكنى ما لم تخرج فتزوج، ثم نسخ ذلك بأربعة أشهر وعشر، وبالميراث).

..... ③ قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، ص ۵۵: (والمطلق يكون في علم الله مؤبداً أو مقيداً، وهذا الأخير هو الذي يأتيه النسخ فيظن أن الحكم تبدل؛ لأن المطلق يكون ظاهره التأيد حتى سبق إلى بعض الخواطر أن النسخ رفع الحكم

عقیدہ (۱۲): قرآن کی بعض باتیں محکم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض متشابہ کہ اُن کا پورا مطلب اللہ اور اللہ کے حبیب (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سوا کوئی نہیں جانتا۔ متشابہ کی تلاش اور اُس کے معنی کی کزنکاش وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی (۱) ہو۔ (۲)

عقیدہ (۱۳): وحی نبوت، انبیاء کے لیے خاص ہے (۳)، جو اسے کسی غیر نبی کے لیے مانے کا فرہے۔ (۴) نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے، اُس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔ (۵) ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں

وإنما هو بيان مدته عندنا وعند المحققين). في "تفسير الصاوي"، البقرة، تحت الآية: ۱۰۶، ج ۱، ص ۹۸: النسخ: بيان انتهاء حكم التعبد. اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فتاویٰ رضویہ، ج ۱۳، ص ۱۵۶ میں فرماتے ہیں: "نسخ کے یہی معنی ہیں کہ اگلے حکم کی مدت پوری ہوگئی۔" انظر للتفصيل: "الإتقان في علوم القرآن" للسيوطي، النوع ۴۷ في ناسخه ومنسوخه، ج ۲، ص ۳۲۶.

..... ① ٹیڑھا پن۔

② ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذْكُرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ پ ۳، ال عمران: ۷.

في "نور الأنوار"، ص ۹۷: (أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ (أَي: بِالْمُتَشَابِهَةِ) حَقٌّ وَإِنْ لَمْ نَعْلَمْهُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَمَّا بَعْدَ الْقِيَامَةِ فَيَصِيرُ مَكْشُوفًا لِكُلِّ أَحَدٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى، وَهَذَا فِي حَقِّ الْأُمَّةِ، وَأَمَّا فِي حَقِّ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَ مَعْلُومًا وَإِلَّا تَبْطُلُ فَائِدَةُ التَّخَاطُبِ وَيَصِيرُ التَّخَاطُبُ بِالْمَهْمَلِ كَالْتَكَلُمِ بِالزَّنَجِيِّ مَعَ الْعَرَبِيِّ وَهَذَا عِنْدَنَا).

وفي "شرح الحسامي"، ص ۲۱: (فَالْمُتَشَابِهَةُ كَرَجُلٍ فَقَدْ عَنِ النَّاسِ حَتَّى انْقَطَعَ أَثَرُهُ وَانْقَضَى جِيرَانُهُ وَأَقْرَانُهُ، وَحُكْمُهُ التَّوَقُّفُ فِيهِ أَبَدًا) فِي حَقِّهِ، لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْلَمُ الْمُتَشَابِهَاتِ كَمَا صَرَحَ بِهِ فَخَرَّ الْإِسْلَامُ فِي "أَصُولِهِ".

③ في "المعتقد المنتقد"، ص ۱۰۵: (الوحي قسمان: وحى نبوة، ويختص به الأنبياء دون غيرهم).

④ في "الشفاء"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء ۲، ص ۲۸۵: (من ادعى النبوة لنفسه أو جاوز اكتسابها والبلوغ بصفاء القلب إلى مرتبتها كالفلاسفة وغلاة المتصوفة وكذلك من ادعى منهم أنه يوحى إليه وإن لم يدع النبوة أو أنه يصعد إلى السماء ويدخل الجنة ويأكل من ثمارها ويعانق الحور العين فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم؛ لأنه أخبر صلى الله عليه وسلم أنه خاتم النبيين لا نبي بعده).

⑤ ﴿إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ﴾ پ ۱۲، يوسف: ۴.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية، عن ابن عباس في قوله: ﴿إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ﴾، قال: كانت رؤيا الأنبياء وحيا. ج ۷، ص ۱۴۸.

کوئی بات القا ہوتی ہے، اُس کو الہام کہتے ہیں^(۱) اور وحی شیطانی کہ القامن جانب شیطان ہو، یہ کاہن، ساحر اور دیگر کفار و فساق کے لیے ہوتی ہے۔^(۲)

عقیدہ (۱۴): نبوت کسی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے^(۳)، بلکہ محض عطائے الہی ہے، کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں! دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے، جو قبل حصولِ نبوت تمام

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ﴾۔ پ ۲۳، الصفات: ۱۰۲۔

فی ”تفسیر الطبری“، تحت الآیۃ: عن قتادۃ، قوله: ﴿يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ﴾ قال: رؤيا الأنبياء حق إذا رأوا في المنام شيئاً فعلوه۔ وعن عبيد بن عمير، قال: (رؤيا الأنبياء وحی، ثم تلا هذه الآية: ﴿إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ﴾۔ ج ۱۰، ص ۵۰۷۔

①..... فی ”المرقاة“، کتاب العلم، ج ۱، ص ۴۴۵: (والإلهام لغة: الإبلان، وهو علم حق يقذفه الله من الغيب في قلوب عباده)۔
②..... ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا﴾ پ ۷، الأنعام: ۱۱۲۔ فی ”تفسیر الطبری“، ج ۵، ص ۳۱۴، تحت الآیۃ: (أما قوله: ﴿يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا﴾، فإنه يعني أنه يلقي الملقى منهم القول، الذي زين وحسنه بالباطل إلى صاحبه، ليغتر به من سمعه، فيضل عن سبيل الله)۔ وعن السدي في قوله: ﴿يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا﴾، قال: للإنسان شيطان، وللجن شيطان، فيلقى شيطان الإنسان شيطان الجن، فيوحي بعضهم إلى بعض زخرف القول غروراً)۔

﴿هَلْ أَتَبُّكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ﴾ پ ۱۹، الشعراء: ۲۲۲۔

فی ”تفسیر الطبری“، تحت الآیۃ، عن قتادۃ، في قوله: ﴿كُلُّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ﴾ قال: هم الكهنة تسترق الجن السمع، ثم يأتون به إلى أوليائهم من الإنس)۔ ج ۹، ص ۴۸۷۔

فی ”تفسیر ابن کثیر“، تحت الآیۃ: ﴿هَلْ أَتَبُّكُمْ﴾ أي: أخبركم ﴿عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ﴾ أي: كذوب في قوله وهو الأفَّاك (الأثيم) وهو الفاجر في أفعاله. فهذا هو الذي تنزل عليه الشياطين من الكهان وما جرى مجراهم من الكذبة الفسقة، فإن الشياطين أيضاً كذبة فسقة)۔ ج ۶، ص ۱۵۵۔

③..... فی ”المعتقد المنتقد“، ص ۱۰۷: (النبوة ليست كسبية)۔

وفي ”اليواقيت والجواهر“، ص ۲۲۴: (ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل إليها بالنسك والرياضات كما ظنه جماعة من الحمقى، فإن الله تعالى حكى عن الرسل بقوله: ﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ﴾، پ ۱۳، ابراهيم: ۱۱، فالنبوة إذن محض فضل الله تعالى، ملتقطاً۔

اخلاقِ رذیلہ سے پاک، اور تمام اخلاقِ فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارجِ ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب و جسم و قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اُسے عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے، جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہے (۱)، کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اُس کے لاکھویں حصہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ (۲)

﴿اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾ (۳)

﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ (۴)

اور جو اسے کسی مانے کہ آدمی اپنے کسب و ریاضت سے منصبِ نبوت تک پہنچ سکتا ہے، کافر ہے۔ (۵)

عقیدہ (۱۵): جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔ (۶)

۱..... فی "المسایرة" و "المسامرة"، شروط النبوة، ص ۲۲۶: (شروط النبوة: الذکورة و کونه أكمل أهل زمانه عقلاً و خلقاً و) أكملهم (فطنة و قوة رأي و السلامة من دناءة الآباء) و من (غمز الأمهات و) السلامة من (القسوة و العيوب المنفرة) منهم (كالبرص و الجذام و) من (قلة المروءة كالأكل على الطريق، و) من (دناءة الصناعة كالحجامة... إلخ) ملقطاً.

فی "شرح المقاصد"، المبحث السادس، ج ۳، ص ۳۱۷: (النبوة مشروطة بالذکورة، و کمال العقل، و قوة الرأي، و السلامة عن المنفرات کزنا الآباء، و عهر الأمهات و الفظاظ، و مثل البرص، و الجذام، و الحرف الدنيئة، و کل ما یخل بالمروءة و حکمة البعثة و نحو ذلك). انظر للتفصیل: "المعتقد المنتقد"، باب: وها أنا أذكر ما يجب لهم عليهم السلام، ص ۱۱۰-۱۱۷.

۲..... عن وهب بن منبه، قال: قرأت واحداً و سبعین کتاباً فوجدت فی جميعها أن الله عز وجل لم يعط جميع الناس من بدء الدنيا إلى انقضائها من العقل فی جنب عقل محمد صلى الله عليه وسلم إلا كحبة رمل من بین رمال جميع الدنيا، وأن محمداً صلى الله عليه وسلم أرجح الناس عقلاً و أفضلهم رأياً). رواه أبو نعيم فی "الحلیة"، ج ۴، ص ۲۹-۳۰، الحديث: ۴۶۵۲.

۳..... ترجمہ کنز الایمان: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ پ ۸، الأنعام: ۱۲۴.

۴..... ترجمہ کنز الایمان: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ پ ۲۷، الحديد: ۲۱.

۵..... فی "المعتقد المنتقد"، مسئلة: النبوة لیست كسبية... إلخ، ص ۱۰۷: (النبوة لیست كسبية، قال التورفشتی فی "المعتقد": اعتقاد حصول النبوة بالكسب كفر)، ملقطاً.

فی "البواقیت و الجواهر"، ص ۲۲۴: (وقد أفنى المالكية و غیرهم بكفر من قال: إن النبوة مكتسبة، والله تعالى أعلم).

۶..... فی "المعتقد المنتقد"، مسئلة: من جوز زوال النبوة من نبی... إلخ، ص ۱۰۹: (من جوز زوال النبوة من نبی فإنه یصیر كافراً، کذا فی "التمهید").

عقیدہ (۱۶): نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے ^(۱) اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ ^(۲) اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بددینی ہے۔ عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ اُن کے لیے حفظِ الہی کا وعدہ ہولیا، جس کے سبب اُن سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے ^(۳)،.....

① وفي "منح الروض الأزهر"، ص ۵۶: (الأنبياء عليهم الصلوة والسلام كلهم منزّهون) أي: معصومون، ملتقطاً.

وفي "شرح النووي"، ج ۱، ص ۱۰۸: (ذهب جماعة من أهل التحقيق والنظر من الفقهاء والمتكلمين من أئمتنا إلى عصمتهم من الصغائر كعصمتهم من الكبائر)

② في "المعتقد المنتقد"، ص ۱۱۰: (فمنه العصمة: وهي من خصائص النبوة على مذهب أهل الحق).

في "الحبائلك في أخبار الملائك"، ص ۸۲: (أجمع المسلمون على أنّ الملائكة مؤمنون فضلاء، واتفق أئمة المسلمين أنّ حكم المرسلين منهم حكم النبيين سواءً في العصمة ممّا ذكرنا عصمتهم منه، وأنّهم في حقوق الأنبياء والتبليغ إليهم كالأنبياء مع الأمم واختلفوا في غير المرسلين منهم فذهبت طائفة إلى عصمة جميعهم عن المعاصي واحتجوا بقوله تعالى: ﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾، وبقوله: ﴿وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ﴾، وبقوله: ﴿وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ﴾ ونحوه من السمعيّات، وذهبت طائفة إلى أنّ هذا خصوص للمرسلين منهم والمقرّين، والصواب عصمة جميعهم وتنزيه نصابهم الرفيع عن جميع ما يحطّ من رتبته ومنزلته عن جليل مقدارهم)، ملتقطاً. و"الشفاء"، فصل في القول في عصمة الملائكة، ج ۲، ص ۱۷۴-۱۷۵.

وفي "منح الروض الأزهر"، ص ۱۲: (وملائكته) بأنّهم عباد مكرمون لا يسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون، وأنّهم معصومون ولا يعصون الله).

وفي "النبراس"، ص ۲۸۷: (والملائكة عباد الله تعالى العاملين بأمره) يريد أنّهم معصومون وقد اختلف في عصمتهم فالمختار أنّهم معصومون عن كل معصية.

وفي "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج ۱، ص ۲۹۰: ("أَنَّ الملائكة" الذين هم عباد مكرمون لا يسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون) لا يعملون قط ما لم يأمرهم به قاله البيضاوي (لا يوصفون) أي: الملائكة عليهم السلام (بمعصية) صغيرة ولا كبيرة؛ لأنّهم كالأنبياء معصومون).

وفي "الفتاوى الرضوية"، ج ۱۴، ص ۱۸۷: (بشرّ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی معصوم نہیں)۔

③ "نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضي عیاض"، الباب الأول فیما یجب للأنبياء علیهم الصلوة والسلام، ویمتنع أو یصح من الأحوال... إلخ، فصل فی عصمة الأنبياء قبل النبوة من الجهل... إلخ، ج ۵، ص ۱۴۴-۱۹۳-۳۳۷.

بخلاف ائمہ^(۱) و اکابر اولیاء، کہ اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے، اُن سے گناہ ہوتا نہیں، مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔^(۲)

عقیدہ (۱۷): انبیاء علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعثِ نفرت ہو، جیسے کذب و خیانت و جہل و غیر با صفاتِ ذمہ^(۳) سے، نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبار سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعددِ صغائر سے بھی قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت معصوم ہیں۔^(۴)

①..... فی ”شرح المقاصد“، المقصد السادس، المبحث الثاني، الشروط التي تجب في الإمام، ج ۳، ص ۴۸۴: (واحتج أصحابنا على عدم وجوب العصمة بالاجماع على إمامة أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم مع الإجماع على أنهم لم تجب عصمتهم، وإن كانوا معصومين بمعنى أنهم منذ آمنوا كان لهم ملكة اجتناب المعاصي مع التمكن منها، وحاصل هذا دعوى الإجماع على عدم اشتراط العصمة في الإمام).

②..... فی ”بريقة محمودية“ شرح ”طريقة محمدية“ ج ۲، ص ۱: (اعلم أنه لا تجب عصمة الولي كما تجب عصمة النبي لكن عصمته بمعنى أن يكون محفوظاً لا تصدر عنه زلة أصلاً، ولا امتناع من صدورها، وقيل للحنيد: هل يزني العارف؟ فاطرق ملياً ثم رفع رأسه وقال: ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا﴾ [پ ۲۲، الأحزاب: ۳۸].

وفي ”الرسالة القشيرية“، باب الولاية، ص ۲۹۲: (ومن شرط الولي أن يكون محفوظاً، كما أن من شرط النبي أن يكون معصوماً). وفيها، باب كرامات الأولياء، ص ۳۸۱: (فإن قيل: هل يكون الولي معصوماً؟ قيل: أما وجوباً، كما يقال في الأنبياء فلا، وأما أن يكون محفوظاً حتى لا يصير على الذنوب إن حصلت هنات أو آفات أو زلات، فلا يمتنع ذلك في وصفهم، ولقد قيل للحنيد: العارف يزني يا أبا القاسم؟ فاطرق ملياً، ثم رفع رأسه وقال: وكان أمر الله قدراً مقدرواً).

في ”الفتاوى الحديثية“، مطلب: في أنّ الإلهام ليس بحجة... الخ، ص ۴۲۲: (والأولياء وإن لم يكن لهم العصمة لجواز وقوع الذنب منهم ولا ينافيه الولاية، ومن ثم قيل للحنيد: أيزني الولي؟ فقال: وكان أمر الله قدراً مقدرواً، لكن لهم الحفظ فلا تقع منهم كبيرة ولا صغيرة غالباً).

③..... يرى صفقون۔

④..... فی ”روح البيان“، پ ۲۳، ج ۸، ص ۴۵، تحت الآية: ۴۴: (واعلم: أنّ العلماء قالوا: إنّ الأنبياء عليهم الصلاة والسلام معصومون من الأمراض المنفرة).

في ”الحديقة الندية“ على ”الطريقة المحمدية“، ج ۱، ص ۲۸۸: (وهم) أي: الأنبياء والرسل عليهم السلام كلهم (مبرؤون عن الكفر) بالله تعالى (و) عن (الكذب مطلقاً)، أي: قبل النبوة وبعدها العمد من ذلك والسهو والكذب على الله تعالى وعلى غيره في الأمور الشرعية والعادية، (و) مبرؤون (عن الكبائر) من الذنوب (و) عن (الصغائر) منها أيضاً (المنفرة) نعت للصغائر أي: التي تنفر غيرهم من أتباعهم (كسرقة لقمة) من المأكولات (وتطيفيف) أي: تنقيص (حبة) من الحبوب التي

عقیدہ (۱۸): اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر بندوں کے لیے جتنے احکام نازل فرمائے انھوں نے وہ سب پہنچا دیے، جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا، تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، کافر ہے۔^(۱)

ییسعونہا فإن ذلك مما يدل على الخسة والدناءة (و) مبرؤون أيضا من (تعمد الصغائر غيرها) أي غير المنفرة (بعد البعثة) أي: إرسالهم إلى دعوة الخلق).

في "منح الروض الأزهر" للقارئ، الأنبياء منزّهون عن الصغائر والكبائر، ص ۵۶-۵۷: (والأنبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم) أي جميعهم الشامل لرسولهم ومشاهيرهم وغيرهم (منزّهون) أي: معصومون (عن الصغائر والكبائر) أي: من جميع المعاصي (والكفر) خص؛ لأنه أكبر الكبائر (والقبائح) وفي نسخة: والفواحش، وهي أخص من الكبائر في مقام التباين كما يدل عليه قوله سبحانه وتعالى: ﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ﴾ والمراد بها نحو: القتل والزنا واللواط والسرقه وقذف المحصنة والسحر والفرار من الزحف والنميمة وأكل الربا ومال اليتيم وظلم العباد وقصد الفساد في البلاد ... إلخ، ثم هذه العصمة ثابتة للأنبياء قبل النبوة وبعدها على الأصح، وهم مؤيدون بالمعجزات الباهرات والآيات الظاهرات. ملتقطاً.

وقال الإمام الأعظم في "الفقه الأكبر"، ص ۶۱: (ولم يشرك بالله طرفة عين قط، ولم يرتكب صغيرة ولا كبيرة قط). قال الملا علي القارئ في شرحه: (ولم يشرك بالله طرفة عين قط) أي: لا قبل النبوة ولا بعدها، فإن الأنبياء عليهم الصلوة والسلام معصومون عن الكفر مطلقاً بالإجماع).

① ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ پ ۶، المائدة: ۶۷.

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج ۳، الجزء الثاني، ص ۱۴۵، تحت هذه الآية: (دلت الآية على رد قول من قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم كتم شيئاً من أمر الدين تقيّة، وعلى بطلانه، وهم الرافضة، ودلت على أنه صلى الله عليه وسلم لم يسر إلى أحد شيئاً من أمر الدين، لأن المعنى بلغ جميع ما أنزل إليك ظاهراً، قال ابن عباس: والمعنى بلغ جميع ما أنزل إليك من ربك، فإن كتمت شيئاً منه فما بلغت رسالته، وهذا تأديب للنبي صلى الله عليه وسلم، وتأديب لحملة العلم من أمته ألا يكتُموا شيئاً من أمر شريعته، وقد علم الله تعالى من أمر نبيه أنه لا يكتُم شيئاً من وحيه، وفي "صحيح مسلم" عن مسروق عن عائشة أنها قالت: من حدثك أن محمداً صلى الله عليه وسلم كتم شيئاً من الوحي فقد كذب، والله تعالى يقول: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ وقبح الله الروافض حيث قالوا: إنه صلى الله عليه وسلم كتم شيئاً مما أوحى الله إليه كان بالناس حاجة إليه)، ملتقطاً.

وفي "المعتقد المنتقد"، ص ۱۱۳-۱۱۴: (ومنه التبليغ لجميع ما جاءوا به من عند الله، وأمروا بتبليغه للعباد، اعتقادياً كان أو عملياً، فيجب أن يعتقد أنهم صلوات الله تعالى عليهم بلغوا عن الله ما أمروا بتبليغه ولم يكتُموا منه شيئاً، ولو في قوة الخوف).

عقیدہ (۱۹): احکام تبلیغیہ میں انبیاء سے سہو و نسیان محال ہے۔^(۱)

عقیدہ (۲۰): اُن کے جسم کا برص و جذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفر ہوتا ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔^(۲)

عقیدہ (۲۱): اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی^(۳)،.....

وقال الإمام أحمد رضا خان في "المعتمد المستند" ص ۱۱۴، تحت اللفظ: ولو في قوة: (وتجوز التقية عليهم في التبليغ كما تزعمه الطائفة الشقية هدم لأساس الدين، وكفر و ضلال مبين).

في "اليواقيت والجواهر"، ص ۲۵۲: (أجمعت الأمة على أنه بلغ الرسالة بتمامها وكمالها وكذلك تشهد لجميع الأنبياء أنهم بلغوا رسالات ربهم، وقد خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع فحذر وأذعر وأوعد وما خص بذلك أحدا دون أحد، ثم قال: ((ألا هل بلغت)) فقالوا: بلغت يا رسول الله، فقال: ((اللهم اشهد)).

① في "المسامرة بشرح المسامرة"، شروط النبوة، الكلام على العصمة، ص ۲۳۴-۲۳۵: (وأما فيما طريقه الإبلاغ أي: إبلاغ الشرع وتقريره من الأقوال وما يجري مجراها من الأفعال كتعليم الأمة بالفعل (فهم معصومون فيه من السهو والغلط). في "شرح النووي"، ج ۱، ص ۱۰۸: (اتفقوا على أن كل ما كان طريقه الإبلاغ في القول فهم معصومون فيه على كل حال، وأما ما كان طريقه الإبلاغ في الفعل فذهب بعضهم إلى العصمة فيه رأسا وأن السهو والنسيان لا يجوز عليهم فيه).

② في "المسامرة بشرح المسامرة"، ص ۲۲۶: (من شروط النبوة السلامة من (العيوب المنفرة) منهم (كالبرص والجذام)، ملتقطاً. وفي "المعتقد المنتقد"، ص ۱۱۵: (ومنه النزاهة في الذات أي: السلامة من البرص والجذام والعمى وغير ذلك من المنفرات).

③ ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ پ ۱، البقرة: ۳۱.

في "تفسير روح البيان"، ج ۱، ص ۱۰۰، تحت هذه الآية: (علمه أسماء الأشياء كلها أي: ألهمه فوق في قلبه فجرى على لسانه بما في قلبه بتسمية الأشياء من عنده فعلمه جميع أسماء المسميات بكل اللغات بأن أراه الأجناس التي خلقها وعلمه أن هذه اسمه فرس وهذا اسمه بغير وهذا اسمه كذا وعلمه أحوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية والدنيوية وعلمه أسماء الملائكة وأسماء ذريته كلهم وأسماء الحيوانات والجمادات وصنعة كل شيء، وأسماء المدن والقرى وأسماء الطير والشجر وما يكون وكل نسمة يخلقها إلى يوم القيامة وأسماء المطعومات والمشروبات وكل نعيم في الجنة وأسماء كل شيء حتى القصعة والقصيعة وحتى الجنة والمحلب..... وفي الخبر علمه سبعمائة ألف لغة).

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ پ ۳، البقرة: ۲۵۵.

في "تفسير الخازن"، ج ۱، ص ۱۹۶، تحت الآية: (﴿إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ يعني: أن يطلعهم عليه وهم الأنبياء والرسل ليكون ما يطلعهم عليه من علم غيبه دليلاً على نبوتهم كما قال تعالى: ﴿فَلَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ﴾.

﴿وَأَنْبَأَكُمْ بِمَا تَكُلُونَ وَمَا تَدْخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ پ ۳، آل عمران: ۴۹.

في "تفسير الطبري"، ج ٣، ص ٢٧٨، تحت الآية: قال عطاء بن أبي رباح: يعني قوله: ﴿وَأَنْبِئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخُرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ﴾، قال: الطعام والشيء يدخرونه في بيوتهم، غيباً علّمه الله إياه).
﴿وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ پ ٧، الأنعام: ٧٥.

في "تفسير الخازن"، ج ٢، ص ٢٨، تحت الآية: قال مجاهد وسعيد بن جبیر: (يعني آيات السموات والأرض وذلك أنه أقیم على صخرة وكشف له عن السموات حتى رأى العرش والكرسي وما في السموات من العجائب، وحتى رأى مكانه في الجنة فذلك قوله: ﴿وَاتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا﴾، يعني أريناه مكانه في الجنة وكشف له عن الأرض حتى نظر إلى أسفل الأرضين ورأى ما فيها من العجائب)

﴿قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَأُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَلِكَمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي﴾ پ ١٢، يوسف: ٣٧.
في "تفسير الكبير"، ج ٦، ص ٤٥٥، تحت الآية: ﴿لَا يَأْتِيَكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَأُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ﴾ محمول على اليقظة، والمعنى: أنه لا يأتيكما طعام ترزقانه إلا أخبركما أي طعام هو، وأي لون هو، وكم هو، وكيف يكون عاقبته؟ أي: إذا أكله الإنسان فهو يفيد الصحة أو السقم).

﴿وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا﴾ پ ١٥، الكهف: ٦٥. وفي "تفسير القرطبي"، ج ٥، الجزء التاسع، ص ٣١٦، تحت الآية: ﴿وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا﴾ أي: علم الغيب).

في "تفسير الطبري"، ج ٨، ص ٢٥٣: ﴿قال له موسى: جئتكَ لتعلمني مما علمت رشداً،﴾ ﴿قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾، وكان رجلاً يعلم علم الغيب قد علّم ذلك).

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ﴾، پ ٤، آل عمران: ١٧٩.
في "تفسير الخازن"، ج ١، ص ٣٢٩، تحت الآية: (يعني: ولكن الله يصطفي ويختار من رسله من يشاء فيطلعه على ما يشاء من غيبه).

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ پ ٥، النساء: ١١٣.
في "تفسير الخازن"، ج ١، ص ٤٢٩، تحت الآية: يعني: من أحكام الشرع وأمور الدين، وقيل: علّمك من علم الغيب ما لم تكن تعلم، وقيل: معناه وعلمك من خفيات الأمور واطلعتك على ضمائر القلوب وعلمك من أحوال المنافقين وكيدهم ما لم تكن تعلم).

﴿عَالِمِ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ﴾ پ ٢٩، الجن: ٢٦-٢٧.

فی ”تفسیر الطبری“، ج ۱۲، ص ۲۷۵، تحت هذه الآية: عن قتادة، قوله: ﴿عَالَمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ﴾، فإنه يصطفيهم، ويطلعهم على ما يشاء من الغيب). وعن قتادة قال: ﴿إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ﴾ فإنه يظهره من الغيب على ما شاء إذا ارتضاه).

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ پ ۳۰، التکویر: ۲۴.

فی ”تفسیر البغوي“، ج ۴، ص ۴۲۲، تحت الآية: ﴿وَمَا هُوَ﴾ یعنی: محمداً ﷺ ﴿عَلَى الْغَيْبِ﴾، أي: الوحي، وخبر السماء وما أطلع عليه مما كان غائبا عنه من الأنباء والقصص، ﴿بِضَنِينٍ﴾ أي: يخجل يقول: إنه يأتيه علم الغيب فلا يخجل به عليكم بل يعلمكم ويخبركم به، ولا يكتمه كما يكتم الكاهن).

عن طارق بن شهاب قال: سمعت عمر رضي الله عنه يقول: ((قام فينا النبي صلى الله عليه وسلم مقاماً فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم، حفظ ذلك من حفظه ونسبه من نسبه)). ”صحيح البخاري“، كتاب بدء الخلق، الحديث: ۳۱۹۲، ج ۲، ص ۳۷۵.

فی ”عمدة القاري“، ج ۱۰، ص ۵۴۴، تحت الحديث: (وفيه دلالة على أنه أخبر في المجلس الواحد بجميع أحوال المخلوقات من ابتدائها إلى انتهائها، وفي إيراد ذلك كله في مجلس واحد أمر عظيم من خوارق العادة، وكيف وقد أعطي جوامع الكلم مع ذلك).

عن حذيفة قال: ((قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاماً ما ترك شيئاً يكون في مقامه ذلك إلى قيام الساعة إلا حدث به حفظه من حفظه ونسبه من نسبه)). ”صحيح مسلم“، كتاب الفتن، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، الحديث: ۲۳- (۲۸۹۱)، ص ۱۵۴۵.

حدثني أبو زيد يعني: عمرو بن أخطب قال: صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتى حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى غربت الشمس فأخبرنا بما كان وبما هو كائن فأعلمنا أحفظنا. ”صحيح مسلم“، كتاب الفتن، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، الحديث: ۲۸۹۲، ص ۱۵۴۶.

ع اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

[”حدائق بخشش“، ص ۱۹۱]-

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

مزید دلائل کیلئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کتب مثلاً: ”الدولة المكية بالمادة الغيبية“، ”خالص الاعتقاد“، ”إنباء الحي“،

”إزاحة العيب بسيف الغيب“، ”إنباء المصطفى بحال سرّ وأخفى“، ”مالئ الجيب بعلوم الغيب“، وغیرہا کا مطالعہ کریں۔

زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے^(۱)، مگر یہ علم غیب کہ ان کو ہے اللہ (عزوجل) کے دیے سے ہے، لہذا ان کا علم عطائی

①..... عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا)).

”صحیح مسلم“، کتاب الفتن، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، الحديث: ۲۸۸۹، ص ۱۵۴۴.

فی ”المرقاة“، ج ۱۰، ص ۱۵، تحت الحديث: ((إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، أي: جمعها لأجلي، يريد به تقريب البعيد منها حتى اطلع عليه اطلاعه على القريب منها، وحاصله أنه طوى له الأرض وجعلها مجموعة كهيئة كف في مرآة نظره، ولذا قال: فرأيت مشارقها ومغاربها، أي: جميعها) ملقطاً.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((رأيت ربي في أحسن صورة، قال: فيم يختصم الملائكة الأعلى؟ فقلت: أنت أعلم يا رب، قال: فوضع كفه بين كتفي فوجدت بردها بين ثديي فعلمت ما في السموات والأرض)). ”سنن الدارمي“، كتاب الرؤيا، باب في رؤية الرب تعالى في النوم، ج ۲، ص ۱۷۰.

فی ”المرقاة“، ج ۲، ص ۴۲۹، تحت الحديث: (فعلمت أي: بسبب وصول ذلك الفيض ما في السموات والأرض، يعني: ما أعلمه الله تعالى مما فيهما من الملائكة والأشجار وغيرهما، وهو عبارة عن سعة علمه الذي فتح الله به عليه، وقال ابن حجر: أي: جميع الكائنات التي في السموات بل وما فوقها، كما يستفاد من قصة المعراج، والأرض هي بمعنى الجنس، أي: وجميع ما في الأرضين السبع بل وما تحتها).

وفي ”أشعة اللمعات“، ج ۱، ص ۳۵۷، تحت قوله: ((فعلمت ما في السموات والأرض)) پس دانست هر چه در آسمان ها و هر چه در زمین بود عبارت است از حصول تمامه علوم جزوی و کلی واحاطه آن). ترجمہ: پس جو کچھ آسمان و زمین میں تھا سب کچھ میں نے جان لیا یہ بات تمام علوم کلی و جزئی کو گھیرے ہوئے ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ میں فرماتے ہیں: ”اللہ عزوجل نے روز ازل سے روز آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے ایک ایک ذرہ کا تفصیلی علم اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا، ہزار تار یکوں میں جو ذرہ یا ریگ کا دانہ پڑا ہے حضور کا علم اس کو محیط ہے، اور فقط علم ہی نہیں بلکہ تمام دنیا بھر اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو، آسمانوں اور زمینوں میں کوئی ذرہ ان کی نگاہ سے مخفی نہیں بلکہ یہ جو کچھ مذکور ہے ان کے علم کے سمندروں میں سے ایک چھوٹی سی نہر ہے، اپنی تمام امت کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جیسا آدمی اپنے پاس بیٹھنے والوں کو، اور فقط پہچانتے ہی نہیں بلکہ ان کے ایک ایک عمل ایک حرکت کو دیکھ رہے ہیں، دلوں میں جو خطرہ گزرتا ہے اس سے آگاہ ہیں، اور پھر ان کے علم کے وہ تمام سمندر اور جمیع علوم اولین و آخرین مل کر علم الہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک ذرا سے قطرہ کو کروڑ سمندروں سے۔“

”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۱۵، ص ۷۴.

ہوا اور علم عطائی اللہ عزوجل کے لیے محال ہے، کہ اُس کی کوئی صفت، کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہو سکتا، بلکہ ذاتی ہے۔^(۱) جو لوگ انبیا بلکہ سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مطلق علم غیب کی نفی کرتے ہیں، وہ قرآن عظیم کی اس آیت کے مصداق ہیں:

﴿اَفْتَوْا مُنُونٌ بَبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضِ﴾^(۲)

یعنی: ”قرآن عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔“

1..... ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ پ ۷ الأنعام: ۵۹.

قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن في ”الدولة المكية بالمادة الغيبية“، ص ۳۹: (إِنَّ العلم إِمَّا ذاتي إِنْ كَانَ مصدره ذات العالم لا مدخل فيه لغيره عطاء ولا تسبيها، وإِمَّا عطائي إذا كان بعطاء غيره. فالأول مختص بالمولي سبحانه وتعالى لا يمكن لغيره ومن أثبت شيئاً منه ولو أدنى من أدنى من أدنى من ذرة لأحد من العالمين فقد كفر وأشرك، وبار وهلك. والثاني مختص بعباده عز جلاله لا إِمكان له فيه، ومن أثبت شيئاً منه لله تعالى فقد كفر، وأتى بما هو أخنع وأشنع من الشرك الأكبر؛ لأنَّ المشرك من يسوي بالله غيره، وهذا جعل غيره أعلى منه حيث أفاض عليه علمه وخيره.

2..... پ ۱، البقرة: ۸۵.

کہ آیت نفی دیکھتے ہیں اور اُن آیتوں سے جن میں انبیاء علیہم السلام کو علومِ غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے، انکار کرتے ہیں، حالانکہ نفی و اثبات دونوں حق ہیں، کہ نفی علم ذاتی کی ہے کہ یہ خاصہ اُلوہیت ہے، اثبات عطائی کا ہے، کہ یہ انبیاء ہی کی شایانِ شان ہے اور مُنافی اُلوہیت ہے اور یہ کہنا کہ ہر ذرہ کا علم نبی کے لیے مانا جائے تو خالق و مخلوق کی مساوات لازم آئے گی، باطل محض ہے، کہ مساوات تو جب لازم آئے کہ اللہ عز و جل کیلئے بھی اتنا ہی علم ثابت کیا جائے اور یہ نہ کہے گا مگر کافر، ذراتِ عالم متناہی ہیں اور اُس کا علم غیر متناہی، ورنہ جہل لازم آئے گا اور یہ محال، کہ خدا جہل سے پاک، نیز ذاتی و عطائی کا فرق بیان کرنے پر بھی مساوات کا الزام دینا صراحتہ ایمان و اسلام کے خلاف ہے، کہ اس فرق کے ہوتے ہوئے مساوات ہو جایا کرے تو لازم کہ ممکن و واجب وجود میں معاذ اللہ مساوی ہو جائیں، کہ ممکن بھی موجود ہے اور واجب بھی موجود اور وجود میں مساوی کہنا صریح کُفر، کھلا شرک ہے۔^(۱) انبیاء علیہم السلام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں کہ جنت و نار و حشر و نشر و عذاب و ثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں...؟ اُن کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل و حواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے۔^(۲) اولیا کو بھی علم غیب عطائی ہوتا ہے، مگر بواسطہ انبیاء کے۔^(۳)

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۲۹، ص ۴۰۸-۴۰۹، ۴۴۵، ۴۵۰.

② وفي "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج ۱، الجزء الأول، ص ۱۴۸: (الغيب كل ما أخبر به الرسول عليه السلام مما لا تهتدي إليه العقول من أشراف الساعة وعذاب القبر والحشر والنشر والصراط والميزان والجنة والنار).

③ ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ پ ۲۹، الجن: ۲۶-۲۷.

في "تفسير روح البيان"، ج ۱۰، ص ۲۰۱-۲۰۲، تحت الآية: (قال ابن شيخ: إنه تعالى لا يطلع على الغيب الذي يختص به علمه إلا المرتضى الذي يكون رسولاً، وما لا يختص به يطلع عليه غير الرسول، إما بتوسط الأنبياء، أو بنصب الدلائل وترتيب المقدمات أو بأن يلهم الله بعض الأولياء وقوع بعض المغيبات في المستقبل بواسطة الملك، فليس مراد الله بهذه الآية أن لا يطلع أحداً على شيء من المغيبات إلا الرسل لظهور أنه تعالى قد يطلع على شيء من الغيب غير الرسل).

وفي "إرشاد الساري"، كتاب التفسير، تحت الحديث: ۴۶۹۷: (ولا يعلم متى تقوم الساعة أحد إلا الله إلا من ارتضى

من رسول فإنه يطلعه على ما يشاء من غيبه، والولي التابع له يأخذ عنه) ج ۱۰، ص ۳۶۹.

عقیدہ (۲۲): انبیائے کرام، تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ سے افضل ہیں۔^(۱) ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے، کافر ہے۔^(۲)

عقیدہ (۲۳): نبی کی تعظیم فرضِ عین بلکہ اصل تمام فرائض ہے۔^(۳) کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے۔^(۴)

..... ① ﴿وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ پ ۷، الأنعام: ۸۶.

في "تفسير الخازن"، ج ۲، ص ۳۳، تحت الآية: ﴿وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ يعني: على عالمي زمانهم ويستدل بهذه الآية من يقول: إن الأنبياء أفضل من الملائكة؛ لأن العالم اسم لكل موجود سوى الله تعالى فيدخل فيه الملك فيقتضي أن الأنبياء أفضل من الملائكة.

وفي "التفسير الكبير"، پ ۱، البقرة، ج ۱، ص ۴۳۰، تحت الآية: ۳۴: (اعلم أن جماعة من أصحابنا يحتجون بأمر الله تعالى للملائكة بسجود آدم عليه السلام على أن آدم أفضل من الملائكة فرأينا أن نذكر ههنا هذه المسألة فنقول: قال أكثر أهل السنة: الأنبياء أفضل من الملائكة).

وفي "شرح المقاصد"، المبحث السابع، الملائكة، ج ۳، ص ۳۲۰-۳۲۱: (فذهب جمهور أصحابنا والشيعة إلى أن الأنبياء أفضل من الملائكة).

..... ② في "منح الروض الأزهر" ص ۱۲۱: (أن الولي لا يبلغ درجة النبي، فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولي أفضل من النبي كفر وضلالة وإلحاد وجهالة)، ملقطاً.

وفي "إرشاد الساري"، كتاب العلم، باب ما يستحب للعالم... إلخ، ج ۱، ص ۳۷۸: (فالنبي أفضل من الولي، وهو أمر مقطوع به، والقائل بخلافه كافر، لأنه معلوم من الشرع بالضرورة).

وفي "الشفاء"، ج ۲، ص ۲۹۰: (وكذلك نقطع بتكفير غلاة الرافضة في قولهم: إن الأئمة أفضل من الأنبياء).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص ۱۲۵: (إن نبياً واحداً أفضل عند الله من جميع الأولياء، ومن فضل ولياً على نبى يخشى الكفر بل هو كافر).

..... ③ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيرًا لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاً﴾ پ ۲۶، الفتح: ۹. وفي "جواهر البحار"، ج ۳، ص ۲۶۰: (إن الله فرض علينا تعزير رسوله، وتوقيره وتعزيره نصره ومنعه توقيره، وإجلاله وتعظيمه، وذلك يوجب صون عرضه بكل طريق بل ذلك أول درجات التعزير والتوقير).

..... ④ في "تفسير روح البيان"، پ ۱۰، التوبة، ج ۳، ص ۳۹۴، تحت الآية: ۱۲: (واعلم أنه قد اجتمعت الأمة على أن الاستخفاف بنبينا وبأي نبى كان من الأنبياء كفر سواء فعله فاعل ذلك استحلالاً أم فعله معتقداً بحرمة ليس بين العلماء خلاف في ذلك... إلخ).

عقیدہ (۲۴): حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبی بھیجے،

بعض کا صریح ذکر قرآن مجید میں ہے اور بعض کا نہیں^(۱)، جن کے اسمائے طیبہ بالتصریح قرآن مجید میں ہیں، وہ یہ ہیں:

حضرت آدم^(۲) علیہ السلام، حضرت نوح^(۳) علیہ السلام، حضرت ابراہیم^(۴) علیہ السلام، حضرت اسماعیل^(۵) علیہ السلام، حضرت

اسحاق^(۶) علیہ السلام، حضرت یعقوب^(۷) علیہ السلام، حضرت یوسف^(۸) علیہ السلام، حضرت موسیٰ^(۹) علیہ السلام، حضرت ہارون^(۱۰) علیہ السلام،

وفي "الشفاء"، فصل في بيان ما هو حقه، ج ۲، ص ۲۱۹: (قال ابن عتاب: الكتاب والسنة موجدان أن من قصد النبي صلى الله عليه وسلم بأذى أو نقص معرضاً أو مصرحاً وإن قلّ فقتله واجب) و صفحة ۲۱۷: (قال بعض علمائنا: أجمع العلماء على أن من دعا على نبي من الأنبياء بالويل أو بشيء من المكروه أنه يقتل بلا استتابة). وفي "فتاوى قاضي خان"، كتاب السير: (إذا عاب الرجل النبي عليه السلام في شيء كان كافراً. قال بعض العلماء: لو قال: شعر النبي صلى الله عليه وسلم شعراً فقد كفر. وعن أبي حفص الكبير رحمه الله: من عاب النبي عليه السلام بشعر من شعراته فقد كفر)، ج ۴، ص ۴۶۸.

وفي "التاريخانيه"، كتاب أحكام المرتدين، ج ۵، ص ۴۷۷: (من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم السلام أو عاب نبياً بشيء أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام فقد كفر).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "فتاویٰ رضویہ"، ج ۱۵، ص ۵۸۷ میں فرماتے ہیں:

”ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے۔“

① ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ پ ۲۴، المؤمن: ۷۸.

② ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ پ ۱، البقرة: ۳۱.

③ ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا﴾ پ ۳، آل عمران: ۳۳.

④ ﴿وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ﴾ پ ۱، البقرة: ۱۲۴.

⑤ ﴿وَعَهَدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ﴾ پ ۱، البقرة: ۱۲۵.

⑥ ﴿وَإِسْحَاقَ﴾ پ ۱، البقرة: ۱۳۳.

⑦ ﴿وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ﴾ پ ۱، البقرة: ۱۳۲.

⑧ ﴿إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ﴾ پ ۱۲، يوسف: ۴.

⑨ ﴿وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً﴾ پ ۱، البقرة: ۵۱.

⑩ ﴿وَهَارُونَ﴾ پ ۶، النساء: ۱۶۳.

حضرت شعیب (1) علیہ السلام، حضرت لوط (2) علیہ السلام، حضرت ہود (3) علیہ السلام، حضرت داود (4) علیہ السلام، حضرت سلیمان (5) علیہ السلام، حضرت ایوب (6) علیہ السلام، حضرت زکریا (7) علیہ السلام، حضرت یحییٰ (8) علیہ السلام، حضرت عیسیٰ (9) علیہ السلام، حضرت الیاس (10) علیہ السلام، حضرت الیسع (11) علیہ السلام، حضرت یونس (12) علیہ السلام، حضرت ادريس (13) علیہ السلام، حضرت ذوالکفل (14) علیہ السلام، حضرت صالح (15) علیہ السلام، [حضرت عزیر (16) علیہ السلام]، حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ (17) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

1 ﴿وَالِی مَدَیْنِ أَخَاهُمْ شُعَیْبًا﴾ پ ۸، الأعراف: ۸۵۔

2 ﴿وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا﴾ پ ۱۲، ہود: ۷۷۔

3 ﴿وَالِی عَادِ أَخَاهُمْ هُودًا﴾ پ ۸، الأعراف: ۶۵۔

4 ﴿وَقَتْلَ دَاوُدَ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ﴾ پ ۲، البقرة: ۲۵۱۔

5 ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَیْمُنُ وَلَکِنَّ الشَّیْطَانَ کَفَرُوا﴾ پ ۱، البقرة: ۱۰۲۔

6 ﴿وَاِیُّوبَ﴾ پ ۶، النساء: ۱۶۳۔

7 ﴿وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا﴾ پ ۳، آل عمران: ۳۷۔

8 ﴿وَيَحْيٰی﴾ پ ۷، الانعام: ۸۵۔

9 ﴿وَآتَيْنَا عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَآیَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ﴾ پ ۱، البقرة: ۸۷۔

10 ﴿وَيَحْيٰی وَعِیْسٰی وَإِیَّاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِیْنَ﴾ پ ۷، الأنعام: ۸۵۔

11 ﴿وَالِیْسَعَ﴾ پ ۷، الانعام: ۸۶۔

12 ﴿وَاِیُّوْسَ﴾ پ ۶، النساء: ۱۶۳۔

13 ﴿وَإِذْرِیْسَ﴾ پ ۱۷، الانبیاء: ۸۵۔

14 ﴿وَذَا الْكِفْلِ﴾ پ ۱۷، الانبیاء: ۸۵۔

15 ﴿وَالِی ثَمُوْدَ أَخَاهُمْ صَالِحًا﴾ پ ۸، الأعراف: ۷۳۔

16 ﴿أَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلَى قَرْیَةٍ وَهِيَ خَاوِیَةٌ.....﴾ پ ۳، البقرة: ۲۵۹۔ ﴿وَقَالَتِ الْیَهُودُ عُزَیْرُ.....﴾ پ ۹، التوبة: ۳۰۔

”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۱۴، ص ۳۴۲۔

17 ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ﴾ پ ۴، آل عمران: ۱۴۴۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَکِن رَّسُوْلَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ﴾ پ ۲۲، الأحزاب: ۴۰۔

﴿وَأَمْنُوا بِمَا نَزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ﴾ پ ۲۶، محمد: ۲۔ ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللَّهِ﴾ پ ۲۶، الفتح: ۲۹۔

عقیدہ (۲۵): حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا^(۱) اور اپنا خلیفہ کیا^(۲) اور تمام اسماء و مسمیات^(۳) کا علم دیا^(۴)، ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں، سب نے سجدہ کیا، شیطان (کہ از قسم جن تھا)^(۵)، مگر بہت بڑا عابد و اہد تھا، یہاں تک کہ گروہ ملائکہ میں اُس کا شمار تھا^(۶) بائکار پیش آیا، ہمیشہ کے لیے مردود ہوا۔^(۷)

..... ① ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ﴾ پ ۳، ال عمران: ۵۹۔

فی ”تفسیر ابن کثیر“، تحت الآیۃ: (یقول جل وعلا: ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ﴾ فی قدرة الله حيث خلقه من غير أب ﴿كَمَثَلِ آدَمَ﴾ حيث خلقه من غير أب ولا أم، بل ﴿خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ ج ۲، ص ۴۱۔

..... ② ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ پ ۱، البقرة: ۳۰۔

..... ③ ناموں اور ان سے پکاری جانے والی چیزوں۔

..... ④ ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ پ ۱، البقرة: ۳۱۔

فی ”تفسیر روح البیان“، ج ۱، ص ۱۰۰، تحت الآیۃ: (علّمه أسماء الأشياء كلها أي: ألهمه فوقه في قلبه فجرى على لسانه بما في قلبه بتسمية الأشياء من عنده فعلمه جميع أسماء المسميات بكل اللغات بأن أراه الأجناس التي خلقها وعلمه أن هذه اسمه فرس وهذا اسمه بعير وهذا اسمه كذا وعلمه أحوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية والدنيوية وعلمه أسماء الملائكة وأسماء ذريته كلهم وأسماء الحيوانات والجمادات وصنعة كل شيء، وأسماء المدن والقرى وأسماء الطير والشجر وما يكون وكل نسمة يخلقها إلى يوم القيامة وأسماء المطعومات والمشروبات وكل نعيم في الجنة وأسماء كل شيء حتى القصعة والقصيعة وحتى الجنة والمحلب..... وفي الخبر: علمه سبعمائة ألف لغة)۔

..... ⑤ ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ﴾ پ ۱۵، الکہف: ۵۰۔

..... ⑥ فی ”حاشیہ شیخ زادہ علی البیضاوی“، پ ۱۵، الکہف: تحت هذه الآية: ۵۰: (فإنه لما امتنع عن السجود لآدم استكباراً وافتخاراً بأن أصله نار وأصل آدم تراب، والنار علوي نوراني لطيف فيكون أشرف من التراب الذي هو سفلي ظلماني كثيف، وأداه ذلك الكبر إلى أن صار ملعوناً مخلصاً في النار بعد أن كان رئيس الملائكة ومقدمهم ومعلمهم وأشدّهم اجتهاداً في العبادة حتى لم يبق في سبع السموات ولا في سبع الأرضين موضع قدر شبر إلا وقد سجد اللعين لله تعالى عليه سجدة حتى امتلأت من العجب نفسه حيث لم ير أحداً مثله، فأبى أن يسجد لآدم استكباراً فقال: ﴿أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ﴾ ج ۵، ص ۴۸۶۔

..... ⑦ ﴿إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِينٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ﴾ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِإِيدِي اسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ﴾ پ ۲۳، البقرة: ۷۳۔

عقیدہ (۲۶): حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا، بلکہ سب انسان اُن ہی کی اولاد ہیں، اسی وجہ سے انسان کو آدمی کہتے ہیں، یعنی اولادِ آدم اور حضرت آدم علیہ السلام کو ابو البشر کہتے ہیں، یعنی سب انسانوں کے باپ۔^(۱)

عقیدہ (۲۷): سب میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہوئے^(۲) اور سب میں پہلے رسول جو کفار پر بھیجے گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں^(۳)،.....

1..... ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾ پ ۴، النساء: ۱.

في ”روح المعاني“، ج ۲، ص ۲۸۳، تحت الآية: (والمراد من النفس الواحدة آدم عليه السلام، والذي عليه الجماعة من الفقهاء والمحدثين ومن وافقهم أنه ليس سوى آدم واحد - وهو أبو البشر-).
وفي ”التفسير الكبير“، ج ۳، ص ۴۷۷، تحت الآية: (أجمع المسلمون على أن المراد بالنفس الواحدة هاهنا هو آدم عليه السلام).

﴿وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾ پ ۷، الأنعام: ۹۸.

في ”تفسير الخازن“، ج ۲، ص ۴۰، تحت الآية: (يعني: والله الذي ابتداء خلقكم أيها الناس من آدم عليه السلام فهو أبو البشر كلهم، وحواء مخلوقة منه عيسى أيضاً؛ لأن ابتداء خلقه من مريم وهي من بنات آدم فثبت أن جميع الخلق من آدم عليه السلام).
وفي ”روح البيان“، ج ۳، الجزء السابع، ص ۷۲، تحت الآية: (من نفس آدم وحدها فإنه خلقنا جميعاً منه وخلق أمنا حواء من ضلع من أضلاع آدم فصار كل الناس محدثة مخلوقة من نفس واحدة حتى عيسى فإن ابتداء تكوينه من مريم التي هي مخلوقة من ماء أبيها وإنما منّا علينا بهذا؛ لأن الناس إذا رجعوا إلى أصل واحد كانوا أقرب إلى أن يآلف بعضهم بعضاً. قال أهل الإشارة: إن الله تعالى كما خلق آدم ابتداء وجعل أولاده منه كذلك خلق روح محمد صلى الله عليه وسلم قبل الأرواح كما قال: أول ما خلق الله روعي، ثم خلق الأرواح من روحه فكان آدم أبا البشر وكان محمد صلى الله عليه وسلم أبا الأرواح).
﴿كَانَ مِنَ الْجِنَّ﴾ پ ۱۵، الكهف: ۵۰.

في ”روح المعاني“، ج ۸، ص ۴۲۲، تحت الآية: (ما كان إبليس من الملائكة طرفة عين وإنه لأصل الجن كما أن آدم عليه السلام أصل الإنس، وفيه دلالة على أنه لم يكن قبله جن كما لم يكن قبل آدم عليه السلام إنس... إلخ).

2..... عن أبي ذر قال قلت: يا رسول الله! أي الأنبياء كان أول؟ قال: ((آدم)).

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۱۶۰۲، ج ۸، ص ۱۳۰.

وفي ”العقائد النسفية“، ص ۱۳۶: (أول الأنبياء آدم عليه السلام).

3..... في ”صحيح مسلم“، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ۱۹۳، ص ۱۲۲: ((ولكن اتوا نوحاً، أول رسول بعثه الله)).

اُنھوں نے ساڑھے نو سو برس ہدایت فرمائی^(۱)، اُن کے زمانہ کے کفار بہت سخت تھے، ہر قسم کی تکلیفیں پہنچاتے، استہزا کرتے، اتنے عرصہ میں گنتی کے لوگ مسلمان ہوئے، باقیوں کو جب ملاحظہ فرمایا کہ ہرگز اصلاح پذیر نہیں، ہٹ دھرمی اور کفر سے باز نہ آئیں گے، مجبور ہو کر اپنے رب کے حضور اُن کے ہلاک کی دُعا کی، طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی، صرف وہ گنتی کے مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جوشتی میں لے لیا گیا تھا، بچ گئے۔^(۲)

عقیدہ (۲۸): انبیاء کی کوئی تعداد معین کرنا جائز نہیں، کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معین پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوت سے خارج ماننے، یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے^(۳) اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں، لہذا یہ اعتقاد چاہیے کہ اللہ (عزوجل) کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

عقیدہ (۲۹): نبیوں کے مختلف درجے ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں^(۴)، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے،

وفي "النبراس"، ص ۲۷۵: (إن قلت: جاء في الحديث أن نوحاً عليه السلام أول رسول بعثه الله كما في "صحيح مسلم"، أجيب أي: بعثه الله إلى الكفار بخلاف آدم وشيث فإنهما أرسلتا إلى المؤمنين لتعليم الشرائع).

..... ① ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا﴾ پ ۲۰، العنكبوت: ۱۴.

..... ② انظر التفصيل في القرآن: پ ۸، الأعراف: ۵۹-۷۲. پ ۱۱، يونس: ۷۱-۷۳.

پ ۱۲، هود: ۲۵-۴۷. پ ۱۸، المؤمنون: ۲۳-۳۰. پ ۱۹، الشعراء: ۱۰۵-۱۲۲.

پ ۲۰، العنكبوت: ۱۴-۱۵. پ ۲۹، نوح: ۱-۲۸.

..... ③ في "المسامرة بشرح المسامرة"، ص ۲۲۵: (أما المبعوثون، فالإيمان بهم واجب، من ثبت شرعاً تعيينه منهم وجب الإيمان بعينه، ومن لم يثبت تعيينه كفى الإيمان به إجمالاً (ولا ينبغي في الإيمان بالأنبياء القطع بحصرهم في عدد) إذ لم يرد بحصرهم دليل قطعي (لأن) الحديث (الوارد في ذلك) أي في عددهم (خبر واحد) لم يقترب بما يفيد القطع (فإن وجدت فيه الشروط) المعتبرة للحكم بصحته (وجب ظن مقتضاه، مع تجويز نقيضه) بذلك (وإلا) أي: وإن لم يصح (فلا) يجب ظن مقتضاه، وعلى كل من التقديرين (فيؤدي) أي: فقد يؤدي حصرهم في العدد الذي لا قطع به (إلى أن يعتبر فيهم من ليس منهم) بتقدير كون عددهم في نفس الأمر أقل من الوارد (أو يخرج) عنهم (من هو منهم) بتقدير أن يكون عددهم في نفس الأمر أزيد من الوارد). وفي "منح الروض الأزهر"، ص ۱۲. وفي "شرح المقاصد"، فصل في النبوة، ج ۳، ص ۳۱۷.

و"شرح العقائد النسفية"، ص ۱۳۹-۱۴۰.

..... ④ ﴿وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ﴾ پ ۱۵، الإسراء: ۵۵.

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِّنْ كُلِّ لُغَةٍ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ﴾ پ ۳، البقرة: ۲۵۳.

فی "التفسیر الکبیر"، ج ۲، ص ۵۲۱-۵۲۵، تحت الآیۃ: (أجمعت الأمة على أن بعض الأنبياء أفضل من بعض، وعلى أن محمداً صلى الله عليه وسلم أفضل من الكل، ويدل عليه وجوه. ومنها: قوله تعالى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ پ ۱۷، الأنبياء: ۱۰۷. فلما كان رحمة لكل العالمين، لزم أن يكون أفضل من كل العالمين. ومنها: أن معجزة رسولنا صلى الله عليه وسلم أفضل من معجزات سائر الأنبياء فوجب أن يكون رسولنا أفضل من سائر الأنبياء. ومنها: أن دين محمد عليه السلام أفضل الأديان، فيلزم أن يكون محمد صلى الله عليه وسلم أفضل الأنبياء، بيان الأول: أنه تعالى جعل الإسلام ناسخاً لسائر الأديان، والناسخ يجب أن يكون أفضل لقوله عليه السلام: ((من سن سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها إلى يوم القيامة)) فلما كان هذا الدين أفضل وأكثر ثواباً، كان واضعه أكثر ثواباً من واضعي سائر الأديان، فيلزم أن يكون محمد عليه السلام أفضل من سائر الأنبياء. ومنها: (قوله عليه السلام: ((آدم ومن دونه تحت لوائي يوم القيامة)) وذلك يدل على أنه أفضل من آدم ومن كل أولاده، وقال عليه السلام: ((أنا سيد ولد آدم ولا فخر)) وقال عليه السلام: ((لا يدخل الجنة أحد من النبيين حتى أدخلها أنا، ولا يدخلها أحد من الأمم حتى تدخلها أمتي)) وروى أنس قال صلى الله عليه وسلم: ((أنا أول الناس خروجاً إذا بعثوا، وأنا خطيبهم إذا وفدوا، وأنا مبشرهم إذا أيسوا، لواء الحمد بيدي، وأنا أكرم ولد آدم على ربي ولا فخر)) وعن ابن عباس قال: جلس ناس من الصحابة يتذاكرون فسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثهم فقال بعضهم: عجباً إن الله اتخذ إبراهيم خليلاً، وقال آخر: ماذا بأعجب من كلام موسى كلمه تكليماً، وقال آخر: فعيسى كلمة الله وروحه، وقال آخر: آدم اصطفاه الله فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: ((قد سمعت كلامكم وحججكم أن إبراهيم خليل الله وهو كذلك، وموسى نجي الله وهو كذلك، وعيسى روح الله وهو كذلك، وآدم اصطفاه الله تعالى وهو كذلك، ألا! وأنا حبيب الله ولا فخر، وأنا حامل لواء الحمد يوم القيامة ولا فخر، وأنا أول شافع وأنا أول مشفع يوم القيامة ولا فخر، وأنا أول من يحرك حلقة الجنة فيفتح لي فأدخلها ومعى فقراء المؤمنين ولا فخر، وأنا أكرم الأولين والآخرين ولا فخر)). ومنها: أن الله تعالى كلما نادى نبياً في القرآن ناداه باسمه ﴿يَا آدَمُ اسْكُنْ﴾ پ ۱، البقرة: ۳۵. ﴿وَنَادَيْنَاهُ أَنِ يَا إِبْرَاهِيمُ﴾ پ ۲۳، الصافات: ۱۰۴. ﴿يَا مُوسَى إِنِّي أَنَا رَبُّكَ﴾ پ ۱۶، طه: ۱۱، ۱۲. وأما النبي عليه السلام فإنه ناداه بقوله: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ پ ۲۲، الأحزاب: ۴۵. ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ﴾ پ ۶، المائدة: ۶۷. وذلك يفيد الفضل. ملخصاً.

فی "المعتقد المنتقد"، ص ۱۲۳: (أنه صلى الله عليه وسلم فاق على كل الأنبياء والملائكة والإنس على الإطلاق في الذات والصفات والأفعال والأقوال والأحوال، بلا استغراب في ذلك لما حواه من الكمال، وانفرد به من الجلال والجمال (إلى أن قال) فالواجب على كل مؤمن أن يعتقد أن نبينا محمداً صلى الله عليه وسلم سيد العالمين، وأفضل الخلائق أجمعين، فمن اعتقد خلاف هذا فهو عاص، مبتدع، ضال).

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا^(۱)، ان حضرات کو مرسلین اُولو العزم^(۲) کہتے ہیں^(۳) اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیاء و مرسلین انس و ملک و جن و جمیع مخلوقات الہی سے افضل ہیں۔ جس طرح حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں، بلا تشبیہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے صدقہ میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل۔^(۴)

تنبیہ: قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، ص ۱۲۴: (والحق أن تفضيل نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم على العالمين جميعا مقطوع به مجمع عليه، بل كاد أن يكون من ضروريات الدين، فإنني لا أعلم يحمله أحد من المسلمين فاعرف وثبت). وانظر للتفصيل: "تحلي اليقين بأن نبينا سيد المرسلين" للإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن، في "الفتاوى الرضوية"، ج ۳۰.

① في "تكميل الإيمان"، ص ۱۲۴-۱۲۵: (أفضل الأنبياء محمد ﷺ، چنانچہ فرمودہ: ((أنا سيد ولد آدم ولا فخر)) در عرف بمعنی نوع انسان آبد تا آدم نیز در مفهوم آن داخل بود، وحديث ((آدم ومن دونه تحت لوائي)) در مقصود ظاهر تر و صریح تر است، فضیلت بعد ازاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام راست و بعد از وی موسیٰ و عیسیٰ و نوح علیہم السلام راست و این پنجتن اُولو العزم اند کہ بزرگترین و فاضلترین در سل اند، و صبر و مجاہدہ ایشان در راه حق از ہمہ بیشتر است) ملقطاً.

یعنی: نبیوں میں سب سے افضل سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں چنانچہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں"۔ اولاد آدم عرف میں نوع انسانی کے لئے جس میں سیدنا آدم علیہ السلام بھی داخل ہیں بولا جاتا ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ: "آدم اور ان کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے"۔ یہ حدیث آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فضیلتِ مطلقہ کے مقصد میں ظاہر تر اور بہت صریح ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد صاحبِ فضیلت حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) ہیں، پھر حضرت موسیٰ پھر عیسیٰ اور نوح (علیہم السلام) ہیں اور یہ پانچوں حضرات اُولو العزم ہیں جو سب رسولوں اور نبیوں میں افضل اور بزرگ تر ہیں، راہ حق میں ان کا صبر و مجاہدہ سب سے زیادہ ہے۔

② بلند و بالا عزت و عظمت اور حوصلہ والے۔

③ ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ پ ۲۶، الأحقاف: ۳۵.

في "تفسير الطبري"، تحت هذه الآية: عن عطاء الخراساني، أنه قال: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ نوح وإبراهيم وموسى وعيسى ومحمد صلى الله عليهم وسلم، الحديث: ۳۱۳۲۹، ج ۱۱، ص ۳۰۳.

وفي "الدر المنثور"، تحت هذه الآية: عن ابن عباس قال: (أولوا العزم من الرسل النبي صلى الله عليه وسلم ونوح وإبراهيم وموسى وعيسى)، ج ۷، ص ۴۵۴.

④ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾، پ ۴، ال عمران: ۱۱۰.

عقیدہ (۳۰): تمام انبیاء اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت و عزت والے ہیں^(۱).....

فی "التفسیر الكبير"، البقرة: تحت الآية: ۲۵۳: (أمة محمد صلى الله عليه وسلم أفضل الأمم، فوجب أن يكون محمد أفضل الأنبياء، بيان الأول قوله تعالى: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ پ ۴، إل عمران: ۱۱۰. بيان الثاني أن هذه الأمة إنما نالت هذه الفضيلة لمتابعة محمد صلى الله عليه وسلم، قال تعالى: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ پ ۳، إل عمران: ۳۱. وفضيلة التابع توجب فضيلة المتبوع، وأيضاً أن محمداً صلى الله عليه وسلم أكثر ثواباً؛ لأنه مبعوث إلى الجن والإنس، فوجب أن يكون ثوابه أكثر، لأن لكثرة المستحيين أثر في علو شأن المتبوع، ج ۲، ص ۵۲۳.

عن معمر عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول في قوله تعالى: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قال: ((أنتم تتمون سبعين أمة أنتم خيرها وأكرمها على الله)). "سنن الترمذي"، كتاب التفسير، باب ومن سورة آل عمران، الحديث: ۳۰۱۲، ج ۵، ص ۷.

قال: ثم إن محمداً صلى الله عليه وسلم أثنى على ربه، فقال: ((كلكم أثنى على ربه، وأنا مثن على ربي، فقال: الحمد لله الذي أرسلني رحمة للعالمين، وكافة للناس بشيراً ونذيراً، وأنزل على الفرقان فيه تبيان كل شيء، وجعل أمتي خير أمة أخرجت للناس، وجعل أمتي وسطاً، وجعل أمتي هم الأولون وهم الآخرون، وشرح لي صدري، ووضع عني وزري ورفع لي ذكري، وجعلني فاتحاً خاتماً))، قال إبراهيم: بهذا فضلكم محمد. "الفتاوى الرضوية"، ج ۱۴، ص ۶۶۵، وج ۱۵، ص ۶۳۸. وانظر للتفصيل "الفتاوى الرضوية"، ج ۳۰، ص ۱۵۳.

①..... ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّاهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهاً﴾ پ ۲۲، الأحزاب: ۶۹. فی "تفسیر ابن کثیر"، ج ۶، ص ۴۳۰، تحت هذه الآية: ﴿وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهاً﴾ ای: له وجاهة وجاه عند ربه، عز وجل. قال الحسن البصري: كان مستجاب الدعوة عند الله، وقال غيره من السلف: لم يسأل الله شيئاً إلا أعطاه، ولكن منع الرؤية لما يشاء الله، عز وجل. وقال بعضهم: من وجاهته العظيمة عند الله أنه شفع في أخيه هارون أن يرسله الله معه، فأجاب الله سؤاله، فقال: ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا﴾.

﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُشْرِكُ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهاً فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ﴾ پ ۳، آل عمران: ۴۵. فی "تفسیر الطبري"، ج ۳، ص ۲۷۰، تحت الآية: (قال أبو جعفر: يعني: بقوله "وَجِيهاً"، ذا وجه ومنزلة عالية عند الله، وشرف وكرامة).

فی "الجامع الصغير"، ص ۲۸۹، الحديث: ۴۶۹۸: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((سلم علي ملك ثم قال لي: لم أزل أستاذن ربي عز وجل في لقائك حتى كان هذا أو ان أذن لي، وإني أبشرك أنه ليس أحد أكرم على الله منك)).

ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذ اللہ چوہڑے چمار کی مثل کہنا^(۱) گھلی گستاخی اور کلمہ کفر ہے۔

عقیدہ (۳۱): نبی کے دعویٰ نبوت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدق کا علانیہ دعویٰ فرما کر محالات عادیہ کے ظاہر کرنے کا ذمہ لیتا اور منکروں کو اُس کے مثل کی طرف بلاتا ہے، اللہ عزوجل اُس کے دعویٰ کے مطابق امرِ محالِ عادی ظاہر فرما دیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں اسی کو معجزہ کہتے ہیں^(۲)،.....

فی "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ۲۶۷۵، ج ۳، ص ۵۷: [وفيه] قال: ((يا فاطمة ونحن أهل بيت قد أعطانا الله سبع خصال لم يعط أحد قبلنا، ولا يعطى أحد بعدنا، أنا خاتم النبيين، وأكرم النبيين على الله... إلخ)).
فی "الخصائص الكبرى"، ج ۲، ص ۳۴۰-۳۴۱: عن ابن مسعود قال: ((إن محمدا صلى الله عليه وسلم أكرم الخلق على الله يوم القيامة)). وعن عبد الله بن سلام قال: ((إن أكرم خلق الله على الله أبو القاسم صلى الله عليه وسلم)).
"فتاویٰ رضویہ" میں "فتاویٰ امام سراج الدین" کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے: (اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا: "قد مننتُ عليك بسبعة أشياء أولها أني لم أخلق في السموات والأرض أكرم علي منك").

"فتاویٰ سراج الدین البلقینی"، شعر ۱، ص ۱۲۱، بحوالہ "فتاویٰ رضویہ"، ج ۳۰، ص ۱۹۵.
①..... جیسا کہ "تقویۃ الایمان" میں ہے: "اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔"
"تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان"، ص ۲۵، (مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی).

"تقویۃ الایمان" کے مصنف کا یہ کہنا کھلی گستاخی اور کلمہ کفر ہے؛ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے جیسا کہ مفسر القرآن صاحب "روح البیان" علامہ اسماعیل حق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "مختار یہ ہے کہ بے شک مسلمانوں میں سے وہ شخص جس سے ارادۂ قصد ایسی چیز ظاہر ہوئی جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تخفیف (یعنی بے ادبی) پر دلالت کرے ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی کہ وہ قتل سے بچ جائے اگرچہ وہ کلمہ شہادت پڑھے اور رجوع و توبہ کرے.... اور یہ یقین کر کہ بے شک اجماع امت ہے اس بات پر کہ ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں سے جس نبی علیہ السلام کی بھی تخفیف ہو کفر ہے عام ازیں کہ تخفیف کرنے والا تخفیف کو حلال سمجھ کر کرے یا نبی کی عزت کا معتقد ہو کر کرے بہر حال کفر ہے اس مسئلہ میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں، سب (گالی) کا ارادہ ہو یا نہ ہو اس لئے کہ کوئی بھی کفر میں بوجہ جہالت اور بوجہ دعویٰ لغزش زبانی کے معذور نہ سمجھا جائے گا جب کہ اس کی عقل فطرت صحیح و سالم ہو۔"

"تفسیر روح البیان"، ج ۳، ص ۳۹۴، پ ۱۰، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۱۲.
وفي "الشفاء"، الباب الأول في بيان ما هو حق صلى الله عليه وسلم سب أو نقص من تعريض ونص، ج ۲، ص ۲۱۴.
②..... فی "شرح العقائد النسفیۃ"، مبحث النبوات، ص ۱۳۵: (وأيدهم) أي: الأنبياء (بالمعجزات الناقضات للعادات) جمع معجزة وهي أمر يظهر بخلاف العادة على يد مدعي النبوة عند تحدي المنكرين على وجه يعجز المنكرين عن الإتيان بمثله).

و"المسامرة بشرح المسامرة"، ص ۲۴۰.

جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ^(۱)، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہو جانا^(۲) اور یدِ بیضا^(۳) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو چلا دینا اور مادرِ زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا^(۴) اور ہمارے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے معجزے تو بہت ہیں۔^(۵)

عقیدہ (۳۲): جو شخص نبی نہ ہو اور نبوت کا دعویٰ کرے، وہ دعویٰ کر کے کوئی محالِ عادی اپنے دعوے کے مطابق ظاہر نہیں کر سکتا، ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔^(۶)

- ۱..... ﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَ تَكْثُفٌ مِّن رَّبِّكُمْ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةٌ فَمَذَرُوهَا تَأْكُلُ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمْسُوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ أَلِيمٍ﴾ پ ۸، الأعراف: ۷۳.
- ۲..... ﴿قَالَ أَلْقَهَا يَا مُوْسَىٰ فَلَقَّاهَا فِإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى﴾ پ ۱۶، طہ: ۲۰.
- ۳..... یعنی روشن اور چمکدار ہاتھ۔

﴿وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجَ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَى﴾ پ ۱۶، طہ: ۲۲.

- ۴..... ﴿وَأُنَبِّئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ پ ۳، ال عمران: ۴۹.

۵..... فی ”الشفا“، ج ۱، ص ۲۵۲-۲۵۳: (اعلم أنَّ معنی تسمیتنا ما جاءت به الأنبياء معجزة هو أنَّ الخلق عجزوا عن الإتيان بمثلها وهي على ضربين ضرب: هو من نوع قدرة البشر فعجزوا عنه فتعجيزهم عنه فعل لله دل على صدق نبيه كصرفهم عن تمني الموت وتعجيزهم عن الإتيان بمثل القرآن على رأي بعضهم ونحوه، وضرب: هو خارج عن قدرتهم فلم يقدرُوا على الإتيان بمثله كإحياء الموتى وقلب العصا حية وإخراج ناقه من صخرة وكلام شجرة ونبع الماء من الأصابع وانشقاق القمر مما لا يمكن أن يفعله أحد إلا الله، فيكون ذلك على يد النبي صلى الله عليه وسلم من فعل الله تعالى وتحديه من يكذبه أن يأتي بمثله تعجيز له. واعلم أنَّ المعجزات التي ظهرت على يد نبينا صلى الله عليه وسلم ودلائل نبوته وبراهين صدقه من هذين النوعين معًا وهو أكثر الرسل معجزة وأبهرهم آية وأظهرهم برهانًا، وهي في كثرتها لا يحيط بها ضبط، فإنَّ واحدا منها وهو القرآن لا يُحصى عدد معجزاته بألف ولا ألفين ولا أكثر لأنَّ النبي صلى الله عليه وسلم قد تحدى بسورة منه فعجز عنها).

وفي ”التفسير الكبير“، ج ۱۱، ص ۳۱۵، پ ۳۰، الكوثر، تحت الآية ۱: (ومعجزاته أكثر من أن تحصى وتعد).

- ۶..... فی ”النبراس“، أقسام الخوارق سبعة، ص ۲۷۲: (أجمع المحققون على أنَّ ظهور الحارق عن المتنبی وهو الكاذب في دعوى النبوة محال؛ لأنَّ دلالة المعجزة على الصدق قطعية وقيل: لو جاز لزم عجز الله سبحانه عن تصديق أنبيائه، وقالوا: قد دل الاستقرار على عدم ظهوره). و”المعتقد المنتقد“، ص ۱۱۳.

فائدہ: نبی سے جو بات خلافِ عادت قبلِ نبوت ظاہر ہو، اُس کو اِرہا ص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو، اس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادر ہو، اُسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فجار یا کفار سے جو اُن کے موافق ظاہر ہو، اُس کو استدراج کہتے ہیں اور اُن کے خلاف ظاہر ہو تو اِہانت ہے۔^(۱)

عقیدہ (۳۳): انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں^(۲)، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیقِ وعدۃِ الہیہ کے لیے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہو گئے، اُن کی حیات، حیاتِ شہدا سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے^(۳)،

①..... فی "النبراس"، أقسام الخوارق سبعة، ص ۲۷۲: (أقسام الخوارق سبعة: أحدها: المعجزة من الأنبياء. ثانيها: الكرامة للأولياء. ثالثها: المعونة لعوام المؤمنين ممن ليس فاسقاً ولا ولياً. رابعها: الإرهاص للنبي قبل أن يعث كتسليم الأحجار على النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، وأدرجه بعضهم في الكرامة و بعضهم في المعجزة مجازاً. خامسها: الاستدراج للكافر والفاسق المجاهر على وفق غرضه سمي به لأنه يوصله بالتدريج إلى النار. سادسها: الإهانة للكافر والفاسق على خلاف غرضه كما ظهر عن مسيلمة الكذاب إذ تمضمض في ماء فصار ملحاً و مس عين الأعور فصار أعمى. سابعها: السحر لنفس شريرة تستعمل أعمالاً مخصوصة بإعانة الشياطين).

②..... عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء عليهم السلام فنبى الله حي يرزق)). "سنن ابن ماجه"، كتاب الجنائز، ذكر وفاته ودفنه، الحديث: ۱۶۳۷، ج ۲، ص ۲۹۱.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون)). "مسند أبي يعلى"، الحديث: ۳۴۱۲، ج ۳، ص ۲۱۶.

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((إن الأنبياء لا يموتون وإنهم يصلون ويحجون في قبورهم وأنهم أحياء)).

"فيوض الحرمين" للشاه ولي الله المحدث الدهلوي، ص ۲۸.

③..... فی "روح المعاني"، الأحزاب، ج ۱۱، الجزء الثاني، ص ۵۲-۵۳، تحت الآية: ۴۰: (أَنَّ النبي صلى الله عليه وسلم حي بجسده وروحه، وأنه يتصرف ويسير حيث شاء في أقطار الأرض وفي الملكوت). وذهب "أي: الإمام جلال الدين السيوطي" إلى نحو هذا في سائر الأنبياء عليهم السلام فقال: إنهم أحياء، ردت إليهم أرواحهم بعد ما قبضوا وأذن لهم في الخروج من قبورهم والتصرف في الملكوت العلوي والسفلي) ملتقطاً.

فی "تکمیل ایمان"، ص ۱۲۲: (خود انبیاء دامت نبوت وایشان حی وباقی اند و موت ہمارا است کہ یکبار چشیدہ اند، بعد ازاں ارواح ایشان اعادت کنند و حقیقت حیات بخشند چنانچہ در دنیا بودند کامل تر از حیات شہدا کہ آن معنوی است).

فلہذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا، اُس کی بی بی بعدِ عدت نکاح کر سکتی ہے^(۱)،

یعنی: اور خود انبیاء علیہم السلام کو بھی (دائمی) موت نہیں وہ زندہ اور باقی ہیں، ان کو موت صرف اتنی ہے کہ ایک بار ایک آن کے لئے موت کا ذائقہ چکھتے ہیں پھر ان کی ارواح مقدسہ کو انہی کے جسموں میں لوٹا دیا جاتا ہے، اور ویسی ہی حیات حقیقی عطا فرمادی جاتی ہے جیسے کہ وہ دنیا میں تھے ان کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ کامل ہے کیونکہ شہداء کی حیات معنوی ہے۔

قال الإمام الأجل جلال الدين السيوطي في "الحاوي للفتاوى": فهذه الأخبار دالة على حياة النبي صلى الله عليه وسلم وسائر الأنبياء، وقد قال تعالى في الشهداء: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ والانبیاء أولى بذلك فهم أجل وأعظم وما نبی إلا وقد جمع مع النبوة وصف الشهادة فيدخلون في عموم لفظ الآية. وأخرج أحمد وأبو يعلى والطبراني والحاكم في "المستدرک" والبيهقي في "دلائل النبوة" عن ابن مسعود قال: ((لأن أحلف تسعاً: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قتل قتلاً أحب إلي من أن أحلف واحدة إنه لم يقتل، وذلك أن الله عز وجل اتخذه نبياً واتخذه شهيداً)). ("المستدرک" للحاكم، كتاب المغازي و السرايا، الحديث: ٤٤٥٠، ج ٣، ص ٦٠٦).

وأخرج البخاري والبيهقي عن عائشة قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول في مرضه الذي توفي فيه: ((لم أزل أجد ألم الطعام الذي أكلت بخير، فهذا أوان انقطع أبهري من ذلك السم))، ("دلائل النبوة"، ص ١٧٢، ج ٧)، ثبت كونه صلى الله عليه وسلم حياً في قبره بنص القرآن، إمّا من عموم اللفظ وإما من مفهوم الموافقة، قال البيهقي في كتاب الاعتقاد: (الأنبياء بعد ما قبضوا ردت إليهم أرواحهم، فهم أحياء عند ربهم كالشهداء)، وقال القرطبي في التذكرة: (الموت ليس بعدم محض وإنما هو انتقال من حال إلى حال، ويدل على ذلك أن الشهداء بعد قتلهم وموتهم أحياء يرزقون فرحين مستبشرين، وهذه صفة الأحياء في الدنيا، وإذا كان هذا في الشهداء فالأنبياء أحق بذلك وأولى، وقد صح أن الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء). "الحاوي للفتاوى"، كتاب البعث، أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء، ج ٢، ص ١٧٩-١٨٠.

وقد ثبت أن نبينا صلى الله عليه وآله وسلم هو سيد الشهداء، وانظر لتفصيل هذه المسألة "الفتاوى الرضوية"، ج ١٠، ص ٧٦٤، ج ١٥، ص ٦١٣، ٦٢٤، ج ٢٩، ص ١١٠.

①..... في "البدائع والصنائع"، كتاب الصلاة، فصل في الشهيد، ج ٢، ص ٧٤: (فالعبد وإن جل قدره لا يستغني عن الدعاء ألا ترى أنهم صلوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا شك أن درجته كانت فوق درجة الشهداء وإنما وصفهم بالحياة في حق أحكام الآخرة ألا ترى إلى قوله تعالى ﴿بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾، فأما في حق أحكام الدنيا فالشهيد ميت يقسم ماله، وتنكح امرأته بعد انقضاء العدة، ووجوب الصلاة عليه من أحكام الدنيا فكان ميتاً فيه فيصلى عليه والله أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب .

بخلاف انبیاء کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں۔^(۱) یہاں تک جو عقائد بیان ہوئے، اُن میں تمام انبیاء علیہم السلام شریک ہیں، اب بعض وہ امور جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں ہیں، بیان کیے جاتے ہیں۔

①..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنا معشر الأنبياء لا نورث، ما تركت بعد مؤونة عاملي ونفقة نسائي صدقة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۹۹۷۹، ج ۳، ص ۴۹۰. وعن أبي الدرداء، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن العلماء ورثة الأنبياء، إن الأنبياء لم يورثوا ديناراً ولا درهماً، إنما ورثوا العلم، فمن أخذه أخذ بحظٍّ وافر)). "سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، باب فضل العلماء... إلخ، الحديث: ۲۲۳، ج ۱، ص ۱۴۶.

وفي "الخصائص الكبرى"، ج ۲، ص ۴۳۷: (قد ذكر في الحكمة في كون الأنبياء لا يورثون أوجه: منها: أن لا يتمنى قريبهم موتهم فيهلك بذلك.

ومنها: أن لا يظن بهم الرغبة في الدنيا وجمعها لوراثتهم.

ومنها: أنهم أحياء والحي لا يورث، ولهذا ذهب إمام الحرمين إلى أن ماله باق على ملكه ينفق منه على أهله كما كان عليه السلام ينفقه في حياته لأنه حي. ولذلك كان الصديق ينفق منه على أهله وخدمه ويصرفه فيما كان يصرفه في حياته. ﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبْدًا إِنَّ ذَلِكَ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا﴾ پ ۲۲، الأحزاب: ۵۳.

وفي "تفسير الطبري"، الحديث: ۲۸۶۲۲، ج ۱۰، ص ۳۲۶، تحت هذه الآية: (يقول: وما ينبغي لكم أن تنكحوا أزواجه من بعده أبدًا؛ لأنهن أمهاتكم، ولا يحل للرجل أن يتزوج أمه. وذكر أن ذلك نزل في رجل كان يدخل قبل الحجاب، قال: لئن مات محمد لأتزوجن امرأة من نسائه سماها، فأنزل الله تبارك وتعالى في ذلك ﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبْدًا﴾).

وعن حذيفة رضي الله عنه أنه قال لامرأته: ((إن شئت أن تكوني زوجتي في الجنة فلا تزوجي بعدي، فإن المرأة في الجنة لآخر أزواجها في الدنيا، فلذلك حرم الله على أزواج النبي صلى الله عليه وسلم أن ينكحن بعده؛ لأنهن أزواجه في الجنة)).

"السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب النكاح، باب ما خص به من... إلخ، الحديث: ۱۳۴۲۱، ج ۷، ص ۱۱۱. في "الفتاوى الرضوية"، ج ۳، ص ۴۰۳-۴۰۷: (الأنبياء صلوات الله تعالى وسلامه عليهم طيبون طاهرون أحياء وأمواتاً بل لا موت لهم إلا آتياً تصديقاً للوعد ثم هم أحياء أبداً بحياة حقيقة دنيوية روحانية جسمانية كما هو معتمد أهل السنة والجماعة ولذا لا يورثون ويمتنع تزوج نسائهم صلوات الله تعالى وسلامه عليهم بخلاف الشهداء الذين نص الكتاب العزيز إنهم أحياء ونهى أن يقال لهم أموات... إلخ)، ملتقطاً.

عقیدہ (۳۳): اور انبیاء کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی^(۱)، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوق انسان و جن، بلکہ ملائکہ، حیوانات، جمادات، سب کی طرف مبعوث ہوئے^(۲)،.....

1..... ((وكان النبي يبعث إلى قومه خاصة وبعث إلى الناس عامة)).

”صحيح البخاري“، كتاب التيمم، الحديث: ۳۳۵، ج ۱، ص ۱۳۷.

2..... ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ﴾ پ ۲۲، سبا: ۲۸.

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ پ ۹، الأعراف: ۱۵۸.

((وأرسلت إلى الخلق كافة)). ”صحيح مسلم“، كتاب المساجد... إلخ، الحديث: ۵۳۳، ص ۲۶۶.

في ”المرقاة“، كتاب الفضائل، باب فضائل سيد المرسلين، الفصل الأول، تحت الحديث: ۵۷۴۸، ج ۱، ص ۱۴:

((وأرسلت إلى الخلق كافة)) أي: إلى الموجودات بأسرها عامة من الجن والإنس والملك والحيوانات والجمادات.

و”الفتاوى الرضوية“ ج ۳۰، ص ۱۴۳-۱۴۵.

في ”الفتاوى الحديثية“، مطلب في بعثه صلى الله عليه وسلم إلى الملائكة، ص ۲۸۳: (أنه مبعوث إليهم ورجحه التقي السبكي، وزاد: أنه صلى الله عليه وسلم مرسل إلى جميع الأنبياء والأمم السابقة، وأن قوله: ((بعثت إلى الناس كافة)) شامل لهم من لدن آدم إلى قيام الساعة، ورجحه أيضا البارزي وزاد أنه مرسل إلى جميع الحيوانات والجمادات)، و ص ۲۸۵: (أنه صلى الله عليه وسلم أرسل إلى الحور العين وإلى الولدان)، ملتقطاً.

في ”تكميل الإيمان“، ص ۱۲۷-۱۲۸: (وهو مبعوث إلى كافة الخلق أجمعين) وى صلى الله عليه وسلم مبعوث است به كافة جن وانس ولهذا اورا رسول الثقلين خوانند وآمدن جن بحضرت وى وایمان آوردن ایشان وقرآن شنیدن وپرقوم خود باز رفتن ودعوت کردن منصوص قرآن مجید است ونزد اکثر علما عموم بعثت بجانب جن وانس مخصوص بآن حضرت است صلى الله عليه وسلم..... ويقول شاذ از بعض علما بعثت ورسالت آنحضرت صلى الله عليه وسلم ملائكة را نیز شامل است ونزد اهل تحقیق وى مبعوث است بتمامه اجزای عالم وجميع اقسام موجودات از جمادات ونباتات وحيوانات ومربى ومكمل ذراير موجودات وسایر مکنونات است)، ملتقطاً.

یعنی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے اس لئے آپ کو رسول الثقلين کہتے ہیں جنات کا آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونا، ان کا ایمان لانا، پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ کر انہیں دعوت اسلام دینا قرآن کریم میں مذکور و منصوص ہے اکثر علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جن وانس کی طرف مبعوث ہونا آپ ہی کی خصوصیت ہے..... اور بعض علماء کے نادر قول کے مطابق حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بعثت ورسالت فرشتوں کو بھی شامل ہے اور محققین کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام اجزائے عالم اور جمیع اقسام موجودات کے لئے ہے خواہ وہ جمادات ونباتات ہوں یا حیوانات، آپ موجودات کے تمام ذروں اور کل کائنات کی تکمیل و تربیت فرمانے والے ہیں۔

جس طرح انسان کے ذمہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اطاعت فرض ہے۔^(۱) یوہیں ہر مخلوق پر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری ضروری۔^(۲)

عقیدہ (۳۵): حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملائکہ و انس و جن و حور و غلمان و حیوانات و جمادات، غرض تمام عالم کے لیے رحمت ہیں^(۳) اور مسلمانوں پر تو نہایت ہی مہربان۔^(۴)

۱..... ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ پ ۴، النساء: ۵۹۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ پ ۹، الأنفال: ۲۰۔

وفي "الخصائص الكبرى"، ج ۲، ص ۳۴۲: (قال أبو نعیم: ومن خصائصه أن الله تعالى فرض طاعته على العالم فرضاً مطلقاً لا شرط فيه ولا استثناء فقال: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ پ ۲۸، الحشر: ۷، وقال: ﴿وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ پ ۵، النساء: ۸۰، وأن الله تعالى أوجب على الناس التأسى به قولاً وفعلاً مطلقاً بلا استثناء).

۲..... في "مدارج النبوة"، ص ۱۹۳-۱۹۴: (همچنانکہ حیوانات ہمہ مطیع و منقاد امر آنحضرت بودند نباتات نیز در حیطنہ فرمانبرداری و طاعت وی بودند) (همچنانکہ نباتات را منقاد و مطیع امر وی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساخته بودند جمادات نیز ہمیں حکم دادند)، ملقطاً.

یعنی: جس طرح حیوانات سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطیع و فرمانبردار تھے نباتات (اگے والی چیزیں) بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت کے دائرے میں تھے، جس طرح نباتات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا فرماں بردار اور مطیع بنایا ہوا تھا جمادات بھی یہی حکم رکھتے تھے.

۳..... ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ پ ۱۷، الأنبياء: ۱۰۷۔

في "روح المعاني"، ج ۹، ص ۱۵۷، تحت هذه الآية: (أنه صلى الله عليه وسلم أتى بعث رحمة لكل فرد من العالمين ملائكتهم وإنسهم وجنهم ولا فرق بين المؤمن والكافر من الإنس والجن في ذلك).

في "روح البيان"، ج ۵، ص ۵۲۸، تحت هذه الآية: (قال بعض الكبار: وما أرسلناك إلا رحمة مطلقة تامة كاملة عامة شاملة جامعة محيطية بجميع المقيدات من الرحمة الغيبية والشهادة العلمية والعينية والوجودية والشهودية والسابقة واللاحقة وغير ذلك للعالمين جمع عوالم ذوي العقول وغيرهم من عالم الأرواح والأجسام ومن كان رحمة للعالمين لزم أن يكون أفضل من كل العالمين).

۴..... ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ پ ۱۱، التوبة: ۱۲۸۔

عقیدہ (۳۶): حضور، خاتم النبیین ہیں^(۱)، یعنی اللہ عزوجل نے سلسلہ نبوت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ختم کر دیا، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا^(۲)، جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ میں یا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے، کافر ہے۔^(۳)

عقیدہ (۳۷): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) افضل جمیع مخلوق الہی ہیں^(۴)، کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں وہ سب جمع کر دیے گئے^(۵)۔

..... ① ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾۔ پ ۲۲، الأحزاب: ۴۰۔

((وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ)) "صحیح البخاری"، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۳۵، ج ۲، ص ۴۸۵۔

..... ② ((وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي))۔ "سنن الترمذی"، کتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة... إلخ، الحدیث:

۲۲۲۶، ج ۴، ص ۹۳۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ))۔ سنن الترمذی، کتاب

الرؤيا، باب ذهب النبوة وبقيت المبشرات، ج ۴، ص ۱۲۱، الحدیث: ۲۲۷۹۔

..... ③ في "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص ۱۱۹-۱۲۰: (ومنها: أن يؤمن بأن الله ختم به النبیین وختم الله حكمه بما

لا يخلف منه،..... وهذه المسألة لا ينكرها إلا من لا يعتقد نبوته؛ لأنه إن كان مصداقاً بنبوته اعتقده صادقاً في كل ما أخبر به،

إذ الحجج التي ثبت بها بطريق التواتر نبوته ثبت بها أيضاً أنه آخر الأنبياء في زمانه وبعده إلى القيامة لا يكون نبی، فمن شك فيه

يكون شاكاً فيها أيضاً، وأيضاً من يقول: إنه كان نبی بعده، أو يكون، أو موجود وكذا من قال: يمكن أن يكون، فهو كافر).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل و جزاء یقیناً ہے ﴿وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾، نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے تو ہم خلاف

رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیر ان ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی، کافر

ہونے میں شک و تردد کو راہ دے وہ بھی کافر ہیں الکفر جلی الکفر ان ہے۔ "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۱۵، ص ۵۷۸۔ وانظر رسالة إمام أهل

السنة عليه الرحمة: "المبين ختم النبیین"، ج ۱۴، ص ۳۳۱، والرسالة: "جزاء الله عدوه بإبائه ختم النبوة"، ج ۱۵، ص ۶۲۹۔

..... ④ انظر العقيدة (۲۹)، ص ۵۲-۵۴۔

..... ⑤ ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ أَقْتَدَهُ﴾۔ پ ۷، الأنعام: ۹۰۔

في "تفسير الخازن"، ج ۲، ص ۳۴، تحت الآية: (احتج العلماء بهذه الآية على أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضل

من جميع الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، بيانه أن جميع خصال الكمال وصفات الشرف كانت متفرقة فيهم فكان نوح صاحب

اور ان کے علاوہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں^(۱)،.....

احتمال علی اذی قومہ، وکان ابراہیم صاحب کرم وبذل ومجاهدة فی اللہ عز وجل، وکان إسحاق ويعقوب من أصحاب الصبر علی البلاء والمحن، وکان داود علیہ السلام وسليمان من أصحاب الشکر علی النعمة، قال اللہ فیہم: ﴿إِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا﴾ [پ: ۲۲، سبا: ۱۳]، وکان أيوب صاحب صبر علی البلاء، قال اللہ فیہ: ﴿إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ [پ: ۲۳، ص: ۴۴]، وکان یوسف قد جمع بین الحالتین، یعنی: الصبر والشکر، وکان موسی صاحب الشریعة الظاہرة والمعجزة الباہرة، وکان زکریا ویحیی وعیسی وإلیاس من أصحاب الزهد فی الدنیا، وکان إسماعیل صاحب صدق وکان یونس صاحب تضرع وإحبات، ثم إن اللہ تعالیٰ أمر نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم أن یقتدی بہم وجمع لہ جمیع الخصال المحمودۃ المتفرقة فیہم فثبت بہذا البیان أنہ صلی اللہ علیہ وسلم کان أفضل الأنبیاء لما اجتمع فیہ من ہذہ الخصال التی كانت متفرقة فی جمیعہم واللہ أعلم۔

وفي "تکمیل الإیمان"، ص ۱۲۴: (جمیع کمالات کہ در ذوات مقدسہ انبیای سابق مودع بود در ذات شریف او با زیادتیہا موجود بود)۔

(انجہ خوبای ہمہ دارند تو تنہا داری)۔

یعنی: جس قدر کمالات انبیاء سابقین کی ذوات مقدسہ میں ودیعت فرمائے گئے تھے وہ سب بلکہ ان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف میں موجود۔

یعنی: جو کچھ تمام حسین باعتبار مجموعہ کے رکھتے ہیں وہ آپ تنہا رکھتے ہیں۔

①..... عن ابن عباس رضي اللہ تعالیٰ عنہما: ((فضلت علی الأنبياء بخصلتين)).

"المواهب اللدنیة"، المقصد الرابع، الفصل الثاني، ج ۲، ص ۲۵۳۔

عن حذیفة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ)).

"صحیح مسلم"، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، الحديث: ۵۲۲، ص ۲۶۵۔

عن أبي أمامة: أنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ((فضلت بأربع)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۲۲۷۲، ج ۸، ص ۲۸۴۔

عن السائب بن يزيد، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((فضلت علی الأنبياء بخمس)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ۶۶۷۴، ج ۷، ص ۱۵۵۔

عن أبي هريرة أنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ((فضلت علی الأنبياء بست)).

"صحیح مسلم"، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، الحديث: ۵۲۳، ص ۲۶۶۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أعطيت أربعاً لم يعطهن أحد من أنبياء اللہ)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۳۶۱، ج ۱، ص ۳۳۳۔

بلکہ اوروں کو جو کچھ ملا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے طفیل میں، بلکہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دستِ اقدس سے ملا، بلکہ کمال اس لیے کمال ہوا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی صفت ہے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے رب کے کرم سے اپنے نفسِ ذات میں کامل و اکمل ہیں، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا کمال کسی وصف سے نہیں، بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال و کامل و مکمل ہو گیا، کہ جس میں پایا جائے اس کو کامل بنا دے۔^(۱)

أخبرنا جابر بن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((أعطيت خمسا لم يعطهن أحد قبلي..... إلخ)).

”صحيح البخاري“، كتاب التيمم، الحديث: ۳۳۵، ج ۱، ص ۱۳۴.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت خمسا لم يعطهن أحد من الأنبياء قبلي..... إلخ)).

”صحيح البخاري“، كتاب الصلاة، الحديث: ۴۳۸، ج ۱، ص ۱۶۸.

عن عبادة بن صامت أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج فقال: ((إن جبريل أتاني فقال: أخرج فحدث بنعمة الله التي أنعم بها

عليك فبشرني بعشر لم يؤتها نبي قبلي)). ”الخصائص الكبرى“، باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بعموم الدعوة... إلخ، ج ۲، ص ۳۲۰.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت ما لم يعط أحد من الأنبياء)).

”المصنف“ لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ما أعطى الله تعالى... إلخ، الحديث: ۹، ج ۷، ص ۴۱۱.

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ احادیث نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”ان روایات ہی سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اعداد مذکورہ میں حصر مراد نہیں، کہیں دو فرماتے ہیں، کہیں تین، کہیں چار، کہیں پانچ، کہیں چھ، کہیں دس۔ اور حقیقت سواورد و سو پر بھی انتہا نہیں۔ امام علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے ”خصائص کبریٰ“ میں اڑھائی سو کے قریب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص جمع کئے۔ اور یہ صرف ان کا علم تھا ان سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے۔ اور علمائے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ معلوم ہے، پھر تمام علوم عالم اعظم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہزاروں منزل ادھر منقطع ہیں۔ جس قدر حضور اپنے فضائل و خصائص جانتے ہیں دوسرا کیا جانے گا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ان کا مالک و مولیٰ جل و علا، ﴿إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهٰی﴾ پ ۲۷، النجم: ۴۲، (ترجمہ: بیشک تمہارے رب ہی کی طرف منتہی ہے۔ جس نے انہیں ہزاروں فضائل عالیہ و جلال عالیہ دئے اور بے حد و بے شمار ابد الابد کے لئے رکھے ﴿وَلَا خَيْرَ لَكَ مِنَ الْأُولٰٓئِ﴾ پ ۳۰، الضحیٰ: ۴، (ترجمہ: اور بے شک پچھلی گھڑی آپ کے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ ت۔) ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۳۰، ص ۲۵۳.

.....^① ”فتاویٰ رضویہ“ میں ہے: ”ہمزہ شریف“ میں ارشاد فرمایا: ع (کل فضل فی العالمین فمن فضل النبی استعارة الفضلاء).

(جہاں والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگ کر لی ہے۔)

امام ابن حجر مکی ”افضل القری“ میں فرماتے ہیں: (لأنه الممد لهم إذ هو الوارث للحضرة الإلهية والمستمد منها بلا واسطة دون غيره فإنه لا يستمد منها إلا بواسطته فلا يصل لكامل منها شيء إلا وهو من بعض مدده وعلى يديه). تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ حضور ہی بارگاہ الہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مدد الہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس کا مل کو جو خوبی ملی وہ حضور ہی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔ (”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۳۰، ص ۶۷۷) =

عقیدہ (۳۸): محال ہے کہ کوئی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا مثل ہو^(۱)، جو کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا مثل بتائے، گمراہ ہے یا کافر۔

عقیدہ (۳۹): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اللہ عزوجل نے مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا، کہ تمام خلق جو یائے رضائے مولا ہے^(۲) اور اللہ عزوجل طالبِ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔^(۳)

= فی "حاشیۃ الصاوی"، ج ۱، ص ۲۱۶: (فالأنبياء وسائط لأممهم في كل شيء وواسطتهم رسول الله).

وفیه ج ۱، ص ۵۲: (فهو الواسطة لكل واسطة حتى آدم).

فی "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۳، ص ۲۴۷: (أنه صلى الله تعالى عليه وسلم لا يتشرف بغيره بل الكل إنما يتشرفون به).
یعنی: حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو کسی دوسرے سے شرف حاصل نہیں ہوا بلکہ دوسروں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے شرف پایا ہے۔

①..... فی "المعتقد المنتقد"، ص ۱۲۶: (ومن المعلوم استحالة وجود مثله بعده).

وانظر للتفصيل "الشفاء"، ج ۲، ص ۲۳۹، "شرح الشفاء" للملا علي القاري، ج ۲، ص ۲۴۰، و"نسيم الرياض"، ج ۶، ص ۲۳۲.

②..... تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتی ہے۔

③..... ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾ پ ۳۰، الضحیٰ: ۵.

﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾ پ ۲، البقرة: ۱۴۴.

فی "التفسير الكبير"، البقرة: تحت الآية: ۱۴۲، ج ۲، ص ۸۲: (ولم يقل: قبله أرضاها، والإشارة فيه كأنه تعالى قال: يا محمد كل أحد يطلب رضائي وأنا أطلب رضاك في الدارين). وفي الحديث: ((كلهم يطلبون رضائي وأنا أطلب رضاك يا محمد)).

وفي الحديث: ((يا محمد أنت نور نوري وسر سري وكنوز هدايتي وخزائن معرفتي، جعلت فداء لك ملكي من العرش إلى ما تحت الأرضين، كلهم يطلبون رضائي وأنا أطلب رضاك يا محمد)).

"الفتاوى الرضوية"، ج ۳۰، ص ۴۹۱. وص ۱۹۷-۱۹۸، وج ۱۴، ص ۲۷۵-۲۷۶.

عن عائشة قالت:..... ((والله ما أرى ربك إلا يسارع لك في هواك)).

"صحيح مسلم"، كتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضررتها، الحديث: ۱۴۶۴، ص ۷۷۱.

وفي رواية: "صحيح البخاري"، عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((مَا أَرَىٰ رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ)). كتاب التفسير،

الحديث: ۴۷۸۸، ج ۳، ص ۳۰۳. وفي "فتح الباري"، ج ۸، ص ۴۵۳، تحت الحديث: (أي: ما أرى الله إلا موجداً لما تريد

بلا تأخير، منزلاً لما تحب وتختار).

ع خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد

[حدائق بخشش، ص ۴۹]-

عقیدہ (۴۰): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خصائص سے معراج ہے، کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (۱) اور وہاں سے ساتوں آسمان (۲) اور گرسی وعرش تک، بلکہ بالائے عرش (۳) رات کے ایک خفیف حصہ میں مع جسم تشریف لے گئے (۴)

① ﴿سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا﴾ پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱.

② عن شريك ابن عبد الله أنه قال: سمعت ابن مالك يقول: ليلة أسري برسول الله صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة، ثم عرج به إلى السماء الدنيا ثم عرج به إلى السماء الثانية ثم عرج به إلى السماء الثالثة ثم عرج به إلى الرابعة ثم عرج به إلى السماء الخامسة ثم عرج به إلى السماء السادسة ثم عرج به إلى السماء السابعة ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمه إلا الله حتى جاء سدره المنتهى، ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى، فأوحى إليه فيما أوحى، ملتقطاً، "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب ما جاء في قوله عز وجل: ﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا﴾، الحديث: ۷۵۱۷، ج ۴، ص ۵۸۰-۵۸۲.

وفي "الحديقة الندية"، ج ۱، ص ۲۷۲: (والمعراج لرسول الله صلى الله عليه وسلم في حال اليقظة بشخصه (صلى الله عليه وسلم)، أي: بصورة الجسمانية، من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى، ثم من المسجد الأقصى إلى السماء، أي: جنسها ليشمل السموات السبع، ثم إلى ما شاء الله من العلى).

③ في "تكميل الإيمان"، ص ۱۲۸: (ومعراجه في اليقظة بشخصه إلى السماء، ثم إلى ما شاء الله تعالى حق) امتحان ایمان در تصدیق قضیہ معراج است کہ در ساعت لطیف در بیداری بجسد شرف تا آسمان وعرش عظیم بلکہ بالای عرش تا حد لامکان بآن حکایات وخصوصیات مذکورہ کہ در احادیث صحیحہ واقع شد).

یعنی: بیداری کی حالت میں جسمانی طور پر آسمان کی طرف معراج فرمانا، پھر وہاں سے جہاں تک خدا کی مشیت ہو جانا حق ہے، مطلب یہ کہ واقعہ معراج کی تصدیق میں ایمان کا امتحان ہے کہ مختصری گھڑی میں بیداری کے عالم میں جسم شریف کے ساتھ آسمان وعرش اعظم تک بلکہ عرش سے بھی اوپر حد لامکان تک تشریف لے جانا یہ حکایات وخصوصیات احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں.

④ في "تفسير الخازن"، ج ۳، ص ۱۵۸: (والحق الذي عليه أكثر الناس ومعظم السلف وعامة الخلف من المتأخرين من الفقهاء والمحدثين والمتكلمين أنه أسري بروحه وجسده صلى الله عليه وسلم، ويدل عليه قوله سبحانه وتعالى: ﴿سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا﴾، ولفظ العبد عبارة عن مجموع الروح والجسد).

و في "حاشية الصاوي"، ج ۴، ص ۱۱۰۶، پ ۱۵، الإسرائ، تحت الآية ۱: (قوله: ﴿بِعَبْدِهِ﴾ أي: بروحه وجسمه على الصحيح).

وفي "تفسير الجلالين"، ص ۲۲۸: ﴿لَيْلًا﴾: نصب على الظرف والإسراء سير الليل وفائدة ذكره الإشارة بتنكيره إلى تقليل مدته).

اور وہ قرب خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر و ملک کو کبھی نہ حاصل ہوا نہ ہو^(۱)، اور جمال الہی پچشم سردیکھا^(۲) اور کلام الہی بلا واسطہ بنا^(۳) اور تمام ملکوت السموات والارض کو بالتفصیل ذرہ ذرہ ملاحظہ فرمایا۔^(۴)

فی ”حاشیۃ الصاوی“، ج ۴، ص ۱۱۰۶: (قوله: إلى تقليل مدته: أي: فقليل: قدر أربع ساعات، وقيل: ثلاث، وقيل: قدر لحظة، قال السبكي: في تائيته: وعدت وكل الأمر في قدر لحظة).

وفي ”الجمال“، الجزء الثاني، ج ۲، ص ۲۹۹، تحت الآية: (قوله: الإشارة إلخ أي: فالتنوين للتقليل أي: في جزء قليل من الليل، قيل: قدر أربع ساعات، وقيل: ثلاث، وقيل: أقل من ذلك).

①..... فی ”روح البیان“، پ ۱۵، الأسراء، ج ۵، ص ۱۰۶، تحت الآية ۱: قال عليه السلام: ((فقمتم إلى جبريل فقلت: أخي جبريل: ما لك))، فقال: يا محمد إن ربي تعالى بعثني إليك أمرني أن آتیه بك في هذه الليلة بكرامة لم يكرم بها أحد قبلك ولا يكرم بها أحد بعدك.

وفي ”روح البیان“، پ ۷، الأنعام، ج ۳، ص ۶۳، تحت الآية ۹۰: ((..... وتدنو إليه به إلى أن تصل إلى مقام قاب قوسين أو أدنى مقاما لم يصل إليه أحد قبلك لا ملك مقرب ولا نبي مرسل).

②..... ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى﴾ پ ۲۷، النجم: ۱۷.

وفي ”روح البیان“، ج ۹، ص ۲۲۸، تحت الآية: (إن رؤية الله كانت بعين بصره عليه السلام يقظة بقوله: ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ﴾... إلخ، لأن وصف البصر بعدم الزيف يقتضي أن ذلك يقظة ولو كانت الرؤية قلبية لقال: ما زاغ قلبه، وأما القول بأنه يجوز أن يكون المراد بالبصر بصر قلبه فلا بد له من القرينة وهي هاهنا معدومة).

عن ابن عباس قال: ((إن محمداً رأى ربه مرتين، مرة ببصره ومرة بفؤاده)). ”الدر المنثور“ ج ۷ ص ۶۴۷.

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((رأيت ربي تبارك وتعالى)).

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۵۸۰، ج ۱، ص ۶۱۱.

③..... فی ”فتح الباری“، کتاب مناقب الأنصار، باب المعراج، تحت الحديث: ۳۸۸۸، ج ۷، ص ۱۸۵: (إن الله سبحانه وتعالى كلم نبيه محمداً صلى الله عليه وسلم ليلة الإسراء بغير واسطة).

وانظر رسالة إمام أهل السنة رحمه الله تعالى ”منبه المنية بوصول الحبيب إلى العرش والرؤية“، ج ۳۰، ص ۶۷۳.

④..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((رأيت ربي في أحسن صورة، قال: فيم يختصم الملائة الأعلى؟ فقلت: أنت أعلم يا رب، قال: فوضع كفه بين كتفي فوجدت بردها بين ثديي فعلمت ما في السموات والأرض)).

”سنن الدارمي“، كتاب الرؤيا، باب في رؤية الرب تعالى في النوم، الحديث: ۲۱۴۹، ج ۲، ص ۱۷۰.

عقیدہ (۴۱): تمام مخلوق اولین و آخرین حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیاز مند ہے^(۱)، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم

خلیل اللہ علیہ السلام۔^(۲)

فی ”المرقاة“، ج ۲، ص ۲۹۴، تحت الحديث: (فعلمت أي: بسبب وصول ذلك الفيض ما في السموات والأرض، يعني: ما أعلمه الله تعالى مما فيهما من الملائكة والأشجار وغيرهما، وهو عبارة عن سعة علمه الذي فتح الله به عليه، وقال ابن حجر: أي: جميع الكائنات التي في السموات بل وما فوقها، كما يستفاد من قصة المعراج، والأرض هي بمعنى الجنس، أي: وجميع ما في الأرضين السبع بل وما تحتها.... إلخ).

وفي ”أشعة اللمعات“، ج ۱، ص ۳۵۷، تحت قوله: ((فعلمت ما في السموات والأرض)) پس دانستمر ہر چہ در آسمان ها و ہر چہ در زمین بود عبادت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن).
یعنی: ”پس جو کچھ آسمان و زمین میں تھا سب کچھ میں نے جان لیا“ یہ بات تمام علوم کلی و جزئی کو گھیرے ہوئے ہے۔

①..... عن أبي هريرة قال.....: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا سيد الناس يوم القيامة، وهل تدرون بم ذاك؟ يجمع الله تعالى يوم القيامة الأولين والآخرين في صعيد واحد..... فيقول بعض الناس لبعض: اتوا آدم، فيأتون آدم - عليه السلام -..... فيقول آدم:..... نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري اذهبوا إلى نوح، فيأتون نوحا - عليه السلام -..... فيقول لهم:..... نفسي نفسي، اذهبوا إلى إبراهيم، فيأتون إبراهيم..... فيقول لهم إبراهيم:..... نفسي نفسي اذهبوا إلى موسى، فيأتون موسى..... فيقول لهم موسى:..... نفسي نفسي اذهبوا إلى عيسى، فيأتون عيسى..... فيقول لهم عيسى:..... نفسي نفسي اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى محمد صلى الله عليه وسلم، فيأتوني فيقولون: يا محمد! أنت رسول الله وخاتم الأنبياء، وغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى ما نحن فيه، ألا ترى ما قد بلغنا، فأنتلق فآتي تحت العرش فأقع ساجداً لربي، ثم يفتح الله عليّ ويلهمني من محامده وحسن الثناء عليه شيئاً لم يفتح لأحد قبلي، ثم يقال: يا محمد! ارفع رأسك سل تعطه اشفع تشفع، فأرفع رأسي فأقول: يا رب! أمتي أمتي فيقال: يا محمد! أدخل الجنة من أمتك، من لا حساب عليه، من باب الأيمن من أبواب الجنة، وهم شركاء الناس فيما سوى ذلك من الأبواب))، ملتقطاً. ”صحيح مسلم“، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ۱۹۴، ص ۱۲۵-۱۲۶.

②..... قال رسول الله ﷺ: ((اللهم! اغفر لأمتي، اللهم اغفر لأمتي، وأخرت الثالثة ليوم يرغب إليّ الخلق كلهم حتى إبراهيم عليه السلام)). ”صحيح مسلم“، كتاب فضائل القرآن، باب بيان أنّ القرآن على... إلخ، الحديث: ۸۲۰، ص ۴۰۹.

وفي ”نوادير الأصول“، الأصل الثالث والسبعون، ص ۱۱۰، والأصل الثاني عشر والمائة، ص ۱۴۸: ((وأن إبراهيم ليغرب في دعائي ذلك اليوم)). ”الفتاوى الرضوية“، ج ۳۰، ص ۲۱۷-۲۱۸.

عقیدہ (۴۲): قیامت کے دن مرتبہ شفاعتِ کبریٰ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خصائص سے ہے کہ جب تک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فتحِ بابِ شفاعت نہ فرمائیں گے کسی کو مجالِ شفاعت نہ ہوگی^(۱)، بلکہ حقیقتہً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دربار میں شفاعت لائیں گے^(۲) اور اللہ عزوجل کے حضور مخلوقات میں صرف حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) شفیع ہیں^(۳) اور یہ شفاعتِ کبریٰ مومن، کافر، مطیع، عاصی سب کے لیے ہے، کہ وہ انتظارِ حساب جو سخت جانگزا ہوگا، جس کے لیے لوگ تہمتائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دیے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اس بلا سے چھٹکارا کفار کو بھی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بدولت ملے گا، جس پر اولین و آخرین، موافقین و مخالفین، مؤمنین و کافرین سب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حمد کریں گے، اسی کا نام مقامِ محمود ہے^(۴) اور شفاعت کے اور اقسام بھی ہیں، مثلاً بہتوں کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے،

① ﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ پ ۱۵، الإسراء: ۷۹.

فی ”تفسیر الطبری“، ج ۸، ص ۱۳۱، تحت الآیۃ: عن ابن عباس، قوله: ﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾، قال: المقام المحمود: مقام الشفاعة).

وفی ”روح البیان“، ج ۵، ص ۱۹۲، تحت الآیۃ: ﴿مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ عندك وعند جميع الناس وهو مقام الشفاعة العامة لأهل المحشر يغبطه به الأولون والآخرون؛ لأن كل من قصد من الأنبياء للشفاعة يحيد عنها ويحيل على غيره حتى يأتوا محمداً للشفاعة فيقول: ((أنا لها))، ثم يشفع فيشفع فيمن كان من أهلها).

فی ”المعتقد المنتقد“، تکمیل الباب، ص ۱۲۷: (ومنها: أن يعتقد أن يوم القيمة لا يستغني أحد من أمته بل جميع الأنبياء عن جاهه ومنزلته، ومتى لم يفتح الشفاعة لا يستطيع أحد شفاعته). و”الفتاوى الرضوية“، ج ۲۹، ص ۵۷۵.

② قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن في ”المعتمد المستند“، ص ۱۲۷: وهذا أحد معاني (قوله صلى الله تعالى عليه وسلم: ((أنا صاحب شفاعتهم)) والمعنى الآخر الألفظ الأشرف أن لا شفاعاة لأحد بلا واسطة عند ذي العرش جل جلاله إلا للقرآن العظيم ولهذا الحبيب المرتضى الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم، وأما سائر الشفعاء من الملائكة والأنبياء والأولياء والعلماء والحفاظ والشهداء والحجاج والصلحاء فعند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فينهنون إليه ويشفعون لديه وهو صلى الله تعالى عليه وسلم يشفع لمن ذكره ولمن لم يذكره عند ربه عزوجل، وقد تأكد عندنا هذا المعنى بأحاديث، ولله الحمد. ۱۲).

③ عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ((إذا كان يوم القيامة كنت إمام النبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر)). ”سنن الترمذي“، كتاب المناقب، باب سلوا الله لي الوسيلة، الحديث: ۳۶۳۳، ج ۵، ص ۳۵۳.

④ عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: ((إن الشمس لتدنو حتى يبلغ العرق نصف الأذن، فبينما هم كذلك استغاثوا بآدم عليه السلام فيقول: لستُ بصاحب ذلك، ثم موسى عليه السلام فيقول كذلك،

جن میں چار ارب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے، اس سے بہت زائد اور ہیں، جو اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے علم میں ہیں (1)، بہتر ہے وہ ہوں گے جن کا حساب ہو چکا ہے اور مستحق جہنم ہو چکے، اُن کو جہنم سے بچائیں گے (2) اور بعضوں کی شفاعت فرما کر جہنم سے نکالیں گے (3) اور بعضوں کے درجات بلند فرمائیں گے (4) اور بعضوں سے تخفیف عذاب فرمائیں گے۔ (5)

ثم محمد صلى الله عليه وسلم فيشفع، فيقضي الله بين الخلائق فيمشي حتى يأخذ بحلقة باب الجنة فيومئذ يبعثه الله مقاماً محموداً يحمدُه أهل الجمع كلهم)). "الدر المنثور"، ج ٥، ص ٣٢٥.

وفي "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص ١٢٨: (الشفاعة لإراحة الخلائق من هول الموقف).

قال الإمام أحمد رضا في "المعتقد المستند"، تحت اللفظ: "لإراحة الخلائق": (وهي الشفاعة الكبرى لعمومها جميع أهل الموقف). و"روح البيان"، ج ٥، ص ١٩٢.

① قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((وعندي ربي أن يدخل الجنة من أمتي سبعين ألفاً لا حساب عليهم ولا عذاب، مع كل ألف سبعون ألفاً وثلاث حثيات من حثيات ربي)). "جامع الترمذي"، أبواب صفة القيامة، ١٢ - باب منه الحديث: ٢٤٤٥، ج ٤، ص ١٩٨.

وفي رواية: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إن ربي أعطاني سبعين ألفاً من أمتي يدخلون الجنة بغير حساب))، فقال عمر: يا رسول الله، فهل استزدته؟ قال: ((قد استزدته، فأعطاني مع كل رجل سبعين ألفاً)) قال عمر: فهل استزدته؟ قال: ((قد استزدته فأعطاني هكذا)) وفرج عبد الله بن بكر بين يديه وقال عبد الله: وبسط باعيه وحثا عبد الله وقال هشام: وهذا من الله لا يدري ما عدده. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٧٠٦، ج ١، ص ٤١٩.

② ((فما أزال أشفع حتى أعطى صكاً كما برجال قد بعث بهم إلى النار وآتي مالكاُ خازن النار فيقول: يا محمد ما تركت للنار لغضب ربك في أمتك من بقية)). "المستدرک" للحاكم، كتاب الإيمان، للأنبياء منابر من ذهب، الحديث: ٢٢٨، ج ١، ص ٢٤٢.

③ ((يخرج قوم من النار بشفاعة محمد صلى الله عليه وسلم فيدخلون الجنة يسمون الجهنميين)).

"صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحديث: ٦٥٦٦، ج ٤، ص ٢٦٣.

④ في "المعتقد المنتقد"، أقسام شفاعته صلى الله عليه وسلم، ص ١٢٩: (ومنها زيادة الدرجات) وفي "حجة الله على العالمين"، ص ٥٣: (والشفاعة في رفع درجات ناس في الجنة).

⑤ عن عباس بن عبد المطلب قال: يا رسول الله هل نفعت أبا طالب بشيء فإنه كان يحوطك ويغضب لك؟ قال: ((نعم، هو في ضحضاح من نار، لولا أنا لكان في الدرك الأسفل من النار)).

"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب كنية المشرك، الحديث: ٦٢٠٨، ج ٤، ص ١٥٧-١٥٨.

وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة: "إسماع الأربعين في شفاعته سيد المحبوبين"، ج ٢٩، ص ٥٧١.

عقیدہ (۴۳): ہر قسم کی شفاعت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے ثابت ہے۔ شفاعت بالوجاہۃ، شفاعت بالحبۃ،

شفاعت بالاذن، ان میں سے کسی کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے۔^(۱)

عقیدہ (۴۴): منصب شفاعت حضور کو دیا جا چکا، حضور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

((أُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ))^(۲)، اور ان کا رب فرماتا ہے:

﴿وَأَسْتَغْفِرُ لَذُنُوبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾^(۳)

”مغفرت چاہوا اپنے خاصوں کے گناہوں اور عام مؤمنین و مؤمنات کے گناہوں کی۔“

شفاعت اور کس کا نام ہے...؟ ”اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَةَ حَبِيبِكَ الْكَرِيمِ۔“

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾^(۴)

شفاعت کے بعض احوال، نیز دیگر خصائص جو قیامت کے دن ظاہر ہوں گے، احوالِ آخرت میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان ہوں گے۔

عقیدہ (۴۵): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت مدارِ ایمان، بلکہ ایمان اسی محبت ہی کا نام ہے، جب تک حضور

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔^(۵)

① ”المعتقد المنتقد“، تکمیل الباب، ص ۱۲۹ - ۱۳۱۔

② یعنی: ”مجھے شفاعت دے دی گئی“۔ ”صحیح البخاری“، کتاب التیمم، الحدیث: ۳۳۵، ج ۱، ص ۱۳۴۔

③ پ ۲۶، محمد: ۱۹۔

④ ترجمہ کنز الایمان: جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہو اسلامت دل لے کر۔ پ ۱۹، الشعراء: ۸۸ - ۸۹۔

⑤ قال اللہ تعالیٰ: ﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ پ ۱۰، التوبة: ۲۴۔

عن أنس قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين)).

”صحیح البخاری“، کتاب الإیمان، باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم من الإیمان، الحدیث: ۱۵، ج ۱، ص ۱۷۔

وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة: ”تمهيد إيمان بآيات قرآن“ في ”الفتاوى الرضوية“، ج ۳۰، ص ۳۱۰۔

عقیدہ (۳۶): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اطاعت عین طاعت الہی ہے، طاعت الہی بے طاعت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ناممکن ہے^(۱)، یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اُسے یاد فرمائیں، فوراً جواب دے اور حاضر خدمت ہو^(۲) اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کلام کرے، بدستور نماز میں ہے، اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔^(۳)

..... ① ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ پ ۵، النساء: ۸۰۔

وفي "المعتقد المنتقد"، الفصل الأول في وجوب... إلخ، ص ۱۳۳: (فجعل طاعة رسوله طاعته، وقرن طاعته بطاعته وأوعده عليه بجزيل الثواب ووعد على مخالفته بأليم العذاب ورغم أنف المشركين حين قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: ((من أحبني فقد أحب الله، ومن أطاعني فقد أطاع الله)).

② عن أبي سعيد بن المعلى رضي الله عنه قال: كنت أصلي فمر بي رسول الله صلى الله عليه وسلم فدعاني فلم آته حتى صليت ثم أتيته، فقال: ما منعك أن تأتي؟ ألم يقل الله: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ... إلخ﴾. "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، الحديث: ۴۶۴۷، ج ۳، ص ۲۲۹۔

عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج على أبي بن كعب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يا أبا - وهو يصلي - فالتفت أبي فلم يجبه، وصلى أبي فخفف ثم انصرف إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: السلام عليك يا رسول الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وعليك السلام ما منعك يا أبي أن تجيبني إذ دعوتك؟، فقال: يا رسول الله إني كنت في الصلاة، قال: أفلم تجد فيما أوحى الله إلي أن ﴿اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ [پ ۹، الانفال: ۲۴]، قال: بلى ولا أعود إن شاء الله)).

"سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل فاتحة الكتاب، الحديث: ۲۸۸۴، ج ۴، ص ۴۰۰۔

..... ③ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ پ ۹، الأنفال: ۲۴۔

وفي "روح المعاني"، ج ۵، ص ۲۷۶، تحت الآية: (واستدل بالآية على وجوب إجابته صلى الله عليه وسلم إذا نادى وهو في الصلوة، وعن الشافعي أن ذلك لا يطلها لأنها أيضاً إجابة).

وفي تفسير القرطبي، ج ۴، ص ۲۷۹، تحت الآية: (وقال الشافعي رحمه الله: هذا دليل على أن الفعل الفرض أو القول الفرض إذا أتى به في الصلاة لا تبطل؛ لأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالإجابة وإن كان في الصلاة).

وفي "تفسير البيضاوي"، ج ۳، ص ۹۹، تحت الآية: (واختلف فيه، فقيل: هذا لأن إجابته لا تقطع الصلاة، فإن الصلاة أيضاً إجابة، وقيل: لأن دعاءه كان لأمر لا يحتمل التأخير والمصلي أن يقطع الصلاة لمثله، وظاهر الحديث يناسب الأول).

عقیدہ (۴۷): حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم یعنی اعتقادِ عظمت جزوِ ایمان و رکنِ ایمان ہے (۱) اور فعلِ تعظیم

بعد ایمان ہر فرض سے مقدم ہے، اس کی اہمیت کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوہ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا، مولیٰ علی نے نمازِ عصر نہ پڑھی تھی، آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے، مگر اس خیال سے کہ زانو سر کاؤں تو شاید خواب مبارک میں خلل آئے، زانو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا، جب چشمِ اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم دیا، ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مولیٰ علی نے نماز ادا کی پھر ڈوب گیا (۲)، اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃ وسطیٰ نمازِ عصر (۳) مولیٰ علی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیند پر قربان کر دی، کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

= وفي "عمدة القاري"، كتاب العمل في الصلاة، باب إذا ادعت الأم ولدها في الصلاة، تحت الحديث: ۱۲۰۶، ج ۵، ص ۶۰۶: (من خصائص النبي صلى الله عليه وسلم أنه لو دعا إنسانا وهو في الصلاة وجب عليه الإجابة ولا تبطل صلاته). وفي "المراقبة"، كتاب فضائل القرآن، ج ۴، ص ۶۲۴، تحت الحديث: ۲۱۱۸: (قال الطيبي: دل الحديث على أن إجابة الرسول لا تبطل الصلاة، كما أن خطابه بقولك: السلام عليك أيها النبي لا يبطلها).

① وفي "الفتاوى الرضوية"، ج ۱۵، ص ۱۶۸: ﴿لِئَلَّا تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعَزَّوْهُ وَتَقْرُوه﴾ [الفتح: ۹]: یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے خود فرماتا ہے: "اس لئے کہ تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو"۔ معلوم ہوا کہ دین و ایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا جاتا ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

② عن أسماء بن عميس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى الظهر بالصهباء، ثم أرسل علياً في حاجة فرجع وقد صلى النبي صلى الله عليه وسلم العصر، فوضع النبي صلى الله عليه وسلم رأسه في حجر علي فنام فلم يحركه حتى غابت الشمس، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ((اللهم إن عبدك علياً احتبس بنفسي على نبيه فردّ عليه الشمس)) قالت: فطلعت عليه الشمس حتى رفعت على الجبال وعلى الأرض وقام علي فتوضأ وصلى العصر ثم غابت وذلك بالصهباء.

"المعجم الكبير"، الحديث: ۳۸۲، ج ۲، ص ۱۴۴-۱۴۵. وفي "الشفا"، فصل في انشقاق القمر، الجزء ۱، ص ۲۸۴: ((أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يوحى إليه ورأسه في حجر علي فلم يصل العصر حتى غربت الشمس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أصليت يا علي؟)) قال: لا، فقال: ((اللهم إنه كان في طاعتك وطاعة رسولك فاردد عليه الشمس))، قالت أسماء: فرأيتها غربت ثم رأيتها طلعت بعد ما غربت ووقفت على الجبال والأرض وذلك بالصهباء في خيبر.

③ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ پ ۲، البقرة: ۲۳۸. في "تفسير الطبري"، تحت الآية، ج ۲، ص ۵۶۹، الحديث: ۵۳۸۵: (حدثنا أبو كريب قال: حدثنا مصعب بن سلام، عن أبي حيان، عن أبيه، عن علي قال: ((الصلاة الوسطى صلاة العصر)).

ہی کے صدقہ میں ملیں۔ دوسری حدیث اسکی تائید میں یہ ہے کہ غارِ ثور میں پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اُس کے سوراخ بند کر دیے، ایک سوراخ باقی رہ گیا، اُس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا، تشریف لے گئے اور اُن کے زانو پر سرِ اقدس رکھ کر آرام فرمایا، اُس غار میں ایک سانپ مشتاقِ زیارت رہتا تھا، اُس نے اپنا سر صدیق اکبر کے پاؤں پر ملا، انھوں نے اس خیال سے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا، آخر اُس نے پاؤں میں کاٹ لیا، جب صدیق اکبر کے آنسو چہرہ انور پر گرے، چشمِ مبارک کھلی، عرضِ حال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے لعابِ دہن لگا دیا فوراً آرام ہو گیا، ہر سال وہ زہر عود کرتا، بارہ برس بعد اُسی سے شہادت پائی۔^(۱)

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے^(۲)

عقیدہ (۴۸): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تعظیم و توقیر جس طرح اُس وقت تھی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے، اب بھی اُسی طرح فرضِ اعظم ہے^(۳)، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا

①..... ﴿ثَانِيَانِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ [پ ۱۰، التوبة: ۴۰] في "روح البيان"، تحت هذه الآية، ج ۳، ص ۴۳۲-۴۳۳: (فلما أراد رسول الله دخوله قال له أبو بكر: مكانك يا رسول الله! حتى أستبرأ الغار فدخل واستبرأ وجعل يسدّ الحجرة بتيابه خشية أن يخرج منها شيء يؤذيه أي: رسول الله فبقى جحر وكان فيه حية فوضع رضى الله عنه عقبه عليه ثم دخل رسول الله فجعلت تلك الحية تلسعه وصارت دمعه تنحدر فتفل رسول الله على محل اللدغة فذهب ما يجده).
في "تفسير الخازن"، پ ۱۰، التوبة: ۴، ج ۲، ص ۲۴۰: (قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم: ادخل، فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضع رأسه في حجره ونام فلدغ أبو بكر في رجله من الحجر ولم يتحرك مخافة أن ينتبه رسول الله صلى الله عليه وسلم فسقطت دمعه على وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ((ما لك يا أبا بكر؟)) فقال: لدغت فداك أبي وأمي فتفل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فذهب ما يجده ثم انتقض عليه وكان سبب موته).

②..... "حدايق بخشش"، حصہ اول، ص ۱۴۴، وانظر "الفتاوى الرضوية"، ۳۰، ص ۱۳۸.

③..... وفي "الشفاء"، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، فصل، ج ۲، ص ۴۰: (أن حرمة النبي صلى الله عليه وسلم بعد موته وتوقيره وتعظيمه لازم كما كان حال حياته).

في "روح البيان"، الأحزاب: تحت الآية: ۵۳، ج ۷، ص ۲۱۶: (يجب على الأمة أن يعظموه عليه السلام ويوقروه في جميع الأحوال في حال حياته وبعد وفاته فإنه بقدر ازدياد تعظيمه وتوقيره في القلوب يزداد نور الإيمان فيها).

ذکر آئے تو بکمال خشوع و خضوع و انکسار بادب سُنے^(۱)، اور نام پاک سُننے ہی درود شریف پڑھنا واجب ہے۔^(۲)

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَاللَّهِ الْكَرَامِ وَصَحْبِهِ الْعِظَامِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ“

وفي ”المعتقد المنتقد“، وكذا يجب توقيره... إلخ، ص ۱۴۲: (أن حرمة النبي صلى الله عليه وسلم بعد موته وتوقيره وتعظيمه بعد وفاته لازم على كل مسلم كما كان حال حياته؛ لأنه الآن حي يرزق في علو درجاته ورفعة حالاته وذلك عند ذكره وذكر حديثه وسنته وسماع اسمه وسيرته).

۱..... في ”الشفاء“، ج ۲، ص ۲۵-۲۶: (ومن علاماته مع كثرة ذكره تعظيمه له وتوقيره عند ذكره، وإظهار الخشوع والانكسار مع سماع اسمه).

۲..... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ میں اس مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: نام پاک حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنے بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے، اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت سخت وعیدوں میں گرفتار، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا یا سنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی اور ہر بار مستحب ہے، بہت علما قول اول کی طرف گئے، ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا گنہگار ہوا۔ ”مجتبیٰ“ و ”در مختار“ وغیرہا میں اسی قول کو مختار و اصح کہا: في ”الدر المختار“: اختلف في وجوبها على السامع والذاكر كلما ذكر صلى الله تعالى عليه وسلم، والمختار تكرار الوجوب كلما ذكر ولو اتحد المجلس في الأصح اه، بتلخيص. ترجمہ: در مختار میں ہے کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کیا جائے تو سامع اور ذاکر دونوں پر ہر بار درود و سلام عرض کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اصح مذہب پر مختار قول یہی ہے کہ ہر بار درود و سلام واجب ہے اگرچہ مجلس ایک ہی ہو، اھ، خلاصۃ (ت)۔

دیگر علمائے نظر آسانی امت قول دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود ادا دے واجب کے لئے کفایت کرے گا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثواب عظیم و فضل جسیم سے بے شک محروم رہا، ”کافی“ و ”قنیہ“ وغیرہا میں اسی قول کی تصحیح کی۔ في ”رد المحتار“: صححه الزاهد في ”المجتبیٰ“ لكن صحح في ”الكافي“ وجوب الصلاة مرة في كل مجلس كسجود التلاوة للخرج إلا أنه يندب تكرار الصلاة في المجلس الواحد بخلاف السجود، وفي ”القنية“: قيل: يكفي في المجلس مرة كسجدة التلاوة، وبه يفتی، وقد جزم بهذا القول المحقق ابن الهمام في ”زاد الفقير“، اھ، ملقطاً. ترجمہ: ”رد المحتار“ میں ہے کہ اسے زاہدی نے ”مجتبیٰ“ میں صحیح قرار دیا ہے لیکن ”کافی“ میں ہر مجلس میں ایک ہی دفعہ درود کے وجوب کو صحیح کہا ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت کا حکم ہے تاکہ مشکل اور تنگی لازم نہ آئے، البتہ مجلس واحد میں تکرار درود مستحب و مندوب ہے بخلاف سجدۂ تلاوت کے، ”قنیہ“ میں ہے: ایک مجلس میں ایک ہی دفعہ درود پڑھنا کافی ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت کا حکم ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، ابن ہمام نے ”زاد الفقیر“ میں اسی قول پر جزم کیا ہے اھ، ملقطاً (ت)۔

بہر حال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں ہیں اور نہ کرنے بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہب قوی پر گناہ و معصیت، عاقل کا کام نہیں کہ اسے ترک کرے، وباللہ التوفیق۔

”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۶، ص ۲۲۲-۲۲۳.

اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے محبت کی علامت یہ ہے، کہ بکثرت ذکر کرے (1) اور درود شریف کی کثرت کرے اور نام پاک لکھے تو اُس کے بعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھے، بعض لوگ براہ اختصار صلعم یا ص لکھتے ہیں، یہ محض ناجائز و حرام ہے (2) اور محبت کی یہ بھی علامت ہے کہ آل و اصحاب، مہاجرین و انصار و جمیع متعلقین و متوسلین سے محبت رکھے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دشمنوں سے عداوت رکھے (3)، اگرچہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا کنبہ کے کیوں نہ ہوں (4) اور جو ایسا نہ کرے وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہے، کیا تم کو نہیں معلوم کہ صحابہ کرام نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت میں اپنے سب عزیزوں، قریبوں، باپ، بھائیوں اور وطن کو چھوڑا اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بھی محبت ہو اور اُن کے دشمنوں سے بھی اُلفت...! ایک کو اختیار کر کہ ضدِّین (5) جمع نہیں ہو سکتیں، چاہے جنت کی راہ چل یا جہنم کو جا۔ نیز علامتِ محبت یہ ہے

① فی "الشفاء"، ج ۲، ص ۲۵: (ومن علامات محبة النبي صلى الله عليه وسلم كثرة ذكره له، فمن أحب شيئاً أكثر ذكره).

② فی "حاشية الطحطاوي" علی "الدر المختار"، مقدمة الكتاب، ج ۱، ص ۶: (ويكره الرمز بالصلوة والترضي بالكتابة، بل يكتب ذلك كله بكماله، وفي بعض المواضع عن "التارخانية": من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر؛ لأنه تخفيف وتخفيف الأنبياء كفر بلا شك ولعله إن صحَّ النقل فهو مقيد بقصده وإلا فالظاهر أنه ليس بكفر وكون لازم الكفر كفراً بعد تسليم كونه مذهباً مختاراً محله إذا كان اللزوم بينا نعم الاحتياط في الاحتراز عن الإيهام). "الفتاوى الرضوية"، ج ۶، ص ۲۲۱ - ۲۲۲، وج ۲۳، ص ۳۸۷ - ۳۸۸.

③ وفي "الشفاء"، ج ۲، ص ۲۶: (ومنها محبته لمن أحب النبي صلى الله عليه وسلم ومن هو بسببه من آل بيته وصحابته من المهاجرين والأنصار، وعداوة من عاداهم، وبغض من أبغضهم وسبهم، فمن أحب شيئاً أحب من يحب).

④ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ پ ۱۰، التوبة: ۲۳ - ۲۴.

﴿لَا تَجِدُ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾، پ ۲۸، المجادلة: ۲۲.

⑤ دو مخالف چیزیں۔

کہ شانِ اقدس میں جو الفاظ استعمال کیے جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں، کوئی ایسا لفظ جس میں کم تعظیمی کی بُ بھی ہو، کبھی زبان پر نہ لائے، اگر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پکارے تو نامِ پاک کے ساتھ ندانہ کرے، کہ یہ جائز نہیں، بلکہ یوں کہے:

”يَا نَبِيَّ اللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَا حَبِيبَ اللَّهِ!“ (1)

اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو تو روضہ شریف کے سامنے چار ہاتھ کے فاصلہ سے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے، کھڑا ہو کر سر جھکائے ہوئے صلاۃ و سلام عرض کرے، بہت قریب نہ جائے، نہ ادھر ادھر دیکھے (2) اور خبردار!... خبردار!...

①..... ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ پ ۱۸، النور: ۶۳.

وفي ”حاشية الصاوي“، ج ۴، ص ۱۴۲۱: ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ﴾ أي: نداءه بمعنى لا تتنادوه باسمه فتقولوا: يا محمد، ولا بكنيته فتقولوا: يا أبا القاسم، بل نادوه وخاطبوه بالتعظيم والتكريم والتوقير بأن تقولوا: يا رسول الله، يا نبي الله، يا إمام المرسلين، يا رسول رب العالمين، يا خاتم النبيين، وغير ذلك).

وفي ”المعتقد المنتقد“، وكذا يجب توقيره... إلخ، ص ۱۳۹-۱۴۰: (و كذا يجب توقيره وتعظيمه في الظاهر والباطن وجميع الأحوال، قال الله تعالى: ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ أي: برفع الصوت فوق صوته أو ندائه بأسمائه فلا تقولوا: يا محمد يا أحمد بل قولوا: يا نبي الله ويا رسول الله، كما خاطبه به سبحانه، ذكره مجاهد وقتادة، ولا منع من الجمع، وروي عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: احذروا دعاء الرسول عليكم إذا أسخطتموه فإن دعاءه موجب ليس كدعاء غيره). ”الفتاوى الرضوية“، ج ۳۰، ص ۱۵۶.

②..... في ”الهنديّة“، كتاب المناسك، الباب السابع عشر في النذر بالحج، مطلب زيارة النبي صلى الله عليه وسلم، ج ۱، ص ۲۶۵: (فيتوجه إلى قبره صلى الله عليه وسلم.....، ثم يدنو منه ثلاثة أذرع أو أربعة..... ويقف كما يقف في الصلاة ويمثل صورته الكريمة البهية كأنه نائم في لحده عالم به يسمع كلامه كذا في ”الاختيار شرح المختار“، ثم يقول: السلام عليك يا نبي الله ورحمة الله وبركاته أشهد أنك رسول الله).

وفي ”المسلك المتقسط في المنسك المتوسط“ شرح ”لباب المناسك“ للملا علي القاري، ص ۵۰۸: (ثم توجه) أي: بالقلب والقلب (مع رعاية غاية الأدب، فقام تجاه الوجه الشريف) أي: قبالة موجهة قبره المنيف (متواضعا خاشعا مع الذلة والانكسار والخشية والوقار) أي: السكينة، (والهيبة والافتقار غاض الطرف) أي: خافض العين إلى قدميه غير ملتفت إلى غير إمامه وأمامه، (مكفوف الجوارح) أي: مكفوف الأعضاء من الحركات التي هي غير مناسبة لمقامه، (فارغ القلب) أي: عمن سوى مقصوده ومرامه، (واضعا يمينه على شماله) أي: تأدبا في حال إحلاله، (مستقبلا للوجه الكريم مستدبرا للقبلة)؛ لأنَّ المقام يقتضي هذه الحالة (تجاه مسمار الفضة) أي: المركبة على جدران تلك البقعة، (على نحو أربعة أذرع) أي: يقف بعيدا على هذا المقدار (لا أقل) أي: لأنَّه ليس من شعار آداب الأبرار، ملقطاً. ”الفتاوى الرضوية“، ج ۱۰، ص ۷۶۵.

آواز بھی بلند نہ کرنا، کہ عمر بھر کا سارا کیا دھرا اُکارت جائے^(۱) اور محبت کی یہ نشانی بھی ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اقوال و افعال و احوال لوگوں سے دریافت کرے اور اُن کی پیروی کرے۔^(۲)

عقیدہ (۴۹): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو بہ نظر حقارت دیکھے کافر ہے۔^(۳)

عقیدہ (۵۰): حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ عز و جل کے نائب مطلق ہیں^(۴)، تمام جہاں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے

۱..... ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ پ ۲۶، الحجرات: ۲۔

۲..... فی ”الشفاء“، فصل فی علامۃ محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۲۴: (اعلم أنّ من أحب شيئاً أثره وأثر موافقته وإلا لم يكن صادقا في حبه وكان مدعيا فالصادق في حب النبي صلى الله عليه وسلم من تظهر علامة ذلك عليه، وأولها: الاقتداء به واستعمال سنته واتباع أقواله وأفعاله وامتنال أوامره واجتناب نواهيه والتأدب بآدابه في عسره ويسره ومنشطه ومكرهه وشاهد هذا قوله تعالى: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾).

۳..... فی ”الفتاویٰ قاضی خان“، کتاب السیر، ج ۴، ص ۴۶۸: (إذا عاب الرجل النبي عليه السلام في شيء كان كافراً). فی ”حاشیۃ الصاوی“، ج ۴، ص ۱۴۲۱۔

۴..... فی ”أشعة اللمعات“، ج ۴، ص ۳۱۵: (وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَلِيفَهُ مُطْلَقًا وَنَائِبًا كُلَّ جَنَابٍ أَقْدَسَ اسْتَمِعَ مِنْهُ كَعَدَدِ دُرِّهِ وَخَوَاهِدُ بَازِيٍّ وَهِيَ)۔

یعنی: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں جو چاہیں کرتے ہیں اور جو چاہیں عطا فرماتے ہیں۔

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضُرَّتْهَا وَمِنْ عِلْمِكَ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ).

یعنی: یا رسول اللہ! دنیا اور آخرت کی ہر نعمت آپ کے جودِ لا محدود سے کچھ حصہ ہے اور آپ کے علوم کثیرہ سے لوح و قلم کا علم بعض حصہ ہے۔

فی ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۱۵، ص ۲۸۷: ”حضور تمام ملک و ملکوت پر اللہ عز و جل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عز و جل نے اپنے اسماء و صفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد و مرکب ہیں تصرف کا اختیار دیا ہے، دو لہا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے، اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے، سب اس کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے، چین میں ہوتا ہے، سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں، یوہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں بادشاہ حقیقی عز و جل کی شان دکھاتے ہیں، تمام جہاں میں ان کا حکم نافذ ہے، سب ان کی خدمت گاروزیر فرمان ہیں، جو وہ چاہتے ہیں اللہ عز و جل موجود کر دیتا ہے ((مَا أَرَى رَبِّكَ إِلَّا يَسَارِعَ فِي هَوَاكَ))، ”صحیح بخاری“ کی حدیث ہے کہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں: ”میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔“ تمام جہاں حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ ((إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ الْمُعْطِي))، ”صحیح بخاری“ کی حدیث ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں ہوں۔“ یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلطنت الہی کے دو لہا ٹھہرے، والحمد للہ رب العالمین۔“

تحت تصرف (۱) کر دیا گیا (۲)، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں (۳)، تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں (۴)، تمام جہان اُن کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں (۵)، تمام آدمیوں کے مالک ہیں (۶)،

۱..... اختیار میں، زیر حکم۔

۲..... فی "أشعة اللمعات"، ج ۱، ص ۴۳۲: تصرف وقدرة سلطنة ربي صلى الله عليه وسلم زيادة براہ بود وملك وملکوت جن وانس وتما منه عوالم بتقدير وتصرف الهی عزو علا در حیطنه قدرت وتصرف ربي بود۔ یعنی: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت اور قدرت سے زیادہ تھی۔ ملک و ملکوت جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالیٰ کے تابع کر دینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف اور قدرت کے احاطے میں تھے (اور ہیں)۔

فی "جواهر البحار"، ج ۳، ص ۶۰: (إن الله تعالى اتخذ خليفته في الأكوان منه (أي: من جنس الإنسان وهو الفرد الجامع المحيط بالعالم كله، والعالم كله في قبضته وتحت حكمه وتصرفه يفعل فيه كل ما يريد بلا منازع ولا مدافع وقصارى أمره أنه كان حيثما كان الرب إلهاً كان هو خليفته فلا خروج لشيء من الأكوان عن ألوهية الله تعالى كذلك لا خروج لشيء من الأكوان عن سلطنة هذا الفرد الجامع يتصرف في المملكة بإذن مستخلفه).

۳..... فی "الجوهر المنظم"، ص ۴۲: (أنه صلى الله عليه وسلم خليفة الله الذي جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وتحت إرادته يعطي منهما من يشاء ويمنع من يشاء)، ملخصاً.

۴..... فی "المواهب"، ج ۱، ص ۲۸-۲۹:

(ألا! بأبي من كان ملكاً وسيداً

وآدم بين الماء والطين واقف

إذا رام أمراً لا يكون خلافة

وليس لذلك الأمر في الكون صارف).

۵..... فی "نسیم الریاض"، القسم الأول فی تعظیم العلی الاعلی لقدر النبی، ج ۲، ص ۲۸۱: (فمعنی نبینا الامر الی آخره: أنه لا حاکم سواه، فهو حاکم غیر محکوم، فإذا قال فی أمر: لا، أو نعم، وهو لا یقول إلا صواباً موافقاً لرؤی الله، فحینئذ لا یخالفه إلا بقسر قاسر، وليس غیره حاکم یمنعه عما حکم به ویرد أحکامه، فهو أصدق القائلین فیما یقولہ).

و"الفتاوی الرضویة"، ج ۳۰، ص ۵۶۵.

۶..... حدثني الأعشى المازني قال: ((أتيت النبي صلى الله عليه وسلم، فأنشدته: يا مالك الناس وديان العرب... إلخ)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۶۹۰۲، ج ۲، ص ۶۴۴.

ترجمہ: اُشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے شعر پڑھا: اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے۔

جو انھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنت^(۱) سے محروم رہے^(۲)، تمام زمین اُن کی ملک ہے^(۳)، تمام جنت اُن کی جاگیر ہے^(۴)،

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ شریف میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: ”یہ حدیث جلیل اتنے آئمہ کبار نے باسانید متعدد روایت کی اور طریقِ اخیر میں یہ لفظ ہے کہ: اُشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ لی اور عرض کی کہ: اے مالک آدمیاں، وائے جزا و سزا دہ عرب صلی اللہ تعالیٰ علیک وبارک وسلم۔“

”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۳۰، ص ۴۴۷۔

① سنت کی لذت و مٹھاس۔

② فی ”الشفاء“، الباب الثانی فی لزوم محبته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۱۹: (قال سهل: من لم یر ولایۃ الرسول علیہ فی جمیع الأحوال و یرى نفسه فی ملکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یدوق حلاوة سنتہ؛ لأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ((لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیہ من نفسه)) (الحديث). ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۳۰، ص ۴۲۵۔

③ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((واعلموا أن الأرض لله ورسوله)). ”صحیح البخاری“، کتاب الجزیۃ والموادع، باب إخراج اليهود من جزيرة العرب، الحديث: ۳۱۶۷، ج ۲، ص ۲۵۶۔

عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((موتان الأرض لله ورسوله)). ”السنن الکبریٰ“، للبيهقي، کتاب إحياء الموات، باب من أحيأ أرضاً ميتة ليست لأحد، الحديث: ۱۱۷۸۶، ج ۶، ص ۲۳۷۔

عن ابن عباس قال: ((إن عادي الأرض لله ورسوله)). ”السنن الکبریٰ“، للبيهقي، کتاب إحياء الموات، باب من أحيأ أرضاً ميتة ليست لأحد، الحديث: ۱۱۷۸۵، ج ۶، ص ۲۳۷۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ شریف میں ان احادیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: ”میں کہتا ہوں بن (جہاں کثرت سے درخت ہوں) جنگل، پہاڑوں اور شہروں کی ملک افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اُن پر ظاہری ملک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص ملک خدا و رسول ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ورنہ مخلوق، احاطوں، گھروں، مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ و رسول کی ملک ہیں اگرچہ ظاہری نام مَن و تُو کا لگا ہوا ہے۔“ ”زبور شریف“ سے رب العزت کا کلام سن ہی چکے: ”کہ احمد مالک ہو ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا“، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو یہ تخصیص مکانی ایسی ہے جیسے آریہ کریم ﴿وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ﴾ میں تخصیص زمانی کہ حکم اس دن اللہ کے لئے ہے، حالانکہ ہمیشہ اللہ ہی کا ہے، مگر وہ دن روزِ ظہورِ حقیقت و انقطاعِ ادعا ہے لا جرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلا تخصیص اللہ و رسول کی ملک بتائی وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ((اعلموا أن الأرض لله ورسوله)). یعنی یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللہ و رسول ہیں۔ ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۳۰، ص ۴۴۵۔

④ حدثني ربيعة بن كعب الأسلمي قال: كنت أبيت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأتية بوضوئه وحاجته، فقال لي: ((سل)) فقلت: أسألك مرافقتك في الجنة، قال: ((أو غير ذلك؟)) قلت: هو ذاك، قال: ((فأعني على نفسك بكثرة السجود)). ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ، الحديث: ۴۸۹، ص ۲۵۳۔

ملکوت السموات والارض حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زیر فرمان (1).....

وفي "المرقاة"، كتاب الصلاة، الحديث: ٨٩٦، ج ٢، ص ٦١٥، تحت لفظ "سل": (أي: اطلب مني حاجة، وقال ابن حجر: أتحنفك بها في مقابلة خدمتك لي، لأن هذا هو شأن الكرام، ولا أكرم منه ﷺ، ويؤخذ من إطلاقه عليه السلام الأمر بالسؤال أن الله تعالى مكنه من إعطاء كل ما أراد من خزائن الحق، ومن ثم عدّ أئمتنا من خصائصه عليه السلام أنه يخص من شاء بما شاء.... وذكر ابن سبع في خصائصه وغيره: أن الله تعالى أقطع أرض الجنة يعطي منها ما شاء لمن يشاء)، ملتقطاً. وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج ٢١، ص ٣١٠.

وفي "أخبار الأخيار"، ص ٢١٦: ﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَدِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا﴾ [پ ١٦، مريم: ٦٣] أي: نورث تلك الجنة محمداً صلى الله عليه وسلم فيعطي من يشاء ويمنع من يشاء، وهو السلطان في الدنيا والآخرة، فله الدنيا وله الجنة وله المشاهدات صلى الله عليه وسلم).

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "فتاویٰ رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کی عطا سے مالک جنت ہیں، معطی جنت ہیں، جسے چاہے عطا فرمائیں، امام حجۃ الاسلام غزالی پھر امام احمد قسطلانی "مواہب لدنیہ" پھر علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: (إن الله تعالى ملكه الأرض كلها وأنه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يقطع أرض الجنة ما شاء منها لمن شاء فأرض الدنيا أولى). اللہ تعالیٰ نے دینا اور آخرت کی تمام زمینوں کا حضور کو مالک کر دیا ہے، حضور جنت کی زمین میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں جاگیر بخشیں تو دنیا کی زمین کا کیا ذکر!۔

"الفتاوى الرضوية"، ج ١٤، ص ٦٦٧.

①..... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "فتاویٰ رضویہ" شریف میں بحوالہ "معجم اوسط" للطبرانی بسند حسن سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: (إن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أمر الشمس فتأخرت ساعة من نهار). سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ، وہ فوراً ٹھہر گیا۔

اقول: اس حدیث حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر کی خدمت گزاری محبوب باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی۔ امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی۔ الحمد للہ اسے خلافت رب العزت کہتے ہیں کہ ملکوت السموات والارض میں ان کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الہی کو ان کیلئے حکم اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے، وہ محبوب اجل و اکرم و خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاندان کی غلامی بجالاتا، جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔ حدیث میں ہے سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکرّم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی: مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا، "رأيتك في المهد تنأغي القمر وتشير إليه بأصبعك فحيث أشرت إليه مال"۔

میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرح انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

جنت و نار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دیدی گئیں^(۱)، رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں^(۲)، دنیا و آخرت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عطا کا ایک حصہ ہے^(۳)،.....

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إني كنت أحدثه، ويحدثني ويلهيني عن البكاء وأسمع وجبته حين يسجد تحت العرش)). ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کا دھماکہ سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے میں گرتا۔

امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں: ”فی المعجزات حسن“ یہ حدیث معجزات میں حسن ہے۔ جب دو دھ پتوں کی یہ حکومت قاہرہ ہے تو اب کہ خلافت الکبریٰ کا ظہور عین شباب پر ہے آفتاب کی کیا جان کہ ان کے حکم سے سرتابی کرے... (الخ). ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۳۰، ص ۴۸۵-۴۸۸۔

①..... فی ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۳۰، ص ۴۳۱-۴۳۳: (ينصب إلى يوم القيامة منبر على الصراط وذكر الحديث) (إلى أن قال:) ثم يأتي ملك فيقف على أول مرقاة من منبري فينادي معاشر المسلمين: من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فأنا مالك خازن النار إن الله أمرني أن أدفع مفاتيح جهنم إلى محمد وإن محمداً أمرني أن أدفع إلى أبي بكر، هاه اشهدوا هاه اشهدوا، ثم يقف ملك آخر على ثاني مرقاة من منبري فينادي معاشر المسلمين: من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فأنا رضوان خازن الجنان إن الله أمرني أن أدفع مفاتيح الجنة إلى محمد وإن محمداً أمرني أن أدفعها إلى أبي بكر هاه اشهدوا هاه اشهدوا الحديث. أورده العلامة إبراهيم بن عبد الله المدني الشافعي في الباب السابع من كتاب التحقيق في فضل الصديق من كتابه ”الاكتفاء في فضل الأربعة الخلفاء“.

②..... فی ”المواهب اللدنیۃ“، الفصل الثانی، أعطي مفاتيح الخزائن، ج ۲، ص ۲۷۸: (أنه أعطي مفاتيح الخزائن، قال بعضهم: وهي خزائن أجناس العالم ليخرج لهم بقدر ما يطلبونه لذواتهم، فكل ما ظهر من رزق العالم فإن الاسم الإلهي لا يعطيه إلا عن محمد ﷺ الذي بيده المفاتيح، كما اختص تعالى بمفاتيح الغيب فلا يعلمها إلا هو، وأعطى هذا السيد الكريم منزلة الاختصاص بإعطائه مفاتيح الخزائن).

وفي ”جواهر البحار“، ج ۳، ص ۳۷: (فتح الله به على عباده أنواع الخيرات وأبواب السعادات الدنيوية والأخروية، فكل الأرزاق من كفه ﷺ).

③..... (فإن من جودك الدنيا وضررتها ومن علومك علم اللوح والقلم).

”الكواكب الدرية في مدح خير البرية“ (قصيدة برده) الفصل العاشر، ص ۵۹.

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ شریف میں ان احادیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: ”یہ شعر قصیدہ برده شریف کا ہے جس میں سیدی امام اجل محمد بصری قدس سرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض

احکام تشریعیہ (۱) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے قبضہ میں کر دیے گئے، کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں (۲)۔

کرتے ہیں: ”یا رسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوانِ جود و کرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم جن میں ماکان و مایکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔“

”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۳۰، ص ۴۹۵۔

۱..... احکام کے حلال و حرام کرنے کے اختیارات۔

۲..... ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ پ ۹، الأعراف: ۱۵۷۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم يوم افتتح مكة: ((لا هجرة ولكن جهاد ونية وإذا استنفرتم فانفروا، فإن هذا بلد حرمه الله يوم خلق السموات والأرض، وهو حرام بحرمة الله إلى يوم القيامة، وإنه لم يحل القتال فيه لأحد قبلي ولم يحل لي إلا ساعة من نهار، فهو حرام بحرمة الله إلى يوم القيامة لا يعضد شوكة ولا ينفر صيده ولا يلتقط لقطته إلا من عرفها ولا يختلي خلاها))، قال العباس: يا رسول الله إلا الإذخر فإنه لقينهم وليبوتهم، قال: ((إلا الإذخر))۔

”صحيح البخاري“، كتاب جزاء الصيد، باب لا يحل القتال بمكة، الحديث: ۱۸۳۴، ج ۱، ص ۶۰۶۔

في ”أشعة اللمعات“، كتاب المناسك، باب حرم مكة، ج ۲، ص ۴۰۸، تحت لفظ: ((إلا الإذخر))، (مگر اذخر کہ دد است قطع کردن و در مذهب بعضی آنست کہ احکام مفوض بود بوی صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و ہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند و بعضی گویند باجہاد گفت و اول اصح و اظہر است واللہ اعلم)۔

یعنی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ”إلا الإذخر“ فرماتے ہوئے اس گھاس کے کاٹنے کی اجازت دے دی بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ شرع کے احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیے گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہتے ہیں جس کے لئے چاہتے ہیں کوئی چیز حلال فرمادیتے ہیں اور حرام کر دیتے ہیں۔ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس گھاس کے کاٹنے کی اجازت اپنے اجتہاد سے دی مگر پہلا مذہب صحیح تر اور ظاہر تر ہے۔

وفي ”مدارج النبوة“، ج ۲، ص ۱۸۳: (ومذهب صحيح ومختار آنست کہ احکام مفوض ست بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بہر کہ و بہر چہ خواہد حکم کند یک فعل بر یکی حرام کند و ہر دیگری مباح گرداند و این را امثلہ بسیار است کما لا یخفی علی المتبع حق جل و علی پیدا کردہ و شریعتی نہادہ و ہمہ برسول صلی اللہ علیہ وسلم خود و حبیب خود سپردہ است صلی اللہ علیہ وسلم)۔

اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔^(۱)

عقیدہ (۵۱): سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ملا۔^(۲) روزِ میثاق تمام انبیاء سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لانے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا۔^(۳).....

یعنی: صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جس پہ جو چاہیں حکم کریں۔ ایک کام ایک پہ حرام کرتے ہیں اور دوسرے پر مباح۔ اس کی بہت مثالیں ہیں جیسا کہ متبع پہ مخفی نہیں۔ حق تعالیٰ نے شریعت مقرر کر کے ساری کی ساری اپنے رسول اور اپنے محبوب کے حوالہ کر دی (کہ اس میں جس طرح چاہیں ترمیم و اضافہ فرمائیں)۔

①..... عن رجل منهم أنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم فأسلم على أنه لا يصلي إلا صلاتين، فقبل ذلك منه).

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۰۳۰۹، ج ۷، ص ۲۸۳-۲۸۴.

وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة ”منية اللبيب أن التشريع بيد الحبيب“، ج ۳۰، ص ۵۰۰.

والرسالة: ”الأمن والعلي لنا عتي المصطفى بدافع البلاء“، ج ۳۰، ص ۳۵۹.

②..... عن أبي هريرة قال: قالوا: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم متى وجبت لك النبوة؟ قال: ((وآدم بين الروح والجسد)).

”جامع الترمذي“، كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۳۶۲۹، ج ۵، ص ۳۵۱.

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ شریف میں فرماتے ہیں کہ: ”اسی لئے اکابر علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”مدارج النبوة“ میں فرماتے ہیں: ”جو ہوں بود خلقی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظم الاخلاق بعث کرد خدائے تعالیٰ اودا بسوئے کافہ ناس ومقصود نہ گگردانید رسالت اودا بر ناس بلکه عام گگردانید جن وانس را بلکه بر جن وانس نیز مقصود نہ گگردانید تا آنکہ عام شد تمامہ عالمین را پس ہر کہ اللہ تعالیٰ پرورد گدار اوست محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اوست۔

ترجمہ: یعنی چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش تمام مخلوق سے اعظم ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا، آپ کی رسالت کو انسانوں میں منحصر نہیں فرمایا بلکہ جن وانس کے لئے عام کر دیا بلکہ جن وانس میں بھی انحصار نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ کی رسالت تمام جہانوں کے لئے عام ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ جس کا پروردگار ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۳۰، ص ۱۵۰.

③..... ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحُكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾ پ ۳، ال عمران: ۸۱.

اور اسی شرط پر یہ منصب اعظم اُن کو دیا گیا۔^(۱) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے امتی، سب نے اپنے اپنے عہدِ کریم میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت میں کام کیا^(۲)، اللہ عزوجل نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا^(۳)،.....

①..... فی "تفسیر الطبری"، الحدیث: ۷۳۲۷، ج ۳، ص ۳۳۰، تحت الآیۃ: عن علی بن ابی طالب قال: لم یبعث اللہ عزوجل نبیاً - آدم فمن بعده - إلا أخذ علیہ العہد فی محمد: لئن بعث وهو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ، ویأمرہ فیأخذ العہد علی قومہ، فقال: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ﴾، الآیۃ.

②..... فی "الخصائص الکبریٰ"، فائدہ فی أنَّ رسالۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عامۃ لجميع الخلق والانبیاء وأمہم کلہم من امتہ، ج ۱، ص ۸ - ۱۰: (قال الشيخ تقي الدين سبكي في كتابه "التعظيم والمنة" في ﴿لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ﴾: في هذه الآیۃ من التنوہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیم قدرہ العلی ما لا یخفی، وفيہ مع ذلك أنَّه علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یكون الأمر مرسلًا إلیہم، فتكون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجميع الخلق من زمن آدم إلى يوم القيامة، وتكون الانبیاء وأمہم کلہم من امتہ ویكون قولہ: ((بعثت إلى الناس كافة)) لا یختص بہ الناس من زمانہ إلى يوم القيامة، بل يتناول من قبلہم أيضاً، ویتبین بذلك معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((كنت نبیا وآدم بین الروح والجسد))..... (والنبي صلی اللہ علیہ وسلم خیر الخلق، فلا کمال لمخلوق أعظم من کمالہ، ولا محل أشرف من محلہ، فعرّفنا بالخبر الصحیح حصول ذلك الکمال من قبل خلق آدم لنبیننا صلی اللہ علیہ وسلم من ربہ سبحانہ، وأنّہ أعطاه النبوة من ذلك الوقت، ثم أخذ له الموائيق علی الانبیاء لیعلموا أنَّہ المقدم علیہم وأنّہ نبیہم ورسولہم، وفي أخذ الموائيق وهي فی معنی الاستخلاف)، ملتقطاً. وانظر للتفصیل "تجلی الیقین بأن نبینا سید المرسلین"، ج ۳۰، ص ۱۲۹.

③..... ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾. پ ۲۲، الأحزاب: ۴۵-۴۶. فی "تفسیر روح البیان"، ج ۷، ص ۱۹۷، تحت الآیۃ: ﴿وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾: اعلم أنَّ اللہ تعالیٰ شبہ نبینا علیہ السلام بالسراج لوجوہ: الأول: أنَّہ يستضاء بہ فی ظلمات الجہل والغواۃ ویہتدی بأنوارہ إلى مناهج الرشد والهدایۃ كما یہتدی بالسراج المنیر فی الظلام إلى سمت المرام..... والرابع: أنَّ السراج الواحد یوقد منہ ألف سراج ولا ینقص من نورہ شیء، وقد اتفق أهل الظاہر والشہود علی أنَّ اللہ تعالیٰ خلق جميع الأشياء من نور محمد ولم ینقص من نورہ شیء، وهذا كما روي أنَّ موسى علیہ السلام قال: یا رب! أريد أن أعرف خزائنک، فقال له: اجعل علی باب خیمتک ناراً يأخذ کل إنسان سراجاً من نارک ففعل فقال: هل نقص من نارک قال: لا یا رب، قال: فکذلك خزائنی، وأیضا علوم الشریعة وفوائد الطریقة وأنوار المعرفة وأسرار الحقیقة قد ظهرت فی علماء امتہ وهي بحالها فی نفسہ علیہ السلام ألا ترى أنَّ نور القمر مستفاد من الشمس ونور الشمس بحالہ، وفي "القصیدۃ البردیۃ":

بایں معنی ہر جگہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف فرما ہیں۔

کالشمس فی وسط السماء ونورُها
یغشی البلاد مشارقاً ومغرباً (1)

یظہرن أنوارها للناس فی الظلم

فإنه شمس فضل هم کواکبها

توسلطان ملکی همه لشکرند

تومهر منیری همه اخترند

آی: اُن سیدنا محمداً علیہ السلام شمس من فضل اللہ طلعت علی العالمین، والأنبیاء أقمارها یظہرن الأنوار المستفادة منها، وهي العلوم والحکم فی عالم الشهادة عند غیبتها ویختفین عند ظهور سلطان الشمس فینسخ دینہ سائر الأديان. وفيه إشارة إلى أنَّ المقتبس من نور القمر كالمقتبس من نور الشمس،..... والخامس: أنه علیہ السلام یضيء من جميع الجهات الكونية إلى جميع العوالم كما أنَّ السراج یضيء من كل جانب، وأيضاً یضيء لأمتہ کلهم كالسراج لجميع الجهات إلا من عمى مثل أبي جهل ومن تبعه علی صفته، فإنه لا یستضيء بنوره ولا یراه حقيقة كما قال تعالی: ﴿وَتَرَاهُمْ یَنْظُرُونَ إِلَیْكَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُونَ﴾... إلخ، ملتقطاً.

وفي "المصنف" لعبد الرزاق بسنده، كتاب الإیمان، باب فی تخلیق نور محمد، الجزء المفقود من الجزء الأول، الحديث: ١٨، ص ٦٣، وفي "المواهب اللدنیة"، ج ١، ص ٧١-٧٢، واللفظ لـ "المواهب": عن جابر بن عبد الله الأنصاري قال: قلت یا رسول الله بأبي أنت وأمي، أخبرني عن أول شيء خلقه الله تعالی قبل الأشياء، قال: ((یا جابر إن الله تعالی قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره، فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالی، ولم يكن فی ذلك الوقت لوح ولا قلم، ولا جنة ولا نار، ولا ملك ولا سماء، ولا أرض ولا شمس ولا قمر، ولا جني ولا إنسي، فلما أراد الله تعالی أن یخلق الخلق قسم ذلك النور أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأول القلم، ومن الثاني اللوح، ومن الثالث العرش، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأول حملة العرش، ومن الثاني الكرسي، ومن الثالث باقي الملائكة، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأول السموات، ومن الثاني الأرضين ومن الثالث الجنة والنار، ثم قسم الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأول نور أبصار المؤمنين، ومن الثاني نور قلوبهم - وهي المعرفة بالله - ومن الثالث نور أنسهم، وهو التوحيد، لا إله إلا الله محمد رسول الله)).

①..... یعنی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمانوں کے وسط میں ہوا اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔ "تفسیر روح المعانی"، پ ٢٢، الأحزاب، تحت الآية: ٤٠، الجزء الثاني والعشرون، ص ٢٩٤.

وانظر للتفصيل: "صلوات الصفاء فی نور المصطفی"، ج ٣٠، ص ٦٥٧.

گر نہ بیند بروزِ شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ (۱)

مسئلہ ضروریہ: انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں، انکا ذکر تلاوتِ قرآن و روایتِ حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے، اوروں کو اُن سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال...! مولیٰ عزوجل اُن کا مالک ہے، جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے، وہ اُس کے پیارے بندے ہیں، اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں، دوسرا اُن کلمات کو سند نہیں بنا سکتا (۲) اور خود اُن کا اطلاق کرے تو مردودِ بارگاہ ہو، پھر اُنکے یہ افعال جن کو زَلَّتْ ولغزش سے تعبیر کیا جائے

①..... یعنی: اگر چہ گاؤں کو دن میں روشنی نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا قصور۔

②..... فی "أشعة اللمعات": (در قرآن مجید بآدم نسبت عصیان کردہ و عتاب نمودہ مبنی بر علو شان قرب اوست و مالک دایم رسد کہ بر ترک اولی و افضل اگر چہ بحد معصیت نرسد بہ بندہ خود ہر چہ خواہد بگوید و عتاب نماید دیگر درامجال نہ کہ تواند گفت و اینجا ادبی ست کہ لازم ست رعایت آن و آن نیست کہ اگر از جانب حضرت بہ بعض انبیا کہ مقربان در گاہ اند عتابی و خطابی درود یا از جانب ایشان کہ بند گان خاص اویند تواضعی و ذلتی و انکسادی صادر گردد کہ موہر نقص بود ما را نباید کہ در آن دخل کنیم و بدان تکلم نہائیم)۔

"أشعة اللمعات"، کتاب الإیمان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۳۔

ترجمہ: قرآن مجید میں جو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف عصیاں و نافرمانی کی نسبت کی اور ان پر عتاب فرمایا وہ حضرت آدم علیہ السلام کے خدائے تعالیٰ کے مقرب ہونے اور ان کی بلندی شان پر مبنی ہے اور مالک کو حق پہنچتا ہے کہ اولیٰ و افضل چیز کے ترک کرنے پر اگر چہ وہ معصیت کی حد تک نہ پہنچے اپنے بندے کو جو کچھ چاہے کہے اور عتاب کرے دوسرے کسی کو کچھ بھی کہنے کی مجال نہیں ہے یہ نہایت ادب کا مقام ہے جس کا لحاظ ضروری ہے اور وہ ادب یہ ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ کی جانب سے بعض انبیاء علیہم السلام پر جو اس کی درگاہ کے مقرب ہیں عتاب نازل ہو یا ان کی طرف خطا کی نسبت کی گئی ہو یا خود ان انبیاء (علیہم السلام) کی طرف سے جو کہ اس کے خاص بندے ہیں تواضع، عاجزی و انکساری کی بات صادر ہو جس سے ان میں نقص و عیب کا وہم پڑتا ہو، تو ہم بندوں کو اس میں دخل دینے یا اسے زبان پر لانے کی ہرگز اجازت نہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "فتاویٰ رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں کہ: "غیر تلاوت میں اپنی طرف سے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نافرمانی و گناہ کی نسبت حرام ہے۔ ائمہ دین نے اس کی تصریح فرمائی بلکہ ایک جماعت علمائے کرام نے اسے کفر بتایا، مولیٰ کو شایان ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے تعبیر فرمائے، فرمائے دوسرا کہے تو اس کی زبان

ہزار ہا حکم و مصالح پر مبنی، ہزار ہا فوائد و برکات کی مٹھر^(۱) ہوتی ہیں، ایک لغزشِ اَیْنَا آدم علیہ الصلاۃ والسلام^(۲) کو دیکھیے، اگر وہ نہ ہوتی، جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اُترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں مٹھو بات^(۳) کے دروازے بند رہتے، اُن سب کا فتح باب ایک لغزشِ آدم کا نتیجہ بارکہ و ثمرہ طیبہ ہے۔ بالجملہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی لغزش، مَن و تُو کس شمار میں ہیں، صدیقین کی خُسنات سے افضل و اعلیٰ ہے۔

”حَسَنَاتِ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتِ الْمُقَرَّبِينَ.“ (4)

گُدی کے پیچھے سے کھینچی جائے لِّلہ المثل الأعلى، بلا تشبیہ یوں خیال کرو کہ زید نے اپنے بیٹے عمر کو اس کی کسی لغزش یا بھول پر متنبہ کرنے ادب دینے حزم و عزم و احتیاط اتم سکھانے کے لئے مثلاً یہودہ نالائق احمق و غیر ہالفاظ سے تعبیر کیا باپ کو اس کا اختیار تھا اب کیا عمر کو کا بیٹا بکریا غلام خالد انہیں الفاظ کو سند بنا کر اپنے باپ اور آقا عمر کو یہ الفاظ کہہ سکتا ہے، حاشا اگر کہے گا سخت گستاخ و مردود و ناسزا و مستحق عذاب و تعزیر و سزا ہوگا، جب یہاں یہ حالت ہے تو اللہ عز و جل کی ریس کر کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں ایسے لفظ کا بکنے والا کیونکر سخت شدید و مدید عذابِ جہنم و غضبِ الہی کا مستحق نہ ہوگا و العیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام ابو عبد اللہ قرطبی تفسیر میں زیر قولہ تعالیٰ: ﴿وَوَظَفَقًا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وُرْقِ الْجَنَّةِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: قال القاضي أبو بكر بن العربي رحمه الله تعالى: (لا يجوز لأحد منا اليوم أن يخبر بذلك عن آدم عليه الصلاة والسلام إلا إذا ذكرناه في أثناء قوله تعالى عنه أو قول نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم، فأما أن نبتدئ ذلك من قبل أنفسنا فليس بجائز لنا في آباءنا الأذنين إلينا المماثلين لنا فكيف بأئينا الأقدم الأعظم الأكبر النبي المقدم صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى جميع الأنبياء والمرسلين).

”الجامع لأحكام القرآن“ للقرطبي، پ ۱۶، الآیہ: ۱۲۱، ج ۶، ص ۱۳۷.

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد ربن الحاج ”مدخل“، ج ۱، الجزء الاول، ص ۲۳۷، میں فرماتے ہیں: (قد قال علماؤنا رحمهم الله تعالى: أن من قال عن نبي من الأنبياء عليهم الصلاة والسلام في غير التلاوة والحديث: أنه عصي أو خالف فقد كفر، نعوذ بالله من ذلك). ایسے امور میں سخت احتیاط فرض ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا حسن ادب عطا فرمائے۔ آمین.

”الفتاوی الرضویة“ ج ۱، ص ۸۲۳-۸۲۴.

① ہزاروں حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل، ہزاروں فائدوں اور برکتوں کو لانے والی۔

② ہمارے باپ آدم علیہ السلام کی ایک لغزش۔

③ نیکیوں کے اجر۔

④ ”کشف الخفاء“ للعجلونی، ج ۱، ص ۳۱۸. و ”النبراس“، الملائکۃ علیہم السلام، ص ۲۸۶.

یعنی: نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے لیے خطاؤں کا درجہ رکھتی ہیں۔

ملائکہ کا بیان

فرشتے اجسامِ نوری ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں^(۱)، کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔^(۲)

عقیدہ (۱): وہ وہی کرتے ہیں جو حکمِ الہی ہے^(۳)، خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے^(۴)، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطاً، وہ اللہ (عزوجل) کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے صغائر و کبائر^(۵) سے پاک ہیں۔^(۶)

①..... عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((خلقت الملائكة من نور)). "صحيح المسلم"، كتاب الزهد، باب في أحاديث متفرقة، الحديث: ۲۹۹۶، ص ۱۵۹۷.

في "شرح المقاصد"، المبحث الثالث، ج ۲، ص ۵۰۰: (ظاهر الكتاب والسنة، وهو قول أكثر الأمة: أن الملائكة أجسام لطيفة نورانية قادرة على التشكلات بأشكال مختلفة).

و"شرح المقاصد"، المبحث السابع، الملائكة، ج ۳، ص ۳۱۸ - ۳۱۹. و"منح الروض الأزهر"، ص ۱۲.

②..... عن أبي عثمان قال: أنبت أن جبريل أتى النبي صلى الله عليه وسلم وعنده أم سلمة فجعل يتحدث، فقال النبي صلى الله عليه وسلم لأم سلمة: ((من هذا؟)) أو كما قال، قالت: هذا دحية... إلخ.

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، كتاب فضائل القرآن، الحديث: ۴۹۸۰، ص ۴۳۲.

في "فتح الباري"، ج ۹، ص ۵، تحت الحديث: (وكان جبريل يأتي النبي صلى الله عليه وسلم غالباً على صورته).

عن أنس رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: ((يأتيني جبريل عليه السلام على صورة دحية

الكلبي))، قال أنس: وكان دحية رجلاً جميلاً أبيض. "المعجم الكبير" للطبراني، ج ۱، ص ۲۶۱، الحديث: ۷۵۸.

وأخرج أبو الشيخ عن شريح بن عبيد الله: أن النبي صلى الله عليه وسلم لما صعد إلى السماء، رأى جبريل في خلقته منظوم أجنحته بالزبرجد، واللؤلؤ، والياقوت، قال: ((فخيل لي أن ما بين عينيه قد سد الأفق، وكنت أراه قبل ذلك على صور مختلفة، وأكثر ما كنت أراه على صورة دحية الكلبي، وكنت أحياناً أراه كما يرى الرجل صاحبه من وراء الغراب)).

"الحبائلك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص ۴.

③..... ﴿وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾. پ ۱۴، النحل: ۵۰.

④..... ﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ﴾. پ ۲۸، التحريم: ۶.

⑤..... چھوٹے بڑے گناہوں۔

⑥..... في "تفسير الكبير"، پ ۱، البقرة، ج ۱، ص ۳۸۹، تحت الآية: ۳۰: (الجمهور الأعظم من علماء الدين اتفقوا على عصمة

كل الملائكة عن جميع الذنوب.....، ولنا وجوه، الأول: قوله تعالى: ﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾. پ ۲۸،

التحريم: ۶، إلا أن هذه الآية مختصة بملائكة النار فإذا أردنا الدلالة العامة تمسكنا بقوله تعالى: ﴿يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ

عقیدہ (۲): ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں، بعض کے ذمہ حضراتِ انبیائے کرام کی خدمت میں وحی لانا، کسی کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق ہوا چلانا^(۱)، کسی کے متعلق روزی پہنچانا^(۲)، کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا^(۳)، کسی

وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿۱۴﴾ النحل: ۵۰، فقوله: ويفعلون ما يؤمرون يتناول جميع فعل المأمورات وترك المنهيات، لأن المنهي عن الشيء مأمور بتركه، فإن قيل ما الدليل على أن قوله: ويفعلون ما يؤمرون يفيد العموم قلنا لأنه لا شيء من المأمورات إلا ويصح الاستثناء منه والاستثناء يخرج من الكلام ما لولاه لدخل على ما بيناه في أصول الفقه، والثاني: قوله تعالى: ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ﴾ پ ۱۷، الأنبياء: ۲۶-۲۷. فهذا صريح في براءتهم عن المعاصي وكونهم متوقفين في كل الأمور إلا بمقتضى الأمر والوحي. ملتقطاً

وفي "الحديقة الندية"، ج ۱، ص ۲۹۰: (الملائكة (الذين هم عباد) لله تعالى من حيث أنهم مخلوقون، (مكرمون لا يسبقونه بالقول، وهم بأمره) سبحانه (يعملون)، لا يعملون قط ما لم يأمرهم به، (لا يوصفون) أي: الملائكة عليهم السلام (بمعصية) صغيرة ولا كبيرة؛ لأنهم كالأنبياء معصومون)، ملتقطاً.

..... ① ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ پ ۳۰، التزمت: ۵.

وفي "تفسير البغوي"، ج ۴، ص ۴۱۱، تحت الآية ۵: ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ قال ابن عباس: هم الملائكة وكنوا بأمر عرفتهم الله عز وجل العمل بها. قال عبد الرحمن بن سابط: يدبر الأمر في الدنيا أربعة جبريل وميكائيل وملك الموت وإسرافيل عليهم السلام، أما جبريل فموكل بالوحي والبطش وهزم الجيوش، وأما ميكائيل فموكل بالمطر والنبات والأرزاق، وأما ملك الموت فموكل بقبض الأنفس، وأما إسرافيل فهو صاحب الصور، ولا ينزل إلا للأمر العظيم).

والبيهقي في "شعب الإيمان"، الحديث: ۱۵۸، ج ۱، ص ۱۷۷.

وفي "التفسير الكبير"، ج ۱۱، ص ۲۹، تحت الآية ۵: ﴿فَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُمْ هُمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ قال مقاتل: يعني جبريل وميكائيل وإسرافيل وعزرائيل عليهم السلام يدبرون أمر الله تعالى في أهل الأرض، وهم المقسمات أمرا، أما جبريل فوكل بالرياح والجنود، وأما ميكائيل فوكل بالقطر والنبات، وأما ملك الموت فوكل بقبض الأنفس، وأما إسرافيل فهو ينزل بالأمر عليهم، وقوم منهم موكلون بحفظ بني آدم، وقوم آخرون بكتابة أعمالهم، وقوم آخرون بالخسف والمسح والرياح والسحاب والأمطار).

..... ② عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَائِكَةً مُّوَكَّلِينَ بِأَرْزَاقِ بَنِي آدَمَ)). "كنز العمال"، ج ۴، ص ۱۳، الحديث: ۹۳۱۷.

..... ③ عن حذيفة بن أسيد قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إِذَا مَرَّ بِالْنُّطْفَةِ اثْنَتَانِ وَأَرْبَعُونَ لَيْلَةً، بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْهَا مَلَكًا فَصَوَّرَهَا وَخَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَلَحْمَهَا وَعَظَامَهَا... إلخ)). "صحيح مسلم"، كتاب القدر، باب كيفية الخلق الآدمي... إلخ، الحديث: ۲۶۴۵، ص ۱۴۲۲.

کے متعلق بدنِ انسان کے اندر تصرف کرنا^(۱)؛ کسی کے متعلق انسان کی دشمنوں سے حفاظت کرنا، کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کر کے اُس میں حاضر ہونا^(۲)؛ کسی کے متعلق انسان کے نامہ اعمال لکھنا^(۳)، بیٹوں کا دربارِ رسالت میں حاضر ہونا^(۴)؛ کسی کے متعلق سرکار میں مسلمانوں کی صلاۃ و سلام پہنچانا^(۵).....

①..... انظر للتفصيل "الفتاویٰ الرضویة"، ج ۳۰، ص ۶۲۰-۶۲۱.

②..... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فَضَلًا يَتَّبِعُونَ مَجَالِسَ الذَّكَرِ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذَكَرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ... إلخ)).

"صحيح مسلم"، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل مجالس الذكر، الحديث: ۲۶۸۹، ص ۱۴۴۴.

③..... في "تفسير الطبري"، پ ۲۶، ق، ج ۱۱، ص ۴۱۶، تحت الآية: ۱۷: عن منصور، عن مجاهد ﴿إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ قَعِيدٌ﴾ قال: ملك عن يمينه، وآخر عن يساره، فأما الذي عن يمينه فيكتب الخير، وأما الذي عن شماله فيكتب الشر. عن منصور، عن مجاهد، قال: (مع كل إنسان ملكان: ملك عن يمينه، وملك عن يساره، قال: فأما الذي عن يمينه، فيكتب الخير، وأما الذي عن يساره فيكتب الشر).

④..... في "تفسير ابن كثير"، پ ۲۲، الأحزاب، ج ۶، ص ۴۲۳، تحت الآية: ۵۶: عن نُبَيْهِ بن وهب، أنَّ كعباً دخل على عائشة، رضي الله عنها، فذكروا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال كعب: (ما من فجر يطلع إلَّا نزل سبعون ألفاً من الملائكة حتى يحفون بالقبر يضربون بأجنحتهم ويصلون على النبي صلى الله عليه وسلم، سبعون ألفاً بالليل، وسبعون ألفاً بالنهار، حتى إذا انشقت عنه الأرض خرج في سبعين ألفاً من الملائكة يزفونه).

⑤..... عن عمار بن ياسر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ اللَّهَ وَكُلَّ بَقِيرٍ مَلَكاً أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ، فَلَا يَصْلِي عَلَى أَحَدٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَبْلَغَنِي بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ، هَذَا فَلَانُ بْنُ فَلَانٍ، قَدْ صَلَّى عَلَيْكَ)). "مجمع الزوائد"، كتاب الأدعية، باب في الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره، الحديث: ۱۷۲۹۱، ج ۱۰، ص ۲۵۱.

وفي رواية: عن يزيد الرقاشي: (إِنَّ مَلَكاً مَوْكِلَ بِنِ مِّنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْلُغَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فَلَاناً مِنْ أُمَّتِكَ صَلَّى عَلَيْكَ).

وفي رواية: عن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يَبْلُغُونِي عَنْ أُمَّتِي (السلام)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب صلاة التطوع والإمامة، باب في ثواب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۱۱-۵، ج ۲، ص ۳۹۹.

بعضوں کے متعلق مردوں سے سوال کرنا (1)، کسی کے ذمہ قبضِ روح کرنا (2)، بعضوں کے ذمہ عذاب کرنا (3)، کسی کے متعلق صور پھونکنا (4) اور ان کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں۔

عقیدہ (۳): فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت۔ (5)

عقیدہ (۴): اُن کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے۔

①..... عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((العبد إذا وضع في قبره وتولي وأذهب أصحابه حتى إنه ليسمع قرع نعالهم، أتاه ملكان فأقعداه فيقولان له: ما كنت تقول في هذا الرجل محمد صلى الله عليه وسلم فيقول: أشهد أنه عبد الله ورسوله... إلخ)). "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، الحديث: ۱۳۳۸، ج ۱، ص ۴۵۰.

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا قبر الميت - أو قال: أحدكم - أتاه ملكان أسودان أزرقان يقال لأحدهما المنكر والآخر النكير، فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول ما كان يقول: هو عبد الله ورسوله، أشهد أن لا إله إلا الله وأَنَّ محمداً عبده ورسوله... إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ۱۰۷۳، ج ۲، ص ۳۳۷.

②..... ﴿قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ﴾ پ ۲۱، السجدة: ۱۱.

في "تفسير الخازن"، تحت الآية: ﴿قُلْ يَتَوَفَّكُم﴾ أي: يقبض أرواحكم حتى لا يبقى أحد ممن كتب عليه الموت ﴿مَلَكُ الْمَوْتِ﴾ وهو عزرائيل عليه السلام ﴿الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ﴾ أي: أنه لا يغفل عنكم وإذا جاء أجل أحدكم لا يؤخر ساعة ولا شغل له (إلا ذلك). ج ۳، ص ۴۷۶.

③..... وأخرج أبو الشيخ عن ابن سابط قال: ... فوكل جبريل بالكتاب أن ينزل به إلى الرسل، ووكل جبريل أيضا بالهلكات إذا أراد الله أن يهلك قوماً. "الحبائلك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص ۳.

④..... عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إسرافيل صاحب الصور)).

"الحبائلك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص ۷.

⑤..... "منح الروض الأزهر"، ص ۱۲: ("وملائكته" منزّهون عن صفة الذكورية ونعت الأنوثة).

و"شرح العقائد النسفية"، مبحث الملائكة عباد الله... إلخ، ص ۱۴۲.

وفي "شرح المقاصد"، المبحث السابع الملائكة، ج ۳، ص ۳۱۸.

عقیدہ (۵): انکی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا^(۱) اور اُس کے بتائے سے اُس کا رسول۔ چار فرشتے بہت

مشہور ہیں: جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔^(۲)

①..... ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾ پ ۲۹، المدثر: ۳۱۔

فی ”تفسیر جلالین“، ص ۴۸۱، تحت الآیہ: ۳۱: ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ﴾ الملائکہ فی قوتہم وأعونہم۔
وفی ”تفسیر البغوی“، المدثر، ج ۴، ص ۳۸۵، تحت الآیہ: ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾، قال مقاتل: هذا جواب
أبي جهل حين قال: أما لمحمد أعوان إلا تسعة عشر؟ قال عطاء: وما يعلم جنود ربك إلا هو، يعني من الملائكة الذين خلقهم
لتعذيب أهل النار، لا يعلم عدتهم إلا الله، والمعنى أن تسعة عشر هم خزنة النار، ولهم من الأعوان والجنود من الملائكة ما
لا يعلمهم إلا الله عز وجل).

وفی ”التفسیر الکبیر“، المدثر، تحت الآیہ: ۳۱، ج ۱۰، ص ۷۱۳: ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾ فہب أن هؤلاء
تسعة عشر إلا أن لكل واحد منهم من الأعوان والجنود ما لا يعلم عددهم إلا الله، وثانيها: وما يعلم جنود ربك لفرط كثرتها إلا
هو فلا يعز عليه تميم الخزنة عشرين ولكن له في هذا العدد حكمة لا يعلمها الخلق وهو جل جلاله يعلمها).

②..... فی ”التفسیر الکبیر“، البقرة: تحت الآیہ: ۳۰، ج ۱، ص ۳۸۶: (أكابر الملائكة فمنهم جبرئيل وميكائيل صلوات الله
عليهما لقوله تعالى: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ﴾..... ومن جملة أكابر
الملائكة إسرافيل وعزرائيل صلوات الله عليهما، وقد ثبت وجودهما بالأخبار وثبت بالخبر أن عزرائيل هو ملك الموت على ما
قال تعالى: ﴿قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ﴾..... وأما إسرافيل عليه السلام فقد دلت الأخبار على أنه صاحب
الصور على ما قال تعالى: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمُوتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى
فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾، ملقطاً.

وفی ”تکمیل ایمان“، ص ۶۲: (وازجمله فرشتگان چهار فرشته مقرب تراند که عظامر امور عالم
ودائمر مهامر ملک ملکوت ہایشان مفوض است یک جبرائیل..... ومیکائیل..... واسرافیل.....
وعزرائیل)، ملقطاً.

یعنی: تمام فرشتوں میں چار فرشتے مقرب تر ہیں جن کو عالم کے بڑے بڑے امور اور ملک و ملکوت کے عظیم کام سپرد ہیں ان میں سے ایک
جبریل ہیں دوسرے میکائیل، تیسرے اسرافیل اور چوتھے عزرائیل ہیں۔

عقیدہ (۶): کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے^(۱)، جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض^(۲) کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا، یہ قریب بکلمہ کفر ہے۔^(۳)

عقیدہ (۷): فرشتوں کے وجود کا انکار^(۴)، یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں، یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

①..... (من شتم ملكاً أو أبغضه فإنه يصير كافراً كما في الأنبياء، ومن ذكر الأنبياء أو ملكاً بالحقارة فإنه يصير كافراً).

”تمہید“ لأبي شكور سالمی، ص ۱۲۲.

وفي ”الفتاوى الهندية“، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج ۲، ص ۲۶۶: (رجل عاب ملكاً من الملائكة كفر).

②..... قابل نفرت۔

③..... (ويكفر بقوله لغيره: رؤيتي إياك كرؤية ملك الموت عند البعض خلافاً للأكثر، وقيل به إن قاله لعداوته، لا لكرهه الموت).

”البحر الرائق“، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج ۵، ص ۲۰۵، ملقطاً.

وفي مجمع الأنهر“، كتاب السير والجهاد، ج ۲، ص ۵۰۷: (قال: لقاؤك عليّ كلقاء ملك الموت إن قاله لكرهه الموت لا يكفر، وإن قاله إهانة لملك الموت يكفر، ويكفر بتعيبه ملكاً من الملائكة أو بالاستخفاف به).

وفي ”الفتاوى الهندية“، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج ۲، ص ۲۶۶: (إذا قال لغيره: رؤيتي إياك كرؤية ملك الموت، فهذا خطأ عظيم، وهل يكفر هذا القائل؟ فيه اختلاف المشايخ، بعضهم قالوا: يكفر وأكثرهم على أنه لا يكفر، كذا في

”المحيط“، وفي ”الخانية“: وقال بعضهم: إن قال ذلك لعداوة ملك الموت يصير كافراً، وإن قال لكرهه الموت لا يصير كافراً،

ولو قال: روى فلان دشمن ميدادمر چون روى ملك الموت، (أي: أكره رؤية فلان مثل رؤية ملك الموت) أكثر

المشايخ على أنه يكفر).

④..... في ”شرح الشفا“ للقارئ، في حكم من سب الله تعالى وملائكته إلى آخره، ج ۲، ص ۵۲۲: (”وكذلك من أنكر شيئاً

مما نصّ فيه القرآن“ به كوجود الملائكة ومجيء القيامة).

جن کا بیان

عقیدہ (۱): یہ آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔^(۱) ان میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں^(۲)، ان کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں^(۳)، ان کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں^(۴)، یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح و اجسام والے ہیں^(۵)، ان میں توالد و تاسل ہوتا ہے^(۶)، کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔^(۷)

..... ① ﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ﴾۔ پ ۱۴، الحجر: ۲۷۔

في "مدارك التنزيل وحقائق التأويل" للنسفي، تحت هذه الآية، ص ۵۸۰: ﴿وَالْجَانَّ﴾ أبا الجن كآدم للناس أو هو إبليس وهو منصوب بفعل مضمر يفسره ﴿خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ﴾ من قبل آدم ﴿مِنْ نَارِ السَّمُومِ﴾ من نار الحر الشديد النافذ في المسام قيل: هذه السموم جزء من سبعين جزءاً من سموم النار التي خلق الله منها الجان).

("مدارك التنزيل وحقائق التأويل" للنسفي، ص ۵۸۰).

..... ② "شرح المقاصد"، المبحث الثالث، ج ۲، ص ۵۰۰: (والجن أجسام لطيفة هوائية تتشكل بأشكال مختلفة).

..... ③ انظر "الحياة الحيوان الكبرى"، ج ۱، ص ۲۹۸.

و "صفة الصفوة" لابن الجوزي، ج ۲، الجزء الرابع، ص ۳۵۷-۳۵۸.

..... ④ في "التفسير الكبير"، ج ۱، ص ۸۵: (الجن منهم أحيار ومنهم أشرار والشیاطین اسم لأشرار الجن).

..... ⑤ في "التفسير الكبير"، ج ۱، ص ۷۹: (أنها أجسام هوائية قادرة على التشكل بأشكال مختلفة، ولها عقول وأفهام وقدرة على أعمال صعبة شاقة).

..... ⑥ ان کے یہاں اولاد پیدا ہوتی اور نسل چلتی ہے۔

..... ⑦ في "الفتاوى الحديثية"، ص ۹۰: (اتفقوا على أن الملائكة لا يأكلون ولا يشربون ولا ينكحون، وأما الجن فإنهم يأكلون ويشربون وينكحون ويتوالدون).

في "التفسير الكبير": (الجن والشیاطین فإنهم يأكلون ويشربون، قال عليه السلام في الروث والعظم: ((إنه زاد إخوانكم من الجن)) وأيضاً فإنهم يتوالدون قال تعالى: ﴿اَفْتَحْخُذُوْهُ وَذُرِّيَّتَهُ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِیْ﴾، الکہف ۵۰.

("التفسير الكبير"، ج ۱، ص ۸۵).

بعضوں کے متعلق مردوں سے سوال کرنا (۱)، کسی کے ذمہ قبضِ روح کرنا (۲)، بعضوں کے ذمہ عذاب کرنا (۳)، کسی کے متعلق صُور پھونکنا (۴) اور ان کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں۔

عقیدہ (۳): فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت۔ (۵)

عقیدہ (۴): اُن کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے۔

①..... عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((العبد إذا وضع في قبره وتولي وأذهب أصحابه حتى إنه ليسمع قرع نعالهم، أتاه ملكان فأقعداه فيقولان له: ما كنت تقول في هذا الرجل محمد صلى الله عليه وسلم فيقول: أشهد أنه عبد الله ورسوله... إلخ)). "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، الحديث: ۱۳۳۸، ج ۱، ص ۴۵۰.

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا قبر الميت - أو قال: أحدكم - أتاه ملكان أسودان أزرقان يقال لأحدهما المنكر والآخر النكير، فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول ما كان يقول: هو عبد الله ورسوله، أشهد أن لا إله إلا الله وأَنَّ محمداً عبده ورسوله... إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ۱۰۷۳، ج ۲، ص ۳۳۷.

②..... ﴿قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ﴾ پ ۲۱، السجدة: ۱۱.

في "تفسير الخازن"، تحت الآية: ﴿قُلْ يَتَوَفَّكُم﴾ أي: يقبض أرواحكم حتى لا يبقى أحد ممن كتب عليه الموت ﴿مَلَكُ الْمَوْتِ﴾ وهو عزرائيل عليه السلام ﴿الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ﴾ أي: أنه لا يغفل عنكم وإذا جاء أجل أحدكم لا يؤخر ساعة ولا شغل له (إلا ذلك). ج ۳، ص ۴۷۶.

③..... وأخرج أبو الشيخ عن ابن سابط قال: ... فوكل جبريل بالكتاب أن ينزل به إلى الرسل، ووكل جبريل أيضا بالهلكات إذا أراد الله أن يهلك قوماً. "الحبائلك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص ۳.

④..... عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إسرافيل صاحب الصور)).

"الحبائلك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص ۷.

⑤..... "منح الروض الأزهر"، ص ۱۲: ("وملائكته" منزّهون عن صفة الذكورية ونعت الأنوثة).

و"شرح العقائد النسفية"، مبحث الملائكة عباد الله... إلخ، ص ۱۴۲.

وفي "شرح المقاصد"، المبحث السابع الملائكة، ج ۳، ص ۳۱۸.

عالم برزخ کا بیان

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں^(۱)، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس و جن کو حسب مراتب اُس میں رہنا ہوتا ہے^(۲)، اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو^(۳)، برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔^(۴)

عقیدہ (۱): ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے اُس میں نہ زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی^(۵)، جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے، اُس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبضِ روح کے لیے آتے ہیں^(۶)۔

..... ① ﴿وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾، پ ۱۸، المؤمنون: ۱۰۰۔

فی "تفسیر الطبری"، ج ۹، ص ۲۴۴، تحت الآیة: (أخبرنا عُبَید قال: سمعت الضحاک یقول: البرزخ: ما بین الدنیا والآخرة).
فی "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج ۶، ص ۱۱۳، تحت الآیة: (والبرزخ ما بین الدنیا والآخرة من وقت الموت إلى البعث، فمن مات فقد دخل فی البرزخ).

② فی "الفتوحات المکیة"، الباب الثالث والستون فی معرفة بقاء الناس ... إلخ، ج ۱، ص ۶۸۶: (وکلّ إنسان فی البرزخ مرهون بکسبه محبوس فی صور أعماله إلى أن یبعث یوم القيامة من تلك الصور فی النشأة الآخرة واللّٰه یقول الحق وهو یرہدی السبیل). و"ملفوظات"، حصہ ۴، ص ۱۵۵۔

③ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "علماء فرماتے ہیں: دنیا کو برزخ سے وہی نسبت ہے جو رحم مادر کو دنیا سے، پھر برزخ کو آخرت سے یہی نسبت ہے جو دنیا کو برزخ سے"۔ "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۹، ص ۷۰۷۔

④ قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم: ((إنما القبر روضة من ریاض الجنة أو حفرة من حفر النار)).
"سنن الترمذی"، کتاب صفة القيامة، باب حدیث: أكثروا من ذکر هادم اللذات، الحدیث: ۲۴۶۸، ج ۴، ص ۲۰۹۔

⑤ ﴿وَلَنْ يُؤَخَّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾۔

﴿فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾، پ ۱۴، النحل: ۶۱۔

فی "تفسیر الحازن"، ج ۳، ص ۱۲۸، تحت هذه الآیة: (یعنی: لا یؤخرون ساعة عن الأجل الذي جعله اللّٰه لهم ولا ینقصون عنه). وفي مقام آخر، پ ۱۳، الرعد، ج ۳، ص ۷۰: (قوله تعالى: ﴿فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾، فدلّ ذلك على أنّ الآجال لا تزيد ولا تنقص).

⑥ ﴿قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ﴾، پ ۲۱، السجدة: ۱۱۔

اور اُس شخص کے دہنے بائیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے فرشتے دکھائی دیتے ہیں، مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے دہنے بائیں عذاب کے۔⁽¹⁾

= فی "تفسیر البغوي"، ج ۳، ص ۴۳۰، تحت الآیة: ﴿قُلْ يَتَوَفَّكُم﴾ يقبض أرواحكم ﴿مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ﴾، أي: وكل يقبض أرواحكم وهو عزرائيل).

①..... عن البراء بن عازب قال [وفيه] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن العبد المؤمن إذا كان في انقطاع من الدنيا وإقبال من الآخرة نزل إليه ملائكة من السماء بيض الوجوه كأذن جوهم الشمس معهم كفن من أكفان الجنة وحنوط من حنوط الجنة حتى يجلسوا منه مد البصر ثم يجيء ملك الموت عليه السلام حتى يجلس عند رأسه فيقول: أيتها النفس الطيبة! اخرجي إلى مغفرة من الله ورضوان قال: فتخرج تسيل كما تسيل القطرة من في السقاء فيأخذها فإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين حتى يأخذوها فيجعلوها في ذلك الكفن وفي ذلك الحنوط ويخرج منها كأطيب نفحة مسك وجدت على وجه الأرض قال: فيصعدون بها فلا يمرون يعني بها على ملا من الملائكة إلا قالوا: ما هذا الروح الطيب؟ فيقولون: فلان بن فلان بأحسن أسمائه التي كانوا يسمونه بها في الدنيا حتى ينتهوا بها إلى السماء الدنيا فيستفتحون له فيفتح لهم فيشيعه من كل سماء مقربوها إلى السماء التي تليها حتى ينتهي به إلى السماء السابعة فيقول الله عز وجل: اكتبوا كتاب عبدي في عليين وأعيدوه إلى الأرض فإني منها خلقتهم وفيها أعيدهم ومنها أخرجهم تارة أخرى، قال: فتعاد روحه في جسده فيأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم فيقول: هو رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقولان له: وما علمك؟ فيقول: قرأت كتاب الله فآمنت به وصدقت فينادي مناد في السماء أن صدق عبدي فافرشوه من الجنة وألبسوه من الجنة وافتحوا له بابا إلى الجنة قال: فيأتيه من روحها وطيبها ويفسح له في قبره مد بصره قال: ويأتيه رجل حسن الوجه حسن الثياب طيب الريح فيقول: أبشر بالذي يسرك هذا يومك الذي كنت توعده فيقول له: من أنت فوجهك الوجه يجيء بالخير؟ فيقول: أنا عمك الصالح فيقول: رب أقم الساعة حتى أرجع إلى أهلي ومالي، قال: وإن العبد الكافر إذا كان في انقطاع من الدنيا وإقبال من الآخرة نزل إليه من السماء ملائكة سود الوجوه معهم المسوح فيجلسون منه مد البصر ثم يجيء ملك الموت حتى يجلس عند رأسه فيقول: أيتها النفس الخبيثة اخرجي إلى سخط من الله وغضب، قال فتفرق في جسده فينتزعها كما ينتزع السفود من الصوف المبلول فيأخذها فإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين حتى يجعلوها في تلك المسوح ويخرج منها كأنتن ريح جيفة وجدت على وجه الأرض فيصعدون بها فلا يمرون بها على ملا من الملائكة إلا قالوا: ما هذا الروح الخبيث؟ فيقولون: فلان بن فلان بأقبح أسمائه التي كان يسمي بها في الدنيا حتى ينتهي به إلى السماء الدنيا فيستفتح له فلا يفتح له ثم قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم: =

اُس وقت ہر شخص پر اسلام کی حَقانیت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے، مگر اُس وقت کا ایمان معتبر نہیں، اس لیے کہ حکم ایمان بالغیب کا ہے اور اب غیب نہ رہا، بلکہ یہ چیزیں مشاہد ہو گئیں۔^(۱)

عقیدہ (۲): مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جدا ہو گئی، مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اُس سے آگاہ و متاثر ہوگی، جس طرح حیاتِ دنیا میں ہوتی ہے، بلکہ اُس سے زائد۔ دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہوا، نرم فرش، لذیذ کھانا، سب باتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں، مگر راحت و لذتِ روح کو پہنچتی ہے اور ان کے عکس بھی جسم ہی پر وارد ہوتے ہیں اور کلفت و اذیتِ روح پاتی ہے، اور روح کے لیے خاص اپنی راحت و اَلَم کے الگ اسباب ہیں، جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے، بعینہ^(۲) یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں۔^(۳)

﴿لَا تُفْتَحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾، فيقول الله عز وجل: اكتبوا كتابه في سجين في الأرض السفلى فتطرح روحه طر حاتم قرأ: ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾، فتعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فينادي مناد من السماء أن كذب فافرشوا له من النار وافتحوا له بابا إلى النار فيأتيه من حرها وسمومها ويضيق عليه قبره حتى تختلف فيه أضلاعه ويأتيه رجل قبيح الوجه قبيح الثياب منتن الريح فيقول: أبشر بالذي، يسوءك هذا يومك الذي كنت توعده فيقول: من أنت فوجهك الوجه يجيء بالشر فيقول: أنا عمك الخبيث فيقول: رب لا تقم الساعة)). "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۸۵۵۹، ج ۶، ص ۴۱۳-۴۱۴.

①..... ﴿فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ﴾. پ ۲۴، المؤمن: ۸۴-۸۵.

في "تفسير الطبري"، ج ۱۱، ص ۸۳، تحت الآية: (يقول تعالى ذكره: فلم يك ينفعهم تصديقهم في الدنيا بتوحيد الله عند معاينة عقابه قد نزل، وعذابه قد حل؛ لأنهم صدقوا حين لا ينفع التصديق مصدقا، إذ كان قد مضى حكم الله في السابق من علمه، أن من تاب بعد نزول العذاب من الله على تكذيبه لم تنفعه توبته).

②..... بالكل۔

③..... في "منح الروض الأزهر"، ص ۱۰۰-۱۰۱: ("وإعادة الروح" أي: ردها أو تعلقها "إلى العبد" أي: جسده بجميع أجزائه أو بعضها مجتمعة أو متفرقة "في قبره حق"، والواو لمجرد الجمع فلا ينافي أن السؤال بعد إعادة الروح وكمال الحال)، واعلم: أن أهل الحق اتفقوا على أن الله تعالى يخلق في الميت نوع حياة في القبر قدر ما يتألم أو يتلذذ، ملتقطاً.

عقیدہ (۳): مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسب مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے، بعض کی قبر پر^(۱)، بعض کی چاہ زمزم شریف^(۲) میں^(۳)، بعض کی آسمان وزمین کے درمیان^(۴)، بعض کی پہلے، دوسرے، ساتویں آسمان تک^(۵) اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، اور بعض کی روحيں زیر عرش قدیلوں^(۶) میں^(۷)، اور بعض کی اعلیٰ علیین^(۸) میں^(۹) مگر کہیں ہوں، اپنے

= وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر، ص ۱۰۱: (أنه يجوز أن يخلق الله تعالى في جميع الأجزاء أو في بعضها نوعاً من الحياة قدر ما يدرك ألم العذاب أو لذة التنعيم وهذا لا يستلزم إعادة الروح إلى بدنه ولا أن يتحرك ويضطرب أو يرى أثر العذاب عليه حتى أن الغريق في الماء والمأكول في بطون الحيوانات والمصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه).
 ① عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن الرجل ليعرض عليه مقعده من الجنة والنار غدوة وعشية في قبره)). "شرح الصدور"، ص ۲۶۲-۲۶۳.

② یعنی زمزم شریف کے کنوئیں۔

③ عن علي قال: ((أرواح المؤمنين في بئر زمزم)). "شرح الصدور"، ص ۲۳۷.

④ عن المغيرة بن عبد الرحمن قال: (إن الروح إذا خرج من الجسد كان بين السماء والأرض حتى يرجع إلى جسده).
 "شرح الصدور"، ص ۲۳۶.

⑤ عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه عرى أسماء بابنها عبد الله بن الزبير وجثته مصلوبة، فقال: (لا تحزني فإن الأرواح عند الله في السماء، وإنما هذه جثة). وفي رواية: عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن أرواح المؤمنين في السماء السابعة ينظرون إلى منازلهم في الجنة)). "شرح الصدور"، ص ۲۳۵.

⑥ قندیل کی جمع، ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلا کر لٹکاتے ہیں۔ ("فیروز اللغات"، ص ۱۰۲۲)۔

⑦ عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لما أصيب إخوانكم بأحد جعل الله أرواحهم في جوف طير خضر ترد أنهار الجنة تأكل من ثمارها وتأوي إلى قناديل من ذهب معلقة في ظل العرش)).
 "سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في فضل الشهادة، الحديث: ۲۵۲۰، ج ۳، ص ۲۲.

عن ابن مسعود قال: ((إن أرواح الشهداء في أجواف طير خضر في قناديل تحت العرش تسرح في الجنة حيث شاءت ثم ترجع إلى قناديلها)). "شرح الصدور"، ص ۲۳۱.

⑧ جنت کے نہایت ہی بلند و بالا مکانات میں۔

⑨ في "شرح مسلم" للنووي: ج ۲، ص ۲۸۶: ((الرفيق الأعلى)) الصحيح الذي عليه الجمهور أن المراد بالرفيق الأعلى = الأنبياء الساكنون أعلى عليين).

جسم سے اُن کو تعلق بدستور رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتے، پہچانتے، اُس کی بات سنتے ہیں^(۱)، بلکہ روح کا دیکھنا قُربِ قبر ہی سے مخصوص نہیں، اِس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی ہے، کہ ”ایک طائر پہلے قفص^(۲) میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔“^(۳) ائمہ کرام فرماتے ہیں:

”إِنَّ النُّفُوسَ الْقُدُسِيَّةَ إِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِيَّةِ اتَّصَلَتْ بِالْمَلَأِ الْأَعْلَى وَتَرَى وَتَسْمَعُ الْكُلَّ كَالْمُشَاهِدِ.“^(۴)

”بیشک پاک جانیں جب بدن کے علائقوں سے جدا ہوتی ہیں، عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔“

= وفي ”شرح الصدور“، ص ۲۴۹: قال الحافظ ابن رجب في أحوال القبور في ذكر محل الموتى في البرزخ: أما الأنبياء عليهم السلام فلا شك أن أرواحهم عند الله في أعلى عليين، وقد ثبت في الصحيح أن آخر كلمة تكلم بها رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موته أنه قال: ((اللهم الرفيق الأعلى)). ”الفتاوى الرضوية“، ج ۹، ص ۶۵۸.

① في ”الفتاوى الحديثية“، مطلب: أرواح الأنبياء في أعلى عليين وأرواح الشهداء إلخ، ص ۱۴-۱۵: (عن مجاهد أنها تكون على القبور سبعة أيام من يوم دفن لاتفارقه أي: ثم تفارقه بعد ذلك، ولا ينافيه سنية السلام على القبور لأنه لا يدل على استقرار الأرواح على أفنيئتها دائماً لأنه يسلم على قبور الأنبياء والشهداء وأرواحهم في أعلى عليين ولكن لها مع ذلك اتصال سريع بالبدن لا يعلم كنهه إلا الله تعالى. وأخرج ابن أبي الدنيا عن مالك ((بلغني أن الأرواح مرسله تذهب حيث شاءت)) وحديث: ((ما من أحد يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا عرفه وردّ عليه السلام)).

وفي ”شرح الصدور“، ص ۲۴۴: (أرواح المؤمنين في عليين، وأرواح الكفار في سجين، ولكل روح بجسدها اتصال معنوي لا يشبه الاتصال في الحياة الدنيا بل أشبه شيء به حال النائم، وإن كان هو أشد من حال النائم اتصالاً).

② یعنی ایک پرندہ پہلے پتھر۔

③ عن عبد الله بن عمرو قال: (إن الدنيا جنة الكافر وسجن المؤمن، وإنما مثل المؤمن حين تخرج نفسه كممثل رجل كان في سجن، فأخرج منه فجعل يتقلب في الأرض، ويتفصح فيها).

”كتاب الزهد“، لابن المبارك، باب في طلب الحلال، الحديث: ۵۹۷، ص ۲۱۱،

و”شرح الصدور“، باب فضل الموت، ص ۱۳.

④ ”فيض القدير“ شرح ”الجامع الصغير“، حرف الصاد، تحت الحديث: ۵۰۱۶، ج ۴، ص ۲۶۳. بألفاظ متقاربة.

حدیث میں فرمایا:

((إِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ يُخْلَى سِرْبُهُ يَسْرَحُ حَيْثُ شَاءَ))^(۱)

”جب مسلمان مرتا ہے اُس کی راہ کھول دی جاتی ہے، جہاں چاہے جائے۔“

شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں^(۲): ”روح را قُرب و بُعد مکانی یکساں است۔“^(۳)

کافروں کی خبیث روہیں بعض کی اُن کے مرگھٹ^(۴)، یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی چاہ برہوت میں کہ یمن میں ایک نالہ ہے^(۵)، بعض کی پہلی، دوسری، ساتویں زمین تک^(۶)، بعض کی اُس کے بھی نیچے تہیں^(۷) میں^(۸)، اور وہ کہیں بھی ہو، جو اُس کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے اُسے دیکھتے، پہچانتے، بات سنتے ہیں، مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں، کہ قید ہیں۔

عقیدہ (۴): یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں، محض باطل اور اُس کا ماننا کفر ہے۔^(۹)

۱..... ”شرح الصدور“، باب فضل الموت، ص ۱۳.

و ”المصنف“ لابن أبي شيبة، كتاب الزهد، كلام عبد الله بن عمرو، الحديث: ۱۰، ج ۸، ص ۱۸۹.

۲..... ”فتاویٰ رضویہ“، ج ۲۹، ص ۵۳۵، بحوالہ ”فتاویٰ عزیزیہ“۔

۳..... یعنی روح کے لیے کوئی جگہ دور یا نزدیک نہیں، بلکہ سب جگہ برابر ہے۔

۴..... ہندوؤں کے مردے جلانے کی جگہ۔

۵..... عن عبد الله ابن عمر رضي الله عنهما قال: ((إن أرواح الكفار تجمع ببرهوت سبخة بحضرموت، وأرواح المؤمنين بالحابية، برهوت باليمن، والحابية بالشام)).

وفي رواية: عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: ((خير وادي الناس وادي مكة وشر وادي الناس وادي الأحقاف واد بحضرموت يقال له: برهوت فيه أرواح الكفار)). ”شرح الصدور“، ص ۲۳۶-۲۳۷.

۶..... عن ابن عمرو قال: ((أرواح الكافرين في الأرض السابعة)). ”شرح الصدور“، ص ۲۳۴.

۷..... جہنم کی ایک وادی کا نام۔

۸..... عن ضمرة بن حبيب مرسلا قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن أرواح الكفار؟ قال: ((محبوسة في سجين)).

”شرح الصدور“، ص ۲۳۲.

۹..... وفي ”النبراس“، باب البعث حق، ص ۲۱۳: (التناسخ هو انتقال الروح من جسم إلى جسم آخر وقد اتفق الفلاسفة وأهل السنة على بطلانه، وقال بحقيقته قوم من الضلال، فزعم بعضهم أنَّ كل روح ينتقل في مائة ألف وأربعة وثمانين

عقیدہ (۵): موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہیں، نہ یہ کہ روح مرجاتی ہو، جو روح کو فنا مانے، بد مذہب ہے۔^(۱)

عقیدہ (۶): مردہ کلام بھی کرتا ہے اور اُس کے کلام کو عوام، جن اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔^(۲)

= من الأبدان، وجوز بعضهم تعلقه بأبدان البهائم بل الأشجار والأحجار على حسب جزاء الأعمال السيئة، وقد حكم أهل الحق بكفر القائلين بالتناسخ، والمحققون على أن التكفير لإنكارهم البعث).

وفي "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، باب التاسع في أحكام المرتدين، ج ۲، ص ۲۶۴: (ويجب إكفار الروافض في قولهم برجة الأموات إلى الدنيا وتناسخ الأرواح وانتقال روح الإله إلى الأئمة).

وفي "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ص ۳۰۴: (ويجب إكفار الروافض في قولهم برجع الأموات) بعد موتهم (إلى الدنيا) أيضا (و) قولهم (بتناسخ الأرواح) أي: انتقالها من جسد إلى جسد على الأبد).

① في "شرح الصدور"، باب فضل الموت، ص ۱۲: (قال العلماء: الموت ليس بعد م محض ولا فناء صرف وإنما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن، ومفارقة وحيلولة بينهما، وتبدل حال، وانتقال من دار إلى دار، وأخرج الطبراني في "الكبير"، والحاكم في "المستدرک" عن عمر بن عبد العزيز أنه قال: (إنما خلقتم للأبد والبقاء، ولكنكم تنقلون من دار إلى دار)، ملتقطاً.

وفي مقام آخر: باب مقر الأرواح، ص ۳۲۴: (ذهب أهل الملل من المسلمين وغيرهم إلى: أن الروح تبقى بعد موت البدن، وخالف فيه الفلاسفة، دليلنا قوله تعالى: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾، والذائق لا بد أن يبقى بعد المذوق، وما تقدم في هذا الكتاب من الآيات والآحادیث في بقائها وتصرفها وتنعيمها وتعذيبها إلى غير ذلك).

و"الفتاوى الرضوية"، ج ۹، ص ۶۵۷-۷۴۳، ۷۴۴، ۸۴۳، ج ۲۹، ص ۱۰۳.

② عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال على أعناقهم، فإن كانت صالحة قالت: قدموني قدموني، وإن كانت غير صالحة قالت: يا ويلها أين يذهبون بها؟ يسمع صوتها كل شيء إلا الإنسان ولو سمعها الإنسان لصعق)).

"صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب كلام الميت على الجنازة، الحديث: ۱۳۸۰، ج ۱، ص ۴۶۵.

وفي "شرح الصدور"، باب معرفة الميت من يغسله، ص ۹۶: (وأخرج ابن أبي الدنيا في القبور، عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ما من ميت يوضع على سريره فيخطى به ثلاث خطوات إلا تكلم بكلام يسمعه من شاء الله إلا الثقلين الإنس والجن، يقول: يا أخوتاه، يا حملة نعشاها لا تغرنكم الدنيا كما غرتني، ولا يلعبن بكم الزمان كما لعب بي، خلفت ما تركت لورثي، والديان يوم القيامة يخاصمني ويحاسبنني، وأنتم تشيعوني وتدعونني)).

عقیدہ (۷): جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں، اُس وقت اُس کو قبر دباتی ہے۔ اگر وہ مسلمان ہے تو اُس کا دبانا ایسا ہوتا ہے کہ جیسے ماں پیار میں اپنے بچے کو زور سے چپٹا لیتی ہے^(۱)، اور اگر کافر ہے تو اُس کو اس زور سے دباتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔^(۲)

①..... فی ”شرح الصدور“، ذکر تخفیف ضمة القبر علی المؤمن، ص ۳۴۵: عن سعید بن المسیب، أنَّ عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: يا رسول الله! إنَّكَ منذ حدثتني بصوت منكر ونكير، وضغطة القبر ليس ينفعني شيء، قال: ((يا عائشة! إنَّ صوت منكر ونكير في أسماع المؤمنين كالإثمد في العين، وضغطة القبر على المؤمن كالأم الشفيقة يشكو إليها ابنها الصداغ، فتغمز رأسه غمزا رفيقا، ولكن يا عائشة ويل للشاكين في الله كيف يضغطون في قبورهم كضغطة الصخرة على البيضة)). وأخرج ابن أبي الدنيا عن محمد التيمي قال: كان يقال إنَّ ضمة القبر إنَّما أصلها أنَّها أهمهم ومنها خلَقوا، فغابوا عنها الغيبة الطويلة، فلمَّا رد إليها أولادها ضمتهم ضم الوالدة الشفيقة الذي غاب عنها ولدها، ثم قدم عليها، فمن كان لله مطيعاً ضمته برفق ورأفة، ومن كان لله عاصيا ضمته بعنف سخطاً منها عليه).

وفي ”منح الروض الأزهر“ للقارئ، ضغطة القبر وعذاب القبر، ص ۱۰۱: (وضغطة القبر) أي: تضيقه (حق) حتى للمؤمن الكامل لحديث: ((لو كان أحد نجا منها لنجا سعد بن معاذ الذي اهتز عرش الرحمن لموته)) وهي أخذ أرض القبر وضيقه أولاً عليه، ثم الله سبحانه يفسح ويوسع المكان مدَّ نظره إليه، قيل: وضغطته بالنسبة إلى المؤمن على هيئة معانقة الأم الشفيقة إذا قدم عليها ولدها من السفرة العميقة).

(فائدہ) فی ”فیض القدر“، ج ۵، ص ۴۲۴، تحت الحديث: ۷۴۹۳: (قد أفاد الخبر أنَّ ضغطة القبر لا ينجو منها أحد صالح ولا غيره لكن حصَّ منه الأنبياء كما ذكره المؤلف في ”الخصائص“ وفي ”تذكرة القرطبي“: يستثنى فاطمة بنت أسد ببركة النبي صلى الله عليه وسلم). وفي ”النبراس“، ص ۲۰۹.

②..... عن أنس بن مالك قال: ((وأما الكافر والمنافق فيقال له: ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول: لا أدري كنت أقول ما يقول الناس، فيقال له: لا دريت ولا تليت، ثم يضرب بمطراق من حديد ضربة بين أذنيه، فيصيح صيحة فيسمعها من يليه غير الثقلين))، وقال بعضهم: ((يضيق عليه قبره حتى تختلف أضلاعه)).

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۲۲۷۳، ج ۴، ص ۲۵۳. وفي رواية: ((وإذا دفن العبد الفاجر أو الكافر، قال له القبر: لا مرحبا ولا أهلاً، أما إن كنت لأبغض من يمشي على ظهري إليّ فإذا وليتكَ اليوم وصرت إليّ فستري صنيعي بك، قال: فيلتئم عليه حتى يلتقي عليه وتختلف أضلاعه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بأصابعه فأدخل بعضها في جوف بعض)).

”سنن الترمذي“، كتاب صفة القيامة، الحديث: ۲۴۶۸، ج ۴، ص ۲۰۸.

عقیدہ (۸): جب دفن کرنے والے دفن کر کے وہاں سے چلتے ہیں وہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے^(۱)، اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں^(۲)، اُن کی شکلیں نہایت ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہوتی ہیں^(۳)، اُن کے بدن کا رنگ سیاہ^(۴)، اور آنکھیں سیاہ اور نیلی^(۵)، اور دیگ کی برابر اور شعلہ زن ہیں^(۶)، اور اُن کے مُہیب^(۷) بال سر سے پاؤں تک^(۸)، اور اُن کے دانت کئی ہاتھ کے^(۹)، جن سے زمین چیرتے ہوئے آئیں گے^(۱۰)، اُن میں ایک کو منکر، دوسرے کو نکیر کہتے ہیں^(۱۱)، مردے کو جھنجھوڑتے اور جھڑک کر اٹھاتے اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں سوال کرتے ہیں۔^(۱۲)

= وفي رواية: ((وإن كان منافقاً.... فيقال للأرض: التمتي عليه فتلتئم عليه، فتختلف أضلاعه)). ملتقطاً.

”سنن الترمذی“، کتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ۱۰۷۳، ج ۲، ص ۳۳۸.

①..... عن أنس بن مالك رضي الله عنه، أنَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنَّ العبد إذا وضع في قبره وتولى عنه أصحابه، وإنَّه ليسمع قرع نعالهم)). ”صحيح البخاري“، کتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ۱۳۷۴، ج ۱، ص ۴۶۳.

②..... ((ثم أتاك منكر ونكير.... يحفران الأرض بأنيابهما... إلخ)). ”شرح الصدور“، ص ۱۲۲.

و”إثبات عذاب القبر“ للبيهقي، الحديث: ۸۶، ج ۱، ص ۹۹.

③..... في ”الإحياء“، ج ۱، ص ۱۲۷: (سؤال منكر ونكير وهما شخصان مهيبان هائلان... إلخ).

④..... ((ثم أتاك منكر ونكير أسودان... إلخ)). ”شرح الصدور“، ص ۱۲۲، و”إثبات عذاب القبر“ للبيهقي، الحديث: ۸۶،

ج ۱، ص ۹۹.

⑤..... ((أتاه ملكان أسودان أزرقان... إلخ)).

”سنن الترمذی“، باب ما جاء في عذاب القبر، ج ۲، ص ۳۳۷، الحديث: ۱۰۷۳.

⑥..... ((أعنيهما مثل قدور النحاس... إلخ)). ”المعجم الأوسط“ للطبراني، الحديث: ۴۶۲۹، ج ۳، ص ۲۹۲.

⑦..... خوفناك۔

⑧..... ((يجران أشعارهما)). ”شرح الصدور“، ص ۱۲۲، و”إثبات عذاب القبر“ للبيهقي، الحديث: ۸۶، ج ۱، ص ۹۹.

وفي رواية: الحديث: ۸۵، ص ۹۸: ((قد سدلا شعورهما)).

⑨..... ((وأنيابهما مثل صياصي البقر)). ”المعجم الأوسط“ للطبراني، الحديث: ۴۶۲۹، ج ۳، ص ۲۹۲.

⑩..... ((يحثان الأرض بأنيابهما... إلخ)). ”شرح الصدور“، ص ۱۲۷.

⑪..... ((يقال لأحدهما: المنكر والآخر النكير)). ”سنن الترمذی“، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ۱۰۷۳، ج ۲، ص ۳۳۷.

⑫..... ((فأجلساك فزعاً فتلتلاك وتوهلاك)). ”شرح الصدور“، ص ۱۲۲.

و”إثبات عذاب القبر“ للبيهقي، الحديث: ۸۶، ج ۱، ص ۹۹.

پہلا سوال: ((مَنْ رَبُّكَ؟))

”تیرا رب کون ہے؟“

دوسرا سوال: ((مَا دِينُكَ؟))

”تیرا دین کیا ہے؟“

تیسرا سوال: ((مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟))

”ان کے بارے میں تُو کیا کہتا تھا؟“

مردہ مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دے گا:

((رَبِّيَ اللَّهُ.))

”میرا رب اللہ (عزوجل) ہے۔“

اور دوسرے کا جواب دے گا:

((دِينِي الْإِسْلَامُ.))

”میرا دین اسلام ہے۔“

تیسرے سوال کا جواب دے گا:

((هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.))

”وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔“

وہ کہیں گے، تجھے کس نے بتایا؟ کہے گا: میں نے اللہ (عزوجل) کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔⁽¹⁾ بعض

① ((وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيَجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللَّهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِي الْإِسْلَامُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَعَثَ فِيكُمْ؟ قَالَ: فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَقُولَانِ: وَمَا يَدْرِيكَ؟ فَيَقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ فَأَمَنْتُ بِهِ وَصَدَقْتُ.))

”سنن أبي داود“، كتاب السنة، باب في المسألة في القبر وعذاب القبر، الحديث: ٤٧٥٣، ج ٤، ص ٢٦٦.

وفي رواية: ((أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيَقْعِدَانِ فَيَقُولَانِ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ.)) “صحيح البخاري“، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٣٧٤، ج ١، ص ٤٦٣.

روایتوں میں آیا ہے، کہ سوال کا جواب پا کر کہیں گے کہ ہمیں تو معلوم تھا کہ تُو یہی کہے گا^(۱)، اُس وقت آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ میرے بندہ نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ، اور جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ جنت کی نسیم اور خوشبو اُس کے پاس آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پھیلے گی، وہاں تک اُس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی^(۲) اور اُس سے کہا جائے گا کہ تو سو جیسے دُلہا سوتا ہے۔^(۳) یہ خواص کے لیے عموماً ہے اور عوام میں اُن کے لیے جن کو وہ چاہے، ورنہ وسعتِ قبر حسبِ مراتب مختلف ہے^(۴)، بعض کیلئے ستر ستر ہاتھ لمبی چوڑی^(۵)، بعض کے لیے جتنی وہ چاہے زیادہ^(۶)، حتیٰ کہ جہاں تک نگاہ پہنچے^(۷)،

① وفي رواية: ((فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول ما كان يقول: هو عبد الله ورسوله، أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده ورسوله، فيقولان: قد كنا نعلم أنك تقول هذا)).

”سنن الترمذی“ کتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ۱۰۷۳، ج ۲، ص ۳۳۷.

② ((فينادي مناد في السماء: أن صدق عبدي فأفرشوه من الجنة وألبسوه من الجنة وافتحوا له باباً إلى الجنة، قال: فيأتيه من روحها وطيبها، ويفسح له في قبره مدّ بصره)). ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۸۵۵۹، ج ۶، ص ۴۱۳-۴۱۴.

③ ((فيقولان: نم كنومة العروس)).

”سنن الترمذی“، کتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ۱۰۷۳، ج ۲، ص ۳۳۸.

وفي ”النبراس“، ص ۲۰۸: ((فيقولان له: نم كنومة العروس“ بفتح العين جديد العهد بالنكاح ويطلق على الزوج والزوجة).

④ ((فيوسع له في قبره، ويفرج له فيه)). ”شرح الصدور“، ص ۱۲۵.

و”المعجم الكبير“ للطبراني، الحديث: ۹۱۴۵، ج ۹، ص ۲۳۳.

⑤ قال قتادة: ((وذكر لنا أنه يفسح له في قبره سبعون ذراعاً)).

”صحيح مسلم“، کتاب الجنة... إلخ، باب عرض مقعد الميت... إلخ، الحديث: ۲۸۷۰، ص ۱۵۳۵.

وفي رواية: ((ثم يفسح له في قبره سبعون ذراعاً في سبعين)).

”سنن الترمذی“، کتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ۱۰۷۳، ج ۲، ص ۳۳۷-۳۳۸.

وفي ”النبراس“، ص ۲۰۸: ((”سبعون ذراعاً في سبعين“ أي: طويلاً وعرضاً).

⑥ ((يفسح له في قبره ما شاء، فيرى مكانه من الجنة)). ”شرح الصدور“، ص ۱۲۶، و”إثبات عذاب القبر“ للبيهقي،

الحديث: ۱۹۸، ج ۱، ص ۲۲۸.

⑦ ((فيوسع له في قبره مد بصره)). ”شرح الصدور“، ص ۱۲۶.

و”إثبات عذاب القبر“ للبيهقي، الحديث: ۳۲، ج ۱، ص ۳۹.

اور عَصَا^(۱) میں بعض پر عذاب بھی ہوگا ان کی معصیت کے لائق^(۲)، پھر اُس کے پیرانِ عظام یا مذہب کے امام یا اور اولیائے کرام کی شفاعت یا محض رحمت سے جب وہ چاہے گا، نجات پائیں گے^(۳)، اور بعض نے کہا کہ مؤمن عاصی پر عذابِ قبر شبِ جمعہ آنے تک ہے، اس کے آتے ہی اٹھالیا جائے گا^(۴)، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہاں! یہ حدیث سے ثابت ہے کہ جو مسلمان شبِ جمعہ یا روزِ جمعہ یا رمضانِ مبارک کے کسی دن رات میں مرے گا، سوالِ نکیرین و عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔^(۵) اور یہ جو ارشاد ہوا کہ اُس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دیں گے، یہ یوں ہوگا کہ پہلے

①..... عاصی کی جمع، یعنی گنہگاروں، نافرمانوں۔

②..... فی ”شرح العقائد النسفية“، ص ۹۹: (عذاب القبر للکافرين ولبعض عصاة المؤمنين ثابت)، ملخصاً وملتقطاً۔

③..... فی ”الميزان الكبرى“، ج ۱، ص ۹ مقدمة الكتاب: (جميع الأئمة المجتهدين يشفعون في أتباعهم ولا يحظونهم في شذائدهم في الدنيا والبرزخ ويوم القيامة حتى يجاوز الصراط)۔

ومقام آخر، ج ۱، ص ۵۳: (قد ذكرنا في كتاب الأجوبة عن أئمة الفقهاء والصوفية كلهم يشفعون في مقلديهم ولا يحظون أحدهم عند طلوع روحه وعند سؤال منكر ونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط، ولا يغفلون عنهم في موقف من المواقف)۔ بحوالہ ”الفتاوى الرضوية“، ج ۹، ص ۷۶۹۔

④..... فی ”منح الروض الأزهر شرح فقه الأكبر“، ص ۱۰۲: (قال القنوي: إن المؤمن إن كان مطيعاً لا يكون له عذاب القبر ويكون له ضغطة فيجد هول ذلك وخوفه..... قال القنوي: وإن كان عاصياً يكون له عذاب القبر وضغطة القبر، لكن ينقطع عنه عذاب القبر يوم الجمعة وليلة الجمعة...)، ملخصاً وملتقطاً۔

⑤..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((من مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة وفي فتنة القبر))۔

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۷۰۷۰، ج ۲، ص ۶۸۴۔

وعن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ما من مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلا وقاه الله فتنة القبر))۔ ”سنن الترمذي“، كتاب الجنائز، باب ما جاء فيمن مات يوم الجمعة، الحديث: ۱۰۷۶، ج ۲، ص ۳۳۹۔

و”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۶۵۹۳، ج ۲، ص ۵۷۵۔

وفي ”المعتقد المنتقد“، ص ۱۸۴: (والأصح أن الأنبياء لا يسألون، وقد ورد أن بعض صالحی الأمة كالشهيد والمرابط يوموا وليلة في سبيل الله يأمن فتنة القبر، فالأنبياء عليهم السلام أولى بذلك، وفي ”المعتقد المستند“: (والميت يوم الجمعة أو ليلتها أو في رمضان وغيرهم ممن وردت لهم الأحاديث)۔ ”الفتاوى الرضوية“، ج ۹، ص ۶۵۹۔

اُس کے بائیں ہاتھ کی طرف جہنم کی کھڑکی کھولیں گے، جس کی لپٹ اور جلن اور گرم ہوا اور سخت بدبو آئے گی اور معاً⁽¹⁾ بند کر دیں گے، اُس کے بعد دہنی طرف سے جنت کی کھڑکی کھولیں گے اور اُس سے کہا جائے گا کہ اگر تُو ان سوالوں کے صحیح جواب نہ دیتا تو تیرے واسطے وہ تھی اور اب یہ ہے، تاکہ وہ اپنے رب کی نعمت کی قدر جانے کہ کیسی بلائے عظیم سے بچا کر کیسی نعمتِ عظمیٰ عطا فرمائی۔ اور منافق کے لیے اس کا عکس ہوگا، پہلے جنت کی کھڑکی کھولیں گے کہ اس کی خوشبو، ٹھنڈک، راحت، نعمت کی جھلک دیکھے گا اور معاً بند کر دیں گے اور دوزخ کی کھڑکی کھول دیں گے، تاکہ اُس پر اس بلائے عظیم کے ساتھ حسرتِ عظیم بھی ہو⁽²⁾، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مان کر، یا اُن کی شانِ رفیع میں ادنیٰ گستاخی کر کے کیسی نعمت کھوئی اور کیسی آفت پائی! اور اگر مُردہ منافق ہے تو سب سوالوں کے جواب میں یہ کہے گا:

((هَاهُ هَاهُ لَا أَذْرِي.))

”افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔“

((كُنْتُ أَسْمَعُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئاً فَأَقُولُ.))

”میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا، خود بھی کہتا تھا۔“

اس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا: کہ یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا کچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ اس کی گرمی اور لپٹ اس کو پہنچے گی اور اس پر عذاب دینے کے لیے دو فرشتے مقرر ہوں گے، جو اندھے اور بہرے ہوں گے، ان کے ساتھ لوہے کا گرز ہوگا کہ پہاڑ پر اگر مارا جائے تو خاک ہو جائے، اُس ہتھوڑے سے اُس کو

①..... فوراً۔

②..... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ... ((فيقال: افتحوا له باباً إلى النار، فيفتح له باباً إلى النار، فيقال: هذا كان منزلك لو عصيت الله عز وجل، فيزداد غبطة وسروراً، ويقال له: افتحوا له باباً إلى الجنة، فيفتح له، فيقال: هذا منزلك وما أعد الله لك، فيزداد غبطة وسروراً، وأما الكافر...، فيقال: افتحوا له باباً إلى الجنة، فيفتح له باب إلى الجنة، فيقال له: هذا كان منزلك وما أعد الله لك لو أنت أطعته، فيزداد حسرة وثوراً، ثم يقال له: افتحوا له باباً إلى النار، فيفتح له باباً إليها، فيقال له: هذا منزلك وما أعد الله لك، فيزداد حسرة وثوراً))، ملقطاً.

”المعجم الأوسط“، الحديث: ٢٦٣٠، ج ٢، ص ٩٢. و”شرح الصدور“، ص ١٣٣.

مارتے رہیں گے۔^(۱) نیز سانپ اور بچھواسے عذاب پہنچاتے رہیں گے^(۲)، نیز اعمال اپنے مناسب شکل پر متشکل ہو کر کتّا یا بھیڑ یا یا اور شکل کے بن کر اُس کو ایذا پہنچائیں گے اور نیکیوں کے اعمالِ خَسنہ مقبول و محبوب صورت پر متشکل ہو کر اُنس دیں گے۔
عقیدہ (۹): عذابِ قبر حق ہے^(۳)،.....

①..... ((وإن كان منافقاً قال: لا أدري كنت أسمع الناس يقولون شيئاً، فكنت أقوله... إلخ)).

”صحیح ابن حبان“، الحدیث: ۳۱۰۷، ج ۴، ص ۴۸.

وفي رواية: ((وإن كان منافقاً قال: سمعت الناس يقولون فقلت مثله، لا أدري... إلخ)).

”سنن الترمذی“، کتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحدیث: ۱۰۷۳، ج ۲، ص ۳۳۸.

وفي رواية: قال: ((وإن الكافر فذكر موته، قال: وتعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هاه هاه لا أدري، فينادي مناد من السماء أن كذب فأفرشوه من النار وألبسوه من النار وافتحوا له باباً إلى النار قال: فيأتيه من حرها وسمومها... زاد في حديث جرير قال: ثم يقيض له أعمى أبكم معه مرزبة من حديد لو ضرب بها جبل لصار تراباً قال: فيضربه بها ضربة يسمعها ما بين المشرق والمغرب إلا الثقلين فيصير تراباً... إلخ))، ملتقطاً.

”سنن أبي داود“، كتاب السنة، باب في المسألة في القبر وعذاب القبر، الحدیث: ۴۷۵۳، ج ۴، ص ۳۱۶.

②..... عن أبي هريرة: عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((..... أتدرون فيما أنزلت هذه الآية: ﴿فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى﴾ أتدرون ما المعيشة الضنكة قالوا: الله ورسوله أعلم قال: عذاب الكافر في قبره، والذي نفسي بيده إنه يسلط عليه تسعة وتسعون تنيناً، أتدرون ما التنين؟ سبعون حية لكل حية سبع رؤوس يلسعونه ويخدشونه إلى يوم القيامة)).

”صحیح ابن حبان“، کتاب الجنائز... إلخ، فصل في أحوال الميت في قبره، الحدیث: ۳۱۱۲، ج ۴، ص ۵۰.

③..... ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا﴾ پ، المؤمن: ۴۶.

في ”التفسير الكبير“، ج ۹، ص ۵۲۱: (احتج أصحابنا بهذه الآية على إثبات عذاب القبر قالوا: الآية تقتضي عرض النار عليهم غدوًّا وعشيًّا، وليس المراد منه يوم القيامة... إلخ).

((عذاب القبر حق)). ”صحیح البخاری“، کتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحدیث: ۱۳۷۲، ج ۱، ص ۴۶۳.

وفي رواية: عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أيها الناس استعينوا بالله من عذاب القبر فإن

عذاب القبر حق)). ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۲۴۵۷۴، ج ۹، ص ۳۶۳.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار)).

سنن الترمذی“، کتاب صفة القيامة، الحدیث: ۲۴۶۸، ج ۴، ص ۲۰۹.

اور یو ہیں تنعیمِ قبر حق ہے (۱)، اور دونوں جسم و روح دونوں پر ہیں (۲)، جیسا کہ اوپر گزرا۔ جسم اگر چہ گل جائے، جل جائے، خاک ہو جائے، مگر اُس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے، وہ مُورِ عذاب و ثواب ہوں گے (۳) اور انھیں پر روزِ قیامت دوبارہ ترکیبِ جسم فرمائی جائے گی، وہ کچھ ایسے باریک اجزا ہیں ریڑھ کی ہڈی میں جس کو ”عَجَبُ الذَّنْبِ“ کہتے ہیں، کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں، نہ آگ انھیں جلا سکتی ہے، نہ زمین انھیں گلا سکتی ہے، وہی تخمِ جسم ہیں۔ ولہذا روزِ قیامت روحوں کا اعادہ (۴) اُسی جسم میں ہوگا، نہ جسم دیگر میں، بالائی زائد اجزا کا گھٹنا، بڑھنا، جسم کو نہیں بدلتا، جیسا: بچہ کتنا چھوٹا پیدا ہوتا ہے، پھر کتنا بڑا ہو جاتا ہے، قوی ہیکل جوان بیماری میں گھل کر کتنا حقیر رہ جاتا ہے، پھر نیا گوشت پوست آ کر مثلِ سابق ہو جاتا ہے، ان تبدیلیوں سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شخص بدل گیا۔ یو ہیں روزِ قیامت کا عود ہے (۵)، وہی گوشت اور ہڈیاں کہ خاک یا راکھ ہو گئے ہوں، اُن کے ذرّے کہیں بھی منتشر ہو گئے ہوں، رب عزوجل انھیں جمع فرما کر اُس پہلی ہیئت پر لا کر انھیں پہلے اجزائے اصلیہ پر

① فی ”شرح العقائد النسفیة“، مبحث عذاب القبر، ص ۹۹: (عذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤمنين، خص البعض؛ لأنّ منهم من لا يريد الله تعالى تعذيبه فلا يعذب، وتنعيم أهل الطاعة في القبر بما يعلمه الله تعالى ويريد، ثابت)، ملقطاً.

وفي ”فقه الأكبر“، ص ۱۰۱: (ضغطة القبر حق، وعذابه حق كائن للكفار كلهم ولبعض المسلمين).

وفي ”منح الروض الأزهر“، ص ۱۰۱: (وعذابه أي: إيلاّمه (حق كائن للكفار كلهم) أجمعين (ولبعض المسلمين) أي: عصاة المسلمين كما في نسخة، وكذا تنعيم بعض المؤمنين حق، فقد ورد: ((إن القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النيران)) رواه الترمذي والطبراني رحمهما الله).

② ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ پ ۲۴، المؤمن: ۴۶.

في ”تفسير روح البيان“، ج ۸، ص ۱۹۱، تحت الآية: (محل العذاب والتنعم أي: في القبر هو الروح والبدن جميعاً باتفاق أهل السنة).

في ”شرح الصدور“، ص ۱۸۱: (قال العلماء: عذاب القبر محله الروح والبدن جميعاً باتفاق أهل السنة وكذا القول في النعيم)، ملقطاً. وفي ”المعتمد المستند“، ص ۱۸۲: (أنّ التنعيم والعذاب كلاهما للروح والبدن جميعاً).

و”الفتاوى الرضویة“، ج ۹، ص ۶۵۸ و ۸۵۱.

③ یعنی عذاب و ثواب انہیں پر وارد ہوگا۔

④ یعنی لوٹ کر آنا۔

⑤ یعنی لوٹ کر آنا ہے۔

کہ محفوظ ہیں، ترکیب دے گا اور ہر روح کو اُسی جسم سابق میں بھیجے گا، اس کا نام حشر ہے^(۱)، عذاب و تنعیم قبر کا انکار وہی کرے گا، جو گمراہ ہے۔^(۲)

عقیدہ (۱۰): مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا، غرض کہیں ہو اُس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب اُسے پہنچے گا، یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال و ثواب و عذاب جو کچھ ہو پہنچے گا۔^(۳)

①..... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ويلى كل شيء من الإنسان إلا عجب ذنبه فيه يركب الخلق)).

”صحيح البخاري“، كتاب التفسير، باب ونفخ في الصور... إلخ، الحديث: ٤٨١٤، ج ٣، ص ٣١٦.

وفي ”فتح الباري“، كتاب التفسير، ج ٨، ص ٤٧٥-٤٧٦، تحت الحديث: (قوله: ”ويلى كل شيء من الإنسان إلا عجب ذنبه، فيه يركب الخلق“، في رواية مسلم: ((ليس من الإنسان شيء إلا يلى إلا عظماً واحداً))، وعن أبي هريرة بلفظ: ((كل ابن آدم يأكله التراب إلا عجب الذنب، منه خلق ومنه يركب))، وعن أبي هريرة قال: ((إن في الإنسان عظماً لا تأكله الأرض أبداً، فيه يركب يوم القيامة))، قالوا: أيّ عظم هو؟ قال: ((عجب الذنب))، وفي حديث أبي سعيد عند الحاكم وأبي يعلى: قيل: يا رسول الله ما عجب الذنب؟ قال: ((مثل حبة خردل))، والعجب بفتح المهملة وسكون الجيم بعدها موحدة ويقال له: ((عجم)) بالميم أيضاً عوض الباء، وهو عظم لطيف في أصل الصلب، وهو رأس العصعص، وهو مكان رأس الذنب من ذوات الأربع. وفي حديث أبي سعيد الخدري عند ابن أبي الدنيا وأبي داود والحاكم مرفوعاً: ((إنه مثل حبة الخردل)).

وفي ”شرح العقائد النسفية“، مبحث عذاب القبر والبعث، ص ١٠٢-١٠٣: ((والبعث وهو أن يبعث الله تعالى الموتى من القبور بأن يجمع أجزاءهم الأصلية ويعيد الأرواح إليها حق لقوله تعالى: ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ﴾ وقوله تعالى: ﴿قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ إلى غير ذلك من النصوص القاطعة الناطقة بحشر الأجساد).

②..... في ”الحديقة الندية“، ص ٣٠٣: (من أنكر عذاب القبر فهو مبتدع). و”بريقة محمودية“، ج ٢، ص ٥٦.

③..... وفي ”الحديقة الندية“، ج ١، ص ٢٦٦-٢٦٧: (وعذاب القبر) قيد القبر جرى على الغالب أو قبر كل إنسان بحسبه، وقال العلماء: عذاب القبر هو عذاب البرزخ أضيف إلى القبر؛ لأنه الغالب وإلا فكل ميت أراد الله تعالى تعذيبه ناله ما أراد الله به قبر أو لم يقبر ولو صلب أو غرق في بحر أو أكلته الدواب أو حرق حتى صار رماداً، وذري في الريح..... (وتنعيم أهل الطاعة) من المؤمنين (فيه) أي: القبر يعني كائن ذلك فيه (بما) أي: بالوصف الذي (يعلمه الله تعالى ويريده) للعبد المؤمن كما قال صلى الله عليه وسلم: ((القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النيران وكم تقدم في عذاب القبر يقال في نعيمه سواء قبر العبد أو لم يقبر حتى لو صلب أو غرق في بحر أو أكلته الدواب أو حرق... إلخ).

مسئلہ: انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و علمائے دین و شہداء و حافظانِ قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی (۱)۔

= وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر والبعث، ص ۱۰۱: (حتى أن الغريق في الماء والمأكول في بطون الحيوانات والمصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه).

وفي "النبراس"، مبحث عذاب القبر وثوابه، ص ۲۱۰: (ولا يستلزم أن يتحرك ويضطرب) من الألم (أو يرى أثر العذاب عليه) من إحراق أو ضرب (حتى أن الغريق في الماء أو المأكول في بطون الحيوانات أو المصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه) جواب عن الإشكال للمعتزلة، وحاصله أننا لا نرى الميت معذبا بالحكم بعذابه سفسطة لا سيما في ثلاثة أشخاص أحدهم الغريق؛ لأن الإحراق في الماء البارد غير معقول الثاني من أكله السباع إذ لو عذب بالاحتراق بطونها الثالث المصلوب لا يزال في الهواء يراه ويشهده الناظرون بلا سؤال وضيق مكان وعذاب، وحاصل الجواب: إن الله تعالى على كل شيء قدير، وإننا لا ندرك إلا ما خلق الله سبحانه إدراكه فينا فيحوز أن يستر هذه الأحوال عن حواسنا كما كان جبريل عليه السلام ينزل على النبي صلى الله عليه وسلم ويكلمه ولا يشعر الحاضرون بذلك وكما أن صاحب السكينة حي ولا يدرك حيوته).

① ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ پ ۲، البقرة: ۱۵۴.

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ پ ۴، آل عمران: ۱۶۹.

عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أكثرُوا الصلاة علي يوم الجمعة، فإنه مشهود تشهده الملائكة، فإن أحدًا لن يصلي علي إلا عرضت علي صلته حتى يفرغ منها، قال قلت: وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت، إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء عليهم السلام، فنبى الله حي يرزق)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه، الحديث: ۱۶۳۷، ج ۲، ص ۲۹۱.

﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ﴾ پ ۲۶، ق: ۴.

في "تفسير روح البيان"، ج ۹، ص ۱۰۴، تحت الآية: (في الحديث: ((كل ابن آدم يبلى إلا عجب الذنب، فمنه خلق وفيه يركب))، والعجب بفتح العين وسكون الجيم أصل الذنب ومؤخر كل شيء وهو ههنا عظم لا خوف له قدر ذرة أو خردلة يبقى من البدن ولا يبلى، فإذا أراد الله إعادة ركب على ذلك العظم سائر البدن وأحياءه، أي: غير أبدان الأنبياء والصديقين والشهداء فإنها لا تبلى ولا تتفسخ إلى يوم القيامة على ما نص به الأخبار الصحيحة).

جو شخص انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ مر کے مٹی میں مل گئے، گمراہ، بد دین، خبیث، مرتکب توہین ہے۔

= وأيضاً في "روح البيان"، ج ٣، ص ٤٣٩: قال الإمام الإسماعيل حقي رحمة الله تعالى عليه: (أجساد الأنبياء والأولياء والشهداء لا تبلى ولا تتغير لما أن الله تعالى قد نفى أبدانهم من العفونة الموجبة للتفسخ وبركة الروح المقدس إلى البدن كالأكسیر).

عن أبي سعيد قال: خرج النبي صلى الله عليه وسلم لصلاة فرأى الناس كأنهم يكتشرون، قال: ((أما إنكم لو أكثرتم ذكر هاذم اللذات لشغلکم عما أرى الموت فأكثرُوا ذكر هاذم اللذات الموت فإنه لا يأت على القبر يوم إلا تكلم فيقول: أنا بيت الغربة وأنا بيت الوحدة وأنا بيت التراب وأنا بيت الدود... إلخ)).

"سنن الترمذی"، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع... إلخ، الحديث: ٢٤٦٨، ج ٤، ص ٢٠٨.

"والمشكاة"، کتاب الرقاق، الحديث: ٥٣٥٢، ج ٢، ص ٢٧٢-٢٧٣.

في "المرقاة"، ج ٩، ص ٢١٣، تحت الحديث، وتحت اللفظ: ("وأنا بيت الدود": قيل: يتولد الدود من العفونة وتآكل الأعضاء، ثم يأكل بعضها بعضاً إلى أن تبقى دودة واحدة فتتموت جوعاً، واستثنى الأنبياء والشهداء والأولياء والعلماء من ذلك، فقد قال صلى الله عليه وسلم: ((إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء)). وقال تعالى في حق الشهداء: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾، والعلماء العاملون المعبر عنهم بالأولياء مدادهم أفضل من دماء الشهداء).

وفي "شرح الصدور"، باب نتن الميت وبلاء جسده... إلخ، ص ٣١٧-٣١٨: عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا مات حامل القرآن أوحى الله إلى الأرض أن لا تأكلي لحمة، فتقول الأرض: أي رب! كيف أكل لحمة وكلامك في جوفه؟)). وعن قتادة قال: (بلغني أن الأرض لا تسلط على جسد الذي لم يعمل خطيئة).

(محمد بن سليمان الجزولي) السملالي الشريف الحسن الشاذلي، صاحب "دلائل الخيرات" رضي الله عنه، دخل الخلوة للعبادة نحو أربعة عشر عاماً، ثم خرج للانتفاع به، فأخذ في تربية المريدين، وتاب على يده خلق كثير، وانتشر ذكره في الآفاق، وظهرت له الخوارق العظيمة والكرامات الجسمية والمناقب الفخيمة، واجتمع عنده من المريدين أكثر من اثني عشر ألفاً، ومن كراماته رضي الله عنه: أنه بعد وفاته بسبع وسبعين سنة نقلوه من قبره في بلاد "السوس" إلى "مراكش"، فوجدوه كهيئته يوم دفن ولم تعد عليه الأرض ولم يغير طول الزمان من أحواله شيئاً، وأثر الحلق من شعر رأسه ولحيته ظاهر كحاله يوم موته، إذ كان قريب عهد بالحلق، ووضع بعض الحاضرين أصبعه على وجهه حاصراً بها فحصر الدم عما تحتها، فلما رفع أصبعه رجع الدم كما يقع ذلك في الحي. وقبره بمراكش عليه جلالة عظيمة، والناس يزدحمون عليه، ويكثر من قراءة دلائل الخيرات عنده. وثبت أن رائحة المسك توجد من قبره من كثرة صلاته على النبي صلى الله عليه وسلم، وكانت وفاته سنة ٨٧٠ رضي الله عنه. "جامع كرامات الأولياء"، ج ١، ص ٢٧٦.

معاد و حشر کا بیان

بیشک زمین و آسمان اور جن و انس و ملک سب ایک دن فنا ہونے والے ہیں، صرف ایک اللہ تعالیٰ کے لیے ہمیشگی و بقا ہے۔^(۱) دنیا کے فنا ہونے سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

(۱) تین حشف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے، ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا جزیرہ عرب میں۔^(۲)

(۲) علم اٹھ جائے گا یعنی علما اٹھالیے جائیں گے، یہ مطلب نہیں کہ علما تو باقی رہیں اور ان کے دلوں سے علم محو کر دیا جائے۔^(۳)

(۳) جہل کی کثرت ہوگی۔^(۴)

..... ① ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَقْبَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾۔ پ ۲۷، الرحمن: ۲۶، ۲۷۔

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾۔ پ ۲۰، القصص: ۸۸۔

فی ”روح المعانی“، پ ۲۰، تحت الآیہ: ۸۸، الجزء العشرون، ص ۴۵۱: (أخرج عنه ابن مردويه أنه قال: لما نزلت ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ قيل: يا رسول الله: فما بال الملائكة؟ فنزلت ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ فبين في هذه الآية فناء الملائكة والثقلين من الجن والانس وسائر عالم الله تعالى وبريته من الطير والوحوش والسباع والأنعام وكل ذي روح أنه هالك ميت).

②..... عن حذيفة بن أسيد الغفاري قال: اطلع النبي صلى الله عليه وسلم علينا ونحن نتذاكر، فقال: ((ما تذكرون؟ قالوا: نذكر الساعة، قال: إنها لن تقوم حتى ترون قبلها عشر آيات، فذكر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسى بن مريم عليه السلام ويأجوج ومأجوج، وثلاثة خسوف: خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب)).

(”صحيح مسلم“، كتاب الفتن وأشراف الساعة، باب في الآيات التي... إلخ، الحديث: ۲۹۰۱، ص ۱۵۵۱).

③..... عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إن الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالم اتخذ الناس رؤوساً جهالاً، فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا)).

”صحيح البخاري“، كتاب العلم، باب: كيف يقبض العلم، الحديث: ۱۰۰، ج ۱، ص ۵۴۔

④..... عن أنس رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إن من أشراف الساعة أن يرفع العلم ويكثر الجهل)).

”صحيح البخاري“، كتاب النكاح، باب: يقل الرجال ويكثر النساء، الحديث: ۵۲۳۱، ج ۳، ص ۴۷۲، ملقطاً۔

(۴) زنا کی زیادتی ہوگی^(۱) اور اس بے حیائی کے ساتھ زنا ہوگا، جیسے گدھے بھشتی کھاتے ہیں، بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ پاس نہ ہوگا۔^(۲)

(۵) مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ، یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔^(۳)
 (۶) علاوہ اُس بڑے دجال کے اور تیس دجال ہوں گے، کہ وہ سب دعویٰ نبوت کریں گے، حالانکہ نبوت ختم ہو چکی۔^(۴)
 جن میں بعض گزر چکے، جیسے میلہ کذاب، طلحہ بن خویلد، اسود عسی، سجاح عورت کہ بعد کو اسلام لے آئی^(۵)،.....

① ((ویکثر الزنا)). "صحیح البخاری"، کتاب النکاح، باب: یقل الرجال ویکثر النساء، الحدیث: ۵۲۳۱، ج ۳، ص ۴۷۲.

② ((یتہارجون فیہا تہارج الحمر، فعلیہم تقوم الساعة)). "صحیح مسلم"، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال... إلخ، الحدیث: ۲۹۳۷، ص ۱۵۷۰.

فی "شرح النووي علی المسلم"، ج ۲، ص ۴۰۲، قوله: صلی اللہ علیہ وسلم: "یتہارجون فیہا تہارج الحمر" (أي: یجامع الرجال النساء علانية بحضرة الناس كما يفعل الحمير، ولا یکثر ثون لذلك).

③ ((وتکثر النساء ویقل الرجال حتی یكون لخمسين امرأة القیم الواحد)).

"صحیح البخاری"، کتاب العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل، الحدیث: ۸۱، ج ۱، ص ۴۷.

④ عن ثوبان قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((... وإنه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون، کلهم یزعم أنه نبی، وأنا خاتم النبیین لا نبی بعدی)). "سنن أبی داود"، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلہا، الحدیث: ۴۲۵۲، ج ۴، ص ۱۳۳.
 وفي رواية: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إن الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی)).

"سنن الترمذی"، کتاب الرؤیا، باب ذهب النبوة وبقيت المبشرات، الحدیث: ۲۲۷۹، ج ۴، ص ۱۲۱.

⑤ عن عمارة بن بلال الأسدي قال: (ارتد طليحة في حياة النبي صلى الله عليه وسلم وادعى النبوة) "كنز العمال"، کتاب القيامة، الحدیث: ۳۹۵۷۶، ج ۱۴، ص ۲۳۴.

عن ابن الزبير قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون کذاباً، منهم العنسی مسيلمة والمختار)). "المصنف" لابن أبي شيبة، کتاب الأمراء، الحدیث: ۵۷، ج ۷، ص ۲۵۷.

"مسند أبي يعلى"، الحدیث: ۶۷۸۶، ج ۶، ص ۴۵.

في "فتح الباري"، کتاب المناقب، ج ۶، ص ۵۱۵، تحت الحدیث: ۳۶۰۹: (عن عبد الله بن الزبير تسمية بعض الكذابين المذكورين بلفظ: ((لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون کذاباً منهم مسيلمة والعنسی والمختار)) قلت: وقد ظهر مصداق ذلك في آخر زمن النبي صلى الله عليه وسلم، فخرج مسيلمة باليمامة، والأسود العنسی باليمن، ثم خرج في خلافة أبي بكر طليحة بن خويلد في بني أسد بن خزيمه، وسجاح التميمية في بني تميم، وقتل الأسود قبل أن يموت النبي صلى الله عليه وسلم، وقتل

غلام احمد قادیانی^(۱) وغیرہم۔ اور جو باقی ہیں، ضرور ہوں گے۔

(۷) مال کی کثرت ہوگی^(۲)، نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔^(۳)

(۸) ملک عرب میں کھیتی اور باغ اور نہریں ہو جائیں گی۔^(۴)

(۹) دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگار لینا^(۵)، یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا، کہ

کاش! میں اس قبر میں ہوتا۔^(۶)

(۱۰) وقت میں برکت نہ ہوگی، یہاں تک کہ سال مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ہفتے کے اور ہفتہ مثل دن کے اور دن ایسا

ہو جائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور جلد بھڑک کر ختم ہوگئی^(۷)، یعنی بہت جلد جلد وقت گزرے گا۔

مسلمة في خلافة أبي بكر، و تاب طليحة ومات على الإسلام على الصحيح في خلافة عمر، ونقل أن سجاح أيضاً ثابت، وأخبار هؤلاء مشهورة عند الأخباريين، ملقطاً

۱..... غلام احمد قادیانی کے بارے میں اسی ”بہار شریعت“ کے صفحہ ۱۹۰ سے دیکھیں۔

۲..... أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى يكثر المال... إلخ)).

”صحيح مسلم“، كتاب الزكاة، باب الترغيب في الصدقة... إلخ، الحديث: ۱۵۷، ص ۵۰۵.

۳..... عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب)).

”صحيح مسلم“، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى... إلخ، الحديث: ۲۸۹۴، ص ۱۵۴۷.

۴..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تقوم الساعة حتى تعود أرض العرب مروجاً وأنهاراً)).

”المستدرک“، كتاب الفتن، الحديث: ۸۵۱۹، ج ۵، ص ۶۷۴.

۵..... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يأتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض

على الحمر)). ”سنن الترمذي“، كتاب الفتن، الحديث: ۲۲۶۷، ج ۴، ص ۱۱۵.

۶..... عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيقول: يا ليتني

مكانه)) وقال صلى الله عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده! لا تذهب الدنيا حتى يمر الرجل على القبر، فيتمرغ عليه، ويقول:

يا ليتني كنت مكان صاحب هذا القبر)).

”صحيح مسلم“، كتاب الفتن وأشراط الساعة، الحديث: ۵۴-۵۳ (۱۵۷)، ص ۱۵۵۵.

۷..... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تقوم الساعة حتى يتقارب الزمان وتكون السنة

كالشهر، والشهر كالجمعة وتكون الجمعة كالיום ويكون اليوم كالساعة وتكون الساعة كالضربة بالنار)).

”سنن الترمذي“، كتاب الفتن، باب ماجاء في قصر الأمل، الحديث: ۲۳۳۹، ج ۴، ص ۱۴۹.

- (۱۱) زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے۔^(۱)
- (۱۲) علم دین پڑھیں گے، مگر دین کے لیے نہیں۔^(۲)
- (۱۳) مرد اپنی عورت کا مطیع ہوگا۔^(۳)
- (۱۴) ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔^(۴)
- (۱۵) اپنے احباب سے میل جول رکھے گا اور باپ سے جدائی۔^(۵)
- (۱۶) مسجد میں لوگ چلائیں گے۔^(۶)
- (۱۷) گانے باجے کی کثرت ہوگی۔^(۷)
- (۱۸) اُگلوں پر لوگ لعنت کریں گے، ان کو بُرا کہیں گے۔^(۸)
- (۱۹) درندے، جانور، آدمی سے کلام کریں گے، کوڑے کی پہنچی^(۹)، جوتے کا تسمہ کلام کرے گا، اُس کے بازار جانے کے بعد جو کچھ گھر میں ہوا بتائے گا، بلکہ خود انسان کی ران اُسے خبر دے گی۔^(۱۰)

- ۱..... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا اتخذ الفيء دولا، والأمانة مغنماً، والزكاة مغرمًا)).
- ۲..... ((وتعلم لغير الدين)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في علامة... إلخ، الحديث: ۲۲۱۸، ج ۴، ص ۹۰.
- ۳..... یعنی فرمانبردار ہوگا۔
- ((وأطاع الرجل امرأته)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في علامة... إلخ، الحديث: ۲۲۱۸، ج ۴، ص ۹۰.
- ۴..... ((وعق أمه)). المرجع السابق.
- ۵..... ((وأدنى صد يقه وأقصى أباه)). المرجع السابق.
- ۶..... ((وظهرت الأصوات في المساجد)). المرجع السابق.
- ۷..... ((وظهرت القينات والمعازف)). المرجع السابق.
- ۸..... ((ولعن آخر هذه الأمة أولها)). المرجع السابق.
- ۹..... چابک کا سرا۔
- ۱۰..... عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده لا تقوم الساعة حتى تكلم السباع الإنس، وحتى يكلم الرجل عذبة سوطه وشارك نعله وتخبره فخذه بما أحدث أهله بعده)).
- "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في كلام السباع، الحديث: ۲۱۸۸، ج ۴، ص ۷۶.

(۲۰) ذلیل لوگ جن کو شُن کا کپڑا، پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں، بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔^(۱)

(۲۱) دجال کا ظاہر ہونا کہ چالیس دن میں حرمینِ مطہین کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا۔^(۲) چالیس دن میں پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا اور دوسرا دن مہینے بھر کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن چوبیس چوبیس گھنٹے کے ہوں گے اور وہ بہت تیزی کے ساتھ سیر کرے گا، جیسے بادل جس کو ہوا اڑاتی ہو۔^(۳) اُس کا فتنہ بہت شدید ہوگا^(۴)، ایک باغ اور ایک آگ اُس کے ہمراہ ہوں گی، جن کا نام جنت و دوزخ رکھے گا، جہاں جائے گا یہ بھی جائیں گی، مگر وہ جو دیکھنے میں جنت معلوم ہوگی وہ حقیقتہً آگ ہوگی اور جو جہنم دکھائی دے گا، وہ آرام کی جگہ ہوگی^(۵) اور وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا^(۶)، جو اُس پر ایمان لائے گا اُسے اپنی جنت میں ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اُسے جہنم میں داخل کرے گا^(۷)، مُردے چلائے گا^(۸)۔^(۹)

۱..... ((وَأَنْ تَرَى الْحَفَاةَ، الْعُرَاةَ، الْعَالَةَ، رِعَاءَ الشَّاءِ، يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبَنِيَانِ)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، الحديث: ۸، ص ۲۱.

۲..... ((فَلَا أَدْعُ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ، فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كَلْتَاهُمَا)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب قصة الجساسة، الحديث: ۲۹۴۲، ص ۱۵۷۶.

۳..... قلنا: يا رسول الله! وما لبثه في الأرض؟ قال: ((أربعون يوماً، يوم كسنة، ويوم كشهر، ويوم كجمعة، وسائر أيامه كأيامكم))، قلنا: يا رسول الله! فذلك اليوم الذي كسنة، أتكفينا فيه صلاة يوم؟ قال: ((لا، اقدروا له قدره))، قلنا: يا رسول الله! وما إسرعه في الأرض؟ قال: ((كالغيث استدبرته الريح)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب في ذكر الدجال... إلخ، الحديث: ۲۹۳۷، ص ۱۵۶۹.

۴..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنه لم تكن فتنة في الأرض منذ ذرأ الله ذرية آدم عليه السلام أعظم من فتنة الدجال)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال... إلخ، الحديث: ۴۰۷۷، ج ۴، ص ۴۰۴.

۵..... عن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((معه جنة ونار، فناره جنة وجنته نار)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال... إلخ، الحديث: ۲۹۳۴، ص ۱۵۶۷.

وفي رواية "المسند": ((ومعه نهران أنا أعلم بهما منه نهر يقول: الجنة ونهر يقول: النار، فمن أدخل الذي يسميه الجنة فهو

النار ومن أدخل الذي يسميه النار فهو الجنة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۴۹۵۹، ج ۵، ص ۱۵۶-۱۵۷.

۶..... ((فيقول للناس: أنا ربكم)) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ج ۵، ص ۱۵۶، الحديث: ۱۴۹۵۹.

۷..... في "فيض القدير"، ج ۳، ص ۷۱۹: ((معه جنة ونار فناره جنة وجنته نار) أي: من أدخله الدجال ناره بتكذيبه إياه تكون تلك النار سبباً لدخوله الجنة في الآخرة ومن أدخله جنته بتصديقه إياه تكون تلك الجنة سبباً لدخوله النار في الآخرة).

۸..... زندہ کرے۔

۹..... عن سمرة بن جندب أن نبي الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: ((إن الدجال خارج وهو أعور عين الشمال عليها ظفرة

غليظة، وإنه يرى الأكمه والأبرص ويحيى الموتى... إلخ)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ج ۷، ص ۲۶۰، الحديث: ۲۰۱۷۱.

زمین کو حکم دے گا وہ سبزے اُگائے گی، آسمان سے پانی برسائے گا اور اُن لوگوں کے جانور لمبے چوڑے خوب تیار اور دودھ والے ہو جائیں گے اور ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دھینے شہد کی مکھیوں کی طرح ذل کے ذل⁽¹⁾ اس کے ہمراہ ہو جائیں گے۔ (2) اسی قسم کے بہت سے شعبہ کے (3) دکھائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے اور شیاطین کے تماشے، جن کو واقعیت سے کچھ تعلق نہیں، اسی لیے اُس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ حرین شریفین میں جب جانا چاہے گا ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے۔ البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے کہ وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے اور دل میں کافر ہوں گے اور وہ جو علم الہی میں دجال پر ایمان لا کر کافر ہونے والے ہیں، اُن زلزلوں کے خوف سے شہر سے باہر بھاگیں گے اور اُس کے فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ (4)

دجال کے ساتھ یہودی فوجیں ہوں گی (5)، اُس کی پیشانی پر لکھا ہوگا: ”ک، ف، ر“، یعنی کافر، جس کو ہر مسلمان پڑھے گا (6) اور کافر کو نظر نہ آئے گا۔ (7)

..... 1..... ڈھیر کے ڈھیر، جتھے کے جتھے۔

..... 2..... ((فیأمر السماء أن تمطر فتمطر ويأمر الأرض أن تنبت فتنبت فتروح عليهم سارحتهم كأطول ما كانت ذرى وأمدّه خواصر وأدرّه ضروعا، قال: ثم يأتي الخربة فيقول لها: أخرجي كنوزك فينصرف منها فتتبعه كي عاصيب النحل)).

”سنن الترمذی“، کتاب الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، الحديث: ۲۲۴۷، ج ۴، ص ۱۰۴.

..... 3..... نظر بندی کے کھیل۔

..... 4..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ليس من بلد إلا سيطوه الدجال، إلا مكة والمدينة، وليس نقب من أنقابها إلا عليه الملائكة صافين تحرسها، فينزل بالسبخة، فترجف المدينة ثلاث رجفات، يخرج إليه منها كل كافر ومنافق)).

”صحیح مسلم“، باب قصة الجساسة، الحديث: ۲۹۴۳، ص ۱۵۷۷-۱۵۷۸.

..... 5..... ((الدجال معه سبعون ألف يهودي)). ”سنن ابن ماجه“، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال، الحديث: ۴۰۷۷، ج ۴، ص ۴۰۶.

..... 6..... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الدجال ممسوح العين، مكتوب بين عينيه كافر، ثم تهجأها ك ف ر، يقرأه كل مسلم)). ”صحیح مسلم“، کتاب الفتن، باب ذكر الدجال، الحديث: ۲۹۳۳، ص ۱۵۶۷.

..... 7..... في ”فتح الباري“، کتاب الفتن، باب ذكر الدجال، تحت الحديث ۷۱۳۱، ج ۱۳، ص ۸۶: قوله: ”مكتوب بين عينيه كافر“: (فهذا يراه المؤمن بغير بصره وإن كان لا يعرف الكتابة، ولا يراه الكافر ولو كان يعرف الكتابة كما يرى المؤمن الأدلة بعين بصيرته ولا يراها الكافر فيخلق الله للمؤمن الإدراك دون تعلم).

وفي ”شرح مسلم“ للنووي، کتاب الفتن وأشراط الساعة، ج ۲، ص ۴۰۰: (يظهر الله تعالى لكل مسلم كاتب وغير

كاتب ويخفيها عن أراد شقاوته وفتنته).

جب وہ ساری دنیا میں پھر پھر اکرام ملک شام کو جائے گا، اُس وقت حضرت مسیح علیہ السلام^(۱) آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی مینارہ پر نازل فرمائیں گے^(۲)، صبح کا وقت ہوگا، نماز فجر کے لیے اقامت ہو چکی ہوگی، حضرت امام مہدی کو کہ اُس جماعت میں موجود ہوں گے امامت کا حکم دیں گے، حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھائیں گے، وہ لعین دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پکھلنا شروع ہوگا، جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور اُن کی سانس کی خوشبو حد بصر^(۳) تک پہنچے گی، وہ بھاگے گا، یہ تعاقب فرمائیں گے اور اُس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے، اُس سے وہ جہنم واصل ہوگا۔^(۴)

(۲۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل فرمانا:

اس کی مختصر کیفیت اوپر معلوم ہو چکی، آپ کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوگی، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو مال دے گا تو وہ قبول نہ کرے گا^(۵)، نیز اُس زمانہ میں عداوت و بغض و حسد آپس میں بالکل نہ ہوگا۔^(۶) عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

۲..... ((إذ بعث الله المسيح ابن مريم، فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال، الحديث: ۲۹۳۷، ص ۱۵۶۹۔

۳..... نظر کی انتہا۔

۴..... قالت أم شريك بنت أبي العكر: يا رسول الله فأين العرب يومئذ؟ قال: ((هم يومئذ قليل، وجلهم بيت المقدس، وإمامهم رجل صالح، فبينما إمامهم قد تقدم يصلي بهم الصبح، إذ نزل عليهم عيسى ابن مريم عليه السلام، فرجع ذلك الإمام ينكص، يمشي القهقري ليتقدم عيسى يصلي بالناس، فيضع عيسى عليه السلام يده بين كتفيه ثم يقول له: تقدم فصل، فإنها لك أقيمت فيصلي بهم إمامهم فإذا انصرف قال عيسى عليه السلام: افتحوا الباب، فيفتح ووراءه الدجال معه سبعون ألف يهودي كلهم ذو سيف محلي وساج فإذا نظر إليه الدجال ذاب كما يذوب الملح في الماء، وينطلق هارباً ويقول عيسى عليه السلام: إن لي فيك ضربة لن تسبقني بها فيدركه عند باب اللد الشرقي فيقتله)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى... إلخ، الحديث: ۴۰۷۷، ج ۴، ص ۴۰۶۔
وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ولا يجد ريح نفسه يعني أحداً إلا مات، وريح نفسه منتهى بصره، قال: فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، الحديث: ۲۲۴۰، ج ۴، ص ۱۰۴۔ في "منح الروض الأزهر"، ص ۱۱۲۔

۵..... ((ويفيض المال حتى لا يقبله أحد)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام، الحديث: ۳۴۴۸، ج ۲، ص ۴۵۹۔

۶..... ((ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد وليدعون إلى المال فلا يقبله أحد)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب نزول عيسى ابن مريم... إلخ، الحديث: ۲۴۳، ص ۹۲۔

صَلِيب (1) توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے (2)، تمام اہل کتاب جو قتل سے بچیں گے سب اُن پر ایمان لائیں گے۔ تمام جہان میں دین ایک دین اسلام ہوگا اور مذہب ایک مذہب اہل سنت (3)۔

بچے سانپ سے کھیلیں گے اور شیر اور بکری ایک ساتھ چریں گے (4)، چالیس برس تک اقامت فرمائیں گے، نکاح کریں گے، اولاد بھی ہوگی، بعد وفات روضہ انور میں دفن ہونگے (5)۔

① عیسائیوں کا مقدس نشان۔ ”فیروز اللغات“، ص ۹۱۶۔

② قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير))۔ ”صحيح البخاري“، كتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام، الحديث: ۳۴۴۸، ج ۲، ص ۴۵۹۔

③ ((فيقاتل الناس على الإسلام فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويهلك الله في زمانه الملل كلها إلا الإسلام))۔ ”سنن أبي داود“، كتاب الملاحم، باب [ذكر] خروج الدجال، الحديث: ۴۳۲۴، ج ۴، ص ۱۵۸۔

في ”تفسير الطبري“، پ ۶، النساء، ج ۴، ص ۳۵۶-۳۵۷، تحت الآية ۱۵۹: ﴿وَأَنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ يعني: بعيسى ﴿قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ يعني: قبل موت عيسى، يوجه ذلك إلى أنَّ جميعهم يصدقون به إذا نزل لقتل الدجال، فتصير الملل كلها واحدة، وهي ملة الإسلام الحنيفية، دين إبراهيم صلى الله عليه وسلم)۔

عن أبي مالك في قوله: ﴿إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ قال: ذلك عند نزول عيسى ابن مريم، لا يبقى أحد من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به)۔

④ ((وتنزع حمة كل ذات حمة حتى يدخل الوليد يده في الحيّة فلا تضره، وتفر الوليدة الأسد فلا يضرها، ويكون الذئب في الغنم كأنه كلبها))۔ ”سنن ابن ماجه“، أبواب الفتن، باب فتنۃ الدجال... إلخ، الحديث: ۴۰۷۷، ج ۴، ص ۴۰۷۔

وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ... وتقع الآمنة على أهل الأرض حتى ترعى الأسود مع الإبل والنمور مع البقر والذئب مع الغنم ويلعب الصبيان مع الحيات لا تضربهم، فيمكث أربعين سنة ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون))۔ ”المستدرک“ للحاكم، باب هبوط عيسى عليه السلام، الحديث: ۴۲۱۹، ج ۳، ص ۴۹۰۔

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ينزل عيسى ابن مريم إلى الأرض، فيتزوج، ويولد له، ويمكث خمساً وأربعين سنة، ثم يموت، فيدفن معي في قبري))۔ ”مشكاة“، كتاب الفتن، باب نزول عيسى عليه السلام، الحديث: ۵۵۰۸، ج ۲، ص ۳۰۶۔

⑤ وفي ”مرقاة المفاتيح“، تحت الحديث: ۵۵۰۸، ج ۹، ص ۴۴۲: (وهذا بظاهره يخالف قول من قال: إن عيسى رفع به إلى السماء، وعمره ثلاث وثلاثون، ويمكث في الأرض بعد نزوله سبع سنين، فيكون مجموع العدد أربعين لكن حديث مكته سبعا رواه مسلم، فيتعين الجمع بما ذكر، أو ترجيح ما في الصحيح، ولعل عدد الخمس ساقط من الاعتبار لإلغاء الكسر)۔

(۲۳) حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا:

اس کا اجمالی واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں جب سب جگہ کفر کا تسلط ہوگا اُس وقت تمام ابدال^(۱) بلکہ تمام اولیا سب جگہ سے سمٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے، صرف وہیں اسلام ہوگا اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا، ابدال طواف کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہوں گے، اولیاء انھیں پہچانیں گے، اُن سے درخواست بیعت کریں گے، وہ انکار کریں گے۔
دفعۃً غیب سے ایک آواز آئے گی:

هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِي فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوهُ.

”یہ اللہ (عزوجل) کا خلیفہ مہدی ہے، اس کی بات سُنو اور اس کا حکم مانو۔“

تمام لوگ اُن کے دست مبارک پر بیعت کریں گے۔ وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر ملک شام کو تشریف لے جائیں گے۔^(۲)

بعد قتلِ دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم الہی ہوگا کہ مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جاؤ، اس لیے کہ کچھ ایسے لوگ ظاہر کیے جائیں گے، جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔
(۲۴) یاجوج و ماجوج کا خروج^(۳):

مسلمانوں کے کوہ طور پر جانے کے بعد یاجوج و ماجوج ظاہر ہوں گے، یہ اس قدر کثیر ہوں گے کہ ان کی پہلی جماعت بُحیرۃ طبریہ پر (جس کا طول دس میل ہوگا^(۴)) جب گزرے گی، اُس کا پانی پی کر اس طرح سُکھا دے گی کہ دوسری جماعت بعد والی جب آئے گی تو کہے گی: کہ یہاں کبھی پانی تھا!۔

① فی ”مرقاۃ المفاتیح“: (قال الجوہری: الأبدال قوم من الصالحین لا تخلو الدنیا منهم إذا مات واحد أبدل الله مكانه بآخر... وفي ”القاموس“: الأبدال قوم بهم یقیم الله عزوجل الأرض وهم سبعون أربعون بالشام وثلاثون فی غیرها).

(”مرقاۃ المفاتیح“: ج ۹، ص ۳۵۳).

② لم نعر علیہ.

③ ﴿حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾ پ ۱۷، الانبیاء: ۹۶.

④ بُحَيْرَة طَبْرِیَّہ: فی ”المرقاة“، ج ۹، ص ۳۸۸: (بحیرة تصغیر بحرة، وهي ماء مجتمع بالشام طوله عشرة أميال، وطبرية بفتحيتين اسم موضع، وقال شارح: هي قصبة الأردن بالشام).

پھر دنیا میں فساد و قتل و غارت سے جب فرصت پائیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو قتل کر لیا، آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں، یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے، خدا کی قدرت کہ اُن کے تیر اوپر سے خون آلودہ گریں گے۔ یہ اپنی انہیں حرکتوں میں مشغول ہوں گے اور وہاں پہاڑ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے محصور ہوں گے، یہاں تک کہ اُن کے نزدیک گائے کے سر کی وہ وقعت ہوگی جو آج تمہارے نزدیک ستوا اثر فیوں کی نہیں، اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے دُعا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ اُن کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کر دے گا کہ ایک دم میں وہ سب کے سب مرجائیں گے، اُن کے مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اتریں گے، دیکھیں گے کہ تمام زمین اُن کی لاشوں اور بدو سے بھری پڑی ہے، ایک بالشت بھی زمین خالی نہیں۔

اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع ہمراہیوں کے پھر دُعا کریں گے، اللہ تعالیٰ ایک قسم کے پرند بھیجے گا کہ وہ انکی لاشوں کو جہاں اللہ (عزوجل) چاہے گا پھینک آئیں گے اور اُن کے تیر و کمان و ترکش (1) کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے، پھر اُس کے بعد بارش ہوگی کہ زمین کو ہموار کر چھوڑے گی اور زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھلوں کو اُگا اور اپنی برکتیں اُگل دے اور آسمان کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں اُنڈیل دے تو یہ حالت ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اُس کے چھلکے کے سایہ میں دُل آدمی بیٹھیں گے اور دودھ میں یہ برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ، جماعت کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ، قبیلہ بھر کو اور ایک بکری کا، خاندان بھر کو کفایت کرے گا۔ (2)

1..... تیر دان، تیر رکھنے کا خانہ۔

2..... قال: ((فيلبث كذلك ما شاء الله؟ قال: ثم يوحى الله اليه أن حرّز عبادي إلى الطور فإني قد أنزلت عباداً لي لا يد لأحد بقتالهم، قال: ويبعث الله يأجوج ومأجوج وهم كما قال الله: ﴿وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَذَبٍ يُنْسِلُونَ﴾، قال: ويمر أولهم ببخيرة الطبرية فيشرب ما فيها، ثم يمر بها آخرهم فيقولون: لقد كان بهذه مرة ماء، ثم يسرون حتى ينتهوا إلى جبل بيت المقدس، فيقولون: لقد قتلنا من في الأرض فهلهم فلنقتل من في السماء، فيرمون بنشابهم إلى السماء، فيردّ الله عليهم نشابهم محمراً دماً، ويحاصر عيسى ابن مريم وأصحابه حتى يكون رأس الثور يومئذ خيراً لهم من مائة دينار لأحدكم اليوم، قال: فيرغب عيسى ابن مريم إلى الله وأصحابه، قال: فيرسل الله عليهم النغف في رقابهم فيصبحون فرسي موتى كموت نفس واحدة، قال: ويهبط عيسى وأصحابه فلا يجد موضع شبر إلا وقد ملأته زهمتهم ونتاجهم، قال: فيرغب عيسى إلى الله وأصحابه، قال: فيرسل الله عليهم طيراً كأعناق البخت، فتحملهم فتطرحهم بالمهبل ويستوقد المسلمون من قسيهم ونشابهم وجعابهم سبع سنين، قال: ويرسل الله عليهم مطراً لا يكن منه بيت وبر ولا مدر، قال: فيغسل الأرض فيتركها كالزلفة، قال: ثم يقال للأرض: أخرجي ثمرتك وردّي بركتك، فيومئذ تأكل العصابة من الرمانة ويستظلون بقحفها ويبارك في الرسل حتى أن الفئام من الناس

(۲۵) دُھواں ظاہر ہوگا: جس سے زمین سے آسمان تک اندھیرا ہو جائے گا۔^(۱)

(۲۶) دَابَّةُ الْأَرْضِ کا نکلنا^(۲): یہ ایک جانور ہے، اس کے ہاتھ میں عصائے موسیٰ اور انگشتی سلیمان علیہما السلام ہوگی، عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نشان نورانی بنائے گا اور انگشتی سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سخت سیاہ دھبہ، اُس وقت تمام مسلم و کافر علانیہ ظاہر ہوں گے۔^(۳) یہ علامت کبھی نہ بدلے گی، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا^(۴)۔

(۲۷) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا: اس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، اُس وقت کا اسلام معتبر نہیں۔^(۵)

ليكتفون باللقحة من الإبل، وأن القبيلة ليكتفون باللقحة من البقر، وإن الفخذ ليكتفون باللقحة من الغنم)).

”سنن الترمذی“، کتاب الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، الحديث: ۲۲۴۷، ج ۴، ص ۱۰۴-۱۰۵.

①..... ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾. پ ۲۵، الدخان: ۱۰-۱۱.

في ”تفسير الطبري“، ج ۱۱، ص ۲۲۷، تحت هذه الآية: عن ربي بن حراش، قال: سمعت حذيفة بن اليمان يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أَوَّلُ آيَاتِ الدَّجَالِ، وَنَزُولُ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ، وَنَارُ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ أَبِينِ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمُحْشَرِ تَقِيلُ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوا، وَالدَّخَانُ، قَالَ حَذِيفَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا الدَّخَانُ؟ فَتَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآيَةَ: ﴿يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾، يَمْلَأُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ يَمُكِّثُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَلَيْلَةً، أَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَصِيبُهُ مِنْهُ كَهَيْئَةِ الزَّكَامِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيَكُونُ بِمَنْزِلَةِ السَّكَرَانِ يَخْرُجُ مِنْ مَنْخَرِهِ وَأَذْنِهِ وَدُبْرِهِ)). ج ۱۱، ص ۲۲۷، الحديث: ۳۱۰۶۱.

②..... ﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ﴾. پ ۲۰، النمل: ۸۲.

③..... عن أبي هريرة أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تَخْرُجُ الدَّابَّةُ وَمَعَهَا خَاتَمُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ، وَعَصَا مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ بِالْعَصَا وَتُخْطِمُ أَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتَمِ حَتَّى أَنْ أَهْلَ الْحَوَاءِ لِيَجْتَمِعُونَ، فَيَقُولُ هَذَا: يَا مُؤْمِنُ، وَيَقُولُ هَذَا: يَا كَافِرُ)). ”سنن ابن ماجه“، أبواب الفتن، باب دابة الأرض، الحديث: ۴۰۶۶، ج ۴، ص ۳۹۳-۳۹۴.

④..... لم نعر عليه.

⑤..... عن صفوان بن عسال قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ مِنْ قَبْلِ مَغْرِبِ الشَّمْسِ بَابًا مَفْتُوحًا، عَرْضُهُ سَبْعُونَ سَنَةً، فَلَا يَزَالُ ذَلِكَ الْبَابُ مَفْتُوحًا لِلتَّوْبَةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ نَحْوِهِ، فَإِذَا طَلَعَتْ مِنْ نَحْوِهِ لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلِ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهِمْ خَيْرًا)).

(”سنن ابن ماجه“، أبواب الفتن، باب طلوع الشمس من مغربها، الحديث: ۴۰۷۰، ج ۴، ص ۳۹۶).

(۲۸) وفاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک زمانہ کے بعد جب قیامِ قیامت (۱) کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے (۲)، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی، جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور انھیں پر قیامت قائم ہوگی۔ (۳)

یہ چند نشانیاں بیان کی گئیں، ان میں بعض واقع ہو چکیں اور کچھ باقی ہیں، جب نشانیاں پوری ہو لیں گی اور مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے سے وہ خوشبودار ہوا گزر لے گی جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہو جائے گی، اس کے بعد پھر چالیس برس کا زمانہ ایسا گزرے گا کہ اس میں کسی کے اولاد نہ ہوگی، یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ رہے گا اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے (۴)، اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا (۵)، کوئی اپنی دیوار لیتا (۶) ہوگا، کوئی کھانا کھاتا ہوگا، غرض لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے (۷)

۱..... قیامت کے قائم ہونے۔

۲..... لم نعثر علیہ۔

۳..... ((فبینما هم كذلك إذ بعث الله ريحا طيبة، فتأخذهم تحت آباطهم، فتقبض روح كل مؤمن وكل مسلم، ويبقى شرار الناس، يتهارجون فيها تهارج الحمر، فعليهم تقوم الساعة)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال، الحديث: ۷۳۷۳، ص ۱۰۷۰۔

۴..... لم نعثر علیہ۔

۵..... عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى لا يقال في الأرض: الله الله)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب ذهاب الإيمان آخر الزمان، الحديث: ۲۳۴، ص ۸۸۔
في "المراقبة"، ج ۹، ص ۴۵۰، تحت الحديث: (معناه: لا تقوم الساعة حتى لا يبقى في الأرض مسلم يحذر الناس من الله، وقيل: أي: لا يذكر الله فلا يبقى حكمة في بقاء الناس)۔

۶..... پلستر کرتا۔

۷..... عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها، فإذا طلعت فرأها الناس آمنوا أجمعون فذلك حين ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا﴾ الآية، ولتقوم الساعة وقد نشر الرجلان ثوبهما بينهما فلا يتبايعانه ولا يطويانه، ولتقوم الساعة وقد انصرف الرجل بلبن لقحته فلا يطعمه، ولتقوم الساعة وهو يليط حوضه فلا يسقي فيه، ولتقوم الساعة وقد رفع أحدكم أكלתه إلى فيه فلا يطعمها)).

("صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، الحديث: ۶۵۰۶، ج ۴، ص ۲۴۹)۔

کہ دفعۃً (۱) حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا، شروع شروع اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بہت بلند ہو جائے گی، لوگ کان لگا کر اس کی آوازیں سنیں گے اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مرجائیں گے، آسمان، زمین، پہاڑ، یہاں تک کہ صور اور اسرافیل اور تمام ملائکہ فنا ہو جائیں گے، اُس وقت سوا اُس واحد حقیقی کے کوئی نہ ہوگا، وہ فرمائے گا:

﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ (۲)

آج کس کی بادشاہت ہے...؟ کہاں ہیں بجا رین...؟ کہاں ہیں متکبرین...؟ مگر ہے کون جو جواب دے، پھر خود ہی فرمائے گا:

﴿لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ (۳)

”صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔“

پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا، اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین، ملائکہ و انس و جن و حیوانات موجود ہو جائیں گے۔ (۴) سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر مبارک

① اچانک۔

② پ ۲۴، المؤمن: ۱۶

③ پ ۲۴، المؤمن: ۱۶۔

④ عن ابن عباس في صفة القيامة، فذكر فيه صفة الصور وعظمه وإسرافيل ثم قال: فإذا بلغ الوقت الذي يريد الله أمر إسرافيل، فينفخ في الصور النفخة الأولى، تهبط النفخة من الصور إلى السموات فيصعق سگان السموات بحذافيرها، وسگان البحر بحذافيرها، ثم تهبط النفخة إلى الأرض، فيصعق سگان الأرض بحذافيرها، وجميع عالم الله وبريته فيهن من الجن والإنس والهوام والأنعام، قال: وفي الصور من الكوى بعدد من يذوق الموت من جميع الخلائق، فإذا صعقوا جميعاً، يقول الله عز وجل: يا إسرافيل من بقي؟ فيقول: بقي إسرافيل عبدك الضعيف، فيقول: مت يا إسرافيل فيموت، ثم يقول الجبار تعالیٰ: ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾، فلا هميس ولا حسيس ولا ناطق يتكلم، ولا محيب يفهم، وقد مات حملة العرش وإسرافيل وملك الموت وكل مخلوق، فيرد الجبار على نفسه: ﴿لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ الْيَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ [غافر: ۱۶-۱۷]۔ وذلك حين تمت كلمة ربك صدقاً وعدلاً لا مبدل لكلماته: ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾، فيتم كلمته بإفناض قضائه على أهل أرضه وسمائه لقوله تعالیٰ: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ [القصص: ۸۲]۔ فأمّا إسرافيل، فيموت ثم يحيى في طرفة عين، وأما حملة العرش فيحيون في أسرع من طرفة عين، فيأمر الله

سے یوں برآمد ہونگے کہ دہنے ہاتھ میں صدیق اکبر کا ہاتھ، بائیں ہاتھ میں فاروق اعظم کا ہاتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہما^(۱)، پھر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں، سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے۔^(۲)

عقیدہ (۱): قیامت بیشک قائم ہوگی، اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔^(۳)

تعالیٰ إسرائیل بعد النفخة الأولى بأربعين وكذلك هو في التوراة بين النفختين أربعون، لا يدرى ما هو، فإذا انقضت الأربعون نظر الله إلى أهل السموات وإلى أهل الأرضين، فيقول: وعزتي لأعيدنكم كما بدأتكم ولأحيينكم كما أمتكم، ثم يأمر إسرائیل فينفخ النفخة الثانية، وقد جمعت الأرواح كلها في الصور، فإذا نفخ خرج كل روح من كوة معلومة من كوى الصور، فإذا الأرواح تهوش بين السماء والأرض لها دوي كدوي النحل، فينادي إسرائیل: يا أيها الجلود المتمزقة! يا أيها الأعضاء المتهشمة! يا أيها العظام البالية! يا أيها الأجساد المتفرقة! يا أيها الأشعار المتمرطة! قوموا إلى موقف الحساب والعرض الأكبر فيدخل كل روح في جسده قال: ويمطر الله طيشا من تحت العرش على جميع الموتى، فيحيون كما تحيي الأرض الميتة بوابل السماء، فيبعث الله الأجساد التي كانت في الدنيا من حيث كانت بعضها في بطون السباع، وبعضها من حواصل الطير وبنیان البحور وبطون الأرض وظهورها، فيدخل كل روح في جسده، فإذا هم قيام ينظرون، فيبعث الله نارا من المشارق، فتحشر الناس إلى المغارب إلى أرض تسمى الساهرة من وراء بيت المقدس أرض طاهرة لم يعمل عليها سيئة ولا خطيئة فذلك قوله: ﴿فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ﴾، وقوله: ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾، ﴿وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا﴾، ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا الَّذِينَ كَانَتْ﴾ الآية.

”شعب الإيمان“، باب في حشر الناس... إلخ، فصل في صفة يوم القيامة، الحديث: ۳۵۳، ج ۱، ص ۳۱۲-۳۱۴.

①..... عن ابن عمر: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج ذات يوم فدخل المسجد وأبو بكر وعمر، أحدهما عن يمينه والآخر عن شماله وهو أخذ بأيديهما وقال: ((هكذا نبعث يوم القيامة)). ”سنن الترمذي“، كتاب المناقب، باب قوله صلى الله عليه وسلم لأبي بكر ثم عمر: ((هكذا نبعث يوم القيامة))، الحديث: ۳۶۸۹، ج ۴، ص ۳۷۸.

②..... عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا أول من تنشق عنه الأرض، ثم أبو بكر، ثم عمر، ثم أتى أهل البقيع فيحشرون معي ثم أنتظر أهل مكة حتى أحشر بين الحرمين)). ”سنن الترمذي“، كتاب المناقب، باب أنا أول من تنشق عنه الأرض، ثم أبو بكر وعمر، الحديث: ۳۷۱۲، ج ۵، ص ۳۸۸.

③..... ﴿وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا﴾ پ ۱۷، الحج: ۷.

في ”الشفا“، فصل في بيان ما هو من المقالات، ج ۲، ص ۲۹۰: (من أنكر الجنة أو النار أو البعث أو الحساب أو القيامة فهو كافر بإجماع للنص عليه وإجماع الأمة على صحة نقله متواتراً).

وفي ”منح الروض الأزهر“ للقارئ، فصل في المرض والموت والقيامة، ص ۱۹۵.

عقیدہ (۲): حشر صرف رُوح کا نہیں، بلکہ رُوح و جسم دونوں کا ہے، جو کہے صرف رُوحیں اٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے، وہ بھی کافر ہے۔^(۱)

عقیدہ (۳): دنیا میں جو رُوح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی اُس رُوح کا حشر اُسی جسم میں ہوگا، یہ نہیں کہ کوئی نیا جسم پیدا کر کے اس کے ساتھ رُوح متعلق کر دی جائے۔^(۲)

عقیدہ (۴): جسم کے اجزا اگر چہ مرنے کے بعد متفرق ہو گئے اور مختلف جانوروں کی غذا ہو گئے ہوں، مگر اللہ تعالیٰ ان سب اجزا کو جمع فرما کر قیامت کے دن اٹھائے گا^(۳)، قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، مائٹھنے

① في "المعتقد المنتقد"، هل الروح أيضاً جسم فلا حشر إلا جسماني؟، ص ۱۸۱: (أكثر المتكلمين على أن الحشر جسماني فقط على أن الروح جسم لطيف. والغزالي والماتريدي والراغب والحليمي على أنه جسماني وروحاني، بناء على أن الروح جوهر مجرد ليس بجسم ولا قوة حالة في جسم، بل يتعلق به تعلق التدبير والتصرف).

قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، تحت قوله: "جسماني فقط": (لا بمعنى إنكار حشر الروح، فإنه كفر قطعاً كإنكار حشر الأجساد؛ لأن الكل ثابت ضرورة من الدين، بل بناء على أن الروح أيضاً عندهم جسم لطيف فحشر الجسد والروح كل ذلك ليس عند هم إلا حشر جسم). ۱۲

② ﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيفٌ﴾ پ ۲۶، ق: ۴.

في "تفسير روح البيان"، ج ۹، ص ۱۰۴، تحت هذه الآية: (قال ابن عطية وحفظ ما تنقص الأرض إنما هو ليعود بعينه يوم القيامة وهذا هو الحق وذبح بعض الأصوليين إلى أن الأجساد المبعوثة يجوز أن تكون غير هذه، قال ابن عطية: وهذا عندي خلاف لظاهر كتاب الله، ولو كانت غيرها فكيف كانت تشهد الجلود والأيدي والأرجل على الكفرة إلى غير ذلك مما يقتضي أن أجساد الدنيا هي التي تعود، وسئل شيخ الإسلام ابن حجر: هل الأجساد إذا بليت وفيت وأراد الله تعالى إعادتها كما كانت أو لا هل تعود الأجسام الأول أم يخلق الله للناس أجساداً غير الأجساد الأول؟، فأجاب أن الأجساد التي يعيدها الله هي الأجساد الأول لا غيرها، قال: وهذا هو الصحيح بل الصواب، ومن قال غيره عندي فقد أخطأ فيه لمخالفته ظاهر القرآن والحديث، قال أهل الكلام: إن الله تعالى يجمع الأجزاء الأصلية التي صار الإنسان معها حال التولد، وهي العناصر الأربعة ويعيد روحه إليه سواء سمى ذلك الجمع إعادة المعدوم بعينه أو لم يسم).

③ حدثنا إبراهيم بن الحكم بن أبان، حدثنا أبي، قال: كنت جالساً مع عكرمة عند منزل ابن داود - وكان عكرمة نازلاً مع ابن داود نحو الساحل - فذكروا الذين يغرقون في البحر، فقال عكرمة: الحمد لله، إن الذين يغرقون في البحر تنقسم لحومهم الحيتان فلا يبقى منهم شيء إلا العظام تلوح، فتقلبها الأمواج حتى تلقىها إلى البر، فتمكث العظام حيناً حتى تسير حائلاً نخرة، فتمر بها الإبل فتأكلها ثم تسير الإبل فتبعر ثم يجيء بعدهم قوم ينزلون منزلاً فيأخذون ذلك البعر فيوقدون ثم تخدم تلك النار

عُدہ اٹھیں گے (۱)، کوئی پیدل، کوئی سوار (۲) اور ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو، کسی پر تین، کسی پر چار، کسی پر دس ہوں گے۔ (۳) کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدانِ حشر کو جائے گا (۴)، کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے، کسی کو آگ جمع کرے گی۔ (۵)

فتحيء ریح فتلقى ذلك الرماد على الأرض، فإذا جاءت النفخة، قال الله عز وجل: ﴿فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾ [الزمر: ۶۸] فيخرج أولئك وأهل القبور سواء. "حلية الأولياء"، عكرمة مولى ابن عباس، الحديث: ۴۳۷۴، ج ۳، ص ۳۸۹. وفي "البدور السافرة في أمور الآخرة"، للسيوطي، ص ۴۱.

① عن عائشة قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((يحشر الناس يوم القيامة حفاة عراة غرلا)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فناء الدنيا... إلخ، الحديث: ۲۸۶۹، ص ۱۵۲۹. وفي رواية: عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنكم محشرون حفاة عراة غرلا، ثُمَّ قَرَأَ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعَدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، الحديث: ۳۳۴۹، ج ۲، ص ۴۲۰.

② عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يحشر الناس يوم القيامة ثلاثة أصناف: صنفا مشاة و صنفا ركبانا و صنفا على وجوههم)). "سنن الترمذي"، كتاب التفسير، باب: ومن سورة النحل، الحديث: ۳۱۵۳، ج ۵، ص ۹۶. ③ عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يحشر الناس على ثلاث طرائق: راغبين وراهبين، واثنان على بعير، وثلاثة على بعير، وأربعة على بعير، وعشرة على بعير)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب كيف الحشر، الحديث: ۶۵۲۲، ج ۴، ص ۲۵۲. "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فناء الدنيا... إلخ، الحديث: ۲۸۶۱، ص ۱۵۳۰. وفي "المرواة"، كتاب الفتن، تحت الحديث: ۵۵۳۴، ج ۹، ص ۴۷۲: (فإن قيل: فلم لم يذكر من السابقين من يتفرد بفرد مركب لا يشاركه فيه أحد، قلنا: لأنه عرف أن ذلك مجعول لمن فوقهم في المرتبة من أنبياء الله ليوقع الامتياز بين النبيين والصادقين في المراكب كما وقع في المراتب).

④ حدثنا أنس بن مالك، أن رجلاً قال: يا رسول الله! كيف يحشر الكافر على وجهه يوم القيمة؟ قال: ((أليس الذي أمشاه على رجله في الدنيا قادراً على أن يمشيه على وجهه يوم القيمة؟)) "صحيح مسلم"، كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، يحشر الكافر على وجهه، الحديث: ۲۸۰۶، ص ۱۵۰۸.

"صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب كيف الحشر، الحديث: ۶۵۲۳، ج ۴، ص ۲۵۳.

⑤ عن أبي ذر قال: إن الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم حدثني: ((..... وفوج تسحبهم الملائكة على وجوههم وتحشرهم النار... إلخ)). "سنن النسائي"، كتاب الجنائز، البعث، الحديث: ۲۰۸۳، ص ۳۵۰.

یہ میدان حشر ملکِ شام کی زمین پر قائم ہوگا۔^(۱) زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اس کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے^(۲)، اُس دن زمین تانبے کی ہوگی^(۳) اور آفتاب ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ راوی حدیث نے فرمایا:

①..... قال: ((تحشرون هاهنا وأوماً بيده إلى نحو الشام مشاة وركباناً)). وحدثنا يزيد، أخبرنا بهز عن أبيه عن جده قال: قلت: يا رسول الله، أين تأمرني، قال: ((هاهنا)) ونحا بيده نحو الشام، قال: ((إنكم محشورون رجالاً وركباناً وتجرون على وجوهكم)). "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۰۰۴۲، ۲۰۰۵۱ ج ۷، ص ۲۳۵-۲۳۷.

②..... "ملفوظات اعلیٰ حضرت"، حصہ چہارم، ص ۴۵۵.

③..... ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾ پ ۱۴، إبراهيم: ۴۸.

فی "تفسیر الطبری"، تحت الآیہ: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾:

واختلف فی معنی قوله: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾ فقال بعضهم: معنی ذلك يوم تبدل الأرض التي عليها الناس اليوم فی دار الدنيا غير هذه الأرض، فتصير أرضاً بيضاء كالفضة.

عن عبد الله أنه قال في هذه الآية ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾ قال: أرض كالفضة نقية لم يسيل فيها دم، ولم يُعمل فيها خطيئة.

وقال آخرون: تبدل نارا. ذكر من قال ذلك. عن قيس بن السكك قال: قال عبد الله: الأرض كلها نار يوم القيامة.

وقال آخرون: بل تبدل الأرض أرضاً من فضة. ذكر من قال ذلك. عن أبي موسى عمن سمع علياً يقول في هذه الآية: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾ قال: الأرض من فضة، والجنة من ذهب.

وقال آخرون: يبدلها خبزة. ذكر من قال ذلك. عن سعيد بن جبیر، فی قوله: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾ قال: تبدل خبزة بيضاء يأكل المؤمن من تحت قدميه.

وقال آخرون: تبدل الأرض غير الأرض ذكر من قال ذلك عن كعب في قوله: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ﴾ قال: تصير السماوات جنانا ويصير مكان البحر النار قال: وتبدل الأرض غيرها.

قال الإمام ابن جرير الطبري رحمه الله تعالى بعد ذلك: (وأولى الأقوال في ذلك بالصواب، قول من قال معناه يوم تبدل الأرض التي نحن عليها اليوم يوم القيامة غيرها، وكذلك السماوات اليوم تبدل غيرها، كما قال جل ثناؤه، وجائز أن تكون المبدلة أرضاً أخرى من فضة، وجائز أن تكون ناراً وجائز أن تكون خبزاً، وجائز أن تكون غير ذلك، ولا خبر في ذلك عندنا من الوجه الذي يجب التسليم له أي ذلك يكون، فلا قول في ذلك يصح إلا ما دلّ عليه ظاهر التنزيل)، ملقطاً.

(تفسير الطبري، ج ۷، ص ۴۷۹-۴۸۳). =

”معلوم نہیں میل سے مراد سُرْمہ کی سلائی ہے یا میلِ مسافت“^(۱)، اگر میل مسافت بھی ہو تو کیا بہت فاصلہ ہے...؟! کہ اب چار ہزار برس کی راہ کے فاصلہ پر ہے اور اس طرف آفتاب کی پیٹھ ہے^(۲)، پھر بھی جب سر کے مقابل آجاتا ہے، گھر سے باہر نکلنا دشوار ہو جاتا ہے، اُس وقت کہ ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا اور اُس کا منہ اس طرف کو ہوگا، تپش اور گرمی کا کیا پوچھنا...؟!^(۳) اور اب مٹی کی زمین ہے، مگر گرمیوں کی دھوپ میں زمین پر پاؤں نہیں رکھا جاتا، اُس وقت جب تانبے کی ہوگی اور آفتاب کا اتنا قرب ہوگا، اُس کی تپش کون بیان کر سکے...؟! اللہ (عزوجل) پناہ میں رکھے۔ بھیجے کھولتے ہوں گے^(۴) اور اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہو جائے گا^(۵)، پھر جو پسینہ زمین نہ پی سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک ہوگا، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے کمر کمر، کسی کے سینہ، کسی کے گلے تک، اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثل لگام کے جکڑ جائے گا،

= حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: ”زمین کا روٹی ہونا، غبار والا ہونا، اور آگ بن جانا جو احادیث میں آیا ہے اس میں کوئی منافات نہیں، بلکہ ان کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ بعض زمین کے ٹکڑے روٹی، بعض غبار، اور بعض آگ ہو جائیں گے، اور آگ ہونے والا قول سمندر کی زمین کے ساتھ خاص ہے (کہ سمندر کی زمین آگ کی ہو جائے گی)۔“ (”البدور السافرة“ للسیوطی، الحدیث: ۷۴، ص ۷۶)۔

”تفسیر مظہری“ میں ہے کہ: ”ہوسکتا ہے کہ مومنین کے قدموں کی جگہ روٹی ہو جائے گی اور کفار کے قدموں کی جگہ غبار والی اور آگ والی ہو جائے گی۔“ (”تفسیر مظہری“، تحت الآیۃ ۴۸، ج ۵، ص ۳۴۴، مترجم)۔

- ①..... حدثني مقدار بن الأسود قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((تدنى الشمس - يوم القيامة - من الخلق، حتى تكون منه كمقدار ميل)). قال سليم بن عامر: فوالله! ما أدري ما يعني بالميل؟ أمسافة الأرض، أم الميل الذي تكتحل به العين)). ”صحيح مسلم“، كتاب الجنة... إلخ، باب في صفة يوم القيامة... إلخ، الحديث: ۲۸۶۴، ص ۱۵۳۱-۱۵۳۲.
- ②..... في ”المراقبة“، ج ۹، ص ۶۵۹: (عن ابن عمر على ما رواه الديلمي في ”مسند الفردوس“ مرفوعاً: ((الشمس والقمر وجوههما إلى العرش وأقفاؤهما إلى الدنيا)) ففيه تنبيه نبیه علی اُن وجوههما لو كانت إلى الدنيا لما أطاق حرهما أحد من أهل الدنيا).
- ③..... ”ملفوظات اعلیٰ حضرت“، حصہ چہارم، ص ۴۵۴-۴۵۵.
- ④..... عن أبي أمامة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((تدنى الشمس يوم القيامة على قدر ميل ويزاد في حرها كذا وكذا يغلي منها الهوام كما يغلي القدور، يعرقون فيها على قدر خطاياهم، منهم من يبلغ إلى كعبيه ومنهم من يبلغ إلى ساقيه ومنهم من يبلغ إلى وسطه ومنهم من يلجمه العرق)). ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۲۲۴۸، ج ۸، ص ۲۷۹.
- ⑤..... عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((يعرق الناس يوم القيامة حتى يذهب عرقهم في الأرض سبعين ذراعاً)). ”صحيح البخاري“، كتاب الرقاق، الحديث: ۶۵۳۲، ج ۴، ص ۲۵۵.

جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا۔^(۱) اس گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی محتاج بیان نہیں، زبانیں سوکھ کر کاٹا ہو جائیں گی، بعضوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی، دل ابل کر گلے کو آجائیں گے، ہر مبتلا بقدر گناہ تکلیف میں مبتلا کیا جائے گا، جس نے چاندی سونے کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی اُس مال کو خوب گرم کر کے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ پر داغ کریں گے^(۲)، جس نے جانوروں کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی اس کے جانور قیامت کے دن خوب طیار ہو کر آئیں گے اور اس شخص کو وہاں لٹائیں گے اور وہ جانور اپنے سینگوں سے مارتے اور پاؤں سے روندتے اُس پر گزریں گے، جب سب اسی طرح گزر جائیں گے پھر اُدھر سے واپس آ کر وہیں اُس پر گزریں گے، اسی طرح کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ لوگوں کا حساب ختم ہو^(۳) وعلی هذا القیاس۔

①..... عن عقبہ بن عامر یقول: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ((تدنو الشمس من الأرض فیعرق الناس، فمن الناس من یبلغ عرقہ عقبیہ، ومنہم من یبلغ إلى نصف الساق، ومنہم من یبلغ إلى ركبتيہ، ومنہم من یبلغ العجز، ومنہم من یبلغ الخاصرة، ومنہم من یبلغ منكبہ، ومنہم من یبلغ عنقه، ومنہم من یبلغ وسط فیہ)) وأشار بیدہ فألحمہا فاه: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشیر ہکذا، ((ومنہم من یغطیہ عرقہ)). وضرب بیدہ إشارة.
”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۴۴۴، ج ۶، ص ۱۴۶.

②..... ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ پ ۱۰، التوبة: ۳۴-۳۵.

③..... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ما من صاحب كنز لا يؤدي زكاته إلا أحمي عليه في نار جهنم، فيجعل صفائح، فيكوى بها جنباه وجبينه، حتى يحكم الله بين عباده في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة، ثم يرى سبيله، إما إلى الجنة وإما إلى النار، وما من صاحب إبل لا يؤدي زكاتها إلا بطح لها بقاع قرقر كأوفر ما كانت تستن عليه، كلما مضى عليه أخرها ردت عليه أولاها، حتى يحكم الله بين عباده في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة، ثم يرى سبيله إما إلى الجنة وإما إلى النار، وما من صاحب غنم لا يؤدي زكاتها إلا بطح لها بقاع قرقر كأوفر ما كانت، فتطوه بأظلافها وتنطحه بقرونها، ليس فيها عقصاء ولا جلعاء، كلما مضى عليه أخرها ردت عليه أولاها، حتى يحكم الله بين عباده في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة مما تعدون، ثم يرى سبيله إما إلى الجنة وإما إلى النار)).

”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب إثم مانع الزکاة، الحدیث: ۹۸۷، ص ۴۹۳.

پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا، بھائی سے بھائی بھاگے گا، ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے، بی بی بچے الگ جان چرائیں گے^(۱)، ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار، کون کس کا مددگار ہوگا...! حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا، اے آدم! دوزخیوں کی جماعت الگ کر، عرض کریں گے: کتنے میں سے کتنے؟ ارشاد ہوگا: ہر ہزار سے نو سو ننانوے، یہ وہ وقت ہوگا کہ بچے مارے غم کے بوڑھے ہو جائیں گے، حمل والی کا حمل ساقط ہو جائے گا، لوگ ایسے دکھائی دیں گے کہ نشہ میں ہیں، حالانکہ نشہ میں نہ ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے^(۲)، غرض کس کس مصیبت کا بیان کیا جائے، ایک ہو، دو ہوں، تنو ہوں، ہزار ہوں تو کوئی بیان بھی کرے، ہزار ہا مصائب اور وہ بھی ایسے شدید کہ الاماں الاماں...! اور یہ سب تکلیفیں دو چار گھنٹے، دو چار دن، دو چار ماہ کی نہیں، بلکہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ایک دن ہوگا^(۳)، قریب آدمی کے گزر چکا ہے اور ابھی تک اہل محشر اسی حالت میں ہیں۔ اب آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی ڈھونڈنا چاہیے کہ ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے، ابھی تک تو یہی نہیں پتا چلتا ہے کہ آخر کدھر کو جانا ہے، یہ بات مشورے سے قرار پائے گی کہ حضرت آدم علیہ السلام ہم سب کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور جنت میں رہنے کو جگہ دی اور مرتبہ نبوت سے سرفراز فرمایا، انکی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے، وہ ہم کو اس مصیبت سے نجات دلائیں گے۔

غرض اُفتاں و خیزاں کس کس مشکل سے اُن کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے آدم! آپ ابو البشر ہیں، اللہ عزوجل نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور اپنی چچی ہوئی روح آپ میں ڈالی اور ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور جنت میں آپ کو رکھا، تمام چیزوں کے نام آپ کو سکھائے، آپ کو صفی کیا، آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں...؟! آپ ہماری

① ﴿يَوْمَ يَقْرَأُ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾. (پ ۳۴، عبس: ۳۴-۳۷).

② عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يقول الله تعالى: يا آدم! فيقول: لبيك، وسعديك، والخير في يديك، فيقول: أخرج بعث النار، قال: وما بعث النار؟ قال: من كل ألف تسعمائة وتسعة وتسعين، فعنده يثيب الصغير ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمَلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾ [الحج: ۲]).

”صحيح البخاري“، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قصة يأجوج ومأجوج، الحديث: ۳۳۴۸، ج ۲، ص ۴۱۹-۴۲۰.

③ ﴿فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ﴾، پ ۲۹، المعارج: ۴. في ”الدر المنثور“، ج ۸، ص ۲۷۹، تحت الآية: أخرج ابن أبي حاتم والبيهقي في البعث عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله: ﴿فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ﴾ قال: لو قدرتموه لكان خمسين ألف سنة من أيامكم، قال: يعني يوم القيامة.

شفاعت کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نجات دے۔^(۱) فرمائیں گے: میرا یہ مرتبہ نہیں، مجھے آج اپنی جان کی فکر ہے^(۲)، آج رب عزوجل نے ایسا غضب فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی ایسا غضب فرمایا، نہ آئندہ فرمائے، تم کسی اور کے پاس جاؤ! (۳) لوگ عرض کریں گے: آخر کس کے پاس ہم جائیں...؟ فرمائیں گے^(۴): نوح کے پاس جاؤ، کہ وہ پہلے رسول ہیں کہ زمین پر ہدایت کے لیے بھیجے گئے^(۵)، لوگ اُسی حالت میں حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اُن کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے کہ^(۶): آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے، یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ

①..... عن أنس رضي الله عنه: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يحبس المؤمنون يوم القيامة حتى يهملوا بذلك، فيقولون: لو استشفعنا إلى ربنا فيريحنا من مكاننا، فيأتون آدم فيقولون: أنت آدم أبو الناس، خلقتك الله بيده، وأسكنك جنته، وأسجد لك ملائكته، وعلمك أسماء كل شيء، لتشفع لنا عند ربك حتى يريحنا من مكاننا هذا، قال: فيقول: لست هناكم)).

”صحيح البخاري“، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿وَنُوحًا نَذِيرًا...﴾ الخ، الحديث: ۷۴۴۰، ج ۴، ص ۵۵۴.

وفي رواية ”صحيح البخاري“: قال: ((وتدنو منهم الشمس، فيقول بعض الناس: ألا ترون إلى ما أنتم فيه؟ إلى ما بلغكم؟ ألا تنظرون إلى من يشفع لكم إلى ربكم؟ فيقول بعض الناس: أبوكم آدم، فيأتونه، فيقولون: يا آدم، أنت أبو البشر، خلقتك الله بيده ونفخ فيك من روحه، وأمر الملائكة فسجدوا لك، وأسكنك الجنة، ألا تشفع لنا إلى ربك، ألا ترى ما نحن فيه وما بلغنا؟)).

كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ...﴾ الخ، الحديث: ۳۳۴۰، ج ۲، ص ۴۱۵.

وفي رواية ”المسند“، الحديث: ۱۵، ج ۱، ص ۲۱: ((فقالوا: يا آدم أنت أبو البشر، وأنت اصطفاك الله - عز وجل - اشفع لنا إلى ربك)).

②..... ((فيقول: إني لست هناكم...، وإنه لا يهمني اليوم إلا نفسي))، ملتقطاً.

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، ج ۱، ص ۶۰۳، الحديث: ۲۵۴۶.

③..... ((فيقول: ربي غضب غضباً لم يغضب قبله مثله ولا يغضب بعده مثله، نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري))، ”صحيح البخاري“، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ...﴾ الخ، الحديث: ۳۳۴۰، ج ۲، ص ۴۱۵.

④..... ((فيقولون: إلى من تأمرنا؟ فيقول)). ”الخصائص الكبرى“، باب الشفاعة، ج ۲، ص ۳۸۳.

⑤..... ((اتنوا نوحاً فإنه أول رسول بعثه الله إلى أهل الأرض)). ”صحيح البخاري“، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿لَمَّا خَلَّطْتُ بَدَنِي﴾، الحديث: ۷۴۱۰، ج ۴، ص ۵۴۲.

⑥..... ((فيأتون نوحاً فيقولون: يا نوح أنت أول الرسل إلى أهل الأرض، وسماك الله عبداً شكوراً)). ”صحيح البخاري“، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ...﴾ الخ، الحديث: ۳۳۴۰، ج ۲، ص ۴۱۵.

میں اس لائق نہیں، مجھے اپنی پڑی ہے (1) تم کسی اور کے پاس جاؤ! (2) عرض کریں گے، کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں...؟ فرمائیں گے (3): تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ (4)، کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ خُلّت سے ممتاز فرمایا ہے (5)، لوگ یہاں حاضر ہوں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس کے قابل نہیں، مجھے اپنا اندیشہ ہے۔

مختصر یہ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجیں گے، وہاں بھی وہی جواب ملے گا، پھر موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھیجیں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے: کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں (6)، آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے، کہ ایسا نہ کبھی فرمایا، نہ فرمائے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ (7)، لوگ عرض کریں گے: آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے: تم اُن کے حضور حاضر ہو، جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی، جو آج بے خوف ہیں (8)، اور وہ تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں، تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو، وہ خاتم النبیین ہیں، وہ آج تمہاری شفاعت

①..... ((فیقولون: یا نوح، اشفع لنا إلى ربنا فليقض بيننا، فيقول: إني لست هناكم...، وإنه لا يهمني اليوم إلا نفسي))، ملتقطاً، المسند للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٤٦، ج ١، ص ٦٠٣.

②..... ((اذهبوا إلى غيري)). "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿ذُرِّيَّةٌ مِّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ... إلخ﴾، الحديث: ٤٧١٢، ج ٣، ص ٢٦٠.

③..... ((فیقولون: إلى من تأمرنا؟ فيقول)). "الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج ٢، ص ٣٨٣.

④..... ((لكن اتوا إبراهيم خليل الله عليه السلام)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٤٦، ج ١، ص ٦٠٣.

⑤..... ((فإن الله - عز وجل - اتخذه خليلاً)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٥، ج ١، ص ٢١.

⑥..... ((فيأتون إبراهيم، فيقول: إني لست هناكم، وإنه لا يهمني اليوم إلا نفسي، ولكن اتوا موسى عليه السلام، فيقول: إني لست هناكم، وإنه لا يهمني اليوم إلا نفسي، ولكن اتوا عيسى روح الله، وكلمته فيأتون عيسى، فيقول: إني لست هناكم، وإنه لا يهمني اليوم إلا نفسي))، ملتقطاً. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٤٦، ج ١، ص ٦٠٣-٦٠٤.

⑦..... ((فيقول عيسى: إن ربي قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري))، ملتقطاً. "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿ذُرِّيَّةٌ مِّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ... إلخ﴾، الحديث: ٤٧١٢، ج ٣، ص ٢٦٠.

⑧..... ((فیقولون: إلى من تأمرنا؟ فيقول: اتوا عبداً فتح الله على يديه، ويحيي في هذا اليوم آمناً محمداً)).

"الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج ٢، ص ٣٨٣، ملتقطاً.

فرمائیں گے، انہیں کے حضور حاضر ہو، وہ یہاں تشریف فرما ہیں۔^(۱)

اب لوگ پھرتے پھرتے، ٹھوکریں کھاتے، روتے چلاتے، دُہائی دیتے حاضر بارگاہِ بے کس پناہ ہو کر عرض کریں گے: (۲): اے محمد! (۳) اے اللہ کے نبی! حضور کے ہاتھ پر اللہ عزوجل نے فتحِ باب رکھا ہے، آج حضور مطمئن ہیں (۴)، ان کے علاوہ اور بہت سے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے: حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس مصیبت میں ہیں! اور کس حال کو پہنچے! حضور بارگاہِ خداوندی میں ہماری شفاعت فرمائیں اور ہم کو اس آفت سے نجات دلوائیں۔ (۵) جواب میں ارشاد فرمائیں گے: ((أَنَا لَهَا)) (۶) میں اس کام کے لیے ہوں، ((أَنَا صَاحِبُكُمْ)) (۷) میں ہی وہ ہوں جسے تم تمام جگہ ڈھونڈ آئے، یہ فرما کر بارگاہِ عزت میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے، ارشاد ہوگا:

① ((لكن انطلقوا إلى سيد ولد آدم، انطلقوا إلى محمد صلى الله عليه وسلم فيشفع لكم إلى ربكم عز وجل))، ملقطاً.

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۵، ج ۱، ص ۲۱.

وفي رواية: ((إنَّ محمداً صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين وقد حضر اليوم)).

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل: الحديث: ۲۵۴۶، ج ۱، ص ۶۰۴.

② اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن اپنے مخصوص انداز میں ان الفاظ کے ساتھ اس محشر کے دن کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے مارے، مصیبت کے مارے، ہاتھ پاؤں چھوڑے، چار طرف سے امیدیں توڑے، بارگاہِ عرش جاہ، بیکس پناہ، خاتم دورہ رسالت، فاتح باب شفاعت، محبوب باوجاہت، مطلوب بلند عزت، لطائف عاجزاں، ماویٰ بیکساں، مولائے دو جہان، حضور پر نور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور، افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ واذکی تحیات اللہ وانی برکات اللہ علیہ علی آلہ وصحبہ وعیالہ میں حاضر آئے، اور ہزاراں ہزار نا لہائے زار و دل بیقرار و چشم اشکبار یوں عرض کرتے ہیں۔ ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۳۰، ص ۲۲۳.

③ ((یا محمد)). ”صحیح البخاری“، کتاب التفسیر، باب: ﴿ذُرِّيَّةٌ مِّنْ حَمَلْنَا...﴾ إلخ، الحديث: ۴۷۱۲، ج ۳، ص ۲۶۰.

④ ((یا نبی اللہ! أنت الذي فتح الله بك وجئت في هذا اليوم آمناً)).

”الخصائص الكبرى“، باب الشفاعۃ، ج ۲، ص ۳۸۳، ملقطاً.

⑤ ((اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ ألا ترى إلى ما قد بلغنا)).

”صحیح مسلم“، کتاب الإیمان، الحديث: ۳۲۷، ص ۱۲۵.

⑥ ((فأقول: أنا لها)). ”صحیح البخاری“، کتاب التوحید، باب کلام عزوجل تعالیٰ يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، الحديث: ۷۵۱۰، ج ۴، ص ۵۷۷.

⑦ ((أنا صاحبكم)). ”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحديث: ۶۱۱۷، ج ۶، ص ۲۴۸.

((يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تَسْمَعُ وَاسْلُ تُعْطُهُ وَاشْفَعْ تُشَفِّعُ)) (1).

”اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو جو کچھ مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت

مقبول ہے۔“ دوسری روایت میں ہے:

((وَقُلْ تَطْعُ)) (2).

”فرماؤ! تمہاری اطاعت کی جائے۔“

پھر تو شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم سے کم بھی ایمان ہوگا، اس کے لیے بھی شفاعت فرما کر اُسے جہنم سے نکالیں گے، یہاں تک کہ جو سچے دل سے مسلمان ہوا اگرچہ اس کے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے، اسے بھی دوزخ سے نکالیں گے۔ (3) اب تمام انبیاء اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے (4)، اولیائے کرام (5)،

① ((فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذِنُ لِي وَيُلْهِمُنِي مُحَمَّدٌ أَحْمَدُهُ بَهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمُحَمَّدِ وَأُخْرِ لَهُ سَاجِدًا، فَيَقَالُ: يَا مُحَمَّدُ، ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يَسْمَعُ لَكَ، وَاسْلُ تَعْطُ، وَاشْفَعْ تُشَفِّعُ)). ”صحيح البخاري“، كتاب التوحيد، باب كلام الرب عز وجل يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، الحديث: ٧٥١٠، ج ٤، ص ٥٧٧.

وفي رواية: ”صحيح مسلم“: ((فيقال: يا محمد! ارفع رأسك، قل تسمع، سل تعطه، اشفع تشفع)). كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ٣٢٢ (١٩٣)، ص ١٢٢.

② وفي رواية ”المسند“ للشاشي: ((فيقال: ارفع رأسك، قل تطع، واشفع تشفع)). الحديث: ١١١٥، ج ٣، ص ٣٥٣.

③ ((يا رب أمتي أمتي، فيقول: انطلق فأخرج من كان في قلبه أدنى أدنى أدنى مثقال حبة خردل من إيمان، فأخرجه من النار، فأنطلق فأفعل فأقول: يا رب ائذن لي فيمن قال: لا إله إلا الله، فيقول: وعزتي وجلالي وكبريائي وعظمتي لأخرجن منها من قال: لا إله إلا الله))، ملقطاً. ”صحيح البخاري“، كتاب التوحيد، باب كلام الرب عز وجل يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، الحديث: ٧٥١٠، ج ٤، ص ٥٧٧-٥٧٨.

④ عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يفتقد أهل الجنة ناساً كانوا يعرفونهم في الدنيا، فيأتون الأنبياء، فيذكرونهم، فيشفعون فيهم، فيشفعون لهم: الطلقاء، وكلهم طلقاء، يصب عليهم ماء الحياة)). ”المعجم الأوسط“ للطبراني، الحديث: ٣٠٤٤، ج ٢، ص ٢٠٩، و”مجمع الزوائد“، الحديث: ١٨٥٢٩، ج ١٠، ص ٦٨٩.

عن عثمان بن عفان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يشفع يوم القيامة ثلاثة: الأنبياء ثم العلماء ثم الشهداء)). ”سنن ابن ماجه“، أبواب الزهد، باب ذكر الشفاعة، الحديث: ٤٣١٣، ج ٤، ص ٥٢٦.

⑤ في ”فتح الباري“، كتاب الرقاق، باب الصراط جسر جهنم، ج ١١، ص ٣٩٠: (ثم يقال: ادعوا الأنبياء فيشفعون، ثم يقال: ادعوا الصديقين فيشفعون، ثم يقال: ادعوا الشهداء فيشفعون).

شہدا (1)، علما (2)، حفاظ (3)، محجج (4)، بلکہ ہر وہ شخص جس کو کوئی منصب دینی عنایت ہوا، اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کرے گا۔ (5) نابالغ بچے جو مر گئے ہیں، اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے (6)، یہاں تک کہ علما کے پاس کچھ لوگ آ کر

①..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يشفع الشهيد في سبعين من أهل بيته)). "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في الشهيد يشفع، الحديث: ٢٥٢٢، ج ٣، ص ٢٣.

②..... عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يعث العالم والعابد، فيقال للعابد: ادخل الجنة، ويقال للعالم: أثبت حتى تشفع للناس بما أحسنت أدبهم)). "شعب الإيمان"، باب في طلب العلم، الحديث: ١٧١٧، ج ٢، ص ٢٦٨. وفي رواية: عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه: ((ويقال للعالم: اشفع في تلاميذك ولو بلغ عددهم نجوم السماء)). "مسند الفردوس" للديلمی، الحديث: ٨٥١٧، ج ٢، ص ٥٠٣.

③..... عن علي بن أبي طالب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((من قرأ القرآن وحفظه أدخله الله الجنة وشفعه في عشرة من أهل بيته، كلهم قد استوجب النار)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب السنة، باب فضل من تعلم القرآن وعلمه، الحديث: ٢١٦، ج ١، ص ١٤١.

④..... عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه، رفعه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((الحاج يشفع في أربع مئة أهل بيت))، أو قال: ((من أهل بيته)). "البحر الزخار بمسند البزار"، مسند أبي موسى الأشعري، الحديث: ٣١٩٦، ج ٨، ص ١٦٩. وفي رواية: عن أبي موسى الأشعري أن رجلا سأله عن الحاج؟، فقال: ((إن الحاج يشفع في أربع مئة بيت من قومه، ويبارك له في أربعين من أمهات البعير الذي حملة، ويخرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه)). "المصنف" لعبد الرزاق، باب فضل الحج، الحديث: ٨٨٣٨، ج ٥، ص ٥.

⑤..... عن أبي سعيد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إن من أمتي من يشفع للفقراء من الناس، ومنهم من يشفع للقبيلة، ومنهم من يشفع للعصبة، ومنهم من يشفع للرجل حتى يدخلوا الجنة)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، باب ما جاء في الشفاعة... إلخ، الحديث: ٢٤٤٨، ج ٤، ص ١٩٩.

وفي رواية: عن أبي أمامة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يدخل الجنة بشفاعة رجل من أمتي أكثر من عدد مضر، ويشفع الرجل في أهل بيته، ويشفع على قدر عمله)). "المعجم الكبير"، للطبراني، الحديث: ٨٠٥٩، ج ٨، ص ٢٧٥.

⑥..... أخرج إسحق بن راهوية في "مسنده" عن حبيبة وأم حبيبة، قال: كنا في بيت عائشة رضي الله عنها، فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ((ما من المسلمين يموت لهما ثلاثة من الولد، أطفال لم يبلغوا الحنث إلا جيء بهم حتى يوقفوا على باب الجنة، فيقال لهم: ادخلوا الجنة، فيقولون: أ ندخل ولم ندخل أبوانا؟ فيقال: لهم في الثانية أو الثالثة: ادخلوا الجنة وآباءكم، فذلك قوله تعالى: ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾، قال: نفعت الآباء شفاعته أبناءهم)).

عرض کریں گے: ہم نے آپ کے وضو کے لیے فلاں وقت میں پانی بھر دیا تھا^(۱)، کوئی کہے گا: کہ میں نے آپ کو استنجے کے لیے ڈھیلا دیا تھا^(۲)، علما اُن تک کی شفاعت کریں گے۔

عقیدہ (۵): حساب حق ہے، اعمال کا حساب ہونے والا ہے۔^(۳)

عقیدہ (۶): حساب کا منکر کافر ہے^(۴)، کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے گا کہ خفیہ^(۵) اُس سے پوچھا جائے

= وأخرج أبو نعيم عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ذاري المسلمين يوم القيامة تحت العرش شافعين ومشفعين)). "البدور السافرة في الأمور الآخرة"، الحديث: ۱۱۵۵-۱۱۵۶، ص ۳۶۲.

وفي رواية: ((ذاري المسلمين يوم القيامة تحت العرش شافع ومشفع من لم يبلغ ثنتي عشر سنة، ومن بلغ ثلاث عشرة سنة فعليه وله)). "كنز العمال"، كتاب القيامة، الحديث: ۳۹۳۰۱، ج ۱۴، ص ۲۰۰.

①..... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يصف الناس يوم القيامة صفوفًا، وقال ابن نمير: أهل الجنة، فيمر الرجل من أهل النار على الرجل، فيقول: يا فلان! أما تذكر يوم استسقيت فسقيتك شربة؟ قال: فيشفع له، ويمر الرجل: فيقول أما تذكر يوم ناولتك طهورًا، فيشفع له)).

"سنن ابن ماجه"، كتاب الأدب، باب فضل صدقة الماء، الحديث: ۳۶۸۵، ج ۴، ص ۱۹۶.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يصف أهل النار، فيمر بهم الرجل من أهل الجنة، فيقول الرجل منهم: يا فلان! أما تعرفني؟ أنا الذي سقيتك شربة. وقال بعضهم: أنا الذي وهبت لك وضوءًا، فيشفع له فيدخله الجنة)). "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، ج ۲، ص ۳۲۷، الحديث: ۵۶۰۴.

②..... في "المرواة"، ج ۹، ص ۵۶۹، تحت هذه الحديث: (قال بعضهم: أنا الذي وهبت لك وضوءًا بفتح الواو، أي: ماء وضوء، وعلى هذا القياس من لقمة وخرقة أو نوع إعانة... إلخ).

③..... في "شرح العقائد النسفية"، ص ۱۰۴: ("والكتاب" المثبت فيه طاعات العباد ومعاصيهم يؤتى للمؤمنين بأيمانهم والكفار بشمائلهم ووراء ظهورهم "حق"، لقوله تعالى: ﴿وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا﴾ وقوله تعالى: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾.

④..... في "منح الروض الأزهر" للقاري، فصل في المرض والموت والقيامة، ص ۱۹۵: (واعلم أن من أنكر القيامة أو الجنة أو النار أو الميزان أو الصراط أو الحساب أو الصحائف المكتوبة فيها أعمال العباد يكفر، أي: لثبوتها بالكتاب والسنة وإجماع الأمة).

وفي "الشفاء"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج ۲، ص ۲۹۰: (وكذلك من أنكر الجنة أو النار أو البعث أو الحساب أو القيامة فهو كافر بإجماع للنص عليه وإجماع الأمة على صحة نقله متواترًا).

⑤..... پوشيده۔

گا: تو نے یہ کیا اور یہ کیا؟ عرض کرے گا: ہاں اے رب! یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اقرار لے لے گا، اب یہ اپنے دل میں سمجھے گا کہ اب گئے، فرمائے گا: کہ ہم نے دنیا میں تیرے عیب چھپائے اور اب بخشتے ہیں۔⁽¹⁾ اور کسی سے سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی باز پرس ہوگی، جس سے یوں سوال ہوا، وہ ہلاک ہوا۔⁽²⁾ کسی سے فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہ دی...؟! تجھے سردار نہ بنایا...؟! اور تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کو مُسخر نہ کیا...؟! ان کے علاوہ اور نعمتیں یاد دلانے گا، عرض کرے گا: ہاں! تُو نے سب کچھ دیا تھا، پھر فرمائے گا: تو کیا تیرا خیال تھا کہ مجھ سے ملنا ہے؟ عرض کرے گا کہ نہیں، فرمائے گا: تو جیسے تُو نے ہمیں یاد نہ کیا، ہم بھی تجھے عذاب میں چھوڑتے ہیں۔

بعض کا فرایسے بھی ہوں گے کہ جب نعمتیں یاد دلا کر فرمائے گا کہ تُو نے کیا کیا؟ عرض کرے گا: تجھ پر اور تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا، نماز پڑھی، روزے رکھے، صدقہ دیا اور ان کے علاوہ جہاں تک ہو سکے گا، نیک کاموں کا ذکر کر جائے گا۔ ارشاد ہوگا: تو اچھا تُو ٹھہر جا! تجھ پر گواہ پیش کیے جائیں گے، یہ اپنے جی میں سوچے گا: مجھ پر کون گواہی دیگا...؟! اس وقت اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور اعضا کو حکم ہوگا: بول چلو، اُس وقت اُس کی ران اور ہاتھ پاؤں، گوشت پوست، ہڈیاں سب گواہی دیں گے کہ یہ تو ایسا تھا ایسا تھا، وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔⁽³⁾

①..... عن ابن عمر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إِنَّ اللَّهَ يَدْنِي الْمُؤْمِنَ، فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتَرُهُ، فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيُّ رَبِّ، حَتَّى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ، وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ، قَالَ: سَتَرْتَهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ)). "صحيح البخاري"، كتاب المظالم، باب قول الله تعالى: ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾، الحديث: ٢٤٤١، ج ٢، ص ١٢٦.

②..... عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ليس أحد يحاسب إلا هلك))، قالت: قلت: يا رسول الله جعلني الله فداءك، أليس يقول الله عز وجل: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ يَسِيرًا﴾، [٧-٨] قال: ((ذاك العرض يعرضون، ومن نوقش الحساب هلك)). "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾، الحديث: ٤٩٣٩، ج ٣، ص ٣٧٥.

في "فتح الباري"، كتاب الرقاق، تحت الحديث: ٦٥٣٦، تحت قول: من نوقش الحساب عذب: (والمراد بالمناقشة الاستقصاء في المحاسبة والمطالبة بالجليل والحقير وترك المسامحة، يقال انتقشت منه حقي أي: استقصيته). ج ١١، ص ٣٤٢.

③..... عن أبي هريرة قال: قالوا: يا رسول الله! هل نرى ربنا يوم القيامة؟ قال: ((هل تضارون في رؤية الشمس في الظهيرة، ليست في سحابة؟)) قالوا: لا، قال: ((فهل تضارون في رؤية القمر ليلة البدر ليس في سحابة؟)) قالوا: لا، قال: ((فوالذي نفسي

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت سے ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اور رب عزوجل ان کے ساتھ تین جماعتیں اور دے گا، معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہوں گے، اس کا شمار وہی جانے۔^(۱) تہجد پڑھنے والے بلا حساب جنت میں جائیں گے۔^(۲)

بيده! لا تضارون في رؤية ربكم إلا كما تضارون في رؤية أحدهما، قال: فيلقى العبد فيقول: أي فل! ألم أكرمك، وأسودك، وأزوجهك، وأسخر لك الخيل والإبل، وأدرك ترأس وتربع؟ فيقول: بلى، قال: فيقول: أظننت أنك ملاقي؟ فيقول: لا، فيقول: فأني أنساك كما نسيتني، ثم يلقى الثاني فيقول: أي فل! ألم أكرمك وأسودك وأزوجهك وأسخر لك الخيل والإبل، وأدرك ترأس وتربع؟ فيقول: بلى يارب! فيقول: أظننت أنك ملاقي؟ فيقول: لا، فيقول: إني أنساك كما نسيتني، ثم يلقى الثالث فيقول له مثل ذلك، فيقول: يارب! آمنت بك وبكتابك وبرسلك، وصليت وصمت وتصدقت، وبثني بخير ما استطاع، فيقول: ههنا إذا، قال: ثم يقال له: الآن نبعث شاهدنا عليك، ويتفكر في نفسه: من ذا الذي يشهد علي؟ فيختم على فيه، ويقال لفخذه ولحمه وعظامه: انطقي، فتنتطق فخذه ولحمه وعظامه بعمله، وذلك ليعذر من نفسه وذلك المنافق، وذلك الذي يسخط الله عليه)).

”صحيح مسلم“، كتاب الزهد والرقائق، الحديث: ۲۹۶۸، ص ۱۵۸۷.

① عن عبد الرحمن بن أبي بكر، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إن ربي أعطاني سبعين ألفاً من أمتي يدخلون الجنة بغير حساب))، فقال عمر: يا رسول الله، فهل استزدته؟ قال: ((قد استزدته فأعطاني مع كل رجل سبعين ألفاً))، قال عمر: فهل استزدته؟ قال: ((قد استزدته فأعطاني هكذا))، وفرج عبد الله بن بكر بين يديه، وقال عبد الله: وبسط باغيه، وحثا عبد الله، وقال هشام: وهذا من الله لا يدرى ما عدده. ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۷۰۶، ج ۱، ص ۴۱۹.

عن أبي أمامة يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((وعدني ربي أن يدخل الجنة من أمتي سبعين ألفاً لا حساب عليهم ولا عذاب، مع كل ألف سبعون ألفاً وثلاث حثيات من حثيات ربي)). ”سنن الترمذي“، كتاب صفة القيامة، الحديث: ۲۴۴۵، ج ۴، ص ۱۹۸.

② ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَهُمْ يُنفِقُونَ﴾ پ ۲۱، السجدة: ۱۶.

في ”تفسير الطبري“، ج ۱۰، ص ۲۳۹، تحت الآية: حدثني يونس، قال: أخبرنا ابن وهب، قال: قال ابن زيد في قوله: ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ قال: هؤلاء المتعبدون لصلاة الليل).

عن أسماء بنت يزيد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((يحشر الناس في صعيد واحد يوم القيامة، فينادي مناد فيقول: أين الذين كانت تتجافى جنوبهم عن المضاجع، فيقومون وهم قليل فيدخلون الجنة بغير حساب ثم يؤمر بسائر الناس ”بالحساب“)). ”شعب الإيمان“، باب في الصلاة، تحسين الصلاة والإكثار منها، الحديث: ۳۲۴۴، ج ۳، ص ۱۶۹.

في ”المراقبة“ ج ۱، ص ۱۹۴، تحت اللفظ: ﴿عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ أي: المفارش والمراقد، والجمهور على أن المراد صلاة التهجد).

اس امت میں وہ شخص بھی ہوگا، جس کے ننانوے دفتر گناہوں کے ہوں گے اور ہر دفتر اتنا ہوگا، جہاں تک نگاہ پہنچے، وہ سب کھولے جائیں گے، رب عزوجل فرمائے گا: ان میں سے کسی امر کا تجھے انکار تو نہیں ہے؟ میرے فرشتوں کو آما کا تین نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ عرض کرے گا: نہیں اے رب! پھر فرمائے گا: تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ عرض کرے گا: نہیں اے رب! فرمائے گا: ہاں تیری ایک نیکی ہمارے حضور میں ہے اور تجھ پر آج ظلم نہ ہوگا، اُس وقت ایک پرچہ جس میں ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ ہوگا نکالا جائے گا اور حکم ہوگا جاٹلو، عرض کرے گا: اے رب! یہ پرچہ ان دفتروں کے سامنے کیا ہے؟ فرمائے گا: تجھ پر ظلم نہ ہوگا، پھر ایک پلے پر یہ سب دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں وہ، وہ پرچہ ان دفتروں سے بھاری ہو جائے گا۔^(۱) بالجملة اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں، جس پر رحم فرمائے، تھوڑی چیز بھی بہت کثیر ہے۔

عقیدہ (۷): قیامت کے دن ہر شخص کو اُس کا نامہ اعمال دیا جائے گا^(۲)، نیکوں کے دہنے ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں^(۳)، کافر کا سینہ توڑ کر اُس کا بایاں ہاتھ اس سے پس پشت نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔^(۴)

① عن أبي عبد الرحمن المعافري ثم الحبلي قال: سمعت عبد الله بن عمرو بن العاص يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إِنَّ اللَّهَ سَيَخْلصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةَ وَتِسْعِينَ سَجَلًا، كُلُّ سَجَلٍ مِثْلُ مَدِّ الْبَصْرِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَتَنْكُرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا؟ أَظْلَمْتُكَ كَتَبْتِي الْحَافِظُونَ؟ يَقُولُ: لَا يَا رَبِّ! فَيَقُولُ: أَفَلَمْ تَعِذْ؟ فَيَقُولُ: لَا، يَا رَبِّ! فَيَقُولُ: بَلَى! إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَإِنَّهُ لَا ظِلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَيُخْرِجُ بَطَاقَةً فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولُ: احْضُرْ وَزَنْكُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! مَا هَذِهِ الْبَطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السَّجَلَاتِ؟ فَقَالَ: فَإِنَّكَ لَا تَظْلَمُ، قَالَ: فَتُوضَعُ السَّجَلَاتُ فِي كِفَّةٍ وَالبَطَاقَةُ فِي كِفَّةٍ فَطَاشَتِ السَّجَلَاتُ وَثَقُلَتِ الْبَطَاقَةُ، وَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللَّهِ شَيْءٌ)). “سنن الترمذي“، كتاب الإيمان، باب ما جاء فيمن يموت وهو يشهد أن لا إله إلا الله، الحديث: ٢٦٤٨، ج ٤، ص ٢٩٠-٢٩١.

② ﴿وَكُلُّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يُلْقَاهُ مَنشُورًا اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا﴾ پ ١٥، بنی اسرائیل: ١٣-١٤.

③ ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَؤُلَاءِ أَقْرَأُ وَكِتَابِي أَنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَّةٍ﴾ پ ٢٩، الحاقة: ١٩-٢٠. ﴿وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَلَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَّةً﴾ پ ٢٩، الحاقة: ٢٥.

عن أبي موسى الأشعري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يعرض الناس يوم القيامة ثلاث عرضات، فأما عرضتان فجداً ومعاذير، وأما الثالثة: فعند ذلك تطير الصحف في الأيدي، فأخذ يمينه وأخذ بشماله)). “سنن ابن ماجه“، كتاب الزهد، باب ذكر البعث، الحديث: ٤٢٧٧، ج ٤، ص ٥٠٦.

④ ﴿وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا﴾ پ ٣٠، انشقاق: ١٠-١٢.

في “الجامع لأحكام القرآن“ للقرطبي، ج ١٠، ص ١٩٢، تحت الآية: (قال ابن عباس: يمد يده اليمنى ليأخذ كتابه فيجذبه

عقیدہ (۸): حوض کوثر کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوا، حق ہے۔^(۱) اس حوض کی مسافت ایک مہینہ کی راہ ہے^(۲)، اس کے کناروں پر موتی کے قُبے ہیں^(۳)، چاروں گوشے برابر یعنی زاویے قائمہ ہیں^(۴)، اس کی مٹی نہایت خوشبودار مشک کی ہے^(۵)، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا^(۶) اور مشک سے زیادہ پاکیزہ^(۷) اور اس پر برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ^(۸) جو اس کا پانی پیے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا^(۹)، اس میں جنت سے دو پرنا لے ہر وقت گرتے ہیں، ایک سونے کا، دوسرا چاندی کا۔^(۱۰)

ملك، فيخلع يمينه، فيأخذ كتابه بشماله من وراء ظهره، وقال قتادة ومقاتل: يفك ألواح صدره وعظامه ثم تدخل يده وتخرج من ظهره، فيأخذ كتابه كذلك).

① عن أنس بن مالك أنه قرأ هذه الآية: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت الكوثر)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۳۵۷۹، ج ۴، ص ۴۹۱.

وفي رواية: عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت الكوثر فإذا هو نهر يجري كذا على وجه الأرض)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۲۵۴۴، ج ۴، ص ۳۰۵.

في "شرح العقائد النسفية"، والحوض حق، ص ۱۰۵: ((والحوض حق لقوله تعالى: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾).

② قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((حوضي مسيرة شهر)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب الحوض، الحديث: ۶۵۷۹، ج ۴، ص ۲۶۷. و"صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا... إلخ، الحديث: ۲۲۹۲، ص ۱۲۵۶.

③ ((حافته قباب الدر المحوف)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب الحوض، الحديث: ۶۵۸۱، ج ۴، ص ۲۶۸.

وفي رواية: ((حافته قباب اللؤلؤ)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۳۵۷۹، ج ۴، ص ۴۹۱.

④ ((وزواياه سواء)). "صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا... إلخ، الحديث: ۲۲۹۲، ص ۱۲۵۶.

⑤ ((فضربت بيدي إلى تربته، فإذا هو مسكة ذفرة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۳۵۷۹، ج ۴، ص ۴۹۱.

⑥ ((ماؤه أشد بياضاً من اللبن وأحلى من العسل)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، الحديث: ۲۳۰۰، ص ۱۲۶۰.

⑦ ((وأطيب من المسك)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۳۳۷۷، ج ۹، ص ۸۹.

⑧ عن أبي ذر قال: قلت يا رسول الله ما آنية الحوض، قال: ((والذي نفس محمد بيده لآنيته أكثر من عدد نجوم السماء وكواكبها)). "صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، الحديث: ۲۳۰۰، ص ۱۲۶۰.

⑨ ((من شرب منه لم يظمأ بعده)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۳۳۷۷، ج ۹، ص ۸۹.

⑩ ((يغت فيه ميزابان يمدّانه من الجنة، أحدهما من ذهب، والآخر من ورق)). "صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم وصفاته، الحديث: ۲۳۰۱، ص ۱۲۶۰.

عقیدہ (۹): میزان حق ہے۔ اس پر لوگوں کے اعمال نیک و بد تولے جائیں گے^(۱)، نیکی کا پلہ بھاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اوپر اٹھے، دنیا کا سا معاملہ نہیں کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے کو جھکتا ہے۔^(۲)

عقیدہ (۱۰): حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عز و جل مقام محمود عطا فرمائے گا، کہ تمام اولین و آخرین حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حمد و ستائش کریں گے۔^(۳)

① فی ”منح الروض الأزهر“، ص ۹۵: (وزن الأعمال بالمیزان يوم القيامة حق) لقوله تعالى: ﴿وَالْوِزْنُ يُوَمِّدُنِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ خَفَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ﴾، إظهاراً لکمال الفضل وجمال العدل، كما قال الله سبحانه وتعالى: ﴿وَنَضْعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ﴾.

② ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾، پ ۲۲، فاطر: ۱۰.

فی ”تکمیل الایمان“، ص ۷۸: (میزان آخرت برعکس میزان دنیا است و علامت ثقل ارتقاع کفہ بود و علامت خفت انخفاض). یعنی: علماء فرماتے ہیں کہ: ”آخرت کی میزان کا بھاری پلڑہ دنیاوی ترازو کے برعکس ہوگا یعنی بھاری پلڑے کی علامت اس کے اونچے اور مرتفع ہونے اور ہلکے پلڑے کی علامت اس کے نیچے ہونے کی شکل میں ہوگا۔“

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ شریف میں فرماتے ہیں: ”وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلہ اگر بھاری ہوگا تو اوپر اٹھے گا اور بدی کا پلہ نیچے بیٹھے گا، قال اللہ عز و جل: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾، پ ۲۲، فاطر: ۱۰. ترجمہ: اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے (ت)، جس کتاب میں لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے۔ ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۲۹، ص ۶۲۶.

③ ﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ پ ۱۵، الإسراء: ۷۹.

فی ”الدر المنثور“، ج ۵، ص ۳۲۵، تحت الآیۃ: عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ((إِنَّ الشَّمْسَ لَتَدْنُو حَتَّىٰ يَلْغِيَ الْعَرَقُ نَصْفَ الْأُذُنِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ، ثُمَّ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُ: كَذَلِكَ، ثُمَّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُشْفَعُ، فَيَقْضِي اللَّهُ بَيْنَ الْخَلَائِقِ فَيَمْشِي حَتَّىٰ يَأْخُذَ بِحُلُقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ، فَيَوْمِئِذٍ يَبْعَثُهُ اللَّهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ)).

وفی روایۃ: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ((.....وَإِنِّي لَأَقُومُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: وَمَا ذَاكَ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ؟ قَالَ: ذَاكَ إِذَا جِئَ بِكُمْ عَرَاةَ حِفَاةٍ غَرَلًا فَيَكُونُ أَوَّلُ مَنْ يَكْسُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: اكْسُوا خَلِيلِي فَيُؤْتَى بِرِيطَتَيْنِ بَيضَاوَيْنِ فَلْيَلْبَسْهُمَا ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَسْتَقْبِلُ الْعَرْشَ ثُمَّ أُوتِيَ بِكِسْوَتِي فَأَلْبَسَهَا، فَأَقُومُ عَنْ يَمِينِهِ مَقَامًا لَا يَقُومُهُ أَحَدٌ غَيْرِي، يَغْبِطُنِي بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ))، ملتقطاً. ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۳۷۸۷، ج ۲، ص ۵۶.

عقیدہ (۱۱): حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کو لواء الحمد کہتے ہیں، تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک سب اُسی کے نیچے ہوں گے۔^(۱)

عقیدہ (۱۲): صراط حق ہے۔ یہ ایک پُل ہے کہ پشتِ جہنم پر نصب کیا جائے گا، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا^(۲)، جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے، سب سے پہلے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزر فرمائیں گے، پھر اور انبیاء و مرسلین، پھر یہ اُمت پھر اور اُمتیں گزریں گی^(۳) اور حسب اختلافِ اعمال پُلِ صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے، بعض تو ایسے تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہو گیا اور بعض تیز ہوا کی طرح، کوئی ایسے جیسے پرنداڑتا ہے

①..... عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر، وبيدي لواء الحمد ولا فخر، ومامن نبيّ يومئذ - آدم فمن سواه - إلّا تحت لوائي)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب سلوا الله لي الوسيلة، الحديث: ۳۶۲۵، ج ۵، ص ۳۵۴.

②..... عن عائشة قالت: قال رسول الله: ((ولجهم جسر أدق من الشعر وأحد من السيف)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۴۸۴۷، ج ۹، ص ۴۱۵.

وفي رواية: قال أبو سعيد الخدري: ((بلغني أنّ الجسر أدق من الشعرة وأحد من السيف)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، الحديث: ۳۰۲، ص ۱۱۵.

وفي "شرح العقائد النسفية"، والصراط حق، ص ۱۰۵: ((والصراط حق وهو جسر، ممدود على متن جهنم أدق من الشعر، وأحد من السيف يعبره أهل الجنة وتزل به أقدام أهل النار)).

وفي "الحديقة الندية"، ج ۱، ص ۲۶۸: ((الصراط جسر ممدود على متن جهنم يردّه الأولون والآخرون لا طريق الجنة إلّا عليه، وهو أدق من الشعر وأحد من السيف)).

③..... ((فيضرب الصراط بين ظهري جهنم فأكون أول من يجوز من الرسل بأمته ولا يتكلم يومئذ أحد إلّا الرسل وكلام الرسل يومئذ: اللهم سلم سلم)). "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، فضل السجود، الحديث: ۸۰۶، ج ۱، ص ۲۸۲.

وفي رواية: ((ويضرب الصراط بين ظهري جهنم، فأكون أنا وأمتي أول من يجيزها ولا يتكلم يومئذ إلّا الرسل، ودعوى الرسل يومئذ: اللهم سلم سلم)). "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، الحديث: ۷۴۳۷، ج ۴، ص ۵۵۱.

في "فتح الباري"، كتاب الرقاق، باب الصراط جسر جهنم، ج ۱۱، ص ۳۸۴، تحت الحديث: ۶۵۷۳، تحت قول: ((فأكون أول من يجيز)) فإن فيه إشارة إلى أنّ الأنبياء بعده يُجيزون أممهم. وفيه أيضاً، ص ۳۸۷: (قال القرطبي: لما كان هو وأمتة أول من يجوز على الصراط لزم تأخير غيرهم عنهم حتى يجوز، فإذا جاز هو وأمتة فكأنّه أجاز بقية الناس)، ملتقطاً.

اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے، یہاں تک کہ بعض شخص سُرین پر گھسٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا^(۱) اور پل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ عزوجل) ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہونگے) لٹکتے ہوں گے، جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اُسے پکڑ لیں گے، مگر بعض تو زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرا دیں گے^(۲) اور یہ ہلاک ہوا۔

یہ تمام اہل محشر تو پل پر سے گزرنے میں مشغول، مگر وہ بے گناہ، گناہگاروں کا شفیق پل کے کنارے کھڑا ہوا بکمال گریہ و زاری اپنی اُمتِ عاصی کی نجات کی فکر میں اپنے رب سے دُعا کر رہا ہے: ((رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ))^(۳)، اِیٰہی! ان گناہگاروں کو بچالے بچالے۔ اور ایک اسی جگہ کیا! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اُس دن تمام موطن میں دورہ فرماتے رہیں گے، کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے، وہاں جس کے حسنات میں کمی دیکھیں گے، اس کی شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے اور فوراً ہی دیکھو تو حوضِ کوثر پر جلوہ فرما ہیں، پیاسوں کو سیراب فرما رہے ہیں اور وہاں سے پل پر رونق افروز ہوئے اور گرتوں کو بچایا۔^(۴)

① قیل: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وما الجسر؟ قال: ((دحض مزلة، فیہا خطاطیف و کلالیب و حسک، تکنون بنجد فیہا شویکة یقال لہا السعدان، فیمر المؤمنون کطرف العین و کالبرق، و کالریح و کالطیر و کأجاوید الخیل و الרכاب)). "صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب معرفة طریق الرؤیة، الحدیث: ۳۰۲، ص ۱۱۴.

وفي رواية: عن أبي سعيد الخدري، قال: ((يعرض الناس على جسر جهنم، عليه حسك و کلالیب و خطاطیف تخطف الناس، قال: فیمر الناس مثل البرق، و آخرون مثل الريح، و آخرون مثل الفرس المجد، و آخرون یسعون سعياً، و آخرون یمشون مشياً و آخرون یحبون حبواً و آخرون یزحفون زحفا)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۱۱۲۰۰، ج ۴، ص ۵۱.

② ((وفي حافتي الصراط کلالیب معلقة، مأمورة بأخذ من أمرت به، فمخدوش ناج و مکد و س في النار)).

"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فیہا، الحدیث: ۳۲۹، ص ۱۲۷.

③ ((و نبیکم قائم على الصراط یقول: رب سلم سلم)). "صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فیہا، الحدیث: ۳۲۹، ص ۱۲۷.

④ حدثنا النضر ابن أنس بن مالک عن أبيه قال: سألت النبي صلی اللہ علیہ وسلم أن یشفع لي يوم القيامة، فقال: ((أنا فاعل))، قلت: یا رسول اللہ! فأین أطلبك؟ قال: ((اطلبي أوّل ما تطلبي على الصراط))، قلت: فإن لم ألقك على الصراط، قال: ((فاطلبي عند الميزان))، قلت: فإن لم ألقك عند الميزان؟ قال: ((فاطلبي عند الحوض، فأني لا أخطئ هذه الثلاث المواطن)).

"سنن الترمذي"، أبواب صفة القيامة والرقائق... إلخ، باب ما جاء في شأن الصراط، الحدیث: ۲۴۴۸، ج ۴، ص ۱۹۵.

و "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۱۲۸۲۵، ج ۴، ص ۳۵۶.

غرض ہر جگہ انہیں کی دُوبائی، ہر شخص انہیں کو پکارتا، انہیں سے فریاد کرتا ہے اور اُن کے سوا کس کو پکارے...؟! کہ ہر ایک تو اپنی فکر میں ہے، دوسروں کو کیا پوچھے، صرف ایک یہی ہیں، جنہیں اپنی کچھ فکر نہیں اور تمام عالم کا بار اُن کے ذمے۔

”صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ وَأَصْحَابِہِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَجِّنَا مِنْ اَهْوَالِ الْمَحْشَرِ بِجَاهِ هَذَا النَّبِيِّ الْكَرِیْمِ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ وَأَصْحَابِہِ اَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِیْمِ، اٰمِیْن!“

یہ قیامت کا دن کہ حقیقۂ قیامت کا دن ہے، جو پچاس ہزار برس کا دن ہوگا^(۱)، جس کے مصائب بے شمار ہوں گے، مولیٰ عزوجل کے جو خاص بندے ہیں ان کے لیے اتنا ہلکا کر دیا جائے گا، کہ معلوم ہوگا اس میں اتنا وقت صرف ہوا جتنا ایک وقت کی نماز فرض میں صرف ہوتا ہے^(۲)، بلکہ اس سے بھی کم^(۳)، یہاں تک کہ بعضوں کے لیے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہو جائے گا۔

﴿وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ط﴾^(۴)

”قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے پلک جھپکنا، بلکہ اس سے بھی کم۔“

سب سے اعظم و اعلیٰ جو مسلمانوں کو اس روزِ نعمت ملے گی وہ اللہ عزوجل کا دیدار ہے، کہ اس نعمت کے برابر کوئی نعمت نہیں،

①..... ﴿فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ﴾ (پ ۲۹، المعارج: ۴) انظر ص ۴۹، تخریج نمبر ۴۔

②..... عن ابي هريرة اظنه رفعه الى النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إِنَّ اللَّهَ يَخْفِفُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ طُولَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَوَقْتُ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ)). ”شعب الإيمان“، باب في حشر الناس بعد ما يعثون من قبورهم، الحديث: ۳۶۲، ج ۱، ص ۳۲۵۔
عن ابي سعيد الخدري، أنه أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أخبرني من يقوى على القيام يوم القيامة الذي قال الله عز وجل: ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾، فقال: ((يخفف على المؤمن حتى يكون عليه كالصلاة المكتوبة)).

”مشكاة المصابيح“، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، ج ۲، الحديث: ۵۵۶۳، ص ۳۱۷۔

③..... عن ابي سعيد الخدري قال: قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم يوما كان مقداره خمسين ألف سنة ما أطول هذا اليوم؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده أنه ليخفف على المؤمن، حتى يكون أخف عليه من صلاة مكتوبة، يصليها في الدنيا)). ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۱۷۱۷، ج ۴، ص ۱۵۱۔ ”شعب الإيمان“، باب في حشر الناس بعد ما يعثون من قبورهم، الحديث: ۳۶۱، ج ۱، ص ۳۲۴۔

④..... پ ۱۴، النحل: ۷۷۔

جسے ایک بار دیدار میسر ہوگا، ہمیشہ ہمیشہ اس کے ذوق میں مستغرق^(۱) رہے گا، کبھی نہ بھولے گا اور سب سے پہلے دیدار الہی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوگا۔^(۲)

یہاں تک تو حشر کے احوال و احوال مختصر اُبیان کیے گئے، ان تمام مرحلوں کے بعد اب اسے ہمیشگی کے گھر میں جانا ہے، کسی کو آرام کا گھر ملے گا، جس کی آسائش کی کوئی انتہا نہیں، اس کو جنت کہتے ہیں۔ یا تکلیف کے گھر میں جانا پڑے جس کی تکلیف کی کوئی حد نہیں، اسے جہنم کہتے ہیں۔

عقیدہ (۱۳): جنت و دوزخ حق ہیں^(۳)، ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔^(۴)

۱..... مشغول۔

۲..... (من خصائصه صلى الله عليه وسلم أنه أول شافع وأول مشفع وأول من ينظر إلى الله). "حجة الله على العالمين"، ذكر الخصائص الذي فضل بها على جميع الأنبياء، ص ۵۳.

في رواية "سبل الهدى والرشاد"، ج ۱۰، ص ۳۸۴: (الباب الثالث فيما اختص به نبينا صلى الله عليه وسلم عن الأنبياء في ذاته في الآخرة صلى الله عليه وسلم، وفيه مسائل: الأولى: اختص صلى الله عليه وسلم بأنه أول من تنشق عنه الأرض، الثانية: وبأنه أول من يفيق من الصعقة، الرابعة عشرة: وبأنه أول من يؤذن له في السجود، الخامسة عشرة: وبأنه أول من يرفع رأسه، السادسة عشرة: وأول من ينظر إلى الله تبارك وتعالى ... إلخ).

۳..... ﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ پ ۴، ال عمران: ۱۳۳. في تفسير الخازن، ج ۱، ص ۳۰۱، تحت الآية: ﴿أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ أي: هيئت للمتقين، وفيه دليل على أن الجنة والنار مخلوقتان الآن ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾ پ ۱، البقرة: ۲۴.

في "تفسير ابن كثير"، ج ۱، ص ۱۱۱، تحت الآية: (قد استدلل كثير من أئمة السنة بهذه الآية على أن النار موجودة الآن لقوله: ﴿أُعِدَّتْ﴾ أي: أرصدت وهيئت).

وفي "شرح العقائد النسفية"، ص ۱۰۵: (والجنة حق والناحق).

۴..... في "الحديقة الندية"، ج ۱، ص ۳۰۳: (من أنكر القيامة أو الجنة أو النار فإنه يكفر بإنكاره ما هو الثابت بالنصوص القرآنية والأحاديث الصحيحة النبوية وأجمعت عليه الأمة المرضية).

وفي "الشفاء"، ج ۲، ص ۲۹۰: (وكذلك من أنكر الجنة أو النار فهو كافر بإجماع للنص عليه، وإجماع الأمة على صحة نقله متواترا).

عقیدہ (۱۴): جنت و دوزخ کو بنے ہوئے ہزار ہا سال ہوئے اور وہ اب موجود ہیں، یہ نہیں کہ اس وقت تک مخلوق نہ ہوئیں، قیامت کے دن بنائی جائیں گی۔^(۱)

عقیدہ (۱۵): قیامت و بعث و حشر و حساب و ثواب و عذاب و جنت و دوزخ سب کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں، جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے، مگر ان کے نئے معنی گھڑے (مثلاً ثواب کے معنی اپنے حسانات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا، یا حشر فقط رحوں کا ہونا)، وہ حقیقتاً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص کافر ہے۔^(۲) اب جنت و دوزخ کی مختصر کیفیت بیان کی جاتی ہے۔

① فی ”شرح العقائد النسفية“، ص ۱۰۵-۱۰۶: (والجنة حق والنار حق، وهما أي الجنة والنار مخلوقتان ألان موجودتان، تكرير وتأکید وزعم أكثر المعتزلة أنهما أنما تخلقان يوم الجزاء، ولنا قصة ادم وحواء وإسكانهما الجنة والآيات الظاهرة في إعدادهما مثل ﴿أَعِدْتُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ و﴿أَعِدْتُ لِلْكَافِرِينَ﴾).

وفي ”منح الروض الأزهر“، ص ۹۸: (”والجنة والنار مخلوقتان اليوم“ أي: موجودتان الآن قبل يوم القيامة، لقوله تعالى في نعت الجنة: ﴿أَعِدْتُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ وفي وصف النار: ﴿أَعِدْتُ لِلْكَافِرِينَ﴾ وللحديث القدسي: ((أعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر))، ولحديث الإسراء: ((أدخلت الجنة وأريت النار))، وهذه الصيغة موضوعة للمضي حقيقة، فلا وجه للعدول عنها إلى المجاز إلا بصريح آية أو صحيح دلالة، وفي المسألة خلاف للمعتزلة).

② وفي الشفا“، ج ۲، ص ۲۹۰: (و كذلك من أنكر الجنة أو النار أو البعث أو الحساب أو القيامة فهو كافر بإجماع للنص عليه، وإجماع الأمة على صحة نقله متواتراً، وكذلك من اعترف بذلك، ولكنه قال: إن المراد بالجنة والنار والحشر والنشر والثواب والعقاب معنى غير ظاهره، وأنها لذات روحانية ومعان باطنة كقول النصارى والفلاسفة والباطنية وبعض المتصوفة، وزعم أن معنى القيامة الموت أو فناء محض، وانتقاض هيئة الأفلاك وتحليل العالم كقول بعض الفلاسفة).

”الفتاوى الرضوية“، ج ۲۹، ص ۳۸۳-۳۸۴.

جنت کا بیان

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے بنایا ہے، اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا۔^(۱) جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کے لیے ہے، ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔ وہاں کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف جھانکے تو زمین سے آسمان تک روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے اور چاند سورج کی روشنی جاتی رہے اور اُس کا دوپٹا دنیا و مافیہا سے بہتر۔^(۲) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر خوراپنی ہتھیلی زمین و آسمان کے درمیان نکالے تو اس کے حسن کی وجہ سے خلألق فتنہ میں پڑ جائیں اور اگر اپنا دوپٹا ظاہر کرے تو اسکی خوبصورتی کے آگے آفتاب ایسا ہو جائے جیسے آفتاب کے سامنے چراغ^(۳) اور اگر جنت کی کوئی ناخن بھر چیز دنیا میں ظاہر ہو تو تمام آسمان و زمین اُس سے آراستہ ہو جائیں اور اگر جنتی کا نگن ظاہر ہو تو

۱۔ یعنی بے دیکھے ورنہ دیکھ کر تو آپ ہی جانیں گے تو جنہوں نے حالت حیات دنیوی ہی میں مشاہدہ فرمایا وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یعنی سرے سے یہ حکم انہیں شامل ہی نہیں، علی الخصوص صاحب معراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

① عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((قال الله [عز وجل]: أعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، الحديث: ۲۸۲۴، ص ۱۵۱۶.

۲۔ کعبہ معظمہ، جنت سے اعلیٰ ہے اور تربت اطہر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو کعبہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے، مگر یہ دنیا کی چیزیں نہیں ۱۲ منہ

② ((ولو أن امرأة من نساء أهل الجنة أطلعت إلى الأرض لأضاءت ما بينهما، ولمأت ما بينهما ريحاً، ولنصفها يعني الخمار - خير من الدنيا وما فيها)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحديث: ۶۵۶۸، ج ۴، ص ۲۶۴.

وفي رواية "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ۵۵۱۲، ج ۶، ص ۵۹: ((ولو أن امرأة من أهل الجنة أشرفت إلى أهل الأرض لمأت الأرض ريح مسك، ولأذهبت ضوء الشمس والقمر)).

③ ((لو أن حوراء أخرجت كفها بين السماء والأرض لافتتن الخلائق بحسنها، ولو أخرجت نصيفها لكانت الشمس عند حسنه مثل الفتيلة في الشمس، لا ضوء لها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ۹۷، ج ۴، ص ۲۹۸.

آفتاب کی روشنی مٹا دے، جیسے آفتاب ستاروں کی روشنی مٹا دیتا ہے۔^(۱) جنت کی اتنی جگہ جس میں کوڑا^(۲) رکھ سکیں دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔^(۳)

جنت کتنی وسیع ہے، اس کو اللہ و رسول (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی جانیں، اجمالی بیان یہ ہے کہ اس میں ستودہ جے ہیں۔ ہر دو درجوں میں وہ مسافت ہے، جو آسمان و زمین کے درمیان ہے۔^(۴) رہا یہ کہ خود اس درجہ کی کیا مسافت ہے، اس کے متعلق کوئی روایت خیال میں نہیں، البتہ ایک حدیث ”ترمذی“ کی یہ ہے: ”کہ اگر تمام عالم ایک درجہ میں جمع ہو تو سب کے لیے وسیع ہے۔“^(۵)

..... ① ((لو أن ما يُقَلُّ ظفر مما في الجنة بدا لَنُزَحِرَتْ لَهُ ما بين خوافق السموات والأرض، ولو أن رجلاً من أهل الجنة اطلع فبدا أساوره لطمس ضوء الشمس كما تطمس ضوء النجوم)). ”سنن الترمذی“، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة أهل الجنة، الحديث: ۲۵۴۷، ج ۴، ص ۲۴۱.

..... ② چابک، درہ۔

..... ③ ((موضع سوط في الجنة خير من الدنيا وما فيها)). ”جنت میں ایک کوڑے (یعنی ایک چابک) جتنی جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سے بہتر ہے۔“ (”صحيح البخاري“، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، الحديث: ۳۲۵۰، ج ۲، ص ۳۹۲).
 شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: ”یعنی جنت کی تھوڑی سی اور معمولی جگہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ چابک کا ذکر اس عادت کے مطابق ہے کہ سوار جب کسی جگہ اترنا چاہتا ہے تو اپنا چابک پھینک دیتا ہے تاکہ اس کی نشانی رہے اور دوسرا کوئی شخص وہاں نہ اترے۔“ (”أشعة اللمعات“، ج ۷، ص ۵۰).

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان فرماتے ہیں: کوڑے سے مراد ہے وہاں کی تھوڑی سی جگہ۔ واقعی جنت کی نعمتیں دائمی ہیں۔ دنیا کی فانی پھر دنیا کی نعمتیں تکالیف سے مخلوط وہاں کی نعمتیں خالص، پھر دنیا کی نعمتیں ادنیٰ وہ اعلیٰ اس لیے دنیا کو وہاں کی ادنیٰ جگہ سے کوئی نسبت ہی نہیں۔“ (”مرآة المناجیح“، ج ۷، ص ۴۴۷).

وانظر ”المراقبة“، کتاب الفتن، باب صفة الجنة وأهلها، الحديث: ۵۶۱۳، ج ۹، ص ۵۷۸.

..... ④ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((في الجنة مائة درجة ما بين كل درجتين كما بين السماء والأرض)).

”سنن الترمذی“، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة درجات الجنة، الحديث: ۲۵۳۹، ج ۴، ص ۲۳۸.

..... ⑤ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إن في الجنة مائة درجة لو أن العالمين اجتمعوا في إحداهن لو سعتهم)). ”سنن

الترمذی“، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة درجات الجنة، الحديث: ۲۵۴۰، ج ۴، ص ۲۳۹.

جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں تنویرس تک تیز گھوڑے پر سوار چلتا رہے اور ختم نہ ہو۔^(۱) جنت کے دروازے اتنے وسیع ہوں گے کہ ایک بازو سے دوسرے تک تیز گھوڑے کی ستر برس کی راہ ہوگی^(۲) پھر بھی جانے والوں کی وہ کثرت ہوگی کہ مونڈھے سے مونڈھا چھلتا ہوگا^(۳)، بلکہ بھیڑ کی وجہ سے دروازہ پُر پُر آنے لگے گا۔^(۴) اس میں قسم قسم کے جواہر کے محل ہیں، ایسے صاف و شفاف کہ اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا اندر سے دکھائی دے۔^(۵) جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مُشک کے گارے سے بنی ہیں^(۶)، ایک اینٹ سونے کی، ایک چاندی کی، زمین زعفران کی، کنکریوں کی جگہ موتی اور یاقوت۔^(۷) اور ایک روایت میں ہے کہ جنتِ عدن کی ایک اینٹ سفید موتی کی ہے، ایک یاقوتِ سرخ کی، ایک زَبَرْجَدِ سبز کی،

①..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّكَّابُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ، لَا يَقْطَعُهَا)).

وفي رواية: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّكَّابُ الْحِوَادِ الْمَضْمَرِ السَّرِيعِ مِائَةَ عَامٍ، مَا يَقْطَعُهَا)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة، باب إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً... إلخ، الحديث: ۲۸۲۷-۲۸۲۸، ص ۱۵۱۷.

②..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ لِلْجَنَّةِ لثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ مَا مِنْهُمَا بَابَانِ إِلَّا يَسِيرُ الرَّكَّابُ بَيْنَهُمَا سَبْعِينَ عَامًا)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي رزین العقيلي، الحديث: ۱۶۲۰۶، ج ۵، ص ۴۷۵.

وفي رواية: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((مَا بَيْنَ كُلِّ مَصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ مَسِيرَةُ سَبْعِينَ عَامًا)). "حلية الأولياء"، الحديث: ۸۳۷۱، ج ۶، ص ۲۲۱.

③..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((بَابُ أُمْتِي الَّذِي يَدْخُلُونَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهُ مَسِيرَةُ الرَّكَّابِ الْمَحْجُودِ ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّهُمْ لِيَضْغَطُونَ عَلَيْهِ حَتَّى تَكَادَ مَنَاكِبُهُمْ تَزُولُ)). "سنن الترمذي"، أبواب صفة الجنة... إلخ، باب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، الحديث: ۲۵۵۷، ج ۴، ص ۲۴۶.

④..... ((وَلِيَأْتِينَ عَلَيْهَا يَوْمَ وَهُوَ كَظِيظٍ مِنَ الزَّحَامِ)). "صحيح مسلم"، كتاب الزهد، الحديث: ۲۹۶۷، ص ۱۵۸۶.

⑤..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا مِنْ أَصْنَافِ الْجَوْهَرِ كُلِّهِ يَرَى ظَاهِرَهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنَهَا مِنْ ظَاهِرِهَا)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل فِي دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ وَغُرَفِهَا، الحديث: ۲۷، ج ۴، ص ۲۸۱.

⑥..... ((حَائِطُ الْجَنَّةِ لَبَنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَلَبَنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَمَلَاطُهَا الْمَسْكُ)). "مجمع الزوائد"، كتاب أهل الجنة، باب فِي بِنَاءِ الْجَنَّةِ وَصِفَتِهَا، الحديث: ۱۸۶۴۲، ج ۱، ص ۷۳۲.

⑦..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لَبَنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، وَلَبَنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، مَلَاطُهَا الْمَسْكُ الْأَذْفَرُ، وَحَصْبَاؤُهَا الْيَاقُوتُ وَاللُّوْلُؤُ، وَتَرَابُهَا الزَّعْفَرَانُ)). "سنن الدارمي"، كتاب الرقائق، باب فِي بِنَاءِ الْجَنَّةِ، الحديث: ۲۸۲۱، ج ۲، ص ۴۲۹.

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَنَعِيمِهَا، الحديث: ۲۵۳۴، ج ۴، ص ۲۳۶.

اور مشک کا گارا ہے اور گھاس کی جگہ زعفران ہے، موتی کی کنکریاں، عنبر کی مٹی^(۱)، جنت میں ایک ایک موتی کا خیمہ ہوگا جس کی بلندی ساٹھ میل۔^(۲) جنت میں چار دریا ہیں، ایک پانی کا، دوسرا دودھ کا، تیسرا شہد کا، چوتھا شراب کا، پھر ان سے نہریں نکل کر ہر ایک کے مکان میں جاری ہیں۔^(۳) وہاں کی نہریں زمین کھود کر نہیں بہتیں، بلکہ زمین کے اوپر اوپر رواں ہیں، نہروں کا ایک کنارہ موتی کا، دوسرا یاقوت کا اور نہروں کی زمین خالص مشک کی^(۴)، وہاں کی شراب دنیا کی سی نہیں جس میں بدو اور کڑواہٹ اور نشہ ہوتا ہے اور پینے والے بے عقل ہو جاتے ہیں، آپے سے باہر ہو کر بیہودہ بکتے ہیں، وہ پاک شراب ان سب باتوں سے پاک و منزہ ہے۔^(۵) جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ سے لذیذ کھانے ملیں گے، جو چاہیں گے فوراً ان کے

①..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((خلق الله جنة عدن بيده، لبنة من درة بيضاء، ولبنة من ياقوتة حمراء، ولبنة من زبرجدة خضراء، وملاطها مسك، حشيشها الزعفران، حصباؤها اللؤلؤ، وترابها العنبر)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، الترغيب في الجنة ونعيمها، فصل في بناء الجنة وترابها وحصبائها وغير ذلك، الحديث: ۳۳، ج ۴، ص ۲۸۳.

②..... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إن للمؤمن في الجنة لخيمة من لؤلؤة واحدة مجوفة، طولها ستون ميلاً)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفة خيام الجنة... إلخ، الحديث: ۲۸۳۸، ص ۱۵۲۲.

③..... ﴿فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى﴾ پ ۲۶، محمد: ۱۵.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((في الجنة بحر اللبن وبحر الماء وبحر العسل وبحر الخمر، ثم تشقق الأنهار منها بعده)) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۰۰۷۲، ج ۷، ص ۲۴۲.

وفي رواية "الترمذي": قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن في الجنة بحر الماء، وبحر العسل، وبحر اللبن، وبحر الخمر، ثم تشقق الأنهار بعد)). كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة أنهار الجنة، الحديث: ۲۵۸۰، ج ۴، ص ۲۵۷.

في "المرفأة"، ج ۹، ص ۶۱۶، تحت الحديث: (وقوله: ثم تشقق أي: تفترق الأنهار إلى الجداول بعد تحقق الأنهار إلى بساتين الأبرار، وتحت قصور الأخيار).

④..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لعلكم تظنون أن أنهار الجنة أخدود في الأرض، لا، والله إنها لسائحة على وجه الأرض، إحدى حافتيها اللؤلؤ، والأخرى الياقوت، وطينه المسك الأذفر، قال: قلت: ما الأذفر؟ قال: الذي لا خلط له)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أنهار الجنة، الحديث: ۴۸، ج ۴، ص ۲۸۶.

"حلية الأولياء"، الحديث: ۸۳۷۲، ج ۶، ص ۲۲۲، بألفاظ متقاربة.

⑤..... ﴿وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ﴾ پ ۲۶، محمد: ۱۵. في "تفسير ابن كثير" ج ۷، ص ۲۸۹، تحت هذه الآية: (أي: ليست كريهة الطعم والرائحة كخمر الدنيا، حسنة المنظر والطعم والرائحة والفعل).

سامنے موجود ہوگا^(۱)، اگر کسی پرند کو دیکھ کر اس کے گوشت کھانے کو جی ہو تو اُسی وقت بھٹنا ہوا اُن کے پاس آجائے گا^(۲)، اگر پانی وغیرہ کی خواہش ہو تو کوزے خود ہاتھ میں آجائیں گے، ان میں ٹھیک اندازے کے موافق پانی، دودھ، شراب، شہد ہوگا کہ ان کی خواہش سے ایک قطرہ کم نہ زیادہ، بعد پینے کے خود بخود جہاں سے آئے تھے چلے جائیں گے۔^(۳) وہاں نجاست، گندگی، پاخانہ، پیشاب، تھوک، رینٹھ، کان کا میل، بدن کا میل اصلاً نہ ہوں گے، ایک خوشبودار فرحت بخش ڈکار آئے گی، خوشبودار فرحت بخش پسینہ نکلے گا، سب کھانا ہضم ہو جائے گا اور ڈکار اور پسینے سے مشک کی خوشبو نکلے گی۔^(۴) ہر شخص کو سوا آدمیوں کے

﴿وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا﴾ پ ۲۹، الدر: ۲۱۔

﴿يَتَنَزَّغُونَ فِيهَا كَأْسًا لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْنِيَةٌ﴾ پ ۲۷، الطور: ۲۳۔

﴿بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقٍ وَكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ لَا يُصَدَّغُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُونَ﴾ پ ۲۷، الواقعة: ۱۸-۱۹۔

﴿يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزِفُونَ﴾ پ ۲۳، الصفت: ۴۵-۴۷۔

① ﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُى أَنْفُسُكُمْ﴾ [پ ۲، فصلت: ۳۱]، وفي "تفسير ابن كثير" ج ۷، ص ۱۶۲، تحت هذه الآية: ﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُى أَنْفُسُكُمْ﴾ أي في الجنة من جميع ما تختارون مما تشتهي النفوس، وتقرّ به العيون، ﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ﴾ أي: مهما طلبتم وجدتم، وحضر بين أيديكم كما احترتم۔

② ﴿وَلَكُمْ طَيْرٌ مِّمَّا يَشْتَهُونَ﴾ پ ۲۸، الواقعة: ۲۱۔ عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: ((إن الرجل ليشتهي الطير في الجنة من طيور الجنة، فيقع في يده مقلبا نضيجا)). "الدر المنثور"، ج ۸، ص ۱۱۔

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنك لتنظر إلى الطير في الجنة فتشتهيه فيجيء مشوياً بين يديك)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث: ۷۳، ج ۴، ص ۲۹۲۔

③ عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: ((إن الرجل من أهل الجنة ليشتهي الشراب من شراب الجنة، فيجيء الإبريق، فيقع في يده فيشرب، ثم يعود إلى مكانه)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث: ۶۶، ج ۴، ص ۲۹۰۔

④ عن جابر قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: ((إن أهل الجنة يأكلون فيها ويشربون، ولا يتفلون ولا يبولون، ولا يتغوطون ولا يمتخطون، قالوا: فما بال الطعام؟ قال: جشاء ورشح كرشح المسك)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفة الجنة ... إلخ، الحديث: ۲۸۳۵، ص ۱۵۲۰۔

وفي رواية "المسند": الحديث: ۱۹۲۸۹، ج ۷، ص ۷۶: فإن الذي يأكل ويشرب تكون له الحاجة، قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((حاجة أحدهم عرق يفيض من جلودهم مثل ريح المسك فإذا البطن قد ضم)).

کھانے، پینے، جماع کی طاقت دی جائے گی۔^(۱) ہر وقت زبان سے تسبیح و تکبیر بہ قصد اور بلا قصد مثل سانس کے جاری ہوگی۔^(۲) کم سے کم ہر شخص کے سر ہانے دس ہزار خادم کھڑے ہونگے، خادموں میں ہر ایک کے ایک ہاتھ میں چاندی کا پیالہ ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں سونے کا اور ہر پیالے میں نئے نئے رنگ کی نعمت ہوگی^(۳)، جتنا کھاتا جائے گا لذت میں کمی نہ ہوگی بلکہ زیادتی ہوگی، ہر نوالے میں ستر مزرے ہوں گے، ہر مزرہ دوسرے سے ممتاز، وہ معاً محسوس ہوں گے، ایک کا احساس دوسرے سے مانع^(۴) نہ ہوگا، جنتیوں کے نہ لباس پرانے پڑیں گے، نہ ان کی جوانی فنا ہوگی۔^(۵)

پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا، اُن کے چہرے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند اور دوسرا گروہ جیسے کوئی نہایت روشن ستارہ، جنتی سب ایک دل ہوں گے، ان کے آپس میں کوئی اختلاف و بغض نہ ہوگا، ان میں ہر ایک کو حورِ عین میں کم سے کم دو بیبیاں ایسی ملیں گی کہ ستر ستر جوڑے پہنے ہوں گی، پھر بھی ان لباسوں اور گوشت کے باہر سے ان کی پنڈلیوں کا مغز

①..... فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((والذي نفسي بيده إن أحدهم ليعطى قوة مائة رجل في المطعم والمشرب والشهوة والجماع)). "المسند"، الحديث: ۱۹۲۸۹-۱۹۳۳۳، ج ۷، ص ۷۶ و ۸۴.

②..... ((يلهمون التسبيح والتكبير، كما يلهمون النفس)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفات الجنة... إلخ، الحديث: ۲۸۳۵، ص ۱۵۲۱.

وفي "فتح الباري"، ج ۷، ص ۲۶۷، تحت قول: ﴿يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا﴾: (عند مسلم بقوله: "يلهمون التسبيح والتكبير كما يلهمون النفس" ووجه التشبيه أن تنفس الإنسان لا كلفة عليه فيه ولا بد له منه، فجعل تنفسهم تسبيحا، وسببه أن قلوبهم تنورت بمعرفة الرب سبحانه وامتألت بحبه، ومن أحب شيئا أكثر من ذكره).

③..... عن أنس بن مالك رضي الله عنه يرفعه قال: ((إن أسفل أهل الجنة أجمعين من يقوم على رأسه عشرة آلاف خادم، مع كل خادم صحفتان، واحدة من فضة وواحدة من ذهب، في كل صحفة لون ليس في الأخرى مثلها، يأكل من آخره كما يأكل من أوله، يجد لآخره من اللذة والطعم ما لا يجد لأوله)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث: ۷۰، ج ۴، ص ۲۹۱.

و"حلية الأولياء"، الحديث: ۸۲۴۶، ج ۶، ص ۱۸۸.

④..... روکنے والا۔

⑤..... عن أبي هريرة عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال: ((من يدخل الجنة ينعم لا يبأس، لا تبلى ثيابه ولا يفنى شبابه)).

"صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في دوام نعيم أهل... إلخ، الحديث: ۲۸۳۶، ص ۱۵۲۱.

دکھائی دے گا، جیسے سفید شیشے میں شراب سُرخ دکھائی دیتی ہے^(۱) اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل نے انہیں یا قوت سے تشبیہ دی اور یا قوت میں سوراخ کر کے اگر ڈورا ڈالا جائے تو ضرور باہر سے دکھائی دے گا۔^(۲) آدمی اپنے چہرے کو اس کے رُخسار میں آئینہ سے بھی زیادہ صاف دیکھے گا اور اس پر ادنیٰ درجہ کا جو موتی ہوگا، وہ ایسا ہوگا کہ مشرق سے مغرب تک روشن کر دے۔^(۳) اور ایک روایت میں ہے کہ مرد اپنا ہاتھ اس کے شانوں کے درمیان رکھے گا تو سینہ کی طرف سے کپڑے اور جلد اور گوشت کے باہر سے دکھائی دے گا۔^(۴) اگر جنت کا کپڑا دنیا میں پہنا جائے تو جو دیکھے بے ہوش ہو جائے، اور لوگوں کی نگاہیں اس کا تحمل نہ کر سکیں^(۵)،

① عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم: ((أول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر، والذين على آثارهم كأحسن كوكب دري في السماء إضاءة، قلوبهم على قلب رجل واحد، لا تبغض بينهم ولا تحاسد، لكل امرئ زوجتان من الحور العين، يرى مخ سوقهن من وراء العظم واللحم)). "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، الحديث: ۳۲۵۴، ج ۲، ص ۳۹۳.

وفي رواية "المعجم الكبير" للطبراني: عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((لكل رجل منهم زوجتان من الحور العين على كل زوجة سبعون حلة يرى مخ سوقهما من وراء لحومهما وحللها كما يرى الشراب الأحمر في الزجاج البياض)). الحديث: ۱۰۳۲۱، ج ۱۰، ص ۱۶۰-۱۶۱.

② عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إن المرأة من نساء أهل الجنة ليرى بياض ساقها من وراء سبعين حلة حتى يرى مخها وذلك بأن الله تعالى يقول: ﴿كَانَ لَهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ﴾ [الرحمن: ۵۸] فأما الياقوت فإنه حجر لو أدخلت فيه سلكا، ثم استصفيته لأريته من ورائه)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة نساء أهل الجنة، الحديث: ۲۵۴۱، ج ۴، ص ۲۳۹.

③ عن أبي سعيد الخدري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إن الرجل ليتكىء في الجنة سبعين سنة قبل أن يتحول، ثم تأتيه امرأته فتضرب على منكبيه، فينظر وجهه في خدّها أصفى من المرأة، وإن أدنى لؤلؤة عليها تضيء ما بين المشرق والمغرب)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۱۷۱۵، ج ۴، ص ۱۵۰.

④ ((ثم يضع يده بين كتفها ثم ينظر إلى يده من صدرها من وراء ثيابها وجلدها ولحمها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ۹۶، ج ۴، ص ۲۹۸.

⑤ عن شريح بن عبيد رضي الله عنه قال: قال كعب: ((لو أن ثوباً من ثياب أهل الجنة لبس اليوم في الدنيا لصعق من ينظر إليه وما حملته أبصارهم)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ثيابهم وحللهم، الحديث: ۸۴، ج ۴، ص ۲۹۴.

مرد جب اس کے پاس جائے گا اسے ہر بار کو آری پائے گا، مگر اس کی وجہ سے مرد و عورت کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوگی^(۱)، اگر کوئی حور سمندر میں تھوک دے تو اُس کے تھوک کی شیرینی کی وجہ سے سمندر شیریں ہو جائے۔^(۲) اور ایک روایت ہے کہ اگر جنت کی عورت سات سمندروں میں تھوکے تو وہ شہد سے زیادہ شیریں ہو جائیں۔^(۳)

جب کوئی بندہ جنت میں جائے گا تو اس کے سر ہانے اور پالنتی^(۴) دو حوریں نہایت اچھی آواز سے گائیں گی، مگر اُن کا گانا یہ شیطانی مزامیر نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی حمد و پاکی ہوگا^(۵)، وہ ایسی خوش گلو ہوں گی کہ مخلوق نے ویسی آواز کبھی نہ سنی ہوگی اور یہ بھی گائیں گی: کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں، کبھی نہ مریں گے، ہم چین والیاں ہیں، کبھی تکلیف میں نہ پڑیں گے، ہم راضی ہیں ناراض نہ ہوں گے، مبارک باد اس کے لیے جو ہمارا اور ہم اس کے ہوں۔^(۶) سر کے بال اور پلکوں اور بھوؤں کے سوا جنتی کے بدن پر کہیں بال نہ ہوں گے، سب بے ریش ہوں گے، سُرگیں آنکھیں، تیس برس کی عمر کے معلوم ہوں گے^(۷)،.....

① ((ولا يأتيها مرة إلا وجدها عذراء ما يفتر ذكره ولا يشتكي قبلها)).

”الترغيب والترهيب“، كتاب صفة الجنة والنار، الترغيب في الجنة ونعيمها، الحديث: ۹۶، ج ۴، ص ۲۹۸.

② عن أنس بن مالك رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((لو أن حوراء بزقت في بحر لعذب ذلك البحر من

عذوبة ريقها)). ”الترغيب والترهيب“، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ۹۸، ج ۴، ص ۲۹۹.

③ عن ابن عباس موقوفاً قال: ((لو أن امرأة من نساء أهل الجنة بصقت في سبعة أبحر لكانت تلك الأبحر أحلى من العسل)).

”الترغيب والترهيب“، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ۹۹، ج ۴، ص ۲۹۹.

④ یعنی پیروں کی طرف۔

⑤ عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ما من عبد يدخل الجنة إلا [ويجلس] وعند رأسه وعند رجله ثنتان

من الحور العين يغنيان بأحسن صوت سمعه الإنس والجن، وليس بمزامير الشيطان، ولكن بتحמיד الله وتقديسه)).

”مجمع الزوائد“، كتاب أهل الجنة، باب ما جاء في نساء أهل الجنة... إلخ، الحديث: ۱۸۷۵۹، ج ۱۰، ص ۷۷۴.

”المعجم الكبير“ للطبراني، الحديث: ۷۴۷۸، ج ۸، ص ۹۵.

⑥ عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن في الجنة لمجتمعاً للحور العين يرفعن بأصوات لم يسمع

الخالق مثلها، قال: يقلن: نحن الخالدات فلا نبئد، ونحن الناعمات فلا نبأس، ونحن الراضيات فلا نسخط، طوبى لمن كان لنا

وكتلته)). ”سنن الترمذي“، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في كلام حور العين، الحديث: ۲۵۷۳، ج ۴، ص ۲۵۵.

⑦ عن معاذ بن جبل أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يدخل أهل الجنة الجنة جرداً مرداً مكحلين أبناء ثلاثين أو ثلاث

وثلاثين سنة)). ”سنن الترمذي“، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في سن أهل الجنة، الحديث: ۲۵۵۴، ج ۴، ص ۲۴۴ =

کبھی اس سے زیادہ معلوم نہ ہوں گے۔ (۱) ادنیٰ جنتی کے لیے اُنسی ہزار خادم اور پندرہ ہزار پیہیاں ہوں گی اور اُن کو ایسے تاج ملیں گے کہ اس میں کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کے درمیان روشن کر دے (۲) اور اگر مسلمان اولاد کی خواہش کرے تو اس کا حمل اور وضع (۳) اور پوری عمر (یعنی تیس سال کی)، خواہش کرتے ہی ایک ساعت میں ہو جائے گی۔ (۴) جنت میں نیند نہیں، کہ نیند ایک قسم کی موت ہے اور جنت میں موت نہیں۔ (۵) جنتی جب جنت میں جائیں گے ہر ایک اپنے اعمال کی مقدار سے مرتبہ پائے گا اور اس کے فضل کی حد نہیں۔ پھر انھیں دنیا کی ایک ہفتہ کی مقدار کے بعد اجازت دی جائے گی کہ اپنے پروردگار عزوجل کی زیارت کریں اور عرش الہی ظاہر ہوگا اور رب عزوجل جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلّی فرمائے گا اور ان جنتیوں کے لیے منبر بچھائے جائیں گے، نور کے منبر، موتی کے منبر، یاقوت کے منبر، زبرجد کے منبر، سونے کے منبر، چاندی کے منبر اور اُن میں کا ادنیٰ مشک و کافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا اور اُن میں ادنیٰ کوئی نہیں، اپنے گمان میں کرسی والوں کو کچھ اپنے سے بڑھ کر نہ سمجھیں گے اور خدا کا دیدار ایسا صاف ہوگا جیسے آفتاب اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے، کہ ایک کا دیکھنا

= عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يدخل أهل الجنة مرداً بيضاً جعاداً مكحّلين أبناء ثلاث وثلاثين... إلخ)). "المسند"، الحديث: ۹۳۸۶، ج ۳، ص ۳۹۳.

وفي رواية: عن معاذ بن جبل قال: قال نبي الله صلى الله عليه وسلم: ((يبعث المؤمنون يوم القيامة جرداً مرداً مكحّلين بني ثلاثين سنة)). "المسند"، الحديث: ۲۲۰۸۵، ج ۸، ص ۲۳۷.

① عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((من مات من أهل الجنة من صغير أو كبير يردون بني ثلاثين في الجنة لا يزيدون عليها أبداً)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة، الحديث: ۲۵۷۱، ج ۴، ص ۲۵۴.

② عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أدنى أهل الجنة منزلة الذي له ثمانون ألف خادم واثنان وسبعون زوجة))... وقال: ((إنّ عليهم التيجان إنّ أدنى لؤلؤة منها لتضيء ما بين المشرق والمغرب)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة، الحديث: ۲۵۷۱، ج ۴، ص ۲۵۴.

③ بچے کا ماں کے پیٹ میں ٹھہرنا اور اس کی پیدائش۔

④ عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((المؤمن إذا إشتهى الولد في الجنة كان حمله ووضعهُ وسنه في ساعة كما يشتهي)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة، الحديث: ۲۵۷۲، ج ۴، ص ۲۵۴.

⑤ ((النوم أخو الموت، وأهل الجنة لا ينامون)). "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ۹۱۹، ج ۱، ص ۲۶۶.

دوسرے کے لیے مانع نہیں اور اللہ عزوجل ہر ایک پر تجلّی فرمائے گا، ان میں سے کسی کو فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! تجھے یاد ہے، جس دن تُو نے ایسا ایسا کیا تھا...؟! دنیا کے بعض معاصی یاد دلائے گا، بندہ عرض کرے گا: تو اے رب! کیا تُو نے مجھے بخش نہ دیا؟ فرمائے گا: ہاں! میری مغفرت کی وسعت ہی کی وجہ سے تُو اس مرتبہ کو پہنچا، وہ سب اسی حالت میں ہونگے کہ اُبر چھائے گا اور اُن پر خوشبو برسائے گا، کہ اُس کی سی خوشبو ان لوگوں نے کبھی نہ پائی تھی اور اللہ عزوجل فرمائے گا: کہ جاؤ اُس کی طرف جو میں نے تمہارے لیے عزت تیار کر رکھی ہے، جو چاہو لو، پھر لوگ ایک بازار میں جائیں گے جسے ملائکہ گھیرے ہوئے ہیں، اس میں وہ چیزیں ہوں گی کہ ان کی مثل نہ آنکھوں نے دیکھی، نہ کانوں نے سنی، نہ قلوب پر ان کا خطرہ گزرا، اس میں سے جو چاہیں گے، اُن کے ساتھ کر دی جائے گی اور خرید و فروخت نہ ہوگی اور جنتی اس بازار میں باہم ملیں گے، چھوٹے مرتبہ والا بڑے مرتبہ والے کو دیکھے گا، اس کا لباس پسند کرے گا، ہنوز گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ خیال کرے گا، میرا لباس اُس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں کسی کے لیے غم نہیں، پھر وہاں سے اپنے اپنے مکانوں کو واپس آئیں گے۔ اُن کی بیبیاں استقبال کریں گی اور مبارکباد دے کر کہیں گی کہ آپ واپس ہوئے اور آپ کا جمال اس سے بہت زائد ہے کہ ہمارے پاس سے آپ گئے تھے، جواب دیں گے کہ پروردگار جبار کے حضور بیٹھنا ہمیں نصیب ہوا تو ہمیں ایسا ہی ہو جانا سزاوار تھا۔^(۱).....

①..... أخبرني رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلُوهَا نَزَلُوا فِيهَا بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ، ثُمَّ يُؤْذَنُ فِي مَقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا، فَيُزَوَّرُونَ رِبْهَمَ وَيُرْزَلُ لَهُمْ عَرْشُهُ وَيَتَبَدَّى لَهُمْ فِي رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، فَتُوضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ لَوْلُؤٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوتٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ، وَيَجْلِسُ أَذْنَاهُمْ وَمَا فِيهِمْ مِنْ دَنِيٍّ عَلَى كُثْبَانِ الْمَسْكِ وَالْكَافُورِ، وَمَا يَرُونَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِأَفْضَلٍ مِنْهُمْ مَجْلَسًا)). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَهَلْ نَرَى رَبَّنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟)) قُلْنَا: لَا، قَالَ: ((كَذَلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ، وَلَا يَبْقَى فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلَّا حَاضِرُهُ اللَّهُ مُحَاضِرُهُ حَتَّى يَقُولَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ: يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ! أَتَذْكُرُ يَوْمَ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَذْكُرُهُ بَعْضُ غَدْرَاتِهِ فِي الدُّنْيَا، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! أَفَلَمْ تَغْفِرْ لِي؟ فَيَقُولُ: بَلَى فَبَسْعَةَ مَغْفِرَتِي بَلَغَتْ مَنْزِلَتَكَ هَذِهِ، فَبَيْنَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِنْ فَوْقِهِمْ فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طَيِّبًا لَمْ يَجِدُوا مِثْلَ رِيحِهِ شَيْئًا قَطُّ، وَيَقُولُ رَبَّنَا: قَوْمُوا إِلَيَّ مَا أَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوا مَا اسْتَهَيْتُمْ، فَنَأْتِي سَوْقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعَيُونُ إِلَى مِثْلِهِ وَلَمْ تَسْمَعْ الْأَذَانُ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوبِ، فَيَحْمِلُ إِلَيْنَا مَا اسْتَهَيْنَا لَيْسَ يَبَاعُ فِيهَا وَلَا يَشْتَرَى، وَفِي ذَلِكَ السَّوْقِ يَلْقَى أَهْلَ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. قَالَ: فَيَقْبَلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمَرْتَفَعَةِ فَيَلْقَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَمَا فِيهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوعُهُ مَا يَرَى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ فَمَا يَنْقُضِي آخِرَ حَدِيثِهِ حَتَّى يَتَخِيلَ عَلَيْهِ مَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ، وَذَلِكَ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَحْزَنَ فِيهَا، ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلَى مَنَازِلِنَا فَتَتَلَقَانَا أَزْوَاجُنَا فَيَقْلَنَ مَرْحَبًا وَأَهْلًا لَقَدْ جِئْتُ وَإِنَّ لَكَ مِنَ الْجَمَالِ أَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ، فَيَقُولُ: إِنَّا جَالِسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ، وَبِحَقِّ لَنَا أَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا)).

”سنن الترمذی“، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء في سوق الجنة، الحديث: ۲۵۵۸، ج ۴، ص ۲۴۶.

جنتی باہم ملنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔^(۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے پاس نہایت اعلیٰ درجہ کی سواریاں اور گھوڑے لائے جائیں گے اور ان پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے جائیں گے۔^(۲) سب سے کم درجہ کا جو جنتی ہے اس کے باغات اور پیہیاں اور نعیم و خدام اور تخت ہزار برس کی مسافت تک ہوں گے اور ان میں اللہ عزوجل کے نزدیک سب میں معزز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجہ کریم کے دیدار سے ہر صبح و شام مشرف ہوگا۔^(۳) جب جنتی جنت میں جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا: کچھ اور چاہتے ہو جو تم کو دوں؟ عرض کریں گے: تو نے ہمارے منہ روشن کیے، جنت میں داخل کیا، جہنم سے نجات دی، اس وقت پردہ کہ مخلوق پر تھا اٹھ جائے گا تو دیدار الہی سے بڑھ کر انھیں کوئی چیز نہ ملی ہوگی۔^(۴)

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا زِيَارَةَ وَجْهِكَ الْكَرِيمِ بِجَاهِ حَبِيبِكَ الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمُ، آمِينَ!

①..... عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا دخل أهل الجنة الجنة فيشتاق الإخوان بعضهم إلى بعض فيسير سرير هذا إلى سرير هذا و سرير هذا إلى سرير هذا حتى يجتمعوا جميعاً... إلخ)).

”الترغيب والترهيب“، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في تزاوهم ومراكبهم، الحديث: ۱۱۵، ج ۴، ص ۳۰۴.

②..... عن أبي أيوب قال: أتى النبي صلى الله عليه وسلم أعرابي فقال: يا رسول الله إني أحب الخيل أفي الجنة خيل؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن أدخلت الجنة أتيت بفرس من ياقوتة له جناحان فحملت عليه، ثم طار بك حيث شئت)).

”سنن الترمذي“، كتاب صفة الجنة، باب ماجاء في صفة خيل الجنة، الحديث: ۲۵۵۳، ج ۴، ص ۲۴۴.

وفي رواية: عن شفي بن ماتع أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إن من نعيم أهل الجنة أنهم يتزاوون على المطايا والنجب وإنهم يؤتون في الجنة بخيل مسرحة ملجمة لا تروث ولا تبول فيركبونها حتى ينتهوا حيث شاء الله عزوجل)).

”الترغيب والترهيب“، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في تزاوهم ومراكبهم، الحديث: ۱۱۴، ج ۴، ص ۳۰۳.

③..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن أدنى أهل الجنة منزلة لمن ينظر إلى جنانه وزوجاته ونعيمه وخدمه وسريره مسيرة ألف سنة، وأكرمهم على الله من ينظر إلى وجهه غدوة وعشية)).

”سنن الترمذي“، كتاب صفة الجنة، باب منه، الحديث: ۲۵۶۲، ج ۴، ص ۲۴۹.

④..... عن صهيب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إذا دخل أهل الجنة الجنة، قال: يقول الله تبارك وتعالى: تريدون شيئاً أزيدكم؟ فيقولون: ألم تبيض وجوهنا؟ ألم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار؟ قال: فيكشف الحجاب، فما أعطوا شيئاً أحب إليهم من النظر إلى ربهم عز وجل)).

”صحيح المسلم“، كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة... إلخ، ص ۱۱۰، الحديث: ۱۸۱.

و”سنن الترمذي“، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في رؤية الرب تبارك وتعالى، الحديث: ۲۵۶۱، ج ۴، ص ۲۴۸.

دوزخ کا بیان

یہ ایک مکان ہے کہ اُس قہار و جبار کے جلال و قہر کا مظہر ہے۔ جس طرح اُس کی رحمت و نعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیالات و تصورات جہاں تک پہنچیں وہ ایک شتمہ⁽¹⁾ ہے اُس کی بے شمار نعمتوں سے، اسی طرح اس کے غضب و قہر کی کوئی حد نہیں کہ ہر وہ تکلیف و اذیت کہ ادراک کی⁽²⁾ جائے، ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا۔ قرآن مجید و احادیث میں جو اُس کی سختیاں مذکور ہیں، ان میں سے کچھ اجمالاً بیان کرتا ہوں، کہ مسلمان دیکھیں اور اس سے پناہ مانگیں اور اُن اعمال سے بچیں جن کی جزا جہنم ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو بندہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے، جہنم کہتا ہے: اے رب! یہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے، تو اس کو پناہ دے۔⁽³⁾ قرآن مجید میں بکثرت ارشاد ہوا کہ جہنم سے بچو! دوزخ سے ڈرو!⁽⁴⁾ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو سکھانے کے لیے کثرت کے ساتھ اُس سے پناہ مانگتے۔⁽⁵⁾

جہنم کے شرارے (پھول)⁽⁶⁾ اُونچے اُونچے مخلوق کی برابر اڑیں گے، گویا زرد اونٹوں کی قطار کہ پیہم آتے رہیں گے۔⁽⁷⁾

1..... قلیل مقدار۔

2..... سوچی یا سمجھی۔

3..... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ما استجار عبد من النار سبع مرات في يوم إلا قالت النار: يارب إن عبدك فلانا قد استجارك مني فأجره... إلخ)). "مسند أبي يعلى"، الحديث: ٦١٦٤، ج ٥، ص ٣٧٩.

4..... ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾، پ ١، البقرة: ٢٤.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾، پ ٢٨، التحريم: ٦.

5..... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم: ((أنه كان يتعوذ من عذاب القبر وعذاب جہنم... إلخ)).

وفي رواية: عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلمهم هذا الدعاء كما يعلمهم السورة من القرآن، يقول: ((قولوا: اللهم إنا نعوذ بك من عذاب جہنم وأعوذ بك من عذاب القبر وأعوذ بك من فتنه المسيح الدجال وأعوذ بك من فتنه المحيا والممات)).

"صحيح مسلم"، كتاب المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، الحديث: ١٣٣ (٥٨٨-٥٩٠)، ص ٢٩٨.

6..... چنگاریاں۔

7..... ﴿إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَأَنَّهَ جَمَالَةٌ صُفْرٌ﴾، پ ٢٩، المرسلات: ٣٢-٣٣.

عن ابن مسعود رضي الله عنه: ﴿إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾، قال: أما إنني لست أقول كالشجرة ولكن كالحصون والمدائن). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ظلمتها وسوادها وشرورها، الحديث: ٣١، ص ٢٥٢.

آدمی اور پتھر اُس کا ایندھن ہے (۱)، یہ جو دنیا کی آگ ہے اُس آگ کے ستر جُروں میں سے ایک جُرو ہے۔ (۲) جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہوگا، اسے آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی، جس سے اُس کا دماغ ایسا گھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی گھولتی ہے، وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے، حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے (۳)، سب سے ہلکے درجہ کا جس پر عذاب ہوگا، اس سے اللہ عزوجل پوچھے گا: کہ اگر ساری زمین تیری ہو جائے تو کیا اس عذاب سے بچنے کے لیے تو سب فدیہ (۴) میں دیدے گا؟ عرض کرے گا: ہاں! فرمائے گا: کہ جب تو پُشتِ آدم میں تھا تو ہم نے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا کہ کفر نہ کرنا مگر تُو نے نہ مانا۔ (۵) جہنم کی آگ ہزار برس تک دھونکاؤں گئی، یہاں تک کہ سُرخ ہو گئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سفید ہو گئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی، تو اب وہ نری سیاہ ہے (۶)،.....

①..... ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾، پ ۱، البقرة: ۲۴.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾، پ ۲۸، التحريم: ۶.

②..... عن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ناركم هذه - التي يوقد ابن آدم - جزء من سبعين جزءاً من حرج جهنم)).

’صحیح مسلم‘، کتاب صفة الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في شدة حر نار جهنم... إلخ، الحديث: ۲۸۴۳، ص ۱۵۲۳.

③..... عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن أهون أهل النار عذاباً من له نعلان وشبراً كان من نار، يغلي منهما دماغه كما يغلي المرجل، ما يرى أن أحداً أشد منه عذاباً، وإنه لأهونهم عذاباً)).

’صحیح مسلم‘، کتاب الإیمان، باب أهون أهل النار عذاباً، الحديث: ۳۶۴ (۲۱۲)، ص ۱۳۴.

④..... وہ مال یا روپیہ، جسے دے کر قیدی رہا ہو۔ ”فیروز اللغات“، ص ۹۸۲.

⑤..... عن أنس يرفعه: ((أن الله تعالى يقول لأهون أهل النار عذاباً: لو أن لك ما في الأرض من شيء كنت تفتدي به؟ قال: نعم، قال: فقد سألتك ما هو أهون من هذا وأنت في صلب آدم، أن لا تشرك بي فأبيت إلا الشرك)).

’صحیح البخاری‘، کتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم صلوات الله عليه وذريته، الحديث: ۳۳۳۴، ج ۲، ص ۴۱۳.

⑥..... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((أوقد على النار ألف سنة حتى احمرت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى ابيضت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى اسودت، فهي سوداء مظلمة)). ”سنن الترمذي“، کتاب صفة جهنم، باب منه، الحديث: ۲۶۰۰، ج ۴، ص ۲۶۶.

وفي رواية: عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((أوقد على النار ألف سنة حتى احمرت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى ابيضت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى اسودت، فهي سوداء كالليل المظلم)).

’الترغيب والترهيب‘، کتاب صفة الجنة والنار، فصل في ظلمتها وسوادها وشررها، الحديث: ۲۸، ص ۲۵۱.

جس میں روشنی کا نام نہیں۔^(۱) جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قسم کھا کر عرض کی: کہ اگر جہنم سے سوئی کے ناکے کی برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے مرجائیں اور قسم کھا کر کہا: کہ اگر جہنم کا کوئی داروغہ^(۲) اہل دنیا پر ظاہر ہو تو زمین کے رہنے والے گل کے گل اس کی ہیبت سے مرجائیں اور بقسم بیان کیا: کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کاٹنے لگیں اور انہیں قرار نہ ہو، یہاں تک کہ نیچے کی زمین تک دھنس جائیں۔^(۳) یہ دنیا کی آگ (جس کی گرمی اور تیزی سے کون واقف نہیں کہ بعض موسم میں تو اس کے قریب جانا شاق ہوتا ہے، پھر بھی یہ آگ) خدا سے دعا کرتی ہے کہ اسے جہنم میں پھر نہ لے جائے^(۴)، مگر تعجب ہے انسان سے کہ جہنم میں جانے کا کام کرتا ہے اور اُس آگ سے نہیں ڈرتا جس سے آگ بھی ڈرتی اور پناہ مانگتی ہے۔

① عن أنس رضي الله عنه قال: تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية: ﴿وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾، فقال: ((أوقد عليها ألف عام حتى احمرت، وألف عام حتى ابيضت، وألف عام حتى اسودت، فهي سوداء مظلمة لا يضيء لهيها)). وفي رواية: ((لا يطفأ لهيها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ظلمتها وسوادها وشررها، الحديث: ٣٠، ص ٢٥١-٢٥٢.

② یعنی محافظ و نگران۔

③ عن عمر بن الخطاب قال: جاء جبريل إلى النبي صلى الله عليه وسلم في حين غير حينه الذي كان يأتيه فيه، فقام إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ((يا جبريل ما لي أراك متغير اللون؟ فقال: والذي بعثك بالحق لو أن قدر ثقب إبرة فتح من جہنم لمات من في الأرض كلهم جميعاً من حرّه والذي بعثك بالحق لو أن خازناً من خزنة جہنم برز إلى أهل الدنيا فنظروا إليه لمات من في الأرض كلهم من قبح وجهه، ومن نتن ريحه. والذي بعثك بالحق لو أن حلقة من حلقة سلسلة أهل النار التي نعت الله في كتابه وضعت على جبال الدنيا لارفضت وما تقارّت حتى تنتهي إلى الأرض السفلى))، ملقطاً. "مجمع الزوائد"، كتاب صفة النار، الحديث: ١٨٥٧٣، ج ١٠، ص ٧٠٦-٧٠٧.

"المعجم الأوسط" للطبراني، ج ٢، ص ٧٨، الحديث: ٢٥٨٣.

④ عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن ناركم هذه جزء من سبعين جزءاً من نار جہنم، ولولا أنها أطفئت بالماء مرتين ما انتفعتن بها، وإنها لتدعو الله عز وجل أن لا يعيدها فيها)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣١٨، ج ٤، ص ٥٢٨.

دوزخ کی گہرائی کو خدا ہی جانے کہ کتنی گہری ہے، حدیث میں ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اُس میں پھینکی جائے تو ستر برس میں بھی تہ تک نہ پہنچے گی^(۱) اور اگر انسان کے سر برابر سیسہ کا گولا آسمان سے زمین کو پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا، حالانکہ یہ پانسو^(۲) برس کی راہ ہے۔^(۳) پھر اُس میں مختلف طبقات و وادی اور کوئیں ہیں^(۴)، بعض وادی ایسی ہیں کہ جہنم بھی ہر روز ستر مرتبہ یا زیادہ اُن سے پناہ مانگتا ہے^(۵)، یہ خود اس مکان کی حالت ہے، اگر اس میں اور کچھ عذاب نہ ہوتا تو یہی کیا کم تھا! مگر کفار کی سزائے عذاب کے لیے اور طرح طرح کے عذاب مہیا کیے، لوہے کے ایسے بھاری گرزوں سے فرشتے ماریں گے کہ اگر کوئی گرز زمین پر رکھ دیا جائے تو تمام جن و انس جمع ہو کر اُس کو اٹھا نہیں سکتے۔^(۶) سختی اونٹ کی

①..... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إِنَّ الصخرة العظيمة لتلقى من شفير جهنم فتهدوي فيها سبعين عاما وما تفضي إلى قرارها)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة قعر جهنم، الحديث: ٢٥٨٤، ج ٤، ص ٢٦٠.

②..... یعنی پانچ سو۔

③..... عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لَوْ أَنَّ رصاصةً مثل هذه - وأشار إلى مثل الجمجمة - أرسلت من السماء إلى الأرض وهي مسيرة خمسمائة سنة لبلغت الأرض قبل الليل... إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب منه، الحديث: ٢٥٩٧، ج ٤، ص ٢٦٥.

④..... كان من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم من قدمائهم قال: ((إِنَّ فِي جَهَنَّمَ سَبْعِينَ أَلْفَ وادٍ، فِي كُلِّ وَادٍ سَبْعُونَ أَلْفَ شَعْبٍ، فِي كُلِّ شَعْبٍ سَبْعُونَ أَلْفَ دَارٍ، فِي كُلِّ دَارٍ سَبْعُونَ أَلْفَ بَيْتٍ، فِي كُلِّ بَيْتٍ سَبْعُونَ أَلْفَ بَئْرٍ... إلخ)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أوديتها وجبالها، الحديث: ٤٠، ج ٤، ص ٢٥٤.

⑤..... عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((... وَإِذَا فِي جَهَنَّمَ تَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً... إلخ)).

"البعث والنشور" للبيهقي، الحديث: ٤٦٤، ج ١، ص ٣٩٨. "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، الترہیب من النار... إلخ، الحديث: ٣٧، ج ٤، ص ٢٥٣.

وفي رواية: عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((... وَإِذَا فِي جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ أَرْبَعَمِائَةِ مَرَّةً... إلخ)). "سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، باب الانتفاع بالعلم والعمل، الحديث: ٢٥٦، ج ١، ص ١٦٧.

وفي رواية: "المعجم الكبير" للطبراني، عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إِنَّ فِي جَهَنَّمَ لَوَادِيًا يَسْتَعِيدُ جَهَنَّمَ مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي فِي كُلِّ يَوْمٍ أَرْبَعَمِائَةِ مَرَّةً)). الحديث: ١٢٨٠٣، ج ١٢، ص ١٣٦.

⑥..... عن أبي سعيد خدری رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: ((لَوْ أَنَّ مَقْمَعًا مِنْ حَدِيدٍ وَضِعَ فِي الْأَرْضِ، فَاجْتَمَعَ لَهُ الثَّقَلَانِ مَا أَقْلَوْهُ مِنَ الْأَرْضِ)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٢٣٣، ج ٤، ص ٥٨.

۱..... ایک قسم کے اونٹ ہیں، جو سب اونٹوں سے بڑے ہوتے ہیں۔

گردن برابر بچھو اور اللہ (عزوجل) جانے کس قدر بڑے سانپ کہ اگر ایک مرتبہ کاٹ لیں تو اس کی سوزش، درد، بے چینی ہزار برس تک رہے (1)، تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ (2) کی مثل سخت گھولتا پانی پینے کو دیا جائے گا، کہ مونہ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی۔ (3) سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔ (4)

جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی (5)، خاردار ٹھوہڑ (6) کھانے کو دیا جائے گا (7)، وہ ایسا ہوگا کہ

①..... لم نَفُزْ بتخريج عبارة المتن ولكن وجدنا الحديث في "المسند" للإمام أحمد: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ فِي النَّارِ حَيَّاتٍ كَأَمْثَالِ أَعْنَاقِ الْبَخْتِ تَلْسَعُ إِحْدَاهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمُوتَهَا أَرْبَعِينَ خَرِيفًا، وَإِنَّ فِي النَّارِ عِقَارِبَ كَأَمْثَالِ الْبَغَالِ الْمَوْكِفَةِ تَلْسَعُ إِحْدَاهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمُوتَهَا أَرْبَعِينَ سَنَةً)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۷۷۲۹، ج ۶، ص ۲۱۷.

②..... جلی ہوئی تہ۔

③..... ﴿وَإِنْ يُسْتَعِيْثُوا يُعَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهُ﴾، پ ۱۵، الکہف: ۲۹.

في رواية "سنن الترمذي" عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله: ﴿كَالْمُهْلِ﴾، قال: ((كعكر الزيت، فإذا قرَّبه إلى وجهه سقطت فروة وجهه فيه)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة شراب أهل النار، الحديث: ۲۵۹۰، ج ۴، ص ۲۶۱.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۱۶۷۲، ج ۴، ص ۱۴۱.

④..... ﴿يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ﴾، پ ۱۷، الحج: ۱۹.

في "تفسير الطبري"، ج ۹، ص ۱۲۵: عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ((إِنَّ الْحَمِيمَ لِيُصَبَّ عَلَى رُءُوسِهِمْ)). و"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة شراب، الحديث: ۲۵۹۱، ج ۴، ص ۲۶۲.

⑤..... ﴿وَيُسْقَى مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ﴾، پ ۱۳، ابراهيم: ۱۶.

في "الدر المنثور"، ج ۵، ص ۱۵، تحت الآية، عن قتادة رضي الله عنه في قوله: ﴿وَيُسْقَى مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ﴾، قال: (ماء يسيل من بين لحمه وجلده).

⑥..... ایک قسم کا خاردار زہریلا درخت جس میں سے دودھ نکلتا ہے۔ "فرہنگ آصفیہ"، ج ۱، ص ۶۴۸.

⑦..... ﴿إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأُنِيْمِ﴾، پ ۲۵، الدخان: ۴۳ - ۴۴.

﴿وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ﴾، پ ۲۹، المزمل: ۱۳. في "تفسير الطبري"، تحت هذه الآية، عن مجاهد قوله: ﴿وَطَعَامًا ذَا

غُصَّةٍ﴾، قال: (شجرة الزقوم). ج ۱۲، ص ۲۸۹.

اگر اس کا ایک قطرہ دنیا میں آئے تو اس کی سوزش و بدبو تمام اہل دنیا کی معیشت برباد کر دے^(۱) اور وہ گلے میں جا کر پھندا ڈالے گا^(۲)، اس کے اتارنے کے لیے پانی مانگیں گے، اُن کو وہ کھولتا پانی دیا جائے گا کہ مونہ کے قریب آتے ہی مونہ کی ساری کھال گل کر اس میں گر پڑے گی، اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا^(۳) اور وہ شور بے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی^(۴)، پیاس اس بلا کی ہوگی کہ اس پانی پر ایسے گریں گے جیسے تونس^(۵) کے مارے ہوئے اونٹ^(۶)، پھر کفار جان سے عاجز آکر باہم مشورہ کر کے مالک علیہ الصلوٰۃ والسلام داروغہ جہنم^(۷) کو پکاریں گے: کہ اے مالک (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! تیرا رب ہمارا قصہ تمام کر دے، مالک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے، ہزار برس کے بعد فرمائیں گے: مجھ سے کیا کہتے ہو،

①..... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لو أن قطرة من الزقوم قطرت في دار الدنيا لأفسدت على أهل الدنيا معاشهم، فكيف بمن يكون طعامه)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ماجاء في صفة شراب أهل النار، الحديث: ۲۵۹۴، ج ۴، ص ۲۶۳.

②..... في "تفسير الطبري"، ج ۱۲، ص ۲۸۹: عن ابن عباس، في قوله: ﴿وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ﴾ قال: (شوك يأخذ بالحلقي، فلا يدخل ولا يخرج).

③..... ﴿وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ﴾. پ ۱۵، الکہف: ۲۹.

عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يلقى على أهل النار الجوع، فيعدل ما هم فيه من العذاب، فيستغيثون فيغاثون بطعام من ضريع، لا يسمن ولا يغني من جوع، فيستغيثون بالطعام فيغاثون بطعام ذي غصة، فيذكرون أنهم كانوا يجيزون الغصص في الدنيا بالشراب فيستغيثون بالشراب، فيدفع إليهم الحميم بكالليب الحديد، فإذا دنت من وجوههم شوت وجوههم، فإذا دخلت بطونهم قطعت ما في بطونهم... إلخ)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ماجاء في صفة طعام أهل النار، الحديث: ۲۵۹۵، ج ۴، ص ۲۶۴.

④..... في "تفسير الطبري" پ ۱۳، ابراہیم: ۱۶-۱۷، ج ۷، ص ۴۳۰، عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله: ﴿وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ﴾، فإذا شربه قَطَعَ أَمْعَاءَهُ حتى يخرج من دُبُرِهِ، يقول الله عز وجل: ﴿وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ﴾، ويقول: ﴿وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ﴾.

⑤..... یعنی انتہائی شدید پیاس۔

⑥..... عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله: ﴿شَرْبَ الْهَيْمِ﴾، قال: كشرب الإبل العطاش).

وفي رواية: عن مجاهد في قوله تعالى: ﴿شَرْبَ الْهَيْمِ﴾، قال: شرب الهيم هو داء يكون في الإبل تشرب ولا تروى).

"البدور السافرة" للسيوطي، باب طعام أهل النار وشرابهم، الحديث: ۱۴۴۶، ص ۴۲۸.

⑦..... جہنم کے محافظ۔

اُس سے کہو جس کی نافرمانی کی ہے! ہزار برس تک رب العزت کو اُس کی رحمت کے ناموں سے پکاریں گے، وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا، اس کے بعد فرمائے گا تو یہ فرمائے گا: ”دُور ہو جاؤ! جہنم میں پڑے رہو! مجھ سے بات نہ کرو!“ اُس وقت کفار ہر قسم کی خیر سے نا اُمید ہو جائیں گے (1) اور گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے (2)، ابتداءً آنسو نکلے گا، جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون روئیں گے، روتے روتے گالوں میں خندقوں کی مثل گڑھے پڑ جائیں گے، رونے کا خون اور پیپ اس قدر ہو گا کہ اگر اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔ (3)

جہنمیوں کی شکلیں ایسی کریہ ہوں گی کہ اگر دنیا میں کوئی جہنمی اُسی صورت پر لایا جائے تو تمام لوگ اس کی بد صورتی اور بدبو کی وجہ سے مرجائیں۔ (4) اور جسم ان کا ایسا بڑا کر دیا جائے گا کہ ایک شانہ سے دوسرے تک تیز سوار کے لیے تین دن کی راہ ہے۔ (5)

①..... فيقولون: ادعوا مالکاً، فيقولون: ﴿يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رُبُكَ﴾، قال: فيحييهم ﴿إِنَّكُمْ مَا كُنْتُمْ﴾ [الزخرف: ٧٧] قال الأعمش: نُبِئْتُ أَنَّ بَيْنَ دَعَائِهِمْ وَبَيْنَ إِجَابَةِ مَالِكٍ إِيَاهُمْ أَلْفَ عَامٍ، قال: فيقولون: ادعوا ربكم فلا أحد خير من ربكم، فيقولون: ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عَذَبْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ﴾ قال: فيحييهم ﴿اُخْسُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُون﴾ [المؤمنون: ١٠٦-١٠٨] قال: فعند ذلك يفسوا من كل خير.

”سنن الترمذی“، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء في صفة طعام أهل النار، الحديث: ٢٥٩٥، ج ٤، ص ٢٦٤.

②..... قال: (فوالله ما نبس القوم بعدها بكلمة وما هو إلا الزفير والشهيق في نار جہنم، فشبّه أصواتهم بأصوات الحمير أولها زفير وآخرها شهيق). ”شرح السنة“، کتاب الفتن، باب صفة النار وأهلها، الحديث: ٤٣١٦، ج ٧، ص ٥٦٥-٥٦٦.

③..... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يرسل البكاء على أهل النار، فيكون حتى ينقطع الدموع ثم يكون الدم حتى يصير في وجوههم كهيئة الأخدود لو أرسلت فيه السفن لجزت)).

”سنن ابن ماجه“، کتاب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣٢٤، ج ٤، ص ٥٣١.

④..... عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: ((لو أن رجلاً من أهل النار أخرج إلى الدنيا لمات أهل الدنيا من وحشة نظره، وثن ريعه)). ”الترغيب والترهيب“، کتاب صفة الجنة والنار، فصل في عظم أهل النار... إلخ، الحديث: ٦٨، ج ٤، ص ٢٦٣.

⑤..... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ما بين منكبي الكافر مسيرة ثلاثة أيام للراكب المسرع)).

”صحيح البخاري“، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحديث: ٦٥٥١، ج ٤، ص ٢٦٠.

ایک ایک داڑھ اُحد کے پہاڑ برابر ہوگی^(۱)، کھال کی موٹائی بیالیس ذراع^(۲) کی ہوگی^(۳)، زبان ایک کوس^(۴) دو کوس تک مونہ سے باہر گھسٹتی ہوگی کہ لوگ اس کو روندیں گے^(۵)، بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جیسے مکہ سے مدینہ تک^(۶) اور وہ جہنم میں مونہ سکوڑے ہوں گے کہ اوپر کا ہونٹ سمٹ کر نیچے سر کو پہنچ جائے گا اور نیچے کا لٹک کر ناف کو آگے گا۔^(۷)

ان مضامین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی شکل جہنم میں انسانی شکل نہ ہوگی کہ یہ شکل احسن تقویم^(۸) ہے^(۹) اور یہ اللہ عزوجل کو محبوب ہے، کہ اُس کے محبوب کی شکل سے مشابہ ہے^(۱۰)، بلکہ جہنمیوں کا وہ خلیہ ہے جو اوپر مذکور ہوا، پھر آخر میں کفار کے لیے یہ ہوگا کہ اس کے قدر برابر آگ کے صندوق میں اُسے بند کریں گے، پھر اس میں آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قفل^(۱۱) لگایا جائے گا، پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان آگ جلائی جائے گی اور اس میں بھی آگ کا قفل لگایا جائے گا، پھر اسی طرح اُس کو ایک اور صندوق میں رکھ کر اور آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا، تو اب ہر

①..... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ضرس الكافر مثل أحد)).

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۸۴۱۸، ج ۳، ص ۲۳۱.

②..... یعنی بیالیس ہاتھ۔

③..... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إن غلظ جلد الكافر اثنان وأربعين ذراعاً)).

”سنن الترمذی“، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء في عظم أهل النار، الحديث: ۲۵۸۶، ج ۴، ص ۲۶۰.

④..... یعنی راستہ کی حد معین کا نام جس کی مقدار بعض کے نزدیک چار ہزار گز اور بعض کے نزدیک تین ہزار گز ہے۔ ”فرہنگ آصفیہ“، ج ۳، ص ۵۹۰.

⑤..... عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن الكافر ليسحب لسانه الفرسخ والفرسخين يتوطأه الناس)).

”سنن الترمذی“، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء في عظم أهل النار، الحديث: ۲۵۸۹، ج ۴، ص ۲۶۱.

⑥..... ((وإن مجلسه من جہنم كما بين مكة والمدینة)).

”سنن الترمذی“، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء في عظم أهل النار، الحديث: ۲۵۸۶، ج ۴، ص ۲۶۰.

⑦..... عن أبي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((وَهُمْ فِيهَا كَالْحُحُونِ)) [المؤمنون: ۱۰۴] قال: تشويه

النار فتقلص شفته العليا حتى تبلغ وسط رأسه وتسترخي شفته السفلى حتى تضرب سرتة)). ”سنن الترمذی“، کتاب صفة

جہنم، باب ما جاء في صفة الطعام أهل النار، الحديث: ۲۵۹۶، ج ۴، ص ۲۶۴.

⑧..... اچھی صورت۔

⑨..... ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ پ ۳۰، التین: ۴۔ ”بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا“۔ (ترجمہ ”کنز الایمان“)

⑩..... ”دقائق الأخبار“، ص ۳، و ”معارج النبوة“، رکن دوم، ص ۴۱.

⑪..... تالا۔

کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا^(۱)، اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اس کے لیے عذاب ہے۔ جب سب جنتی جنت میں داخل ہو لیں گے اور جہنم میں صرف وہی رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ کے لیے اس میں رہنا ہے، اس وقت جنت و دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لا کر کھڑا کریں گے، پھر مُنادی^(۲) جنت والوں کو پکارے گا، وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو، پھر جہنمیوں کو پکارے گا، وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے کہ شاید اس مصیبت سے رہائی ہو جائے، پھر ان سب سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے، وہ ذبح کر دی جائے گی اور کہے گا: اے اہل جنت! ہمیشگی ہے، اب مرنا نہیں اور اے اہل نار! ہمیشگی ہے، اب موت نہیں، اس وقت اُن کے لیے خوشی پر خوشی ہے اور ان کے لیے غم بالائے غم۔^(۳)

نَسْأَلُ اللَّهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّينِ وَالْدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

①..... عن سويد بن غفلة رضي الله عنه قال: ((إذا أراد الله أن يُنسى أهل النار جعل للرجل منهم صندوقاً على قدره من نار لا ينبض منه عرق إلا فيه مسمار من نار، ثم تضرم فيه النار، ثم يقفل بقفل من نار، ثم يجعل ذلك الصندوق في صندوق من نار، ثم يضرم بينهما نار، ثم يقفل بقفل من نار، ثم يجعل ذلك الصندوق في صندوق من نار، ثم يضرم بينهما نار ثم يقفل، ثم يلقى أو يطرح في النار فذلك قوله: ﴿مَنْ فَوْقَهُمْ ظُلُلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلُلٌ ذَلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَ فَاَتَقُونَ﴾ [الزمر: ١٦] وذلك قوله: ﴿لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ﴾ [الأنبياء: ١٠٠] قال: فما يرى أن في النار أحداً غيره)).

”البعث والنشور“ للبيهقي، ج ٢، ص ٦١، الحديث: ٥٢٤. ”الترغيب والترهيب“، كتاب صفة الجنة والنار، الترهيب من النار أعاذنا الله... إلخ، الحديث: ٩٢، ج ٤، ص ٢٦٨.

②..... پکارنے والا

③..... في رواية ”البخاري“: كتاب الرقاق: عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا صار أهل الجنة إلى الجنة وأهل النار إلى النار جيء بالموت حتى يجعل بين الجنة والنار.....، وفي رواية ”البخاري“: كتاب التفسير:..... يؤتى بالموت كهيئة كبش أملح، فينادي مناد: يا أهل الجنة.....، وفي رواية ”سنن ابن ماجه“، أبواب الزهد،..... يا أهل الجنة فيطلعون خائفين وجليين أن يخرجوا من مكانهم الذي هم فيه، ثم يقال: يا أهل النار فيطلعون مستبشرين فرحين أن يخرجوا من مكانهم الذي هم فيه، فيقال: هل تعرفون هذا؟ قالوا: نعم، هذا الموت.....، وفي رواية ”صحيح البخاري“، كتاب التفسير،..... فيذبح، ثم يقول: يا أهل الجنة خلود فلا موت، ويا أهل النار خلود فلا موت.....، وفي رواية ”صحيح البخاري“، كتاب الرقاق:..... فيزداد أهل الجنة فرحاً إلى فرحهم، ويزداد أهل النار حزناً إلى حزنهم)). ”صحيح البخاري“، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ج ٤، ص ٢٦٠، الحديث: ٦٥٤٨. ”صحيح البخاري“، كتاب التفسير، ج ٣، ص ٢٧١، الحديث: ٤٧٣٠. و”سنن ابن ماجه“، كتاب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣٢٧، ج ٤، ص ٥٣٢.

ایمان و کفر کا بیان

ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین ہیں اور کسی ایک ضرورتِ دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں، اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ ضروریاتِ دین وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیا کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہا^(۱)، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔^(۲) عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہِ علما میں نہ شمار کیے جاتے ہوں، مگر علما کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائلِ علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں^(۳)، نہ وہ کہ کوردہ^(۴) اور جنگل اور پہاڑوں

①..... فی ”شرح العقائد النسفية“: (إِنَّ الْإِيمَانَ فِي الشَّرْعِ هُوَ التَّصَدِيقُ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تَعَالَى، أَيْ: تَصَدِيقُ النَّبِيِّ بِالْقَلْبِ فِي جَمِيعِ مَا عَلِمَ بِالضَّرُورَةِ مَجِئِهِ بِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تَعَالَى). ”شرح العقائد النسفية“، مبحث الإيمان، ص ۱۲۰۔

فی ”المسامرة“ و ”المسامرة“، الكلام في متعلق الإيمان، ص ۳۳۰: (الإيمان (هو التصديق بالقلب فقط)، أَيْ: قبول القلب وإذعانه لما علم بالضرورة أَنَّهُ مِنْ دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِحَيْثُ تَعَلَّمَهُ الْعَامَّةُ مِنْ غَيْرِ افْتِقَارٍ إِلَى نَظَرٍ وَلَا اسْتِدْلَالٍ كَالْوَحْدَانِيَّةِ وَالنَّبُوَّةِ وَالْبَعْثِ وَالْجَزَاءِ وَوُجُوبِ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَحَرَمَةِ الْخَمْرِ وَنَحْوِهَا، وَيَكْفِي الْإِجْمَالَ فِيمَا يَلَاظُ إِجْمَالًا كَالْإِيمَانِ بِالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالرَّسْلِ، وَيَشْتَرِطُ التَّفْصِيلُ فِيمَا يَلَاظُ تَفْصِيلًا كَجَبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ، حَتَّى إِنَّ مَنْ لَمْ يَصْدُقْ بِوَاحِدٍ مِنْهَا كَافِرٌ (و) الْقَوْلُ بِأَنَّ مَسْمًى الْإِيمَانِ هَذَا التَّصَدِيقُ فَقَطْ (هُوَ الْمُخْتَارُ عِنْدَ جُمْهُورِ الْأَشَاعِرَةِ) وَبِهِ قَالَ الْمَاتَرِيْدِيُّ).

”الأشباه والنظائر“، الفن الثاني، كتاب السير، ص ۱۵۹۔

”البحر الرائق“، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج ۵، ص ۲۰۲۔

”الدر المختار“، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۴۲۔

②..... فی ”الهندية“، كتاب السير، الباب في أحكام المرتدين، ج ۲، ص ۲۶۳: (إِذَا لَمْ يَعْرِفِ الرَّجُلُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمْ وَعَلَى نَبِينَا السَّلَامُ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ؛ لِأَنَّهُ مِنَ الضَّرُورِيَّاتِ).

”الأشباه والنظائر“، الفن الثاني، كتاب السير، ص ۱۶۱۔

③..... وفسرت الضروریات بما يشترك في علمه الخواص والعوام، أقول: المراد العوام الذين لهم شغل بالدين واختلاط

بعلمائه... إلخ. ”الفتاوى الرضوية“، كتاب الطهارة، باب الوضوء، ج ۱، ص ۱۸۱۔

④..... یعنی کم آباد اور چھوٹا گاؤں، جسے کوئی نہ جانتا ہو اور نہ ہی وہاں تعلیم کا کوئی سلسلہ ہو۔

کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے، کہ ایسے لوگوں کا ضروریاتِ دین سے ناواقف ہونا اُس ضروری کو غیر ضروری نہ کر دے گا، البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے، ان سب پر اجمالاً ایمان لائے ہوں۔

عقیدہ (۱): اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے^(۱)، اعمالِ بدن تو اصلاً جزو ایمان نہیں^(۲)، رہا اقرار، اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقع نہ ملا تو عند اللہ^(۳) مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اُس سے مطالبہ کیا گیا اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا تو احکامِ دنیا میں کافر سمجھا جائے گا، نہ اُس کے جنازے کی نماز پڑھیں گے، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے، مگر عند اللہ مومن ہے اگر کوئی امر خلافِ اسلام ظاہر نہ کیا ہو۔^(۴)

عقیدہ (۲): مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو، اگرچہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے دل میں انکار نہیں^(۵)،.....

① فی "المسایرة": (هو التصديق بالقلب فقط).

"فتاویٰ رضویہ"، جلد ۱۴، ص ۱۲۲ پر ہے: (ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے)۔

② فی "شرح العقائد النسفية"، مبحث الإيمان: ص ۱۲۰-۱۲۴: (أن الأعمال غير داخله في الإيمان لما مر من أن حقيقة الإيمان هو التصديق).

فی "الحديقة الندية"، ج ۱، ص ۲۸۲: (والأعمال بالجوارح خارجة عن حقيقته أي: حقيقة الإيمان).

③ اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

④ فی "شرح العقائد النسفية"، وشرحه "النبراس"، ص ۲۵۰: "(إنما الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا) من حرمة الدم والمال وصلاة الجنازة عليه ودفنه في مقابر المسلمين وههنا مذهب ثالث وهو أن الإقرار ليس بركن إلا عند الطلب فمن طلب منه الإقرار فسكت من غير عذر فهو كافر عند الله سبحانه (لما أن التصديق بالقلب أمر باطن لا بد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مؤمن عند الله سبحانه وإن لم يكن مؤمناً في أحكام الدنيا) وهذا إذا لم يكن مباشراً لعلامات التكذيب وإلا فهو كافر عند الله أيضاً خلافاً لبعضهم).

وفي "الدر المختار": والإقرار شرط لإجراء الأحكام الدنيوية بعد الاتفاق على أنه يعتقد متى طوّل به أتى به، فإن طوّل به فلم يقر فهو كافر عناد). "الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۴۲.

⑤ وفي "الدر المختار": (من هزل بلفظ كفر ارتد، وإن لم يعتقه للاستخفاف فهو ككفر العناد).

کہ بلا اِکراہِ شرعی^(۱) مسلمان کلمہ کفر صادر نہیں کر سکتا، وہی شخص ایسی بات منہ پر لائے گا جس کے دل میں اتنی ہی وقعت ہے کہ جب چاہا انکار کر دیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں۔^(۲)

مسئلہ (۱): اگر معاذ اللہ کلمہ کفر جاری کرنے پر کوئی شخص مجبور کیا گیا، یعنی اُسے مار ڈالنے یا اُس کا عضو کاٹ ڈالنے کی صحیح دھمکی دی گئی کہ یہ دھمکانے والے کو اس بات کے کرنے پر قادر سمجھے تو ایسی حالت میں اس کو رخصت دی گئی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ دل میں وہی اطمینانِ ایمانی ہو جو پیشتر تھا، مگر افضل جب بھی یہی ہے کہ قتل ہو جائے اور کلمہ کفر نہ کہے۔^(۳)

= وفي شرحه "رد المحتار": قوله: (من هزل بلفظ كفر) أي تكلم به باختياره غير قاصد معناه، وهذا لا ينافي ما مر من أن الإيمان هو التصديق فقط أو مع الإقرار؛ لأن التصديق وإن كان موجوداً حقيقة لكنه زائل حكماً؛ لأن الشارع جعل بعض المعاصي أمانة على عدم وجوده كالهزل المذكور، وكما لو سجد لصنم أو وضع مصحفاً في قاذورة فإنه يكفر وإن كان مصدقاً؛ لأن ذلك في حكم التكذيب، كما أفاده في "شرح العقائد"، وأشار إلى ذلك بقوله: (للاستخفاف) فإن فعل ذلك استخفافاً واستهانة بالدين فهو أمانة عدم التصديق، ولذا قال في "المسيرة": وبالجملة فقد ضم إلى التصديق بالقلب، أو باللسان في تحقيق الإيمان أمور، الإخلال بها إخلال بالإيمان اتفاقاً كترك السجود لصنم وقتل نبي والاستخفاف به، وبالمصحف والكعبة، وكذا مخالفة أو إنكار ما أجمع عليه بعد العلم به؛ لأن ذلك دليل على أن التصديق مفقود، ثم حقق أن عدم الإخلال بهذه الأمور أحد أجزاء مفهوم الإيمان، فهو حينئذ التصديق والإقرار وعدم الإخلال بما ذكر، بدليل أن بعض هذه الأمور تكون مع تحقق التصديق والإقرار. "رد المحتار"، ج ٦، ص ٣٤٣.

في "الخانية": (رجل كفر بلسانه طائعاً، وقلبه على الإيمان يكون كافراً ولا يكون عند الله تعالى مؤمناً).

"فتاوى قاضى خان"، كتاب السير، ج ٢، ص ٤٦٧. انظر للتفصيل "المسيرة"، ص ٣٣٧-٣٥٧.

① بغیر شرعی مجبوری کے۔

② في "شرح العقائد النسفية"، ص ١٢١: (إن التصديق ركن لا يحتمل السقوط أصلاً).

انظر "النبراس"، أن الإيمان في الشرع هو التصديق، ص ٢٤٩-٢٥٠.

"فتاویٰ رضویہ" میں ہے: (بلا اِکراہ کلمہ کفر بولنا خود کفر، اگرچہ دل میں اس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو، اور عامہ علماء فرماتے ہیں کہ: اس سے نہ صرف مخلوق کے آگے بلکہ عند اللہ بھی کافر ہو جائے گا کہ اس نے دین کو معاذ اللہ کھیل بنایا اور اُس کی عظمت خیال میں نہ لایا)۔

"فتاویٰ رضویہ"، ج ١٣، ص ٣٩٣۔ وج ٢٤، ص ١٢٥۔

اسی میں ہے: (جو بلا اِکراہ کلمہ کفر کہے بلا فرق نیت مطلقاً قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہے)۔ "فتاویٰ رضویہ"، ج ١٣، ص ٢٠٠۔

③ في "رد المحتار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٤٦: ((ومكره عليها) أي: على الردة، والمراد الإكراه بملجىء

من قتل أو قطع عضو أو ضرب مبرح فإنه يرخص له أن يظهر ما أمر به على لسانه وقلبه مطمئن بالإيمان).

مسئلہ (۲): عمل جوارح^(۱) داخل ایمان نہیں^(۲)، البتہ بعض اعمال جو قطعاً مٹائی ایمان ہوں اُن کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا، جیسے بُت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا اور قتلِ نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبہ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو ہلکا بتانا، یہ باتیں یقیناً کفر ہیں۔^(۳)

وفي "التنوير" و"الدر المختار": (و) إن أكره (على الكفر) بالله تعالى أو سب النبي صلى الله عليه وسلم "مجمع" و"قدروي". (بقطع أو قتل رخص له أن يظهر ما أمر به) على لسانه ويوري (وقلبه مطمئن بالإيمان) ثم إن وري لا يكفر وبانت امرأته قضاء لا ديانة، وإن خطر بباله التورية ولم يور كفر وبانت ديانة وقضاء "نوزال" و"جلالية" (ويؤجر لو صبر).

وفي شرحه "رد المحتار": قوله: (ويؤجر لو صبر) أي: يؤجر أجر الشهداء لما روي أن خبيباً وعماراً ابتليا بذلك فصبر خبيب حتى قتل، فسماه النبي صلى الله عليه وسلم سيد الشهداء وأظهر عمار وكان قلبه مطمئناً بالإيمان، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ((فإن عادوا فعد))، أي: إن عاد الكفار إلى الإكراه فعد أنت إلى مثل ما أتيت به أولاً من إجراء كلمة الكفر على اللسان وقلبك مطمئن بالإيمان، ابن كمال وقصتهما شهيرة. "رد المحتار"، كتاب الإكراه، ج ۹، ص ۲۲۶-۲۲۸.

وفي "الفتاوى الهندية"، كتاب الإكراه، الباب الثاني... إلخ، ج ۵، ص ۳۸: (وإن أكره على الكفر بالله تعالى أو سب النبي صلى الله عليه وسلم يقتل أو قطع، رخص له إظهار كلمة الكفر والسب فإن أظهر ذلك وقلبه مطمئن بالإيمان فلا يأثم وإن صبر حتى قتل كان مثاباً).

..... ۱ اعضاء کے عمل۔

..... ۲ قد سبق تخريج هذه المسألة في العقيدة الأولى، ص ۱۷۳.

..... ۳ في "شرح العقائد النسفية": ص ۱۰۹ - ۱۱۰: (إن حقيقة الإيمان هو التصديق القلبي فلا يخرج المؤمن عن الاتصاف به إلا بما ينافيه، ومجرد الإقدام على الكبيرة لغلبة شهوة أو حمية أو أنفة أو كسل خصوصاً إذا اقترن به خوف العقاب ورجاء العفو والعزم على التوبة لا ينافيه نعم إذا كان بطريق الاستحلال والاستخفاف كان كفراً لكونه علامة للتكذيب ولا نزاع في أن من المعاصي ما جعله الشارع أمانة للتكذيب وعلم كونه كذلك بالأدلة الشرعية كسجود الصنم وإلقاء المصحف في القاذورات والتلفظ بكلمات الكفر ونحو ذلك مما ثبت بالأدلة أنه كفر).

وفي "المسامرة" و"المسامرة"، ص ۳۵۴: (يكفر من استخف بنبي أو بالمصحف أو بالكعبة، وهو مقتضى لاعتبار تعظيم كل منها؛ لأن الله جعله في رتبة عليا من التعظيم غير أن الحنفية اعتبروا من التعظيم المنافي للاستخفاف بما عظمه الله تعالى ما لم يعتبره غيرهم، (ولا اعتبار التعظيم المنافي للاستخفاف) المذكور (كفر الحنفية) أي: حكموا بالكفر (بالفاظ كثيرة وأفعال تصدر من المتهتكين) الذين يجترئون بهتك حرمت دينية (لدلائها) أي: لدلالة تلك الألفاظ والأفعال (على

یو ہیں بعض اعمال کفر کی علامت ہیں، جیسے زنا (۱) باندھنا، سر پر چوٹیا (۲) رکھنا، قَشَقُہ (۳) لگانا، ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔ (۴) تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو از سر نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ (۵)

عقیدہ (۳): جس چیز کی حلت نہ قطعاً قطعی سے ثابت ہو (۶) اُس کو حرام کہنا اور جس کی حرمت یقینی ہو اسے حلال بتانا

الاستخفاف بالدين، كالصلاة بلا وضوء عمداء، بل قد حكموا بالكفر (بالمواظبة على ترك سنة استخفافاً بها بسبب أنها إنما فعلها النبي زيادة، أو استقباحتها) بالجر عطفاً على المواظبة: أي: بل قد كفر الحنفية من استقبح سنة (كمن استقبح من) إنسان (آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه أو) استقبح منه (إخفاء شارب).
وانظر "منح الروض الأزهر"، ص ۱۵۲، و"رد المحتار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۴۳.

..... ① وہ دھاگہ یا ڈوری جو ہندو گٹے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں، اور عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔

"اردو لغت تاریخی اصول پر"، ج ۱۱، ص ۱۶۲۔

..... ② وہ چند بال جو بچے کے سر پر منت مان کر ہندو رکھتے ہیں۔ "فرہنگ آصفیہ"، ج ۱، ص ۱۰۴۔

..... ③ پیشانی پر صندل یا زعفران کے دو نشانات، ٹیکا، تلک جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں۔ "اردو لغت تاریخی اصول پر"، ج ۱۳، ص ۲۵۴۔

..... ④ "منح الروض الأزهر" للقارئ، فصل في الكفر صريحاً وكنياً، ص ۱۸۵: (ولو شد الزنار على وسطه أو وضع الغل على كتفه فقد كفر، أي: إذا لم يكن مكرهاً في فعله، وفي "الخلاصة": ولو شد الزنار قال أبو جعفر الأستروشنی: إن فعل لتخليص الأسارى لا يكفر، وإلا كفر).

"فتاویٰ رضویہ" میں ہے: "اگر وہ وضع اُن کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنا، قَشَقُہ، چُٹیا، چلیپا، تو علماء نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا
کما سمعت أنفاً۔" ("فتاویٰ رضویہ"، جلد ۲۴، ص ۵۳۲)۔

"فتاویٰ رضویہ" میں ہے: "ماتھے پر قَشَقُہ تلک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا کفر ہے۔" ("فتاویٰ رضویہ"، جلد ۲۴، ص ۵۳۹)۔

"فتاویٰ رضویہ" میں ہے: "قَشَقُہ ضرور شعار کفر و منافی اسلام ہے جیسے زنا، بلکہ اس سے زائد کہ وہ جسم سے جدا ایک ڈورا ہے جو اکثر کپڑوں کے نیچے چھپا رہتا ہے اور یہ خاص بدن پر اور بدن میں بھی کہاں چہرے پر، اور چہرے میں کس جگہ ماتھے پر جو ہر وقت چمکے اور دور سے کھلے حرفوں میں منہ پر لکھا دکھائے کہ هذا من الکافرين۔" ("فتاویٰ رضویہ"، ج ۱۳، ص ۳۹۳)۔

..... ⑤ "في العقود الدرية"، باب الردة والتعزير، ج ۱، ص ۱۰۱: (وقال في "البزازیة": ولو ارتد - والعياذ بالله تعالى - تحرم امرأته ويجدد النكاح بعد إسلامه ويعيد الحج... إلخ).

..... ⑥ جس چیز کا حلال ہونا ایسی صریح واضح اور یقینی دلیل سے ہو جس میں تاویل و توجیہ کی کوئی گنجائش ہی نہ ہو۔

کفر ہے، جبکہ یہ حکم ضروریاتِ دین سے ہو، یا منکر اس حکم قطعی سے آگاہ ہو۔^(۱)

مسئلہ (۱): اُصول عقائد میں تقلید جائز نہیں بلکہ جو بات ہو یقیناً قطعی کے ساتھ ہو، خواہ وہ یقین کسی طرح بھی حاصل ہو، اس کے حصول میں بالخصوص علم استدلالی^(۲) کی حاجت نہیں، ہاں! بعض فروع عقائد میں تقلید ہو سکتی ہے^(۳)،.....

①..... فی ”منح الروض الأزهر“، استحلال المعصیة، ص ۱۵۲: (إذا اعتقد الحرام حلالاً، فإن كان حرمة لعينه وقد ثبت بدليل قطعي يكفر وإلا فلا بأن تكون حرمة لغيره أو ثبت بدليل ظني، وبعضهم لم يفرق بين الحرام لعينه ولغيره، فقال: من استحل حراماً وقد علم في دين النبي صلى الله عليه وسلم تحريمه كنكاح ذوي المحارم أو شرب الخمر أو أكل ميتة أو دم أو لحم خنزير من غير ضرورة فكافر).

فيه في فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص ۱۸۸: (ومن استحل حراماً وقد علم تحريمه في الدين: أي: ضرورة، كنكاح المحارم أو شرب الخمر أو أكل الميتة والدم ولحم الخنزير أي: في غير حال الاضطرار ومن غير إكراه بقتل أو ضرب فظيع لا يحتمله، وعن محمد رحمه الله بدون الاستحلال ممن ارتكب كفر، أي: في رواية شاذة عنه ولعلها محمولة على مرتكب نكاح المحارم فإن سياق الحال يدل على الاستحلال لبقية المحرمات، والله أعلم بالأحوال، قال: والفتوى على التردد إن استعمل مستحلاً كفر وإلا، لا).

في ”تفسير الخازن“، ج ۱، ص ۴۶۸: (وقيل: إن من أحل ما حرم الله أو حرم ما أحل الله أو جحد بشيء مما أنزل الله فقد كفر بالله وحبط عمله المتقدم).

”فتاویٰ رضویہ“ میں ہے: ”کتب عقائد میں تصریح ہے کہ تحلیل حرام و تحریم حلال دونوں کفر ہیں یعنی جو شے مباح ہو جسے اللہ و رسول نے منع نہ فرمایا اسے ممنوع جاننے والا کافر ہے جبکہ اس کی اباحت و حلت ضروریاتِ دین سے ہو یا کم از کم حنفیہ کے طور پر قطعی ہو ورنہ اس میں شک نہیں کہ بے منع خدا و رسول منع کرنے والا شریعتِ مطہرہ پر افتراء کرتا ہے اور اللہ عز و جل پر بہتان اٹھاتا ہے اور اس کا ادنیٰ درجہ فسق شدید و کبیرہ و خبیثہ ہے۔

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنْتُكُمْ الْكُذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ لَا يُفْلِحُونَ﴾. اور جو کچھ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں (اس کے متعلق یہ نہ کہا کرو کہ) یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو (یا درکھو) جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے۔ (ت) وقال الله تعالى (نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ت): ﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكُذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾.

اللہ تعالیٰ کے ذمے وہی لوگ جھوٹا الزام لگاتے ہیں (جو درحقیقت) ایمان نہیں رکھتے (ت)۔ (”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۲۱، ص ۱۷۵).

②..... وہ علم جو دلیل کا محتاج ہو۔

③..... فی ”تفسير روح البيان“، پ ۱۷، الأنبياء، تحت الآية: ۵۳-۵۴، ج ۵، ص ۴۹۱: ﴿قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ واعلم أن التقليد قبول قول الغير بلا دليل وهو جائز في الفروع والعمليات ولا يجوز

فی أصول الدين والاعتقادات بل لا بد من النظر والاستدلال لكن إيمان المقلد صحيح عند الحنفية والظاهرية وهو الذى اعتقد جميع ما وجب عليه من حدوث العالم ووجود الصانع وصفاته وإرسال الرسل وما جاؤوا به حقاً من غير دليل؛ لأن النبي عليه السلام قبل إيمان الأعراب والصبيان والنسوان والعبيد والإماء من غير تعليم الدليل ولكنه يَأْتُم بترك النظر والاستدلال لوجوبه عليه). وفي "تفسير روح البيان"، پ ۲۵، الزخرف، تحت الآية: ۲۲: ﴿بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّهُتَدُونَ﴾ ج ۸، ص ۳۶۱: وفيه ذم للتقليد وهو قبول قول الغير بلا دليل وهو جائز في الفروع والعمليات ولا يجوز في أصول الدين والاعتقادات بل لا بد من النظر والاستدلال لكن إيمان المقلد صحيح عند الحنفية والظاهرية وهو الذى اعتقد جميع ما وجب عليه من حدوث العالم ووجود الصانع وصفاته وإرسال الرسل وما جاؤوا به حقاً من غير دليل؛ لأن النبي عليه السلام قبل إيمان الأعراب والصبيان والنسوان والعبيد والإماء من غير تعليم الدليل ولكن المقلد يَأْتُم بترك النظر والاستدلال لوجوبه عليه، والمقصود من الاستدلال هو الانتقال من الأثر إلى المؤثر ومن المصنوع إلى الصانع تعالى بأي وجه كان، لا ملاحظة الصغرى والكبرى وترتيب المقدمات للإنتاج على قاعدة المعقول فمن نشأ في بلاد المسلمين وسبح الله عند رؤية صنائعه فهو خارج عن حد التقليد كما في فصل الخطاب والعلم الضروري أعلى من النظري؛ إذ لا يزول بحال وهو مقدمة الكشف والعيان وعند الوصول إلى الشهود لا يبقى الاحتياج إلى الوساطة.

”فتاویٰ رضویہ“، ج ۲۹، ص ۲۱۵ میں ہے: ”جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں کتاب سنت، اجماع قیاس، عقائد میں چار اصول ہیں کتاب، سنت، سواد اعظم، عقل صحیح، توجو ان میں ایک کے ذریعہ سے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل محض تقلید اہل سنت ہی سواد اعظم اسلام ہیں، تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔ یوں ہی اقوال آئمہ سے استناد اسی معنی پر ہے کہ یہ اہلسنت کا مذہب ہے ولہذا ایک دوسرے میں علماء کبار ہی سہی اگر جمہور سواد اعظم کے خلاف لکھیں گے اس وقت ان کے اقوال پر نہ اعتماد جائز نہ استناد کہ اب یہ تقلید ہوگی اور وہ عقائد میں جائز نہیں، اس دلیل اعلیٰ سواد اعظم کی طرف ہدایت اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے، ہر شخص کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب و سنت سے ثابت کرے عقل تو خود ہی سمعیات میں کافی نہیں ناچار عوام کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی، لہذا یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سواد اعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو وہ حق ہے اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں تو کوئی بد مذہب تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بد مذہب ملا کر کبھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ سکے لہذا الحمد للہ فقہ میں جس طرح اجماع اقویٰ الادلہ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد کو بھی اختیار نہیں اگرچہ وہ اپنی رائے میں کتاب و سنت سے اس کا خلاف پاتا ہو یقیناً سمجھا جائے گا کہ یا فہم کی خطا ہے یا یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اگرچہ مجتہد کو اس کا نسخ نہ معلوم ہو یونہی اجماع امت تو شے عظیم ہے سواد اعظم یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقویٰ الادلہ ہے کتاب و سنت سے اس کا خلاف سمجھ میں آئے تو فہم کی غلطی ہے حق سواد اعظم کے ساتھ ہے اور ایک معنی پر یہاں اقویٰ الادلہ عقل ہے

اسی بنا پر خود اہل سنت میں دو گروہ ہیں: ”ماتریدیہ“ کہ امام علم الہدیٰ حضرت ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (1) کے متبع ہوئے اور ”اشاعرہ“ کہ حضرت امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ (2) کے تابع ہیں، یہ دونوں جماعتیں اہل سنت ہی کی ہیں اور دونوں حق پر ہیں، آپس میں صرف بعض فروع کا اختلاف ہے۔ (3).....

کہ اور دلائل کی حجیت بھی اسی سے ظاہر ہوئی ہے مگر محال ہے کہ سواد اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی کے خلاف ہو یہ گنتی کے جملے ہیں مگر مجہدہ تعالیٰ بہت نافع و سودمند، فعضوا علیہا بالنواجد (پس ان کو مضبوطی سے داڑھوں کے ساتھ پکڑ لو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

1..... آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی خفی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ ”امام المتکلمین“ اور ”امام الہدیٰ“ کے لقب سے مشہور ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد مسلمین کی وضاحت اور باطل عقیدہ والوں کی تردید میں کئی کتب تصنیف فرمائی جن میں سے بعض کتابوں کے نام یہ ہیں: ”کتاب التوحید“، ”کتاب المقالات“، ”کتاب رد دلائل الکبھی“ اور ”کتاب تاویلات القرآن“، آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو ”سمرقند“ کے ایک محلہ ”ماترید“ کی طرف نسبت کی وجہ سے ”ماتریدی“ کہا جاتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۳۳۳ ہجری میں ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سمرقند میں ہے۔ (”الفوائد البہیہ“، ص ۲۵۵، ”ہدیۃ العارفین“، ج ۲، ۳۶-۳۷، ”معجم المؤلفین“، ج ۳، ص ۶۹۲)۔

2..... آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابوالحسن علی بن اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن عبد اللہ بن بلال ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب صحابی رسول حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر متکلمین اہل سنت کے رئیس ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کو ”اشاعرہ“ کہا جاتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی کتب تصنیف فرمائی جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: ”الفصول فی الرد علی الملحدین والجارحین عن المملۃ“، ”الرد علی الجسمۃ“، ”کتاب مقالات الاسلامیین واختلاف المصلیین“، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۳۲۲ ہجری میں بغداد میں ہوا۔

(”النبراس“، ص ۲۰، ”سیر أعلام النبلاء“، ج ۱، ص ۵۴۱، ”معجم المؤلفین“، ج ۲، ص ۴۰۵، ”الأعلام“ للزركلي، ج ۴، ص ۲۶۳)۔

3..... فی ”البریقة المحمودیة“، الباب الأول، النوع الثاني، ج ۱، ص ۲۰۰: (عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ليأتين على أمتي ما أتى على بني إسرائيل حذو النعل بالنعل حتى إن كان منهم من أتى أمه علانية لكان في أمتي من يصنع ذلك وإن بني إسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة وتفرق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة)) قالوا: ومن هي يا رسول الله قال: ((ما أنا عليه وأصحابي)) وهي أهل السنة والجماعة من الماتريدية والأشاعرة، فإن قيل: كل فرقة تدعي أنها أهل السنة والجماعة، قلنا: ذلك لا يكون بالدعوى بل بتطبيق القول والفعل وذلك بالنسبة إلى زماننا إنما يمكن بمطابقة صحاح الأحاديث ككتب الشيخين وغيرهما من الكتب التي أجمع على وثاقتها كما في ”المناوي“، فإن قيل: فما حال الاختلاف بين الأشاعرة والماتريدية؟ قلنا: لاتحاد أصولهما لم يعد مخالفة معتدة؛ إذ خلاف كل فرقة لا يوجب تضليل الأخرى ولا تفسيقها فعدتا ملة واحدة، وأما الخلاف في الفرعات وإن كان كثرة اختلاف صورة لكن مجتمعة في عدم مخالفة الكل كتاباً نصاً ولا سنة قائمة ولا)۔

ان کا اختلاف حنفی، شافعی کا سا ہے، کہ دونوں اہل حق ہیں، کوئی کسی کی تھلیل و تفسیق نہیں کر سکتا۔^(۱)

مسئلہ (۲): ایمان قابل زیادتی و نقصان نہیں، اس لیے کہ کمی بیشی اُس میں ہوتی ہے جو مقدار یعنی لمبائی، چوڑائی، موٹائی یا گنتی رکھتا ہو اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق، کیف یعنی ایک حالتِ اذعان ہے۔^(۲) بعض آیات میں ایمان کا زیادہ ہونا جو فرمایا ہے اُس سے مراد مُؤْمِن بہ و مُصَدِّق بہ ہے، یعنی جس پر ایمان لایا گیا اور جس کی تصدیق کی گئی کہ زمانہ نزولِ قرآن میں اس کی کوئی حد معین نہ تھی، بلکہ احکام نازل ہوتے رہتے اور جو حکم نازل ہوتا اس پر ایمان لازم ہوتا، نہ کہ خود نفسِ ایمان بڑھ گھٹ جاتا ہو، البتہ ایمان قابل شدت و ضعف ہے کہ یہ کیف کے عوارض سے ہیں۔^(۳).....

في "شرح المقاصد"، الفصل الثالث: في الأسماء والأحكام، المبحث الثامن حكم المؤمن والكافر والفاسق، ج ۳، ص ۴۶۴-۴۶۵: (والمشهور من أهل السنة في ديار "خراسان" و"العراق" و"الشام" وأكثر الأقطار هم الأشاعرة أصحاب أبي الحسن، علي بن إسماعيل بن إسحاق بن سالم بن إسماعيل بن عبد الله بن بلال بن أبي بردة بن أبي موسى الأشعري صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم أول من خالف أبا علي الجبائي، ورجع عن مذهبه إلى السنة، أي: طريقة النبي صلى الله عليه وسلم والجماعة أي: طريقة الصحابة. وفي ديار "ما وراء النهر" الماتريدية أصحاب أبي منصور الماتريدي تلميذ أبي نصر العياض، تلميذ أبي بكر الجوزجاني صاحب أبي سليمان الجوزجاني، تلميذ محمد بن الحسن الشيباني رحمه الله و"ماتريد" من قرى "سمرقند"، وقد دخل الآن فيها بين الطائفتين اختلاف في بعض الأصول، كمسألة التكوين، ومسألة الاستثناء في الإيمان، ومسألة إيمان المقلد وغير ذلك. والمحققون من الفريقين لا ينسبون أحدهما إلى البدعة والضلالة خلافاً للمبطلين المتعصبين)، انظر "مجموعة حواشي البهية"، حاشية المحقق مولانا عصام الدين على شرح العقائد النسفية، ج ۲، ص ۳۱. وانظر "حاشية العلامة مولانا ولي الدين على حاشية المحقق مولانا عصام الدين، ج ۲، ص ۳۱، و"النبراس"، بيان اختلاف الأشعرية والماتريدية، ص ۲۲، و"رد المحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضل مع وجود الأفضل، ج ۱، ص ۱۱۹.

..... ① یعنی گمراہ اور فاسق نہیں کہہ سکتا۔

..... ② تصدیق، اعتماد و یقین کی ایک کیفیت کا نام ہے۔

..... ③ في "شرح العقائد النسفية"، ص ۱۲۵-۱۲۷: (إن حقيقة الإيمان لا تزيد ولا تنقص لما مر من أنها التصديق القلبي الذي بلغ حد الجزم والإذعان وهذا لا يتصور فيه زيادة ولا نقصان حتى إن من حصل له حقيقة التصديق فسواء أتى بالطاعات أو ارتكب المعاصي فتصديقه باق على حاله لا تغير فيه أصلاً والآيات الدالة على زيادة الإيمان محمولة على ما ذكره أبو حنيفة أنهم كانوا آمنوا في الحملة ثم يأتي فرض بعد فرض وكانوا يؤمنون بكل فرض خاص وحاصله أنه كان يزيد بزيادة ما يجب به

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا ایمان اس اُمت کے تمام افراد کے مجموعہ ایمانوں پر غالب ہے۔^(۱)
عقیدہ (۳): ایمان و کفر میں واسطہ نہیں^(۲)، یعنی آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر، تیسری صورت کوئی نہیں کہ نہ مسلمان ہو نہ کافر۔

الإيمان وقال بعض المحققين: لا نسلم أنَّ حقيقة التصديق لا تقبل الزيادة والنقصان بل تتفاوت قوة وضعفاً. وانظر للتفصيل "النبراس"، والإيمان لا يزيد ولا ينقص، ص ۲۵۷.

وانظر رسالة إمام أهل السنة رحمه الله تعالى "الزلال الأنقى من بحر سبقة الأتقى"، ج ۲۸، ص ۵۹۸-۵۹۹.

- ① ((عن هزيل بن شرحبيل، قال: قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: لو وزن إيمان أبي بكر بإيمان أهل الأرض لرجح بهم)). ("شعب الإيمان"، باب القول في زيادة الإيمان ونقصانه... إلخ، الحديث: ۳۶، ج ۱، ص ۶۹).
- ② قال الإمام الرازي تحت هذه الآية: ﴿إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا﴾... إلخ في "التفسير الكبير"، ج ۶، ص ۲۰۶: (احتج أصحابنا بهذه الآية على أنه لا واسطة بين أن يكون المكلف مؤمناً وبين أن يكون كافراً، لأنه تعالى اقتصر في هذه الآية على ذكر هذين القسمين).

في "تفسير البضاوى"، پ ۵، النساء: ۱۴۶، ج ۲، ص ۲۷۳-۲۷۴: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ﴾ بأن يؤمنوا بالله ويكفروا برسله ﴿وَيَقُولُونَ نُوْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ﴾ نؤمن ببعض الأنبياء ونكفر ببعضهم، ﴿وَيُرِيدُونَ أَنْ يُتَّخَذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ طريقاً وسطاً بين الإيمان والكفر، لا واسطة؛ إذ الحق لا يختلف فإن الإيمان بالله سبحانه وتعالى لا يتم إلا بالإيمان برسله وتصديقهم فيما بلغوا عنه تفصيلاً أو إجمالاً، فالكافر ببعض ذلك كالكافر بالكل في الضلال كما قال الله تعالى: ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾.

وفي "تفسير النسفي"، ص ۲۶۲، تحت الآية: ﴿وَيُرِيدُونَ أَنْ يُتَّخَذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ (أي: ديناً وسطاً بين الإيمان والكفر ولا واسطة بينهما).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجددین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "فتاویٰ رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں:
 (اقول وباللہ التوفیق: توضیح اس دلیل کی علی حسب مراہم (ان کے مقاصد کے مطابق۔ ت) یہ ہے کہ کافر نہیں مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے خالی نہیں، نہ ایک شخص کے ایک وقت میں دو دین ہو سکیں، فإن الکفر والإسلام علی طرفی النقیض بالنسبة إلى الإنسان لا یجتمعان أبداً ولا یرتفعان قال تعالیٰ: ﴿إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾ [پ ۳۰، الدر: ۳]، وقال تعالیٰ: ﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ﴾ [پ ۲۱، الأحزاب: ۴]۔ "الفتاویٰ الرضویة"، ج ۶، ص ۷۱۲.

۱..... ہاں یہ ممکن ہے کہ ہم بوجہ شبہ کے کسی کو نہ مسلمان کہیں نہ کافر جیسے یزید پلید و اسماعیل دہلوی ۱۲ امنہ

مسئلہ: نفاق کہ زبان سے دعویٰ اسلام کرنا اور دل میں اسلام سے انکار، یہ بھی خالص کفر ہے^(۱)، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔^(۲) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں کچھ لوگ اس صفت کے اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفر باطنی پر قرآن ناطق ہوا^(۳)، نیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور فرمادیا کہ یہ منافق ہے۔^(۴) اب اس زمانہ میں کسی خاص شخص کی نسبت قطع^(۵) کے ساتھ منافق نہیں کہا جاسکتا، کہ ہمارے سامنے جو دعویٰ اسلام کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے، جب تک اس سے وہ قول یا فعل جو مَنافی ایمان ہے نہ صادر ہو، البتہ نفاق کی ایک شاخ اس زمانہ میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بد مذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے تو دعویٰ اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین کا انکار بھی ہے۔

① فی "تفسیر الخازن"، ج ۱، ص ۲۶: (و کفر نفاق، وهو أن یقرّ بلسانہ ولا یعتقد صحۃ ذلك بقلبہ).

وفي "تفسیر النسفی"، البقرة، تحت الآية: ۸، ص ۲۴: (ثم ثلث بالمنافقين الذين آمنوا بأفواههم ولم تؤمن قلوبهم وهم أحبث الكفرة؛ لأنهم خلطوا بالكفر استهزاء وخداعاً).

② ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾ (پ ۵، النساء: ۱۴۵).

③ ﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ﴾ (پ ۱۱، التوبة: ۱۰۱).

④ عن ابن عباس، في قوله: ﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ﴾ [التوبة: ۱۰۱]، قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة خطيباً، فقال: ((قم يا فلان فاخرج؛ فإنك منافق، اخرج يا فلان فإنك منافق))، فأخرجهم بأسمائهم ففضحهم، ولم يكن عمر بن الخطاب شهد تلك الجمعة كانت له، فلقيهم عمر وهم يخرجون من المسجد فاخْتَبَأَ منهم استحياء أنه لم يشهد الجمعة، وظنَّ أنَّ الناس قد انصرفوا، واختبئوا هم من عمر، وظنوا أنه قد علم بأمرهم، فدخل عمر المسجد فإذا الناس لم ينصرفوا. فقال له رجل: أبشر يا عمر فقد فضح الله المنافقين اليوم، فهذا العذاب الأول، والعذاب الثاني عذاب القبر)).

(”المعجم الأوسط“، من اسمه أحمد، الحديث: ۷۹۲، ج ۱، ص ۲۳۱).

⑤ یعنی یقین۔

عقیدہ (۵): شرک کے معنی غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت جاننا، یعنی اُلُوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا (۱) اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے، اس کے سوا کوئی بات اگرچہ کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقتہً شرک نہیں، ولہذا شرع مطہر نے اہل کتاب کفار کے احکام مشرکین کے احکام سے جدا فرمائے، کتابی کا ذبیحہ حلال، مشرک کا مُردار، کتابیہ سے نکاح ہو سکتا ہے، مشرک سے نہیں ہو سکتا۔ (۲)

①..... فی ”شرح العقائد النسفية“، مبحث الأفعال كلها بخلق الله تعالى، ص ۷۸: (الإشترک هو إثبات الشريك في الألوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس أو بمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الأصنام).

وانظر ”الفتاوى الرضوية“، ج ۲۱، ص ۱۳۱.

②..... ﴿الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ (پ ۶، المائدة: ۵).

وفي ”تفسير الخازن“، المائدة: ۵، ج ۱، ص ۴۶۷-۴۶۸: ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ﴾ يعني: وذباح اهل الكتاب حل لكم وهم اليهود والنصارى ومن دخل في دينهم من سائر الأمم قبل مبعث النبي صلى الله عليه وسلم، فأما من دخل في دينهم بعد مبعث النبي صلى الله عليه وسلم وهو متنصر والعرب من بني تغلب فلا تحل ذبيحته روي عن علي بن أبي طالب قال: لا تأكل من ذبائح نصارى العرب بني تغلب فإنهم لم يتمسكوا بشيء من النصرانية إلا بشرب الخمر، وبه قال ابن مسعود، وأجمعوا على تحريم ذبائح المجوس وسائر أهل الشرك من مشركي العرب وعبدة الأصنام ومن لا كتاب له. وقوله تعالى: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ يعني: وأحل لكم المحصنات من أهل الكتاب اليهود والنصارى قال ابن عباس: يعني: الحرائر من أهل الكتاب).

انظر التفصيل لهذه المسألة في رسالة الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن المسماة بـ ”إعلام الأعلام بأن هندوستان دار السلام“، ”الفتاوى الرضوية“، ج ۱۴، من ص ۱۱۶ إلى ۱۲۲.

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَةَ حَتَّىٰ يُؤْمِنَ﴾ (پ ۲، البقرة: ۲۲۱).

وفي ”تفسير الخازن“، البقرة: ۲۲۱، ج ۱، ص ۱۶۰: (ومعنى الآية ولا تنكحوا أيها المؤمنون المشركات حتى يؤمن أي: يصدقن بالله ورسوله وهو الإقرار بالشهادتين والتزام أحكام المسلمين).

انظر ”الدر المختار“ و”رد المحتار“، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، مطلب: مهم في وطء السراري اللاتي... إلخ،

ج ۴، ص ۱۳۲ تا ۱۳۴. وانظر ”الفتاوى الرضوية“، ج ۱۵، ص ۶۲۱، ۶۲۲.

امام شافعی کے نزدیک کتابی سے جزیہ (۱) لیا جائے گا، مشرک سے نہ لیا جائے گا (۲) اور کبھی شرک بول کر مطلق کفر مراد لیا جاتا ہے۔ یہ جو قرآن عظیم میں فرمایا: کہ ”شُرک نہ بخشا جائے گا۔“ (۳) وہ اسی معنی پر ہے، یعنی اصلاً کسی کفر کی مغفرت نہ ہوگی، باقی سب گناہ اللہ عزوجل کی مشیت پر ہیں، جسے چاہے بخش دے۔ (۴)

۱..... اسلامی حکومت میں اہل کتاب یعنی عیسائیوں اور یہودیوں سے سالانہ ٹیکس۔

۲..... فی ”تفسیر الخازن“، تحت الآیة: ﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ التوبة: ۲۹، ج ۲، ص ۲۳۰: (فذهب الشافعي إلى أن الجزية على الأديان لا على الأنساب فتؤخذ من أهل الكتاب عرباً كانوا أو عجماء ولا تؤخذ من عبدة الأوثان). و”الهداية“، كتاب السير، باب الجزية، الجزء الثاني، ج ۱، ص ۴۰۱.

و”فتح القدير“، كتاب السير، باب الجزية، ج ۵، ص ۲۹۱-۲۹۲.

و”البنية في شرح الهداية“، كتاب السير، باب الجزية، ج ۹، ص ۳۴۶-۳۴۷.

۳..... ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾، (پ ۵، النساء: ۴۸).

۴..... ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾، (پ ۵، النساء: ۴۸).

فی ”تفسیر روح البیان“، ج ۲، ص ۲۱۸: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾ أي: لا يغفر الكفر ممن اتصف به بلا توبة وإيمان؛ لأن الحكمة التشريعية مقتضية لسد باب الكفر وجواز مغفرته بلا إيمان مما يؤدي إلى فتحه ولأن ظلمات الكفر والمعاصي إنما يسترها نور الإيمان فمن لم يكن له إيمان لم يغفر له شيء من الكفر والمعاصي ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ﴾ أي: ويغفر ما دون الشرك في القبح من المعاصي صغيرة كانت أو كبيرة تفضلاً من لدنه وإحساناً من غير توبة عنها لكن لا لكل أحد بل ﴿لِمَنْ يَشَاءُ﴾ أن يغفر له ممن اتصف به فقط أي: لا بما فوقه).

وفي ”روح المعاني“، الجزء الخامس، ص ۶۸: (والشرك يكون بمعنى اعتقاد أن لله تعالى شأناً شريكاً إما في الألوهية أو في الربوبية، وبمعنى الكفر - مطلقاً وهو المراد هنا -).

فی ”شرح العقائد النسفية“، ص ۱۰۷-۱۰۸: (الكبيرة وقد اختلف الروايات فيها فروى ابن عمر أنها تسعة: الشرك بالله... إلخ).

وفي ”مجموعة الحواشي البهية“، ”حاشية عصام الدين“ تحت هذه العبارة، ج ۲، ص ۲۱۸: (المراد مطلق الكفر وإلا لورد أنواع الكفر غيره).

فی ”عمدة القارئ شرح صحيح البخاري“، ج ۱، ص ۳۰۵: (المراد بالشرك في هذه الآية الكفر؛ لأن من جحد نبوة محمد صلى الله عليه وسلم مثلاً كان كافراً ولو لم يجعل مع الله إلهاً آخر والمغفرة منتفية عنه بلا خلاف وقد يرد الشرك ويراد به ما هو أخص من الكفر كما في قوله تعالى: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ﴾).

وانظر ”الحديقة الندية“، ج ۱، ص ۲۷۶-۲۷۷.

عقیدہ (۶): مرتکب کبیرہ مسلمان ہے (۱) اور جنت میں جائے گا، خواہ اللہ عزوجل اپنے محض فضل سے اس کی مغفرت فرما دے، یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد، یا اپنے کیے کی کچھ سزا پا کر، اُس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا۔ (۲)

مسئلہ: جو کسی کافر کے لیے اُس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے، یا کسی مردہ مُرتد کو مرحوم یا مغفور، یا کسی مردہ ہندو کو بیکٹھہ باشی (۳) کہے، وہ خود کافر ہے۔ (۴)

عقیدہ (۷): مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا، تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو، مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے، کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ (۵)

① فی "العقائد" لعمر النسفی، ص ۲۲۱: (والکبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان ولا تدخله في الکفر، واللہ تعالی لا یغفر أن یشرك به ویغفر ما دون ذلك لمن یشاء من الصغائر والکبائر).

فی "شرح العقائد النسفیة"، ص ۱۱۲: (إن مرتکب الکبيرة لیس بکافر والإجماع المنعقد علی ذلك علی ما مر).
 "فتاویٰ رضویہ"، ج ۲۱، ص ۱۳۱ پر ہے: "اہلسنت کا اجماع ہے کہ مومن کسی کبیرہ کے سبب اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔"

("الفتاویٰ الرضویة"، ج ۵، ص ۱۰۱).

② فی "العقائد" لعمر النسفی، ص ۲۲۱: (وأهل الکبائر من المؤمنین لا یخلدون فی النار).

فی "شرح العقائد النسفیة"، ص ۱۱۷: (وأهل الکبائر من المؤمنین لا یخلدون فی النار وإن ماتوا من غیر توبة لقوله تعالی: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾... إلخ. فی "عمدة القاری"، ج ۱، ص ۳۰۵: (مذهب أهل الحق علی أن من مات موحداً لا یخلد فی النار وإن ارتکب من الکبائر غیر الشریک ما ارتکب وقد جاءت به الأحادیث الصحیحة منها قوله علیہ السلام: ((وإن زنی وإن سرق)). وانظر "الحدیقة الندیة"، ج ۱، ص ۲۷۶.

③ جلتی۔

④ "فتاویٰ رضویہ" میں ہے: (کافر کے لیے دعائے مغفرت و فاتحہ خوانی کفر خالص و تکذیب قرآن عظیم ہے کافی "العالمگیریہ" وغیرہا)۔

("الفتاویٰ الرضویة"، ج ۲۱، ص ۲۲۸).

⑤ جو کسی منکرِ ضروریاتِ دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے، امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہ "شفا شریف" میں فرماتے ہیں: الإجماع علی کفر من لم یکفر أحداً من النصارى والیهود و کلّ من فارق دین المسلمین أو وقف فی تکفیرهم أو شک، قال القاضي أبو بکر: لأن التوقیف والإجماع اتفاقاً علی کفرهم فمن وقف فی ذلك فقد کذب النص والتوقیف أو شک فیہ، والتکذیب والشک فیہ لا یقع إلا من کافر. یعنی اجماع ہے اس کے کفر پر جو یہود و نصاریٰ یا مسلمانوں کے دین سے جدا ہو نیوالے کو کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک لائے، امام قاضی ابوبکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ نصوص شرعیہ و اجماع امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص و شریعت کی تکذیب کرتا ہے یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے۔

خاتمہ پر بنا روزِ قیامت اور ظاہر پر مدار حکمِ شرع ہے، اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر مثلاً یہودی یا نصرانی یا بُت پرست مر گیا تو یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کفر پر مرا، مگر ہم کو اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا حکم یہی ہے کہ اُسے کافر ہی جانیں، اس کی زندگی میں اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لیے ہیں، مثلاً میل جول، شادی بیاہ، نماز جنازہ، کفن و دفن، جب اس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ ہم اسے کافر ہی جانیں اور خاتمہ کا حال علمِ الہی پر چھوڑیں، جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہو اور اُس سے کوئی قول و فعل خلافِ ایمان نہ ہو، فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں، اگرچہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔

اس زمانہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ”میاں!...! جتنی دیر اسے کافر کہو گے، اتنی دیر اللہ اللہ کرو کہ یہ ثواب کی بات ہے۔“ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کرلو...؟! مقصود یہ ہے کہ اُسے کافر جانو اور پوچھا جائے تو قطعاً کافر کہو،

= اسی میں ہے: کفر من لم یکفر من دان بغیر ملة الإسلام أو وقف فیہم أو شک أو صحح مذہبہم وإن أظہر الإسلام واعتقد إبطال کل مذہب سواہ فہو کافر بإظہار ما أظہر من خلاف ذلك، اھ ملخصاً۔

یعنی کافر ہے جو کافر نہ کہے ان لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان کے کفر میں شک لائے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مذہب اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا سب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو کہ اس نے بعض منکر ضروریات دین کو جب کہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کر چکا اھ ملخصاً۔ ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۱۵، ص ۴۴۳-۴۴۴۔

وانظر ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۱۱، ص ۳۷۸۔

”فتاویٰ رضویہ“ میں ہے: (اللہ عزوجل نے کافر کو کافر کہنے کا حکم دیا: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ [پ ۳۰، الکافرون: ۱] (اے نبی فرمادیجئے اے کافرو!) ہاں کافر ذمی کہ سلطنتِ اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہتا ہے اسے کافر کہہ کر پکارنا منع ہے اگر اسے ناگوار ہو۔

”درمختار“ میں ہے: (شتم مسلم ذمیاً عزراً، وفي ”القنیۃ“: قال لیہودی أو محوسی: یا کافر یاثم إن شق علیہ). کسی مسلمان نے کسی ذمی کافر کو گالی دی تو اس پر تعزیر جاری کی جائے گی، ”قنیۃ“ میں ہے کسی یہودی یا آتش پرست کو ”اے کافر“ کہا تو کہنے والا گنہگار ہوگا اگر اسے ناگوار گزرا، (ت)۔ (”الدر المختار“، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۱۲۳، ملقطاً)۔

یوں ہی غیر سلطنتِ اسلام میں جبکہ کافر کو ”اے کافر“ کہہ کر پکارنے میں مقدمہ چلتا ہو۔

فإنہ لا یحل لمسلم أن یذل نفسه إلا بضرورة شرعیۃ۔

تو کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے مگر جبکہ کوئی شرعی مجبوری ہو۔ (ت)۔

مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کافر کو کافر نہ جانے یہ خود کفر ہے۔

نہ یہ کہ اپنی صلح کل سے (۱) اس کے کفر پر پردہ ڈالو۔

تنبیہ ضروری: حدیث میں ہے:

((سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي ثَلَاثًا وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً.))

”یہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی، ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب جہنمی۔“

صحابہ نے عرض کی:

”مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟“

= مَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكَفَرَهُ فَقَدْ كَفَرَ. جس نے ان کے عذاب اور کفر میں شک کیا تو وہ بلاشبہ کافر ہو گیا۔ (ت)

(”الدر المختار“، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۵۶-۳۵۷)۔

اسی طرح جب کسی کافر کی نسبت پوچھا جائے کہ وہ کیسا ہے اس وقت اس کا حکم واقعی بتانا واجب ہے، حدیث میں ہے:

((أَتْرَعُونَ مِنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ مَتَى يَعْرِفُهُ النَّاسُ إِذْ كَرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِيهِ يَحْذَرُهُ النَّاسُ.))

کیا تم بدکار کا ذکر کرنے سے گھبراتے اور خوف رکھتے ہو تو پھر لوگ اسے کب پہنچائیں گے لہذا بدکار کا ان برائیوں سے ذکر کرو جو اس میں

موجود ہیں تاکہ لوگ اس سے بچیں اور ہوشیار رہیں۔ (ت) ”نوادر الأصول“ للترمذی، الأصل السادس والستون والمائة، ص ۲۱۳۔

یہ کافر کہنا بطور دشنام نہیں ہوتا بلکہ حکم شرعی کا بیان، شرع مطہر میں کافر ہر غیر مسلم کا نام ہے۔

قال الله تعالى: ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ﴾. [پ ۲۸، التغابن: ۲]۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر کچھ تمہارے اندر کافر ہیں اور کچھ تمہارے اندر مومن ہیں (ت)۔

سوال حکم کے وقت حکم کو چھپانا اگر یوں ہے کہ اسے یقیناً کافر جانتا ہے اور اسے کافر کہنا معیوب نہیں جانتا مگر اپنی مصلحت کے سبب بچتا ہے تو

صرف گنہگار ہے جبکہ وہ مصلحت صحیحہ تا حد ضرورت شرعیہ نہ ہو، اور اگر واقعی کافر کو کافر کہنا معیوب و خلاف تہذیب جانتا ہے تو قرآن عظیم کو عیب

لگاتا ہے اور قرآن عظیم کو عیب لگانا کفر ہے اور اسے کافر جانتا ہی نہیں تو خود اس کے کافر ہونے میں کیا کلام ہے کہ اس نے کفر کو کفر نہ جانا تو ضرور کفر کو

اسلام جانا لعدم الواسطۃ کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان کوئی واسطہ نہیں) تو اسلام کو کفر جانا۔

لأن ما كان كفراً ففضده الإسلام فإذا جعله إسلاماً فقد جعل ضده كفراً؛ لأن الإسلام لا يضاده إلا الكفر والعياذ بالله تعالى.

اس لئے کہ جو کچھ کفر ہو تو اس کی ضد اسلام ہے۔ پھر جب کفر کو اسلام ٹھرایا تو پھر اس کی ضد کفر ہوگی (یعنی اسلام کفر اور کفر اسلام ہو جائے گا)

کیونکہ اسلام کے مخالف صرف کفر ہے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ (ت)۔ (”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۲۱، ص ۲۸۵-۲۸۶)۔

①..... کل مذاہب کا ایک مال سمجھ کر مختلف مذاہب کے لوگوں سے خصومت نہ کرنا اور دوست و دشمن سے یکساں برتاؤ رکھنا۔

(”فرہنگ آصفیہ“، ج ۲، ص ۲۲۳)۔

”وہ ناجی (۱) فرقہ کون ہے یا رسول اللہ؟“

فرمایا:

((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي)) (۲)

”وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں“، یعنی سنت کے پیرو۔

دوسری روایت میں ہے، فرمایا:

((هُمْ الْجَمَاعَةُ)) (۳)

”وہ جماعت ہے۔“

یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے جسے سوادِ اعظم فرمایا اور فرمایا: جو اس سے الگ ہوا، جہنم میں الگ ہوا۔ (۴) اسی وجہ سے اس ”ناجی فرقہ“ کا نام ”اہل سنت و جماعت“ ہوا۔ (۵) اُن گمراہ فرقوں میں بہت سے پیدا ہو کر ختم ہو گئے، بعض ہندوستان میں نہیں،

۱..... جہنم سے نجات پانے والا۔

۲..... ”سنن الترمذی“، کتاب الإیمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة، الحديث: ۲۶۵۰، ج ۴، ص ۲۹۲۔

و ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الفتن، باب افتراق الأمم، الحديث: ۳۹۹۳، ج ۴، ص ۳۵۳۔

۳..... ”السنة“ لابن أبي عاصم، باب فيما أخبر به النبي عليه السلام أن أمته ستفترق على... إلخ، الحديث: ۶۳، ص ۲۲۔

۴..... عن ابن عمر: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي)) أو قال: ((أمة محمد صلى الله عليه وسلم على ضلالة، ويد الله على الجماعة، ومن شذ شذ إلى النار))۔

”سنن الترمذی“، کتاب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة، الحديث: ۲۱۷۳، ج ۴، ص ۶۸۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((اتبعوا السواد الأعظم، فإنه من شذ شذ في النار))۔

”مشكاة المصابيح“، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، الحديث: ۱۷۴، ج ۱، ص ۵۵۔

وفي ”المروقة“، ج ۱، ص ۴۲۱، تحت الحديث: ۱۷۳: ((”ومن شذ“: أي: انفرد عن الجماعة باعتقاد أو قول أو فعل لم يكونوا عليه شذ في النار، أي: انفرد فيها، ومعناه انفرد عن أصحابه الذين هم أهل الجنة وألقي في النار))۔

۵..... في ”المشكاة“، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، الحديث: ۱۷۱، ج ۱، ص ۵۴:

((وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة)) قالوا: من هي؟ يا رسول الله، قال: ((ما أنا عليه

=

و أصحابي))۔

ان فرقوں کے ذکر کی ہمیں کیا حاجت؟!، کہ نہ وہ ہیں، نہ اُن کا فتنہ، پھر ان کے تذکرہ سے کیا مطلب جو اس ہندوستان میں ہیں؟! مختصر اُن کے عقائد کا ذکر کیا جاتا ہے، کہ ہمارے عوام بھائی ان کے فریب میں نہ آئیں، کہ حدیث میں ارشاد فرمایا:

((يَا كُفُّمُ وَيَا هُمُ لَا يُضِلُّوْكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْكُمْ))^(۱)

”اپنے کو اُن سے دُور رکھو اور اُنھیں اپنے سے دُور کرو، کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔“

= وفي ”المِرْقَاة“ ج ۱، ص ۴۱۹، تحت هذا الحديث: (هنا المراد هم المهتدون المتمسكون بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي، فلا شك ولا ريب أنهم هم أهل السنة والجماعة)، ملتقطاً.

”التوضيح“، ج ۲، ص ۵۲۸: (والمراد بالأمة المطلقة أهل السنة والجماعة وهم الذين طريقتهم طريقة الرسول والصحابة دون أهل البدع... إلخ).

في ”حاشية الطحطاوي“، ج ۳، ص ۱۵۳: (وقال تعالى: ﴿وَاَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ قال بعض المفسرين المراد من ﴿حَبْلِ اللَّهِ﴾: الجماعة؛ لأنه عقبه بقوله: ﴿وَلَا تَفَرَّقُوا﴾، والمراد من الجماعة عند أهل العلم أهل الفقه والعلم ومن فارقهم قدر شبر وقع في الضلالة وخرج عن نصرة الله تعالى ودخل في النار؛ لأن أهل الفقه والعلم هم المهتدون المتمسكون بسنة محمد عليه الصلاة والسلام وسنة الخلفاء الراشدين بعده ومن شذ عن جمهور أهل الفقه والعلم والسواد الأعظم فقد شذ فيما يدخله في النار فعليكم معشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة بـ ”أهل السنة والجماعة“؛ فإن نصرة الله وحفظه وتوفيقه في موافقتهم، وخذلانه وسخطه ومقتته في مخالفتهم، وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في مذاهب أربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليةون رحمهم الله ومن كان خارجاً عن هذه الأربعة في هذا الزمان فهو من أهل البدعة والنار).

(”حاشية الطحطاوي على الدر“، كتاب الذبائح، ج ۴، ص ۱۵۲-۱۵۳).

①..... ”صحيح مسلم“، مقدمة الكتاب للإمام مسلم، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء... إلخ، الحديث: ۷، ص ۹.

(۱) قادیانی: کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں، اس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بیباکی کے ساتھ گستاخیاں کیں، خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ صدیقہ مریم کی شانِ جلیل میں تو وہ بیہودہ کلمات استعمال کیے، جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل ہل جاتے ہیں، مگر ضرورتِ زمانہ مجبور کر رہی ہے کہ لوگوں کے سامنے اُن میں کے چند بطور نمونہ ذکر کیے جائیں، خود مدعی نبوت بننا کافر ہونے اور ابد الآباد جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا، کہ قرآن مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے، مگر اُس نے اتنی ہی بات پر اکتفا نہ کیا بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تکذیب و توہین کا وبال بھی اپنے سر لیا اور یہ صد ہا کفر کا مجموعہ ہے، کہ ہر نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے، اگرچہ باقی انبیاء و دیگر ضروریات کا قائل بنتا ہو، بلکہ کسی ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے (۱)، چنانچہ آیہ:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۖ﴾ (۲)

وغیرہ اس کی شاہد ہیں اور اُس نے تو صد ہا کی تکذیب کی اور اپنے کو نبی سے بہتر بتایا۔ ایسے شخص اور اس کے متبعین کے کافر ہونے میں مسلمانوں کو ہرگز شک نہیں ہو سکتا، بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر۔ (۳)

① فی "تفسیر النسفی"، پ ۱۹، الشعراء، ص ۸۲۵، تحت الآیۃ: ﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ﴾ کانوا ینکرون بعث الرسل أصلاً، فلذا جمع أولاً من کذب واحداً منهم فقد کذب الكل؛ لأن کل رسول يدعو الناس إلى الإیمان بجميع الرسل). وفي "تفسیر البیضاوی"، ج ۲، ص ۲۷۳-۲۷۴، تحت الآیۃ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ﴾ بأن يؤمنوا بالله ويكفروا برسله ﴿وَيَقُولُونَ نُوْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ﴾ نوْمِنُ ببعض الأنبياء ونكفر ببعضهم ﴿وَيُرِيدُونَ أَنْ يُتَّخَذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ طريقاً وسطاً بين الإیمان والكفر لا واسطه، إذ الحق لا يختلف فإن الإیمان بالله سبحانه وتعالى لا يتم إلا بالإیمان برسله وتصديقهم فيما بلغوا عنه تفصيلاً أو إجمالاً، فالکافر ببعض ذلك كالکافر بالکل فی الضلال كما قال الله تعالى: ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾. و"الفتاوی الرضویة"، ج ۱، ص ۶۲۶.

② پ ۱۹، الشعراء: ۱۰۵.

③ فی "الدر المختار"، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۵۶-۳۵۷: (ومن شك في عذابه وكفره كفر). وانظر للتفصيل رسائل إمام أهل السنة رحمه الله تعالى: "السوء والعقاب على المسيح الكذاب"، ج ۱، ص ۵۷۱. و"قهر الديان على مرتد بقاديان"، ج ۱، ص ۵۹۵، و"الجزاز الدياني على المرتد القادياني"، ج ۱.

اب اُس کے اقوال سنئے (۱):

”إزالة أوهام“ صفحہ ۵۳۳: (خدا تعالیٰ نے ”براہین احمدیہ“ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی)۔ (۲)

”انجام آہٹم“ صفحہ ۵۲ میں ہے: (اے احمد! تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو)۔ (۳)

صفحہ ۵۵ میں ہے: (تجھے خوشخبری ہوائے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے)۔ (۴)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جو آیتیں تھیں انہیں اپنے اوپر جمالیا۔

”انجام“ صفحہ ۷۸ میں کہتا ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (۵)

”تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے روانہ کیا۔“ (۶)

..... ۱ **نوٹ:** قادیانی شیطان کی تقریباً اسی سے زائد کتابیں ہیں، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: ”انجام آہٹم“، ”ضمیمہ انجام آہٹم“، ”دکشتی نوح“، ”إزالة أوهام“، ”دافع البلاء ومعيار اهل الاصفاء“، ”الرعین“ اور ”براہین احمدیہ“ وغیرہا، ”روحانی خزائن“ نامی کتاب میں ان کتابوں کو تیس حصوں میں جمع کیا گیا ہے۔ نیز اس شیطان کے کئی اشتہارات ہیں جو تین حصوں میں جمع کئے گئے ہیں، اور مغلفات بھی ہیں، جنہیں دس حصوں میں ”ملفوظات“ کے نام سے جمع کیا گیا ہے۔

..... ۲ ”إزالة أوهام“ صفحہ ۵۳۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۳، ص ۳۸۶۔

ایک شانِ نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگی ہوئی ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ اور یہ بھی

..... ۳ ”انجام آہٹم“ صفحہ ۵۲، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۱، ص ۵۲:

يَرْفَعُ اللَّهُ ذِكْرَكَ - وَيَتِمُّ نِعْمَتُهُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - يَا أَحْمَدِيَّة

ساٹنے ہے خدا تیرے ذکر کو بلند کرے اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا اے احمد تیرا نام پورا

اسمک ولا یتم اشعنی / انی رافعلک الی - اَلْقِيْتُ عَلَيْكَ حَبَّةَ وَرَقٍ

ہو جائیگا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو جس تجھے اپنی طرف اٹھائی ہو۔ میں نے اپنی جنت کو تجھ پر ڈال دیا۔

..... ۴ ”انجام آہٹم“ صفحہ ۵۵، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۱، ص ۵۵:

إِلَيْكَ - إِلَّا إِنَّهُمُ اللَّهُ قَرِيبٌ - كَيْفَ تَكُنْ دُرٌّ لَا يُضَاعُ بِشَرِّهِ لَكَ

تو تیرا نام ہے۔ خدا خدا کے نزدیک ہے۔ تیرے جیسا مرقہ مشابہ نہیں کر سکتا۔ تجھے

يَا أَحْمَدِي - أَنْتَ مُرَادِي وَمَعِي - إِنْ نَاصَرَكَ - إِنْ حَافَظَكَ

تو میری جیسا میرا احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں تیرا مددگار ہوں۔ میں تیرا حافظ ہوں

..... ۵ پ ۱۷، الانبیاء: ۱۰۷۔

..... ۶ ”انجام آہٹم“ صفحہ ۷۸، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۱، ص ۷۸۔

نیز یہ آیہ کریمہ ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ط﴾⁽¹⁾ سے اپنی ذات مراد لیتا ہے۔⁽²⁾
 ”دافع البلاء“ صفحہ ۶ میں ہے: مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ أَوْلَادِي أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ).

(یعنی اے غلام احمد! تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں)۔⁽³⁾

”إزالة أوهام“ صفحہ ۶۸۸ میں ہے:

(حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الہام و وحی غلط نکلی تھیں)۔⁽⁴⁾

صفحہ ۸ میں ہے:

(حضرت موسیٰ کی پیش گوئیاں بھی اُس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں، جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں

① پ ۲۸، الصف: ۶.

② ”روحانی خزائن“، ج ۱۱، ص ۷۸. و ”توضیح المرام“، ص ۱۶۳، مطبوعہ ریاض الہند امرتسر.

③ ”دافع البلاء“ صفحہ ۶، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۸، ص ۲۲۷.

.. أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ أَوْلَادِي - أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ ..
 - تُوَجِّهْ سَے ایسا ہی جیسا کہ اولاد - تُوَجِّهْ میں سے ہر اور میں تجھ میں سے ہوں -

④ ”إزالة أوهام“ صفحہ ۶۸۸، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۳، ص ۴۷۱.

جو عملی طور پر سکھلائے نہیں جاتے اور نہ ان کی جزئیات مخفیہ سمجھائی جاتی ہیں۔ انبیاء سے بھی اجتماع کے وقت امکانِ سموع و خطا ہے۔ مثلاً اس خواب کی بناء پر جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے، بعض مومنین کے لئے موجب ابتلاء کا ہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا قصد کیا اور کئی دن تک منزل در منزل طے کر کے اس بلوہ مبارکہ تک پہنچے مگر گناہ نے طوافِ خانہ کعبہ سے روک دیا اور اُس وقت اس رؤیا کی تعبیر ظہور میں نہ آئی۔ لیکن کچھ تک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امید پر سفر کیا تھا کہ ابکہ سفر میں ہی طوافِ میسر آجائے گا اور بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب وحی میں داخل ہے لیکن اس وحی کے اصل معنی سمجھنے میں غلطی ہوئی اس پر متنبہ نہیں کیا گیا تھا تبھی تو خدا جلنے کئی روز تک مصائب سفر ٹھاکر مکہ معظمہ میں پہنچے۔

اُمید باندھی تھی، غایت مافی الباب (۱) یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔ (۲)

”إزالة أوهام“ صفحہ ۷۵۰ میں ہے:

(سورہ بقرہ میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش پر مارنے سے وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا اور اپنے قاتل کا پتا دے

دیا تھا، یہ محض موسیٰ علیہ السلام کی دھمکی تھی اور علمِ مسمریزم (۳) تھا۔ (۴)

اُسی کے صفحہ ۷۵۳ میں لکھتا ہے:

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندے کے معجزے کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے، وہ بھی اُن کا مسمریزم کا عمل تھا۔) (۵)

① اس بارے میں نتیجہ اور انتہاء۔

② ”إزالة أوهام“ صفحہ ۸، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۳، ص ۱۰۶:

کشفیہ میں اجتہادی غلطی انتہاء سے بھی ہو جاتی ہے حضرت موسیٰ کی بعض پیشگوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں اُمید باندھ لی تھی۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں اُوروں سے زیادہ غلط نکلیں مگر یہ غلطی نفسِ عالم

③ مسمریزم: ڈاکٹر مسمر باشندہ آسٹریا کا ایجاد کیا ہوا ایک علم جس میں تصور یا خیال کا اثر دوسرے کے دل پر ڈال کر پوشیدہ اور آئندہ کے

حالات پوچھے جاتے ہیں۔ ”فیروز اللغات“، ص ۱۲۴۷۔

④ ”إزالة أوهام“ صفحہ ۷۵۰، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۳، ص ۵۰۴:

اب اس قصے سے قسری طور پر تلاش کا زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف ایک دھمکی تھی کہ بلا جبر بیدل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے۔ لیکن اسی تاویل سے عالم الغیب کا معجز ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تاویلیں دی لوگ کرتے ہیں کہ جن کو عالم ملکوت کے اسرار سے حصہ نہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق علمِ عمل التربِ اچنی مسمریزم کا ایک شعبہ تھا جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ جیوتانا

⑤ ”إزالة أوهام“ صفحہ ۷۵۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۳، ص ۵۰۶:

کہ جو قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ اُن کو اجزا متفرق یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑوں پر چھوڑا گیا تھا اور پھر وہ بلا نے سے آگئے تھے یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عمل الترب کے تجارب بتلا رہے ہیں کہ انسان میں صحیح کائنات الارض کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے ایک قوت مقناطیسی ہے اور ممکن ہے کہ انسان کی قوت مقناطیسی اس حد تک ترقی کرے کہ کسی پرند یا چند کو صرف توجہ سے اپنی طرف کھینچ لے۔ فتدبروا لا تغفل۔

صفحہ ۶۲۹ میں ہے:

(ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اُس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے، اور بادشاہ کو شکست ہوئی، بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا)۔ (۱)

اُسی کے صفحہ ۲۸، ۲۶ میں لکھتا ہے:

(قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے)۔ (۲)

اور اپنی ”براہین احمدیہ“ کی نسبت ”ازالہ“ صفحہ ۵۳۳ میں لکھتا ہے:

(براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے)۔ (۳)

..... ”ازالہ اوہام“، ۶۲۹، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۳، ص ۴۳۹: ①

خط دوم قرنہیاں باب آیت ۱۲۔ اور مجموعہ تورات میں سے سلاطینِ اہل باب بائیس آیت انیس میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی، بلکہ وہ اُسی میدان میں مر گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا توری

..... ”ازالہ اوہام“، ۲۶-۲۸، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۳، ص ۱۱۵-۱۱۶: ②

تہذیب کے برخلاف ہے لیکن خدا کے تعالے نے قرآن شریف میں بعض کا نام ابولعب اور بعض کا نام کلب اور خنجر رکھا اور ابولعب تو خود مشہور ہے ایسا ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت کج سخت الفاظ جو صورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے فلا تطع الکذبین وذوالنود، من فیدہنوں ولا تطع عل حلاف مہین ہذا ذمشاء منعم مناع للخر معتدا اثم عتل بعد ذالک زلیم قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غارت درجہ کا لغوی اور سخت درجہ کا نادان بھی اُس سے بے خطر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زماذ حال کے مذہب کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجتا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سناسنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اولئک علیہم لعنة اللہ واللعنة والناس اجمعین خالد بن فیہما الجزء سورۃ بقرہ۔ اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللعنون

..... ”ازالہ اوہام“، صفحہ ۵۳۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۳، ص ۳۸۶: ③

ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگی ہوئی ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے پراہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اتنی ہی رکھا اور نبی بھی رکھا اور نبی بھی

”اربعین“ نمبر ۲ صفحہ ۱۳ پر لکھا:

(کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ)۔ (۱) اِن اُولوالعزم مرسلین کا ہادی ہونا درکنار، پورے راہ یافتہ بھی نہ مانا۔

اب خاص حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں جو گستاخیاں کیں، اُن میں سے چند یہ ہیں۔

”معیار“ صفحہ ۱۳:

(اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے، جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے)۔ (۲)

صفحہ ۱۳ و ۱۴ میں ہے:

(خدا نے اِس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس

دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا، تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ

کیسا مسیح ہے، جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے)۔ (۳)

..... ۱ ”اربعین“ نمبر ۲ ص ۱۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۷، ص ۳۶۰:

ہے۔ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک پہلو سے آدمِ دقت، حقیقی اور کامل مہدی نہ موسیٰ تھا کیونکہ اس نے صحت ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے۔ اور نہ عیسیٰ تھا کیونکہ اُس نے توریت اور صحت انبیاء پڑھے تھے۔ حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی

..... ۲ ”معیار“ ص ۱۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۸، ص ۲۳۳:

شفاعت ہے۔ اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک مسیح جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اُسے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا انجی ہے

..... ۳ ”معیار“ ص ۱۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۸، ص ۲۳۳-۲۳۴:

اِس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اِس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اُس نے اِس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے اے عزیزو! یہ بات غصہ کرنے کی نہیں۔ اگر

”کشتی“ صفحہ ۱۳ میں ہے:

(مثیل موسیٰ، موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم، ابن مریم سے بڑھ کر)۔ (1)

نیز صفحہ ۱۶ میں ہے:

(خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی، مسیح موسیٰ سے افضل ہے)۔ (2)

”دافع البلاء“ صفحہ ۲۰:

(اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو! میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اُس سے بھی بہتر ہے، جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا

ہوں)۔ (3)

..... 1 ”کشتی نوح“ ص ۱۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۹، ص ۱۴:

وہ متاع پائے جسکو موسیٰ کا سلسلہ کھچکا تھا اب محمدی سلسلہ موسیٰ کے قائم مقام ہو کر شان میں
ہزار ہا درجہ بڑھ کر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر۔ اپد مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔ اور وہ مسیح و خود

..... 2 ”کشتی نوح“ ص ۱۶، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۹، ص ۱۷:

جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے
مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسیٰ سے افضل ہو۔ لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت

..... 3 ”دافع البلاء“ صفحہ ۲۰، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۸، ص ۲۳۰-۲۳۱:

کے رُوسے و احلا نہ کرے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اُس کا ثانی پیدا کروں گا جو اُس
سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔

زندگی بخش جاہم احمد ہے	کیا یہ پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا	سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا	میرا استال کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو	اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رُوسے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے
بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی

”دافع البلاء“ ص ۱۵:

(خدا تو، بہ پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے، لیکن ایسے شخص کو دوبارہ کسی طرح دنیا میں نہیں لاسکتا، جس کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے)۔ (1)

”انجام آتھم“ ص ۴۱ میں لکھتا ہے:

(مریم کا بیٹا گشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا)۔ (2)

”کشتی“ ص ۵۶ میں ہے:

(مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کلام جو میں کر سکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں، وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا)۔ (3)

”اعجاز احمدی“ ص ۱۳:

(یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ”ضرور عیسیٰ نبی ہے، کیونکہ قرآن نے اُس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اُن کی نبوت

1..... ”دافع البلاء“ صفحہ ۱۵، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۸، ص ۲۳۵:

گیا کس قدر ظلم ہو۔ خدا تو بہ پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے، لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔

2..... ”انجام آتھم“ صفحہ ۱۵، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۱، ص ۴۱:

ہم نے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ پرستی بت پرستی اور لام پرستی سے کم نہیں۔ اور مریم کا بیٹا گشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ مگر کیا کبھی آپ لوگوں نے توجہ کی۔ یوں

3..... ”کشتی نوح“ ص ۵۶، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۹، ص ۶۰:

ایلیا نبی۔ اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا۔ جبکہ میں ایسا ہوں تو اَب

پر قائم نہیں ہو سکتی، بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔^(۱)

اس کلام میں یہودیوں کے اعتراض، صحیح ہونا بتایا اور قرآن عظیم پر بھی ساتھ لگے یہ اعتراض جمادیا کہ قرآن ایسی بات کی تعلیم دے رہا ہے جس کے بطلان پر دلیلیں قائم ہیں۔

ص ۱۴ میں ہے:

(عیسائی تو اُن کی خدائی کو روتے ہیں، مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں)۔^(۲)

اُسی کتاب کے ص ۲۴ پر لکھا:

(کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے)۔^(۳)

مسلمانو! تمہیں معلوم ہے کہ شیطانی الہام کس کو ہوتا ہے؟ قرآن فرماتا ہے:

﴿تَنْزِيلٌ عَلَىٰ كُلِّ آفَاكٍ اٰثِمٍ ۝﴾^(۴)

”بڑے بہتان والے سخت گنہگار پر شیطان اُترتے ہیں۔“

..... ① ”اعجاز احمدی“ ص ۱۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۹، ص ۱۲۰:

مگر یہ لوگ صرف من گھڑت باتیں پیش کرتے ہیں۔ اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور انکی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی انکا جواب دینے میں سیران ہیں بغیر اسکے کہ یہ کہیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اسکو نبی قرار دیا ہے۔ اور کوئی دلیل انکی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ

..... ② ”اعجاز احمدی“ ص ۱۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

انکی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو انکی خدائی کو روٹے ہیں مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہمارے کس کے آگے یہ اتم لیجائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

..... ③ ”اعجاز احمدی“ ص ۲۴، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۹، ص ۱۳۳:

آپ نے رجوع کر لیا کیونکہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔ اور میں نے شیطانی وسوسہ میں انجیل کی تحریر سے کہا جو کیونکہ انجیل سے ثابت ہے کہ کبھی کبھی ایکو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے

..... ④ پ ۱۹، الشعراء: ۲۲۲.

اُسی صفحہ میں لکھا: (اُن کی اکثر پیش گوئیاں غلطی سے پُر ہیں)۔⁽¹⁾

صفحہ ۱۳ میں ہے:

(افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اُن کی پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں، جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کر سکتے)۔⁽²⁾

صفحہ ۱۴: (ہائے! کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں)۔⁽³⁾

اس سے ان کی نبوت کا انکار ہے، چنانچہ اپنی کتاب ”کشتی نوح“ ص ۵ میں لکھتا ہے:

(ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں)۔⁽⁴⁾

اور ”دافع الوسوس“ ص ۳ و ”ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۲ پر اس کو سب رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی اور ذلت کہتا ہے۔⁽⁵⁾

”دافع البلاء“ ٹائٹل پیج صفحہ ۳ پر لکھتا ہے:

..... 1 ”اعجاز احمدی“ ص ۲۴، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۹، ص ۱۳۳:

جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو، مثلاً حضرت مسیح جو خدا بنائے گئے اُن کی اکثر پیش گوئیاں غلطی سے پُر ہیں۔ مثلاً یہ دعویٰ کہ مجھے داؤد کا تخت ملے گا، بجز اسکے ایسے دعویٰ

..... 2 ”اعجاز احمدی“ ص ۱۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس کہ کہنا پڑتا ہے کہ اُن کی پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف

..... 3 ”اعجاز احمدی“ ص ۱۴، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے! کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کل زمین پر ہے جو اس عقیدہ کو حل کرے

..... 4 ”کشتی نوح“ ص ۵، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۹، ص ۵:

اُس کے وقت طاعون پڑے گی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہو اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔ اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الہی وعدہ کے مقابلے میں اس لئے

..... 5 ”ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۲۷، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۱، ص ۳۱۱۔

(ہم مسیح کو بیشک ایک راست باز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا واللہ تعالیٰ اعلم، مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا، حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب بھی آیا، مگر بُرّوز کے طور پر خاکسار غلام احمد از قادیان)۔ (1)

آگے چل کر راست بازی کا بھی فیصلہ کر دیا، کہتا ہے:

(یہ ہمارا بیان نیک ظنی کے طور پر ہے، ورنہ ممکن ہے کہ عیسیٰ کے وقت میں بعض راست باز اپنی راست بازی میں عیسیٰ سے بھی اعلیٰ ہوں)۔ (2)

اسی کے صفحہ ۴۷ میں لکھا:

(مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ کو اُس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ (یحییٰ) شراب نہ پیتا تھا اور کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ

1..... ”دافع البلاء“، ٹائٹل ص ۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۸، ص ۲۱۹-۲۲۰:

آگئے ہیں کہ ثابت ہو کہ سچا منجی کون ہے۔ ہم مسیح ابن مریم کو بیشک ایک راست باز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔ مگر وہ حقیقی منجی نہیں تھا۔ یہ اُس پر تہمت ہے کہ وہ حقیقی منجی تھا۔ حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

2..... ”دافع البلاء“، ٹائٹل ص ۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۸، ص ۲۱۹:

چو یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے۔ یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے۔ ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں خدا تعالیٰ کی زمین پر بعض راست باز اپنی راست بازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام ”حصور“ رکھا، مگر مسیح کا نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔⁽¹⁾
 ”ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۷ میں لکھا:

(آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اُس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اُس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے)۔⁽²⁾
 نیز اس رسالہ میں اُس مقدس و برگزیدہ رسول پر اور نہایت سخت سخت حملے کیے، مثلاً شریر، مکار، بد عقل، فحش گو، بد زبان، جھوٹا، چور، خلل دماغ والا، بد قسمت، زرافربی، پیرو شیطان⁽³⁾، حد یہ کہ صفحہ ۷ پر لکھا: (آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا)۔⁽⁴⁾

..... 1 ”دافع البلاء“، ٹائٹل ص ۴، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۸، ص ۲۲۰:

مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔
 بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا
 کہ کسی فاحشہ عورت نے اُس کو اپنی کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور
 اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلّق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی
 تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے
 اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو

..... 2 ”ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۲۷، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے
 ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ
 لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے
 سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

..... 3 ”ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۶-۷، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۱، ص ۲۹۱-۲۹۲:

..... 4 ”ضمیمہ انجام آتھم“ ص ۷، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کبھی
 عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود نمودار پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شہاد

ہر شخص جانتا ہے کہ دادی باپ کی ماں کو کہتے ہیں تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باپ کا ہونا بیان کیا، جو قرآن کے خلاف ہے اور دوسری جگہ یعنی ”کشتی نوح“ صفحہ ۱۶ میں تصریح کر دی:

(یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں، یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے)۔ (1)

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے ایک دم صاف انکار کر بیٹھا۔

”انجام آہٹم“ صفحہ ۶ میں لکھتا ہے: (حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا)۔ (2)

صفحہ ۷ پر لکھا: (اُس زمانہ میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، آپ سے کوئی معجزہ ہوا بھی تو وہ آپ کا نہیں، اُس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں ہوا مگر و فریب کے کچھ نہ تھا)۔ (3)

..... 1 ”کشتی نوح“ ص ۱۶، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۹، ص ۱۸:

حکایت: یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے آسیا۔ لیدیا۔ دیکھو کتب ایساٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایٹن گلیلز مطبوعہ لندن ۱۸۸۶ء و ۱۹۵۹ء ص ۱۶۶۔

..... 2 ”انجام آہٹم“ ص ۶، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۱، ص ۲۹۰:

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام

..... 3 ”انجام آہٹم“ ص ۶، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوئے اُسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں ہوا مگر و فریب کے کچھ نہیں تھا یہ انہوں نے کہ تالاب عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہا ہے ہیں۔

”ازالہ“ کے صفحہ ۴ میں ہے:

(ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء یا غلط فہمی سے گڑھے ہیں تو کوئی عجوبہ نظر نہیں آتا، بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق^(۱) پر ایسے شبہات ہوں، کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق نہیں دُور کرتا)۔^(۲)

کہیں ان کے معجزہ کو گلن^(۳) کا کھلونا بتاتا ہے^(۴)، کہیں مسمریزم بتا کر کہتا ہے:

(اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمایوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا)۔^(۵)

اور مسمریزم کا خاصہ یہ بتایا:

(کہ جو اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے، وہ روحانی تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں، بہت ضعیف اور نکمٹا

۱..... نبی کے معجزات۔

۲..... ”ازالہ اوہام“، ص ۴، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۳، ص ۱۰۵-۱۰۶:

ظہور ہوگا ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی درجہ سے گڑھے گئے ہیں تو کوئی عجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراضات اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا معجزات میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دُور نہیں کرتا؟ اور پیشگوئیوں کا حال

۳..... چابی۔

۴..... ”ازالہ اوہام“، ص ۳۰۳، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۳، ص ۲۵۴:

حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کئی کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو

۵..... ”ازالہ اوہام“، ص ۳۱۰، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۳، ص ۲۵۸:

عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمایوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا لیکن مجھے وہ روحانی طریق

ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گویا جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں اُن کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔^(۱)

غرض اس دجال قادیانی کے مُخرقات^(۲) کہاں تک گنائے جائیں، اس کے لیے دفتر چاہیے، مسلمان ان چند خرافات سے اُس کے حالات بخوبی سمجھ سکتے ہیں، کہ اُس نبی اُولو العزم کے فضائل جو قرآن میں مذکور ہیں، اُن پر یہ کیسے گندے حملے کر رہا ہے...! تعجب ہے اُن سادہ لوحوں پر کہ ایسے دجال کے متبع ہو رہے ہیں، یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں...! اور سب سے زیادہ تعجب اُن پڑھے لکھے کٹ بگڑوں سے کہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ جہنم کے گڑھوں میں گر رہے ہیں...! کیا ایسے شخص کے کافر، مرتد، بے دین ہونے میں کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے۔ حاشا للہ!

”مَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكُفِّرَ فَقَدْ كَفَرَ.“^(۳)

”جو ان خباثتوں پر مطلع ہو کر اُس کے عذاب و کفر میں شک کرے، خود کافر ہے۔“

①..... ”إزالة أوهام“، ص ۳۱۰-۳۱۱، بحوالہ ”روحانی خزائن“، ج ۳، ص ۲۵۸:

مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضیوں کے دفع کرنے کے لئے اپنی دلی و دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیرات میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور کمزور جاتا ہے اور امتزاج باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ساتھ بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جو حضرات مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں انکی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان جسمانی امیروں کی طرف توجہ نہیں

②..... جھوٹی اور بیہودہ باتیں۔

③..... ”الدر المختار“، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۵۶-۳۵۷.

و ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۲۱، ص ۲۷۹.

(۲) رافضی: ان کے مذہب کی کچھ تفصیل اگر کوئی دیکھنا چاہے تو ”تحفۃ اثنا عشریہ“^(۱) دیکھے، چند مختصر باتیں یہاں گزارش کرتا ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں یہ فرقہ نہایت گستاخ ہے، یہاں تک کہ اُن پر سب و شتم^(۲) ان کا عام شیوہ ہے^(۳)،

..... ۱ اس کتاب کے مصنف حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، اور یہ کتاب اپنے موضوع میں لا جواب و بے نظیر ہے۔

..... ۲ لعن طعن۔

..... ۳ شیعوں کا عالم ملا باقر مجلسی اپنی کتاب ”حق الیقین“ میں لکھتا ہے: (واذ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقولستکہ جہنم را ہفت دراست، ازیک در دفرعون و ہامان و قارون کہ کنایہ از ابو بکر و عمر و عثمان است داخل مے شوند، و ازیک در ددیگر بنو امیہ داخل شوند کہ مخصوص ایشانست)۔

یعنی: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہونے والے فرعون ہامان اور قارون ہیں یہ ابو بکر و عمر و عثمان سے کنایہ ہے، اور دوسرے دروازے سے بنو امیہ داخل ہوں گے جو ان کے ساتھ مخصوص ہے۔

ایک جگہ لکھا: (واعتقاد مادر برائت آنستکہ بیزاری جو بند از بت ہائے چہار گانہ یعنی ابو بکر و عمر و عثمان و معاویہ، و زنان چہار گانہ یعنی عائشہ و حفصہ و ہند و امر الحکم، و از جمیع اشیاع و اتباع ایشان و آنکہ ایشان..... بدترین خلق خدا پند و آنکہ تمام نمیشود افراد بخدا و رسول و آئمہ مگر بہ بیزاری از دشمنان ایشان)۔

یعنی: برأت میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ان چار بتوں سے بیزاری طلب کرتے ہیں یعنی ابو بکر، عمر، عثمان اور معاویہ سے، اور چار عورتوں سے یعنی عائشہ، حفصہ، ہند اور ام الحکم سے، اور ان کے معتقدوں اور پیروکاروں سے، اور یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں اور اللہ، رسول اور آئمہ سے کیا ہوا عہد اس وقت تک پورا نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار نہ کیا جائے۔

ایک جگہ لکھا: (در تقریب المعارف روایت کردہ کہ آزاد کردہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام از آنحضرت پرسید کہ مرا بر تو حق خدمتی هست، مرا خبر دہ از حال ابو بکر و عمر، حضرت فرمود ہر دو کافر بودند دہر کہ ایشانرا دوست دارد کافر است)۔

یعنی: تقریب المعارف میں روایت ہے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کے آزاد کردہ شخص نے حضرت سے پوچھا: آپ کی خدمت کرنے کی وجہ سے میرا آپ پر حق ہے، مجھے ابو بکر اور عمر کے حال کے متعلق بتائیے، آپ نے فرمایا: وہ دونوں کافر ہیں اور جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

ایک جگہ لکھا: (در علل الشرائع روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ چون قائم مظاهر شود عائشہ را زندہ کند تا ہر او حد بزند و انتقام فاطمہ را از او بکشد)۔

بلکہ باستثنائے چند سب کو معاذ اللہ کافر و منافق قرار دیتا ہے۔^(۱) حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ”خلافت راشدہ“ کو

یعنی: علل الشرائع میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ حضرت عائشہ کو زندہ کر کے ان پر حد جاری کریں گے اور ان سے فاطمہ کا انتقام لیں گے۔ ”حق الیقین“ لملاً باقر مجلسی، ص ۵۰۰-۵۱۹-۵۲۲-۳۴۷، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران ایران، ۱۳۵۷ھ۔

”حیات القلوب“، لملاً باقر مجلسی، ج ۲، ص ۶۱۰-۶۱۱۔ مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران۔
ایک جگہ لکھا: (امام مہدی ہر دو (ابوبکر و عمر) کو قبر سے باہر نکالیں گے وہ اپنی اسی صورت پر تروتازہ بدن کے ساتھ باہر نکالے جائیں گے پھر فرمائیں گے کہ ان کا کفن اتارو، ان کا کفن حلق سے اتارا جائے گا، ان کو اللہ کی قدرت سے زندہ کریں گے اور تمام مخلوق کو جمع ہونے کا حکم دیں گے پھر ابتداء عالم سے لے کر اخیر عالم تک جتنے ظلم اور کفر ہوئے ہیں ان سب کا گناہ ابوبکر و عمر پر لازم کر دیں گے، اور وہ اس کا اعتراف کریں گے کہ اگر وہ پہلے دن خلیفہ برحق کا حق غصب نہ کرتے تو یہ گناہ نہ ہوتے، پھر ان کو درخت پر چڑھانے کا حکم دیں گے اور آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے باہر آئے اور ان کو درخت کے ساتھ جلا دے، اور ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کواڑا کر دریاؤں میں گرا دے۔ ”حق الیقین“ لملاً باقر مجلسی، ص ۳۶۱-۳۶۲، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران، ۱۳۵۷ھ۔

①..... (عن أبي جعفر قال: كان الناس أهل الردة بعد النبي إلا ثلاثة، فقلت: ومن الثلاثة؟ فقال: المقداد بن الأسود، أبو ذر الغفاري، سلمان الفارسي).

یعنی: ابو جعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین شخصوں کے سوا سب مرتد ہو گئے تھے، میں نے پوچھا: وہ تین کون ہیں؟ انہوں نے کہا: مقداد بن اسود، ابو ذر غفاری اور سلمان فارسی۔

”رجال الکشي“، ص ۱۲، مطبوعہ مؤسسة الأعلمي للمطبوعات کربلا ایران، (۲) ”تهذيب المتن في تاريخ أمير المؤمنين“، ذکر مصیبت عظمیٰ والکبریٰ (۳) ”احتجاج طبرسي“، جلد اول، ص ۱۱۳، مطبوعہ نجف اشرف طبع جدید۔
وفي ”الروضة من الكافي“ (”فروع کافي“): عن عبد الرحيم القصير قال: (قلت لأبي جعفر عليه السلام: إن الناس يفرعون إذا قلنا: إن الناس ارتدوا، فقال: يا عبد الرحيم إن الناس عادوا بعد ما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم أهل الجاهلية).
یعنی: عبد الرحیم قصیر بیان کرتے ہیں: کہ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے کہا: جب ہم لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ سب لوگ مرتد ہو گئے تھے تو لوگ گھبرا جاتے ہیں، انہوں نے کہا: اے عبد الرحیم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب لوگ دوبارہ جاہلیت کی طرف پلٹ گئے تھے۔
”الروضة من الكافي“ (”فروع کافي“)، لشیخ أبو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۵۳۲۸ھ، ج ۸، ص ۲۹۶، مطبوعہ دار الکتب الإسلامية تہران، طبع رابع۔

وفي ”حياة القلوب“: (عیاشی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است کہ چوں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم از دنیا رحلت نمود مردم همه مرتد شوند بغیر چهار نفر علی ابن ابی طالب و مقداد و سلمان و ابو ذر).

خلافتِ غاصبہ کہتا ہے اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ان حضرات کی خلافتیں تسلیم کیں اور ان کے مدائح و فضائل بیان کیے، اُس کو تقیہ و بزدلی پر محمول کرتا ہے۔ (۱) کیا معاذ اللہ! منافقین و کافرین کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور عمر بھر ان کی مدح و ستائش سے رطب اللسان رہنا شیر خدا کی شان ہو سکتی ہے...؟! سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن مجید ان کو ایسے جلیل و مقدس خطابات سے یاد فرماتا ہے، وہ تو وہ، ان کے اتباع کرنے والوں کی نسبت فرماتا ہے: کہ اللہ ان سے راضی، وہ اللہ سے راضی۔ (۲) کیا کافروں، منافقوں کے لیے اللہ عزوجل کے ایسے ارشادات ہو سکتے ہیں...؟! پھر نہایت شرم کی بات ہے کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تو اپنی

یعنی: عیاشی نے سند معتبر کے ساتھ حضرت امام محمد باقر سے روایت کیا ہے: کہ جب حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو چار کے سوا تمام لوگ مرتد ہو گئے، علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر۔

”حیاء القلوب“، باب پنجاہ و ہشتم در فضائل بعض از اکابر صحابہ، ج ۲، ص ۱۰۸۳، مطبوعہ نامی نولکشور۔ ج ۲، ص ۶۲۷، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران۔

① انظر التفصیل: ”نفس الرحمان فی فضائل سلمان“، باب ۱۱۔

”أنوار نعمانیہ“، طبع قدیم، ص ۳۴، طبع جدید جلد اول، ص ۱۰۴۔

”احتجاج طبرسی“، طبع قدیم، ص ۵۳-۵۶، طبع جدید ص ۱۰۷-۱۱۵۔

”جلاء العیون“، طبع جدید، ج ۱، ص ۲۱۶، مطبوعہ تہران۔

”حق القین“، باب پنجم، ص ۱۱۵، مطبوعہ تہران۔

”تہذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین“، ج ۱، ص ۲۷۶، مطبوعہ یوسفی۔

”حملہ حیدری“، ص ۲۸۲، مطبوعہ تہران، ”محاسن المؤمنین“، ج ۱، ص ۲۲۴، مطبوعہ تہران۔

② ﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾۔ پ ۱۰، التوبة: ۱۰۰۔

فی ”تفسیر البیضاوی“، ج ۳، ص ۱۶۸، تحت الآیہ: ﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ﴾ ہم الذین صلوا الی القبیلین أو الذین شہدوا بدرًا أو الذین أسلموا قبل الهجرة ﴿وَالْأَنْصَارِ﴾ أهل بیعة العقبة الأولى و كانوا سبعة وأهل بیعة العقبة الثانية و كانوا سبعین و الذین آمنوا حین قدم علیهم أبو زرارة صعب بن عمیر ﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ﴾ اللاحقون بالسابقین من القبیلین، أو من اتبعوهم بالإیمان والطاعة الی یوم القيامة ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ﴾ بقبول طاعتهم وارتضاء أعمالهم ﴿وَرَضُوا عَنْهُ﴾ بما نالوا من نعمه الدینیة والدنیویة ﴿وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ ملتقطاً۔

صاحبزادی فاروقی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں^(۱) اور یہ فرقہ کہے: تقیہ ایسا کیا۔ کیا جان بوجھ کر کوئی مسلمان اپنی بیٹی کا فرکودے سکتا ہے...؟! نہ کہ وہ مقدس حضرات جنہوں نے اسلام کے لیے اپنی جانیں وقف کر دیں اور حق گوئی اور اتباع حق میں ﴿لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾^(۲) کے سچے مصداق تھے۔^(۳) پھر خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو شاہزادیاں

① (أم كلثوم من فاطمة واسمها رقية خرجت إلى عمر بن الخطاب فأولدها زيدا).

”عمدة المطالب“، عقد امیر المؤمنین، ص ۶۳، مطبوعہ نجف اشرف.

وفي رواية: (أم كلثوم كبرى تزوجها عمر وأم كلثوم صغرى من كثير بن عباس بن عبد المطلب).

”مناقب آل أبي طالب“، ج ۳، ص ۳۰۴.

وفي رواية: عن سليمان بن خالد قال: سئلت أبا عبد الله عليه السلام عن امرأة توفي عنها زوجها أين تعتدي في بيت زوجها أو حيث شاءت، ثم قال: إن عليا صلوة الله عليه لما مات عمر أتى إلى أم كلثوم فأخذ بيدها فانطلق بها إلى بيته).

”فروع کافی“، ج ۶، ص ۱۱۵، مطبوعہ تہران طبع جدید.

وفي رواية: (فجاء عمر إلى مجلس المهاجرين في الروضة وكان يجلس فيها المهاجرون الأولون، فقال: رفؤني رفؤني، قالوا: بماذا يا أمير المؤمنين؟ قال: تزوجت أم كلثوم بنت علي ابن أبي طالب، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وآله يقول: كل سبب ونسب وصهر ينقطع يوم القيامة إلا سببي ونسبي وصهري).

”شرح نهج البلاغة“، ابن أبي حديد، ج ۳، ص ۱۲۴، مطبوعہ بیروت.

مزید حوالہ جات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: ”شرح نهج البلاغة“ لابن أبي حديد، ج ۴، ص ۵۷۵-۵۷۶، مطبوعہ بیروت ۱۳۷۵ھ.

”ناسخ التواريخ تأريخ الخلفاء“، ج ۲، ص ۱۲۹۶. ”مجالس المؤمنین“، ج ۱، ص ۲۰۴ و ص ۴۵۱، مطبوعہ تہران.

”فروع کافی“، طبع قدیم، ج ۲، ص ۳۱۱-۳۱۲، مطبوعہ نولکشور.

”فروع کافی“، کتاب الطلاق، طبع جدید، ج ۶، ص ۱۱۵، مطبوعہ تہران.

”طراز المذهب مظفري“، مصنفہ مرزا عباسی، ص ۳۳.

”منتہی الآمال“، (شیخ عباس قمی)، ج ۱، ص ۲۱۷.

② پ ۶، المائدة: ۵۴.

③ ﴿لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾ پ ۶، المائدة: ۵۴. في ”تفسير الطبري“، ج ۴، ص ۶۲۳، تحت هذه الآية: عن الضحاك

في قوله: ﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾ قال: هو أبو بكر وأصحابه لما ارتد من العرب عن الإسلام، جاهدوهم أبو بكر وأصحابه حتى ردوهم إلى الإسلام).

یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں^(۱) اور صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صاحبزادیاں شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں۔^(۲) کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ایسے تعلقات جن سے ہوں، اُن کی نسبت وہ ملعون الفاظ کوئی ادنیٰ عقل والا ایک لمحہ کے لیے جائز رکھ سکتا ہے...؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!۔

①..... قال شيخنا أبو عثمان: (ولمّا ماتت الابتان تحت عثمان، قال النبي صلى الله عليه وسلم لأصحابه: ما تنتظرون لعثمان، ألا أبو أيم ألا أخو أيم، زوجته ابنتين ولو أنّ عندي ثلاثة لفعلتُ، قال: ولذلك سمّي ذا النورين).
”شرح نهج البلاغة“ ابن أبي حديد، ج ۳، ص ۴۶۰، مطبوعه بيروت بڑا سائز.

وفي رواية: (پس خویشاوندی عثمان از ابوبکر و عمر بہ پیغمبر نزدیک تر است و بہ امادی پیغمبر مرتبہ اے یافتند ای کہ ابوبکر و عمر نیافتند عثمان رقیہ و امر کلثوم را بنا بر مشہور دختران پیغمبر بودند بہم سری خود در آورد در اول رقیہ را و بعد از چند گاہ کہ آن مظلومہ وفات نمود امر کلثوم را بجائی خواہر باو دادند). ”شرح نهج البلاغة“ فارسی، فیض الاسلام، ص ۵۱۹، خطبہ نمبر ۱۴۳، مطبوعہ ایران.

یعنی: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باعتبار قرابت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب ہیں کہ اتنی قرابت ابوبکر اور عمر بن خطاب کو بھی حاصل نہیں۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد بن کر وہ مرتبہ پایا جو ابوبکر و عمر کو نہ ملا حضرت عثمان نے سیدہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا جو مشہور روایات کے مطابق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں تھیں پہلے حضرت رقیہ سے شادی ہوئی اور ان کے انتقال کے بعد ان کی ہمشیرہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

دیگر شیعہ کتب بھی ملاحظہ فرمائیں: ”تفسیر مجمع البیان“، ج ۲، جزء سوم، ص ۳۳۳، مطبوعہ تہران. ”شرح نهج البلاغة“، فارسی، فیض الاسلام خطبہ ۱۴۳، ص ۵۲۸، مطبوعہ تہران.

②..... (عائشہ دختر ابابکر بود و مادر عائشہ و عبد الرحمن بن ابی بکر امر دومان بنت عامر بن عمیر بود پیغمبر در مکہ معظمہ بعد از رحلت خدیجہ کبریٰ و قبل از تزویج سودہ در مالا شوال او را تزویج فرمود و زفافش بعد از شوال سال اول ہجرت در مدینہ طیبہ واقع شد در حالتیکہ عائشہ دہ سالہ بود پیغمبر پنجاہ و سہ سالہ بودند..... حفصہ دختر عمر بن الخطاب بود مادر حفصہ و عبد اللہ بن عمر و عبد الرحمن بن عمر زینب بنت مظعون خواہر جناب عثمان بن مظعون بود پیغمبر (ص) او را در سال سوم از ہجرت در مدینہ تزویج فرمود و قبل از حضرت رسول (ص) حفصہ زوجہ حنیس بن عبد اللہ بن السہمی بود و حفصہ در سنہ چہل و پنج ہجری در مدینہ طیبہ از دنیا رفت).

”منتخب التواریخ“ فارسی، ص ۲۴-۲۵، مطبوعہ تہران.

اس فرقہ کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ ”اللہ عزوجل پر اُصلح واجب ہے“ (۱) یعنی جو کام بندے کے حق میں نافع ہو، اللہ عزوجل پر واجب ہے کہ وہی کرے، اُسے کرنا پڑے گا۔“

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ”ائمہ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم، انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔“ (۲) اور یہ بالاجماع کفر ہے، کہ غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا ہے۔ (۳)

یعنی: عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی تھیں، عائشہ اور عبدالرحمن بن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عمیر تھیں۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت خدیجہ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی رحلت کے بعد مکہ مکرمہ میں حضرت سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نکاح سے پہلے ماہ شوال میں ان سے نکاح فرمایا اور زفاف سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نکاح کے بعد ماہ شوال میں ہجرت کے پہلے سال مدینہ منورہ میں فرمایا اس وقت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی عمر دس سال تھی اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر ۵۳ سال تھی،..... حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی تھیں۔ حضرت حفصہ، حضرت عبداللہ بن عمر، عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ عنہم کی والدہ زینب بنت مظعون تھیں جو کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمیشہ تھیں پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہجرت کے تیسرے سال مدینہ طیبہ میں ان سے نکاح فرمایا رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں بن عبداللہ بن سہمی کی بیوی تھیں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ طیبہ میں ۴۵ھ میں انتقال فرمایا۔

①..... ”تحفہ اثنا عشریہ“ (مترجم)، باب ۵: مسائل إلهیات، عقیدہ نمبر ۱۹، ص ۲۹۳-۲۹۷.

②..... ”تحفہ اثنا عشریہ“ (مترجم)، باب ۶: عقیدہ نمبر ۲، ص ۳۱۲-۳۱۳.

③..... ”فی الشفاء“ فصل فی بیان ماہو من المقالات کفر، الجزء الثاني، ص ۲۹۰: (و كذلك نقطع بتكفير غلاة الرافضة في قولهم: إن الأئمة أفضل من الأنبياء).

وفي ”منح الروض الأزهر“، الولي لا يبلغ درجة النبي، ص ۱۲۱: (فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولي أفضل من النبي كفر وضلالة وإلحاد وجهالة).

وفي ”ارشاد الساري“، كتاب العلم، باب ما يستحب للعالم... إلخ، ج ۱، ص ۳۷۸: (فالنبي أفضل من الولي، وهو أمر مقطوع به، والقائل بخلافه كافر؛ لأنه معلوم من الشرع بالضرورة).

في ”المعتقد المنتقد“، ص ۱۲۵: (إن نبيا واحداً أفضل عند الله من جميع الأولياء، ومن فضل ولياً على نبي يخشى عليه الكفر بل هو كافر).

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ”قرآن مجید محفوظ نہیں، بلکہ اُس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں یا الفاظ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے نکال دیے۔“ (۱) مگر تعجب ہے کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بھی اُسے ناقص ہی

① فی ”أصول کافی“: (عن هشام بن سالم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن القرآن الذي جاء به جبرائيل عليه السلام إلى محمد صلى الله عليه وسلم سبعة عشر ألف آية).

یعنی: هشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک جس قرآن کو جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیتوں پر (مشمول) ہے۔ ”أصول کافی“، للشيخ ابو جعفر محمد بن يعقوب كليني، ج ۲، ص ۶۳۴، مطبوعه دار الكتب الإسلامية تهران ایران.

شیخ ابو جعفر کلینی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اصل قرآن کی سترہ ہزار آیتیں تھیں حالانکہ امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو سولہ آیات ہیں جیسا کہ آپ ”الاتقان“ میں فرماتے ہیں: أخرج ابن الضريس من طريق عثمان بن عطاء عن أبيه عن ابن عباس قال: (جميع أي القرآن ستة آلاف آية وستمائة آية وست عشرة آية).

”الاتقان“، فصل في عدد الآي... إلخ، ج ۱، ص ۹۵.

وفي ”الاحتجاج“: (قال علي عليه السلام: وأما ظهورك على تناكر قوله: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ وليس يشبه القسط في اليتامى نكاح النساء، ولا كل النساء أيتام، فهو مما قدمت ذكره من إسقاط المنافقين من القرآن وبين القول في اليتامى وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص أكثر من ثلث القرآن، وهذا ما أشبه مما ظهرت حوادث المنافقين فيه لأهل النظر والتأمل، ووجد المعطلون وأهل الملل المخالفة للإسلام مساعا إلى القدح في القرآن، ولو شرحت لك كلما أسقط وحرف وبدل مما يجري هذا المجرى لطال، وظهر ما تحظر التقية إظهاره من مناقب الأولياء ومثالب الأعداء).

”الاحتجاج“، للشيخ أبو منصور أحمد بن علي بن أبي طالب طبرسي من علماء القرن السادس، ج ۱، ص ۲۵۴، مطبوعه مؤسسة الأعلمی بیروت.

وفي ”مقدمة التفسير الصافي“، ص ۱۳: (المستفاد من مجموع هذه الروايات والأخبار وغيرها من الروايات من طريق أهل البيت عليهم السلام أنَّ القرآن الذي بين أظهرنا ليس بتمامه كما أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم، بل منه ما هو خلاف ما أنزل الله، ومنه ما هو مغير محرف، وأنَّه قد حذف عنه أشياء كثيرة، منها: اسم علي في كثير من المواضع، ومنها: لفظة آل محمد غير مرة، ومنها: أسماء المنافقين في مواضعها، ومنها غير ذلك، وأنَّه ليس أيضا على الترتيب المرضي عند الله وعند رسوله وبه قال علي بن إبراهيم).

چھوڑا...؟! اور یہ عقیدہ بھی بالاجماع کفر ہے، کہ قرآن مجید کا انکار ہے۔^(۱)

وفي "ناسخ التواريخ"، ج ۲، کتاب دوم، ص ۴۹۳-۴۹۴: (مردم شیعی چنان دانند کہ در قرآن بعض آیات را کہ دلالت بر نص خلافت علی می داشته، و از فضائل اہل بیت می بودہ ابو بکر و عمر ساقط ساختند و از پس روئے آن قرآن کہ علی فراہم آوردہ بود ہنذیرفتند و آن قرآن حبز در نزد قائم آل محمد دیدہ نشود و همچنان عثمان نیز از آنچہ ابو بکر و عمر داشت نیز لختہ بکاست).

یعنی: شیعہ لوگ اس طرح جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی بعض ایسی آیات جو خلافت علی رضی اللہ عنہ پر نص صریح تھیں اور فضائل اہل بیت کے قبیل سے تھیں ابو بکر اور عمر نے ان کو ساقط کر دیا اور حذف کر دیا اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لایا ہوا قرآن قبول نہ کیا اور وہ قرآن سوائے قائم آل محمد کے کسی کے پاس نہیں دیکھا جاسکتا اور اسی طرح عثمان نے بھی اس قرآن سے جو ابو بکر و عمر رکھتے تھے مزید کمی کر دی۔

① ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ پ ۱۴، الحجر: ۹.

في "تفسير البيضاوي"، ج ۳، ص ۳۶۲، تحت الآية: بقوله: ﴿وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ أي: من التحريف والزيادة والنقص). وفي "فوائد الرحموت" شرح "مسلم الثبوت"، مسألة كل مجتهد في المسألة الاجتهادية... إلخ، ج ۲، ص ۴۲۲: (اعلم أنني رأيت في "مجمع البيان" تفسير بعض الشيعة أنه ذهب بعض أصحابهم إلى أنّ القرآن العياذ بالله كان زائداً على هذا المكتوب المقروء، قد ذهب بتقصير من الصحابة الجامعين العياذ بالله، ولم يختر صاحب ذلك التفسير هذا القول، فمن قال بهذا القول فهو كافر لأنكاره الضروري، فافهم).

في "منح الروض الأزهر"، فصل من ذلك فيما يتعلق بالقرآن والصلاة، ص ۱۶۷: (من جحد القرآن، أي: كله أو سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم أنها ليست من كلام الله تعالى كفر).

وفي "الشفاء" بتعريف حقوق المصطفى، فصل في بيان ماهو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص ۲۸۹: (ومن قال هذا كافر وكذلك من أنكر القرآن أو حرفاً منه أو غير شيئاً منه أو زاد فيه كفعل الباطنية والإسماعيلية).

وفي "المعتمد المستند"، الثالثة: الرافضة، ص ۲۲۴ - ۲۲۵: (الرافضة الموجودون الآن في بلادنا، وصرحت مجتهدوهم وجهالهم ونسائهم ورجالهم بنقص القرآن، وأن الصحابة أسقطوا منه سوراً وآيات، وصرحوا بتفضيل أمير المؤمنين سيدنا علي كرم الله تعالى وجهه الكريم وسائر الأئمة الأطهار رضي الله تعالى عنهم على الأنبياء السابقين جميعاً، صلوات الله تعالى وسلامه عليهم، وهذا كفران لا تجد أحداً منهم حالياً عنهما في هذا الزمان، والله المستعان).

"الفتاوى الرضوية"، ج ۱۴، ص ۲۵۹-۲۶۲.

(۳) وہابی: یہ ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا، اس مذہب کا بانی محمد بن عبد الوہاب نجدی تھا، جس نے

تمام عرب، خصوصاً حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلانے، علما کو قتل کیا^(۱)، صحابہ کرام و ائمہ و علما و شہدا کی قبریں کھود ڈالیں^(۲)، روضہ انور کا نام معاذ اللہ ”صنم اکبر“ رکھا تھا^(۳)، یعنی بڑا بت اور طرح طرح کے ظلم کیے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نجد سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا۔^(۴) وہ گروہ بارہ سو برس بعد یہ ظاہر ہوا۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے خارجی بتایا۔^(۵) اس عبد الوہاب کے بیٹے نے ایک کتاب لکھی جس کا نام

①..... فی ”ردالمحتار“، کتاب الجہاد، باب البغاة، مطلب فی اتباع عبد الوہاب الخوارج فی زماننا، ج ۶، ص ۴۰۰: (وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلة، لكنهم اعتقدوا أنهم هم المسلمون وأن من خالف اعتقادهم مشرکون، واستباحوا بذلک قتل أهل السنة وقتل علمائهم).

انظر ”الدرر السنیه فی الأجوبة النجدیة، کتاب العقائد، الجزء الأول، ص ۶۷.

②..... ”الدرر السنیه فی الأجوبة النجدیة، کتاب العقائد، الجزء الأول، ص ۵۷.

③..... قال محمد بن عبد الوہاب نجدی: (فالقبر المعظم المقدس وثن وصنم بكل معاني الوثنية لو كان الناس یعقلون).

حاشیہ ”شرح الصدور بتحریم رفع القبور“ لمحمد بن عبد الوہاب، ص ۲۵، مطبوعہ سعودیہ.

④..... عن ابن عمر قال: ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ((اللہم بارک لنا فی شامنا، اللہم بارک لنا فی یمنا، قالوا: یا رسول اللہ! وفی نجدنا؟ قال: اللہم بارک لنا فی شامنا، اللہم بارک لنا فی یمنا، قالوا: یا رسول اللہ! وفی نجدنا؟ فأظنہ قال فی الثالثة: هناك الزلازل والفتن، وبها یطلع قرن الشیطان)). ”صحیح البخاری“، کتاب الفتن، الحدیث: ۷۰۹۴، ج ۴، ص ۴۴۰-۴۴۱.

⑤..... فی ”ردالمحتار“، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۴۰۰: (ویکفرون أصحاب نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) علمت أن هذا غیر شرط فی مسئی الخوارج، بل هو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی رضی اللہ عنہ، وإلا فیکفی فیهم اعتقادهم کفر من خرجوا علیہ، كما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلة).

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾ [پ ۲۴، فاطر: ۶] فی ”تفسیر الصاوی“، ج ۵، ص ۱۶۸۸: وقیل: هذه الآية

نزلت فی الخوارج الذین یحرفون تأویل الکتاب والسنة ویستحلون بذلک دماء المسلمین وأموالهم لما هو مشاهد الآن فی نظائرهم یحسبون أنهم علی شیء ألا إنهم هم الکاذبون استحوذ علیہم الشیطن فأنساہم ذکر اللہ أولئک حزب الشیطن هم الخاسرون، نسأل اللہ الکریم أن یقطع دابرہم.

فی ”شرح النسائی“، ج ۱، ص ۳۶۰: (قوله: ((كما یمرق السهم... إلخ)): یرید أن دخولهم أي: الخوارج فی الإسلام ثم خروجهم منه لم یتمسکوا منه بشیء کالسهم دخل فی الرمية ثم نفذ وخرج منها ولم یعلق به منها شیء کذا فی ”المجمع“ ثم لیعلم إن الذین یدینون دین ابن عبد الوہاب النجدی یسلکون مسالکہ فی الأصول والفروع ویدعون فی بلادنا باسم الوہابیین وغیر المقلدین ویزعمون أن تقلید أحد الأئمة الأربعة رضوان اللہ علیہم أجمعین شرک وإن من خالفہم هم المشرکون

”کتاب التوحید“ رکھا^(۱)، اُس کا ترجمہ ہندوستان میں ”اسماعیل دہلوی“ نے کیا، جس کا نام ”تقویۃ الایمان“ رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی۔

ان وہابیہ کا ایک بہت بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو ان کے مذہب پر نہ ہو، وہ کافر مشرک ہے۔^(۲) یہی وجہ ہے کہ بات بات پر محض بلا وجہ مسلمانوں پر حکم شرک و کفر لگایا کرتے اور تمام دنیا کو مشرک بتاتے ہیں۔ چنانچہ ”تقویۃ الایمان“ صفحہ ۴۵ میں وہ حدیث لکھ کر کہ ”آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی۔“^(۳) اس کے بعد صاف لکھ دیا: ”سو پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق ہوا“^(۴)، یعنی وہ ہوا چل گئی اور کوئی مسلمان روئے زمین پر نہ رہا، مگر یہ نہ سمجھا کہ اس صورت میں خود بھی تو کافر ہو گیا۔

اس مذہب کا رکن اعظم، اللہ (عزوجل) کی توہین اور محبوبانِ خدا کی تذلیل ہے، ہر امر میں وہی پہلو اختیار کریں گے جس سے منقصت نکلتی ہو۔^(۵) اس مذہب کے سرگروہوں کے بعض اقوال نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ ہمارے عوام بھائی ان کی

و یتستبحون قتلنا أهل السنة وسبي نساتنا وغير ذلك من العقائد الشيعية التي وصلت إلينا منهم بواسطة الثقات وسمعناها بعضاً منهم أيضاً هم فرقة من الخوارج وقد صرح به العلامة الشامي في كتابه ”رد المحتار“.

① في ”الأعلام“ للزرکلي، ج ۶، ص ۲۵۷: (محمد بن عبد الوهاب بن سليمان النحدي، له مصنفات أكثرها رسائل مطبوعة، منها ”كتاب التوحید“). انظر ”معجم المؤلفين“، ج ۳، ص ۴۷۲-۴۷۳.

② في ”الدرر السنية في الأجوبة النجدية“، لعبد الرحمن بن محمد بن قاسم المتوفى ۱۳۹۲ هـ، ج ۱، ص ۶۷: (واعلم أنَّ المشركين في زماننا: قد زادوا على الكفار في زمن النبي صلى الله عليه وسلم بأنهم يدعون الملائكة، والأولياء، والصالحين ويريدون شفاعتهم والتقرب إليهم... إلخ). وفي ص ۶۹: (وعرفت أنَّ إقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم في الإسلام، وأنَّ قصدهم الملائكة والأنبياء والأولياء يريدون شفاعتهم والتقرب إلى الله تعالى بهم هو الذي أحل دمائهم وأموالهم... إلخ).

وفي ”رد المحتار“، كتاب الجهاد، ج ۶، ص ۴۰۰: (لكنهم اعتقدوا أنَّهم هم المسلمون وأنَّ من خالف اعتقادهم مشركون). ③ ((ثم يبعث الله ريحا طيبة، فتوفى كل من في قلبه مثقال حبة من خردل من إيمان فيبقى من لا خير فيه، فيرجعون إلى دين آبائهم)). ”صحيح مسلم“، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى تعبد دوس ذا الخليفة، الحديث: ۷۲۹۹، ص ۱۱۸۲.

④ ”تقوية الإيمان“، باب أول، فصل ۴: شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص ۴۵:

معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک ہی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے موافق ہوا یعنی جیسے مسلمان لوگ اپنے نبی ولی امام اور

⑤ ان کی شان میں نقص و عیب ظاہر ہوتا ہو۔

قلبی خباثتوں پر مطلع ہوں اور ان کے دامِ تزویر^(۱) سے بچیں اور ان کے جبہ و دستار پر نہ جائیں۔ برادرانِ اسلام بغور سنیں اور میزانِ ایمان میں تولیں کہ ایمان سے زیادہ عزیز مسلمان کے نزدیک کوئی چیز نہیں اور ایمان، اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت و تعظیم ہی کا نام ہے۔ ایمان کے ساتھ جس میں جتنے فضائل پائے جائیں وہ اُسی قدر زیادہ فضیلت رکھتا ہے، اور ایمان نہیں تو مسلمانوں کے نزدیک وہ کچھ وقعت نہیں رکھتا، اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم و زاہد و تارک الدنیا وغیرہ بنتا ہو، مقصود یہ ہے کہ اُن کے مولوی اور عالم فاضل ہونے کی وجہ سے انھیں تم اپنا پیشوا نہ سمجھو، جب کہ وہ اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دشمن ہیں، کیا یہود و نصاریٰ بلکہ ہنود میں بھی اُن کے مذاہب کے عالم یا تارک الدنیا نہیں ہوتے...؟! کیا تم اُن کو اپنا پیشوا تسلیم کر سکتے ہو...؟! ہرگز نہیں! اسی طرح یہ لامذہب و بد مذہب تمہارے کسی طرح مقتدا نہیں ہو سکتے۔

”ایضاح الحق“ صفحہ ۳۵ و صفحہ ۳۶ مطبع فاروقی میں ہے^(۲): ”تنزیہ اُو تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثباتِ رویت بلا جہت و محاذاتِ ہمہ از قبیل بدعاتِ حقیقیہ است اگر صاحبِ آں اعتقاداتِ مذکورہ را از جنسِ عقائدِ دینیہ مے شمارد“^(۳)۔

اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان و جہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلا کیف ماننا، بدعت و گمراہی ہے، حالانکہ یہ تمام اہل سنت کا عقیدہ ہے۔^(۴) تو اس قائل نے تمام پیشوایانِ اہلسنت کو گمراہ و بدعتی بتایا، ”بحر الرائق“ و ”در مختار“

①..... مکرو فریب۔

②..... ”ایضاح الحق“، (مترجم اردو) فائدہ اول، پہلا مسئلہ، ص ۷۷-۷۸، قدیمی کتب خانہ۔

③..... یعنی: اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان اور جہت سے پاک قرار دینا اور اس کا دیدار بلا جہت و کیف ثابت کرنا یہ تمام امور از قبیل بدعتِ حقیقیہ ہیں اگر کوئی شخص ان مذکورہ اعتقادات کو دینی اعتقادات شمار کرے۔

④..... ”تحفہ اثنا عشریہ“ میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: (عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست و اور را جہت از فوق و تحت متصور نیست و ہمینست مذہب اہل سنت و جماعت) یعنی: تیرہواں عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور فوق و تحت کی جہت متصور نہیں ہے اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

(”تحفہ اثنا عشریہ“، (مترجم) پانچواں باب، مسائل الہیات، ص ۲۷۹، دار الاشاعت)۔
وفي ”الحديقة الندية“، ص ۲۴۸-۲۴۹: (ولا يتمكن بمكان) أي: واللّٰه تعالى يستحيل عليه أن يكون في مكان، (ولا يجري عليه) سبحانه وتعالى (زمان، وليس له) تعالى (جهة من الجهات الست) التي هي فوق وتحت ويمين ويسار وقدام وخلف، لأنّ تعالى ليس بجسم حتى تكون له جهة كما للأجسام، ملتقطاً۔

وفي ”الفقه الأكبر“، ص ۸۳: (واللّٰه تعالى يرى في الآخرة، ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم بلا تشبيه ولا كمية، ولا يكون بينه وبين خلقه مسافة)۔ انظر ”الفتاوى الرضوية“، كتاب السير، ج ۱، ص ۲۸۳۔

”عالمگیری“ میں ہے: کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جو مکان ثابت کرے، کافر ہے۔^(۱)

”تقویۃ الایمان“ صفحہ ۶۰ میں یہ حدیث:

((أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ.))^(۲)

نقل کر کے ترجمہ کیا کہ ”بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر، کیا سجدہ کرے تو اُس کو“، اُس کے بعد (ف) لکھ کر فائدہ یہ جودیا: (یعنی میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں۔)^(۳) حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ.))^(۴)

”اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کھانا، زمین پر حرام کر دیا ہے۔“

((فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ.))^(۵)

”تو اللہ (عزوجل) کے نبی زندہ ہیں، روزی دیے جاتے ہیں۔“

اسی ”تقویۃ الایمان“ صفحہ ۱۹ میں ہے: ”ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اُسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے،

۱..... فی ”البحر الرائق“، کتاب السیر، باب أحكام المرتدین، ج ۵، ص ۲۰۲: (یکفر بقوله يجوز أن يفعل الله فعلاً لاحکمة فيه، وبإثبات المكان لله تعالى فإن قال الله في السماء فإن قصد حكاية ما جاء في ظاهر الأخبار لا يكفر وإن أراد المكان كفر، وإن لم يكن له نية كفر عند الأكثر وهو الأصح وعليه الفتوى).

فی ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب السیر، باب أحكام المرتدین، ج ۲، ص ۲۵۹: (یکفر بإثبات المكان لله تعالى).

”الفتاویٰ الرضویہ“، کتاب السیر، ج ۱۴، ص ۲۸۲ - ۲۸۳.

۲..... ”سنن أبي داود“، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المرأة، الحدیث: ۲۱۴۰، ج ۲، ص ۳۵۵.

۳..... ”تقویۃ الایمان“، باب أول، فصل ۵، شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص ۵۷:

ف بیانی میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں

۴..... ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۶۳۷، ج ۲، ص ۲۹۱.

”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، الحدیث: ۱۰۴۶، ج ۱، ص ۳۹۱.

”سنن النسائي“، کتاب الجمعة، باب إكثار الصلاة على النبي صلی اللہ علیہ وسلم يوم الجمعة، الحدیث: ۱۳۷۱، ص ۲۳۷.

”المسند“، للإمام أحمد بن حنبل، ج ۵، ص ۴۶۳، الحدیث: ۱۶۱۶۲.

”المستدرک“، للحاکم، کتاب الجمعة، الحدیث: ۱۰۶۸، ص ۵۶۹.

۵..... ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۶۳۷، ج ۲، ص ۲۹۱.

دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔“ (1)

انبیائے کرام و اولیائے عظام کی شان میں ایسے ملعون الفاظ استعمال کرنا، کیا مسلمان کی شان ہو سکتی ہے...؟! ”صراطِ مستقیم“ صفحہ ۹۵: ”بِمَقْتَضَائِهِ ﴿ظَلُمْتُ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ﴾“ (2) از وسوسہ زنا، خیالِ مجامعتِ زوجہ خود بہتر است و صرفِ ہمت بسوئے شیخ و امثالِ آں از معظمین گوجنابِ رسالت مآب باشند بچندین مرتبہ بدتر از استغراقِ در صورتِ گاو و خر خود ست۔“ (3) مسلمانو! یہ ہیں امام الوہابیہ کے کلماتِ حیثیات! اور کس کی شان میں؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں! جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے، وہ ضرور یہ کہے گا کہ اس قول میں گستاخی ضرور ہے۔

① ”تقویۃ الایمان“، باب اول، فصل ۱، شرک سے بچنے کا بیان، ص ۲۸:

ہووے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو۔ دوسری یہ کہ جب ہمارا خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔

② پ ۱۸، النور: ۴۰۔

③ ”صراطِ مستقیم“، ص ۸۶:

مسی کہ خود متوجہ تہذیب امری از امور دینیہ یا دنیویہ شو بہر کلاں متقا شکشف مشود سید ازری مغتصفا ظلمات بعضہا فوق بعض از وسوسہ نا خیال مجامعت و جہ خود بہتر است صرف ہمت بسوی شیخ و امثالِ انہن گوجنابِ رسالت مآب باشند بچندین مرتبہ بدتر از استغراقِ در صورتِ گاو و خر خود ست کہ خیالِ آن با تعظیم و اجلال بسوی دای دلِ انسان مجہد بخلاف خیالِ گاو و خر کہ نہ انقدر حسپیگی می بود و نہ تعظیم و اجلال و محرمی بود و این تعظیم و اجلال غیر کہ در غار ملوٹ و مقصود مشود بشرک سیکشہ بالحد مشطوریان تفات مآب و ملوٹ

”تقویۃ الایمان“ صفحہ ۱۰:

”روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا، اقبال و ادبار^(۱) دینا، حاجتیں بر لانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء، اولیاء، بھوت، پری کی یہ شان نہیں، جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اُس کو پکارے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ہے۔“ (۲)

= یعنی: ظلمات بعضہا فوق بعض کی بناء پر زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت کا خیال بہتر ہے اور اپنی ہمت کو شخ اور ان جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، کی طرف مبذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گناہ بدتر ہے، کیونکہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے، بخلاف گدھے اور گائے کے خیال میں نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ ان کا خیال بے تعظیم اور حقیر ہوتا ہے، اور یہ غیر کی تعظیم و اجلال نماز میں ملحوظ و مقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے۔

..... ۱ عروج و زوال۔

..... ۲ ”تقویۃ الایمان“، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص ۲۲:

سے ہے خواہ اس کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور چلانا روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا فحش و منکست دینی اقبال و ادبار دینا مرادیں پوری کرنی حاجتیں بر لانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی۔

بُڑے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء و اولیاء کی بہر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر زندہ دنیا کرے اور اس کی منتیں مانے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک بالتصرف کہتے ہیں یعنی اس کا تصرف نہ کہ ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اس نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے

”قرآن مجید“ میں ہے:

﴿أَغْنِهِمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ﴾ (1)

”اُن کو اللہ و رسول اللہ نے غنی کر دیا اپنے فضل سے۔“

قرآن تو کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دولت مند کر دیا اور یہ کہتا ہے: ”جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے مشرک ہے۔“ تو اس کے طور پر قرآن مجید شرک کی تعلیم دیتا ہے...! قرآن عظیم میں ارشاد ہے:

﴿وَتُبْرَى الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۚ﴾ (2)

”اے عیسیٰ! تُو میرے حکم سے مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اچھا کر دیتا ہے۔“

اور دوسری جگہ ہے:

﴿أُبْرِئِ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ﴾ (3)

”عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں: میں اچھا کرتا ہوں، مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مردوں کو چلا دیتا ہوں، اللہ کے حکم سے۔“

اب قرآن کا تو یہ حکم ہے اور وہابیہ یہ کہتے ہیں کہ تندرست کرنا اللہ (عزوجل) ہی کی شان ہے، جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے مشرک ہے۔ اب وہابی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ثابت کیا تو اُس پر کیا حکم لگاتے ہیں...؟! اور لطف یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اگر اُن کو قدرت بخشی ہے، جب بھی شرک ہے تو معلوم نہیں کہ ان کے یہاں اسلام کس چیز کا نام ہے؟

”تقویۃ الایمان“ صفحہ ۱۱:

”گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بتائے ہیں، پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے، اُس پر شرک ثابت ہے، خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ

① پ ۱۰، التوبة: ۷۴.

② پ ۷، المائدة: ۱۱۰.

③ پ ۳، ال عمران: ۴۹.

ہی اس تعظیم کے لائق ہے، یا یوں کہ اُن کی اس تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے، ہر طرح شرک ہے۔“ (1)

متعدد صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمایا: کہ ”ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینے کو حرم کیا، اس کے بول کے درخت نہ کاٹے جائیں اور اس کا شکار نہ کیا جائے۔“ (2)

..... 1 ”تقویۃ الایمان“، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص ۲۳:

حجت اُسٹے پاؤں چلنا اور اس کے حجر دو پیش کے جھٹل کا
جب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ
بھگڑنا مواشی نہ چرانے سب کام اس نے اپنی عبادت کے
لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پروردگار کو یا
بحسوت دہری کو یا کسی کی بچی قبر کو یا بھوئی قبر کو یا کسی کے
تھان کو یا کسی کے چلے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو
یا نشان کو یا تابوت کو یا حجرہ کو یا کعبہ کو یا اس کے
نم کاروزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے
یا ایسے مکان میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں رشتہ
محرمے خلاف ڈالے چادر چڑھاوے اُن کے نام کی پھر مڑی
کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت اُسٹے پاؤں چلے اُن
کی قبر کو دوسرے دیوے موچھل بھٹلے اس پر شیمان کھڑا کرے
چو کھٹ کو دوسرے دیوے ہاتھ باندھ کر الٹا کرے مردمان کے
مجاورین کے پیٹھ رہے وہاں کے حجر دو پیش کے جھٹل کا ادب
محرمے اور اسی قسم کی باتیں محرمے سوا اس پر شرک ثابت
ہوتا ہے اس کو اگر اک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اس کی
تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہیوں مجھے کہ یہ آپ کی اس تعظیم
کے لائق ہیں یا یوں مجھے کہ اُن کی اس طرح تعظیم کرنے سے
اشنوخ ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اس کے شکاریں کھول
دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے چوتھی بات یہ کہ

2 عن جابر قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((إن إبراهيم حرم مكة، وإني حرمت المدينة ما بين لابتيها، لا يقطع
عضاهها ولا يصاد صيدها)).

”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي فيها بالبركة... إلخ، الحديث: ۱۳۶۲، ص ۷۰۹.
وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إني أحرم ما بين لابتي المدينة كما حرم إبراهيم حرمه لا يقطع
عضاهها ولا يقتل صيدها)). ”المسند“، للإمام أحمد بن حنبل، ج ۱، ص ۳۸۴، الحديث: ۱۵۷۳.
وفي رواية ”صحیح مسلم“، قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((..... اللهم إن إبراهيم حرم مكة فجعلها حراماً، وإني حرمت المدينة
حراماً ما بين مازميتها، أن لا يهراق فيها دم، ولا يحمل فيها سلاح لقتال، ولا تخبط فيها شجرة إلا لعلف، اللهم بارك لنا في مدينتنا،
اللهم بارك لنا في صاعنا، اللهم بارك لنا في مدنا، اللهم بارك لنا في صاعنا، اللهم بارك لنا في مدنا، اللهم بارك لنا في مدينتنا، اللهم
اجعل مع البركة بركتين، والذي نفسي بيده! ما من المدينة شعب ولا نقب إلا عليه ملكان يحرسانها حتى تقدموا إليها... إلخ)).
”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب الترغيب في سكنى المدينة... إلخ، الحديث: ۴۷۵، ص ۷۱۳-۷۱۴.

مسلمانو! ایمان سے دیکھنا کہ اس شرک فروش کا شرک کہاں تک پہنچتا ہے! تم نے دیکھا اس گستاخ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پر کیا حکم جڑا...؟!

”تقویۃ الایمان“ صفحہ ۸:

”پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے، بلکہ اُسی کا مخلوق اور اس کا بندہ سمجھتے تھے اور اُن کو اُس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا، یہی اُن کا کفر و شرک تھا، سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے، گو کہ اُس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔“ (۱)

یعنی جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت مانے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ عزوجل کے دربار میں ہماری سفارش فرمائیں گے تو معاذ اللہ اس کے نزدیک وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے، مسئلہ شفاعت کا صرف انکار ہی نہیں بلکہ اس کو شرک ثابت کیا اور تمام مسلمانوں صحابہ و تابعین و ائمہ دین و اولیاء و صالحین سب کو مشرک و ابوجہل بنا دیا۔

”تقویۃ الایمان“ صفحہ ۵۸:

”کوئی شخص کہے: فلا نے درخت میں کتنے پتے ہیں؟ یا آسمان میں کتنے تارے ہیں؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے، کہ

..... ۱ ”تقویۃ الایمان“، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص ۲۱:

کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اُسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اُس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ سو سمجھنا چاہیے کہ شرک

اللہ و رسول ہی جانے، کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے، رسول کو کیا خبر۔“ (1) سبحان اللہ...! خدائی اسی کا نام رہ گیا کہ کسی پیڑ کے پتے کی تعداد جان لی جائے۔

”تقویۃ الایمان“ صفحہ ۷:

”اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔“ (2) اس میں انبیائے کرام کے معجزات اور اولیا عظام کی کرامت کا صاف انکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَالْمُذَبِّبَاتِ أَمْرًا ۝﴾ (3)

”قسم فرشتوں کی جو کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔“

تو یہ قرآن کریم کو صاف رد کر رہا ہے۔

1..... ”تقویۃ الایمان“، فصل ۵: شرک فی العادات کی برائی کا بیان، ص ۵۵:

ف یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سوا اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائیے گو کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلاں کے دل میں کیا ہے یا فلاں کی شادی کب ہوگی یا فلاں نے درخت میں کتے چتے ہیں یا آسمان میں کتے مارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ

2..... ”تقویۃ الایمان“، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص ۲۰:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی

3..... پ ۳۰، النزعت: ۵.

صفحہ ۲۲: ”جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔“ (۱)

تعب ہے کہ وہابی صاحب تو اپنے گھر کی تمام چیزوں کا اختیار رکھیں اور مالک ہر دوسرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی چیز کے مختار نہیں!.....

اس گروہ کا ایک مشہور عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (۲).....

① ”تقویۃ الایمان“، باب اول، فصل ۴: شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص ۴۳:

نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں

② مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں اللہ عزوجل کے لیے امکان کذب کو ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

مخفی نہیں پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام و صوفیائے کرام و علما و عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے
کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے

اور دوسرے مقام پر لکھا:

کذب لازم آئے مگر آیت اولیٰ سے اس کا تحت قدرت باری تعالیٰ داخل ہونا معلوم ہوا پس
کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ مل و علی ہے کیوں نہ ہو دھو علی کل شیء قدیر

”فتاویٰ رشیدیہ“، کتاب العقائد، ص ۲۱۰ - ۲۱۱۔

اسی طرح اسماعیل دہلوی نے اپنے رسالہ ”یک روزہ“ (فارسی) میں اللہ تعالیٰ کی طرف امکان کذب کی نسبت کرتے ہوئے لکھا:

قوله - وهو محال لانه نقص والنقص عليه تعالى محال -

اقول اگر مراد از محال متمنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست
پس لایسلم کہ کذب مذکور محال یعنی مسطور باشد چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ واقعہ و القائے
آں بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الہیہ نیست والا لازم آئے کہ قدرت انسانی از قدرت
از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ لواقعہ و القائے آں بر مخاطبین در قدرت
اکثر قزوا انسانی است۔ کذب مذکور لے منافی حکمت است پس متمنع بالخیر است۔
بہذا عدم کذب و الذکالات حضرت حق سبحانہ و شانہ و اہل شانہ بآں مدح
کند مخالف احرص و محاد کہ ایشان را کہے بعدم کذب مدح نے کنندہ و نیز ظاہر است

یعنی: میں (اسماعیل دہلوی) کہتا ہوں: اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ ہے کہ (جھوٹ) اللہ کی قدرت کے تحت داخل نہیں، پس ہم (اللہ کے لئے) مذکورہ کذب کو محال نہیں مانتے کیونکہ واقع کے خلاف کوئی قضیہ خبر بنانا اور اس کو فرشتوں اور انبیاء پر القاء کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خارج نہیں ورنہ لازم آئیگا کہ انسانی قدرت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زائد ہو جائے۔ رسالہ ”یک روزہ“، ص ۱۷۔

اللہ عز وجل مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔

ہم اہلسنت والجماعت کے نزدیک اللہ عز وجل کی طرف کذب کی نسبت کرنا منع ہے کہ اللہ عز وجل کے لیے جھوٹ بولنا محال ہے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان جمید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا﴾ پ ۵، النساء: ۱۲۲۔ ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا﴾ پ ۵، النساء: ۸۷۔ ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

فی ”تفسیر روح البیان“، ج ۲، ص ۲۵۵، و ”تفسیر البیضاوی“، ج ۲، ص ۲۲۹، تحت هذه الآية: ﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا﴾، إنكار أن يكون أحد أكثر صدقاً منه، فإنه لا يتطرق الكذب إلى خبره بوجه؛ لأنه نقص وهو على الله محال۔

یعنی: اللہ تعالیٰ اس آیت میں انکار فرماتا ہے کہ کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو، اس کی خبر میں تو جھوٹ کا کوئی شائبہ تک نہیں اس لیے کہ جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے۔

وفي ”تفسير الخازن“، ج ۱، ص ۴۱۰، تحت هذه الآية: ﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا﴾، يعني: لا أحد أصدق من الله فإنه لا يخلف الميعاد ولا يجوز عليه الكذب۔

یعنی: مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی سچا نہیں، بیشک وہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور نہ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

وفي ”تفسير أبي السعود“، ج ۱، ص ۵۶۱، تحت هذه الآية: ﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا﴾، إنكار لأن يكون أحد أصدق منه تعالى في وعده وسائر أخباره وبيانه لاستحالة كيف لا والكذب مُحالٌ عليه سبحانه دون غيره۔ یعنی: اس آیت سے ثابت ہوا کہ وعدہ، اور کسی طرح کی خبر دینے میں، اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کوئی نہیں اور اس کے محال ہونے کی وضاحت بھی ہے اور کیسے نہ ہو کہ جھوٹ بولنا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے محال ہے بخلاف دوسروں کے۔

﴿فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ﴾ پ ۱، البقرة: ۸۰۔ ترجمہ کنز الایمان: جب تو اللہ ہر گز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا۔

في ”تفسير الكبير“، ج ۱، ص ۵۶۷، تحت هذه الآية: ﴿فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ﴾، يدل على أنه سبحانه وتعالى منزّه عن الكذب وعده ووعدته، قال أصحابنا: لأن الكذب صفة نقص، والنقص على الله محال۔

یعنی: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ اللہ ہر گز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا اس مدعا پر واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہر وعدے اور وعید میں جھوٹ سے پاک ہے ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جھوٹ صفت نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے۔

بلکہ اُن کے ایک سرغنہ نے تو اپنے ایک فتوے میں لکھ دیا کہ: ”وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے، جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا، ایسے کو تھلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔“ (1)

سبحان اللہ!... خدا کو جھوٹا مانا، پھر بھی اسلام و سنت و صلاح کسی بات میں فرق نہ آیا، معلوم نہیں ان لوگوں نے کس چیز کو خدا ٹھہرا لیا ہے!

ایک عقیدہ ان کا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء نہیں مانتے۔ (2) اور یہ صریح کفر ہے۔ (3)

فی ”تفسیر الکبیر“، ج ۶، ص ۵۲۱: (المؤمن لا يجوز أن يظن بالله الكذب، بل يخرج بذلك عن الإيمان).
فی ”شرح المقاصد“، المبحث السادس في أنه تعالى متكلم: (الكذب محال بإجماع العلماء؛ لأن الكذب نقص باتفاق العقلاء وهو على الله تعالى محال اه)، ملخصاً.

یعنی: جھوٹ باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ ملخصاً.

وفي مقام آخر: (محال هو جهله أو كذبه تعالى عن ذلك)

یعنی: اللہ تبارک و تعالیٰ کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں برتری ہے اسے ان سے۔

وفي شرح عقائد نسفيه: (كذب كلام الله تعالى محال اه) ملخصاً یعنی: کلام الہی کا کذب محال ہے، ملخصاً.

وفي ”طوالع الأنوار“: (الكذب نقص والنقص على الله تعالى محال اه). یعنی: جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔

وفي ”المسامرة“ بشرح ”المسامرة“، ص ۲۰۵: (وهو أي: الكذب (مستحيل عليه) تعالى (لأنه نقص)).

یعنی: اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے اس لیے کہ یہ عیب ہے۔

وفي مقام آخر، ۳۹۳: (يستحيل عليه سبحانه سمات النقص كالجهل والكذب).

یعنی: جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل و کذب سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔

مزید تفصیل کے لیے شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کا ”فتاویٰ رضویہ“ میں دیا

گیار سالہ: ”سبحن السبوح عن کذب عیب مقبوح“، ج ۱۵ کا مطالعہ کریں۔

①..... یہ الفاظ اس نے اپنے ایک فتوے میں کہے تھے، اگر کسی کو یہ عبارت دیکھنی ہو تو ہندوستانی حضرات، پہلی بھیت اور پاکستانی حضرات دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں تشریف لے جا کر اطمینان کر سکتے ہیں۔

②..... ”تحذیر الناس“، خاتم النبیین کا معنی، ص ۴ - ۵.

③..... فی ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب السیر، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج ۲، ص ۲۶۳: (سمعت بعضهم يقول: إذا لم يعرف الرجل أن محمداً صلى الله عليه وسلم آخر الأنبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم كذا في ”اليتيمة“).

چنانچہ ”تخذیر الناس“ ص ۲ میں ہے:

”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدّم یا تاخّر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں ﴿وَلَكِنْ رُسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (۲) فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ ہاں! اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخّر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔“ (۳)

= وفي ”الشفاء“، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص ۲۸۵: (كذلك من ادعى نبوة أحد مع نبينا صلى الله عليه وسلم أو بعده (إلى قوله) فهو لاء كلهم كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم؛ لأنه أخبر صلى الله عليه وسلم أنه خاتم النبيين لا نبي بعده وأخبر عن الله تعالى أنه خاتم النبيين).

وفي ”المعتقد المتقدم“، ص ۱۲۰: (الحجج التي ثبت بها بطريق التواتر نبوته ثبت بها أيضاً أنه آخر الأنبياء في زمانه وبعده إلى يوم القيامة لا يكون نبي، فمن شك فيه يكون شاكاً فيها أيضاً، وأيضاً من يقول إنه كان نبي بعده أو يكون، أو موجود، وكذا من قال يمكن أن يكون فهو كافر، هذا شرط صحة الإيمان بخاتم الأنبياء محمد صلى الله عليه وسلم).

۱..... ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

①..... کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم لکھنا یا صرف ص لکھنا ناجائز و حرام ہے جیسا کہ ”حاشیہ الطحطاوی“ میں ہے:

(ویکره الرمز بالصلاة والترضي بالكتابة، بل يكتب ذلك كله بكماله، وفي بعض المواضع عن ”التتارخانية“: من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر؛ لأنه تخفيف وتخفيف الأنبياء كفر بلا شك ولعله إن صحّ النقل فهو مقيد بقصده وإلا فالظاهر أنه ليس بكفر وكون لازم الكفر كقراً بعد تسليم كونه مذهباً مختاراً محله إذا كان اللزوم بينا نعم الاحتياط في الاحتراز عن الإيهام والشبهة). ”حاشیہ الطحطاوی“ علی ”الدر المختار“، مقدمة الكتاب، ج ۱، ص ۶.

و ”الفتاوی الرضویة“، ج ۶، ص ۲۲۱ - ۲۲۲، ج ۲۳، ص ۳۸۷ - ۳۸۸.

②..... پ ۲۲، الأحزاب: ۴۰.

③..... ”تخذیر الناس“، خاتم النبیین کا معنی، ص ۴ - ۵.

سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدّم یا تاخّر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ﴿وَلَكِنْ رُسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخّر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے

پہلے تو اس قائل نے خاتم النبیین کے معنی تمام انبیاء سے زماناً متأخر ہونے کو خیالِ عوام کہا اور یہ کہا کہ اہلِ فہم پر روشن ہے کہ اس میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہی معنی بکثرت احادیث میں ارشاد فرمائے^(۱) تو معاذ اللہ اس قائل نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو عوام میں داخل کیا اور اہلِ فہم سے خارج کیا، پھر اس نے ختمِ زمانی کو مطلقاً فضیلت سے خارج کیا، حالانکہ اسی متأخرِ زمانی کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مقامِ مدح میں ذکر فرمایا۔

پھر صفحہ ۴ پر لکھا: ”آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سو آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔“^(۲)

①..... عن أبي هريرة رضي الله عنه، أنَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إِنَّ مِثْلِي وَمِثْلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمِثْلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وَضَعْتَ هَذِهِ اللَّبَنَةَ قَالَ فَأَنَا اللَّبَنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ)).

”صحيح البخاري“، كتاب المناقب، باب خاتم النبیین، ج ۲، ص ۴۸۴، الحديث: ۳۵۳۵.
وفي رواية: عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أَنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)).

”سنن الترمذي“، كتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون، الحديث: ۲۲۲۶، ج ۴، ص ۹۳.
وفي رواية: عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)).
”المعجم الكبير“ للطبراني، الحديث: ۳۰۲۶، ج ۳، ص ۱۷۰.
وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يَا فَاطِمَةُ وَنَحْنُ أَهْلُ بَيْتٍ قَدْ أَعْطَانَا اللَّهُ سَبْعَ خِصَالٍ لَمْ يُعْطَ أَحَدٌ قَبْلَنَا، وَلَا يُعْطَى أَحَدٌ بَعْدَنَا، أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ... إلخ)).

”المعجم الكبير“ للطبراني، الحديث: ۲۶۵۷، ج ۳، ص ۵۷.
وفي رواية: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ)).
”المعجم الأوسط“، للطبراني، ج ۱، ص ۶۳، الحديث: ۱۷۰.

②..... پہلے تو بالذات کا پردہ رکھا تھا پھر کھیل کھیل کر اسے مقامِ مدح میں ذکر کرنا کسی طرح صحیح نہیں تو ثابت ہوا کہ وہ اصلاً کوئی فضیلت نہیں ۱۲ امنہ
”تذویر الناس“، خاتم النبیین کا معنی، ص ۶:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت کو تصور فرمائیے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔ اور سو آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اور دوسری کی

صفحہ ۱۶: ”بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“ (1)

صفحہ ۳۳: ”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائیکہ آپ کے معاصر (2) کسی اور زمین میں، یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔“ (3)

لطف یہ کہ اس قائل نے ان تمام خرافات کا ایجاد بندہ ہونا خود تسلیم کر لیا۔

صفحہ ۳۴ پر ہے: ”اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو اُن کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفلِ نادان (4) نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا...؟!۔“

گاہِ باشد کہ کو دکِ نادان
بغلط برہدفِ زندِ تیرے (5)

1..... ”تخذیر الناس“، خاتم النبیین ہونے کا حقیقی مفہوم... إلخ، ص ۱۸:

عمر کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاءِ گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہو گا۔ بلکہ اگر
بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا
بدستور باقی رہتا ہے۔ مگر بھیہ اطلاق خاتم النبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ

2..... ہم زمانہ۔

3..... ”تخذیر الناس“، روایت حضرت عبداللہ ابن عباس کی تحقیق، ص ۳۴:

بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی
خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی
زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونوں مثبت خاتمیت ہے معاصرین و مخالفین

4..... نا سمجھ بچہ۔

5..... ممکن ہے کہ نادان بچہ غلطی سے تیر کو نشانہ پر مارے۔

ہاں! بعد وضوحِ حق (۱) اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اگلے کہہ گئے تھے، میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانونِ محبتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے، ویسے بھی اپنی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دینی ہے۔“ (۲)

یہیں سے ظاہر ہو گیا جو معنی اس نے تراشے، سلف میں کہیں اُس کا پتا نہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک جو سب سمجھے ہوئے تھے اُس کو خیالِ عوام بتا کر رد کر دیا کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں، اس قائل پر علمائے حرمین طہیین نے جو فتویٰ دیا وہ ”حُسام الحرمین“ (۳) کے مطالعہ سے ظاہر اور اُس نے خود بھی اسی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں اپنا اسلام برائے نام تسلیم کیا۔ (۴)

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ان نام کے مسلمانوں سے اللہ (عزوجل) بچائے۔

① حق ظاہر ہونے کے بعد۔

② ”تخذیر الناس“، روایت حضرت عبداللہ ابن عباس کی تحقیق، ص ۳۵:

فسخ اپنا یہ وطیرہ نہیں نقصانِ شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز اگر بوجہ کم التفق
بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا۔ اور کسی فضل
نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔
گاد یا شد کہ کو دک نادان بخلط برصہ و زمر تیر سے
ہاں بعد وضوحِ حق اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اگلے
کہہ گئے تھے میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانون
محبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے ویسے بھی اپنی عقل و فہم
کی خوبی پر گواہی دیتی ہے۔ پھر بایں ہمہ یہ اثر اگر حیرت بظاہر موقوف ہے مگر مامعنے

③ اس کتاب کے مصنف شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن ہیں، یہ ایک فتویٰ ہے جس پر علمائے حرمین شریفین کی لاجواب تصدیقات ہیں، اس کا پورا نام ”حُسام الحرمین علی منحر الکفر والمین“ ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے مفید ہے۔

④ ”تخذیر الناس“، تفسیر بالرائے کا مفہوم ص ۴۵.

اسی کتاب کے صفحہ ۵ پر ہے: ”کہ انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں، بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“ (۱)

اور سنیے! ان قائل صاحب نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نبوت کو قدیم اور دیگر انبیاء کی نبوت کو حادث بتایا۔

صفحہ ۷ میں ہے: ”کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے۔“ (۲)

کیا ذات و صفات کے سوا مسلمانوں کے نزدیک کوئی اور چیز بھی قدیم ہے...؟! نبوت صفت ہے اور صفت کا وجود بے موصوف محال، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت قدیم غیر حادث ہوئی تو ضرور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی حادث نہ ہوئے، بلکہ ازلی ٹھہرے اور جو اللہ (عزوجل) و صفات الہیہ کے سوا کسی کو قدیم مانے باجماع مسلمین کافر ہے۔ (۳)

..... ① ”تحذیر الناس“، نبوت کمالات علمی میں سے ہے، ص ۷:

فرمائیے۔ دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو
عام ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی
ہو جانے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ اور اگر قوت عملی اور ہمت میں انبیاء انبیوں سے زیادہ بھی

..... ② ”تحذیر الناس“، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت وصف ذاتی ہے، ص ۹:

كنت نبی و آدم بن الساء والطین بھی اسی جانب متشیر ہے کیونکہ فرق قدم نبوت
اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے کہ ایک جا یہ

..... ③ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: ”باجماع مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے۔“ ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۱۴، ص ۲۶۶:

اسی طرح ایک اور مقام پر نقل فرماتے ہیں کہ: ”آئمہ دین فرماتے ہیں: ”جو کسی غیر خدا کو ازلی کہے باجماع مسلمین کافر ہے۔“ ”شفا“ و ”نسیم“ میں فرمایا: (من اعترف بالهية الله تعالى ووحدانيته لكنه اعتقد قديماً غيره (أي: غير ذاته وصفاته، إشارة إلى مذهب إليه الفلاسفة من قديم العالم والعقول) أو صانعاً للعالم سواه (كالفلاسفة الذين يقولون: إن الواحد لا يصدر عنه إلا واحد) فذلك كله كفر (ومعتقد كافر باجماع المسلمين، كالإلهيين من الفلاسفة والطبايعين) اه ملخصاً. یعنی: جس نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت و وحدانیت کا اقرار کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے غیر کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھا (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے علاوہ، یہ فلاسفہ کے مذہب یعنی عالم و عقول کے قدیم ہونے کی طرف اشارہ ہے) یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو صانع عالم مانا (جیسے فلاسفہ جو کہہتے ہیں واحد سے نہیں صادر ہوتا ہے مگر واحد) تو یہ سب کفر ہے، (اور اس کے معتقد کے کافر ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے جیسے فلاسفہ کا فرقہ الہیہ اور فرقہ طباعیہ) اه، تلخیص (ت)۔ ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۲۷، ص ۱۳۱۔
انظر للتفصيل ”الکوکبة الشهابیة“ ج ۱۵، ص ۱۶۷، و ”سل السیوف“ ج ۱۵، ص ۲۳۹ فی ”الفتاویٰ الرضویة“۔

اس گروہ کا یہ عام شیوہ ہے کہ جس امر میں محبوبانِ خدا کی فضیلت ظاہر ہو، طرح طرح کی جھوٹی تاویلات سے اسے باطل کرنا چاہیں گے اور وہ امر ثابت کریں گے جس میں تنقیص (1) ہو، مثلاً ”براہین قاطعہ“ صفحہ ۵۱ میں لکھ دیا کہ:

”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں۔“ (2)

اور اُس کو شیخ محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف غلط منسوب کر دیا، بلکہ اُسی صفحہ پر وسعتِ علمِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت یہاں تک لکھ دیا کہ:

”الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علمِ محیطِ زمین کا فخرِ عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے...؟! کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعتِ نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کوئی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“ (3)

جس وسعتِ علم کو شیطان کے لیے ثابت کرتا اور اُس پر نص ہونا بیان کرتا ہے، اُسی کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شرک بتاتا ہے تو شیطان کو خدا کا شریک مانا اور اُسے آیت و حدیث سے ثابت جانا۔ بے شک شیطان کے بندے شیطان کو مستقل خدا نہیں تو خدا کا شریک کہنے سے بھی گئے گزرے، ہر مسلمان اپنے ایمان کی آنکھوں سے دیکھے کہ اس قاتل نے ابلیسِ لعین کے علم کو

..... 1 عظمت و شان گھٹانا۔

..... 2 ”براہین قاطعہ“ بجواب ”انوار ساطعہ“، مسئلہ علم غیب، ص ۵۵:

علیہ السلام فرماتے ہیں ولھما ادری ما یفعل بی ولا ھما جھل الخدیث اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلسِ جناح کا مسئلہ بھی بحرِ رائق وغیرہ کتب سے لکھا گیا تیسرے اگر افضلیت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان اگر چہ اسے

..... 3 ”براہین قاطعہ“ بجواب ”انوار ساطعہ“، مسئلہ علم غیب، ص ۵۵:

دور از علم و عقل ہے، الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علمِ محیطِ زمین کا فخرِ عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ؟ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعتِ نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کوئی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور خاصہ کی تصریح تہذیب

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زائد بتایا یا نہیں؟ ضرور زائد بتایا! اور شیطان کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا! اور پھر اس شرک کو نص سے ثابت کیا۔ یہ تینوں امر صریح کفر اور قائل یقینی کافر ہے۔ کون مسلمان اس کے کافر ہونے میں شک کرے گا...؟! ”حفظ الایمان“ صفحہ ۷ میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے علم کی نسبت یہ تقریر کی:

”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زید و عمرو، بلکہ ہر صبی و مجنون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔“ (۱)

مسلمانو! غور کرو کہ اس شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کیسی صریح گستاخی کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جیسا علم زید و عمرو تو زید و عمرو، ہر بچے اور پاگل، بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے حاصل ہونا کہا۔ کیا ایمانی قلب ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک کر سکتے ہیں...؟ ہر گز نہیں! اس قوم کا یہ عام طریقہ ہے کہ جس چیز کو اللہ و رسول (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منع نہیں کیا، بلکہ قرآن و حدیث سے اس کا جواز ثابت، اُس کو ممنوع کہنا تو درکنار، اُس پر شرک و بدعت کا حکم لگا دیتے ہیں، مثلاً مجلس میلاد شریف اور قیام و ایصالِ ثواب و زیارتِ قبور و حاضریِ بارگاہِ بیکس پناہ سرکارِ مدینہ طیبہ، و عرسِ بزرگانِ دین و فاتحہٴ سوم و چہلم، و استمدادِ بار و اراحِ انبیاء و اولیاء اور مصیبت کے وقت انبیاء و اولیاء کو پکارنا وغیرہا، بلکہ میلاد شریف کی نسبت تو ”براہینِ قاطعہ“ صفحہ ۱۲۸ میں یہ ناپاک لفظ لکھے:

”پس یہ ہر روزِ اعادہ ولادت کا تو مثلِ ہنود کے، کہ سانگ گنہیا (۲) کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں، یا مثل

۱..... ”حفظ الایمان“، جواب سوال سوم، ص ۱۳:

مٹا دیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون (یا کل)، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے

۲..... کنہیا ہندوؤں کے ایک اوتار سری کرشن کا لقب ہے، یہ لوگ ہر سال وقتِ معین پر اُس کی پیدائش کا ڈرامہ کرتے ہیں۔

روافض کے، کہ نقلِ شہادتِ اہلبیت ہر سال بناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ ^(۱) آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود حرکتِ قبیحہ، قابلِ لوم ^(۲) حرام و فسق ہے، بلکہ یہ لوگ اُس قوم سے بڑھ کر ہوئے، وہ تو تاریخِ معین پر کرتے ہیں، ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں، جب چاہیں یہ خرافاتِ فرضی بتاتے ہیں۔“ ^(۳)

①..... یعنی تماشا۔

②..... بُری حرکت، ملامت کے لائق۔

③..... ”براہین قاطعہ“، نقلِ فتویٰ رشید احمد گنگوہی... إلخ، ص ۱۵۲۔

ہوتا چاہیے اب ہر روز کوئی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز عادہ ولادت کا تو مثل ہندو کے کہ سانگ گنپیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثلِ روافض کے کہ نقلِ شہادتِ اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود حرکتِ قبیحہ قابلِ لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخِ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہے یہ خرافاتِ فرضی بتاؤ ہیں اور اس پر شرع میں کہیں نقلیہ ہی نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھہرا کہ حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے بلکہ یہ شرع میں حرام ہے لہذا

(۴) غیر مقلدین: یہ بھی وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے، وہ چند باتیں جو حال میں وہابیہ نے اللہ عزوجل اور نبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کی ہیں، غیر مقلدین سے ثابت نہیں، باقی تمام عقائد میں دونوں شریک ہیں اور ان حال کے اشد دیوبندی کفروں میں بھی وہ یوں شریک ہیں کہ ان پر ان قائلوں کو کافر نہیں جانتے اور ان کی نسبت حکم ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ ایک نمبر ان کا زائد یہ ہے کہ چاروں مذہبوں سے جدا، تمام مسلمانوں سے الگ انھوں نے ایک راہ نکالی، کہ تقلید کو حرام و بدعت کہتے اور ائمہ دین کو سب و شتم سے یاد کرتے ہیں۔ مگر حقیقت تقلید سے خالی نہیں، ائمہ دین کی تقلید تو نہیں کرتے، مگر شیطان لعین کے ضرور مقلد ہیں۔ یہ لوگ قیاس کے منکر ہیں اور قیاس کا مطلقاً انکار کفر^(۱) تقلید کے منکر ہیں اور تقلید کا مطلقاً انکار کفر^(۲)۔

مسئلہ: مطلق تقلید فرض ہے^(۳) اور تقلید شخصی واجب۔^(۴)

ضروری تنبیہ: وہابیوں کے یہاں بدعت کا بہت خرچ ہے، جس چیز کو دیکھیے بدعت ہے، لہذا بدعت کسے کہتے ہیں اسے بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بدعت مذمومہ و قبیحہ وہ ہے، جو کسی سنت کے مخالف و مزاحم ہو^(۵) اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔ اور مطلق بدعت تو مستحب، بلکہ سنت، بلکہ واجب تک ہوتی ہے۔^(۶).....

①..... فی "الفتاویٰ الہندیۃ"، الباب التاسع، أحكام المرتدین، ج ۲، ص ۲۷۱: (رجل قال: قیاس اُبی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ حق نیست یکفر کذا فی "التارخانیۃ"). "الفتاویٰ الرضویۃ"، کتاب السیر، ج ۱۴، ص ۲۹۲.

②..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، کتاب السیر، ج ۱۴، ص ۲۹۰.

③..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱۱، ص ۴۰۴، ج ۲۹، ص ۳۹۲.

④..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۶، ص ۷۰۳ - ۷۰۴.

⑤..... فی "المرقاة"، کتاب الإیمان، ص ۳۶۸: (قال الشافعی رحمہ اللہ: (ما أحدث مما یخالف کتاب أو السنة أو الأثر أو الإجماع فهو ضلالة، وما أحدث من الخیر مما لا یخالف شیئاً من ذلك فلیس بمذموم).

⑥..... فی "المرقاة"، کتاب الإیمان، ص ۳۶۸: (قال الشیخ عز الدین بن عبد السلام فی آخر کتاب القواعد: البدعة إمّا واجبة کتعلم النحو لفہم کلام اللہ ورسولہ، وکتدوین أصول الفقه و الکلام فی الجرح والتعدیل، وإمّا محرمة کمذهب الجبرية والقدرية والمرجئة والمجسمة، والرد علی هؤلاء من البدع الواجبة؛ لأن حفظ الشریعة من هذه البدع فرض کفاية، وإمّا مندوبة کأحداث الربط والمدارس، وکل إحسان لم یعهد فی الصدر الأول وکالتراویح أي: بالجماعة العامة و الکلام فی دقائق

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت فرماتے ہیں:

((نُعْمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ.))⁽¹⁾

”یہ اچھی بدعت ہے۔“

حالانکہ تراویح سنتِ مؤکدہ ہے⁽²⁾، جس امر کی اصل شرع شریف سے ثابت ہو وہ ہرگز بدعتِ قبیحہ نہیں ہو سکتا، ورنہ خود وہابیہ کے مدارس اور اُن کے وعظ کے جلسے، اس ہیأتِ خاصہ کے ساتھ ضرور بدعت ہوں گے۔ پھر انھیں کیوں نہیں موقوف کرتے...؟ مگر ان کے یہاں تو یہ ٹھہری ہے کہ محبوبانِ خدا کی عظمت کے جتنے اُمور ہیں، سب بدعت اور جس میں ان کا مطلب ہو، وہ حلال و سنت۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

الصوفية، وإما مكروهة كزخرفة المساجد وتزويق المصاحف يعني عند الشافعية، وأما عند الحنفية فمباح، والتوسع في لذائذ المأكول والمشارب والمساكن وتوسيع الأكمام، وقد اختلف في كراهة بعض ذلك أي: كما قدمنا،..... وقال عمر رضي الله عنه في قيام رمضان: نعمت البدعة. وروي عن ابن مسعود: ((ما رآه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن))، وفي حديث مرفوع: ((لا يجتمع أمتي على الضلالة)) رواه مسلم، ملخصاً.

①..... عن عبد الرحمن بن عبد القاري أنه قال: خرجت مع عمر بن الخطاب في رمضان إلى المسجد، فإذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه، ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط، فقال عمر: (والله إني لأراني لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان أمثل، فجمعهم على أبي بن كعب، قال ثم خرجت معه ليلة أخرى والناس يصلون بصلاة قارئهم فقال عمر: نعمت البدعة هذه، والتي تنامون عنها أفضل من التي تقومون يعني آخر الليل وكان الناس يقومون أوله).

”الموطأ“ للإمام مالك، كتاب الصلاة في رمضان، باب ما جاء في قيام رمضان، الحديث: ٢٥٥، ج ١، ص ١٢٠.

و”صحيح البخاري“، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، الحديث: ٢٠١٠، ج ٢، ص ١٥٧.

②..... في ”الدر المختار“، كتاب الصلاة، مبحث صلاة التراويح، (التروايح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعاً). ج ٢، ص ٥٩٦-٥٩٧.

امامت کا بیان

امامت دو قسم ہے:

(۱) صغریٰ۔ (۲) کبریٰ۔ (۱)

امامتِ صغریٰ، امامتِ نماز ہے (۲)، اس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ کتابُ الصلاة میں آئے گا۔

امامتِ کبریٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابتِ مطلقہ، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام اُمورِ دینی و دنیوی میں حسبِ شرع تصرفِ عام کا اختیار رکھے اور غیرِ معصیت میں اُس کی اطاعت، تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو۔ (۳) اس امام کے لیے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی، علوی، معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔ (۴) ان کا شرط کرنا روافض کا مذہب ہے، جس سے اُن کا یہ مقصد ہے کہ برحق اُمراءِ مؤمنین خلفائے ثلاثہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق

① (ہی صغریٰ و کبریٰ). "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۳۱.

② (والصغریٰ ربط صلاة المؤمن بالإمام) "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۳۷.

③ فی "المقاصد"، الفصل الرابع فی الإمامة، ج ۳، ص ۴۹۶: (الإمامة: وهي رئاسة عامة في أمر الدين والدنيا خلافة عن النبي صلى الله عليه وسلم).

وفي "المسامرة"، الأصل السابع فی الإمامة، ص ۲۹۵: (الإمامة بأنها خلافة الرسول في إقامة الدين وحفظ حوزة الملة بحيث يجب اتباعه على كافة الأمة).

و "رد المحتار"، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۳۲.

وفي "شرح المقاصد"، الفصل الرابع فی الإمامة، ج ۳، ص ۴۷۰: (يجب طاعة الإمام ما لم يخالف حكم الشرع).

④ فی "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۳۳: (ويشترط كونه مسلماً حراً ذكراً عاقلاً بالغاً قادراً قرشياً، لا هاشمياً علویاً معصوماً).

وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث الإمامة، ص ۱۵۶: (ولا يشترط أن يكون هاشمياً أو علویاً، ولا يشترط في الإمام أن يكون معصوماً). ملقطاً.

وفي "المعتقد المنتقد"، الباب الرابع فی الإمامة، ص ۱۹۰-۱۹۱: (ولا يشترط كونه هاشمياً، ولا معصوماً؛ لأن العصمة من خصائص الأنبياء). ملقطاً.

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت سے جدا کریں^(۱)، حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔^(۲) مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُن کی خلافتیں تسلیم کیں^(۳).....

①..... فی ”رد المحتار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج ۲، ص ۳۳۳ - ۳۳۴: (قوله: لا هاشمياً... الخ) أي: لا يشترط كونه هاشمياً: أي: من أولاد هاشم بن عبد مناف كما قالت الشيعة نفيّاً لإمامة أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله تعالى عنهم، ولا علويّاً: أي: من أولاد عليّ بن أبي طالب كما قال به بعض الشيعة نفيّاً لخلافة بني العباس، ولا معصوماً كما قالت الإسماعيلية والاثنا عشرية: أي: الإمامية).

②..... فی ”شرح المقاصد“، المبحث الثاني، الشروط التي تجب في الإمام، ج ۳، ص ۴۸۲: (و كفى بإجماع المسلمين على إمامة الأئمة الثلاثة حجة عليهم).

③..... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، عظیم المرتبت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ شریف میں فرماتے ہیں: امام اسحاق بن راہویہ و دارقطنی و ابن عساکر و غیر ہم بطریق عدیدہ و اسانید کثیرہ راوی، دو شخصوں نے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ان کے زمانہ خلافت میں دوبارہ خلافت استفسار کیا: اعدہ عہدہ إليك النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أم رأي رأيته. کیا یہ کوئی عہد و قرار داد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا آپ کی رائے ہے فرمایا: بل رأي رأيته بلکہ ہماری رائے ہے أما أن يكون عندي عهد من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عهدہ إلى في ذلك فلا، واللہ لئن كنت أول من صدّق به فلا أكون أول من كذب عليه. رہا یہ کہ اسباب میں میرے لئے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی عہدہ قرار داد فرما دیا ہو سو خدا کی قسم ایسا نہیں، اگر سب سے پہلے میں نے حضور کی تصدیق کی تو میں سب سے پہلے حضور پر افتراء کرنے والا نہ ہوں گا، ولو كان عندي منه عهد في ذلك ما تركت أخا بني تميم بن مرة وعمر بن الخطاب يثوبان على منبره ولقاتلتهم بيدي ولولم اجد إلا بردتي هذه. اور اگر اسباب میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے میرے پاس کوئی عہد ہوتا تو میں ابو بکر و عمر کو منبر اطہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جست نہ کرنے دیتا اور بیشک اپنے ہاتھ سے اُن سے قتال کرتا اگر چہ اپنی اس چادر کے سوا کوئی ساتھی نہ پاتا و لکن رسول اللہ صلى الله تعالى عليه وسلم لم يقتل قتلاً ولم يمت فجأة مكث في مرضه أياماً وليالي يأتيه المؤذن فيؤذنه بالصلاة فيأمر أبا بكر فيصلي بالناس وهو يرى مكاني ثم يأتيه المؤذن فيؤذنه بالصلاة فيأمر أبا بكر فيصلي بالناس وهو يرى مكاني بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ کچھ قتل نہ ہوئے نہ یکا یک انتقال فرمایا بلکہ کئی دن رات حضور کو مرض میں گزرے، مؤذن آتا نماز کی اطلاع دیتا، حضور ابو بکر کو امامت کا حکم فرماتے حالانکہ میں حضور کے پیش نظر موجود تھا، پھر مؤذن آتا اطلاع دیتا حضور ابو بکر ہی کو امامت دیتے حالانکہ میں کہیں غائب نہ تھا، ولقد أرادت امرأة من نسائه أن تصرفه عن أبي بكر فأبى وغضب وقال: أنتن صواحب يوسف مروا أبا بكر فليصل بالناس. اور خدا کی قسم ازواج مطہرات میں سے ایک بی بی نے اس معاملہ کو ابو بکر سے پھیرنا چاہا تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ مانا اور غضب کیا اور فرمایا تم وہی یوسف (علیہ السلام) والیاں ہو، ابو بکر کو حکم دو کہ امامت کرے، فلما قبض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نظرنا في أمورنا فاخترنا لدنيا نا من رضىه رسول الله

اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا، مولیٰ علی، علوی کیسے ہو سکتے ہیں! رہی عصمت، یہ انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے، جس کو ہم پہلے بیان کر آئے (1)، امام کا معصوم ہونا و افض کا مذہب ہے۔ (2)

مسئلہ (۱): محض مستحق امامت ہونا امام ہونے کے لیے کافی نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ اہل حل و عقد (3) نے اُسے امام مقرر کیا ہو، یا امام سابق نے۔ (4)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لدیننا فکان للصلوة عظیم الإسلام وقوام الدین، فبايعنا أبا بكر رضي الله تعالى عنه فكان لذلك أهلاً لم يختلف عليه منا اثنان. پس جبکہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا، ہم نے اپنے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے اسے پسند کر لیا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بزرگی اور دین کی درستی تھی لہذا ہم نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی اور وہ اس کے لائق تھے ہم میں کسی نے اس بارہ میں خلاف نہ کیا۔ یہ سب کچھ ارشاد کر کے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الاسمی نے فرمایا: فاذیت إلی أبي بكر حقه وعرفت له طاعته وغزوت معه في جنوده و كنت اخذاً إذا أعطاني وأغزو إذا غزاني وأضرب بين يديه الحدود بسوطي. پس میں نے ابو بکر کو ان کا حق دیا اور ان کی اطاعت لازم جانی اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے لشکروں میں جہاد کیا جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے میں لے لیتا اور جب مجھے لڑائی پر بھیجتے میں جاتا اور انکے سامنے اپنے تازیانہ سے حد لگاتا..... پھر بعینہ یہی مضمون امیر المومنین فاروق اعظم و امیر المومنین عثمان غنی کی نسبت ارشاد فرمایا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۲۸، ص ۴۷۲-۴۷۳.

① دیکھیں اسی کتاب کا صفحہ نمبر ۳۸۔

② فی ”شرح المقاصد“، المبحث الثانی، الشروط التي تجب في الإمام، ج ۳، ص ۴۸۴: (من معظم الخلافات مع الشيعة اشتراطهم أن يكون الإمام معصوماً).

③ دینی اور دنیاوی انتظامی معاملات کو جاننے والے۔

④ فی ”الفقه الأكبر“، نصب الإمام واجب، ص ۱۴۶: (الإمامة تثبت عند أهل السنة والجماعة إمّا باختيار أهل الحل والعقد من العلماء وأصحاب العدل والرأي كما تثبت إمامة أبي بكر رضي الله عنه، وإمّا بتنصيب الإمام وتعيينه كما تثبت إمامة عمر رضي الله عنه باستخلاف أبي بكر رضي الله عنه إياه).

وفي ”المسامرة“، ما يثبت عقد الإمامة، ص ۳۲۶: (ويثبت عقد الإمامة) بأحد أمرين: (إمّا باستخلاف الخليفة إياه كما فعل أبو بكر الصديق رضي الله عنه) حيث استخلف عمر رضي الله عنه، وإجماع الصحابة على خلافته بذلك إجماع على صحة الاستخلاف، (وإمّا ببيعة) من تعتبر ببيعة من أهل الحل والعقد، ولا يشترط ببيعة جميعهم، ولا عدد محدود، بل يكفي ببيعة (جماعة من العلماء أو جماعة (من أهل الرأي والتدبير).

مسئلہ (۲): امام کی اطاعت مطلقاً ہر مسلمان پر فرض ہے، جبکہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو، خلافِ شریعت میں کسی کی اطاعت نہیں۔^(۱)

مسئلہ (۳): امام ایسا شخص مقرر کیا جائے، جو شجاع اور عالم ہو، یا علماء کی مدد سے کام کرے۔

مسئلہ (۴): عورت اور نابالغ کی امامت جائز نہیں^(۲)، اگر نابالغ کو امام سابق نے امام مقرر کر دیا ہو تو اس کے بلوغ تک کے لیے لوگ ایک والی مقرر کریں کہ وہ احکام جاری کرے اور یہ نابالغ صرف رسمی امام ہوگا اور حقیقتہً اُس وقت تک وہ والی امام ہے۔^(۳)

..... ① ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ پ ۵، النساء: ۵۹.

في "تفسير المدارك"، ص ۲۳۴، تحت الآية: (دلت الآية على أن طاعة الأمراء واجبة إذا وافقوا الحق، فإذا خالفوه فلا طاعة لهم لقوله عليه السلام: ((لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق))).

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((السمع والطاعة حق ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة)). "صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب السمع والطاعة للإمام، الحديث: ۲۹۵۵، ج ۲، ص ۲۹۷.

عن عبد الله رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة)).

"صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام ما لم تكن معصية، الحديث: ۷۱۴۴، ج ۴، ص ۴۵۵.

"صحيح مسلم"، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء..... إلخ، الحديث: ۱۸۳۹، ص ۱۰۰۸.

في "الدر المختار": (طاعة الإمام فيما ليس بمعصية فرض).

وفي "رد المحتار": (والأصل فيه قوله تعالى: ﴿وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ وقال صلى الله عليه وسلم: ((اسمعوا وأطيعوا ولو أمر عليكم عبد حبشي أبعد))، وروي: ((مجدع)). وعن ابن عمر أنه عليه الصلاة والسلام قال: ((عليكم بالسمع والطاعة لكل من يؤمر عليكم ما لم يأمركم بمنكر))، ففي المنكر لا سمع ولا طاعة.

"الدر المختار" مع "رد المحتار"، كتاب الجهاد، باب البغاة، ج ۶، ص ۴۰۳-۴۰۴.

..... ② في "المسامرة" بشرح "المسائرة"، الأصل التاسع: شروط الإمام، ص ۳۱۸: (لا تصح إمارة الصبي والمعتوه؛ لقصور كل منهما عن تدبير نفسه، فكيف تدبير الأمور العامة؟..... وأن إمارة المرأة لا تصح؛ إذ النساء ناقصات عقل ودين كما ثبت به الحدیث الصحيح)، ملقطاً.

..... ③ في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۳۵-۳۳۶: وتصح سلطنة متغلب للضرورة، وكذا صبي. وينبغي أن يفوض أمور التقليد على وال تابع له، والسلطان في الرسم هو الولد، وفي الحقيقة هو الوالي لعدم صحة إذنه بقضاء

عقیدہ (۱): نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولیٰ علی پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے^(۱)، ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں^(۲)، کہ انھوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔

عقیدہ (۲): بعد انبیاء و مرسلین، تمام مخلوقات الہی انس و جن و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم^(۳)،

وجمعة كما في "الأشباه" عن "البزازیة"، وفيها: لو بلغ السلطان أو الوالي يحتاج إلى تقليد جديد).

وفي "رد المختار"، تحت قوله: (و كذا صبي) أي: تصح سلطنته للضرورة، لكن في الظاهر لا حقيقة. قال في "الأشباه": وتصح سلطنته ظاهراً، قال في "البزازیة": مات السلطان واتفقت الرعية على سلطنة ابن صغير له ينبغي أن تفوض أمور التقليد على وال، ويعدّ هذا الوالي نفسه تبعاً لابن السلطان لشرفه والسلطان في الرسم هو الابن، وفي الحقيقة هو الوالي لعدم صحة الإذن بالقضاء والجمعة ممن لا ولاية له اهـ. أي: لأن الوالي لو لم يكن هو السلطان في الحقيقة لم يصح إذنه بالقضاء والجمعة، لكن ينبغي أن يقال: إنّه سلطان إلى غاية وهي بلوغ الابن، لئلا يحتاج إلى عزله عند تولية ابن السلطان إذا بلغ. تأمل).

①..... في "منح الروض الأزهر"، ص ۶۸: (خلافة النبوة ثلاثون، منها خلافة الصديق رضي الله عنه سنتان وثلاثة أشهر، وخلافة عمر رضي الله عنه عشر سنين ونصف، وخلافة عثمان رضي الله عنه اثنتا عشرة سنة، وخلافة علي رضي الله عنه أربع سنين وتسعة أشهر، وخلافة الحسن ابنه ستة أشهر).

في "شرح العقائد النسفية"، مبحث أفضل البشر بعد نبينا أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي..... إلخ، ص ۱۵۰: (وخلافتهم أي: نيابتهم عن الرسول في إقامة الدين بحيث يجب على كافة الأمم الاتباع على هذا الترتيب أيضاً يعني: أنّ الخلافة بعد رسول الله عليه السلام لأبي بكر ثم لعمر ثم عثمان ثم لعلي رضي الله تعالى عنهم).

وفي "النبراس"، وخلافة الخلفاء الراشدين، ص ۳۰۸: (في رواية: الخلافة بعدي ثلاثون سنة ثم تكون ملكاً عضواً، وقد استشهد علي رضي الله عنه على رأس ثلاثين سنة أي: نهايتها من وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم، هذا تقريب، والتحقيق أنّه كان بعد علي نحو ستة أشهر باقية من ثلاثين سنة وهي مدة خلافة الحسن بن علي رضي الله عنهما). و"المسامرة"، ص ۳۱۶.

②..... في "فيض القدير"، ج ۴، ص ۶۶۴، تحت الحديث: ۶۰۹۶: ((وسنة)) أي: طريقة ((الخلفاء الراشدين المهديين)) والمراد بالخلفاء الأربعة والحسن رضي الله عنهم).

③..... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث أفضل البشر بعد نبينا... إلخ، ص ۱۴۹ - ۱۵۰: (وأفضل البشر بعد نبينا (أي: بعد الأنبياء) أبو بكر الصديق، ثم الفاروق، ثم عثمان ذو النورين، ثم علي المرتضى)، ملخصاً.

وفي "منح الروض الأزهر"، للقارئ، باب أفضل الناس بعده عليه الصلاة والسلام الخلفاء الأربعة على إلخ، ص ٦١ - ٦٣: (وأفضل الناس بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم: أبو بكر الصديق رضي الله عنه، ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن أبي طالب رضوان الله تعالى عليهم أجمعين).

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، عظیم المرتبت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "فتاویٰ رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں: "اہل سنت و جماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ و رسل و انبیائے بشر صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیما تہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الہی سے افضل ہیں، تمام امم اولین و آخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی و عظمت و عزت و وجاہت و قبول و کرامت و قرب و ولایت کو نہیں پہنچتا۔

﴿وَإِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے عطا فرمائے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے (ت)۔

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم، و مولاہم و آلہ و علیہم و بارک و سلم۔ اس مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم و احادیث کثیرہ حضور پر نور نبی کریم علیہ و آلہ و صحبہ الصلوٰۃ و التسلیم و ارشادات جلیلہ و اصحہ امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ و دیگر ائمہ اہلبیت طہارت و ارتضا و اجماع صحابہ کرام و تابعین عظام و تصریحات اولیائے امت و علمائے امت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ و حجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہو سکتا۔ "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۲۸، ص ۴۷۸۔

☆ نوٹ: "فتاویٰ رضویہ" شریف کے مندرجہ ذیل کلام میں قوسین () کی عبارت، حضرت خلیل ملت علامہ مولانا خلیل خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں وہ دس صحابی جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرات خلفائے اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح۔

دہ یار بہشتی اند قطعی بوکرو عمر عثمان و علی

سعد ست سعید و ابو عبیدہ طلحہ ست وزیر و عبد الرحمن

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان چار ارکان قصر ملت (ملت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) و چار انہار باغ شریعت (اور گلستان شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص و فضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (و متبادر و مفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔

بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم

بہار دامن دل می کشد کہ جائیجاست

(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے۔)

علی الخصوص شمع شبستان ولایت، بہار چمنستان معرفت، امام الواصلین، سید العارفین، (واصلانِ حق کے امام اہل معرفت کے پیش رو) خاتمِ خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت، مولیٰ المسلمین، امیر المومنین ابوالائمۃ الطاہرین (پاک طینت، پاکیزہ خصلت، اماموں کے جد امجد طاہر مطہر، قاسم کوثر، اسد اللہ الغالب، مظہر العجائب والغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و حشرنا فی زمرتہ فی یوم عقیقہ کہ اس جناب گردوں قباب (جن کے قبہ کی کلس آسمان برابر ہے ان) کے مناقب جلیلہ (اوصاف حمیدہ) و محامد جمیلہ (خصائل حسنہ) جس کثرت و شہرت کے ساتھ (کثیر و مشہور زبان زد عام و خواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

(پھر) حضرات شیخین، صاحبین صہرین (کہ ان کی صاحبزادیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرف زوجیت سے مشرف ہوئیں اور امہات المومنین مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں کہلائیں) وزیرین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان پر ہیں جبرائیل و میکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) امیرین (کہ ہر دو امیر المومنین ہیں) مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس شوریٰ کے رکن اعظم (مجمعین) ہم خواجہ اور دونوں اپنے آقا و مولیٰ کے پہلو بہ پہلو آج بھی مصروف استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار و نمگسار) سیدنا و مولانا عبد اللہ العقیق ابوبکر صدیق و جناب حق مآب ابوحفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا و رسول خدا جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے بعد انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک و تعالیٰ سے جو قرب و نزدیکی اور بارگاہِ عرشِ اشتہار رسالت میں جو عزت و سر بلندی ان کا حصہ ہے اور ان کا نصیب نہیں اور منازل جنت و مواہب بے منت میں انہیں کے درجات سب پر عالی فضائل و فواضل (فضیلتوں اور خصوصیات بخششوں) و حسنات طیبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں) میں انہیں کو تقدم و پیشی (یہی سب پر مقدم۔ یہی پیش پیش) ہمارے علماء و آئمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کو نین و شرافت دارین حاصل کی (ان کے خصائل تحریر میں لائے، ان کے محاسن کا ذکر فرمایا ان کے اولیات و خصوصیات گنائے) ورنہ غیر متناہی (جو ہماری فہم و فراست کی رسائی سے ماورا ہو۔ اس) کا شمار کس کے اختیار و اللہ العظیم اگر ہزاروں دفتر ان کے شرح فضائل (اور بسط فواضل) میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں۔

و علی تفنن و اصفیہ بحسنہ یغنی الزمان و فیہ ما لم یوصف

(اور اس کے حسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہو گیا اور اس میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا)

مگر کثرتِ فضائل و شہرتِ فواضل (کثیر در کثیر فضیلتوں کا موجود اور پاکیزہ و برتر عزتوں و مرتبتوں کا مشہور ہونا) چیزے دیگر (اور بات ہے) اور فضیلت و کرامت (سب سے افضل اور بارگاہِ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا۔) امرے آخر (ایک اور بات ہے اس سے جدا و ممتاز) فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

﴿قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾.

اس کی کتاب کریم اور اس کا رسول عظیم علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں۔

کہ فرماتے ہیں: ((كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل أبو بكر وعمر، فقال: يا علي هذان سيدا كهول أهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين)). "المسند" للإمام أحمد، الحديث: ٦٠٢، ج ١، ص ١٧٤.

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، الحديث: ٣٦٨٥، ج ٥، ص ٣٧٦.

و"سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، الحديث: ١٠٠، ج ١، ص ٧٥.

"میں خدمت اقدس حضور افضل الانبياء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابو بکر و عمر سامنے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے بعد انبیاء و مرسلین کے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی، حضور کا ارشاد ہے: ((أبو بكر وعمر خير الأولين والآخرين وخير أهل السموات وخير أهل الأرضين إلا النبيين والمرسلين)). رواه الحاكم في "الكنى" وابن عدى وخطيب.

ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سو انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔

"كنز العمال"، كتاب الفضائل، فضائل أبي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما، ج ١١، ص ٢٥٦، الحديث: ٣٢٦٤٢.

خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بار بار اپنی کرسی مملکت و سطوت (و دبذہ) خلافت میں افضلیت مطلقہ شیخین کی تصریح فرمائی (اور صاف صاف واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں حضرات علی الاطلاق بلا قید جہت و حیثیت تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشاد ان سے بتواتر ثابت ہوا کہ اسی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ (افضلیت شیخ کریمین) کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف واشگاف بہ کرات و مرات (بار بار موقع بہ موقع اپنی) جَلَوَات و غُلُوَات (عمومی محفلوں، خصوصی نشستوں) و مشاہد عامہ و مساجد جامعہ (عامۃ الناس کی مجلسوں اور جامع مسجدوں) میں ارشاد فرمایا دوسروں سے واقع نہیں ہوا۔

(ازاں جملہ وہ ارشاد گرامی کہ) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادہ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

راوی: قال: قلت لأبي: أي الناس خير بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم؟ قال: ((أبو بكر، قال: قلت: ثم من؟ قال: عمر)). یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: "ابو بکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: عمر۔"

"صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٦٧١، ج ٢، ص ٥٢٢.

ابو عمر بن عبد اللہ حکم بن حجل سے اور دارقطنی اپنی ”سنن“ میں راوی جناب امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

((لا أجد أحداً فضّلني على أبي بكر وعمر إلا جلدته حد المفتري)) ”الصواعق المحرقة“، ص ۶۰.

جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے

مفتری (افتراء و بہتان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اسی کوڑے ہیں۔

ابو القاسم طحی ”کتاب السنّة“ میں جناب علقمہ سے راوی: بلغ علياً أنّ أقواماً يفضّلونه على أبي بكر وعمر فصعد المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: أيها الناس! ((أنّه بلغني أنّ أقواماً يفضّلوني على أبي بكر وعمر ولو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتري، عليه حد المفتري، ثم قال: إنّ خير هذه الأمة بعد نبيها صلى الله تعالى عليه وسلم أبو بكر ثم عمر ثم الله أعلم بالخير بعده، قال: وفي المجلس الحسن بن علي فقال: والله لو سمّي الثالث لسمي عثمان)).

یعنی جناب مولیٰ علی کو خبر پہنچی کہ لوگ انہیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل دیتے (اور حضرت مولیٰ کو ان سے افضل بتاتے) ہیں۔ پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے سنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم (و تنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا تو وہ مفتری (بہتان باندھنے والا) ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے، پھر فرمایا: بے شک بہتر اس امت کے بعد ان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد، اور مجلس میں امام حسن (رضی اللہ عنہ) بھی جلوہ فرماتے انہوں نے ارشاد کیا: خدا کی قسم! اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔

”إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء“ بحوالہ أبي القاسم مسند علي بن أبي طالب، ج ۱، ص ۶۸.

بالجملہ احادیث مرفوعہ و اقوال حضرت مرتضوی و اہلبیت نبوت اس بارے میں لاتعداد و لا تحصى (بے شمار و لا انتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل میں کی۔ اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام) نے ان احادیث و آثار میں جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیخین کی صداہا تصرّحیں (یکڑوں صراحتیں) علی الاطلاق پائیں کہیں جہت و حیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو افضلیت (حاصل ہے) لہذا انہوں نے عقیدہ کر لیا کہ گو فضائل خاصہ و خصائص فاضلہ (مخصوص فضیلتیں اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولیٰ (علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل (اور يعطائے الہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل) جو حضرات شیخین (کریمین جلیلین) نے نہ پائے جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے (کہ امیرین و وزیرین کو وہ خصائص عالیہ اور فضائل عالیہ بارگاہ الہی سے مرحمت ہوئے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضل مطلق کُل (کسی جہت و حیثیت کا لحاظ کیے بغیر فضیلت مطلقہ کُلّیہ) جو کثرتِ ثواب و زیادتِ قُرب رب الارباب سے عبارت ہے وہ انہیں کو عطا ہوا (اوروں کے نصیب میں نہ آیا)۔

اور (یہ اہل سنت و جماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ محکمہ ہے کہ) اس عقیدہ کا خلاف اوّل تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں اور اگر بالفرض کہیں بوائے خلاف پائے بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی) ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ (علی و اہلبیت کرام) صاحب البیت ادویٰ بما فیہ کے مصداق اسرار خانہ سے مقابلۂ واقف تر) کیوں بلا تقید (کسی جہت و حیثیت کی قید کے بغیر) انہیں

جو شخص مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے، گمراہ بد مذہب ہے۔ (1)

افضل وخیر امت وسر دار اولین وآخرین بتاتے، کیا آیہ کریمہ: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ (تو ان سے فرما دو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں)

وحدیث صحیح: ((من كنت مولاه فعلي مولاه))۔ (جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے)۔

”سنن الترمذی“، کتاب المناقب، الحدیث: ۳۷۳۳، ج ۵، ص ۳۹۸۔

”سنن ابن ماجہ“، کتاب السنۃ، الحدیث: ۱۲۱، ج ۱، ص ۸۶۔

اور خبر شدید الضعف وقوی الجرح (نہایت درجہ ضعیف وقابل شدید جرح وتعدیل) ((لحمک لحمی ودمک دمی)) (تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے)۔

”کنز العمال“، کتاب الفضائل، فضائل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج ۱۱، ص ۲۷۹، الحدیث: ۳۲۹۳۳۔
بر تقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت وصحیح مان لی جائے) وغیر ذلک (احادیث و اخبار) سے انہیں آگاہی نہ تھی۔ (ہوش و حواس علم و شعور اور فہم و فراست میں یگانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرار و درون خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں عمریں گزار دیں) یا (انہیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ (ان واضح الدلالۃ الفاظ) کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت و شرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے)۔ یا سمجھے۔ (حقیقت حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفصیل شیخین کا خلاف پایا (مگر خاموش رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھا زبان پر اس کا خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ یہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تقیہ ملعونہ کی تہمت تراشی ہے) تو (اب ہم) کیونکر خلاف سمجھ لیں (کے کہہ دیں کہ ان کے دل میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تصریحات پینہ وقاطع الدلالۃ (روشن صراحتوں قطعی دلائلوں) وغیرہ محتملۃ الخلاف کو (جن میں کسی خلاف کا احتمال نہیں کوئی ہیر پھیر نہیں) کیسے پس پشت ڈال دیں الحمد للہ رب العلمین کہ حق تبارک وتعالیٰ نے فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف (انصاف پسند ذی ہوش) کے لیے اس میں کفایت (اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی وہ ہدایت کے لیے کافی) اور متعصب کو (کہ آتش غلو میں سلگتا اور ضد و نفسانیت کی راہ چلتا ہے) اس میں غیظ بے نہایت ﴿قُلْ مُوتُوا بِغِیْظِکُمْ﴾ (انہیں آتش غضب میں جلنا مبارک) (ہم مسلمانانِ اہلسنت کے نزدیک حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی محبت علی مرتضیٰ ہے اور اس کا بھی (یہی تقاضا) یہی مقتضی ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور آسائی کوڑوں کے استحقاق سے بچئے (والعیاذ باللہ)۔ ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۲۹، ص ۳۶۳ تا ۳۷۰۔

①..... فی ”الفتاویٰ البزازیہ“، کتاب السیر، نوع فیما یتصل بہ... إلخ، ج ۶، ص ۳۱۹: (الرافضی إن کان یفضل علیاً علیہما فهو مبتدع)، ہامش ”الہندیہ“۔

وفی ”فتح القدیر“، باب الإمامۃ، ج ۱، ص ۳۰۴: (وفی الروافض أن من فضل علیاً رضی اللہ عنہ علی الثلاثة فمبتدع)۔

وفی ”البحر الرائق“، کتاب الصلاة، باب الإمامۃ، إمامۃ العبد والأعرابی والفاسق... إلخ، ج ۱، ص ۶۱۱: (والرافضی

إن فضل علیاً علی غیرہ فهو مبتدع)۔

عقیدہ (۳): افضل کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت و منزلت والا ہو، اسی کو کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں، نہ کثرتِ اجر، کہ بارہا مفضول کے لیے ہوتی ہے۔^(۱) حدیث میں ہمراہیانِ سیدنا امام مہدی کی نسبت آیا کہ: ”اُن میں ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے، صحابہ نے عرض کی: اُن میں کے پچاس کا یا ہم میں کے؟ فرمایا: بلکہ تم میں کے۔“^(۲)

تو اجر اُن کا زائد ہوا، مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہمسر بھی نہیں ہو سکتے، زیادت درکنار، کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحابیت!، اس کی نظیر بلا تشبیہ یوں سمجھیے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیے اور وزیر کو خالی پروانہ خوشنودی مزاج دیا تو انعام انھیں کو زائد ملا، مگر کہاں وہ اور کہاں وزیرِ اعظم کا اعزاز؟

عقیدہ (۴): ان کی خلافت برتر تیب فضیلت ہے، یعنی جو عند اللہ افضل و اعلیٰ و اکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا، نہ کہ افضلیت برتر تیب خلافت، یعنی افضل یہ کہ مُلک داری و مُلک گیری میں زیادہ سلیقہ، جیسا آج کل سنی بننے والے تفضیلیہ کہتے ہیں^(۳)،.....

①..... یعنی اکثر و بیشتر اجر کی زیادتی ایسے شخص کے لیے ہوتی ہے جو افضل نہ ہو۔

②..... عن أبي أمية الشعباني قال: أتيت أبا ثعلبة الخشني فقلت له: كيف تصنع بهذه الآية؟ قال: آية آية؟ قلت: قوله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ قال: أما والله لقد سألت عنها خبيراً سألت عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ((بل ائتمروا بالمعروف وتناهوا عن المنكر حتى إذا رأيت شحاً مطاعاً وهوى متبعاً، ودنياً مؤثرة وإعجاب كل ذي رأي برأيه فعليك بخاصة نفسك ودع العوام، فإن من ورائكم أياماً الصبر فيهن مثل القبض على الجمر، للعامل فيهن مثل أجر خمسين رجلاً يعملون مثل عملكم))، قال عبد الله بن المبارك: وزادني غير عتبة قيل: يا رسول الله! أجر خمسين منّا أو منهم، قال: ((لا، بل أجر خمسين رجلاً منكم)).

”سنن الترمذی“، کتاب التفسیر، باب ومن سورة المائدة، الحدیث: ۳۰۷۹، ج ۵، ص ۴۲.

و”ابن ماجہ“، کتاب الفتن، باب قوله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ...﴾ الحدیث: ۴۰۱۴، ج ۴، ص ۳۶۵.

في ”فتح الباري“، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ج ۷، ص ۶، تحت الحديث: ۳۶۵۱: (أن حديث: ((للعامل منهم أجر خمسين منكم)) لا يدل على أفضلية غير الصحابة على الصحابة؛ لأن مجرد زيادة الأجر لا يستلزم ثبوت الأفضلية المطلقة، وأيضاً فالأجر إنما يقع تفاضله بالنسبة إلى ما يماثله في ذلك العمل، فأما ما فاز به من شاهد النبي صلى الله عليه وسلم من زيادة فضيلة المشاهدة فلا يعدله فيها أحد).

③..... في ”مجموعة الحواشي البهية“، ”حاشية عصام“ على ”شرح العقائد“، ج ۲، ص ۲۳۶: (قوله: ”على هذا الترتيب أيضاً“: يشعر أن مبني ترتيب الخلافة على ترتيب الأفضلية التي حكم بها السلف).

وفي ”الطريقة المحمدية“ مع شرح ”الحديقة الندية“، ج ۱، ص ۲۹۳: (وأفضلهم أبو بكر الصديق رضي الله عنه، ثم عمر الفاروق، ثم عثمان ذو النورين، ثم علي المرتضى، وخلافتهم) أي: هؤلاء الأربعة عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كانت (على هذا الترتيب أيضاً) أي: كما هي فضيلتهم كذلك، (ثم بعدهم في الفضيلة (سائر) أي: بقية (الصحابة رضي الله عنهم أجمعين).

وفي ”المعتقد المنتقد“، الباب الرابع في الإمامة، ص ۱۹۱: (والإمام الحق بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي رضي الله تعالى عنهم أجمعين، والفضيلة على ترتيب الخلافة).

قال الإمام أحمد رضا في حاشيته ”المعتمد المستند“، نمبر ۳۱۶، ص ۱۹۱، تحت اللفظ: ”والفضيلة“ (تبع في هذه العبارة الحسنة الأئمة السابقين، وفيها ردّ على مفضلة الزمان المدعين السنية بالزور والبهتان حيث أولوا مسألة ترتيب الفضيلة بأن المعنى الأولوية للخلافة الدنيوية، وهي لمن كان أعرف بسياسة المدن وتجهيز العساكر وغير ذلك من الأمور المحتاج إليها في السلطنة، وهذا قول باطل خبيث مخالف لإجماع الصحابة والتابعين رضي الله تعالى عنهم، بل الأفضلية في كثرة الثواب وقرب الأرباب والكرامة عند الله تعالى، ولذا عبر عن المسألة في ”الطريقة المحمدية“ وغيرها في بيان عقائد السنة بأن أفضل الأولياء المحمديين أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله تعالى عنهم، وللعبد الضعيف في الردّ على هؤلاء الضالين كتاب حافل كافل بسيط محيط سمّيته ”مطالع القمرين بإبانة سبقة العمرين“ ۱۲).

یعنی: اور امام برحق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، اور (ان چاروں کی) فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے حاشیہ میں ”والفضيلة“ کے تحت کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس حسین عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ائمہ سابقین کی پیروی کی اور اس میں اس زمانے میں تفصیلیوں کا رد ہے جو جھوٹ اور بہتان کے بل پرستی کے مدعی ہیں اس لئے کہ انہوں نے فضیلت میں ترتیب کے مسئلے کو (ظاہر سے) اس طرف پھیرا کہ خلافت میں اولویت (خلافت میں زیادہ حقدار ہونے) کا معنی دنیوی خلافت کا زیادہ حقدار ہونا، اور یہ اس کے لئے ہے کہ جو شہروں کے انتظام اور لشکر سازی، اور اس کے علاوہ دوسرے امور جن کے انتظام وانصرام کی سلطنت میں حاجت ہوتی ہے ان کا زیادہ جاننے والا ہو۔ اور یہ باطل خبیث قول ہے، صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع کے خلاف ہے۔ بلکہ افضلیت ثواب کی کثرت میں اور رب الارباب (اللہ تعالیٰ) کی نزدیکی میں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بزرگی میں ہے، اسی لئے ”طریقہ محمدیہ“ وغیرہ کتابوں میں اہلسنت وجماعت کے عقیدوں کے بیان میں اس مسئلے کی تعبیریوں فرمائی کہ اولیاء محمد بنین (محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء) میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان ہیں، پھر علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس ناتواں بندے کی ان گراہوں کے رد میں ایک جامع کتاب ہے جو کافی اور مفصل اور تمام گوشوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے جس کا نام میں نے ”مطلع القمرین فی إبانة سبقة العمرین“ رکھا۔ ۱۲ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یوں ہوتا تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہوتے کہ ان کی خلافت کو فرمایا:

((لَمْ أَرْ عَبْقَرِيًّا يُفْرِي فَرِيَهُ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطْنِ))^(۱)

اور صدیق اکبر کی خلافت کو فرمایا:

((فِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ))^(۲)

عقیدہ (۵): خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ و حضرات حسنین و اصحاب بدر و اصحاب بیعتہ الرضوان کے لیے افضلیت ہے^(۳) اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔^(۴)

..... ۱ میں نے کسی کو ایسا جواں مرد نہیں دیکھا جو اتنا کام کر سکے، حتیٰ کہ لوگ (اُن کے نکالے ہوئے پانی سے) سیراب ہو گئے۔

”سنن الترمذی“، کتاب الرؤیا، باب ما جاء في رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم الميزان والدلو، الحديث: ۲۲۹۶، ج ۴، ص ۱۲۷.

..... ۲ ان کے (دورانِ خواب، کنوئیں سے پانی) نکالنے میں کمزوری تھی، اللہ عزوجل انہیں معاف فرمائے۔

”صحيح البخاري“ کتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ۳۶۷۶، ج ۲، ص ۵۲۴.

..... ۳ ”شرح المسلم“ للنووي، کتاب فضائل الصحابة، ص ۲۷۲: (واتفق أهل السنة على أن أفضلهم أبو بكر، ثم عمر، قال جمهورهم: ثم عثمان، ثم علي، قال أبو منصور البغدادي: أصحابنا مجمعون على أن أفضلهم الخلفاء الأربعة على الترتيب المذكور ثم تمام العشرة، ثم أهل بدر، ثم أحد، ثم بيعة الرضوان)، ملقطاً.

وفي ”منح الروض الأزهر“ للقارئ، أفضلية الصحابة بعد الخلفاء، ص ۱۱۹: (أجمع أهل السنة والجماعة على أن أفضل الصحابة أبو بكر فعمر فعثمان فعلي، فبقية العشرة المبشرة بالجنة، فأهل بدر، فباقي أهل أحد، فباقي أهل بيعة الرضوان بالحديبية).

..... ۴ ﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَرَقُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾ پ ۱۷، الأنبياء، ۱۰۱-۱۰۳.

﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَٰئِكَ الْمُقَدَّمُونَ يُغْفَرُ لَهُمْ أَسْأَفُهُمْ وَلَهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ پ ۱۱، التوبة: ۱۰۰.

﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ

اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ پ ۲۷، الحديد: ۱۰.

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة)).

”سنن الترمذی“، کتاب المناقب، باب مناقب أبي محمد الحسن... إلخ، الحديث: ۳۷۹۳، ج ۵، ص ۴۲۶.

= ”سنن ابن ماجہ“، کتاب السنۃ، الحدیث: ۱۱۸، ج ۱، ص ۸۴۔

عن جابر عن أم مبشر عن حفصة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إني لأرجو أن لا يدخل النار إن شاء الله أحد شهد بدرًا والحديبية))، قالت: فقلت: أليس الله عز وجل يقول: ﴿وَأَن مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾، قال: فسمعتة يقول: ﴿ثُمَّ نَنجِي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثًا﴾.

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحدیث: ۲۶۵۰۲، ج ۱۰، ص ۱۶۳۔

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ پ ۲۶، الفتح: ۱۸۔

عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنه قال: ((لا يدخل النار أحد ممن بايع تحت الشجرة)).

”سنن أبي داود“، کتاب السنۃ، باب في الخلفاء، الحدیث: ۴۶۵۳، ج ۴، ص ۲۸۱۔

”سنن الترمذی“، کتاب المناقب، باب في فضل من بايع تحت الشجرة، الحدیث: ۳۸۸۶، ج ۵، ص ۴۶۲۔

شیخ الحقیقین خاتم المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب ”تکمیل الایمان“ میں فرماتے ہیں:

ذکر عشرہ مبشرہ:

باقی العشرة المبشرة: یعنی بعد از خلفاء اربعہ فضیلت بقیہ عشرہ مبشرہ کے لیے ہے۔ اور عشرہ مبشرہ جن کی عرفیت ہے، وہ دس صحابہ کرام ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا میں جنت کی بشارت دے کر فرمایا: ((أبو بكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة وطلحة في الجنة والزبير في الجنة وعبد الرحمن بن عوف في الجنة وسعد بن أبي وقاص في الجنة وسعيد بن زيد في الجنة وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة)). ”سنن الترمذی“، کتاب المناقب، الحدیث: ۳۷۶۸، ج ۵، ص ۴۱۶۔

و ”المسند“ للإمام أحمد، ج ۱، ص ۴۱۰، الحدیث: ۱۶۷۵۔

یعنی: ابو بکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبد الرحمن بن عوف جنتی ہیں، سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، سعید بن زید جنتی ہیں، ابو عبیدہ بن الجراح جنتی ہیں، (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

یہ دس صحابہ کرام خیار امت، افاضل صحابہ، اکابر قریش، پیشوائے مہاجرین اور اقارب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وسلم، ان کے لیے سبقت ایمان اور خدمت اسلام ثابت ہے، جو کہ اوروں کے لئے نہیں ہے، ان کا جنتی ہونا قطعی ہے لیکن یہ قطعیت بشارت انہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ ان کے سوا بھی اور اصحاب بشارت یافتہ ہیں مثلاً: سیدتنا فاطمہ، امام حسن، امام حسین، حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت حمزہ، حضرت عباس، حضرت سلمان، حضرت صہیب، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہا۔

ان دس اصحاب مبشرہ کی شہرت و لقب، وقوع بشارت ایک حدیث اور ایک وقت میں ہونے کی وجہ سے ہے اور ان کا ذکر عقائد کے ضمن میں بسبب اہتمام بشارت، اور اہل زلف کے مذہب کے رد و ابطال کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ ان کی شان میں گستاخی کرتے اور بے ادبی کی راہ چلتے

ہیں۔ اور عام مخلوق جان لے کہ دخول جنت کی بشارت ان ہی دسوں کے ساتھ قطعی اور مخصوص ہے یہ گمان محض غلط اور صریح جہالت ہے۔ اور بعض عربی کے طالب علم جو ناچختہ اور عام جہلاء سے بڑھ کر ہیں کہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی بشارت ہے لیکن ان عشرہ مبشرہ کی بشارت قطعی ہے اور ان کے سوا اوروں کے لیے ظنی ہے اور ان دسوں کی درجہ بشارت سے قوت و شہرت اور تواتر میں کم ہے۔ اس گمان فاسد کی منشاء عدم تتبع احادیث اور علم حدیث کی خدمت میں کوتاہی کی وجہ سے ہے، اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے، ہم نے اس بحث کو اسی زمانہ میں ایک مستقل کتاب میں جس کا نام ”تحقیق الإشارة فی تعمیم البشارة“ ہے تفصیل و تحقیق کے ساتھ بیان کیا ہے، اور مبشرین کے نام بھی جو کہ احادیث میں نظر سے گزرے ذکر کر دیے ہیں۔

حق و صواب یہی ہے کہ خلفاء اربعہ، فاطمہ و حسن و حسین و غیر ہم رضی اللہ عنہم کی بشارت مشہور اور اصل بحد تواتر معنوی ہے باقی عشرہ مبشرہ کی بشارت بھی بحد شہرت پہنچی ہوئی ہے اور بعض دیگر صحابہ بھی اخبار احاد سے تفاوت مراتب کے ساتھ صاحب بشارت ہیں، اور حکم غیر مبشرین کا یہ ہے کہ علماء فرماتے ہیں کہ: مومنین و مسلمین جنتی، اور کفار و دوزخی، بغیر جزم و یقین، اور بلا قطعی کسی کے جنتی یا ناری کی خصوصیت کے، اس کی مکمل تحقیق کتاب مذکور میں ملاحظہ کریں۔ وباللہ التوفیق۔

ذکر اہل بدر:

اہل بدر: یعنی بعد عشرہ مبشرہ کے فضیلت بدری اصحاب کے لئے ہے۔ اور اہل بدر تین سو تیرہ (۳۱۳) اصحاب ہیں وہ سب قطعی طور پر جنتی ہیں کیونکہ ان کی شان میں فرمایا گیا: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اْعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غُفِرَتْ لَكُمْ)). یعنی: بے شک اللہ تعالیٰ اہل بدر کو مطلع فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ: جو چاہو عمل کرو بے شک میں نے تم کو بخش دیا۔ ”صحیح البخاری“، کتاب الجہاد والسير، باب الحاسوس، الحدیث: ۳۰۰۷، ج ۲، ص ۳۱۱۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ((لَنْ يَدْخُلَ اللَّهُ النَّارَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا وَالْحَدِيثِيَّةَ)). یعنی: اللہ تعالیٰ بدروحدیبیہ میں حاضر ہونے والوں کو ہرگز آگ میں داخل نہ کرے گا۔

ذکر اہل أحد:

فأحد: یعنی بعد از اہل بدر فضیلت اہل غزوہ أحد کے لئے ہے جو کہ سال چہارم ہجری میں واقع ہوا۔ بیعت رضوان:

اہل بیعت الرضوان: یعنی اہل غزوہ أحد کے بعد فضیلت اہل بیعت رضوان کے لئے ہے۔ یہ وہ نامی بیعت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں سے ہوئی چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ پ ۲۶، الفتح: ۱۸۔

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

اور حدیث مبارک میں ہے: ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ بَايَعَنِي تَحْتَ الشَّجَرَةِ)). یعنی: اللہ تعالیٰ کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے گا جنہوں نے

عقیدہ (۶): تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہل خیر وصلاح ہیں اور عادل، ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔^(۱)

عقیدہ (۷): کسی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت بد مذہبی و گمراہی و استحقاقِ جہنم ہے، کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے^(۲)، ایسا شخص رافضی ہے، اگرچہ چاروں خلفا کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے، مثلاً حضرت امیر معاویہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہند، اسی طرح حضرت سیدنا عمر و بن عاص، و حضرت مغیرہ بن شعبہ،

درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی۔

یہ سب بھی جنتی ہیں، اور افضلیت میں یہ ترتیب مذکور مجمع علیہ ہے جسے ابو منصور تمیمی نے نقل کیا ہے۔ ان تمام مذکورین صحابہ کے بعد بھی بحسب فضائل و آثار جو ان کے حق میں مروی ہیں، وہ سب جنتی ہیں، ان کے درجات و مقامات جدا جدا ہوں گے، علماء نے ان کی تصریح منظور نہ کی، واللہ اعلم۔
”تکمیل الایمان“ (فارسی)، ص ۱۶۱-۱۶۵، (اردو) ص ۱۱۷-۱۲۱۔

①..... فی ”المسامرة“، ص ۳۱۳: (واعتقاد أهل السنة) والجماعة (تزكية جميع الصحابة) رضي الله عنهم وجوباً بإثبات العدالة لكل منهم والكف عن الطعن فيهم، (والثناء عليهم كما أثنى الله سبحانه وتعالى عليهم إذ قال: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾) وقال تعالى: ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ وسطاً أي: عدولاً خياراً.
وفي ”منح الروض الأزهر“ للفقهاء، أفضلية الصحابة بعد الخلفاء، ص ۷۱: (ولا نذكر الصحابة) أي: مجتمعين ومنفردين، وفي نسخة: ولا نذكر أحداً من أصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم إلا بخير، ولقوله عليه الصلاة والسلام: ((إذا ذكر أصحابي فأمسكوا))، ولذلك ذهب جمهور العلماء إلى أنَّ الصحابة رضي الله عنهم كلهم عدول قبل فتنة عثمان وعلي وكذا بعدها، ملتقطاً.

وفي ”شرح العقائد النسفية“، ص ۱۶۲: (ويكف عن ذكر الصحابة إلا بخير).

②..... عن عبد الله بن مغفل قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ((الله الله في أصحابي، لا تتخذوهم غرضاً بعدي، فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى الله، ومن آذى الله فيوشك أن يأخذه)). ”سنن الترمذي“، كتاب المناقب، باب من سب أصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ۳۸۸۸، ج ۵، ص ۴۶۳.
في ”فيض القدير“، ج ۲، ص ۱۲۴، تحت الحديث: ((الله الله في)) حق (أصحابي) أي: اتقوا الله فيهم ولا تلمزوهم بسوء، أو اذكروا الله فيهم وفي تعظيمهم وتوقيرهم، وكرره إيداناً بمزيد الحث على الكف عن التعرض لهم بمنقص ((لا تتخذوهم غرضاً)) هدفاً ترموهم بقبیح الكلام كما يرمى الهدف بالسهم، هو تشبيهه ببلغ ((بعدي)) أي: بعد وفاتي..... ((ومن آذاهم)) بما يسوءهم ((فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله ومن آذى الله يوشك أن يأخذه)) أي: يسرع انتزاع روحه أخذه

و حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے قبل اسلام حضرت سیدنا سید الشہد احمدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور بعد اسلام آنحضرتؐ الناس خبیث مسکینہ کذاب ملعون^(۱) کو واصل جہنم کیا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے: کہ میں نے خیر الناس وشر الناس کو قتل کیا^(۲)، ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی، تبراً^(۳) ہے اور اس کا قاتل رافضی، اگرچہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہو سکتی، کہ ان کی توہین، بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔^(۴)

عقیدہ (۸): کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو، کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔^(۵)

غضبان منتقم عزیز مقتدر جبار قہار ﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾، ملتقطاً۔

۱..... نبوت کا جھوٹا دعویٰ درمیلہ لغتی۔

۲..... (وحشی بن حرب الحبشی قاتل حمزة بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ یوم أحد، وشريك في قتل مسيلمة الكذاب يوم اليمامة، وكان يقول: قتلت خير الناس في الجاهلية وشر الناس في الإسلام).

”أسد الغابة في معرفة الصحابة“، الجزء الخامس، رقم الترجمة: ۵۴۴۲، ص ۴۵۴۔

۳..... نفرت کا اظہار کرنا۔

۴..... فی ”الدر المختار“، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۶۲: (من سب الشيخين أو طعن فيهما كفر ولا تقبل توبته).

وفي ”البزازیة“، ج ۶، ص ۳۱۹: (الرافضي إن كان يسب الشيخين ويلعنهما فهو كافر)، (هامش ”الهندية“).

وفيها ج ۶، ص ۳۱۸: (من أنكر خلافة أبي بكر رضي الله عنه فهو كافر في الصحيح، ومنكر خلافة عمر رضي الله عنه فهو كافر في الأصح)، (هامش ”الهندية“).

وفي ”فتح القدير“، باب الإمامة، ج ۱، ص ۳۰۴: (وفي الروافض أن من فضل علياً رضي الله عنه على الثلاثة فمبتدع وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر رضي الله عنهما فهو كافر).

وفي ”البحر الرائق“، کتاب الصلاة، إمامة العبد والأعرابي والفاسق... إلخ، ج ۱، ص ۶۱۱: (والرافضي إن فضل علياً على غيره فهو مبتدع، وإن أنكر خلافة الصديق فهو كافر).

في ”رد المحتار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۵۸: (وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر فهو كافر).

وفي ”تبیین الحقائق“، کتاب الصلاة، الأحق بالإمامة، ج ۱، ص ۳۴۷: (وفي الروافض إن فضل علياً رضي الله عنه على الثلاثة فمبتدع وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر فهو كافر). انظر للتفصيل ”الفتاوى الرضوية“، کتاب السير، ج ۱۴، ص ۲۵۱۔

۵..... فی ”المرقاة“، کتاب الفتن، تحت الحديث: ۵۴۰۱، ج ۹، ص ۲۸۲: (من القواعد المقررة أنَّ العلماء والأولياء من الأمة لم يبلغ أحد منهم مبلغ الصحابة الكبراء).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: ”تالبعین سے لے کر تابقیامت

مسئلہ (۵): صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے، مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔

عقیدہ (۹): تمام صحابہ کرام اعلیٰ و ادنیٰ (اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں) سب جنتی ہیں، وہ جہنم کی بھٹک (۱) نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا (۲)، یہ سب مضمون قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔

عقیدہ (۱۰): صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، انبیاء نہ تھے، فرشتہ نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں بعض کے لیے لغزشیں ہوئیں، مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خلاف ہے۔ (۳) اللہ عز وجل نے ”سورہ حدید“ میں جہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبل فتح مکہ اور بعد فتح مکہ اور ان کو ان پر تفصیل دی اور فرمادیا:

﴿كُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ط﴾

”سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔“

امت کا کوئی ولی کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے صاحب سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا، ہرگز ہرگز ان (یعنی صحابہ) میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں۔

”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۲۹، ص ۳۵۷۔

..... ۱ ہلکی سی آواز بھی۔

..... ۲ ﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَلِدُونَ لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّهِمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ط﴾ پ ۱۷، الأنبياء: ۱۰۱-۱۰۳۔

..... ۳ ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غَلٍ ط﴾ پ ۸، الأعراف: ۴۳۔

فی ”التفسیر الکبیر“، ج ۵، ص ۲۴۲-۲۴۳: تحت الآیۃ: (و معنی نزع الغل: تصفیۃ الطباع وإسقاط الوسوس ومنعها من أن ترد علی القلوب، وإلى هذا المعنى أشار على بن أبي طالب رضى الله عنه فقال: إني لأرجو أن أكون أنا وعثمان وطلحة والزبير من الذين قال الله تعالى فيهم: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غَلٍ ط﴾).

وفی ”روح البیان“، تحت الآیۃ: ج ۳، ص ۱۶۲: (قال ابن عباس رضى الله عنهما: نزلت هذه الآية في أبي بكر وعمر وعثمان وعلي وطلحة والزبير وابن مسعود وعمار بن ياسر وسلمان وأبي ذر ينزع الله في الآخرة ما كان في قلوبهم من غش بعضهم لبعض في الدنيا من العداوة والقتل الذي كان بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم والأمر الذي اختلفوا فيه فيدخلون

ساتھ ہی ارشاد فرمادیا:

﴿وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝﴾ (1)

”اللہ خوب جانتا ہے، جو کچھ تم کرو گے۔“

تو جب اُس نے اُن کے تمام اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ ان سب سے ہم جنت بے عذاب و کرامت و ثواب کا وعدہ فرما چکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ اُن کی کسی بات پر طعن کرے...؟! کیا طعن کرنے والا اللہ (عزوجل) سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ (2)

عقیدہ (۱۱): امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے، اُن کا مجتہد ہونا حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث ”صحیح بخاری“ میں بیان فرمایا ہے (3)، مجتہد سے صواب و خطا (4) دونوں صادر ہوتے ہیں۔ (5)

إخواناً علی سرر متقابلین).

1..... ﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ پ ۲۷، الحديد: ۱۰.

2..... ”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۲۹، ص ۱۰۰ - ۱۰۱، ۲۶۴، ۳۳۶، ۳۶۱-۳۶۳.

3..... حدثنا ابن أبي مریم: حدثنا نافع بن عمر: حدثني ابن أبي مليكة: (قيل لابن عباس: هل لك في أمير المؤمنين معاوية فإنه ما أوتر إلا بواحدة قال: أصاب إنه فقيه). ”صحیح البخاری“، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، باب ذکر معاویة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث: ۳۷۶۵، ج ۲، ص ۵۰۵.

”المشكاة“، کتاب الصلاة، باب الوتر، الحدیث: ۱۲۷۷، ج ۱، ص ۲۵۰.

في ”المراقبة“، ج ۳، ص ۳۴۹-۳۵۰، تحت الحدیث: (قال: أي: ابن عباس أصاب، أي: أدرك الثواب في اجتهاده إنه فقيه، أي: مجتهد وهو مثاب وإن أخطأ).

4..... صحیح اور غلط۔

5..... في ”شرح العقائد النسفية“، مبحث المجتهد قد يخطئ ويصيب، ص ۱۷۵: (والمجتهد في العقلیات والشرعیات الأصلية والفرعية قد يخطئ وقد يصيب).

وفي ”منح الروض الأزهر“ للقراری، المجتهد في العقلیات يخطئ ويصيب، ص ۱۳۳: (أن المجتهد في العقلیات

خطا دو قسم ہے: خطا عنادی، یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطا اجتہادی، یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اس میں اُس پر عند اللہ اصلاً مواخذہ نہیں۔ مگر احکام دنیا میں وہ دو قسم ہے: خطا مقرر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا، یہ وہ خطا اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا۔

دوسری خطا منکر، یہ وہ خطا اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا، کہ اس کی خطا باعثِ فتنہ ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے خلاف اسی قسم کی خطا کا تھا (1) اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈگری (2) اور امیر معاویہ کی مغفرت، رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین۔ (3)

والشرعیات الأصلية والفرعية قد یخطئ وقد یصیب).

①..... "الفتاویٰ الرضویة"، ج ۲۹، ص ۳۳۵ - ۳۳۶.

②..... یعنی تائید و سند حق۔

③..... عن عمر بن عبد العزيز رضی اللہ عنہ قال: (رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام وأبو بكر وعمر جالسان عنده، فسلمت عليه وجلست، فبينما أنا جالس إذ أتني بعلي ومعاوية، فأدخلا بيتا وأجيف الباب وأنا أنظر، فما كان بأسرع من أن أخرج علي وهو يقول: قضى لي ورب الكعبة، ثم ما كان بأسرع من أن أخرج معاوية وهو يقول: غفر لي ورب الكعبة).

"البداية والنهاية"، ج ۵، ص ۶۳۳.

وفي "مختصر تاريخ دمشق"، قال يزيد بن الأصم: لما وقع الصلح بين علي ومعاوية خرج علي فمشى في قتلاه فقال: هؤلاء في الجنة، ثم مشى في قتلى معاوية فقال: هؤلاء في الجنة، وليصير الأمر إلي وإلى معاوية، فيحكم لي ويغفر لمعاوية؛ هكذا أخبرني جيبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.

وعن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أول من يختصم في هذه الأمة بين يدي الرب علي ومعاوية، وأول من يدخل الجنة أبو بكر وعمر))، قال ابن عباس: كنت جالسا عند النبي صلى الله عليه وسلم وعنده أبو بكر وعمر وعثمان ومعاوية إذ أقبل علي بن أبي طالب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لمعاوية: ((أتحب علياً يا معاوية؟)) فقال معاوية: إي والله! الذي لا إله إلا هو إني لأحبه في الله حباً شديداً، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنها ستكون بينكم هنيهة))، قال معاوية: ما يكون بعد ذلك يا رسول الله؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: غفر الله ورضوانه، والدخول إلى الجنة))، قال معاوية: رضينا بقضاء الله فعند ذلك نزلت هذه الآية: ﴿وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾.

مسئلہ (۶): یہ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت مولیٰ [علی] کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے، محض باطل و بے اصل ہے۔^(۱) علمائے کرام نے صحابہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ مطلقاً ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہنے کا حکم دیا ہے^(۲)، یہ استثنائی شریعت گڑھنا ہے۔

عقیدہ (۱۲): منہاج نبوت پر خلافت حقہ راشدہ تیس سال رہی، کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہو گئی، پھر امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت راشدہ ہوئی^(۳) اور آخر زمانہ میں حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔^(۴)

..... 1

2 فی ”نسیم الریاض“، القسم الثانی فیما یجب علی الأنام من حقوقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج ۵، ص ۹۳: ﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ﴾ [التوبة: ۱۰۰] فیدعی بذلك المذكور من المغفرة والرحمة والترضي لسائر المؤمنين والصحابة..... وأما ما قيل: من أنه لا يدعى للصحابة إلا برضي الله تعالى عنهم، فهو أمر حسن للأدب).

3 فی ”النبراس“، ص ۳۰۸: (والخلافة بعد النبي صلى الله عليه وسلم ثلاثون سنة لقوله عليه الصلاة والسلام: ((الخلافة ثلاثون سنة.....)) وقد استشهد علي رضي الله عنه على رأس ثلاثين سنة أي: نهايتها من وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا تقريب، والتحقيق أنه كان بعد علي رضي الله عنه نحو ستة أشهر باقية من ثلاثين سنة وهي مدة خلافة الحسن بن علي رضي الله عنهما، وكان كمال ثلاثين عند تسليم الحسن الخلافة إلى معاوية، وعمر بن عبد العزيز وهو خامس الخلفاء الراشدين صاحب الحديث والاجتهاد والتقوى والعدل والكرامات والمناقب الرفيعة، ملتقطاً.

4 عن محمد بن الحنفية، قال: كنا عند علي رضي الله عنه، فسأله رجل عن المهدي، فقال علي رضي الله عنه: ((هيهات، ثم عقد بيده سبعة، فقال: ذاك يخرج في آخر الزمان... إلخ)).

”المستدرک“ للحاکم، کتاب الفتن والملاحم، الحديث: ۸۷۰۲، ج ۵، ص ۷۶۶-۷۶۷.

فی ”منح الروض الأزهر“، ص ۶۵: ((الخلافة بعدي ثلاثون سنة ثم تصير ملكاً عضواً)) ولا يشكل بأن أهل الحل والعقد من الأمة قد كانوا متفقين على خلافة الخلفاء العباسية وبعض المروانية كعمر بن عبد العزيز، فإن المراد بالخلافة المذكورة في الحديث الخلافة الكاملة التي لا يشوبها شيء من المخالفة وميل عن المتابعة يكون ثلاثون سنة، وبعدها قد تكون وقد لا تكون، إذ قد ورد في حق المهدي أنه خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم، والأظهر أن إطلاق الخليفة على الخلفاء العباسية كان على المعاني اللغوية المجازية العرفية دون الحقيقة الشرعية، ملتقطاً.

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول ملوکِ اسلام ہیں^(۱)، اسی کی طرف تورات مقدس میں اشارہ ہے کہ:

”مَوْلَدُهُ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهُ بِطَيِّبَةَ وَمُلْكُهُ بِالشَّامِ.“^(۲)

”وہ نبی آخر الزماں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔“
تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سلطنت ہے۔ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فوجِ جرّار جاں نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد وبالاختیار ہتھیار رکھ دیے اور خلافت امیر معاویہ کو سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی^(۳) اور اس صلح کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا:

((إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.))^(۴)

”میرا یہ بیٹا سید ہے، میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرا دے۔“

① فی ”منح الروض الأزهر“ للقارئ، ص ۶۸-۶۹: (وَأُولَ ملوك المسلمين معاوية رضي الله عنه).

② ”المستدرک“، کتاب تواریخ المتقدمین من الأنبياء والمرسلین، الحدیث: ۴۳۰۰، ج ۳، ص ۵۲۶.

و ”دلائل النبوة“ للبيهقي، ج ۶، ص ۲۸۱، و ”مشكاة المصابيح“، کتاب الفضائل، الحدیث: ۵۷۷۱، ج ۳، ص ۳۵۸.

③ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.))

”صحيح البخاري“، كتاب الصلح، قول النبي صلى الله عليه وسلم للحسن بن علي، الحدیث: ۲۷۰۴، ج ۲، ص ۲۱۴.

و ”الجامع الصغير“، الحدیث: ۲۱۶۷، ج ۱، ص ۱۳۲.

فی ”فیض القدير“، ج ۲، ص ۵۱۹، تحت الحدیث: ((أَنْ يُصْلِحَ بِهِ)) یعنی: بسبب تکرّمه وعزله نفسه عن الخلافة، وترکها كذلك لمعاوية (بین فئتين عظیمتين من المسلمين) وکان ذلك، فلما بویع له بعد أبيه وصار هو الإمام الحق مدة ستة أشهر تکملة للثلاثين سنة التي أخبر المصطفى صلى الله عليه وسلم أنّها مدة الخلافة وبعدها يكون ملكاً عضوضاً ثم سار إلى معاوية بكتائب كأمثال الجبال وبايعه منهم أربعون ألفاً على الموت، فلما تراءى الجمعان علم أنّه لا يغلب أحدهما حتى يقتل الفريق الآخر فنزل له عن الخلافة لا لقلّة ولا لذلة بل رحمة للأمة... إلخ).

وفي ”منح الروض الأزهر“ للقارئ، ص ۶۸-۶۹: (أُولَ ملوك المسلمين معاوية رضي الله عنه وهو أفضلهم لكنّه إنما صار إماماً حقّاً لما فوض إليه الحسن بن علي رضي الله عنهما الخلافة، فإنّ الحسن بايعه أهل العراق بعد موت أبيه ثم بعد ستة أشهر فوض الأمر إلى معاوية رضي الله عنه).

④ ”صحيح البخاري“، كتاب الصلح، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم للحسن بن علي رضي الله عنهما: إِنَّ ابْنِي

هذا... إلخ، الحدیث: ۲۷۰۴، ج ۲، ص ۲۱۴.

تو امیر معاویہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقتہً حضرت امام حسن مجتبیٰ، بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بلکہ حضرت عزّت جلّ و علا پر طعن کرتا ہے۔ (1)

عقیدہ (۱۳): ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قطعی جنتی اور یقیناً آخرت میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبہ عروس ہیں (2)، جو انھیں ایذا دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے (3) اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو عشرہ مبشرہ (4) سے ہیں (5)، ان صاحبوں سے بھی بمقابلہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خطائے اجتہادی واقع

① وفي "المعتمد المستند"، حاشية نمبر ۳۱۹، ص ۱۹۲: (في "الجامع الصحيح": إن ابني هذا سيد لعلّ الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين، وبه ظهر أنّ الطعن على الأمير معاوية رضي الله تعالى عنه طعن على الإمام المجتبي بل على جده الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم، بل على ربه عزّ وجلّ).

② عن عائشة قالت: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ ليهون علي الموت، إنني أريتك زوجتي في الجنة)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ۹۸، ج ۲۳، ص ۳۹.

وحدثنّا عائشة رضي الله عنها أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر فاطمة رضي الله عنها، قالت: فتكلمت أنا، فقال: ((أما ترضين أن تكوني زوجتي في الدنيا والآخرة؟)) قالت: بلى والله، قال: ((فأنت زوجتي في الدنيا والآخرة)).

"المستدرک" للحاکم، فضائل عائشة عن لسان ابن عباس، الحديث: ۶۷۸۹، ج ۵، ص ۱۲.

عن عمار قال: ((إنّ عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم في الجنة)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ما ذكر عائشة رضي الله عنها، الحديث: ۱۰، ج ۷، ص ۵۲۹. "الفتاوى الرضوية"، ج ۲۹، ص ۳۷۶.

③ ((يا معشر المسلمين من يعذرني من رجل قد بلغني عنه أذاه في أهلي... إلخ))

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب حديث الإفك، الحديث: ۴۱۴۱، ج ۳، ص ۶۴.

وفي رواية: حدثنا هشام عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يا أم سلمة لا تؤذيني في عائشة فإنّه والله ما نزل علي الوحي وأنا في لحاف امرأة منكّن غيرها)).

"صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي، باب فضل عائشة رضي الله عنها، الحديث: ۳۷۷۵، ج ۲، ص ۵۵۲.

وفي "المروقة"، تحت الحديث: ۶۱۸۹: فقال النبي صلى الله عليه وسلم لها: ((لا تؤذيني في عائشة)) أي: في حقها، وهو أبلغ من لا تؤذي عائشة لما يفيد من أن ما آذاها فهو يؤذيها). ج ۱۰، ص ۵۶۱.

④ وہ دس صحابہ جنہیں اُن کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی تھی جن کے نام صفحہ نمبر ۲۵ پر گزرے۔

⑤ عن عبد الرحمن بن عوف قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((..... وطلحة في الجنة والزبير في الجنة.....)).

"سنن الترمذی"، أبواب المناقب، الحديث: ۳۷۶۸، ج ۵، ص ۴۱۶.

ہوئی، مگر ان سب نے بالآخر رجوع فرمائی^(۱)، عرفِ شرع میں بغاوت مطلقاً مقابلہ امامِ برحق کو کہتے ہیں، عناداً^(۲) ہو، خواہ اجتہاداً^(۳)، ان حضرات پر بوجہ رجوع اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا، گروہِ امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حسب اصطلاحِ شرع اطلاقِ فتنہ باغیہ^(۴) آیا ہے^(۵)، مگر اب کہ باغی بمعنی مُفسِد و مُعاند و سرکش ہو گیا اور دشنام^(۶) سمجھا جاتا ہے، اب کسی صحابی پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔

①..... (شهد الزبير الجمل مقاتلاً لعلی، فناداه علی ودعاه، فانفرد به وقال له: أتذكر إذ كنت أنا وأنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فنظر إلي وضحك وضحك فقلت: أنت لا يدع ابن أبي طالب زهوه فقال: ليس بمزه، ولتقاتلته وأنت له ظالم، فذكر الزبير ذلك، فانصرف عن القتال، فنزل بوادي السباع، وقام يصلي فاتاه ابن جرموز فقتله، وجاء بسيفه إلى علي فقال: إن هذا سيف طالما فرج الكرب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم قال: بشر قاتل ابن صفية بالنار).
”أسد الغابة في معرفة الصحابة“، ج ۲، ص ۲۹۷.

وفيه: (قتل طلحة يوم الجمل، وكان شهد ذلك اليوم محارباً لعلی بن أبي طالب رضي الله عنهما، فزعم بعض أهل العلم أن علياً دعاه، فذكره أشياء من سوابقه على ما قال للزبير، فرجع عن قتاله، واعتزل في بعض الصفوف، فرمي بسهم في رجله، وقيل: إن السهم أصاب ثغرة نحره فمات، رماه مروان بن الحكم). ”أسد الغابة في معرفة الصحابة“، ج ۳، ص ۸۵.
ان روایتوں سے پتہ چلا کہ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں سے خطا اجتہادی واقع ہوئی اور یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مد مقابل ہوئے لیکن یاد دلانے پر الگ ہو گئے اور جنگ نہیں لڑی۔

②..... دشمنی کے طور پر۔

③..... فی ”الدر المختار“، کتاب الجہاد، باب البغاة، ج ۶، ص ۳۹۸-۳۹۹: (البغي شرعا: هم الخارجون عن الإمام الحق بغير حق فلو بحق فليسوا ببغاة).

④..... شریعت کی اصطلاح میں اسے باغی گروہ کہا گیا ہے۔

⑤..... فی ”صحيح البخاري“: عن عكرمة: قال لي ابن عباس ولائنه علي: انطلقا إلى أبي سعيد، فاسمعا من حديثه، فانطلقنا فإذا هو في حائط يصلحه، فأخذ رداءه فاحتبى، ثم أنشأ يحدثنا حتى أتى ذكر بناء المسجد فقال: كنا نحمل لبنة لبنة، وعمار لبنتين لبنتين فرآه النبي صلى الله عليه وسلم، فينفض التراب عنه ويقول: ((ويح عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار)) قال: يقول عمار: أعوذ بالله من الفتن.

”صحيح البخاري“، كتاب الصلاة، باب التعاون في بناء المسجد، الحديث: ۴۴۷، ج ۱، ص ۱۷۱.

⑥..... گال

عقیدہ (۱۴): ام المؤمنین حضرت صدیقہ بنت الصدیق محبوبہ رب العالمین جل وعلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر معاذ اللہ تہمت ملعونۃ ایک (۱) سے اپنی ناپاک زبان آلودہ کرنے والا، قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے (۲) اور اس کے سوا اور طعن کرنے والا رافضی، تبرائی، بددین، جہنمی۔

عقیدہ (۱۵): حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ شہدائے کرام سے ہیں، ان میں کسی کی شہادت کا منکر گمراہ، بددین، خاسر ہے۔

عقیدہ (۱۶): یزید پلید فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا، معاذ اللہ اس سے اور ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا نسبت...؟! آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ: ”ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل؟ ہمارے وہ بھی شہزادے، وہ بھی شہزادے“۔ (۳) ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی (۴) مستحق جہنم ہے۔ ہاں! یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہل سنت کے تین قول ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک سکوت، یعنی ہم اسے فاسق فاجر کہنے کے سوا، نہ کافر کہیں، نہ مسلمان۔ (۵)

①..... آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی پر بہتان۔

②..... فی ”الفتاویٰ الہندیۃ“، الباب التاسع فی أحكام المرتدین: (ولو قذف عائشۃ رضی اللہ عنہا بالزنی کفر باللہ ولو قذف سائر نسوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یکفر ویستحق اللعنة)۔

”الفتاویٰ الہندیۃ“، الباب التاسع فی أحكام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۴

و ”البحر الرائق“، کتاب السیر، باب أحكام المرتدین، ج ۵، ص ۲۰۴۔

وفي ”منح الروض الأزهر“ للقرائی، ص ۷۲: (سب الصحابة والطعن فیہم إن كان مما یخالف الأدلة القطعیۃ فکفر کقذف عائشۃ رضی اللہ عنہا وإلا فبدعة وفسق)۔ ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۱، ص ۲۴۶۔

③..... لم نعتز علیہ۔

④..... وہ فرقہ جو اپنے سینوں میں حضرت علی اور حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض و کینہ رکھتے ہیں۔

⑤..... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: ”یزید پلید علیہ مایستحق من العزیز الجید قطعاً یقیناً باجماع اہلسنت فاسق و فاجر و جری علی الکبائر تھا اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق و اتفاق ہے، صرف اس کی تکفیر و لعن میں اختلاف فرمایا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اتباع و موافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیت کریمہ

عقیدہ (۱۷): اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتدایان اہل سنت ہیں، جو ان سے محبت نہ رکھے، مردود و ملعون خارجی ہے۔

اس پر سند لاتے ہیں: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ﴾ کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسب پر رشتہ کاٹ دو، یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا، حرمین طہیین و خود کعبہ معظمہ و روضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن مسجد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے اذان و نماز رہی، مکہ و مدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کئے، کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلادیا، مدینہ طیبہ کی پاکدامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمرائیوں کے تیغ ظلم سے پیا سا ذبح کیا، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہو گئے، سر انور کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا، حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے، اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا، ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے، قرآن عظیم میں صراحت اس پر ﴿لَعَنَهُمُ اللَّهُ﴾ (ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ ت) فرمایا، لہذا امام احمد اور ان کے موافقین ان پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لعن و تکفیر سے احتیاطا سکوت فرمایا کہ اس سے فسق و فجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر، اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں لقولہ تعالیٰ ﴿فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا إِلَّا مَنْ تَابَ﴾ (تو عنقریب دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے مگر جو تائب ہوئے۔ ت) اور توبہ تادم غرغره مقبول ہے اور اس کے عدم پر جزم نہیں اور یہی احوط و اسلم ہے، مگر اس کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور ضلالت و بد مذہبی صاف ہے، بلکہ انصاف یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شتمہ ہو، ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)، شک نہیں کہ اس کا قاتل ناصبی مردود اور اہل سنت کا عدو و عنود ہے۔

”الفتاویٰ الرضویۃ“، کتاب السیر، ج ۱۴، ص ۵۹۱-۵۹۳.

احکام شریعت میں فرماتے ہیں: ”یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں تو ہرگز بخشش نہ ہوگی اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہے اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر لہذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“ احکام شریعت، ص ۱۶۵.

انظر للتفصیل: ”المسامرة“، ما جرى بين علي و معاوية رضي الله عنهما، ص ۳۱۷-۳۱۸. و ”النبراس“، ص ۳۳۰-۳۳۲.

و ”منح الروض الأزهر“ للقرائ، ص ۷۱-۷۳. ”شرح العقائد النسفية“، ص ۱۶۳-۱۶۴.

عقیدہ (۱۸): اُم المؤمنین خدیجہ الکبریٰ، وام المؤمنین عائشہ صدیقہ، وحضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن قطعی جنتی ہیں (۱)

اور انھیں اور بقیہ بناتِ مکرمات وازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔

عقیدہ (۱۹): اِن کی طہارت کی گواہی قرآنِ عظیم نے دی۔ (۲)

①..... عن هند بن أبي هالة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرْتُ لِي أَنْ أَتَزَوَّجَ أَوْ أَزُوجَ إِلَّا أَهْلَ الْجَنَّةِ)). "الجامع الصغير"، ص ۱۰۴، الحديث: ۱۶۶۰.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا أَزُوجَ إِلَّا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَا أَتَزَوَّجَ إِلَّا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

"الجامع الصغير"، ص ۲۸۳، الحديث: ۴۶۰۷.

عن عائشة قالت: ((بَشَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ بَيْتَ فِي الْجَنَّةِ)).

"صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، فضائل خديجة أم المؤمنين، الحديث: ۲۴۳۴، ص ۱۳۲۳.

عن أبي زرعة قال: سمعت أبا هريرة قال: ((أَتَى جَبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْكَ

مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا عَزَّ وَجَلَّ وَمَنِّي وَبَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا

صَحْبٍ فِيهِ وَلَا نَصَبٍ)). "صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، فضائل خديجة أم المؤمنين، الحديث: ۲۴۳۲، ص ۱۳۲۲.

عن عائشة قالت: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّهُ لِيَهْوَى عَلَيَّ الْمَوْتَ، إِنْ أَرَيْتَكَ زَوْجَتِي فِي الْجَنَّةِ)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ۹۸، ج ۲۳، ص ۳۹.

عن عمار قال: ((إِنَّ عَائِشَةَ زَوْجَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل،

باب ما ذكر عائشة رضي الله عنها، الحديث: ۱۰، ج ۷، ص ۵۲۹.

وحدثتنا عائشة رضي الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: فَتَكَلَّمْتُ أَنَا، فَقَالَ:

أَمَا تَرْضِينَ أَنْ تَكُونِي زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟ قَالَتْ: بَلَى وَاللَّهِ، قَالَ: فَأَنْتَ زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)).

"المستدرک" للحاكم، فضائل عائشة عن لسان ابن عباس، الحديث: ۶۷۸۹، ج ۵، ص ۱۲.

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). "صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي

صلى الله عليه وسلم، باب مناقب فاطمة رضي الله عنها، ج ۲، ص ۵۵۰. انظر للتفصيل: عقيدته نمبر (۵).

②..... ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ پ ۲۲، الأحزاب: ۳۳.

في "تفسير الخازن"، ج ۳، ص ۴۹۹، تحت هذه الآية: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ﴾ أي: الإثم الذي

نهى الله النساء عنه، وقال ابن عباس: يعني عمل الشيطان وما ليس لله فيه رضا، وقيل: الرجس الشك وقيل: السوء.

في "التفسير الكبير"، ج ۹، ص ۱۶۸، تحت هذه الآية: (واختلفت الأقوال في أهل البيت، والأولى أن يقال: هم أولاده

وأزواجه والحسن والحسين منهم وعلي منهم؛ لأنه كان من أهل بيته بسبب معاشرته ببنت النبي عليه السلام وملازمته للنبي).

ولایت کا بیان

ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔

مسئلہ (۱): ولایت وہی شے ہے ^(۱)، نہ یہ کہ اعمالِ شاقہ ^(۲) سے آدمی خود حاصل کر لے، البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اس عطیہ الہی کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔ ^(۳)

مسئلہ (۲): ولایت بے علم کو نہیں ملتی، ^(۴) خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کر دیے ہوں۔

عقیدہ (۱): تمام اولیائے اولین و آخرین سے اولیائے محمدین یعنی اس اُمت کے اولیاء افضل ہیں ^(۵).....

۱..... ولایت، اللہ عزوجل کی طرف سے عطا کردہ انعام ہے۔

۲..... سخت مشکل اعمال۔

۳..... فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۶۰۶: ”ولایت کسی نہیں محض عطائی ہے ہاں کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہیں۔“

”المفلوظ“، معروف بہ ”ملفوظات اعلیٰ حضرت“ رحمۃ اللہ علیہ، حصہ اول، ص ۲۳۳ و ۲۳۴۔

۴..... (فی ان الله ما اتخذ ولياً جاهلاً). ”الفتوحات المکیة“، ج ۳، ص ۹۲۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین ملت امام احمد رضا خان ارشاد فرماتے ہیں: ”حاشائے شریعت و طریقت دورا ہیں ہیں نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہو سکتے ہیں، علامہ مناوی ”شرح جامع صغیر“ پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی ”حدیقہ ندیہ“ میں فرماتے ہیں: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: علم الباطن لا يعرفه إلا من عرف علم الظاهر [”الحدیقہ الندیہ“، النوع الثانی، ج ۱، ص ۱۶۵]۔ علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وما اتخذ الله ولياً جاهلاً، اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا، یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اسکے بعد ولی کیا۔“ فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۵۳۰۔

۵..... فی ”الیواقیت والجواهر“: (اعلم أن عدد منازل الأولياء في المعارف والأحوال التي ورثوها من الرسل عليهم الصلاة والسلام، مائتا ألف منزل وثمانية وأربعون ألف منزل وتسعمائة وتسعة وتسعون منزلاً لا بد لكل من حق له قدم الولاية أن ينزلها جميعها ويخلع عليه في كل منزل من العلوم ما لا يحصى، قال الشيخ محيي الدين: وهذه المنازل خاصة بهذه الأمة المحمدية لم ينلها أحد من الأمم قبلهم ولكل منزل ذوق خاص لا يكون لغيره)۔

”الیواقیت والجواهر“، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص ۳۴۸۔

اور تمام اولیائے محمدیین میں سب سے زیادہ معرفت و قرب الہی میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور ان میں ترتیب وہی ترتیب افضلیت ہے، سب سے زیادہ معرفت و قرب صدیق اکبر کو ہے، پھر فاروق اعظم، پھر ذوالنورین، پھر مولیٰ مرتضیٰ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (1)

ہاں مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولیٰ مشکل کشا کو (2) تو جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انھیں کے دست نگر (3) تھے، اور ہیں، اور رہیں گے۔

عقیدہ (۲): طریقت منافی شریعت نہیں۔ (4) وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے، بعض جاہل متصوف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں: کہ طریقت اور ہے شریعت اور، محض گمراہی ہے اور اس زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر و الحاد۔ (5)

① فی "المعتمد المستند"، حاشیہ نمبر: ۳۱۶، ص ۱۹۱: (أفضل الأولياء المحمدين أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي رضي الله تعالى عنهم).

وفي "الحديقة الندية"، ج ۱، ص ۲۹۳: (وأفضلهم) أي: الأولياء (أبو بكر الصديق رضي الله عنه ثم عمر بن الخطاب (الفاروق، ثم عثمان بن عفان (ذو النورين، ثم علي المرتضى) ملتقطاً.

② "الفتاوى الرضوية"، ج ۲۹، ص ۲۳۴.

③ محتاج، حاجت مند۔

④ یعنی: طریقت، شریعت کے خلاف نہیں ہے۔

⑤ فی "إحياء العلوم"، کتاب قواعد العقائد، الفصل الثاني: في وجه التدرج إلى الإرشاد... إلخ، ج ۱، ص ۱۳۸-۱۳۹: (إن الباطن إن كان مناقضاً للظاهر ففيه إبطال الشرع، وهو قول من قال: إن الحقيقة خلاف الشريعة وهو كفر لأن الشريعة عبارة عن الظاهر والحقيقة عبارة عن الباطن)..... (فمن قال: إن الحقيقة تخالف الشريعة أو الباطن يناقض الظاهر فهو إلى الكفر أقرب منه إلى الإيمان)، ملتقطاً. وفي "عوارف المعارف"، ص ۵۲، ۱۲۸.

وفي "كشف المحجوب"، ومن ذلك الشريعة والحقيقة والفرق بينهما، ص ۴۲۳-۴۳۳.

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن "فتاویٰ رضویہ" میں فرماتے ہیں: "شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی اختلاف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو زرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ، بددین۔ شریعت، حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال ہیں، اور طریقت، حضور کے افعال، اور حقیقت، حضور کے احوال، اور معرفت، حضور کے علوم بے مثال، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و أصحابہ إلی مالا یزال (ان پر) یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر) ان کی آل پر اور

مسئلہ (۳): احکام شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو، سبکدوش نہیں ہو سکتا۔^(۱) بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے، راستہ کی حاجت اُن کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں فرمایا:

”صَدَقُوا لَقَدْ وَصَلُوا وَلَكِنْ إِلَى أَيْنَ؟ إِلَى النَّارِ.“^(۲)

”وہ سچ کہتے ہیں، بیشک پہنچے، مگر کہاں؟ جہنم کو۔“

البتہ! اگر مجذوبیت^(۳) سے عقلِ تکلفی زائل ہو گئی ہو، جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے گا^(۴)،.....

صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ رحمت برسائے جب تک مولیٰ تعالیٰ فرمائے۔ (ت۔) ”فتاویٰ رضویہ“، ج ۲۱، ص ۳۶۰۔

وانظر ”الفتاویٰ الرضویة“، الرسالة: ”مقال عرفا بإعزاز شرع وعلماء“، ج ۲۱، ص ۵۲۱ إلى ۵۶۸.

①..... وفي ”شرح العقائد النسفية“، مبحث لا يبلغ ولي درجة الأنبياء، ص ۱۶۶: (ولا يصل العبد ما دام عاقلاً بالغاً إلى حيث يسقط عنه الأمر والنهي لعموم الخطابات الواردة في التكليف، وإجماع المجتهدين على ذلك، وذهب بعض الإباحيين إلى أنَّ العبد إذا بلغ غاية المحبة وصفا قلبه واختار الإيمان على الكفر من غير نفاق سقط عنه الأمر والنهي، ولا يدخله الله النار بارتكاب الكبائر، وبعضهم إلى أنَّه تسقط عنه العبادات الظاهرة، وتكون عباداته التفرُّغ، وهذا كفر وضلال، فإنَّ أكمل الناس في المحبة والإيمان هم الأنبياء خصوصاً حبيب الله تعالى صلى الله عليه وسلم مع أنَّ التكليف في حقهم أتمَّ وأكمل).

في ”منح الروض الأزهر“ للقارئ، ص ۱۲۲: (أنَّ العبد ما دام عاقلاً بالغاً لا يصل إلى مقام يسقط عنه الأمر والنهي لقوله تعالى: ﴿وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ فقد أجمع المفسرون على أنَّ المراد به الموت، وذهب بعض أهل الإباحة إلى أنَّ العبد إذا بلغ غاية المحبة وصفا قلبه من الغفلة واختار الإيمان على الكفر والكفران سقط عنه الأمر والنهي، ولا يدخله الله النار بارتكاب الكبائر، وذهب بعضهم إلى أنَّه تسقط عنه العبادات الظاهرة، وتكون عباداته التفكير وتحسين الأخلاق الباطنة، وهذا كفر وزندقة وضلالة وجهالة، فقد قال حجة الإسلام: إنَّ قتل هذا أولى من مائة كافر).

②..... في ”اليواقيت والجواهر“، المبحث السادس والعشرون، ص ۲۰۶: (قد سئل القاسم الجنيد رضي الله عنه عن قوم يقولون: بإسقاط التكليف، ويزعمون أنَّ التكليف إنما كانت وسيلة إلى الوصول وقد وصلنا، فقال رضي الله تعالى عنه: صدقوا في الوصول ولكن إلى سقر). وانظر ”الفتاوى الرضویة“، ج ۲۱، ص ۵۱۲، ۵۳۸.

③..... الله تعالى کی محبت میں غرق ہونے۔

④..... في ”اليواقيت والجواهر“، ص ۲۰۷: (إنَّ كل من سلب عقله كالبهاليل والمجانين والمجاذيب لا يطالب بأدب من الآداب بخلاف ثابت العقل فإنه يجب عليه معانقة الأدب، والفرق أنَّ من سلب عقله من هؤلاء حكمه عند الله حكم من مات في حالة شهود).

مگر یہ بھی سمجھ لو! جو اس قسم کا ہوگا، اُس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی، شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔^(۱)

مسئلہ (۴): اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے، ان میں جو اصحاب خدمت ہیں، اُن کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے، سیاہ، سفید کے مختار بنا دیے جاتے ہیں^(۲)، یہ حضرات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں، ان کو اختیارات و تصرفات حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت میں ملتے ہیں^(۳)،.....

①..... ”ملفوظات“ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں ہے: ”سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کریگا۔“

”ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی“، حصہ دوم، ص ۲۴۰۔

②..... مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ”تفسیر عزیزی“ میں زیر آیہ کریمہ ﴿وَالْقَمَرَ إِذَا اتَّسَقَ﴾ لکھتے ہیں: بعض از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گزرانیدہ اند دریں حالت ہر تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجهت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند ادیاب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہامی طلبند و می یابند۔

یعنی: اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیت کا ملہ اور راہنمائی کے لئے ذریعہ بنایا گیا ہے، انھیں اس حالت میں بھی دنیا کے اندر تصرف کی طاقت و اختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعت مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا، صوفیائے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔

”فتح العزیز“ (تفسیر عزیزی)، تحت الآیة: وَالْقَمَرَ إِذَا اتَّسَقَ، ص ۲۰۶، بحوالہ ”فتاویٰ رضویہ“ ج ۲۹، ص ۱۰۳-۱۰۴۔

③..... فی ”الیواقیت والجواهر“: (من الأدب أن یقال: فلان یطلع علی قدم الأنبیاء، ولا یقال: إنہ علی قلبہم؛ لأنّ الأولیاء علی آثار الأنبیاء مقتدون ولو أنّہم کانوا علی قلوب الأنبیاء لنالوا ما نالته الأنبیاء أصحاب الشرائع فلما أطلعني اللہ علی مقامات الأنبیاء علمت أنّ للآولیاء معراجین أحدهما یكونون فیہ علی قلوب الأنبیاء ما عدا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم کما سیأتی لکن من حیث ہم أولیاء أو ملہمون فیما لا تشریع والمعراج التالی یكونون فیہ علی أقدام الأنبیاء أصحاب التشریع فیأخذون معانی شرعہم بالتعریف من اللہ ولكن من مشکاة نور الأنبیاء فلا یخلص لهم الأخذ عن اللہ ولا عن الروح القدس وما عدا ذلك فإنہ یخالص لهم من اللہ تعالیٰ ومن الروح القدس من طریق الإلهام).

(”الیواقیت والجواهر“، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص ۳۴۸-۳۴۹)۔

انظر ”بہجة الاسرار“، ذکر کلمات أخبر بها عن نفسه... إلخ، ص ۵۰، وفي ”فتاویٰ رضویہ“، ج ۳۰، ص ۴۹۲-۴۹۳۔

علومِ غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں^(۱)، ان میں بہت کو مَآ کَانَ وَمَا یُکُونُ^(۲) اور تمام لوحِ محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں^(۳)، مگر یہ سب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ و عطا سے^(۴)، بے وساطتِ رسول کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔^(۵)

①..... فی ”تفسیرات أحمدیہ“، پ ۲۱، لقمان: تحت الآیۃ: ۳۴، ص ۶۰۸-۶۰۹: (ولک أن تقول إن علم هذه الخمسة وإن کان لا یعلمہ إلا اللہ، لكن يجوز أن یعلمها من یشاء من محبہ وأولیاءہ بقرینۃ قوله تعالیٰ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾ علی أن یشاء الخبیر بمعنی المنخب).

وفي ”تفسیر الصاوی“، پ ۲۱، لقمان: تحت الآیۃ: ۳۴، ج ۵، ص ۱۶۰۷: ﴿وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ أي: من حیث ذاتہا، وأما بإعلام اللہ للعبد فلا مانع منه كالأنبیاء وبعض الأولیاء، قال تعالیٰ: ﴿وَلَا یُحِیْطُونَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾. وقال تعالیٰ: ﴿عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلَیْ غَیْبِہِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُولٍ﴾ قال العلماء: وكذا ولی، فلا مانع من كون اللہ یطلع بعض عباده الصالحین علی بعض هذه المغیبات، فتكون معجزة للنبی وكرامة للولی).

②..... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”ماکان وما یكون“ کے معنی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”اس کے معنی: ”ماکان من أول يوم ویكون إلى آخر الأيام“، یعنی: روزِ اول آفرینش سے روزِ قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرے کا علم تفصیلی۔“ ”فتاویٰ رضویہ“، ج ۱۵، ص ۲۷۵۔

③..... ”الطبقات الكبرى“ المسمّاة بـ ”لواقح الأنوار فی طبقات الأخیار“ للشعرانی، الجزء الأول، ص ۲۰۸ و ۲۳۶ و ۲۵۷.

④..... ”إرشاد الساری“، کتاب تفسیر القرآن، تحت الحدیث: ۴۶۹۷، ج ۱۰، ص ۳۶۹: (”مفاتیح الغیب“ أي: خزائن الغیب ”خمس لا یعلمها إلا اللہ“ ذکر خمساً وإن کان الغیب لا یتناهی؛ لأنّ العدد لا ینفی الزائد، أو لأنّهم کانوا یعتقدون معرفتها ”لا یعلم ما فی غد إلا اللہ ولا یعلم ما تغیض الأرحام“ أي: ما تنقصه، ”إلا اللہ ولا یعلم متى یأتی المطر أحد إلا اللہ“ أي: إلا عند أمر اللہ به فیعلم حیثئذ کالسابق إذا أمر تعالیٰ به، ”ولا تدري نفس بأي أرض تموت“ أي: فی بلدها أم فی غیرها کما ل اتدري فی أي وقت تموت، ”ولا یعلم متى تقوم الساعة“ أحد، ”إلا اللہ“ إلا من ارتضى من رسول فإنه یطلعه علی ما یشاء من غیبه والولی التابع له یأخذ عنه).

انظر التفصیل فی ”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۲۹، ص ۴۰۸، ۴۱۵، ۴۴۸، ۴۷۵، ۴۷۶.

⑤..... فی ”إرشاد الساری“، کتاب الإیمان، باب سؤال جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم... إلخ، تحت الحدیث: ۵۰، ج ۱، ص ۲۴۳: (فمن ادّعی علم شیء منها غیر مستند إلى الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان کاذباً فی دعواه).

وفي ”فتح الباری“، کتاب الإیمان، باب سؤال جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم... إلخ، ج ۱، ص ۱۱۴.

وفي ”عمدة القاری“، ج ۱، ص ۴۲۵.

”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۲۹، ص ۴۷۲.

عقیدہ (۳): کرامتِ اولیاء حق ہے، اس کا منکر گمراہ ہے۔^(۱)

مسئلہ (۵): مُردہ زندہ کرنا، مادرِ زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا^(۲)،.....

①..... فی ”منح الروض الأزهر“ للقارئ، ص ۷۹: (والکرامات للأولیاء حق أي: ثابت بالکتاب والسنة، ولا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة في إنکار الکرامة).

وفی ”الحدیقة الندیة“، ص ۲۹۰: (کرامات الأولیاء باقیة بعد موتهم أيضاً کما أنّها باقیة فی حال نومهم، ومن زعم خلاف ذلك فی الکرامات فهو جاهل متعصب). ”الفتاوی الرضویة“، ج ۸، ص ۷۵، ج ۹، ص ۷۶۶، ج ۱۴، ص ۳۲۴.

②..... أخبرنا الشیخ القدوة أبو الحسن علی القرشی رضی اللہ عنہ بجبل قاسیون، سنة ثمانی عشرة وستمائة، قال: كنت أنا والشیخ أبو الحسن علی بن الہیثم عند الشیخ محیی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ بمدرستہ بباب الأزج سنة تسع وأربعین وخمسمائة، فجاءه أبو غالب فضل اللہ بن إسماعیل البغدادي الأزجي التاجر، فقال له: یا سیدی قال جددک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من دعی فلیجب، وها أنا ذا قد دعوتک إلى منزلی، فقال: إن أذن لی أجبت، ثم أطرق ملیاً ثم قال: نعم، فركب بغلته وأخذ الشیخ علی بركابه الأيمن وأخذت أنا بالأيسر فأتینا داره، وإذا فیها مشایخ بغداد وعلمائوها وأعیانها، فمد سماً فیہ من کل حلو وحامض، وأتى بسلة كبيرة محتومة یحملها اثنان وضعت آخر السماط، فقال أبو غالب: الصلاة والشیخ مطرق فلم یأكل ولا أذن فی الأكل ولا أكل أحد وأهل المجلس كأن رؤوسهم الطیر من هیبتہ، فأشار إلی والی الشیخ علی بن الہیثم أن قدما إلی تلك السلة، فقمنا نحملها وهي ثقيلة حتی وضعناها بین یدیه، فأمرنا بفتحها ففتحناها فإذا فیها ولد لأبي غالب أکمه مقعد مجذوم مفلوج، فقال له الشیخ: قم بإذن اللہ معافی، فإذا الصبی یعدو وهو یبصر ولا به عاهة، فضج الحاضرون وخرج الشیخ فی غفلات الناس، ولم یأكل شیئاً، فجلت إلی سیدی الشیخ أبي سعد القیلوي وأخبرته بذلك، فقال: الشیخ عبد القادر یرئ الأکمه والأبرص ویحیی الموتی بإذن اللہ. قال: ولقد شهدت مجلسه مرة فی سنة تسع وخمسين وخمسمائة، فأتاه جمع من الرافضة بقتلتین مخیطتین محتومتین، وقالوا له: قل لنا ما فی هاتین القفتین، فنزل من علی الكرسي ووضع یدہ علی إحداهما وقال: فی هذه صبی مقعد، وأمر ابنه عبد الرزاق بفتحها فإذا فیها صبی مقعد، فأمسک بیدہ وقال له: قم فقام یعدو، ثم وضع یدہ علی الأخری وقال: فی هذه صبی لا عاهة به وأمر ابنه بفتحها ففتحها، وإذا فیها صبی یمشی فأمسک بناصیته وقال له: اقعد فأقعد، فتأبوا عن الرفض علی یدہ، ومات فی المجلس یومئذ ثلاثة، ولقد أدرکت المشایخ من صدر القرن الماضي یقولون أربعة هم الذین یرئون الأکمه والأبرص الشیخ عبد القادر، والشیخ بقا بن بطو، والشیخ أبو سعد القیلوي، والشیخ علی ابن الہیثم رضی اللہ عنہم، ولقد رأیت أربعة من المشایخ یتصرفون فی قبورهم کتصرف الإحیاء، الشیخ عبد القادر، والشیخ معروف الکرخي، والشیخ عقیل المنجبي، والشیخ حیا بن قیس الحراني رضی اللہ عنہم، ولقد حضرت عنده یوماً فاستقضانی حاجة، فأسرعت فی قضائها، فقال لی: تمن ما ترید، قلت: أرید کذا وذا ذكرت أمراً من أمور الباطن، فقال: خذہ إلیک فوجدته فی ساعتی رضی اللہ عنہ. ”بهجة الأسرار“، ذکر فصول من کلامه مرصعاً بشیء... إلخ، ص ۱۲۳-۱۲۴.

مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، غرض تمام خوارقِ عادات^(۱)، اولیاء سے ممکن ہیں^(۲)، سوا اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔ جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا^(۳)،.....

۱..... تمام خلافِ عادات باتیں یعنی کرامات۔

۲..... وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث کرامات الأولياء حق، ص ۱۴۶ تا ۱۴۹: (فتظهر الكرامة على طريق نقض العادة للولي من قطع المسافة البعيدة في المدة القليلة كإتيان صاحب سليمان عليه السلام وهو آصف بن برخيا على الأشهر بعرش بلقيس قبل ارتداد الطرف مع بُعد المسافة، وظهور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة كما في حق مريم فإنه ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ﴾، والمشي على الماء كما نقل عن كثير من الأولياء والطيران في الهواء كما نقل عن جعفر بن أبي طالب ولقمان السرخسي وغيرهما وكلام الجماد والعجماء، أما كلام الجماد فكما روي أنه كان بين يدي سلمان وأبي الدرداء قصعة فسبحت وسمعا تسبيحاً، وأما كلام العجماء فكتكلم الكلب لأصحاب الكهف وكما روى النبي عليه السلام قال بينما رجل يسوق بقرة قد حمل عليها إذا التفتت البقرة إليه وقالت إني لم أخلق لهذا وإنما خلقت للحرث، فقال الناس: سبحان الله تتكلم البقرة، فقال النبي صلى الله عليه وسلم آمنت بهذا واندفاع المتوجه من البلاء وكفاية المهم عن الأعداء وغير ذلك من الأشياء مثل رؤية عمر وهو على المنبر في "المدينة" جيشه بـ "نهاوند" حتى قال لأمر جيشه: يا سارية الجبل الجبل تحذيراً له من وراء الجبل لمكر العدو هناك وسماع سارية كلامه مع بُعد المسافة وكشرب خالد السم من غير تضرر به وكجريان النيل بكتاب عمر، وأمثال هذا أكثر من أن يحصى ولما استدلت المعتزلة المنكرة لكرامة الأولياء بأنه لو جاز ظهور خوارق العادات من الأولياء لاشتبه بالمعجزة فلم يتميز النبي من غير النبي أشار إلى الجواب بقوله: ويكون ذلك أي: ظهور خوارق العادات من الولي الذي هو من آحاد الأمة معجزة للرسول الذي ظهرت هذه الكرامة لواحد من أمته؛ لأنه يظهر بها أي: بتلك الكرامة أنه ولي ولن يكون ولياً إلا وأن يكون محققاً في ديانتته وديانته الإقرار بالقلب واللسان برسالة رسوله مع الطاعة له في أوامره ونواهيه حتى لو ادعى هذا الولي الاستقلال بنفسه وعدم المتابعة لم يكن ولياً ولم يظهر ذلك على يده، والحاصل أن الأمر الخارق للعادة فهو بالنسبة إلى النبي عليه السلام معجزة سواء ظهر من قبله أو من قبل آحاد أمته وبالنسبة إلى الولي كرامة لخلوه عن دعوى نبوة من ظهر ذلك من قبله فالنبي لا بد من علمه بكونه نبياً ومن قصده إظهار خوارق العادات ومن حكمه قطعاً بموجب المعجزات بخلاف الولي).

۳..... في "روح المعاني"، پ ۲۲، يس: ۳۸، الجزء الثالث والعشرون، ص ۲۰: (وأنت تعلم أن المعتمد عندنا جواز ثبوت الكرامة للولي مطلقاً إلا فيما يثبت بالدليل عدم إمكانه كالإتيان بسورة مثل إحدى سور القرآن).

في "رد المحتار"، كتاب النكاح، باب العدة، ج ۵، ص ۲۵۳: (والحاصل أنه لا خلاف عندنا في ثبوت الكرامة، وإنما الخلاف فيما كان من جنس المعجزات الكبار، والمعتمد الجواز مطلقاً إلا فيما ثبت بالدليل عدم إمكانه كالإتيان بسورة).

یاد دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا، اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے، کافر ہے۔ (1)
مسئلہ (۶): ان سے استمداد و استعانت محبوب ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں (2)،.....

1..... وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، ومنها: هل يجوز رؤية الله تعالى في الدنيا، ص ۱۲۴: (وقال الأردبيلي في كتابه "الأنوار": ولو قال: إني أرى الله تعالى عياناً في الدنيا أو يكلمني شفهاً كفر).

في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: في رؤية الله تعالى في الدنيا، ص ۲۰۰: (لا يجوز لأحد أن يدعي أنه رأى الله بعين رأسه، ومن زعم ذلك فهو كافر مراق الدم، كما صرح به من أئمتنا صاحب "الأنوار" ونقله عنه جماعة وأقروه. وحاصل عبارته: أن من قال: إنه يرى الله عياناً في الدنيا ويكلمه شفهاً فهو كافر).

في "المعتقد المنتقد"، منه أنه تعالى مرئي بالأبصار في دار القرار، ص ۵۸: (وكفروا مدعي الرؤية كما أن القارئ في ذيل قول القاضي، وكذلك من ادعى مجالسة الله تعالى والعروج إليه ومكالمته قال: وكذا من ادعى رؤيته سبحانه في الدنيا بعينه).

2..... في "المدخل"، فصل في زيارة القبور، الجزء الأول، ج ۱، ص ۱۸۴: (فإن كان الميت المزار ممن ترجى بركته فيتوسل إلى الله تعالى به، وكذلك يتوسل الزائر بمن يراه الميت ممن ترجى بركته إلى النبي صلى الله عليه وسلم بل يبدأ بالتوسل إلى الله تعالى بالنبي صلى الله عليه وسلم، إذ هو العمدة في التوسل، والأصل في هذا كله، والمشرع له فيتوسل به صلى الله عليه وسلم وبمن تبعه بإحسان إلى يوم الدين، وقد روى البخاري عن أنس رضي الله عنه ((أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان إذا قحطوا استسقى بالعباس فقال: اللهم إنا كنا نتوسل إليك بنبيك صلى الله عليه وسلم ففستقينا وإنا نتوسل إليك بعن نبيك فاستقنا فيسقون)) [صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس... إلخ، ج ۱، ص ۳۴۶، الحديث: ۱۰۱۰] انتهى، ثم يتوسل بأهل تلك المقابر أعني بالصالحين منهم في قضاء حوائجهم ومغفرة ذنوبهم، ثم يدعو لنفسه ولوالديه ولمشايخه ولأقاربه ولأهل تلك المقابر ولأموات المسلمين ولأحيائهم وذريتهم إلى يوم الدين ولمن غاب عنه من إخوانه ويجأر إلى الله تعالى بالدعاء عندهم ويكثر التوسل بهم إلى الله تعالى؛ لأنه سبحانه وتعالى اجتباهم وشرفهم وكرمهم فكما نفع بهم في الدنيا ففي الآخرة أكثر، فمن أراد حاجة فليذهب إليهم ويتوسل بهم، فإنهم الواسطة بين الله تعالى وخلقه، وقد تقرر في الشرع وعلم ما لله تعالى بهم من الاعتناء، وذلك كثير مشهور، وما زال الناس من العلماء والأكابر كابراً عن كابر مشرقاً ومغرباً يتبركون بزيارة قبورهم ويجدون بركة ذلك حساً ومعنى، وقد ذكر الشيخ الإمام أبو عبد الله بن النعمان رحمه الله في كتابه المسمى بـ "سفينة النجاء لأهل الالتجاء" في كرامات الشيخ أبي النجاء في أثناء كلامه على ذلك ما هذا لفظه: تحقق لذوي البصائر، والاعتبار أن زيارة قبور الصالحين محبوبة لأجل التبرك مع الاعتبار؛ فإن بركة الصالحين جارية بعد مماتهم كما كانت في حياتهم والدعاء عند قبور الصالحين، والتشفع بهم معمول به عند علمائنا المحققين من أئمة الدين انتهى.

= فی "أشعة اللمعات"، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، ج ۱، ص ۷۶۲: (واثبت کردہ اند آن را مشایخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم و بعض فقہاء رحمۃ اللہ علیہم و این امری محقق و مقرر است نزد اہل کشف و کمل از ایشان تا آنکہ بسیاری از فیوض و فتوح از ارواح رسیدہ و این طائفہ داد در اصطلاح ایشان اویسی خوانند امام شافعی گفته است قبر موسی کاظم تریاق مجرب ست مراجبت و عازاد و حجة الاسلام محمد غزالی گفته ہر کہ استمداد کردہ شود بوی در حیات استمداد کردہ میشود بوی بعد از وفات و یکی از مشایخ عظامر گفته است دیدم چہار کس را از مشایخ کہ تصرف میکنند در قبور خود مانند تصرفاے ایشان در حیات خود یا بیشتر و شیخ معروف کرخی و شیخ عبدالقادر جیلانی و دو کس دیگر را از اولیا شمر دہ و مقصود حصر نیست آنچه خود دیدہ یافتہ است گفته و سیدی احمد بن مرزوق کہ از اعظامر فقہا و علما و مشایخ دیار مغرب ست گفت کہ دوزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید کہ امداد حی اقوی است یا امداد میت من بگفتم قوی میگویند کہ امداد حی قوی تر است و من میگویم کہ امداد میت قوی تر ست پس شیخ گفت نعم زیرا کہ دی در بساط حق است و در حضرت اوست نقل درین معنی ازین طائفہ بیشتر از ان است کہ حصر و احصا کردہ شود و یافتہ نمیشود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح کہ منافی و مخالف این باشد و رد کنند این را و بتحقیق ثابت شدہ است بآیات و احادیث کہ روح باقی است و او را علم و شعور بزازان و احوال ایشان ثابت است و ارواح کاملان را قریب و مکاتے در جناب حق ثابت ست چنانکہ در حیات بود یا بیشتر از ان و اولیا را کرامات و تصرف در اکوان حاصل است و آن نیست مگر ارواح ایشان را و ارواح باقی ست و تصرف حقیقی نیست مگر خدا عز شانه و ہمہ بقدرت اوست و ایشان فانی اند در جلال حق در حیات و بعد از ممات پس اگر دادہ شود مراحدی را چیزی بوساطت یکی از دوستان حق و مکاتے کہ نزد خدا دارد و در بنا شد چنانکہ در حالت حیات بود و نیست فعل و تصرف در ہر دو حالت مگر حق را جل جلالہ و عمر نوالہ و نیست چیزی کہ فرق کند میان ہر دو حالت و یافتہ نشدہ است دلیلی بر ان در شرح شیخ ابن حجر ہیتمی مکی در شرح حدیث: ((لعن اللہ الیہود و النصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد)) [صحیح البخاری، کتاب الصلاة، الحدیث: ۴۲۷، ج ۱، ص ۱۶۴] گفته است کہ این بر تقدیر ست کہ نماز گزارد بجانب قبر از جهت تعظیم وے کہ آن حرام ست باتفاق و اما اتخاذ مسجد در جوار پیغمبر یا صالحی و نماز گزاردن نزد قبر وے نہ بقصد تعظیم قبر و توجہ بجانب قبر بلکہ بہ نیت حصول مدد از وے تا کامل شود ثواب عبادت ببرکت قبر و مجاوزت مرآن روح پاک را حرجے نیست). "أشعة اللمعات"، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، ص ۷۶۲-۷۶۳.

= یعنی: ”مشائخ صوفیہ اور بعض فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اولیاء کرام سے مدد حاصل کرنے کو ثابت اور جائز قرار دیا ہے اور یہ عقیدہ اہل کشف اور ان کے کا ملین کے ہاں محقق اور طے شدہ عقیدہ ہے یہاں تک کہ بہت سے حضرات کو ان ارواح سے فیوض اور فتوح حاصل ہوئے ہیں اور اس گروہ صوفیہ کی اصطلاح میں انھیں اویسی کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ کاظم کی قبر انور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے فرمایا: جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے، اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔ مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا: میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بڑھ کر حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور دو اور بزرگ شارقے اور ان چار میں حصر مقصود نہیں جو کچھ اس بزرگ نے خود دیکھا اور پایا اس کا بیان کر دیا۔

سیدی احمد بن مرزوق رضی اللہ عنہ کہ اعظم فقہاء و علماء اور مشائخ دیار مغرب میں سے ہیں، فرماتے ہیں: کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے دریافت کیا: کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی؟ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔ شیخ نے فرمایا: ہاں؛ کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اسکے سامنے ہے۔ اس بارے میں اس گروہ صوفیہ سے اس قدر روایات منقول ہیں کہ حد شمار سے باہر ہیں۔

پھر کتاب وسنت واقوال سلف و صالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی اور مخالف ہو اور اسکی تردید کرتی ہو بلکہ آیات و احادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور انکے حالات کا علم و شعور ہوتا ہے اور یہ کہ ارواح کا ملین کو جناب حق تعالیٰ میں قرب و مرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انھیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر، اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں اور انھیں کائنات میں تصرف کی قوت و طاقت حاصل ہے یہ سب کچھ انکی ارواح کرتی ہیں، اور وہ باقی ہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ عز شانہ ہے، یہ سب کچھ حقیقۃً اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے یہ حضرات اپنی زندگی میں اور بعد از وصال جلال حق میں فانی اور مستغرق ہیں، لہذا اگر کسی کو دوستان حق کی وساطت سے کوئی چیز اور مرتبہ حاصل ہو جائے تو کوئی بعید نہیں (اور اس کا انکار درست نہیں) جیسا کہ انکی ظاہری زندگی میں تھا اور حقیقۃً تو فعل و تصرف حق جل جلالہ و عم نوالہ کا ہوتا ہے اور ایسی کوئی دلیل اور وجہ موجود نہیں جو زندگی اور موت میں فرق کرے۔

حضرت شیخ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث پاک: ((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) [صحیح البخاری، کتاب الصلاة، الحدیث: ۴۲۷، ج ۱، ص ۱۶۴] (اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی ہے کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا) کی شرح میں فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ انکی تعظیم کی خاطر ان کی قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے کہ ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے لیکن کسی پیغمبر یا ولی کے پڑوس میں مسجد بنانا اور اسکی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کیے بغیر نماز ادا کرنا جائز ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے تاکہ اس کی قبر کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے اور اسکی روح پاک کا قرب و پڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج و ممانعت نہیں۔“

”اشعۃ اللمعات“ (مترجم)، کتاب الجنائز، زیارت قبور کا بیان، ج ۲، ص ۹۲۳-۹۲۴۔ انظر ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۹، ص ۷۹۱ إلى ۷۹۸.

چاہے وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ رہا ان کو فاعل مستقل جاننا، یہ وہابیہ کا فریب ہے، مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا، مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے (۱)۔

①..... ”فتاویٰ رضویہ“، ج ۲۱، ص ۳۳۱-۳۳۲ میں ہے: ”اہل استغانت سے پوچھو تو کہ تم انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام والثناء کو عیاذ باللہ خدا یا خدا کا ہمسریا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو یا اللہ عز وجل کے مقبول بندے اس کی سرکار میں عزت و وجاہت والے اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تو تمہیں کیا جواب ملتا ہے۔

امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی المملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب مستطاب ”شفاء السقام“ میں استمداد و استغانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کر کے ارشاد فرماتے ہیں:

لیس المراد نسبة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم إلى الخلق والاستقلال بالأفعال هذا لا يقصده مسلم فصرف الكلام إليه ومنعه من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدين.

[”شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام“، الباب الثامن فی التوسل... إلخ، ص ۱۷۵].

یعنی: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استغانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

صدقۃ یا سیدی جزاک اللہ عن الإسلام والمسلمین خیراً، امین!

اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین (ت)

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی کتاب افادت نصاب ”جوہر منظم“ میں حدیثوں سے استغانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں:

فالتوجه والاستغاثة به صلى الله تعالى عليه وسلم بغيره ليس لهما معنى في قلوب المسلمين غير ذلك ولا يقصد بهما أحد منهم سواه فمن لم ينشرح صدره لذلك فليترك على نفسه نسأل الله العافية والمستغاث به في الحقيقة هو الله، والنبي صلى الله تعالى عليه واسطة بينه وبين المستغث فهو سبحانه مستغاث به والغوث منه خلقاً وإيجاداً والنبي صلى الله تعالى عليه وسلم مستغاث والغوث منه سبباً وكسباً.

یعنی: ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتاً فریاد اللہ عز وجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ واسطہ ہیں، تو اللہ عز وجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو خلق و ایجاد کرے، اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریاد رسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔“

مسئلہ (۷): ان کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت و باعثِ برکت ہے۔^(۱)

مسئلہ (۸): ان کو دور و نزدیک سے پکارنا سلفِ صالح کا طریقہ ہے۔

مسئلہ (۹): اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیاتِ ابدی کے ساتھ زندہ ہیں^(۲)، ان کے علم و ادراک و سمع و بصر پہلے

کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔^(۳)

①..... ”فتاویٰ رضویہ“ میں ہے: ”زیارتِ قبور سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((ألا فزوروا فإِنَّهَا تَزْهَدُكُمْ فِي الدُّنْيَا وَتَذَكِّرُكُمْ الْآخِرَةَ))، [”سنن ابن ماجہ“، ج ۲، ص ۲۵۲، الحدیث: ۱۵۷۱، ”المستدرک“، ج ۱، ص ۷۰۸-۷۰۹، الحدیث: ۱۴۲۵-۱۴۲۸]، سن لو! قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلائے گی۔ خصوصاً زیارتِ مزاراتِ اولیائے کرام کہ مہوِچ ہزاراں ہزار برکت و سعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی نابکار، ابنِ تیمیہ کا فضلہ خوار۔ وہاں جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص و مزامیر ایجاد کر لئے ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں، مگر ان سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہو جائے گی۔ جیسے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھنا، رکوع و سجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری و ساری ہے اس سے نماز بُری نہ ہو جائیگی۔“ ”فتاویٰ رضویہ“، ج ۲۹، ص ۲۸۲۔

②..... ”تفسیر روح البیان“، ج ۳، ص ۴۳۹: قال الإمام الإسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: (أجساد الأنبياء والأولياء والشهداء لا تبلى ولا تتغير لما أن الله تعالى قد نفى أبدانهم من العفونة الموجبة للتفسخ وبركة الروح المقدس إلى البدن كالأكسیر)۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“، میں ارشاد فرماتے ہیں: ”اہلسنت کے نزدیک انبیاء و شہداء علیہم التحیۃ والثناء اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے اسی طرح شہداء و اولیاء علیہم الرحمۃ والثناء کے ابدان و کفن بھی قبور میں صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی و رزق دئے جاتے ہیں۔

اور شیخ الہند محدث دہلوی علیہ الرحمۃ شرح ”مشکوٰۃ“ میں فرماتے ہیں: اولیائے خدائے تعالیٰ نقل کردہ شدہ اند اذیں دار فانی بداد بقا و زندہ اند نزد ہر ورد گدار خود و مرزوق اند و خوشحال اند و مرد مرد اذراں شعور نیست)۔ یعنی: اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے وہ خوش حال ہیں اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں۔

اور علامہ علی قاری شرح ”مشکوٰۃ“ میں لکھتے ہیں: (لا فرق لهم في الحالين ولذا قيل: أولياء الله لا يموتون ولكن ينتقلون من دار إلى دار... إلخ)، ملتقطاً. ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۹، ص ۴۳۱-۴۳۳۔

③..... اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“، میں ارشاد فرماتے ہیں: نوع اول: بعد موت بقائے روح و صفات و افعال روح میں۔ یہاں وہ حدیثیں مذکور ہوں جن سے ثابت کہ روح فنا نہیں ہوتی اور اس کے افعال و ادراکات جیسے دیکھنا

مسئلہ (۱۰): انھیں ایصالِ ثواب، نہایت موجبِ برکات و امرِ مستحب ہے، اسے عُرفاً براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں، یہ نذر شرعی نہیں جیسے بادشاہ کو نذر دینا^(۱)، ان میں خصوصاً گیارہویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔

بولنا سننا سمجھنا آنا جانا چلنا پھرنا سب بدستور رہتے ہیں بلکہ اس کی قوتیں بعد مرگ اور صاف و تیز ہو جاتی ہیں حالتِ حیات میں جو کام ان آلاتِ خاکی یعنی آنکھ کان ہاتھ پاؤں زبان سے لیتے تھے اب بغیر ان کے کرتی ہے اگرچہ جسم مثالی کی یاد آوری سہی، ہرچند اس مطلبِ نفیس کے ثبوت میں وہ بی شمار احادیث و آثار سب حجۃ کافہ دلائل شافیہ جن میں... إلخ۔ ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۹، ص ۷۰۳۔

انظر للتفصیل: الرسالة ”حیات الموات فی بیان سماع الأموات“، ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۹۔

①..... فی ”جد الممتار“، (حاشیۃ الإمام أحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن علی ”رد المحتار“) ج ۳، ص ۲۸۵: (إن النذر لهم بعد تحافیهم عن الدنيا كالنذر لهم وهم فيها، وهي شائعة بين المسلمين، والعلماء، والصلحاء، والأولياء منذ قديم، وليس نذراً مصطلح الفقه، وقد بیناه فی ”فتاویٰ أفریقہ“۔

فی هامش ”جد الممتار“، ج ۳، ص ۲۸۵-۲۸۷: قوله: (وقد بیناه فی ”فتاویٰ أفریقہ“)، وإلیکم تلخیص کلامہ فی الفتاویٰ المذكورة:

(لا يجوز النذر الفقهي لغير الله تعالى وما يقدم إلى الأولياء الكرام ويسمى بالنذر ليس بنذر فقهي بل العرف جارٍ بأن ما يقدم إلى حضرات الأكابر من الهدايا يسمونه بالنذر يقولون: أقام الملك مجلسه وقدم الناس إليه النذور.

كتب الشاه رفیع الدین أخو الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي في ”رسالة النذور“ بالفارسیۃ ما معناه: النذر الذي يطلق هنا ليس على المعنى الشرعي؛ لأن العرف جارٍ بأن ما يقدم إلى الأولياء يسمی بالنذر .

قال الإمام الأجلّ سیّدی عبد الغنی النابلسی قدّس سرّہ فی ”الحديقة الندية“: (ومن هذا القبيل زيارة القبور، والتبرک بضرائح الأولياء والصالحين، والنذر لهم بتعليق ذلك على حصول شفاء، أو قدوم غائب، فإنه مجاز عن الصدقة على الخادمين لقبورهم، كما قال الفقهاء في من دفع الزكاة لفقيرٍ وسمّاها قرصاً صحّ؛ لأن العبرة بالمعنى لا باللفظ.

”الحديقة الندية“، الخلق الثامن والأربعون، ج ۲، ص ۱۵۱.

ومن البين: أنه لو كان نذراً فقهيّاً لم يجز للأحياء أيضاً، مع أن العرف والعمل يجري من قديم في الصالحين وأكابر الدين في الحاليتين أي: حالة الحياة وبعد الموت.

بعد هذا التمهيد عرض الإمام أحمد رضا شواهد كثيرة على أن الأولياء والعلماء يستعملون لفظ النذر لما يقدم إلى الأكابر من الهدايا. فأورد عشر عبارات وحكايات من ”بهجة الأسرار“ ونصاً من ”طبقات الشافعية الكبرى“ للإمام العارف بالله سيدي عبد الوهاب الشعراني وعبارتين للشاه وليّ الله الدهلوي من كتابه ”أنفاس العارفين“ وعبارة للشاه عبد العزيز المحدث الدهلوي من كتابه ”تحفة الاثنا عشرية“، و”بهجة الأسرار“ في مناقب سيّدنا الشيخ عبد القادر الجيلاني للإمام الأجلّ سيدي

مسئلہ (۱۱): عُرُسِ اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی، وفاتِ خوانی، ولعتِ خوانی، و وعظ، و ایصالِ ثواب اچھی چیز ہے۔

رہے منہیاتِ شرعیہ^(۱) وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔

تنبیہ: چونکہ عموماً مسلمانوں کو مجاہدِ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیاز مندی اور مشائخ کے ساتھ انھیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے، ان کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنے لیے فلاحِ دَارِین تصور کرتے ہیں، اس وجہ سے زمانہ حال کے وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری، مریدی بھی شروع کر دی، حالانکہ اولیا کے یہ منکر ہیں، لہذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کر لیں، ورنہ اگر بد مذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست^(۲)

أبي الحسن نور الملة والدين علي بن يوسف بن جرير اللخمي الشطنوفي الذي لقبه إمام فن الرجال شمس الدين الذهبي في كتابه "طبقات القراء" والإمام الحليل جلال الدين السيوطي في كتابه "حسن المحاضرة" بـ "الإمام الأوحّد". و كتابه "بهجة الأسرار" يتناول الوقائع والحكايات وكل ما ينتمي إلى سيدنا الشيخ عبد القادر الجيلاني بالأسانيد الصحيحة المعتبرة على منهج المحدثين وجميل طريقهم في تنقيح الأخبار والآثار.

وفي هذه العبارات والنصوص ما يدل على أنّ الأولياء كان طريقهم إطلاق النذر لما يقدم إليهم، كما يدلّ أنّ قبوله كان من دأبهم، وفيها ما يشهد أنّ تقديم النذور إلى أرواحهم وضررائهم وطلب الحوائج من قوّاتهم الروحانيّة كان من أعمالهم، والشاه ولي الله الدهلوي والشاه عبد العزيز الدهلوي الذين تعدّهما الفرقة المنكرة لنذر الأولياء وطلب الحاجات منهم إمامين، وتمثّلها كقدوة لها، في عباراتهما أيضاً صراحة جليّة بطلب الحاجات من الأولياء بعد وفاتهم وتقديم النذور إليهم بعد مماتهم أفهولاء الأجلّة من العصور القديمة كلّهم يرتكبون المحذور ويقعون في الإشراك بالله ويجمعون على الآثام والقبايح؟ كلاً! إنّ يكون ذلك أبداً، بل هذا يحلّي الفرق بين النذر الفقهيّ ونذر الأولياء العرفيّ، فالنذر الفقهي لا يجوز إلّا لله تعالى، والنذر العرفيّ الذي أصله تقديم الهدية إلى الأكابر يجوز للصالحين والأولياء بعد وفاتهم أيضاً كما يجوز في حياتهم. (۱۲).

(محمد أحمد الأعظمي المصباحي)

..... ۱ یعنی وہ افعال جو شرعاً منع ہیں۔

..... ۲ کبھی ابلیس آدمی کی شکل میں آتا ہے، لہذا ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے (یعنی ہر کسی سے بیعت نہیں کرنی چاہیے)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الواحد الاحد الصمد. المتفرد في ذاته و صفاته فلا مثل له ولا ضد له ولم يكن له كفوا احد. والصلوة والسلام الايمان الاكملان على رسوله و حبيبہ سيد الانس و الجن. الذي انزل عليه القرآن. هدى للناس و بينات من الهدى والفرقان وعلى اله و صحبه ما تعاقب الملوان. وعلى من تبعهم باحسان الى يوم الدين. لاسيما الائمة المجتهدين خصوصا على افضلهم و اعلمهم الامام الاعظم. والهمام الافخم. الذي سبق في مضمار الاجتهاد كل فارس. وصدق عليه لو كان العلم عند الثريا لناله رجل من ابناء فارس. سيدنا ابي حنيفة النعمان بن ثابت. ثبتنا الله به بالقول الثابت. في الحياة الدنيا وفي الآخرة. واعطانا الحسنی و زيادة فاخرة. وعلينا لهم و بهم يا ارحم الراحمين. والحمد لله رب العلمين.

تمہید

ایک وہ زمانہ تھا کہ ہر مسلمان اتنا علم رکھتا جو اس کی ضروریات کو کافی ہو بفضلہ تعالیٰ علماء بکثرت موجود تھے جو نہ معلوم ہوتا ان سے بآسانی دریافت کر لیتے حتیٰ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم فرما دیا تھا کہ ہمارے بازار میں وہی خرید و فروخت کریں جو دین میں فقیہ ہوں۔^(۱) رواہ الترمذی عن العلاء بن عبد الرحمن بن یعقوب عن ابيه عن جدہ . پھر جس قدر عہد نبوت سے بعد ہوتا گیا اسی قدر علم کی کمی ہوتی رہی اب وہ زمانہ آ گیا کہ عوام تو عوام بہت وہ جو علما کہلاتے ہیں روزمرہ کے ضروری جزئیات حتیٰ کہ فرائض و واجبات سے ناواقف اور جتنا جانتے ہیں اس پر بھی عمل سے منحرف کہ ان کو دیکھ کر عوام کو سیکھنے اور عمل کرنے کا موقع ملتا اسی قلتِ علم و بے پروائی کا نتیجہ ہے کہ بہت ایسے مسائل کا جن سے واقف نہیں انکار کر بیٹھتے ہیں حالانکہ نہ خود علم رکھتے ہیں کہ جان سکیں نہ سیکھنے کا شوق کہ جاننے والوں سے دریافت کریں نہ علما کی خدمت میں حاضر رہتے کہ ان کی صحبت باعثِ برکت بھی ہے اور مسائل جاننے کا ذریعہ بھی اور اردو میں کوئی ایسی کتاب کہ سلیس، عام فہم، قابل اعتماد ہو اب تک شائع نہ ہوئی بعض میں بہت تھوڑے مسائل کہ روزمرہ کی ضروری باتیں بھی ان میں کافی طور پر نہیں اور بعض میں اغلاط کی کثرت۔ لاجرم ایک ایسی کتاب کی بے حد ضرورت ہے کہ کم پڑھے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ لہذا فقیر بہ نظرِ خیر خواہی مسلمانانِ بمقتضائے الدین النصیح لکل مسلم۔ مولیٰ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس امر اہم و اعظم کی طرف متوجہ ہوا حالانکہ میں خوب

① ”جامع الترمذی“، أبواب الوتر، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٤٨٧، ج ٢، ص ٢٩.

جانتا ہوں کہ نہ میرا یہ منصب نہ میں اس کام کے لائق نہ اتنی فرصت کہ پورا وقت صرف کر کے اس کام کو انجام دوں۔

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

(۱) اس کتاب میں حتیٰ الوسع یہ کوشش ہوگی کہ عبارت بہت آسان ہو کہ سمجھنے میں دقت نہ ہو اور کم علم اور عورتیں اور بچے بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ پھر بھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ ممکن نہیں کہ علمی دشواریاں بالکل جاتی رہیں ضرور بہت مواقع ایسے بھی رہیں گے کہ اہل علم سے سمجھنے کی حاجت ہوگی کم از کم اتنا نفع ضرور ہوگا کہ اس کا بیان انھیں متنبہ کرے گا اور نہ سمجھنا سمجھ والوں کی طرف رجوع کی توجہ دلائے گا۔

(۲) اس کتاب میں مسائل کی دلیلیں نہ لکھی جائیں گی کہ اوّل تو دلیلوں کا سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں، دوسرے دلیلوں کی وجہ سے اکثر ایسی الجھن پڑ جاتی ہے کہ نفس مسئلہ سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے لہذا ہر مسئلے میں خالص منفع حکم بیان کر دیا جائے گا اور اگر کسی صاحب کو دلائل کا شوق ہو تو فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ کریں کہ اُس میں ہر مسئلہ کی ایسی تحقیق کی گئی ہے جس کی نظیر آج دنیا میں موجود نہیں اور اس میں ہزار ہا ایسے مسائل ملیں گے جن سے علما کے کان بھی آشنا نہیں۔

(۳) اس کتاب میں حتیٰ الوسع اختلافات کا بیان نہ ہوگا کہ عوام کے سامنے جب دو مختلف باتیں پیش ہوں تو ذہن متحیر ہوگا کہ عمل کس پر کریں اور بہت سے خواہش کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جس میں اپنا فائدہ دیکھتے ہیں اُسے اختیار کر لیتے ہیں، یہ سمجھ کر نہیں کہ یہی حق ہے بلکہ یہ خیال کر کے کہ اس میں اپنا مطلب حاصل ہوتا ہے پھر جب کبھی دوسرے میں اپنا فائدہ دیکھا تو اُسے اختیار کر لیا اور یہ ناجائز ہے کہ اتباع شریعت نہیں بلکہ اتباع نفس ہے لہذا ہر مسئلہ میں مفتیٰ صحیح اُصح رائج قول بیان کیا جائے گا کہ بلا دقت ہر شخص عمل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائے اور اس بے بضاعت کی کوشش قبول فرمائے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ المختار۔ والہ الاطہار۔
وصحبہ المهاجرین والانصار۔ وخلفائہ الاختان منهم والاصهار۔ والحمد للہ العزیز الغفار۔ وھا انا اشرع فی المقصود بتوفیق الملک المعبود۔

اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (۱)

جن اور آدمی میں نے اسی لیے پیدا کیے کہ وہ میری عبادت کریں۔

ہر تھوڑی سی عقل والا بھی جانتا ہے کہ جو چیز جس کام کے لیے بنائی جائے اگر اُس کام میں نہ آئے تو بے کار ہے، تو جو انسان اپنے خالق و مالک کو نہ پہچانے، اُس کی بندگی و عبادت نہ کرے وہ نام کا آدمی ہے حقیقتہً آدمی نہیں بلکہ ایک بے کار چیز ہے تو معلوم ہوا کہ عبادت ہی سے آدمی، آدمی ہے اور اسی سے فلاحِ دنیوی و نجاتِ اخروی ہے لہذا ہر انسان کے لیے عبادت کے اقسام و ارکان و شرائط و احکام کا جاننا ضروری ہے کہ بے علم عمل ناممکن، اسی وجہ سے علم سیکھنا فرض ہے۔ عبادت کی اصل ایمان ہے بغیر ایمان عبادت بے کار، کہ جڑ ہی نہ رہی تو نتائج کہاں سے مترتب ہوں۔ درخت اسی وقت پھول پھل لاتا ہے کہ اس کی جڑ قائم ہو جڑ جدا ہونے کے بعد آگ کی خوراک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کافر لاکھ عبادت کرے اس کا سارا کیا دھرا برباد اور وہ جہنم کا ایندھن۔

قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا﴾ (۱)

کافروں نے جو کچھ کیا ہم اس کے ساتھ یوں پیش آئے کہ اسے بکھرے ہوئے ذرے کی طرح کر دیا۔ جب آدمی مسلمان ہو لیا تو اس کے ذمہ دو قسم کی عبادتیں فرض ہوئیں ایک وہ کہ بجاِ اِرح سے متعلق ہے دوسری جس کا تعلق قلب سے ہے۔ قسم دوم کے احکام و اصناف علمِ سلوک میں بیان ہوتے ہیں اور قسم اول سے فقہ بحث کرتا ہے اور میں اس کتاب میں بالفعل قسم اول ہی کو بیان کرنا چاہتا ہوں پھر جس عبادت کو بجاِ اِرح یعنی ظاہر بدن سے تعلق ہے، دو قسم ہے یا وہ معاملہ کہ بندے اور خاص اُس کے رب کے درمیان ہے۔ بندوں کے باہمی کسی کام کا بناؤ بگاڑ نہیں عام ازیں کہ ہر شخص اس کی ادا میں مستقل ہو جیسے نماز پنجگانہ و روزہ کہ ہر ایک بلا شرکتِ غیرے انھیں ادا کر سکتا ہے خواہ دوسروں کی شرکت کی ضرورت ہو، جیسے نمازِ جماعت و جمعہ و عیدین میں کہ بے جماعت ناممکن ہیں مگر اس سے سب کا مقصود محض عبادتِ معبود ہے نہ کہ آپس کے کسی کام کا بنانا۔

دوسری قسم وہ کہ بندوں کے باہمی تعلقات ہی کی اصلاح اس میں مد نظر ہے جیسے نکاح یا خرید و فروخت وغیرہ۔ پہلی قسم کو عبادات، دوسری کو معاملات کہتے ہیں۔ پہلی قسم میں اگرچہ کوئی دنیوی نفع بظاہر مترتب نہ ہو اور معاملات میں ضرور دنیوی فائدے ظاہر موجود ہیں بلکہ یہی پہلو غالب ہے مگر عبادت دونوں ہیں کہ معاملات بھی اگر خدا و رسول کے حکم کے موافق کیے جائیں تو استحقاقِ ثواب ہے ورنہ گناہ اور سببِ عذاب۔

قسم اول یعنی عبادات چار ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ان سب میں اہم و اعظم نماز ہے اور یہ عبادت اللہ عزوجل کو بہت محبوب ہے لہذا ہم کو چاہیے کہ سب سے پہلے اسی کو بیان کریں مگر نماز پڑھنے سے پہلے نمازی کا ظاہر اور پاک ہو لینا ضرور ہے کہ طہارت نماز کی کنجی ہے لہذا پہلے طہارت کے مسائل بیان کیے جائیں اس کے بعد نماز کے مسائل بیان ہوں گے۔

کتاب الطہارۃ

نماز کے لیے طہارت ایسی ضروری چیز ہے کہ بے اس کے نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر بے طہارت نماز ادا کرنے کو علما کفر لکھتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اس بے وضو یا بے غسل نماز پڑھنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ^(۱)۔ اس حدیث کو امام احمد نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا: ”ایک روز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی نماز میں سورہ روم پڑھتے تھے اور متشابہ لگا۔ بعد نماز ارشاد فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے انھیں کی وجہ سے امام کو قراءت میں شبہ پڑتا ہے۔“ ^(۲) اس حدیث کو نسائی نے شعیب بن ابی روح سے، انہوں نے ایک صحابی سے روایت کیا۔ جب بغیر کامل طہارت نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے تو بے طہارت نماز پڑھنے کی نحوست کا کیا پوچھنا۔ ایک حدیث میں فرمایا: ”طہارت نصف ایمان ہے۔“ ^(۳) اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) صُغْرٰی

(۲) کُبْرٰی

طہارت صُغْرٰی وضو ہے اور کُبْرٰی غسل۔ جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدیث اصغر کہتے ہیں اور جن سے غسل فرض ہو ان کو حدیث اکبر۔ ان سب کا اور ان کے متعلقات کا تفصیلاً ذکر کیا جائے گا۔

تنبیہ: چند ضروری اصطلاحات قابل ذکر ہیں کہ ان سے ہر جگہ کام پڑتا ہے۔

فرض اعتقادی: جو دلیل قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا آئمہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اسکی فرضیت دین اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماع قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے اور بہر حال جو کسی فرض اعتقادی کو بلا عذر صحیح شرعی قُصْد ایک بار بھی چھوڑے فاسق و مرتکب کبیرہ و مستحق عذاب نار ہے جیسے نماز، رکوع، سجود۔

فرض عملی: وہ جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظر مجتہد میں حکم دلائل شرعیہ جزم ہے کہ بے اس کے کیے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل و کالعدم ہوگی۔ اس کا بے وجہ انکار

① ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث: ۱۴۶۶۸، ج ۵، ص ۱۰۳۔

② ”سنن النسائي“، کتاب الافتتاح، باب القراءة في الصبح بالروم، الحدیث: ۹۴۴، ص ۱۶۵۔

③ ”جامع الترمذي“، کتاب الدعوات، ۸۵۔ باب، الحدیث: ۳۵۲۸، ج ۵، ص ۳۰۷۔

فسق و گمراہی ہے، ہاں اگر کوئی شخص کہ دلائل شرعیہ میں نظر کا اہل ہے دلیل شرعی سے اس کا انکار کرے تو کر سکتا ہے۔ جیسے آئمہ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں مثلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا، حنفیہ کے نزدیک وضو میں بسم اللہ کہنا اور نیت سنت ہے اور حنبلیہ و شافعیہ کے نزدیک فرض اور ان کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ اس فرضِ عملی میں ہر شخص اُسی کی پیروی کرے جس کا مقلد ہے اپنے امام کے خلاف بلا ضرورت شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

واجبِ اعتقادی: وہ کہ دلیل ظنی سے اس کی ضرورت ثابت ہو۔ فرضِ عملی و واجبِ عملی اسی کی دو قسمیں ہیں اور وہ انہیں دو میں منحصر۔

واجبِ عملی: وہ واجبِ اعتقادی کہ بے اس کے کیے بھی بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے مگر ادا ہو جائے۔ مجتہد دلیل شرعی سے واجب کا انکار کر سکتا ہے اور کسی واجب کا ایک بار بھی قضا چھوڑنا گناہِ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا کبیرہ۔

سنتِ مؤکدہ: وہ جس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو، البتہ بیانِ جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانبِ ترک بالکل مسدود نہ فرمادی ہو، اس کا ترک اساءت اور کرنا ثواب اور نادر ترک پر عتاب اور اس کی عادت پر استحقاقِ عذاب۔

سنتِ غیر مؤکدہ: وہ کہ نظرِ شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعیدِ عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں، اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادت ہو موجبِ عتاب نہیں۔

مُسْتَحَب: وہ کہ نظرِ شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو، خواہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

مُباح: وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔

حرامِ قطعی: یہ فرض کا مقابل ہے، اس کا ایک بار بھی قضا کرنا گناہِ کبیرہ و فسق ہے اور بچنا فرض و ثواب۔

مکر وہ تحریمی: یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے۔

إِسَاءَات: جس کا کرنا بُرا ہو اور نادراً کرنے والا مستحق عتاب اور التزامِ فعل پر استحقاقِ عذاب۔ یہ سنتِ مؤکدہ کے مقابل ہے۔

مکر وہ ٹکڑ بھی: جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعیدِ عذاب فرمائے۔ یہ سنتِ غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

خلافِ اولیٰ: وہ کہ نہ کرنا بہتر تھا، کیا تو کچھ مضائقہ و عتاب نہیں، یہ مستحب کا مقابل ہے۔ ان کے بیان میں عبارتیں مختلف ملیں گی مگر یہی عطرِ تحقیق ہے۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا مَّبَارَكًا فِيهِ مَبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَىٰ.

وضو کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (1)

یعنی اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو (اور وضو نہ ہو) تو اپنے مونہ اور گہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فضائلِ وضو میں چند احادیث ذکر کی جائیں پھر اُس کے متعلق احکام فقہی کا بیان ہو۔

حدیث ۱: امام بخاری و امام مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ مونہ اور ہاتھ پاؤں آثارِ وضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے۔“ (2)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں جس کے سبب اللہ تعالیٰ خطائیں محو فرمادے اور درجات بلند کرے۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: جس وقت وضو ناگوار ہوتا ہے اس وقت وضوئے کامل کرنا اور مسجدوں کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز

1 پ ۶، المآئدة: ۶.

2 ”صحیح البخاری“، کتاب الوضوء، باب فضل الوضوء... إلخ، الحدیث: ۱۳۶، ج ۱، ص ۷۱.

کے بعد دوسری نماز کا انتظار اس کا ثواب ایسا ہے جیسا کفار کی سرحد پر حمایت بلاد اسلام کے لیے گھوڑا باندھنے کا۔“ (1)

حدیث ۳: امام مالک و نسائی عبد اللہ صناحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ”مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو لگتی کرنے سے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب منہ دھویا تو اس کے چہرہ کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے پھر اس کا مسجد کو جانا اور نماز مزید براں۔“ (2)

حدیث ۴: بزار نے باسناد حسن روایت کی کہ ”حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام حمران سے وضو کے لیے پانی مانگا اور سردی کی رات میں باہر جانا چاہتے تھے حمران کہتے ہیں: میں پانی لایا، انہوں نے منہ ہاتھ دھوئے تو میں نے کہا اللہ آپ کو کفایت کرے رات تو بہت ٹھنڈی ہے اس پر فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو بندہ وضوئے کامل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔“ (3)

حدیث ۵: طبرانی نے اوسط میں حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو سخت سردی میں کامل وضو کرے اس کے لیے دو ناثواب ہے۔“ (4)

حدیث ۶: امام احمد بن حنبل نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو ایک ایک بار وضو کرے تو یہ ضروری بات ہے اور جو دو دو بار کرے اس کو دو ناثواب اور جو تین تین بار دھوئے تو یہ میرا اور اگلے نبیوں کا وضو ہے۔“ (5)

حدیث ۷: صحیح مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو مسلمان وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر کھڑا ہو اور باطن و ظاہر سے متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہوتی ہے۔“ (6)

① ”صحیح مسلم“، کتاب الطہارۃ، باب فضل إسباغ الوضوء علی المکارہ، الحدیث: ۲۵۱، ص ۱۵۱.

② ”سنن النسائي“، کتاب الطہارۃ، باب مسح الاذنین مع الرأس ... إلخ، الحدیث: ۱۰۳، ص ۲۵.

③ ”البحر الزخار المعروف بمسند البزار“، مسند عثمان بن عفان، الحدیث: ۴۲۲، ج ۲، ص ۷۵.

④ ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، باب المیم، الحدیث: ۵۳۶۶، ج ۴، ص ۱۰۶.

⑤ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۵۷۳۹، ج ۲، ص ۴۱۷.

⑥ ”صحیح مسلم“، کتاب الطہارۃ، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، الحدیث: ۲۳۴، ص ۱۴۴.

حدیث ۸: مسلم میں حضرت امیر المومنین فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے جو کوئی وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔“ (1)

حدیث ۹: ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص وضو پڑھ کر وضو کرے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔“ (2)

حدیث ۱۰: ابن خزيمة اپنی صحیح میں راوی کہ عبد اللہ بن بريدة اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ”ایک دن صبح کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا: ”اے بلال کس عمل کے سبب جنت میں تو مجھ سے آگے آگے جا رہا تھا میں رات جنت میں گیا تو تیرے پاؤں کی آہٹ اپنے آگے پائی۔“ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! میں جب اذان کہتا اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لیتا اور میرا جب کبھی وضو ٹوٹتا وضو کر لیا کرتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسی سبب سے۔“ (3)

حدیث ۱۱: ترمذی وابن ماجہ سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو نہیں یعنی وضوئے کامل نہیں اس کے معنی وہ ہیں جو دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا۔“ (4)

حدیث ۱۲: دارقطنی اور بیہقی اپنی سنن میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا سر سے پاؤں تک اس کا سارا بدن پاک ہو گیا اور جس نے بغیر بسم اللہ وضو کیا اس کا اتنا ہی بدن پاک ہوگا جتنے پر پانی گزرا۔“ (5)

حدیث ۱۳: امام بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب کوئی خواب سے بیدار ہو تو وضو کرے اور تین بار ناک صاف کرے کہ شیطان اس کے نتھنے پر رات گزارتا ہے۔“ (6)

① ”صحیح مسلم“، کتاب الطہارۃ باب الذکر المستحب عقب الوضوء، الحدیث: ۲۳۴، ص ۱۴۴.

② ”جامع الترمذی“، أبواب الطہارۃ، باب ماجاء أنه یصلی الصلوات بو ضوء واحد، الحدیث: ۶۱، ج ۱، ص ۱۲۴.

③ صحیح ابن خزيمة، باب استحباب الصلاة عند الذنب... إلخ، الحدیث: ۱۲۰۹، ج ۲، ص ۲۱۳.

④ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب الطہارۃ، باب ماجاء في التسمية في الوضوء، الحدیث: ۳۹۸، ج ۱، ص ۲۴۲.

⑤ ”سنن الدارقطني“، کتاب الطہارۃ، باب التسمية على الوضوء، الحدیث: ۲۲۸، ج ۱، ص ۱۰۸.

⑥ ”صحیح البخاری“، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس و جنوده، الحدیث: ۳۲۹۵، ج ۲، ص ۴۰۳.

حدیث ۱۴: طبرانی باسناد حسن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر شاق ہوگا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا امر فرما دیتا۔“ (۱) (یعنی فرض کر دیتا اور بعض روایتوں میں لفظ فرض بھی آیا ہے)۔ (۲)

حدیث ۱۵: اسی طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ ”سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی نماز کے لیے تشریف نہ لے جاتے تا وقتیکہ مسواک نہ فرمالیتے۔“ (۳)

حدیث ۱۶: صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر سے جب گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام مسواک کرنا ہوتا۔“ (۴)

حدیث ۱۷: امام احمد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”مسواک کا التزام رکھو کہ وہ سبب ہے مونہ کی صفائی اور رب تبارک و تعالیٰ کی رضا کا۔“ (۵)

حدیث ۱۸: ابو نعیم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو رکعتیں جو مسواک کر کے پڑھی جائیں افضل ہیں بے مسواک کی ستر رکعتوں سے۔“ (۶)

حدیث ۱۹: اور ایک روایت میں ہے کہ: ”جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے کہ بے مسواک کیے پڑھی گئی ستر حصے افضل ہے۔“ (۷)

حدیث ۲۰: مشکوٰۃ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ: ”دس چیزیں فطرت سے ہیں (یعنی ان کا حکم ہر شریعت میں تھا) مونچھیں کترنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کی چنٹیں دھونا، بغل کے بال دور کرنا، موئے زیر ناف مونڈنا، استنجا کرنا، گلّی کرنا۔“ (۸)

حدیث ۲۱: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”بندہ جب مسواک

① ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، الحدیث: ۱۲۳۸، ج ۱، ص ۳۴۱.

② ”المستدرک“ للحاکم، کتاب الطہارۃ، باب لو لا ان اشدق... إلخ، الحدیث: ۵۳۱، ج ۱، ص ۳۶۴.

③ ”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحدیث: ۴۴- (۲۵۳)، ج ۵، ص ۱۵۲.

④ ”صحیح مسلم“، کتاب الطہارۃ، باب السواک، الحدیث: ۴۴- (۲۵۳)، ص ۱۵۲.

⑤ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، الحدیث: ۵۸۶۹، ج ۲، ص ۴۳۸.

⑥ ”الترغیب والترہیب“ للمنذری، کتاب الطہارۃ، الترغیب فی السواک، الحدیث: ۱۸، ج ۱، ص ۱۰۲.

⑦ ”شعب الإيمان“، باب فی الطہارات، الحدیث: ۲۷۷۴، ج ۳، ص ۲۶.

⑧ ”صحیح مسلم“، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، الحدیث: ۲۶۱، ص ۱۵۴.

کر لیتا ہے پھر نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو کر قراءت سنتا ہے پھر اس سے قریب ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنا مونہہ اس کے مونہہ پر رکھ دیتا ہے۔“ (1)

مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ: ”جو شخص مسواک کا عادی ہو مرتے وقت اسے کلمہ پڑھنا نصیب ہوگا۔ اور جو افیون کھاتا ہو مرتے وقت اسے کلمہ نصیب نہ ہوگا۔“

احکام فقہی: وہ آیہ کریمہ جو اوپر لکھی گئی اس سے یہ ثابت کہ وضو میں چار فرض ہیں:

(۱) مونہہ دھونا

(۲) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا

(۳) سر کا مسح کرنا

(۴) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کا دھونا

فائدہ: کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہ جائے۔ بھگ جانے یا تیل کی طرح پانی چھڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وضو یا غسل ادا ہو (2)، اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔ بدن میں بعض جگہیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کا خاص خیال نہ کیا جائے ان پر پانی نہ بہے گا جس کی تشریح ہر عضو میں بیان کی جائے گی۔ کسی جگہ موضع حدت پر تری پہنچنے کو مسح کہتے ہیں۔

۱۔ مونہہ دھونا: شروع پیشانی سے (یعنی جہاں سے بال جمنے کی انتہا ہو) ٹھوڑی (3) تک طول میں اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک مونہہ ہے اس حد کے اندر چلد کے ہر حصہ پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے۔ (4)

مسئلہ ۱: جس کے سر کے اگلے حصہ کے بال گر گئے یا جئے نہیں اس پر وہیں تک مونہہ دھونا فرض ہے جہاں تک عادتہ بال ہوتے ہیں اور اگر عادتہ جہاں تک بال ہوتے ہیں اس سے نیچے تک کسی کے بال جئے تو ان زائد بالوں کا جڑ تک دھونا فرض ہے۔ (5)

① ”البحر الزخار المعروف بمسند البزار“، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۶۰۳، ج ۲، ص ۲۱۴.

② ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، کتاب الطہارۃ، مطلب فی الفرض القطعی والظنی، ج ۱، ص ۲۱۷.

و ”الفتاویٰ الرضویۃ“، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء، ج ۱، ص ۲۱۸.

③ یعنی نیچے کے دانت جمنے کی جگہ۔

④ ”الدر المختار“ معہ ”رد المحتار“، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۱۶ - ۲۱۹.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴.

مسئلہ ۲: مونچھوں یا بھوؤں یا بچی (۱) کے بال گھنے ہوں کہ کھال بالکل نہ دکھائی دے تو جلد کا دھونا فرض نہیں بالوں کا دھونا فرض ہے اور اگر ان جگہوں کے بال گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا بھی فرض ہے۔ (۲)

مسئلہ ۳: اگر مونچھیں بڑھ کر لبوں کو چھپالیں تو اگر چہ گھنی ہوں، مونچھیں ہٹا کر لب کا دھونا فرض ہے۔ (۳)

مسئلہ ۴: داڑھی کے بال اگر گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا فرض ہے اور اگر گھنے ہوں تو گلے کی طرف دبانے سے جس قدر چہرے کے گردے میں آئیں ان کا دھونا فرض ہے اور جڑوں کا دھونا فرض نہیں اور جو حلقے سے نیچے ہوں ان کا دھونا ضرور نہیں اور اگر کچھ حصہ میں گھنے ہوں اور کچھ تھدرے، تو جہاں گھنے ہوں وہاں بال اور جہاں چھدرے ہیں اس جگہ جلد کا دھونا فرض ہے۔ (۴)

مسئلہ ۵: لبوں کا وہ حصہ جو عادتاً لب بند کرنے کے بعد ظاہر رہتا ہے، اس کا دھونا فرض ہے تو اگر کوئی خوب زور سے لب بند کر لے کہ اس میں کا کچھ حصہ چھپ گیا کہ اس پر پانی نہ پہنچا، نگلی کی کہ دھل جاتا تو وضو نہ ہوا، ہاں وہ حصہ جو عادتاً مونہ بند کرنے میں ظاہر نہیں ہوتا اس کا دھونا فرض نہیں۔ (۵)

مسئلہ ۶: رُخسار اور کان کے بیچ میں جو جگہ ہے جسے کنپٹی کہتے ہیں اس کا دھونا فرض ہے ہاں اس حصہ میں جتنی جگہ داڑھی کے گھنے بال ہوں وہاں بالوں کا اور جہاں بال نہ ہوں یا گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا فرض ہے۔ (۶)

مسئلہ ۷: نتھ کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے اگر تنگ ہو تو پانی ڈالنے میں نتھ کو حرکت دے ورنہ ضروری نہیں۔ (۷)

①..... یعنی وہ چند بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں۔

②..... "الفتاوی الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۱۴۔

و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی معنی الاشتقاق... إلخ، ج ۱، ص ۲۲۰۔

③..... "الفتاوی الرضویۃ"، ج ۱، ص ۴۴۶۔

④..... "الفتاوی الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۱۴، ۴۴۶۔

⑤..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی معنی الاشتقاق... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۹۔

و "الفتاوی الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۱۴۔

⑥..... "الفتاوی الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۱۶۔

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی معنی الاشتقاق... إلخ، ج ۱، ص ۲۲۰۔

⑦..... "الفتاوی الرضویۃ"، ج ۱، ص ۴۴۵۔

- مسئلہ ۸:** آنکھوں کے ڈھیلے اور پپوٹوں کی اندرونی سطح کا دھونا کچھ درکار نہیں بلکہ نہ چاہیے کہ مضر ہے۔^(۱)
- مسئلہ ۹:** مونہ دھوتے وقت آنکھیں زور سے میچ لیں کہ پلک کے متصل ایک خفیف سی تحریر بند ہوگئی اور اس پر پانی نہ بہا اور وہ عادتاً بند کرنے سے ظاہر رہتی ہو تو وضو ہو جائیگا مگر ایسا کرنا نہیں چاہیے اور اگر کچھ زیادہ دھلنے سے رہ گیا تو وضو نہ ہوگا۔^(۲)
- مسئلہ ۱۰:** آنکھ کے کوئے^(۳) پر پانی بہانا فرض ہے مگر سرمہ کا جرم کوئے یا پلک میں رہ گیا اور وضو کر لیا اور اطلاع نہ ہوئی اور نماز پڑھ لی تو حرج نہیں نماز ہوگئی، وضو بھی ہو گیا اور اگر معلوم ہے تو اسے چھڑا کر پانی بہانا ضرور ہے۔
- مسئلہ ۱۱:** پلک کا ہر بال پورا دھونا فرض ہے اگر اس میں کچھ وغیرہ کوئی سخت چیز جم گئی ہو تو چھڑا کر پانی بہانا فرض ہے۔^(۴)
- ۲۔ ہاتھ دھونا:** اس حکم میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔^(۵)
- مسئلہ ۱۲:** اگر کہنیوں سے ناخن تک کوئی جگہ ذرہ بھر بھی دھلنے سے رہ جائے گی وضو نہ ہوگا۔^(۶)
- مسئلہ ۱۳:** ہر قسم کے جائز، ناجائز گہنے، چھلے، انگوٹھیاں، پہنچیاں^(۷)، کنگن، کانچ، لاکھ وغیرہ کی چوڑیاں، ریشم کے لچھے وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو اتار کر دھونا فرض ہے اور اگر صرف ہلا کر دھونے سے پانی بہ جاتا ہو تو حرکت دینا ضروری ہے اور اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی نیچے پانی بہ جائے گا تو کچھ ضروری نہیں۔^(۸)
- مسئلہ ۱۴:** ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں^(۹)، انگلیوں کی کروٹیں، ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے، کلائی کا ہر بال جڑ سے نوک تک ان سب پر پانی بہانا ضروری ہے اگر کچھ بھی رہ گیا یا بالوں کی جڑوں پر پانی نہ گیا کسی ایک بال کی نوک پر نہ بہا وضو نہ ہوا مگر ناخنوں کے اندر کا میل معاف ہے۔^(۱۰)
- مسئلہ ۱۵:** بجائے پانچ کے چھ انگلیاں ہیں تو سب کا دھونا فرض ہے اور اگر ایک مونڈھے پر دو ہاتھ لٹکے تو جو پورا ہے

① "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی معنی الاشتقاق... إلخ، ج ۱، ص ۲۲۰.

② "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۰۰.

③ یعنی ناک کی طرف آنکھ کا کونہ۔

④ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۴۴۴.

⑤ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴.

⑥ المرجع السابق .

⑦ پہنچی کی جمع، ایک زیور جو کلائی میں پہنا جاتا ہے۔

⑧ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۱۶.

و "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۳۱۷.

⑨ یعنی انگلیوں کے درمیان کی جگہ۔

⑩ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۴۴۵.

اس کا دھونا فرض ہے اور اس دوسرے کا دھونا فرض نہیں مستحب ہے مگر اس کا وہ حصہ کہ اس ہاتھ کے موضع فرض سے متصل ہے اتنے کا دھونا فرض ہے۔ (1)

۳۔ سر کا مسح کرنا:

چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ (2)

مسئلہ ۱۶: مسح کرنے کے لیے ہاتھ تڑھونا چاہیے، خواہ ہاتھ میں تری اعضا کے دھونے کے بعد رہ گئی ہو یا نئے پانی سے ہاتھ تر کر لیا ہو۔ (3)

مسئلہ ۱۷: کسی عضو کے مسح کے بعد جو ہاتھ میں تری باقی رہ جائے گی وہ دوسرے عضو کے مسح کے لیے کافی نہ ہوگی۔ (4)

مسئلہ ۱۸: سر پر بال نہ ہوں تو چلد کی چوتھائی اور جو بال ہوں تو خاص سر کے بالوں کی چوتھائی کا مسح فرض ہے اور سر کا مسح اسی کو کہتے ہیں۔ (5)

مسئلہ ۱۹: عمامے، ٹوپی، دوپٹے پر مسح کافی نہیں۔ ہاں اگر ٹوپی، دوپٹا اتنا باریک ہو کہ تری مٹھوٹ کر چوتھائی سر کو تڑ کر دے تو مسح ہو جائے گا۔ (6)

مسئلہ ۲۰: سر سے جو بال لٹک رہے ہوں ان پر مسح کرنے سے مسح نہ ہوگا۔ (7)

۴۔ پاؤں کو گٹوں (8) سمیت ایک دفعہ دھونا: (9)

مسئلہ ۲۱: جھلے اور پاؤں کے گہنوں کا وہی حکم ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ (10)

1..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴.

2..... المرجع السابق، ص ۵.

3..... المرجع السابق، ص ۶.

4..... المرجع السابق.

5..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۱۶.

6..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۶.

7..... المرجع السابق، ص ۵.

8..... یعنی ٹخنوں۔

9..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵.

10..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۱۸.

مسئلہ ۲۲: بعض لوگ کسی بیماری کی وجہ سے پاؤں کے انگوٹھوں میں اس قدر کھینچ کرتا گا باندھ دیتے ہیں کہ پانی کا بہنا درکنار تار گے کے نیچے تر بھی نہیں ہوتا ان کو اس سے بچنا لازم ہے کہ اس صورت میں وضو نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۳: گھائیاں اور انگلیوں کی کروٹیں، تلوے، ایڑیاں، کوٹھیں^(۱)، سب کا دھونا فرض ہے۔^(۲)

مسئلہ ۲۴: جن اعضاء کا دھونا فرض ہے ان پر پانی بہ جانا شرط ہے یہ ضرور نہیں کہ قصدِ پانی بہائے اگر بلا قصد و اختیار بھی ان پر پانی بہ جائے (مثلاً مینہ برسا اور اعضاء وضو کے ہر حصہ سے دو دو قطرے مینہ کے بہ گئے وہ اعضاء دھل گئے اور سر کا چوتھائی حصہ نم ہو گیا یا کسی تالاب میں گر پڑا اور اعضاء وضو پر پانی گزر گیا وضو ہو گیا)۔

مسئلہ ۲۵: جس چیز کی آدمی کو عموماً یا خصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کی نگہداشت و احتیاط میں خرچ ہو، ناخنوں کے اندر یا اوپر یا اور کسی دھونے کی جگہ پر اس کے لگے رہ جانے سے اگرچہ جرم دار ہو، اگرچہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچے، اگرچہ سخت چیز ہو وضو ہو جائے گا، جیسے پکانے، گوندھنے والوں کے لیے آٹا، رنگریز کے لیے رنگ کا جرم، عورتوں کے لیے مہندی کا جرم، لکھنے والوں کے لیے روشنائی کا جرم، مزدور کے لیے گارامٹی، عام لوگوں کے لیے کونے یا پلک میں سرمہ کا جرم، اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی، مچھر کی بیٹ وغیرہ۔^(۳)

مسئلہ ۲۶: کسی جگہ چھالا تھا اور وہ سوکھ گیا مگر اس کی کھال جدا نہ ہوئی تو کھال جدا کر کے پانی بہانا ضروری نہیں بلکہ اسی چھالے کی کھال پر پانی بہالینا کافی ہے۔ پھر اس کو جدا کر دیا تو اب بھی اس پر پانی بہانا ضروری نہیں۔^(۴)

مسئلہ ۲۷: مچھلی کا سنا اعضاء وضو پر چرکا رہ گیا وضو نہ ہوگا کہ پانی اس کے نیچے نہ بہے گا۔^(۵)

وضو کی سنتیں

مسئلہ ۲۸: وضو پر ثواب پانے کے لیے حکمِ الہی بجالانے کی نیت سے وضو کرنا ضرور ہے ورنہ وضو ہو جائے گا ثواب نہ پائے گا۔^(۶)

۱..... یعنی ایڑیوں کے اوپر موٹے ٹٹھے۔

۲..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۴۴۵۔

۳..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۰۳۔

۴..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۔

۵..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۲۰۔

۶..... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: الفرق بین النیۃ والقصد والعزم، ج ۱، ص ۲۳۵-۲۳۸۔

مسئلہ ۲۹: بسم اللہ سے شروع کرے اور اگر وضو سے پہلے استنجا کرے تو قبل استنجنے کے بھی بسم اللہ کہے مگر پاخانہ میں جانے یا بدن کھولنے سے پہلے کہے کہ نجاست کی جگہ اور بعد ستر کھولنے کے زبان سے ذکر الہی منع ہے۔ (۱)

مسئلہ ۳۰: اور شروع یوں کرے کہ پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھوئے۔ (۲)

مسئلہ ۳۱: اگر پانی بڑے برتن میں ہو اور کوئی چھوٹا برتن بھی نہیں کہ اس میں پانی اونڈیل کر ہاتھ دھوئے، تو اسے چاہیے کہ بائیں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر صرف وہ انگلیاں پانی میں ڈالے، ہتھیلی کا کوئی حصہ پانی میں نہ پڑے اور پانی نکال کر دھنا ہاتھ گٹے تک تین بار دھوئے پھر دھنہ ہاتھ کو جہاں تک دھویا ہے بلا تکلف پانی میں ڈال سکتا ہے اور اس سے پانی نکال کر بایاں ہاتھ دھوئے۔ (۳)

مسئلہ ۳۲: یہ اس صورت میں ہے کہ ہاتھ میں کوئی نجاست نہ لگی ہو ورنہ کسی طرح ہاتھ ڈالنا جائز نہیں، ہاتھ ڈالے گا تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔ (۴)

مسئلہ ۳۳: اگر چھوٹے برتن میں پانی ہے یا پانی تو بڑے برتن میں ہے مگر وہاں کوئی چھوٹا برتن بھی موجود ہے اور اس نے بے دھویا ہاتھ پانی میں ڈال دیا بلکہ انگلی کا پورا یا ناخن ڈالا تو وہ سارا پانی وضو کے قابل نہ رہا مائے مستعمل ہو گیا۔ (۵)

مسئلہ ۳۴: یہ اس وقت ہے کہ جتنا ہاتھ پانی میں پہنچا اس کا کوئی حصہ بے دھلا ہو ورنہ اگر پہلے ہاتھ دھو چکا اور اس کے بعد حدث نہ ہوا تو جس قدر حصہ دھلا ہوا ہو، اتنا پانی میں ڈالنے سے مستعمل نہ ہوگا اگرچہ گھنی تک ہو بلکہ غیر جب نے اگر گھنی تک ہاتھ دھولیا تو اس کے بعد بغل تک ڈال سکتا ہے کہ اب اس کے ہاتھ پر کوئی حدث باقی نہیں، ہاں جب گھنی سے اوپر

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: سائر بمعنی باقی... إلخ، ج ۱، ص ۲۴۱.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۶.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی دلالة المفہوم، ج ۱، ص ۲۴۶.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۶.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی دلالة المفہوم، ج ۱، ص ۲۴۷.

⑤ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۲، ص ۱۱۳.

یہ مسئلہ معرکہ الآراء ہے اور صحیح یہی ہے جو یہاں مذکور ہوا جیسا کہ ہدایہ و فتح القدیر و تبیین و فتاویٰ قاضی خاں و کافی و خلاصہ وغنیہ و حلیہ و کتاب الحسن عن ابی حنیفہ و کتب امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر کتب فقہ میں مصرح ہے اور اس کی کامل تحقیق منظور ہو تو رسالہ مبارکہ "النمیقة الانقرے فی الفرق بین الملاقی و الملحق" کا مطالعہ کیا جائے۔ ۱۲ منہ

اتنا ہی حصہ ڈال سکتا ہے جتنا دھو چکا ہے کہ اس کے سارے بدن پر حدّ ث ہے۔

مسئلہ ۳۵: جب سو کر اُٹھے تو پہلے ہاتھ دھوئے، استنجے کے قبل بھی اور بعد بھی۔^(۱)

مسئلہ ۳۶: کم سے کم تین تین مرتبہ داہنے بائیں، اوپر نیچے کے دانتوں میں مسواک کرے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھولے اور مسواک نہ بہت نرم ہونہ سخت اور پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ گڑوی لکڑی کی ہو۔ میوے یا خوشبودار پھول کے درخت کی نہ ہو۔ چھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لنبی ہو اور اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مسواک کرنا دشوار ہو۔ جو مسواک ایک بالشت سے زیادہ ہو اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔^(۲) مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو اسے دفن کر دیں یا کسی جگہ احتیاط سے رکھ دیں کہ کسی ناپاک جگہ نہ گرے کہ ایک تو وہ آلہ ادائے سنت ہے اس کی تعظیم چاہیے، دوسرے آبِ دہنِ مسلم ناپاک جگہ ڈالنے سے خود محفوظ رکھنا چاہیے، اسی لیے پاخانہ میں ٹھوکنے کو علما نے نامناسب لکھا ہے۔

مسئلہ ۳۷: مسواک داہنے ہاتھ سے کرے اور اس طرح ہاتھ میں لے کہ چھنگلیا مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر نیچے ہو اور مٹھی نہ باندھے۔^(۳)

مسئلہ ۳۸: دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے لنبائی میں نہیں، چت لیٹ کر مسواک نہ کرے۔^(۴)

مسئلہ ۳۹: پہلے داہنی جانب کے اوپر کے دانت مانجھے، پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت، پھر داہنی جانب کے نیچے کے، پھر بائیں جانب کے نیچے کے۔^(۵)

مسئلہ ۴۰: جب مسواک کرنا ہو تو اسے دھولے۔ یوہیں فارغ ہونے کے بعد دھو ڈالے اور زمین پر پڑی نہ چھوڑ دے بلکہ کھڑی رکھے اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔^(۶)

مسئلہ ۴۱: اگر مسواک نہ ہو تو انگلی یا سنگین کپڑے سے دانت مانجھ لے۔ یوہیں اگر دانت نہ ہوں تو انگلی یا کپڑا مسوڑوں پر پھیر لے۔^(۷)

① "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، ارکان الوضوء أربعة، ج ۱، ص ۲۴۳.

② "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی دلالة المفہوم، ج ۱، ص ۲۵۰.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۷.

و "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی دلالة المفہوم، ج ۱، ص ۲۵۰.

④ "الدر المختار" کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۵۱. ⑤ المرجع السابق، ص ۲۵۰.

⑥ "الدر المختار" و "ردالمحتار"، مطلب فی دلالة المفہوم، ج ۱، ص ۲۵۱.

⑦ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الطہارۃ، ص ۶، و "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، ارکان الوضوء أربعة، ج ۱، ص ۲۵۳.

مسئلہ ۴۲: مسواک نماز کے لیے سنت نہیں بلکہ وضو کے لیے، تو جو ایک وضو سے چند نمازیں پڑھے، اس سے ہر نماز کے لیے مسواک کا مطالبہ نہیں، جب تک تغیر رائجہ^(۱) نہ ہو گیا ہو، ورنہ اس کے دفع کے لیے مستقل سنت ہے البتہ اگر وضو میں مسواک نہ کی تھی تو اب نماز کے وقت کر لے^(۲)۔

مسئلہ ۴۳: پھر تین چلو پانی سے تین گلیاں کرے کہ ہر بار مونہ کے ہر پُرزے پر پانی بہ جائے اور روزہ دار نہ ہو تو غرغہ کرے۔^(۳)

مسئلہ ۴۴: پھر تین چلو سے تین بار ناک میں پانی چڑھائے کہ جہاں تک نرم گوشت ہوتا ہے ہر بار اس پر پانی بہ جائے اور روزہ دار نہ ہو تو ناک کی جڑ تک پانی پہنچائے اور یہ دونوں کام داہنے ہاتھ سے کرے، پھر بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔^(۴)

مسئلہ ۴۵: مونہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرے بشرطیکہ احرام نہ باندھے ہو، یوں کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے نکالے۔^(۵)

مسئلہ ۴۶: ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرے، پاؤں کی انگلیوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں سے کرے اس طرح کہ داہنے پاؤں میں چھنگلیاں سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کرے چھنگلیاں پر ختم کرے اور اگر بے خلال کیے پانی انگلیوں کے اندر سے نہ بہتا ہو تو خلال فرض ہے یعنی پانی پہنچانا اگرچہ بے خلال ہو مثلاً گھائیاں کھول کر اوپر سے پانی ڈال دیا یا پاؤں حوض میں ڈال دیا۔^(۶)

مسئلہ ۴۷: جو اعضا دھونے کے ہیں ان کو تین تین بار دھوئے ہر مرتبہ اس طرح دھوئے کہ کوئی حصہ رہ نہ جائے ورنہ سنت ادا نہ ہوگی۔^(۷)

① یعنی سانس بدبودار۔

② ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، مطلب فی دلالة المفہوم، ج ۱، ص ۲۴۸۔

مسواک وضو کی سنت قبلہ ہے البتہ سنت مؤکدہ اس وقت ہے جبکہ منہ میں بدبو ہو۔ (”فتاویٰ رضویہ“، ج ۱، ص ۶۲۳)

③ ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، مطلب فی منافع السواک، ج ۱، ص ۲۵۳۔

④ المرجع السابق۔ ⑤ المرجع السابق، ص ۲۵۵۔

⑥ ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، مطلب فی منافع السواک، ج ۱، ص ۲۵۶۔

⑦ ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، مطلب فی منافع السواک، ج ۱، ص ۲۵۷۔

و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۷۔

مسئلہ ۴۸: اگر یوں کیا کہ پہلی مرتبہ کچھ دھل گیا اور دوسری بار کچھ اور تیسری دفعہ کچھ کہ تینوں بار میں پورا عضو دھل گیا تو یہ ایک ہی بار دھونا ہوگا اور وضو ہو جائے گا مگر خلاف سنت، اس میں چلوؤں کی گنتی نہیں بلکہ پورا عضو دھونے کی گنتی ہے کہ وہ تین مرتبہ ہوا اگرچہ کتنے ہی چلوؤں سے۔^(۱)

مسئلہ ۴۹: پورے سر کا ایک بار مسح کرنا اور کانوں کا مسح کرنا اور ترتیب کہ پہلے مونہ، پھر ہاتھ دھوئیں، پھر سر کا مسح کریں، پھر پاؤں دھوئیں اگر خلاف ترتیب وضو کیا یا کوئی اور سنت چھوڑ گیا تو وضو ہو جائے گا مگر ایک آدھ دفعہ ایسا کرنا برا ہے اور ترک سنت مؤکدہ کی عادت ڈالی تو گنہگار ہے اور داڑھی کے جو بال مونہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح سنت ہے اور دھونا مستحب ہے اور اعضا کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے۔^(۲)

وضو کے مستحبات

بہت سے مستحبات ضمناً اوپر ذکر ہو چکے، بعض باقی رہ گئے وہ لکھے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۵۰: (۱) داہنی جانب سے ابتدا کریں مگر

(۲) دونوں رخسارے کہ ان دونوں کو ساتھ ہی ساتھ دھوئیں گے ایسے ہی

(۳) دونوں کانوں کا مسح ساتھ ہی ساتھ ہوگا۔

(۴) ہاں اگر کسی کے ایک ہی ہاتھ ہو تو مونہ دھونے اور

(۵) مسح کرنے میں بھی دینے کو مقدم کرے

(۶) انگلیوں کی پشت سے

(۷) گردن کا مسح کرنا

(۸) وضو کرتے وقت کعبہ رو

(۹) اونچی جگہ

(۱۰) بیٹھنا۔

(۱۱) وضو کا پانی پاک جگہ گرائنا اور

① "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی منافع السواک، ج ۱، ص ۲۵۷.

② "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۶۲-۲۶۴. و "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۱۴.

(۱۲) پانی بہاتے وقت اعضا پر ہاتھ پھیرنا خاص کر جاڑے میں۔

(۱۳) پہلے تیل کی طرح پانی چُپڑ لینا، خصوصاً جاڑے میں۔

(۱۴) اپنے ہاتھ سے پانی بھرنا۔

(۱۵) دوسرے وقت کے لیے پانی بھر کر رکھ چھوڑنا۔

(۱۶) وضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا۔

(۱۷) انگوٹھی کو حرکت دینا جب کہ ڈھیلی ہو کہ اس کے نیچے پانی بہ جانا معلوم ہو ورنہ فرض ہوگا۔

(۱۸) صاحبِ عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لینا۔

(۱۹) اطمینان سے وضو کرنا۔ عوام میں جو مشہور ہے کہ وضو جو ان کا سا، نماز بوڑھوں کی سی یعنی وضو جلد کریں ایسی

جلدی نہ چاہیے جس سے کوئی سنت یا مستحب ترک ہو۔

(۲۰) کپڑوں کو ٹپکتے قطروں سے محفوظ رکھنا۔

(۲۱) کانوں کا مسح کرتے وقت بھیگی چھنگلیا کانوں کے سوراخ میں داخل کرنا

(۲۲) جو وضو کامل طور پر کرتا ہو کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جاتی ہو، اسے کوؤں، ٹخنوں، ایڑیوں، تلوؤں، گونچوں، گھائیوں،

گہنیوں کا بالتخصیص خیال رکھنا مستحب ہے اور بے خیالی کرنے والوں کو تو فرض ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ مواضع خشک رہ

جاتے ہیں یہ نتیجہ ان کی بے خیالی کا ہے۔ ایسی بے خیالی حرام ہے اور خیال رکھنا فرض۔

(۲۳) وضو کا برتن مٹی کا ہو، تانبے وغیرہ کا ہو تو بھی حرج نہیں مگر

(۲۴) قلعی کیا ہوا۔

(۲۵) اگر وضو کا برتن لوٹے کی قسم سے ہو تو بائیں جانب رکھے اور

(۲۶) طشت کی قسم سے ہو تو دہنی طرف

(۲۷) آفتابہ میں دستہ لگا ہو تو دستہ کو تین بار دھولیں

(۲۸) اور ہاتھ اس کے دستہ پر رکھیں اس کے منہ پر نہ رکھیں

(۲۹) دہنے ہاتھ سے گئی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا

(۳۰) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا

(۳۱) بائیں ہاتھ کی چھنگلیا ناک میں ڈالنا

(۳۲) پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا

(۳۳) مونہ دھونے میں ماتھے کے سرے پر ایسا پھیلا کر پانی ڈالنا کہ اوپر کا بھی کچھ حصہ دھل جائے۔

تنبیہ: بہت سے لوگ یوں کیا کرتے ہیں کہ ناک یا آنکھ یا بھوؤں پر چٹو ڈال کر سارے مونہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مونہ دھل گیا حالانکہ پانی کا اوپر چڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اس طرح دھونے میں مونہ نہیں دھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔

(۳۴) دونوں ہاتھ سے مونہ دھونا

(۳۵) ہاتھ پاؤں دھونے میں انگلیوں سے شروع کرنا

(۳۶) چہرے اور

(۳۷) ہاتھ پاؤں کی روشنی وسیع کرنا یعنی جتنی جگہ پر پانی بہانا فرض ہے اس کے اطراف میں کچھ بڑھانا مثلاً نصف

بازو و نصف پنڈلی تک دھونا

(۳۸) مسح سر میں مستحب طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کے سوا ایک ہاتھ کی باقی تین انگلیوں کا سرا، دوسرے

ہاتھ کی تینوں انگلیوں کے سرے سے ملائے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گدی تک اس طرح لے جائے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتا واپس لائے اور

(۳۹) کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور

(۴۰) انگوٹھے کے پیٹ سے کان کی بیرونی سطح کا اور انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح۔

(۴۱) ہر عضو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا چاہئے کہ بوندیں بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں، خصوصاً جب مسجد میں جانا ہو کہ

قطروں کا مسجد میں ٹپکنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۴۲) بہت بھاری برتن سے وضو نہ کرے خصوصاً کمزور کہ پانی بے احتیاطی سے گرے گا

(۴۳) زبان سے کہہ لینا کہ وضو کرتا ہوں

(۴۴) ہر عضو کے دھوتے یا مسح کرتے وقت نیت وضو حاضر رہنا اور

(۴۵) بسم اللہ کہنا اور

(۴۶) درود اور

(۴۷) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (۱)

① میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ۱۲

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور

- (۴۸) گئی کے وقت اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (۱) اور
- (۴۹) ناک میں پانی ڈالتے وقت اَللّٰهُمَّ اَرْحِنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرْحِنِيْ رَائِحَةَ النَّارِ (۲) اور
- (۵۰) مونہ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهُ وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ (۳) اور
- (۵۱) داہنا ہاتھ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبِيْ حِسَابًا يَّسِيرًا (۴) اور
- (۵۲) بایاں ہاتھ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ (۵) اور
- (۵۳) سر کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اَظْلِنِيْ تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ (۶) اور
- (۵۴) کانوں کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ اَحْسَنَهُ (۷) اور
- (۵۵) گردن کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ (۸) اور
- (۵۶) داہنا پاؤں دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزُلُّ الْاَقْدَامُ (۹) اور
- (۵۷) بایاں پاؤں دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَسَعْيِيْ مَشْكُوْرًا وَتِجَارَتِيْ لَنْ تَبُوْرَ (۱۰) اور
- پڑھے یا سب جگہ درود شریف ہی پڑھے اور یہی افضل ہے۔ اور
- (۵۸) وضو سے فارغ ہوتے ہی یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (۱۱) اور
- (۵۹) بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لے کہ شفائے امراض ہے اور

۱..... اے اللہ (عزوجل) تو میری مدد کر کہ قرآن کی تلاوت اور تیرا ذکر و شکر کروں اور تیری اچھی عبادت کروں۔ ۱۲

۲..... اے اللہ (عزوجل) تو مجھ کو جنت کی خوشبو سونگھا اور جہنم کی بو سے بچا۔ ۱۲

۳..... اے اللہ (عزوجل) تو میرے چہرے کو اجالا کر جس دن کہ کچھ مونہ سفید ہوں گے اور کچھ سیاہ۔ ۱۲

۴..... اے اللہ (عزوجل) میرا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دے اور مجھ سے آسان حساب کرنا۔ ۱۲

۵..... اے اللہ (عزوجل) میرا نامہ اعمال نہ بائیں ہاتھ میں دے اور نہ پیٹھ کے پیچھے سے۔ ۱۲

۶..... اے اللہ (عزوجل) تو مجھے اپنے عرش کے سایہ میں رکھ جس دن تیرے عرش کے سایہ کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا۔ ۱۲

۷..... اے اللہ (عزوجل) مجھے ان میں کر دے جو بات سنتے ہیں اور اچھی بات پر عمل کرتے ہیں۔ ۱۲

۸..... اے اللہ (عزوجل) میری گردن آگ سے آزاد کر دے۔ ۱۲

۹..... اے اللہ (عزوجل) میرا قدم پل صراط پر ثابت قدم رکھ جس دن کہ اس پر قدم لغزش کریں گے۔ ۱۲

۱۰..... اے اللہ (عزوجل) میرے گناہ بخش دے اور میری کوشش بار آور کر دے اور میری تجارت ہلاک نہ ہو۔ ۱۲

۱۱..... الہی تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کر دے۔ ۱۲

- (۶۰) آسمان کی طرف منہ کر کے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَ أَتُوبُ إِلَيْكَ (۱) اور کلمہ شہادت اور سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھے۔
- (۶۱) اعضائے وضو بغیر ضرورت نہ پوئے نہ چپے اور پوئے نہ چپے تو بے ضرورت خشک نہ کر لے۔
- (۶۲) قدرے نم باقی رہنے دے کہ روز قیامت پہلے حسنت میں رکھی جائے گی۔ اور
- (۶۳) ہاتھ نہ جھٹکے کہ شیطان کا پنکھا ہے۔
- (۶۴) بعد وضو میانی (۲) پر پانی چھڑک لے۔ (۳) اور
- (۶۵) مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ (۴)

وضو میں مکروہات

- (۱) عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔
- (۲) وضو کے لیے نجس جگہ بیٹھنا۔
- (۳) نجس جگہ وضو کا پانی گرا نا۔
- (۴) مسجد کے اندر وضو کرنا۔
- (۵) اعضائے وضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرہ ٹپکانا۔
- (۶) پانی میں ریٹھ یا کھنکار ڈالنا۔
- (۷) قبلہ کی طرف تھوک یا کھنکار ڈالنا یا گلی کرنا۔

- 1 تو پاک ہے اے اللہ (عزوجل) اور میں تیری حمد کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔ ۱۲
- 2 پا جامہ کا وہ حصہ جو پیشاب گاہ کے قریب ہوتا ہے۔
- 3 شیخ طریقت، عاشق اعلیٰ حضرت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ ”نماز کے احکام“ صفحہ 19 پر فرماتے ہیں کہ: ”پانی چھڑکتے وقت میانی کو گرتے کے دامن میں چھپائے رکھنا مناسب ہے، نیز وضو کرتے وقت بھی بلکہ ہر وقت میانی کو گرتے کے دامن یا چادر وغیرہ کے ذریعہ چھپائے رکھنا حیا کے قریب ہے۔
- 4 ”غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی“، آداب الوضوء، ص ۲۸ - ۳۷۔
- و ”الدر المختار“ و ”رد المختار“، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۶۶ - ۲۸۰۔
- و ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۔

- (۸) بے ضرورت دنیا کی بات کرنا۔
 (۹) زیادہ پانی خرچ کرنا۔
 (۱۰) اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو۔
 (۱۱) مونہ پر پانی مارنا۔ یا
 (۱۲) مونہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا۔
 (۱۳) ایک ہاتھ سے مونہ دھونا کہ رفاض و ہنود کا شعار ہے۔
 (۱۴) گلے کا مسح کرنا۔
 (۱۵) بائیں ہاتھ سے کھٹی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا۔
 (۱۶) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
 (۱۷) اپنے لیے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کر لینا۔
 (۱۸) تین جدید پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔
 (۱۹) جس کپڑے سے استنجے کا پانی خشک کیا ہو اس سے اعضائے وضو پونچھنا۔
 (۲۰) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا۔^(۱)
 (۲۱) ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا اور اگر کچھ سوکھا رہ جائے تو وضو ہی نہ ہوگا۔
 ہر سنت کا ترک مکروہ ہے۔ یو ہیں ہر مکروہ کا ترک سنت۔^(۲)

وضو کے متفرق مسائل

مسئلہ ۵۱: اگر وضو نہ ہو تو نماز اور سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ اور قرآن عظیم چھونے کے لیے وضو کرنا فرض ہے۔^(۳)

..... ① جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا اس سے وضو کرنا مطلقاً مکروہ نہیں بلکہ اس میں چند قیود ہیں، جن کا ذکر پانی کے باب میں آئیگا اور اس سے وضو کی کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں۔ ۱۲ منہ حفظ رہے

..... ② ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، کتاب الطہارۃ، مطلب فی تعریف المکروہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۶۹، ۲۸۰ - ۲۸۳۔

و ”الفتاویٰ الہندیۃ“، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۴، ۹، وغیرہما۔

..... ③ ”نور الإيضاح“، کتاب الطہارۃ، فصل: الوضوء علی ثلاثة أقسام، ص ۱۸۔

مسئلہ ۵۲: طواف کے لیے وضو واجب ہے۔^(۱)

مسئلہ ۵۳: غسلِ جنابت سے پہلے اور جب کو کھانے، پینے، سونے اور اذان و اقامت اور خطبہ جمعہ و عیدین اور روزہ مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور وقوفِ عرفہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیے وضو کر لینا سنت ہے۔

مسئلہ ۵۴: سونے کے لیے اور سونے کے بعد اور میت کے نہلانے یا اٹھانے کے بعد اور جماع سے پہلے اور جب غصہ آجائے اس وقت اور زبانی قرآنِ عظیم پڑھنے کے لیے اور حدیث اور علمِ دین پڑھنے پڑھانے اور علاوہ جمعہ و عیدین باقی خطبوں کے لیے اور کتبِ دینیہ چھونے کے لیے اور بعد ستر غلیظ چھونے اور جھوٹ بولنے، گالی دینے، فحش لفظ نکالنے، کافر سے بدن چھو جانے، صلیب یا بُت چھونے، کوڑھی یا سپید داغ والے سے مس کرنے، بغل کھجانے سے جب کہ اس میں بدبو ہو، غیبت کرنے، قہقہہ لگانے، لغو اشعار پڑھنے اور اونٹ کا گوشت کھانے، کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے حائل مس ہو جانے سے اور با وضو شخص کے نماز پڑھنے کے لیے ان سب صورتوں میں وضو مستحب ہے۔^(۲)

مسئلہ ۵۵: جب وضو جا تا رہے وضو کر لینا مستحب ہے۔^(۳)

مسئلہ ۵۶: نابالغ پر وضو فرض نہیں^(۴) مگر ان سے وضو کرانا چاہیئے تاکہ عادت ہو اور وضو کرنا آجائے اور مسائل وضو سے آگاہ ہو جائیں۔

مسئلہ ۵۷: لوٹے کی ٹونٹی نہ ایسی تنگ ہو کہ پانی بدقت گرے، نہ اتنی فراخ کہ حاجت سے زیادہ گرے بلکہ متوسط ہو۔^(۵)

مسئلہ ۵۸: چلو میں پانی لیتے وقت خیال رکھیں کہ پانی نہ گرے کہ اسراف ہوگا۔ ایسا ہی جس کام کے لیے چلو میں پانی لیں اُس کا اندازہ رکھیں ضرورت سے زیادہ نہ لیں مثلاً ناک میں پانی ڈالنے کے لیے آدھا چلو کافی ہے تو پورا چلو نہ لے کہ

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۰۵.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۹.

② "نورالایضاح"، کتاب الطہارۃ، فصل: الوضوء علی ثلاثۃ أقسام، ص ۱۹ و "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۷۱۵-۷۲۴.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۹.

④ "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی اعتبارات المركب التام، ج ۱، ص ۲۰۲.

⑤ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۷۶۵.

اسراف ہوگا۔ (1)

مسئلہ ۵۹: ہاتھ، پاؤں، سینہ، پشت پر بال ہوں تو ہر تال وغیرہ سے صاف کر ڈالے یا ترشوالے، نہیں تو پانی زیادہ

خرچ ہوگا۔ (2)

فائدہ: ولہٰذا ایک شیطان کا نام ہے جو وضو میں وسوسہ ڈالتا ہے اس کے وسوسہ سے بچنے کی بہترین تدابیر یہ ہیں:

(۱) رجوع الی اللہ و

(۲) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ

(۳) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ و

(۴) سورۃ ناس، اور

(۵) اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، اور

(۶) هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظّٰهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ، اور

(۷) سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْخَلّٰقِ اِنْ يَّشَآءْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝

پڑھنا کہ وسوسہ جڑ سے کٹ جائے گا اور

(۸) وسوسہ کا بالکل خیال نہ کرنا بلکہ اس کے خلاف کرنا بھی دافعِ وسوسہ ہے۔ (3)

وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ۱: پاخانہ، پیشاب، وَدِيّ، مَذِيّ، مَنِيّ، کیڑا، پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلیں وضو جاتا رہے گا۔ (4)

مسئلہ ۲: اگر مرد کا ختنہ نہیں ہوا ہے اور سوراخ سے ان چیزوں میں سے کوئی چیز نکلی مگر ابھی ختنہ کی کھال کے اندر ہی

ہے جب بھی وضو ٹوٹ گیا۔ (5)

مسئلہ ۳: یوہیں عورت کے سوراخ سے نکلی مگر ہنوز (6) اوپر والی کھال کے اندر ہی ہے جب بھی وضو جاتا رہا۔ (7)

1 "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۷۶۵.

2 المرجع السابق، ص ۷۶۹.

3 المرجع السابق، ص ۷۷۰.

4 "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۹.

5 المرجع السابق، ص ۹-۱۰.

6 یعنی ابھی تک۔

7 "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۰.

مسئلہ ۴: عورت کے آگے سے جو خالص رطوبت بے آمیزش خون نکلتی ہے ناقضِ وضو نہیں^(۱)، اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے۔^(۲)

مسئلہ ۵: مرد یا عورت کے پیچھے سے ہوا خارج ہوئی وضو جاتا رہا۔^(۳)

مسئلہ ۶: مرد یا عورت کے آگے سے ہوا نکلی یا پیٹ میں ایسا زخم ہو گیا کہ جھٹکی تک پہنچا، اس سے ہوا نکلی تو وضو نہیں جائے گا۔^(۴)

مسئلہ ۷: عورت کے دونوں مقام پردہ پھٹ کر ایک ہو گئے اسے جب ریح آئے احتیاط یہ ہے کہ وضو کرے اگرچہ یہ احتمال ہو کہ آگے سے نکلی ہوگی۔^(۵)

مسئلہ ۸: اگر مرد نے پیشاب کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالی پھر وہ اس میں سے لوٹ آئی تو وضو نہیں جائے گا۔^(۶)

مسئلہ ۹: ہتھ لیا اور دوا باہر آگئی یا کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں ڈالی اور باہر نکل آئی وضو ٹوٹ گیا۔^(۷)

مسئلہ ۱۰: مرد نے سوراخ ذکر میں رُوئی رکھی اور وہ اوپر سے خشک ہے مگر جب نکالی، تو تر نکلی تو نکالتے ہی وضو ٹوٹ گیا۔^(۸) یوہیں عورت نے کپڑا رکھا اور فرج خارج میں اس کپڑے پر کوئی اثر نہیں مگر جب نکالا تو خون یا کسی اور نجاست سے تر نکلا اب وضو جاتا رہا۔

مسئلہ ۱۱: خون یا پیپ یا زرد پانی کہیں سے نکل کر بہا اور اس بہنے میں ایسی جگہ پہنچنے کی صلاحیت تھی جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے تو وضو جاتا رہا اگر صرف چمکایا ابھرا اور بہا نہیں جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون ابھریا چمک جاتا ہے یا خلل کیا یا مسواک کی یا انگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی اس پر خون کا اثر پایا یا ناک میں انگلی ڈالی اس پر خون کی سُرخنی آگئی مگر وہ خون بہنے کے قابل نہ تھا تو وضو نہیں ٹوٹا۔^(۹)

① ”جد الممتار“ علی ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، فصل الوضوء، ج ۱، ص ۱۸۸.

② ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، فصل الإستنجاء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء والاستنقاء... إلخ، ج ۱، ص ۶۲۱.

③ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۹.

④ المرجع السابق، و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، مطلب: نواقض الوضوء، ج ۱، ص ۲۸۷.

⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، المرجع السابق.

⑥ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۰.

⑦ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۰.

⑧ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۰.

⑨ المرجع السابق، و ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۱، ص ۲۸۰.

- مسئلہ ۱۲:** اور اگر بہا مگر ایسی جگہ بہ کر نہیں آیا جس کا دھونا فرض ہو تو وضو نہیں ٹوٹا۔ مثلاً آنکھ میں دانہ تھا اور ٹوٹ کر آنکھ کے اندر ہی پھیل گیا باہر نہیں نکلا یا کان کے اندر دانہ ٹوٹا اور اس کا پانی سوراخ سے باہر نہ نکلا تو ان صورتوں میں وضو باقی ہے۔^(۱)
- مسئلہ ۱۳:** زخم میں گڑھا پڑ گیا اور اس میں سے کوئی رطوبت چمکی مگر بھی نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔^(۲)
- مسئلہ ۱۴:** زخم سے خون وغیرہ نکلتا رہا اور یہ بار بار پونچھتا رہا کہ بہنے کی نوبت نہ آئی تو غور کرے کہ اگر نہ پونچھتا تو بہ جاتا یا نہیں اگر بہ جاتا تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔ یوہیں اگر مٹی یا رکھ ڈال ڈال کر سکھاتا رہا اس کا بھی وہی حکم ہے۔^(۳)
- مسئلہ ۱۵:** پھوڑا یا پھنسی نچوڑنے سے خون بہا، اگر چہ ایسا ہو کہ نہ نچوڑتا تو نہ بہتا جب بھی وضو جاتا رہا۔^(۴)
- مسئلہ ۱۶:** آنکھ، کان، ناف، پستان وغیرہ میں دانہ یا ناصور یا کوئی بیماری ہو، ان وجوہ سے جو آنسو یا پانی بہے وضو ٹوڑ دے گا۔^(۵)

- مسئلہ ۱۷:** زخم یا ناک یا کان یا منہ سے کیڑا یا زخم سے کوئی گوشت کا ٹکڑا (جس پر خون یا پیپ کوئی نجس رطوبت قابل سیلان نہ تھی) گٹ کر گرا وضو نہیں ٹوٹے گا۔^(۶)
- مسئلہ ۱۸:** کان میں تیل ڈالا تھا اور ایک دن بعد کان یا ناک سے نکلا وضو نہ جائے گا یوہیں اگر منہ سے نکلا جب بھی ناقض نہیں ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ دماغ سے اتر کر معدہ میں گیا اور معدہ سے آیا ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔^(۷)
- مسئلہ ۱۹:** چھالانوج ڈالا اگر اس میں کا پانی بہ گیا وضو جاتا رہا ورنہ نہیں۔^(۸)
- مسئلہ ۲۰:** منہ سے خون نکلا اگر تھوک پر غالب ہے وضو توڑ دے گا ورنہ نہیں۔
- فائدہ:** غلبہ کی شناخت یوں ہے کہ تھوک کا رنگ اگر سرخ ہو جائے تو خون غالب سمجھا جائے اور اگر زرد ہو تو مغلوب۔^(۹)
- مسئلہ ۲۱:** چونک یا بڑی کٹی نے خون چوسا اور اتنا پی لیا کہ اگر خود نکلتا تو بہ جاتا وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔^(۱۰)

۱..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: نواقض الوضوء، ج ۱، ص ۲۸۶.

۲..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۸۰.

۳..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۱.

و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، نواقض الوضوء، ج ۱، ص ۲۸۶، و "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۸۱.

۴..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، المرجع السابق. ۵..... المرجع السابق، ص ۱۰.

۶..... "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۸۸.

۷..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۰.

۸..... المرجع السابق، ص ۱۱. ۹..... المرجع السابق.

۱۰..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۱.

و "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۹۲.

مسئلہ ۲۲: اگر چھوٹی کٹی یا یوں یا کھٹل، مچھر، مکھی، پتوں نے خون چوسا تو وضو نہیں جائے گا۔ (1)

مسئلہ ۲۳: ناک صاف کی اس میں سے جما ہوا خون نکلا وضو نہیں ٹوٹا۔ (2)

مسئلہ ۲۴: نارو (3) سے رطوبت بہے وضو جا تا رہے گا اور ڈورا نکلا تو وضو باقی ہے۔ (4)

مسئلہ ۲۵: اندھے کی آنکھ سے جو رطوبت بوجہ مرض نکلتی ہے ناقض وضو ہے۔ (5)

مسئلہ ۲۶: مونہ بھرتے کھانے یا پانی یا صفرا (6) کی وضو توڑ دیتی ہے۔ (7)

فائدہ: مونہ بھر کے یہ معنی ہیں کہ اسے بے تکلف نہ روک سکتا ہو۔ (8)

مسئلہ ۲۷: بلغم کی قے وضو نہیں توڑتی جتنی بھی ہو۔ (9)

مسئلہ ۲۸: بہتے خون کی قے وضو توڑ دیتی ہے جب تھوک سے مغلوب نہ ہو اور جما ہوا خون ہے تو وضو نہیں جائے گا

جب تک مونہ بھر نہ ہو۔ (10)

مسئلہ ۲۹: پانی پیا اور معدے میں اتر گیا، اب وہی پانی صاف شفاف قے میں آیا اگر مونہ بھر ہے وضو ٹوٹ گیا اور

وہ پانی نجس ہے اور اگر سینہ تک پہنچا تھا کہ اچھو (11) لگا اور نکل آیا تو نہ وہ ناپاک ہے نہ اس سے وضو جائے۔ (12)

مسئلہ ۳۰: اگر تھوڑی تھوڑی چند بار قے آئی کہ اس کا مجموعہ مونہ بھر ہے تو اگر ایک ہی متلی سے ہے تو وضو توڑ دے

گی اور اگر متلی جاتی رہی اور اس کا کوئی اثر نہ رہا پھر نئے سرے سے متلی شروع ہوئی اور قے آئی اور دونوں مرتبہ علیحدہ علیحدہ مونہ

1 "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۱.

و "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۹۲.

2 "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۱.

3 ایک مرض کا نام جس میں آدمی کے بدن پر دانے دانے ہو کر ان میں سے دھاگہ سا نکلا کرتا ہے۔

4 "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۱، ص ۲۷۵-۲۷۶.

5 المرجع السابق، ص ۲۷۱.

6 پیلے رنگ کا کڑوا پانی۔

7 "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۱.

8 المرجع السابق.

9 المرجع السابق.

10 المرجع السابق و "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: نواقض الوضوء، ج ۱، ص ۲۹۱.

11 کھانسی جو سانس کی نالی میں پانی وغیرہ جانے سے آنے لگتی ہے۔

12 "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۱.

و البحر الرائق، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۶۷.

بھرنہیں مگر دونوں جمع کی جائیں تو مونہ بھر ہو جائے تو یہ ناقض وضو نہیں، پھر اگر ایک ہی مجلس میں ہے تو وضو کر لینا بہتر ہے۔ (1)

مسئلہ ۳۱: قے میں صرف کیڑے یا سانپ نکلے وضو نہ جائے گا اور اگر اس کے ساتھ کچھ رطوبت بھی ہے تو دیکھیں گے مونہ بھر ہے یا نہیں۔ مونہ بھر ہے تو ناقض ہے ورنہ نہیں۔ (2)

مسئلہ ۳۲: سو جانے سے وضو جاتا رہتا ہے بشرطیکہ دونوں سرین خوب نہ جمے ہوں اور نہ ایسی ہیأت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع ہو مثلاً اکڑوں بیٹھ کر سویا یا چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر یا ایک گھنی پر تکیہ لگا کر یا بیٹھ کر سویا مگر ایک کروٹ کو جھکا ہوا کہ ایک یا دونوں سرین اٹھے ہوئے ہیں یا ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور جانور ڈھال (3) میں اتر رہا ہے یا دوزاؤں بیٹھا اور پیٹ رانوں پر رکھا کہ دونوں سرین جمے نہ رہے یا چارزاؤں ہے اور سر رانوں پر یا پنڈلیوں پر ہے یا جس طرح عورتیں سجدہ کرتی ہیں اسی ہیأت پر سو گیا ان سب صورتوں میں وضو جاتا رہا اور اگر نماز میں ان صورتوں میں سے کسی صورت پر قصد سویا تو وضو بھی گیا، نماز بھی گئی وضو کر کے سرے سے نیت باندھے اور بلا قصد سویا تو وضو جاتا رہا نماز نہیں گئی۔ وضو کر کے جس رکن میں سویا تھا وہاں سے ادا کرے اور از سر نو پڑھنا بہتر ہے۔ (4)

مسئلہ ۳۳: دونوں سرین زمین یا کرسی یا بچ پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہوئے یا دونوں سرین پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں اور ہاتھ پنڈلیوں پر محیط ہوں خواہ زمین پر ہوں، دوزاؤں سیدھا بیٹھا ہو یا چارزاؤں پالقی مارے یا زین پر سوار ہو یا ننگی پیٹھ پر سوار ہے مگر جانور چڑھائی پر چڑھ رہا ہے یا راستہ ہموار ہے یا کھڑے کھڑے سو گیا یا رکوع کی صورت پر یا مردوں کے سجدہ مسنونہ کی شکل پر تو ان سب صورتوں میں وضو نہیں جائے گا اور نماز میں اگر یہ صورتیں پیش آئیں تو نہ وضو جائے نہ نماز، ہاں اگر پورا رکن سوتے ہی میں ادا کیا تو اس کا اعادہ ضروری ہے اور اگر جاگتے میں شروع کیا پھر سو گیا تو اگر جاگتے میں بقدر کفایت ادا کر چکا ہے تو وہی کافی ہے ورنہ پورا کر لے۔ (5)

مسئلہ ۳۴: اگر اس شکل پر سویا جس میں وضو نہیں جاتا اور نیند کے اندر وہ ہیأت پیدا ہو گئی جس سے وضو جاتا رہتا ہے تو اگر فوراً بلا وقفہ جاگ اٹھا وضو نہ گیا ورنہ جاتا رہا۔ (6)

مسئلہ ۳۵: گرم تنور کے کنارے پاؤں لٹکائے بیٹھ کر سو گیا تو وضو کر لینا مناسب ہے۔ (7)

① "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی حکم کی الحمصۃ، ج ۱، ص ۲۹۳.

② "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: نواقض الوضوء، ج ۱، ص ۲۹۰.

③ پستی۔

④ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۳۶۵-۳۶۷، وغیرہ.

⑤ المرجع السابق.

⑥ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۳۶۷.

⑦ المرجع السابق، ص ۴۲۵.

مسئلہ ۳۶: بیمار لیٹ کر نماز پڑھتا تھا نیند آگئی وضو جاتا رہا۔ (1)

مسئلہ ۳۷: اُونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وضو نہیں جاتا۔ (2)

مسئلہ ۳۸: جھوم کر گر پڑا اور فوراً آنکھ کھل گئی وضو نہ گیا۔ (3)

مسئلہ ۳۹: نماز وغیرہ کے انتظار میں بعض مرتبہ نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور یہ دفع کرنا چاہتا ہے تو بعض وقت ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ اس وقت جو باتیں ہوئیں ان کی اسے بالکل خبر نہیں بلکہ دو تین آواز میں آنکھ کھلی اور اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ سویانہ تھا اس کے اس خیال کا اعتبار نہیں اگر معتبر شخص کہے کہ تُو غافل تھا، پکارا جواب نہ دیا یا باتیں پوچھی جائیں اور وہ نہ بتا سکے تو اس پر وضو لازم ہے۔ (4)

فائدہ: انبیاء علیہم السلام کا سونا ناقض وضو نہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتے ہیں۔ علاوہ نیند کے اور نواقض سے انبیاء علیہم السلام کا وضو جاتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ جاتا رہتا ہے بوجہ ان کی عظمتِ شان کے، نہ بسبب نجاست کے، کہ انکے فضائل شریفہ وطاہر ہیں جن کا کھانا پینا ہمیں حلال اور باعثِ برکت۔ (5)

مسئلہ ۴۰: بیہوشی اور جنون اور غشی اور اتنا نشہ کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں ناقض وضو ہیں۔ (6)

مسئلہ ۴۱: بالغ کا قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسی کہ آس پاس والے سنیں اگر جاگتے میں رکوع سجدہ والی نماز میں ہو وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز فاسد ہو جائے گی۔ (7)

مسئلہ ۴۲: اگر نماز کے اندر سوتے میں یا نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت میں قہقہہ لگایا تو وضو نہیں جائے گا وہ نماز یا سجدہ فاسد ہے۔ (8)

مسئلہ ۴۳: اور اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سنا، پاس والوں نے نہ سنا تو وضو نہیں جائے گا نماز جاتی رہے گی۔ (9)

1..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۲.

2..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۳۶۷.

3..... المرجع السابق.

4..... المرجع السابق.

5..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: نوم الأنبیاء غیر ناقض، ج ۱، ص ۲۹۸، ۵۷۴.

6..... "الدرالمختار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۹۹.

7..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: نوم الأنبیاء غیر ناقض، ج ۱، ص ۳۰۰.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۲.

8..... "الفتاویٰ الہندیہ"، المرجع السابق.

9..... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۴: اگر مسکرایا کہ دانت نکلے آواز بالکل نہیں نکلی تو اس سے نہ نماز جائے نہ وضو۔^(۱)

مسئلہ ۴۵: مباشرت فاحشہ یعنی مرد اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے یا عورت عورت باہم ملائیں بشرطیکہ کوئی شے حائل نہ ہونا قضا وضو ہے۔^(۲)

مسئلہ ۴۶: اگر مرد نے اپنے آلہ سے عورت کی شرمگاہ کو مس کیا اور انتشار آلہ نہ تھا عورت کا وضو اس وقت میں بھی جاتا رہے گا اگرچہ مرد کا وضو نہ جائے گا۔^(۳)

مسئلہ ۴۷: بڑا استنجا ڈھیلے سے کر کے وضو کیا اب یاد آیا کہ پانی سے نہ کیا تھا اگر پانی سے استنجا مسنون طریق پر یعنی پاؤں پھیلا کر سانس کا زور نیچے کودے کر کرے گا وضو جاتا رہے گا اور ویسے کرے گا تو نہ جائے گا مگر وضو کر لینا مناسب ہے۔^(۴)

مسئلہ ۴۸: پھڑیا بالکل اچھی ہوگئی اس کا مردہ پوست باقی ہے جس میں اوپر مونہ اور اندر خلا ہے اگر اس میں پانی بھر گیا پھر دبا کر نکالا تو نہ وضو جائے نہ وہ پانی ناپاک ہاں اگر اس کے اندر کچھ تری خون وغیرہ کی باقی ہے تو وضو بھی جاتا رہے گا اور وہ پانی بھی نجس ہے۔^(۵)

مسئلہ ۴۹: عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنایا اور ستر کھلنے یا اپنا یا پر ایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے۔ ہاں وضو کے آداب سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجنے کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہیئے کہ بغیر ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔^(۶)

متفرق مسائل

جو رطوبت بدن انسان سے نکلے اور وضو نہ توڑے وہ نجس نہیں مثلاً خون کہ بہ کر نہ نکلے یا تھوڑی قے کہ مونہ بھر نہ ہو پاک ہے۔^(۷)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۲.

② "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۳۰۳.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۳.

④ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۳۱۹، وغیرہ.

⑤ المرجع السابق، ص ۳۵۵-۳۵۶.

⑥ المرجع السابق، ص ۳۵۲.

⑦ "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۹۴.

مسئلہ ۱: خارش یا پھڑیوں میں جب کہ بہنے والی رطوبت نہ ہو بلکہ صرف چپک ہو، کپڑا اس سے بار بار چھو کر اگر چہ کتنا ہی سن جائے، پاک ہے۔^(۱)

مسئلہ ۲: سوتے میں رال جو مونہ سے گرے، اگر چہ پیٹ سے آئے، اگر چہ بدبودار ہو، پاک ہے۔^(۲)

مسئلہ ۳: مردے کے مونہ سے جو پانی بہے نجس ہے۔^(۳)

مسئلہ ۴: آنکھ دکھتے میں جو آنسو بہتا ہے نجس و ناقض وضو ہے، اس سے احتیاط ضروری ہے۔^(۴)

مسئلہ ۵: شیر خوار بچے نے دودھ ڈال دیا اگر وہ مونہ بھرے نجس ہے، درہم سے زیادہ جگہ میں جس چیز کو لگ جائے ناپاک کر دے گا لیکن اگر یہ دودھ معدہ سے نہیں آیا بلکہ سینہ تک پہنچ کر پلٹ آیا تو پاک ہے۔^(۵)

مسئلہ ۶: درمیان وضو میں اگر ریح خارج ہو یا کوئی ایسی بات ہو جس سے وضو جاتا ہے تو نئے سرے سے پھر وضو کرے وہ پہلے دھلے ہوئے بے دھلے ہو گئے۔^(۶)

مسئلہ ۷: چلو میں پانی لینے کے بعد حدث ہوا وہ پانی بے کار ہو گیا کسی عضو کے دھونے میں نہیں کام آ سکتا۔^(۷)

مسئلہ ۸: مونہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک سرخ ہو گیا اگر لوٹے یا کٹورے کو مونہ سے لگا کر گھٹی کو پانی لیا تو لوٹا، کٹورا اور کل پانی نجس ہو جائے گا۔ چلو سے پانی لے کر گھٹی کرے اور پھر ہاتھ دھو کر گھٹی کے لیے پانی لے۔^(۸)

مسئلہ ۹: اگر درمیان وضو میں کسی عضو کے دھونے میں شک واقع ہوا اور یہ زندگی کا پہلا واقعہ ہے تو اس کو دھو لے اور اگر اکثر شک پڑا کرتا ہے تو اس کی طرف التفات نہ کرے۔ یوہیں اگر بعد وضو کے شک ہو تو اس کا کچھ خیال نہ کرے۔^(۹)

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۸۰.

② "الدرالمختار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۹۰.

③ المرجع السابق.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۳۰۵.

اس سے بہت لوگ غافل ہیں اکثر دیکھا گیا کہ گرتے وغیرہ میں ایسی حالت میں آنکھ پونچھ لیا کرتے ہیں اور اپنے خیال میں اُسے اور آنسو کے مثل سمجھتے ہیں یہ اُن کی غلطی ہے اور ایسا کیا تو کپڑا ناپاک ہو گیا۔ ۱۲ منہ

⑤ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۳۵۶.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۹۰.

⑥ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۵۵.

⑦ المرجع السابق، ص ۲۵۶. ⑧ المرجع السابق، ص ۲۵۷-۲۶۰.

⑨ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی ندب مراعاة الخلاف... إلخ، ج ۱، ص ۳۰۹.

مسئلہ ۱۰: جو با وضو تھا اب اسے شک ہے کہ وضو ہے یا ٹوٹ گیا تو وضو کرنے کی اسے ضرورت نہیں۔^(۱) ہاں کر لینا بہتر ہے جب کہ یہ شبہ بطور وسوسہ نہ ہوا کرتا ہو اور اگر وسوسہ ہے تو اسے ہرگز نہ مانے، اس صورت میں احتیاط سمجھ کر وضو کرنا احتیاط نہیں بلکہ شیطان لعین کی اطاعت ہے۔

مسئلہ ۱۱: اور اگر بے وضو تھا اب اسے شک ہے کہ میں نے وضو کیا یا نہیں تو وہ بلا وضو ہے اس کو وضو کرنا ضروری ہے۔^(۲)

مسئلہ ۱۲: یہ معلوم ہے کہ وضو کے لیے بیٹھا تھا اور یہ یاد نہیں کہ وضو کیا یا نہیں تو اسے وضو کرنا ضروری نہیں۔^(۳)

مسئلہ ۱۳: یہ یاد ہے کہ پاخانہ یا پیشاب کے لیے بیٹھا تھا مگر یہ یاد نہیں کہ پھر ا^(۴) بھی یا نہیں تو اس پر وضو فرض ہے۔^(۵)

مسئلہ ۱۴: یہ یاد ہے کہ کوئی عضو دھونے سے رہ گیا مگر معلوم نہیں کہ کون عضو تھا تو بایاں پاؤں دھولے۔^(۶)

مسئلہ ۱۵: میانی میں تری دیکھی مگر یہ نہیں معلوم کہ پانی ہے یا پیشاب تو اگر عمر کا یہ پہلا واقعہ ہے تو وضو کر لے اور اس جگہ کو دھولے اور اگر بارہا ایسے شے پڑتے ہیں تو اس کی طرف توجہ نہ کرے شیطان وسوسہ ہے۔^(۷)

غسل کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾^(۸)

اگر تم جنب ہو تو خوب پاک ہو جاؤ یعنی غسل کرو۔

اور فرماتا ہے:

﴿حَتَّى يَطْهَرْنَ﴾^(۹)

یہاں تک کہ وہ حیض والی عورتیں اچھی طرح پاک ہو جائیں۔

① "الفتاوی الرضویة"، ج ۱، ص ۷۷۵.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۳۱۰.

③ "الفتاوی الرضویة"، ج ۱، ص ۵۶۰، و "الأشباه والنظائر"، القاعدة الثالثة، یقین لا یزول بالشک، ص ۴۹.

④ یعنی کیا۔ ⑤ "الفتاوی الرضویة"، ج ۱، ص ۵۶۰، و "الأشباه والنظائر"، ص ۴۹.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۳۱۰.

⑦ "الفتاوی الرضویة"، ج ۱، ص ۷۷۸.

⑧ پ ۶، المائدة: ۶. ⑨ پ ۲، البقرة: ۲۲۲.

اور فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا﴾ (1)

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ حالت جنابت میں جب تک غسل نہ کرو مگر سفر کی حالت میں کہ وہاں پانی نہ ملے تو بجائے غسل تیمم ہے۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو ابتدا یوں کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے، پھر نماز کا سا وضو کرتے، پھر انگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے بالوں کی جڑیں تر فرماتے، پھر سر پر تین لپ پانی ڈالتے پھر تمام جلد پر پانی بہاتے۔“ (2)

حدیث ۲: انھیں کتابوں میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: ”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نہانے کے لیے میں نے پانی رکھا اور کپڑے سے پردہ کیا، حضور نے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو دھویا، پھر پانی ڈال کر ہاتھوں کو دھویا، پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا، پھر استنجا فرمایا، پھر ہاتھ زمین پر مار کر ملا اور دھویا، پھر گھٹی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور مونہ اور ہاتھ دھوئے، پھر سر پر پانی ڈالا اور تمام بدن پر بہایا، پھر اس جگہ سے الگ ہو کر پائے مبارک دھوئے اس کے بعد میں نے (بدن پونچھنے کے لیے) ایک کپڑا دیا تو حضور نے نہ لیا اور ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے تشریف لے گئے۔“ (3)

حدیث ۳: بخاری و مسلم میں بروایت اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی، کہ ”انصار کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حیض کے بعد نہانے کا سوال کیا اس کو کیفیت غسل کی تعلیم فرمائی، پھر فرمایا کہ مُشک آلودہ ایک ٹکڑا لے کر اس سے طہارت کر، عرض کی کیسے اس سے طہارت کروں فرمایا اس سے طہارت کر، عرض کی کیسے اس سے طہارت کروں، فرمایا سبحان اللہ اس سے طہارت کر، اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر کہا اس سے خون کے اثر کو صاف کر۔“ (4)

حدیث ۴: امام مسلم نے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی فرماتی ہیں: ”میں نے عرض کی

① پ ۵، النساء: ۴۳.

② ”صحیح البخاری“، کتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، الحدیث: ۲۴۸، ج ۱، ص ۱۰۵.

③ ”صحیح البخاری“، کتاب الغسل، باب نفوذ الیدین من الغسل عن الجنابة، الحدیث: ۲۷۶، ج ۱، ص ۱۱۳.

④ ”صحیح البخاری“، کتاب الحيض، باب ذلك المرأة نفسها إذا ... إلخ، الحدیث: ۳۱۴، ۳۱۵، ج ۱، ص ۱۲۶، ۱۲۷.

یا رسول اللہ! میں اپنے سر کی چوٹی مضبوط گوندھتی ہوں تو کیا غسلِ جنابت کے لیے اسے کھول ڈالوں؟ فرمایا نہیں تجھ کو صرف یہی کفایت کرتا ہے کہ سر پر تین لپ پانی ڈالے، پھر اپنے اوپر پانی بہالے پاک ہو جائے گی۔“ یعنی جب کہ بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں اور اگر اتنی سخت گندھی ہو کہ جڑوں تک پانی نہ پہنچے تو کھولنا فرض ہے۔⁽¹⁾

حدیث ۵: ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو بال دھوؤ اور جلد کو صاف کرو۔“⁽²⁾

حدیث ۶: نیز ابو داؤد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو شخص غسلِ جنابت میں ایک بال کی جگہ بے دھوئے چھوڑ دے گا اس کے ساتھ آگ سے ایسا ایسا کیا جائے گا۔“ (یعنی عذاب دیا جائے گا) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کر لی۔“ تین بار یہی فرمایا (یعنی سر کے بال منڈا ڈالے کہ بالوں کی وجہ سے کوئی جگہ سوکھی نہ رہ جائے)۔⁽³⁾

حدیث ۷: اصحابِ سننِ اربعہ نے اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، فرماتی ہیں کہ: ”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے۔“⁽⁴⁾

حدیث ۸: ابو داؤد نے حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو میدان میں نہاتے ملاحظہ فرمایا، پھر منبر پر تشریف لے جا کر حمدِ الہی و ثنا کے بعد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ حیا فرمانے والا اور پردہ پوش ہے، حیا اور پردہ کرنے کو دوست رکھتا ہے، جب تم میں کوئی نہائے تو اسے پردہ کرنا لازم ہے۔“⁽⁵⁾

حدیث ۹: متعدد کتابوں میں بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان لایا حمام میں بغیر تہبند کے نہ جائے اور جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لایا اپنی بی بی کو حمام میں نہ بھیجے۔“⁽⁶⁾

حدیث ۱۰: اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حمام میں جانے کا سوال کیا، فرمایا: ”عورتوں کے لیے حمام میں

① ”صحیح مسلم“، کتاب الحيض، باب حكم ضفائر المغتسله، الحديث: ۳۳۰، ص ۱۸۱.

② ”سنن أبي داود“، کتاب الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، الحديث: ۲۴۸، ج ۱، ص ۱۱۷.

③ ”سنن أبي داود“، کتاب الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، الحديث: ۲۴۹، ج ۱، ص ۱۱۷.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الوضوء بعد الغسل، الحديث: ۱۰۷، ج ۱، ص ۱۶۱.

⑤ ”سنن أبي داود“، کتاب الحمام، باب النهي عن التعري، الحديث: ۴۰۱۲، ج ۴، ص ۵۶.

⑥ ”جامع الترمذی“، أبواب الأدب، باب ماجاء في دخول الحمام، الحديث: ۲۸۱۰، ج ۴، ص ۳۶۶.

خیر نہیں“ عرض کی ”تہبند باندھ کر جاتی ہیں“ فرمایا: ”اگرچہ تہبند اور کرتے اور اوڑھنی کے ساتھ جائیں۔“ (1)

حدیث ۱۱: صحیح بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: ”امّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا تو کیا جب عورت کو اِحْتِلَام ہو تو اس پر نہانا ہے؟ فرمایا: ”ہاں! جب کہ پانی (منی) دیکھے۔“ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مونہ ڈھانک لیا اور عرض کی، یا رسول اللہ! کیا عورت کو اِحْتِلَام ہوتا ہے؟ فرمایا: ”ہاں! ایسا نہ ہو تو کس وجہ سے بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔“ (2)

فائدہ: اُمّہات المؤمنین کو اللہ عزوجل نے حاضری خدمت سے پیشتر بھی اِحْتِلَام سے محفوظ رکھا تھا۔ اس لیے کہ اِحْتِلَام میں شیطان کی مُدِخلت ہے اور شیطانی مداخلتوں سے ازواجِ مطہرات پاک ہیں اسی لیے ان کو حضرت اُمّ سلیم کے اس سوال کا تعجب ہوا۔

حدیث ۱۲: ابو داؤد و ترمذی، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ مرد تری پائے اور اِحْتِلَام یاد نہ ہو فرمایا: ”غُسل کرے“ اور اس شخص کے بارے میں سوال ہوا کہ خواب کا یقین ہے اور تری (اثر) نہیں پاتا فرمایا: ”اس پر غُسل نہیں۔“ امّ سلیم نے عرض کی عورت اس کو دیکھے تو اس پر غُسل ہے؟ فرمایا: ”ہاں! عورتیں مردوں کی مثل ہیں۔“ (3)

حدیث ۱۳: ترمذی میں انھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب مرد کے ختنہ کی جگہ (حشفہ) عورت کے مقام میں غائب ہو جائے غُسل واجب ہو جائے گا۔“ (4)

حدیث ۱۴: صحیح بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ان کورات میں نہانے کی ضرورت ہو جاتی ہے۔ فرمایا: ”وضو کر لو اور عضو تناسل کو دھولو پھر سو رہو۔“ (5)

حدیث ۱۵: صحیحین میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں: ”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جنب ہوتے اور

① ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، باب الباء، الحديث: ۳۲۸۶، ج ۲، ص ۲۷۹.

② ”صحیح البخاری“، کتاب العلم، باب الحیاء فی العلم، الحديث: ۱۳۰، ج ۱، ص ۶۸.

③ ”سنن أبي داود“، کتاب الطہارۃ، باب فی الرجل یجد البلة فی منامہ، الحديث: ۲۳۶، ج ۱، ص ۱۱۲.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الطہارۃ، باب ماجاء إذا التقى الختانان وجب الغسل، الحديث: ۱۰۹، ج ۱، ص ۱۶۲.

⑤ ”صحیح البخاری“، کتاب الغسل، باب الجنب یتوضأ ثم ینام، الحديث: ۲۹۰، ج ۱، ص ۱۱۸.

کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کا ساؤضو فرماتے۔“ (1)

حدیث ۱۶: مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب تم میں کوئی اپنی بی بی کے پاس جا کر دوبارہ جانا چاہے تو وضو کر لے۔“ (2)

حدیث ۱۷: ترمذی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کہ حیض والی اور جنب قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں۔“ (3)

حدیث ۱۸: ابوداؤد نے اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان گھروں کا رخ مسجد سے پھیر دو کہ میں مسجد کو حائض اور جنب کے لیے حلال نہیں کرتا۔“ (4)

حدیث ۱۹: ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ”ملائکہ اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر اور رُتّا اور جنب ہو۔“ (5)

حدیث ۲۰: ابوداؤد و عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فرشتے تین شخصوں سے قریب نہیں ہوتے، (۱) کافر کا مردہ، اور (۲) خلوک (۶) میں لتھڑا ہوا، اور (۳) جنب مگر یہ کہ وضو کر لے۔“ (7)

حدیث ۲۱: امام مالک نے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو خط عمر و بن حزم کو لکھا تھا اس میں یہ تھا کہ قرآن نہ چھوئے مگر پاک شخص۔ (8)

حدیث ۲۲: امام بخاری و امام مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو جمعہ کو آئے اسے چاہیے کہ نہالے۔“ (9)

① ”صحیح مسلم“، کتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب... إلخ، الحديث: ۳۰۵، ص ۱۷۲.

② ”صحیح مسلم“، کتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب... إلخ، الحديث: ۳۰۸، ص ۱۷۴.

③ ”جامع الترمذی“، أبواب الطهارة، باب ما جاء في الجنب والحائض... إلخ، الحديث: ۱۳۱، ج ۱، ص ۱۸۲.

④ ”سنن أبي داود“، کتاب الطهارة، باب في الجنب يدخل المسجد، الحديث: ۲۳۲، ج ۱، ص ۱۱۱.

⑤ ”سنن أبي داود“، کتاب الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، الحديث: ۲۲۷، ج ۱، ص ۱۰۹.

⑥ ایک قسم کی خوشبو زعفران سے بنائی جاتی ہے جو مردوں پر حرام ہے۔ ۱۲

⑦ ”سنن أبي داود“، کتاب الترجل، باب في الخلق للرجال، الحديث: ۴۱۸۰، ج ۴، ص ۱۰۹.

⑧ ”الموطأ“ لإمام مالك، کتاب القرآن، باب الأمر بالوضوء لمن مس القرآن، الحديث: ۴۷۸، ج ۱، ص ۱۹۱.

⑨ ”صحیح البخاری“، کتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم،

الحديث: ۸۹۴، ج ۱، ص ۳۰۹.

غسل کے مسائل

غسل کے فرض ہونے کے اسباب بعد میں لکھے جائیں گے، پہلے غسل کی حقیقت بیان کی جاتی ہے۔ غسل کے تین جز ہیں اگر ان میں ایک میں بھی کمی ہوئی غسل نہ ہوگا، چاہے یوں کہو کہ غسل میں تین فرض ہیں۔

(۱) گھٹی: کہ منہ کے ہر پرزے گوشے ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر اگل دینے کو گھٹی کہتے ہیں اگرچہ زبان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک نہ پہنچے یوں غسل نہ ہوگا، نہ اس طرح نہانے کے بعد نماز جائز بلکہ فرض ہے کہ داڑھوں کے پیچھے، گالوں کی تہہ میں، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں، زبان کی ہر کروٹ میں، حلق کے کنارے تک پانی ہے۔^(۱)

مسئلہ ۱: دانتوں کی جڑوں یا کھڑکیوں میں کوئی ایسی چیز جو پانی بہنے سے روکے، جمی ہو تو اس کا چھڑانا ضروری ہے اگرچہ ٹرانے میں ضرر اور خرج نہ ہو جیسے چھالیا کے دانے، گوشت کے ریشے اور اگرچہ ٹرانے میں ضرر اور خرج ہو جیسے بہت پان کھانے سے دانتوں کی جڑوں میں چونا جم جاتا ہے یا عورتوں کے دانتوں میں مسی کی ریخیں کہ ان کے چھیلنے میں دانتوں یا مسوڑوں کی مضرت کا اندیشہ ہے تو معاف ہے۔^(۲)

مسئلہ ۲: یوں ہی ہلنا ہوا دانت تار سے یا اکھڑا ہوا دانت کسی مسالے وغیرہ سے جمایا گیا اور پانی تار یا مسالے کے نیچے نہ پہنچے تو معاف ہے یا کھانے یا پان کے ریزے دانت میں رہ گئے کہ اس کی نگہداشت میں خرج ہے۔ ہاں بعد معلوم ہونے کے اس کو جدا کرنا اور دھونا ضروری ہے جب کہ پانی پہنچنے سے مانع ہوں۔^(۳)

(۲) ناک میں پانی ڈالنا یعنی دونوں نتھنوں کا جہاں تک نرم جگہ ہے دھلنا کہ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھائے، بال برابر جگہ بھی دھلنے سے رہ نہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر ریٹھ سوکھ گئی ہے تو اس کا چھڑانا فرض ہے۔ نیز ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔^(۴)

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۴۳۹، ۴۴۰.

② "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۴۴۰، ۴۴۱.

③ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۴۵۲، ۴۵۳ وغیرہ.

④ "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی أبحاث الغسل، ج ۱، ص ۳۱۲.

و "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۴۴۲، ۴۴۳.

مسئلہ ۳: بلاق کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی پہنچانا ضروری ہے، پھر اگر تنگ ہے تو حرکت دینا ضروری ہے

ورنہ نہیں۔^(۱)

(۳) تمام ظاہر بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوؤں تک جسم کے ہر پُزے ہر رُنگے پر پانی بہ جانا، اکثر عوام بلکہ بعض پڑھے لکھے یہ کرتے ہیں کہ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غسل ہو گیا حالانکہ بعض اعضا ایسے ہیں کہ جب تک ان کی خاص طور پر احتیاط نہ کی جائے نہیں دھلیں گے اور غسل نہ ہوگا^(۲)، لہذا بالتفصیل بیان کیا جاتا ہے۔

اعضائے وضو میں جو مواضع احتیاط ہیں ہر عضو کے بیان میں ان کا ذکر کر دیا گیا ان کا یہاں بھی لحاظ ضروری ہے اور ان کے علاوہ خاص غسل کے ضروریات یہ ہیں۔

(۱) سر کے بال گندھے نہ ہوں تو ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا اور گندھے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہائے اور عورت پر صرف جڑ سے نوک تک پانی بہنا ضروری ہے کھولنا ضروری نہیں، ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنا ضروری ہے۔

(۲) کانوں میں بالی وغیرہ زیوروں کے سوراخ کا وہی حکم ہے جو ناک میں نتھ کے سوراخ کا حکم وضو میں بیان ہوا۔

(۳) بھوؤں اور مونچھوں اور داڑھی کے بال کا جڑ سے نوک تک اور ان کے نیچے کی کھال کا ڈھلنا۔

(۴) کان کا ہر پرزہ اور اس کے سوراخ کا مونھ۔

(۵) کانوں کے پیچھے کے بال ہٹا کر پانی بہائے۔

(۶) ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ بے مونھ اٹھائے نہ دھلے گا۔

(۷) بغلیں بے ہاتھ اٹھائے نہ دھلیں گی۔

(۸) بازو کا ہر پہلو۔

(۹) پٹھ کا ہر زرہ۔

(۱۰) پیٹ کی بلٹیں اٹھا کر دھوئیں۔

(۱۱) ناف کو انگلی ڈال کر دھوئیں جب کہ پانی بہنے میں شک ہو۔

(۱۲) جسم کا ہر رُنگہ جڑ سے نوک تک۔

۱..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۴۴۵۔

۲..... المرجع السابق ص ۴۴۳۔

(۱۳) ران اور پیڑو^(۱) کا جوڑ۔

(۱۴) ران اور پنڈلی کا جوڑ جب بیٹھ کر نہائیں۔

(۱۵) دونوں سرین کے ملنے کی جگہ خصوصاً جب کھڑے ہو کر نہائیں۔

(۱۶) رانوں کی گولائی (۱۷) پنڈلیوں کی کروٹیں (۱۸) ڈکرواٹھین^(۲) کے ملنے کی سطحیں بے جدا کیے نہ دھلیں گی۔

(۱۹) اٹھین کی سطح زیریں جوڑ تک (۲۰) اٹھین کے نیچے کی جگہ جڑ تک (۲۱) جس کا ختنہ نہ ہوا ہو تو اگر کھال چڑھ سکتی ہو تو چڑھا کر

دھوئے اور کھال کے اندر پانی چڑھائے۔ عورتوں پر خاص یہ احتیاطیں ضروری ہیں۔ (۲۲) ڈھلکی ہوئی پستان کو اٹھا کر دھونا

(۲۳) پستان و شکم کے جوڑ کی تحریر (۲۴) فرج خارج^(۳) کا ہر گوشہ ہر ٹکڑا نیچے اوپر خیال سے دھویا جائے، ہاں فرج داخل^(۴)

میں انگلی ڈال کر دھونا واجب نہیں مستحب ہے۔ (۵) یوہیں اگر حیض و نفاس سے فارغ ہو کر غسل کرتی ہے تو ایک پرانے کپڑے

سے فرج داخل کے اندر سے خون کا اثر صاف کر لینا مستحب ہے۔ (۲۵) ماتھے پر افشاں چنی ہو تو چھڑانا ضروری ہے۔

مسئلہ ۴: بال میں گرہ پڑ جائے تو گرہ کھول کر اس پر پانی بہانا ضروری نہیں۔^(۶)

مسئلہ ۵: کسی زخم پر پٹی وغیرہ بندھی ہو کہ اس کے کھولنے میں ضرر یا خرج ہو، یا کسی جگہ مرض یا درد کے سبب پانی بہنا

ضرر کرے گا تو اس پورے عضو کو مسح کریں اور نہ ہو سکے تو پٹی پر مسح کافی ہے اور پٹی موضع حاجت سے زیادہ نہ رکھی جائے ورنہ مسح

کافی نہ ہوگا اور اگر پٹی موضع حاجت ہی پر بندھی ہے مثلاً بازو پر ایک طرف زخم ہے اور پٹی باندھنے کے لیے بازو کی اتنی ساری

گولائی پر ہونا اس کا ضرور ہے تو اس کے نیچے بدن کا وہ حصہ بھی آئے گا جسے پانی ضرر نہیں کرتا، تو اگر کھولنا ممکن ہو کھول کر اس حصہ

کا دھونا فرض ہے اور اگر ناممکن ہو اگرچہ یوہیں کہ کھول کر پھر ویسی نہ باندھ سکے گا اور اس میں ضرر کا اندیشہ ہے تو ساری پٹی پر مسح

کر لے کافی ہے، بدن کا وہ اچھا حصہ بھی دھونے سے معاف ہو جائے گا۔

مسئلہ ۶: زکام یا آشوب چشم وغیرہ ہو اور یہ گمان صحیح ہو کہ سر سے نہانے میں مرض میں زیادتی یا اور امراض پیدا ہو

جائیں گے تو لگھی کرے، ناک میں پانی ڈالے اور گردن سے نہالے اور سر کے ہر ذرہ پر بھیگاہا تھ پھیر لے غسل ہو جائے گا،

..... ۱ پیڑو یعنی ناف سے نیچے کا حصہ۔

..... ۲ اٹھین یعنی خبیہ۔ نوٹ۔

..... ۳ عورت کی شرمگاہ کا بیرونی حصہ۔

..... ۴ شرمگاہ کا اندرونی حصہ۔

..... ۵ "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۱، ص ۴۴۸، ۴۵۰۔

..... ۶ "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۱، ص ۴۵۲۔

بعد صحت سر دھو ڈالے باقی غُسل کے اعادہ کی حاجت نہیں۔^(۱)

مسئلہ ۷: پکانے والے کے ناخن میں آٹا، لکھنے والے کے ناخن وغیرہ پر سیاہی کا جرم، عام لوگوں کے لیے مکھی مچھر کی بیٹ اگر لگی ہو تو غُسل ہو جائیگا۔ ہاں بعد معلوم ہونے کے جدا کرنا اور اس جگہ کو دھونا ضروری ہے پہلے جو نماز پڑھی ہو گئی۔^(۲)

غُسل کی سنتیں (3)

- (۱) غُسل کی نیت کر کے پہلے
- (۲) دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر
- (۳) استنجہ کی جگہ دھوئے خواہ نجاست ہو یا نہ ہو پھر
- (۴) بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دور کرے پھر
- (۵) نماز کا ساؤضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے، ہاں اگر چوکی یا تختے یا پتھر پر نہائے تو پاؤں بھی دھولے پھر
- (۶) بدن پر تیل کی طرح پانی چھڑ لے خصوصاً جاڑے میں پھر
- (۷) تین مرتبہ دہنے موٹڈھے پر پانی بہائے پھر
- (۸) بائیں موٹڈھے پر تین بار پھر
- (۹) سر پر اور تمام بدن پر تین بار پھر
- (۱۰) جائے غُسل سے الگ ہو جائے، اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولے اور
- (۱۱) نہانے میں قبلہ رخ نہ ہو اور
- (۱۲) تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور
- (۱۳) ملے اور

(۱۴) ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک کے اعضا کا ستر تو ضروری ہے، اگر اتنا

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۴۵۶، ۴۶۱.

② "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۴۵۵.

③ لفظ پھر کے ساتھ جس سنت کا بیان ہوا اُس میں وہ شے فی نفسہ بھی سنت ہے اور اُس کا ترتیب کے ساتھ ہونا بھی تو اگر کسی نے خلاف ترتیب

کیا مثلاً پہلے بائیں موٹڈھے پر پانی بہایا پھر داہنے پر تو سنت ترتیب ادا نہ ہوئی۔ ۱۲ منہ

بھی ممکن نہ ہو تو تیمم کرے مگر یہ احتمال بہت بعید ہے اور
(۱۵) کسی قسم کا کلام نہ کرے۔

(۱۶) نہ کوئی دعا پڑھے۔ بعد نہانے کے رومال سے بدن پونچھ ڈالے تو حرج نہیں۔^(۱)

مسئلہ ۱: اگر غسل خانہ کی چھت نہ ہو یا ننگے بدن نہائے بشرطیکہ موضع احتیاط ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں عورتوں کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ بعد نہانے کے فوراً کپڑے پہن لے اور وضو کے سنن و مستحبات، غسل کے لیے سنن و مستحبات ہیں مگر ستر کھلا ہو تو قبلہ کو منہ نہ کرنا نہ چاہیے اور تہبند باندھے ہو تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۲: اگر بہتے پانی مثلاً دریا یا نہر میں نہایا تو تھوڑی دیر اس میں رکنے سے تین بار دھونے اور ترتیب اور وضو یہ سب سنتیں ادا ہو گئیں، اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اعضا کو تین بار حرکت دے اور تالاب وغیرہ ٹھہرے پانی میں نہایا تو اعضا کو تین بار حرکت دینے یا جگہ بدلنے سے تلخیص یعنی تین بار دھونے کی سنت ادا ہو جائے گی۔ مینہ میں کھڑا ہو گیا تو یہ بہتے پانی میں کھڑے ہونے کے حکم میں ہے۔ بہتے پانی میں وضو کیا تو وہی تھوڑی دیر اس میں عضو کو رہنے دینا اور ٹھہرے پانی میں حرکت دینا تین بار دھونے کے قائم مقام ہے۔^(۲)

مسئلہ ۳: سب کے لیے غسل یا وضو میں پانی کی ایک مقدار معین نہیں^(۳)، جس طرح عوام میں مشہور ہے محض باطل ہے ایک لمبا چوڑا، دوسرا دبلا پتلا، ایک کے تمام اعضا پر بال، دوسرے کا بدن صاف، ایک گھنی داڑھی والا، دوسرا بے ریش، ایک کے سر پر بڑے بڑے بال، دوسرے کا سر منڈا، علیٰ ہذا القیاس سب کے لیے ایک مقدار کیسے ممکن ہے۔

مسئلہ ۴: عورت کو حمام میں جانا مکروہ ہے اور مرد جاسکتا ہے مگر ستر کا لحاظ ضروری ہے۔ لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام ہے۔

مسئلہ ۵: بغیر ضرورت صبح تڑکے حمام کو نہ جائے کہ ایک مخفی امر لوگوں پر ظاہر کرنا ہے۔^(۴)

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۴.

و "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۳۱۹، ۳۲۵.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: سنن الغسل، ج ۱، ص ۳۲۰.

③ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۶۲۶، ۶۲۷.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، فصل الاستنجاء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء... إلخ، ج ۱، ص ۶۲۲.

غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے

(۱) منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عُضْوُ سے نکلنا سببِ فرضیتِ غُسل ہے۔^(۱)

مسئلہ ۱: اگر شہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے گرنے کے سبب نکلی تو غُسل

واجب نہیں ہاں وضو جاتا رہے گا۔^(۲)

مسئلہ ۲: اگر اپنے ظرف سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی مگر اس شخص نے اپنے آلہ کو زور سے پکڑ لیا کہ باہر نہ ہو سکی،

پھر جب شہوت جاتی رہی چھوڑ دیا اب منی باہر ہوئی تو اگرچہ باہر نکلنا شہوت سے نہ ہوا مگر چونکہ اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا

ہوئی لہذا غُسل واجب ہوا اسی پر عمل ہے۔^(۳)

مسئلہ ۳: اگر منی کچھ نکلی اور قبل پیشاب کرنے یا سونے یا چالیں قدم چلنے کے نہالیا اور نماز پڑھ لی اب بقیہ منی خارج

ہوئی تو غُسل کرے کہ یہ اسی منی کا حصہ ہے جو اپنے محل سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی تھی اور پہلے جو نماز پڑھی تھی ہو گئی اس

کے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر چالیں قدم چلنے یا پیشاب کرنے یا سونے کے بعد غُسل کیا پھر منی بلا شہوت نکلی تو غُسل ضروری

نہیں اور یہ پہلی کا بقیہ نہیں کہی جائے گی۔^(۴)

مسئلہ ۴: اگر منی تپلی پڑ گئی کہ پیشاب کے وقت یا ویسے ہی کچھ قطرے بلا شہوت نکل آئیں تو غُسل واجب نہیں البتہ

وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۲) اِخْتِلَام یعنی سوتے سے اٹھا اور بدن یا کپڑے پر تری پائی اور اس تری کے منی یا مذی ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو

غُسل واجب ہے اگرچہ خواب یا دنہ ہو اور اگر یقین ہے کہ یہ نہ منی ہے نہ مذی بلکہ پسینہ یا پیشاب یا ودی یا کچھ اور ہے تو اگرچہ

اِخْتِلَام یاد ہو اور لذتِ انزال خیال میں ہو غُسل واجب نہیں اور اگر منی نہ ہونے پر یقین کرتا ہے اور مذی کا شک ہے تو اگر خواب

میں اِخْتِلَام ہونا یا نہیں تو غُسل نہیں ورنہ ہے۔^(۵)

مسئلہ ۵: اگر اِخْتِلَام یاد ہے مگر اس کا کوئی اثر کپڑے وغیرہ پر نہیں غُسل واجب نہیں۔^(۶)

۱..... "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، أركان الوضوء اربعة، ج ۱، ص ۳۲۵.

۲..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۰.

۳..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثاني فی الغسل، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۴، وغیرہ.

۴..... المرجع السابق.

۵..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثاني فی الغسل، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۴-۱۵.

۶..... المرجع السابق، ص ۱۵.

مسئلہ ۶: اگر سونے سے پہلے شہوت تھی آلہ قائم تھا اب جاگا اور اس کا اثر پایا اور مذی ہونا غالب گمان ہے اور اختلام یا نہیں تو غسل واجب نہیں، جب تک اس کے منی ہونے کا ظن غالب نہ ہو اور اگر سونے سے پہلے شہوت ہی نہ تھی یا تھی مگر سونے سے قبل دب چکی تھی اور جو خارج ہوا تھا صاف کر چکا تھا تو منی کے ظن غالب کی ضرورت نہیں بلکہ محض احتمال منی سے غسل واجب ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ کثیر الوقوع ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ اس کا خیال ضرور چاہیے۔ (1)

مسئلہ ۷: بیماری وغیرہ سے غش آیا یا نشہ میں بیہوش ہوا، ہوش آنے کے بعد کپڑے یا بدن پر مذی ملی تو وضو واجب ہو گا، غسل نہیں اور سونے کے بعد ایسا دیکھے تو غسل واجب مگر اسی شرط پر کہ سونے سے پہلے شہوت نہ تھی۔ (2)

مسئلہ ۸: کسی کو خواب ہوا اور منی باہر نہ نکلی تھی کہ آنکھ کھل گئی اور آلہ کو پکڑ لیا کہ منی باہر نہ ہو، پھر جب سُندی جاتی رہی چھوڑ دیا اب نکلی تو غسل واجب ہو گیا۔ (3)

مسئلہ ۹: نماز میں شہوت تھی اور منی اُترتی ہوئی معلوم ہوئی مگر ابھی باہر نہ نکلی تھی کہ نماز پوری کر لی، اب خارج ہوئی تو غسل واجب ہو گا مگر نماز ہو گئی۔ (4)

مسئلہ ۱۰: کھڑے یا بیٹھے یا چلتے ہوئے سو گیا، آنکھ کھلی تو مذی پائی غسل واجب ہے۔ (5)

مسئلہ ۱۱: رات کو اختلام ہوا جاگا تو کوئی اثر نہ پایا، وضو کر کے نماز پڑھ لی اب اس کے بعد منی نکلی، غسل اب واجب ہوا اور وہ نماز ہو گئی۔ (6)

مسئلہ ۱۲: عورت کو خواب ہوا تو جب تک منی فرج داخل سے نہ نکلے غسل واجب نہیں۔ (7)

مسئلہ ۱۳: مرد و عورت ایک چار پائی پر سوئے، بعد بیداری بستر پر منی پائی گئی اور ان میں ہر ایک اختلام کا منکر ہے، احتیاط یہ ہے کہ بہر حال دونوں غسل کریں اور یہی صحیح ہے۔ (8)

مسئلہ ۱۴: لڑکے کا بُلُوغ اختلام کے ساتھ ہوا اس پر غسل واجب ہے۔ (9)

① المرجع السابق، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی تحریر الصاع... إلخ، ج ۱، ص ۳۳۱، ۳۳۳.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۵.

③ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۵۱۷.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۵.

⑤ المرجع السابق. ⑥ المرجع السابق. ⑦ المرجع السابق.

⑧ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی تحریر الصاع... إلخ، ج ۱، ص ۳۳۳.

⑨ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶.

(۳) کُشفہ یعنی سرِ ذکر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غُسل واجب کرتا ہے، شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت، انزال ہو یا نہ ہو بشرطیکہ دونوں مکلف ہوں اور اگر ایک بالغ ہے تو اس بالغ پر فرض ہے اور نابالغ پر اگرچہ غُسل فرض نہیں مگر غُسل کا حکم دیا جائے گا، مثلاً مرد بالغ ہے اور لڑکی نابالغ تو مرد پر فرض ہے اور لڑکی نابالغہ کو بھی نہانے کا حکم ہے اور لڑکا نابالغ ہے اور عورت بالغہ ہے تو عورت پر فرض ہے اور لڑکے کو بھی حکم دیا جائے گا۔^(۱)

مسئلہ ۱۵: اگر کُشفہ کاٹ ڈالا ہو تو باقی عضو تناسل میں کا اگر کُشفہ کی قدر داخل ہو گیا جب بھی وہی حکم ہے جو کُشفہ داخل ہونے کا ہے۔^(۲)

مسئلہ ۱۶: اگر چوپایہ یا مردہ یا ایسی چھوٹی لڑکی سے جس کی مثل سے صحبت نہ کی جاسکتی ہو، وطی کی تو جب تک انزال نہ ہو غُسل واجب نہیں۔^(۳)

مسئلہ ۱۷: عورت کی ران میں جماع کیا اور انزال کے بعد منی فرج میں گئی یا کو آری سے جماع کیا اور انزال بھی ہو گیا مگر بکارت زائل نہ ہوئی تو عورت پر غُسل واجب نہیں۔ ہاں اگر عورت کے حمل رہ جائے تو اب غُسل واجب ہونے کا حکم دیا جائے گا اور وقتِ مجامعت سے جب تک غُسل نہیں کیا ہے تمام نمازوں کا اعادہ کرے۔^(۴)

مسئلہ ۱۸: عورت نے اپنی فرج میں انگلی یا جانور یا مردے کا ذکر یا کوئی چیز بڑیا مٹی وغیرہ کی مثل ذکر کے بنا کر داخل کی تو جب تک انزال نہ ہو غُسل واجب نہیں۔ اگر جن آدمی کی شکل بن کر آیا اور عورت سے جماع کیا تو کُشفہ کے غائب ہونے ہی سے غُسل واجب ہو گیا۔ آدمی کی شکل پر نہ ہو تو جب تک عورت کو انزال نہ ہو غُسل واجب نہیں۔ یوہیں اگر مرد نے پری سے جماع کیا اور وہ اس وقت انسانی شکل میں نہیں، بغیر انزال وجوب غُسل نہ ہوگا اور شکل انسانی میں ہے تو صرف غُبتِ کُشفہ^(۵) سے واجب ہو جائے گا۔^(۶)

مسئلہ ۱۹: غُسلِ جماع کے بعد عورت کے بدن سے مرد کی بقیہ منی نکلی تو اس سے غُسل واجب نہ ہوگا البتہ وضو جاتا رہے گا۔^(۷)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۵.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، و مطلب فی تحریر الصاع... إلخ، ج ۱، ص ۳۲۸.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۵.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق.

⑤ یعنی سرِ ذکر چھپ جائے.

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی تحریر الصاع... إلخ، ج ۱، ص ۳۲۸، ۳۳۵.

⑦ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۴.

فائدہ: ان تینوں وجوہ سے جس پر نہانا فرض ہو اس کو جنب اور ان اسباب کو جنابت کہتے ہیں۔

(۴) حیض سے فارغ ہونا۔^(۱)

(۵) نفاس کا ختم ہونا۔^(۲)

مسئلہ ۲۰: بچہ پیدا ہوا اور خون بالکل نہ آیا تو صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے۔^(۳) حیض و نفاس کی کافی تفصیل

ان شاء اللہ الجلیل حیض کے بیان میں آئے گی۔

مسئلہ ۲۱: کافر مرد یا عورت جنب ہے یا حیض و نفاس والی کافرہ عورت اب مسلمان ہوئی اگرچہ اسلام سے پہلے حیض

و نفاس سے فراغت ہو چکی، صحیح یہ ہے کہ ان پر غسل واجب ہے۔ ہاں اگر اسلام لانے سے پہلے غسل کر چکے ہوں یا کسی طرح تمام بدن پر پانی بہ گیا ہو تو صرف ناک میں نرم بانسے تک پانی چڑھانا کافی ہوگا کہ یہی وہ چیز ہے جو کفار سے ادا نہیں ہوتی۔ پانی کے بڑے بڑے گھونٹ پینے سے گھی کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر یہ بھی باقی رہ گیا ہو تو اسے بھی بجلائیں غرض جتنے اعضا کا دھلنا غسل میں فرض ہے جماع وغیرہ اسباب کے بعد اگر وہ سب بحالت کفر ہی دھل چکے تھے تو بعد اسلام اعادہ غسل ضرور نہیں، ورنہ جتنا حصہ باقی ہوا تنے کا دھولینا فرض ہے اور مستحب تو یہ ہے کہ بعد اسلام پورا غسل کرے۔

مسئلہ ۲۲: مسلمان میت کو نہلانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، اگر ایک نے نہلا دیا سب کے سر سے اتر گیا اور اگر کسی

نے نہیں نہلایا سب گنہگار ہوں گے۔^(۴)

مسئلہ ۲۳: پانی میں مسلمان کا مردہ ملا اس کا بھی نہلانا فرض ہے، پھر اگر نکالنے والے نے غسل کے ارادہ سے نکالتے

وقت اس کو غوطہ دے دیا غسل ہو گیا ورنہ اب نہلائیں۔^(۵)

مسئلہ ۲۴: جمعہ، عید، بقرعید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنت ہے اور وقوف عرفات و وقوف مزدلفہ و

حاضری حرم و حاضری سرکار اعظم و طواف و دخول منیٰ اور تحروں پر کنکریاں مارنے کے لیے تینوں دن اور شبِ برات اور شبِ قدر اور عرفہ کی رات اور مجلسِ میلاد شریف اور دیگر مجالسِ خیر کی حاضری کے لیے اور مردہ نہلانے کے بعد اور مجنون کو جنون جانے کے

① "الدرالمختار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۳۳۴۔

② المرجع السابق۔

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶۔

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی رطوبة الفرج، ج ۱، ص ۳۳۷۔

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۵۸۔

بعد اور غشی سے آفاقہ کے بعد اور نشہ جاتے رہنے کے بعد اور گناہ سے توبہ کرنے اور نیا کپڑا پہننے کے لیے اور سفر سے آنے والے کے لیے، استحاضہ کا خون بند ہونے کے بعد، نماز کسوف و خسوف و استسقاء اور خوف و تاریکی اور سخت آندھی کے لیے اور بدن پر نجاست لگی اور یہ معلوم نہ ہوا کہ کس جگہ ہے ان سب کے لیے غسل مستحب ہے۔^(۱)

مسئلہ ۲۵: حج کرنے والے پر دسویں ذی الحجہ کو پانچ غسل ہیں:

(۱) وقوف مزدلفہ۔

(۲) دخول منیٰ۔

(۳) جمرہ پر نکل کر یاں مارنا۔

(۴) دخول مکہ۔

(۵) طواف، جب کہ یہ تین پچھلی باتیں بھی دسویں ہی کو کرے اور جمعہ کا دن ہے تو غسل جمعہ بھی۔ یوہیں اگر عرفہ یا

عید جمعہ کے دن پڑے تو یہاں والوں پر دو غسل ہوں گے۔^(۲)

مسئلہ ۲۶: جس پر چند غسل ہوں سب کی نیت سے ایک غسل کر لیا سب ادا ہو گئے سب کا ثواب ملے گا۔

مسئلہ ۲۷: عورت جنب ہوئی اور ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حیض شروع ہو گیا تو چاہے اب نہالے یا بعد حیض ختم

ہونے کے۔

مسئلہ ۲۸: جنب نے جمعہ یا عید کے دن غسل جنابت کیا اور جمعہ اور عید وغیرہ کی نیت بھی کر لی سب ادا ہو گئے، اگر

اُسی غسل سے جمعہ اور عید کی نماز ادا کر لے۔

مسئلہ ۲۹: عورت کو نہانے یا وضو کے لیے پانی مول لینا پڑے تو اس کی قیمت شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ غسل و وضو

واجب ہوں یا بدن سے میل دور کرنے کے لیے نہائے۔^(۳)

مسئلہ ۳۰: جس پر غسل واجب ہے اسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث میں ہے جس گھر میں جنب ہو

اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے^(۴) اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا

① "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۳۳۹ - ۳۴۲.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی یوم عرفۃ أفضل من یوم الجمعة، ج ۱، ص ۳۴۲.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: یوم عرفۃ... إلخ، ج ۱، ص ۳۴۳.

④ "سنن أبی داود"، کتاب الطہارۃ، باب الجنب یؤخر الغسل، الحدیث: ۲۲۷، ج ۱، ص ۱۰۹.

گنہگار ہوگا اور کھانا کھانا یا عورت سے جماع کرنا چاہتا ہے تو وضو کر لے یا ہاتھ منہ دھو لے، کلی کر لے اور اگر ویسے ہی کھاپی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے اور بے نہائے یا بے وضو کیے جماع کر لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں مگر جس کو اختلام ہوا بے نہائے اس کو عورت کے پاس جانا نہ چاہیے۔

مسئلہ ۳۱: رمضان میں اگر رات کو جنب ہوا تو بہتر یہی ہے کہ قبل طلوع فجر نہالے کہ روزے کا ہر حصہ جنابت سے خالی ہو اور اگر نہیں نہایا تو بھی روزہ میں کچھ نقصان نہیں مگر مناسب یہ ہے کہ غرغہ اور ناک میں جڑ تک پانی چڑھانا، یہ دو کام طلوع فجر سے پہلے کر لے کہ پھر روزے میں نہ ہو سکیں گے اور اگر نہانے میں اتنی تاخیر کی کہ دن نکل آیا اور نماز قضا کر دی تو یہ اور دنوں میں بھی گناہ ہے اور رمضان میں اور زیادہ۔

مسئلہ ۳۲: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا پو لی چھوئے یا بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگٹھی چھونا یا پہننا جیسے مقطعات کی انگٹھی حرام ہے۔^(۱)

مسئلہ ۳۳: اگر قرآن عظیم مجردان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں، یوہیں رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآن مجید کا تو جائز ہے، گرتے کی آستین، دوپٹے کی آچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے پر ہے دوسرے کونے سے چھونا حرام ہے کہ یہ سب اس کے تابع ہیں جیسے پو لی قرآن مجید کے تابع تھی۔^(۲)

مسئلہ ۳۴: اگر قرآن کی آیت دُعا کی نیت سے یا تبرک کے لیے جیسے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یا ادائے شکر کو یا چھینک کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یا خبر پریشان پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہا یا بے نیت ثنا پوری سورہ فاتحہ یا آیۃ الکرسی یا سورہ حشر کی پچھلی تین آیتیں هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے آخر سورہ تک پڑھیں اور ان سب صورتوں میں قرآن کی نیت نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ یوہیں تینوں قل بلا لفظ قل بے نیت ثنا پڑھ سکتا ہے اور لفظ قل کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا اگرچہ بے نیت ثنا ہی ہو کہ اس صورت میں ان کا قرآن ہونا متعین ہے نیت کو کچھ دخل نہیں۔^(۳)

مسئلہ ۳۵: بے وضو کو قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے۔ بے چھوئے زبانی یاد دیکھ کر پڑھے تو کوئی حرج

نہیں۔^(۴)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: یطلق الدعاء... إلخ، ج ۱، ص ۳۴۳، ۳۴۸.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: یطلق الدعاء... إلخ، ج ۱، ص ۳۴۸.

③ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۷۹۵، ۸۱۹، ۸۲۰.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: یطلق الدعاء... إلخ، ج ۱، ص ۳۴۸.

مسئلہ ۳۶: روپیہ پر آیت لکھی ہو تو ان سب کو (یعنی بے وضو اور جنب اور حیض و نفاس والی کو) اس کا چھونا حرام ہے ہاں اگر تھیلی میں ہو تو تھیلی اٹھانا جائز ہے۔ یوہیں جس برتن یا گلاس پر سورہ یا آیت لکھی ہو اس کا چھونا بھی ان کو حرام ہے اور اس کا استعمال سب کو مکروہ مگر جبکہ خاص بہ نیت شفا ہو۔

مسئلہ ۳۷: قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید ہی کا سا حکم ہے۔

مسئلہ ۳۸: قرآن مجید دیکھنے میں ان سب پر کچھ حرج نہیں اگرچہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور خیال میں پڑھتے جائیں۔

مسئلہ ۳۹: ان سب کو فقہ و تفسیر و حدیث کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے اور اگر ان کو کسی کپڑے سے چھو اگرچہ اس کو پہنے یا اوڑھے ہوئے ہو تو حرج نہیں مگر موضعِ آیت پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۴۰: ان سب کو تورات، زبور، انجیل کو پڑھنا چھونا مکروہ ہے۔^(۱)

مسئلہ ۴۱: درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں انھیں حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا گلی کر کے پڑھیں۔^(۲)

مسئلہ ۴۲: ان سب کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔^(۳)

مسئلہ ۴۳: مصحف شریف اگر ایسا ہو جائے کہ پڑھنے کے کام میں نہ آئے تو اسے گفنا کر لحد کھود کر ایسی جگہ دفن کر دیں جہاں پاؤں پڑنے کا احتمال نہ ہو۔^(۴)

مسئلہ ۴۴: کافر کو مصحف چھونے نہ دیا جائے بلکہ مطلقاً حروف اس سے بچائیں۔^(۵)

مسئلہ ۴۵: قرآن سب کتابوں کے اوپر رکھیں، پھر تفسیر، پھر حدیث، پھر باقی دینیات، علیٰ حسب مراتب۔^(۶)

..... ۱ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۸، وغیرہ۔

..... ۲ المرجع السابق۔

..... ۳ المرجع السابق۔

..... ۴ "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: یطلق الدعاء... إلخ، ج ۱، ص ۳۵۴۔

..... ۵ المرجع السابق۔

..... ۶ المرجع السابق۔

مسئلہ ۴۶: کتاب پر کوئی دوسری چیز نہ رکھی جائے حتیٰ کہ قلم دوات حتیٰ کہ وہ صندوق جس میں کتاب ہو اس پر کوئی چیز نہ رکھی جائے۔^(۱)

مسئلہ ۴۷: مسائل یا دینیات کے اوراق میں پڑ یا باندھنا، جس دسترخوان پر اشعار وغیرہ کچھ تحریر ہو اس کو کام میں لانا، یا بچھونے پر کچھ لکھا ہو اس کا استعمال منع ہے۔^(۲)

پانی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾^(۳)
یعنی آسمان سے ہم نے پاک کرنے والا پانی اتارا۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ﴾^(۴)
یعنی آسمان سے تم پر پانی اتارتا ہے کہ تمہیں اس سے پاک کرے اور شیطان کی پلیدی تم سے دور کرے۔

حدیث ۱: امام مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں کوئی شخص حالت جنابت میں رکے ہوئے پانی میں نہ نہائے“ (یعنی تھوڑے پانی میں جو دہ در دہ نہ ہو کہ دہ در دہ بہتے پانی کے حکم میں ہے) لوگوں نے کہا تو اے ابو ہریرہ! کیسے کرے؟ کہا: ”اس میں سے لے لے۔“^(۵)

حدیث ۲: سنن ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ میں حکم بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے مرد وضو کرے۔^(۶)

حدیث ۳: امام مالک و ابوداؤد و ترمذی و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

① ”الدر المختار“، المرجع السابق، و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس، ج ۵، ص ۳۲۴.

② ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، کتاب الطہارۃ، مطلب: یطلق الدعاء... إلخ، ج ۱، ص ۳۵۵، ۳۵۶.

③ پ: ۱۹، الفرقان: ۴۸.

④ پ: ۹، الانفال: ۱۱.

⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب الطہارۃ، باب النہی عن الإغتسال فی الماء الراکد، الحدیث: ۲۸۳، ص ۱۶۴.

⑥ ”سنن أبی داؤد“، کتاب الطہارۃ، باب النہی عن ذلك، الحدیث: ۸۲، ج ۱، ص ۶۳.

سے پوچھا ہم دریا کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں تو اگر اس سے وضو کریں پیاسے رہ جائیں، تو کیا سمندر کے پانی سے ہم وضو کریں۔ فرمایا: ”اس کا پانی پاک ہے اور اس کا جانور مرا ہوا حلال“ (۱) یعنی مچھلی۔

حدیث ۴: امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: ”دھوپ کے گرم پانی سے غسل نہ کرو کہ وہ برص پیدا

کرتا ہے۔“ (۲)

کس پانی سے وضو جائز ہے اور کس سے نہیں

تنبیہ: جس پانی سے وضو جائز ہے اس سے غسل بھی جائز اور جس سے وضو ناجائز غسل بھی ناجائز۔

مسئلہ ۱: میٹھ، ندی، نالے، چشمے، سمندر، دریا، کوئیں اور برف، اولے کے پانی سے وضو جائز ہے۔ (۳)

مسئلہ ۲: جس پانی میں کوئی چیز مل گئی کہ بول چال میں اسے پانی نہ کہیں بلکہ اس کا کوئی اور نام ہو گیا جیسے شربت،

یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال کر پکائیں جس سے مقصود میل کا ثنا نہ ہو جیسے شوربا، چائے، گلاب یا اور عرق، اس سے وضو و غسل

جائز نہیں۔ (۴)

مسئلہ ۳: اگر ایسی چیز ملائیں یا ملا کر پکائیں جس سے مقصود میل کا ثنا ہو جیسے صابون یا بیری کے پتے تو وضو جائز ہے

جب تک اس کی رقت زائل نہ کر دے اور اگر سٹو کی مثل گاڑھا ہو گیا تو وضو جائز نہیں۔ (۵)

مسئلہ ۴: اور اگر کوئی پاک چیز ملی جس سے رنگ یا بو یا مزے میں فرق آگیا مگر اس کا پتلا پن نہ گیا جیسے ریتا، چونایا

تھوڑی زعفران تو وضو جائز ہے اور جو زعفران کا رنگ اتنا آجائے کہ کپڑا رنگنے کے قابل ہو جائے تو وضو جائز نہیں۔ یوہیں پڑیا

کا رنگ اور اگر اتنا دودھ مل گیا کہ دودھ کا رنگ غالب نہ ہوا تو وضو جائز ہے ورنہ نہیں۔ غالب مغلوب کی پہچان یہ ہے کہ جب تک

یہ کہیں کہ پانی ہے جس میں کچھ دودھ مل گیا تو وضو جائز ہے اور جب اسے لسی کہیں تو وضو جائز نہیں اور اگر پتے گرنے یا پُرانے

ہونے کے سبب بدلے تو کچھ خرج نہیں مگر جب کہ پتے اسے گاڑھا کر دیں۔ (۶)

① ”جامع الترمذی“، أبواب الطهارة، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، الحديث: ۶۹، ج ۱، ص ۱۳۰.

② ”سنن الدار قطنی“، کتاب الطهارة، باب الماء السخن، الحديث: ۸۵، ج ۱، ص ۵۴.

③ ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطهارة، باب المياه، ج ۱، ص ۳۵۷.

④ ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في حديث ((لا تسموا العنب الکرم))، ج ۱، ص ۳۶۰.

⑤ ”الدر المختار“، المرجع السابق، ص ۳۸۵.

⑥ ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أن التوضی من العوض... إلخ، ج ۱، ص ۳۶۹.

مسئلہ ۵: بہتا پانی کہ اس میں تنکا ڈال دیں تو بہا لے جائے پاک اور پاک کرنے والا ہے، نجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا جب تک وہ نجس اس کے رنگ یا بو یا مزے کو نہ بدل دے، اگر نجس چیز سے رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا تو ناپاک ہو گیا، اب یہ اس وقت پاک ہوگا کہ نجاست نہ نشین ہو کر اس کے اوصاف ٹھیک ہو جائیں یا پاک پانی اتنا ملے کہ نجاست کو بہا لے جائے یا پانی کے رنگ، مزہ، بو ٹھیک ہو جائیں اور اگر پاک چیز نے رنگ، مزہ، بو کو بدل دیا تو وضو غسل اس سے جائز ہے جب تک چیز دیگر نہ ہو جائے۔^(۱)

مسئلہ ۶: مردہ جانور نہر کی چوڑائی میں پڑا ہے اور اس کے اوپر سے پانی بہتا ہے تو عام ازیں کہ جتنا پانی اس سے مل کر بہتا ہے اس سے کم ہے جو اس کے اوپر سے بہتا ہے یا زائد ہے یا برابر مطلقاً ہر جگہ سے وضو جائز ہے یہاں تک کہ موقع نجاست سے بھی جب تک نجاست کے سبب کسی وصف میں تغیر نہ آئے یہی صحیح ہے^(۲) اور اسی پر اعتماد ہے۔^(۳)

مسئلہ ۷: چھت کے پرنا لے سے مینھ کا پانی گرے وہ پاک ہے اگر چہ چھت پر جا بجا نجاست پڑی ہو اگر چہ نجاست پرنا لے کے مونھ پر ہو اگر چہ نجاست سے مل کر جو پانی گرتا ہو وہ نصف سے کم یا برابر یا زیادہ ہو جب تک نجاست سے پانی کے کسی وصف میں تغیر نہ آئے یہی صحیح ہے^(۴) اور اسی پر اعتماد ہے اور اگر مینھ رک گیا اور پانی کا بہنا موقوف ہو گیا تو اب وہ ٹھہرا ہوا پانی اور جو چھت سے ٹپکے نجس ہے۔^(۵)

مسئلہ ۸: یوہیں نالیوں سے برسات کا بہتا پانی پاک ہے جب تک نجاست کا رنگ یا بو یا مزہ اس میں ظاہر نہ ہو، رہا اس سے وضو کرنا اگر اس پانی میں نجاست مرئیہ کے اجزا ایسے بہتے جارہے ہوں کہ جو چٹلوا لیا جائے گا اس میں ایک آدھ ذرہ اس کا بھی ضرور ہوگا جب تو ہاتھ میں لیتے ہی ناپاک ہو گیا وضو اس سے حرام ورنہ جائز ہے اور بچنا بہتر ہے۔^(۶)

مسئلہ ۹: نالی کا پانی کہ بعد بارش کے ٹھہر گیا اگر اس میں نجاست کے اجزا محسوس ہوں یا اس کا رنگ و وضو محسوس ہو تو ناپاک ہے ورنہ پاک۔^(۷)

- ۱..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، مطلب فی أن التوضی من العوض... إلخ، ج ۱، ص ۳۷۰.
- ۲..... در مختار میں ہے کہ علامہ قاسم نے فرمایا یہی مختار ہے اور نہر الفائق میں اسی کو قوی بتایا اور نصاب پھر مضمرات پھر تہستانی میں فرمایا اسی پر فتویٰ ہے۔ ۱۲ منہ
- ۳..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، مطلب: الأصح أنه لا يشترط في الجريان المدد، ج ۱، ص ۳۷۲.
- ۴..... هكذا في ردالمحتار عن الحلية وفي الهندية عن المحيط والعتابية والتاتارخانيه - ۱۲ منہ حفظہ ربہ
- ۵..... "الفتاویٰ الهندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۷.
- ۶..... "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۲، ص ۳۸.
- ۷..... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۰: دس ہاتھ لنبا، دس ہاتھ چوڑا جو حوض ہو اسے دہ دردہ اور بڑا حوض کہتے ہیں۔ یوہیں بیس ہاتھ لنبا، پانچ ہاتھ چوڑا، یا پچیس ہاتھ لنبا، چار ہاتھ چوڑا، غرض کل لنبا کی چوڑائی سو ہاتھ ہو^(۱) اور اگر گول ہو تو اس کی گولائی تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہو اور سو ہاتھ لنبا کی نہ ہو تو چھوٹا حوض ہے اور اس کے پانی کو تھوڑا کہیں گے اگرچہ کتنا ہی گہرا ہو۔

تنبیہ: حوض کے بڑے چھوٹے ہونے میں خود اس حوض کی پیمائش کا اعتبار نہیں، بلکہ اس میں جو پانی ہے اس کی بالائی سطح دیکھی جائے گی، تو اگر حوض بڑا ہے مگر اب پانی کم ہو کر دہ دردہ نہ رہا تو وہ اس حالت میں بڑا حوض نہیں کہا جائے گا، نیز حوض اسی کو نہیں کہیں گے جو مسجدوں، عید گاہوں میں بنالیے جاتے ہیں بلکہ ہر وہ گڑھا جس کی پیمائش سو ہاتھ ہے بڑا حوض ہے اور اس سے کم ہے تو چھوٹا۔^(۲)

مسئلہ ۱۱: دہ دردہ^(۳) حوض میں صرف اتنا دَل درکار ہے کہ اتنی مساحت میں زمین کہیں سے کھلی نہ ہو اور یہ جو بہت کتابوں میں فرمایا ہے کہ لپ یا چٹو میں پانی لینے سے زمین نہ گھلے اس کی حاجت اس کے کثیر رہنے کے لیے ہے کہ وقت استعمال اگر پانی اٹھانے سے زمین کھل گئی تو اس وقت پانی سو ہاتھ کی مساحت میں نہ رہا ایسے حوض کا پانی بہتے پانی کے حکم میں ہے، نجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا جب تک نجاست سے رنگ یا بویا مزہ نہ بدلے اور ایسا حوض اگرچہ نجاست پڑنے سے نجس نہ ہو گا مگر قصد اس میں نجاست ڈالنا منع ہے۔^(۴)

مسئلہ ۱۲: بڑے حوض کے نجس نہ ہونے کی یہ شرط ہے کہ اس کا پانی متصل ہو تو ایسے حوض میں اگر لٹھے یا گڑیاں گاڑی گئی ہوں تو اُن لٹھوں کڑیوں کے علاوہ باقی جگہ اگر سو ہاتھ ہے تو بڑا ہے ورنہ نہیں، البتہ پتلی پتلی چیزیں جیسے گھاس، زرکل، کھیتی، اس کے اتصال کو مانع نہیں۔^(۵)

مسئلہ ۱۳: بڑے حوض میں ایسی نجاست پڑی کہ دکھائی نہ دے جیسے شراب، پیشاب تو اس کی ہر جانب سے وضو جائز ہے اور اگر دیکھنے میں آتی ہو جیسے پاخانہ، یا کوئی مرا ہوا جانور، تو جس طرف وہ نجاست ہو اس طرف وضو نہ کرنا بہتر ہے دوسری

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۲، ص ۲۷۴، ۲۸۷.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، مطلب: لو دخل الماء من اعلى... إلخ، ج ۱، ص ۳۷۸.

و "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۲، ص ۲۷۴.

③ والمسئلة مصرحة في هبة الجير بما لا مزيد عليه من شاء الاطلاع فليرجع اليها. ۱۲ منه حفظه ربه

④ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۲، ص ۲۷۴.

⑤ "خلاصة الفتاوى"، کتاب الطہارات، ج ۱، ص ۴.

و "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۲، ص ۱۸۹.

طرف وضو کرے۔ (1)

تنبیہ: جو نجاست دکھائی دیتی ہے اس کو مرئیہ اور جو نہیں دکھائی دیتی اسے غیر مرئیہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۴: ایسے حوض پر اگر بہت سے لوگ جمع ہو کر وضو کریں تو بھی کچھ خرچ نہیں اگرچہ وضو کا پانی اس میں گرتا ہو،

ہاں اس میں گلی کرنا یا ناک شکنانہ چاہیے کہ نظافت کے خلاف ہے۔ (2)

مسئلہ ۱۵: تالاب یا بڑا حوض اوپر سے جم گیا مگر برف کے نیچے پانی کی لنبائی چوڑائی متصل بقدر درہ درہ ہے اور

سوراخ کر کے اس سے وضو کیا جائز ہے اگرچہ اس میں نجاست پڑ جائے اور اگر متصل درہ درہ نہیں اور اس میں نجاست پڑی تو ناپاک ہے، پھر اگر نجاست پڑنے سے پہلے اس میں سوراخ کر دیا اور اس سے پانی اُبل پڑا تو اگر بقدر درہ درہ پھیل گیا تو اب نجاست پڑنے سے بھی پاک رہے گا اور اس میں دل کا وہی حکم ہے جو اوپر گزرا۔ (3)

مسئلہ ۱۶: اگر تالاب خشک میں نجاست پڑی ہو اور مینہ برسا اور اس میں بہتا ہوا پانی پاک اس قدر آیا کہ بہاؤ رکھنے

سے پہلے درہ درہ ہو گیا تو وہ پانی پاک ہے اور اگر اس مینہ سے درہ درہ سے کم رہا دو بارہ بارش سے درہ درہ ہوا تو سب نجس ہے۔ ہاں اگر وہ بھر کر بہ جائے تو پاک ہو گیا اگرچہ ہاتھ دو ہاتھ بہا ہو۔ (4)

مسئلہ ۱۷: درہ درہ پانی میں نجاست پڑی پھر اس کا پانی درہ درہ سے کم ہو گیا تو وہ اب بھی پاک ہے (5) ہاں اگر وہ

نجاست اب بھی اس میں باقی ہو اور دکھائی دیتی ہو تو اب ناپاک ہو گیا اب جب تک بھر کر بہ نہ جائے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۸: چھوٹا حوض ناپاک ہو گیا پھر اس کا پانی پھیل کر درہ درہ ہو گیا تو اب بھی ناپاک ہے مگر پاک پانی اگر اسے

بہا دے تو پاک ہو جائے گا۔ (6)

مسئلہ ۱۹: کوئی حوض ایسا ہے کہ اوپر سے تنگ اور نیچے کشادہ ہے یعنی اوپر درہ درہ نہیں اور نیچے درہ درہ یا زیادہ ہے

① "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، مطلب: لو دخل الماء من اعلى... إلخ، ج ۱، ص ۳۷۵.

② "منیۃ المصلی"، فصل فی حیاض، الحوض إذا كان عسرا فی عشر، ص ۶۷.

و "الفتاوی الرضویۃ"، ج ۲، ص ۲۷۲.

③ "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، مطلب: لو دخل الماء من اعلى... إلخ، ج ۲، ص ۳۸۰.

④ "الفتاوی الرضویۃ"، ج ۲، ص ۳۷۰.

⑤ "الفتاوی الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأوّل، ج ۱، ص ۱۹.

⑥ "الفتاوی الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأوّل، ج ۱، ص ۱۹، ۱۷.

اگر ایسا حوض لبریز ہو اور نجاست پڑے تو ناپاک ہے پھر اس کا پانی گھٹ گیا اور وہ درہ درہ ہو گیا تو پاک ہو گیا۔⁽¹⁾
مسئلہ ۲۰: گھٹ کا پانی پاک ہے⁽²⁾ اگرچہ اس کے رنگ، بو، و مزے میں تغیر آجائے اس سے وضو جائز ہے۔
 بقدر⁽³⁾ کفایت اس کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں۔⁽⁴⁾

مسئلہ ۲۱: جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے مگر اس سے وضو اور غسل جائز نہیں۔ یو ہیں اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پورا یا ناخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وضو میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد درہ سے کم پانی میں بے دھوئے ہوئے پڑ جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا۔ اسی طرح جس شخص پر نہانا فرض ہے اس کے جسم کا کوئی بے دھلا ہوا حصہ پانی سے چھو جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے کام نہ رہا۔ اگر دھلا ہوا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ پڑ جائے تو حرج نہیں۔⁽⁵⁾

مسئلہ ۲۲: اگر ہاتھ دھلا ہوا ہے مگر پھر دھونے کی نیت سے ڈالا اور یہ دھونا ثواب کا کام ہو جیسے کھانے کے لیے یا وضو کے لیے تو یہ پانی مستعمل ہو گیا یعنی وضو کے کام نہ رہا اور اس کو پینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۳: اگر بضرورت ہاتھ پانی میں ڈالا جیسے پانی بڑے برتن میں ہے کہ اسے جھکا نہیں سکتا، نہ کوئی چھوٹا برتن ہے کہ اس سے نکالے تو ایسی صورت میں بقدر ضرورت ہاتھ پانی میں ڈال کر اس سے پانی نکالے یا کونیں میں رسی ڈول کر گیا اور بے گھسے نہیں نکل سکتا اور پانی بھی نہیں کہ ہاتھ پاؤں دھو کر گھسے، تو اس صورت میں اگر پاؤں ڈال کر ڈول رسی نکالے گا مستعمل نہ ہوگا ان مسئلوں سے بہت کم لوگ واقف ہیں خیال رکھنا چاہیے۔⁽⁶⁾

..... ① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۹.

..... ② کہ پانی پاک ہے جب تک اس کو نجاست سے ملاقات نہ ہو نجس نہیں ہو سکتا اور یہاں کوئی نجس شے ہے جس کی ملاقات سے یہ پانی نجس ہوگا۔ ۱۲ منہ

..... ③ مثلاً سارا وضو کر لیا ایک پاؤں کا دھونا باقی ہے کہ پانی ختم ہو گیا اور حقہ میں پانی اتنا موجود ہے کہ اس پاؤں کو دھو سکتا ہے تو اسے تیمم جائز نہیں مگر وضو کرنے کے بعد اگر اعضا میں بوا آگئی تو جب تک بوجاتی نہ رہے مسجد میں جانا منع ہے اور وقت میں گنجائش ہو تو اتنا وقفہ کر کے نماز پڑھے کہ بوا اڑ جائے اور اس سے وضو کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا کہ دوسرا پانی نہ ہو بلا ضرورت اس سے وضو نہ چاہیے۔ ۱۲ منہ

..... ④ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۲، ص ۳۲۰.

..... ⑤ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۲، ص ۴۳.

مستعمل پانی کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۴۳ تا ۲۴۸ ملاحظہ فرمائیے۔

..... ⑥ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۲، ص ۱۱۷.

مسئلہ ۲۴: مستعمل پانی اگر اچھے پانی میں مل جائے مثلاً وضو یا غسل کرتے وقت قطرے لوٹے یا گھرے میں ٹپکے، تو اگر اچھا پانی زیادہ ہے تو یہ وضو اور غسل کے کام کا ہے ورنہ سب بے کار ہو گیا۔^(۱)

مسئلہ ۲۵: پانی میں ہاتھ پڑ گیا یا اور کسی طرح مستعمل ہو گیا اور یہ چاہیں کہ یہ کام کا ہو جائے تو اچھا پانی اس سے زیادہ اس میں ملا دیں، نیز اس کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کہ دوسری طرف سے بہ جائے سب کام کا ہو جائے گا۔ یوہیں ناپاک پانی کو بھی پاک کر سکتے ہیں۔^(۲) یوہیں ہر بہتی ہوئی چیز اپنی جنس یا پانی سے اُبال دینے سے پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۶: کسی درخت یا پھل کے نچوڑے ہوئے پانی سے وضو جائز نہیں جیسے کیلے کا پانی یا انگور اور انار اور تربو کا پانی اور گتے کا رس۔^(۳)

مسئلہ ۲۷: جو پانی گرم ملک میں گرم موسم میں سونے چاندی کے سوا کسی اور دھات کے برتن میں دھوپ میں گرم ہو گیا، تو جب تک گرم ہے اس سے وضو اور غسل نہ چاہیے، نہ اس کو پینا چاہیے بلکہ بدن کو کسی طرح پہنچنا نہ چاہیے، یہاں تک کہ اگر اس سے کپڑا بھیگ جائے تو جب تک ٹھنڈا نہ ہو لے اس کے پہننے سے بچیں کہ اس پانی کے استعمال میں اندیشہ برص ہے پھر بھی اگر وضو یا غسل کر لیا تو ہو جائے گا۔^(۴)

مسئلہ ۲۸: چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں پانی ہے اور اس میں نجاست پڑنا معلوم نہیں تو اس سے وضو جائز ہے۔^(۵)

مسئلہ ۲۹: کافر کی خبر کہ یہ پانی پاک ہے یا ناپاک مانی نہ جائے گی، دونوں صورتوں میں پاک رہے گا کہ یہ اس کی اصلی حالت ہے۔^(۶)

مسئلہ ۳۰: نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اس کی ملک ہو جائے، اسے پینا یا وضو یا غسل یا کسی کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت بھی دے دے، اگر وضو کر لیا تو وضو ہو جائے گا اور گنہگار ہو گا، یہاں سے مُعَلِّمِین کو سبق لینا چاہیے کہ اکثر وہ نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں۔ اسی طرح بالغ کا

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۲، ص ۲۲۰.

② المرجع السابق، ص ۱۲۰.

③ "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، ج ۱، ص ۳۵۹.

④ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۲، ص ۴۶۴.

⑤ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۵.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الکراہیۃ، الباب الأول، ج ۵، ص ۳۰۸.

بھرا ہوا بغیر اجازت صرف کرنا بھی حرام ہے۔^(۱)

مسئلہ ۳۱: نجاست نے پانی کا مزہ، بو، رنگ بدل دیا تو اس کو اپنے استعمال میں بھی لانا ناجائز اور جانوروں کو پلانا بھی، گارے وغیرہ کے کام میں لاسکتے ہیں مگر اس گارے مٹی کو مسجد کی دیوار وغیرہ میں صرف کرنا جائز نہیں۔^(۲)

کونیں کا بیان

مسئلہ ۱: کونیں میں آدمی یا کسی جانور کا پیشاب یا بہتا ہوا خون یا تاڑی یا سیندھی یا کسی قسم کی شراب کا قطرہ یا ناپاک لکڑی یا نجس کپڑا یا اور کوئی ناپاک چیز گری اُس کا کل پانی نکالا جائے۔^(۳)

مسئلہ ۲: جن چوپایوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کے پاخانہ، پیشاب سے ناپاک ہو جائے گا، یوہیں مرغی اور بٹ^(۴) کی بیٹ سے ناپاک ہو جائے گا ان سب صورتوں میں کل پانی نکالا جائے گا۔^(۵)

مسئلہ ۳: میٹگنیاں اور گوبر اور لید اگر چہ ناپاک ہیں مگر کونیں میں گر جائیں تو بوجہ ضرورت ان کا قلیل معاف رکھا گیا ہے، پانی کی ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا اور اُڑنے والے حلال جانور کبوتر، چڑیا کی بیٹ یا شکاری پرند چیل، شکار، باز کی بیٹ گر جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔ یوہیں چُو ہے اور چچگاڈ کے پیشاب سے بھی ناپاک نہ ہوگا۔^(۶)

مسئلہ ۴: پیشاب کی بہت باریک بُند کیاں مثل سوئی کی نوک کے اور نجس غبار پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا۔^(۷)

مسئلہ ۵: جس کونیں کا پانی ناپاک ہو گیا، اس کا ایک قطرہ بھی پاک کونیں میں پڑ جائے تو یہ بھی ناپاک ہو گیا، جو حکم اس کا تھا وہی اس کا ہو گیا، یوہیں ڈول، رسی، گھڑا جن میں ناپاک کونیں کا پانی لگا تھا، پاک کونیں میں پڑے وہ پاک بھی ناپاک ہو جائے گا۔^(۸)

مسئلہ ۶: کونیں میں آدمی، بکری، یا کتا، یا کوئی اور دُموی جانور ان کے برابر یا ان سے بڑا اگر کر مر جائے تو گل پانی نکالا جائے۔^(۹)

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۲، ص ۵۲۷.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۵.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۰۷، ۴۰۹.

④ بطخ ⑤ "غنیۃ المتملی"، فصل فی البئر، ص ۱۶۲.

⑥ المرجع السابق، و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۹.

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، ج ۱، ص ۴۲۲.

⑧ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۰. ⑨ المرجع السابق، ص ۱۹.

مسئلہ ۷: مرغ، مرغی، بلی، چوہا، چھپکلی یا اور کوئی دُموی جانور (جس میں بہتا ہوا خون ہو) اس میں مر کر مھول جائے یا پھٹ جائے کل پانی نکالا جائے۔^(۱)

مسئلہ ۸: اگر یہ سب باہر مرے پھر کوئیں میں گر گئے جب بھی یہی حکم ہے۔^(۲)

مسئلہ ۹: چھپکلی یا چوہے کی دُم کٹ کر کوئیں میں گری، اگر چہ پھولی پھٹی نہ ہو کل پانی نکالا جائے گا، مگر اس کی جڑ میں اگر موم لگا ہو تو بیس ڈول نکالا جائے۔^(۳)

مسئلہ ۱۰: بلی نے چوہے کو دبوچا اور زخمی ہو گیا پھر اس سے چھوٹ کر کوئیں میں گر اکل پانی نکالا جائے۔^(۴)

مسئلہ ۱۱: چوہا، چھچھندر، چڑیا، یا چھپکلی، گرگٹ یا ان کے برابر یا ان سے چھوٹا کوئی جانور دُموی کوئیں میں گر کر مر گیا تو بیس ڈول سے تین تک نکالا جائے۔^(۵)

مسئلہ ۱۲: کبوتر، مرغی، بلی، گر کر مرے تو چالیس سے ساٹھ تک۔^(۶)

مسئلہ ۱۳: آدمی کا بچہ، جو زندہ پیدا ہو، حکم میں آدمی کے ہے، بکری کا چھوٹا بچہ حکم میں بکری کے ہے۔^(۷)

مسئلہ ۱۴: جو جانور کبوتر سے چھوٹا ہو حکم میں چوہے کے ہے، اور جو بکری سے چھوٹا ہو مرغی کے حکم میں ہے۔^(۸)

مسئلہ ۱۵: دو چوہے گر کر مرجائیں تو وہی بیس سے تین ڈول تک نکالا جائے اور تین یا چار یا پانچ ہوں تو چالیس سے ساٹھ تک اور چھ ہوں تو کل۔^(۹)

مسئلہ ۱۶: دو بلیاں مرجائیں تو سب نکالا جائے۔^(۱۰)

مسئلہ ۱۷: مسلمان مردہ بعد غسل کے کوئیں میں گر جائے تو اصلاً پانی نکالنے کی ضرورت نہیں اور شہید گر جائے اور

۱..... "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۳، ص ۲۷۵،

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۹.

۲..... "الفتاویٰ الہندیہ"، المرجع السابق، ص ۱۹ - ۲۰. ۳..... المرجع السابق، ص ۲۰.

۴..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۱۷.

۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۹.

۶..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، ص ۴۱۴.

۷..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۹.

۸..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۰.

۹..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۱۷.

۱۰..... المرجع السابق.

بدن پر خون نہ لگا ہو تو بھی کچھ حاجت نہیں اور اگر خون لگا ہے اور قابل بہنے کے نہ تھا تو بھی کچھ حاجت نہیں، اگرچہ وہ خون اس کے بدن پر سے دھل کر پانی میں مل جائے اور اگر بہنے کے قابل خون اس کے بدن پر لگا ہوا ہے اور خشک ہو گیا اور شہید کے گرنے سے اس کے بدن سے جدا ہو کر پانی میں نہ ملا جب بھی پانی پاک رہے گا کہ شہید کا خون جب تک اس کے بدن پر ہے کتنا ہی ہو پاک ہے ہاں یہ خون اس کے بدن سے جدا ہو کر پانی میں مل گیا تو اب ناپاک ہو گیا۔⁽¹⁾

مسئلہ ۱۸: کافر مردہ اگر چہ توبہ بار دھویا گیا ہو، کونیں میں گر جائے یا اس کی انگلی یا ناخن پانی سے لگ جائے پانی نجس ہو جائے گا، کل پانی نکالا جائے۔⁽²⁾

مسئلہ ۱۹: کچا بچہ یا جو بچہ مردہ پیدا ہوا، کونیں میں گر جائے تو سب پانی نکالا جائے اگرچہ گرنے سے پہلے نہلا دیا گیا ہو۔⁽³⁾

مسئلہ ۲۰: بے وضو اور جس شخص پر غسل فرض ہوا اگر بلا ضرورت کونیں میں اتریں اور اُن کے بدن پر نجاست نہ لگی ہو تو بیس ڈول نکالا جائے اور اگر ڈول نکالنے کے لیے اُترا تو کچھ نہیں۔⁽⁴⁾

مسئلہ ۲۱: سوڑ کونیں میں گرا، اگرچہ نہ مرے، پانی نجس ہو گیا، کل نکالا جائے۔⁽⁵⁾

مسئلہ ۲۲: سوڑ کے سوا اگر اور کوئی جانور کونیں میں گرا اور زندہ نکل آیا اور اس کے دُھم میں نجاست لگی ہونا یقینی معلوم نہ ہو، اور پانی میں اس کا مونہ نہ پڑا تو پانی پاک ہے، اس کا استعمال جائز، مگر احتیاطاً بیس ڈول نکالنا بہتر ہے اور اگر اس کے بدن پر نجاست لگی ہونا یقینی معلوم ہو تو کل پانی نکالا جائے اور اگر اس کا مونہ پانی میں پڑا تو اس کے لعاب اور جھوٹے کا جو حکم ہے وہی حکم اس پانی کا ہے، اگر جھوٹا ناپاک ہے یا مشکوک تو کل پانی نکالا جائے اور اگر مکروہ ہے تو چوہے وغیرہ میں بیس ڈول، مرغی چھوٹی ہوئی میں چالیس اور جس کا جھوٹا پاک ہے اس میں بھی بیس ڈول نکالنا بہتر ہے، مثلاً بکری گری اور زندہ نکل آئی، بیس ڈول نکال ڈالیں۔⁽⁶⁾

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۹.

"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۰۸.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۰۸.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۹.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، ج ۱، ص ۴۱۱.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۹.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۱۰.

⑥ المرجع السابق.

مسئلہ ۲۳: کونیں میں وہ جانور گرا جس کا جھوٹا پاک ہے یا مکروہ اور پانی کچھ نہ نکالا اور وضو کر لیا تو وضو

ہو جائے گا۔ (1)

مسئلہ ۲۴: جوتا یا گیند کونیں میں گر گئی اور نجس ہونا یقینی ہے گل پانی نکالا جائے ورنہ بیس ڈول، محض نجس ہونے کا

خیال معتبر نہیں۔ (2)

مسئلہ ۲۵: پانی کا جانور یعنی وہ جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اگر کونیں میں مرجائے یا مرا ہوا گر جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔

اگر چہ پھولا پھٹا ہو مگر پھٹ کر اس کے اجزا پانی میں مل گئے تو اس کا پینا حرام ہے۔ (3)

مسئلہ ۲۶: خشکی اور پانی کے مینڈک کا ایک حکم ہے یعنی اس کے مرنے بلکہ سڑنے سے بھی پانی نجس نہ ہوگا (4)،

مگر جنگل کا بڑا مینڈک جس میں بہنے کے قابل خون ہوتا ہے اس کا حکم چوہے کی مثل ہے۔ پانی کے مینڈک کی انگلیوں کے درمیان جھلی ہوتی ہے اور خشکی کے نہیں۔

مسئلہ ۲۷: جس کی پیدائش پانی کی نہ ہو مگر پانی میں رہتا ہو جیسے بط، اس کے مرجانے سے پانی نجس ہو جائے گا۔ (5)

مسئلہ ۲۸: بچہ یا کافر نے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو اگر ان کے ہاتھ کا نجس ہونا معلوم ہے جب تو ظاہر ہے کہ پانی

نجس ہو گیا ورنہ نجس تو نہ ہوا مگر دوسرے پانی سے وضو کرنا بہتر ہے۔ (6)

مسئلہ ۲۹: جن جانوروں میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے مچھر، مکھی وغیرہ، ان کے مرنے سے پانی نجس نہ ہوگا۔ (7)

فائدہ: مکھی سالن وغیرہ میں گر جائے تو اسے غوطہ دے کر پھینک دیں اور سالن کو کام میں لائیں۔

مسئلہ ۳۰: مردار کی ہڈی جس میں گوشت یا چکنائی لگی ہو پانی میں گر جائے تو وہ پانی ناپاک ہو گیا کل نکالا جائے اور

اگر گوشت یا چکنائی نہ لگی ہو تو پاک ہے مگر سوز کی ہڈی سے مطلقاً ناپاک ہو جائے گا۔ (8)

1..... "غنية المتعملي"، فصل في البئر، ص ۱۵۹.

2..... "الحديقة الندية" و "الطريقة المحمدية"، الصنف الثاني من الصنفين، ج ۲، ص ۶۷۴.

و "الفتاوى الرضوية"، ج ۳، ص ۲۸۲ - ۲۸۳.

3..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ج ۱، ص ۲۴.

4..... المرجع السابق.

5..... "الهداية" و "العناية"، كتاب الطهارات، الباب الثالث، ج ۱، ص ۷۴.

6..... "غنية المتعملي"، فصل في أحكام الحيض، ص ۱۰۳.

7..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۲۴.

8..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۲۴.

مسئلہ ۳۱: جس کو نین کا پانی نا پاک ہو گیا اس میں سے جتنا پانی نکالنے کا حکم ہے نکال لیا گیا تو اب وہ رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے پاک ہو گیا، دھونے کی ضرورت نہیں۔^(۱)

مسئلہ ۳۲: کل پانی نکالنے کے یہ معنی ہیں کہ اتنا پانی نکال لیا جائے کہ اب ڈول ڈالیں تو آدھا بھی نہ بھرے، اس کی مٹی نکالنے کی ضرورت نہیں نہ دیوار دھونے کی حاجت، کہ وہ پاک ہو گئی۔^(۲)

مسئلہ ۳۳: یہ جو حکم دیا گیا ہے کہ اتنا اتنا پانی نکالا جائے اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ چیز جو اس میں گری ہے اس کو اس میں سے نکال لیں پھر اتنا پانی نکالیں، اگر وہ اسی میں پڑی رہی تو کتنا ہی پانی نکالیں، بیکار ہے۔^(۳)

مسئلہ ۳۴: اور اگر وہ سرگل کر مٹی ہو گئی یا وہ چیز خود نجس نہ تھی بلکہ کسی نجس چیز کے لگنے سے نجس ہو گئی ہو، جیسے نجس کپڑا، اور اس کا نکالنا مشکل ہو تو اب فقط پانی نکالنے سے پاک ہو جائے گا۔^(۴)

مسئلہ ۳۵: جس کو نین کا ڈول معین ہو تو اسی کا اعتبار ہے اس کے چھوٹے بڑے ہونے کا کچھ لحاظ نہیں اور اگر اس کا کوئی خاص ڈول نہ ہو تو ایسا ہو کہ ایک صاع پانی اس میں آجائے۔^(۵)

مسئلہ ۳۶: ڈول بھرا ہوا نکالنا ضرور نہیں، اگر کچھ پانی پھلک کر گر گیا یا ٹپک گیا مگر جتنا بچا وہ آدھے سے زیادہ ہے تو وہ پورا ہی ڈول شمار کیا جائے گا۔^(۶)

مسئلہ ۳۷: ڈول معین ہے مگر جس ڈول سے پانی نکالا وہ اس سے چھوٹا یا بڑا ہے یا ڈول معین نہیں اور جس سے نکالا وہ ایک صاع سے کم و بیش ہے تو ان صورتوں میں حساب کر کے اس معین یا ایک صاع کے برابر کر لیں۔^(۷)

مسئلہ ۳۸: کو نین سے مراد ہوا جانور نکلا تو اگر اس کے گرنے مرنے کا وقت معلوم ہے تو اسی وقت سے پانی نجس ہے اس کے بعد اگر کسی نے اس سے وضو یا غسل کیا تو نہ وضو ہو نہ غسل، اس وضو اور غسل سے جتنی نمازیں پڑھیں سب کو پھیرے کہ وہ نمازیں نہیں ہوئیں، یو ہیں اس پانی سے کپڑے دھوئے یا کسی اور طریق سے اس کے بدن یا کپڑے میں لگا تو کپڑے اور

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۰۹.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۰۹.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۹.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۰۹.

⑤ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۳، ص ۲۶۱.

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۱۷.

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۱۶.

بدن کا پاک کرنا ضروری ہے اور ان سے جو نمازیں پڑھیں ان کا پھیرنا فرض ہے اور اگر وقت معلوم نہیں تو جس وقت دیکھا گیا اس وقت سے نجس قرار پائے گا۔ اگرچہ پھولا پھٹا ہو اس سے قبل پانی نجس نہیں اور پہلے جو وضو یا غسل کیا یا کپڑے دھوئے کچھ خرچ نہیں تیسیر اسی پر عمل ہے۔⁽¹⁾

مسئلہ ۳۹: جو کو آں ایسا ہو کہ اس کا پانی ٹوٹا ہی نہیں چاہے کتنا ہی نکالیں اور اس میں نجاست پڑ گئی یا اس میں کوئی ایسا جانور مر گیا جس میں گل پانی نکالنے کا حکم ہے تو ایسی حالت میں حکم یہ ہے کہ معلوم کر لیں کہ اس میں کتنا پانی ہے وہ سب نکال لیا جائے۔ نکالتے وقت جتنا زیادہ ہوتا گیا اس کا کچھ لحاظ نہیں اور یہ معلوم کر لینا کہ اس وقت کتنا پانی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو مسلمان پر ہیز گار جن کو یہ مہارت ہو کہ پانی کی چوڑائی گہرائی دیکھ کر بتا سکیں کہ اس کوئیں میں اتنا پانی ہے وہ جتنے ڈول بتائیں اتنے نکالے جائیں اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس پانی کی گہرائی کسی لکڑی یا رسی سے صحیح طور پر ناپ لیں اور چند شخص بہت پھرتی سے تنوڈول مثلاً نکالیں پھر پانی ناپیں جتنا کم ہو اسی حساب سے پانی نکال لیں کو آں پاک ہو جائے گا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ پہلی مرتبہ ناپنے سے معلوم ہوا کہ پانی مثلاً دس ہاتھ ہے پھر تنوڈول نکالنے کے بعد ناپا تو نو ہاتھ رہا تو معلوم ہوا کہ تنوڈول میں ایک ہاتھ کم ہوا تو دس ہاتھ میں دس تنو یعنی ایک ہزار ڈول ہوئے۔⁽²⁾

مسئلہ ۴۰: جو کو آں ایسا ہے کہ اس کا پانی ٹوٹ جائے گا مگر اس میں اس کے پھٹ جانے وغیرہ نقصانات کا گمان ہے تو بھی اتنا ہی پانی نکالا جائے جتنا اس وقت اس میں موجود ہے۔ پانی توڑنے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۴۱: کوئیں سے جتنا پانی نکالنا ہے اس میں اختیار ہے کہ ایک دم سے اتنا نکالیں یا تھوڑا تھوڑا کر کے دونوں صورت میں پاک ہو جائے گا۔⁽³⁾

مسئلہ ۴۲: مرغی کا تازہ انڈا جس پر ہنوز رطوبت لگی ہو پانی میں پڑ جائے تو نجس نہ ہوگا۔ یوہیں بکری کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں گرے اور مرانہیں جب بھی ناپاک نہ ہوگا۔⁽⁴⁾

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۰.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۱۷، ۴۲۰.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۰، ۱۹.

و "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۳، ص ۲۹۳، ۲۹۴.

③ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۳، ص ۲۸۹.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۰۸.

آدمی اور جانوروں کے جھوٹے کابیان

مسئلہ ۱: آدمی چاہے جنب ہو یا حیض و نفاس والی عورت اس کا جھوٹا پاک ہے۔ کافر کا جھوٹا بھی پاک ہے^(۱)، مگر اس سے بچنا چاہیے جیسے تھوک، رینٹھ، کھنکار کہ پاک ہیں مگر ان سے آدمی گھن کرتا ہے اس سے بہت بدتر کافر کے جھوٹے کو سمجھنا چاہیے۔

مسئلہ ۲: کسی کے منہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک میں سرخی آگئی اور اس نے فوراً پانی پیا تو یہ جھوٹا ناپاک ہے اور سرخی جاتی رہنے کے بعد اس پر لازم ہے کہ کھلی کر کے منہ پاک کرے اور اگر کھلی نہ کی اور چند بار تھوک کا گزر موضع نجاست پر ہوا خواہ نکلنے میں یا تھوکنے میں یہاں تک کہ نجاست کا اثر نہ رہا تو طہارت ہوگئی اسکے بعد اگر پانی پیے گا تو پاک رہیگا اگرچہ ایسی صورت میں تھوک نکلنا سخت ناپاک بات اور گناہ ہے۔^(۲)

مسئلہ ۳: معاذ اللہ شراب پی کر فوراً پانی پیا تو نجس ہو گیا اور اگر اتنی دیر ٹھہرا کہ شراب کے اجزا تھوک میں مل کر خلق سے اتر گئے تو ناپاک نہیں مگر شرابی اور اس کے جھوٹے سے بچنا ہی چاہیے۔^(۳)

مسئلہ ۴: شراب خوار کی مونچھیں بڑی ہوں کہ شراب مونچھوں میں لگی تو جب تک ان کو پاک نہ کرے جو پانی پیے گا وہ پانی اور برتن دونوں ناپاک ہو جائیں گے۔^(۴)

مسئلہ ۵: مرد کو غیر عورت کا اور عورت کو غیر مرد کا جھوٹا اگر معلوم ہو کہ فلاں یا فلاں کا جھوٹا ہے بطور لذت کھانا پینا مکروہ ہے مگر اس کھانے، پانی میں کوئی کراہت نہیں آئی^(۵) اور اگر معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے یا لذت کے طور پر کھایا پیا نہ گیا تو کوئی حرج نہیں بلکہ بعض صورتوں میں بہتر ہے جیسے باشرع عالم یا دیندار پیر کا جھوٹا کہ اسے تبرک جان کر لوگ کھاتے پیتے ہیں۔

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۳.

و "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، ج ۱، ص ۴۲۴، وغیرہما.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۳.

و "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۵۷، ۲۵۹. و "مراقی الفلاح"، کتاب الطہارۃ، فصل فی بیان احکام السور، ص ۵.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۳.

و "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، مطلب فی السور، ج ۱، ص ۴۲۵، وغیرہما.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۳.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۳.

و "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، مطلب فی السور، ج ۱، ص ۴۲۴.

مسئلہ ۶: جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے چوپائے ہوں یا پرند ان کا جھوٹا پاک ہے اگرچہ نہ ہوں جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری، کبوتر، تیتڑ وغیرہ۔^(۱)

مسئلہ ۷: جو مرغی چھوٹی پھرتی اور غلیظ پر مونھ ڈالتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ ہے اور بندر ہتی ہو تو پاک ہے۔^(۲)

مسئلہ ۸: یوہیں بعض گائیں جن کی عادت غلیظ کھانے کی ہوتی ہے ان کا جھوٹا مکروہ ہے اور اگر ابھی نجاست کھائی اور اس کے بعد کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے اس کے مونھ کی طہارت ہو جائے (مثلاً آب جاری میں پانی پینا یا غیر جاری میں تین جگہ سے پینا) اور اس حالت میں پانی میں مونھ ڈال دیا تو ناپاک ہو گیا۔ اسی طرح اگر بیل، بھینس، بکرے نروں نے حسب عادت مادہ کا پیشاب سونگھا اور اس سے ان کا مونھ ناپاک ہوا اور نگاہ سے غائب نہ ہوئے نہ اتنی دیر گزری جس میں طہارت ہو جاتی تو ان کا جھوٹا ناپاک ہے اور اگر چار پانیوں میں مونھ ڈالیں تو پہلے تین ناپاک چوتھا پاک۔^(۳)

مسئلہ ۹: گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔^(۴)

مسئلہ ۱۰: سُوْر، کتا، شیر، چیتا، بھیریا، ہاتھی، گیدڑ اور دوسرے درندوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔^(۵)

مسئلہ ۱۱: کُتے نے برتن میں مونھ ڈالا تو اگر وہ چینی یا دھات کا ہے یا مٹی کا روغنی یا استعمالی چکنا تو تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا ورنہ ہر بار سکھا کر۔ ہاں چینی میں بال ہو یا اور برتن میں درار ہو تو تین بار سکھا کر پاک ہوگا فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا۔^(۶)

مسئلہ ۱۲: مکے کو کُتے نے اوپر سے چاٹا اس میں کا پانی ناپاک نہ ہوگا۔^(۷)

مسئلہ ۱۳: اڑنے والے شکاری جانور جیسے شکار، باز، بہری، چیل وغیرہ کا جھوٹا مکروہ ہے اور یہی حکم کُتے کا ہے اور اگر ان کو پال کر شکار کے لیے سکھایا ہو اور چونچ میں نجاست نہ لگی ہو تو اس کا جھوٹا پاک ہے۔^(۸)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۳.

② المرجع السابق، و "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البثر، مطلب فی السُّور،

ج ۱، ص ۴۲۵. ③ المرجع السابق.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۳.

⑤ المرجع السابق، ص ۲۴.

⑥ "الفتاویٰ الرضویۃ"، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ج ۴، ص ۵۵۹.

⑦ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴.

⑧ المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلی، چوہا، سانپ، چھپکلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔ (1)

مسئلہ ۱۵: اگر کسی کا ہاتھ بلی نے چائنا شروع کیا تو چاہیے کہ فوراً کھینچ لے یوں چھوڑ دینا کہ چاٹتی رہے مکروہ ہے اور چاہیے کہ ہاتھ دھو ڈالے بے دھوئے اگر نماز پڑھ لی تو ہو گئی مگر خلافِ اولیٰ ہوئی۔ (2)

مسئلہ ۱۶: بلی نے چوہا کھایا اور فوراً برتن میں مونہ ڈال دیا تو ناپاک ہو گیا اور اگر زبان سے مونہ چاٹ لیا کہ خون کا اثر جاتا رہا تو ناپاک نہیں۔ (3)

مسئلہ ۱۷: پانی کے رہنے والے جانور کا جھوٹا پاک ہے خواہ ان کی پیدائش پانی میں ہو یا نہیں۔ (4)

مسئلہ ۱۸: گدھے، خچر کا جھوٹا مشکوک ہے یعنی اس کے قابلِ وضو ہونے میں شک ہے، ولہذا اس سے وضو نہیں ہو سکتا کہ حدیث متیقن طہارت مشکوک سے زائل نہ ہوگا۔ (5)

مسئلہ ۱۹: جو جھوٹا پانی پاک ہے اس سے وضو اور غسل جائز ہیں مگر جنب نے بغیر گلی کیے پانی پیا تو اس جھوٹے پانی سے وضو ناجائز ہے کہ وہ مستعمل ہو گیا۔

مسئلہ ۲۰: اچھا پانی ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وضو و غسل مکروہ اور اگر اچھا پانی موجود نہیں تو کوئی خرچ نہیں اسی طرح مکروہ جھوٹے کا کھانا پینا بھی مالدار کو مکروہ ہے۔ غریب محتاج کو بلا کراہت جائز۔ (6)

مسئلہ ۲۱: اچھا پانی ہوتے ہوئے مشکوک سے وضو و غسل جائز نہیں اور اگر اچھا پانی نہ ہو تو اسی سے وضو و غسل کر لے اور تیمم بھی اور بہتر یہ ہے کہ وضو پہلے کر لے اور اگر عکس کیا یعنی پہلے تیمم کیا پھر وضو جب بھی خرچ نہیں اور اس صورت میں وضو اور غسل میں نیت کرنی ضرور اور اگر وضو کیا اور تیمم نہ کیا یا تیمم کیا اور وضو نہ کیا تو نماز نہ ہوگی۔ (7)

مسئلہ ۲۲: مشکوک جھوٹے کا کھانا پینا نہیں چاہیے۔ (8)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴.

و "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، فصل فی البئر، مطلب فی السور، ج ۱، ص ۴۲۶.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴.

④ المرجع السابق، ص ۲۳، و "التبیین الحقائق"، ج ۱، ص ۱۰۵.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴.

⑦ المرجع السابق.

⑧ "البحر الرائق"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۲۳۵.

مسئلہ ۲۳: مشکوک پانی اچھے پانی میں مل گیا تو اگر اچھا زیادہ ہے تو اس سے وضو ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔^(۱)

مسئلہ ۲۴: جس کا جھوٹا ناپاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جس کا جھوٹا ناپاک اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک اور جس کا جھوٹا مکروہ اس کا لعاب اور پسینہ بھی مکروہ۔^(۲)

مسئلہ ۲۵: گدھے، خچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے چاہے کتنا ہی زیادہ لگا ہو۔^(۳)

تیمم کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ﴾^(۴)

یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی پاخانہ سے آیا یا عورتوں سے مباشرت کی (جماع کیا) اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔

حدیث ۱: صحیح بخاری میں بروایت اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی، فرماتی ہیں، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے یہاں تک کہ جب بیدایا ذات الحیش^(۵) میں ہوئے۔ میری ہیکل ٹوٹ گئی۔^(۶) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تلاش کے لیے اقامت فرمائی اور لوگوں نے بھی حضور کے ساتھ اقامت کی اور نہ وہاں پانی تھا نہ لوگوں کے ساتھ پانی تھا۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر عرض کی کیا آپ نہیں دیکھتے کہ صدیقہ نے کیا کیا حضور کو اور سب کو ٹھہرایا اور نہ یہاں پانی ہے نہ لوگوں کے ہمراہ ہے۔ فرماتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور حضور اپنا سر مبارک میرے زانو پر رکھ کر آرام فرما رہے تھے اور فرمایا تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک لیا۔ حالانکہ نہ یہاں پانی ہے نہ لوگوں کے ہمراہ ہے۔ اُم المؤمنین فرماتی ہیں کہ مجھ پر عتاب کیا اور جو چاہا اللہ نے انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کونچنا شروع کیا اور مجھے حرکت کرنے سے کوئی چیز مانع نہ تھی مگر حضور کا میرے زانو پر آرام فرمانا تو جب صبح ہوئی ایسی جگہ

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴۔

② المرجع السابق، ص ۲۳۔

③ المرجع السابق۔

④ پ: ۶، المآخذ: ۶۔

⑤ بیدار ذات الحیش یہ دونوں دو جگہ کے نام ہیں ۱۲۔

⑥ یعنی میرا ہارٹوٹ کر گر پڑا۔

جہاں پانی نہ تھا حضور اٹھے اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی اور لوگوں نے تیمم کیا اس پر اُسید بن حُصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں (یعنی ایسی برکتیں تم سے ہوتی ہی رہتی ہیں) فرماتی ہیں جب میری سواری کا اونٹ اٹھایا گیا وہ ہیکل اس کے نیچے ملی۔ (1)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں بروایت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں منجملہ ان باتوں کے جن سے ہم کو لوگوں پر فضیلت دی گئی یہ تین باتیں ہیں۔

(۱) ہماری صفیں ملائکہ کی صفوں کے مثل کی گئیں اور

(۲) ہمارے لیے تمام زمین مسجد کر دی گئی اور

(۳) جب ہم پانی نہ پائیں زمین کی خاک ہمارے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (2)

حدیث ۳: امام احمد و ابوداؤد و ترمذی ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پائے اور جب پانی پائے تو اپنے بدن کو پہنچائے (غُسل و وضو کرے) کہ یہ اس کے لیے بہتر ہے۔ (3)

حدیث ۴: ابوداؤد و دارمی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں۔ دو شخص سفر میں گئے اور نماز کا وقت آیا ان کے ساتھ پانی نہ تھا۔ پاک مٹی پر تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر وقت کے اندر پانی مل گیا ان میں ایک صاحب نے وضو کر کے نماز کا اعادہ کیا اور دوسرے نے اعادہ نہ کیا پھر جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس کا ذکر کیا تو جس نے اعادہ نہ کیا تھا اس سے فرمایا کہ تو سست کو پہنچا اور تیری نماز ہو گئی اور جس نے وضو کر کے اعادہ کیا تھا اس سے فرمایا تجھے دونا ثواب ہے۔ (4)

حدیث ۵: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے حضور نے نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا ہے جس نے قوم کے ساتھ نماز نہ پڑھی۔ فرمایا: اے شخص تجھے قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا شے مانع آئی۔ عرض کی مجھے نہانے کی حاجت ہے اور پانی نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا، مٹی کو لے کہ وہ تجھے کافی ہے۔ (5)

① "صحیح البخاری"، کتاب التیمم، باب التیمم، الحدیث: ۳۳۴، ج ۱، ص ۱۳۳.

② "صحیح مسلم"، کتاب المساجد... إلخ، باب المساجد و مواضع الصلاة، الحدیث: ۵۲۲، ص ۲۶۵.

③ "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبي ذر الغفاري، الحدیث: ۲۱۴۲۹، ج ۸، ص ۸۶.

④ "سنن أبي داود"، کتاب الطهارة، باب المتيمم يجد الماء بعد ما يصلي في الوقت، الحدیث: ۳۳۸، ج ۱، ص ۱۵۵.

⑤ "صحیح البخاری"، کتاب التیمم، باب الصعيد الطيب... إلخ، الحدیث: ۳۴۴، ج ۱، ص ۱۳۶.

حدیث ۶: صحیحین میں ابو جہیم بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیز جمل (۱) کی جانب سے تشریف لا رہے تھے ایک شخص نے حضور کو سلام کیا اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کی جانب متوجہ ہوئے اور مونہ اور ہاتھوں کا مسح فرمایا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔ (۲)

تیمم کے مسائل

مسئلہ ۱: جس کا وضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو تو وضو و غسل کی جگہ تیمم کرے۔ پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں: (۱) ایسی بیماری ہو کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو خواہ یوں کہ اس نے خود آزمایا ہو کہ جب وضو یا غسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا یوں کہ کسی مسلمان اچھے لائق حکیم نے جو ظاہر افاق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا۔ (۳)

مسئلہ ۲: محض خیال ہی خیال بیماری بڑھنے کا ہو تو تیمم جائز نہیں۔ یوں ہی کافر یا فاسق یا معمولی طبیب کے کہنے کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۳: اور اگر پانی بیماری کو نقصان نہیں کرتا مگر وضو یا غسل کے لیے حرکت ضرر کرتی ہو یا خود وضو نہیں کر سکتا اور کوئی ایسا بھی نہیں جو وضو کرادے تو بھی تیمم کرے۔ یوں کسی کے ہاتھ پھٹ گئے کہ خود وضو نہیں کر سکتا اور کوئی ایسا بھی نہیں جو وضو کرادے تو تیمم کرے۔ (۴)

مسئلہ ۴: بے وضو کے اکثر اعضاء وضو میں یا جنب کے اکثر بدن میں زخم ہو یا چپک نکلی ہو تو تیمم کرے، ورنہ جو حصہ عضو یا بدن کا اچھا ہو اس کو دھوئے اور زخم کی جگہ اور بوقت ضرر اس کے آس پاس بھی مسح کرے اور مسح بھی ضرر کرے تو اس عضو پر کپڑا ڈال کر اس پر مسح کرے۔ (۵)

مسئلہ ۵: بیماری میں اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے وضو اور غسل ضروری

① مدینہ منورہ میں ایک مقام کا نام ہے۔ ۱۲

② ”صحیح البخاری“، کتاب تیمم، باب تیمم فی الحضر... إلخ، الحدیث: ۳۳۷، ج ۱، ص ۱۳۴.

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی تیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۸.

④ المرجع السابق.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی تیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۸.

و ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، کتاب الطہارۃ، باب تیمم، مطلب فی فاقد الطہورین، ج ۱، ص ۴۸۱.

ہے تیمم جائز نہیں۔ ہاں اگر ایسی جگہ ہو کہ گرم پانی نہ مل سکے تو تیمم کرے۔ یوہیں اگر ٹھنڈے وقت میں وضو یا غسل نقصان کرتا ہے اور گرم وقت میں نہیں تو ٹھنڈے وقت تیمم کرے پھر جب گرم وقت آئے تو آئندہ نماز کے لیے وضو کر لینا چاہیے جو نماز اس تیمم سے پڑھ لی اس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔^(۱)

مسئلہ ۶: اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہائے اور پورے سر کا مسح کرے۔

(۲) وہاں چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کا پتا نہیں۔

مسئلہ ۷: اگر یہ گمان ہو کہ ایک میل کے اندر پانی ہوگا تو تلاش کر لینا ضروری ہے۔ بلا تلاش کیے تیمم جائز نہیں پھر بغیر

تلاش کیے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور تلاش کرنے پر پانی مل گیا تو وضو کر کے نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر نہ ملا تو ہوگئی۔^(۲)

مسئلہ ۸: اگر غالب گمان یہ ہے کہ میل کے اندر پانی نہیں ہے تو تلاش کرنا ضروری نہیں پھر اگر تیمم کر کے نماز پڑھ لی

اور نہ تلاش کیا نہ کوئی ایسا ہے جس سے پوچھے اور بعد کو معلوم ہوا کہ پانی یہاں سے قریب ہے تو نماز کا اعادہ نہیں مگر یہ تیمم اب جاتا

رہا اور اگر کوئی وہاں تھا مگر اس نے پوچھا نہیں اور بعد کو معلوم ہوا کہ پانی قریب ہے تو اعادہ چاہیے۔^(۳)

مسئلہ ۹: اور اگر قریب میں پانی ہونے اور نہ ہونے کسی کا گمان نہیں تو تلاش کر لینا مستحب ہے اور بغیر تلاش کیے تیمم

کر کے نماز پڑھ لی ہوگئی۔^(۴)

مسئلہ ۱۰: ساتھ میں زم زم شریف ہے جو لوگوں کے لیے تہرکا لیے جارہا ہے یا بیمار کو پلانے کے لیے اور اتنا ہے کہ وضو

ہو جائے گا تو تیمم جائز نہیں۔^(۵)

مسئلہ ۱۱: اگر چاہے کہ زم زم شریف سے وضو نہ کرے اور تیمم جائز ہو جائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو

جس پر بھروسہ ہو کہ پھر دے دے گا وہ پانی ہبہ کر دے اور اس کا کچھ بدلہ ٹھہرائے تو اب تیمم جائز ہو جائے گا۔^(۶)

مسئلہ ۱۲: جونہ آبادی میں ہونہ آبادی کے قریب اور اس کے ہمراہ پانی موجود ہے اور یاد نہ رہا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۸.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۹.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق.

⑤ "الفتاویٰ التاتاریخانیہ"، کتاب الطہارۃ، الفصل الخامس فی التیمم، نوع آخر فی بیان شرائطہم، ج ۱، ص ۲۳۴.

⑥ "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، مطلب فی فاقد الطہورین، ج ۱، ص ۴۷۵.

ہوگئی اور اگر آبادی یا آبادی کے قریب میں ہو تو اعادہ کرے۔^(۱)

مسئلہ ۱۳: اگر اپنے ساتھی کے پاس پانی ہے اور یہ گمان ہے کہ مانگنے سے دے دے گا تو مانگنے سے پہلے تیمم جائز نہیں پھر اگر نہیں مانگا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور بعد نماز مانگا اور اس نے دے دیا یا بے مانگے اس نے خود دے دیا تو وضو کر کے نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر مانگا اور نہ دیا تو نماز ہوگئی اور اگر بعد کو بھی نہ مانگا جس سے دینے نہ دینے کا حال کھلتا اور نہ اس نے خود دیا تو نماز ہوگئی اور اگر دینے کا غالب گمان نہیں اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی جب بھی یہی صورتیں ہیں کہ بعد کو پانی دے دیا تو وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے ورنہ ہوگئی۔^(۲)

مسئلہ ۱۴: نماز پڑھتے میں کسی کے پاس پانی دیکھا اور گمان غالب ہے کہ دے دیگا تو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور اس سے پانی مانگے اور اگر نہیں مانگا اور پوری کر لی اب اس نے خود یا اس کے مانگنے پر دے دیا تو اعادہ لازم ہے اور نہ دے تو ہوگئی اور اگر دینے کا گمان نہ تھا اور نماز کے بعد اس نے خود دے دیا یا مانگنے سے دیا جب بھی اعادہ کرے اور اگر اس نے نہ خود دیا نہ اس نے مانگا کہ حال معلوم ہوتا تو نماز ہوگئی اور اگر نماز پڑھتے میں اس نے خود کہا کہ پانی لو وضو کر لو اور وہ کہنے والا مسلمان ہے تو نماز جاتی رہی توڑ دینا فرض ہے اور کہنے والا کافر ہے تو نہ توڑے پھر نماز کے بعد اگر اس نے پانی دے دیا تو وضو کر کے اعادہ کر لے۔^(۳)

مسئلہ ۱۵: اور اگر یہ گمان ہے کہ میل کے اندر تو پانی نہیں مگر ایک میل سے کچھ زیادہ فاصلہ پر مل جائے گا تو مستحب ہے کہ نماز کے آخر وقت مستحب تک تاخیر کرے یعنی عصر و مغرب و عشاء میں اتنی دیر نہ کرے کہ وقت کراہت آجائے۔ اگر تاخیر نہ کی اور تیمم کر کے پڑھ لی تو ہوگئی۔

(۳) اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہونے کا قوی اندیشہ ہو اور لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز اس کے پاس نہیں جسے نہانے کے بعد اوڑھے اور سردی کے ضرر سے بچے نہ آگ ہے جسے تاپ سکے تو تیمم جائز ہے۔

(۴) دشمن کا خوف کہ اگر اس نے دیکھ لیا تو مار ڈالے گا یا مال چھین لے گا یا اس غریب نادار کا قرض خواہ ہے کہ اسے قید

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، مطلب فی الفرق بین الظن وغلبۃ الظن، ج ۱، ص ۴۶۷.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۹.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، مطلب فی الفرق ... إلخ، ج ۱، ص ۴۶۸، ۴۷۲.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، المرجع السابق، و "خلاصۃ الفتاویٰ"، کتاب الطہارات، ج ۱، ص ۳۳.

کرادے گا یا اس طرف سانپ ہے وہ کاٹ کھائے گا یا شیر ہے کہ پھاڑ کھائے گا یا کوئی بدکار شخص ہے اور یہ عورت یا مرد ہے جس کو اپنی بے آبروئی کا گمان صحیح ہے تو تیمم جائز ہے۔^(۱)

مسئلہ ۱۶: اگر ایسا دشمن ہے کہ ویسے اس سے کچھ نہ بولے گا مگر کہتا ہے کہ وضو کے لیے پانی لو گے تو مار ڈالوں گا یا قید کرادوں گا تو اس صورت میں حکم یہ ہے کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر جب موقع ملے تو وضو کر کے اعادہ کر لے۔^(۲)

مسئلہ ۱۷: قیدی کو قید خانہ والے وضو نہ کرنے دیں تو تیمم کر کے پڑھ لے اور اعادہ کرے اور اگر وہ دشمن یا قید خانہ والے نماز بھی نہ پڑھنے دیں تو اشارہ سے پڑھے پھر اعادہ کرے۔^(۳)

(۵) جنگل میں ڈول رسی نہیں کہ پانی بھرے تو تیمم جائز ہے۔^(۴)

مسئلہ ۱۸: اگر ہمراہی کے پاس ڈول رسی ہے وہ کہتا ہے کہ ٹھہر جا میں پانی بھر کر فارغ ہو کر تجھے دوں گا تو مستحب ہے کہ انتظار کرے اور اگر انتظار نہ کیا اور تیمم کر کے پڑھ لی ہو گئی۔^(۵)

مسئلہ ۱۹: رسی چھوٹی ہے کہ پانی تک نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس کوئی کپڑا (رومال، عمامہ، دوپٹا وغیرہ) ایسا ہے کہ اس کے جوڑنے سے پانی مل جائے گا تو تیمم جائز نہیں۔^(۶)

(۶) پیاس کا خوف یعنی اس کے پاس پانی ہے مگر وضو یا غسل کے صرف میں لائے تو خود یا دوسرا مسلمان یا اپنا یا اس کا جانور اگرچہ وہ کتا جس کا پالنا جائز ہے پیاسا رہ جائے گا اور اپنی یا ان میں کسی کی پیاس خواہ فی الحال موجود ہو یا آئندہ اس کا صحیح اندیشہ ہو کہ وہ راہ ایسی ہے کہ دور تک پانی کا پتا نہیں تو تیمم جائز ہے۔^(۷)

مسئلہ ۲۰: پانی موجود ہے مگر آٹا گوندھنے کی ضرورت ہے جب بھی تیمم جائز ہے شور بے کی ضرورت کے لیے جائز نہیں۔^(۸)

مسئلہ ۲۱: بدن یا کپڑا اس قدر نجس ہے جو مانع جواز نماز ہے اور پانی صرف اتنا ہے کہ چاہے وضو کرے یا اس کو پاک

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۴۴.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۸.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۸.

④ المرجع السابق. ⑤ المرجع السابق. ⑥ المرجع السابق.

⑦ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۸.

و "الدرالمختار"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۴۵.

⑧ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۸.

کر لے دونوں کام نہیں ہو سکتے تو پانی سے اس کو پاک کر لے پھر تیمم کرے اور اگر پہلے تیمم کر لیا اس کے بعد پاک کیا تو اب پھر تیمم کرے کہ پہلا تیمم نہ ہوا۔ (1)

مسئلہ ۲۲: مسافر کو راہ میں کہیں رکھا ہو پانی ملا تو اگر کوئی وہاں ہے تو اس سے دریافت کر لے اگر وہ کہے کہ صرف پینے کے لیے ہے تو تیمم کرے وضو جائز نہیں چاہے کتنا ہی ہو اور اگر اس نے کہا کہ پینے کے لیے بھی ہے اور وضو کے لیے بھی تو تیمم جائز نہیں اور اگر کوئی ایسا نہیں جو بتا سکے اور پانی تھوڑا ہو تو تیمم کرے اور زیادہ ہو تو وضو کرے۔ (2)

(۷) پانی گرا ہونا یعنی وہاں کے حساب سے جو قیمت ہونی چاہیے اس سے دو چند مانگتا ہے تو تیمم جائز ہے اور اگر قیمت میں اتنا فرق نہیں تو تیمم جائز نہیں۔ (3)

مسئلہ ۲۳: پانی مول ملتا ہے اور اس کے پاس حاجت ضروریہ سے زیادہ دام نہیں تو تیمم جائز ہے۔ (4)

(۸) یہ گمان کہ پانی تلاش کرنے میں قافلہ نظروں سے غائب ہو جائے گا یا ریل چھوٹ جائے گی۔ (5)

(۹) یہ گمان کہ وضو یا غسل کرنے میں عیدین کی نماز جاتی رہے گی خواہ یوں کہ امام پڑھ کر فارغ ہو جائے گا یا زوال کا وقت آجائے گا دونوں صورتوں میں تیمم جائز ہے۔ (6)

مسئلہ ۲۴: وضو کر کے عیدین کی نماز پڑھ رہا تھا اثنائے نماز میں بے وضو ہو گیا اور وضو کرے گا تو وقت جاتا رہے گا یا جماعت ہو چکے گی تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ (7)

مسئلہ ۲۵: گہن کی نماز کے لیے بھی تیمم جائز ہے جب کہ وضو کرنے میں گہن کھل جانے یا جماعت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ (8)

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی تیمم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۹.

② ”الفتاویٰ الخانیہ“، کتاب الطہارۃ، باب تیمم، ج ۱، ص ۲۹.

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی تیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۹.

و ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۳، ص ۴۱۴.

④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی تیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۹.

⑤ ”البحر الرائق“، کتاب الطہارۃ، باب تیمم، ج ۱، ص ۲۴۳.

و ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۳، ص ۴۱۷.

⑥ ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، کتاب الطہارۃ، باب تیمم، ج ۱، ص ۴۵۶.

⑦ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی تیمم، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۳۱.

⑧ ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، کتاب الطہارۃ، باب تیمم، ج ۱، ص ۴۵۷.

مسئلہ ۲۶: وضو میں مشغول ہوگا تو ظہر یا مغرب یا عشاء یا جمعہ کی کچھلی سنتوں کا یا نماز چاشت^(۱) کا وقت جاتا رہے گا تو تیمم کر کے پڑھ لے۔^(۲)

(۱۰) غیر ولی کو نماز جنازہ فوت ہو جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے ولی کو نہیں کہ اس کا لوگ انتظار کریں گے اور لوگ بے اس کی اجازت کے پڑھ بھی لیں تو یہ دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔^(۳)

مسئلہ ۲۷: ولی نے جس کو نماز پڑھانے کی اجازت دی ہو اسے تیمم جائز نہیں اور ولی کو اس صورت میں اگر نماز فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے۔ یوہیں اگر دوسرا ولی اس سے بڑھ کر موجود ہے تو اس کے لیے تیمم جائز ہے۔ خوف فوت کے یہ معنی ہیں کہ چاروں تکبیریں جاتی رہنے کا اندیشہ ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ ایک تکبیر بھی مل جائے گی تو تیمم جائز نہیں۔^(۴)

مسئلہ ۲۸: ایک جنازہ کے لیے تیمم کیا اور نماز پڑھی پھر دوسرا جنازہ آیا اگر درمیان میں اتنا وقت ملا کہ وضو کرتا تو کر لیتا مگر نہ کیا اور اب وضو کرے تو نماز ہو چکے گی تو اس کے لیے اب دوبارہ تیمم کرے اور اگر اتنا وقفہ نہ ہو کہ وضو کر سکے تو وہی پہلا تیمم کافی ہے۔^(۵)

مسئلہ ۲۹: سلام کا جواب دینے یا درود شریف وغیرہ وظائف پڑھنے یا سونے یا بے وضو کو مسجد میں جانے یا زبانی قرآن پڑھنے کے لیے تیمم جائز ہے اگرچہ پانی پر قدرت ہو۔

مسئلہ ۳۰: جس پر نہانا فرض ہے اسے بغیر ضرورت مسجد میں جانے کے لیے تیمم جائز نہیں ہاں اگر مجبوری ہو جیسے ڈول رسی مسجد میں ہو اور کوئی ایسا نہیں جو لادے تو تیمم کر کے جائے اور جلد سے جلد لے کر نکل آئے۔^(۶)

① مجتہد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”پانی نہ ہونے کی حالت میں بے وضو نے مسجد میں ذکر کے لیے بیٹھنے بلکہ مسجد میں سونے کے لیے (کہ سرے سے عبادت ہی نہیں) یا پانی ہوتے ہوئے سجدہ تلاوت یا سجدہ شکر یا مس صحف یا باوجود وسعت وقت نماز ہجگانہ یا جمعہ یا جب نے تلاوت قرآن کے لیے تیمم کیا لغو باطل و ناجائز ہوگا کہ ان میں سے کوئی بے بدل فوت نہ ہوتا تھا، یونہی ہماری تحقیق پر تہجد یا چاشت یا چاند گہن کی نماز کے لیے، اگرچہ ان کا وقت جاتا ہو کہ یہ نفل ہیں سنت مؤکدہ نہیں تو باوجود آب (یعنی پانی کی موجودگی میں) زیارت قبور یا عیادت مریض یا سونے کے لیے تیمم بدرجہ اولیٰ لغو ہے۔“ (”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۳، ص ۵۵۷)۔

② ”الدر المختار“ و ”رد المختار“، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۵۷۔

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۳۱۔

④ المرجع السابق، وغیرہ۔

⑤ المرجع السابق۔

⑥ ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۱، ص ۷۹۱۔

مسئلہ ۳۱: مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی ضرورت ہو گئی تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا وہیں فوراً تیمم کر کے نکل آئے (۱) تاخیر حرام ہے۔ (۲)

مسئلہ ۳۲: قرآن مجید چھونے کے لیے یا سجدہ تلاوت یا سجدہ شکر کے لیے تیمم جائز نہیں جب کہ پانی پر قدرت ہو۔ (۳)

مسئلہ ۳۳: وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ وضو یا غسل کرے گا تو نماز قضا ہو جائے گی تو چاہیے کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر وضو یا غسل کر کے اعادہ کرنا لازم ہے۔ (۴)

مسئلہ ۳۴: عورت حیض و نفاس سے پاک ہوئی اور پانی پر قادر نہیں تو تیمم کرے۔ (۵)

مسئلہ ۳۵: مردے کو اگر غسل نہ دے سکیں خواہ اس وجہ سے کہ پانی نہیں یا اس وجہ سے کہ اُس کے بدن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں جیسے اجنبی عورت یا اپنی عورت کہ مرنے کے بعد اسے چھو نہیں سکتا تو اسے تیمم کرایا جائے، غیر محرم کو اگرچہ شوہر ہو عورت کو تیمم کرانے میں کپڑا حائل ہونا چاہیے۔ (۶)

مسئلہ ۳۶: جنب اور حائض اور میت اور بے وضو یہ سب ایک جگہ ہیں اور کسی نے اتنا پانی جو غسل کے لیے کافی ہے لا کر کہا جو چاہے خرچ کرے تو بہتر یہ ہے کہ جنب اس سے نہائے اور مردے کو تیمم کرایا جائے اور دوسرے بھی تیمم کریں اور اگر کہا کہ اس میں تم سب کا حصہ ہے اور ہر ایک کو اس میں اتنا حصہ ملا جو اس کے کام کے لیے پورا نہیں تو چاہیے کہ مردے کے غسل کے لیے اپنا اپنا حصہ دے دیں اور سب تیمم کریں۔ (۷)

مسئلہ ۳۷: دو شخص باپ بیٹے ہیں اور کسی نے اتنا پانی دیا کہ اس سے ایک کا وضو ہو سکتا ہے تو وہ پانی باپ کے صرف

۱..... ہاں جو شخص عین کنارہ مسجد میں ہو کہ پہلے ہی قدم میں خارج ہو جائے جیسے دروازے یا حجرے یا زمین پیش حجرہ (یعنی حجرہ کے سامنے والی زمین) کے متصل سوتا تھا اور احتلام ہوا یا جنابت یا دندرہی اور مسجد میں ایک ہی قدم رکھا تھا، ان صورتوں میں فوراً ایک قدم رکھ کر باہر ہو جائے کہ اس خروج (یعنی نکلنے میں) میں مرور فی المسجد (یعنی مسجد میں چلنا) نہ ہوگا اور جب تک تیمم پورا نہ ہو بحال جنابت (یعنی جنابت کی حالت میں) مسجد میں ٹھہرنا رہے گا۔ (”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۳، ص ۴۸۰)۔

۲..... ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۳، ص ۴۷۹۔

۳..... ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۳، ص ۳۰۵۔

۴..... المرجع السابق، ص ۳۱۰۔

۵..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۴۹۔

۶..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائزۃ، مطلب فی قراءۃ عند المیت، ج ۳، ص ۱۰۵، ۱۱۰۔

۷..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۷۴۔

میں آنا چاہیے۔ (۱)

مسئلہ ۳۸: اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ نہ پانی ملتا ہے نہ پاک مٹی کہ تیمم کرے تو اسے چاہیے کہ وقت نماز میں نماز کی سی صورت بنائے یعنی تمام حرکات نماز بلا نیت نماز بجالائے۔

مسئلہ ۳۹: کوئی ایسا ہے کہ وضو کرتا تو پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہیں اور تیمم کرے تو نہیں تو اسے لازم ہے کہ تیمم کرے۔ (۲)

مسئلہ ۴۰: اتنا پانی ملا جس سے وضو ہو سکتا ہے اور اسے نہانے کی ضرورت ہے تو اس پانی سے وضو کر لینا چاہیے اور غسل کے لیے تیمم کرے۔ (۳)

مسئلہ ۴۱: تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے کسی ایسی چیز پر جو زمین کی قسم سے ہو مار کر لوٹ لیں اور زیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں اور اس سے سارے منہ کا مسح کریں پھر دوسری مرتبہ یوہیں کریں اور دونوں ہاتھوں کا ناخن سے کہنیوں سمیت مسح کریں۔ (۴)

مسئلہ ۴۲: وضو اور غسل دونوں کا تیمم ایک ہی طرح ہے۔ (۵)

مسئلہ ۴۳: تیمم میں تین فرض ہیں:

(۱) نیت: اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تیمم نہ ہوگا۔ (۶)

مسئلہ ۴۴: کافر نے اسلام لانے کے لیے تیمم کیا اس سے نماز جائز نہیں کہ وہ اس وقت نیت کا اہل نہ تھا بلکہ اگر قدرت پانی پر نہ ہو تو سرے سے تیمم کرے۔ (۷)

مسئلہ ۴۵: نماز اس تیمم سے جائز ہوگی جو پاک ہونے کی نیت یا کسی ایسی عبادت مقصودہ کے لیے کیا گیا ہو جو بلا طہارت جائز نہ ہو تو اگر مسجد میں جانے یا نکلنے یا قرآن مجید چھونے یا اذان و اقامت (یہ سب عبادت مقصودہ نہیں) یا سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے یا زیارت قبور یا دفن میت یا بے وضو قرآن مجید پڑھنے (ان سب کے لیے طہارت شرط نہیں)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۳۰.

۲..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۳۱.

۳..... "الفتاویٰ التاتاریخانیہ"، کتاب الطہارۃ، الفصل الخامس فی التیمم، ج ۱، ص ۲۵۵.

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۳۰.

۵..... "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ص ۲۸.

۶..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۳، ص ۳۷۳.

۷..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶.

کے لیے تیمم کیا ہو تو اس سے نماز جائز نہیں بلکہ جس کے لیے کیا گیا اس کے سوا کوئی عبادت بھی جائز نہیں۔^(۱)
مسئلہ ۴۶: جنب نے قرآن مجید پڑھنے کے لیے تیمم کیا ہو تو اس سے نماز پڑھ سکتا ہے سجدہ شکر کی نیت سے جو تیمم کیا ہو اس سے نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۴۷: دوسرے کو تیمم کا طریقہ بتانے کے لیے جو تیمم کیا اس سے بھی نماز جائز نہیں۔^(۲)
مسئلہ ۴۸: نماز جنازہ یا عیدین یا سنتوں کے لیے اس غرض سے تیمم کیا ہو کہ وضو میں مشغول ہوگا تو یہ نمازیں فوت ہو جائیں گی تو اس تیمم سے اس خاص نماز کے سوا کوئی دوسری نماز جائز نہیں۔^(۳)
مسئلہ ۴۹: نماز جنازہ یا عیدین کے لیے تیمم اس وجہ سے کیا کہ بیمار تھا یا پانی موجود نہ تھا تو اس سے فرض نماز اور دیگر عبادتیں سب جائز ہیں۔

مسئلہ ۵۰: سجدہ تلاوت کے تیمم سے بھی نمازیں جائز ہیں۔^(۴)
مسئلہ ۵۱: جس پر نہانا فرض ہے اسے یہ ضرور نہیں کہ غسل اور وضو دونوں کے لیے دو تیمم کرے بلکہ ایک ہی میں دونوں کی نیت کر لے دونوں ہو جائیں گے اور اگر صرف غسل یا وضو کی نیت کی جب بھی کافی ہے۔
مسئلہ ۵۲: بیمار یا بے دست و پا اپنے آپ تیمم نہیں کر سکتا تو اسے کوئی دوسرا شخص تیمم کرا دے اور اس وقت تیمم کرانے والے کی نیت کا اعتبار نہیں بلکہ اس کی نیت چاہئے جسے کرایا جا رہا ہے۔^(۵)
(۲) سارے مونہ پر ہاتھ پھیرنا: اس طرح کہ کوئی حصہ باقی رہ نہ جائے اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تیمم نہ ہوا۔^(۶)

مسئلہ ۵۳: داڑھی اور مونچھوں اور بھوؤں کے بالوں پر ہاتھ پھر جانا ضروری ہے۔ مونہ کہاں سے کہاں تک ہے اس کو ہم نے وضو میں بیان کر دیا بھوؤں کے نیچے اور آنکھوں کے اوپر جو جگہ ہے اور ناک کے حصہ زیریں کا خیال رکھیں کہ اگر خیال نہ رکھیں گے تو ان پر ہاتھ نہ پھرے گا اور تیمم نہ ہوگا۔^(۷)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶.

۲..... المرجع السابق. ۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۵۵، ۴۵۸.

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶.

۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶.

۶..... "الدرالمختار"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۴۸.

۷..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶.

مسئلہ ۵۴: عورت ناک میں پھول پہنے ہو تو نکال لے ورنہ پھول کی جگہ باقی رہ جائے گی اور نکتہ پہنے ہو جب بھی خیال رکھے کہ نکتہ کی وجہ سے کوئی جگہ باقی تو نہیں رہی۔

مسئلہ ۵۵: نکتوں کے اندر مسح کرنا کچھ درکار نہیں۔

مسئلہ ۵۶: ہونٹ کا وہ حصہ جو عادتاً منہ بند ہونے کی حالت میں دکھائی دیتا ہے اس پر بھی مسح ہو جانا ضروری ہے تو اگر کسی نے ہاتھ پھیرتے وقت ہونٹوں کو زور سے دبایا کہ کچھ حصہ باقی رہ گیا تیمم نہ ہوا۔ یوہیں اگر زور سے آنکھیں بند کر لیں جب بھی تیمم نہ ہوگا۔

مسئلہ ۵۷: مونچھ کے بال اتنے بڑھ گئے کہ ہونٹ چھپ گیا تو ان بالوں کو اٹھا کر ہونٹ پر ہاتھ پھیرے، بالوں پر ہاتھ پھیرنا کافی نہیں۔

(۳) دونوں ہاتھ کا گہنیوں سمیت مسح کرنا: اس میں بھی یہ خیال رہے کہ ذرہ برابر باقی نہ رہے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

مسئلہ ۵۸: انگوٹھی چھلے پہنے ہو تو انھیں اتار کر ان کے نیچے ہاتھ پھیرنا فرض ہے۔^(۱) عورتوں کو اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ کنگن چوڑیاں جتنے زیور ہاتھ میں پہنے ہو سب کو ہٹا کر یا اتار کر جلد کے ہر حصہ پر ہاتھ پہنچائے اس کی احتیاطیں وضو سے بڑھ کر ہیں۔

مسئلہ ۵۹: تیمم میں سر اور پاؤں کا مسح نہیں۔

مسئلہ ۶۰: ایک ہی مرتبہ ہاتھ مار کر منہ اور ہاتھوں پر مسح کر لیا تیمم نہ ہوا ہاں اگر ایک ہاتھ سے سارے منہ کا مسح کیا اور دوسرے سے ایک ہاتھ کا اور ایک ہاتھ جونچ رہا اُس کے لیے پھر ہاتھ مارا اور اس پر مسح کر لیا تو ہو گیا مگر خلافِ سنت ہے۔^(۲)

مسئلہ ۶۱: جس کے دونوں ہاتھ یا ایک پہنچے سے کٹا ہو تو گہنیوں تک جتنا باقی رہ گیا اُس پر مسح کرے اور اگر گہنیوں سے اوپر تک کٹ گیا تو اسے بقیہ ہاتھ پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں پھر بھی اگر اس جگہ پر جہاں سے کٹ گیا ہے مسح کر لے تو بہتر ہے۔^(۳)

مسئلہ ۶۲: کوئی لٹھا ہے یا اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہیں اور کوئی ایسا نہیں جو اسے تیمم کرا دے تو وہ اپنے ہاتھ اور رخسار جہاں تک ممکن ہو زمین یا دیوار سے مس کرے اور نماز پڑھے مگر وہ ایسی حالت میں امامت نہیں کر سکتا۔ ہاں اس جیسا کوئی

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶۔

②..... المرجع السابق۔

③..... المرجع السابق۔

اور بھی ہے تو اس کی امامت کر سکتا ہے۔^(۱)

مسئلہ ۶۳: تیمم کے ارادے سے زمین پر لوٹنا اور مونہ اور ہاتھوں پر جہاں تک ضرور ہے ہر ذرہ پر گرد لگ گئی تو ہو گیا ورنہ نہیں اور اس صورت میں مونہ اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لینا چاہیے۔^(۲)

تیمم کی سنتیں

(۱) بسم اللہ کہنا۔

(۲) ہاتھوں کو زمین پر مارنا۔

(۳) انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا۔

(۴) ہاتھوں کو جھاڑ لینا یعنی ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مارنا نہ اس طرح کہ تالی کی سی آواز نکلے۔

(۵) زمین پر ہاتھ مار کر لوٹ دینا۔

(۶) پہلے مونہ پھر ہاتھ کا مسح کرنا۔

(۷) دونوں کا مسح پے در پے ہونا۔

(۸) پہلے داہنے ہاتھ پھر بائیں کا مسح کرنا۔

(۹) داڑھی کا خلال کرنا اور

(۱۰) انگلیوں کا خلال جب کہ غبار پہنچ گیا ہو اور اگر غبار نہ پہنچا مثلاً پتھر وغیرہ کسی ایسی چیز پر ہاتھ مارا جس پر غبار نہ ہو تو

خلال فرض ہے۔ ہاتھوں کے مسح میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سروں سے کہنی تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے دہنے کے پیٹ کو مس کرتا ہوا گئے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے دہنے انگوٹھے کی پشت کا مسح کرے یوں داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے اور ایک دم سے پوری ہتھیلی اور انگلیوں سے مسح کر لیا تیمم ہو گیا خواہ کہنی سے انگلیوں کی طرف لایا یا انگلیوں سے کہنی کی طرف لے گیا مگر پہلی

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶، وغیرہ۔

② المرجع السابق۔

صورت میں خلاف سنت ہوا۔⁽¹⁾

مسئلہ ۱: اگر مسح کرنے میں صرف تین انگلیاں کام میں لایا جب بھی ہو گیا اور اگر ایک یا دو سے مسح کیا تیمم نہ ہوا اگرچہ تمام عضو پر ان کو پھیر لیا ہو۔

مسئلہ ۲: تیمم ہوتے ہوئے دوبارہ تیمم نہ کرے۔⁽²⁾

مسئلہ ۳: خلال کے لیے ہاتھ مارنا ضروری نہیں۔⁽³⁾

کس چیز سے تیمم جائز ہے اور کس سے نہیں

مسئلہ ۱: تیمم اسی چیز سے ہو سکتا ہے جو جنس زمین سے ہو اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمم جائز نہیں۔⁽⁴⁾

مسئلہ ۲: جس مٹی سے تیمم کیا جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی نہ اس پر کسی نجاست کا اثر ہو نہ یہ ہو کہ محض خشک

ہونے سے اثر نجاست جاتا رہا ہو۔⁽⁵⁾

مسئلہ ۳: جس چیز پر نجاست گری اور سوکھ گئی اس سے تیمم نہیں کر سکتے اگرچہ نجاست کا اثر باقی نہ ہو البتہ نماز اس پر

پڑھ سکتے ہیں۔⁽⁶⁾

مسئلہ ۴: یہ وہم کہ کبھی نجس ہوئی ہوگی فضول ہے اس کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۵: جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے اس سے تیمم

جائز ہے۔ ریتا، چونا، سرمہ، ہر تال، گندھک، مردہ سنگ، گیرو، پتھر، زبرجد، فیروزہ، عقیق، زمرد وغیرہ جواہر سے تیمم جائز ہے

اگرچہ ان پر غبار نہ ہو۔⁽⁷⁾

۱..... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۳۷-۴۳۹.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۳۰، وغیرہ.

۲..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۳، ص ۳۷۶.

۳..... "البحر الرائق"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۲۵۳.

۴..... "خلاصۃ الفتاویٰ"، کتاب الطہارات، الفصل الخامس فی التیمم، ج ۱، ص ۳۵.

۵..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶.

۶..... المرجع السابق، ص ۲۷، وغیرہ.

۷..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶-۲۷.

مسئلہ ۶: پکی اینٹ چینی یا مٹی کے برتن سے جس پر کسی ایسی چیز کی رنگت ہو جو جنس زمین سے ہے۔ جیسے گيرو (1) گھر یا (2) مٹی یا وہ چیز جس کی رنگت جنس زمین سے تو نہیں مگر برتن پر اس کا جرم نہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں اس سے تیمم جائز ہے اور اگر جنس زمین سے نہ ہو اور اس کا جرم برتن پر ہو تو جائز نہیں۔

مسئلہ ۷: شورہ جو ہنوز پانی میں ڈال کر صاف نہ کیا گیا ہو اس سے تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔ (3)

مسئلہ ۸: جو نمک پانی سے بنتا ہے اس سے تیمم جائز نہیں اور جو کان سے نکلتا ہے جیسے سیندھانمک اس سے جائز ہے۔ (4)

مسئلہ ۹: جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جاتی ہو جیسے لکڑی، گھاس وغیرہ یا پگھل جاتی یا نرم ہو جاتی ہو جیسے چاندی، سونا، تانبا، پتیل، لوہا وغیرہ دھاتیں وہ زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمم جائز نہیں۔ ہاں یہ دھاتیں اگر کان سے نکال کر پگھلائی نہ گئیں کہ ان پر مٹی کے اجزاء ہنوز باقی ہیں تو ان سے تیمم جائز ہے اور اگر پگھلا کر صاف کر لی گئیں اور ان پر اتنا غبار ہے کہ ہاتھ مارنے سے اس کا اثر ہاتھ میں ظاہر ہوتا ہے تو اس غبار سے تیمم جائز ہے، ورنہ نہیں۔ (5)

مسئلہ ۱۰: غلہ، گیہوں، جو وغیرہ اور لکڑی یا گھاس اور شیشہ پر غبار ہو تو اس غبار سے تیمم جائز ہے جب کہ اتنا ہو کہ ہاتھ میں لگ جاتا ہو ورنہ نہیں۔ (6)

مسئلہ ۱۱: مشک و عنبر، کافور، لوبان سے تیمم جائز نہیں۔ (7)

مسئلہ ۱۲: موتی اور سیپ اور گھونگے سے تیمم جائز نہیں اگرچہ پے ہوں اور ان چیزوں کے پونے سے بھی ناجائز۔ (8)

مسئلہ ۱۳: راکھ اور سونے چاندی فولاد وغیرہ کے کشتوں سے بھی جائز نہیں۔ (9)

مسئلہ ۱۴: زمین یا پتھر جل کر سیاہ ہو جائے اس سے تیمم جائز ہے یو ہیں اگر پتھر جل کر راکھ ہو جائے اس سے بھی جائز ہے۔ (10)

..... ۱ ایک قسم کی لال مٹی۔ ۲ ایک قسم کی سفید مٹی۔

..... ۳ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶۔

..... ۴ المرجع السابق، ص ۲۷۔ ۵ المرجع السابق۔

..... ۶ المرجع السابق۔ ۷ المرجع السابق۔

..... ۸ "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۳، ص ۶۵۷۔ ۹ المرجع السابق، ص ۶۵۶۔

..... ۱۰ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۷، وغیرہ۔

مسئلہ ۱۵: اگر خاک میں راکھ مل جائے اور خاک زیادہ ہو تو تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔^(۱)

مسئلہ ۱۶: زرد، سرخ، سبز، سیاہ رنگ کی مٹی سے تیمم جائز ہے^(۲) مگر جب رنگ چھوٹ کر ہاتھ مونہ کو رنگین کر دے تو بغیر ضرورت شدیدہ اس سے تیمم کرنا جائز نہیں اور کر لیا تو ہو گیا۔

مسئلہ ۱۷: بھگی مٹی سے تیمم جائز ہے جب کہ مٹی غالب ہو۔^(۳)

مسئلہ ۱۸: مسافر کا ایسی جگہ گزر ہوا کہ سب طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے اور پانی نہیں پاتا کہ وضو یا غسل کرے اور کپڑے میں بھی غبار نہیں تو اسے چاہیے کہ کپڑا کیچڑ میں سان کر سکھالے اور اس سے تیمم کرے اور اگر وقت جاتا ہو تو مجبوری کو کیچڑ ہی سے تیمم کر لے جب کہ مٹی غالب ہو۔^(۴)

مسئلہ ۱۹: گدے اور درری وغیرہ میں غبار ہے تو اس سے تیمم کر سکتا ہے اگرچہ وہاں مٹی موجود ہو جب کہ غبار اتنا ہو کہ ہاتھ پھیرنے سے انگلیوں کا نشان بن جائے۔^(۵)

مسئلہ ۲۰: نجس کپڑے میں غبار ہو اس سے تیمم جائز نہیں ہاں اگر اس کے سُکھنے کے بعد غبار پڑا تو جائز ہے۔^(۶)

مسئلہ ۲۱: مکان بنانے یا گرانے میں یا کسی اور صورت سے مونہ اور ہاتھوں پر گرد پڑی اور تیمم کی نیت سے مونہ اور ہاتھوں پر مسح کر لیا تیمم ہو گیا۔^(۷)

مسئلہ ۲۲: گچ کی دیوار پر تیمم جائز ہے۔^(۸)

مسئلہ ۲۳: مصنوعی مُردہ سنگ سے تیمم جائز نہیں۔^(۹)

مسئلہ ۲۴: مونگے یا اس کی راکھ سے تیمم جائز نہیں۔^(۱۰)

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۷.

② المرجع السابق.

③ المرجع السابق.

④ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۳، ص ۳۰۲.

⑤ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۷.

⑥ المرجع السابق.

⑦ "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۵۳.

⑧ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۳، ص ۶۵۴.

⑨ "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۵۲.

⑩ مرجان (یعنی مونگے) سے تیمم کرنے کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے فتاویٰ رضویہ، جلد ۳ صفحہ 684 تا 688 ملاحظہ فرمائیے۔

مسئلہ ۲۵: جس جگہ سے ایک نے تیمم کیا دوسرا بھی کر سکتا ہے یہ جو مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمم ناجائز یا

مکروہ ہے غلط ہے۔^(۱)

مسئلہ ۲۶: تیمم کے لیے ہاتھ زمین پر مارا اور مسح سے پہلے ہی تیمم ٹوٹنے کا کوئی سبب پایا گیا تو اس سے تیمم نہیں

کر سکتا۔^(۲)

تیمم کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

مسئلہ ۱: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہے گا اور علاوہ ان کے پانی پر

قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔^(۳)

مسئلہ ۲: مریض نے غسل کا تیمم کیا تھا اور اب اتنا تندرست ہو گیا کہ غسل سے ضرر نہ پہنچے گا تیمم جاتا رہا۔^(۴)

مسئلہ ۳: کسی نے غسل اور وضو دونوں کے لیے ایک ہی تیمم کیا تھا پھر وضو توڑنے والی کوئی چیز پائی گئی یا اتنا پانی پایا

کہ جس سے صرف وضو کر سکتا ہے یا بیمار تھا اور اب اتنا تندرست ہو گیا کہ وضو نقصان نہ کرے گا اور غسل سے ضرر ہوگا تو صرف

وضو کے حق میں تیمم جاتا رہا غسل کے حق میں باقی ہے۔^(۵)

مسئلہ ۴: جس حالت میں تیمم ناجائز تھا اگر وہ بعد تیمم پائی گئی تیمم ٹوٹ گیا جیسے تیمم والے کا ایسی جگہ گذر ہوا کہ وہاں

سے ایک میل کے اندر پانی ہے تو تیمم جاتا رہا۔ یہ ضرور نہیں کہ پانی کے پاس ہی پہنچ جائے۔

مسئلہ ۵: اتنا پانی ملا کہ وضو کے لیے کافی نہیں ہے یعنی ایک مرتبہ مونہ اور ایک مرتبہ دونوں ہاتھ پاؤں نہیں

دھو سکتا تو وضو کا تیمم نہیں ٹوٹا اور اگر ایک ایک مرتبہ دھو سکتا ہے تو جاتا رہا۔ یوں غسل کے تیمم کرنے والے کو اتنا پانی ملا جس سے

غسل نہیں ہو سکتا تو تیمم نہیں گیا۔^(۶)

①..... "منیة المصلي"، بیان التیمم و طہارة الأرض، ص ۵۸.

و "الفتاویٰ الرضویة"، ج ۳، ص ۷۳۸.

②..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الطہارة، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶.

③..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الطہارة، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۹.

④..... المرجع السابق.

⑤..... المرجع السابق.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الطہارة، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۰.

و "الدر المختار" و "رد المختار"، کتاب الطہارة، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۷۸.

مسئلہ ۶: ایسی جگہ گزرا کہ وہاں سے پانی قریب ہے مگر پانی کے پاس شیر یا سانپ یا دشمن ہے جس سے جان یا مال یا آبرو کا صحیح اندیشہ ہے یا قافلہ انتظار نہ کرے گا اور نظروں سے غائب ہو جائے گا یا سواری سے اتر نہیں سکتا جیسے ریل یا گھوڑا کہ اس کے روکے نہیں رکتا یا گھوڑا ایسا ہے کہ اترنے تو دے گا مگر پھر چڑھنے نہ دے گا یا یہ اتنا کمزور ہے کہ پھر چڑھ نہ سکے گا یا کونیں میں پانی ہے اور اس کے پاس ڈول رستی نہیں تو ان سب صورتوں میں تیمم نہیں ٹوٹا۔^(۱)

مسئلہ ۷: پانی کے پاس سے سوتا ہوا گذرا تیمم نہیں ٹوٹا۔^(۲) ہاں اگر تیمم وضو کا تھا اور نیند اس حد کی ہے جس سے وضو جاتا رہے تو بیشک تیمم جاتا رہا مگر نہ اس وجہ سے کہ پانی پر گذرا بلکہ سو جانے سے اور اگر اونگھتا ہوا پانی پر گذرا اور پانی کی اطلاع ہو گئی تو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۸: پانی پر گزرا اور اپنا تیمم یا دشمن جب بھی تیمم جاتا رہا۔^(۳)

مسئلہ ۹: نماز پڑھتے میں گدھے یا خچر کا جھوٹا پانی دیکھا تو نماز پوری کرے پھر اس سے وضو کرے پھر تیمم کرے اور نماز لوٹائے۔

مسئلہ ۱۰: نماز پڑھتا تھا اور دور سے ریتا چمکتا ہوا دکھائی دیا اور اُسے پانی سمجھ کر ایک قدم بھی چلا پھر معلوم ہوا ریتا ہے نماز فاسد ہو گئی مگر تیمم نہ گیا۔

مسئلہ ۱۱: چند شخص تیمم کیے ہوئے تھے کسی نے ان کے پاس ایک وضو کے لائق پانی لا کر کہا جس کا جی چاہے اس سے وضو کر لے سب کا تیمم جاتا رہے گا اور اگر وہ سب نماز میں تھے تو نماز بھی سب کی گئی اور اگر یہ کہا کہ تم سب اس سے وضو کر لو تو کسی کا بھی تیمم نہ ٹوٹے گا۔^(۵) یوہیں اگر یہ کہا کہ میں نے تم سب کو اس پانی کا مالک کیا جب بھی تیمم نہ گیا۔

مسئلہ ۱۲: پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا اب پانی ملا تو ایسا بیمار ہو گیا کہ پانی نقصان کرے گا تو پہلا تیمم جاتا رہا اب بیماری کی وجہ سے پھر تیمم کرے یوہیں بیماری کی وجہ سے تیمم کیا اب اچھا ہوا تو پانی نہیں ملتا جب بھی نیا تیمم کرے۔^(۶)

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۰، وغیرہ۔

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۰۔

③ المرجع السابق۔

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۰۔

⑥ المرجع السابق، ص ۲۹ - ۳۰۔

مسئلہ ۱۳: کسی نے غُسل کیا مگر تھوڑا سا بدن سوکھا رہ گیا یعنی اس پر پانی نہ بہا اور پانی بھی نہیں کہ اسے دھولے اب غُسل کا تیمم کیا پھر بے وضو ہوا اور وضو کا بھی تیمم کیا پھر اسے اتنا پانی ملا کہ وضو بھی کر لے اور وہ سوکھی جگہ بھی دھولے تو دونوں تیمم وضو اور غُسل کے جاتے رہے اور اگر اتنا پانی ملا کہ نہ اس سے وضو ہو سکتا ہے نہ وہ جگہ دھل سکتی ہے تو دونوں تیمم باقی ہیں اور اس پانی کو اس خشک حصہ کے دھونے میں صرف کرے جتنا دھل سکے اور اگر اتنا ملا کہ وضو ہو سکتا ہے اور خشکی کے لیے کافی نہیں تو وضو کا تیمم جاتا رہا اس سے وضو کرے اور اگر صرف خشک حصہ کو دھو سکتا ہے اور وضو نہیں کر سکتا تو غُسل کا تیمم جاتا رہا، وضو کا باقی ہے اس پانی کو اس کے دھونے میں صرف کرے اور اگر ایک کر سکتا ہے چاہے وضو کرے چاہے اسے دھولے تو غُسل کا تیمم جاتا رہا اس سے اس جگہ کو دھولے اور وضو کا تیمم باقی ہے۔^(۱)

موزوں پر مسح کا بیان

حدیث ۱: امام احمد و ابوداؤد نے مُغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور بھول گئے فرمایا: ”بلکہ تُو بھولا میرے رب عزوجل نے اسی کا حکم دیا۔“^(۲)

حدیث ۲: دارقطنی نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسافر کو تین دن، تین راتیں اور مقیم کو ایک دن رات موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی، جب کہ طہارت کے ساتھ پہننے ہوں۔^(۳)

حدیث ۳: ترمذی و نسائی صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، جب ہم مسافر ہوتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم فرماتے کہ تین دن راتیں ہم موزے نہ اتاریں مگر بوجہ جنابت کے، لیکن پاخانہ اور پیشاب اور سونے کے بعد نہیں۔^(۴)

حدیث ۴: ابوداؤد نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر دین اپنی رائے سے ہوتا تو موزے کا تلا، بہ نسبت اوپر کے مسح میں بہتر ہوتا۔^(۵)

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۹.

② ”سنن أبی داود“، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین الحدیث: ۱۵۶، ج ۱، ص ۸۶.

③ ”سنن الدار قطنی“، کتاب الطہارۃ، باب الرخصة فی المسح علی الخفین... إلخ، الحدیث: ۷۳۷، ج ۱، ص ۲۷۰.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین للمسافر... إلخ، الحدیث: ۹۶، ج ۱، ص ۱۵۳.

⑤ ”سنن أبی داود“، کتاب الطہارۃ، باب کیف المسح، الحدیث: ۱۶۲، ج ۱، ص ۸۸.

حدیث ۵: ابو داؤد و ترمذی راوی کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ موزوں کی پشت پر مسح فرماتے۔^(۱)

موزوں پر مسح کرنے کے مسائل

جو شخص موزہ پہنے ہوئے ہو وہ اگر وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کرے جائز ہے اور بہتر پاؤں دھونا ہے بشرطیکہ مسح جائز سمجھے۔ اور اس کے جواز میں بکثرت حدیثیں آئی ہیں جو قریب قریب تو اتر کے ہیں، اسی لیے امام کرنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو اس کو جائز نہ جانے اس کے کافر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ امام شیخ الاسلام فرماتے ہیں جو اسے جائز نہ مانے گمراہ ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہلسنت و جماعت کی علامت دریافت کی گئی فرمایا:

تَفْضِيلُ الشَّيْخَيْنِ وَحُبُّ الْخَتَنِينِ وَمَسْحُ الْخُفَيْنِ

یعنی حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق و امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام صحابہ سے بزرگ جاننا اور امیر المومنین عثمان غنی و امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھنا اور موزوں پر مسح کرنا۔^(۲) اور ان تینوں باتوں کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ حضرت کوفہ میں تشریف فرما تھے اور وہاں رافضیوں ہی کی کثرت تھی تو وہی علامات ارشاد فرمائیں جو ان کا رد ہیں۔ اس روایت کے یہ معنی نہیں کہ صرف ان تین باتوں کا پایا جانا سستی ہونے کے لیے کافی ہے۔ علامت شے میں پائی جاتی ہے، شے لازم علامت نہیں ہوتی جیسے حدیث صحیح بخاری شریف میں وہابیہ کی علامت فرمائی: ((سِيمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ)) ان کی علامت سر منڈانا ہے۔^(۳) اس کے یہ معنی نہیں کہ سر منڈانا ہی وہابی ہونے کے لیے کافی ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں اس کے جواز پر کچھ خدشہ نہیں کہ اس میں چالیس صحابہ سے مجھ کو حدیثیں پہنچیں۔^(۴)

مسئلہ ۱: جس پر غسل فرض ہے وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا۔^(۵)

مسئلہ ۲: عورتیں بھی مسح کر سکتی ہیں^(۶) مسح کرنے کے لیے چند شرطیں ہیں:

- ① "جامع الترمذی"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في المسح على الخفين ظاهرهما، الحديث: ۹۸، ج ۱، ص ۱۵۵.
- ② "غنية المتملی"، فصل في المسح على الخفين، ص ۱۰۴.
- ③ "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قراءة الفاجر... إلخ، الحديث: ۷۵۶۲، ج ۴، ص ۵۹۹.
- ④ "غنية المتملی"، فصل في المسح على الخفين، ص ۱۰۴.
- ⑤ "الدر المختار"، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ج ۱، ص ۴۹۵.
- ⑥ "الفتاوى الهندية"، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۳۶.

(۱) موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر دو ایک انگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے، ایڑی نہ کھلی ہو۔

(۲) پاؤں سے چپٹا ہو، کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں۔

(۳) چڑے کا ہو یا صرف تلا چڑے کا اور باقی کسی اور دبیز چیز کا جیسے کرچ وغیرہ۔

مسئلہ ۳: ہندوستان میں جو عموماً سوتی یا اونی موزے پہنے جاتے ہیں اُن پر مسح جائز نہیں ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔^(۱)

(۴) وضو کر کے پہنا ہو یعنی پہننے کے بعد اور حدث سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص با وضو ہو خواہ پورا وضو کر کے پہنے یا صرف پاؤں دھو کر پہنے بعد میں وضو پورا کر لیا۔

مسئلہ ۴: اگر پاؤں دھو کر موزے پہن لیے اور حدث سے پہلے مونہ ہاتھ دھو لیے اور سر کا مسح کر لیا تو بھی مسح جائز ہے اور اگر صرف پاؤں دھو کر پہنے اور بعد پہننے کے وضو پورا نہ کیا اور حدث ہو گیا تو اب وضو کرتے وقت مسح جائز نہیں۔

مسئلہ ۵: بے وضو موزہ پہن کر پانی میں چلا کہ پاؤں دھل گئے اب اگر حدث سے پیشتر باقی اعضائے وضو دھو لیے اور سر کا مسح کر لیا تو مسح جائز ہے ورنہ نہیں۔^(۲)

مسئلہ ۶: وضو کر کے ایک ہی پاؤں میں موزہ پہنا اور دوسرا نہ پہنا، یہاں تک کہ حدث ہوا تو اس ایک پر بھی مسح جائز نہیں دونوں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔

مسئلہ ۷: تیمم کر کے موزے پہنے گئے تو مسح جائز نہیں۔^(۳)

مسئلہ ۸: معذور کو صرف اس ایک وقت کے اندر مسح جائز ہے جس وقت میں پہنا ہو۔ ہاں اگر پہننے کے بعد اور حدث

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۴، ص ۳۴۵.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۳.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۳.

سے پہلے عذر جاتا رہا تو اس کے لیے وہ مدت ہے جو تندرست کے لیے ہے۔

(۵) نہ حالت جنابت میں پہنانا نہ بعد پہننے کے جب ہوا ہو۔

مسئلہ ۹: جب نے جنابت کا تیمم کیا اور وضو کر کے موزہ پہنا تو مسح کر سکتا ہے مگر جب جنابت کا تیمم جاتا رہا تو اب مسح جائز نہیں۔^(۱)

مسئلہ ۱۰: جب نے غسل کیا مگر تھوڑا سا بدن خشک رہ گیا اور موزے پہن لیے اور قبل حدث کے اس جگہ کو دھو ڈالا تو مسح جائز ہے اور اگر وہ جگہ اعضائے وضو میں دھونے سے رہ گئی تھی اور قبل دھونے کے حدث ہوا تو مسح جائز نہیں۔^(۲)

(۶) مدت کے اندر ہوا اور اس کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے واسطے تین دن اور تین راتیں۔^(۳)

مسئلہ ۱۱: موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ جو حدث ہوا اس وقت سے اس کا شمار ہے مثلاً صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلی بار حدث ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مسح کرے اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک۔^(۴)

مسئلہ ۱۲: مقیم کو ایک دن رات پورا نہ ہوا تھا کہ سفر کیا تو اب ابتداءً حدث سے تین دن، تین راتوں تک مسح کر سکتا ہے اور مسافر نے اقامت کی نیت کر لی تو اگر ایک دن رات پورا کر چکا ہے مسح جاتا رہا اور پاؤں دھونا فرض ہو گیا۔ اور نماز میں تھا تو نماز جاتی رہی اور اگر چوبیس گھنٹے پورے نہ ہوئے تو جتنا باقی ہے پورا کر لے۔

(۷) کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا نہ ہو یعنی چلنے میں تین انگلی بدن ظاہر نہ ہوتا ہو اور اگر تین انگلی پھٹا ہو اور بدن تین انگلی سے کم دکھائی دیتا ہے تو مسح جائز ہے اور اگر دونوں تین تین انگلی سے کم پھٹے ہوں اور مجموعہ تین انگلی یا زیادہ ہے تو بھی مسح ہو سکتا ہے۔ سلائی کھل جائے جب بھی یہی حکم ہے کہ ہر ایک میں تین انگلی سے کم ہے تو جائز ورنہ نہیں۔^(۵)

مسئلہ ۱۳: موزہ پھٹ گیا یا سیون کھل گئی اور ویسے پہنے رہنے کی حالت میں تین انگلی پاؤں ظاہر نہیں ہوتا مگر چلنے میں تین انگلی دکھائی دے تو اس پر مسح جائز نہیں۔^(۶)

مسئلہ ۱۴: ایسی جگہ پھٹا یا سیون کھلی کہ انگلیاں خود دکھائی دیں، تو چھوٹی بڑی کا اعتبار نہیں بلکہ تین انگلیاں ظاہر ہوں۔^(۷)

۱..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۳.

۲..... المرجع السابق.

۳..... المرجع السابق.

۴..... المرجع السابق.

۵..... المرجع السابق.

۶..... المرجع السابق.

۷..... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۵: ایک موزہ چند جگہ کم سے کم اتنا پھٹ گیا ہو کہ اس میں سوتا لی جاسکے اور ان سب کا مجموعہ تین انگل سے کم ہے تو مسح جائز ہے ورنہ نہیں۔^(۱)

مسئلہ ۱۶: ٹخنے سے اوپر کتنا ہی پھٹا ہو اس کا اعتبار نہیں۔^(۲)

مسح کا طریقہ: یہ ہے کہ دھننے ہاتھ کی تین انگلیاں، دھننے پاؤں کی پشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کی پشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کم سے کم بقدر تین انگل کے کھینچ لی جائے اور سنت یہ ہے کہ پنڈلی تک پہنچائے۔^(۳)

مسئلہ ۱۷: انگلیوں کا تر ہونا ضروری ہے، ہاتھ دھونے کے بعد جو تری باقی رہ گئی اس سے مسح جائز ہے اور سر کا مسح کیا اور ہنوز ہاتھ میں تری موجود ہے تو یہ کافی نہیں بلکہ پھر نئے پانی سے ہاتھ تر کر لے کچھ حصہ ہتھیلی کا بھی شامل ہو تو خرَج نہیں۔^(۴)

مسئلہ ۱۸: مسح میں فرض دو ہیں:

(۱) ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا۔

(۲) موزے کی پٹھ پر ہونا^(۵)۔

مسئلہ ۱۹: ایک پاؤں کا مسح بقدر دو انگل کے کیا اور دوسرے کا چار انگل تو مسح نہ ہوا۔

مسئلہ ۲۰: موزے کے تلے یا کروٹوں یا ٹخنے یا پنڈلی یا ایڑی پر مسح کیا تو مسح نہ ہوا۔

مسئلہ ۲۱: پوری تین انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرنا اور پنڈلی تک کھینچنا اور مسح کرتے وقت انگلیاں کھلی رکھنا سنت ہے۔^(۶)

مسئلہ ۲۲: انگلیوں کی پشت سے مسح کیا یا پنڈلی کی طرف سے انگلیوں کی طرف کھینچنا، یا موزے کی چوڑائی کا مسح کیا یا انگلیاں ملی ہوئی رکھیں یا ہتھیلی سے مسح کیا تو ان سب صورتوں میں مسح ہو گیا مگر سنت کے خلاف ہوا۔^(۷)

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۴.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۴.

③ المرجع السابق، ص ۳۳.

④ "غنیۃ المتملی"، فصل فی مسح علی الخفین، ص ۱۱۰.

⑤ "مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح"، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین، ص ۳۱.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، ج ۱، ص ۳۲.

⑦ "غنیۃ المتملی"، فصل فی مسح علی الخفین، ص ۱۰۹.

- مسئلہ ۲۳:** اگر ایک ہی انگلی سے تین بار نئے پانی سے ہر مرتبہ تر کر کے تین جگہ مسح کیا جب بھی ہو گیا مگر سنت ادا نہ ہوئی اور اگر ایک ہی جگہ مسح ہر بار کیا یا ہر بار تر نہ کیا تو مسح نہ ہوا۔^(۱)
- مسئلہ ۲۴:** انگلیوں کی نوک سے مسح کیا تو اگر ان میں اتنا پانی تھا کہ تین انگل تک برابر ٹپکتا رہا تو مسح ہو اور نہ نہیں۔^(۲)
- مسئلہ ۲۵:** موزے کی نوک کے پاس کچھ جگہ خالی ہے کہ وہاں پاؤں کا کوئی حصہ نہیں، اس خالی جگہ کا مسح کیا تو مسح نہ ہوا اور اگر بہ تکلف وہاں تک انگلیاں پہنچا دیں اور اب مسح کیا تو ہو گیا مگر جب وہاں سے پاؤں ہٹے گا فوراً مسح جاتا رہے گا۔^(۳)
- مسئلہ ۲۶:** مسح میں نہ نیت ضروری ہے نہ تین بار کرنا سنت ایک بار کر لینا کافی ہے۔^(۴)
- مسئلہ ۲۷:** موزے پر پائتا بہ پہنا اور اس پائتا بہ پر مسح کیا تو اگر موزے تک تری پہنچ گئی مسح ہو گیا اور نہ نہیں۔^(۵)
- مسئلہ ۲۸:** موزے پہن کر شبنم میں چلا، یا اس پر پانی گر گیا یا مٹھ کی بوندیں پڑیں اور جس جگہ مسح کیا جاتا ہے بقدر تین انگل کے تر ہو گیا تو مسح ہو گیا ہاتھ پھیرنے کی بھی حاجت نہیں۔^(۶)
- مسئلہ ۲۹:** انگریزی بوٹ جوتے پر مسح جائز ہے اگر ٹخنے اس سے چھپے ہوں، عمامہ اور برقع اور نقاب اور دستانوں پر مسح جائز نہیں۔^(۷)

مسح کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

- مسئلہ ۱:** جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے مسح بھی جاتا رہتا ہے۔^(۸)
- مسئلہ ۲:** مدت پوری ہو جانے سے مسح جاتا رہتا ہے اور اس صورت میں صرف پاؤں دھو لینا کافی ہے پھر سے پورا وضو کرنے کی حاجت نہیں اور بہتر یہ ہے کہ پورا وضو کر لے۔

- ۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۲.
- ۲..... المرجع السابق، ص ۳۳.
- ۳..... "غنیۃ المتملی"، فصل فی مسح علی الخفین، ص ۱۱۸.
- ۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۶، وغیرہ.
- ۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۲.
- ۶..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۳.
- ۷..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۴، ص ۳۴۷ - ۳۴۸.
- ۸..... "الہدایۃ"، کتاب الطہارات، باب المسح علی الخفین، ج ۱، ص ۳۱.

مسئلہ ۳: مسح کی مدت پوری ہوگئی اور قوی اندیشہ ہے کہ موزے اتارنے میں سردی کے سبب پاؤں جاتے رہیں گے تو نہ اتارے اور ٹخنوں تک پورے موزے کا (نیچے اوپر اغل بغل اور ایڑیوں پر) مسح کرے کہ کچھ رہ نہ جائے۔^(۱)

مسئلہ ۴: موزے اتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ ایک ہی اتارا ہو۔ یوہیں اگر ایک پاؤں آدھے سے زیادہ موزے سے باہر ہو جائے تو جاتا رہا، موزہ اتارنے یا پاؤں کا اکثر حصہ باہر ہونے میں پاؤں کا وہ حصہ معتبر ہے جو گٹوں سے پنجوں تک ہے پنڈلی کا اعتبار نہیں ان دونوں صورتوں میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔^(۲)

مسئلہ ۵: موزہ ڈھیلا ہے کہ چلنے میں موزے سے ایڑی نکل جاتی ہے تو مسح نہ گیا۔^(۳) ہاں اگر اتارنے کی نیت سے باہر کی تو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ ۶: موزے پہن کر پانی میں چلا کہ ایک پاؤں کا آدھے سے زیادہ حصہ ڈھل گیا یا اور کسی طرح سے موزے میں پانی چلا گیا اور آدھے سے زیادہ پاؤں ڈھل گیا تو مسح جاتا رہا۔^(۴)

مسئلہ ۷: پائنتابوں پر اس طرح مسح کیا کہ مسح کی تری موزوں تک پہنچی تو پائنتابوں کے اتارنے سے مسح نہ جائے گا۔

مسئلہ ۸: اعضائے وضو اگر پھٹ گئے ہوں یا ان میں پھوڑا، یا اور کوئی بیماری ہو اور ان پر پانی بہانا ضرر کرتا ہو، یا تکلیف شدید ہوتی ہو تو بھیڑ گا ہاتھ پھیر لینا کافی ہے اور اگر یہ بھی نقصان کرتا ہو تو اس پر کپڑا ڈال کر کپڑے پر مسح کرے اور جو یہ بھی مضر ہو تو معاف ہے اور اگر اس میں کوئی دوا بھری ہو تو اس کا نکالنا ضرور نہیں اس پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔^(۵)

مسئلہ ۹: کسی پھوڑے، یا زخم، یا فصد کی جگہ پر پٹی باندھی ہو کہ اس کو کھول کر پانی بہانے سے، یا اس جگہ مسح کرنے سے، یا کھولنے سے ضرر ہو، یا کھولنے والا باندھنے والا نہ ہو، تو اس پٹی پر مسح کر لے اور اگر پٹی کھول کر پانی بہانے میں ضرر نہ ہو تو دھونا ضروری ہے، یا خود عضو پر مسح کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرنا جائز نہیں اور زخم کے گرد اگر د، اگر پانی بہانا ضرر نہ کرتا ہو تو دھونا ضروری ہے ورنہ اس پر مسح کر لیں اور اگر اس پر بھی مسح نہ کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کر لیں اور پوری پٹی پر مسح کر لیں تو بہتر ہے اور

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۴.

۲..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۴، وغیرہ.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب مسح علی الخفین، مطلب نواقض المسح، ج ۱، ص ۵۰۸، ۵۱۰.

۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۴.

۴..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین، مطلب: نواقض المسح، ج ۱، ص ۵۱۲.

۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۵.

و "شرح الوقایہ"، کتاب الطہارۃ، بیان جواز المسح علی الحبیۃ، ج ۱، ص ۱۱۷.

اکثر حصہ پر ضروری ہے اور ایک بار مسح کافی ہے تکرار کی حاجت نہیں اور اگر پٹی پر بھی مسح نہ کر سکتے ہوں تو خالی چھوڑ دیں، جب اتنا آرام ہو جائے کہ پٹی پر مسح کرنا ضرر نہ کرے تو فوراً مسح کر لیں، پھر جب اتنا آرام ہو جائے کہ پٹی پر سے پانی بہانے میں نقصان نہ ہو تو پانی بہائیں، پھر جب اتنا آرام ہو جائے کہ خاص عضو پر مسح کر سکتا ہو تو فوراً مسح کر لے، پھر جب اتنی صحت ہو جائے کہ عضو پر پانی بہا سکتا ہو تو بہائے غرض اعلیٰ پر جب قدرت حاصل ہو اور جتنی حاصل ہوتی جائے ادنیٰ پر اکتفا جائز نہیں۔^(۱)

مسئلہ ۱۰: ہڈی کے ٹوٹ جانے سے تختی باندھی گئی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔^(۲)

مسئلہ ۱۱: تختی یا پٹی کھل جائے اور ہنوز باندھنے کی حاجت ہو تو پھر دوبارہ مسح نہیں کیا جائے گا وہی پہلا مسح کافی ہے

اور جو پھر باندھنے کی ضرورت نہ ہو تو مسح ٹوٹ گیا اب اس جگہ کو دھو سکیں تو دھولیں ورنہ مسح کر لیں۔^(۳)

حیض کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَدْنَىٰ ۖ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّىٰ

يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾^(۴)

اے محبوب! تم سے حیض کے بارے میں لوگ سوال کرتے ہیں تم فرما دو وہ گندی چیز ہے تو حیض میں عورتوں سے بچو اور

ان سے قربت نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں تو جب پاک ہو جائیں ان کے پاس اس جگہ سے آؤ جس کا اللہ نے تمہیں حکم دیا

بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک ہونے والوں کو۔

حدیث ۱: صحیح مسلم میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی فرماتے ہیں کہ یہودیوں میں جب کسی عورت کو

حیض آتا تو اسے نہ اپنے ساتھ کھلاتے نہ اپنے ساتھ گھروں میں رکھتے۔ صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا اس پر

اللہ تعالیٰ نے آیہ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ﴾ نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جماع کے

سوا ہر شے کرو۔“ اس کی خبر یہود کو پہنچی تو کہنے لگے کہ یہ (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہماری ہر بات کا خلاف کرنا چاہتے ہیں، اس پر انس

بن حنفیہ اور عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آکر عرض کی کہ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں تو کیا ہم ان سے جماع نہ کریں (کہ پوری مخالفت

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۵۔

② ”مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح“، باب المسح علی الخفین، فصل فی الجبیرۃ ونحوہا، ص ۳۲۔

③ ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، کتاب الطہارۃ، مطلب فی لفظ کل إذا دخلت... إلخ، ج ۱، ص ۵۱۹، وغیرہما۔

④ پ ۲، البقرۃ: ۲۲۲۔

ہو جائے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روئے مبارک متغیر ہو گیا یہاں تک کہ ہم کو گمان ہوا کہ ان دونوں پر غضب فرمایا وہ دونوں چلے گئے اور ان کے آگے دودھ کا ہدیہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا حضور نے آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور پلایا تو وہ سمجھے کہ حضور نے ان پر غضب نہیں فرمایا تھا۔ (1)

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ہے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہم حج کے لیے نکلے جب سرف (2) میں پہنچے مجھے حیض آیا تو میں رو رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے فرمایا: ”تجھے کیا ہوا؟ کیا تو حائض ہوئی؟“ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ”یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم پر لکھ دیا ہے تو سوا خانہ کعبہ کے طواف کے سب کچھ ادا کر جسے حج کرنے والا ادا کرتا ہے۔“ اور فرماتی ہیں حضور نے اپنی ازواجِ مطہرات کی طرف سے ایک گائے قربانی کی۔ (3)

حدیث ۳: صحیح بخاری میں ہے عروہ سے سوال کیا گیا حیض والی عورت میری خدمت کر سکتی ہے؟ اور جب عورت مجھ سے قریب ہو سکتی ہے؟ عروہ نے جواب دیا یہ سب مجھ پر آسان ہیں اور یہ سب میری خدمت کر سکتی ہیں اور کسی پر اس میں کوئی حرج نہیں، مجھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی کہ وہ حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنگھا کرتیں اور حضور معتکف تھے اپنے سر مبارک کو ان سے قریب کر دیتے اور یہ اپنے حجرے ہی میں ہوتیں۔ (4)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے فرماتی ہیں کہ زمانہ حیض میں، میں پانی پیتی پھر حضور کو دے دیتی تو جس جگہ میرا مونہ لگا تھا حضور وہیں دہن مبارک رکھ کر پیتے اور حالت حیض میں، میں ہڈی سے گوشت نوچ کر کھاتی پھر حضور کو دے دیتی تو حضور اپنا دہن شریف اس جگہ رکھتے جہاں میرا مونہ لگا تھا۔ (5)

حدیث ۵: صحیحین میں انھیں سے ہے کہ میں حائض ہوتی اور حضور میری گود میں تکیہ لگا کر قرآن پڑھتے۔ (6)

حدیث ۶: صحیح مسلم میں انھیں سے مروی، فرماتی ہیں: حضور نے مجھ سے فرمایا کہ: ”ہاتھ بڑھا کر مسجد سے مصلیٰ

اٹھا دینا۔“ عرض کی میں حائض ہوں۔ فرمایا: کہ ”تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں۔“ (7)

① صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... إلخ، الحديث: ۳۰۲، ص ۱۷۱.

② مکہ کے قریب ایک مقام ہے۔ ۱۲ منہ

③ ”صحیح البخاری“، کتاب الحيض، باب الأمر بالنفساء إذا نفسن، الحديث: ۲۹۴، ج ۱، ص ۱۲۰.

④ ”صحیح البخاری“، کتاب الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، الحديث: ۲۹۶، ج ۱، ص ۱۲۱.

⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... إلخ، الحديث: ۳۰۰، ص ۱۷۱.

⑥ ”صحیح البخاری“، کتاب الحيض، باب قراءة الرجل في حجر امرأته وهي حائض، الحديث: ۲۹۷، ج ۱، ص ۱۲۱.

⑦ ”صحیح مسلم“، کتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... إلخ، الحديث: ۲۹۸، ص ۱۷۰.

حدیث ۷: صحیحین میں ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے جس کا کچھ حصہ مجھ پر تھا اور کچھ حضور پر اور میں حائض تھی۔^(۱)

حدیث ۸: ترمذی وابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص حیض والی سے یا عورت کے پیچھے کے مقام میں جماع کرے، یا کاہن کے پاس جائے، اس نے کفران کیا اس چیز کا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔“^(۲)

حدیث ۹: رزین کی روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میری عورت جب حیض میں ہو تو میرے لیے کیا چیز اس سے حلال ہے؟ فرمایا: ”تہبند (ناف) سے اوپر اور اس سے بھی پچنا بہتر ہے۔“^(۳)

حدیث ۱۰: اصحاب سنن اربعہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی شخص اپنی بی بی سے حیض میں جماع کرے تو نصف دینار صدقہ کرے۔“^(۴) ترمذی کی دوسری روایت انھیں سے یوں ہے کہ فرمایا: ”جب سُرخ خون ہو تو ایک دینار اور جب زرد ہو تو نصف دینار۔“^(۵)

حیض کی حکمت:

عورت بالغہ کے بدن میں فطرۃ ضرورت سے کچھ زیادہ خون پیدا ہوتا ہے کہ حمل کی حالت میں وہ خون بچے کی غذا میں کام آئے اور بچے کے دودھ پینے کے زمانہ میں وہی خون دودھ ہو جائے اور ایسا نہ ہو تو حمل اور دودھ پلانے کے زمانہ میں اس کی جان پر بن جائے، یہی وجہ ہے کہ حمل اور ابتدائے شیر خوارگی میں خون نہیں آتا اور جس زمانہ میں نہ حمل ہو نہ دودھ پلانا وہ خون اگر بدن سے نہ نکلے تو قسم قسم کی بیماریاں ہو جائیں۔

حیض کے مسائل

مسئلہ ۱: بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو، اُسے حیض کہتے ہیں اور بیماری سے ہو تو استحاضہ اور بچہ ہونے کے بعد ہو تو نفاس کہتے ہیں۔^(۶)

①..... ”السنن الکبریٰ“ للبیہقی، کتاب الصلاة، باب النهی عن الصلاة فی الثوب الواحد... إلخ، الحدیث: ۳۲۹۰، ج ۲، ص ۳۳۸.

②..... ”جامع الترمذی“، أبواب الطهارة، باب ماجاء فی کراهیة إتیان الحائض، الحدیث: ۱۳۵، ج ۱، ص ۱۸۵.

③..... ”مشکاة المصابیح“، کتاب الطهارة، باب الحيض، الفصل الثانی، الحدیث: ۵۵۲، ج ۱، ص ۱۸۵.

④..... ”سنن أبي داود“، کتاب الطهارة، باب فی إتیان الحائض، الحدیث: ۲۶۶، ج ۱، ص ۱۲۴.

⑤..... ”جامع الترمذی“، أبواب الطهارة، باب ماجاء فی الکفارة فی ذلك، الحدیث: ۱۳۷، ج ۱، ص ۱۸۷.

⑥..... ”الفتاویٰ الهندیة“، کتاب الطهارة، الفصل الأول فی الحيض، ج ۱، ص ۳۶، ۳۷، وغیرہ.

مسئلہ ۲: حیض کی مدت کم سے کم تین دن تین راتیں یعنی پورے ۷۲ گھنٹے، ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حیض نہیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس راتیں ہیں۔^(۱)

مسئلہ ۳: ۷۲ گھنٹے سے ذرا بھی پہلے ختم ہو جائے تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے ہاں اگر کرن چمکی تھی کہ شروع ہوا اور تین دن تین راتیں پوری ہو کر کرن چمکنے ہی کے وقت ختم ہوا تو حیض ہے اگرچہ دن بڑھنے کے زمانہ میں طلوع روز بروز پہلے اور غروب بعد کو ہوتا رہے گا اور دن چھوٹے ہونے کے زمانہ میں آفتاب کا نکلنا بعد کو اور ڈوبنا پہلے ہوتا رہے گا جس کی وجہ سے ان تین دن رات کی مقدار ۷۲ گھنٹے ہونا ضرور نہیں مگر عین طلوع سے طلوع اور غروب سے غروب تک ضرور ایک دن رات ہے ان کے ماسوا اگر اور کسی وقت شروع ہوا تو وہی ۷۲ گھنٹے پورے کا ایک دن رات لیا جائے گا، مثلاً آج صبح کو ٹھیک نو بجے شروع ہوا اور اس وقت پورا پھر دن چڑھا تھا تو کل ٹھیک نو بجے ایک دن رات ہوگا اگرچہ ابھی پورا پھر بھر دن نہ آیا، جب کہ آج کا طلوع کل کے طلوع سے بعد ہو، یا پھر بھر سے زیادہ دن آ گیا ہو جب کہ آج کا طلوع کل کے طلوع سے پہلے ہو۔

مسئلہ ۴: دس رات دن سے کچھ بھی زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ اسے آیا ہے تو دس دن تک حیض ہے بعد کا استحاضہ اور اگر پہلے اسے حیض آچکے ہیں اور عادت دس دن سے کم کی تھی تو عادت سے جتنا زیادہ ہو استحاضہ ہے۔ اسے یوں سمجھو کہ اس کو پانچ دن کی عادت تھی اب آیا دس دن تو کل حیض ہے اور بارہ دن آیا تو پانچ دن حیض کے باقی سات دن استحاضہ کے اور ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن کبھی پانچ دن تو پچھلی بار جتنے دن تھے وہی اب بھی حیض کے ہیں باقی استحاضہ۔^(۲)

مسئلہ ۵: یہ ضروری نہیں کہ مدت میں ہر وقت خون جاری رہے جب ہی حیض ہو بلکہ اگر بعض بعض وقت بھی آئے جب بھی حیض ہے۔^(۳)

مسئلہ ۶: کم سے کم نو برس کی عمر سے حیض شروع ہوگا اور انتہائی عمر حیض آنے کی پچپن سال ہے۔ اس عمر والی عورت کو آنسہ اور اس عمر کو سن ایاس کہتے ہیں۔^(۴)

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۶.

و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ج ۱، ص ۵۲۳.

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الفصل الأول فی الحيض، ج ۱، ص ۳۷.

③ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ج ۱، ص ۵۲۳.

④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۶.

مسئلہ ۷: نو برس کی عمر سے پیشتر جو خون آئے استحاضہ ہے۔ یوہیں پچپن سال کی عمر کے بعد جو خون آئے۔^(۱) ہاں پچھلی صورت میں اگر خالص خون آئے یا جیسا پہلے آتا تھا اسی رنگ کا آیا تو حیض ہے۔

مسئلہ ۸: حمل والی کو جو خون آیا استحاضہ ہے۔ یوہیں بچہ ہوتے وقت جو خون آیا اور ابھی آدھے سے زیادہ بچہ باہر نہیں نکلا وہ استحاضہ ہے۔^(۲)

مسئلہ ۹: دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضرور ہے۔ یوہیں نفاس و حیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو یہ استحاضہ ہے۔^(۳)

مسئلہ ۱۰: حیض اس وقت سے شمار کیا جائے گا کہ خون فرج خارج میں آگیا تو اگر کوئی کپڑا رکھ لیا ہے جس کی وجہ سے فرج خارج میں نہیں آیا داخل ہی میں رکا ہوا ہے تو جب تک کپڑا نہ نکالے گی حیض والی نہ ہوگی۔ نمازیں پڑھے گی، روزہ رکھے گی۔^(۴)

مسئلہ ۱۱: حیض کے چھ رنگ ہیں۔ (۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زرد (۵) گدلا (۶) مٹیلا۔^(۵) سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔

مسئلہ ۱۲: دس دن کے اندر رطوبت میں ذرا بھی میلا پن ہے تو وہ حیض ہے اور دس دن رات کے بعد بھی میلا پن باقی ہے تو عادت والی کے لیے جو دن عادت کے ہیں حیض ہے اور عادت سے بعد والے استحاضہ اور اگر کچھ عادت نہیں تو دس دن رات تک حیض باقی استحاضہ۔^(۶)

مسئلہ ۱۳: گدی جب تر تھی تو اس میں زردی یا میلا پن تھا بعد سوکھ جانے کے سفید ہوگئی تو مدت حیض میں حیض ہی ہے اور اگر جب دیکھا تھا سفید تھی سوکھ کر زرد ہوگئی تو یہ حیض نہیں۔^(۷)

مسئلہ ۱۴: جس عورت کو پہلی مرتبہ خون آیا اور اس کا سلسلہ مہینوں یا برسوں برابر جاری رہا کہ بیچ میں پندرہ دن کے لیے

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۶.

② "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ج ۱، ص ۵۲۴.

③ المرجع السابق.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۶.

⑤ المرجع السابق.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۷، وغیرہ.

⑦ المرجع السابق، ص ۳۶.

بھی نہ رُکا، تو جس دن سے خون آنا شروع ہوا اس روز سے دس دن تک حیض اور بیس دن استحاضہ کے سمجھے اور جب تک خون جاری رہے یہی قاعدہ برتے۔⁽¹⁾

مسئلہ ۱۵: اور اگر اس سے پیشتر حیض آچکا ہے تو اس سے پہلے جتنے دن حیض کے تھے ہر تیس دن میں اتنے دن حیض کے سمجھے باقی جو دن بچیں استحاضہ۔

مسئلہ ۱۶: جس عورت کو عمر بھر خون آیا ہی نہیں یا آیا مگر تین دن سے کم آیا، تو عمر بھر وہ پاک ہی رہی اور اگر ایک یا تین دن رات خون آیا، پھر کبھی نہ آیا تو وہ فقط تین دن رات حیض کے ہیں باقی ہمیشہ کے لیے پاک۔⁽²⁾

مسئلہ ۱۷: جس عورت کو دس دن خون آیا اس کے بعد سال بھر تک پاک رہی پھر برابر خون جاری رہا تو وہ اس زمانہ میں نماز، روزے کے لیے ہر مہینہ میں دس دن حیض کے سمجھے بیس دن استحاضہ۔⁽³⁾

مسئلہ ۱۸: کسی عورت کو ایک بار حیض آیا، اس کے بعد کم سے کم پندرہ دن تک پاک رہی، پھر خون برابر جاری رہا اور یہ یاد نہیں کہ پہلے کتنے دن حیض کے تھے اور کتنے طہر کے مگر یہ یاد ہے کہ مہینے میں ایک ہی مرتبہ حیض آیا تھا، تو اس مرتبہ جب سے خون شروع ہوا تین دن تک نماز چھوڑ دے، پھر سات دن تک ہر نماز کے وقت میں غسل کرے اور نماز پڑھے اور ان دسوں دن میں شوہر کے پاس نہ جائے، پھر بیس دن تک ہر نماز کے وقت تازہ وضو کر کے نماز پڑھے اور دوسرے مہینہ میں انیس دن وضو کر کے نماز پڑھے اور ان بیس یا انیس دن میں شوہر اس کے پاس جاسکتا ہے اور جو یہ بھی یاد نہ ہو کہ مہینے میں ایک بار آیا تھا یا دو بار، تو شروع کے تین دن میں نماز نہ پڑھے، پھر سات دن تک ہر وقت میں غسل کر کے نماز پڑھے، پھر آٹھ دن تک ہر وقت میں وضو کر کے نماز پڑھے اور صرف ان آٹھ دنوں میں شوہر اس کے پاس جاسکتا ہے اور ان آٹھ دن کے بعد بھی تین دن تک ہر وقت میں وضو کر کے نماز پڑھے، پھر سات دن تک غسل کر کے اور اس کے بعد آٹھ دن تک وضو کر کے نماز پڑھے اور یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رکھے۔

اور اگر طہارت کے دن یاد ہیں، مثلاً پندرہ دن تھے اور باقی کوئی بات یاد نہیں تو شروع کے تین دن تک نماز نہ پڑھے،

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مبحث فی مسائل المتحیرۃ، ج ۱، ص ۵۲۵.

② "الدرالمختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ج ۱، ص ۵۲۴.

③ "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ج ۱، ص ۵۲۵.

پھر سات دن تک ہر وقت غسل کر کے نماز پڑھے، پھر آٹھ دن وضو کر کے نماز پڑھے، اس کے بعد پھر تین دن اور وضو کر کے نماز پڑھے، پھر چودہ دن تک ہر وقت غسل کر کے نماز پڑھے، پھر ایک دن وضو ہر وقت میں کرے اور نماز پڑھے، پھر ہمیشہ کے لیے جب تک خون آتا رہے ہر وقت غسل کرے۔

اور اگر حیض کے دن یاد ہیں مثلاً تین دن تھے اور طہارت کے دن یاد نہ ہوں تو شروع سے تین دنوں میں نماز چھوڑ دے، پھر اٹھارہ دن تک ہر وقت وضو کر کے نماز پڑھے جن میں پندرہ پہلے تو یقینی طہر ہیں اور تین دن پچھلے مشکوک، پھر ہمیشہ ہر وقت غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر یہ یاد ہے کہ مہینے میں ایک ہی بار حیض آیا تھا اور یہ کہ وہ تین دن تھا مگر یہ یاد نہیں کہ وہ کیا تاریخیں تھیں، تو ہر ماہ کے ابتدائی تین دنوں میں وضو کر کے نماز پڑھے اور ستائیس دن تک ہر وقت غسل کرے۔ یوہیں چار دن یا پانچ دن حیض کے ہونا یاد ہوں تو ان چار پانچ دنوں میں وضو کرے باقی دنوں میں غسل۔

اور اگر یہ معلوم ہے کہ آخر مہینے میں حیض آتا تھا اور تاریخیں بھول گئی تو ستائیس دن وضو کر کے نماز پڑھے اور تین دن نہ پڑھے، پھر مہینہ ختم ہونے پر ایک بار غسل کر لے۔

اور اگر یہ معلوم ہے کہ اکیس سے شروع ہوتا تھا اور یہ یاد نہیں کہ کتنے دن تک آتا تھا، تو بیس کے بعد تین دن تک نماز چھوڑ دے، اس کے بعد سات دن جو رہ گئے ان میں ہر وقت غسل کر کے نماز پڑھے۔

اور اگر یہ یاد ہے کہ فلاں پانچ تاریخوں میں تین دن آیا تھا مگر یہ یاد نہیں کہ ان پانچ میں وہ کون کون دن ہیں، تو دو پہلے دنوں میں وضو کر کے نماز پڑھے اور ایک دن بیچ کا چھوڑ دے اور اس کے بعد کے دو دنوں میں ہر وقت غسل کر کے پڑھے اور چار دن میں تین دن ہیں تو پہلے دن وضو کر کے پڑھے اور چوتھے دن ہر وقت میں غسل کرے اور بیچ کے دو دنوں میں نہ پڑھے اور اگر چھ دنوں میں تین دن ہوں تو پہلے تین دنوں میں وضو کر کے پڑھے، پچھلے تین دنوں میں ہر وقت میں غسل کر کے اور اگر سات یا آٹھ یا نو یا دس دن میں تین دن ہوں تو پہلے تین دنوں میں وضو اور باقی دنوں میں ہر وقت غسل کرے۔

خلاصہ یہ کہ جن دنوں میں حیض کا یقین ہو اور ٹھیک طرح سے یہ یاد نہ ہو کہ ان میں وہ کون سے دن ہیں تو یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ دن حیض کے دنوں سے دُونے ہیں یا دُونے سے کم یا دُونے سے زیادہ، اگر دُونے سے کم ہیں تو ان میں جو دن یقینی حیض ہونے کے ہوں ان میں نماز نہ پڑھے اور جن کے حیض ہونے نہ ہونے کا احتمال ہو وہ اگر اول کے ہوں تو ان میں وضو کر کے نماز پڑھے اور آخر کے ہوں تو ہر وقت میں غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر دُونے یا دُونے سے زیادہ ہوں تو حیض کے دنوں کے برابر شروع کے دنوں میں وضو کر کے نماز پڑھے، پھر ہر وقت میں غسل کر کے اور اگر یاد نہ ہو کہ کتنے دن حیض کے تھے اور کتنے طہارت کے، نہ یہ کہ مہینے کے شروع کے دس دنوں میں تھا یا بیچ کے دس یا آخر کے دس دنوں میں، تو جی میں سوچے جو پہلو

جسے اس پر پابندی کرے اور اگر کسی بات پر طبیعت نہیں جمتی، تو ہر نماز کے لیے غسل کرے اور فرض و واجب و سنت ماکدہ پڑھے، مستحب اور نفل نہ پڑھے اور فرض روزے رکھے، نفل روزے نہ رکھے اور ان کے علاوہ اور جتنی باتیں حیض والی کو جائز نہیں اس کو بھی ناجائز ہیں، جیسے قرآن پڑھنا یا چھونا، مسجد میں جانا، سجدہ تلاوت وغیرہ۔

مسئلہ ۱۹: جس عورت کو نہ پہلے حیض کے دن یاد، نہ یہ یاد کہ کن تاریخوں میں آیا تھا، اب تین دن یا زیادہ خون آ کر بند ہو گیا، پھر طہارت کے پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ پھر خون جاری ہوا اور ہمیشہ کو جاری ہو گیا تو اس کا وہی حکم ہے جیسے کسی کو پہلی پہل خون آیا اور ہمیشہ کو جاری ہو گیا کہ دس دن حیض کے شمار کرے پھر بیس دن طہارت کے۔

مسئلہ ۲۰: جس کی ایک عادت مقرر نہ ہو بلکہ کبھی مثلاً چھ دن حیض کے ہوں اور کبھی سات، اب جو خون آیا تو بند ہوتا ہی نہیں، تو اس کے لیے نماز، روزے کے حق میں کم مدت یعنی چھ دن حیض کے قرار دیے جائیں گے اور ساتویں روز نہ کر نماز پڑھے اور روزہ رکھے مگر سات دن پورے ہونے کے بعد پھر نہانے کا حکم ہے اور ساتویں دن جو فرض روزہ رکھا ہے اس کی قضا کرے اور عدت گزرنے یا شوہر کے پاس رہنے کے بارے میں زیادہ مدت یعنی سات دن حیض کے مانے جائیں گے یعنی ساتویں دن اس سے قربت جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۱: کسی کو ایک دو دن خون آ کر بند ہو گیا اور دس دن پورے نہ ہوئے کہ پھر خون آیا دسویں دن بند ہو گیا تو یہ دسوں دن حیض کے ہیں اور اگر دس دن کے بعد بھی جاری رہا تو اگر عادت پہلے کی معلوم ہے تو عادت کے دنوں میں حیض ہے باقی استحاضہ ورنہ دس دن حیض کے باقی استحاضہ۔^(۱)

مسئلہ ۲۲: کسی کی عادت تھی کہ فلاں تاریخ میں حیض ہو، اب اس سے ایک دن پیشتر خون آ کر بند ہو گیا، پھر دس دن تک نہیں آیا اور گیا رہوئیں دن پھر آ گیا تو خون نہ آنے کے جو یہ دس دن ہیں، ان میں سے اپنی عادت کے دنوں کے برابر حیض قرار دے اور اگر تاریخ تو مقرر تھی مگر حیض کے دن معین نہ تھے تو یہ دسوں دن خون نہ آنے کے حیض ہیں۔

مسئلہ ۲۳: جس عورت کو تین دن سے کم خون آ کر بند ہو گیا اور پندرہ دن پورے نہ ہوئے کہ پھر آ گیا، تو پہلی مرتبہ جب سے خون آنا شروع ہوا ہے حیض ہے، اب اگر اس کی کوئی عادت ہے تو عادت کے برابر حیض کے دن شمار کر لے۔ ورنہ شروع سے دس دن تک حیض اور پچھلی مرتبہ کا خون استحاضہ۔

مسئلہ ۲۴: کسی کو پورے تین دن رات خون آ کر بند ہو گیا اور اس کی عادت اس سے زیادہ کی تھی پھر تین دن رات

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۷.

کے بعد سفید رطوبت عادت کے دنوں تک آتی رہی تو اس کے لیے صرف وہی تین دن رات حیض کے ہیں اور عادت بدل گئی۔
مسئلہ ۲۵: تین دن رات سے کم خون آیا، پھر پندرہ دن تک پاک رہی، پھر تین دن رات سے کم آیا تو نہ پہلی مرتبہ کا حیض ہے نہ یہ بلکہ دونوں استحاضہ ہیں۔

نفاس کا بیان

نفاس کس کو کہتے ہیں یہ ہم پہلے بیان کر آئے، اب اس کے متعلق مسائل بیان کرتے ہیں:

مسئلہ ۱: نفاس میں کمی کی جانب کوئی مدت مقرر نہیں، نصف سے زیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو وہ نفاس ہے اور زیادہ سے زیادہ اس کا زمانہ چالیس دن رات ہے اور نفاس کی مدت کا شمار اس وقت سے ہوگا کہ آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا اور اس بیان میں جہاں بچہ ہونے کا لفظ آئے گا اس کا مطلب آدھے سے زیادہ باہر آ جانا ہے۔^(۱)
مسئلہ ۲: کسی کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا تو اگر اس کے پہلی بار بچہ پیدا ہوا ہے یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا، تو چالیس دن رات نفاس ہے باقی استحاضہ اور جو پہلی عادت معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے اور جتنا زیادہ ہے وہ استحاضہ، جیسے عادت تیس دن کی تھی اس بار پینتالیس دن آیا تو تیس دن نفاس کے ہیں اور پندرہ استحاضہ کے۔^(۲)

مسئلہ ۳: بچہ پیدا ہونے سے پیشتر جو خون آیا نفاس نہیں بلکہ استحاضہ ہے اگرچہ آدھا باہر آ گیا ہو۔^(۳)
مسئلہ ۴: حمل ساقط ہو گیا اور اس کا کوئی عضو بن چکا ہے جیسے ہاتھ، پاؤں یا انگلیاں تو یہ خون نفاس ہے۔^(۴) ورنہ اگر تین دن رات تک رہا اور اس سے پہلے پندرہ دن پاک رہنے کا زمانہ گزر چکا ہے تو حیض ہے اور جو تین دن سے پہلے ہی بند ہو گیا یا ابھی پورے پندرہ دن طہارت کے نہیں گزرے ہیں تو استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۵: پیٹ سے بچہ کاٹ کر نکالا گیا، تو اس کے آدھے سے زیادہ نکالنے کے بعد نفاس ہے۔^(۵)
مسئلہ ۶: حمل ساقط ہونے سے پہلے کچھ خون آیا کچھ بعد کو، تو پہلے والا استحاضہ ہے بعد والا نفاس، یہ اس صورت میں

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۷.

② المرجع السابق.

③ "الفتاویٰ التاتاریخانیۃ"، کتاب الطہارۃ، نوع آخر فی النفاس، ج ۱، ص ۳۹۳.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۷.

⑤ المرجع السابق.

ہے جب کوئی عُضْوُ بن چکا ہو، ورنہ پہلے والا اگر خِیض ہو سکتا ہے تو خِیض ہے نہیں تو استحاضہ۔^(۱)

مسئلہ ۷: حمل ساقط ہوا اور یہ معلوم نہیں کہ کوئی عُضْوُ بنا تھا یا نہیں، نہ یہ یاد کہ حمل کتنے دن کا تھا (کہ اسی سے عُضْوُ کا بننا نہ بنا معلوم ہو جاتا یعنی ایک سو بیس دن ہو گئے ہیں تو عُضْوُ بن جانا قرار دیا جائے گا) اور بعد اسقاط کے خون ہمیشہ کو جاری ہو گیا تو اسے خِیض کے حکم میں سمجھے، کہ خِیض کی جو عادت تھی اس کے گزرنے کے بعد نہا کر نماز شروع کر دے اور عادت نہ تھی تو دس دن کے بعد اور باقی وہی احکام ہیں جو خِیض کے بیان میں مذکور ہوئے۔^(۲)

مسئلہ ۸: جس عورت کے دو بچے جوڑواں پیدا ہوئے یعنی دونوں کے درمیان چھ مہینے سے کم زمانہ ہے تو پہلا ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نفاس سمجھا جائے گا، پھر اگر دوسرا چالیس دن کے اندر پیدا ہوا اور خون آیا تو پہلے سے چالیس دن تک نفاس ہے، پھر استحاضہ اور اگر چالیس دن کے بعد پیدا ہوا تو اس پچھلے کے بعد جو خون آیا استحاضہ ہے نفاس نہیں مگر دوسرے کے پیدا ہونے کے بعد بھی نہانے کا حکم دیا جائے گا۔^(۳)

مسئلہ ۹: جس عورت کے تین بچے پیدا ہوئے کہ پہلے اور دوسرے میں چھ مہینے سے کم فاصلہ ہے۔ یو ہیں دوسرے اور تیسرے میں اگر چہ پہلے اور تیسرے میں چھ مہینے کا فاصلہ ہو جب بھی نفاس پہلے ہی سے ہے^(۴)، پھر اگر چالیس دن کے اندر یہ دونوں بھی پیدا ہو گئے تو پہلے کے بعد سے بڑھ سے بڑھ چالیس دن تک نفاس ہے اور اگر چالیس دن کے بعد ہیں تو ان کے بعد جو خون آئے گا استحاضہ ہے مگر ان کے بعد بھی غسل کا حکم ہے۔

مسئلہ ۱۰: اگر دونوں میں چھ مہینے یا زیادہ کا فاصلہ ہے تو دوسرے کے بعد بھی نفاس ہے۔^(۵)

مسئلہ ۱۱: چالیس دن کے اندر کبھی خون آیا کبھی نہیں تو سب نفاس ہی ہے اگر چہ پندرہ دن کا فاصلہ ہو جائے۔^(۶)

مسئلہ ۱۲: اس کے رنگ کے متعلق وہی احکام ہیں جو خِیض میں بیان ہوئے۔

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۷.

② "الفتاویٰ التاتاریخانیۃ"، کتاب الطہارۃ، نوع آخر فی النفاس، ج ۱، ص ۳۹۴.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۷.

④ المرجع السابق.

⑤ المرجع السابق.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۷.

حیض و نفاس کے متعلق احکام

- مسئلہ ۱:** حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا دیکھ کر، یا زبانی اور اس کا چھونا اگرچہ اس کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یہ سب حرام ہیں۔^(۱)
- مسئلہ ۲:** کاغذ کے پرچے پر کوئی سورہ یا آیت لکھی ہو اس کا بھی چھونا حرام ہے۔^(۲)
- مسئلہ ۳:** جزدان میں قرآن مجید ہو تو اُس جزدان کے چھونے میں حرج نہیں۔^(۳)
- مسئلہ ۴:** اس حالت میں گرتے کے دامن یا دوپٹے کے آنچل سے یا کسی ایسے کپڑے سے جس کو پہنے، اوڑھے ہوئے ہے قرآن مجید چھونا حرام ہے غرض اس حالت میں قرآن مجید و کتب دینیہ پڑھنے اور چھونے کے متعلق وہی سب احکام ہیں جو اس شخص کے بارے میں ہیں جس پر نہانا فرض ہے جن کا بیان غُسل کے باب میں گزرا۔
- مسئلہ ۵:** معلّمہ کو حیض یا نفاس ہوا تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائے اور جے کرانے میں کوئی حرج نہیں۔^(۴)
- مسئلہ ۶:** دعائے قنوت پڑھنا اس حالت میں مکروہ ہے۔^(۵) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ سے بِالْكَفَّارِ مُلْحَقٌ تک دعائے قنوت ہے۔
- مسئلہ ۷:** قرآن مجید کے علاوہ اور تمام اذکار کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ پڑھنا بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے اور ان چیزوں کو وضو یا گُلی کر کے پڑھنا بہتر اور ویسے ہی پڑھ لیا جب بھی حرج نہیں اور ان کے چھونے میں بھی حرج نہیں۔
- مسئلہ ۸:** ایسی عورت کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔^(۶)
- مسئلہ ۹:** ایسی عورت کو مسجد میں جانا حرام ہے۔^(۷)
- مسئلہ ۱۰:** اگر چور یا درندے سے ڈر کر مسجد میں چلی گئی تو جائز ہے مگر اسے چاہئے کہ تیمم کر لے۔ یوہیں مسجد میں پانی

①..... "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ص ۳۹.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۸.

⑤..... یہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے مگر ظاہر الروایہ میں ہے کہ اس حالت میں دعائے قنوت پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ "التجنیس"

لصاحب الہدیۃ، جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ پر ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ (انظر: "الفتاویٰ الہندیۃ" ج ۱، ص ۳۸. "رد المحتار" ج ۱، ص ۳۵۱).

یہ بھی ممکن ہے کہ کاتب سے مکروہ کے بعد "نہیں" لکھنا رہ گیا ہو اور صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی اصل عبارت یوں ہو: دعائے قنوت پڑھنا اس حالت میں مکروہ نہیں ہے۔

⑥..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، المرجع السابق.

⑦..... المرجع السابق.

رکھا ہے یا کو آں ہے اور کہیں اور پانی نہیں ملتا تو تیمم کر کے جانا جائز ہے۔⁽¹⁾

مسئلہ ۱۱: عید گاہ کے اندر جانے میں خرچ نہیں۔⁽²⁾

مسئلہ ۱۲: ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز مسجد سے لینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳: خانہ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگرچہ مسجد حرام کے باہر سے ہوا نکلے لیے حرام ہے۔⁽³⁾

مسئلہ ۱۴: اس حالت میں روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا حرام ہے۔⁽⁴⁾

مسئلہ ۱۵: ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں اور روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔⁽⁵⁾

مسئلہ ۱۶: نماز کا آخر وقت ہو گیا اور ابھی تک نماز نہیں پڑھی کہ حیض آیا، یا بچہ پیدا ہوا تو اس وقت کی نماز معاف ہوگی

اگرچہ اتنا تنگ وقت ہو گیا ہو کہ اس نماز کی گنجائش نہ ہو۔⁽⁶⁾

مسئلہ ۱۷: نماز پڑھتے میں حیض آگیا، یا بچہ پیدا ہوا تو وہ نماز معاف ہے، البتہ اگر نفل نماز تھی تو اس کی قضا

واجب ہے۔⁽⁷⁾

مسئلہ ۱۸: نماز کے وقت میں وضو کر کے اتنی دیر تک ذکر الہی، درود شریف اور دیگر وظائف پڑھ لیا کرے جتنی دیر

تک نماز پڑھا کرتی تھی کہ عادت رہے۔⁽⁸⁾

مسئلہ ۱۹: حیض والی کو تین دن سے کم خون آکر بند ہو گیا تو روزے رکھے اور وضو کر کے نماز پڑھے، نہانے کی

ضرورت نہیں، پھر اس کے بعد اگر پندرہ دن کے اندر خون آیا تو اب نہائے اور عادت کے دن نکال کر باقی دنوں کی قضا پڑھے اور

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۸.

②..... المرجع السابق.

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۸.

④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۸.

و "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، مطلب: لو أفتی مفت بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة... إلخ، ج ۱، ص ۵۳۲.

⑤..... "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ج ۱، ص ۵۳۲.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۸.

⑦..... المرجع السابق، و "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۴، ص ۳۴۹.

⑧..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۸.

جس کی کوئی عادت نہیں وہ دس دن کے بعد کی نمازیں قضا کرے، ہاں اگر عادت کے دنوں کے بعد یا بے عادت والی نے دس دن کے بعد غسل کر لیا تھا تو ان دنوں کی نمازیں ہو گئیں قضا کی حاجت نہیں اور عادت کے دنوں سے پہلے کے روزوں کی قضا کرے اور بعد کے روزے ہر حال میں ہو گئے۔

مسئلہ ۲۰: جس عورت کو تین دن رات کے بعد حیض بند ہو گیا اور عادت کے دن ابھی پورے نہ ہوئے یا نفاس کا خون عادت پوری ہونے سے پہلے بند ہو گیا، تو بند ہونے کے بعد ہی غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے۔ عادت کے دنوں کا انتظار نہ کرے۔^(۱)

مسئلہ ۲۱: عادت کے دنوں سے خون متجاوز ہو گیا، تو حیض میں دس دن اور نفاس میں چالیس دن تک انتظار کرے اگر اس مدت کے اندر بند ہو گیا تو اب سے نہادھو کر نماز پڑھے اور جو اس مدت کے بعد بھی جاری رہا تو نہائے اور عادت کے بعد باقی دنوں کی قضا کرے۔^(۲)

مسئلہ ۲۲: حیض یا نفاس عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے بند ہو گیا تو آخر وقت مستحب تک انتظار کر کے نہا کر نماز پڑھے اور جو عادت کے دن پورے ہو چکے تو انتظار کی کچھ حاجت نہیں۔^(۳)

مسئلہ ۲۳: حیض پورے دس دن پر اور نفاس پورے چالیس دن پر ختم ہوا اور نماز کے وقت میں اگر اتنا بھی باقی ہو کہ اللہ اکبر کا لفظ کہے تو اس وقت کی نماز اس پر فرض ہو گئی، نہا کر اس کی قضا پڑھے اور اگر اس سے کم میں بند ہوا اور اتنا وقت ہے کہ جلدی سے نہا کر اور کپڑے پہن کر ایک بار اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو فرض ہو گئی قضا کرے ورنہ نہیں۔^(۴)

مسئلہ ۲۴: اگر پورے دس دن پر پاک ہوئی اور اتنا وقت رات کا باقی نہیں کہ ایک بار اللہ اکبر کہہ لے تو اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے اور جو کم میں پاک ہوئی اور اتنا وقت ہے کہ صبح صادق ہونے سے پہلے نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو روزہ فرض ہے، اگر نہالے تو بہتر ہے ورنہ بے نہائے نیت کر لے اور صبح کو نہالے اور جو اتنا وقت بھی نہیں تو اس دن کا روزہ فرض نہ ہوا، البتہ روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے، کوئی بات ایسی جو روزے کے خلاف ہو مثلاً کھانا،

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ج ۱، ص ۵۳۷.

و "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۴، ص ۳۶۴، ۳۶۵.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ج ۱، ص ۵۲۴، وغیرہما.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، و مطلب: لو أفتی مفت بشیء... إلخ، ج ۱، ص ۵۳۸.

④ المرجع السابق، ص ۵۴۲، وغیرہ.

پنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۵: روزے کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا اس کی قضا رکھے، فرض تھا تو قضا فرض ہے اور نفل تھا تو قضا واجب۔^(۱)

مسئلہ ۲۶: حیض و نفاس کی حالت میں سجدہ شکر و سجدہ تلاوت حرام ہے اور آیت سجدہ سننے سے اس پر سجدہ واجب نہیں۔^(۲)

مسئلہ ۲۷: سوتے وقت پاک تھی اور صبح سو کر اٹھی تو اثر حیض کا دیکھا تو اسی وقت سے حیض کا حکم دیا جائے گا، عشاء کی نماز نہیں پڑھی تھی تو پاک ہونے پر اس کی قضا فرض ہے۔^(۳)

مسئلہ ۲۸: حیض والی سو کر اٹھی اور گدی پر کوئی نشان حیض کا نہیں تو رات ہی سے پاک ہے نہا کر عشاء کی قضا پڑھے۔

مسئلہ ۲۹: ہم بستری یعنی جماع اس حالت میں حرام ہے۔^(۴)

مسئلہ ۳۰: ایسی حالت میں جماع جائز جاننا کفر ہے اور حرام سمجھ کر کر لیا تو سخت گنہگار ہوا اس پر توبہ فرض ہے اور آمد کے زمانہ میں کیا تو ایک دینار اور قریب ختم کے کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مستحب۔

مسئلہ ۳۱: اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عضو سے چھونا جائز نہیں جب کہ کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو شہوت سے ہو یا بے شہوت اور اگر ایسا حائل ہو کہ بدن کی گرمی محسوس نہ ہوگی تو حرج نہیں۔^(۵)

مسئلہ ۳۲: ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے چھونے یا کسی طرح کا نفع لینے میں کوئی حرج نہیں۔ یوہیں بوس و کنار بھی جائز ہے۔^(۶)

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال... إلخ، ج ۱، ص ۵۳۳، وغیرہ۔

۲..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۸۔
و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء... إلخ، ج ۱، ص ۵۳۲۔

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء... إلخ، ج ۱، ص ۵۳۳۔

۴..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۹۔

۵..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة... إلخ، ج ۱، ص ۵۳۴۔

۶..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۹۔

مسئلہ ۳۳: اپنے ساتھ کھانا یا ایک جگہ سونا جائز ہے بلکہ اس وجہ سے ساتھ نہ سونا مکروہ ہے۔^(۱)

مسئلہ ۳۴: اس حالت میں عورت مرد کے ہر حصہ بدن کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔^(۲)

مسئلہ ۳۵: اگر ہمراہ سونے میں غلبہ شہوت اور اپنے کو قابو میں نہ رکھنے کا احتمال ہو تو ساتھ نہ سوائے اور اگر گمان

غالب ہو تو ساتھ سونا گناہ۔

مسئلہ ۳۶: پورے دس دن پر ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع جائز ہے، اگرچہ اب تک غسل نہ کیا ہو مگر

مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد جماع کرے۔^(۳)

مسئلہ ۳۷: دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو تا وقتیکہ غسل نہ کر لے یا وہ وقت نماز جس میں پاک ہوئی گزر نہ جائے

جماع جائز نہیں اور اگر وقت اتنا نہیں تھا کہ اس میں نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکے تو اس کے بعد کا وقت گزر جائے یا غسل کر لے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔^(۴)

مسئلہ ۳۸: عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گیا تو اگرچہ غسل کر لے جماع ناجائز ہے تا وقتیکہ

عادت کے دن پورے نہ ہو لیں، جیسے کسی کی عادت چھ دن کی تھی اور اس مرتبہ پانچ ہی روز آیا تو اسے حکم ہے کہ نہا کر نماز شروع کر دے مگر جماع کے لیے ایک دن اور انتظار کرنا واجب ہے۔^(۵)

مسئلہ ۳۹: حیض سے پاک ہوئی اور پانی پر قدرت نہیں کہ غسل کرے اور غسل کا تیمم کیا تو اس سے صحبت جائز نہیں

جب تک اس تیمم سے نماز نہ پڑھ لے، نماز پڑھنے کے بعد اگرچہ پانی پر قادر ہو کر غسل نہ کیا صحبت جائز ہے۔^(۶)

فائدہ: ان باتوں میں نفاس کے وہی احکام ہیں جو حیض کے ہیں۔

مسئلہ ۴۰: نفاس میں عورت کو زچہ خانے سے نکلنا جائز ہے، اس کو ساتھ کھلانے یا اس کا جھوٹا کھانے میں خرچ

نہیں۔ ہندوستان میں جو بعض جگہ ان کے برتن تک الگ کر دیتی ہیں بلکہ ان برتنوں کو مثل نجس کے جانتی ہیں یہ ہندوؤں کی رسمیں

① ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، مطلب: لوأفتى مفت بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة... إلخ،

ج ۱، ص ۵۳۴، و ”الفتاوى الرضوية“، ج ۴، ص ۳۵۵.

② ”البحر الرائق“، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ج ۱، ص ۳۴۴.

③ ”الفتاوى الهندية“، کتاب الطہارۃ، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۹.

④ المرجع السابق.

⑤ المرجع السابق، وغيره.

⑥ المرجع السابق.

ہیں، ایسی بے ہودہ رسموں سے احتیاط لازم، اکثر عورتوں میں یہ رواج ہے کہ جب تک چلہ پورا نہ ہو لے اگرچہ نفاس ختم ہو لیا ہو، نہ نماز پڑھیں نہ اپنے کو قابل نماز کے جانیں یہ محض جہالت ہے جس وقت نفاس ختم ہوا اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اگر نہانے سے بیماری کا پورا اندیشہ ہو تو تیمم کر لیں۔⁽¹⁾

مسئلہ ۴۱: بچہ ابھی آدھے سے زیادہ پیدا نہیں ہوا اور نماز کا وقت جا رہا ہے اور یہ گمان ہے کہ آدھے سے زیادہ باہر ہونے سے پیشتر وقت ختم ہو جائے گا تو اس وقت کی نماز جس طرح ممکن ہو پڑھے، اگر قیام، رکوع، سجود نہ ہو سکے، اشارے سے پڑھے، وضو نہ کر سکے، تیمم سے پڑھے اور اگر نہ پڑھی تو گناہ گار ہوئی تو بہ کرے اور بعد طہارت قضا پڑھے۔⁽²⁾

استحاضہ کا بیان

حدیث ۱: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ فاطمہ بنت ابی حنیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے استحاضہ آتا ہے اور پاک نہیں رہتی تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ فرمایا: ”نہ، یہ تو رگ کا خون ہے، حیض نہیں ہے، تو جب حیض کے دن آئیں نماز چھوڑ دے اور جب جاتے رہیں خون دھواور نماز پڑھے۔“⁽³⁾

حدیث ۲: ابوداؤد و نسائی کی روایت میں فاطمہ بنت ابی حنیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یوں ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”جب حیض کا خون ہو تو سیاہ ہوگا، شناخت میں آئے گا، جب یہ ہو نماز سے باز رہو اور جب دوسری قسم کا ہو تو وضو کر اور نماز پڑھے، کہ وہ رگ کا خون ہے۔“⁽⁴⁾

حدیث ۳: امام مالک و ابوداؤد و دارمی کی روایت میں ہے کہ ایک عورت کے خون بہتا رہتا، اس کے لیے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سے فتویٰ پوچھا، ارشاد فرمایا کہ: ”اس بیماری سے پیشتر مہینے میں جتنے دن راتیں حیض آتا تھا ان کی گنتی شمار کرے، مہینے میں انھیں کی مقدار نماز چھوڑ دے اور جب وہ دن جاتے رہیں، تو نہائے اور لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھے۔“⁽⁵⁾

حدیث ۴: ابوداؤد و ترمذی کی روایت ہے ارشاد فرمایا: ”جن دنوں میں حیض آتا تھا، ان میں نمازیں چھوڑ دے، پھر

① ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۴، ص ۳۵۵-۳۵۶، وغیرہ.

② ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، مطلب في حكم وطء المستحاضة... إلخ، ج ۱، ص ۵۴۵.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، الحدیث: ۳۳۳، ص ۱۸۳.

④ ”سنن أبي داود“، کتاب الطہارۃ، باب إذا قبلت الحيضة تدع الصلاة، الحدیث: ۲۸۶، ج ۱، ص ۱۳۱.

⑤ ”الموطأ“ لإمام مالك، کتاب الطہارۃ، باب المستحاضة، الحدیث: ۱۴۰، ج ۱، ص ۷۷.

نہائے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔“ (1)

استحاضہ کے احکام

مسئلہ ۱: استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ، نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔ (2)

مسئلہ ۲: استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور کہا جائیگا، ایک وضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے، خون آنے سے اس کا وضو نہ جائے گا۔ (3)

مسئلہ ۳: اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون روک سکتی ہے کہ وضو کر کے فرض پڑھ لے تو عذر ثابت نہ ہوگا۔ (4)

مسئلہ ۴: ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا وہ معذور ہے، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وقت میں وضو کر لے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھے، اس بیماری سے اس کا وضو نہیں جاتا، جیسے قطرے کا مرض، یا دست آنا، یا ہوا خارج ہونا، یا دکھتی آنکھ سے پانی گرنا، یا پھوڑے، یا ناصور سے ہر وقت رطوبت بہنا، یا کان، ناف، پستان سے پانی نکلنا کہ یہ سب بیماریاں وضو توڑنے والی ہیں، ان میں جب پورا ایک وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر طہارت کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہو گیا۔ (5)

مسئلہ ۵: جب عذر ثابت ہو گیا تو جب تک ہر وقت میں ایک ایک بار بھی وہ چیز پائی جائے معذور ہی رہے گا، مثلاً عورت کو ایک وقت تو استحاضہ نے طہارت کی مہلت نہیں دی اب اتنا موقع ملتا ہے کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے مگر اب بھی ایک آدھ دفعہ ہر وقت میں خون آ جاتا ہے تو اب بھی معذور ہے۔ یوہیں تمام بیماریوں میں اور جب پورا وقت گزر گیا اور خون نہیں آیا تو اب معذور نہ رہی جب پھر کبھی پہلی حالت پیدا ہو جائے تو پھر معذور ہے اس کے بعد پھر اگر پورا وقت خالی گیا تو عذر جاتا رہا۔ (6)

مسئلہ ۶: نماز کا کچھ وقت ایسی حالت میں گزرا کہ عذر نہ تھا اور نماز نہ پڑھی اور اب پڑھنے کا ارادہ کیا تو استحاضہ یا بیماری سے وضو جاتا رہتا ہے غرض یہ باقی وقت یوہیں گزر گیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی تو اب اس کے بعد کا وقت بھی پورا اگر

① ”جامع الترمذی“، أبواب الطهارة، باب ماجاء أن المستحاضة تنوضاً لكل صلاة، الحديث: ۱۲۶، ج ۱، ص ۱۷۴.

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۹.

③ المرجع السابق، ص ۴۱. ④ المرجع السابق.

⑤ ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، کتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور، ج ۱، ص ۵۵۴.

⑥ ”البحر الرائق“، کتاب الطهارة، باب الحيض، ج ۱، ص ۳۷۶.

اسی استحاضہ یا بیماری میں گزر گیا تو وہ پہلی بھی ہوگئی اور اگر اس وقت اتنا موقع ملا کہ وضو کر کے فرض پڑھ لے تو پہلی نماز کا اعادہ کرے۔⁽¹⁾

مسئلہ ۷: خون بہتے میں وضو کیا اور وضو کے بعد خون بند ہو گیا اور اسی وضو سے نماز پڑھی اور اس کے بعد جو دوسرا وقت آیا وہ بھی پورا گزر گیا کہ خون نہ آیا تو پہلی نماز کا اعادہ کرے۔ یوں اگر نماز میں بند ہوا اور اس کے بعد دوسرے میں بالکل نہ آیا جب بھی اعادہ کرے۔⁽²⁾

مسئلہ ۸: فرض نماز کا وقت جانے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسے کسی نے عصر کے وقت وضو کیا تھا تو آفتاب کے ڈوبتے ہی وضو جاتا رہا اور اگر کسی نے آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تو جب تک ظہر کا وقت ختم نہ ہو وضو نہ جائے گا کہ ابھی تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں گیا۔⁽³⁾

مسئلہ ۹: وضو کرتے وقت وہ چیز نہیں پائی گئی جس کے سبب معذور ہے اور وضو کے بعد بھی نہ پائی گئی یہاں تک کہ باقی پورا وقت نماز کا خالی گیا تو وقت کے جانے سے وضو نہیں ٹوٹا۔ یوں اگر وضو سے پیشتر پائی گئی مگر نہ وضو کے بعد باقی وقت میں پائی گئی نہ اس کے بعد دوسرے وقت میں تو وقت⁽⁴⁾ جانے سے وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ ۱۰: اور اگر اس وقت میں وضو سے پیشتر وہ چیز پائی گئی اور وضو کے بعد بھی وقت میں پائی گئی یا وضو کے اندر پائی گئی اور وضو کے بعد اس وقت میں نہ پائی گئی مگر بعد والے میں پائی گئی، تو وقت ختم ہونے پر وضو جاتا رہے گا اگرچہ وہ حدیث نہ پایا جائے۔

مسئلہ ۱۱: معذور کا وضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب معذور ہے، ہاں اگر کوئی دوسری چیز وضو توڑنے والی پائی

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۴۰.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۴۱.

③ "الدر المختار"، و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، مطلب فی أحكام المعذور، ج ۱، ص ۵۵۵.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۴۱.

④ اس صورت میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وضو کے اندر بھی پائی گئی بعد کو ختم وقت ثانی تک نہیں دوسرا یہ کہ وضو کے اندر بھی نہ پائی گئی صرف پہلے پائی گئی پہلی صورت میں وہ وضو وضو معذور تھا لیکن جب کہ اس کے بعد انقطاع تام ہو گیا معذور نہ رہا تو وضو معذور ختم وقت سے پہلے بوجہ زوال عذر باطل ہو گیا وقت جانے سے کیا ٹوٹے اور صورت ثانیہ میں ظاہر ہے کہ یہ وضو انقطاع پر ہے اور ختم وقت تک انقطاع مستمر رہا تو خروج وقت سے نہ ٹوٹے گا اگرچہ وقت دوم میں منقطع نہ بھی ہوتا وقت دوم میں انقطاع کا ذکر اس لیے ہے کہ حکم دونوں صورتوں کو شامل ہو۔ ۱۲ منہ

گئی تو وضو جاتا رہا۔ مثلاً جس کو قطرے کا مرض ہے، ہوا نکلنے سے اس کا وضو جاتا رہے گا اور جس کو ہوا نکلنے کا مرض ہے، قطرے سے وضو جاتا رہے گا۔⁽¹⁾

مسئلہ ۱۲: معذور نے کسی حدث کے بعد وضو کیا اور وضو کرتے وقت وہ چیز نہیں ہے جس کے سبب معذور ہے، پھر وضو کے بعد وہ عذر والی چیز پائی گئی تو وضو جاتا رہا، جیسے استحاضہ والی نے پاخانہ پیشاب کے بعد وضو کیا اور وضو کرتے وقت خون بند تھا بعد وضو کے آیا تو وضو ٹوٹ گیا⁽²⁾ اور اگر وضو کرتے وقت وہ عذر والی چیز بھی پائی جاتی تھی تو اب وضو کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۱۳: معذور کے ایک نتھنے سے خون آ رہا تھا وضو کے بعد دوسرے نتھنے سے آیا وضو جاتا رہا، یا ایک زخم بہ رہا تھا اب دوسرا بہا، یہاں تک کہ چیچک کے ایک دانہ سے پانی آ رہا تھا اب دوسرے دانہ سے آیا وضو ٹوٹ گیا۔⁽³⁾

مسئلہ ۱۴: اگر کسی ترکیب سے عذر جاتا رہے یا اس میں کمی ہو جائے تو اس ترکیب کا کرنا فرض ہے، مثلاً کھڑے ہو کر پڑھنے سے خون بہتا ہے اور بیٹھ کر پڑھے تو نہ بہے گا تو بیٹھ کر پڑھنا فرض ہے۔⁽⁴⁾

مسئلہ ۱۵: معذور کو ایسا عذر ہے جس کے سبب کپڑے نجس ہو جاتے ہیں تو اگر ایک درم سے زیادہ نجس ہو گیا اور جانتا ہے کہ اتنا موقع ہے کہ اسے دھو کر پاک کپڑوں سے نماز پڑھ لوں گا تو دھو کر نماز پڑھنا فرض ہے اور اگر جانتا ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے پھر اتنا ہی نجس ہو جائے گا تو دھونا ضروری نہیں اُسی سے پڑھے اگرچہ مصلیٰ بھی آلودہ ہو جائے کچھ خرج نہیں اور اگر درہم کے برابر ہے تو پہلی صورت میں دھونا واجب اور درہم سے کم ہے تو سنت اور دوسری صورت میں مطلقاً نہ دھونے میں کوئی خرج نہیں۔⁽⁵⁾

مسئلہ ۱۶: استحاضہ والی اگر غسل کر کے ظہر کی نماز آخر وقت میں اور عصر کی وضو کر کے اول وقت میں اور مغرب کی غسل کر کے آخر وقت میں اور عشاء کی وضو کر کے اول وقت میں پڑھے اور فجر کی بھی غسل کر کے پڑھے تو بہتر ہے اور عجب نہیں کہ یہ ادب جو حدیث میں ارشاد ہوا ہے اس کی رعایت کی برکت سے اس کے مرض کو بھی فائدہ پہنچے۔

مسئلہ ۱۷: کسی زخم سے ایسی رطوبت نکلے کہ بہے نہیں، تو نہ اس کی وجہ سے وضو ٹوٹے، نہ معذور ہو، نہ وہ رطوبت ناپاک۔⁽⁶⁾

① "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور، ج ۱، ص ۵۵۷.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السادس في الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۴۱.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق.

⑤ المرجع السابق، وغیرہ.

⑥ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۴، ص ۳۷۱.

نجاستوں کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں اسما بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ ایک عورت نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں جب کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے؟ فرمایا: ”جب تم میں کسی کا کپڑا حیض کے خون سے آلودہ ہو جائے تو اسے کھرچے، پھر پانی سے دھوئے تب اُس میں نماز پڑھے۔“ (1)

حدیث ۲: صحیحین میں ہے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو میں دھوتی، پھر حضور نماز کو تشریف لے جاتے اور دھونے کا نشان اس میں ہوتا۔ (2)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ہے فرماتی ہیں، کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو مکمل ڈالتی، پھر حضور اس میں نماز پڑھتے۔ (3)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”چمڑا جب پکا لیا جائے، پاک ہو جائے گا۔“ (4)

حدیث ۵: امام مالک ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: ”کہ مُردار کی کھالیں جب پکالی جائیں تو انھیں کام میں لایا جائے۔“ (5)

حدیث ۶: امام احمد و ابوداؤد و نسائی نے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال سے منع فرمایا۔ (6)

حدیث ۷: دوسری روایت میں ہے ان کے پہننے اور ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (7)

1..... ”صحیح البخاری“، کتاب الحيض، باب غسل دم المحيض، الحديث: ۳۰۷، ج ۱، ص ۱۲۵.

2..... ”صحیح البخاری“، کتاب الوضوء، باب غسل المنی... إلخ، الحديث: ۲۳۰، ج ۱، ص ۹۹.

3..... ”صحیح مسلم“، کتاب الطهارة، باب حکم المنی، الحديث: ۲۸۸، ص ۱۶۶.

4..... ”صحیح مسلم“، کتاب الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، الحديث: ۳۶۶، ص ۱۹۴.

5..... ”الموطأ“ لا امام مالك، کتاب الصيد، باب ماجاء في جلود الميتة، الحديث: ۱۱۰۷، ج ۲، ص ۵۴.

6..... ”سنن أبي داود“، کتاب اللباس، باب في جلود النمر والسباع، الحديث: ۴۱۳۲، ج ۴، ص ۹۳.

7..... ”سنن أبي داود“، کتاب اللباس، باب في جلود النمر والسباع، الحديث: ۴۱۳۱، ج ۴، ص ۹۳.

نجاستوں کے متعلق احکام

نجاست دو قسم ہے، ایک وہ جس کا حکم سخت ہے اس کو غلیظہ کہتے ہیں، دوسری وہ جس کا حکم ہلکا ہے اس کو خفیفہ کہتے ہیں۔
مسئلہ ۱: نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے، تو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصد پڑھی تو گناہ بھی ہوا اور اگر بہ نیت استخفاف ہے تو کفر ہوا اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے اور قصد پڑھی تو گنہگار بھی ہوا اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے، کہ بے پاک کیے نماز ہوگئی مگر خلاف سنت ہوئی اور اس کا اعادہ بہتر ہے۔

مسئلہ ۲: اگر نجاست گاڑھی ہے جیسے پاخانہ، لید، گوہر تو درہم کے برابر، یا کم، یا زیادہ کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں اس کے برابر یا کم یا زیادہ ہو اور درہم کا وزن شریعت میں اس جگہ ساڑھے چار ماشے اور زکوٰۃ میں تین ماشے رقی $\frac{1}{5}$ ہے اور اگر پتلی ہو، جیسے آدمی کا پیشاب اور شراب تو درہم سے مراد اس کی لنبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے اس کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رک سکے، اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم سمجھا جائے اور اس کی مقدار تقریباً یہاں کے روپے کے برابر ہے۔

مسئلہ ۳: نجس تیل کپڑے پر گرا اور اس وقت درہم کے برابر نہ تھا، پھر پھیل کر درہم کے برابر ہو گیا تو اس میں علما کو بہت اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ اب پاک کرنا واجب ہو گیا۔^(۱)

مسئلہ ۴: نجاست خفیفہ کا یہ حکم ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عضو میں لگی ہے، اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے (مثلاً دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم، آستین میں اس کی چوتھائی سے کم۔ یوہیں ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے) تو معاف ہے کہ اس سے نماز ہو جائے گی اور اگر پوری چوتھائی میں ہو تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔^(۲)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامها، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۷، وغیرہ۔

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامها، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۶۔

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، مبحث فی بول الفأرة... إلخ، ج ۱، ص ۵۷۸۔

مسئلہ ۵: نجاستِ خفیفہ اور غلیظہ کے جو الگ الگ حکم بتائے گئے، یہ اُسی وقت ہیں کہ بدن یا کپڑے میں لگے اور اگر کسی پتلی چیز جیسے پانی یا سرکہ میں گرے تو چاہے غلیظہ ہو یا خفیفہ، گل ناپاک ہو جائے گی اگرچہ ایک قطرہ گرے جب تک وہ پتلی چیز حد کثرت پر یعنی دہ دردہ نہ ہو۔^(۱)

مسئلہ ۶: انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اس سے غسل یا وضو واجب ہو نجاستِ غلیظہ ہے، جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، بھر مونہ قے، حیض و نفاس و استحاضہ کا خون، مٹی، مٹی، مٹی۔^(۲)

مسئلہ ۷: شہید فقہی^(۳) کا خون جب تک اس کے بدن سے جدا نہ ہو پاک ہے۔^(۴)

مسئلہ ۸: دھکتی آنکھ سے جو پانی نکلے نجاستِ غلیظہ ہے۔ یوہیں ناف یا پستان سے درد کے ساتھ پانی نکلے نجاستِ غلیظہ ہے۔^(۵)

مسئلہ ۹: بلغمی رطوبت ناک یا مونہ سے نکلے نجس نہیں اگرچہ پیٹ سے چڑھے اگرچہ بیماری کے سبب ہو۔^(۶)

مسئلہ ۱۰: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نجاستِ غلیظہ ہے۔^(۷) یہ جو اکثر عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے محض غلط ہے۔

مسئلہ ۱۱: شیر خوار بچے نے دودھ ڈال دیا اگر بھر مونہ ہے نجاستِ غلیظہ ہے۔^(۸)

مسئلہ ۱۲: خشکی کے ہر جانور کا بہتا خون، مردار کا گوشت اور چربی (یعنی وہ جانور جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے اگر بغیر ذبح شرعی کے مر جائے مردار ہے اگرچہ ذبح کیا گیا ہو جیسے مجوسی یا بُت پرست یا مُرتد کا ذبیحہ اگرچہ اس نے حلال جانور مثلاً بکری وغیرہ کو ذبح کیا ہو، اس کا گوشت پوست سب ناپاک ہو گیا اور اگر حرام جانور ذبح شرعی سے ذبح کر لیا گیا تو اس کا

..... ۱ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، مبحث فی بول الفأرة... إلخ، ج ۱، ص ۵۷۹، وغیرہ۔

..... ۲ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۶۔

..... ۳ یعنی وہ جسے غسل نہیں دیا جاتا اس کا بیان کتاب الجمائز باب الشہید میں آئے گا۔ ۱۲ امنہ

..... ۴ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۶۔

..... ۵ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۶۹، ۲۷۰۔

..... ۶ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۶۳۔

..... ۷ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۶۔

..... ۸ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۵۶۱۔

گوشت پاک ہو گیا اگرچہ کھانا حرام ہے سوا خنزیر کے کہ وہ نجس العین ہے کسی طرح پاک نہیں ہو سکتا) حرام چوپائے جیسے کتا، شیر، لومڑی، بلی، چوہا، گدھا، خچر، ہاتھی، سور کا پاخانہ، پیشاب اور گھوڑے کی لید اور ہر حلال چوپایہ کا پاخانہ جیسے گائے بھینس کا گوبر، بکری اونٹ کی میٹھی اور جو پرند کہ اونچانہ اڑے اس کی بیٹ، جیسے مرغی اور بٹ چھوٹی ہو خواہ بڑی اور ہر قسم کی شراب اور نشہ لانے والی تاثیر اور سیندھی اور سانپ کا پاخانہ پیشاب اور اُس جنگلی سانپ اور مینڈک کا گوشت جن میں بہتا خون ہوتا ہے اگرچہ ذبح کیے گئے ہوں۔ یوہیں ان کی کھال اگرچہ پکائی گئی ہو اور سور کا گوشت اور بڈی اور بال اگرچہ ذبح کیا گیا ہو یہ سب نجاستِ غلیظہ ہیں۔

مسئلہ ۱۳: چھکلی یا گرگٹ کا خون نجاستِ غلیظہ ہے۔

مسئلہ ۱۴: انگور کا شیرہ کپڑے پر پڑا تو اگرچہ کئی دن گزر جائیں کپڑا پاک ہے۔

مسئلہ ۱۵: ہاتھی کے سونڈ کی رطوبت اور شیر، کتے، چیتے اور دوسرے درندے چوپایوں کا لعاب نجاستِ غلیظہ ہے۔^(۱)

مسئلہ ۱۶: جن جانوروں کا گوشت حلال ہے (جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری، اونٹ وغیرہ) ان کا پیشاب نیز

گھوڑے کا پیشاب اور جس پرند کا گوشت حرام ہے، خواہ شکاری ہو یا نہیں، (جیسے کوا، چیل، شکار، باز، بہری) اس کی بیٹ نجاستِ خفیفہ ہے۔^(۲)

مسئلہ ۱۷: چگاڈڑ کی بیٹ اور پیشاب دونوں پاک ہیں۔^(۳)

مسئلہ ۱۸: جو پرند حلال اُونچے اُڑتے ہیں جیسے کبوتر، مینا، مرغابی، قاز، ان کی بیٹ پاک ہے۔^(۴)

مسئلہ ۱۹: ہر چوپائے کی جگالی کا وہی حکم ہے جو اس کے پاخانہ کا۔^(۵)

مسئلہ ۲۰: ہر جانور کے پتے کا وہی حکم ہے جو اس کے پیشاب کا، حرام جانوروں کا پتہ نجاستِ غلیظہ اور حلال کا

① "البحر الرائق"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۳۹۸.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۸.

و "نور الإيضاح" و "مراقی الفلاح"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ص ۳۷.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۶.

④ "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۵۷۴.

⑤ "البحر الرائق"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۴۰۰، وغیرہ.

⑥ "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، ج ۱، ص ۶۲۰.

نجاست خفیفہ ہے۔ (1)

مسئلہ ۲۱: نجاست غلیظہ خفیفہ میں مل جائے تو کل غلیظہ ہے۔ (2)

مسئلہ ۲۲: مچھلی اور پانی کے دیگر جانوروں اور کھٹل اور مچھر کا خون اور خچر اور گدھے کا لعاب اور پسینہ پاک ہے۔ (3)

مسئلہ ۲۳: پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی نوک برابر کی بدن یا کپڑے پر پڑ جائیں تو کپڑا اور بدن پاک رہے گا۔ (4)

مسئلہ ۲۴: جس کپڑے پر پیشاب کی ایسی ہی باریک چھینٹیں پڑ گئیں، اگر وہ کپڑا پانی میں پڑ گیا تو پانی بھی ناپاک نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۵: جو خون زخم سے بہا نہ ہو پاک ہے۔ (5)

مسئلہ ۲۶: گوشت، تلی، کھجی میں جو خون باقی رہ گیا پاک ہے اور اگر یہ چیزیں بہتے خون میں سن جائیں تو ناپاک ہیں بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گی۔ (6)

مسئلہ ۲۷: جو بچہ مردہ پیدا ہوا اس کو گود میں لے کر نماز پڑھی، اگرچہ اس کو غسل دے لیا ہو نماز نہ ہوگی اور اگر زندہ پیدا ہو کر مر گیا اور بے نہلائے گود میں لے کر نماز پڑھی جب بھی نہ ہوگی، ہاں اگر اس کو غسل دے کر گود میں لیا تھا تو ہو جائے گی مگر خلاف مستحب ہے۔ یہ احکام اس وقت ہیں کہ مسلمان کا بچہ ہو اور کافر کا مردہ بچہ ہے، تو کسی حال میں نماز نہ ہوگی غسل دیا ہو یا نہیں۔ (7)

مسئلہ ۲۸: اگر نماز پڑھی اور جیب وغیرہ میں شیشی ہے اور اس میں پیشاب یا خون یا شراب ہے تو نماز نہ ہوگی اور جیب میں انڈا ہے اور اس کی زردی خون ہو چکی ہے تو نماز ہو جائے گی۔ (8)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، ج ۱، ص ۶۲۰.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، مبحث فی بول الفأرة... إلخ، ج ۱، ص ۵۷۷.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، مبحث فی بول الفأرة... إلخ، ج ۱، ص ۵۷۹، وغیرہ.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۶.

⑤ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱، ص ۲۸۰.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۶.

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، فصل فی البثر، ج ۱، ص ۴۰۸.

⑧ "غنیۃ المتملی"، فصل فی الآسار، ص ۱۹۷.

مسئلہ ۲۹: روئی کا کپڑا اُدھیڑا گیا اور اس کے اندر چوہا سوکھا ہوا ملا، تو اگر اس میں سوراخ ہے تو تین دن تین راتوں

کی نمازوں کا اعادہ کر لے اور سوراخ نہ ہو تو جتنی نمازیں اس سے پڑھی ہیں سب کا اعادہ کرے۔^(۱)

مسئلہ ۳۰: کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نجاستِ غلیظہ لگی اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے، تو

درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد، نجاستِ خفیفہ میں بھی مجموعہ ہی پر حکم دیا جائے گا۔^(۲)

مسئلہ ۳۱: حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے، البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر کھانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۳۲: چُو ہے کی میٹنگی گیہوں میں مل کر پس گئی یا تیل میں پڑ گئی تو آٹا اور تیل پاک ہے، ہاں اگر مزے میں فرق

آجائے تو نجس ہے اور اگر روٹی کے اندر ملی تو اس کے آس پاس سے تھوڑی سی الگ کر دیں باقی میں کچھ خرچ نہیں۔^(۳)

مسئلہ ۳۳: ریشم کے کپڑے کی پیٹ اور اس کا پانی پاک ہے۔^(۴)

مسئلہ ۳۴: ناپاک کپڑے میں پاک کپڑا یا پاک کپڑا لپیٹا اور اس ناپاک کپڑے سے یہ پاک کپڑا نم ہو

گیا تو ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ نجاست کا رنگ یا بو اس پاک کپڑے میں ظاہر نہ ہو، ورنہ نم ہو جانے سے بھی ناپاک ہو جائے گا، ہاں

اگر بھیگ جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور یہ اسی صورت میں ہے کہ وہ ناپاک کپڑا پانی سے تر ہوا ہو اور اگر پیشاب یا شراب کی تری

اس میں ہے تو وہ پاک کپڑا نم ہو جانے سے بھی نجس ہو جائے گا اور اگر ناپاک کپڑا سوکھا تھا اور پاک تر تھا اور اس پاک کی تری

سے وہ ناپاک تر ہو گیا اور اس ناپاک کو اتنی تری پہنچی کہ اس سے چھوٹ کر اس پاک کو لگی تو یہ ناپاک ہو گیا ورنہ نہیں۔^(۵)

مسئلہ ۳۵: بھیگے ہوئے پاؤں نجس زمین یا بچھونے پر رکھے تو ناپاک نہ ہوں گے، اگرچہ پاؤں کی تری کا اس پر دھبہ

محسوس ہو، ہاں اگر اس زمین یا بچھونے کو اتنی تری پہنچی کہ اس کی تری پاؤں کو لگی تو پاؤں نجس ہو جائیں گے۔^(۶)

مسئلہ ۳۶: بھیگی ہوئی ناپاک زمین یا نجس بچھونے پر سوکھے ہوئے پاؤں رکھے اور پاؤں میں تری آگئی تو نجس ہو

گئے اور سیل ہے تو نہیں۔^(۷)

①..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، فصل فی البثر، ج ۱، ص ۴۲۱.

②..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: إذا صرح... إلخ، ج ۱، ص ۵۸۲.

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۸، ۴۶.

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۶.

⑤..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء... إلخ، ج ۱، ص ۶۱۷.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۷.

⑦..... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۷: جس جگہ کو گوبر سے لیسا اور وہ سُکھ گئی بھیگا کپڑا اس پر رکھنے سے نجس نہ ہوگا، جب تک کپڑے کی تری اسے اتنی نہ پہنچے کہ اس سے چھوٹ کر کپڑے کو لگے۔ (1)

مسئلہ ۳۸: نجس کپڑا پہن کر یا نجس بچھونے پر سویا اور پسینہ آیا، اگر پسینہ سے وہ ناپاک جگہ بھیگ گئی پھر اُس سے بدن تر ہو گیا تو ناپاک ہو گیا ورنہ نہیں۔ (2)

مسئلہ ۳۹: ناپاک چیز پر ہوا ہو کر گزری اور بدن یا کپڑے کو لگی تو ناپاک نہ ہوگا۔ (3)

مسئلہ ۴۰: میانی تر تھی اور ہوانکی تو کپڑا نجس نہ ہوگا۔ (4)

مسئلہ ۴۱: ناپاک چیز کا دھواں کپڑے یا بدن کو لگے تو ناپاک نہیں۔ یوہیں ناپاک چیز کے جلانے سے جو بخارات اُٹھیں ان سے بھی نجس نہ ہوگا اگر چہ ان سے پورا کپڑا بھیگ جائے، ہاں اگر نجاست کا اثر اس میں ظاہر ہو تو نجس ہو جائے گا۔ (5)

مسئلہ ۴۲: اُبلے کا دھواں روٹی میں لگا تو روٹی ناپاک نہ ہوئی۔

مسئلہ ۴۳: کوئی نجس چیز دہ درہ پانی میں پھینکی اور اس پھینکنے کی وجہ سے پانی کی چھینٹیں کپڑے پر پڑیں کپڑا نجس نہ ہوگا، ہاں اگر معلوم ہو کہ یہ چھینٹیں اس نجس شے کی ہیں تو اس صورت میں نجس ہو جائے گا۔ (6)

مسئلہ ۴۴: پاخانہ پر سے کھیاں اُڑ کر کپڑے پر بیٹھیں کپڑا نجس نہ ہوگا۔ (7)

مسئلہ ۴۵: راستہ کی کچھڑ پاک ہے جب تک اس کا نجس ہونا معلوم نہ ہو، تو اگر پاؤں یا کپڑے میں لگی اور بے دھوئے نماز پڑھ لی ہو گئی مگر دھولینا بہتر ہے۔ (8)

مسئلہ ۴۶: سڑک پر پانی چھڑکا جا رہا تھا، زمین سے چھینٹیں اُڑ کر کپڑے پر پڑیں، کپڑا نجس نہ ہوگا مگر دھولینا بہتر ہے۔

مسئلہ ۴۷: آدمی کی کھال اگر چہ ناخن برابر تھوڑے پانی (یعنی دہ درہ سے کم) میں پڑ جائے، وہ پانی ناپاک ہو گیا

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۷.

② المرجع السابق.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق.

⑤ المرجع السابق.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۷.

⑦ "المحیط البرہانی"، کتاب الطہارات، الفصل السابع فی النجاسات و أحكامہا، ج ۱، ص ۲۱۶.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۷.

⑧ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی العفو عن طین الشارع، ج ۱، ص ۵۸۳.

اور خود ناخن گر جائے تو ناپاک نہیں۔ (1)

مسئلہ ۴۸: بعد پاخانہ پیشاب کے ڈھیلوں سے استنجا کر لیا، پھر اس جگہ سے پسینہ نکل کر کپڑے یا بدن میں لگا تو بدن اور کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔ (2)

مسئلہ ۴۹: پاک مٹی میں ناپاک پانی ملا یا تو نجس ہوگئی۔ (3)

مسئلہ ۵۰: مٹی میں ناپاک بھس ملا یا، اگر تھوڑا ہو تو مطلقاً پاک ہے اور جو زیادہ ہو تو جب تک خشک نہ ہو، ناپاک ہے۔ (4)

مسئلہ ۵۱: کتا بدن یا کپڑے سے چھو جائے، تو اگر چہ اس کا جسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے، ہاں اگر اس کے بدن پر نجاست لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لعاب لگے تو ناپاک کر دے گا۔ (5)

مسئلہ ۵۲: کتے وغیرہ کسی ایسے جانور نے جس کا لعاب ناپاک ہے آٹے میں مونہ ڈالا، تو اگر گندھا ہوا تھا تو جہاں اس کا مونہ پڑا، اس کو علیحدہ کر دے باقی پاک ہے اور سُوکھا تھا تو جتنا تر ہو گیا وہ پھینک دے۔

مسئلہ ۵۳: آبِ مُسْتَعْمَل پاک ہے نوشادر پاک ہے۔ (6)

مسئلہ ۵۴: سواسور کے تمام جانوروں کی وہ ہڈی جس پر مردار کی چکنائی نہ لگی ہو اور بال اور دانت پاک ہیں۔ (7)

مسئلہ ۵۵: عورت کے پیشاب کے مقام سے جو رطوبت نکلے پاک ہے۔ (8) کپڑے یا بدن میں لگے تو دھونا کچھ ضرور نہیں ہاں بہتر ہے۔

مسئلہ ۵۶: جو گوشت سڑ گیا، بدو لے آیا اس کا کھانا حرام ہے اگر چہ نجس نہیں۔ (9)

① "منية المصلي"، بيان النجاسة، ص ۱۰۸.

② "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۸.

③ المرجع السابق، الفصل الثاني، ص ۴۷. ④ المرجع السابق.

⑤ "الفتاوى الرضوية"، ج ۴، ص ۴۰۱.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، ج ۱، ص ۴۸.

⑥ "نور الإيضاح"، كتاب الطهارة، ص ۳، و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في العرقى الذى

يستقطر من دردى الخمر نجس حرام بخلاف النوشادر، ج ۱، ص ۵۸۴.

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج ۱، ص ۳۹۹. و "الفتاوى الرضوية"، ج ۴، ص ۴۷۱.

⑧ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۵۶۶.

⑨ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج ۱، ص ۶۲۰.

نجس چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ

جو چیزیں ایسی ہیں کہ وہ خود نجس ہیں (جن کو ناپاکی اور نجاست کہتے ہیں) جیسے شراب یا غلیظ، ایسی چیزیں جب تک اپنی اصل کو چھوڑ کر کچھ اور نہ ہو جائیں پاک نہیں ہو سکتیں، شراب جب تک شراب ہے نجس ہی رہے گی اور سرکہ ہو جائے تو اب پاک ہے۔

مسئلہ ۱: جس برتن میں شراب تھی اور سرکہ ہو گئی وہ برتن بھی اندر سے اتنا پاک ہو گیا جہاں تک اس وقت سرکہ ہے، اگر اوپر شراب کی مچھینیں پڑی تھیں، تو وہ شراب کے سرکہ ہونے سے پاک نہ ہوگی۔ یوہیں اگر شراب مثلاً مونہ تک بھری تھی، پھر کچھ گر گئی کہ برتن تھوڑا خالی ہو گیا اس کے بعد سرکہ ہوئی تو یہ اوپر کا حصہ جو پہلے ناپاک ہو چکا تھا پاک نہ ہوگا۔ اگر سرکہ اس سے انڈیلا جائے گا تو وہ سرکہ بھی ناپاک ہو جائے گا، ہاں اگر پل (۱) وغیرہ سے نکال لیا جائے تو پاک ہے اور پیاز، لہسن شراب میں پڑ گئے تھے سرکہ ہونے کے بعد پاک ہو گئے

مسئلہ ۲: شراب میں چوہا گر کر پھول پھٹ گیا تو سرکہ ہونے کے بعد بھی پاک نہ ہوگا اور اگر پھولا پھٹا نہیں تھا تو اگر سرکہ ہونے سے پہلے نکال کر پھینک دیا اس کے بعد سرکہ ہوئی تو پاک ہے اور اگر سرکہ ہونے کے بعد نکال کر پھینکا تو سرکہ بھی ناپاک ہے۔ (۲)

مسئلہ ۳: شراب میں پیشاب کا قطرہ گر گیا یا گتے نے مونہ ڈال دیا یا ناپاک سرکہ ملا دیا تو سرکہ ہونے کے بعد بھی حرام و نجس ہے۔ (۳)

مسئلہ ۴: شراب کو خریدنا یا مانگنا یا اٹھانا یا رکھنا حرام ہے اگرچہ سرکہ کرنے کی نیت سے ہو۔

مسئلہ ۵: نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہو گیا تو وہ نمک پاک و حلال ہے۔ (۴)

مسئلہ ۶: اُپلے کی راکھ پاک ہے (۵) اور اگر راکھ ہونے سے قبل بجھ گیا تو ناپاک۔

..... ① یعنی ٹیڑھا چچہ۔ تیل یا گھی نکالنے کا آلہ۔

..... ② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۵۔

..... ③ المرجع السابق۔

..... ④ المرجع السابق۔

..... ⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۴۔

مسئلہ ۷: جو چیزیں بذاتہ نجس نہیں بلکہ کسی نجاست کے لگنے سے ناپاک ہوئیں، ان کے پاک کرنے کے مختلف طریقے ہیں پانی اور ہر رقیق بہنے والی چیز سے (جس سے نجاست دور ہو جائے) دھو کر نجس چیز کو پاک کر سکتے ہیں، مثلاً سرکہ اور گلاب کہ ان سے نجاست کو دور کر سکتے ہیں تو بدن یا کپڑا ان سے دھو کر پاک کر سکتے ہیں۔

فائدہ: بغیر ضرورت گلاب اور سرکہ وغیرہ سے پاک کرنا ناجائز ہے کہ فضول خرچی ہے۔

مسئلہ ۸: مستعمل پانی اور چائے سے دھوئیں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۹: تھوک سے اگر نجاست دور ہو جائے پاک ہو جائے گا، جیسے بچے نے دودھ پی کر پستان پر قے کی، پھر کئی بار دودھ پیا یہاں تک کہ اس کا اثر جاتا رہا پاک ہو گئی (۱) اور شرابی کے مونہ کا مسئلہ اوپر گزرا۔

مسئلہ ۱۰: دودھ اور شوربا اور تیل سے دھونے سے پاک نہ ہوگا کہ ان سے نجاست دور نہ ہوگی۔ (۲)

مسئلہ ۱۱: نجاست اگر دلدلدار ہو (جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ) تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے، اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا (۳) ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۲: اگر نجاست دور ہو گئی مگر اس کا کچھ اثر رنگ یا بو باقی ہے تو اسے بھی زائل کرنا لازم ہے، ہاں اگر اس کا اثر بدقت جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں تین مرتبہ دھولیا پاک ہو گیا، صابون یا کھٹائی یا گرم پانی سے دھونے کی حاجت نہیں۔ (۴)

مسئلہ ۱۳: کپڑے یا ہاتھ میں نجس رنگ لگا، یا ناپاک مہندی لگائی تو اتنی مرتبہ دھوئیں کہ صاف پانی گرنے لگے، پاک ہو جائے گا اگرچہ کپڑے یا ہاتھ پر رنگ باقی ہو۔ (۵)

مسئلہ ۱۴: زعفران یا رنگ، کپڑا رنگنے کے لیے گھولا تھا اس میں کسی بچے نے پیشاب کر دیا یا اور کوئی نجاست پڑ گئی اس

..... ① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۵.

..... ② "تبیین الحقائق"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۱۹۴.

..... ③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۱.

..... ④ "الفتاویٰ الہندیہ"، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۲.

..... ⑤ "فتح القدیر"، کتاب الطہارات، باب الأنجاس و تطہیرہا، ج ۱، ص ۱۸۴.

سے اگر کپڑا رنگ لیا تو تین بار دھو ڈالیں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۵: گودنا کہ سوئی چھو کر اس جگہ سرمہ بھر دیتے ہیں، تو اگر خون اتنا نکلا کہ ہنسنے کے قابل ہو تو ظاہر ہے کہ وہ خون ناپاک ہے اور سرمہ کہ اس پر ڈالا گیا وہ بھی ناپاک ہو گیا، پھر اس جگہ کو دھو ڈالیں پاک ہو جائے گی اگرچہ ناپاک سرمہ کا رنگ بھی باقی رہے۔ یوہیں زخم میں راکھ بھردی، پھر دھو لیا پاک ہو گیا اگرچہ رنگ باقی ہو۔

مسئلہ ۱۶: کپڑے یا بدن میں ناپاک تیل لگا تھا، تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جائے گا^(۱) اگرچہ تیل کی چکنائی موجود ہو، اس تکلف کی ضرورت نہیں کہ صابون یا گرم پانی سے دھوئے لیکن اگر مردار کی چربی لگی تھی، تو جب تک اس کی چکنائی نہ جائے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۷: اگر نجاست رقیق ہو تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ بقوتِ نجوڑنے سے پاک ہوگا اور قوت کے ساتھ نجوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص اپنی طاقت بھر اس طرح نجوڑے کہ اگر پھر نجوڑے تو اس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے، اگر کپڑے کا خیال کر کے اچھی طرح نہیں نجوڑا تو پاک نہ ہوگا۔^(۲)

مسئلہ ۱۸: اگر دھونے والے نے اچھی طرح نجوڑ لیا مگر ابھی ایسا ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص جو طاقت میں اس سے زیادہ ہے نجوڑے تو دو ایک بوند ٹپک سکتی ہے، تو اس کے حق میں پاک اور دوسرے کے حق میں ناپاک ہے۔ اس دوسرے کی طاقت کا اعتبار نہیں، ہاں اگر یہ دھوتا اور اسی قدر نجوڑتا تو پاک نہ ہوتا۔^(۳)

مسئلہ ۱۹: پہلی اور دوسری مرتبہ نجوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا بہتر ہے اور تیسری بار نجوڑنے سے کپڑا بھی پاک ہو گیا اور ہاتھ بھی اور جو کپڑے میں اتنی تری رہ گئی ہو کہ نجوڑنے سے ایک آدھ بوند ٹپکے گی تو کپڑا اور ہاتھ دونوں ناپاک ہیں۔^(۴)

مسئلہ ۲۰: پہلی یا دوسری بار ہاتھ پاک نہیں کیا اور اس کی تری سے کپڑے کا پاک حصہ بھیگ گیا تو یہ بھی ناپاک ہو گیا، پھر اگر پہلی بار کے نجوڑنے کے بعد بھیگا ہے تو اسے دو مرتبہ دھونا چاہیے اور دوسری مرتبہ نجوڑنے کے بعد ہاتھ کی تری سے بھیگا ہے تو ایک مرتبہ دھویا جائے۔ یوہیں اگر اس کپڑے سے جو ایک مرتبہ دھو کر نجوڑ لیا گیا ہے، کوئی پاک کپڑا بھیگ جائے تو یہ

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، مطلب فی حکم الصبغ... إلخ، ج ۱، ص ۵۹۱.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۲.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، مطلب فی حکم الوشم، ج ۱، ص ۵۹۴، وغیرہما.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۵۹۴.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۲.

دوبار دھویا جائے اور اگر دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد اس سے وہ کپڑا بھیگا تو ایک بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۱: کپڑے کو تین مرتبہ دھو کر ہر مرتبہ خوب نچوڑ لیا ہے کہ اب نچوڑنے سے نہ ٹپکے گا، پھر اس کو لٹکا دیا اور اس سے پانی ٹپکا تو یہ پانی پاک ہے اور اگر خوب نہیں نچوڑا تھا تو یہ پانی ناپاک ہے۔

مسئلہ ۲۲: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا ایک ہی حکم ہے کہ ان کا پیشاب کپڑے یا بدن میں لگا ہے، تو تین بار دھونا اور نچوڑنا پڑے گا۔

مسئلہ ۲۳: جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں ہے (جیسے چٹائی، برتن، جوتا وغیرہ) اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے، یوہیں دو مرتبہ اور دھوئیں تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہو گئی اسے ہر مرتبہ کے بعد سوکھانا ضروری نہیں۔ یوہیں جو کپڑا اپنی نازکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یوہیں پاک کیا جائے۔^(۱)

مسئلہ ۲۴: اگر ایسی چیز ہو کہ اس میں نجاست جذب نہ ہوئی، جیسے چینی کے برتن، یا مٹی کا پرانا استعمالی چکنا برتن یا لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی چیزیں تو اسے فقط تین بار دھولینا کافی ہے، اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔^(۲)

مسئلہ ۲۵: ناپاک برتن کو مٹی سے مانجھ لینا بہتر ہے۔

مسئلہ ۲۶: پکایا ہوا چمڑا ناپاک ہو گیا، تو اگر اسے نچوڑ سکتے ہیں تو نچوڑیں ورنہ تین مرتبہ دھوئیں اور ہر مرتبہ اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔^(۳)

مسئلہ ۲۷: دری یا ٹاٹ یا کوئی ناپاک کپڑا بہتے پانی میں رات بھر پڑا رہنے دیں پاک ہو جائے گا اور اصل یہ ہے کہ جتنی دیر میں یہ ظن غالب ہو جائے کہ پانی نجاست کو بہا لے گیا پاک ہو گیا، کہ بہتے پانی سے پاک کرنے میں نچوڑنا شرط نہیں۔

مسئلہ ۲۸: کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہو گیا اور یہ یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ ہے، تو بہتر یہی ہے کہ پورا ہی دھو ڈالیں

① "البحر الرائق"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۴۱۳.

② المرجع السابق، ص ۴۱۴.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۳.

(یعنی جب بالکل نہ معلوم ہو کہ کس حصہ میں ناپاکی لگی ہے اور اگر معلوم ہے کہ مثلاً آستین یا کجس ہو گئی مگر یہ نہیں معلوم کہ آستین یا کجس کا کونسا حصہ ہے تو آستین یا کجس کا دھونا ہی پورے کپڑے کا دھونا ہے) اور اگر انداز سے سوچ کر اس کا کوئی حصہ دھولے جب بھی پاک ہو جائے گا اور جو بلا سوچے ہوئے کوئی ٹکڑا دھولیا جب بھی پاک ہے مگر اس صورت میں اگر چند نمازیں پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ کجس حصہ نہیں دھویا گیا تو پھر دھوئے اور نمازوں کا اعادہ کرے اور جو سوچ کر دھولیا تھا اور بعد کو غلطی معلوم ہوئی تو اب دھولے اور نمازوں کے اعادہ کی حاجت نہیں۔⁽¹⁾

مسئلہ ۲۹: یہ ضروری نہیں کہ ایک دم تینوں بار دھوئیں، بلکہ اگر مختلف وقتوں بلکہ مختلف دنوں میں یہ تعداد پوری کی جب بھی پاک ہو جائے گا۔⁽²⁾

مسئلہ ۳۰: لوہے کی چیز جیسے چھری، چاقو، تلوار وغیرہ جس میں نہ زنگ ہو نہ نقش و نگار کجس ہو جائے، تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائے گی اور اس صورت میں نجاست کے دلدار یا پتلی ہونے میں کچھ فرق نہیں۔ یوہیں چاندی، سونے، پیتل، گلت اور ہر قسم کی دھات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں بشرطیکہ نقش نہ ہوں اور اگر نقش ہوں یا لوہے میں زنگ ہو تو دھونا ضروری ہے پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی۔⁽³⁾

مسئلہ ۳۱: آئینہ اور شیشے کی تمام چیزیں اور چینی کے برتن یا مٹی کے روغنی برتن یا پالش کی ہوئی لکڑی غرض وہ تمام چیزیں جن میں مسام نہ ہوں کپڑے یا پتے سے اس قدر پونچھ لی جائیں کہ اثر بالکل جاتا رہے پاک ہو جاتی ہیں۔⁽⁴⁾

مسئلہ ۳۲: منی کپڑے میں لگ کر خشک ہو گئی تو فقط مل کر جھاڑنے اور صاف کرنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا اگرچہ بعد ملنے کے کچھ اس کا اثر کپڑے میں باقی رہ جائے۔⁽⁵⁾

مسئلہ ۳۳: اس مسئلہ میں عورت و مرد اور انسان و حیوان و تندرست و مریض جریان سب کی منی کا ایک حکم ہے۔⁽⁶⁾

مسئلہ ۳۴: بدن میں اگر منی لگ جائے تو بھی اسی طرح پاک ہو جائے گا۔⁽⁷⁾

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۳، وغیرہ.

②..... المرجع السابق.

③..... المرجع السابق.

④..... المرجع السابق.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۴.

⑥..... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۵۶۷.

⑦..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۴.

مسئلہ ۳۵: پیشاب کر کے طہارت نہ کی پانی سے نہ ڈھیلے سے اور منی اس جگہ پر گزری جہاں پیشاب لگا ہوا ہے، تو یہ ملنے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے اور اگر طہارت کر چکا تھا یا منی جست کر کے نکلی کہ اس موضع نجاست پر نہ گزری تو ملنے سے پاک ہو جائے گی۔ (1)

مسئلہ ۳۶: جس کپڑے کو مل کر پاک کر لیا، اگر وہ پانی سے بھیگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔ (2)

مسئلہ ۳۷: اگر منی کپڑے میں لگی ہے اور اب تک تر ہے، تو دھونے سے پاک ہوگا ملنا کافی نہیں۔ (3)

مسئلہ ۳۸: موزے یا جوتے میں دلدار نجاست لگی، جیسے پاخانہ، گوبر، منی تو اگرچہ وہ نجاست تر ہو کر پنے اور رگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔ (4)

مسئلہ ۳۹: اور اگر مثل پیشاب کے کوئی پتلی نجاست لگی ہو اور اس پر مٹی یا راکھ یا ریتا وغیرہ ڈال کر رگڑ ڈالیں جب بھی پاک ہو جائیں گے اور اگر ایسا نہ کیا یہاں تک کہ وہ نجاست سوکھ گئی تو اب بے دھوئے پاک نہ ہوں گے۔ (5)

مسئلہ ۴۰: ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے پاک ہوگئی، خواہ وہ ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔ (6)

مسئلہ ۴۱: جس کوئیں میں ناپاک پانی ہو پھر وہ کوآں سوکھ جائے تو پاک ہو گیا۔

مسئلہ ۴۲: درخت اور گھاس اور دیوار اور ایسی اینٹ جو زمین میں جڑی ہو، یہ سب خشک ہو جانے سے پاک ہو گئے اور اگر اینٹ جڑی ہوئی نہ ہو تو خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے۔ یوہیں درخت یا گھاس سوکھنے کے پیشتر کاٹ لیں تو طہارت کے لیے دھونا ضروری ہے۔ (7)

مسئلہ ۴۳: اگر پتھر ایسا ہو جو زمین سے جدا نہ ہو سکے تو خشک ہونے سے پاک ہے ورنہ دھونے کی ضرورت ہے۔ (8)

① "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۵۶۵، وغیرہما.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۴.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق.

⑤ "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۵۶۲.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۴.

⑦ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۴.

و "الفتاویٰ الخانیۃ"، کتاب الطہارۃ، فصل فی النجاسة الی تصیب الثوب... إلخ، ج ۱، ص ۱۲.

⑧ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۴.

مسئلہ ۴۴: چکی کا پتھر خشک ہونے سے پاک ہو جائے گا۔^(۱)

مسئلہ ۴۵: کنکری جو زمین کے اوپر ہے خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی اور جو زمین میں وصل ہے زمین کے حکم میں ہے۔^(۲)

مسئلہ ۴۶: جو چیز زمین سے متصل تھی اور نجس ہو گئی، پھر خشک ہونے کے بعد الگ کی گئی تو اب بھی پاک ہی ہے۔^(۳)

مسئلہ ۴۷: ناپاک مٹی سے برتن بنائے تو جب تک کچے ہیں ناپاک ہیں، بعد پختہ کرنے کے پاک ہو گئے۔^(۴)
 مسئلہ ۴۸: تنور یا تَوے پر ناپاک پانی کا چھینٹا ڈالا اور آنچ سے اس کی تری جاتی رہی اب جو روٹی لگائی گئی پاک ہے۔^(۵)

مسئلہ ۴۹: اُبلے جلا کر کھانا پکانا جائز ہے۔^(۶)

مسئلہ ۵۰: جو چیز سوکھنے یا رگڑنے وغیرہ سے پاک ہو گئی، اس کے بعد بھیگ گئی تو ناپاک نہ ہوگی۔^(۷)
 مسئلہ ۵۱: سُوَر کے سوا ہر جانور حلال ہو یا حرام جب کہ ذبح کے قابل ہو اور بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا گیا، تو اس کا گوشت اور کھال پاک ہے کہ نمازی کے پاس اگر وہ گوشت ہے یا اس کی کھال پر نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی مگر حرام جانور ذبح سے حلال نہ ہوگا حرام ہی رہے گا۔^(۸)

مسئلہ ۵۲: سُوَر کے سوا ہر مردار جانور کی کھال سکھانے سے پاک ہو جاتی ہے، خواہ اس کو کھاری نمک وغیرہ کسی دوا سے پکایا ہو یا فقط دھوپ یا ہوا میں سکھالیا ہو اور اس کی تمام رطوبت فنا ہو کر بدبو جاتی رہی ہو کہ دونوں صورتوں میں پاک ہو جائے گی اس پر نماز درست ہے۔^(۹)

مسئلہ ۵۳: درندے کی کھال اگر چہ پکالی گئی ہو نہ اس پر بیٹھنا چاہیے، نہ نماز پڑھنی چاہیے کہ مزاج میں سختی اور تکبر پیدا

① "النہر الفائق"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۱۴۴.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۴.

③ "الفتاویٰ الخانیۃ"، کتاب الطہارۃ، فصل فی النجاسة التي تصیب الثوب... إلخ، ج ۱، ص ۱۲.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۴.

⑤ المرجع السابق. ⑥ المرجع السابق. ⑦ المرجع السابق.

⑧ "الفتاویٰ الخانیۃ"، کتاب الطہارۃ، فصل فی النجاسة التي تصیب الثوب... إلخ، ج ۱، ص ۱۱.

⑨ "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، مطلب فی أحكام الدباغة، ج ۱، ص ۳۹۳-۳۹۵، وغیرہ.

ہوتا ہے، بکری اور مینڈھے کی کھال پر بیٹھنے اور پہننے سے مزاج میں نرمی اور انکسار پیدا ہوتا ہے، کتے کی کھال اگرچہ پکالی گئی ہو یا وہ ذبح کر لیا گیا ہو استعمال میں نہ لانا چاہیے کہ آئینہ کے اختلاف اور عوام کی نفرت سے بچنا مناسب ہے۔

مسئلہ ۵۴: روئی کا اگر اتنا حصہ نجس ہے جس قدر دھننے سے اڑ جانے کا گمان صحیح ہو تو دھننے سے پاک ہو جائے گی ورنہ بغیر دھوئے پاک نہ ہوگی، ہاں اگر معلوم نہ ہو کہ کتنی نجس ہے تو بھی دھننے سے پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۵۵: غلہ جب پیر^(۱) میں ہو اور اس کی مالش کے وقت بیلوں نے اس پر پیشاب کیا، تو اگر چند شریکوں میں تقسیم ہو یا اس میں سے مزدوری دی گئی یا خیرات کی گئی تو سب پاک ہو گیا اور اگر کل نجسہ موجود ہے تو ناپاک ہے، اگر اس میں سے اس قدر جس میں احتمال ہو سکے کہ اس سے زیادہ نجس نہ ہو گا دھو کر پاک کر لیں تو سب پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۵۶: رانگ، سیسہ پگھلانے سے پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۵۷: جبے ہوئے گھی میں چوہا گر کر مر گیا تو چوہے کے آس پاس سے نکال ڈالیں، باقی پاک ہے کھا سکتے ہیں اور اگر پتلا ہے تو سب ناپاک ہو گیا اس کا کھانا جائز نہیں، البتہ اس کام میں لاسکتے ہیں جس میں استعمال نجاست ممنوع نہ ہو، تیل کا بھی یہی حکم ہے۔^(۲)

مسئلہ ۵۸: شہد ناپاک ہو جائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ اس میں پانی ڈال کر اتنا جوش دیں کہ جتنا تھا اتنا ہی ہو جائے، تین مرتبہ یوہیں کریں پاک ہو جائے گا۔^(۳)

مسئلہ ۵۹: ناپاک تیل کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اتنا ہی پانی اس میں ڈال کر خوب ہلائیں، پھر اوپر سے تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں، یوہیں تین بار کریں یا اس برتن میں نیچے سوراخ کر دیں کہ پانی بہ جائے اور تیل رہ جائے، یوں بھی تین مرتبہ میں پاک ہو جائے گا یا یوں کریں کہ اتنا ہی پانی ڈال کر اس تیل کو پکائیں یہاں تک کہ پانی جل جائے اور تیل رہ جائے ایسا ہی تین دفعہ میں پاک ہو جائے گا اور یوں بھی کہ پاک تیل یا پانی دوسرے برتن میں رکھ کر اس ناپاک اور اس پاک دونوں کی دھار ملا کر اوپر سے گرائیں مگر اس میں یہ ضرور خیال رکھیں کہ ناپاک کی دھار اس کی دھار سے کسی وقت جدا نہ ہو، نہ اس برتن میں کوئی قطرہ ناپاک کا پہلے سے پہنچا ہو نہ بعد کو ورنہ پھر ناپاک ہو جائے گا، بہتی ہوئی عام چیزیں، گھی وغیرہ کے پاک کرنے کے بھی

① یعنی اتنا ج صاف کرنے کی جگہ۔

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۵۔

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۲۔

یہی طریقے ہیں اور اگر گھی جما ہو، اسے پگھلا کر انھیں طریقوں میں سے کسی طریقہ پر پاک کریں اور ایک طریقہ ان چیزوں کے پاک کرنے کا یہ بھی ہے کہ پرنا لے کے نیچے کوئی برتن رکھیں اور چھت پر سے اسی جنس کی پاک چیز یا پانی کے ساتھ اس طرح ملا کر بہائیں کہ پرنا لے سے دونوں دھاریں ایک ہو کر گریں سب پاک ہو جائے گا یا اسی جنس یا پانی سے اُبال لیں پاک ہو جائے گا۔ (1)

مسئلہ ۶۰: جانماز میں ہاتھ، پاؤں، پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا نماز پڑھنے میں پاک ہونا ضروری ہے، باقی جگہ اگر نجاست ہو نماز میں حرج نہیں، ہاں نماز میں نجاست کے قرب سے بچنا چاہیے۔

مسئلہ ۶۱: کسی کپڑے میں نجاست لگی اور وہ نجاست اسی طرف رہ گئی، دوسری جانب اس نے اثر نہیں کیا تو اس کو لوٹ کر دوسری طرف جدھر نجاست نہیں لگی ہے نماز نہیں پڑھ سکتے اگرچہ کتنا ہی موٹا ہو مگر جب کہ وہ نجاست مَوَاضِعِ سَجْد سے الگ ہو۔ (2)

مسئلہ ۶۲: جو کپڑا دو تہ کا ہو اگر ایک تہ اس کی نجس ہو جائے تو اگر دونوں ملا کر سی لیے گئے ہوں، تو دوسری تہ پر نماز جائز نہیں اور اگر سلے نہ ہوں تو جائز ہے۔ (3)

مسئلہ ۶۳: لکڑی کا تختہ ایک رُخ سے نجس ہو گیا تو اگر اتنا موٹا ہے کہ موٹائی میں چر سکے، تو لوٹ کر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ (4)

مسئلہ ۶۴: جو زمین گوبر سے ایسی گئی اگرچہ سُکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں، ہاں اگر وہ سُکھ گئی اور اس پر کوئی موٹا کپڑا بچھالیا، تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں اگرچہ کپڑے میں تری ہو مگر اتنی تری نہ ہو کہ زمین بھیگ کر اس کو تر کر دے کہ اس صورت میں یہ کپڑا نجس ہو جائے گا اور نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۶۵: آنکھوں میں ناپاک سرمہ یا کاجل لگایا اور پھیل گیا تو دھونا واجب ہے اور اگر آنکھوں کے اندر ہی ہو باہر نہ لگا ہو تو معاف ہے۔

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۴، ص ۳۷۸-۳۸۰.

② "غنیۃ المتملی"، شرائط الصلاۃ، الشرط الثانی، ص ۲۰۲.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، مطلب فی التشبہ بأهل الكتاب، ج ۲، ص ۴۶۷.

④ "غنیۃ المتملی"، شرائط الصلاۃ، الشرط الثانی، ص ۲۰۲.

مسئلہ ۶۶: کسی دوسرے مسلمان کے کپڑے میں نجاست لگی دیکھی اور غالب گمان ہے کہ اس کو خبر کرے گا تو پاک کر لے گا تو خبر کرنا واجب ہے۔^(۱)

مسئلہ ۶۷: فاسقوں کے استعمالی کپڑے جن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو پاک سمجھے جائیں گے مگر بے نمازی کے پاجامے وغیرہ میں احتیاط یہی ہے کہ رومالی پاک کر لی جائے کہ اکثر بے نمازی پیشاب کر کے ویسے ہی پاجامہ باندھ لیتے ہیں اور کفار کے ان کپڑوں کے پاک کر لینے میں تو بہت خیال کرنا چاہیے۔

استنجہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿فِيهِ رَجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ﴾^(۲)

اس مسجد یعنی مسجد قبا شریف میں ایسے لوگ ہیں جو پاک ہونے کو پسند رکھتے ہیں اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک ہونے والوں کو۔

حدیث ۱: سنن ابن ماجہ میں ابوالیوب وجابر و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی، کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے گروہ انصار! اللہ تعالیٰ نے طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف کی، تو بتاؤ تمہاری طہارت کیا ہے۔“ عرض کی نماز کے لیے ہم وضو کرتے ہیں اور جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، فرمایا: ”تو وہ یہی ہے اس کا التزام رکھو۔“^(۳)

حدیث ۲: ابوداؤد وابن ماجہ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”یہ پاخانے جن اور شیاطین کے حاضر رہنے کی جگہ ہے تو جب کوئی بیت الخلا کو جائے یہ پڑھ لے۔“
أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ^(۴)

① ”الدر المختار“، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، ج ۱، ص ۶۲۲.

② پ ۱۱، التوبة: ۱۰۸.

③ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب الطہارۃ، باب الاستنجاء بالماء، الحدیث: ۳۵۵، ج ۱، ص ۲۲۲.

④ ”سنن أبي داود“، کتاب الطہارۃ، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلا، الحدیث: ۶، ج ۱، ص ۳۶.

حدیث ۳: صحیحین میں یہ دعایوں ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ (1)

حدیث ۴: ترمذی کی روایت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ جن کی آنکھوں اور بنی آدم کے سر میں

پردہ یہ ہے کہ جب پاخانے کو جائے تو بِسْمِ اللّٰہ کہہ لے۔ (2)

حدیث ۵: ترمذی وابن ماجہ و دارمی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب

بیت الخلا سے باہر آتے یوں فرماتے: ”غُفْرَانِكَ۔“ (3)

حدیث ۶: ابن ماجہ کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ جب بیت الخلا سے تشریف لاتے تو یہ فرماتے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ الْاَذَى وَعَاَفَانِيْ (4)

حدیث ۷: حسن حصین میں ہے کہ یوں فرماتے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَخْرَجَ مِنْ بَطْنِيْ مَا يَضُرُّنِيْ وَابْقَى فِيْهِ مَا يَنْفَعُنِيْ (5)

حدیث ۸: متعدد کتب میں بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ: ”جب پاخانے کو جاؤ تو قبلہ کو نہ مونہہ کرو، نہ پیٹھ اور عضو تناسل کو دہنے ہاتھ سے چھونے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔“ (6)

حدیث ۹: ابو داؤد و ترمذی و نسائی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلا کو

1..... ”صحیح البخاری“، کتاب الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء، الحديث: ۱۴۲، ج ۱، ص ۷۳.

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں پلیدی اور شیطین سے۔

2..... ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ما ذكر من التسمية عند دخول الخلاء، الحديث: ۶۰۶، ج ۲، ص ۱۱۳.

3..... ”جامع الترمذی“، أبواب الطهارة، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء، الحديث: ۷، ج ۱، ص ۸۷.

ترجمہ: اللہ عزوجل سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

4..... ”سنن ابن ماجہ“، أبواب الطهارة، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء، الحديث: ۳۰۱، ج ۱، ص ۱۹۳.

ترجمہ: حمد ہے اللہ کے لیے جس نے اذیت کی چیز مجھ سے دور کر دی اور مجھے عافیت دی۔

5..... ”الحصن الحصين“

ترجمہ: حمد ہے اللہ کے لیے جس نے میرے شکم سے وہ چیز نکال دی جو مجھے ضرر دیتی اور وہ چیز باقی رکھی جو مجھے نفع دے گی۔

6..... ”صحیح البخاری“، کتاب الوضوء، باب النهی عن الاستنجاء باليمين، الحديث: ۱۵۳، ۱۴۴، ج ۱، ص ۷۶، ۷۴.

جاتے، انگٹھی اُتار لیتے^(۱)، کہ اس میں نام مبارک کندہ تھا۔

حدیث ۱۰: ابو داؤد و ترمذی نے انھیں سے روایت کی، جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو کپڑا نہ ہٹاتے تا وقتیکہ زمین سے قریب نہ ہو جائیں۔^(۲)

حدیث ۱۱: ابو داؤد و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور جب قضائے حاجت کو تشریف لے جاتے، تو اتنی دور جاتے کہ کوئی نہ دیکھے۔^(۳)

حدیث ۱۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترمذی و نسائی نے روایت کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”گو براور ہڈیوں سے استنجانہ کرو کہ وہ تمہارے بھائیوں جن کی خوراک ہے۔“^(۴) اور ابو داؤد کی ایک روایت میں کوئلے سے بھی ممانعت فرمائی۔^(۵)

حدیث ۱۳: ابو داؤد و ترمذی و نسائی عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے، پھر اس میں نہائے یا وضو کرے کہ اکثر وسوسے اس سے ہوتے ہیں۔“^(۶)

حدیث ۱۴: ابو داؤد و نسائی عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی۔^(۷)

حدیث ۱۵: ابو داؤد و ابن ماجہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور نے فرمایا: ”تین چیزیں جو سبب لعنت ہیں، ان سے بچو: گھاٹ پر اور بیچ راستہ اور درخت کے سایہ میں پیشاب کرنا۔“^(۸)

حدیث ۱۶: امام احمد و ترمذی و نسائی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، فرماتی ہیں جو شخص تم سے یہ کہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو تم اسے سچا نہ جانو، حضور نہیں پیشاب فرماتے مگر بیٹھ کر۔^(۹)

① ”جامع الترمذی“، أبواب اللباس ... إلخ، باب ماجاء في لبس الخاتم... إلخ، الحديث: ۱۷۵۲، ج ۳، ص ۲۸۹.

② ”جامع الترمذی“، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الاستتار عند الحاجة، الحديث: ۱۴، ج ۱، ص ۹۲.

③ ”سنن أبي داود“، كتاب الطهارة، باب التخلي عند قضاء الحاجة، الحديث: ۲، ج ۱، ص ۳۵.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الطهارة، باب ماجاء في كراهية ما يستنجي به، الحديث: ۱۸، ج ۱، ص ۹۶.

⑤ ”سنن أبي داود“، كتاب الطهارة، باب ما ينهى عنه أن يستنجي به، الحديث: ۳۹، ج ۱، ص ۴۸.

⑥ ”سنن أبي داود“، كتاب الطهارة، باب في البول في المستحم، الحديث: ۲۷، ج ۱، ص ۴۴.

⑦ ”سنن أبي داود“، كتاب الطهارة، باب النهي عن البول في الجحر، الحديث: ۲۹، ج ۱، ص ۴۴.

⑧ ”سنن أبي داود“، كتاب الطهارة، باب المواضع التي نهى عن البول فيها، الحديث: ۲۶، ج ۱، ص ۴۳.

⑨ ”جامع الترمذی“، أبواب الطهارة، باب ماجاء في النهي عن البول قائما، الحديث: ۱۲، ج ۱، ص ۹۰.

حدیث ۱۷: امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”دو شخص پاخانہ کو جائیں اور ستر کھول کر باتیں کریں، تو اللہ اس پر غضب فرماتا ہے۔“ (1)

حدیث ۱۸: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو قبروں پر گزر فرمایا تو یہ فرمایا: ”کہ ان دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور کسی بڑی بات میں (جس سے بچنا دشوار ہو) مُعَذَّب نہیں ہیں، ان میں سے ایک پیشاب کی چھینٹ سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا“، پھر حضور نے کھجور کی ایک تر شاخ لے کر اس کے دو حصے کیے، ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا نصب فرمادیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ کیوں کیا؟ فرمایا: ”اس امید پر کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں ان پر عذاب میں تخفیف (2) ہو۔“ (3)

استنجہ کے متعلق مسائل

مسئلہ ۱: جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو مستحب ہے کہ پاخانہ سے باہر یہ پڑھ لے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ

پھر بایاں قدم پہلے داخل کرے اور نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں باہر نکالے اور نکل کر غُفْرَانَكَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَمْسَكَ عَلَیْ مَا یَنْفَعُنِیْ کہے۔ (4)

مسئلہ ۲: پاخانہ یا پیشاب پھرتے وقت یا طہارت کرنے میں نہ قبلہ کی طرف مونہ ہو نہ پیٹھ اور یہ حکم عام ہے چاہے مکان کے اندر ہو، یا میدان میں اور اگر بھول کر قبلہ کی طرف مونہ یا پشت کر کے بیٹھ گیا، تو یاد آتے ہی فوراً رخ بدل دے اس میں امید ہے کہ فوراً اس کے لیے مغفرت فرمادی جائے۔ (5)

مسئلہ ۳: بچے کو پاخانہ پیشاب پھرانے والے کو مکروہ ہے کہ اس بچے کا مونہ قبلہ کو ہو یہ پھرانے والا گنہگار ہوگا۔ (6)

① ”سنن أبي داود“، کتاب الطہارۃ، باب کراہیۃ الکلام عند الحاجة، الحدیث: ۱۵، ج ۱، ص ۴۰.

② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں پر پھول ڈالنا جائز ہے کہ یہ بھی باعث تخفیف عذاب ہیں جب تک خشک نہ ہوں نیز ان کی تسبیح سے میت کا دل بہلتا ہے۔ ۱۲ منہ

③ ”صحیح البخاری“، کتاب الوضوء، الحدیث: ۲۱۸، ج ۱، ص ۹۶.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، فصل الاستنجاء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء... إلخ، ج ۱، ص ۶۱۵.

⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، فصل الاستنجاء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء... إلخ، ج ۱، ص ۶۰۸. و ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الطہارۃ، الفصل الثالث فی الاستنجاء، ج ۱، ص ۵۰.

⑥ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، فصل الاستنجاء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء... إلخ، ج ۱، ص ۶۱۰.

مسئلہ ۴: پاخانہ، پیشاب کرتے وقت سورج اور چاند کی طرف نہ مونہ ہو، نہ پیٹھ۔ یوہیں ہوا کے رخ پیشاب کرنا ممنوع ہے۔^(۱)

مسئلہ ۵: کونیں یا حوض یا چشمہ کے کنارے یا پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو یا گھاٹ پر یا پھلدار درخت کے نیچے یا اس کھیت میں جس میں زراعت موجود ہو یا سایہ میں جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں یا مسجد اور عید گاہ کے پہلو میں یا قبرستان یا راستہ میں یا جس جگہ مویشی بندھے ہوں ان سب جگہوں میں پیشاب، پاخانہ مکروہ ہے۔ یوہیں جس جگہ وضو یا غسل کیا جاتا ہو وہاں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔^(۲)

مسئلہ ۶: خود نیچی جگہ بیٹھنا اور پیشاب کی دھارا اونچی جگہ گرے یہ ممنوع ہے۔^(۳)

مسئلہ ۷: ایسی سخت زمین پر جس سے پیشاب کی چھینٹیں اڑ کر آئیں پیشاب کرنا ممنوع ہے، ایسی جگہ کو کرید کر زم کر لے یا گڑھا کھود کر پیشاب کرے۔^(۴)

مسئلہ ۸: کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔^(۵) نیز ننگے سر پاخانہ، پیشاب کو جانا یا اپنے ہمراہ ایسی چیز لے جانا جس پر کوئی دُعا یا اللہ و رسول یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو ممنوع ہے۔ یوہیں کلام کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹: جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ حاجت سے زیادہ بدن کھولے، پھر دونوں پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور کسی مسئلہ دینی میں غور نہ کرے کہ یہ باعث محرومی ہے اور چھینک یا سلام یا اذان کا جواب زبان سے نہ دے اور اگر چھینکے تو زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہے، دل میں کہہ لے اور بغیر ضرورت اپنی شَرْمُ گاہ کی طرف نظر نہ کرے اور نہ اس عَجاست کو دیکھے جو اس کے بدن سے نکلی ہے اور دیر تک نہ بیٹھے کہ اس سے بوا سیر کا اندیشہ ہے اور پیشاب میں نہ تھو کے، نہ ناک صاف کرے، نہ بلا ضرورت کھنکارے، نہ بار بار ادھر ادھر دیکھے، نہ بیکار بدن چھوئے، نہ آسمان کی طرف نگاہ کرے بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے رہے۔

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، فصل الاستنجاء، مطلب: القول مرجح علی الفعل، ج ۱، ص ۶۱۰، ۶۱۲.

② المرجع السابق، ص ۶۱۱-۶۱۳.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ و أحكامہا، الفصل الثالث، ج ۱ ص ۵۰.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب: القول مرجح علی الفعل، ج ۱، ص ۶۱۲.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ و أحكامہا، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۰.

⑤ المرجع السابق.

جب فارغ ہو جائے تو مرد بائیں ہاتھ سے اپنے آگے کو جڑ کی طرف سے سر کی طرف سونٹے کہ جو قطرے رُکے ہوئے ہیں نکل جائیں، پھر ڈھیلوں سے صاف کر کے کھڑا ہو جائے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے بدن چھپالے جب قطروں کا آنا موقوف ہو جائے، تو کسی دوسری جگہ طہارت کے لیے بیٹھے اور پہلے تین تین بار دونوں ہاتھ دھو لے اور طہارت خانہ میں یہ دُعا پڑھ کر جائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ الَّذِينَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ط۔ (1)

پھر داہنے ہاتھ سے پانی بہائے اور بائیں ہاتھ سے دھوئے اور پانی کا لوٹا اونچا رکھے کہ چھینٹیں نہ پڑیں اور پہلے پیشاب کا مقام دھوئے پھر پاخانہ کا مقام اور طہارت کے وقت پاخانہ کا مقام سانس کا زور نیچے کودے کر ڈھیلارکھیں اور خوب اچھی طرح دھوئیں کہ دھونے کے بعد ہاتھ میں بُو باقی نہ رہ جائے، پھر کسی پاک کپڑے سے پونچھ ڈالیں اور اگر کپڑا پاس نہ ہو تو بار بار ہاتھ سے پونچھیں کہ برائے نام تری رہ جائے اور اگر وسوسہ کا غلبہ ہو تو رومالی پر پانی چھڑک لیں، پھر اس جگہ سے باہر آ کر یہ دُعا پڑھیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ الْمَاءَ طَهُورًا وَالْإِسْلَامَ نُورًا وَقَائِدًا وَذَلِيلًا إِلَى اللّٰهِ وَالْإِلَى جَنَّاتِ النَّعِيمِ اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِي وَطَهِّرْ قَلْبِي وَمَحْصُ ذُنُوبِي۔ (2)

مسئلہ ۱۰: آگے یا پیچھے سے جب نجاست نکلے تو ڈھیلوں سے استنجا کرنا سنت ہے اور اگر صرف پانی ہی سے طہارت کر لی تو بھی جائز ہے مگر مستحب یہ ہے کہ ڈھیلے لینے کے بعد پانی سے طہارت کرے۔ (3)

مسئلہ ۱۱: آگے اور پیچھے سے پیشاب، پاخانہ کے سوا کوئی اور نجاست، مثلاً خون، پیپ وغیرہ نکلے یا اس جگہ خارج سے نجاست لگ جائے تو بھی ڈھیلے سے صاف کر لینے سے طہارت ہو جائے گی جب کہ اس موضع سے باہر نہ ہو مگر دھو ڈالنا مستحب ہے۔ (4)

- ① اللہ کے نام سے جو بہت بڑا ہے اور اسی کی حمد ہے خدا کا شکر ہے کہ میں دین اسلام پر ہوں۔ اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں سے کر دے جن پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غم کریں گے۔ ۱۲
- ② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و احکامہا، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۰۔
و ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، فصل الاستنجاء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء... إلخ، ج ۱، ص ۶۱۵۔
حمد ہے اللہ کے لیے جس نے پانی کو پاک کرنے والا اور اسلام کو نور اور خدا تک پہنچانے والا اور جنت کا راستہ بتانے والا کیا اے اللہ تو میری شرم گاہ کو محفوظ رکھ اور میرے دل کو پاک کر اور میرے گناہ دور کر۔ ۱۲
- ③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و احکامہا، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۸۔
- ④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و احکامہا، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۸۔

مسئلہ ۱۲: ڈھیلوں کی کوئی تعداد مُعین سنت نہیں بلکہ جتنے سے صفائی ہو جائے، تو اگر ایک سے صفائی ہوگئی سنت ادا ہوگئی اور اگر تین ڈھیلے لیے اور صفائی نہ ہوئی سنت ادا نہ ہوئی، البتہ مستحب یہ ہے کہ طاق ہوں اور کم سے کم تین ہوں تو اگر ایک یا دو سے صفائی ہوگئی تو تین کی گنتی پوری کرے اور اگر چار سے صفائی ہو تو ایک اور لے کہ طاق ہو جائیں۔ (1)

مسئلہ ۱۳: ڈھیلوں سے طہارت اس وقت ہوگی کہ نجاست سے مخرج کے آس پاس کی جگہ ایک درم سے زیادہ آلودہ نہ ہو اور اگر درم سے زیادہ سن جائے تو دھونا فرض ہے مگر ڈھیلے لینا اب بھی سنت رہے گا۔ (2)

مسئلہ ۱۴: کنکر، پتھر، پھٹا ہوا کپڑا یہ سب ڈھیلے کے حکم میں ہیں، ان سے بھی صاف کر لینا بلا کراہت جائز ہے، دیوار سے بھی استنجا سکھا سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ دوسرے کی دیوار نہ ہو، اگر دوسرے کی ملک ہو یا وقف ہو تو اس سے استنجا کرنا مکروہ ہے اور کر لیا تو طہارت ہو جائے گی، جو مکان اس کے پاس کرایہ پر ہے اس کی دیوار سے استنجا سکھا سکتا ہے۔ (3)

مسئلہ ۱۵: پرانی دیوار سے استنجا کے ڈھیلے لینا جائز نہیں اگرچہ وہ مکان اس کے کرایہ میں ہو۔

مسئلہ ۱۶: ہڈی اور کھانے اور گو براور پکی اینٹ اور ٹھیکری اور شیشہ اور کونلے اور جانور کے چارے سے اور ایسی چیز سے جس کی کچھ قیمت ہو، اگرچہ ایک آدھ پیسہ سہی ان چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ (4)

مسئلہ ۱۷: کاغذ سے استنجا منع ہے، اگرچہ اس پر کچھ لکھا نہ ہو یا ابو جہل ایسے کافر کا نام لکھا ہو۔

مسئلہ ۱۸: داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا مکروہ ہے، اگر کسی کا بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا تو اسے دہنے ہاتھ سے جائز ہے۔ (5)

مسئلہ ۱۹: آلہ کو دہنے ہاتھ سے چھونا، یا داہنے ہاتھ میں ڈھیلا لے کر اس پر گزارنا مکروہ ہے۔ (6)

مسئلہ ۲۰: جس ڈھیلے سے ایک بار استنجا کر لیا اسے دوبارہ کام میں لانا مکروہ ہے مگر دوسری کروٹ اس کی صاف ہو تو

اس سے کر سکتے ہیں۔ (7)

مسئلہ ۲۱: پاخانہ کے بعد مرد کے لیے ڈھیلوں کے استعمال کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں پہلا ڈھیلا

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۸.

② المرجع السابق.

③ "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي... إلخ، ج ۱، ص ۶۰۱.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ج ۱، ص ۶۰۵.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۰.

⑥ المرجع السابق، ص ۴۹.

⑦ المرجع السابق، ص ۵۰.

آگے سے پیچھے کو لے جائے اور دوسرا پیچھے سے آگے کی طرف اور تیسرا آگے سے پیچھے کو اور جاڑوں میں پہلا پیچھے سے آگے کو اور دوسرا آگے سے پیچھے کو اور تیسرا پیچھے سے آگے کو لے جائے۔⁽¹⁾

مسئلہ ۲۲: عورت ہر زمانہ میں اسی طرح ڈھیلے لے جیسے مرد گرمیوں میں۔⁽²⁾

مسئلہ ۲۳: پاک ڈھیلے داہنی جانب رکھنا اور بعد کام میں لانے کے بائیں طرف ڈال دینا، اس طرح پر کہ جس رخ میں نجاست لگی ہو نیچے ہو مستحب ہے۔⁽³⁾

مسئلہ ۲۴: پیشاب کے بعد جس کو یہ احتمال ہے کہ کوئی قطرہ باقی رہ گیا یا پھر آئے گا، اس پر استبرا (یعنی پیشاب کرنے کے بعد ایسا کام کرنا کہ اگر قطرہ رُکا ہو تو گر جائے) واجب ہے، استبرا ٹہلنے سے ہوتا ہے یا زمین پر زور سے پاؤں مارنے یا دھننے پاؤں کو بائیں اور بائیں کو دھننے پر رکھ کر زور کرنے یا بلندی سے نیچے اترنے یا نیچے سے بلندی پر چڑھنے یا کھنکارنے یا بائیں کروٹ پر لیٹنے سے ہوتا ہے اور استبرا اس وقت تک کرے کہ دل کو اطمینان ہو جائے، ٹہلنے کی مقدار بعض علماء نے چالیس قدم رکھی مگر صحیح یہ ہے کہ جتنے میں اطمینان ہو جائے اور یہ استبرا کا حکم مردوں کے لیے ہے، عورت بعد فارغ ہونے کے تھوڑی دیر وقفہ کر کے طہارت کر لے۔⁽⁴⁾

مسئلہ ۲۵: پاخانہ کے بعد پانی سے استنجا کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کشادہ ہو کر بیٹھے اور آہستہ آہستہ پانی ڈالے اور انگلیوں کے پیٹ سے دھوئے انگلیوں کا سرانہ لگے اور پہلے بیچ کی انگلی اُونچی رکھے، پھر وہ جو اس سے متصل ہے اس کے بعد چھنگلیا اُونچی رکھے اور خوب مبالغہ کے ساتھ دھوئے، تین انگلیوں سے زیادہ سے طہارت نہ کرے اور آہستہ آہستہ ملے یہاں تک کہ چکنائی جاتی رہے۔⁽⁵⁾

مسئلہ ۲۶: ہتھیلی سے دھونے سے بھی طہارت ہو جائے گی۔⁽⁶⁾

مسئلہ ۲۷: عورت ہتھیلی سے دھوئے اور بہ نسبت مرد کے زیادہ پھیل کر بیٹھے۔⁽⁷⁾

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۸.

②..... "نور الإيضاح"، کتاب الطہارۃ، فصل فی الاستنجاء، ص ۱۰.

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۸.

④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۹.

و "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، فصل الاستنجاء، مطلب: فی الفرق بین الاستبراء... إلخ، ج ۱، ص ۶۱۴.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۹.

⑥..... المرجع السابق.

⑦..... المرجع السابق.

مسئلہ ۲۸: طہارت کے بعد ہاتھ پاک ہو گئے مگر پھر دھو لینا بلکہ مٹی لگا کر دھونا مستحب ہے۔ (۱)

مسئلہ ۲۹: جاڑوں میں بہ نسبت گرمیوں کے دھونے میں زیادہ مبالغہ کرے اور اگر جاڑوں میں گرم پانی سے طہارت کرے، تو اسی قدر مبالغہ کرے جتنا گرمیوں میں مگر گرم پانی سے طہارت کرنے میں اتنا ثواب نہیں جتنا سرد پانی سے اور مرض کا بھی احتمال ہے۔ (۲)

مسئلہ ۳۰: روزے کے دنوں میں نہ زیادہ پھیل کر بیٹھے نہ مبالغہ کرے۔ (۳)

مسئلہ ۳۱: مرد لٹچا ہو تو اس کی بی بی استنجا کر دے اور عورت ایسی ہو تو اس کا شوہر اور بی بی نہ ہو یا عورت کا شوہر نہ ہو

تو کسی اور رشتہ دار بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن سے استنجا نہیں کر سکتے بلکہ معاف ہے۔ (۴)

مسئلہ ۳۲: زمزم شریف سے استنجا پاک کرنا مکروہ ہے (۵) اور ڈھیلا نہ لیا ہو تو ناجائز۔

مسئلہ ۳۳: وضو کے بقیہ پانی سے طہارت کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

مسئلہ ۳۴: طہارت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہیں، بعض لوگ جو اس کو پھینک دیتے ہیں یہ نہ چاہیے

اسراف میں داخل ہے۔ (۶)

قد تم بحمد الله سبحانه و تعالیٰ هذا الجزء فی مسائل الطهارة وله الحمد اولاً و اخراً و باطنا و ظاهراً كما يحب ربنا و یرضی و هو بكل شیء علیم و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم و صلی الله علی خیر خلقه سیدنا و مولانا محمد و اله و صحبه و ابنه و ذریته و علماء ملتہ و اولیاء امتہ اجمعین امین و الحمد لله رب العلمین. وانا الفقیر المفتقر الی الله الغنی ابو العلا امجد علی الاعظمی غفر الله له و لوالدیه. امین

اعظمی رضوی

۱۳۲۹

محمد امجد علی

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۹.

② المرجع السابق.

③ المرجع السابق.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۹.

و "الدر المختار" و "رد المختار"، کتاب الطہارۃ، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجی فی ماء قليل، ج ۱، ص ۶۰۷.

⑤ "رد المختار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، ج ۱، ص ۳۵۸.

و "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۲، ص ۴۵۲.

⑥ "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۴، ص ۵۷۵.

تصدیق جلیل و تقریظ بے مثل

امام اہلسنت، ناصر دین و ملت، محی الشریعہ کا سر الفتنہ، قامع البدع، مجدد المائتہ الحاضرہ، صاحب الحجۃ القاہرہ، سیدی و سندی و کنزی و ذخری لیومی و غدی اعلیٰ حضرت مولانا مولوی حاجی قاری مفتی احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی نفع اللہ الاسلام و المسلمین بفیوضہم و برکاتہم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط۔ الحمد للہ و کفی وسلم علی عبادہ الذین اصطفیٰ لاسیما علی الشارح المصطفیٰ و مقتفیہ فی المشارع اولی الطہارۃ و الصفا فقیر غفرلہ المولیٰ القدیر نے مسائل طہارت میں یہ مبارک رسالہ بہار شریعت تصنیف لطیف اخئی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلیٰ مولانا ابوالعلیٰ مولوی حکیم محمد امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرّب والسکنی رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارین الحسنى مطالعہ کیا الحمد للہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا آجکل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی و اغلاط کے مصنوع و ملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولانا عزوجل مصنف کی عمر و عمل و فیض میں برکت دے اور عقائد سے ضروری فروع تک ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی و شافی و وافی و صافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہلسنت میں شائع و معمول اور دنیا و آخرت میں نافع و مقبول فرمائے۔ آمین۔

والحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد والہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ اجمعین امین ۱۲۔ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۵ھ ہجریہ علی صاحبہا والہ الکرام افضل الصلوٰۃ والتحیۃ امین۔

ضمیمہ بہار شریعت حصہ دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بہار شریعت حصہ دوم میں جہاں آب مطلق و آب مقید کے جزئیات فقیر نے گنائے ایک مسئلہ یہ بھی بیان میں آیا کہ حقہ کا پانی پاک ہے اگرچہ رنگ و بو و مزہ میں تغیر آجائے اس سے وضو جائز ہے۔ بقدر کفایت اس کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں اس پر کاٹھیاواڑ کے بعض اضلاع کے عوام میں خواہ مخواہ اختلاف پیدا ہوا اور یہاں ایک خط طلب دلیل کے لیے بھیجا۔ چاہیے یہ تھا کہ خلاف کرنے والے دلیل لاتے کہ دلیل ان کے ذمہ ہے نہ ہمارے ذمہ اس لیے کہ پانی اصل میں طاہر مطہر ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾ (1)

اور فرماتا ہے:

﴿يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَ كُمْ بِهِ﴾ (2)

ردالمحتار میں ہے:

”وَيَسْتَدِلُّ بِالآيَةِ أَيْضًا عَلَى طَهَارَتِهِ إِذْ لَا مَنَةَ بِالنَجَسِ“ (3)

فقہ کا وہ ارشاد کہ کسی پانی کی نجاست کی کافر نے خبر دی اس کا قول نہ مانا جائے گا اور اس سے وضو جائز ہے۔ کہ نجاست عارضی ہے اور قول کافر دیانات میں نامعتبر۔ (4) لہذا اپنی اصل طہارت پر رہے گا۔ اس سے ہمارے قول کی کافی تائید ہے مگر یہ سب باتیں اس کے لیے ہیں جو قواعد شرعیہ کے مطابق کہے یا کہنا چاہے اور آج کل اس سے بہت کم علاقہ رہا ”الا ما شاء اللہ“ اس زمانہ میں تو یہ رہ گیا ہے کہ کچھ کہہ کر عوام میں اختلاف پیدا کر دیا جائے۔ صحیح ہو یا غلط اس سے کچھ مطلب نہیں، معترضین اگرچہ اسے ناپاک مانتے ہیں لہذا صرف طہارت کی سند دینی ہمیں کافی تھی، مگر ہم احساناً دونوں حکموں کا ثبوت دیتے ہیں۔ طہارت کے

① پ ۱۹، الفرقان: ۴۸.

② پ ۹، الانفال: ۱۱.

③ ”رد المحتار“، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، ج ۱، ص ۳۵۸.

④ ”الدر المختار“، کتاب الحظر والإباحۃ، ج ۹، ص ۵۶۹.

متعلق تو وہی کافی ہے کہ یہ پانی ہے اور پانی بذاتہ نجس نہیں تا وقتیکہ کسی نجس کا خلط یا نجس کا مس نہ ہو نجس نہیں ہو سکتا۔ نجس کا خلط جیسے شراب یا پیشاب یا دیگر اشیائے نجسہ اس میں مل جائیں تو اگر قلیل ہے یعنی وہ درودہ سے کم ہے تو اب ناپاک ہو جائے گا اور اگر وہ درودہ ہے تو نجس کے ملنے سے بھی اس وقت ناپاک ہوگا کہ اس نجس شے نے اس کے رنگ یا بو یا مزہ کو بدل دیا۔ درمختار میں ہے:

وينجس بتغير احد او صافه من لون او طعم او ريح ينجس الكثير ولو جاريا اجماعا اما القليل فينجس وان لم يتغير. ⁽¹⁾ عالمگیر یہ میں ہے: الماء الراكد اذا كان كثيرا فهو بمنزلة الجارية لا ينجس جميعه بوقوع النجاسة في طرف منه الا ان يتغير لونه او طعمه او ريحه وعلى هذا اتفق العلماء وبه اخذ عامة المشائخ رحمهم الله تعالى كذا في "المحيط". ⁽²⁾

مس کی صورت یہ ہے کہ نجس چیز پانی سے چھو جائے اگرچہ اس کے اجزاء اس میں نہ ملیں قلیل پانی نجس ہو جائے گا۔ جیسے سوز کے بدن کا کوئی حصہ اگرچہ بال پانی سے چھو جائے نجس ہو جائے گا۔ اگرچہ وہ فوراً اس سے جدا کر لیا جائے اگرچہ لعاب وغیرہ کوئی نجاست اس کے بدن سے جدا ہو کر پانی میں نہ ملی ہند یہ میں ہے:

وان كان نجس العين كالخنزير فانه ينجس وان لم يدخل فاه. ⁽³⁾
نیز اسی میں ہے:

اما الخنزير فجميع اجزائه نجسة. ⁽⁴⁾
ردالمحتار میں ہے:

وظاهر الرواية ان شعره نجس وصححه في البدائع ورجحه في الاختيار فلو صلى ومعه منه اكثر من قدر الدرهم لا تجوز ولو وقع في ماء قليل نجسه. ⁽⁵⁾
یوہیں کوئی دموی جانور پانی میں گر کر مر جائے یا مرا ہوا گر جائے پانی نجس ہو جائے گا اگرچہ اس کا لعاب وغیرہ پانی سے مخلوط نہ ہو کہ مجرد ملاقات میتہ آب قلیل کو نجس کر دیتی ہے۔

درمختار میں ہے:

1 "الدر المختار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، ج ۱، ص ۳۶۷.

2 "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۸.

3 "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۹.

4 "الفتاویٰ الہندیۃ" کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴.

5 "رد المختار" کتاب الطہارۃ، باب المیاء، مطلب فی أحکام الدباغۃ، ج ۱، ص ۳۹۸.

اومات فیہا (ای فی بثر دون القدر الكثير) او خارجہا والقی فیہا حیوان دموى . (1)

اور اگر سوڑ کے سوا کوئی اور جانور گرجا جس کا لعاب نجس ہے اور زندہ نکل آیا تو جب تک اس کے منہ کا پانی میں پڑنا معلوم نہ ہو نجس نہ ہوگا۔ فتاوائے عالمگیر یہ ہیں:

والصحيح ان الكلب ليس بنجس العين فلا يفسد الماء ما لم يدخل فاه هكذا في التبيين وهكذا سائر ما لا يوكل لحمه من سباع الوحش والطير لا يتنجس الماء اذا اخرج حيا ولم يصل فاه في الصحيح هكذا في "محيط السرخسى" . (2) رد المحتار میں ہے: لو اخرج حيا وليس بنجس العين ولا به حدث او خبث لم ينزح شئ الا ان يدخل فمه الماء فيعتبر بسؤره فان نجسا نزح الكل والا لا هو الصحيح. (3) رد المحتار میں ہے: بخلاف ما اذا كان على الحيوان خبث اى نجاسة وعلم بها فانه ينجس مطلقا قال فى البحر وقيدنا بالعلم لانهم قالوا فى البقر ونحوه يخرج حيا لا يجب نزح شئ وان كان الظاهرا شتمال بولها على اخذها لكن يحتمل طهارتها بان سقطت عقب دخولها ماء كثيرا مع ان الاصل الطهارة اه ومثله فى "الفتح" اه. (4)

اس عبارت رد المحتار سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جب تک کسی شے کا نجس ہونا یقینی معلوم نہ ہو حکم نجاست نہیں دیتے اگرچہ ظاہر نجس ہونا ہو تو حقہ کے پانی کی نسبت جب تک نجس ہونا یقینی نہ ہو نجس نہیں کہہ سکتے۔ نجاست کا یقین تو درکنار یہاں وہم بھی نجاست کا نہیں، اس کی نجاست اسی وقت ثابت ہوگی کہ اس کا نجاست سے مس یا اس میں نجاست خلط یقیناً معلوم ہو اور یہ دونوں امر مفقود تو اپنی اصل طہارت پر ہونا ثابت۔ وهو المقصود ثم اقول یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ یہ وہی پانی ہے جو حقہ میں ڈالنے سے پہلے طاہر و مطہر تھا ہاں اگر نجس پانی سے کسی نے حقہ تازہ کیا یا اس کا حقہ اندر سے نجس تھا یا اس پانی میں بعد کو کوئی نجاست پڑی خواہ حقہ کے اندر ہی یا اس میں سے نکالنے کے بعد تو یہ سب بلاشبہ نجس ہی ہیں اس کی طہارت کا کون قائل ہو سکتا ہے اگر بجائے حقہ گھڑایا لوٹا نجس ہوتے تو ان کا پانی بھی نجس ہوتا اور کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا کہ مطلقاً گھڑے یا لوٹے کا پانی نجس ہوتا ہے کہ یہ نجاست اس کے خصوص نجس ہونے سے ہے نہ یہ کہ گھڑایا لوٹا ہونا باعث نجاست ہے۔ یو ہیں یہاں یہ نجاست خصوص اس ظرف کے نجس ہونے یا اس پانی میں نجس کے ملنے سے ہے نہ یہ کہ اس کا حقہ ہونا سبب نجاست ہے اور کلام یہاں اس میں ہے

① "الدر المختار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج ١، ص ٤٠٧.

② "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج ١، ص ١٩.

③ "الدر المختار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج ١، ص ٤١٠.

④ "رد المختار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج ١، ص ٤١٠.

کہ حقہ کا دھواں پانی پر گزرنے سے پانی نجس نہیں ہوتا تو جب یہ وہی پانی ہے کہ پہلے سے پاک تھا اور اب مرورد خان سے اس کے اوصاف متغیر ہوئے تو اگر اوصاف کا بدلنا سبب نجاست ہو تو لازم کہ شربت گلاب، کیوڑا، چائے، شوربا اور وہ پانی جس میں زعفران یا شہاب ڈالا ہو بلکہ تمام وہ چیزیں جن میں پانی کے اوصاف بدل جاتے ہیں سب کی سب نجس ہو جائیں اور یہ بدابہۃً باطل، لہذا ثابت کہ مطلقاً ہر شے کے ملنے سے ناپاک نہ ہوگا۔ بلکہ نجس ہونے کے لیے نجس کی ملاقات ضروری ہے۔

لہذا پہلے تمباکو کا ناپاک ہونا شرع سے ثابت کریں پھر شرعاً اس کے دھوئیں کے بھی نجس ہونے کا ثبوت دیں پھر اس کو نجس بتائیں ورنہ خطر القتاد، یہ امر تو ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ تمباکو ایک درخت کا پتہ ہے جس میں کچھ اجزا ملا کر کھاتے، پیٹے، سوگتے ہیں اور یہ بدیہی بات ہے کہ پتے نجس نہیں، باقی اجزا مثلاً شیرہ ریہ یا خوشبو کرنے یا دیگر منافع کے لیے کچھ اجزا اور شامل کیے جاتے ہیں، مثلاً سنبل الطیب، انناس، الملتاس، بیر، کٹھل وغیرہ ان میں کوئی چیز نجس نہیں لہذا تمباکو طاہر۔ یہ امر آخر ہے کہ اس کے کھانے یا پینے سے بیہوشی کی کیفیت پیدا ہو جائے تو بوجہ تقییر اس کا اس حد تک کھانا پینا حرام ہوگا کہ۔

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتّر .⁽¹⁾

مگر حرام ہونا اور بات ہے نجس ہونا اور، ویسے تو مٹی بھی حد ضرر تک کھانا حرام ہے۔ حالانکہ مٹی پاک بلکہ پاک کرنے والی ہے۔ کتب فقہ میں بے شمار جزئیات ملیں گے کہ کھانا پینا حرام ہے اور شے پاک۔

تنویر الابصار میں ہے: والمسک طاهر حلال .⁽²⁾

اس پر رد المحتار میں فرمایا۔

زاد قوله حلال لانه لا يلزم من الطهارة الحل كما في التراب "منح" ای فان التراب طاهر ولا يحل اكله .⁽³⁾

تو جب تمباکو پاک ٹھہرا، اس کا دھواں کس طرح ناپاک ہو سکتا ہے۔ پاک چیز تو خود پاک چیز ہے، ناپاک چیزوں کے دھوئیں کی نسبت فقہ حنفی کا حکم ہے کہ جب تک اس سے اس ناپاک شے کا اثر ظاہر نہ ہو، حکم طہارت ہے۔ رد المحتار میں ہے:

إذا حرق العذرة في بيت فاصاب ماء الطابق ثوب انسان لا يفسده استحسانا مالم يظهر اثر النجاسة

① "سنن أبي داود"، كتاب الأشربة، باب النهي عن المسكر، الحديث: ٣٦٨٦، ج ٣، ص ٤٦١.

② "تنویر الأبصار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج ١، ص ٤٠٤.

③ "رد المحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في المسك ... إلخ، ج ١، ص ٤٠٣.

فیہ وکذا الاصطبل اذا كان حاراً وعلیٰ کوته طابق او كان فیہ کوز معلق فیہ ماء فترشح وکذا الحمام لو فیہ نجاسات فعرق حیطانہا وکواتہا وتقاطر. (1)
فتاوائے عالمگیریہ میں ہے:

دخان النجاسة اذا اصاب الثوب او البدن الصحيح انه لا ینجسه هکذا فی "السراج الوہاج" وفي الفتاویٰ اذا احترقت العذرة فی بیت فعلا دخانہ وبخارہ الی الطابق وانعقد ثم ذاب وعرق الطابق فاصاب ماؤه ثوباً لا یفسد استحساناً ما لم یظهر اثر النجاسة وبہ افتی الامام ابو بکر محمد بن الفضل کذا فی "الفتاویٰ الغیائیة" وکذا الاصطبل اذا كان حاراً وعلیٰ کوته طابق او بیت البالوعة اذا كان علیہ طابق فعرق الطابق وتقاطر وکذا الحمام اذا احرق فیہا النجاسة فعرق حیطانہا وکواہا وتقاطر کذا فی "فتاویٰ قاضیخان". (2)

نوشادر کہ غلیظ کا بخار جمع ہو کر بنتا ہے علما نے اسے طاہر بتایا۔ رد المحتار میں ہے اما النوشادر المستجمع من دخان النجاسة فهو طاہر. (3) ان تقریرات سے منصف مزاج و متبع فقہاء کے نزدیک بخوبی ثابت ہو گیا کہ حقہ کا پانی طاہر ہے۔ رہا یہ جاہلانہ شبہ کہ پاک ہے تو پیتے کیوں نہیں۔ رینٹھ بھی تو پاک ہے پھر کیوں نہیں کھاتے؟ تھوک بھی پاک ہے پھر کیوں نہیں پیتے؟ ایفون و بھنگ بھی تو ناپاک نہیں پھر کیا پیو گے؟ جب پاک چیزیں حرام تک ہوتی ہیں تو طبعاً مکروہ و ناپسند ہونا کیا دشوار ہے۔ یہ تو ہمارے دلائل تھے، اب اسے ناپاک کہنے والے بھی تو بتائیں کہ کس آیت سے کہتے ہیں یا حدیث سے یا کتاب سے اور جب کہیں سے نہیں تو یہ شریعت پر افترا ہو گا یا نہیں؟ شریعت پر افترا سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت و توفیق بخشے آمین۔ رہا اس کا مطہر ہونا اس کا مدار مائے مطلق پر ہے کہ مائے مطلق سے وضو و غسل جائز ہیں، مقید سے نہیں۔ کما ہو مصرح فی المتون۔ لہذا پہلے ہم مطلق کی تعریف بیان کریں جس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مطلق ہے یا مقید۔ مطلق کی جامع مانع تعریف جو جزئیات منصوبہ سے منتقض نہ ہو وہ ہے جو رسالہ النور والنورق میں سیدی و سندھی و مجددی و مجددیہ حاضرہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمائی ہے کہ مطلق وہ پانی ہے کہ اپنی رقت طبعی پر باقی رہے اور اس کے ساتھ کوئی ایسی شے نہ ملائی گئی ہو جو اس سے مقدار میں زائد یا مساوی ہے۔ نہ ایسی شے کہ اس کے ساتھ مل کر چیز دیگر مقصد دیگر کے لیے ہو جائے جس سے پانی کا نام

① "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، مطلب فی العفو عن طین الشارع، ج ۱، ص ۵۸۳.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسة و أحكامہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۴۷.

③ "رد المحتار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، مطلب العرقیٰ الذی یستقطر من دردی الخمر نجس حرام، بخلاف

النوشادر، ج ۱، ص ۵۸۴.

بدل جائے۔ شربت یا لسی یا نبیذ یا روشنائی وغیرہ کہلائے اور اس کے تمام فروع و مباحث کو دو شعر میں جمع فرمایا۔

مطلق آبے ست کہ بر رقت طبعی خود است نہ درو مزج دگر چیز مساوی یا بیش
نہ بخلطے کہ بہ ترکیب شود چیز دگر کہ بود ز آب جدا در لقب و مقصد خویش

زیادتی اطمینان کے لیے قیود تعریف کے متعلق بعض عبارات نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان سے مدعا کے سمجھنے میں آسانی ہوگی، پہلی قید رقت طبعی کا باقی رہنا۔ شلبیہ علی الزلیعی میں ہے:

الماء المطلق ما بقى على اصل خلقة من الرقة والسيلان فلو اختلط به طاهر اوجب غلظه صار مقيدا. (1)

فتاویٰ امام فقیہ النفس قاضی خان میں ہے:

لو وقع الثلج في الماء وصار ثخيناً غليظاً لا يجوز به التوضوء لانه بمنزلة الجمد وان لم يصير ثخيناً جاز. (2)

نیز اسی خانیہ اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

لو بل الخبز بالماء وبقي رقيقاً جاز به الوضوء. (3)

نیز اسی خانیہ میں ہے:

ماء صابون وحرص ان بقیت رقتہ ولطافته جاز التوضوء به. (4)

محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔

فی "الینابیع" لو نقع الحمص والبقلاء وتغير لونه وطعمه وريحه يجوز التوضی به فان طبخ

فان كان اذا برد وثخن لا يجوز الوضوء به اولم يشخن ورقة الماء باقية جاز. (5)

نیز اسی میں ہے:

1 "حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق"، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۷۵.

2 "الفتاویٰ الخانیۃ"، کتاب الطہارۃ، فصل فی مالا يجوز به التوضی، ج ۱، ص ۹.

3 "الفتاویٰ الخانیۃ"، کتاب الطہارۃ، فصل فی مالا يجوز به التوضی، ج ۱، ص ۹.

4 المرجع السابق.

5 "فتح القدیر"، کتاب الطہارات، باب الماء الذی يجوز به الوضوء ومالا يجوز، ج ۱، ص ۶۵.

لا باس بماء السيل مختلطا بالطين ان كانت رقة الماء غالبية فان كان الطين غالبا فلا . (1)
بدائع امام ملك العلماء میں ہے:

لو تغير الماء بالطين او بالتراب يجوز التوضوء به . (2)
منیہ میں ہے:

يجوز الطهارة بماء خالطه شئ طاهر فغير احد او صافه كماء المد والماء الذى اختلط به الزعفران بشرط ان يكون الغلبة للماء من حيث الاجزاء ولم يزل عنه اسم الماء وان يكون رقيقا بعد فحكمه حكم الماء المطلق . (3)

فتاویٰ امام غزنی ترمثاشی میں ہے:

ماء الصابون لو رقيقا يسيل على العضو يجوز الوضوء به وكذا لو اغلى بالاشنان وان ثخن لا كما فى "البزازية" . (4)

بالجملہ یہی چند عبارات حکم مسئلہ معلوم کرنے کے لیے کافی ہیں اور اس کی نظیریں کتب فقہ میں بکثرت مذکور ہیں کہ بعد زوال رقت و سیلان قابل وضو و غسل نہ رہا۔ قید دوم اس کے ساتھ کسی ایسی شے کا خلط نہ ہو کہ مقدار میں زائد یا مساوی ہے مثلاً عرق گاؤ زبانا یا کیوڑا گلاب بید مشک وغیرہ جن میں نہ خوشبو ہو، نہ ذائقہ محسوس ہوتا ہو اگر پانی میں ملیں تو جب تک پانی مقدار میں زائد ہے وضو جائز ہے ورنہ نہیں۔

بحر الرائق میں ہے:

ان كان مائعا موافقا للماء فى الاوصاف الثلاثة كالماء الذى يؤخذ بالتقطير من لسان الثور وماء الورد الذى انقطعت رائحته اذا اختلط فالعبرة للاجزاء فان كان الماء المطلق اكثر جاز الوضوء بالكل وان كان مغلوبا لا يجوز وان استويا لم يذكر فى ظاهر الرواية وفى البدائع قالوا حكمه حكم الماء المغلوب احتياطا . (5)

① "فتح القدير"، كتاب الطهارات، باب الماء الذى يجوز به الوضوء ومالا يجوز، ج ١، ص ٦٥.

② "بدائع الصنائع"، كتاب الطهارة، مطلب الماء المقيد، ج ١، ص ٩٥.

③ "منية المصلي" فصل في المياء، ص ٦٣.

④ "فتاوى الامام الغزى"، ص ٤.

⑤ "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، ج ١، ص ١٢٨.

در مختار میں ہے:

لو (كان المخالط) مائعا فلو مباينا لا وصافه فبتغير اكثرها او موافقا كلبن فبأحدها او مماثلا كمستعمل فبالاجزاء فان المطلق اكثر من النصف جاز التطهير بالكل والا لا. (1)

ہندیہ میں ہے:

وان كان لا يخالفه فيهما تعتبر في الاجزاء وان استويا في الاجزاء لم يذكر في ظاهر الرواية قالوا حكمه حكم الماء المغلوب احتياطا هكذا في "البدائع". (2)

قید سوم ایسی شے نہ ملی ہو کہ اس کے ساتھ مل کر شے دیگر مقصد دیگر کے لیے ہو جائے جس سے پانی کے بدلے کچھ اور نام ہو جائے خواہ کسی چیز کو ملا کر اس میں پکایا ہو جیسے پنجنی، شوربا کہ اب پانی نہ رہا۔ مختصر قدوری و ہدایہ و وقایہ وغیرہ عامہ کتب میں ہے: "لا يجوز بالمرق." (3) بحر الرائق میں ہے: "لا يتوضؤ بماء تغير بالطبخ بما لا يقصد التنظيف كماء المرق والبقلاء لانه ليس بماء مطلق" (4) یا پکایا نہ ہو محض ملا دیا ہو جیسے شکر مصری شہد کا شربت ہدایہ وغیرہ میں ہے: "لا يجوز بالا شربه" (5) اس پر عنایہ و کفایہ و بنایہ و غایہ میں فرمایا:

ان اراد بالا شربة الحلو المخلوط بالماء كالدبس والشهد المخلوط به كانت للماء الذي غلب عليه غيره. (6)

مجمع الانهر میں ہے:

قال صاحب الفرائد المراد من الاشربة الحلو المخلوط بالماء كالدبس والشهد. (7)

اگر ایسی چیز جس سے تنظیف یعنی میل کا ثناء مقصود ہے ملائی یا ملا کر طبخ دیا تو جب تک اس پانی کی رقت و سیلان نہ جائے قابل وضو ہے۔ اس کے متعلق فتح القدیر و فتاویٰ خانہ و فتاویٰ امام شیخ الاسلام غزی ترمذی کے نصوص اوپر گزرے۔

① "الدر المختار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج ١، ص ٣٦١.

② "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج ١، ص ٢١.

③ "الهداية"، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء، ومالا يجوز، ج ١، ص ٢٠.

④ "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، ج ١، ص ١٢٦.

⑤ "الهداية"، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء و مالا يجوز، ج ١، ص ٢٠.

⑥ "البنية"، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء و مالا يجوز به، ج ١، ص ٢١٢.

⑦ "مجمع الأنهر"، كتاب الطهارة، ج ١، ص ٤٥.

بحر میں ہے:

اما لو كانت النظافة تقصد به كالسدر والاشنان والصابون يطبخ به فانه يتوضؤ به الا اذا خرج الماء عن طبعه من الرقة والسيلان . (1)

ہندیہ میں ہے:

وان طبخ في الماء ما يقصد به المبالغة في النظافة كالاشنان والصابون جاز الوضوء به بالاجماع الا اذا صار ثخينا فلا يجوز هكذا في "محيط السرخسي" . (2)

یوہیں اگر پانی میں زعفران یا پڑیا اتنی ملائی کہ کپڑا رنگنے کے قابل ہو جائے اس سے وضو جائز نہیں اگرچہ رقت و سیلان باقی ہو کہ اب بھی یہ پانی نہ کھلائے گا۔ صغ و رنگ کہا جائے گا۔ ردالمحتار میں ہے:

ومثله الزعفران اذا خالط الماء وصار بحيث يصبغ به فليس بماء مطلق من غير نظر الى الشخانة . (3)

منیہ میں ہے:

لا تجوز بالماء المقيد كماء الزعفران . (4) ۱۵ قال في الحلية محمول على ما اذا كان الزعفران غالبا . (5)

ہندیہ میں ہے:

وان غلبت الحمرة وصار متما سكا لا يجوز التوضي كذا في فتاوى قاضیخان . (6)

اور اگر رنگ کے قابل نہ ہو تو وضو جائز ہے۔

صغیری میں ہے:

القليل من الزعفران يغير الاوصاف الثلاثة مع كونه رقيقا فيجوز الوضوء والغسل به . (7)

① "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، ج ۱، ص ۱۲۶ .

② "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۲۱ .

③ "رد المحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في حديث ((لا تسموا العنب الكرم))، ج ۱، ص ۳۶۱ .

④ "منية المصلي"، فصل في المياه، ص ۶۳ .

⑤ "الحلية"

⑥ "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۲۱ .

⑦ "صغیری"، فصل في بيان احكام المياه، ص ۵۰ .

ہندیہ میں ہے:

التوضی بماء الزعفران والزرديج والعصفر يجوز ان كان رقيقا والماء غالب . (1)
یوہیں پانی میں پھٹکری مازو وغیرہ اتنے ڈالے کہ لکھنے کے قابل ہو جائے اس سے وضو جائز نہیں کہ اب وہ پانی نہیں
روشنائی ہے۔ تجنیس پھر بحر الرائق پھر ہندیہ ورد المحتار میں ہے:

وكذا اذا طرح فيه زاج او عفص وصار ينقش به لزوال اسم الماء عنه . (2)
اور اگر لکھنے کے قابل نہ ہو تو وضو جائز ہے۔ اگرچہ رنگ سیاہ ہو جائے کہ ابھی نام نہ بدلا۔ ہندیہ میں ہے:
اذا طرح الزاج او العفص في الماء جاز الوضوء به ان كان لا ينقش اذا كتب كذا في " البحر "
ناقلا عن " التجنیس " . (3)
فتاویٰ خانیہ میں ہے:

اذا طرح الزاج في الماء حتى اسود لكن لم تذهب رفته جاز به الوضوء . (4)
حلیہ میں ہے:

صرح في التجنیس بان من التفریع علی اعتبار الغلبة بالاجزاء قول الجرجانی اذا طرح الزاج
او العفص في الماء جاز الوضوء به ان كان لا ينقش اذا كتب فان نقش لا يجوزوا لماء هو المغلوب . (5)
یوہیں پانی میں چنے یا باقلا یا اور غلہ بھگویا یا کیچڑ گچ مٹی چونا مل گیا جب تک رقت باقی ہے وضو جائز ہے ورنہ نہیں ان
سب کے جزئیات عامہ کتب مذہب میں مذکور ہیں۔
بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

تغیر الماء المطلق بالطين او بالتراب او بالحص او بالنورة او بوقوع الاوراق او الشمار فيه او
بطول المكث يجوز التوضؤ به لانه لم يزل عنه اسم الماء وبقي معناه ايضاً . (6)

- ① "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج ١، ص ٢١.
- و "الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في مالا يجوز به التوضي، ج ١، ص ٩.
- ② "رد المحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في حديث ((لا تسموا العنب الكرم))، ج ١، ص ٣٦١.
- ③ "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج ١، ص ٢١.
- ④ "الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في مالا يجوز به التوضي، ج ١، ص ٩.
- ⑤ انظر: "التجنيس و المزيد"، كتاب الطهارات، ج ١، ص ٢١٩-٢٢٠.
- ⑥ "بدائع الصنائع"، كتاب الطهارة، مطلب الماء المقيد، ج ١، ص ٩٥.

تعریف مائے مطلق اور ان تمام جزئیات سے بخوبی روشن ہو گیا کہ مطلقاً تغیر اوصاف پانی کے مقید کرنے کو کافی نہیں تا وقتیکہ پانی کا نام نہ بدلے۔ جس پانی میں چنے بھیکے یا زعفران کی تھوڑی مقدار گھولی یا ماز و وغیرہ اتنے ملائے کہ لکھنے کے قابل نہ ہو یا اسی قسم کے اور جزئیات جن میں جواز وضو کتب فقہ میں مصرح ہے کیا ان پانیوں کے اوصاف نہ بدلے؟ ضرور بدلے تو اگر مطلقاً تغیر اوصاف پانی کو مقید کر دیتا تو ان سے وضو جائز ہونے کی کوئی صورت نہ تھی اب اس کے بعض اور جزئیات نقل کرتے ہیں کہ اوصاف تینوں متغیر ہو گئے اور وضو جائز۔ کونیں میں رسی لٹکتی رہی جس سے اس کا رنگ، مزہ، بو تینوں وصف بدل جائیں اس سے وضو جائز ہے۔

فتاویٰ امام شیخ الاسلام غزی ترمذی میں ہے:

سئل عن الوضوء والاغتسال بماء تغیر لونه وطعمه وریحه بحبلہ المعلق علیہ الاخراج الماء فهل یجوز ام لا اجاب یجوز عند جمهور اصحابنا اه (1) ملتقطاً.

موسم خزاں میں بکثرت پتے پانی میں گرے کہ اس کے اوصاف ثلثہ کو متغیر کر دیا۔ اگرچہ رنگ اتنا غالب ہو گیا کہ ہاتھ میں لینے سے بھی محسوس ہوتا ہوا اگر رقت باقی ہے صحیح مذہب میں وضو جائز ہے۔

سراج و ہاج و فتاوائے عالمگیریہ و جوہرہ نیرہ و فتاوائے امام غزی ترمذی میں ہے:

فان تغیرت اوصافہ الثلثة بوقوع اوراق الاشجار فیہ وقت الخریف فانه یجوز به الوضوء عند عامة اصحابنا رحمهم اللہ تعالیٰ. (2)

نیز فتاوائے امام غزی میں مجتبیٰ شرح قدوری سے ہے:

لو غیر الاوصاف الثلثة بالاوراق ولم یسلب اسم الماء عنه ولا معناه عنه فانه یجوز التوضؤ به. (3)

عنایہ وحلیہ و بحر و نہر و مسکین و رد المحتار میں ہے:

المنقول عن الاساتذة انه یجوز حتی لو ان اوراق الاشجار وقت الخریف تقع فی الحیاض

فی تغیر ماءها من حیث اللون والطعم والرائحة ثم انهم یتوضئون منها من غیر نکیر. (4)

1 "فتاویٰ الامام غزی"، ص ۴.

2 "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۱.

3 "فتاویٰ الامام غزی"، ص ۴، ۵.

4 "العنایہ"، کتاب الطہارۃ، باب الماء الذی یجوز به الوضوء، ج ۱، ص ۶۳ (ہامش "فتح القدیر").

در مختار میں ہے:

وان غیر کل او صافہ فی الاصح ان بقیت رقتہ ای واسمہ .⁽¹⁾

ردالمحتار میں زیر قول فی الاصح فرمایا

مقابلہ ما قبل انہ ان ظهر لون الاوراق فی الکف لا يتوضؤ به لكن يشرب والتقييد بالكف اشارة الى كثرة التغير لان الماء قد يرى في محله متغيرا لونه لكن لو رفع منه شخص في كفه لا يراه متغيرا تامل .⁽²⁾

پانی میں کھجوریں ڈالی گئیں کہ پانی میں شیرینی آگئی مگر نبیذ کی حد کو نہ پہنچا تو بالاتفاق اس سے وضو جائز ہے۔

حلیہ و تمیز و ہندیہ میں ہے: ”الماء الذى القى فيه تميرات فصار حلوا ولم يزل عنه اسم الماء وهو

رقيق يجوز به الوضوء بلا خلاف بين اصحابنا .“⁽³⁾

ان عبارات جلیلہ فقہائے کرام و ائمہ اعلام سے واضح ہو گیا کہ محض تغیر اوصاف مانع وضو نہیں تا وقتیکہ شے دیگر مقصد دیگر کے لیے ہو کر نام آب نہ بدل جائے۔ اب مسئلہ مباحث عنہا میں اگر حقہ کو آب مستعمل یا ایسی چیز سے تازہ کیا کہ قابل وضو نہ تھی مثلاً گلاب یا عرق گاؤ زبان یا عرق بادیان تو یہ سب تو پہلے ہی سے ناقابل وضو و اغتسال تھے اس میں حقہ کا کیا قصور نہ اس سے ہم نے وضو جائز بتایا۔ کلام اس میں ہے کہ پہلے سے قابل وضو تھا اور حقہ کی وجہ سے اگرچہ متغیر ہو گیا وہی حکم سابق رکھتا ہے اب اگر تازہ کرنے کے بعد ایک ہی چلم پیا گیا۔ تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اوصاف کا تغیر بالکل محسوس نہیں ہوتا اس جواز وضو میں کیا کلام ہو سکتا ہے اور جہاں تغیر ہوا، اگرچہ سب اوصاف کا مگر جب تک رقت باقی ہے بحکم نصوص ائمہ و علمائے مذہب کسی خفی کو کلام نہ ہونا چاہیے کہ مائے مطلق کی تعریف اس پر صادق کہ رقت باقی اور کسی ایسی شے کا خلط بھی نہ ہوا جو مقدار میں زائد ہونہ شے دیگر مقصد دیگر کے لیے ہو کر نام آب متغیر ہوا کہ ہر شخص اس کو پانی ہی کہتا ہے معترض بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ حقہ کا پانی پاک کر دیا۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

(يجوز بماء خالطه طاهر جامد) مطلقا (كفاكهة و ورق شجر) وان غير كل اوصافه (فی

الاصح ان بقیت رقتہ) ای واسمہ .⁽⁴⁾

① ”الدر المختار“، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، ج ۱، ص ۳۷۰.

② ”رد المحتار“، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، مطلب فی ان التوضی من الحوض... إلخ، ج ۱، ص ۳۷۰.

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاء، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۲.

④ ”تنویر الأبصار“ و ”الدر المختار“، کتاب الطہارۃ، باب المیاء، ج ۱، ص ۳۶۹.

غرر میں ہے:

يجوز وان غير اوصافه جامد كزعفران و ورق في الاصح . (1)

نور الايضاح میں ہے:

لا يضر تغير اوصافه كلبها بجامد كزعفران . (2)

رہا یہ کہ اس کا تلفظ حقہ کی طرف اضافت کر کے ہوتا ہے اس سے اس پانی کا مقید ہونا لازم نہیں جیسے گھڑے کا پانی، دیگ

کا پانی یہ اضافت اضافت تعریف ہے نہ تقید جیسے ”ماء البشر ماء البحر ماء الزعفران“۔

تبیین میں ہے:

اضافته الى الزعفران ونحوه للتعريف كاضافته الى البشر . (3)

شلبیہ علی الزیلعی میں ہے:

اضافته الى الوادی والعین اضافة تعريف لا تقيد لانه تتعرف ما هيته بدون هذه الاضافة . (4)

اگر یہ خیال ہو کہ اس میں بدبو ہوتی ہے اس وجہ سے ناجائز ہو تو اولاً: مطلقاً یہ حکم کہ حقہ کے پانی میں بدبو ہوتی ہے غلط

ہے۔ ثانیاً: مدار آب مطلق و مقید پر ہے خوشبو بدبو کو کیا دخل زعفران اگر پانی میں اتنا ملا کہ رنگنے کے قابل ہو گیا اس سے وضو ناجائز

ہے اگرچہ خوشبو رکھتا ہے۔ گلاب خوشبو رکھتا ہے مگر عامہ کتب مذہب میں ہے کہ گلاب سے وضو ناجائز۔

ہدایہ و خانیہ میں ہے: ”لا بماء الورد“۔ (5)

منیہ وغنیہ میں ہے:

لا يجوز الطهارة بالحكمية بماء الورد و سائر الازهار . (6)

پتے پانی میں گرے کہ اوصاف ثلثہ میں تغیر آگیا تو اس میں کیا بدبو نہ ہوگی اور نصوص مذہب سے یہ ثابت کہ اس پانی

سے وضو جائز۔ رسی کوئیں میں لٹکتی رہی اور پانی کے اوصاف ثلثہ رنگ، بو، مزہ سب بدل گئے اس کا جزئیہ سن چکے کہ امام شیخ

① ”غرر الاحکام“، کتاب الطہارۃ، فرض الغسل، ج ۱، ص ۲۱۔

② ”نور الايضاح“، کتاب الطہارۃ، ص ۴۔

③ ”تبیین الحقائق“، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۷۹۔

④ ”حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق“، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۷۹۔

⑤ ”الہدایۃ“، کتاب الطہارات، باب الماء الذی يجوز به الوضوء، ومالا يجوز، ج ۱، ص ۲۰۔

⑥ ”منیۃ المصلی و غنیۃ المتملی“، فصل فی بیان احکام المیاء، ص ۸۹۔

الاسلام غزی تمر تاشی فرماتے ہیں کہ وضو جائز، کو تار پانی میں پڑ گیا جس سے اس میں سخت بد بو آ گئی اگر گاڑھانہ ہو وضو جائز ہے۔
فتاویٰ زینیہ میں ہے:

سئل عن الماء المتغير ريحه بالقطران يجوز الوضوء منه ام لا اجاب نعم يجوز . (1) ثالث
متعدد کتابوں کی تصریحیں ذکر کی گئیں کہ صرف تغیر اوصاف ثلاثہ مانع جواز وضو نہیں کسی نے اس کو خوشبو یا بد بو سے مقید نہ کیا، لہذا حکم مطلق پر ہے واللہ الحمد تو جب ان براہین لائحہ سے ثابت ہوا کہ یہ پانی طاہر و مطہر ہے تو مثلاً کسی نے مونہ ہاتھ دھولے تھے اور پاؤں باقی تھا کہ پانی ختم ہو گیا اور وہاں دوسرا پانی نہیں کہ وضو کی تکمیل کرے اور اس کے پاس حقہ میں اتنا پانی موجود ہے کہ پاؤں دھونے کو کفایت کرے یا اس کے پاس دوسرا پانی بالکل نہیں ہے اور حقہ کا پانی اعضائے وضو کو کافی ہے تو بوجہ دوسرے پانی نہ ہونے کے تیمم کا حکم ہرگز نہیں دیا جاسکتا، کہ
اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا ﴾ (2)

پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کرو۔

اور اس کے پاس پانی تو موجود ہے اب معترضین ہی بتائیں کہ اگر وہ پانی پاتے ہوئے اس سے تکمیل وضو نہ کرے اور تیمم کر لے تو اس نے حکم الہی کا خلاف کیا یا نہیں اس کا تیمم باطل ہوا یا نہیں ضرور اس نے حکم الہی کا خلاف کیا اور ضرور اس کا تیمم باطل ہوا البتہ اگر وقت ختم ہونے میں عرصہ ہو اور اس پانی میں بد بو آ گئی تھی، تو اتنا وقفہ لازم ہوگا کہ بو اڑ جائے کہ حالت نماز میں اعضا سے بو آنا مکروہ ہے اور اس حالت میں مسجد میں جانے کی اجازت نہ ہوگی کہ بد بو کے ساتھ مسجد میں جانا حرام ہے۔ کچے لہسن، پیاز کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا:

((من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فان الملكة تتأذى مما يتأذى منه

الانس)) (3)

جو اس درخت بودار سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملکہ اس چیز سے اذیت پاتے ہیں جس چیز سے

آدمی کو اذیت پہنچتی ہو۔ رواہ البخاری و مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ .

1 "الفتاویٰ الزینیة"، کتاب الطہارۃ، ص ۳ (ہامش "الفتاویٰ الغیائیة").

2 پ ۵، النساء: ۴۳ .

3 "صحیح مسلم"، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، الحدیث: ۵۶۴، ص ۲۸۲ .

نیز ارشاد ہوا:

((ولا یمر فیہ بلحم نیء))⁽¹⁾

مسجد میں کچا گوشت لے کر کوئی نہ گزرے۔

در مختار میں ہے: ”واکل نحو ثوم.“⁽²⁾ اس پر ردالمحتار میں فرمایا: ”ای کبصل ونحوہ مما لہ رائحةکریہة للحديث الصحيح فی النهی عن قربان آکل الثوم والبصل.“⁽³⁾

اسی وجہ سے مٹی کا تیل اور وہ دیا سلائیاں جو جلتے وقت بدبودیتی ہیں مسجد میں جلانا حرام ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

قال الامام العینی فی شرحہ علی "صحيح البخاری" قلت علة النهی اذی الملائكة و اذی

المسلمین ولا یختص بمسجده علیہ الصلوة والسلام بل الكل سواء لرواية مساجدنا بالجمع خلافا لمن

شد ویلحق بما نص علیہ فی الحديث کل ماله رائحة کریہة ما کولا او غیرہ وانما خص الثوم ههنا بالذکر

وفی غیرہ ایضا بالبصل والکراث لکثرة اکلهم لها وكذلك الحق بعضهم بذالك من بفيه بخر اوبه

جرح له رائحة وكذلك القصاب والسماک والمجذوم والابرص اولی بالالحاق ۱۵.⁽⁴⁾

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین والحمد للہ

رب العالمین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجده اتم واحکم .

ابو العلا امجد علی الاعظمی القادری

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن النبی الامی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

اعظمی رضوی
محمد امجد علی

1..... ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المساجد و الجماعات، باب ما یکرہ فی المساجد، الحديث: ۷۴۸، ج ۱، ص ۴۱۳.

2..... ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۲۵.

3..... ”رد المحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب فی الغرس فی المسجد، ج ۲، ص ۵۲۵.

4..... ”رد المحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب فی الغرس فی المسجد، ج ۲، ص ۵۲۵.

بسم اللہ الرحمن الرحیم .

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم .

آبِ قلیان کی طہارت و طہوریت اور اس بارے میں کہ بحال ضرورت جب اور پانی نہ مل سکے اس سے تکمیل لازم اور اس کے ہوتے تیمم باطل اور بلا ضرورت بحال بدو طہارت میں اس کا استعمال ممنوع اور جب تک بونہ زائل ہو نماز مکروہ اور مسجد میں جانا حرام۔ مولانا مولوی امجد علی صاحب قادری اعظمی سلمہ کی یہ تحریر صحیح اور اس کا خلاف جہل صریح یا اعتدال قبیح جس سے اجتناب ہر مسلمان پر فرض قطعی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم . لك الحمد يا الله . والصلوة والسلام عليك يا رسول الله .

حقہ کے پانی کی طہارت و طہوریت ظاہر کتب فقہ سے اس کی پاکی تطہیر صاف و باہر حضرت مولانا مولوی امجد علی صاحب قادری اعظمی مدظلہ نے ایسی تحقیق اینق فرمائی ہے کہ مخالف جاہل ہے، تو امید قوی کہ قبول حق کرے، معاند ہے تو سکوت سے کام لے۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ .

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ المالك الناصر السيد محمد و سلم

عبیدہ العاصی

کتبہ

فقیر ربہ و اسیر ذنبہ ابوالمحامد سید محمد الاشرافی الجیلانی الچھوچھوی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم .

آبِ حقہ کی طہارت و طہوریت میں اور بروقت ضرورت اس کا استعمال جائز ہونے میں جیسی توضیح کامل کتب فقہ سے جناب مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی الرضوی مدظلہ العالی نے فرمائی ہے بلا شک و شبہ نہایت ہی درست و بجا ہے باوجود ایسی تحقیق اینق کے بھی اس سے انکار کرنا سر اسر جہل و خطا ہے حضرت مولانا نے اس مسئلہ کے متعلق بفضلہ تعالیٰ کوئی

دقیقہ فروگزاشت نہیں فرمایا ہے اور ہر پہلو پر کامل غور فرما کر شرح و بسط کے ساتھ اس کا فیصلہ فرما دیا ہے مسلمان کو لازم ہے کہ کسی ایسی بات پر جس کا اسے اس سے پہلے علم نہ ہو سن کر ضد و انکار نہ کرے بلکہ نہایت نیک نیتی سے تحقیق سے کام لے مجھ کو مولانا کی اس تحریر اور پھر اس پر دیگر علمائے اکابرین دامت برکاتہم کی تصدیقات سے قطعاً اتفاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

خاکسار

ابوالابراہیم محمد اسرار الحق خنی سنی صدیقی چشتی نظامی قادری رہتکی عفا اللہ عنہ

الحق ان الحق فی هذه الصورة مع العلامة المجيب الفاضل اللبيب الحضرة مولانا امجد علی صاحب
القادری الرضوی سلمہ اللہ تعالیٰ والحق احق ان يتبع

کتب

العبد المقتصم بذیل النبی محمد احسان الحق نعیمی قاضی بلدہ و مفتی درگاہ معلیٰ بہرائچ شریف

جو کچھ حضرت مولانا الحکیم حامی سنت ماحی بدعت عالم لوزعی فاضل یلمعی مولوی امجد علی صاحب قادری رضوی نے تحریر فرمایا ہے وہی صواب و صحیح و حق صریح ہے۔

فقط فقیر قادری حکیم عبدالاحد خادم مدرسۃ الحدیث پبلی بھیت تلمیذ مولانا وصی احمد صاحب قبلہ محدث سورتی قدس سرہ العلیٰ بجاہ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

ما اجاب به العالم النبیل و الفاضل الجلیل مولانا المولوی محمد امجد علی صاحب فہو حق
صریح ابو سراج عبد الحق رضوی تلمیذ مولانا المولوی محمد وصی احمد محدث سورتی غفر اللہ
العلیٰ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبحمدہ وعونہ فکل ما حرره العالم العليم و الذی هو للقلوب حکیم
قوی حضرت مولانا و بالفضل اولانا جناب المولوی امجد علی حرسہ ربہ القوی و نصرہ علی کل
مخالف غبی . بجاء حبیبہ النبی العربی صلی اللہ علیہ وسلم فهذا تحریر الطہارۃ ماء القلیان بعد
استعمالہ فیہ لا شک فی طہارتہ و طہوریتہ کما هو فی الاصل وانا الحقیر سید محمد حسن السنوسی
المدنی الحنفی المجددی عفی عنہ.

مبسملاً و حامداً او محمداً (جل و علا) و مصلياً و مسلماً محمداً (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت مولانا امجد علی صاحب دامت برکاتہم نے مسائل طہارت میں ”بہار شریعت“ جیسی جامع کتاب تالیف فرما کر
مسلمانان ہند پر احسان عظیم فرمایا ہے جس کے شکریہ سے عہدہ براہونا دشوار۔ دعا ہے کہ رب العزت جل مجدہ مولانا موصوف کو اجر
جزیل مرحمت فرمائے۔ آب قلیان کی طہارت و طہوریت کا ثبوت بدلائل ساطعہ اس فتویٰ میں دیا گیا کتاب مذکور میں صرف اس
قدر مسطور ہے کہ ”اس کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں“ نہ یہ کہ خواہ مخواہ اسی سے وضو کیا جائے در صورتیکہ اس سے بہتر پانی موجود
ہو۔ اس پر جرح کرنا صرف ان ہی اصحاب کا کام معلوم ہوتا ہے جن کا مقصود بغض فتنہ انگیزی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ
اکمل و اتم۔

فقیر محمد عبد العليم الصديقي قادری عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ط

نماز کا بیان

ایمان و تصحیح عقائد مطابق مذہب اہل سنت و جماعت کے بعد نماز تمام فرائض میں نہایت اہم و اعظم ہے۔ قرآن مجید و احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی اہمیت سے مالا مال ہیں، جا بجا اس کی تاکید آئی اور اس کے تارکین (1) پر وعید فرمائی، چند آیتیں اور حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں، کہ مسلمان اپنے رب عزوجل اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سنیں اور اس کی توفیق سے ان پر عمل کریں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝﴾ (2)

یہ کتاب پر ہیزگاروں کو ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے اور ہم نے جو دیا اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اَتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَرْکَعُوْا مَعَ الرُّکْعِیْنَ ۝﴾ (3)

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔

یعنی مسلمانوں کے ساتھ کہ رکوع ہماری ہی شریعت میں ہے۔ یا باجماعت ادا کرو۔

اور فرماتا ہے:

﴿حَفِظُوْا عَلٰی الصَّلٰوةِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی ۝ وَ قُوْٓمُوْا لِلّٰهِ قٰتِلِیْنَ ۝﴾ (4)

تمام نمازوں خصوصاً بیچ والی نماز (عصر) کی محافظت رکھو اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔

1 تارک کی جمع، چھوڑنے والے۔

2 پ ۱، البقرة: ۳.

3 پ ۱، البقرة: ۴۳.

4 پ ۲، البقرة: ۲۳۸.

اور فرماتا ہے:

﴿وَأَنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَشِيعِينَ ۝﴾ (1)

نماز شاق ہے مگر خشوع کرنے والوں پر۔

نماز کا مطلقاً ترک تو سخت ہولناک چیز ہے اسے قضا کر کے پڑھنے والوں کو فرماتا ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝﴾ (2)

خرابی ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں، وقت گزار کر پڑھنے اٹھتے ہیں۔

جہنم میں ایک وادی ہے، جس کی سختی سے جہنم بھی پناہ مانگتا ہے، اس کا نام ”ویل“ ہے، قصداً (3) نماز قضا کرنے والے

اس کے مستحق (4) ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا ۝﴾ (5)

ان کے بعد کچھ ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کیا، عنقریب انہیں

سخت عذاب طویل و شدید سے ملنا ہوگا۔

غی جہنم میں ایک وادی ہے، جس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے، اس میں ایک کوآں ہے، جس کا نام ”مہیب“

ہے، جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے، اللہ عزوجل اس کوئیں کو کھول دیتا ہے، جس سے وہ بدستور بھڑکنے لگتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

﴿كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۝﴾ (6)

جب بجھنے پر آئے گی ہم انہیں اور بھڑک زیادہ کریں گے۔

یہ کوآں بے نمازوں اور زانیوں اور شرابیوں اور سود خواروں اور ماں باپ کو ایذا دینے والوں کے لیے ہے۔ نماز کی

1 پ ۱، البقرة: ۴۵.

2 پ ۳۰، الماعون: ۵، ۴.

3 یعنی جان بوجھ کر۔ 4 یعنی حقدار۔

5 پ ۱۶، مریم: ۵۹.

6 پ ۱۵، بني اسرائيل: ۹۷.

اہمیت کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ عزوجل نے سب احکام اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین پر بھیجے، جب نماز فرض کرنی منظور ہوئی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنے پاس عرش عظیم پر بلا کر اسے فرض کیا اور شب اسرا (۱) میں یہ تحفہ دیا۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس امر کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور ماہ رمضان کا روزہ رکھنا۔“ (2)

حدیث ۲: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا، وہ عمل ارشاد ہو کہ مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے بچائے؟ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور نماز قائم رکھ اور زکوٰۃ دے اور رمضان کا روزہ رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔“ اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ”اسلام کا ستون نماز ہے۔“ (3)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک ان تمام گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، جو ان کے درمیان ہوں جب کہ کبائر سے بچا جائے۔“ (4)

حدیث ۴: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ”بتاؤ! تو کسی کے دروازہ پر نہر ہو وہ اس میں ہر روز پانچ بار غسل کرے کیا اس کے بدن پر میل رہ جائے گا؟ عرض کی نہ۔ فرمایا: ”یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب خطاؤں کو محو فرما دیتا ہے۔“ (5)

حدیث ۵: صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ایک صاحب سے ایک گناہ صادر ہوا، حاضر ہو کر

..... ۱ یعنی معراج کی رات۔

..... ۲ ”صحیح مسلم“، کتاب الایمان، باب بیان أركان الإسلام... إلخ، الحدیث: ۲۱- (۱۶)، ص ۲۷.

..... ۳ ”جامع الترمذی“، أبواب الایمان، باب ماجاء في حرمة الصلاة، الحدیث: ۲۶۲۵، ج ۴، ص ۲۸۰.

..... ۴ ”صحیح مسلم“، کتاب الطہارۃ، باب الصلاة الخمس، الحدیث: ۱۶- (۲۳۳)، ص ۱۴۴.

..... ۵ ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد، باب المشي إلى الصلاة... إلخ، الحدیث: ۶۶۷، ص ۳۳۶.

عرض کی، اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔⁽¹⁾

﴿اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ ط إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ط ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ ءَامَنُوا﴾⁽²⁾
نماز قائم کردن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصہ میں بے شک نیکیاں گناہوں کو دور کرتی ہیں، یہ نصیحت ہے، نصیحت ماننے والوں کے لیے۔

انھوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! کیا یہ خاص میرے لیے ہے؟ فرمایا: ”میری سب اُمت کے لیے۔“
حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا اعمال میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کیا ہے؟ فرمایا: ”وقت کے اندر نماز۔“ میں نے عرض کی، پھر کیا؟ فرمایا: ”ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔“ میں نے عرض کی، پھر کیا؟ فرمایا: ”راہِ خدا میں جہاد۔“⁽³⁾
حدیث ۷: بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک صاحب نے عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اسلام میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک محبوب کیا چیز ہے؟ فرمایا: ”وقت میں نماز پڑھنا اور جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے۔“⁽⁴⁾

حدیث ۸: ابو داؤد نے بطریق عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جب تمہارے بچے سات برس کے ہوں، تو انھیں نماز کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں، تو مار کر پڑھاؤ۔“⁽⁵⁾
حدیث ۹: امام احمد روایت کرتے ہیں کہ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاڑوں⁽⁶⁾ میں باہر تشریف لے گئے، پت جھاڑ کا زمانہ تھا، دو ٹہنیاں پکڑ لیں، پتے گرنے لگے، فرمایا: ”اے ابو ذر! میں نے عرض کی، بلیک یا رسول اللہ! فرمایا: ”مسلمان بندہ اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے، تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے اس درخت سے یہ پتے۔“⁽⁷⁾
حدیث ۱۰: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو شخص

① ”صحیح البخاری“، کتاب مواقیت الصلاة، باب الصلاة كفارة، الحديث: ۵۲۶، ج ۱، ص ۱۹۶.

② پ ۱۲، ہود: ۱۱۴.

③ ”صحیح البخاری“، کتاب مواقیت الصلاة، باب الصلاة كفارة، الحديث: ۵۲۷، ج ۱، ص ۱۹۶.

④ ”شعب الإيمان“، باب في الصلوات، الحديث: ۲۸۰۷، ج ۳، ص ۳۹.

⑤ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، الحديث: ۴۹۵، ج ۱، ص ۲۰۸.

⑥ سردیوں۔

⑦ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث أبي ذر الغفاري، الحديث: ۲۱۶۱۲، ج ۸، ص ۱۳۳.

اپنے گھر میں طہارت (وضو و غسل) کر کے فرض ادا کرنے کے لیے مسجد کو جاتا ہے، تو ایک قدم پر ایک گناہ محو ہوتا، دوسرے پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔“ (1)

حدیث ۱۱: امام احمد زید بن خالد جعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو دو رکعت نماز پڑھے اور ان میں سہونہ کرے، تو جو کچھ پیشتر اس کے گناہ ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے“ (2) یعنی صغائر۔

حدیث ۱۲: طبرانی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، اس کے لیے جنتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس کے اور پروردگار کے درمیان حجاب ہٹا دیے جاتے ہیں، اور حور عین اس کا استقبال کرتی ہیں، جب تک نہ ناک سنکے، نہ کھارے۔“ (3)

حدیث ۱۳: طبرانی اوسط میں اور ضیاء نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”سب سے پہلے قیامت کے دن بندہ سے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر یہ درست ہوئی تو باقی اعمال بھی ٹھیک رہیں گے اور یہ بگڑی تو سبھی بگڑے۔“ (4) اور ایک روایت میں ہے کہ ”وہ خائب و خاسر ہوا۔“ (5)

حدیث ۱۴: امام احمد و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ کی روایت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے، اگر نماز پوری کی ہے، تو پوری لکھی جائے گی اور پوری نہیں کی (یعنی اس میں نقصان ہے) تو ملائکہ سے فرمائے گا: ”دیکھو! میرے بندہ کے نوافل ہوں تو ان سے فرض پورے کر دو پھر زکوٰۃ کا اسی طرح حساب ہوگا پھر یوہیں باقی اعمال کا۔“ (6)

حدیث ۱۵: ابوداؤد و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”(جو مسلمان جہنم میں جائے گا و العیاذ باللہ تعالیٰ) اس کے پورے بدن کو آگ کھائے گی سوا اعضائے سجود کے، اللہ تعالیٰ نے ان کا کھانا آگ پر حرام کر دیا ہے۔“ (7)

① ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب المشی إلى الصلاة، الحدیث: ۶۶۶، ص ۳۳۶.

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حدیث زید بن خالد الجعفی، الحدیث: ۲۱۷۴۹، ج ۸، ص ۱۶۲.

③ ”الترغیب و الترہیب“ للمنذری، کتاب الصلاة، الترہیب من البصاق فی المسجد، الحدیث: ۱۲، ج ۱، ص ۱۲۶.

④ ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، باب الألف، الحدیث: ۱۸۵۹، ج ۱، ص ۵۰۴.

⑤ ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، باب العین، الحدیث: ۳۷۸۲، ج ۳، ص ۳۲.

⑥ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث تمیم الداری، الحدیث: ۱۶۹۴۶، ج ۶، ص ۳۵.

⑦ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب الزہد، باب صفة النار، الحدیث: ۴۳۲۶، ج ۴، ص ۵۳۲.

حدیث ۱۶: طبرانی اوسط میں راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندہ کی یہ حالت سب سے زیادہ پسند ہے کہ اسے سجدہ کرتا دیکھے کہ اپنا مونہ خاک پر گر کر رہا ہے۔“ (1)

حدیث ۱۷: طبرانی اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”کوئی صبح و شام نہیں مگر زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے کو پکارتا ہے، آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر الہی کیا؟ اگر وہ ہاں کہے تو اس کے لیے اس سبب سے اپنے اوپر بزرگی تصور کرتا ہے۔“ (2)

حدیث ۱۸: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت۔“ (3)

حدیث ۱۹: ابوداؤد نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو طہارت کر کے اپنے گھر سے فرض نماز کے لیے نکلا اس کا اجر ایسا ہے جیسا حج کرنے والے محرم کا اور جو چاشت کے لیے نکلا اس کا اجر عمرہ کرنے والے کی مثل ہے“ اور ایک نماز دوسری نماز تک کہ دونوں کے درمیان میں کوئی لغو بات نہ ہو علیین میں لکھی ہوئی ہے (4) یعنی درجہ قبول کو پہنچتی ہے۔

حدیث ۲۰ و ۲۱: امام احمد و نسائی و ابن ماجہ نے ابویوب انصاری و عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا جیسا حکم ہے اور نماز پڑھی جیسی نماز کا حکم ہے، تو جو کچھ پہلے کیا ہے معاف ہو گیا۔“ (5)

حدیث ۲۲: امام احمد ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے، اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔“ (6)

حدیث ۲۳: کنز العمال میں ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے کہ

① ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، باب المیم، الحدیث: ۶۰۷۵، ج ۴، ص ۳۰۸.

② ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، باب الألف، الحدیث: ۵۶۲، ج ۱، ص ۱۷۱.

③ لم نجد هذا الحديث في صحيح مسلم.

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحدیث: ۱۴۶۶۸، ج ۵، ص ۱۰۳.

④ ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب ماجاء في فضل المشي إلى الصلاة، الحدیث: ۵۵۸، ج ۱، ص ۲۳۱.

⑤ ”سنن النسائي“، كتاب الطهارة، باب من توضأ كما أمر، الحدیث: ۱۴۴، ص ۳۱.

⑥ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حدیث أبي ذر الغفاري، الحدیث: ۲۱۵۰۸، ج ۸، ص ۱۰۴.

اللہ (عزوجل) اور فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے، اس کے لیے جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔“ (1)

حدیث ۲۴: منیۃ المصلیٰ میں ہے، کہ ارشاد فرمایا: ”ہر شے کے لیے ایک علامت ہوتی ہے، ایمان کی علامت

نماز ہے۔“ (2)

حدیث ۲۵: منیۃ المصلیٰ میں ہے، فرمایا: ”نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا دین کو قائم رکھا اور جس

نے اسے چھوڑ دیا دین کو ڈھادیا۔“ (3)

حدیث ۲۶: امام احمد و ابوداؤد و عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

”پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کیں، جس نے اچھی طرح وضو کیا اور وقت میں پڑھیں اور رکوع و خشوع کو پورا کیا تو

اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر عہد کر لیا ہے کہ اسے بخش دے، اور جس نے نہ کیا اس کے لیے عہد نہیں، چاہے بخش

دے، چاہے عذاب کرے۔“ (4)

حدیث ۲۷: حاکم نے اپنی تاریخ میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

فرماتے ہیں، کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”اگر وقت میں نماز قائم رکھے تو میرے بندہ کا میرے ذمہ کرم پر عہد ہے، کہ اسے عذاب نہ

دوں اور بے حساب جنت میں داخل کروں۔“ (5)

حدیث ۲۸: دیلمی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی

چیز فرض نہ کی، جو توحید و نماز سے بہتر ہو۔ اگر اس سے بہتر کوئی چیز ہوتی تو وہ ضرور ملائکہ پر فرض کرتا، ان میں کوئی رکوع میں ہے،

کوئی سجدے میں۔“ (6)

حدیث ۲۹: ابوداؤد طیالسی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو بندہ نماز

پڑھ کر اس جگہ جب تک بیٹھا رہتا ہے، فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں، اس وقت تک کہ بے وضو ہو جائے یا اٹھ کھڑا

① ”کنز العمال“، کتاب الصلاة، الحديث: ۱۹۰۱۵، ج ۷، ص ۱۲۵.

② ”منیۃ المصلی“، ثبوت فرضیۃ الصلاة بالسنة، ص ۱۳.

③ ”منیۃ المصلی“، ثبوت فرضیۃ الصلاة بالسنة، ص ۱۳.

④ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب المحافظة علی الصلوات، الحديث: ۴۲۵، ج ۱، ص ۱۸۶.

⑤ ”کنز العمال“، کتاب الصلاة، الحديث: ۱۹۰۳۲، ج ۷، ص ۱۲۷.

⑥ ”الفردوس بمأثور الخطاب“، الحديث: ۶۱۰، ج ۱، ص ۱۶۵.

ہو۔ ملائکہ کا استغفار اس کے لیے یہ ہے، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ (۱) اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ (۲) اَللّٰهُمَّ تُبِّ عَلَيْهِ (۳)۔

اور متعدد حدیثوں میں آیا ہے، کہ جب تک نماز کے انتظار میں ہے اس وقت تک وہ نماز ہی میں ہے، یہ فضائل مطلق نماز کے ہیں اور خاص خاص نمازوں کے متعلق جو احادیث وارد ہوئیں، ان میں بعض یہ ہیں:

حدیث ۳۰: طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: ”جو صبح کی نماز پڑھتا ہے، وہ شام تک اللہ کے ذمہ میں ہے۔“ (۴) دوسری روایت میں ہے، ”تو اللہ کا ذمہ نہ توڑو، جو اللہ کا ذمہ توڑے گا اللہ تعالیٰ اسے اونڈھا کر کے دوزخ میں ڈال دے گا۔“ (۵)

حدیث ۳۱: ابن ماجہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو صبح نماز کو گویا، ایمان کے جھنڈے کے ساتھ گیا اور جو صبح بازار کو گویا، ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ گیا۔“ (۶)

حدیث ۳۲: بیہقی نے شعب الایمان میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی، کہ ”جو نماز صبح کے لیے طالب ثواب ہو کر حاضر ہوا، گویا اس نے تمام رات قیام کیا (عبادت کی) اور جو نماز عشا کے لیے حاضر ہوا گویا اس نے نصف شب قیام کیا۔“ (۷)

حدیث ۳۳: خطیب نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جس نے چالیس دن نماز فجر و عشا باجماعت پڑھی، اس کو اللہ تعالیٰ دو برائتیں عطا فرمائے گا، ایک نار سے دوسری نفاق سے۔“ (۸)

حدیث ۳۴: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: رات اور دن کے ملائکہ نماز فجر و عصر میں جمع ہوتے ہیں، جب وہ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل ان سے فرماتا ہے: ”کہاں سے آئے؟ حالانکہ وہ جانتا

۱..... اے اللہ تو اس کو بخش دے۔

۲..... اے اللہ تو اس پر رحم کر۔

۳..... ”مسند أبي داود الطيالسي“، الجزء العاشر، أبو صالح عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، الحديث: ۲۴۱۵، ص ۳۱۷۔

و ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب ماجاء في فضل المشي إلى الصلاة... إلخ، الحديث: ۵۵۹، ج ۱، ص ۲۳۲۔
اے اللہ اس کی توبہ قبول کر۔

۴..... ”المعجم الكبير“ للطبراني، الحديث: ۱۳۲۱۰، ج ۱۲، ص ۲۴۰۔

۵..... ”مجمع الزوائد“، كتاب الصلاة، باب فضل الصلاة و حقنها للدم، الحديث: ۱۶۴۰، ص ۲۷۔

۶..... ”سنن ابن ماجه“، أبواب التجارات، باب الأسواق، ودخولها، الحديث: ۲۲۳۴، ج ۳، ص ۵۳۔

۷..... ”شعب الإيمان“، باب في الصلاة فضل في الجماعة... إلخ، الحديث: ۲۸۵۲، ج ۳، ص ۵۵۔

۸..... ”تاريخ بغداد“، رقم: ۶۲۳۱، ج ۱۱، ص ۳۷۴۔

ہے۔“ عرض کرتے ہیں: ”تیرے بندوں کے پاس سے، جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور انھیں نماز پڑھتا چھوڑ کر تیرے پاس حاضر ہوئے۔“ (1)

حدیث ۳۵: ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو مسجد جماعت میں چالیس راتیں نماز عشا پڑھے، کہ رکعت اولیٰ فوت نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔“ (2)

حدیث ۳۶: طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”سب نمازوں میں زیادہ گراں منافقین پر نماز عشا و فجر ہے اور جو ان میں فضیلت ہے، اگر جانتے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ سرین کے بل گھسٹتے ہوئے۔“ (3) یعنی جیسے بھی ممکن ہوتا۔

حدیث ۳۷: بزار نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو نماز عشا سے پہلے سوئے اللہ اس کی آنکھ کو نہ سلائے۔“ (4) نماز نہ پڑھنے پر جو وعیدیں آئیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

حدیث ۳۸: صحیحین میں نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس کی نماز فوت ہوئی گویا اس کے اہل و مال جاتے رہے۔“ (5)

حدیث ۳۹: ابو نعیم ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جس نے قصد نماز چھوڑی، جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔“ (6)

حدیث ۴۰: امام احمد اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”قصد نماز ترک نہ کرو کہ جو قصد نماز ترک کر دیتا ہے، اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس سے بری الذمہ ہیں۔“ (7)

حدیث ۴۱: شیخین نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

①..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۷۴۹۴، ج ۳، ص ۶۸.

②..... ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المساجد... إلخ، باب صلاة العشاء و الفجر في جماعة، الحديث: ۷۹۸، ج ۱، ص ۴۳۷، عن عمر ابن الخطاب رضي الله تعالى عنه.

③..... ”المعجم الكبير“، الحديث: ۱۰۰۸۲، ج ۱۰، ص ۹۹.

④..... ”کنز العمال“، کتاب الصلاة، الحديث: ۱۹۴۹۷، ج ۷، ص ۱۶۵، عن عائشة رضي الله تعالى عنها.

⑤..... ”صحیح البخاری“، کتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، الحديث: ۳۶۰۲، ج ۲، ص ۵۰۱.

⑥..... ”کنز العمال“، کتاب الصلاة، الحديث: ۱۹۰۸۶، ج ۷، ص ۱۳۲.

⑦..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث أم أيمن، الحديث: ۲۷۴۳۳، ج ۱۰، ص ۳۸۶.

”جس دین میں نماز نہیں، اس میں کوئی خیر نہیں۔“ (1)

حدیث ۴۲: بیہقی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جس نے نماز

چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں، نماز دین کا ستون ہے۔“ (2)

حدیث ۴۳: بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”اسلام میں

اس کا کوئی حصہ نہیں، جس کے لیے نماز نہ ہو۔“ (3)

حدیث ۴۴: امام احمد و دارمی و بیہقی شُعْبُ الْإِيمَان میں راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جس نے نماز

پر محافظت (مداومت) کی، قیامت کے دن وہ نماز اس کے لیے نور و برہان و نجات ہوگی اور جس نے محافظت نہ کی اس کے لیے

نور ہے نہ برہان نہ نجات اور قیامت کے دن قارون و فرعون و ہامان و ابلی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔“ (4)

حدیث ۴۵: بخاری و مسلم و امام مالک نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اپنے صوبوں کے پاس فرمان بھیجا کہ ”تمہارے سب کاموں سے اہم میرے نزدیک نماز ہے“ جس نے اس کا حفظ کیا اور

اس پر محافظت کی اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اوروں کو بدرجہ اولیٰ ضائع کرے گا۔“ (5)

حدیث ۴۶: ترمذی عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ صحابہ کرام کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے سوا

نماز کے۔ (6) بہت سی ایسی حدیثیں آئیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ قصد نماز کا ترک کفر ہے اور بعض صحابہ کرام مثلاً حضرت امیر

المومنین فاروق اعظم و عبد الرحمن بن عوف و عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عباس و جابر بن عبد اللہ و معاذ بن جبل و ابو ہریرہ و

ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی مذہب تھا اور بعض ائمہ مثلاً امام احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ و عبد اللہ بن مبارک و امام نخعی کا بھی

یہی مذہب تھا، اگرچہ ہمارے امام اعظم و دیگر ائمہ نیز بہت سے صحابہ کرام اس کی تکفیر نہیں کرتے (7) پھر بھی یہ کیا تھوڑی بات

ہے کہ ان جلیل القدر حضرات کے نزدیک ایسا شخص ”کافر“ ہے۔

1..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث عثمان بن أبي العاص، الحدیث: ۱۷۹۳۴، ج ۶، ص ۲۷۱.

2..... ”شعب الإيمان“، باب في الصلوات، الحدیث: ۲۸۰۷، ج ۳، ص ۳۹.

3..... ”کنز العمال“، کتاب الصلاة، الحدیث: ۱۹۰۹۴، ج ۷، ص ۱۳۳.

4..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو، الحدیث: ۶۵۸۷، ج ۲، ص ۵۷۴.

5..... ”الموطأ“ للإمام مالك، کتاب وقوت الصلاة، الحدیث: ۶، ج ۱، ص ۳۵.

6..... ”جامع الترمذی“، أبواب الإيمان، باب ما جاء في ترك الصلاة، الحدیث: ۲۶۳۱، ج ۴، ص ۲۸۲.

7..... یعنی کافر نہیں کہتے۔

احکام فقہیہ

مسئلہ ۱: ہر مکلف یعنی عاقل بالغ پر نماز فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔ اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ ائمہ ثلاثہ مالک و شافعی و احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک سلطان اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۲: بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو، تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے، تو مار کر پڑھوانا چاہیے۔^(۲) (ابوداؤد و ترمذی)

مسئلہ ۳: نماز خالص عبادتِ بدنی ہے، اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زندگی میں نماز کے بدلے کچھ مال بطورِ فدیہ ادا کر دے البتہ اگر کسی پر کچھ نمازیں رہ گئی ہیں اور انتقال کر گیا اور وصیت کر گیا کہ اس کی نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے تو ادا کیا جائے^(۳) اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہو اور بے وصیت بھی وارث اس کی طرف سے دے کہ امید قبول و عفو ہے۔^(۴) (درمختار و رد المحتار و دیگر کتب)

مسئلہ ۴: فرضیت نماز کا سبب حقیقی امر الہی ہے اور سبب ظاہری وقت ہے کہ اوّل وقت سے آخر وقت تک جب ادا کرے ادا ہو جائے گی اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اور اگر ادا نہ کی یہاں تک کہ وقت کا ایک خفیف جز باقی ہے تو یہی جز اخیر سبب ہے، تو اگر کوئی مجنون یا بے ہوش ہوش میں آیا یا حیض و نفاس والی پاک ہوئی یا صبی^(۵) بالغ ہو یا کافر مسلمان ہوا اور وقت صرف اتنا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے تو ان سب پر اس وقت کی نماز فرض ہوگئی اور جنون و بے ہوشی پانچ وقت سے زائد کو مستغرق نہ ہوں تو اگرچہ تکبیر تحریمہ کا بھی وقت نہ ملے نماز فرض ہے، قضا پڑھے۔^(۶) (درمختار) حیض و نفاس والی میں تفصیل ہے، جو باب الحیض میں مذکور ہوئی۔^(۷)

① "الدرالمختار" معہ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۶.

② "جامع الترمذی"، أبواب الصلاة، باب ما جاء متى يؤمر الصبي بالصلاة، الحديث: ۴۰۷، ج ۱، ص ۴۱۶.

③ نماز کا فدیہ ادا کرنے کا طریقہ "بہار شریعت" حصہ ۴ "قضا نماز کا بیان" میں اور امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "نماز کے احکام" صفحہ ۳۴۵ تا ۳۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

④ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، مطلب فيما يصير الكافر به مسلماً من الأفعال، ج ۲، ص ۱۲.

⑤ بچہ۔ ⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۱۵، ۱۳.

⑦ اگر پوری مدت میں پاک ہوئی تو صرف اللہ اکبر کہنے کی گنجائش وقت میں ہونے سے نماز فرض ہو جائیگی اور اگر پوری مدت سے پہلے پاک =

مسئلہ ۵: نابالغ نے وقت میں نماز پڑھی تھی اور اب آخر وقت میں بالغ ہوا، تو اس پر فرض ہے کہ اب پھر پڑھے یو ہیں اگر معاذ اللہ کوئی مرتد ہو گیا پھر آخر وقت میں اسلام لایا اس پر اس وقت کی نماز فرض ہے، اگرچہ اوّل وقت میں قبل ارتداد نماز پڑھ چکا ہو۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۶: نابالغ عشا کی نماز پڑھ کر سویا تھا اس کو احتلام ہوا اور بیدار نہ ہوا یہاں تک کہ فجر طلوع ہونے کے بعد آنکھ کھلی تو عشا کا اعادہ کرے اور اگر طلوع فجر سے پیشتر آنکھ کھلی تو اس پر عشا کی نماز بالا جماع فرض ہے۔^(۲) (بحر الرائق)

مسئلہ ۷: کسی نے اوّل وقت میں نماز نہ پڑھی تھی اور آخر وقت میں کوئی ایسا عذر پیدا ہو گیا، جس سے نماز ساقط ہو جاتی ہے مثلاً آخر وقت میں حیض و نفاس ہو گیا یا جنون یا بے ہوشی طاری ہو گئی تو اس وقت کی نماز معاف ہو گئی، اس کی قضا بھی ان پر نہیں ہے، مگر جنون و بے ہوشی میں شرط ہے کہ علی الاتصال^(۳) پانچ نمازوں سے زائد کو گھیر لیں، ورنہ قضا لازم ہوگی۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: یہ گمان تھا کہ ابھی وقت نہیں ہوا نماز پڑھ لی بعد نماز معلوم ہوا کہ وقت ہو گیا تھا نماز نہ ہوئی۔^(۵) (درمختار)

نماز کے وقتوں کا بیان

قال اللہ تعالیٰ:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۝﴾^(۶)

= ہوئی یعنی حیض میں دس دن سے پہلے اور نفاس میں چالیس دن سے پہلے تو اتنا وقت درکار ہے کہ غسل کر کے کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکے غسل کر سکنے میں مقدمات غسل، پانی لانا، کپڑے اتارنا، پردہ کرنا بھی داخل ہیں۔ (ردالمحتار) ۱۲ منہ۔

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۱۵۰.

② "البحر الرائق"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۱۵۹.

③ لگاتار۔ "بہار شریعت" حصہ ۴، "نماز مریض کا بیان" میں ہے: اگر کسی وقت ہوش ہو جاتا ہے تو اس کا وقت مقرر ہے یا نہیں اگر وقت مقرر ہے اور اس سے پہلے پورے چھ وقت نہ گزرے تو قضا واجب اور وقت مقرر نہ ہو بلکہ دفعۃً ہوش ہو جاتا ہے پھر وہی حالت پیدا ہو جاتی ہے تو اس افاقہ کا اعتبار نہیں یعنی سب بیہوشیاں متصل سمجھی جائیں گی۔ (عالمگیری، ردالمختار)

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، ج ۱، ص ۵۱.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب فیما یصیر الکافر بہ مسلماً من الأفعال، ج ۲، ص ۱۴.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۳۶.

⑥ پ ۵، النساء: ۱۰۳.

بے شک نماز ایمان والوں پر فرض ہے، وقت باندھا ہوا۔

اور فرماتا ہے:

﴿فَسُبْحَنَّ اللَّهَ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ۝﴾ (1)

اللہ کی تسبیح کرو جس وقت تمہیں شام ہو (نماز مغرب و عشا) اور جس وقت صبح ہو (نماز فجر) اور اسی کی حمد ہے، آسمانوں اور زمین میں اور پچھلے پہر کو (نماز عصر) اور جب تمہیں دن ڈھلے (نماز ظہر)۔

احادیث

حدیث ۱: حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”فجر دو ہیں ایک وہ جس میں کھانا حرام یعنی روزہ دار کے لیے اور نماز حلال دوسری وہ کہ اس میں نماز (فجر) حرام اور کھانا حلال۔“ (2)

حدیث ۲: نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس شخص نے فجر کی ایک رکعت قبل طلوع آفتاب پالی، تو اس نے نماز پالی (اس پر فرض ہو گئی) اور جسے ایک رکعت عصر کی قبل غروب آفتاب مل گئی اس نے نماز پالی یعنی اس کی نماز ہو گئی۔“ (3) یہاں دونوں جگہ رکعت سے تکبیر تحریمہ مراد لی جائے گی یعنی عصر کی نیت باندھ لی تکبیر تحریمہ کہہ لی اس وقت تک آفتاب نہ ڈوبا تھا پھر ڈوب گیا نماز ہو گئی اور کافر مسلمان ہو یا بچہ بالغ ہوا اس وقت کہ آفتاب طلوع ہونے تک تکبیر تحریمہ کہہ لینے کا وقت باقی تھا، اس فجر کی نماز اس پر فرض ہو گئی، قضا پڑھے اور طلوع آفتاب کے بعد مسلمان یا بالغ ہوا تو وہ نماز اس پر فرض نہ ہوئی۔

حدیث ۳: ترمذی رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”فجر کی نماز اجالے میں پڑھو کہ اس میں بہت عظیم ثواب ہے۔“ (4)

حدیث ۴: دیلمی کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ”اس سے تمہاری مغفرت ہو جائے گی۔“ (5) اور دیلمی کی

..... ۱ پ ۲۱، الروم: ۱۷-۱۸۔

..... ۲ ”المستدرک“ للحاکم، کتاب الصلاة، فال فجر فجران، الحدیث: ۷۱۳، ج ۱، ص ۴۳۳۔

..... ۳ ”سنن النسائي“، کتاب المواقیف، باب من أدرك ركعتين من العصر، الحدیث: ۵۱۴، ص ۹۲۔

..... ۴ ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الإسفار بالفجر، الحدیث: ۱۵۴، ج ۱، ص ۲۰۴۔

..... ۵ ”کنز العمال“، کتاب الصلاة، الحدیث: ۱۹۲۷۹، ج ۷، ص ۱۴۸۔

دوسری روایت انھیں سے ہے کہ ”جو فجر کو روشن کر کے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور قلب کو منور کرے گا اور اس کی نماز قبول فرمائے گا۔“ (1)

حدیث ۵: طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”میری امت ہمیشہ فطرت یعنی دین حق پر رہے گی، جب تک فجر کو اجالے میں پڑھے گی۔“ (2)

حدیث ۶: امام احمد و ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”نماز کے لیے اوّل و آخر ہے، اوّل وقت ظہر کا اس وقت ہے کہ آفتاب ڈھل جائے اور آخر اس وقت کہ عصر کا وقت آجائے اور آخر وقت عصر کا اس وقت کہ آفتاب کا قرص زرد ہو جائے، اور اوّل وقت مغرب کا اس وقت کہ آفتاب ڈوب جائے اور اس کا آخر وقت جب شفق ڈوب جائے اور اوّل وقت عشا جب شفق ڈوب جائے اور آخر وقت جب آدھی رات ہو جائے۔“ (3)

(یعنی وقت مباح بلا کراہت)۔

حدیث ۷: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کہ سخت گرمی جہنم کے جوش سے ہے۔ دوزخ نے اپنے رب کے پاس شکایت کی کہ میرے بعض اجزاء بعض کو کھائے لیتے ہیں اسے دو مرتبہ سانس کی اجازت ہوئی ایک جاڑے میں ایک گرمی میں۔“ (4)

حدیث ۸: صحیح بخاری شریف باب الاذان للمساقرین میں ہے، ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، مؤذن نے اذان کہنی چاہی، فرمایا: ”ٹھنڈا کر“، پھر قصد کیا، فرمایا: ”ٹھنڈا کر“، پھر ارادہ کیا، فرمایا: ”ٹھنڈا کر، یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔“ (5)

حدیث ۹ و ۱۰: امام احمد و ابو داؤد، ابویوب و عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”میری امت ہمیشہ فطرت پر رہے گی، جب تک مغرب میں اتنی تاخیر نہ کریں کہ ستارے گتھ جائیں۔“ (6)

حدیث ۱۱: ابو داؤد نے عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”دن کی نماز

1 ”الفردوس بما ثور الخطاب“، الحدیث: ۵۶۲۴، ج ۳، ص ۵۲۰.

2 ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، باب السین، الحدیث: ۳۶۱۸، ج ۲، ص ۳۹۰.

3 ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء في مواقيت الصلاة، الحدیث: ۱۵۱، ج ۱، ص ۲۰۲.

4 ”صحیح البخاری“، کتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظہر في شدة الحر، الحدیث: ۵۳۷-۵۳۸، ج ۱، ص ۱۹۹.

5 ”صحیح البخاری“، کتاب الأذان، باب الأذان للمساقرین... إلخ، الحدیث: ۶۲۹، ج ۱، ص ۲۲۸.

6 ”سنن أبي داود“، کتاب الصلوة، باب في وقت المغرب، الحدیث: ۴۱۸، ج ۱، ص ۱۸۳.

(عصر) ابر کے دن میں جلدی پڑھو اور مغرب میں تاخیر کرو۔“ (1)

حدیث ۱۲: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر مشقت ہو جائے گی، تو میں ان کو حکم فرما دیتا کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں اور عشا کی نماز تہائی یا آدھی رات تک مؤخر کر دیتا کہ رب تبارک و تعالیٰ آسمان پر خاص تجلّی رحمت فرماتا ہے اور صبح تک فرماتا رہتا ہے: کہ ہے کوئی سائل کہ اسے دوں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی مغفرت کروں، ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ قبول کروں۔“ (2)

حدیث ۱۳: طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب فجر طلوع کر آئے تو کوئی (نفل) نماز نہیں سوا دو رکعت فجر کے۔“ (3)

حدیث ۱۴: بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”بعد صبح نماز نہیں تا وقتیکہ آفتاب بلند نہ ہو جائے اور عصر کے بعد نماز نہیں یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔“ (4)

حدیث ۱۵: صحیحین میں عبد اللہ صنّاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”آفتاب شیطان کے سینگ کے ساتھ طلوع کرتا ہے، جب بلند ہو جاتا ہے، تو جدا ہو جاتا ہے پھر جب سر کی سیدھ پر آتا ہے، تو شیطان اس سے قریب ہو جاتا ہے، جب ڈھل جاتا ہے تو ہٹ جاتا ہے پھر جب غروب ہونا چاہتا ہے شیطان اس سے قریب ہو جاتا ہے، جب ڈوب جاتا ہے جدا ہو جاتا ہے، تو ان تین وقتوں میں نماز نہ پڑھو۔“ (5)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: وقت فجر: طلوع صبح صادق سے آفتاب کی کرن چمکنے تک ہے۔ (6) (متون)

فائدہ: صبح صادق ایک روشنی ہے کہ پورب (7) کی جانب جہاں سے آج آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر

① ”مراسیل أبي داود“ مع ”سنن أبي داود“، كتاب الصلوة، ص ۵ .

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۹۵۹۷، ج ۳، ص ۴۲۷ .

③ ”المعجم الأوسط“ للطبراني، باب الألف، الحديث: ۸۱۶، ج ۱، ص ۲۳۸ .

④ ”صحيح البخاري“، كتاب مواقيت الصلاة، باب لا تتحرى الصلاة قبل... الخ، الحديث: ۵۸۶، ج ۱، ص ۲۱۳ .

⑤ لم نجد هذا الحديث في الصحيحين .

”كنز العمال“، كتاب الصلاة الأوقات المكروهة، الحديث: ۱۹۵۸۵، ج ۷، ص ۱۷۱ .

⑥ ”مختصر القدوري“، كتاب الصلاة، ص ۱۵۳ .

⑦ مشرق .

آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے اور اس سے قبل بیچ آسمان میں ایک دراز سپیدی ظاہر ہوتی ہے، جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے، صبح صادق اس کے نیچے سے پھوٹ کر جنوباً شمالاً دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے، یہ دراز سپیدی اس میں غائب ہو جاتی ہے، اس کو صبح کاذب کہتے ہیں، اس سے فجر کا وقت نہیں ہوتا یہ جو بعض نے لکھا کہ صبح کاذب کی سپیدی جا کر بعد کو تاریکی ہو جاتی ہے، محض غلط ہے، صحیح وہ ہے جو ہم نے بیان کیا۔

مسئلہ ۲: مختار یہ ہے کہ نماز فجر میں صبح صادق کی سپیدی چمک کر ذرا پھیلنی شروع ہو اس کا اعتبار کیا جائے اور عشا اور سحری کھانے میں اس کے ابتدائے طلوع کا اعتبار ہو۔^(۱) (عالمگیری)

فائدہ: صبح صادق چمکنے سے طلوع آفتاب تک ان بلاد^(۲) میں کم از کم ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا پینتیس (۳۵) منٹ نہ اس سے کم ہو گا نہ اس سے زیادہ، اکیس (۲۱) مارچ کو ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہوتا ہے، پھر بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ ۲۲ جون کو پورا ایک گھنٹا ۳۵ منٹ ہو جاتا ہے پھر گھنٹا شروع ہوتا ہے، یہاں تک کہ (۲۲) ستمبر کو ایک گھنٹا ۱۸ منٹ ہو جاتا ہے، پھر بڑھتا ہے، یہاں تک کہ ۲۲ دسمبر کو ایک گھنٹا ۲۴ منٹ ہوتا ہے، پھر کم ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ ۲۱ مارچ کو وہی ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہو جاتا ہے، جو شخص وقت صحیح نہ جانتا ہو اسے چاہیے کہ گرمیوں میں ایک گھنٹا ۴۰ منٹ باقی رہنے پر سحری چھوڑ دے خصوصاً جون جولائی میں اور جاڑوں میں ڈیڑھ گھنٹا رہنے پر خصوصاً دسمبر جنوری میں اور مارچ و ستمبر کے اواخر میں جب دن رات برابر ہوتا ہے، تو سحری ایک گھنٹا چوبیس منٹ پر چھوڑے اور سحری چھوڑنے کا جو وقت بیان کیا گیا اس کے آٹھ دس منٹ بعد اذان کہی جائے تاکہ سحری اور اذان دونوں طرف احتیاط رہے، بعض ناواقف آفتاب نکلنے سے دوپونے دو گھنٹے پہلے اذان کہہ دیتے ہیں پھر اسی وقت سنت بلکہ فرض بھی بعض دفعہ پڑھ لیتے ہیں، نہ یہ اذان ہو نہ نماز، بعضوں نے رات کا ساتواں حصہ وقت فجر سمجھ رکھا ہے یہ ہرگز صحیح نہیں ماہ جون و جولائی میں جب کہ دن بڑا ہوتا ہے اور رات تقریباً دس گھنٹے کی ہوتی ہے، ان دنوں تو البتہ وقت صبح رات کا ساتواں حصہ یا اس سے چند منٹ پہلے ہو جاتا ہے، مگر دسمبر جنوری میں جب کہ رات چودہ گھنٹے کی ہوتی ہے، اس وقت فجر کا وقت نواں حصہ بلکہ اس سے بھی کم ہو جاتا ہے۔ ابتدائے وقت فجر کی شناخت دشوار ہے، خصوصاً جب کہ گرد و غبار ہو یا چاندنی رات ہو لہذا ہمیشہ طلوع آفتاب کا خیال رکھے کہ آج جس وقت طلوع ہوا دوسرے دن اسی حساب سے وقت متذکرہ بالا^(۳) کے اندر اندر اذان و نماز فجر ادا کی جائے۔ (از افاداتِ رضویہ)

۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۱۔

۲..... متذکرہ بالا یعنی اوپر ذکر کئے گئے۔

۳..... شہروں۔

وقت ظہر و جمعہ: آفتاب ڈھلنے سے اس وقت تک ہے، کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دوچند ہو جائے۔^(۱)

(متون)

فائدہ: ہر دن کا سایہ اصلی وہ سایہ ہے، کہ اس دن آفتاب کے خط نصف النہار پر پہنچنے کے وقت ہوتا ہے اور وہ موسم اور بلاد کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتا ہے، دن جتنا گھٹتا ہے، سایہ بڑھتا جاتا ہے اور دن جتنا بڑھتا ہے، سایہ کم ہوتا جاتا ہے، یعنی جاڑوں^(۲) میں زیادہ ہوتا ہے اور گرمیوں میں کم اور ان شہروں میں کہ خط استوا کے قرب میں واقع ہیں، کم ہوتا ہے، بلکہ بعض جگہ بعض موسم میں بالکل ہوتا ہی نہیں جب آفتاب بالکل سمت راس^(۳) پر ہوتا ہے، چنانچہ موسم سرما ماہ دسمبر میں ہمارے ملک کے عرض البلد پر کہ ۲۸ درجہ کے قریب پر واقع ہے، ساڑھے آٹھ قدم سے زائد یعنی سوائے کے قریب سایہ اصلی ہو جاتا ہے اور مکہ معظمہ میں جو ۲۱ درجہ پر واقع ہے، ان دنوں میں سات قدم سے کچھ ہی زائد ہوتا ہے، اس سے زائد پھر نہیں ہوتا اسی طرح موسم گرما میں مکہ معظمہ میں ۲۷ مئی سے ۳۰ مئی تک دوپہر کے وقت بالکل سایہ نہیں ہوتا، اس کے بعد پھر وہ سایہ الٹا ظاہر ہوتا ہے، یعنی سایہ جوشمال کو پڑتا تھا، اب مکہ معظمہ میں جنوب کو ہوتا ہے اور ۲۲ جون تک پاؤ قدم تک بڑھ کر پھر گھٹتا ہے، یہاں تک کہ پندرہ جولائی سے اٹھارہ جولائی تک پھر معدوم ہو جاتا ہے، اس کے بعد پھر شمال کی طرف ظاہر ہوتا ہے اور ہمارے ملک میں نہ کبھی جنوب میں پڑتا ہے، نہ کبھی معدوم ہوتا بلکہ سب سے کم سایہ ۲۲ جون کو نصف قدم باقی رہتا ہے۔ (از افادات رضویہ)

فائدہ: آفتاب ڈھلنے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین میں ہموار لکڑی اس طرح سیدھی نصب کریں کہ مشرق یا مغرب کو اصلاً جھکی نہ ہو آفتاب جتنا بلند ہوتا جائے گا، اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا جائے گا، جب کم ہونا موقوف ہو جائے، تو اس وقت خط نصف النہار پر پہنچا اور اس وقت کا سایہ سایہ اصلی ہے، اس کے بعد بڑھنا شروع ہوگا اور یہ دلیل ہے، کہ خط نصف النہار سے متجاوز ہوا اب ظہر کا وقت ہوا یہ ایک تخمینہ ہے اس لیے کہ سایہ کم و بیش ہونا خصوصاً موسم گرما میں جلد متغیر نہیں ہوتا، اس سے بہتر طریقہ خط نصف النہار کا ہے کہ ہموار زمین میں نہایت صحیح کمپاس سے سوئی کی سیدھ پر خط نصف النہار کھینچ دیں اور ان ملکوں میں اس خط کے جنوبی کنارے پر کوئی مخروطی شکل کی نہایت باریک نوک دار لکڑی خوب سیدھی نصب کریں کہ مشرق یا مغرب کو اصلاً نہ جھکی ہو، اور وہ خط نصف النہار اس کے قاعدے کے عین وسط میں ہو۔ جب اس کی نوک کا سایہ اس خط پر منطبق ہو ٹھیک دوپہر ہو گیا، جب بال برابر پورب کو جھکے دوپہر ڈھل گیا، ظہر کا وقت آ گیا۔

① "مختصر القدوری"، کتاب الصلاة، ص ۱۵۳.

② سردیوں۔

③ یعنی بالکل سر کے اوپر۔

وقت عصر: بعد ختم ہونے وقت ظہر کے یعنی سوا سا یہ اصلی کے دو مثل سا یہ ہونے سے، آفتاب ڈوبنے تک ہے۔^(۱)

(متون)

فائدہ: ان بلاد میں وقت عصر کم از کم ایک گھنٹا ۳۵ منٹ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے ۶ منٹ ہے، اس کی تفصیل یہ ہے، ۲۴ اکتوبر تحویل عقرب^(۲) سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۳۶ منٹ پھر یکم نومبر سے ۱۸ فروری یعنی پونے چار مہینے تک تقریباً ایک گھنٹا ۳۵ منٹ سال میں یہ سب سے چھوٹا وقت عصر ہے، ان بلاد میں عصر کا وقت کبھی اس سے کم نہیں ہوتا، پھر ۱۹ فروری تحویل حوت سے ختم ماہ تک ایک گھنٹا ۳۶ منٹ، پھر مارچ کے ہفتہ اول میں ایک گھنٹا ۳۷ منٹ، ہفتہ دوم میں ایک گھنٹا ۳۸ منٹ، ہفتہ سوم میں ایک گھنٹا ۴۰ منٹ، پھر مارچ تحویل حمل سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۴۱ منٹ، پھر اپریل کے ہفتہ اول میں ایک گھنٹا ۴۳ منٹ، دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۵ منٹ، تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۸ منٹ، پھر ۲۰ و ۲۱ اپریل تحویل ثور سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۵۰ منٹ، پھر مئی کے ہفتہ اول میں ایک گھنٹا ۵۳ منٹ، ہفتہ دوم میں ایک گھنٹا ۵۵ منٹ، ہفتہ سوم میں ایک گھنٹا ۵۸ منٹ، پھر ۲۲ و ۲۳ مئی تحویل جوزا سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ایک منٹ، پھر جون کے پہلے ہفتہ میں دو گھنٹے ۳ منٹ، ہفتہ دوم میں دو گھنٹے ۴ منٹ، ہفتہ سوم میں دو گھنٹے ۵ منٹ، پھر ۲۲ جون تحویل سرطان سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ۶ منٹ، پھر ہفتہ اول جولائی میں دو گھنٹے ۵ منٹ، دوسرے ہفتہ میں دو گھنٹے ۴ منٹ، تیسرے ہفتہ میں دو گھنٹے ۳ منٹ، پھر ۲۳ جولائی تحویل اسد کو دو گھنٹے ایک منٹ اس کے بعد سے آخر ماہ تک دو گھنٹے، پھر اگست کے پہلے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۵۸ منٹ، دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۵۵ منٹ، تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۵۱ منٹ، پھر ۲۳ و ۲۴ اگست تحویل سنبلہ کو ایک گھنٹا ۵۰ منٹ، پھر اس کے بعد سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۴۸ منٹ، پھر ہفتہ اول ستمبر میں ایک گھنٹا ۴۶ منٹ، دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۴ منٹ، تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۲ منٹ، پھر ۲۳ و ۲۴ ستمبر تحویل میزان میں ایک گھنٹا ۴۱ منٹ، پھر اس کے بعد آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۴۰ منٹ، پھر ہفتہ اول اکتوبر میں ایک گھنٹا ۳۹ منٹ، ہفتہ دوم میں ایک گھنٹا ۳۸ منٹ، ہفتہ سوم میں ۲۳ اکتوبر تک ایک گھنٹا ۳۷ منٹ، غروب آفتاب سے پیشتر وقت عصر شروع ہوتا ہے۔ (از افاداتِ رضویہ)

وقت مغرب: غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے۔^(۳) (متون)

① "مختصر القدوری"، کتاب الصلاة، ص ۱۵۴.

② ایک بُرج کا نام ہے۔ بارہ بُرج جو سات سیارہ ستاروں کی منزلیں ہیں۔ بُرج یہ ہیں:

(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت۔

③ "مختصر القدوری"، کتاب الصلاة، ص ۱۵۴.

مسئلہ ۳: شفق ہمارے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے، جو جانب مغرب میں سُرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔^(۱) (ہدایہ، شرح وقایہ، عالمگیری، افاداتِ رضویہ) اور یہ وقت ان شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا ۳۵ منٹ ہوتا ہے۔^(۲) (فتاویٰ رضویہ) فقیر نے بھی بکثرت اس کا تجربہ کیا۔

فائدہ: ہر روز کے صبح اور مغرب دونوں کے وقت برابر ہوتے ہیں۔

وقت عشا و وتر: غروب سپیدی مذکور سے طلوع فجر تک ہے، اس جنوباً شمالاً پھیلی ہوئی سپیدی کے بعد جو سپیدی شرقاً غرباً طویل باقی رہتی ہے، اس کا کچھ اعتبار نہیں، وہ جانب شرق میں صبح کاذب کی مثل ہے۔^(۳)

مسئلہ ۴: اگرچہ عشا و وتر کا وقت ایک ہے، مگر باہم ان میں ترتیب فرض ہے، کہ عشا سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں، البتہ بھول کر اگر وتر پہلے پڑھ لیے یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشا کی نماز بے وضو پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ تو وتر ہو گئے۔^(۴) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۵: جن شہروں میں عشا کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع کر آئے (جیسے بلغار و لندن کہ ان جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشا کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے) تو وہاں والوں کو چاہیے کہ ”ان دنوں کی عشا و وتر کی قضا پڑھیں۔“^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

اوقات مستحبہ: فجر میں تاخیر مستحب ہے، یعنی اسفار میں (جب خوب اُجالا ہو یعنی زمین روشن ہو جائے) شروع کرے مگر ایسا وقت ہونا مستحب ہے، کہ چالیس سے ساٹھ آیت تک ترتیل کے ساتھ پڑھ سکے پھر سلام پھیرنے کے بعد اتنا وقت باقی رہے، کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو طہارت کر کے ترتیل کیساتھ چالیس سے ساٹھ آیت تک دوبارہ پڑھ سکے اور اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ طلوع آفتاب کا شک ہو جائے۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

① ”الہدایہ“، کتاب الصلاة، باب المواقیف، ج ۱، ص ۴۰.

② الفتاویٰ الرضویہ، کتاب الصلاة، باب الأوقات، ج ۵، ص ۱۵۳.

③ الفتاویٰ الرضویہ، کتاب الصلاة، باب الأوقات، ج ۵، ص ۱۵۳.

④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیف، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۱.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۲۳.

⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، مطلب فی فاقد وقت العشاء کأهل بلغار، ج ۲، ص ۲۴.

⑥ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس من مغربها، ج ۲، ص ۳۰.

و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیف، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۱.

مسئلہ ۶: حاجیوں کے لیے مزدلفہ میں نہایت اوّل وقت فجر پڑھنا مستحب ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: عورتوں کے لیے ہمیشہ فجر کی نماز غلّس (یعنی اوّل وقت) میں مستحب ہے اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے،

کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں، جب جماعت ہو چکے تو پڑھیں۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۸: جاڑوں کی ظہر میں جلدی مستحب ہے، گرمی کے دنوں میں تاخیر مستحب ہے، خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے

ساتھ، ہاں گرمیوں میں ظہر کی جماعت اوّل وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لیے جماعت کا ترک جائز نہیں، موسم ربیع

جاڑوں کے حکم میں ہے اور خریف گرمیوں کے حکم میں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۹: جمعہ کا وقت مستحب وہی ہے، جو ظہر کے لیے ہے۔^(۴) (بحر)

مسئلہ ۱۰: عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے، مگر نہ اتنی تاخیر کہ خود قرص آفتاب میں زردی آجائے، کہ اس پر بے

تکلف بے غبار و بخار نگاہ قائم ہونے لگے، دھوپ کی زردی کا اعتبار نہیں۔^(۵) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۱: بہتر یہ ہے کہ ظہر مثل اوّل میں پڑھیں اور عصر مثل ثانی کے بعد۔^(۶) (غنیہ)

مسئلہ ۱۲: تجربہ سے ثابت ہوا کہ قرص آفتاب میں یہ زردی اس وقت آجاتی ہے، جب غروب میں بیس منٹ باقی

رہتے ہیں، تو اسی قدر وقت کراہت ہے یوہیں بعد طلوع بیس منٹ کے بعد جواز نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔^(۷) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۳: تاخیر سے مراد یہ ہے کہ وقت مستحب کے دو حصے کیے جائیں، پچھلے حصہ میں ادا کریں۔^(۸) (بحر الرائق)

مسئلہ ۱۴: عصر کی نماز وقت مستحب میں شروع کی تھی، مگر اتنا طول دیا کہ وقت مکروہ آگیا تو اس میں کراہت نہیں۔^(۹)

(بحر و عالمگیری و درمختار)

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۲.

② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۳۰.

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۲.

و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۳۵.

④ ”البحر الرائق“، کتاب الصلاۃ، ج ۱، ص ۴۲۹.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۲.

⑥ ”غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی“، الشرط الخامس، ص ۲۲۷.

⑦ ”الفتاویٰ الرضویۃ“، کتاب الصلاۃ، باب الأوقات، ج ۵، ص ۱۳۸. ملخصاً.

⑧ ”البحر الرائق“

⑨ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۲.

- مسئلہ ۱۵:** روز ابر (۱) کے سوا مغرب میں ہمیشہ تعجیل (۲) مستحب ہے اور دو رکعت سے زائد کی تاخیر مکروہ تنزیہی اور اگر بغیر عذر سفر و مرض وغیرہ اتنی تاخیر کی کہ ستارے گتھ گئے، تو مکروہ تحریمی۔ (۳) (درمختار، عالمگیری، فتاویٰ رضویہ)
- مسئلہ ۱۶:** عشا میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک تاخیر مباح یعنی جب کہ آدھی رات ہونے سے پہلے فرض پڑھ چکے اور اتنی تاخیر کہ رات ڈھل گئی مکروہ ہے، کہ باعثِ تقلیل جماعت ہے۔ (۴) (بحر، درمختار)
- مسئلہ ۱۷:** نماز عشا سے پہلے سونا اور بعد نماز عشا دنیا کی باتیں کرنا، قصے کہانی کہنا سنا مکروہ ہے، ضروری باتیں اور تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دینی مسائل اور صالحین کے قصے اور مہمان سے بات چیت کرنے میں حرج نہیں، یوہیں طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ذکر الہی کے سوا ہر بات مکروہ ہے۔ (۵) (درمختار، ردالمحتار)
- مسئلہ ۱۸:** جو شخص جاگنے پر اعتماد رکھتا ہو اس کو آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے، ورنہ سونے سے قبل پڑھ لے، پھر اگر پچھلے کو آنکھ کھلی تو تہجد پڑھے وتر کا اعادہ جائز نہیں۔ (۶) (درمختار و ردالمحتار)
- مسئلہ ۱۹:** ابر کے دن عصر و عشا میں تعجیل مستحب ہے اور باقی نمازوں میں تاخیر۔ (۷) (متون)
- مسئلہ ۲۰:** سفر وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے دو نمازوں کا ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے، خواہ یوں ہو کہ دوسری کو پہلی ہی کے وقت میں پڑھے یا یوں کہ پہلی کو اس قدر مؤخر کرے کہ اس کا وقت جاتا رہے اور دوسری کے وقت میں پڑھے مگر اس دوسری صورت میں پہلی نماز ذمہ سے ساقط ہوگئی کہ بصورت قضا پڑھ لی اگرچہ نماز کے قضا کرنے کا گناہ کبیرہ سر پر ہوا اور پہلی صورت میں تو دوسری نماز ہوگی ہی نہیں اور فرض ذمہ پر باقی ہے۔ ہاں اگر عذر سفر و مرض وغیرہ سے صورت جمع کرے کہ پہلی کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اس کے اول وقت میں پڑھے کہ حقیقتاً دونوں اپنے اپنے وقت میں واقع ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ (۸) (عالمگیری مع زیادة التفصیل)

① روز ابر یعنی جس دن بادل چھائے ہوں۔

② جلدی پڑھنا۔

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۲۔

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۳۳۔

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۳۲، و "البحر الرائق"، کتاب الصلاة، ج ۱، ص ۴۳۰۔

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۵۵۔

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس من مغربها، ج ۲، ص ۳۳۔

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس من مغربها، ج ۲، ص ۳۴۔

⑦ "الہدایہ"، کتاب الصلاة، باب الأول فی المواقیت، فصل ويستحب الإسفار بالفجر، ج ۱، ص ۴۱۔

⑧ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۲۔

مسئلہ ۲۱: عرفہ و مزدلفہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، کہ عرفہ میں ظہر و عصر وقت ظہر میں پڑھی جائیں اور مزدلفہ میں مغرب و عشا وقت عشا میں۔^(۱) (عالمگیری)

اوقات مکروہہ: طلوع و غروب و نصف النہار ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا، یوہیں سجدہ تلاوت و سجدہ سہو بھی ناجائز ہے، البتہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے، مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا، طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک ہے کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے جس کی مقدار کنارہ چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے اور اس وقت سے کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے ڈوبنے تک غروب ہے، یہ وقت بھی ۲۰ منٹ ہے، نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی سے نصف النہار حقیقی یعنی آفتاب ڈھلکنے تک ہے جس کو ضوہ کبریٰ کہتے ہیں یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک آج جو وقت ہے، اس کے برابر برابر دو حصے کریں، پہلے حصہ کے ختم پر ابتدائے نصف النہار شرعی ہے اور اس وقت سے آفتاب ڈھلنے تک وقت استواء و ممانعت ہر نماز ہے۔^(۲) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۲۲: عوام اگر صبح کی نماز آفتاب نکلنے کے وقت پڑھیں تو منع نہ کیا جائے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲۳: جنازہ اگر اوقاتِ ممنوعہ میں لایا گیا، تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں کراہت، اس صورت میں ہے کہ پیشتر سے طیار موجود ہے اور تاخیر کی یہاں تک کہ وقتِ کراہت آگیا۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: ان اوقات میں آیت سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ میں تاخیر کرے، یہاں تک کہ وقتِ کراہت جاتا رہے اور اگر وقت مکروہ ہی میں کر لیا تو بھی جائز ہے اور اگر وقتِ غیر مکروہ میں پڑھی تھی تو وقتِ مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: ان اوقات میں قضا نماز ناجائز ہے اور اگر قضا شروع کر لی تو واجب ہے کہ توڑ دے اور وقتِ غیر

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۲.

۲..... المرجع السابق، الفصل الثالث، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۳۷.

و "الفتاویٰ الرضویہ"، کتاب الصلاة، باب الأوقات، ج ۵، ص ۱۲۲.

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۳۸.

مگر بعد نماز کہہ دیا جائے کہ نماز نہ ہوئی، آفتاب بلند ہونے کے بعد پھر پڑھیں۔ ۱۲ منہ

۴..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: یشترط العلم بدخول الوقت، ج ۲، ص ۴۳.

۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۲.

مکروہ میں پڑھے اور اگر توڑی نہیں اور پڑھ لی تو فرض ساقط ہو جائے گا اور گناہ گار ہوگا۔^(۱) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۶: کسی نے خاص ان اوقات میں نماز پڑھنے کی نذر مانی یا مطلقاً نماز پڑھنے کی منت مانی، دونوں صورتوں

میں ان اوقات میں اس نذر کا پورا کرنا جائز نہیں، بلکہ وقت کامل میں اپنی منت پوری کرے۔^(۲) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ان وقتوں میں نفل نماز شروع کی تو وہ نماز واجب ہوگئی، مگر اس وقت پڑھنا جائز نہیں، لہذا واجب ہے کہ

توڑ دے اور وقت کامل میں قضا کرے اور اگر پوری کر لی تو گناہ گار ہوا اور اب قضا واجب نہیں۔^(۳) (غنیہ، درمختار)

مسئلہ ۲۸: جو نماز وقت مباح یا مکروہ میں شروع کر کے فاسد کر دی تھی، اس کو بھی ان اوقات میں پڑھنا

ناجائز ہے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۲۹: ان اوقات میں تلاوت قرآن مجید بہتر نہیں، بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۳۰: بارہ (۱۲) وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے اور ان کے بعض یعنی ۶ و ۱۲ میں فرائض و واجبات و نماز جنازہ و

سجدہ تلاوت کی بھی ممانعت ہے۔

(۱) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔^(۶)

مسئلہ ۳۱: اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پیشتر^(۷) نماز نفل پڑھ رہا تھا، ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ فجر طلوع کر آئی تو

دوسری بھی پڑھ کر پوری کر لے اور یہ دونوں رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں، اور اگر چار رکعت کی نیت کی تھی اور ایک

رکعت کے بعد طلوع فجر ہوا اور چاروں رکعتیں پوری کر لیں تو پچھلی دو رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام ہو جائیں گی۔^(۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اگر چہ وقت وسیع باقی ہو اگر چہ سنت فجر فرض سے پہلے نہ پڑھی تھی

اور اب پڑھنا چاہتا ہو، جائز نہیں۔^(۹) (عالمگیری، ردالمحتار)

① المرجع السابق، و "الدر المختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۴۳.

② المرجع السابق.

③ "الدر المختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۴۳.

④ المرجع السابق، ص ۴۵.

⑤ "الدر المختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۴۴.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۲.

⑦ پہلے۔

⑧ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۲.

⑨ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۳.

مسئلہ ۳۳: فرض سے پیشتر سنت فجر شروع کر کے فاسد کر دی تھی اور اب فرض کے بعد اس کی قضا پڑھنا چاہتا ہے، یہ بھی جائز نہیں۔^(۱) (عالمگیری)

(۲) اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اقامت ہوئی تو اقامت سے ختم جماعت تک نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہوگی، تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دور سنت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور جو جانتا ہے کہ سنت میں مشغول ہوگا تو جماعت جاتی رہے گی اور سنت کے خیال سے جماعت ترک کی یہ ناجائز و گناہ ہے اور باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنا معلوم ہو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔^(۲) (عالمگیری، درمختار)

(۳) نماز عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے، نفل نماز شروع کر کے توڑ دی تھی اس کی قضا بھی اس وقت میں منع ہے اور پڑھ لی تو ناکافی ہے، قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوئی۔^(۳) (عالمگیری، درمختار)

(۴) غروب آفتاب سے فرض مغرب تک۔^(۴) (عالمگیری، درمختار) مگر امام ابن الہمام نے دو رکعت خفیف کا استثناء فرمایا۔^(۵)

(۵) جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبہ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی۔^(۶) (درمختار)

(۶) عین خطبہ کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو یا خطبہ عیدین یا کسوف و استسقا و حج و نکاح کا ہو ہر نماز حتیٰ کہ قضا بھی ناجائز ہے، مگر صاحب ترتیب کے لیے خطبہ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔^(۷) (درمختار)

مسئلہ ۳۴: جمعہ کی سنتیں شروع کی تھیں کہ امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اٹھا چاروں رکعتیں پوری کر لے۔^(۸) (عالمگیری)

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۳.

② المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۴۸.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۳.

④ المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۴۶.

⑤ "فتح القدیر"، کتاب الصلاۃ، باب النوافل، ج ۱، ص ۳۸۹.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۴۷.

⑦ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۴۸.

⑧ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۳.

- (۷) نماز عیدین سے پیشتر نفل مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عید گاہ و مسجد میں۔^(۱) (عالمگیری، درمختار)
- (۸) نماز عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے، جب کہ عید گاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔^(۲) (عالمگیری، درمختار)
- (۹) عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں، ان کے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل وسنت مکروہ ہے۔^(۳)
- (۱۰) مزدلفہ میں جو مغرب و عشاء جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں نفل وسنت پڑھنا مکروہ ہے، بعد میں مکروہ نہیں۔^(۴) (عالمگیری، درمختار)
- (۱۱) فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے۔^(۵)
- (۱۲) جس بات سے دل بڑے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے مثلاً پاخانے یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو مگر جب وقت جاتا ہو تو پڑھ لے پھر پھیرے۔^(۶) (عالمگیری وغیرہ) یوہیں کھانا سامنے آ گیا اور اس کی خواہش ہو غرض کوئی ایسا امر درپیش ہو جس سے دل بڑے خشوع میں فرق آئے ان وقتوں میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔^(۷) (درمختار وغیرہ)
- مسئلہ ۳۵:** فجر اور ظہر کے پورے وقت اوّل سے آخر تک بلا کراہت ہیں۔^(۸) (بحر الرائق) یعنی یہ نمازیں اپنے وقت کے جس حصے میں پڑھی جائیں اصلاً مکروہ نہیں۔

اذان کا بیان

قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝﴾^(۹)

اس سے اچھی کس کی بات، جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں ہوں۔

- ۱..... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۵۰.
- ۲..... المرجع السابق.
- ۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۵۰.
- ۴..... المرجع السابق، و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۳.
- ۵..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۵۰.
- ۶..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۳.
- ۷..... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۵۱.
- ۸..... "البحر الرائق"، کتاب الصلاة، ج ۱، ص ۴۳۲.
- ۹..... پ ۲۴، حم السجدة: ۳۳.

امیر المؤمنین فاروق اعظم اور عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اذان خواب میں تعلیم ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ خواب حق ہے“ اور عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”جاؤ بلال کو تلقین کرو، وہ اذان کہیں کہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔“ (۱) اس حدیث کو ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے روایت کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا: کہ ”اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں کرلو، کہ اس کے سبب آواز زیادہ بلند ہوگی۔“ (۲) اس حدیث کو ابن ماجہ نے عبد الرحمن بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

اذان کہنے کی بہت بڑی بڑی فضیلتیں احادیث میں مذکور ہیں، بعض فضائل ذکر کیے جاتے ہیں:

حدیث ۱: مُسْلِم و احمد و ابن ماجہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز ہوں گی۔“ (۳) علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں، یہ حدیث متواتر ہے اور حدیث کے معنی یہ بیان فرماتے ہیں کہ مؤذن رحمت الہی کے بہت امیدوار ہوں گے کہ جس کو جس چیز کی امید ہوتی ہے، اس کی طرف گردن دراز کرتا ہے یا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو ثواب بہت ہے اور بعضوں نے کہا یہ کنایہ ہے، اس سے کہ شرمندہ نہ ہوں گے اس لیے کہ جو شرمندہ ہوتا ہے، اس کی گردن جھک جاتی ہے۔ (۴)

حدیث ۲: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”مؤذن کی جہاں تک آواز پہنچتی ہے، اس کے لیے مغفرت کر دی جاتی ہے اور ہر تر و خشک جس نے اس کی آواز سنی اس کی تصدیق کرتا ہے۔“ (۵) اور ایک روایت میں ہے کہ ”ہر تر و خشک جس نے آواز سنی اس کے لیے گواہی دے گا۔“ (۶) دوسری روایت میں ہے، ”ہر ڈھیلا اور پتھر اس کے لیے گواہی دے گا۔“ (۷)

حدیث ۳: بخاری و مُسْلِم و مالک و ابوداؤد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب اذان کہی جاتی ہے، شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے، یہاں تک کہ اذان کی آواز اسے نہ پہنچے، جب اذان پوری ہو جاتی ہے، چلا

- ① ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب كيف الأذان، الحديث: ۴۹۹، ج ۱، ص ۲۱۰.
- ② ”سنن ابن ماجه“، أبواب الأذان، باب السنة في الأذان، الحديث: ۷۱۰، ج ۱، ص ۳۹۵.
- ③ ”صحيح مسلم“، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان... إلخ، الحديث: ۳۸۷، ص ۲۰۴.
- ④ ”التيسير“ شرح ”الجامع الصغير“، حرف الميم، تحت الحديث: ۹۱۳۶، ج ۶، ص ۳۱۳.
- ⑤ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۷۶۱۵، ج ۳، ص ۸۹.
- ⑥ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۹۵۴۶، ج ۳، ص ۴۲۰.
- ⑦ ”كنز العمال“، كتاب الصلاة، الحديث: ۲۰۸۷۸، ج ۷، ص ۲۷۷، الحديث: ۲۰۹۱۳، ص ۲۸۰.

آتا ہے، پھر جب اقامت کہی جاتی ہے، بھاگ جاتا ہے، جب پوری ہو لیتی ہے، آ جاتا ہے اور خطرہ ڈالتا ہے، کہتا ہے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کرو جو پہلے یاد نہ تھی یہاں تک کہ آدمی کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کتنی پڑھی۔“ (1)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”شیطان جب اذان سنتا ہے، اتنی دور بھاگتا ہے، جیسے روح اور روحا مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔“ (2)

حدیث ۵: طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”اذان دینے والا کہ طالبِ ثواب ہے، اس شہید کی مثل ہے کہ خون میں آلودہ ہے اور جب مرے گا، قبر میں اس کے بدن میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔“ (3)

حدیث ۶: امام بخاری اپنی تاریخ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب مؤذن اذان کہتا ہے، رب عز وجل اپنا دستِ قدرت اس کے سر پر رکھتا ہے اور یو ہیں رہتا ہے، یہاں تک کہ اذان سے فارغ ہو اور اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، جہاں تک آواز پہنچے جب وہ فارغ ہوتا ہے، رب عز وجل فرماتا ہے: ”میرے بندہ نے سچ کہا اور تو نے حق گواہی دی، لہذا تجھے بشارت ہو۔“ (4)

حدیث ۷: طبرانی صغیر میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس بستی میں اذان کہی جائے، اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے اس دن اسے امن دیتا ہے۔“ (5)

حدیث ۸: طبرانی معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس قوم میں صبح کو اذان ہوئی ان کے لیے اللہ کے عذاب سے شام تک امان ہے اور جن میں شام کو اذان ہوئی ان کے لیے اللہ کے عذاب سے صبح تک امان ہے۔“ (6)

حدیث ۹: ابویعلیٰ مُسند میں اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”میں جنت میں گیا، اس میں موتی کے گنبد دیکھے، اس کی خاک مشک کی ہے، فرمایا: ”اے جبریل! یہ کس کے لیے ہے؟ عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

1 ”صحیح البخاری“، کتاب الأذان، باب فضل التأذین، الحدیث: ۶۰۸، ج ۱، ص ۲۲۲.

2 ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب فضل الأذان... إلخ، الحدیث: ۳۸۸، ص ۲۰۴.

3 ”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحدیث: ۱۳۵۵۴، ج ۱۲، ص ۳۲۲.

4 لم نجد الحدیث فی تاریخ البخاری.

”الجامع الصغير“ للسيوطي، حرف الهمزة، الحدیث: ۳۶۶، ص ۲۸.

5 ”المعجم الصغير“ للطبرانی، باب الصاد، ج ۱، ص ۱۷۹.

6 ”المعجم الكبير“، الحدیث: ۴۹۸، ج ۲۰، ص ۲۱۵.

کی اُمت کے مؤذنوں اور اماموں کے لیے۔“ (1)

حدیث ۱۰: امام احمد ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے، تو اس پر باہم تلوار چلتی۔“ (2)

حدیث ۱۱: ترمذی وابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس نے سات برس ثواب کے لیے اذان کہی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے نار سے براءت لکھ دے گا۔“ (3)

حدیث ۱۲: ابن ماجہ و حاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس نے بارہ برس اذان کہی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور ہر روز اس کی اذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں اور اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔“ (4)

حدیث ۱۳: بیہقی کی روایت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس نے سال بھر اذان پر محافظت کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔“ (5)

حدیث ۱۴: بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس نے پانچ نمازوں کی اذان ایمان کی بنا پر ثواب کے لیے کہی اس کے جو گناہ پہلے ہوئے ہیں معاف ہو جائیں گے اور جو اپنے ساتھیوں کی پانچ نمازوں میں امامت کرے ایمان کی بنا پر ثواب کے لیے اس کے جو گناہ پیشتر ہوئے معاف کر دیئے جائیں گے۔“ (6)

حدیث ۱۵: ابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو سال بھر اذان کہے اور اس پر اجرت طلب نہ کرے، قیامت کے دن بلایا جائے گا اور جنت میں دروازہ پر کھڑا کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جس کے لیے تو چاہے شفاعت کر۔“ (7)

حدیث ۱۶: خطیب وابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”مؤذنوں کا حشر

① ”الجامع الصغير“، حرف الدال، الحديث: ۴۱۷۹، ص ۲۵۵.

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ۱۱۲۴۱، ج ۴، ص ۵۹.

③ ”سنن ابن ماجه“، أبواب الأذان... إلخ، باب فضل الأذان... إلخ، الحديث: ۷۲۷، ج ۱، ص ۴۰۲.

④ ”سنن ابن ماجه“، أبواب الأذان... إلخ، باب فضل الأذان... إلخ، الحديث: ۷۲۸، ج ۱، ص ۴۰۲.

⑤ ”شعب الإيمان“، باب في الصلاة، فضل الأذان... إلخ، الحديث: ۳۰۵۸، ج ۳، ص ۱۱۹.

⑥ ”السنن الكبرى“ للبيهقي، كتاب الصلاة، باب الترغيب في الأذان، الحديث: ۲۰۳۹، ج ۱، ص ۶۳۶.

⑦ ”الجامع الصغير“، حرف الميم، الحديث: ۸۳۷۹، ص ۵۱۱.

یوں ہوگا کہ جنت کی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے، ان کے آگے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے سب کے سب بلند آواز سے اذان کہتے ہوئے آئیں گے، لوگ ان کی طرف نظر کریں گے، پوچھیں گے یہ کون لوگ ہیں؟ کہا جائے گا، یہ اُمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن ہیں، لوگ خوف میں ہیں اور ان کو خوف نہیں لوگ غم میں ہیں، ان کو غم نہیں۔“ (1)

حدیث ۱۷: ابوالشیخ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب اذان کہی جاتی ہے، آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دُعا قبول ہوتی ہے، جب اقامت کا وقت ہوتا ہے، دُعا رد نہیں کی جاتی۔“ (2) ابوداؤد و ترمذی کی روایت انھیں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”اذان و اقامت کے درمیان دُعا رد نہیں کی جاتی۔“ (3)

حدیث ۱۸: دارمی و ابوداؤد نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دو دُعا ئیں رد نہیں ہوتیں یا بہت کم رد ہوتی ہیں، اذان کے وقت اور جہاد کی شدت کے وقت۔“ (4)

حدیث ۱۹: ابوالشیخ نے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”اے ابن عباس! اذان کو نماز سے تعلق ہے، تو تم میں کوئی شخص اذان نہ کہے مگر حالتِ طہارت میں۔“ (5)

حدیث ۲۰: ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”لَا يُؤْذَنُ إِلَّا مُتَوَضِّئًا“ (6)

”کوئی شخص اذان نہ دے مگر با وضو۔“

حدیث ۲۱: بخاری و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و احمد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

”جو اذان سن کر یہ دُعا پڑھے۔“

”اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ اِتِّ (سَيِّدَنَا) مُحَمَّدٌ الْوَسِيْلَةُ وَالْفَضِيْلَةُ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِي وَعَدْتَهُ ط“ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔“ (7)

① ”تاریخ بغداد“، باب المیم، ذکر من اسمہ موسیٰ، رقم: ۶۹۹۵، ج ۱۳، ص ۳۹.

② ”کنز العمال“، کتاب الأذان، کتاب الصلاة، الحدیث: ۲۰۹۱۰، ج ۷، ص ۲۷۹.

③ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب ماجاء، في الدعاء بين الأذان و الإقامة، الحدیث: ۵۲۱، ج ۱، ص ۲۲۰.

④ ”سنن أبي داود“، کتاب الجہاد، باب الدعاء عند اللقاء، الحدیث: ۲۵۴۰، ج ۳، ص ۲۹.

⑤ ”کنز العمال“، کتاب الصلاة، الحدیث: ۲۰۹۷۲، ج ۷، ص ۲۸۴.

⑥ ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية الأذان بغير وضوء، الحدیث: ۲۰۰، ج ۱، ص ۲۴۳.

⑦ ”صحيح البخاري“، کتاب التفسير، ۱۱ - باب، الحدیث: ۴۷۱۹، ج ۳، ص ۲۶۲.

حدیث ۲۲: امام احمد و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ ”مؤذن کا جواب دے پھر مجھ پر درود پڑھے پھر وسیلہ کا سوال کرے۔“ (1)

حدیث ۲۳: طبرانی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ”وَاجْعَلْنَا فِي شَفَاعَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ بھی ہے۔ (2)

حدیث ۲۴: طبرانی کبیر میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جب تُو اذان سُنے تو اللہ کے داعی کا جواب دے۔“ (3)

حدیث ۲۵: ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب مؤذن کو اذان کہتے سنو تو جو وہ کہتا ہے، تم بھی کہو۔“ (4)

حدیث ۲۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”مومن کو بدبختی و ناامردی کے لیے کافی ہے کہ مؤذن کو تکبیر کہتے سنے اور اجابت نہ کرے۔“ (5)

حدیث ۲۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”ظلم ہے، پورا ظلم اور کفر ہے اور نفاق ہے، یہ کہ اللہ کے منادی کو اذان کہتے سُنے اور حاضر نہ ہو۔“ (6) یہ دونوں حدیثیں طبرانی نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیں اذان کے جواب کا نہایت عظیم ثواب ہے۔

حدیث ۲۸: ابوالشیخ کی روایت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: ”اس کی مغفرت ہو جائے گی۔“ (7)

حدیث ۲۹: ابن عساکر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے گروہ زنان! جب تم بلال کو اذان و اقامت کہتے سنو، تو جس طرح وہ کہتا ہے، تم بھی کہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ہر کلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ہزار درجے بلند فرمائے گا اور ہزار گناہ محو کرے گا، عورتوں نے عرض کی یہ تو عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: مردوں کے لیے دُونا۔“ (8)

① ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب استیجاب القول ... إلخ، الحدیث: ۳۸۴، ص ۲۰۳. عن عبد اللہ بن عمرو.

② ”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحدیث: ۱۲۵۵۴، ج ۱۲، ص ۶۶ - ۶۷.

③ ”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحدیث: ۳۰۴، ج ۱۹، ص ۱۳۸.

④ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب الأذان ... إلخ، باب ما يقال، إذا أذن المؤذن، الحدیث: ۷۱۸، ج ۱، ص ۳۹۷.

⑤ ”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحدیث: ۳۹۶، ج ۲۰، ص ۱۸۳.

⑥ ”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحدیث: ۳۹۴، ج ۲۰، ص ۱۸۳.

⑦ ”کنز العمال“، کتاب الصلاة، الحدیث: ۲۱۰۰۴، ج ۷، ص ۲۸۷.

⑧ ”کنز العمال“، کتاب الصلاة، الحدیث: ۲۱۰۰۵، ج ۷، ص ۲۸۷.

حدیث ۳۰: طبرانی کی روایت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ: ”عورتوں کے لیے ہر کلمہ کے مقابل دس لاکھ درجے بلند کیے جائیں گے۔“ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یہ عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: ”مردوں کے لیے دُونا۔“ (1)

حدیث ۳۱: حاکم والیہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”مؤذن کو نماز پڑھنے والے پر دس سو بیس حسنہ زیادہ ہے، مگر وہ جو اس کی مثل کہے اور اگر اقامت کہے تو ایک سو چالیس نیکی ہے، مگر وہ جو اس کی مثل کہے۔“ (2)

حدیث ۳۲: صحیح مسلم میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب مؤذن اذان دے، تو جو شخص اس کی مثل کہے اور جب وہ ”حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ“ کہے، تو یہ ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ کہے جنت میں داخل ہوگا۔“ (3)

حدیث ۳۳: ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ نے روایت کی، زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ”نماز فجر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان کہنے کا مجھے حکم دیا، میں نے اذان کہی، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہنی چاہی، فرمایا: ”صدائی نے اذان کہی اور جو اذان دے وہی اقامت کہے۔“ (4)

مسائل فقہیہ: اذان عرف شرع میں ایک خاص قسم کا اعلان ہے، جس کے لیے الفاظ مقرر ہیں، الفاظ اذان یہ ہیں:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

1 ”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحديث: ۲۸، ج ۲۴، ص ۱۶.

2 ”کنز العمال“، کتاب الصلاة، الحديث: ۲۱۰۰۸، ج ۷، ص ۲۸۷.

3 ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب استیجاب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، الحديث: ۳۸۵، ص ۲۰۳.

4 ”جامع الترمذی“، کتاب الصلاة، باب ماجاء أن من أذن فهو یقیم، الحديث: ۱۹۹، ج ۱، ص ۲۴۳.

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۱)

مسئلہ ۱: فرض پنج گانہ کہ انھیں میں جمعہ بھی ہے، جب جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کیے جائیں تو ان کے لیے اذان سنت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے، یہاں تک کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر کسی شہر کے سب لوگ اذان ترک کر دیں، تو میں ان سے قتال کروں گا اور اگر ایک شخص چھوڑ دے تو اسے ماروں گا اور قید کروں گا۔ (۲) (خانہ و ہندیہ و درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مسجد میں بلا اذان و اقامت جماعت پڑھنا مکروہ ہے۔ (۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۳: قضا نماز مسجد میں پڑھے تو اذان نہ کہے، اگر کوئی شخص شہر میں گھر میں نماز پڑھے اور اذان نہ کہے تو کراہت نہیں، کہ وہاں کی مسجد کی اذان اس کے لیے کافی ہے۔ اور کہہ لینا مستحب ہے۔ (۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: گاؤں میں مسجد ہے کہ اس میں اذان و اقامت ہوتی ہے، تو وہاں گھر میں نماز پڑھنے والے کا وہی حکم ہے، جو شہر میں ہے اور مسجد نہ ہو تو اذان و اقامت میں اس کا حکم مسافر کا سا ہے۔ (۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: اگر بیرون شہر و قریہ باغ یا کھیتی وغیرہ میں ہے اور وہ جگہ قریب ہے تو گاؤں یا شہر کی اذان کفایت کرتی ہے، پھر بھی اذان کہہ لینا بہتر ہے اور جو قریب نہ ہو تو کافی نہیں، قریب کی حد یہ ہے کہ یہاں کی اذان کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔ (۶) (عالمگیری)

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۵.

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۳.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج ۲، ص ۶۰، و ”الفتاویٰ الخانیہ“، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج ۱، ص ۳۴.

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۴.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج ۲، ص ۶۲.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۴.

⑥ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۴.

مسئلہ ۶: لوگوں نے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ وہ نماز صحیح نہ ہوئی تھی اور وقت باقی ہے، تو اسی مسجد میں جماعت سے پڑھیں اور اذان کا اعادہ نہیں اور فصل طویل نہ ہو، تو اقامت کی بھی حاجت نہیں اور زیادہ وقفہ ہوا تو اقامت کہے اور وقت جاتا رہا، تو غیر مسجد میں اذان و اقامت کے ساتھ پڑھیں۔^(۱) (ردالمحتار، عالمگیری مع افادات رضویہ)

مسئلہ ۷: جماعت بھر کی نماز قضا ہوگئی، تو اذان و اقامت سے پڑھیں اور اکیلا بھی قضا کے لیے اذان و اقامت کہہ سکتا ہے، جب کہ جنگل میں تنہا ہو، ورنہ قضا کا اظہار گناہ ہے، لہذا مسجد میں قضا پڑھنا مکروہ ہے اور پڑھے تو اذان نہ کہے اور وتر کی قضا میں دعائے قنوت کے وقت رفع یدین نہ کرے، ہاں اگر کسی ایسے سبب سے قضا ہوگئی، جس میں وہاں کے تمام مسلمان مبتلا ہو گئے، تو اگرچہ مسجد میں پڑھیں اذان کہیں۔^(۲) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار مع تنقیح از افادات رضویہ)

مسئلہ ۸: اہل جماعت سے چند نمازیں قضا ہوں، تو پہلی کے لیے اذان و اقامت دونوں کہیں اور باقیوں میں اختیار ہے، خواہ دونوں کہیں یا صرف اقامت پر اکتفا کریں اور دونوں کہنا بہتر۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ ایک مجلس میں وہ سب پڑھیں اور اگر مختلف اوقات میں پڑھیں، تو ہر مجلس میں پہلی کے لیے اذان کہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے، قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اثنائے اذان میں وقت آگیا، تو اعادہ کی جائے۔^(۴) (متون، درمختار)

مسئلہ ۱۰: اذان کا وقت مستحب وہی ہے، جو نماز کا ہے یعنی فجر میں روشنی پھیلنے کے بعد اور مغرب اور جاڑوں کی ظہر میں اڈل وقت اور گرمیوں کی ظہر اور ہر موسم کی عصر و عشا میں نصف وقت مستحب گزرنے کے بعد، مگر عصر میں اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز پڑھتے پڑھتے وقت مکروہ آجائے اور اگر اڈل وقت اذان ہوئی اور آخر وقت میں نماز ہوئی، تو بھی سنت اذان ادا ہوگئی۔^(۵) (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: فرائض کے سوا باقی نمازوں مثلاً وتر، جنازہ، عیدین، نذر، سنن، رواتب، تراویح، استسقا، چاشت، کسوف، خسوف، نوافل میں اذان نہیں۔^(۶) (عالمگیری)

..... ① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۵.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی أذان الحقوق، ج ۲، ص ۷۲.

..... ② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۵.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی أذان الحقوق، ج ۲، ص ۷۲.

..... ③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۵.

..... ④ "الہدیۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج ۱، ص ۴۵.

..... ⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی أذان الحقوق، ج ۲، ص ۶۲.

..... ⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۳.

مسئلہ ۱۲: بچے اور مغموم کے کان میں اور مرگی والے اور غضب ناک اور بد مزاج آدمی یا جانور کے کان میں اور لڑائی کی شدت اور آتش زدگی^(۱) کے وقت اور بعد دفن میت^(۲) اور جن کی سرکشی کے وقت اور مسافر کے پیچھے اور جنگل میں جب راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو اس وقت اذان مستحب ہے۔^(۳) (ردالمحتار) وبا کے زمانے میں بھی مستحب ہے۔^(۴) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۳: عورتوں کو اذان و اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے، کہیں گی گناہ گار ہوں گی اور اعادہ کی جائے۔^(۵) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضا، اس میں اذان و اقامت مکروہ ہے، اگرچہ جماعت سے پڑھیں۔^(۶) (درمختار) کہ ان کی جماعت خود مکروہ ہے۔^(۷) (متون)

مسئلہ ۱۵: خشتی و فاسق اگرچہ عالم ہی ہو اور نشہ والے اور پاگل اور نا سمجھ بچے اور جنب کی اذان مکروہ ہے، ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔^(۸) (درمختار)

مسئلہ ۱۶: سمجھ وال بچے اور غلام اور اندھے اور ولد الزنا اور بے وضو کی اذان صحیح ہے۔^(۹) (درمختار) مگر بے وضو اذان کہنا مکروہ ہے۔^(۱۰) (مراقی الفلاح)

مسئلہ ۱۷: جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز کے لیے اذان ناجائز ہے۔ اگرچہ ظہر پڑھنے والے معذور ہوں، جن پر جمعہ فرض نہ ہو۔^(۱۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: اذان کہنے کا اہل وہ ہے، جو اوقات نماز پہنچاتا ہو اور وقت نہ پہنچاتا ہو، تو اس ثواب کا مستحق نہیں، جو

..... ۱ آگ لگنے۔

..... ۲ اور ابن حجر شافعی المذہب ہیں فقہ میں ان کا قول اور وہ بھی اپنی رائے اور وہ بھی خلاف دلیل حجت نہیں۔ ۱۲ امنہ

..... ۳ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المواضع التي يندب... إلخ، ج ۲، ص ۶۲۔

..... ۴ ”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۵، ص ۳۷۰۔

..... ۵ ”الفتاویٰ الہندیة“، کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۴۔

و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۶۰۔

..... ۶ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۷۲۔

..... ۷ ”شرح الوقایة“، کتاب الصلاة، فصل في الجماعة، ج ۱، ص ۱۷۶۔

..... ۸ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۷۵۔ ۹ المرجع السابق، ص ۷۳۔

..... ۱۰ ”مراقی الفلاح“، کتاب الصلوة، باب الأذان، ص ۴۶۔

..... ۱۱ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أذان الحوق، ج ۲، ص ۷۳۔

مؤذن کے لیے ہے۔^(۱) (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۱۹: مستحب یہ ہے کہ مؤذن مرد، عاقل، صالح، پرہیزگار، عالم بالسنة ذی وجاہت، لوگوں کے احوال کا نگراں اور جو جماعت سے رہ جانے والے ہوں، ان کو زجر کرنے والا ہو، اذان پر مدامت^(۲) کرتا ہو اور ثواب کے لیے اذان کہتا ہو یعنی اذان پر اجرت نہ لیتا ہو، اگر مؤذن نابینا ہو، اور وقت بتانے والا کوئی ایسا ہے کہ صحیح بتا دے، تو اس کا اور آنکھ والے کا، اذان کہنا یکساں ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: اگر مؤذن ہی امام بھی ہو، تو بہتر ہے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۲۱: ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۲۲: اذان و امامت کی ولایت بانی مسجد کو ہے، وہ نہ ہو، تو اس کی اولاد، اس کے کنبہ والوں کو اور اگر اہل محلہ نے کسی ایسے کو مؤذن یا امام کیا، جو بانی کے مؤذن و امام سے بہتر ہے، تو وہی بہتر ہے۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اگر اثنائے اذان^(۷) میں مؤذن مر گیا یا اسکی زبان بند ہو گئی یا رک گیا اور کوئی بتانے والا نہیں یا اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے چلا گیا یا بے ہوش ہو گیا، تو ان سب صورتوں میں سرے سے اذان کہی جائے، وہی کہے، خواہ دوسرا۔^(۸) (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۲۴: اذان کے بعد معاذ اللہ مُرتد ہو گیا، تو اعادہ کی حاجت نہیں اور بہتر اعادہ ہے اور اگر اذان کہتے میں مُرتد ہو گیا، تو بہتر ہے کہ دوسرا شخص سرے سے کہے اور اگر اسی کو پورا کر لے تو بھی جائز ہے۔^(۹) (عالمگیری) یعنی یہ دوسرا شخص باقی کو پورا کر لے، نہ یہ کہ وہ بعد ازاں اس کی تکمیل کرے، کہ کافر کی اذان صحیح نہیں اور اذان متجزی نہیں، تو فساد بعض، فساد کل ہے، جیسے

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۳.

و "غنیۃ المتملی"، سنن الصلاۃ، ص ۳۷۷.

② ہیئتگی۔

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۳.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج ۲، ص ۸۸.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج ۲، ص ۸۸.

⑥ "الدرالمختار"، و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، ج ۲، ص ۸۸.

⑦ یعنی اذان کے دوران۔

⑧ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج ۲، ص ۷۵، و "غنیۃ المتملی"، سنن الصلاۃ، ص ۳۷۵.

⑨ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۴.

نماز کی پچھلی رکعت میں فساد ہو، تو سب فاسد ہے۔ (افاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۲۵: بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے، اگر کبھی اعادہ کرے، مگر مسافر اگر سواری پر اذان کہہ لے، تو مکروہ نہیں اور اقامت مسافر بھی اتر کر کہے، اگر نہ اتر اور سواری ہی پر کہہ لی، تو ہو جائے گی۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: اذان قبلہ رو کہے اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے، اُس کا اعادہ کیا جائے، مگر مسافر جب سواری پر اذان کہے اور اُس کا مونہہ قبلہ کی طرف نہ ہو، تو حرج نہیں۔^(۲) (درمختار، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: اذان کہنے کی حالت میں بلا عذر کھکارنا مکروہ ہے اور اگر گلا پڑ گیا یا آواز صاف کرنے کے لیے کھکارا، تو حرج نہیں۔^(۳) (غنیہ)

مسئلہ ۲۸: مؤذن کو حالت اذان میں چلنا مکروہ ہے اور اگر کوئی چلتا جائے اور اسی حالت میں اذان کہتا جائے تو اعادہ کریں۔^(۴) (غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: اُٹائے اذان میں بات چیت کرنا منع ہے، اگر کلام کیا، تو پھر سے اذان کہے۔^(۵) (صغیری)

مسئلہ ۳۰: کلمات اذان میں لُحْن حرام ہے، مثلاً اللہ یا اکبر کے ہمزے کو مد کے ساتھ آ لُحْن یا اکبر پڑھنا، یو ہیں اکبر میں بے کے بعد الف بڑھانا حرام ہے۔^(۶) (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۳۱: یو ہیں کلمات اذان کو قواعد موسیقی پر گانا بھی لُحْن و نا جائز ہے۔^(۷) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: سنت یہ ہے کہ اذان بلند جگہ کہی جائے کہ پروس والوں کو خوب سناؤ دے اور بلند آواز سے کہے۔^(۸) (بحر)

مسئلہ ۳۳: طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنا، مکروہ ہے۔^(۹) (عالمگیری)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۴.

۲..... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی أول من بنی من المنائر للأذان ج ۲، ص ۶۹.

۳..... "غنیۃ المتملی"، سنن الصلاۃ، ص ۳۷۶.

۴..... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی المؤذن... إلخ، ج ۲، ص ۷۵.

۵..... "صغیری شرح منیۃ المصلی"، سنن الصلاۃ، فصل فی السنن، ص ۱۹۶.

۶..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الفصل الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۶.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج ۲، ص ۶۳، وغیرہما.

۷..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی الکلام علی حدیث ((الأذان جزم))، ج ۲، ص ۶۵.

۸..... "البحر الرائق"، کتاب الصلوۃ، باب الأذان، ج ۱، ص ۴۴۳، ۴۴۴.

۹..... "الفتاویٰ الہندیہ"، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۵.

مسئلہ ۳۴: اذانِ مزدنہ^(۱) پر کہی جائے یا خارج مسجد اور مسجد میں اذان نہ کہے۔^(۲) (خلاصہ، عالمگیری) مسجد میں اذان کہنا، مکروہ ہے۔^(۳) (غایۃ البیان، فتح القدیر، نظم زند و سستی، طحاوی علی المراقی) یہ حکم ہر اذان کے لیے ہے، فقہ کی کسی کتاب میں کوئی اذان اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اذانِ ثانی جمعہ بھی اسی میں داخل ہے۔ امام اتقانی و امام ابن الہمام نے یہ مسئلہ خاص باب جمعہ میں لکھا، ہاں اس میں ایک بات البتہ یہ زائد ہے کہ خطیب کے محاذی ہو، یعنی سامنے باقی مسجد کے اندر منبر سے ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلہ پر، جیسا کہ ہندوستان میں اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے، اس کی کوئی سند کسی کتاب میں نہیں، حدیث و فقہ دونوں کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۳۵: اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے، اللہ اکبر اللہ اکبر دونوں مل کر ایک کلمہ ہیں، دونوں کے بعد سکتے کرے^(۴) درمیان میں نہیں اور سکتہ کی مقدار یہ ہے کہ جواب دینے والا، جواب دے لے اور سکتہ کا ترک مکروہ ہے اور ایسی اذان کا اعادہ مستحب ہے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: اگر کلماتِ اذان یا اقامت میں کسی جگہ تقدیم و تاخیر ہوگئی، تو اتنے کو صحیح کر لے۔ سرے سے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر صحیح نہ کیے اور نماز پڑھ لی، تو نماز کے اعادہ کی حاجت نہیں۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: حَیَّ عَلَى الصَّلَاةِ داہنی طرف منہ کر کے کہے اور حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ بائیں جانب اگرچہ اذان کے لیے نہ ہو بلکہ مثلاً بچے کے کان میں یا اور کسی لیے کہی یہ پھیرنا فقط منہ کا ہے، سارے بدن سے نہ پھرے۔^(۷) (متون، درمختار)

مسئلہ ۳۸: اگر منارہ پر اذان کہے تو داہنی طرف کے طاق سے سر نکال کر حَیَّ عَلَى الصَّلَاةِ کہے اور بائیں جانب کے طاق سے حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔^(۸) (شرح وقایہ) یعنی جب بغیر اس کے آواز پہنچنا پورے طور پر نہ ہو۔^(۹) (ردالمحتار)

..... ۱ مینار۔

..... ۲ "الفتاویٰ الہندیہ"، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۵۔

..... ۳ "حاشیۃ الطحطاوی" علی "مراقی الفلاح"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ص ۱۹۷۔

..... ۴ یعنی چپ ہو جائے۔

..... ۵ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی الکلام علی حدیث ((الأذان جزم))

ج ۲، ص ۶۶، و "الفتاویٰ الہندیہ"، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۶۔

..... ۶ "الفتاویٰ الہندیہ"، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۶۔

..... ۷ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۶۶، و "شرح الوقایہ"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ص ۱۵۳۔

..... ۸ "شرح الوقایہ"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج ۱، ص ۱۵۳۔

..... ۹ "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب فی أوّل من بنی المنائر... إلخ، ج ۲، ص ۶۷۔

یہ وہیں ہوگا کہ منارہ بند ہے اور دونوں طرف طاق کھلے ہیں اور کھلے منارہ پر ایسا نہ کرے، بلکہ وہیں صرف مونہ پھیرنا ہو اور قدم ایک جگہ قائم۔

مسئلہ ۳۹: صبح کی اذان میں فلاح کے بعد الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہنا مستحب ہے۔^(۱) (عامہ کتب)

مسئلہ ۴۰: اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخ میں انگلیاں ڈالے رہنا مستحب ہے اور اگر دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لیے تو بھی اچھا ہے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار) اور اول احسن ہے کہ ارشاد حدیث کے مطابق ہے اور بلندی آواز میں زیادہ معین۔ کان جب بند ہوتے ہیں آدمی سمجھتا ہے کہ ابھی آواز پوری نہ ہوئی، زیادہ بلند کرتا ہے۔ (رضا)

مسئلہ ۴۱: اقامت مثل اذان ہے یعنی احکام مذکورہ اس کے لیے بھی ہیں صرف بعض باتوں میں فرق ہے، اس میں بعد فلاح کے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ دوبار کہیں، اس میں بھی آواز بلند ہو، مگر نہ اذان کی مثل، بلکہ اتنی کہ حاضرین تک آواز پہنچ جائے، اس کے کلمات جلد جلد کہیں، درمیان میں سکتہ نہ کریں، نہ کانوں پر ہاتھ رکھنا ہے، نہ کانوں میں انگلیاں رکھنا اور صبح کی اقامت میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ نہیں اقامت بلند جگہ یا مسجد سے باہر ہونا سنت نہیں، اگر امام نے اقامت کہی، تو قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے وقت آگے بڑھ کر مصلیٰ پر چلا جائے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری، غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۴۲: اقامت میں بھی حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت دہنے بائیں مونہ پھیرے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۴۳: اقامت کی سنیت، اذان کی بہ نسبت زیادہ مؤکد ہے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۴۴: جس نے اذان کہی، اگر موجود نہیں، تو جو چاہے اقامت کہہ لے اور بہتر امام ہے اور مؤذن موجود ہے، تو

اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے کہ یہ اسی کا حق ہے اور اگر بے اجازت کہی اور مؤذن کونا گوار ہو، تو مکروہ ہے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: جنب و محدث کی اقامت مکروہ ہے، مگر عادیہ نہ کی جائے گی۔ بخلاف اذان کہ جنب اذان کہے تو

① "مختصر القدوری"، کتاب الصلاة، باب الأذان، ص ۱۵۸.

نماز سونے سے بہتر ہے۔ ۱۲ منہ

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الأذان مطلب في أول من بنى المنائر... إلخ، ج ۲، ص ۶۷.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أول من بنى المنائر للأذان، ج ۲، ص ۶۷.

و "الفتاوى الهندية"، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۵۶، و "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص ۳۷۶.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۶۶.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۶۷.

⑥ "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۴.

دوبارہ کہی جائے، اس لیے کہ اذان کی تکرار مشروع ہے اور اقامت دوبار نہیں۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۴۶: اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے جب حسی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ یوہیں جو لوگ مسجد میں موجود ہیں، وہ بھی بیٹھے رہیں، اس وقت اٹھیں، جب مکبر حسی علی الفلاح پر پہنچے، یہی حکم امام کے لیے ہے۔^(۲) (عالمگیری) آج کل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے کہ وقت اقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مُصلّے پر کھڑا نہ ہو، اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی، یہ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ ۴۷: مسافر نے اذان و اقامت دونوں نہ کہی یا اقامت نہ کہی، تو مکروہ ہے اور اگر صرف اقامت پر اکتفا کیا، تو کراہت نہیں، مگر اولیٰ یہ ہے کہ اذان بھی کہے، اگرچہ تنہا ہو یا اس کے سب ہمراہی وہیں موجود ہوں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: بیرونِ شہر کسی میدان میں جماعت قائم کی اور اقامت نہ کہی، تو مکروہ ہے اور اذان نہ کہی، تو حرج نہیں، مگر خلافِ اولیٰ ہے۔^(۴) (خانہ)

مسئلہ ۴۹: مسجد محلّہ یعنی جس کے لیے امام و جماعت معین ہو کہ وہی جماعت اولیٰ قائم کرتا ہو، اس میں جب جماعت اولیٰ بطریق مسنون ہو چکی، تو دوبارہ اذان کہنا مکروہ ہے اور بغیر اذان اگر دوسری جماعت قائم کی جائے، تو امام محراب میں نہ کھڑا ہو، بلکہ دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہو کہ امتیاز رہے۔ اس امام جماعت ثانیہ کو محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور مسجد محلّہ نہ ہو جیسے سڑک، بازار، اسٹیشن، سرائے کی مسجدیں جن میں چند شخص آتے ہیں اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں، پھر کچھ اور آئے اور پڑھی، علیٰ ہذا تو اس مسجد میں تکرار اذان مکروہ نہیں، بلکہ افضل یہی ہے کہ ہر گروہ کہ نیا آئے، جدید اذان و اقامت کے ساتھ جماعت کرے، ایسی مسجد میں ہر امام محراب میں کھڑا ہو۔^(۵) (درمختار، عالمگیری، فتاویٰ قاضی خان، بزازیہ) محراب سے مراد وسط مسجد ہے، یہ طاق معروف ہو یا نہ ہو، جیسے مسجد الحرام شریف جس میں یہ محراب اصلاً نہیں یا ہر مسجد صفیٰ یعنی صحن مسجد اس کا وسط محراب ہے، اگرچہ وہاں عمارت اصلاً نہیں ہوتی محراب حقیقی یہی ہے اور وہ شکل طاق محراب صوری کہ زمانہ رسالت و زمانہ خلفائے

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۷۵.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۷.

③ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب فی أول من بنی المنائر للأذان، ج ۲، ص ۶۷، ۷۸.

④ الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۱، ص ۳۸.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۴.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۷۸.

راشدین میں نہ تھی، ولید بادشاہ مروانی کے زمانہ میں حادث ہوئی۔^(۱) (فتاویٰ رضویہ) بعض لوگوں کے خیال میں ہے کہ دوسری جماعت کا امام پہلے کے مصلیٰ پر نہ کھڑا ہو، لہذا مصلے ہٹا کر وہیں کھڑے ہوتے ہیں، جو امام اؤل کے قیام کی جگہ ہے، یہ جہالت ہے، اس جگہ سے دہنے بائیں ہٹنا چاہیے، مصلیٰ اگر چہ وہی ہو۔ (رضا)

مسئلہ ۵۰: مسجد محلہ میں بعض اہل محلہ نے اپنی جماعت پڑھ لی، ان کے بعد امام اور باقی لوگ آئے، تو جماعت اؤلی انھیں کی ہے، پہلوں کے لیے کراہت۔ یوہیں اگر غیر محلہ والے پڑھ گئے، ان کے بعد محلہ کے لوگ آئے، تو جماعت اؤلی یہی ہے اور امام اپنی جگہ پر کھڑا ہوگا۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: اگر اذان آہستہ ہوئی، تو پھر اذان کہی جائے اور پہلی جماعت، جماعت اؤلی نہیں۔^(۳) (قاضی خان)

مسئلہ ۵۲: اثنائے اقامت میں بھی مؤذن کو کلام کرنا ناجائز ہے، جس طرح اذان میں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: اثنائے اذان و اقامت میں اس کو کسی نے سلام کیا تو جواب نہ دے بعد ختم بھی جواب دینا واجب نہیں۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: جب اذان سُنے، تو جواب دینے کا حکم ہے، یعنی مؤذن جو کلمہ کہے، اس کے بعد سُننے والا بھی وہی کلمہ کہے، مگر حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے، بلکہ اتنا لفظ اور ملا لے مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہے۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

(ردالمحتار)

① "الفتاویٰ الرضویة"، ج ۷، ص ۳۴۵.

② "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۴.

③ الفتاوی الخانیة، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج ۱، ص ۳۸.

④ "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۵.

⑤ "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۵.

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی کراہۃ تکرار الجماعة فی المسجد، ج ۲، ص ۸۱.

و "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۷.

جواللہ (عزوجل) نے چاہا ہوا اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا۔ ۱۲

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی کراہۃ تکرار الجماعة فی المسجد، ج ۲، ص ۸۳.

تو سچا اور نیکو کار ہے اور تو نے حق کہا۔ ۱۲

مسئلہ ۵۶: جنب بھی اذان کا جواب دے۔ حیض و نفاس والی عورت اور خطبہ سننے والے اور نماز جنازہ پڑھنے والے اور جو جماع میں مشغول یا قضائے حاجت میں ہو، ان پر جواب نہیں۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۵۷: جب اذان ہو، تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور جواب سلام، تمام اشغال موقوف کر دے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے، تو تلاوت موقوف کر دے اور اذان کو غور سے سُنے اور جواب دے۔ یوہیں اقامت میں۔^(۲) (درمختار، عالمگیری)

جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے، اس پر معاذ اللہ خاتمہ براہونے کا خوف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۵۸: راستہ چل رہا تھا کہ اذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے سُنے اور جواب دے۔^(۳) (عالمگیری، بزاز یہ)

مسئلہ ۵۹: اقامت کا جواب مستحب ہے، اس کا جواب بھی اسی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللَّهُ وَ اَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَ الْأَرْضُ کہے۔^(۴) (عالمگیری) یا اَقَامَهَا اللَّهُ وَ اَدَامَهَا وَ جَعَلْنَا مِنْ صَالِحِي أَهْلِهَا أَحْيَاءَ وَ أَمْوَاتًا۔^(۵) (رضا)

مسئلہ ۶۰: اگر چند اذانیں سُنے، تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر یہ کہ سب کا جواب دے۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: اگر بوقت اذان جواب نہ دیا، تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو، اب دے لے۔^(۷) (درمختار)

مسئلہ ۶۲: خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا، مقتدیوں کو جائز نہیں۔^(۸) (درمختار)

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۸۱.

② المرجع السابق، ص ۸۶، و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۷.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۷.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۷.

اللہ اس کو قائم رکھے اور ہمیشہ رکھے جب تک آسمان اور زمین ہیں۔ ۱۲

⑤ ہم کو زندگی میں اور مرنے کے بعد اس کے نیک اہل سے بنائے۔ ۱۲

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب فی کراہۃ تکرار الجماعة فی المسجد، ج ۲، ص ۸۲.

⑦ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۸۳.

⑧ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۸۷.

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمن "فتاویٰ رضویہ" میں فرماتے ہیں: "مقتدیوں کو خطبہ کی اذان کا جواب ہرگز نہیں دینا چاہیے یہی احوط ہے۔ ہاں اگر یہ جواب اذان یا (دو خطبوں کے درمیان) دُعا، اگر دل سے کریں، زبان سے تَلَقُّظُ اصْلًا نہ ہو تو حرج کوئی نہیں۔ اور امام یعنی خطیب اگر زبان سے بھی جواب اذان دے یا دعا کرے، بلاشبہ جائز ہے۔

("الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۸، ص ۳۰۰-۳۰۱)

مسئلہ ۶۳: جب اذان ختم ہو جائے، تو مؤذن اور سامعین درود شریف پڑھیں اس کے بعد یٰ دُعا اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اَيُّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدًا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا نِ الَّذِي وَعَدْتَهُ وَاجْعَلْنَا فِي شَفَاعَتِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ - (۱) (ردالمحتار، غنیہ)

مسئلہ ۶۴: جب مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے، تو سُننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ آنکھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگا لے اور کہے قُرْءَةً عَيْنِي بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ - (۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵: اذان نماز کے علاوہ اور اذانوں کا بھی جواب دیا جائے گا، جیسے بچہ پیدا ہوتے وقت کی اذان - (۳)

(ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: اگر اذان غلط کہی گئی، مثلاً لَحْن کے ساتھ تو اس کا جواب نہیں بلکہ ایسی اذان سُننے بھی نہیں۔ (۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: متاخرین نے تھویب مستحسن رکھی ہے، یعنی اذان کے بعد نماز کے لیے دوبارہ اعلان کرنا اور اس کے لیے شرع نے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں کیے بلکہ جو وہاں کا عرف ہو مثلاً اَلصَّلَاةُ اَلصَّلَاةُ يَا قَامَتْ قَامَتْ يَا اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - (۵) (ردمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۸: مغرب کی اذان کے بعد تھویب نہیں ہوتی۔ (۶) (عنایہ) اور دوبارہ کہہ لیں تو حرج نہیں۔ (۷) (ردمختار)

مسئلہ ۶۹: اذان و اقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے۔ اذان کہتے ہی اقامت کہہ دینا مکروہ ہے، مگر مغرب میں وقفہ، تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی کے برابر ہو، باقی نمازوں میں اذان و اقامت کے درمیان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ جو لوگ

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج ۲، ص ۸۴.

و ”غنية المتملی“، سنن الصلاة، ص ۳۸۰.

اے اللہ اس دعائے تام اور نماز برپا ہونے والی کے مالک تو ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا کر اور ان کو مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے (اور ہمیں قیامت کے دن ان کی شفاعت نصیب فرما) بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ ۱۲

② ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج ۲، ص ۸۴.

یا رسول اللہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضور سے ہے اے اللہ شنوائی اور بینائی کے ساتھ مجھے متمتع کر۔ ۱۲

③ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج ۲، ص ۸۲.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج ۲، ص ۸۲.

⑤ ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۶۹. وغیرہ

⑥ ”العناية“، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۱، ص ۳۱۴ (هامش ”فتح القدير“).

⑦ ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۷۰.

پابند جماعت ہیں آجائیں، مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت کراہت آجائے۔^(۱) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: جن نمازوں سے پیشتر سنت یا نفل ہے، ان میں اولیٰ یہ ہے کہ مؤذن بعد اذان، سنن و نوافل پڑھے، ورنہ بیٹھا رہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: رئیس محلہ کا اس کی ریاست کے سبب انتظار مکروہ ہے، ہاں اگر وہ شریعہ ہے اور وقت میں گنجائش ہے، تو انتظار کر سکتے ہیں۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۷۲: متقدمین نے اذان پر اجرت لینے کو حرام بتایا، مگر متاخرین نے جب لوگوں میں سستی دیکھی، تو اجازت دی اور اب اسی پر فتویٰ ہے، مگر اذان کہنے پر احادیث میں جو ثواب ارشاد ہوئے، وہ انھیں کے لیے ہیں جو اجرت نہیں لیتے۔ خالصاً للذکر، جل اس خدمت کو انجام دیتے ہیں، ہاں اگر لوگ بطور خود مؤذن کو صاحب حاجت سمجھ کر دے دیں، تو یہ بالاتفاق جائز بلکہ بہتر ہے اور یہ اجرت نہیں۔^(۴) (غنیہ) جب کہ المعهود کا المشروط کی حد تک نہ پہنچ جائے۔ (رضا)

نماز کی شرطوں کا بیان

تنبیہ: اس باب میں جہاں یہ حکم دیا گیا کہ نماز صحیح ہے یا ہو جائے گی یا جائز ہے، اس سے مراد فرض ادا ہونا ہے، یہ مطلب نہیں کہ بلا کراہت و ممانعت و گناہ صحیح و جائز ہوگی، اکثر جگہیں ایسی ہیں کہ مکروہ تحریمی و ترک واجب ہوگا اور کہا جائے گا کہ نماز ہوگئی کہ یہاں اس سے بحث نہیں، اس کو باب مکروہات میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا۔ یہاں شروط کا بیان ہے کہ بے^(۵) اُن کے ہوگی ہی نہیں۔ صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں:

(۱) طہارت۔

(۲) ستر عورت۔

(۳) استقبال قبلہ۔

(۴) وقت۔

① المرجع السابق، و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۷.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۷.

③ "الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج ۲، ص ۸۸.

④ "غنیۃ المتملی"، سنن الصلاۃ، ص ۳۸۱.

⑤ بغیر۔

(۵) نیت۔

(۶) تحریمہ۔^(۱) (متون)

طہارت: یعنی مصلیٰ^(۲) کے بدن کا حدث اکبر و اصغر اور نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور اس جگہ کا جس پر نماز پڑھے، نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا۔^(۳) (متون)

حدث اکبر یعنی موجبات غسل^(۴) اور حدث اصغر یعنی نواقض وضو^(۵) اور ان سے پاک ہونے کا طریقہ، غسل و وضو کے بیان میں گزرا اور نجاست حقیقیہ سے پاک کرنے کا بیان باب الانجاس میں مذکور ہوا، یہ باتیں وہاں سے معلوم کی جائیں۔ شرط نماز اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کیے نماز ہوگی ہی نہیں، مثلاً نجاست غلیظہ درہم سے زائد اور خفیفہ کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی سے زیادہ جس میں لگی ہو، اس کا نام قدر مانع ہے اور اگر اس سے کم ہے تو اس کا زائل کرنا سنت ہے یہ امور بھی باب الانجاس میں ذکر کیے گئے۔

مسئلہ ۱: کسی شخص نے اپنے کو بے وضو گمان کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی، بعد کو ظاہر ہوا کہ بے وضو نہ تھا، نماز نہ ہوئی۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۲: مصلیٰ اگر ایسی چیز کو اٹھائے ہو کہ اس کی حرکت سے وہ بھی حرکت کرے، اگر اس میں نجاست قدر مانع ہو تو نماز جائز نہیں، مثلاً چاندنی کا ایک سرا اوڑھ کر نماز پڑھی اور دوسرے سرے میں نجاست ہے، اگر رکوع و سجود و قیام و قعود میں اس کی حرکت سے اس جائے نجاست تک حرکت پہنچتی ہے، نماز نہ ہوگی، ورنہ ہو جائے گی۔ یوہیں اگر گود میں اتنا چھوٹا بچہ لے کر نماز پڑھی کہ خود اس کی گود میں اپنی سکت سے نہ رُک سکے بلکہ اس کے روکنے سے تنہا ہوا ہو اور اس کا بدن یا کپڑا بقدر مانع نماز ناپاک ہے، تو نماز نہ ہوگی کہ یہی اسے اٹھائے ہوئے ہے اور اگر وہ اپنی سکت سے رُکا ہوا ہے، اس کے روکنے کا محتاج نہیں، تو نماز ہو جائے گی کہ اب یہ اسے اٹھائے ہوئے نہیں، پھر بھی بے ضرورت کراہت سے خالی نہیں، اگرچہ اس کے بدن اور کپڑوں پر نجاست بھی نہ ہو۔^(۷) (درمختار، عالمگیری، رضا)

① "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۸۹.

② نمازی۔

③ "شرح الوقایة"، کتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ج ۱، ص ۱۵۶.

④ یعنی وہ چیزیں جن سے غسل واجب ہوتا ہے۔ ⑤ یعنی وضو توڑنے والی چیزیں۔

⑥ "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۴۷.

⑦ المرجع السابق، ص ۹۱، و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۶۰.

مسئلہ ۳: اگر نجاست قدر مانع سے کم ہے، جب بھی مکروہ ہے، پھر نجاست غلیظہ بقدر درہم ہے تو مکروہ تحریمی اور اس سے کم تو خلاف سنت۔^(۱) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۴: چھت، خیمہ، سائبان اگر نجس ہوں اور مصلیٰ کے سر سے کھڑے ہونے میں لگیں، جب بھی نماز نہ ہوگی۔^(۲) (ردالمحتار) یعنی اگر ان کی نجس جگہ بقدر مانع اس کے سر کو بقدر ادائے رکن لگے۔ (رضا)

مسئلہ ۵: اگر اس کا کپڑا یا بدن، اثنائے نماز میں بقدر مانع ناپاک ہو گیا، اور تین تسبیح کا وقفہ ہوا، نماز نہ ہوئی اور اگر نماز شروع کرتے وقت کپڑا ناپاک تھا یا کسی ناپاک چیز کو لیے ہوئے تھا اور اسی حالت میں شروع کر لی اور اللہ اکبر کہنے کے بعد جُدا کیا، تو نماز منعقد ہی نہ ہوئی۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مصلیٰ کا بدن، جنب یا حیض و نفاس والی عورت کے بدن سے ملا رہا، یا انھوں نے اس کی گود میں سر رکھا، تو نماز ہو جائے گی۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۷: مصلیٰ کے بدن پر نجس کبوتر بیٹھا، نماز ہو جائے گی۔^(۵) (بحر)

مسئلہ ۸: جس جگہ نماز پڑھے، اس کے طاہر^(۶) ہونے سے مراد موضع سجود و قدم کا پاک ہونا^(۷) ہے، جس چیز پر نماز پڑھتا ہو، اس کے سب حصہ کا پاک ہونا، شرط صحت نماز نہیں۔^(۸) (درمختار)

مسئلہ ۹: مصلیٰ کے ایک پاؤں کے نیچے قدر درہم سے زیادہ نجاست ہو، نماز نہ ہوگی۔^(۹) یوہیں اگر دونوں پاؤں کے نیچے تھوڑی تھوڑی نجاست ہے کہ جمع کرنے سے ایک درم ہو جائے گی اور اگر ایک قدم کی جگہ پاک تھی اور دوسرا قدم جہاں رکھے گا، ناپاک ہے، اس نے اس پاؤں کو اٹھا کر نماز پڑھی ہو گئی، ہاں بے ضرورت ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۰: پیشانی پاک جگہ ہے اور ناک نجس جگہ، تو نماز ہو جائے گی کہ ناک درہم سے کم جگہ پر لگتی ہے اور بلا

..... ۱ "الفتاویٰ الہندیۃ"، المرجع السابق، ص ۵۸، و "الدرالمختار"، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۵۷۱.

..... ۲ "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۱.

..... ۳ "ردالمحتار"،

..... ۴ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۱، موضحاً.

..... ۵ "البحر الرائق"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۱، ص ۴۶۴.

..... ۶ پاک۔ ۷ یعنی سجدہ اور پاؤں رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا۔

..... ۸ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۲.

..... ۹ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۲.

ضرورت یہ بھی مکروہ۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: سجدہ میں ہاتھ یا گھٹنا، نجس جگہ ہونے سے صحیح مذہب میں نماز نہ ہوگی۔^(۲) (ردالمحتار) اور اگر ہاتھ نجس جگہ ہو اور ہاتھ پر سجدہ کیا، تو بالا جماع نماز نہ ہوگی۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۲: آستین کے نیچے نجاست ہے اور اسی آستین پر سجدہ کیا، نماز نہ ہوگی۔^(۴) (ردالمحتار) اگرچہ نجاست ہاتھ کے نیچے نہ ہو بلکہ چوڑی آستین کے خالی حصے کے نیچے ہو، یعنی آستین فاصل نہ سمجھی جائے گی، اگرچہ دبیز^(۵) ہو کہ اس کے بدن کی تابع ہے، بخلاف اور دبیز کپڑے کے کہ نجس جگہ بچھا کر پڑھی اور اس کی رنگت یا محسوس نہ ہو، تو نماز ہو جائے گی کہ یہ کپڑا نجاست و مصلیٰ میں فاصل ہو جائے گا کہ بدن مصلیٰ کا تابع نہیں، یوہیں اگر چوڑی آستین کا خالی حصہ سجدہ کرنے میں نجاست کی جگہ پڑے اور وہاں نہ ہاتھ ہو، نہ پیشانی، تو نماز ہو جائے گی اگرچہ آستین باریک ہو کہ اب اس نجاست کو بدن مصلیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ (رضا)

مسئلہ ۱۳: اگر سجدہ کرنے میں دامن وغیرہ نجس زمین پر پڑتے ہوں، تو مضر نہیں۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: اگر نجس جگہ پر اتنا باریک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی، جو ستر کے کام میں نہیں آسکتا، یعنی اس کے نیچے کی چیز جھلکتی ہو، نماز نہ ہوئی اور اگر شیشہ پر نماز پڑھی اور اس کے نیچے نجاست ہے، اگرچہ نمایاں ہو، نماز ہوگی۔^(۷) (ردالمحتار)

دوسری شرط ستر عورت: یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے، اس کو چھپانا۔

اللہ عز و جل فرماتا ہے:

﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾^(۸)

ہر نماز کے وقت کپڑے پہنو۔

① "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۹۲.

② المرجع السابق.

③ "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۹۲.

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۹۲.

⑤ یعنی موٹی۔

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، ج ۲، ص ۹۲.

⑦ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، ج ۲، ص ۹۲.

و باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، مطلب في التشبه باهل الكتاب، ص ۴۶۷.

⑧ ۸، الاعراف: ۳۱.

اور فرماتا ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (1)

عورتیں زینت یعنی مواضع زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر وہ کہ ظاہر ہیں۔

(کہ ان کے کھلے رہنے پر بوجہ جائز عادت جاری ہے)۔

حدیث ۱: حدیث میں ہے جس کو، ابن عدی نے کامل میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ فرماتے ہیں

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب نماز پڑھو، تہبند باندھ لو اور چادر اوڑھ لو اور یہودیوں کی مشابہت نہ کرو۔“ (2) اور

حدیث ۲: ابو داؤد و ترمذی و حاکم و ابن خزیمہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”بالغ عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔“ (3)

حدیث ۳: ابو داؤد نے روایت کی کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، کیا بغیر ازار پہنے، گرتے اور

دوپٹے میں عورت نماز پڑھ سکتی ہے؟ ارشاد فرمایا: ”جب گرتا پورا ہو کہ پشت قدم کو چھپالے۔“ (4) اور

حدیث ۴: دارقطنی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”ناف کے نیچے

سے گھٹنے تک عورت ہے۔“ (5) اور

حدیث ۵: ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”عورت،

عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے، جب نکلتی ہے، شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔“ (6)

مسئلہ ۱۵: ستر عورت ہر حال میں واجب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بلا کسی غرض صحیح

کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالا جماع فرض ہے۔ یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان

میں نماز پڑھی، اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے اور ننگے پڑھی، بالا جماع نہ

ہوگی۔ مگر عورت کے لیے خلوت میں جب کہ نماز میں نہ ہو، تو سار ابدن چھپانا واجب نہیں، بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک اور

۱ پ ۱۸، النور: ۳۱.

۲ ”الکامل فی ضعفاء الرجال“، رقم الترجمة، نصر بن حماد ۱۹۷۴، ج ۸، ص ۲۸۷.

۳ ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب المرأة تصلي بغير خمار، الحديث: ۶۴۱، ج ۱، ص ۲۵۸.

۴ ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب في كم تصلي المرأة، الحديث: ۶۴۰، ج ۱، ص ۲۵۸.

۵ ”سنن الدارقطني“، كتاب الصلاة، باب الأمر بتعليم الصلوات، الحديث: ۸۷۶، ج ۱، ص ۳۱۶.

۶ ”جامع الترمذي“، أبواب الرضاع، ۱۸۔ باب، الحديث: ۱۱۷۶، ج ۲، ص ۳۹۲.

محارم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ کا چھپانا بھی واجب ہے اور غیر محرم کے سامنے اور نماز کے لیے اگرچہ تنہا اندھیری کوٹھڑی میں ہو، تمام بدن سوا پانچ عضو کے جن کا بیان آئے گا چھپانا فرض ہے، بلکہ جوان عورت کو غیر مردوں کے سامنے مونہہ کھولنا بھی منع ہے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: اتنا باریک کپڑا، جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لیے کافی نہیں، اس سے نماز پڑھی، تو نہ ہوئی۔^(۲) (عالمگیری) یوہیں اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہوگی۔ (رضا) بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا، جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۱۷: دبیز کپڑا، جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو، مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیأت معلوم ہوتی ہے، ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی، مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔^(۳) (ردالمحتار) اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لیے بدرجہ اولیٰ ممانعت۔ بعض عورتیں جو بہت چست پا جامے پہنتی ہیں، اس مسئلہ سے سبق لیں۔

مسئلہ ۱۸: نماز میں ستر کے لیے پاک کپڑا ہونا ضرور ہے، یعنی اتنا نجس نہ ہو، جس سے نماز نہ ہو سکے، تو اگر پاک کپڑے پر قدرت ہے اور ناپاک پہن کر نماز پڑھی، نماز نہ ہوئی۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: اس کے علم میں کپڑا ناپاک ہے اور اس میں نماز پڑھی، پھر معلوم ہوا کہ پاک تھا، نماز نہ ہوئی۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۲۰: غیر نماز میں نجس کپڑا پہننا تو حرج نہیں، اگرچہ پاک کپڑا موجود ہو اور جو دوسرا نہیں، تو اُسی کو پہننا واجب ہے۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار) یہ اس وقت ہے کہ اس کی نجاست خشک ہو، چھوٹ کر بدن کو نہ لگے، ورنہ پاک کپڑا ہوتے ہوئے ایسا کپڑا پہننا مطلقاً منع ہے کہ بلا وجہ بدن ناپاک کرنا ہے۔ (رضا)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب في ستر العورة، ج ۲، ص ۹۳، ۹۷.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۸.

③ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمر، ج ۲، ص ۱۰۳.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۸.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۴۷.

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمر، ج ۲، ص ۹۳، ۱۰۷.

مسئلہ ۲۱: مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے، یعنی اس کا چھپانا فرض ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل ہیں۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار) اس زمانہ میں بہترے ایسے ہیں کہ تہبند یا جامہ اس طرح پہنتے ہیں، کہ پیڑو^(۱) کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے، اگر گرتے وغیرہ سے اس طرح چھپا ہو کہ جلد کی رنگت نہ چمکے تو خیر، ورنہ حرام ہے اور نماز میں چوتھائی کی مقدار کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی اور بعض بے باک ایسے ہیں کہ لوگوں کے سامنے گھٹنے، بلکہ ران تک کھولے رہتے ہیں، یہ بھی حرام ہے اور اس کی عادت ہے تو فاسق ہیں۔

مسئلہ ۲۲: آزاد عورتوں اور خنثیٰ مشکل^(۳) کے لیے سارا بدن عورت ہے، سوا مونہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے، سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیائیں بھی عورت ہیں، ان کا چھپانا بھی فرض ہے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۲۳: اتنا باریک دوپٹا، جس سے بال کی سیاہی چمکے، عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی، نہ ہوگی، جب تک اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے، جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: باندی کے لیے سارا پیٹ اور پیٹھ اور دونوں پہلو اور ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے، خنثیٰ مشکل رقیق^(۶) ہو، تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔^(۷) (درمختار)

مسئلہ ۲۵: باندی سر کھولے نماز پڑھ رہی تھی، اُٹھائے نماز میں مالک نے اسے آزاد کر دیا، اگر فوراً عمل قلیل یعنی ایک ہاتھ سے اس نے سر چھپا لیا، نماز ہوگئی، ورنہ نہیں، خواہ اسے اپنے آزاد ہونے کا علم ہوا یا نہیں، ہاں اگر اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہی نہ تھی، جس سے سر چھپائے، تو ہوگئی۔^(۸) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: جن اعضا کا ستر فرض ہے، ان میں کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا، نماز ہوگئی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، ج ۲، ص ۹۳.

② ناف کے نیچے۔

③ جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔ (بہار شریعت حصہ ۷، نکاح کا بیان)

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة ج ۲، ص ۹۵.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۸. موضحاً.

⑥ یعنی غلام۔

⑦ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۹۴.

⑧ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۹۴.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۹.

اور فوراً اچھپالیا، جب بھی ہو گئی اور اگر بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے کھلا رہا یا بالقصد کھولا، اگرچہ فوراً اچھپالیا، نماز جاتی رہی۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: اگر نماز شروع کرتے وقت عضو کی چوتھائی کھلی ہے، یعنی اسی حالت پر اللہ اکبر کہہ لیا، تو نماز منعقد ہی نہ ہوئی۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: اگر چند اعضا میں کچھ کچھ کھلا رہا کہ ہر ایک اس عضو کی چوتھائی سے کم ہے، مگر مجموعہ ان کا ان کھلے ہوئے اعضا میں جو سب سے چھوٹا ہے، اس کی چوتھائی کی برابر ہے، نماز نہ ہوئی، مثلاً عورت کے کان کا نوں حصہ اور پنڈلی کا نوں حصہ کھلا رہا تو مجموعہ دونوں کا کان کی چوتھائی کی قدر ضرور ہے، نماز جاتی رہی۔^(۳) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: عورت غلیظہ یعنی قبل و دبر اور ان کے آس پاس کی جگہ اور عورت خفیہ کہ ان کے ماسوا اور اعضائے عورت ہیں، اس حکم میں سب برابر ہیں، غلظت و خفت باعتبار حرمت نظر کے ہے کہ غلیظہ کی طرف دیکھنا زیادہ حرام ہے کہ اگر کسی کو گھٹنا کھولے ہوئے دیکھے، تو نرمی کیساتھ منع کرے، اگر باز نہ آئے، تو اس سے جھگڑا نہ کرے اور اگر ران کھولے ہوئے ہے، تو سختی سے منع کرے اور باز نہ آیا، تو مارے نہیں اور اگر عورت غلیظہ کھولے ہوئے ہے، تو جو مارنے پر قادر ہو، مثلاً باپ یا حاکم، وہ مارے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: ستر کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اپنی نگاہ بھی ان اعضا پر نہ پڑے، تو اگر کسی نے صرف لنبا گر تا پہنا اور اس کا گریبان کھلا ہوا ہے کہ اگر گریبان سے نظر کرے، تو اعضا دکھائی دیتے ہیں نماز ہو جائے گی، اگرچہ بالقصد ادھر نظر کرنا، مکروہ تحریمی ہے۔^(۵) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: اوروں سے ستر فرض ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ادھر ادھر سے نہ دیکھ سکیں، تو معاذ اللہ اگر کسی شریر نے نیچے جھک کر اعضا کو دیکھ لیا، تو نماز نہ گئی۔^(۶) (عالمگیری)

① "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمر، ج ۲، ص ۱۰۰.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۸.

② "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة مطلب في النظر إلى وجه الأمر، ج ۲، ص ۱۰۰.

③ المرجع السابق، ص ۱۰۲.

④ المرجع السابق، ص ۱۰۱.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۰۲.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۸.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۸.

مسئلہ ۳۲: مرد میں اعضائے عورت نو ہیں۔ آٹھ علامہ ابراہیم حلبی و علامہ شامی و علامہ طحاوی وغیرہم نے گئے۔

(۱) ذکر مع اپنے سب اجزاء، حشفہ و قصبہ و قلفہ کے، (۲) انٹین یہ دونوں مل کر ایک عضو ہیں، ان میں فقط ایک کی چوتھائی کھلنا مفسد نماز نہیں، (۳) دبر یعنی پاخانہ کا مقام، (۴، ۵) ہر ایک سرین جدا عورت ہے، (۶، ۷) ہر ران جدا عورت ہے۔ چڈھے سے گھٹنے تک ران ہے۔ گھٹنا بھی اس میں داخل ہے، الگ عضو نہیں، تو اگر پورا گھٹنا بلکہ دونوں کھل جائیں نماز ہو جائے گی کہ دونوں مل کر بھی ایک ران کی چوتھائی کو نہیں پہنچتے، (۸) ناف کے نیچے سے، عضو تناسل کی جڑ تک اور اس کے سیدھ میں پشت اور دونوں کروٹوں کی جانب، سب مل کر ایک عورت ہے۔^(۱)

اعلیٰ حضرت مجدد مآتہ حاضرہ نے یہ تحقیق فرمائی کہ (۹) دبر و انٹین کے درمیان کی جگہ بھی، ایک مستقل عورت ہے اور ان اعضا کا شمار اور ان کے تمام احکام کو چار شعروں میں جمع فرمایا۔

ستر عورت بمرء نہ عضو است	از تہ ناف تا تہ زانو
ھر چه ربعش بقدر رکن کشود	یا کشودی دمے نماز مجو
ذکر و انٹین و حلقہ پس	دوسرین ھر فخذ بہ زانوئے او
ظاہرا فصل انٹین و دبر	باقی زیر ناف از ھر سو (۲)

مسئلہ ۳۳: آزاد عورتوں کے لیے، باستثنا پانچ عضو کے، جن کا بیان گزرا، سارا بدن عورت ہے اور وہ تیس اعضا پر

مشتمل کہ ان میں جس کی چوتھائی کھل جائے، نماز کا وہی حکم ہے، جو اوپر بیان ہوا۔ (۱) سر یعنی پیشانی کے اوپر سے شروع گردن تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک، یعنی عادۃً جتنی جگہ پر بال جمتے ہیں۔ (۲) بال جو ٹکلتے ہوں۔ (۳، ۴) دونوں کان۔ (۵) گردن اس میں گلا بھی داخل ہے۔ (۶، ۷) دونوں شانے۔ (۸، ۹) دونوں بازوان میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔ (۱۰، ۱۱) دونوں کلائیائیں یعنی کہنی کے بعد سے گٹوں کے نیچے تک۔ (۱۲) سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کی حد زیریں تک۔ (۱۳، ۱۴) دونوں ہاتھوں کی پشت۔ (۱۵، ۱۶) دونوں پستانیں، جب کہ اچھی طرح اٹھ چکی ہوں، اگر بالکل نہ اٹھی ہوں یا خفیف اُبھری ہوں کہ سینہ سے جدا عضو کی حیأت نہ پیدا ہوئی ہو، تو سینہ کی تابع ہیں، جدا عضو نہیں اور پہلی صورت میں بھی، ان کے

①..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج ۲، ص ۱۰۱۔

②..... ”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۶، ص ۳۹۔

درمیان کی جگہ سینہ ہی میں داخل ہے، جدا عضو نہیں۔ (۱۷) پیٹ یعنی سینہ کی حد مذکور سے ناف کے کنارہ زیریں تک، یعنی ناف کا بھی پیٹ میں شمار ہے۔ (۱۸) پیٹھ یعنی پیچھے کی جانب سینہ کے مقابل سے کمر تک۔ (۱۹) دونوں شانوں کے بیچ میں جو جگہ ہے، بغل کے نیچے سینہ کی حد زیریں تک، دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے، اس کا اگلا حصہ سینہ میں اور پچھلا شانوں یا پیٹھ میں شامل ہے اور اس کے بعد سے دونوں کروٹوں میں کمر تک جو جگہ ہے، اس کا اگلا حصہ پیٹ میں اور پچھلا پیٹھ میں داخل ہے۔ (۲۰، ۲۱) دونوں سرین۔ (۲۲) فرج۔ (۲۳) دبر۔ (۲۴، ۲۵) دونوں رانیں، گھٹنے بھی انھیں میں شامل ہیں۔ (۲۶) ناف کے نیچے پیڑو اور اس کے متصل جو جگہ ہے اور ان کے مقابل پشت کی جانب سب مل کر ایک عورت ہے۔ (۲۷، ۲۸) دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت۔ (۲۹، ۳۰) دونوں تلوے اور بعض علماء نے پشت دست اور تلوؤں کو عورت میں داخل نہیں کیا۔ (۱)

مسئلہ ۳۴: عورت کا چہرہ اگر چہ عورت نہیں، مگر بوجہ فتنہ غیر محرم کے سامنے مونہ کھولنا منع ہے۔ (۲) یوہیں اس کی طرف نظر کرنا، غیر محرم کے لیے جائز نہیں اور چھونا تو اور زیادہ منع ہے۔ (۳) (درمختار)

مسئلہ ۳۵: اگر کسی مرد کے پاس ستر کے لیے جائز کپڑا نہ ہو اور ریشمی کپڑا ہے تو فرض ہے کہ اسی سے ستر کرے اور اسی میں نماز پڑھے، البتہ اور کپڑا ہوتے ہوئے، مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور اس میں نماز مکروہ تحریمی۔ (۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: کوئی شخص برہنہ اگر اپنا سارا جسم مع سر کے، کسی ایک کپڑے میں چھپا کر نماز پڑھے، نماز نہ ہوگی اور اگر سر اس سے باہر نکال لے، ہو جائے گی۔ (۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: کسی کے پاس بالکل کپڑا نہیں، تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ دن ہو یا رات، گھر میں ہو یا میدان میں، خواہ ویسے بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں، یعنی مرد مردوں کی طرح اور عورت عورتوں کی طرح یا پاؤں پھیلا کر اور عورت غلیظہ پر ہاتھ رکھ کر اور یہ بہتر ہے اور رکوع وسجود کی جگہ اشارہ کرے اور یہ اشارہ رکوع وسجود سے اس کے لیے افضل ہے اور یہ بیٹھ کر پڑھنا، کھڑے ہو کر پڑھنے سے افضل، خواہ قیام میں رکوع وسجود کے لیے اشارہ کرے یا رکوع وسجود کرے۔ (۶) (درمختار، ردالمحتار)

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۶، ص ۳۹-۴۰.

② ان مسائل کی تحقیق اور ان کے متعلق جزئیات کتاب الحظر والاباحۃ میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہونگے ۱۲ منہ

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۹۷.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب فی النظر إلی وجه الأمر، ج ۲، ص ۱۰۳.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب فی النظر إلی وجه الأمر، ج ۲، ص ۱۰۴.

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب فی النظر إلی وجه الأمر، ج ۲، ص ۱۰۵.

مسئلہ ۳۸: ایسا شخص برہنہ نماز پڑھ رہا تھا، کسی نے عاریتہً اس کو کپڑا دے دیا یا مباح کر دیا (۱) نماز جاتی رہی۔ کپڑا پہن کر سرے سے پڑھے۔ (۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: اگر کپڑا دینے کا کسی نے وعدہ کیا، تو آخر وقت تک انتظار کرے، جب دیکھے کہ نماز جاتی رہے گی، تو برہنہ ہی پڑھ لے۔ (۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: اگر دوسرے کے پاس کپڑا ہے اور غالب گمان ہے کہ مانگنے سے دے دے گا، تو مانگنا واجب ہے۔ (۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: اگر کپڑا مول (۵) ملتا ہے اور اس کے پاس دام حاجت اصلیہ سے زائد ہیں، تو اگر اتنے دام مانگتا ہو، جو اندازہ کرنے والوں کے اندازہ سے باہر نہ ہوں، تو خریدنا واجب۔ (۶) (ردالمحتار) یو ہیں اگر ادھار دینے پر راضی ہو، جب بھی خریدنا واجب ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۴۲: اگر اس کے پاس کپڑا ایسا ہے کہ پورا نجس ہے، تو نماز میں اسے نہ پہنے اور اگر ایک چوتھائی پاک ہے، تو واجب ہے کہ اسے پہن کر پڑھے، برہنہ جائز نہیں، یہ سب اس وقت ہے کہ ایسی چیز نہیں کہ کپڑا پاک کر سکے یا اس کی نجاست قدر مانع سے کم کر سکے، ورنہ واجب ہوگا کہ پاک کرے یا تقلیل نجاست کرے۔ (۷) (درمختار)

مسئلہ ۴۳: چند شخص برہنہ ہیں، تو تنہا تنہا، دُور دُور، نمازیں پڑھیں اور اگر جماعت کی، تو امام بیچ میں کھڑا ہو۔ (۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: اگر برہنہ شخص کو چٹائی یا کچھونا مل جائے، تو اسی سے ستر کرے، ننگا نہ پڑھے۔ یو ہیں گھاس یا پتوں سے ستر کر سکتا ہے تو یہی کرے۔ (۹) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: اگر پورے ستر کے لیے کپڑا نہیں اور اتنا ہے کہ بعض اعضا کا ستر ہو جائے گا تو اس سے ستر واجب ہے اور

..... ۱ یعنی کسی کے پاس کپڑا تھا اس نے کہا تم اسے استعمال کر سکتے ہو۔

..... ۲ "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمر، ج ۲، ص ۱۰۶۔

..... ۳ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمر، ج ۲، ص ۱۰۶۔

..... ۴ المرجع السابق۔

..... ۵ یعنی قیمت سے۔

..... ۶ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمر، ج ۲، ص ۱۰۷۔

..... ۷ "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۰۷۔

..... ۸ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث، في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۹۔

..... ۹ المرجع السابق۔

اس کپڑے سے عورت غلیظہ یعنی قبل و دبر کو چھپائے اور اتنا ہو کہ ایک ہی کو چھپا سکتا ہے، تو ایک ہی کو چھپائے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۴۶: جس نے ایسی مجبوری میں برہنہ نماز پڑھی، تو بعد نماز کپڑا ملنے پر اعادہ نہیں، نماز ہو گئی۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۴۷: اگر ستر کا کپڑا یا اس کے پاک کرنے کی چیز نہ ملنا، بندوں کی جانب سے ہو، تو نماز پڑھے، پھر اعادہ کرے۔^(۳) (درمختار)

تیسری شرط استقبال قبلہ: یعنی نماز میں قبلہ یعنی کعبہ کی طرف منہ کرنا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّهُمْ عَنْ قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝﴾^(۴)

بے وقوف لوگ کہیں گے کہ جس قبلہ پر مسلمان لوگ تھے، انھیں کس چیز نے اس سے پھیر دیا، تم فرما دو اللہ ہی کے لیے مشرق و مغرب ہے، جسے چاہتا ہے، سیدھے راستہ کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سولہ یا ستر مہینہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پسند یہ تھا کہ کعبہ قبلہ ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کما هو مروی فی صحیح البخاری وغیرہ من الصحاح اور فرماتا ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ إِيْمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝﴾^(۵)

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ۝﴾^(۵)

جس قبلہ پر تم پہلے تھے، ہم نے پھر وہی اس لیے مقرر کیا کہ رسول کے اتباع کرنے والے ان سے متمیز ہو جائیں، جو ایڑیوں کے بل لوٹ جاتے ہیں اور بے شک یہ شاق ہے، مگر ان پر جن کو اللہ نے ہدایت کی اور اللہ تمہارا ایمان ضائع نہ کرے گا،

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۰۸.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۱۰.

③ المرجع السابق، ص ۱۱۰.

④ پ ۲، البقرة: ۱۴۲.

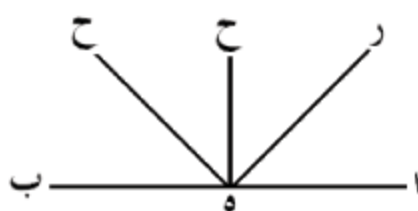
⑤ پ ۲، البقرة: ۱۴۳-۱۴۴.

بیشک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان رحم والا ہے۔ اے محبوب! آسمان کی طرف تمہارا بار بار مونہ اٹھانا ہم دیکھتے ہیں، تو ضرور ہم تمہیں اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جسے تم پسند کرتے ہو، تو اپنا مونہ (نماز میں) مسجد حرام کی طرف پھیرو اور اے مسلمانوں! تم جہاں کہیں ہو، اسی کی طرف (نماز میں) مونہ کرو اور بے شک جنہیں کتاب دی گئی، وہ ضرور جانتے ہیں کہ وہی حق ہے، ان کے رب کی طرف سے اور اللہ ان کے کو تکوں سے غافل نہیں۔

مسئلہ ۴۸: نماز اللہ ہی کے لیے پڑھی جائے اور اسی کے لیے سجدہ ہو نہ کہ کعبہ کو، اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کے لیے سجدہ کیا، حرام و گناہ کبیرہ کیا اور اگر عبادت کعبہ کی نیت کی، جب تو کھلا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔^(۱) (درمختار وافادات رضویہ)

مسئلہ ۴۹: استقبال قبلہ عام ہے کہ بعینہ کعبہ معظمہ کی طرف مونہ ہو، جیسے مکہ مکرمہ والوں کے لیے یا اس جہت کو مونہ ہو جیسے اوروں کے لیے۔^(۲) (درمختار) یعنی تحقیق یہ ہے کہ جو عین کعبہ کی سمت خاص تحقیق کر سکتا ہے، اگرچہ کعبہ آڑ میں ہو، جیسے مکہ معظمہ کے مکانوں میں جب کہ مثلاً چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں، تو عین کعبہ کی طرف مونہ کرنا فرض ہے، جہت کافی نہیں اور جسے یہ تحقیق ناممکن ہو، اگرچہ خاص مکہ معظمہ میں ہو، اس کے لیے جہت کعبہ کو مونہ کرنا کافی ہے۔ (افادات رضویہ)

مسئلہ ۵۰: کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھی، تو جس رخ چاہے پڑھے، کعبہ کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی، مگر اس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔^(۳) (غنیہ وغیرہا)



مسئلہ ۵۱: اگر صرف حطیم کی طرف مونہ کیا کہ کعبہ معظمہ محاذات میں

نہ آیا، نماز نہ ہوئی۔^(۴) (غنیہ)

مسئلہ ۵۲: جہت کعبہ کو مونہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مونہ کی سطح کا کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو، تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے، مگر مونہ کا کوئی جز کعبہ کے مواجہہ میں ہے، نماز ہو جائے گی، اس کی مقدار ۴۵ درجہ رکھی گئی ہے، تو اگر ۴۵ درجہ سے زائد انحراف ہے، استقبال نہ پایا گیا، نماز نہ ہوئی، مثلاً ا، ب، ایک خط ہے اس پر ۵، ح، عمود ہے اور فرض کرو کہ کعبہ معظمہ عین نقطہ ح کے محاذی ہے، دونوں قائلے ا، ۵، ح اور ح، ۵ کی تصنیف کرتے ہوئے خطوط ۵، ر، ۵، ح خطوط کھینچے، تو یہ زاویہ ۴۵، ۴۵ درجے کے ہوئے کہ قائمہ ۹۰ درجے ہے، اب جو شخص مقام ۵ پر کھڑا ہے، اگر نقطہ ح کی طرف مونہ کرے، تو

② المرجع السابق.

① "الدر المختار"، کتاب الصلاة، بحث النية، ج ۲، ص ۱۳۴.

③ "غنیة المتملي"، فصل مسائل شتی، ص ۶۱۶، وغیرہا.

④ "غنیة المتملي"، فروع فی شرح الطحاوی، ص ۲۲۵.

اگر عین کعبہ کو مونہ ہے اور اگر دہنے بائیں دیا ح کی طرف جھکے تو جب تک دیا ح کے اندر ہے، جہت کعبہ میں ہے اور جب دے سے بڑھ کر دیا ح سے گزر کر ب کی طرف کچھ بھی قریب ہوگا، تو اب جہت سے نکل گیا، نماز نہ ہوگی۔^(۱) (درمختار و افادات رضویہ)

مسئلہ ۵۳: قبلہ بنائے کعبہ کا نام نہیں، بلکہ وہ فضا ہے، اس بنا کی محاذات میں ساتویں زمین سے عرش تک قبلہ ہی ہے، تو اگر وہ عمارت وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دی جائے اور اب اس عمارت کی طرف مونہ کر کے نماز پڑھی نہ ہوگی یا کعبہ معظمہ کسی ولی کی زیارت کو گیا اور اس فضا کی طرف نماز پڑھی ہوگئی، یوہیں اگر بلند پہاڑ پر یا کوئیں کے اندر نماز پڑھی اور قبلہ کی طرف مونہ کیا، نماز ہوگئی کہ فضا کی طرف توجہ پائی گئی، گو عمارت کی طرف نہ ہو۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو، مثلاً مریض ہے کہ اس میں اتنی قوت نہیں کہ ادھر رخ بدلے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جو متوجہ کر دے یا اس کے پاس اپنا یا امانت کا مال ہے جس کے چوری ہو جانے کا صحیح اندیشہ ہو یا کشتی کے تختہ پر بہتا جا رہا ہے اور صحیح اندیشہ ہے کہ استقبال کرے تو ڈوب جائے گا یا شریعہ جانور پر سوار ہے کہ اترنے نہیں دیتا یا اتر تو جائے گا مگر بے مددگار سوار نہ ہونے دے گا یا یہ بوڑھا ہے کہ پھر خود سوار نہ ہو سکے گا اور ایسا کوئی نہیں جو سوار کرادے، تو ان سب صورتوں میں جس رخ نماز پڑھ سکے، پڑھ لے اور اعادہ بھی نہیں، ہاں سواری کے روکنے پر قادر ہو تو روک کر پڑھے اور ممکن ہو تو قبلہ کو مونہ کرے، ورنہ جیسے بھی ہو سکے اور اگر روکنے میں قافلہ نگاہ سے مخفی ہو جائے گا تو سواری ٹھہرانا بھی ضروری نہیں، یوہیں روانی میں پڑھے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: چلتی کشتی میں نماز پڑھے، تو بوقت تحریمہ قبلہ کو مونہ کرے اور جیسے جیسے وہ گھومتی جائے یہ بھی قبلہ کو مونہ پھیرتا رہے، اگرچہ نفل نماز ہو۔^(۴) (غنیہ)

مسئلہ ۵۶: مصلیٰ کے پاس مال ہے اور اندیشہ صحیح ہے کہ استقبال کرے گا تو چوری ہو جائے گی، ایسی حالت میں کوئی ایسا شخص مل گیا جو حفاظت کرے، اگرچہ باجرت مثل استقبال فرض ہے۔^(۵) (ردالمحتار) یعنی جب کہ وہ اجرت حاجتِ اصلیہ سے زائد اس کے پاس ہو یا محافظ آئندہ لینے پر راضی ہو اور اگر وہ نقد مانگتا ہے اور اس کے پاس نہیں یا ہے مگر حاجتِ اصلیہ سے زائد نہیں یا ہے مگر وہ اجرت مثل سے بہت زیادہ مانگتا ہے، تو اجیر کرنا ضروری نہیں، یوہیں پڑھے۔ (افادات رضویہ)

مسئلہ ۵۷: کوئی شخص قید میں ہے اور وہ لوگ اسے استقبال سے مانع ہیں تو جیسے بھی ہو سکے، نماز پڑھ لے، پھر

۱..... "الدر المختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۱۳۵.

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: کرامات الأولیاء ثابتہ، ج ۲، ص ۱۴۱.

۳..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: کرامات الأولیاء ثابتہ، ج ۲، ص ۱۴۲.

۴..... "غنیۃ المتملی"، فروع فی شرح الطحطاوی، ص ۲۲۵.

۵..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: کرامات الأولیاء ثابتہ، ج ۲، ص ۱۴۲.

جب موقع ملے وقت میں یا بعد، تو اس نماز کا اعادہ کرے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو، نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتا دے، نہ وہاں مسجدیں محرابیں ہیں، نہ چاند، سورج، ستارے نکلے ہوں یا ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے، تو ایسے کے لیے حکم ہے کہ تحری کرے (سوچے جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے ادھر ہی منہ کرے)، اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔^(۲) (عامہ کتب)

مسئلہ ۵۹: تحری کر کے نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی، ہوگئی، اعادہ کی حاجت نہیں۔^(۳) (تنویر الابصار وغیرہ)

مسئلہ ۶۰: ایسا شخص اگر بے تحری کسی طرف منہ کر کے نماز پڑھے، نماز نہ ہوئی، اگرچہ واقع میں قبلہ ہی کی طرف منہ کیا ہو، ہاں اگر قبلہ کی طرف منہ ہونا، بعد نماز یقین کے ساتھ معلوم ہوا، ہوگئی اور اگر بعد نماز اس کا جہت قبلہ ہونا گمان ہو، یقین نہ ہو یا اثنائے نماز میں اسی کا قبلہ ہونا معلوم ہوا، اگرچہ یقین کے ساتھ تو نماز نہ ہوئی۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: اگر سوچا اور دل میں کسی طرف قبلہ ہونا ثابت ہوا، مگر اس کے خلاف دوسری طرف اس نے منہ کیا، نماز نہ ہوئی، اگرچہ واقع میں وہی قبلہ تھا، جدھر منہ کیا، اگرچہ بعد کو یقین کیساتھ اسی کا قبلہ ہونا معلوم ہو۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۶۲: اگر کوئی جاننے والا موجود ہے، اس سے دریافت نہیں کیا، خود غور کر کے کسی طرف کو پڑھ لی، تو اگر قبلہ ہی کی طرف منہ تھا، ہوگئی، ورنہ نہیں۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: جاننے والے سے پوچھا اس نے نہیں بتایا، اس نے تحری کر کے نماز پڑھ لی، اب بعد نماز اس نے بتایا نماز ہوگئی، اعادہ کی حاجت نہیں۔^(۷) (غنیہ)

مسئلہ ۶۴: اگر مسجدیں اور محرابیں وہاں ہیں، مگر ان کا اعتبار نہ کیا، بلکہ اپنی رائے سے ایک طرف کو متوجہ ہو لیا، یا تارے وغیرہ موجود ہیں اور اس کو علم ہے کہ ان کے ذریعہ سے معلوم کر لے اور نہ کیا بلکہ سوچ کر پڑھ لی، دونوں صورت میں نہ

۱..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: کرامات الأولیاء ثابتہ، ج ۲، ص ۱۴۳.

۲..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: مسائل التحری فی القبلة، ج ۲، ص ۱۴۳.

۳..... "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۱۴۳، وغیرہ.

۴..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: مسائل التحری فی القبلة، ج ۲، ص ۱۴۷.

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۱۴۷.

۶..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: مسائل التحری... إلخ، ج ۲، ص ۱۴۳.

۷..... "منية المصلي"، مسائل تحری القبلة... إلخ، ص ۱۹۲.

ہوئی، اگر خلاف جہت کی طرف پڑھی۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵: ایک شخص تحری کر کے (سوچ کر) ایک طرف پڑھ رہا ہے، تو دوسرے کو اس کا اتباع جائز نہیں، بلکہ اسے بھی تحری کا حکم ہے، اگر اس کا اتباع کیا تحری نہ کی، اس کی نماز نہ ہوئی۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: اگر تحری کر کے نماز پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز میں اگرچہ سجدہ سہو میں رائے بدل گئی یا غلطی معلوم ہوئی تو فرض ہے کہ فوراً گھوم جائے اور پہلے جو پڑھ چکا ہے، اس میں خرابی نہ آئے گی۔ اسی طرح اگر چاروں رکعتیں چار جہات میں پڑھیں، جائز ہے اور اگر فوراً نہ پھر ایسا تک کہ ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کا وقفہ ہوا، نماز نہ ہوئی۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: نابینا غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہا تھا، کوئی بیٹا آیا، اس نے اسے سیدھا کر کے اس کی اقتدا کی، تو اگر وہاں کوئی شخص ایسا تھا، جس سے قبلہ کا حال نابینا دریافت کر سکتا تھا، مگر نہ پوچھا، دونوں کی نمازیں نہ ہوئیں اور اگر کوئی ایسا نہ تھا، تو نابینا کی ہوگئی اور مقتدی کی نہ ہوئی۔^(۴) (خانہ، ہندیہ، غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۸: تحری کر کے غیر قبلہ کو نماز پڑھ رہا تھا، بعد کو اسے اپنی رائے کی غلطی معلوم ہوئی اور قبلہ کی طرف پھر گیا، تو جس دوسرے شخص کو اس کی پہلی حالت معلوم ہو، اگر یہ بھی اسی قسم کا ہے کہ اس نے بھی پہلے وہی تحری کی تھی اور اب اس کو بھی غلطی معلوم ہوئی، تو اس کی اقتدا کر سکتا ہے، ورنہ نہیں۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۹: اگر امام تحری کر کے ٹھیک جہت میں پہلے ہی سے پڑھ رہا ہے، تو اگرچہ مقتدی تحری کرنے والوں میں نہ ہو، اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۷۰: اگر امام و مقتدی ایک ہی جہت کو تحری کر کے نماز پڑھ رہے تھے اور امام نے نماز پوری کر لی اور سلام پھیر دیا اب مسبوق^(۷) ولاحق^(۸) کی رائے بدل گئی، تو مسبوق گھوم جائے اور لاحق سرے سے پڑھے۔^(۹) (درمختار)

۱..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: مسائل التحری فی القبلة، ج ۲، ص ۱۴۳.

۲..... المرجع السابق.

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: مسائل التحری فی القبلة، ج ۲، ص ۱۴۳.

۴..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: مسائل التحری فی القبلة، ج ۲، ص ۱۴۴.

۵..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: مسائل التحری فی القبلة، ج ۲، ص ۱۴۴.

۶..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۴۴.

۷..... وہ کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

۸..... وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں شریک ہوا، مگر اقتدا کے بعد اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہو گئیں، خواہ عذر سے یا بلا عذر۔

۹..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۴۴.

مسئلہ ۷۱: اگر پہلے ایک طرف کورائے ہوئی اور نماز شروع کی، پھر دوسری طرف کورائے پلٹی، پلٹ گیا پھر تیسری یا چوتھی بار وہی رائے ہوئی، جو پہلے مرتبہ تھی تو اسی طرف پھر جائے، سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۷۲: تحری کر کے ایک رکعت پڑھی، دوسری میں رائے بدل گئی، اب یاد آیا کہ پہلی رکعت کا ایک سجدہ رہ گیا تھا، تو سرے سے نماز پڑھے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۷۳: اندھیری رات ہے، چند شخصوں نے جماعت سے تحری کر کے مختلف جہتوں میں نماز پڑھی، مگر اثنائے نماز میں یہ معلوم نہ ہوا کہ اس کی جہت امام کی جہت کے خلاف ہے، نہ مقتدی امام سے آگے ہے، نماز ہو گئی اور اگر بعد نماز معلوم ہوا کہ امام کے خلاف اس کی جہت تھی، کچھ حرج نہیں اور اگر امام کے آگے ہونا معلوم ہوا نماز میں یا بعد کو، تو نماز نہ ہوئی۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۴: مصلیٰ نے قبلہ سے بلا عذر قصداً سینہ پھیر دیا، اگر چہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہو گیا، نماز فاسد ہو گئی اور اگر بلا قصد پھر گیا اور بقدر تین تسبیح کے وقفہ نہ ہوا، تو ہو گئی۔^(۴) (منیہ، بحر)

مسئلہ ۷۵: اگر صرف مونہ قبلہ سے پھیرا، تو اس پر واجب ہے کہ فوراً قبلہ کی طرف کر لے اور نماز نہ جائے گی، مگر بلا عذر مکروہ ہے۔^(۵) (منیہ، بحر)

چوتھی شرط وقت ہے: اس کے مسائل اوپر مستقل باب میں بیان ہوئے۔

پانچویں شرط نیت ہے:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۝﴾^(۶)

انھیں تو یہی حکم ہوا کہ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص رکھتے ہوئے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۴۶.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۴۶.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: اذا ذكر في مسألة ثلاثة اقوال... إلخ، ج ۲، ص ۱۴۷.

④ "منية المصلي"، مسائل التحری قبلہ... إلخ، ص ۱۹۳.

و "البحر الرائق"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۱، ص ۴۹۷.

⑤ المرجع السابق.

⑥ پ ۳۰، البينة: ۵.

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ أَمْرٍ مَّا نَوَيْ)) (1)

”اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہ ہے، جو اس نے نیت کی۔“

اس حدیث کو بخاری و مسلم اور دیگر محدثین نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۷۶: نیت دل کے پکے ارادہ کو کہتے ہیں، محض جاننا نیت نہیں، تاوقت یہ کہ ارادہ نہ ہو۔ (2) (تنویر الابصار)

مسئلہ ۷۷: نیت میں زبان کا اعتبار نہیں، یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظ عصر نکلا، ظہر کی نماز

ہوگئی۔ (3) (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ ۷۸: نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے، کون سی نماز پڑھتا ہے؟ تو فوراً بلا تاؤل بتا دے، اگر

حالت ایسی ہے کہ سوچ کر بتائے گا، تو نماز نہ ہوگی۔ (4) (درمختار)

مسئلہ ۷۹: زبان سے کہہ لینا مستحب ہے اور اس میں کچھ عربی کی تخصیص نہیں، فارسی وغیرہ میں بھی ہو سکتی ہے اور

تلفظ میں ماضی کا صیغہ ہو، مثلاً نَوَيْْتُ یا نیت کی میں نے۔ (5) (درمختار)

مسئلہ ۸۰: احوط یہ ہے کہ اللہ اکبر کہتے وقت نیت حاضر ہو۔ (6) (منیہ)

مسئلہ ۸۱: تکبیر سے پہلے نیت کی اور شروع نماز اور نیت کے درمیان کوئی امر اجنبی، مثلاً کھانا، پینا، کلام وغیرہ وہ

امور جو نماز سے غیر متعلق ہیں، فاصل نہ ہوں نماز ہو جائے گی، اگرچہ تحریمہ کے وقت نیت حاضر نہ ہو۔ (7) (درمختار)

مسئلہ ۸۲: وضو سے پیشتر نیت کی، تو وضو کرنا فاصل اجنبی نہیں، نماز ہو جائے گی۔ یوہیں وضو کے بعد نیت کی اس کے

بعد نماز کے لیے چلنا پایا گیا، نماز ہو جائے گی اور یہ چلنا فاصل اجنبی نہیں۔ (8) (غنیہ)

1 ”صحیح البخاری“، کتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم... إلخ،

الحديث: ۱، ج ۱، ص ۵.

2 ”تنویر الابصار“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۱۱.

3 ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، بحث النية، ج ۲، ص ۱۱۲.

4 ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۱۳.

5 ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۱۳.

6 ”منية المصلي“، استحباب ان ينوي بقبله ويتكلم باللسان، ص ۲۳۲.

7 ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۱۴.

8 ”غنية المتملي“، الشرط السادس النية، ص ۲۵۵.

مسئلہ ۸۳: اگر شروع کے بعد نیت پائی گئی، اس کا اعتبار نہیں، یہاں تک کہ اگر تکبیر تحریمہ میں اللہ کہنے کے بعد اکبر سے پہلے نیت کی، نماز نہ ہوگی۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۴: اصح یہ ہے کہ نفل وسنت و تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے، مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح یا سنت وقت یا قیام اللیل کی نیت کرے اور باقی سنتوں میں سنت یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت^(۲) کی نیت کرے، اس لیے کہ بعض مشائخ ان میں مطلق نیت کو نا کافی قرار دیتے ہیں۔^(۳) (منیہ)

مسئلہ ۸۵: نفل نماز کے لیے مطلق نماز کی نیت کافی ہے، اگرچہ نفل نیت میں نہ ہو۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۸۶: فرض نماز میں نیت فرض بھی ضرور ہے، مطلق نماز یا نفل وغیرہ کی نیت کافی نہیں، اگر فرضیت جانتا ہی نہ ہو، مثلاً پانچوں وقت نماز پڑھتا ہے، مگر ان کی فرضیت علم میں نہیں، نماز نہ ہوگی اور اس پر ان تمام نمازوں کی قضا فرض ہے، مگر جب امام کے پیچھے ہو اور یہ نیت کرے کہ امام جو نماز پڑھتا ہے، وہی میں بھی پڑھتا ہوں، تو یہ نماز ہو جائے گی اور اگر جانتا ہو مگر فرض کو غیر فرض سے متمیز نہ کیا تو دو صورتیں ہیں، اگر سب میں فرض ہی کی نیت کرتا ہے، تو نماز ہو جائے گی، مگر جن فرضوں سے پیشتر سنتیں ہیں، اگر سنتیں پڑھ چکا ہے، تو امامت نہیں کر سکتا کہ سنتیں بہ نیت فرض پڑھنے سے اس کا فرض ساقط ہو چکا، مثلاً ظہر کے پیشتر چار رکعت سنتیں بہ نیت فرض پڑھیں، تو اب فرض نماز میں امامت نہیں کر سکتا کہ یہ فرض پڑھ چکا، دوسری صورت یہ کہ نیت فرض کسی میں نہ کی، تو نماز فرض ادا نہ ہوئی۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۷: فرض میں یہ بھی ضرور ہے کہ اس خاص نماز مثلاً ظہر یا عصر کی نیت کرے یا مثلاً آج کے ظہر یا فرض وقت کی نیت وقت میں کرے، مگر جمعہ میں فرض وقت کی نیت کافی نہیں، خصوصیت جمعہ کی نیت ضروری ہے۔^(۶) (تنویر الابصار)

مسئلہ ۸۸: اگر وقت نماز ختم ہو چکا اور اس نے فرض وقت کی نیت کی، تو فرض نہ ہوئے خواہ وقت کا جاتا رہنا اسکے علم میں ہو یا نہیں۔^(۷) (ردالمحتار)

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج ۲، ص ۱۱۶.

۲..... یعنی پیروی۔

۳..... "منية المصلي"، الشرط السادس النية، ص ۲۲۵.

۴..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج ۲، ص ۱۱۶.

۵..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج ۲، ص ۱۱۷.

۶..... "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۱۷، ۱۲۳.

۷..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج ۲، ص ۱۲۳.

مسئلہ ۸۹: نماز فرض میں یہ نیت کہ آج کے فرض پڑھتا ہوں کافی نہیں، جبکہ کسی نماز کو معین نہ کیا، مثلاً آج کی ظہر یا آج کی عشا۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۰: اولیٰ یہ ہے کہ یہ نیت کرے آج کی فلاں نماز کہ اگرچہ وقت خارج ہو گیا ہو، نماز ہو جائے گی، خصوصاً اس کے لیے جسے وقت خارج ہونے میں شک ہو۔^(۲) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۹۱: اگر کسی نے اس دن کو دوسرا دن گمان کر لیا، مثلاً وہ دن پیر کا ہے اور اس نے اسے منگل سمجھ کر منگل کی ظہر کی نیت کی، بعد کو معلوم ہوا کہ پیر تھا، نماز ہو جائے گی۔^(۳) (غنیہ) یعنی جبکہ آج کا دن نیت میں ہو کہ اس تعیین کے بعد پیر یا منگل کی تخصیص بے کار ہے اور اس میں غلطی مضرت نہیں، ہاں اگر صرف دن کے نام ہی سے نیت کی اور آج کے دن کا قصد نہ کیا، مثلاً منگل کی ظہر پڑھتا ہوں، تو نماز نہ ہوگی اگرچہ وہ دن منگل ہی کا ہو کہ منگل بہت ہیں۔ (افادات رضویہ)

مسئلہ ۹۲: نیت میں تعداد رکعات کی ضرورت نہیں البتہ افضل ہے، تو اگر تعداد رکعات میں خطا واقع ہوئی مثلاً تین رکعتیں ظہر یا چار رکعتیں مغرب کی نیت کی، تو نماز ہو جائے گی۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳: فرض قضا ہو گئے ہوں، تو ان میں تعیین یوم اور تعیین نماز ضروری ہے، مثلاً فلاں دن کی فلاں نماز مطلقاً ظہر وغیرہ یا مطلقاً نماز قضا نیت میں ہونا کافی نہیں۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۹۴: اگر اس کے ذمہ ایک ہی نماز قضا ہو، تو دن معین کرنے کی حاجت نہیں، مثلاً میرے ذمہ جو فلاں نماز ہے، کافی ہے۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۵: اگر کسی کے ذمہ بہت سی نمازیں ہیں اور دن تاریخ بھی یاد نہ ہو، تو اس کے لیے آسان طریقہ نیت کا یہ ہے کہ سب میں پہلی یا سب میں پچھلی فلاں نماز جو میرے ذمہ ہے۔^(۷) (درمختار)

① "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج ۲، ص ۱۲۳.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۲۳.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۶.

③ "غنیة المتملی"، الشرط السادس النية، ص ۲۵۳.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج ۲، ص ۱۲۰.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۱۹.

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج ۲، ص ۱۱۹.

⑦ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۱۹.

مسئلہ ۹۶: کسی کے ذمہ اتوار کی نماز تھی، مگر اس کو گمان ہوا کہ ہفتہ کی ہے اور اس کی نیت سے نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ اتوار کی تھی، ادا نہ ہوئی۔^(۱) (غنیہ)

مسئلہ ۹۷: قضا یا ادا کی نیت کی کچھ حاجت نہیں، اگر قضا بہ نیت ادا پڑھی یا ادا بہ نیت قضا، تو نماز ہو گئی، یعنی مثلاً وقت ظہر باقی ہے اور اس نے گمان کیا کہ جاتا رہا اور اس دن کی نماز ظہر بہ نیت قضا پڑھی یا وقت جاتا رہا اور اس نے گمان کیا کہ باقی ہے اور بہ نیت ادا پڑھی ہو گئی اور اگر یوں نہ کیا، بلکہ وقت باقی ہے اور اس نے ظہر کی قضا پڑھی، مگر اس دن کے ظہر کی نیت نہ کی تو نہ ہوئی، یوں اس کے ذمہ کسی دن کی نماز ظہر تھی اور بہ نیت ادا پڑھی نہ ہوئی۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹۸: مقتدی کو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے اور امام کو نیتِ امامت مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لیے ضروری نہیں، یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کر لیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتدا کی نماز ہو گئی، مگر امام نے امامت کی نیت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پائے گا اور ثواب جماعت حاصل ہونے کے لیے مقتدی کی شرکت سے پیشتر نیت کر لینا ضروری نہیں، بلکہ وقت شرکت بھی نیت کر سکتا ہے۔^(۳) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۹۹: ایک صورت میں امام کو نیتِ امامت بالاتفاق ضروری ہے کہ مقتدی عورت ہو اور وہ کسی مرد کے محاذی کھڑی ہو جائے اور وہ نماز، نماز جنازہ نہ ہو تو اس صورت میں اگر امام نے امامت زناں^(۴) کی نیت نہ کی، تو اس عورت کی نماز نہ ہوئی۔^(۵) (درمختار) اور امام کی یہ نیت شروع نماز کے وقت درکار ہے، بعد کو اگر نیت کر بھی لے، صحت اقتدائے زن کے لیے کافی نہیں۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۰: جنازہ میں تو مطلقاً خواہ مرد کے محاذی ہو یا نہ ہو، امامت زناں کی نیت بالا جماع ضروری نہیں اور اصح یہ ہے کہ جمعہ وعیدین میں بھی حاجت نہیں، باقی نمازوں میں اگر محاذی مرد کے نہ ہوئی، تو عورت کی نماز ہو جائے گی، اگر چہ امام نے

① "غنیۃ المتعلی"، الشرط السادس النیۃ، ص ۲۵۴.

② "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: یصح القضاء بنية الأداء و عکسہ، ج ۲، ص ۱۲۵.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۲۱،

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۶.

④ یعنی عورتوں کی امامت۔

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۲۸.

⑥ "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضیٰ علیہ سنوات... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۹.

امامت زناں کی نیت نہ کی ہو۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۱۰۱: مقتدی نے اگر صرف نماز امام یا فرض امام کی نیت کی اور اقتدا کا قصد نہ کیا، نماز نہ ہوئی۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۲: مقتدی نے بہ نیت اقتدا یہ نیت کی کہ جو نماز امام کی وہی نماز میری، تو جائز ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۳: مقتدی نے یہ نیت کی کہ وہ نماز شروع کرتا ہوں جو اس امام کی نماز ہے، اگر امام نماز شروع کر چکا ہے، جب تو ظاہر کہ اس نیت سے اقتدا صحیح ہے اور اگر امام نے اب تک نماز شروع نہ کی تو دو صورتیں ہیں، اگر مقتدی کے علم میں ہو کہ امام نے ابھی نماز شروع نہ کی، تو بعد شروع وہی پہلی نیت کافی ہے اور اگر اس کے گمان میں ہے کہ شروع کر لی اور واقع میں شروع نہ کی ہو تو وہ نیت کافی نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۴: مقتدی نے نیت اقتدا کی، مگر فرضوں میں تعیین فرض نہ کی، تو فرض ادا نہ ہوا۔^(۵) (غنیہ) یعنی جب تک یہ نیت نہ ہو کہ نماز امام میں اس کا مقتدی ہوتا ہوں۔

مسئلہ ۱۰۵: جمعہ میں بہ نیت اقتدا نماز امام کی نیت کی ظہر یا جمعہ کی نیت نہ کی، نماز ہو گئی، خواہ امام نے جمعہ پڑھا ہو یا ظہر اور اگر بہ نیت اقتدا ظہر کی نیت کی اور امام کی نماز جمعہ تھی تو نہ جمعہ ہوا، نہ ظہر۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۶: مقتدی نے امام کو قعدہ میں پایا اور یہ معلوم نہ ہو کہ قعدہ اولیٰ ہے یا اخیرہ اور اس نیت سے اقتدا کی کہ اگر یہ قعدہ اولیٰ ہے تو میں نے اقتدا کی ورنہ نہیں، تو اگر چہ قعدہ اولیٰ ہو اقتدا صحیح نہ ہوئی اور اگر بایں نیت اقتدا کی کہ قعدہ اولیٰ ہے، تو میں نے فرض میں اقتدا کی، ورنہ نفل میں تو اس اقتدا سے فرض ادا نہ ہوگا، اگر چہ قعدہ اولیٰ ہو۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۷: یوہیں اگر امام کو نماز میں پایا اور یہ نہیں معلوم کہ عشا پڑھتا یا تراویح اور یوں اقتدا کی کہ اگر فرض ہے تو اقتدا کی، تراویح ہے تو نہیں، تو عشا ہو، خواہ تراویح اقتدا صحیح نہ ہوئی۔^(۸) (عالمگیری)

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۲۹.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۶.

③ المرجع السابق، ص ۶۷.

④ المرجع السابق، ص ۶۶.

⑤ غنیۃ المتملی، الشرط السادس النیۃ، ص ۲۵۱.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۶.

⑦ المرجع السابق، ص ۶۷.

⑧ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۷.

اس کو یہ چاہیے کہ فرض کی نیت کرے کہ اگر فرض کی جماعت تھی تو فرض، ورنہ نفل ہو جائیں گے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۱۰۸: امام جس وقت جائے امامت پر گیا، اس وقت مقتدی نے نیت اقتدا کر لی، اگرچہ بوقت تکبیر نیت حاضر نہ ہو، اقتدا صحیح ہے، بشرطیکہ اس درمیان میں کوئی عمل منافی نماز نہ پایا گیا ہو۔^(۲) (غنیہ)

مسئلہ ۱۰۹: نیت اقتدا میں یہ علم ضرور نہیں کہ امام کون ہے؟ زید ہے یا عمرو اور اگر یہ نیت کی کہ اس امام کے پیچھے اور اس کے علم میں وہ زید ہے، بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے اقتدا صحیح ہے اور اگر اس شخص کی نیت نہ کی، بلکہ یہ کہ زید کی اقتدا کرتا ہوں، بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے، تو صحیح نہیں۔^(۳) (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۱۱۰: جماعت کثیر ہو تو مقتدی کو چاہیے کہ نیت اقتدا میں امام کی تعیین نہ کرے، یوہیں جنازہ میں یہ نیت نہ کرے کہ فلاں میت کی نماز۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۱: نماز جنازہ کی یہ نیت ہے، نماز اللہ کے لیے اور دعا اس میت کے لیے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۱۱۲: مقتدی کو شبہ ہو کہ میت مرد ہے یا عورت، تو یہ کہہ لے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں جس پر امام نماز پڑھتا ہے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۱۱۳: اگر مرد کی نیت کی، بعد کو عورت ہونا معلوم ہوا یا بالعکس، جائز نہ ہوئی، بشرطیکہ جنازہ حاضرہ کی طرف اشارہ نہ ہو، یوہیں اگر زید کی نیت کی بعد کو اس کا عمرو ہونا معلوم ہوا صحیح نہیں اور اگر یوں نیت کی کہ اس جنازہ کی اور اس کے علم میں وہ زید ہے بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے، تو ہوگئی۔^(۷) (درمختار، رد المحتار) یوہیں اگر اس کے علم میں وہ مرد ہے، بعد کو عورت ہونا معلوم ہوا یا بالعکس، تو نماز ہو جائے گی، جب کہ اس میت پر نماز نیت میں ہے۔^(۸) (رد المحتار)

مسئلہ ۱۱۴: چند جنازے ایک ساتھ پڑھے، تو ان کی تعداد معلوم ہونا ضروری نہیں اور اگر اس نے تعداد معین کر لی اور

۱..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۵۳.

۲..... "غنیة المتملي"، الشرط السادس النية، ص ۲۵۲.

۳..... المرجع السابق، و "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۷.

۴..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۷.

۵..... "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۲۶.

۶..... "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۲۷.

۷..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضیٰ علیہ سنوات... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۷.

۸..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضیٰ علیہ سنوات... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۷.

اس سے زائد تھے، تو کسی جنازے کی نہ ہوئی۔^(۱) (درمختار) یعنی جب کہ نیت میں اشارہ نہ ہو، صرف اتنا ہو کہ دس (۱۰) میتوں کی نماز اور وہ تھے گیارہ (۱۱) تو کسی پر نہ ہوئی اور اگر نیت میں اشارہ تھا، مثلاً ان دس (۱۰) میتوں پر نماز اور وہ ہوں بیس (۲۰) تو سب کی ہو گئی، یہ احکام امام نماز جنازہ کے ہیں اور مقتدی کے بھی، اگر اس نے یہ نیت نہ کی ہو کہ جن پر امام پڑھتا ہے، ان کے جنازہ کی نماز کہ اس صورت میں اگر اس نے ان کو دس (۱۰) سمجھا اور وہ ہیں زیادہ تو اس کی نماز بھی سب پر ہو جائے گی۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۵: نماز واجب میں واجب کی نیت کرے اور اسے معین بھی کرے، مثلاً نماز عید الفطر، عید اضحیٰ، نذر، نماز بعد طواف یا نفل، جس کو قصد افاصد کیا ہو کہ اس کی قضا بھی واجب ہو جاتی ہے، یوہیں سجدہ تلاوت میں نیت تعیین ضرور ہے، مگر جب کہ نماز میں فوراً کیا جائے اور سجدہ شکر اگرچہ نفل ہے مگر اس میں بھی نیت تعیین درکار ہے یعنی یہ نیت کہ شکر کا سجدہ کرتا ہوں اور سجدہ سہو کو درمختار میں لکھا کہ اس میں نیت تعیین ضروری نہیں، مگر ”نہر الفائق“ میں ضروری سمجھی اور یہی ظاہر تر ہے۔^(۳) (ردالمحتار) اور نذریں متعدد ہوں تو ان میں بھی ہر ایک کی الگ تعیین درکار ہے اور وتر میں فقط وتر کی نیت کافی ہے، اگرچہ اس کے ساتھ نیت وجوب نہ ہو، ہاں نیت واجب اولیٰ ہے، البتہ اگر نیت عدم وجوب ہے تو کافی نہیں۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۶: یہ نیت کہ مونہ میرا قبلہ کی طرف ہے شرط نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ قبلہ سے اعراض کی نیت نہ ہو۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۷: نماز بہ نیت فرض شروع کی پھر درمیان نماز میں یہ گمان کیا کہ نفل ہے اور بہ نیت نفل نماز پوری کی تو فرض ادا ہوئے اور اگر بہ نیت نفل شروع کی اور درمیان میں فرض کا گمان کیا اور اسی گمان کے ساتھ پوری کی، تو نفل ہوئی۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۸: ایک نماز شروع کرنے کے بعد دوسری کی نیت کی، تو اگر تکبیر جدید کے ساتھ ہے، تو پہلی جاتی رہی اور دوسری شروع ہو گئی، ورنہ وہی پہلی ہے، خواہ دونوں فرض ہوں یا پہلی فرض دوسری نفل یا پہلی نفل دوسری فرض۔^(۷) (عالمگیری، غنیہ)

۱..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۲۷.

۲..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضیٰ علیہ سنوات وهو یصلی... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۷.

۳..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضیٰ علیہ سنوات وهو یصلی... إلخ، ج ۲، ص ۱۱۹.

۴..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضیٰ علیہ سنوات وهو یصلی... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۰.

۵..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضیٰ علیہ سنوات... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۹.

۶..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۶.

۷..... المرجع السابق، و ”غنیۃ المتملی“، الشرط السادس النیۃ، ص ۲۴۹.

یہ اس وقت میں ہے کہ دوبارہ نیت زبان سے نہ کرے، ورنہ پہلی بہر حال جاتی رہی۔^(۱) (ہندیہ)

مسئلہ ۱۱۹: ظہر کی ایک رکعت کے بعد پھر بہ نیت اسی ظہر کے تکبیر کہی، تو یہ وہی نماز ہے اور پہلی رکعت بھی شمار ہوگی،

لہذا اگر قعدہ اخیرہ کیا، تو ہوگئی ورنہ نہیں، ہاں اگر زبان سے بھی نیت کا لفظ کہا تو پہلی نماز جاتی رہی اور وہ رکعت شمار میں نہیں۔^(۲) (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۱۲۰: اگر دل میں نماز توڑنے کی نیت کی، مگر زبان سے کچھ نہ کہا، تو وہ بدستور نماز میں ہے۔^(۳) (درمختار) جب

تک کوئی فعل قاطع نماز نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۱: دو نمازوں کی ایک ساتھ نیت کی اس میں چند صورتیں ہیں۔ (۱) ان میں ایک فرض عین ہے، دوسری

جنازہ، تو فرض کی نیت ہوئی، (۲) اور دونوں فرض عین ہیں، تو ایک اگر وقتی ہے اور دوسری کا وقت نہیں آیا، تو وقتی ہوئی،

(۳) اور ایک وقتی ہے، دوسری قضا اور وقت میں وسعت نہیں جب بھی وقتی ہوئی، (۴) اور وقت میں وسعت ہے تو کوئی نہ

ہوئی اور (۵) دونوں قضا ہوں، تو صاحب ترتیب کے لیے پہلی ہوئی اور (۶) صاحب ترتیب نہیں، تو دونوں باطل اور ایک

(۷) فرض، دوسری نفل، تو فرض ہوئے، (۸) اور دونوں نفل ہیں تو دونوں ہوئیں، (۹) اور ایک نفل، دوسری نماز جنازہ، تو

نفل کی نیت رہی۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲۲: نماز خالصاً للہ شروع کی، پھر معاذ اللہ ریا کی آمیزش ہوگئی، تو شروع کا اعتبار کیا جائے گا۔^(۵)

(درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۳: پورا ریا یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے ہے، اس وجہ سے پڑھ لی ورنہ پڑھتا ہی نہیں اور اگر یہ صورت ہے کہ

تنہائی میں پڑھتا تو، مگر اچھی نہ پڑھتا اور لوگوں کے سامنے خوبی کے ساتھ پڑھتا ہے، تو اس کو اصل نماز کا ثواب ملے گا اور اس خوبی

کا ثواب نہیں۔^(۶) (درمختار، عالمگیری) اور ریا کا استحقاق عذاب بہر حال ہے۔

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۶.

② المرجع السابق، و "غنیۃ المتملی"، الشرط السادس النیۃ، ص ۲۵۰.

③ "الدرالمختار"،

④ "غنیۃ المتملی"، الشرط السادس النیۃ، ص ۲۵۰،

و "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: فروع فی النیۃ، ج ۲، ص ۱۵۳.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۵۱.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۷.

⑥ المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲۴: نماز خلوص کے ساتھ پڑھ رہا تھا، لوگوں کو دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ ریا کی مداخلت ہو جائے گی یا شروع کرنا چاہتا تھا کہ ریا کی مداخلت کا اندیشہ ہوا تو، اس کی وجہ سے ترک نہ کرے، نماز پڑھے اور استغفار کر لے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

چھٹی شرط تکبیر تحریمہ ہے:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۝﴾^(۲)

اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

اور احادیث اس بارے میں بہت ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ اکبر سے نماز شروع فرماتے۔

مسئلہ ۱۲۵: نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ رکن ہے۔ باقی نمازوں میں شرط۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۲۶: غیر نماز جنازہ میں اگر کوئی نجاست لیے ہوئے تحریمہ باندھے اور اللہ اکبر ختم کرنے سے پیشتر^(۴)

پھینک دے، نماز منعقد ہو جائے گی۔ یوہیں بروقت ابتدائے تحریمہ ستر کھلا ہوا تھا یا قبلہ سے منحرف^(۵) تھا، یا آفتاب خط نصف النہار پر تھا اور تکبیر سے فارغ ہونے سے پہلے عمل قلیل کے ساتھ ستر چھپا لیا، یا قبلہ کو مونہ کر لیا یا نصف النہار سے آفتاب ڈھل گیا، نماز منعقد ہو جائے گی۔ یوہیں معاذ اللہ بے وضو شخص دریا میں گر پڑا اور اعضائے وضو پر پانی بہنے سے پیشتر تکبیر تحریمہ شروع کی، مگر ختم سے پہلے اعضا ڈھل گئے، نماز منعقد ہو گئی۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲۷: فرض کی تحریمہ پر نفل نماز کی بنا کر سکتا ہے، مثلاً عشا کی چاروں رکعتیں پوری کر کے بے سلام پھیرے

سنتوں کے لیے کھڑا ہو گیا، لیکن قصداً ایسا کرنا مکروہ و منع ہے اور قصداً نہ ہو تو حرج نہیں، مثلاً ظہر کی چار رکعت پڑھ کر قعدہ اخیرہ کر چکا تھا، اب خیال ہوا کہ دوہی پڑھیں اٹھ کھڑا ہوا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا، اب معلوم ہوا کہ چار ہو چکی تھیں، تو یہ رکعت نفل ہوئی، اب ایک اور پڑھ لے کہ دو رکعتیں ہو جائیں، تو یہ بنا بقصد نہ ہوئی، لہذا اس میں کوئی کراہت نہیں۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: فروع في النية، ج ۲، ص ۱۵۱.

② پ ۳۰، الاعلیٰ: ۱۵.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۵۸.

④ پہلے۔ ⑤ یعنی پھر اہوا۔

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، بحث القيام، ج ۲، ص ۱۶۲.

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: قد يطلق الفرض... إلخ، ج ۲، ص ۱۵۹.

مسئلہ ۱۲۸: ایک نفل پر دوسری نفل کی بنا کر سکتا ہے اور ایک فرض کی دوسرے فرض یا نفل پر بنا نہیں ہو سکتی۔^(۱) (درمختار)

نماز پڑھنے کا طریقہ

حدیث ۱: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص مسجد میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کی ایک جانب میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے نماز پڑھی، پھر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، فرمایا: وعلیک السلام، جاؤ نماز پڑھو کہ تمہاری نماز نہ ہوئی، وہ گئے اور نماز پڑھی پھر حاضر ہو کر سلام عرض کیا، فرمایا: وعلیک السلام، جاؤ نماز پڑھو کہ تمہاری نماز نہ ہوئی، تیسری بار یا اس کے بعد عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے تعلیم فرمائیے، ارشاد فرمایا: ”جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو، تو کامل وضو کرو، پھر قبلہ کی طرف مونہ کر کے اللہ اکبر کہو پھر قرآن پڑھو جتنا میسر آئے پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں تمہیں اطمینان ہو، پھر اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان ہو جائے، پھر اٹھو یہاں تک کہ بیٹھنے میں اطمینان ہو پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان ہو جائے پھر اٹھو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر اسی طرح پوری نماز میں کرو۔“^(۲)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ اکبر سے نماز شروع کرتے اور ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے قراءت اور جب رکوع کرتے سر کو نہ اٹھائے ہوتے نہ جھکائے بلکہ متوسط حالت میں رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تو سجدہ کو نہ جاتے تا وقتیکہ سیدھے کھڑے نہ ہو لیں اور سجدہ سے اٹھ کر سجدہ نہ کرتے تا وقتیکہ سیدھے نہ بیٹھ لیں اور ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے اور بایاں پاؤں بچھاتے اور دہنا کھڑا رکھتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے اور درندوں کی طرح کلائیوں بچھانے سے منع فرماتے (یعنی سجدے میں مردوں کو) اور سلام کے ساتھ نماز ختم کرتے۔^(۳)

حدیث ۳: صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ لوگوں کو حکم کیا جاتا کہ نماز میں مرد دہنا ہاتھ بائیں کلائی پر رکھے۔^(۴)

حدیث ۴: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہم کو نماز پڑھائی اور پچھلی

① ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۵۹.

② ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة... إلخ، الحدیث: ۴۵- (۳۹۷)، ۴۶- (۳۹۸)، ص ۲۱۰.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب ما یجمع صفة الصلاة... إلخ، الحدیث: ۴۹۸، ص ۲۵۵.

④ ”صحیح البخاری“، کتاب الأذان، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاة، الحدیث: ۷۴۰، ج ۱، ص ۲۶۲.

صف میں ایک شخص تھا، جس نے نماز میں کچھ کمی کی، جب سلام پھیرا تو اسے پکارا، اے فلاں! ”تو اللہ سے نہیں ڈرتا، کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے؟ تم یہ گمان کرتے ہو گے کہ جو تم کرتے ہو، اس میں سے کچھ مجھ پر پوشیدہ رہ جاتا ہوگا۔ خدا کی قسم!“ میں پیچھے سے ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسا سامنے سے۔“ (1)

حدیث ۶۵: ابو داؤد نے روایت کی کہ اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا گیا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مقام پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سکتہ فرمانا یاد کیا، ایک اس وقت جب تکبیر تحریمہ کہتے۔ دوسرا جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھ کر فارغ ہوتے، اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصدیق کی۔ (2) ترمذی وابن ماجہ و دارمی نے بھی اس کے مثل روایت کی۔ اس حدیث سے آمین کا آہستہ کہنا ثابت ہوتا ہے۔

حدیث ۷: امام بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے، تو آمین کہو کہ جس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق ہو، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔“ (3)

حدیث ۸: صحیح مسلم میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب تم نماز پڑھو تو صفیں سیدھی کر لو، پھر تم میں سے جو کوئی امامت کرے، وہ جب تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے، تو تم آمین کہو، اللہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا اور جب وہ اللہ اکبر کہے اور رکوع میں آجائے، تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو کہ امام تم سے پہلے رکوع کرے گا اور تم سے پہلے اٹھے گا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یہ اس کا بدلہ ہو گیا اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تم اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو، اللہ تمہاری سُنَّے گا۔“ (4)

حدیث ۹ و ۱۰: ابو ہریرہ و قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی صحیح مسلم میں ہے، جب امام قراءت کرے تو تم چپ رہو۔ (5) اس حدیث اور اس کے پہلے جو حدیث ہے دونوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے کہ اگر زور سے کہنا ہوتا تو امام کے

① ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۹۸۰۳، ج ۳، ص ۴۶۰.

اس حدیث شریف سے نہایت واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیکھنے کے لیے کسی چیز کا سامنے ہونا درکار نہیں کہ کوئی شے ادراک کے لیے حجاب نہیں ۱۲ منہ

② ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب السكنة عند الافتتاح، الحديث: ۷۷۹، ج ۱، ص ۳۰۱.

③ ”صحيح البخاري“، كتاب الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، الحديث: ۷۸۲، ج ۱، ص ۲۷۵.

④ ”صحيح مسلم“، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، الحديث: ۴۰۴، ص ۲۱۴.

⑤ ”صحيح مسلم“، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، الحديث: ۶۳- (۴۰۴)، ص ۲۱۵.

آمین کہنے کا پتہ اور موقع بتانے کی کیا حاجت ہوتی کہ جب وہ وَلَا الضَّالِّينَ کہے، تو آمین کہو اور اس سے بہت صریح ترمذی کی روایت شعبہ سے ہے، وہ علقمہ سے وہ ابی وائل سے روایت کرتے ہیں، فَقَالَ امِينٌ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ آمین کہی اور اس میں آواز پست کی، (۱) نیز ابو ہریرہ و قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی قراءت نہ کریں، بلکہ چُپ رہیں اور یہی قرآن عظیم کا بھی ارشاد ہے کہ

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَانصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (۲)

جب قرآن پڑھا جائے تو سُنو اور چُپ رہو، اس امید پر کہ رحم کیے جاؤ۔

حدیث ۱۱: ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”امام تو اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، جب تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تم چُپ رہو۔“ (۳)

حدیث ۱۲: ابو داؤد و ترمذی علقمہ سے راوی، کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”کیا تمہیں وہ نماز نہ

پڑھاؤں، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز تھی؟، پھر نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے، مگر پہلی بار (۴) یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھاتے پھر نہیں۔ (۵) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث ۱۳: دارقطنی و ابن عدی کی روایت انھیں سے ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی، تو ان حضرات نے ہاتھ نہ اٹھائے، مگر نماز شروع کرتے وقت۔ (۶)

حدیث ۱۴: مسلم و احمد جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”یہ کیا بات ہے؟

کہ تمہیں ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں، جیسے چنچل گھوڑے کی دُمیں، نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔“ (۷)

① ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء في التأمين، الحديث: ۲۴۸، ج ۱، ص ۲۸۵.

② پ ۹، الاعراف: ۲۰۴.

③ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب اقامة الصلوات... إلخ، باب إذا قرأ الامام فانصتوا، الحديث: ۸۴۶، ج ۱، ص ۴۶۱.

④ ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، الحديث: ۷۴۸، ج ۱، ص ۲۹۲.

”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يرفع الا في أول مرة، الحديث: ۲۵۷، ج ۱، ص ۲۹۲.

⑤ ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، الحديث: ۷۵۲، ج ۱، ص ۲۹۲.

⑥ ”سنن الدارقطني“، كتاب الصلاة، باب ذكر التكبير و رفع اليدين، الحديث: ۱۱۲۰، ج ۱، ص ۳۹۹.

⑦ ”صحيح مسلم“، كتاب الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة... إلخ، الحديث: ۴۳۰، ص ۲۲۹.

حدیث ۱۵: ابو داؤد و امام احمد نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ”سنت سے ہے کہ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں۔“ (۱)

ان امور کے متعلق اور بکثرت احادیث و آثار موجود ہیں، تبرکاً چند حدیثیں ذکر کیں کہ یہ مقصود نہیں کہ افعال نماز احادیث سے ثابت کیے جائیں کہ ہم نہ اس کے اہل نہ اس کی ضرورت کہ آئمہ کرام نے یہ مرحلے طے فرمادیے، ہمیں تو ان کے ارشادات بس ہیں کہ وہ ارکان شریعت ہیں، وہ وہی فرماتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے ماخوذ ہے۔

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ با وضو قبلہ رُود دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگلی کا فاصلہ کر کے کھڑا ہوا اور دونوں ہاتھ کان تک لے جائے کہ انگوٹھے کان کی لُو سے چھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ کو ہوں، نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے، یوں کہ دہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہوا اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیا (۲) کلائی کے اغل بغل اور ثنا پڑھے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ . (۳)

پھر تعوذ یعنی

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

پڑھے، پھر تسمیہ یعنی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کہے پھر الحمد پڑھے اور ختم پر آمین آہستہ کہے، اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت کہ تین کے برابر ہو، اب اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے، اس طرح کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں، نہ یوں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں اور نہ یوں کہ چار انگلیاں ایک طرف، ایک طرف فقط انگوٹھا اور پیٹھ پیچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اور نہ چانچا نہ ہوا اور کم سے کم تین بار

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہے پھر

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور منفرد ہو تو اس کے بعد

اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے، یوں کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر

① ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة، الحديث: ۷۵۶، ج ۱، ص ۲۹۳.

② چھوٹی انگلی۔

③ پاک ہے تو اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ۱۲

دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے، نہ یوں کہ صرف پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے، بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ روجھے ہوں اور ہتھیلیاں یکجہی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہے، پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے کو جائے اور اسی طرح سجدہ کرے، پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنچوں کے بل کھڑا ہو جائے، اب صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر قراءت شروع کر دے، پھر اسی طرح رکوع اور سجدے کر کے داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (1)

پڑھے اور اس میں کوئی حرف کم و بیش نہ کرے اور اس کو تشہد کہتے ہیں اور جب کلمہ لَا کے قریب پہنچے، دہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیاں اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لَا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمہ إِلَّا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لے، اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا ضرور نہیں، اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا، اس میں تشہد کے بعد درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ پڑھے (2) پھر

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

① تمام تحیتیں اور نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ (عزوجل) کے لیے ہیں سلام حضور پر، اے نبی! اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں، ہم پر اور اللہ (عزوجل) کے نیک بندوں پر سلام، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ ۱۲

② اے اللہ (عزوجل) درود بھیج ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے درود بھیجی سیدنا ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر اور ان کی آل پر، بیشک تو سراہا ہوا بزرگ ہے، اے اللہ (عزوجل) برکت نازل کر ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے برکت نازل کی سیدنا ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر اور ان کی آل پر، بیشک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔ ۱۲

الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ إِنَّكَ مُجِيبُ الدُّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ (1)

یا اور کوئی دُعاے ماثور پڑھے۔ مثلاً

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ
وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (2)

یا یہ دُعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ
مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ (3)

یا یہ پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ
الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ
الرِّجَالِ (4)

یا یہ پڑھے۔

اللَّهُمَّ رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (5)

اور اس کو بغیر اللہ کے نہ پڑھے، پھر دہنے شانے کی طرف منہ کر کے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ کہے، پھر
بائیں طرف، یہ طریقہ کہ مذکور ہوا، امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے، مقتدی کے لیے اس میں کی بعض بات جائز نہیں، مثلاً امام کے

① اے اللہ (عزوجل) تو بخش دے مجھ کو اور میرے والدین کو اور اس کو جو پیدا ہوا اور تمام مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کو، بیشک تو

دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے اپنی رحمت سے، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ۱۲۔

② اے اللہ (عزوجل) میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور بیشک تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں ہے، تو اپنی طرف سے میری

مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر، بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے ۱۲۔

③ اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے ہر قسم کے خیر کا سوال کرتا ہوں جس کو میں جانتا ہوں اور جس کو نہیں جانتا اور ہر قسم کے شر سے تیری پناہ مانگتا

ہوں جس کو میں نے جانا اور جس کو نہیں جانا ۱۲۔

④ اے اللہ (عزوجل) تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت

کے فتنہ سے اے اللہ تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور تاوان سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دین کے غلبہ اور مردوں کے قہر سے ۱۲۔

⑤ اے اللہ (عزوجل) اے ہمارے پروردگار، تو ہم کو دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں نیکی دے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا ۱۲۔

پیچھے فاتحہ یا اور کوئی سورت پڑھنا۔ عورت بھی بعض امور میں مستثنیٰ ہے، مثلاً ہاتھ باندھنے اور سجدہ کی حالت اور قعدہ کی صورت میں فرق ہے۔^(۱) جس کو ہم بیان کریں گے، ان مذکورات میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ اس کے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں، بعض واجب کہ اس کا ترک^(۲) قصداً^(۳) گناہ اور نماز واجب الاعادة^(۴) اور سہواً ہو تو سجدہ سہو واجب۔ بعض سنت مؤکدہ کہ اس کے ترک کی عادت گناہ اور بعض مستحب کہ کریں تو ثواب، نہ کریں تو گناہ نہیں۔

فرائض نماز

سات چیزیں نماز میں فرض ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ

(۲) قیام

(۳) قراءت

(۴) رکوع

(۵) سجدہ

(۶) قعدہ اخیرہ

(۷) خروج بصنعہ^(۵)

(۱) تکبیر تحریمہ:

حقیقت یہ شرائط نماز سے ہے مگر چونکہ افعال نماز سے اس کو بہت زیادہ اتصال ہے، اس وجہ سے فرائض نماز میں اس کا شمار ہوا۔

مسئلہ ۱: نماز کے شرائط یعنی طہارت واستقبال وستر عورت ووقت۔ تکبیر تحریمہ کے لیے شرائط ہیں یعنی قبل ختم تکبیر ان شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اگر اللہ اکبر کہہ چکا اور کوئی شرط مفقود ہے، نماز نہ ہوگی۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

① ”غنیۃ المتملی“، صفة الصلاة، ص ۲۹۸-۳۳۶، وغیرہا۔

② چھوڑنا۔ ③ یعنی جان بوجھ کر۔

④ یعنی نماز کا پھر سے پڑھنا واجب۔

⑤ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۱۵۸-۱۷۰۔

⑥ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، بحث شروط التحریمة، ج ۲، ص ۱۷۵۔

مسئلہ ۲: جن نمازوں میں قیام فرض ہے، ان میں تکبیر تحریمہ کے لیے قیام فرض ہے، تو اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہو گیا، نماز شروع ہی نہ ہوئی۔^(۱) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳: امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا یعنی تکبیر اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے، نماز نہ ہوئی۔^(۲) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: نفل کے لیے تکبیر تحریمہ رکوع میں کہی، نماز نہ ہوئی اور بیٹھ کر کہتا، تو ہو جاتی۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مقتدی نے لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا مگر اکبر کو امام سے پہلے ختم کر چکا، نماز نہ ہوئی۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۶: امام کو رکوع میں پایا اور اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہا مگر اس تکبیر سے تکبیر رکوع کی نیت کی، نماز شروع ہو گئی اور یہ نیت لغو ہے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۷: امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی، اگر اقتدا کی نیت ہے، نماز میں نہ آیا ورنہ شروع ہو گئی، مگر امام کی نماز میں شرکت نہ ہوئی، بلکہ اپنی الگ۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: امام کی تکبیر کا حال معلوم نہیں کہ کب کہی تو اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے کہی نہ ہوئی اور اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے نہیں کہی تو ہو گئی اور اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو، تو احتیاط یہ ہے کہ قطع کرے اور پھر سے تحریمہ باندھے۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جو شخص تکبیر کے تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو، اس پر تلفظ واجب نہیں، دل میں ارادہ کافی ہے۔^(۸) (درمختار)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۶۸.

۲..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۶۹.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، بحث شروط التحریمة، ج ۲، ص ۱۷۶.
بعض لوگ جلدی میں اسی طرح کر گزرتے ہیں ان کی وہ نماز نہ ہوئی اس کو پھر پڑھیں۔ ۱۲ منہ حفظ

۳..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، بحث شروط التحریمة، ج ۲، ص ۲۱۹.

۴..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ فصل، ج ۲، ص ۲۱۸.

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ فصل، ج ۲، ص ۲۱۹.

۶..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۶۹.

۷..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ فصل، ج ۲، ص ۲۱۹.

۸..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ فصل، ج ۲، ص ۲۲۰.

مسئلہ ۱۰: اگر بطور تعجب اللہ اکبر کہا یا مؤذن کے جواب میں کہا اور اسی تکبیر سے نماز شروع کر دی، نماز نہ ہوئی۔^(۱)

(درمختار)

مسئلہ ۱۱: اللہ اکبر کی جگہ کوئی اور لفظ جو خالص تعظیم الہی کے الفاظ ہوں۔ مثلاً

اللَّهُ أَجَلُّ يَا اللَّهُ أَعْظَمُ يَا اللَّهُ كَبِيرٌ يَا اللَّهُ الْأَكْبَرُ يَا اللَّهُ الْكَبِيرُ يَا الرَّحْمَنُ أَكْبَرُ يَا اللَّهُ إِلَهٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا الْحَمْدُ لِلَّهِ يَا لَا إِلَهَ غَيْرُهُ يَا تَبَارَكَ اللَّهُ وغيرہا^(۲) الفاظ تعظیسی کہے، تو ان سے بھی ابتدا ہو جائے گی مگر یہ تبدیل مکروہ تحریمی ہے۔

اور اگر دُعا یا طلب حاجت کے لفظ ہوں۔ مثلاً

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي، اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي وغيرہا الفاظ دُعا کہے تو نماز منعقد نہ ہوئی۔ یو ہیں اگر صرف اکبر یا اجل کہا اس کے ساتھ لفظ اللہ نہ ملا یا جب بھی نہ ہوئی۔

یو ہیں اگر اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ یا اَعُوذُ بِاللَّهِ یا اِنَّا لِلَّهِ یا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ یا مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ یا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کہا، تو منعقد نہ ہوئی اور اگر صرف اللہ کہا یا یا اللہ یا اللہ کہا ہو جائے گی۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: لفظ اللہ کو اللہ یا اکبر کو اکبر یا اکبار کہا، نماز نہ ہوگی بلکہ اگر ان کے معانی فاسدہ سمجھ کر قصداً کہے، تو کافر ہے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۱۳: پہلی رکعت کا رکوع مل گیا، تو تکبیر اولیٰ کی فضیلت پا گیا۔^(۵) (عالمگیری)

(۲) قیام:

قیام کمی کی جانب اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۱۹.

② یعنی اور اس کے علاوہ۔

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۶۸.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۱۸.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۶۹.

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث القیام، ج ۲، ص ۱۶۳.

مسئلہ ۱۴: قیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر قراءت ہے، یعنی بقدر قراءت فرض، قیام فرض اور بقدر واجب، واجب اور بقدر سنت، سنت۔^(۱) (درمختار) یہ حکم پہلی رکعت کے سوا اور رکعتوں کا ہے، رکعت اولیٰ میں قیام فرض میں مقدار تکبیر تحریمہ بھی شامل ہوگی اور قیام مسنون میں مقدار ثنا و تعوذ و تسمیہ بھی۔ (رضا)

مسئلہ ۱۵: قیام و قراءت کا واجب و سنت ہونا بایں معنی ہے کہ اس کے ترک پر ترک واجب و سنت کا حکم دیا جائے گا ورنہ بجالانے میں جتنی دیر تک قیام کیا اور جو کچھ قراءت کی سب فرض ہی ہے، فرض کا ثواب ملے گا۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: فرض و وتر و عیدین و سنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا، نہ ہوں گی۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو حرج نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کر سکتا تو اسے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۱۹: جو شخص سجدہ کر تو سکتا ہے مگر سجدہ کرنے سے زخم بہتا ہے، جب بھی اسے بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا مستحب ہے اور کھڑے ہو کر اشارے سے پڑھنا بھی جائز ہے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۲۰: جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اسے فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے، اگر اور طور پر اس کی روک نہ کر سکے۔ یوہیں کھڑے ہونے سے چوتھائی ستر گھل جائے گا یا قراءت بالکل نہ کر سکے گا تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر کچھ بھی پڑھ سکتا ہے تو فرض ہے کہ جتنی پر قادر ہو کھڑے ہو کر پڑھے، باقی بیٹھ کر۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لیے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ۱۶۳.

② "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث القيام، ج ۲، ص ۱۶۳.

③ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث القيام، ج ۲، ص ۱۶۳.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۶۹.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۶۴.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۶۴.

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة و مبحث فی الرکن الاصلی... إلخ، ج ۲، ص ۱۶۴.

کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے، جماعت میسر ہو تو جماعت سے، ورنہ تنہا۔⁽¹⁾ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں، بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا سجدہ نہ کر سکے یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہے یا کھڑے ہونے میں قطرہ آتا ہے یا چوتھائی ستر کھلتا ہے یا قراءت سے مجبور محض ہو جاتا ہے۔ یوہیں کھڑا ہو تو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے یا دیر میں اچھا ہوگا یا ناقابل برداشت تکلیف ہوگی، تو بیٹھ کر پڑھے۔⁽²⁾ (غنیہ)

مسئلہ ۲۳: اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے۔⁽³⁾ (غنیہ)

مسئلہ ۲۴: اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے، اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔⁽⁴⁾ (غنیہ)

تنبیہ ضروری: آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی، حالانکہ وہی لوگ اسی حالت میں دس دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں، ان کو چاہیے کہ ان مسائل سے متنبہ ہوں اور جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی ہوں ان کا اعادہ فرض ہے۔ یوہیں اگر ویسے کھڑا نہ ہو سکتا تھا مگر عصا یا دیوار یا آدمی کے سہارے کھڑا ہونا ممکن تھا تو وہ نمازیں بھی نہ ہوئیں، ان کا پھیرنا فرض۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

مسئلہ ۲۵: کشتی پر سوار ہے اور وہ چل رہی ہے، تو بیٹھ کر اس پر نماز پڑھ سکتا ہے۔⁽⁵⁾ (غنیہ) یعنی جب کہ چکر آنے کا گمان غالب ہو اور کنارے پر اتر نہ سکتا ہو۔

(۳) قراءت:

قراءت اس کا نام ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کیے جائیں، کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر ممتاز ہو جائے اور آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے، اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس قدر آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور و غل یا

① "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة و مبحث في الركن الاصلی... إلخ، ج ۲، ص ۱۶۵.

② "غنیة المتعملي"، فرائض الصلاة، الثاني، ص ۲۶۱ - ۲۶۷.

③ المرجع السابق، ص ۲۶۱.

④ المرجع السابق، ص ۲۶۲.

⑤ المرجع السابق، ص ۲۷۴.

ثقل سماعت (۱) بھی نہیں، تو نماز نہ ہوگی (۲)۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: یوہیں جس جگہ کچھ پڑھنا یا کہنا مقرر کیا گیا ہے، اس سے یہی مقصد ہے کہ کم سے کم اتنا ہو کہ خود سن سکے، مثلاً طلاق دینے، آزاد کرنے، جانور ذبح کرنے میں۔ (۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: مطلقاً ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور و تر و نوافل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر فرض ہے۔ اور مقتدی کو کسی نماز میں قراءت جائز نہیں، نہ فاتحہ، نہ آیت، نہ آہستہ کی نماز میں، نہ جہر کی میں۔ امام کی قراءت مقتدی کے لیے بھی کافی ہے۔ (۴) (عامہ کتب)

مسئلہ ۲۸: فرض کی کسی رکعت میں قراءت نہ کی یا فقط ایک میں کی، نماز فاسد ہوگئی۔ (۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زائد کلمات ہوں پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا اور اگر ایک ہی حرف کی آیت ہو جیسے ص، ن، ق، کہ بعض قراءتوں میں ان کو آیت مانا ہے، تو اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا، اگرچہ اس کی تکرار کرے (۶)۔ (عالمگیری، ردالمحتار) رہی ایک کلمہ کی آیت مُذْهَبًا مِّنْ عِندِ اس میں اختلاف ہے اور بچنے میں احتیاط۔ (۷)

مسئلہ ۳۰: سورتوں کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک پوری آیت ہے، مگر صرف اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا۔ (۸) (ردمختار)

مسئلہ ۳۱: قراءت شاذہ سے فرض ادا نہ ہوگا، یوہیں بجائے قراءت آیت کی جے کی، نماز نہ ہوگی۔ (۹) (ردمختار)

۱..... یعنی اونچا سننے کا مرض۔

۲..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الأول، ج ۱، ص ۶۹۔

۳..... المرجع السابق۔

۴..... ”مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح“، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، وارکانہا، ص ۵۱۔

۵..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الأول، ج ۱، ص ۶۹۔

۶..... المرجع السابق، و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، مطلب: تحقیق مہم فیما لوتذکر فی رکوعہ انہ لم یقرأ... إلخ، ج ۲، ص ۳۱۳۔

۷..... امام اسماعیلی نے شرح جامع صغیر و شرح مختصر امام طحاوی اور امام علاء الدین نے تحفۃ الفقہاء اور امام ملک العلمانی نے بدائع میں اس سے جواز پر جزم فرمایا اور خلاف کا اصلاً نام نہ لیا اور یہی اظہر من حیث الدلیل ہے اور ظہیریہ و سراج و ہاج و فتح القدیر و شرح المجمع لابن ملک و رد مختار میں عدم جواز کو اصح کہا محقق صاحب فتح و دیگر شرح ہدایہ نے جو اسکی دلیل ذکر کی محقق صاحب نے اس پر اعتراض کیا بہر حال احتیاط اولیٰ ہے خصوصاً جبکہ مرتبین نے اسے تصریحاً صحیح بتایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲

۸..... ”الدر المختار“، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل، ج ۲، ص ۲۳۶۔

۹..... ”الدر المختار“، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل، ج ۲، ص ۲۲۶۔

(۴) رکوع:

اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں، یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے۔^(۱) (درمختار وغیرہ) اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھاوے۔
مسئلہ ۳۲: گوزہ پشت^(۲) کہ اس کا گلب حد رکوع کو پہنچ گیا ہو، رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔^(۳) (عالمگیری)

(۵) سجود:

حدیث میں ہے: ”سب سے زیادہ قرب بندہ کو خدا سے اس حالت میں ہے کہ سجدہ میں ہو، لہذا دُعا زیادہ کرو۔“^(۴)
اس حدیث کو مُسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ پیشانی کا زمین پر جتنا سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط۔^(۵) تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے، نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی، جب بھی نہ ہوئی اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں۔^(۶) (درمختار، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۳: اگر کسی عذر کے سبب پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا، تو صرف ناک سے سجدہ کرے پھر بھی فقط ناک کی نوک لگنا کافی نہیں، بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضرور ہے۔^(۷) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: رخسارہ یا ٹھوڑی زمین پر لگانے سے سجدہ نہ ہوگا خواہ عذر کے سبب ہو یا بلا عذر، اگر عذر ہو تو اشارہ کا حکم ہے۔^(۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔

۱..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۱۶۵.

۲..... کبڑا۔

۳..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۷۰.

۴..... ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الركوع والسجود، الحدیث: ۴۸۲، ص ۲۵۰.

۵..... مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ میں فرماتے ہیں: ”حالت سجدہ میں قدم کی دس انگلیوں میں سے ایک کے باطن پر اعتماد مذہب معتمد اور مفتی بہ میں فرض ہے اور دونوں پاؤں کی تمام یا اکثر انگلیوں پر اعتماد بعید نہیں کہ واجب ہو، اس بنا پر جو ”حلیہ“ میں ہے اور قبلہ کی طرف متوجہ کرنا بغیر کسی انحراف کے سنت ہے۔“ (ت)

(”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۷، ص ۳۷۶.)

۶..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۱۶۷، ۲۴۹-۲۵۱.

و ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۷، ص ۳۶۳-۳۷۶.

۷..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۷۰.

۸..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۷۰.

مسئلہ ۳۶: کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔^(۱) (عالمگیری) بعض جگہ جاڑوں میں مسجد میں پیال^(۲) بچھاتے ہیں، ان لوگوں کو سجدہ کرنے میں اس کا لحاظ بہت ضروری ہے کہ اگر پیشانی خوب نہ دبی، تو نماز ہی نہ ہوئی اور ناک ہڈی تک نہ دبی تو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی، کمافی دار^(۳) گدے پر سجدہ میں پیشانی خوب نہیں دبتی لہذا نماز نہ ہوگی، ریل کے بعض درجوں میں بعض گاڑیوں میں اسی قسم کے گدے ہوتے ہیں اس گدے سے اتر کر نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۳۷: دو پہیا گاڑی یکدہ وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر اس کا جوا^(۴) یا بم^(۵) بیل اور گھوڑے پر ہے، سجدہ نہ ہوا اور زمین پر رکھا ہے، تو ہو گیا۔^(۶) (عالمگیری) بہلی کا کھٹولا^(۷) اگر بانوں سے بنا ہوا ہو تو اتنا سخت بنا ہو کہ سر ٹھہر جائے دبانے سے اب نہ دبے، ورنہ نہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۸: جوار، باجرہ وغیرہ چھوٹے دانوں پر جن پر پیشانی نہ جمے، سجدہ نہ ہوگا البتہ اگر بوری وغیرہ میں خوب کس کر بھر دیئے گئے کہ پیشانی جمنے سے مانع نہ ہوں، تو ہو جائے گا۔^(۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: اگر کسی عذر مثلاً اثر دہام^(۹) کی وجہ سے اپنی ران پر سجدہ کیا جائز ہے۔ اور بلا عذر باطل اور گھٹنے پر عذر و بلا عذر کسی حالت میں نہیں ہو سکتا۔^(۱۰) (در مختار، عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: اثر دہام کی وجہ سے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا اور وہ اس نماز میں اس کا شریک ہے، تو جائز ہے ورنہ ناجائز، خواہ وہ نماز ہی میں نہ ہو یا نماز میں تو ہے مگر اس کا شریک نہ ہو، یعنی دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں۔^(۱۱) (عالمگیری وغیرہ)

..... ۱ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰.

..... ۲ یعنی چاول کا بھس۔

..... ۳ یعنی اسپرنگ والے۔

..... ۴ یعنی وہ لکڑی جو گاڑی یا بیل کے بیلوں کے کندھے پر رکھی جاتی ہے۔

..... ۵ یعنی گھوڑا گاڑی کا بانس جس میں گھوڑا جوتا جاتا ہے۔

..... ۶ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰.

..... ۷ یعنی بیلوں کی چھوٹی گاڑی کی چھوٹی سی چارپائی۔

..... ۸ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰.

..... ۹ یعنی بھیڑ۔ مجمع۔

..... ۱۰ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰.

..... ۱۱ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰، وغیرہ.

مسئلہ ۴۱: ہتھیلی یا آستین یا عمامہ کے بیچ یا کسی اور کپڑے پر جسے پہنے ہوئے ہے سجدہ کیا اور نیچے کی جگہ ناپاک ہے تو سجدہ نہ ہوا، ہاں ان سب صورتوں میں جب کہ پھر ناپاک جگہ پر سجدہ کر لیا، تو ہو گیا۔ (۱) (منیہ، درمختار)

مسئلہ ۴۲: عمامہ کے بیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا، سجدہ ہو گیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا، تو نہ ہوا۔ (۲) (درمختار)

مسئلہ ۴۳: ایسی جگہ سجدہ کیا کہ قدم کی بہ نسبت بارہ اونٹل سے زیادہ اونچی ہے، سجدہ نہ ہوا، ورنہ ہو گیا۔ (۳) (درمختار)

مسئلہ ۴۴: کسی چھوٹے پتھر پر سجدہ کیا، اگر زیادہ حصہ پیشانی کا لگ گیا ہو گیا، ورنہ نہیں۔ (۴) (عالمگیری)

(۶) قعدۂ اخیرہ:

نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری التحیات یعنی رسولہ تک پڑھ لی جائے، فرض ہے۔ (۵)

مسئلہ ۴۵: چار رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھا پھر یہ گمان کر کے کہ تین ہی ہوئیں کھڑا ہو گیا، پھر یاد کر کے کہ چار ہو چکیں

بیٹھ گیا پھر سلام پھیر دیا، اگر دونوں بار کا بیٹھنا مجموعۃً بقدر تشہد ہو گیا فرض ادا ہو گیا، ورنہ نہیں۔ (۶) (درمختار)

مسئلہ ۴۶: پورا قعدۂ اخیرہ سوتے میں گزر گیا بعد بیداری بقدر تشہد بیٹھنا فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی، یوہیں قیام،

قراءت، رکوع، سجود میں اوّل سے آخر تک سوتا ہی رہا، تو بعد بیداری ان کا اعادہ فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی اور سجدہ سہو بھی کرے،

لوگ اس میں غافل ہیں خصوصاً تراویح میں، خصوصاً گرمیوں میں۔ (۷) (منیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: پوری رکعت سوتے میں پڑھ لی، تو نماز فاسد ہوگئی۔ (۸) (درمختار)

مسئلہ ۴۸: چار رکعت والے فرض میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا، تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے

۱..... "منیۃ المصلی"، مسائل الفریضة الخامسة ای السجود، ص ۲۶۳.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۵۳.

۲..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۵۲.

۳..... المرجع السابق، ص ۲۵۷.

۴..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الأول، ج ۱، ص ۷۰.

۵..... المرجع السابق.

۶..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۱۷۰.

۷..... "منیۃ المصلی"، الفریضة السادسة و تحقیق التراویح، ص ۲۶۷.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، بحث شروط التحریمة، ج ۲، ص ۱۸۰.

۸..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۱۸۱.

اور پانچویں کا سجدہ کر لیا یا فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کر لیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کر لیا، تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہو گئے۔ مغرب کے سوا اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے۔^(۱) (غنیہ)

مسئلہ ۴۹: بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدہ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا ہے اور کر لیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر بقدر تشہد بیٹھے، وہ پہلا قعدہ جاتا رہا قعدہ نہ کرے گا، تو نماز نہ ہوگی۔^(۲) (منیہ)

مسئلہ ۵۰: سجدہ سہو کرنے سے پہلا قعدہ باطل نہ ہوا، مگر تشہد واجب ہے یعنی اگر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا تو فرض ادا ہو گیا، مگر گناہ گار ہوا۔ اعادہ^(۳) واجب ہے۔^(۴) (ردالمحتار)

(۷) خروج بصنعہ:

یعنی قعدہ اخیرہ کے بعد سلام و کلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا، مگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا منافی قصد پایا گیا، تو نماز واجب الاعادہ ہوئی اور بلا قصد کوئی منافی پایا گیا تو نماز باطل۔ مثلاً بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد تیمم والا پانی پر قادر ہوا، یا موزہ پر مسح کیے ہوئے تھا اور مدت پوری ہو گئی یا عمل قلیل کے ساتھ موزہ اتار دیا، یا بالکل بے پڑھا تھا اور کوئی آیت بے کسی کے پڑھائے محض سننے سے یاد ہو گئی یا ننگا تھا اب پاک کپڑا بقدر ستر کسی نے لا کر دے دیا جس سے نماز ہو سکے یعنی بقدر مانع اس میں نجاست نہ ہو، یا ہو تو اس کے پاس کوئی چیز ایسی ہے جس سے پاک کر سکے یا یہ بھی نہیں، مگر اس کپڑے کی چوتھائی یا زیادہ پاک ہے یا اشارہ سے پڑھ رہا ہے اب رکوع و سجود پر قادر ہو گیا یا صاحب ترتیب کو یاد آیا کہ اس سے پہلے کی نماز نہیں پڑھی ہے اگر وہ صاحب ترتیب امام ہے تو مقتدی کی بھی گئی یا امام کو حدیث ہوا اور اُمتی کو خلیفہ کیا اور تشہد کے بعد خلیفہ کیا تو نماز ہو گئی یا نماز فجر میں آفتاب طلوع کر آیا یا نماز جمعہ میں عصر کا وقت آ گیا یا عیدین میں نصف النہار شرعی ہو گیا یا پٹی پر مسح کیے ہوئے تھا اور زخم اچھا ہو کر وہ گر گئی یا صاحب عذر تھا اب عذر جاتا رہا یعنی اس وقت سے وہ حدیث موقوف ہوا یہاں تک کہ اس کے بعد کا دوسرا وقت پورا خالی رہا یا نجس کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا اور اسے کوئی چیز مل گئی جس سے طہارت ہو سکتی ہے یا قضا پڑھ رہا تھا اور وقت مکروہ آ گیا یا باندی سر کھولے نماز پڑھ رہی تھی اور آزاد ہو گئی اور فوراً سر نہ ڈھانکا، ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو گئی۔^(۵) (عامہ کتب)

① "غنیۃ المتملی"، السادس القعدة الاخيرة، ص ۲۹۰.

② "منیۃ المصلی"، الفریضة السادسة وهی القعدة الاخيرة، ص ۲۶۷.

③ یعنی لوٹنا۔ دہرانا۔

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: کل شفع من النفل صلاة، ج ۲، ص ۱۹۳.

⑤

- مسئلہ ۵۱:** مقتدی اُٹھی تھا اور امام قاری اور نماز میں اسے کوئی آیت یاد ہو گئی، تو نماز باطل نہ ہوگی۔^(۱) (درمختار)
- مسئلہ ۵۲:** قیام و رکوع و سجود و قعدۂ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے، اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا، اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا نماز ہو جائیگی ورنہ نہیں۔ یوہیں رکوع سے پہلے، سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع پھر سجدہ کر لیا ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔^(۲) (ردالمحتار)
- مسئلہ ۵۳:** جو چیزیں فرض ہیں ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے یعنی ان میں کا کوئی فعل امام سے پیشتر ادا کر چکا اور امام کے ساتھ یا امام کے ادا کرنے کے بعد ادا نہ کیا، تو نماز نہ ہوگی مثلاً امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کر لیا اور امام رکوع یا سجدہ میں ابھی آیا بھی نہ تھا کہ اس نے سر اٹھالیا تو اگر امام کے ساتھ یا بعد کو ادا کر لیا ہو گئی، ورنہ نہیں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)
- مسئلہ ۵۴:** مقتدی کے لیے یہ بھی فرض ہے، کہ امام کی نماز کو اپنے خیال میں صحیح تصور کرتا ہو اور اگر اپنے نزدیک امام کی نماز باطل سمجھتا ہے، تو اس کی نہ ہوئی۔ اگرچہ امام کی نماز صحیح ہو۔^(۴) (درمختار)

واجبات نماز

(۱) تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر ہونا۔

(۸ تا ۲) الحمد پڑھنا یعنی اسکی ساتوں آیتیں کہ ہر ایک آیت مستقل واجب ہے، ان میں ایک آیت بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی ترک واجب ہے۔

(۹) سورت ملانا یعنی ایک چھوٹی سورت جیسے اِنَّا اَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ یا تین چھوٹی آیتیں جیسے ثُمَّ نَظَرَ لَا ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ لَا ثُمَّ اَذْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ یا ایک یا دو آیتیں تین چھوٹی کے برابر پڑھنا۔

(۱۱ و ۱۰) نماز فرض میں دو پہلی رکعتوں میں قراءت واجب ہے۔

(۱۳ و ۱۲) الحمد اور اس کے ساتھ سورت ملانا فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔

(۱۴) الحمد کا سورت سے پہلے ہونا۔

(۱۵) ہر رکعت میں سورت سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا۔

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، المسائل الاثنا عشرية، ج ۲، ص ۴۳۵.

② "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث الخروج بصنعه، ج ۲، ص ۱۷۲.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث الخروج بصنعه، ج ۲، ص ۱۷۳.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۱۷۳.

(۱۶) الحمد و سورت کے درمیان کسی اجنبی کا فاصلہ نہ ہونا، آمین تابع الحمد ہے اور بسم اللہ تابع سورت یہ اجنبی نہیں۔

(۱۷) قراءت کے بعد متصلاً رکوع کرنا۔

(۱۸) ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ ہونا کہ دونوں کے درمیان کوئی رکن فاصلہ نہ ہو۔

(۱۹) تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی قدر ٹھہرنا یو ہیں

(۲۰) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔

(۲۱) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔

(۲۲) قعدۃ اولیٰ اگرچہ نماز نفل ہو اور

(۲۳) فرض و وتر و سنن و رواتب^(۱) میں قعدۃ اولیٰ میں تشهد پر کچھ نہ بڑھانا۔

(۲۴ و ۲۵) دونوں قعدوں میں پورا تشهد پڑھنا، یو ہیں جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پورا تشهد واجب ہے ایک

لفظ بھی اگر چھوڑے گا، ترک واجب ہوگا اور

(۲۶ و ۲۷) لفظ اَلسَّلَامُ دوبار اور لفظ عَلَیْکُمْ واجب نہیں اور

(۲۸) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا اور

(۲۹) تکبیر قنوت اور

(۳۰ تا ۳۵) عیدین کی چھوٹوں تکبیریں اور

(۳۶) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور

(۳۷) اس تکبیر کے لیے لفظ اللہ اکبر ہونا اور

(۳۸) ہر جہری نماز میں امام کو جہر^(۲) سے قراءت کرنا اور

(۳۹) غیر جہری^(۳) میں آہستہ۔

(۴۰) ہر واجب و فرض کا اس کی جگہ پر ہونا۔

..... ① سنن و رواتب یعنی سنت مؤکدہ۔

..... ② یعنی بلند آواز۔

..... ③ مثلاً ظہر و عصر۔

(۴۱) رکوع کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا۔

(۴۲) اور سجود کا دو ہی بار ہونا۔

(۴۳) دوسری سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور

(۴۴) چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا۔

(۴۵) آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدہ تلاوت کرنا۔

(۴۶) سہو ہوا ہو تو سجدہ سہو کرنا۔

(۴۷) دو فرض یا دو واجب یا واجب فرض کے درمیان تین تسبیح کی قدر^(۱) وقفہ نہ ہونا۔

(۴۸) امام جب قراءت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ، اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔

(۴۹) سوا قراءت کے تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا۔^(۲)

مسئلہ ۵۵: کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۵۶: آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ میں سہو تین آیت یا زیادہ کی تاخیر ہوئی تو سجدہ سہو کرے۔^(۴) (غنیہ)

مسئلہ ۵۷: سورت پہلے پڑھی اس کے بعد الحمد یا الحمد و سورت کے درمیان دیر تک یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی قدر

چکار ہا، سجدہ سہو واجب ہے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۵۸: الحمد کا ایک لفظ بھی رہ گیا تو سجدہ سہو کرے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۵۹: جو چیزیں فرض و واجب ہیں مقتدی پر واجب ہے کہ امام کے ساتھ انھیں ادا کرے، بشرطیکہ کسی

واجب کا تعارض نہ پڑے اور تعارض ہو تو اسے فوت نہ کرے بلکہ اس کو ادا کر کے متابعت کرے، مثلاً امام تشہد پڑھ کر کھڑا

ہو گیا اور مقتدی نے ابھی پورا نہیں پڑھا تو مقتدی کو واجب ہے کہ پورا کر کے کھڑا ہو اور سنت میں متابعت سنت ہے، بشرطیکہ

تعارض نہ ہو اور تعارض ہو تو اس کو ترک کرے اور امام کی متابعت کرے، مثلاً رکوع یا سجدہ میں اس نے تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ

۱..... یعنی تین بار ”سبحان اللہ“ کہنے کی مقدار۔

۲..... ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: واجبات صلاة، ج ۲، ص ۱۸۴-۲۰۳، وغیرہما۔

۳..... ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۱۹۶۔

۴..... ”غنیة المتملی“، واجبات الصلاة، ص ۲۹۶۔

۵..... ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۱۸۷۔

۶..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: کل صلاة أدیت... إلخ، ج ۲، ص ۱۸۴۔

امام نے سر اٹھالیا تو یہ بھی اٹھالے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: ایک سجدہ کسی رکعت کا بھول گیا تو جب یاد آئے کر لے، اگرچہ سلام کے بعد بشرطیکہ کوئی فعل منافی نہ

صادر ہوا ہو اور سجدہ سہو کرے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۶۱: ایک رکعت میں تین سجدے کیے یا دو رکوع یا قعدہ اولیٰ بھول گیا تو سجدہ سہو کرے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۶۲: الفاظ تشہد^(۴) سے ان کے معانی کا قصد اور انشاء ضروری ہے، گویا اللہ عزوجل کے لیے تحیت کرتا ہے اور نبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اپنے اوپر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیجتا ہے نہ یہ کہ واقعہ معراج کی حکایت مد نظر ہو۔^(۵) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶۳: فرض و وتر و سنن و رواتب کے قعدہ اولیٰ میں اگر تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، یا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا تو اگر سہو ہو سجدہ سہو کرے، عمدہ ہو تو اعادہ واجب ہے۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۴: مقتدی قعدہ اولیٰ میں امام سے پہلے تشہد پڑھ چکا تو سکوت کرے، دُرود و دعا کچھ نہ پڑھے اور مسبوق کو

چاہیے کہ قعدہ اخیرہ میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام کے وقت فارغ ہو اور سلام سے پیشتر فارغ ہو گیا تو کلمہ شہادت کی

تکرار کرے۔^(۷) (درمختار)

سنن نماز

(۱) تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھانا اور

(۲) ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر چھوڑنا۔ یعنی نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلف کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے۔

(۳) ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رُو ہونا

۱..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: مهم في تحقيق متابعة الامام، ج ۲، ص ۲۰۲.

۲..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۱۹۲.

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۲۰۱.

۴..... جب کلمات تشہد انشاء تحیت و سلام ہوئے، نہ محض حکایت واقعہ شب معراج تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کرنا جسے وہابیہ بدعت و شرک کہتے ہیں ایسا جائز ثابت ہوا کہ نماز میں واجب ہے۔ ۱۲ منہ

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۶۹.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۷۲.

۶..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۶۹.

۷..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۲۷۰.

(۴) بوقت تکبیر سر نہ جھکانا

(۵) تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا یوں ہیں

(۶) تکبیر قنوت و

(۷) تکبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اٹھانا

سنت نہیں۔^(۱)

مسئلہ ۶۵: اگر تکبیر کہہ لی اور ہاتھ نہ اٹھایا تو اب نہ اٹھائے اور اللہ اکبر پورا کہنے سے پیشتر یاد آ گیا تو اٹھائے اور اگر

موضع مسنون تک ممکن نہ ہو، تو جہاں تک ہو سکے اٹھائے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: عورت کے لیے سنت یہ ہے کہ مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: کوئی شخص ایک ہی ہاتھ اٹھا سکتا ہے تو ایک ہی اٹھائے اور اگر ہاتھ موضع مسنون سے زیادہ کرے جب

ہی اٹھتا ہے تو اٹھائے۔^(۴) (عالمگیری)

(۹) امام کا بلند آواز سے اللہ اکبر اور

(۱۰) سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور

(۱۱) سلام کہنا جس قدر بلند آواز کی حاجت ہو اور بلا حاجت بہت زیادہ بلند آواز کرنا مکروہ ہے۔^(۵)

مسئلہ ۶۸: امام کو تکبیر تحریمہ اور تکبیرات انتقال سب میں جہر مسنون ہے۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۹: اگر امام کی تکبیر کی آواز تمام مقتدیوں کو نہیں پہنچتی، تو بہتر ہے کہ کوئی مقتدی بھی بلند آواز سے تکبیر کہے کہ

نماز شروع ہونے اور انتقالات کا حال سب کو معلوم ہو جائے اور بلا ضرورت مکروہ و بدعت ہے۔^(۷) (ردالمحتار)

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في قولهم الإساءة دون الكراهة، ج ۲، ص ۲۰۸.

و "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۲.

و "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص ۳۰۰.

۲..... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۳.

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۲۲.

۴..... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۳.

۵..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في قولهم الإساءة دون الكراهة، ج ۲، ص ۲۰۸.

۶..... المرجع السابق.

۷..... "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في التبليغ خلف الامام، ج ۲، ص ۲۰۹.

مسئلہ ۷۰: تکبیر تحریمہ سے اگر تحریمہ مقصود نہ ہو بلکہ محض اعلان مقصود ہو، تو نماز ہی نہ ہوگی۔ یوں ہونا چاہیے کہ نفس تکبیر سے تحریمہ مقصود ہو اور جہر سے اعلان، یوں آواز پہنچانے والے کو قصد کرنا چاہیے اگر اس نے فقط آواز پہنچانے کا قصد کیا تو نہ اس کی نماز ہو، نہ اس کی جو اس کی آواز پر تحریمہ باندھے اور علاوہ تکبیر تحریمہ کے اور تکبیرات یا سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ یا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ میں اگر محض اعلان کا قصد ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی، البتہ مکروہ ہوگی کہ ترک سنت ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱: مکبر کو چاہیے کہ اس جگہ سے تکبیر کہے جہاں سے لوگوں کو اس کی حاجت ہے، پہلی یا دوسری صف میں جہاں تک امام کی آواز بلا تکلف پہنچتی ہے، یہاں سے تکبیر کہنے کا کیا فائدہ نیز یہ بہت ضروری ہے کہ امام کی آواز کے ساتھ تکبیر کہے امام کے کہہ لینے کے بعد تکبیر کہنے سے لوگوں کو دھوکا لگے گا، نیز یہ کہ اگر مکبر نے تکبیر میں مد کیا تو امام کے تکبیر کہہ لینے کے بعد اس کی تکبیر ختم ہونے کا انتظار نہ کریں، بلکہ تشہد وغیرہ پڑھنا شروع کر دیں یہاں تک کہ اگر امام تکبیر کہنے کے بعد اس کے انتظار میں تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر خاموش رہا، اس کے بعد تشہد شروع کیا ترک واجب ہوا، نماز واجب الا عاده ہے۔

مسئلہ ۷۲: مقتدی ومنفرد کو جہر کی حاجت نہیں، صرف اتنا ضروری ہے کہ خود سنیں۔^(۲) (درمختار، بحر)

(۱۲) بعد تکبیر فوراً ہاتھ باندھ لینا یوں کہ مرد ناف کے نیچے دہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کلائی کے جوڑ پر رکھے، چھنگلیا اور انگوٹھا کلائی کے اگل بغل رکھے اور باقی انگلیوں کو بائیں کلائی کی پشت پر بچھائے اور عورت و خنثی بائیں ہتھیلی سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر دہنی ہتھیلی رکھے۔^(۳) (غنیہ وغیرہا) بعض لوگ تکبیر کے بعد ہاتھ سیدھے لٹکا لیتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ نہ چاہیے بلکہ ناف کے نیچے لاکر باندھ لے۔

مسئلہ ۷۳: بیٹھے یا لیٹے نماز پڑھے، جب بھی یوں ہیں ہاتھ باندھے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۴: جس قیام میں ذکر مسنون ہو اس میں ہاتھ باندھنا سنت ہے تو ثنا اور دُعائے قنوت پڑھتے وقت اور جنازہ میں تکبیر تحریمہ کے بعد چوتھی تکبیر تک ہاتھ باندھے اور رکوع سے کھڑے ہونے اور تکبیرات عیدین میں ہاتھ نہ باندھے۔^(۵) (ردالمحتار)

(۱۳) ثنا و

(۱۴) تعوذ و

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، مطلب فی التبلیغ خلف الامام، ج ۲، ص ۲۰۹.

② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ج ۲، ص ۲۰۹.

③ ”غنیۃ المتملی“، صفة الصلاۃ، ص ۳۰۰، وغیرہا.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل، مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ، ج ۲، ص ۲۲۹.

⑤ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل، مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ، ج ۲، ص ۲۳۰.

(۱۵) تسمیہ و

(۱۶) آمین کہنا اور

(۱۷) ان سب کا آہستہ ہونا

(۱۸) پہلے ثنا پڑھے

(۱۹) پھر تعوذ (۱)

(۲۰) پھر تسمیہ (۲)

(۲۱) اور ہر ایک کے بعد دوسرے کو فوراً پڑھے، وقفہ نہ کرے، (۲۲) تحریمہ کے بعد فوراً ثنا پڑھے اور ثنائیں وَجَلَّ

ثَنَّاؤُکَ غیر جنازہ میں نہ پڑھے اور دیگر اذکار جو احادیث میں وارد ہیں، وہ سب نفل کے لیے ہیں۔

مسئلہ ۷۵: امام نے بالجہر قراءت شروع کر دی تو مقتدی ثنائہ پڑھے اگرچہ بوجہ دُور ہونے یا بہرے ہونے کے امام

کی آواز نہ سنتا ہو جیسے جمعہ وعیدین میں کچھلی صف کے مقتدی کہ بوجہ دُور ہونے کے قراءت نہیں سنتے۔ (۳) (عالمگیری، غنیہ)

امام آہستہ پڑھتا ہو تو پڑھ لے۔ (۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۶: امام کو رکوع یا پہلے سجدہ میں پایا، تو اگر غالب گمان ہے کہ ثنا پڑھ کر پالے گا تو پڑھے اور قعدہ یا دوسرے

سجدہ میں پایا تو بہتر یہ ہے کہ بغیر ثنا پڑھے شامل ہو جائے۔ (۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۷: نماز میں اعوذ و بسم اللہ قراءت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قراءت نہیں، لہذا تعوذ و تسمیہ بھی ان کے لیے

مسنون نہیں، ہاں جس مقتدی کی کوئی رکعت جاتی رہی ہو تو جب وہ اپنی باقی رکعت پڑھے، اس وقت ان دونوں کو پڑھے۔ (۶)

(درمختار)

مسئلہ ۷۸: تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے اوّل میں مسنون ہے فاتحہ کے بعد اگر اوّل

① یعنی اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

② یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل السابع ج ۱، ص ۹۰.

و "غنیۃ المتملی"، صفة الصلاۃ، ص ۳۰۴.

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ، ج ۲، ص ۲۳۲.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ، ج ۲، ص ۲۳۲.

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ، ج ۲، ص ۲۳۴.

سورت شروع کی تو سورت پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے، قراءت خواہ سری ہو یا جہری، مگر بسم اللہ بہر حال آہستہ پڑھی جائے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۹: اگر ثنا و تعوذ و تسمیہ پڑھنا بھول گیا اور قراءت شروع کر دی تو اعادہ نہ کرے کہ ان کا محل ہی فوت ہو گیا، یوہیں اگر ثنا پڑھنا بھول گیا اور تعوذ شروع کر دیا تو ثنا کا اعادہ نہیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۰: مسبوق شروع میں شانہ پڑھ سکا تو جب اپنی باقی رکعت پڑھنا شروع کرے، اس وقت پڑھ لے۔^(۳) (غنیہ)

مسئلہ ۸۱: فرائض میں نیت کے بعد تکبیر سے پہلے یا بعد اِنِّیْ وَجَّهْتُ ... الخ نہ پڑھے اور پڑھے تو اس کے آخر میں وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کی جگہ وَاَنَا مِنْ الْمُسْلِمِیْنَ کہے۔^(۴) (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۸۲: (۲۳) عیدین میں تکبیر تحریمہ ہی کے بعد ثنا کہہ لے اور ثنا پڑھتے وقت ہاتھ باندھ لے اور اعوذ باللہ چوتھی تکبیر کے بعد کہے۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸۳: آمین کو تین طرح پڑھ سکتے ہیں، مد کہ الف کو کھینچ کر پڑھیں اور قصر کہ الف کو دراز نہ کریں اور مالہ کہ مد کی صورت میں الف کو یا کی طرح مائل کریں۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۸۴: اگر مد کے ساتھ میم کو تشدید پڑھی^(۷) یا یا کو گرا دیا^(۸) تو بھی نماز ہو جائے گی، مگر خلاف سنت ہے اور اگر مد کے ساتھ میم کو تشدید پڑھی اور یا کو حذف کر دیا^(۹) یا قصر کے ساتھ تشدید^(۱۰) یا حذف یا ہو^(۱۱) تو ان صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی۔^(۱۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۵: امام کی آواز اس کو نہ پہنچی مگر اس کے برابر والے دوسرے مقتدی نے آمین کہی اور اس نے آمین کی آواز

① "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر بالشاذ، ج ۲، ص ۲۳۲.

② "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر بالشاذ، ج ۲، ص ۲۳۳.

③ "غنية المتملی"، صفة الصلاة، ص ۳۰۴.

④ "غنية المتملی"، صفة الصلاة، ص ۳۰۳، وغیرہا.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۲۳۴، وغیرہ.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۲۳۷.

⑦ آمین۔

⑧ آمین۔

⑨ آمین۔

⑩ آمین۔

⑪ آمین۔ ۱۲

⑫ "الدرالمختار"، و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: قراءة البسمة ... إلخ، ج ۲، ص ۲۳۷.

سن لی، اگرچہ اس نے آہستہ کہی ہے تو یہ بھی آمین کہے، غرض یہ کہ امام کا وَلَا الضَّالِّينَ کہنا معلوم ہو تو آمین کہنا سنت ہو جائے گا، امام کی آواز سننے یا کسی مقتدی کے آمین کہنے سے معلوم ہوا ہو۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۸۶: سرّی نماز میں امام نے آمین کہی اور یہ اس کے قریب تھا کہ امام کی آواز سن لی، تو یہ بھی کہے۔^(۲)

(درمختار) اور

(۲۴) رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہنا اور

(۲۵) گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور

(۲۶) انگلیاں خوب کھلی رکھنا، یہ حکم مردوں کے لیے ہے اور

(۲۷) عورتوں کے لیے سنت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور

(۲۸) انگلیاں کشادہ نہ کرنا ہے آج کل اکثر مرد رکوع میں محض ہاتھ رکھ دیتے اور انگلیاں ملا کر رکھتے ہیں یہ خلاف

سنت ہے۔

(۲۹) حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا، اکثر لوگ کمان کی طرح ٹیڑھی کر لیتے ہیں یہ مکروہ ہے۔

(۳۰) رکوع کے لیے اللہ اکبر کہنا۔

مسئلہ ۸۷: اگر ”ظ“ ادا نہ کر سکے تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کی جگہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْكَرِيمِ کہے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۸: بہتر یہ ہے کہ اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع کو جائے یعنی جب رکوع کے لیے جھکنا شروع کرے، تو اللہ اکبر

شروع کرے اور ختم رکوع پر تکبیر ختم کرے۔^(۴) (عالمگیری) اس مسافت کے پورا کرنے کے لیے اللہ کے لام کو بڑھائے اکبر کی ب وغیرہ کسی حرف کو نہ بڑھائے۔

مسئلہ ۸۹: (۳۱) ہر تکبیر میں اللہ اکبر کی ”ر“ کو جزم پڑھے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۹۰: آخر سورت میں اگر اللہ عزوجل کی ثنا ہو تو افضل یہ کہ قراءت کو تکبیر سے وصل کرے جیسے وَكَبِّرُهُ تَكْبِيرًا

اللَّهُ أَكْبَرُ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثِ اللَّهُ أَكْبَرُ (ث) کو کسرہ پڑھے اور اگر آخر میں کوئی لفظ ایسا ہے جس کا اسم جلال کے

① ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۲۳۹.

② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۲۳۹.

③ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: قراءة البسملة... إلخ، ج ۲، ص ۲۴۲.

④ ”الفتاوى الهندية“، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۴.

⑤ المرجع السابق.

ساتھ ملانا ناپسند ہو تو فصل بہتر ہے یعنی ختم قراءت پر ٹھہرے پھر اللہ اکبر کہے، جیسے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں وقف و فصل کرے پھر رکوع کے لیے اللہ اکبر کہے اور اگر دونوں نہ ہوں، تو فصل و وصل دونوں یکساں ہیں۔^(۱) (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۹۱: کسی آنے والے کی وجہ سے رکوع یا قراءت میں طول دینا مکروہ تحریمی ہے، جب کہ اسے پہچانتا ہو یعنی اس کی خاطر ملحوظ ہو اور نہ پہچانتا ہو تو طویل کرنا افضل ہے کہ نیکی پر اعانت ہے، مگر اس قدر طول نہ دے کہ مقتدی گھبرا جائیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۲: مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے رکوع یا سجدہ سے سر اٹھالیا تو مقتدی پر امام کی متابعت واجب ہے۔ اور اگر مقتدی نے امام سے پہلے سر اٹھالیا تو مقتدی پر لوٹنا واجب ہے، نہ لوٹے گا تو کراہت تحریم کا مرتکب ہوگا، گناہ گار ہوگا۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳: (۳۲) رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے، تو ٹھہر جائے۔^(۴) (فتح القدیر)

مسئلہ ۹۴: رکوع میں نہ سر جھکائے نہ اونچا ہو بلکہ پیٹھ کے برابر ہو۔^(۵) (ہدایہ) حدیث میں ہے: ”اس شخص کی نماز ناکافی ہے (یعنی کامل نہیں) جو رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔“^(۶) یہ حدیث ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”رکوع و سجود کو پورا کرو کہ خدا کی قسم میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔“^(۷) اس حدیث کو بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۹۵: (۳۳) عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے، بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے رکھے مردوں کی

۱..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: قراءة البسملة... إلخ، ج ۲، ص ۲۴۰.

و ”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۶، ص ۳۳۵.

۲..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للحائى، ج ۲، ص ۲۴۲.

۳..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للحائى، ج ۲، ص ۲۴۳.

۴..... ”فتح القدیر“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۱، ص ۲۵۹.

۵..... ”الهدایة“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۱، ص ۵۰.

۶..... ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع و السجود، الحديث: ۸۵۵، ج ۱، ص ۳۲۵.

۷..... ”صحيح البخاري“، کتاب الأذان، باب الخشوع في الصلاة، الحديث: ۷۴۲، ج ۱، ص ۲۶۳.

طرح خوب سیدھے نہ کر دے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۹۶: تین بار تسبیح ادنیٰ^(۲) درجہ ہے کہ اس سے کم میں سنت ادا نہ ہوگی اور تین بار سے زیادہ کہے تو افضل ہے مگر ختم طاق عدد^(۳) پر ہو، ہاں اگر یہ امام ہے اور مقتدی گھبراتے ہوں تو زیادہ نہ کرے۔^(۴) (فتح القدیر) حلیہ میں عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے ہے کہ ”امام کے لیے تسبیحات پانچ بار کہنا مستحب ہے۔“^(۵) حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب کوئی رکوع کرے اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہے تو اس کا رکوع تمام ہو گیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور جب سجدہ کرے اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہے تو سجدہ پورا ہو گیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے۔“^(۶) اس کو ابو داؤد اور ترمذی وابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۹۷: (۳۴) رکوع سے جب اٹھے، تو ہاتھ نہ باندھے لٹکا ہوا چھوڑ دے۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۹۸: (۳۵) سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کی ہ کو ساکن پڑھے، اس پر حرکت ظاہر نہ کرے، نہ دال کو بڑھائے۔^(۸) (عالمگیری)

(۳۶) رکوع سے اٹھنے میں امام کے لیے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنا اور

(۳۷) مقتدی کے لیے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنا اور

(۳۸) منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔

مسئلہ ۹۹: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر وا ہونا بہتر ہے اور اَللّٰهُمَّ ہونا اس سے بہتر اور

سب میں بہتر یہ ہے کہ دونوں ہوں۔^(۹) (درمختار) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”جب امام سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ

۱..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۴۔

۲..... یعنی کم از کم۔

۳..... مثلاً پانچ، سات، نو۔

۴..... ”فتح القدیر“، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ج ۱، ص ۲۵۹۔

۵..... ”حلیہ“،

۶..... ”جامع الترمذی“، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی التسبیح فی الركوع و السجود، الحدیث: ۲۶۱، ج ۱، ص ۲۹۶۔

۷..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۳۔

۸..... المرجع السابق، ص ۷۵۔

۹..... ”الدر المختار“، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ج ۲، ص ۲۴۶۔ یعنی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ۱۲۔

حَمْدَهُ کہے، تَوَاللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوا، اس کے اگلے گناہ کی مغفرت ہو جائے گی۔“ (۱) اس حدیث کو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۱۰۰: مفرد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتا ہوا رکوع سے اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو کر اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہے۔ (۲) (در مختار)

(۳۹) سجدہ کے لیے اور

(۴۰) سجدہ سے اٹھنے کے لیے اللہ اکبر کہنا اور

(۴۱) سجدہ میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہنا اور

(۴۲) سجدہ میں ہاتھ کا زمین پر رکھنا

مسئلہ ۱۰۱: (۴۳) سجدہ میں جائے توزمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر

(۴۴) ہاتھ پھر

(۴۵) ناک پھر

(۴۶) پیشانی اور جب سجدہ سے اٹھے تو اس کا عکس کرے یعنی

(۴۷) پہلے پیشانی اٹھائے پھر

(۴۸) ناک پھر

(۴۹) ہاتھ پھر

(۵۰) گھٹنے۔ (۳) (عالمگیری)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ کو جاتے، تو پہلے گھٹنے رکھتے پھر ہاتھ اور جب اٹھتے تو پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر گھٹنے۔ (۴) اصحاب سنن اربعہ اور دارمی نے اس حدیث کو وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۱۰۲: (۵۱) مرد کے لیے سجدہ میں سنت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں، (۵۲) اور پیٹ رانوں سے

① ”صحيح البخاري“، كتاب الأذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، الحديث: ۷۹۶، ج ۱، ص ۲۷۹.

② ”الدر المختار“، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۲۴۷.

③ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۵.

④ ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه، الحديث: ۸۳۸، ج ۱، ص ۳۲۰.

(۵۳) اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے، مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے۔^(۱) (ہدایہ، عالمگیری، درمختار)

(۵۴) حدیث میں ہے جس کو بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”سجدہ میں اعتدال کرے اور گتے کی طرح کلائیاں نہ بچھائے۔“^(۲) اور صحیح مسلم میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جب تو سجدہ کرے، تو ہتھیلی کو زمین پر رکھ دے اور کہنیاں اٹھالے۔“^(۳) ابو داؤد نے اُم المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ کروٹوں سے دُور رکھتے، یہاں تک کہ ہاتھوں کے نیچے سے اگر بکری کا بچہ گزرنا چاہتا، تو گزر جاتا۔“^(۴) اور مسلم کی روایت بھی اسی کے مثل ہے، دوسری روایت بخاری و مسلم کی عبد اللہ بن مالک ابن بکلیہ سے یوں ہے کہ ہاتھوں کو کشادہ رکھتے، یہاں تک کہ بغل مبارک کی سپیدی ظاہر ہوتی۔^(۵)

مسئلہ ۱۰۳: (۵۵) عورت سمٹ کر سجدہ کرے، یعنی بازو کروٹوں سے ملا دے، (۵۶) اور پیٹ ران سے، (۵۷) اور ران پنڈلیوں سے، (۵۸) اور پنڈلیاں زمین سے۔^(۶) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۰۴: (۵۹) دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھے اور اگر کسی عذر سے ایک ساتھ نہ رکھ سکتا ہو، تو پہلے داہنا رکھے پھر بائیں۔^(۷) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۵: اگر کوئی کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرے تو حرج نہیں اور جو کپڑا پہنے ہوئے ہے اس کا کونا بچھا کر سجدہ کیا یا ہاتھوں پر سجدہ کیا، تو اگر عذر نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر وہاں کنکریاں ہیں یا زمین سخت گرم یا سخت سرد ہے تو مکروہ نہیں اور وہاں دھول ہو اور عمامہ کو گرد سے بچانے کے لیے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو حرج نہیں اور چہرے کو خاک سے بچانے کے لیے کیا، تو مکروہ ہے۔^(۸) (درمختار)

① ”الہدایہ“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۱، ص ۵۱.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۵۷.

② ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب الاعتدال في السجود، ... إلخ، الحدیث: ۴۹۳، ص ۲۵۴.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب الاعتدال في السجود، ... إلخ، الحدیث: ۴۹۴، ص ۲۵۴.

④ ”سنن ابی داؤد“، کتاب الصلاة، باب صفة السجود، الحدیث: ۸۹۸، ج ۱، ص ۳۴۰.

⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب الاعتدال في السجود، ... إلخ، الحدیث: ۴۹۵، ص ۲۵۵.

⑥ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۵، وغیرہ.

⑦ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي، ج ۲، ص ۲۴۷.

⑧ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۵۵.

مسئلہ ۱۰۶: اچکن^(۱) وغیرہ بچھا کر نماز پڑھے، تو اس کا اوپر کا حصہ پاؤں کے نیچے رکھے اور دامن پر سجدہ کرے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۱۰۷: سجدہ میں ایک پاؤں اٹھا ہوا رکھنا مکروہ و ممنوع ہے۔^(۳) (درمختار) (۶۰) دونوں سجدوں کے درمیان مثل تشہد کے بیٹھنا یعنی بایاں قدم بچھانا اور داہنا کھڑا رکھنا، (۶۱) اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا، (۶۲) سجدوں میں انگلیاں قبلہ رو ہونا، (۶۳) ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہونا۔

مسئلہ ۱۰۸: (۶۴) سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب اور دسوں کا قبلہ رو ہونا سنت۔^(۴) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۰۹: (۶۵) جب دونوں سجدے کر لے تو رکعت کے لیے بچوں کے بل، (۶۶) گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھے، یہ سنت ہے، ہاں کمزوری وغیرہ عذر کے سبب اگر زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھا جب بھی حرج نہیں۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار) اب دوسری رکعت میں ثنا و تعوذ نہ پڑھے۔ (۶۷) دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر، (۶۸) دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا، (۶۹) اور داہنا قدم کھڑا رکھنا، (۷۰) اور داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرنا یہ مرد کے لیے ہے، (۷۱) اور عورت دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دے، (۷۲) اور بائیں سرین پر بیٹھے، (۷۳) اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھنا، (۷۴) اور بایاں بائیں پر، (۷۵) اور انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا کہ نہ کھلی ہوئی ہوں، نہ ملی ہوئی، (۷۶) اور انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا، گھٹنے پکڑنا نہ چاہیے، (۷۷) شہادت پر اشارہ کرنا، یوں کہ چھنگلیاں اور اس کے پاس والی کو بند کر لے، انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ باندھے اور لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے اور اِلا پر رکھ دے اور سب انگلیاں سیدھی کر لے۔ حدیث میں ہے جس کو ابو داؤد و نسائی نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دُعا کرتے (تشہد میں کلمہ شہادت پر پہنچتے) تو انگلی سے اشارہ کرتے اور حرکت نہ دیتے۔^(۶) نیز ترمذی و نسائی و بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص

..... ① یعنی ایک لمبا لباس جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے۔

..... ② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۵۵۔

..... ③ ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للحائض، ج ۲، ص ۲۵۸۔

..... ④ انظر: ”الفتاوى الرضوية“، ج ۷، ص ۳۷۶۔

..... ⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للحائض، ج ۲، ص ۲۶۲۔

..... ⑥ ”سنن ابی داؤد“، کتاب الصلاة، باب الاشارة في التشهد، الحديث: ۹۸۹، ج ۱، ص ۳۷۱۔

کو دو انگلیوں سے اشارہ کرتے دیکھا، فرمایا: ”توحید کر۔ توحید کر“^(۱) (ایک انگلی سے اشارہ کر)۔

مسئلہ ۱۱۰: (۷۸) قعدہ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لیے اُٹھے تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اُٹھے، بلکہ گھٹنوں پر زور دے کر، ہاں اگر عذر ہے تو حرج نہیں۔^(۲) (غنیہ)

مسئلہ ۱۱۱: نماز فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں افضل سورہ فاتحہ پڑھنا ہے اور سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے اور بقدر تین تسبیح کے چپکا کھڑا رہا، تو بھی نماز ہو جائے گی، مگر سکوت نہ چاہیے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۱۲: دوسرے قعدہ میں بھی اسی طرح بیٹھے جیسے پہلے میں بیٹھا تھا اور تشہد بھی پڑھے۔^(۴) (درمختار) بعد (۷۹) تشہد دوسرے قعدہ میں دُرود شریف پڑھنا اور افضل وہ دُرود ہے، جو پہلے مذکور ہوا۔

مسئلہ ۱۱۳: دُرود شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے طیبہ کے ساتھ لفظ سیدنا کہنا بہتر ہے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

دُرود شریف کے فضائل و مسائل

دُرود شریف پڑھنے کے فضائل میں احادیث بکثرت وارد ہیں، تبرکاً بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار دُرود نازل فرمائے گا۔“^(۶)

حدیث ۲: نسائی کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ فرماتے ہیں: ”جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے، اللہ عزوجل اس پر دس دُرودیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں محو فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔“^(۷)

حدیث ۳: امام احمد عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں: ”جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک بار دُرود

① ”جامع الترمذی“، کتاب الدعوات، ۱۰۴۔ باب، الحدیث: ۳۵۶۸، ج ۵، ص ۳۲۶۔

② ”غنیۃ المتملی“، صفة الصلاة، ص ۳۳۱۔

③ ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۲۷۰۔

④ المرجع السابق، ص ۲۷۲۔

⑤ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب فی جواز الترحم علی النبی ابتداء، ج ۲، ص ۲۷۴۔

⑥ ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد، الحدیث: ۴۰۸، ص ۲۱۶۔

⑦ ”سنن النسائی“، کتاب السہو، باب الفضل فی الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۲۹۴، ص ۲۲۲۔

بیجھے، اللہ عزوجل اور فرشتے اس پر ستر بار دُرود بھیجتے ہیں۔“ (1)

حدیث ۴: در مختار میں بروایت اصہبانی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو مجھ پر

ایک بار دُرود بھیجے اور وہ قبول ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کے اُسی (۸۰) برس کے گناہِ مخوفِ مادے گا۔“ (2)

حدیث ۵: ترمذی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”قیامت کے دن مجھ

سے سب میں زیادہ قریب وہ ہوگا، جس نے سب سے زیادہ مجھ پر دُرود بھیجا ہے۔“ (3)

حدیث ۶: نسائی و دارمی انھیں سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ”اللہ کے کچھ فارغ

فرشتے ہیں، جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں۔ میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔“ (4)

حدیث ۷: ترمذی میں انھیں سے ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”اس کی ناک خاک میں ملے جس کے

سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر دُرود نہ بھیجے اور اس کی ناک خاک میں ملے جس کو رمضان کا مہینہ آیا اور اس کی مغفرت سے پہلے چلا

گیا اور اس کی ناک خاک میں ملے جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو ان کے بڑھاپے میں پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں

داخل نہ کیا۔“ (5) (یعنی ان کی خدمت و اطاعت نہ کی کہ جنت کا مستحق ہو جاتا)۔

حدیث ۸: ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”پورا بخیل

وہ ہے، جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔“ (6)

حدیث ۹: نسائی و دارمی نے روایت کی کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف

لائے اور بشارت چہرہ اقدس میں نمایاں تھی، فرمایا: ”میرے پاس جبریل آئے اور کہا! ”آپ کا رب فرماتا ہے: کیا آپ راضی

نہیں کہ آپ کی اُمت میں جو کوئی آپ پر دُرود بھیجے، میں اس پر دس بار دُرود بھیجوں گا اور آپ کی اُمت میں جو کوئی آپ پر سلام

بیجھے، میں اس پر دس بار سلام بھیجوں گا۔“ (7)

①..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو، الحديث: ۶۷۶۶، ج ۲، ص ۶۱۴.

②..... ”الدر المختار“ كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۸۴.

③..... ”جامع الترمذی“، أبواب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۴۸۴، ج ۲، ص ۲۷.

④..... ”سنن النسائي“، كتاب السهو، باب التسليم على النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۱۲۷۹، ص ۲۱۹.

⑤..... ”جامع الترمذی“، كتاب الدعوات، باب رغم أنف رجل، الحديث: ۳۵۵۶، ج ۵، ص ۳۲۰، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه.

⑥..... ”جامع الترمذی“، كتاب الدعوات، باب رغم أنف رجل، الحديث: ۳۵۵۷، ج ۵، ص ۳۲۱.

⑦..... ”سنن النسائي“، كتاب السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۱۲۹۶، ص ۲۱۷۱.

حدیث ۱۰: ترمذی شریف میں ہے، ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم): میں بکثرت دُعا مانگتا ہوں، تو اس میں سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر دُرود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں؟ فرمایا: ”جو تم چاہو۔“ عرض کی، چوتھائی؟ فرمایا: ”جو تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتری ہے۔“ میں نے عرض کی، نصف؟ فرمایا: ”جو تم چاہو اور زیادہ کرو تو تمہارے لیے بھلائی ہے۔“ میں نے عرض کی، دو تہائی؟ فرمایا: ”جو تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتری ہے۔“ میں نے عرض کی، تو کُل دُرود ہی کے لیے مقرر کروں؟ فرمایا: ”ایسا ہے تو اللہ تمہارے کاموں کی کفایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔“ (1)

حدیث ۱۱: امام احمد روایف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو دُرود پڑھے اور یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (2) اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔“ (3)

حدیث ۱۲: ترمذی نے روایت کی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”دُعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہے، چڑھ نہیں سکتی، جب تک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود نہ بھیجے۔“ (4)

مسئلہ ۱۱۴: عمر میں ایک بار دُرود شریف پڑھنا فرض ہے اور ہر جلسہ ذکر میں دُرود شریف پڑھنا واجب، خواہ خود نام اقدس لے یا دوسرے سے سُنے اور اگر ایک مجلس میں سو بار ذکر آئے تو ہر بار دُرود شریف پڑھنا چاہیے، اگر نام اقدس لیا یا سُنا اور دُرود شریف اس وقت نہ پڑھا تو کسی دوسرے وقت میں اس کے بدلے کا پڑھ لے۔ (5) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱۵: گاہک کو سودا دکھاتے وقت تاجر کا اس غرض سے دُرود شریف پڑھنا یا سبحان اللہ کہنا کہ اس چیز کی عمدگی خریدار پر ظاہر کرے، ناجائز ہے۔ یوہیں کسی بڑے کو دیکھ کر دُرود شریف پڑھنا اس نیت سے کہ لوگوں کو اس کے آنے کی خبر ہو جائے، اس کی تعظیم کو اٹھیں اور جگہ چھوڑ دیں، ناجائز ہے۔ (6) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۶: جہاں تک بھی ممکن ہو دُرود شریف پڑھنا مستحب ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان جگہوں میں (۱) روز جمعہ، (۲) شب جمعہ، (۳) صبح و شام، (۴) مسجد میں جاتے، (۵) مسجد سے نکلتے وقت، (۶) بوقت زیارت روضہ اطہر،

① ”جامع الترمذی“، أبواب صفة القيامة، ۲۳-باب، الحديث: ۲۴۶۵، ج ۴، ص ۲۰۷.

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث رو يف ع بن ثابت الأنصاري، الحديث: ۱۶۹۸۸، ج ۶، ص ۴۶.

③ اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے محبوب کو قیامت کے دن ایسی جگہ میں اوتار، جو تیرے نزدیک مقرب ہے۔ ۱۲

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۴۸۶، ج ۲، ص ۲۸.

⑤ ”الدرالمختار“، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۷۶ - ۲۸۱، وغیرہ.

⑥ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: هل نفع الصلاة، عائد للمصلي... إلخ، ج ۲، ص ۲۸۱.

(۸) صفا و مروہ پر، (۹) خطبہ میں، (۱۰) جواب اذان کے بعد، (۱۱) بوقت اقامت، (۱۲) دُعا کے اول آخر بیچ میں، (۱۳) دُعاے قنوت کے بعد، (۱۴) حج میں لبیک سے فارغ ہونے کے بعد، (۱۵) اجتماع و فراق کے وقت، (۱۶) وضو کرتے وقت، (۱۷) جب کوئی چیز بھول جائے اس وقت، (۱۸) وعظ کہنے اور (۱۹) پڑھنے اور (۲۰) پڑھانے کے وقت، خصوصاً حدیث شریف پڑھنے کے اول آخر، (۲۱) سوال و (۲۲) فتویٰ لکھتے وقت، (۲۳) تصنیف کے وقت، (۲۴) نکاح، (۲۵) اور منگنی، (۲۶) اور جب کوئی بڑا کام کرنا ہو۔ نام اقدس لکھے تو دُرود ضرور لکھے کہ بعض علما کے نزدیک اس وقت دُرود شریف لکھنا واجب ہے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۷: اکثر لوگ آج کل دُرود شریف کے بدلے صلعم، عم، ء، لکھتے ہیں، یہ ناجائز و سخت حرام ہے۔ یوہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جگہ، لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہیے، جن کے نام محمد، احمد، علی حسن، حسین وغیرہ ہوتے ہیں ان ناموں پر ء بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے کہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے، اس پر دُرود کا اشارہ کیا معنی۔^(۲) (طحطاوی وغیرہ)

مسئلہ ۱۱۸: قعدہ اخیرہ کے علاوہ فرض نماز میں دُرود شریف پڑھنا نہیں، (۸۰) اور نوافل کے قعدہ اولیٰ میں بھی مسنون ہے۔^(۳) (درمختار) (۸۱) دُرود کے بعد دُعا پڑھنا۔

مسئلہ ۱۱۹: (۸۲) دُعا عربی زبان میں پڑھے، غیر عربی میں مکروہ ہے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۱۲۰: اپنے اور اپنے والدین و اساتذہ کے لیے جب کہ مسلمان ہوں اور تمام مومنین و مومنات کے لیے دُعا مانگے، خاص اپنے ہی لیے نہ مانگے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۱: ماں باپ اور اساتذہ کے لیے مغفرت کی دُعا حرام ہے، جب کہ کافر ہوں اور مر گئے ہوں تو دُعاے مغفرت کو فقہاء نے کفر تک لکھا ہے، ہاں اگر زندہ ہوں تو ان کے لیے ہدایت و توفیق کی دُعا کرے۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: نص العلماء علی استحباب الصلاة... إلخ، ج ۲، ص ۲۸۱.

۲..... "حاشیة الطحطاوی" علی "الدرالمختار"، خطبة الكتاب، ج ۱، ص ۶. و "الفتاوی الرضویة"، ج ۲۳، ص ۳۸۷، وغیرہما.

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۸۲.

۴..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۸۵.

۵..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب فی الدعاء بغیر العربیة، ۲۸۶.

۶..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب فی الدعاء المحرم، ج ۲، ص ۲۸۸.

مسئلہ ۱۲۲: محالات عادیہ و محالات شرعیہ کی دُعا حرام ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۱۲۳: وہ دُعا نیک کہ قرآن و حدیث میں ہیں ان کے ساتھ دُعا کرے، مگر ادعیہ قرآنیہ بہ نیت قرآن اس موقع پر پڑھنا جائز نہیں، بلکہ قیام کے علاوہ نماز میں کسی جگہ قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲۴: نماز میں ایسی دُعا نیک جائز نہیں جن میں ایسے الفاظ ہوں جو آدمی ایک دوسرے سے کہا کرتا ہے، مثلاً اَللّٰهُمَّ زَوِّجْنِيْ۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۵: مناسب یہ ہے کہ نماز میں جو دُعا یاد ہو وہ پڑھے اور غیر نماز میں بہتر یہ ہے کہ جو دُعا کرے وہ حفظ سے نہ ہو، بلکہ وہ جو قلب میں حاضر ہو۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲۶: مستحب ہے کہ آخر نماز میں بعد از کار نمازیہ دُعا پڑھے۔

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَايَ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔^(۵) (عالمگیری)

(۸۳) مقتدی کے تمام انتقالات امام کے ساتھ ساتھ ہونا

(۸۵، ۸۴) اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ دُوبار کہنا

(۸۶) پہلے داہنی طرف پھر

(۸۷) بائیں طرف۔

مسئلہ ۱۲۷: داہنی طرف سلام میں مونہ اتنا پھیرے کہ داہنا رخسار دکھائی دے اور بائیں میں بایاں۔^(۶)

(عالمگیری)

①..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۲۸۸.

②..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد... إلخ، ج ۲، ص ۲۸۹.

③..... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۶.

④..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد... إلخ، ج ۲، ص ۲۹۰.

⑤..... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۶.

اے میرے پروردگار! تو مجھ کو اور میری ذریت کو نماز قائم کرنے والا بنا اور اے رب! تو میری دُعا قبول فرما، اے رب! تو میری اور میرے والدین اور ایمان والوں کی قیامت کے دن مغفرت فرما۔ ۱۲

⑥..... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۶.

مسئلہ ۱۲۸: عَلَیْکُمُ السَّلَام کہنا مکروہ ہے۔ یوہیں آخر میں وَ بَرَکَاتُہُ ملا نا بھی نہ چاہیے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۱۲۹: (۸۸) سُنّت یہ ہے کہ امام دونوں سلام بلند آواز سے کہے۔ (۸۹) مگر دوسرا بہ نسبت پہلے کے کم آواز سے ہو۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۱۳۰: اگر پہلے بائیں طرف سلام پھیر دیا تو جب تک کلام نہ کیا ہو، دوسرا دہنی طرف پھیر لے پھر بائیں طرف، سلام کے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر پہلے میں کسی طرف مونہ نہ پھیرا تو دوسرے میں بائیں طرف مونہ کرے اور اگر بائیں طرف سلام پھیرنا بھول گیا، تو جب تک قبلہ کو پیٹھ نہ ہو یا کلام نہ کیا ہو، کہہ لے۔^(۳) (درمختار، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۱: امام نے جب سلام پھیرا تو وہ مقتدی بھی سلام پھیر دے جس کی کوئی رکعت نہ گئی ہو، البتہ اگر اس نے تشہد پورا نہ کیا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو امام کا ساتھ نہ دے، بلکہ واجب ہے کہ تشہد پورا کر کے سلام پھیرے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۱۳۲: امام کے سلام پھیر دینے سے مقتدی نماز سے باہر نہ ہو واجب تک یہ خود بھی سلام نہ پھیرے، یہاں تک کہ اگر اس نے امام کے سلام کے بعد اور اپنے سلام سے پیشتر قہقہہ لگایا، وضو جاتا رہے گا۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۱۳۳: مقتدی کو امام سے پہلے سلام پھیرنا جائز نہیں، مگر بضرورت مثلاً خوفِ حدث^(۶) ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ آفتاب طلوع کر آئے گا یا جمعہ یا عیدین میں وقت ختم ہو جائے گا۔^(۷) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۴: پہلی بار لفظ سلام کہتے ہی امام نماز سے باہر ہو گیا، اگرچہ علیکم نہ کہا ہو اس وقت اگر کوئی شریکِ جماعت ہو تو اقتدا صحیح نہ ہوئی، ہاں اگر سلام کے بعد سجدہ سہو کیا تو اقتدا صحیح ہو گئی۔^(۸) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۵: امام داہنے سلام میں خطاب سے ان مقتدیوں کی نیت کرے جو داہنی طرف ہیں اور بائیں سے بائیں طرف والوں کی، مگر عورت کی نیت نہ کرے، اگرچہ شریکِ جماعت ہو نیز دونوں سلاموں میں کراماً کاتبین اور ان ملائکہ کی نیت

۱..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۹۳.

۲..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۹۴.

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد... إلخ، ج ۲، ص ۲۹۱.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۷.

۴..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۴۴.

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۹۲.

۶..... یعنی وضو کے ٹوٹ جانے کا خوف۔

۷..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد... إلخ، ج ۲، ص ۲۹۳.

۸..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد... إلخ، ج ۲، ص ۲۹۲.

کرے، جن کو اللہ عزوجل نے حفاظت کے لیے مقرر کیا اور نیت میں کوئی عدد معین نہ کرے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۱۳۶: مقتدی بھی ہر طرف کے سلام میں اس طرف والے مقتدیوں اور ان ملائکہ کی نیت کرے، نیز جس طرف امام ہو اس طرف کے سلام میں امام کی بھی نیت کرے اور امام اس کے محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرے اور منفرد صرف ان فرشتوں ہی کی نیت کرے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۱۳۷: (۹۰) سلام کے بعد سنت یہ ہے کہ امام دہنے بائیں کو انحراف کرے اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف بھی مونہ کر کے بیٹھ سکتا ہے، جب کہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو، اگرچہ کسی کچھلی صف میں وہ نماز پڑھتا ہو۔^(۳) (حلیہ، ذخیرہ)

مسئلہ ۱۳۸: منفرد بغیر انحراف اگر وہیں دُعا مانگے، تو جائز ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳۹: ظہر و مغرب و عشا کے بعد مختصر دُعاؤں پر اکتفا کر کے سنت پڑھے، زیادہ طویل دُعاؤں میں مشغول نہ ہو۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴۰: فجر و عصر کے بعد اختیار ہے جس قدر اذکار و اوراد و ادعیہ پڑھنا چاہے پڑھے، مگر مقتدی اگر امام کے ساتھ مشغول بہ دُعا ہوں اور ختم کے منتظر ہوں تو امام اس قدر طویل دُعا نہ کرے کہ گھبرا جائیں۔^(۶) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۴۱: سنتیں وہیں نہ پڑھے بلکہ دہنے بائیں آگے پیچھے ہٹ کر پڑھے یا گھرجا کر پڑھے۔^(۷) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۴۲: جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں بعد فرض کلام نہ کرنا چاہیے، اگرچہ سنتیں ہو جائیں گی مگر ثواب کم ہوگا اور سنتوں میں تاخیر بھی مکروہ ہے، یوہیں بڑے بڑے وظائف و اوراد کی بھی اجازت نہیں۔^(۸) (غنیہ، ردالمحتار)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في وقت إدراك فضيلة... إلخ، ج ۲، ص ۲۹۴.

② "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۹۹.

③ "الفتاوى الرضوية" (الجديدة)، باب صفة الصلاة، ج ۶، ص ۱۹۰، ۲۰۴.

④ "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۷.

⑤ المرجع السابق.

⑥ "الفتاوى الرضوية"

⑦ "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۷.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۳۰۲.

⑧ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: هل يفارقه الملكان؟، ج ۲، ص ۳۰۰.

و "غنية المتعلمي"، صفة الصلاة، ص ۳۴۳.

مسئلہ ۱۴۳: افضل یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد بلندی آفتاب تک وہیں بیٹھا رہے۔^(۱) (عالمگیری)

نماز کے مستحبات

(۱) حالت قیام میں موضع سجدہ^(۲) کی طرف نظر کرنا۔

(۲) رکوع میں پشت قدم کی طرف۔

(۳) سجدہ میں ناک کی طرف۔

(۴) قعدہ میں گود کی طرف۔

(۵) پہلے سلام میں داہنے شانہ کی طرف۔

(۶) دوسرے میں بائیں کی طرف۔

(۷) جماعی آئے تو مونہہ بند کیے رہنا اور نہ رُکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رُکے تو قیام

میں داہنے ہاتھ کی پشت سے مونہہ ڈھانک لے اور غیر قیام میں بائیں کی پشت سے یا دونوں میں آستین سے اور بلا ضرورت ہاتھ یا کپڑے سے مونہہ ڈھانکنا، مکروہ ہے۔ جماعی روکنے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم السلام کو جماعی نہیں آتی تھی۔

(۸) مرد کے لیے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔

(۹) عورت کے لیے کپڑے کے اندر بہتر ہے۔

(۱۰) جہاں تک ممکن ہو کھانسی دفعہ کرنا۔

(۱۱) جب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو امام و مقتدی سب کا کھڑا ہو جانا۔

(۱۲) جب مکبر قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہہ لے تو نماز شروع کر سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہونے پر

شروع کرے۔^(۳)

(۱۳) دونوں پنجوں کے درمیان، قیام میں چار انگل کا فاصلہ ہونا۔

(۱۴) مقتدی کو امام کے ساتھ شروع کرنا۔

(۱۵) سجدہ زمین پر بلا حائل ہونا۔

.....^۱ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۷۷۔

.....^۲ سجدہ کی جگہ۔^۳ ”الدر المختار“ و ”رد المختار“، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ج ۲، ص ۲۱۴-۲۱۶۔

نماز کے بعد کے ذکر و دعا

نماز کے بعد جو اذکار طویلہ احادیث میں وارد ہیں، وہ ظہر و مغرب و عشا میں سنتوں کے بعد پڑھے جائیں، قبل سنت مختصر دُعا پر قناعت چاہیے، ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا۔^(۱) (ردالمحتار)

تنبیہ: احادیث میں کسی دُعا کی نسبت جو تعداد وارد ہے اس سے کم زیادہ نہ کرے کہ جو فضائل ان اذکار کے لیے ہیں وہ اسی عدد کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں کم زیادہ کرنے کی مثال یہ ہے کہ کوئی قفل^(۲) کسی خاص قسم کی کنجی سے کھلتا ہے اب اگر کنجی میں دندانے کم یا زیادہ کر دیں تو اس سے نہ کھلے گا، البتہ اگر شمار میں شک واقع ہو تو زیادہ کر سکتا ہے اور یہ زیادت نہیں بلکہ اتمام ہے۔^(۳) (ردالمحتار) ہر نماز کے بعد تین بار استغفار کرے اور آیۃ الکرسی، تینوں قُل ایک ایک بار پڑھے اور سُبْحَانَ اللَّهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ۳۳ بار، اَللَّهُ اَكْبَرُ ۳۳ بار اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ایک بار، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں اور عصر و فجر کے بعد بغیر پاؤں بدلے، بغیر کلام کیے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. (4)

دس دس بار پڑھے بعد ہر نماز، پیشانی یعنی سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ رکھ کر پڑھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اَللَّهُمَّ اذْهَبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ. (5)
اور ہاتھ کھینچ کر ماتھے تک لائے۔

حدیث ۱: ابو داؤد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”نماز فجر کے بعد طلوع

آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب تک ذکر کرنا، اس سے بہتر ہے کہ چار چار غلام بنی اسماعیل سے آزاد کیے جائیں۔“ (6)

1 ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: هل يفارقه الملكان؟، ج ۲، ص ۳۰۰.

2 تالا۔

3 ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب فيما لو زاد على العدد... إلخ، ج ۲، ص ۳۰۲.

4 اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اوس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لیے ملک و حمد ہے، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ ۱۲

5 اللہ (عزوجل) کے نام کی برکت سے کہ اوس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ رحمن و رحیم ہے، اے اللہ! تو مجھ سے غم و رنج کو دور کر دے۔ ۱۲

6 ”سنن أبي داود“، کتاب العلم، باب في القصص، الحديث: ۳۶۶۷، ج ۳، ص ۴۵۲.

حدیث ۲: ترمذی انہیں سے راوی، ارشاد ہوا کہ ”فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر آفتاب نکلنے تک ذکر کرے، پھر بعد بلندی آفتاب دو رکعت نماز پڑھے، تو ایسا ہے جیسے حج و عمرہ کیا پورا پورا۔“ (1)

حدیث ۳: بخاری و مسلم وغیرہا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز فرض کے بعد یہ دعا پڑھتے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادٌّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. (2)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سلام پھیر کر، بلند آواز سے یہ دعا پڑھتے۔“

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ط لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النُّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ. (3)

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں مروی، کہ فقراء مہاجرین حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کی! ”مال داروں نے بڑے بڑے درجے اور لازوال نعمت حاصل کی،“ ارشاد فرمایا: کیا سبب؟ لوگوں نے عرض کی، ”جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے اور غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں

① ”جامع الترمذی“، أبواب السفر، باب ما ذكر مما يستحب من الجلوس في المسجد... إلخ، الحديث: ۵۸۶، ج ۲، ص ۱۰۰.

② ”صحيح البخاري“، كتاب الأذان، باب الذكر بعد الصلوة، الحديث: ۸۴۴، ج ۱، ص ۲۹۴. دون قوله (وَلَا رَادٌّ لِمَا قَضَيْتَ).

اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے، اے اللہ (عزوجل)! جسے تو عطا کرے، اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیری قضا کا کوئی پھیرنے والا نہیں اور تیرے عذاب سے مالدار کو اس کا مال نفع نہیں دیتا۔ ۱۲

③ ”صحيح مسلم“، كتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذكر... إلخ، الحديث: ۵۹۴، ص ۲۹۹.

و ”مشكاة المصابيح“، كتاب الصلاة، باب الذكر بعد الصلاة، الحديث: ۹۶۳، ج ۱، ص ۲۸۷.

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے) گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی طاقت اللہ ہی سے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لیے نعمت و فضل ہے اور اسی کے لیے اچھی تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہیں اگرچہ کافر امانیں ۱۲۔

کر سکتے، ارشاد فرمایا: کیا تمہیں ایسی بات نہ سکھا دوں؟ جس سے ان لوگوں کو پالو جو تم سے آگے بڑھ گئے اور بعد والوں پر سبقت لے جاؤ اور تم سے کوئی افضل نہ ہو، مگر وہ جو تمہاری طرح کرے، لوگوں نے عرض کی، ہاں یا رسول اللہ (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ارشاد فرمایا کہ: ”ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، کہہ لیا کرو، ابوصالح کہتے ہیں کہ پھر فقراءِ مہاجرین حاضر ہوئے اور عرض کی، ہم نے جو کیا اس کو ہمارے بھائی مال داروں نے سنا، تو انہوں نے بھی ویسا ہی کیا، ارشاد فرمایا: ”یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔“ (1) ابوصالح کا کلام صرف مسلم میں ہے۔

حدیث ۶: صحیح مسلم میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”کچھ اذکار نماز کے بعد کے ہیں، جن کا کہنے والا نامراد نہیں رہتا۔ ہر فرض نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۳ بار۔“ (2)

حدیث ۷: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، ۳۳ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے کہ یہ کُل ننانوے ہوئے اور یہ کلمہ کہہ کر سو پورے کر لے، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ط، تو اس کی تمام خطائیں بخش دی جائیں گی، اگرچہ دریا کے جھاگ کی مثل ہوں۔“ (3)

حدیث ۸: بیہقی شُعَبُ الْاِيْمَان میں راوی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی منبر پر فرماتے سنا، جو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لے، اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں سوا موت کے یعنی مرتے ہی جنت میں چلا جائے اور لیٹتے وقت جو اسے پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے پروسی کے گھر کو اور آس پاس کے گھر والوں کو شیطان اور چور سے امن دے گا۔“ (4)

حدیث ۹: امام احمد عبد الرحمن بن غنم سے اور ترمذی ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”مغرب اور صبح کے بعد بغیر جگہ بدلے اور پاؤں موڑے، دس بار جو یہ پڑھ لے۔“

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ط.

- ① ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذكر... إلخ، الحدیث: ۵۹۵، ص ۳۰۰.
- ② ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذكر... إلخ، الحدیث: ۵۹۶، ص ۳۰۱.
- ③ ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذكر... إلخ، الحدیث: ۵۹۷، ص ۳۰۱.
- ④ ”شُعَبُ الْاِيْمَان“، باب في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور والآيات، الحدیث: ۲۳۹۵، ج ۲، ص ۴۵۸.

اس کے لیے ہر ایک کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں اور دس گناہ محو کیے جائیں گے اور دس درجے بلند کیے جائیں گے اور یہ دُعا اس کے لیے ہر برائی اور شیطان رجیم سے حفظ ہے اور کسی گناہ کو حلال نہیں کہ اسے پہنچے، سوا شرک کے اور وہ سب سے عمل میں اچھا ہے، مگر وہ جو اس سے افضل کہے، تو یہ بڑھ جائے گا۔“ (1) دوسری روایت میں فجر و عصر آیا ہے۔ (2) اور حنفیہ کے مذہب سے زیادہ مناسب یہی ہے۔

حدیث ۱۰: امام احمد و ابو داؤد و نسائی روایت کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ”اے معاذ! میں تجھے محبوب رکھتا ہوں۔“ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں بھی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو محبوب رکھتا ہوں، فرمایا: ”تو ہر نماز کے بعد اسے کہہ لینا، چھوڑنا نہیں۔“

رَبِّ اَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ. (3)

حدیث ۱۱: ترمذی امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نجد کی جانب ایک لشکر بھیجا وہ جلد واپس ہوا اور غنیمت بہت لایا، ایک صاحب نے کہا، اس لشکر سے بڑھ کر ہم نے کوئی لشکر نہیں دیکھا جو جلد واپس ہوا ہو اور غنیمت زیادہ لایا ہو، اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ”کیا وہ قوم نہ بتا دوں، جو غنیمت اور واپسی میں ان سے بڑھ کر ہیں، جو لوگ نماز صبح میں حاضر ہوئے، پھر بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے رہے یہاں تک کہ آفتاب طلوع کر آئے، وہ جلد واپس ہونے والے اور زیادہ غنیمت والے ہیں۔“ (4)

قرآن مجید پڑھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿فَاقْرَأْ وَامَّا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (5)

قرآن سے جو میسر آئے پڑھو۔

- 1..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث عبدالرحمن بن غنم الأشعري، الحدیث: ۱۸۰۱۲، ج ۶، ص ۲۸۹۔
- 2..... ”الترغیب و الترہیب“، الترغیب فی اذکار... إلخ، ج ۱، ص ۱۸۰۔
- 3..... ”سنن النسائي“، کتاب السہو، باب نوع آخر من الدعاء، الحدیث: ۱۳۰۰، ص ۲۲۳۔
- اے پروردگار! تو اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما۔ ۱۲
- 4..... ”جامع الترمذی“، کتاب الدعوات، ۱۰۸۔ باب، الحدیث: ۳۵۷۲، ج ۵، ص ۳۲۸۔
- 5..... پ ۲۹، المزمّل: ۲۰۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝﴾ (1)

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنا اور چپ رہو، اس امید پر کہ رحم کیے جاؤ۔

حدیث ۳۱۳: امام بخاری و مسلم نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی، اس کی نماز نہیں۔“ (2) یعنی نماز کامل نہیں، چنانچہ دوسری روایت صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ((فَهِىَ خِدَاجٌ)) (3) وہ نماز ناقص ہے، یہ حکم اس کے لیے ہے جو امام ہو یا تنہا پڑھتا ہو اور مقتدی کو خود پڑھنا نہیں، بلکہ امام کی قراءت اس کی قراءت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو امام کے پیچھے ہو تو امام کی قراءت، اس کی قراءت ہے۔“ (4) اس حدیث کو امام محمد اور ترمذی و حاکم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اسی کے مثل امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی امام حلبی نے فرمایا: کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث ۶۲۴: امام ابو جعفر شرح معانی الآثار میں روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عبداللہ بن عمرو زید بن ثابت و جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سوال ہوا ان سب حضرات نے فرمایا: ”امام کے پیچھے کسی نماز میں قراءت نہ کر۔“ (5)

حدیث ۷: امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مؤطا میں روایت کی، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں سوال ہوا، فرمایا: ”خاموش رہ کہ نماز میں شغل ہے اور امام کی قراءت تجھے کافی ہے۔“ (6)

حدیث ۸: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں دوست رکھتا ہوں کہ جو امام کے پیچھے قراءت کرے، اس کے مونہ میں انگارا ہو۔“ (7)

حدیث ۹: امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جو امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے، کاش اس کے مونہ میں پتھر ہو۔“ (8)

① پ ۹، الاعراف: ۲۰۴.

② ”صحیح البخاری“، کتاب الأذان، باب وجوب القراءة... إلخ، الحدیث: ۷۵۶، ج ۱، ص ۲۶۷.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب وجوب القراءة الفاتحة... إلخ، الحدیث: ۳۹۵، ص ۲۰۸.

④ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث: ۱۴۶۴۹، ج ۵، ص ۱۰۰.

⑤ ”شرح معانی الآثار“، کتاب الصلاة، باب القراءة خلف الإمام، الحدیث: ۱۲۷۸، ج ۱، ص ۲۸۴.

⑥ ”الموطا“، باب القراءة في الصلاة خلف الإمام، الحدیث: ۱۱۹، ص ۶۲.

⑦ ”المصنف“ لابن أبي شيبة، کتاب الصلاة، باب من كره القراءة خلف الإمام، الحدیث: ۷، ج ۱، ص ۴۱۲.

⑧ ”المصنف“ لعبد الرزاق، باب القراءة خلف الإمام، الحدیث: ۲۸۰۹، ج ۲، ص ۹۰.

حدیث ۱۰: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ فرمایا: ”جس نے امام کے پیچھے قراءت کی، اس نے فطرت سے خطا کی۔“ (۱)

احکام فقہیہ

یہ تو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ قراءت میں اتنی آواز درکار ہے کہ اگر کوئی مانع مثلاً ثقل سماعت شور و غل نہ ہو تو خود سن سکے، اگر اتنی آواز بھی نہ ہو، تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح جن معاملات میں نطق کو دخل ہے سب میں اتنی آواز ضروری ہے، مثلاً جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا، طلاق، عتاق، استئنا، آیت سجدہ پڑھنے پر سجدہ تلاوت واجب ہونا۔

مسئلہ ۱: فجر و مغرب و عشا کی دو پہلی میں اور جمعہ و عیدین و تراویح اور وتر رمضان کی سب میں امام پر جہر واجب ہے اور مغرب کی تیسری اور عشا کی تیسری چوتھی یا ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ (۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: جہر کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ کہ صفِ اوّل میں ہیں سن سکیں، یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ کے لیے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سن سکے۔ (۳) (عامہ کتب)

مسئلہ ۳: اس طرح پڑھنا کہ فقط دو ایک آدمی جو اس کے قریب ہیں سن سکیں، جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے۔ (۴) (درمختار)

مسئلہ ۴: حاجت سے زیادہ اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ اپنے یا دوسرے کے لیے باعثِ تکلیف ہو، مکروہ ہے۔ (۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: آہستہ پڑھ رہا تھا کہ دوسرا شخص شامل ہو گیا تو جو باقی ہے اُسے جہر سے پڑھے اور جو پڑھ چکا ہے اس کا اعادہ نہیں۔ (۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: ایک بڑی آیت جیسے آیت الکرسی یا آیت مداینہ اگر ایک رکعت میں اس میں کا بعض پڑھا اور دوسری میں

① ”المصنف“ لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من كره القراءة خلف الإمام، الحديث: ٦، ج ١، ص ٤١٢.

② ”الدرالمختار“، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج ٢، ص ٣٠٥، وغیره.

③ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، كتاب الصلاة، مطلب في الكلام على الجهر و المخافتة، ج ٢، ص ٣٠٨.

④ ”الدرالمختار“، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج ٢، ص ٣٠٨.

⑤ ”ردالمحتار“، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج ٢، ص ٣٠٤.

⑥ ”ردالمحتار“، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج ٢، ص ٣٠٤.

بعض، تو جائز ہے، جب کہ ہر رکعت میں جتنا پڑھا، بقدر تین آیت کے ہو۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اختیار ہے اگر تنہا پڑھے اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے، تو جہر واجب ہے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۸: جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جب کہ ادا پڑھے اور جب قضا ہے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۹: جہری کی قضا اگرچہ دن میں ہو امام پر جہر واجب ہے اور سبزی کی قضا میں آہستہ پڑھنا واجب ہے، اگرچہ رات میں ادا کرے۔^(۴) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۰: چار رکعتی فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورت بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے اور ایک میں بھول گیا ہے، تو تیسری یا چوتھی میں پڑھے اور مغرب کی پہلی دونوں میں بھول گیا تو تیسری میں پڑھے اور ایک رکعت کی قراءت سورت جاتی رہی اور ان سب صورتوں میں فاتحہ کے ساتھ پڑھے، جہری نماز ہو تو فاتحہ و سورت جہراً پڑھے، ورنہ آہستہ اور سب صورتوں میں سجدہ سہو کرے اور قصداً چھوڑی تو اعادہ کرے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: سورت ملانا بھول گیا، رکوع میں یاد آیا تو کھڑا ہو جائے اور سورت ملائے پھر رکوع کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا، تو نماز نہ ہوگی۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۱۲: فرض کی پہلی رکعتوں میں فاتحہ بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں اس کی قضا نہیں اور رکوع سے پیشتر یاد آیا تو فاتحہ پڑھ کر پھر سورت پڑھے، یوہیں اگر رکوع میں یاد آیا تو قیام کی طرف عود کرے اور فاتحہ و سورت پڑھے پھر رکوع کرے، اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا، نماز نہ ہوگی۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مکلف پر فرض عین ہے اور پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ اور سورہ

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۶۹.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج ۲، ص ۳۰۶.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق، ص ۳۰۷، و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۷۲.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، و مطلب فی الکلام علی الجہر و المخافتۃ، ج ۲، ص ۳۱۰.

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، مطلب: تحقیق مہم فیما لو تذر... إلخ، ج ۲، ص ۳۱۱.

⑦ المرجع السابق.

فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کے مثل، مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ، واجب عین ہے۔^(۱) (درمختار)
مسئلہ ۱۴: بقدر ضرورت مسائل فقہ کا جاننا فرض عین ہے اور حاجت سے زائد سیکھنا حفظ جمیع قرآن سے افضل ہے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: سفر میں اگر امن و قرار ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں سورہ بروج یا اس کی مثل سورتیں پڑھے اور عصر و عشا میں اس سے چھوٹی اور مغرب میں قصار مفصل کی چھوٹی سورتیں اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: اضطراری حالت میں مثلاً وقت جاتے رہنے یا دشمن یا چور کا خوف ہو تو بقدر حال پڑھے، خواہ سفر میں ہو یا حضر^(۴) میں، یہاں تک کہ اگر واجبات کی مراعات نہیں کر سکتا تو اس کی بھی اجازت ہے، مثلاً فجر کا وقت اتنا تنگ ہے کہ صرف ایک ایک آیت پڑھ سکتا ہے، تو یہی کرے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار) مگر بعد بلندی آفتاب اس نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۱۷: سنت فجر میں جماعت جانے کا خوف ہو تو صرف واجبات پر اقتصار کرے، ثنا و تعوذ کو ترک کرے اور رکوع سجود میں ایک ایک بار تسبیح پراکتفا کرے۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: حضر میں جب کہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں طوال مفصل پڑھے اور عصر و عشا میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل اور ان سب صورتوں میں امام و منفرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔^(۷) (درمختار وغیرہ)

فائدہ: حجرات سے آخر تک قرآن مجید کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں، اس کے یہ تین حصے ہیں، سورہ حجرات سے بروج تک طوال مفصل اور بروج سے لم یکن تک اوساط مفصل اور لم یکن سے آخر تک قصار مفصل۔

مسئلہ ۱۹: عصر کی نماز وقت مکروہ میں ادا کرے، جب بھی صواب یہ ہے کہ قراءت مسنونہ کو پورا کرے، جب کہ وقت میں تنگی نہ ہو۔^(۸) (عالمگیری)

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج ۲، ص ۳۱۵.

② "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: السنة تكون سنة عين... إلخ، ج ۲، ص ۳۱۵.

③ "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۷۷.

④ یعنی حالت اقامت۔

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، فصل في القراءة، کتاب الصلاة، مطلب: السنة تكون سنة عين... إلخ، ج ۲، ص ۳۱۷.

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: السنة تكون سنة عين و سنة كفاية، ج ۲، ص ۳۱۷.

⑦ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج ۲، ص ۳۱۷، وغیرہ.

⑧ "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۷۷.

مسئلہ ۲۰: وتر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں سَبَّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی دوسری میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی ہے، لہذا کبھی تبرکاً انہیں پڑھے۔^(۱) (عالمگیری) اور کبھی پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ کی جگہ اَنَا اَنْزَلْنٰ۔

مسئلہ ۲۱: قراءت مسنونہ پر زیادت نہ کرے، جب کہ مقتدیوں پر گراں ہو اور شاق نہ ہو تو زیادت قلیلہ میں حرج نہیں۔^(۲) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرے اور تراویح میں متوسط انداز پر اور رات کے نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے، مگر ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آسکے یعنی کم سے کم مد کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے، ورنہ حرام ہے اس لیے کہ ترتیل سے قرآن پڑھنے کا حکم ہے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار) آج کل کے اکثر حفاظ اس طرح پڑھتے ہیں کہ مد کا ادا ہونا تو بڑی بات ہے یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کسی لفظ کا پتہ بھی نہیں چلتا نہ فصیح حروف ہوتی، بلکہ جلدی میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں اور اس پر تفاخر ہوتا ہے کہ فلاں اس قدر جلد پڑھتا ہے، حالانکہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا حرام و سخت حرام ہے۔

مسئلہ ۲۳: ساتوں قرأتیں جائز ہیں، مگر اولیٰ یہ ہے کہ عوام جس سے نا آشنا ہوں وہ نہ پڑھے کہ اس میں ان کے دین کا تحفظ ہے، جیسے ہمارے یہاں قراءت امام عاصم بروایت حفص رائج ہے، لہذا یہی پڑھے۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: فجر کی پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری کے دراز کرنا مسنون ہے اور اس کی مقدار یہ رکھی گئی ہے کہ پہلی میں دو تہائی، دوسری میں ایک تہائی۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: اگر فجر کی پہلی رکعت میں طول فاحش کیا، مثلاً پہلی میں چالیس (۴۰) آیتیں، دوسری میں تین تو بھی مضائقہ نہیں، مگر بہتر نہیں۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: بہتر یہ ہے کہ اور نمازوں میں بھی پہلی رکعت کی قراءت دوسری سے قدرے زیادہ ہو، یہی حکم

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۷۸.

② المرجع السابق.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، مطلب: السنۃ تكون سنۃ... إلخ،

ج ۲، ص ۳۲۰.

④ المرجع السابق.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۷۸.

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل فی القراءۃ و مطلب: السنۃ تكون سنۃ عین... إلخ، ج ۲، ص ۳۲۲.

جمعہ وعیدین کا بھی ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: سنن ونوافل میں دونوں رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھے۔^(۲) (منیہ)

مسئلہ ۲۸: دوسری رکعت کی قراءت پہلی سے طویل کرنا مکروہ ہے جبکہ بین^(۳) فرق معلوم ہوتا ہو اور اس کی مقدار یہ ہے کہ اگر دونوں سورتوں کی آیتیں برابر ہوں تو تین آیت کی زیادتی سے کراہت ہے اور چھوٹی بڑی ہوں تو آیتوں کی تعداد کا اعتبار نہیں بلکہ حروف و کلمات کا اعتبار ہے، اگر کلمات و حروف میں بہت تفاوت ہو کراہت ہے اگرچہ آیتیں گنتی میں برابر ہوں، مثلاً پہلی میں اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھی اور دوسری میں لَمْ یکن تو کراہت ہے، اگرچہ دونوں میں آٹھ آٹھ آیتیں ہیں۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: جمعہ وعیدین کی پہلی رکعت میں سَبَّحِ اسْمَ دوسری میں هَلْ اَتَكَ پڑھنا سنت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے، یہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے، مکروہ ہے، مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے، مگر مداومت نہ کرے کہ کوئی واجب نہ گمان کر لے۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: فرض نماز میں آیت ترغیب (جس میں ثواب کا بیان ہے) و ترہیب (جس میں عذاب کا ذکر ہے) پڑھے تو مقتدی و امام اس کے ملنے اور اس سے بچنے کی دُعا نہ کریں، نوافل باجماعت کا بھی یہی حکم ہے، ہاں نفل تنہا پڑھتا ہو تو دُعا کر سکتا ہے۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے، جب کہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں، مثلاً پہلی رکعت میں پوری قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی، تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے یا دوسری میں بلا قصد وہی پہلی سورت شروع کر دی یا دوسری سورت یا نہیں آتی، تو وہی پہلی پڑھے۔^(۸) (ردالمحتار)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۷۸.

۲..... "منیہ المصلی"، مقدار القراءۃ فی الصلاۃ، ص ۳۰۰.

۳..... یعنی واضح۔ صاف۔

۴..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، و مطلب: السنۃ تكون سنة عين... إلخ، ج ۲، ص ۳۲۲.

۵..... المرجع السابق، ص ۳۲۴.

۶..... المرجع السابق، ص ۳۲۵.

۷..... المرجع السابق، ص ۳۲۷.

۸..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، و مطلب: السنۃ تكون سنة عين... إلخ، ج ۲، ص ۳۲۹.

مسئلہ ۳۳: نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا، بلا کراہت جائز ہے۔^(۱) (غنیہ)

مسئلہ ۳۴: ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر لیا تو دوسری میں فاتحہ کے بعد آلم سے شروع کرے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: فرائض کی پہلی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں اور دوسری میں دوسری جگہ سے چند آیتیں پڑھیں، اگرچہ اسی سورت کی ہوں تو اگر درمیان میں دو یا زیادہ آیتیں رہ گئیں تو حرج نہیں، مگر بلا ضرورت ایسا نہ کرے اور اگر ایک ہی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں پھر کچھ چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا، تو مکروہ ہے اور بھول کر ایسا ہوا تو لوٹے اور چھوٹی ہوئی آیتیں پڑھے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: پہلی رکعت میں کسی سورت کا آخر پڑھا اور دوسری میں کوئی چھوٹی سورت، مثلاً پہلی میں اَفَحَسِبْتُمْ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ، تو حرج نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: فرض کی ایک رکعت میں دوسورت نہ پڑھے اور منفرد پڑھ لے تو حرج بھی نہیں، بشرطیکہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتیں چھوڑ دیں، تو مکروہ ہے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری میں ایک چھوٹی سورت درمیان سے چھوڑ کر پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر وہ درمیان کی سورت بڑی ہے کہ اس کو پڑھے تو دوسری کی قراءت پہلی سے طویل ہو جائے گی تو حرج نہیں، جیسے وَالتَّيْنِ کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ پڑھنے میں حرج نہیں اور اِذَا جَاءَ کے بعد قُلْ هُوَ اللَّهُ پڑھنا نہ چاہیے۔^(۶) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۹: قرآن مجید اُلٹا پڑھنا کہ دوسری رکعت میں پہلی والی سے اوپر کی سورت پڑھے، یہ مکروہ تحریمی ہے، مثلاً پہلی میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ كَيْفَ -^(۷) (درمختار) اس کے لیے سخت وعید آئی، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جو قرآن اُلٹ کر پڑھتا ہے، کیا خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دل اُلٹ دے۔“^(۸)

۱..... ”غنیۃ المتملّی“، فیما یکرہ من القرآن فی العسلاۃ وما لا یکرہ... إلخ، ص ۴۹۴. موضحاً.

۲..... ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۷۹.

۳..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، مطلب: الاستماع للقرآن فرض کفایۃ، ج ۲، ص ۳۲۹.

۴..... ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۷۸.

۵..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، مطلب: الاستماع للقرآن فرض کفایۃ، ج ۲، ص ۳۳۰.

۶..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج ۲، ص ۳۳۰، وغیرہ.

۷..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج ۲، ص ۳۳۰.

۸..... ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۶، ص ۲۳۹.

اور بھول کر ہو تو نہ گناہ، نہ سجدہ سہو۔

مسئلہ ۴۰: بچوں کی آسانی کے لیے پارہ عم خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کر دی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہو گیا، پھر یاد آیا تو جو

شروع کر چکا ہے اسی کو پورا کرے اگرچہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو، مثلاً پہلی میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ كَيْفَ يٰٓاَتِبْتُ شروع کر دی، اب یاد آنے پر اسی کو ختم کرے، چھوڑ کر اِذَا جَاءَ پڑھنے کی اجازت نہیں۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۲: بہ نسبت ایک بڑی آیت کے تین چھوٹی آیتوں کا پڑھنا افضل ہے اور جز و سورت اور پوری سورت میں

افضل وہ ہے جس میں زیادہ آیتیں ہوں۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۴۳: رکوع کے لیے تکبیر کہی، مگر ابھی رکوع میں نہ گیا تھا یعنی گھٹنوں تک ہاتھ پہنچنے کے قابل نہ جھکا تھا کہ اور

زیادہ پڑھنے کا ارادہ ہوا تو پڑھ سکتا ہے، کچھ حرج نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسائل قراءت بیرون نماز

مسئلہ ۴۴: قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا، زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا اور ہاتھ سے اس کا

چھونا بھی اور سب عبادت ہیں۔^(۵)

مسئلہ ۴۵: مستحب یہ ہے کہ با وضو قبلہ روا چھ کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور شروع تلاوت میں اعوذ پڑھنا

مستحب ہے^(۶) اور ابتدائے سورت میں بسم اللہ سنت، ورنہ مستحب اور اگر جو آیت پڑھنا چاہتا ہے تو اس کی ابتدا میں ضمیر

مولیٰ تعالیٰ کی طرف راجع ہے، جیسے هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تو اس سورت میں اعوذ کے بعد بسم اللہ پڑھنے کا استحباب

۱..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: الاستماع للقرآن فرض كفاية، ج ۲، ص ۳۳۰.

۲..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج ۲، ص ۳۳۰، وغیرہ. ۳..... المرجع السابق، ص ۳۳۱.

۴..... ”الفتاویٰ الهندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۷۹.

۵..... ”غنیة المتملي“، القراءة خارج الصلاة، ص ۴۹۵.

۶..... فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی ”فتاویٰ فیض الرسول“، جلد ۱، صفحہ 351 پر فرماتے ہیں: ”کہ تلاوت

کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اور بے شک بہارِ شریعت میں واجب چھپا ہے جس پر غنیہ کا حوالہ ہے، حالانکہ غنیہ مطبوعہ رحیمیہ ص ۴۶۳ میں ہے التعوذ يستحب مرة واحدة ما لم يفصل بعمل دنیوی. (یعنی ایک مرتبہ تعوذ پڑھنا مستحب ہے جب تک اس تلاوت میں کوئی دنیاوی کام حائل نہ ہو)۔ تو معلوم ہوا کہ بہارِ شریعت میں بہت سے مسائل جو ناشرین کی غفلتوں کی وجہ سے غلط چھپ گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔“ اسی وجہ سے ہم نے ”مستحب“ کر دیا ہے۔

مؤكد ہے، درمیان میں کوئی دنیوی کام کرے تو اعوذ باللہ بسم اللہ پھر پڑھ لے اور دینی کام کیا مثلاً سلام یا اذان کا جواب دیا یا سبحان اللہ اور کلمہ طیبہ وغیرہ اذکار پڑھے، اَعُوْذُ بِاللّٰہ پھر پڑھنا اس کے ذمے نہیں۔⁽¹⁾ (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۴۶: سورۃ براءت سے اگر تلاوت شروع کی تو اَعُوْذُ بِاللّٰہ بِسْمِ اللّٰہ کہہ لے اور جو اس کے پہلے سے تلاوت شروع کی اور سورت براءت آگئی تو تسمیہ پڑھنے کی حاجت نہیں۔⁽²⁾ (غنیہ) اور اس کی ابتدا میں نیا تعوذ جو آج کل کے حافظوں نے نکالا ہے، بے اصل ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ سورۃ توبہ ابتدا بھی پڑھے، جب بھی بسم اللہ نہ پڑھے، یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۴۷: گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور جاڑوں میں اول شب کو، کہ حدیث میں ہے: ”جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا، شام تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جس نے ابتدائے شب میں ختم کیا، صبح تک استغفار کرتے ہیں۔“ اس حدیث کو دارمی نے سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، تو گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے ختم کرنے میں استغفار ملائکہ زیادہ ہوگی اور جاڑوں کی راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے استغفار زیادہ ہوگی۔⁽³⁾ (غنیہ)

مسئلہ ۴۸: تین دن سے کم میں قرآن کا ختم خلافِ اولیٰ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا، اس نے سمجھا نہیں۔“⁽⁴⁾ اس حدیث کو ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

مسئلہ ۴۹: جب ختم ہو تو تین بار قُلْ هُوَ اللّٰہ اَحَدٌ پڑھنا بہتر ہے، اگرچہ تراویح میں ہو، البتہ اگر فرض نماز میں ختم کرے، تو ایک بار سے زیادہ نہ پڑھے۔⁽⁵⁾ (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۰: لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں، جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو، یوہیں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے، جبکہ دل نہ بٹے، ورنہ مکروہ ہے۔⁽⁶⁾ (غنیہ)

مسئلہ ۵۱: غسل خانہ اور مواضع نجاست⁽⁷⁾ میں قرآن مجید پڑھنا، ناجائز ہے۔⁽⁸⁾ (غنیہ)

۱..... ”غنیۃ المتملی“، القراءة خارج الصلاة، ص ۴۹۵، وغیرہا.

۲..... المرجع السابق.

۳..... المرجع السابق، ص ۴۹۶.

۴..... ”سنن أبي داود“، کتاب شهر رمضان، باب تحزیب القرآن، الحدیث: ۱۳۹۴، ج ۲، ص ۷۹.

۵..... ”غنیۃ المتملی“، القراءة خارج الصلاة، ص ۴۹۶، وغیرہا.

۶..... المرجع السابق.

۷..... یعنی نجاست کی جگہوں.

۸..... ”غنیۃ المتملی“، القراءة خارج الصلاة، ص ۴۹۶.

مسئلہ ۵۲: جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سُننا فرض ہے، جب کہ وہ مجمع بغرض سُننے کے حاضر ہو ورنہ ایک کا سُننا کافی ہے، اگرچہ اور اپنے کام میں ہوں۔^(۱) (غنیہ، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۵۳: مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے، اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے، اگرچہ چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۴: بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے، لوگ اگر نہ سُنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لیے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا، تو اس پر گناہ۔^(۳) (غنیہ)

مسئلہ ۵۵: جہاں کوئی شخص علم دین پڑھا رہا ہے یا طالب علم علم دین کی تکرار کرتے یا مطالعہ دیکھتے ہوں، وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔^(۴) (غنیہ)

مسئلہ ۵۶: قرآن مجید سُننا، تلاوت کرنے اور نفل پڑھنے سے افضل ہے۔^(۵) (غنیہ)

مسئلہ ۵۷: تلاوت کرنے میں کوئی شخص معظم دینی، بادشاہ اسلام یا عالم دین یا پیر یا استاد یا باپ آجائے، تو تلاوت کرنے والا اس کی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔^(۶) (غنیہ)

مسئلہ ۵۸: عورت کو عورت سے قرآن مجید پڑھنا غیر محرم نابینا سے پڑھنے سے بہتر ہے، کہ اگرچہ وہ اسے دیکھتا نہیں مگر آواز تو سُنتا ہے اور عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلا ضرورت سُنانے کی اجازت نہیں۔^(۷) (غنیہ)

مسئلہ ۵۹: قرآن پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”میری امت کے ثواب مجھ پر پیش کیے گئے، یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے آدمی نکال دیتا ہے اور میری امت کے گناہ مجھ پر پیش ہوئے، تو اس سے بڑھ

① ”غنیۃ المتملی“، القراءۃ خارج الصلاة، ص ۴۹۷، و ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۲۳، ص ۳۵۲.

② ”الدر المختار“

③ ”غنیۃ المتملی“، القراءۃ خارج الصلاة، ص ۴۹۷.

④ المرجع السابق.

⑤ المرجع السابق.

⑥ المرجع السابق.

⑦ المرجع السابق.

کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی کو سورت یا آیت دی گئی اور اس نے بھلا دیا۔“ (1) اس حدیث کو ابو داؤد و ترمذی نے روایت کیا، دوسری روایت میں ہے، ”جو قرآن پڑھ کر بھول جائے قیامت کے دن کوڑھی ہو کر آئے گا۔“ (2) اس حدیث کو ابو داؤد و دارمی و نسائی نے روایت کیا اور قرآن مجید میں ہے کہ: ”اندھا ہو کر اُٹھے گا۔“ (3)

مسئلہ ۶۰: جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سُنے والے پر واجب ہے کہ بتا دے، بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو۔ (4) (غنیہ) اسی طرح اگر کسی کا مُصحف شریف اپنے پاس عاریت ہے، اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے، بتا دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۶۱: قرآن مجید نہایت باریک قلم سے لکھ کر چھوٹا کر دینا جیسا آج کل تعویذی قرآن چھپے ہیں مکروہ ہے، کہ اس میں تحقیر کی صورت ہے۔ (5) (غنیہ) بلکہ حائل (6) بھی نہ چاہیے۔

مسئلہ ۶۲: قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جب کہ کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو ایذا نہ پہنچے۔ (7) (غنیہ)

مسئلہ ۶۳: دیواروں اور محرابوں پر قرآن مجید لکھنا اچھا نہیں اور مُصحف شریف کو مطلقاً (8) کرنے میں حرج نہیں۔ (9)

(غنیہ) بلکہ بہ نیت تعظیم مستحب ہے۔

1 ”جامع الترمذی“، أبواب فضائل القرآن، ۱۹-باب، الحدیث: ۲۹۲۵، ج ۴، ص ۴۲۰.

2 ”سنن أبي داود“، کتاب الوتر، باب التشديد فيمن حفظ القرآن ثم نسيه، الحدیث: ۱۴۷۴، ج ۲، ص ۱۰۷.

3 قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي الْآيَةِ﴾ پ ۱۶، طہ: ۱۲۴.

”جو میرے ذکر یعنی قرآن سے منہ پھیرے گا سو اس کے لئے ننگ عیش ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے، کہے گا، اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا میں تو تھا نکھارا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یوہیں آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سوٹو نے انھیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تُو بھلا دیا جائے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے گا۔“

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ میں فرماتے ہیں: ”وہ قرآن مجید بھول جائے اور ان وعیدوں کا مستحق ہو، جو اس باب میں وارد ہوئیں، پھر آپ نے مذکورہ آیہ و ترجمہ لکھا۔ (”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۲۳، ص ۶۴۶).

4 ”غنیة المتملی“، القراءة خارج الصلاة، ص ۴۹۸.

5 المرجع السابق.

6 یعنی چھوٹے سائز کا قرآن جسے گلے میں لٹکاتے ہیں۔

7 ”غنیة المتملی“، القراءة خارج الصلاة، ص ۴۹۷.

8 یعنی سونے سے آراستہ۔

9 ”غنیة المتملی“، القراءة خارج الصلاة، ص ۴۹۸.

قراءت میں غلطی ہو جانے کا بیان

اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی بگڑ گئے، نماز فاسد ہوگئی، ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱: اعرابی غلطیاں اگر ایسی ہوں جن سے معنی نہ بگڑتے ہوں تو مفسد نہیں، مثلاً لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ، نَعْبُدُ اور اگر اتنا تغیر ہو کہ اس کا اعتقاد اور قصد پڑھنا کفر ہو، تو احوط یہ ہے کہ اعادہ کرے، مثلاً ﴿عَصَىٰ أَذْمُرَبَّةٌ﴾^(۱) میں میم کو زبر اور بے کو پیش پڑھ دیا اور ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾^(۲) میں جلالت کو رفع اور العلماء کو زبر پڑھا اور ﴿فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذِرِينَ﴾^(۳) میں ذال کو زبر پڑھا، ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾^(۴) میں کاف کو زبر پڑھا، ﴿الْمُصَوِّرُ﴾^(۵) کے واؤ کو زبر پڑھا۔^(۶) (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲: تشدید کو تخفیف پڑھا جیسے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾^(۷) میں ی پر تشدید نہ پڑھی، ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾^(۸) میں ب پر تشدید نہ پڑھی، ﴿قَتَلُوا نَفْسِيًّا﴾^(۹) میں ت پر تشدید نہ پڑھی، نماز ہوگئی۔^(۱۰) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مخفف کو مشدد پڑھا جیسے ﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ﴾^(۱۱) میں ذال کو تشدید کے ساتھ پڑھایا ادغام ترک کیا جیسے ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ﴾^(۱۲) میں لام ظاہر کیا، نماز ہو جائے گی۔^(۱۳) (عالمگیری، ردالمحتار)

۱ پ ۱۶، ظہ: ۱۲۱.

۲ پ ۲۲، فاطر: ۲۸.

۳ پ ۱۹، النمل: ۵۸.

۴ پ ۱، الفاتحة: ۴.

۵ پ ۲۸، الحشر: ۲۴.

۶ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۱.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج ۲، ص ۴۷۳.

۷ پ ۱، الفاتحة: ۴.

۸ پ ۱، الفاتحة: ۱.

۹ پ ۲۲، الاحزاب: ۶۱.

۱۰ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۱.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج ۲، ص ۴۷۴.

۱۱ پ ۲۴، الزمر: ۳۲.

۱۲ پ ۱، الفاتحة: ۵.

۱۳ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۱.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج ۲، ص ۴۷۵.

مسئلہ ۴: حرف زیادہ کرنے سے اگر معنی نہ بگڑے نماز فاسد نہ ہوگی، جیسے ﴿وَأَنَّهُ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (۱) میں رکے بعد ی زیادہ کی، ﴿هُمْ الَّذِينَ﴾ (۲) میں میم کو جزم کر کے الف ظاہر کیا اور اگر معنی فاسد ہو جائیں، جیسے ﴿زَرَابِيُّ﴾ (۳) کو ﴿زَرَابِيبَ﴾، ﴿مَثَانِي﴾ (۴) کو مثنائین پڑھا، تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ (۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: کسی حرف کو دوسرے کلمہ کے ساتھ وصل کر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، جیسے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ یو ہیں کلمہ کے بعض حرف کو قطع کرنا بھی مفسد نہیں، یو ہیں وقف وابتدا کا بے موقع ہونا بھی مفسد نہیں، اگرچہ وقف لازم ہو مثلاً ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ (۶) پر وقف کیا، پھر پڑھا ﴿أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ط﴾ (۷) یا ﴿أَصْحَابُ النَّارِ﴾ (۸) پر وقف نہ کیا اور ﴿الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ﴾ (۹) پڑھ دیا اور ﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ﴾ (۱۰) پر وقف کر کے اِلا ہو پڑھا ان سب صورتوں میں نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرنا بہت قبیح ہے۔ (۱۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶: کوئی کلمہ زیادہ کر دیا، تو وہ کلمہ قرآن میں ہے یا نہیں اور بہر صورت معنی کا فساد ہوتا ہے یا نہیں، اگر معنی فاسد ہو جائیں گے، نماز جاتی رہے گی، جیسے ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَفَرُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّٰدِقُونَ﴾ اور ﴿إِنَّمَا نُمَلِّئُ لَهُمْ لِيَزِدُوا إِثْمًا وَجَمَآلًا﴾ اور اگر معنی متغیر نہ ہوں، تو فاسد نہ ہوگی اگرچہ قرآن میں اس کا مثل نہ ہو، جیسے ﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا﴾ اور ﴿فِيهَا فَآكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَتَفَّاحٌ وَرُمَّانٌ﴾۔ (۱۲) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷: کسی کلمہ کو چھوڑ گیا اور معنی فاسد نہ ہوئے جیسے ﴿جَزَّوْا سَيِّئَةً سَيِّئَةً مِّثْلَهَا﴾ (۱۳) میں دوسرے سَيِّئَةً

① پ ۲۱، لقمان: ۱۷.

② پ ۲۸، المنافقون: ۷.

③ پ ۳۰، الغاشية: ۱۶.

④ پ ۲۳، الزمر: ۲۳.

⑤ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۷۹.

⑥ پ ۳۰، البروج: ۱۱.

⑦ پ ۳۰، البينة: ۷.

⑧ پ ۲۸، الحشر: ۲۰.

⑨ پ ۲۴، المؤمن: ۷.

⑩ پ ۳، آل عمران: ۱۸.

⑪ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۷۹، ۸۲، وغیرہ.

⑫ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۰، وغیرہ.

⑬ پ ۲۵، الشورى: ۴۰.

کو نہ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کی وجہ سے معنی فاسد ہوں، جیسے ﴿فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (1) میں لانہ پڑھا، تو نماز فاسد ہوگئی۔ (2) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کوئی حرف کم کر دیا اور معنی فاسد ہوں جیسے خَلَقْنَا بِلَاخ کے اور جَعَلْنَا بغیر ج کے، تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر معنی فاسد نہ ہوں مثلاً بروجہ ترخیم شرائط کے ساتھ حذف کیا جیسے يَا مَالِكُ میں يَا مَالُ پڑھا تو فاسد نہ ہوگی، یوہیں تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا میں تَعَالٰی پڑھا، ہو جائے گی۔ (3) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: ایک لفظ کے بدلے میں دوسرا لفظ پڑھا، اگر معنی فاسد نہ ہوں نماز ہو جائے گی جیسے عَلِيمٌ کی جگہ حَكِيمٌ، اور اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہوگی جیسے ﴿وَعَدًا عَلَيْنَا ط اِنَّا كُنَّا فاعِلِينَ﴾ (4) میں فاعِلِينَ کی جگہ غافلِينَ پڑھا، اگر نسب میں غلطی کی اور منسوب الیہ قرآن میں نہیں ہے، نماز فاسد ہوگئی جیسے مَرِيْمُ ابْنَةُ غَيْلَانَ پڑھا اور قرآن میں ہے تو فاسد نہ ہوئی جیسے مَرِيْمُ ابْنَةُ لُقْمَانَ۔ (5) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: حروف کی تقدیم و تاخیر میں بھی اگر معنی فاسد ہوں، نماز فاسد ہے ورنہ نہیں، جیسے ﴿قَسُورَةٍ﴾ (6) کو قُورَسَةٍ پڑھا، عَصْفٍ کی جگہ عَفْصٍ پڑھا، فاسد ہوگئی اور اَنْفَجَرَتْ کو اَنْفَرَجَتْ پڑھا تو نہیں، یہی حکم کلمہ کی تقدیم و تاخیر کا ہے، جیسے ﴿لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيْقٌ﴾ (7) میں شَهِيْقٌ کو زَفِيْرٌ پر مقدم کیا، فاسد نہ ہوئی اور اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ پڑھا، فاسد ہوگئی۔ (8) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: ایک آیت کو دوسری کی جگہ پڑھا، اگر پورا وقف کر چکا ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی جیسے ﴿وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ﴾ (9) پر وقف کر کے ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝﴾ (10) پڑھا، یا ﴿اِنَّ الدِّیْنَ اَمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ پر

① پ ۳۰، الانشقاق: ۲۰۔

② ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، وما یکره فیها، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج ۲، ص ۴۷۶۔

③ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، وما یکره فیها، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج ۲، ص ۴۷۶۔

④ پ ۱۷، الانبیاء: ۱۰۴۔

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۰۔

⑥ پ ۲۹، المدثر: ۵۱۔

⑦ پ ۱۲، ہود: ۱۰۶۔

⑧ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۰۔

⑨ پ ۳۰، العصر: ۱-۲۔

⑩ پ ۳۰، المطففین: ۲۲۔

وقف کیا، پھر پڑھا ﴿أُولَٰئِكَ هُم شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۖ﴾ (1) نماز ہو گئی اور اگر وقف نہ کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے یہی مثال ورنہ نہیں جیسے ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ﴾ (2) کی جگہ فَلَهُمْ جَزْءُ الْوَنِّ الْحُسْنٰی پڑھا، نماز ہو گئی۔ (3) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: کسی کلمہ کو مکرر پڑھا، تو معنی فاسد ہونے میں نماز فاسد ہوگی جیسے رَبِّ الْعَالَمِينَ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ جب کہ بقصد اضافت پڑھا ہو یعنی رب کارب، مالک کا مالک اور اگر بقصد تصحیح مخارج مکرر کیا یا بغیر قصد زبان سے مکرر ہو گیا یا کچھ بھی قصد نہ کیا تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ (4) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا اگر اس وجہ سے ہے کہ اس کی زبان سے وہ حرف ادا نہیں ہوتا تو مجبور ہے، اس پر کوشش کرنا ضروری ہے، اگر لا پرواہی سے ہے جیسے آج کل کے اکثر حفاظ و علما کہ ادا کرنے پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدیل حرف کر دیتے ہیں، تو اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہوئی، اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں ان کی قضا لازم اس کی تفصیل باب الامامة میں مذکور ہوگی۔

مسئلہ ۱۴: ط، ث، ص، ذ، ظ، ا، ع، ہ، ح، ض، ظ، د، ان حرفوں میں صحیح طور پر ایسا نہ رکھیں، ورنہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی اور بعض تو س، ش، ز، ج، ق، ک میں بھی فرق نہیں کرتے۔

مسئلہ ۱۵: مد، غنہ، اظہار، اخفاء، امالہ بے موقع پڑھا، یا جہاں پڑھنا ہے نہ پڑھا، تو نماز ہو جائے گی۔ (5) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: لحن کے ساتھ قرآن پڑھنا حرام ہے اور سُنتا بھی حرام، مگر مد ولین (6) میں لحن ہوا، تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (7) (عالمگیری) اگر فاحش نہ ہو کہ تان کی حد تک پہنچ جائے۔

مسئلہ ۱۷: اللہ عزوجل کے لیے مؤنث کے صیغے یا ضمیر ذکر کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ (8)

① پ ۳۰، البینة: ۶. ② پ ۱۶، الکھف: ۱۰۷.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۰.

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلوۃ، وما یکرہ فیہا، مطلب: إذا قرأ قوله... إلخ، ج ۲، ص ۴۷۸.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۱.

⑥ واو، ی، الف ساکن اور ما قبل کی حرکت موافق ہو تو اس کو مد ولین کہتے ہیں۔ یعنی واو کے پہلے پیش اوری کے پہلے زیر الف کے پہلے زبر۔ ۱۲

⑦ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۲.

⑧ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفة الصلاۃ، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۲.

امامت کا بیان

حدیث ۱: ابو داؤد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں کے اچھے لوگ اذان کہیں اور ”قرأ“ امامت کریں۔“ (۱) (کہ اس زمانہ میں جو زیادہ قرآن پڑھا ہوتا وہی علم میں زیادہ ہوتا)۔

حدیث ۲: صحیح مسلم کی روایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ امامت کا زیادہ مستحق اقرء ہے (۲) یعنی قرآن زیادہ پڑھا ہوا۔

حدیث ۳: ابوالشیخ کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ فرمایا: ”امام و مؤذن کو ان سب کی برابر ثواب ہے، جنہوں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔“ (۳)

حدیث ۴: ابو داؤد و ترمذی روایت کرتے ہیں کہ ابو عقیبہ عقیلی کہتے ہیں کہ: ”مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے یہاں آیا کرتے تھے، ایک دن نماز کا وقت آگیا، ہم نے کہا: آگے بڑھیے، نماز پڑھائیے، فرمایا: اپنے میں سے کسی کو آگے کرو کہ نماز پڑھائے اور بتا دوں گا کہ میں کیوں نہیں پڑھاتا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے ہیں: ”جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے، تو اُن کی امامت نہ کرے اور یہ چاہیے کہ انہیں میں کا کوئی امامت کرے۔“ (۴)

حدیث ۵: ترمذی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ”تین شخصوں کی نماز کانوں سے متجاوز نہیں ہوتی، بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ واپس آئے اور جو عورت اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور کسی گروہ کا امام کہ وہ لوگ اس کی امامت سے کراہیت کرتے ہوں۔“ (۵) (یعنی کسی شرعی قباحت کی وجہ سے)۔

حدیث ۶: ابن ماجہ کی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں ہے، کہ ”تین شخصوں کی نماز سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی، ایک وہ شخص کہ قوم کی امامت کرے اور وہ لوگ اس کو بُرا جانتے ہوں اور وہ عورت جس نے اس حالت میں رات گزاری کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور دو مسلمان بھائی باہم جو ایک دوسرے کو کسی دنیاوی وجہ سے چھوڑے ہوں۔“ (۶)

① ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب من أحق بالإمامة، الحديث: ۵۹۰، ج ۱، ص ۲۴۲.

② ”صحيح مسلم“، كتاب المساجد... إلخ، باب من أحق بالإمامة الحديث: ۶۷۲، ص ۳۳۷.

③ ”كنز العمال“، كتاب الصلاة، الحديث: ۲۰۳۷۰، ج ۷، ص ۲۳۹.

④ ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب امامة الزائر، الحديث: ۵۹۶، ج ۱، ص ۲۴۴.

و ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء فيمن زار قوما فلا يصل بهم، الحديث: ۳۵۶، ج ۱، ص ۳۷۲.

⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء فيمن أم قوما وهم له كارهون، الحديث: ۳۶۰، ج ۱، ص ۳۷۵.

⑥ ”سنن ابن ماجه“، أبواب إقامة الصلاة... إلخ، باب من أم قوما وهم له كارهون، الحديث: ۹۷۱، ج ۱، ص ۵۱۶.

حدیث ۷: ابو داؤد و ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی، جو شخص قوم کے آگے ہو یعنی امام ہو اور وہ لوگ اس سے کراہیت کرتے ہوں اور وہ شخص کہ نماز کو پیٹھ دے کر آئے یعنی نماز فوت ہونے کے بعد پڑھے اور وہ شخص جس نے آزاد کو غلام بنایا۔“ (1)

حدیث ۸: امام احمد و ابن ماجہ سلامہ بنت الحر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”قیامت کی علامات سے ہے کہ باہم اہل مسجد امامت ایک دوسرے پر ڈالیں گے، کسی کو امام نہیں پائیں گے کہ ان کو نماز پڑھاوے۔“ (2) (یعنی کسی میں امامت کی صلاحیت نہ ہوگی)۔

حدیث ۹: بخاری کے علاوہ صحاح ستہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”کسی کے گھریا اسکی سلطنت میں امامت نہ کی جائے، نہ اس کی مسند پر بیٹھا جائے، مگر اس کی اجازت سے۔“ (3)

حدیث ۱۰: بخاری و مسلم وغیرہما ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب کوئی اوروں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے کہ ان میں بیمار اور کمزور اور بوڑھا ہوتا ہے اور جب اپنی پڑھے تو جس قدر چاہے طول دے۔“ (4)

حدیث ۱۱: امام بخاری ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”میں نماز میں داخل ہوتا ہوں اور طویل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں کہ بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں، لہذا نماز میں اختصار کر دیتا ہوں کہ جانتا ہوں، اس کے رونے سے اس کی ماں کو غم لاحق ہوتا ہے۔“ (5)

حدیث ۱۲: صحیح مسلم میں ہے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ”ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جب پڑھ چکے، ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، رکوع و سجود و قیام اور نماز سے پھرنے میں مجھ پر سبقت نہ کرو کہ میں تم کو آگے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں۔“ (6)

حدیث ۱۳: امام مالک کی روایت انہیں سے اس طرح ہے، کہ فرمایا: ”جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا اور جھکاتا

① ”سنن ابن ماجہ“، أبواب اقامة... إلخ، باب من أم... إلخ، الحديث: ۹۷۰، ج ۱، ص ۵۱۵، عن عبد الله بن عمرو.

② ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب في كراهية التدافع عن الإمامة، الحديث: ۵۸۱، ج ۱، ص ۲۳۹.

③ ”صحیح مسلم“، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة، الحديث: ۲۹۱- (۶۷۳)، ص ۳۳۸.

④ ”صحیح البخاری“، كتاب الأذان، باب إذا صلى لنفسه... إلخ، الحديث: ۷۰۳، ج ۱، ص ۲۵۲، وغیره.

⑤ ”صحیح البخاری“، كتاب الأذان، باب من أحف الصلاة... إلخ، الحديث: ۷۰۷، ج ۱، ص ۲۵۳.

⑥ ”صحیح مسلم“، كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام برکوع... إلخ، الحديث: ۴۲۶، ص ۲۲۸.

ہے، اس کی پیشانی کے بال شیطان کے ہاتھ میں ہیں۔“ (1)

حدیث ۱۴: بخاری و مسلم وغیرہما ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”کیا جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے، اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر کر دے؟“ (2) بعض محدثین سے منقول ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث لینے کے لیے ایک بڑے مشہور شخص کے پاس دمشق میں گئے اور ان کے پاس بہت کچھ پڑھا، مگر وہ پردہ ڈال کر پڑھاتے، مدتوں تک ان کے پاس بہت کچھ پڑھا، مگر ان کا مونہ نہ دیکھا، جب زمانہ دراز گزرا اور انہوں نے دیکھا کہ ان کو حدیث کی بہت خواہش ہے تو ایک روز پردہ ہٹا دیا، دیکھتے کیا ہیں کہ اُن کا مونہ گدھے کا سا ہے، انہوں نے کہا، ”صاحب زادے! امام پر سبقت کرنے سے ڈرو کہ یہ حدیث جب مجھ کو پہنچی میں نے اسے مستبعد (3) جانا اور میں نے امام پر قصداً سبقت کی، تو میرا مونہ ایسا ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔“ (4)

حدیث ۱۵: ابوداؤد و ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ”تین باتیں کسی کو حلال نہیں، جو کسی قوم کی امامت کرے تو ایسا نہ کرے کہ خاص اپنے لیے دُعا کرے، اُنہیں چھوڑ دے، ایسا کیا تو ان کی خیانت کی اور کسی کے گھر کے اندر بغیر اجازت نظر نہ کرے اور ایسا کیا تو ان کی خیانت کی اور پاخانہ پیشاب روک کر نماز نہ پڑھے، بلکہ ہلکا ہو لے یعنی فارغ ہو لے۔“ (5)

احکام فقہیہ

امامت کبریٰ کا بیان حصہ عقائد میں مذکور ہوا۔ اس باب میں امامتِ صغریٰ یعنی امامت نماز کے مسائل بیان کیے جائیں گے، امامت کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کی نماز کا اس کی نماز کے ساتھ وابستہ ہونا۔

(شرائطِ امامت)

مسئلہ ۱: مرد غیر معذور کے امام کے لیے چھ شرطیں ہیں:

- 1..... ”الموطا“ لإمام مالک، کتاب الصلاة، باب ما يفعل من رفع رأسه قبل الإمام، الحديث: ۲۱۲، ج ۱، ص ۱۰۲، عن أبي هريرة رضي الله عنه.
- 2..... ”صحيح مسلم“، کتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام برکوع... إلخ، الحديث: ۴۲۷، ص ۲۲۸.
- 3..... یعنی بعض راویوں کی عدم صحت کے باعث دور از قیاس۔
- 4..... ”مرقاۃ المفاتیح“، کتاب الصلاة، تحت الحديث: ۱۱۴۱، ج ۳، ص ۲۲۱. لکن لم يذكر النووي.
- 5..... ”سنن أبي داود“، کتاب الطهارة، باب أیصلی الرجال وهو حاقن، الحديث: ۹۰، ج ۱، ص ۶۶.

(۱) اسلام۔

(۲) بلوغ۔

(۳) عاقل ہونا۔

(۴) مرد ہونا۔

(۵) قراءت۔

(۶) معذور نہ ہونا۔^(۱)

مسئلہ ۲: عورتوں کے امام کے لیے مرد ہونا شرط نہیں، عورت بھی امام ہو سکتی ہے، اگرچہ مکروہ ہے۔^(۲) (عامہ کتب)

مسئلہ ۳: نابالغوں کے امام کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں، بلکہ نابالغ بھی نابالغوں کی امامت کر سکتا ہے، اگر

سمجھ وال ہو۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: معذور اپنے مثل یا اپنے سے زائد عذر والے کی امامت کر سکتا ہے، کم عذر والے کی امامت نہیں کر سکتا اور اگر

امام مقتدی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں، مثلاً ایک کو ریح کا مرض ہے، دوسرے کو قطرہ آنے کا، تو ایک دوسرے کی امامت نہیں

کر سکتا۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: طاہر معذور کی اقتدا نہیں کر سکتا جبکہ حالت وضو میں حدث پایا گیا، یا بعد وضو وقت کے اندر طاری ہوا، اگرچہ

نماز کے بعد اور اگر نہ وضو کے وقت حدث تھا، نہ ختم وقت تک اس نے عود کیا تو یہ نماز جو اس نے انقطاع پر پڑھی، اس میں

تندرست اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۶: معذور اپنے مثل معذور کی اقتدا کر سکتا ہے اور ایک عذر والا دو عذر والے کی اقتدا نہیں کر سکتا، نہ ایک عذر والا

دوسرے عذر والے کی اور دو عذر والا ایک عذر والے کی اقتدا کر سکتا ہے، جب کہ وہ ایک عذر اسی کے دو میں سے ہو۔^(۶)

(درمختار وغیرہ)

① "نور الإيضاح" کتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۷۳.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج ۲، ص ۳۳۷، ۳۶۵.

③ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج ۲، ص ۳۳۷.

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية... إلخ، ج ۲، ص ۳۸۹.

و "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، لباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۴.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۸۹.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۸۹، وغیرہ.

مسئلہ ۷: معذور نے اپنے مثل دوسرے معذور اور صحیح کی امامت کی، صحیح کی نہ ہوگی اور وہ کی ہو جائے گی۔^(۱)

(درمختار)

مسئلہ ۸: وہ بد مذہب جس کی بد مذہبی حد کفر کو پہنچ گئی ہو، جیسے رافضی اگرچہ صرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت یا صحبت سے انکار کرتا ہو، یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں تبرّک کہتا ہو۔ قدری، جہمی، مشبہ اور وہ جو قرآن کو مخلوق بتاتا ہے اور وہ جو شفاعت یا دیدار الہی یا عذابِ قبر یا کراماتین کا انکار کرتا ہے، ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔^(۲) (عالمگیری، غنیہ) اس سے سخت تر حکم وہابیہ زمانہ کا ہے کہ اللہ عزوجل و نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے یا توہین کرنے والوں کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان ہی جانتے ہیں۔

مسئلہ ۹: جس بد مذہب کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو، جیسے تفضیلیہ اس کے پیچھے نماز، مکروہ تحریمی ہے۔^(۳) (عالمگیری)

(شرائط اقتدا)

اقتدا کی تیرہ (۱۳) شرطیں ہیں:

(۱) نیت اقتدا۔

(۲) اور اس نیت اقتدا کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا، بشرطیکہ صورت تقدم میں کوئی اجنبی نیت و تحریمہ میں فاصل نہ ہو۔

(۳) امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا۔

(۴) دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز، نماز مقتدی کو متضمن ہو۔

(۵) امام کی نماز مذہب مقتدی پر صحیح ہونا۔ اور

(۶) امام و مقتدی دونوں کا اسے صحیح سمجھنا۔

(۷) عورت کا محاذی^(۴) نہ ہونا ان شروط کے ساتھ جو مذکور ہوں گی۔

① "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۸۹.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۴.

و "غنیة المتملی"، الأولى بالإمامة، ص ۵۱۴.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۴.

④ یعنی برابر۔

(۸) مقتدی کا امام سے مقدم^(۱) نہ ہونا۔

(۹) امام کے انتقالات کا علم ہونا۔

(۱۰) امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم^(۲) ہو۔

(۱۱) ارکان کی ادا میں شریک ہونا۔

(۱۲) ارکان کی ادا میں مقتدی امام کے مثل ہو یا کم۔

(۱۳) یوہیں شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔^(۳)

مسئلہ ۱۰: سوار نے پیدل کی یا پیدل نے سوار کی اقتدا کی یا مقتدی و امام دونوں دو سوار یوں پر ہیں، ان تینوں صورتوں میں اقتدا نہ ہوئی کہ دونوں کے مکان مختلف ہیں۔ اور اگر دونوں ایک سواری پر سوار ہوں، تو پیچھے والا اگلے کی اقتدا کر سکتا ہے کہ مکان ایک ہے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: امام و مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ ہو جس میں بیل گاڑی جاسکے، تو اقتدا نہیں ہو سکتی۔ یوہیں اگر بیچ میں نہر ہو جس میں کشتی یا بجزا^(۵) چل سکے تو اقتدا صحیح نہیں، اگرچہ وہ نہر بیچ مسجد میں ہو اور اگر بہت تنگ نہر ہو جس میں بجزا بھی نہ تیر سکے، تو اقتدا صحیح ہے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۱۲: بیچ میں حوضِ درہ درہ ہے تو اقتدا نہیں ہو سکتی، مگر جب کہ حوض کے گرد صفیں برابر متصل ہوں اور اگر چھوٹا حوض ہے، تو اقتدا صحیح ہے۔^(۷) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: بیچ میں چوڑا راستہ ہے، مگر اس راستہ میں صف قائم ہو گئی، مثلاً کم سے کم تین شخص کھڑے ہو گئے تو ان کے پیچھے دوسرے لوگ امام کی اقتدا کر سکتے ہیں، بشرطیکہ ہر دو صف اور صفِ اول و امام کے درمیان بیل گاڑی نہ جاسکے یعنی اگر راستہ زیادہ چوڑا ہو کہ ایک سے زیادہ صفیں اس میں ہو سکتی ہیں تو اتنی ہو لیں کہ دو صفوں کے درمیان بیل گاڑی نہ جاسکے، یوہیں اگر راستہ لنبا

..... ۱ یعنی آگے۔

..... ۲ یہ ہقیقۃً صحت اقتدا کی شرط نہیں بلکہ حکم صحت اقتدا کے لیے شرط ہے ولہذا بعد نماز اگر حال معلوم ہو جائے نماز صحیح ہو گئی۔ ۱۲ منہ

..... ۳ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، مطلب: شروط الإمامة الکبریٰ، ج ۲، ص ۳۳۸-۳۳۹۔

..... ۴ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب کفایۃ هل یسقط... إلخ، ج ۲، ص ۳۹۵۔

..... ۵ یعنی ایک قسم کی گول اور خوبصورت کشتی۔

..... ۶ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۴۰۰۔

..... ۷ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الکافی للحاکم... إلخ، ج ۲، ص ۴۰۰۔

ہو یعنی مثلاً ہمارے ملکوں میں پورب کچھم^(۱) ہو تو بھی ہر دو صفوں میں اور امام و مقتدی میں وہی شرط ہے۔^(۲) (ردالمحتار) مسئلہ ۱۴: نہر پر پل ہے اور اس پر صفیں متصل ہوں تو امام اگرچہ نہر کے اس طرف ہے، اس طرف والا اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۵: میدان میں جماعت قائم ہوئی، اگر امام و مقتدی کے درمیان اتنی جگہ خالی ہے کہ اس میں دو صفیں قائم ہو سکتی ہیں تو اقتدا صحیح نہیں، بڑی مسجد مثلاً مسجد قدس کا بھی یہی حکم۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: بڑا مکان میدان کے حکم میں ہے اور اس مکان کو بڑا کہیں گے، جو چالیس ہاتھ ہو۔^(۴) (ردالمحتار) مسئلہ ۱۷: مسجد عید گاہ میں کتنا ہی فاصلہ امام و مقتدی میں ہو مانع اقتدا نہیں، اگرچہ بیچ میں دو یا زیادہ صفوں کی گنجائش ہو۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: میدان میں جماعت قائم ہوئی، پہلی دو صفوں نے ابھی اللہ اکبر نہ کہا تھا کہ تیسری صف نے امام کے بعد تحریمہ باندھ لیا، اقتدا صحیح ہوگئی۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: میدان میں جماعت ہوئی اور صفوں کے درمیان بقدر حوضِ دہ در دہ کے خالی چھوڑا کہ اس میں کوئی کھڑا نہ ہوا، تو اگر اس خالی جگہ کے آس پاس یعنی دہنے بائیں صفیں متصل ہیں تو اس جگہ کے بعد والے کی اقتدا صحیح ہے، ورنہ نہیں اور دہ در دہ سے کم جگہ خالی پچی ہے تو پیچھے والے کی اقتدا صحیح ہے۔^(۷) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: دو کشتیاں باہم بندھی ہوں ایک پر امام ہے، دوسری پر مقتدی تو اقتدا صحیح ہے اور جدا ہوں تو نہیں۔ اور اگر کشتی کنارے پر رکھی ہوئی ہے اور امام کشتی پر ہے اور مقتدی خشکی میں تو اگر درمیان میں راستہ ہو یا بڑی نہر کے برابر فاصلہ ہو تو اقتدا صحیح نہیں، ورنہ ہے۔^(۸) (ردالمحتار) یعنی جب امام اترنے پر قادر نہ ہو، اس لیے کہ جو شخص کشتی سے اتر کر خشکی میں

..... ۱ مشرق و مغرب۔

..... ۲ "الدرالمختار" و "ردالمحتار" کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم... إلخ، ج ۲، ص ۴۰۱۔

..... ۳ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۴۰۰۔

..... ۴ "ردالمحتار" کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم... إلخ، ج ۲، ص ۴۰۱۔

..... ۵ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۸۷۔

..... ۶ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم... إلخ، ج ۲، ص ۴۰۱۔

..... ۷ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم... إلخ، ج ۲، ص ۴۰۲۔

..... ۸ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، مطلب في الصلاة في السفينة، ج ۲، ص ۶۹۱۔

پڑھ سکتا ہے اس کی کشتی پر نماز ہوگی ہی نہیں، ہاں اگر کشتی زمین پر بیٹھ گئی تو اس پر بہر حال نماز صحیح ہے کہ اب وہ تخت کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۲۱: جو مسجد بہت بڑی نہ ہو، اس میں امام اگرچہ محراب میں ہو، مقتدی منتہائے مسجد میں اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: امام و مقتدی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اگر امام کے انتقالات مشتبہ نہ ہوں، مثلاً اس کی یا کبوتر کی آواز سنتا ہو یا اس کے یا اس کے مقتدیوں کے انتقالات دیکھتا ہے تو حرج نہیں، اگرچہ اس کے لیے امام تک پہنچنے کا راستہ نہ ہو، مثلاً دروازہ میں جالیاں ہیں کہ امام کو دیکھ رہا ہے، مگر کھلا نہیں ہے کہ جانا چاہے تو جاسکے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: امام و مقتدی کے درمیان ممبر حائل ہونا مانع اقتدا نہیں، جب کہ امام کا حال مشتبہ نہ ہو۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: جس مکان کی چھت مسجد سے بالکل متصل ہو کہ بیچ میں راستہ نہ ہو تو اس چھت پر سے اقتدا ہو سکتی ہے اور اگر راستہ کا فاصلہ ہو، تو نہیں۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: مسجد کے متصل کوئی دالان ہے، اس میں مقتدی اقتدا کر سکتا ہے جبکہ امام کا حال مخفی نہ ہو۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: مسجد سے باہر چبوترہ ہے اور امام مسجد میں ہے، مقتدی اس چبوترے پر اقتدا کر سکتا ہے جب کہ صفیں متصل ہوں۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: وقت نماز میں تو یہی معلوم تھا کہ امام کی نماز صحیح ہے بعد کو معلوم ہوا کہ صحیح نہ تھی، مثلاً مسح موزہ کی مدت گزر چکی تھی یا بھول کر بے وضو نماز پڑھائی، تو مقتدی کی نماز بھی نہ ہوئی۔^(۷) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: امام کی نماز خود اس کے گمان میں صحیح ہے اور مقتدی کے گمان میں صحیح نہ ہو تو جب بھی اقتدا صحیح نہ ہوئی، مثلاً شافعی المذہب امام کے بدن سے خون نکل کر بہ گیا جس سے حنفیہ کے نزدیک وضو ٹوٹا ہے اور بغیر وضو کی امامت کی، حنفی اس کی

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۸۸.

۲..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج ۲، ص ۴۰۲.

۳..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الکافی للحاکم... إلخ، ج ۲، ص ۴۰۳.

۴..... المرجع السابق، ص ۴۰۴.

۵..... المرجع السابق.

۶..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۸۸.

۷..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: شروط الإمامۃ الکبریٰ، ج ۲، ص ۳۳۹.

اقتدا نہیں کر سکتا، اگر کرے گا نماز باطل ہوگی اور اگر امام کی نماز خود اس کے طور پر صحیح نہ ہو مگر مقتدی کے طور پر صحیح ہو تو اس کی اقتدا صحیح ہے، جب کہ امام کو اپنی نماز کا فساد معلوم نہ ہو مثلاً شافعی امام نے عورت یا عضو تناسل چھونے کے بعد بغیر وضو کیے بھول کر امامت کی، خفی اس کی اقتدا کر سکتا ہے، اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ اس سے ایسا واقعہ ہوا تھا اور اس نے وضو نہ کیا۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: شافعی یا دوسرے مقلد کی اقتدا اس وقت کر سکتے ہیں، جب وہ مسائل طہارت و نماز میں ہمارے فرائض مذہب کی رعایت کرتا ہو یا معلوم ہو کہ اس نماز میں رعایت کی ہے یعنی اس کی طہارت ایسی نہ ہو کہ خفیہ کے طور پر غیر طاہر کہا جائے، نہ نماز اس قسم کی ہو کہ ہم اُسے فاسد کہیں پھر بھی خفی کو خفی کی اقتدا افضل ہے اور اگر معلوم نہ ہو کہ ہمارے مذہب کی رعایت کرتا ہے، نہ یہ کہ اس نماز میں رعایت کی ہے تو جائز ہے، مگر مکروہ اور اگر معلوم ہو کہ اس نماز میں رعایت نہیں کی ہے، تو باطل محض ہے۔^(۲) (عالمگیری، غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا، اس وقت مرد کے لیے مانع اقتدا ہے جب کہ کوئی چیز ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو، نہ مرد کے قد برابر بلندی پر عورت کھڑی ہو۔^(۳) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: ایک عورت مرد کے برابر کھڑی ہو تو تین مردوں کی نماز جاتی رہے گی، دودھنے بائیں اور ایک پیچھے والے کی۔ اور دو عورتیں ہوں تو چار مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی، دودھنے بائیں دو پیچھے اور تین عورتیں ہوں تو دودھنے بائیں اور پیچھے کی ہر صف سے تین تین شخص کی اور اگر عورتوں کی پوری صف ہو تو پیچھے جتنی صفیں ہیں، ان سب کی نماز نہ ہوگی۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: مسجد میں بالا خانہ ہے، اس پر عورتوں نے امام مسجد کی اقتدا کی اور بالا خانہ کے نیچے مردوں نے اسی کی اقتدا کی اگرچہ مرد عورتوں سے پیچھے ہوں نماز فاسد نہ ہوگی اور عورتوں کی صف نیچے ہو اور مرد بالا خانہ پر، تو ان میں جتنے مرد عورتوں کی صف سے پیچھے ہوں گے، ان کی نماز فاسد ہو جائے گی۔^(۵) (عالمگیری، ردالمحتار)

① "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الکبریٰ، ج ۲، ص ۳۳۹.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۴.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الاقتداء بشافعی... إلخ، ج ۲، ص ۳۶۱.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۹.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۹۸.

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الکلام علی الصف الأول، ج ۲، ص ۳۸۰.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۸۷.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الکافی للحاکم... إلخ، ج ۲، ص ۳۹۹.

مسئلہ ۳۳: ایک ہی صف میں ایک طرف مرد کھڑے ہوئے، دوسری طرف عورتیں تو صرف ایک مرد کی نماز نہیں ہوگی جو درمیان میں ہے، باقیوں کی ہو جائے گی۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: اس وجہ سے کہ مقتدی کے پاؤں امام سے بڑے ہیں، اس کی انگلیاں اس کی انگلیوں سے آگے ہیں، مگر ایڑیاں برابر ہوں، تو نماز ہو جائے گی۔^(۲) (ردالمحتار)

(امامت کا زیادہ حقدار کون ہے)

مسئلہ ۳۵: سب سے زیادہ مستحق امامت وہ شخص ہے جو نماز و طہارت کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو، اگرچہ باقی علوم میں پوری دستگاہ^(۳) نہ رکھتا ہو، بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتا ہو یعنی حروف مخارج سے ادا کرتا ہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش^(۴) سے بچتا ہو، اس کے بعد وہ شخص جو تجوید (قراءت) کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو۔ اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں، تو وہ کہ زیادہ ورع رکھتا ہو یعنی حرام تو حرام شہادت سے بھی بچتا ہو، اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ عمر والا یعنی جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گزرا، اس میں بھی برابر ہوں، تو جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں، اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گزار کہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ خوبصورت ہو جاتا ہے، پھر زیادہ خوبصورت، پھر زیادہ حسب والا پھر وہ کہ باعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو، پھر زیادہ مالدار، پھر زیادہ عزت والا، پھر وہ جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں، غرض چند شخص برابر کے ہوں، تو ان میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو زیادہ حق دار ہے اور اگر ترجیح نہ ہو تو قرعہ ڈالا جائے، جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ امامت کرے یا ان میں سے جماعت جس کو منتخب کرے وہ امام ہو اور جماعت میں اختلاف ہو تو جس طرف زیادہ لوگ ہوں وہ امام ہو اور اگر جماعت نے غیر اولیٰ کو امام بنایا، تو بُرا کیا، مگر گنہگار نہ ہوئے۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۶: امام معین ہی امامت کا حق دار ہے، اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو۔^(۶) (درمختار) یعنی جب کہ وہ امام جامع شرائط امام ہو، ورنہ وہ امامت کا اہل ہی نہیں، بہتر ہونا درکنار۔

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۸۷.

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: اذا صلی الشافعی قبل الحنفی... إلخ، ج ۲، ص ۳۶۸.

۳..... یعنی مہارت۔ ۴..... یعنی بے حیائیوں اور ایسے کاموں سے بچتا ہو، جو مروت کے خلاف ہیں۔

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۵۰ - ۳۵۴، وغیرہ.

۶..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۵۴.

مسئلہ ۳۷: کسی کے مکان میں جماعت قائم ہوئی اور صاحب خانہ میں اگر شرائط امامت پائے جائیں تو وہی امامت کے لیے اولیٰ ہے، اگرچہ اور کوئی اس سے علم وغیرہ میں بہتر ہو، ہاں افضل یہ ہے کہ صاحب خانہ ان میں سے بوجہ فضیلت علم کسی کو مقدم کرے کہ اس میں اس کا اعزاز ہے اور اگر وہ مہمان خود ہی آگے بڑھ گیا، تو بھی نماز ہو جائے گی۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: کرایہ کا مکان ہے، اس میں مالک مکان اور کرایہ دار اور مہمان تینوں موجود ہیں تو کرایہ دار احق^(۲) ہے، وہی اجازت دے گا اور اسی سے اجازت لی جائے گی، یہی حکم اس کا ہے کہ مکان میں بطور عاریت^(۳) رہتا ہو کہ یہی احق ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: سلطان و امیر و قاضی کسی کے گھر مجتمع ہوئے تو احق سلطان ہے، پھر امیر، پھر قاضی، پھر صاحب خانہ۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: کسی شخص کی امامت سے لوگ کسی وجہ شرعی سے ناراض ہوں، تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضی کسی وجہ شرعی سے نہ ہو تو کراہت نہیں، بلکہ اگر وہی حق ہو، تو اسی کو امام ہونا چاہیے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۴۱: کوئی شخص صالح امامت ہے اور اپنے محلہ کی امامت نہیں کرتا اور وہ ماہ رمضان میں دوسرے محلہ والوں کی امامت کرتا ہے، اسے چاہیے کہ عشا کا وقت آنے سے پہلے چلا جائے، وقت ہو جانے کے بعد جانا مکروہ ہے۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: امام کو چاہیے کہ جماعت کی رعایت کرے اور قدر مسنون سے زیادہ طویل قراءت نہ کرے کہ یہ مکروہ ہے۔^(۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: بد مذہب کہ جس کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو اور فاسق معین جیسے شرابی، جواری، زنا کار، سود خوار،

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۸۳.

۲..... یعنی زیادہ حقدار۔

۳..... یعنی دوسرے شخص کو اپنی کسی چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے۔

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۸۳.

۵..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، ج ۲، ص ۳۵۴.

۶..... "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۵۴.

۷..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۶.

۸..... المرجع السابق، ص ۸۷.

چغل خور، وغیرہم جو کبیرہ گناہ بالا اعلان کرتے ہیں، ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔⁽¹⁾
(درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۴۴: غلام، دہقانی⁽²⁾، اندھے، ولد الزنا، امرد، کوڑھی، فالج کی بیماری والے، برص والے کی جس کا برص ظاہر ہو، سفیہ (یعنی بے وقوف کہ تصرفات مثلاً بیع و شرا⁽³⁾ میں دھوکے کھاتا ہو) کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور کراہت اس وقت ہے کہ اس جماعت میں اور کوئی ان سے بہتر نہ ہو اور اگر یہی مستحق امامت ہیں تو کراہت نہیں اور اندھے کی امامت میں تو بہت خفیف کراہت ہے۔⁽⁴⁾ (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۴۵: جس کو کم سو جھتا ہے، وہ بھی اندھے کے حکم میں ہے۔⁽⁵⁾ (درمختار)

مسئلہ ۴۶: فاسق کی اقتدانہ کی جائے مگر صرف جمعہ میں کہ اس میں مجبوری ہے، باقی نمازوں میں دوسری مسجد کو چلا جائے اور جمعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ہو تو اس میں بھی اقتدانہ کی جائے، دوسری مسجد میں جا کر پڑھیں۔⁽⁶⁾ (غنیہ، ردالمحتار، فتح القدیر)

مسئلہ ۴۷: عورت، خنثی، نابالغ لڑکے کی اقتدا مرد بالغ کسی نماز میں نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ نماز جنازہ و تراویح و نوافل میں اور مرد بالغ ان سب کا امام ہو سکتا ہے، مگر عورت بھی اس کی مقتدی ہو تو امامت عورت کی نیت کرے سوا جمعہ و عیدین کے کہ ان میں اگرچہ امام نے امامت عورت کی نیت نہ کی، اقتدا کر سکتی ہے اور عورت و خنثی عورت کے امام ہو سکتے ہیں، مگر عورت کو مطلقاً امام ہونا مکروہ تحریمی ہے، فرائض ہوں یا نوافل پھر بھی اگر عورت عورتوں کی امامت کرے، تو امام آگے نہ ہو بلکہ بیچ میں کھڑی ہو اور آگے ہوگی جب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور خنثی کے لیے یہ شرط ہے کہ صف سے آگے ہو ورنہ نماز ہوگی ہی نہیں، خنثی خنثی کا بھی امام نہیں ہو سکتا۔⁽⁷⁾ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۴۸: نماز جنازہ صرف عورتوں نے پڑھی کہ عورت ہی امام اور عورتیں ہی مقتدی، تو اس جماعت میں کراہت

① "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة اقسام، ج ۲، ص ۳۵۶-۳۶۰، وغیرہما.

② دیہاتی، اس سے مراد دیہات کا رہنے والا نہیں بلکہ جاہل مراد ہے چاہے وہ شہری ہی کیوں نہ ہو۔

③ یعنی خرید و فروخت۔

④ "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۵۵-۳۶۰.

و "غنیة المتعملي شرح منية المصلي"، ص ۵۱۴.

⑤ "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۵۵.

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: تکرار الجماعة في المسجد، ج ۲، ص ۳۵۵.

⑦ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: في الكلام على الصف الأول، ج ۲، ص ۳۸۷.

نہیں۔^(۱) (عالمگیری، درمختار) بلکہ اگر عورت نماز جنازہ میں مردوں کی امامت کرے گی، جب بھی نماز جنازہ ادا ہو جائے گی اگرچہ مردوں کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۴۹: مجنون غیر حالت افاقہ میں امام نہیں ہو سکتا اور جب ہوش میں ہو اور معلوم بھی ہو تو ہو سکتا ہے۔ یوہیں جس کونشہ ہے اس کی امامت صحیح نہیں اور معتوہ (مدہوش) اپنے مثل کے لیے امام ہو سکتا ہے اوروں کے لیے نہیں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: جس کو کچھ قرآن یاد ہوا اگرچہ ایک ہی آیت ہو، وہ اُمّی کی (یعنی اس کی جس کو کوئی آیت یاد نہیں) اقتدا نہیں کر سکتا اور اُمّی کے پیچھے پڑھ سکتا ہے جس کو کچھ آیتیں یاد ہیں مگر حروف صحیح ادا نہیں کرتا جس کی وجہ سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں، وہ بھی اُمّی کے مثل ہے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: اُمّی گونگے کی اقتدا نہیں کر سکتا، گونگا اُمّی کی کر سکتا ہے اور اگر اُمّی صحیح طور پر تحریمہ بھی باندھ نہیں سکتا تو گونگے کی اقتدا کر سکتا ہے۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: اُمّی نے اُمّی اور قاری کی (یعنی اس کی کہ بقدر فرض قرآن صحیح پڑھ سکتا ہو) امامت کی، تو کسی کی نماز نہ ہوگی۔ اگرچہ قاری درمیان نماز میں شریک ہوا ہو، یوہیں اگر قاری نے اُمّی کو خلیفہ بنایا ہو، اگرچہ تشہد میں۔^(۵) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۵۳: اُمّی پر واجب ہے کہ رات دن کوشش کرے یہاں تک کہ بقدر فرض قرآن مجید یاد کر لے، ورنہ عند اللہ تعالیٰ معذور نہیں۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے اس پر واجب ہے کہ صحیح حروف میں رات دن پوری کوشش کرے اور اگر صحیح خواں کی اقتدا کر سکتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی اقتدا کرے یا وہ آیتیں پڑھے جس کے حروف صحیح ادا کر سکتا ہو اور یہ دونوں صورتیں ناممکن ہوں تو زمانہ کوشش میں اس کی اپنی نماز ہو جائے گی اور اپنے مثل دوسرے کی امامت بھی کر سکتا ہے یعنی اس کی کہ وہ

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۳۶۵.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس، فی الإمامة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۵.

② "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب کفایہ، ج ۲، ص ۳۸۹.

③ المرجع السابق، ص ۳۹۱.

④ المرجع السابق.

⑤ "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: المواضع التي تفسد... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۲، وغیرہ.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۶.

بھی اسی حرف کو صحیح نہ پڑھتا ہو جس کو یہ اور اگر اس سے جو حرف ادا نہیں ہوتا، دوسرا اس کو ادا کر لیتا ہے مگر کوئی دوسرا حرف اس سے ادا نہیں ہوتا، تو ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتا اور اگر کوشش بھی نہیں کرتا تو اس کی خود بھی نہیں ہوتی دوسرے کی اس کے پیچھے کیا ہوگی۔ آج کل عام لوگ اس میں مبتلا ہیں کہ غلط پڑھتے ہیں اور کوشش نہیں کرتے ان کی نمازیں خود باطل ہیں امامت درکنار۔ ہکلا جس سے حرف مکرر ادا ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے یعنی اگر صاف پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے تو اس کے پیچھے پڑھنا لازم ہے ورنہ اس کی اپنی ہو جائے گی اور اپنے مثل یا اپنے سے کمتر⁽¹⁾ کی امامت بھی کر سکتا ہے۔⁽²⁾ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: قاری نماز پڑھ رہا تھا، اُمتی آیا اور شریک نہ ہوا، اپنی الگ پڑھی، تو اس کی نماز نہ ہوئی۔⁽³⁾ (عالمگیری)
مسئلہ ۵۶: قاری کوئی دوسری نماز پڑھ رہا ہے تو اُمتی کو جائز ہے کہ اپنی پڑھ لے اور انتظار نہ کرے۔⁽⁴⁾ (عالمگیری)
مسئلہ ۵۷: اُمتی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور قاری مسجد کے دروازہ پر ہے یا مسجد کے پڑوس میں، تو اُمتی کی نماز ہو جائے گی۔⁽⁵⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۵۸: جس کا ستر گھلا ہوا ہے وہ ستر چھپانے والے کا امام نہیں ہو سکتا، ستر گھلے ہوؤں کا امام ہو سکتا ہے اور اگر بعض مقتدی اس قسم کے ہیں بعض ویسے تو ستر چھپانے والوں کی نماز نہ ہوگی گھلے ہوؤں کی ہو جائے گی اور جن کے پاس ستر کے لائق کپڑے نہ ہوں اُن کے لیے افضل یہ ہے کہ تنہا تنہا بیٹھ کر اشارے سے دُور دُور پڑھیں، جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے اور اگر جماعت سے پڑھیں تو امام بیچ میں ہو آگے نہ ہو۔⁽⁶⁾ (درمختار، عالمگیری) ستر گھلے ہوئے سے مراد یہ ہے کہ جس کے پاس کپڑا ہی نہیں کہ چھپائے۔ ہوتے ہوئے نہ چھپایا تو نہ اس کی ہونہ اس کے پیچھے کسی اور کی، جیسا کہ شروط الصلاۃ میں بیان ہوا۔

مسئلہ ۵۹: جو رکوع وسجود سے عاجز ہے یعنی وہ کہ کھڑے یا بیٹھے رکوع وسجود کی جگہ اشارہ کرتا ہو، اس کے پیچھے اس کی نماز نہ ہوگی جو رکوع وسجود پر قادر ہے اور اگر بیٹھ کر رکوع وسجود کر سکتا ہو تو اس کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی ہو جائے گی۔⁽⁷⁾ (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

۱..... یعنی جو اس سے زیادہ ہکلاتا ہو۔ ۱۲

۲..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی اللغ، ج ۲، ص ۳۹۵.

۳..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۵.

۴..... المرجع السابق، ص ۸۶.

۵..... المرجع السابق، ص ۸۵.

۶..... المرجع السابق، ص ۸۵، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، بحث النیۃ، ج ۲، ص ۱۰۳، ۳۹۱.

۷..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ... إلخ، ج ۲، ص ۳۹۱.

مسئلہ ۶۰: فرض نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے اور ایک فرض والے کی دوسرے فرض پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہو سکتی خواہ دونوں کے فرض دو نام کے ہوں، مثلاً ایک ظہر پڑھتا ہو دوسرا عصر یا صفت میں جدا ہوں، مثلاً ایک آج کی ظہر پڑھتا ہو، دوسرا کل کی اور اگر دونوں کی ایک ہی دن کے ایک ہی وقت کی قضا ہو گئی ہے تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، یوہیں اگر امام نے عصر کی نماز غروب سے پہلے شروع کی دو رکعتیں پڑھیں کہ آفتاب غروب ہو گیا، اب دوسرا شخص جس کی اسی دن کی نماز عصر جاتی رہی پچھلی رکعتوں میں اس کی اقتدا کر سکتا ہے، البتہ اگر یہ مقتدی مسافر تھا تو اس کی اقتدا نہیں کر سکتا، مگر غروب سے پہلے نیت اقامت کر لی ہو تو کر سکتا ہے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۱: دو شخصوں نے باہم یوں نماز پڑھی کہ ہر ایک نے امامت کی نیت کی نماز ہو گئی اور اگر ہر ایک نے اقتدا کی نیت کی، تو دونوں کی نہ ہوئی۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۶۲: جس نے کسی نماز کی منت مانی، اس نماز کو نہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، نہ نفل والے کے، نہ اس کے پیچھے کہ منت کی نماز پڑھتا ہے، ہاں اگر ایک کی نذر ماننے کے بعد دوسرے نے یوں نذر کی کہ اس نماز کی منت مانتا ہوں، جو فلاں نے مانی ہے تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔^(۳) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۳: ایک شخص نے نفل نماز پڑھنے کی قسم کھائی، منت والا منت کی نماز اس کے پیچھے بھی نہیں پڑھ سکتا اور یہ قسم کھانے والا فرض اور نفل اور نذر اور دوسرے قسم کھانے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔^(۴) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۴: دو شخص نفل ایک ساتھ پڑھ رہے تھے اور فاسد کر دی، تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے اور تنہا تنہا پڑھ رہے تھے اور فاسد کر دیں، تو اقتدا نہیں ہو سکتی۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۶۵: لاحق نہ مسبوق کی اقتدا کر سکتا ہے نہ لاحق کی، یوہیں مسبوق نہ لاحق کی نہ مسبوق کی، نہ ان دونوں کی کوئی دوسرا شخص اقتدا کر سکتا ہے۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۶.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الواجب کفایہ... إلخ، ج ۲، ص ۳۹۱.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۶.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج ۲، ص ۳۹۲.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج ۲، ص ۳۹۲.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الواجب کفایہ هل یسقط... إلخ، ج ۲، ص ۳۹۳.

⑥ المرجع السابق، ص ۳۹۴.

مسئلہ ۶۶: جن نمازوں میں قصر ہے وقت گزر جانے کے بعد ان میں مسافر مقیم کی اقتدا نہیں کر سکتا، خواہ مقیم نے وقت ختم ہونے پر شروع کی ہو یا وقت میں شروع کی اور نماز پوری ہونے سے پہلے وقت ختم ہو گیا، البتہ اگر مسافر نے مقیم کے پیچھے تحریمہ باندھ لیا اور بعد تحریمہ وقت ختم ہو گیا، تو اقتدا صحیح ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۶۷: محل اقامت یعنی شہر یا گاؤں میں جو شخص چار رکعت والی نماز پڑھائے اور دو پر سلام پھیر دے، تو ضرور ہے کہ مقتدی کو اس کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو خواہ مقتدی خود مقیم ہو یا مسافر، اگر امام نے نہ نماز سے پہلے اپنا مسافر ہونا بتایا نہ بعد کو اور چلا گیا نہ اس کا حال اور طرح معلوم ہوا تو مقتدی اپنی پھر پڑھیں، ہاں اگر جنگل میں یا منزل پر دو پڑھ کر چلا گیا تو ان کی نماز ہو جائے گی، یہی سمجھا جائے گا کہ مسافر تھا۔^(۲) (خانہ، بحر)

مسئلہ ۶۸: جہاں بوجہ شرط مفقود ہونے کے اقتدا صحیح نہ ہو، تو وہ نماز سرے سے شروع ہی نہ ہوگی اور اگر بوجہ مختلف نماز ہونے کے اقتدا صحیح نہ ہو تو اس کے نفل ہو جائیں گے، مگر اس نفل کے توڑ دینے سے قضا واجب نہ ہوگی۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۶۹: جس نے وضو کیا ہے تیمم والے کی اور پاؤں دھونے والا موزہ پر مسح کرنے والے کی اور اعضائے وضو کا دھونے والا پٹی پر مسح کرنے والے کی، اقتدا کر سکتا ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھنے والے اور کوزہ پشت کی اقتدا کر سکتا ہے، اگرچہ اس کا کعبہ حد رکوع کو پہنچا ہو، جس کے پاؤں میں ایسا لنگ ہے کہ پورا پاؤں زمین پر نہیں جمتا اور وہ کی امامت کر سکتا ہے، مگر دوسرا شخص اولیٰ ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے، اگرچہ مفترض پچھلی رکعتوں میں قراءت نہ کرے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: متفعل^(۷) نے مفترض^(۸) کی اقتدا کی پھر نماز فاسد کر دی، پھر اسی نماز میں اس فوت شدہ کی قضا کی

① "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۹۴.

② "البحر الرائق"، کتاب الصلاة، باب المسافر، ج ۲، ص ۲۳۸.

③ "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۹۷.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۴.

⑤ المرجع السابق، ص ۸۵.

⑥ المرجع السابق.

⑦ یعنی نفل پڑھنے والے۔

⑧ یعنی فرض پڑھنے والے۔

نیت سے اقتدا کی صحیح ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: اشارے سے پڑھنے والا اپنے مثل کی اقتدا کر سکتا ہے، مگر جب کہ امام لیٹ کر اشارہ سے پڑھتا ہو اور مقتدی کھڑے یا بیٹھے تو نہیں۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۷۴: جن نے امامت کی، اقتدا صحیح ہے اگر انسانی صورت میں ظاہر ہوا۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵: امام نے اگر بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط یا رکن نہ پایا گیا جس سے اس کی امامت صحیح نہ ہو، تو اس پر لازم ہے کہ اس امر کی مقتدیوں کو خبر کر دے جہاں تک بھی ممکن ہو، خواہ خود کہے یا کہلا بھیجے، یا خط کے ذریعہ سے اور مقتدی اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۷۶: امام نے اپنا کافر ہونا بتایا تو پیشتر کے بارے میں اس کا قول نہیں مانا جائے گا اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں ان کا اعادہ نہیں، ہاں اب وہ بے شک مرتد ہو گیا۔^(۵) (درمختار) مگر جب کہ یہ کہے کہ اب تک کافر تھا اور اب مسلمان ہوا۔

مسئلہ ۷۷: پانی نہ ملنے کے سبب امام نے تیمم کیا تھا اور مقتدی نے وضو اور اثنائے نماز میں مقتدی نے پانی دیکھا، امام کی نماز صحیح ہو گئی اور مقتدی کی باطل۔^(۶) (درمختار) جب کہ اس کے گمان میں ہو کہ امام نے بھی پانی پر اطلاع پائی، بہت کتابوں میں یہ حکم مطلق ہے۔ اور ظاہر تریہ تقیید واللہ اعلم بالصواب۔

جماعت کا بیان

حدیث ۱: بخاری و مسلم و مالک و ترمذی و نسائی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”نماز جماعت، تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے۔“^(۷)

حدیث ۲: مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ نے روایت کی، کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ”ہم نے

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۵۔

② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۴۰۸۔

③ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، ج ۲، ص ۳۴۵۔

④ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۴۱۰۔

⑤ المرجع السابق، ص ۴۱۱۔

⑥ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۴۳۴۔

⑦ ”صحیح البخاری“، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، الحدیث: ۶۴۵، ج ۱، ص ۲۳۲۔

اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ نماز سے پیچھے نہیں رہتا، مگر کھلا منافق یا بیمار اور بیمار کی یہ حالت ہوتی کہ دو شخصوں کے درمیان میں چلا کر نماز کو لاتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو سنن الہدیٰ کی تعلیم فرمائی اور جس مسجد میں اذان ہوتی ہے، اس میں نماز پڑھنا سنن الہدیٰ سے ہے،“ (۱) اور ایک روایت میں یوں ہے، کہ ”جسے یہ اچھا معلوم ہو کہ کل خدا سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملے، تو پانچوں نمازوں پر محافظت کرے، جب ان کی اذان کہی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے سنن الہدیٰ مشروع فرمائی اور یہ سنن الہدیٰ سے ہے اور اگر تم نے اپنے گھروں میں پڑھ لی جیسے یہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں پڑھ لیا کرتا ہے، تو تم نے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دی اور اگر اپنے نبی کی سنت چھوڑو گے، تو گمراہ ہو جاؤ گے۔“ (۲) اور ابوداؤد کی روایت میں ہے، ”کافر ہو جاؤ گے“ (۳) اور جو شخص اچھی طرح طہارت کرے پھر مسجد کو جائے تو جو قدم چلتا ہے، ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ نیکی لکھتا ہے اور درجہ بلند کرتا ہے اور گناہ مٹا دیتا ہے۔“ (۴)

حدیث ۳: نسائی وابن خزیمہ اپنی صحیح میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس نے کامل وضو کیا، پھر نماز فرض کے لیے چلا اور امام کے ساتھ پڑھی، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“ (۵)

حدیث ۴: طبرانی ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”اگر یہ نماز جماعت سے پیچھے رہ جانے والا جانتا کہ اس جانے والے کے لیے کیا ہے؟، تو گھسٹتا ہوا حاضر ہوتا۔“ (۶)

حدیث ۵ و ۶: ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو اللہ کے لیے چالیس دن باجماعت پڑھے اور تکبیرہ اولیٰ پائے، اس کے لیے دو آزادیاں لکھ دی جائیں گی، ایک نار سے، دوسری نفاق سے۔“ (۷) ابن ماجہ کی روایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو شخص چالیس راتیں مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے کہ عشا کی تکبیرہ اولیٰ فوت نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھ دے گا۔“ (۸)

①..... ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الہدی، الحدیث: ۶۵۴، ص ۳۲۸.

②..... ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الہدی، الحدیث: ۲۵۷- (۶۵۴)، ص ۳۲۸.

③..... ”سنن ابی داؤد“، کتاب الصلاة، باب التشدید یدفی ترک الجماعة، الحدیث: ۵۵۰، ج ۱، ص ۲۲۹.

④..... ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الہدی، الحدیث: ۲۵۷- (۶۵۴)، ص ۳۲۸.

⑤..... ”صحیح ابن خزیمہ“، کتاب الصلاة، باب فضل المشی إلى الجماعة فتوضیاً... إلخ، الحدیث: ۱۴۸۹، ج ۲، ص ۳۷۳.

⑥..... ”المعجم الكبير“، الحدیث: ۷۸۸۶، ج ۸، ص ۲۲۴.

⑦..... ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء فی فضل التكبيرة الأولى، الحدیث: ۲۴۱، ج ۱، ص ۲۷۴.

⑧..... ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المساجد... إلخ، باب صلاة العشاء و الفجر فی جماعة، الحدیث: ۷۹۸، ج ۱، ص ۴۳۷.

حدیث ۷: ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور ایک روایت میں ہے، میں نے اپنے رب کو نہایت جمال کے ساتھ تجلّی فرمائے ہوئے دیکھا، اس نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، اس نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے ملاء اعلیٰ (یعنی ملائکہ مقررین) کس امر میں بحث کرتے ہیں؟“ میں نے عرض کی، ”نہیں جانتا، اس نے اپنا دستِ قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی، تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے میں نے جان لیا“ اور ایک روایت میں ہے، ”جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے جان لیا“، فرمایا: ”اے محمد! جانتے ہو ملاء اعلیٰ کس چیز میں بحث کرتے ہیں؟“ میں نے عرض کی، ”ہاں، درجات و کفارات اور جماعتوں کی طرف چلنے اور سخت سردی میں پورا وضو کرنے اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں اور جس نے ان پر محافظت کی خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ مرے گا اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا، جیسے اس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا“ اس نے فرمایا: ”اے محمد!“ میں نے عرض کی، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، فرمایا: ”جب نماز پڑھو، تو یہ کہہ لو۔“

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أَرَدْتُ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَأَقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ ط. (1)

فرمایا: ”اور درجات یہ ہیں۔ سلام عام کرنا اور کھانا کھلانا اور رات میں نماز پڑھنا، جب لوگ سوتے ہوں۔“ (2)

حدیث ۸ و ۹: امام احمد و ترمذی نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی ہے، کہ ایک دن صبح کی نماز کو تشریف لانے میں دیر ہوئی، یہاں تک قریب تھا کہ ہم آفتاب دیکھنے لگیں کہ جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے، اقامت ہوئی اور مختصر نماز پڑھی، سلام پھیر کر بلند آواز سے فرمایا: ”سب اپنی اپنی جگہ پر رہو، میں تمہیں خبر دوں گا کہ کس چیز نے صبح کی نماز میں آنے سے روکا؟“ میں رات میں اٹھا، وضو کیا اور جو مقدار تھا نماز پڑھی، پھر میں نماز میں اونگھا (اس کے بعد اُسی کے مثل واقعات بیان فرمائے اور اس روایت میں یہ ہے) اس کے دستِ قدرت رکھنے سے ان کی خنکی (3) میں نے اپنے سینہ میں پائی تو مجھ پر ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی“ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ”کفارات کیا ہیں؟“ میں نے عرض کی،

① اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اچھے کام کروں اور بُری باتوں سے باز رہوں اور مساکین سے محبت رکھوں اور جب تو اپنے بندوں پر فتنہ کرنا چاہے، تو مجھے اس سے قبل اُٹھالے۔ ۱۲

② ”جامع الترمذی“، أبواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة ص، الحدیث: ۳۲۴۵، ۳۲۴۶، ص ۱۵۹-۱۶۰۔

③ یعنی ٹھنڈک۔

جماعت کی طرف چلنا اور مسجدوں میں نمازوں کے بعد بیٹھنا اور سختیوں کے وقت کامل وضو کرنا، اس کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ حق ہے اسے پڑھو اور سیکھو۔“ (1) ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے اور میں نے محمد بن اسماعیل یعنی بخاری سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو جواب دیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسی کے مثل دارمی و ترمذی نے عبد الرحمن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۰: ابو داؤد و نسائی و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو اچھی طرح وضو کر کے مسجد کو جائے اور لوگوں کو اس حالت میں پائے کہ نماز پڑھ چکے، تو اللہ تعالیٰ اسے بھی جماعت سے پڑھنے والوں کی مثل ثواب دے گا اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔“ (2) حاکم نے کہا یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث ۱۱: امام احمد و ابو داؤد و نسائی و حاکم اور ابن خزمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”آیا فلاں حاضر ہے؟“ لوگوں نے عرض کی، نہیں، فرمایا: ”فلاں حاضر ہے؟“ لوگوں نے عرض کی، نہیں، فرمایا: ”یہ دونوں نمازیں منافقین پر بہت گراں ہیں، اگر جانتے کہ ان میں کیا (ثواب) ہے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے آتے اور بے شک پہلی صف فرشتوں کی صف کے مثل ہے اور اگر تم جانتے کہ اس کی فضیلت کیا ہے تو اس کی طرف سبقت کرتے مرد کی ایک مرد کے ساتھ نماز بہ نسبت تنہا کے زیادہ پاکیزہ ہے اور دو کے ساتھ بہ نسبت ایک کے زیادہ اچھی اور جتنے زیادہ ہوں، اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ محبوب ہیں۔“ (3) یحییٰ بن معین اور ذہلی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۱۲: صحیح مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس نے باجماعت عشا کی نماز پڑھی، گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی، گویا پوری رات قیام کیا۔“ (4) اسی کے مثل ابو داؤد و ترمذی و ابن خزمہ نے روایت کی۔

حدیث ۱۳: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”منافقین پر سب سے

① ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، الحدیث: ۲۲۱۷۰، ج ۸، ص ۲۵۸.

و ”مشكاة المصابيح“، كتاب الصلاة، الحدیث: ۷۴۸، ج ۱، ص ۲۳۵.

② ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب فيمن خرج يريد الصلاة... إلخ، الحدیث: ۵۶۴، ج ۱، ص ۲۳۴.

③ ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب في فضل صلاة الجماعة، الحدیث: ۵۵۴، ج ۱، ص ۲۳۰.

و ”الترغيب و الترہيب“، كتاب الصلاة، الترغيب في كثرة الجماعة، الحدیث: ۱، ج ۱، ص ۱۶۱.

④ ”صحيح مسلم“، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل صلاة العشاء... إلخ، الحدیث: ۶۵۶، ص ۳۲۹.

زیادہ گراں نماز عشا و فجر ہے اور جانتے کہ اس میں کیا ہے؟ تو گھسٹتے ہوئے آتے اور بیشک میں نے قصد کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو امر فرماؤں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اپنے ہمراہ کچھ لوگوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں ان کے پاس لے کر جاؤں، جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھر ان پر آگ سے جلا دوں۔“ (1) امام احمد نے انہیں سے روایت کی، کہ فرماتے ہیں: ”اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے، تو نماز عشا قائم کرتا اور جوانوں کو حکم دیتا کہ جو کچھ گھروں میں ہے، آگ سے جلا دیں۔“ (2)

حدیث ۱۴: امام مالک نے ابو بکر بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ ”امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز میں سلیمان بن ابی حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیکھا، باز از تشریف لے گئے، راستہ میں سلیمان کا گھر تھا ان کی ماں شفا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: کہ صبح کی نماز میں، میں نے سلیمان کو نہیں پایا، انہوں نے کہا! رات میں نماز پڑھتے رہے پھر نیند آگئی، فرمایا: کہ صبح کی نماز جماعت سے پڑھوں، یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ رات میں قیام کروں۔“ (3)

حدیث ۱۵: ابو داؤد و ابن ماجہ و ابن حبان ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس نے اذان سنی اور آنے سے کوئی عذر مانع نہیں، اس کی وہ نماز مقبول نہیں،“ لوگوں نے عرض کی، عذر کیا ہے؟ فرمایا: ”خوف یا مرض۔“ (4) اور ایک روایت ابن حبان و حاکم کی انہیں سے ہے، ”جو اذان سنے اور بلا عذر حاضر نہ ہو، اس کی نماز ہی نہیں۔“ (5) حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۱۶: احمد و ابو داؤد و نسائی و ابن خزمیہ و ابن حبان و حاکم ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”کسی گاؤں یا بادیہ میں تین شخص ہوں اور نماز نہ قائم کی گئی مگر ان پر شیطان مسلط ہو گیا تو جماعت کو لازم جانو، کہ بھیڑ یا اسی بکری کو کھاتا ہے، جو ریوڑ سے دور ہو۔“ (6)

حدیث ۱۷ تا ۲۰: ابو داؤد و نسائی نے روایت کی، کہ عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مدینہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں ناپید ہوں، تو کیا مجھے رخصت ہے کہ گھر پڑھ لوں؟ فرمایا:

① ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب فضل صلاة الجماعة... إلخ، الحديث: ۲۵۲- (۶۵۱)، ص ۳۲۷.

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۸۸۰۴، ج ۳، ص ۲۹۶.

③ ”الموطأ“ للإمام مالك، کتاب صلاة الجماعة باب ماجاء في العتمة والصبح، الحديث: ۳۰۰، ج ۱، ص ۱۳۴.

④ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، الحديث: ۵۵۱، ج ۱، ص ۲۲۹.

⑤ ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، کتاب الصلاة، باب فرض الجماعة... إلخ، الحديث: ۲۰۶۱، ج ۳، ص ۲۵۳.

⑥ ”سنن النسائي“، کتاب الإمامة، التشديد في ترك الجماعة، الحديث: ۸۴۴، ص ۱۴۷.

”حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ سُنْتِ هُوَ“، عرض کی، ہاں، فرمایا: ”تو حاضر ہو۔“ (1) اسی کے مثل مسلم نے ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے کبیر میں ابو امامہ سے اور احمد و ابویعلیٰ اور طبرانی نے اوسط میں اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

حدیث ۲۱: ابو داؤد و ترمذی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک صاحب مسجد میں حاضر ہوئے اس وقت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے، فرمایا: ”ہے کوئی کہ اس پر صدقہ کرے (یعنی اس کے ساتھ نماز پڑھ لے کہ اسے جماعت کا ثواب مل جائے) ایک صاحب (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔“ (2)

حدیث ۲۲: ابن ماجہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: دو اور دو سے زیادہ جماعت ہے۔ (3)

حدیث ۲۳: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”اگر لوگ جانتے کہ اذان اور صفِ اوّل میں کیا ہے؟ پھر بغیر قرعہ ڈالے نہ پاتے، تو اس پر قرعہ اندازی کرتے۔“ (4)

حدیث ۲۴: امام احمد و طبرانی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں، ”لوگوں نے عرض کی اور دوسری صف پر، فرمایا: ”اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں،“ ”لوگوں نے عرض کی اور دوسری پر، فرمایا: ”اور دوسری پر اور فرمایا صفوں کو برابر کرو اور مونڈھوں کو مقابل کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور کشادگیوں کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمھارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔“ (5)

حدیث ۲۵: بخاری کے علاوہ دیگر صحاح ستہ میں مروی، نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے یہاں تک کہ خیال فرمایا کہ اب ہم سمجھ لیے، پھر ایک دن تشریف لائے اور کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر کہیں کہ ایک شخص کا سینہ صف سے ٹکلا دیکھا، فرمایا: ”اے اللہ (عزوجل) کے بندو! صفیں برابر

① ”سنن النسائي“، كتاب الإمامة، باب المحافظة على الصلوات، الحديث: ۸۴۸، ص ۱۴۸.

ناپینا کہ انکل نہ رکھتا ہونہ کوئی لے جانے والا ہو خصوصاً درندوں کا خوف ہو تو اُسے ضرور رخصت ہے مگر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انھیں افضل پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی کہ اور لوگ سبق لیں جو بلا عذر گھر میں پڑھ لیتے ہیں۔ ۱۲۱

② ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الجماعة... إلخ، الحديث: ۲۲۰، ج ۱، ص ۲۵۹.

و ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب في الجمع في المسجد مرتين، الحديث: ۵۷۴، ج ۱، ص ۲۳۷.

③ ”سنن ابن ماجه“، كتاب إقامة الصلوات... إلخ، باب الاثنان جماعة، الحديث: ۹۷۲، ج ۱، ص ۵۱۷.

④ ”صحيح البخاري“، كتاب الأذان، باب الاستهام في الأذان، الحديث: ۶۱۵، ج ۱، ص ۲۲۴.

⑤ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ۲۲۳۲۶، ج ۸، ص ۲۹۵.

کرو یا تمہارے اندر اللہ تعالیٰ اختلاف ڈال دے گا۔“ (1) بخاری نے بھی اس حدیث کے جزا خیر کو روایت کیا۔

حدیث ۲۶: بخاری و مسلم و ابن ماجہ وغیرہم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: ”صفیں برابر کرو کہ صفیں

برابر کرنا، تمام نماز سے ہے۔“ (2)

حدیث ۲۷: امام احمد و ابو داؤد و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

فرماتے ہیں: ”جو صف کو ملائے گا، اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جو صف کو قطع کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے قطع کر دے گا۔“ (3) حاکم نے کہا بشرط مسلم یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۲۸: مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

فرماتے ہیں: ”کیوں نہیں اس طرح صف باندھتے ہو جیسے ملائکہ اپنے رب کے حضور باندھتے ہیں،“ عرض کی، یا رسول اللہ (عز و جل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس طرح ملائکہ اپنے رب کے حضور صف باندھتے ہیں؟ فرمایا: ”اگلی صفیں پوری کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔“ (4)

حدیث ۲۹: امام احمد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی،

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”اللہ (عز و جل) اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو صفیں ملاتے ہیں۔“ (5) حاکم نے کہا، یہ حدیث بشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث ۳۰: ابن ماجہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ”جو کشادگی کو بند کرے اللہ تعالیٰ

اس کا درجہ بلند فرمائے گا۔“ (6) اور طبرانی کی روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ ”اس کے لیے جنت میں اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک گھر بنائے گا۔“ (7)

حدیث ۳۱: سنن ابو داؤد و نسائی و صحیح ابن خزیمہ میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ

① ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف ... إلخ، الحديث: ۱۲۸- (۴۳۶)، ص ۲۳۱.

② ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف ... إلخ، الحديث: ۴۳۳، ص ۲۳۰.

③ ”سنن النسائي“، کتاب الإمامة، باب من وصل صفأ، الحديث: ۸۱۶، ص ۱۴۳.

④ ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب الأمر، بالسكون في الصلاة ... إلخ، الحديث: ۴۳۰، ص ۲۲۹.

⑤ ”المستدرک“ للحاکم، کتاب الإمامة ... إلخ، باب من وصل صفأ وصله الله، الحديث: ۸۰۶، ج ۱، ص ۴۷۰.

⑥ ”سنن ابن ماجه“، کتاب إقامة الصلاة ... إلخ، باب إقامة الصفوف، الحديث: ۹۹۵، ج ۱، ص ۵۲۷.

⑦ ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، باب الميم، الحديث: ۵۷۹۷، ج ۴، ص ۲۲۵.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صف کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے اور ہمارے مونڈھے یا سینے پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ”مختلف کھڑے نہ ہو کہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔“ (1)

حدیث ۳۲ تا ۳۴: طبرانی ابن عمر سے اور ابو داؤد براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ”اس قدم سے بڑھ کر کسی قدم کا ثواب نہیں، جو اس لیے چلا کہ صف میں کشادگی کو بند کرے۔“ (2) اور بزار باسناد حسن ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ”جو صف کی کشادگی بند کرے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔“ (3)

حدیث ۳۵: ابو داؤد وابن ماجہ باسناد حسن ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ”اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے صف کے دہنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔“ (4)

حدیث ۳۶: طبرانی کبیر میں عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو مسجد کی بائیں جانب کو اس لیے آباد کرے کہ ادھر لوگ کم ہیں، اسے دونا ثواب ہے۔“ (5)

حدیث ۳۷: مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”مردوں کی سب صفوں میں بہتر پہلی صف ہے اور سب میں کم تر پچھلی اور عورتوں کی سب صفوں میں بہتر پچھلی ہے اور کم تر پہلی۔“ (6)

حدیث ۳۸ و ۳۹: ابو داؤد وابن خزیمہ وابن حبان ام المؤمنین صدیقہ سے اور مسلم و ابو داؤد و نسائی وابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”ہمیشہ صف اوّل سے لوگ پیچھے ہوتے رہیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے مؤخر کر کے، نار میں ڈال دے گا۔“ (7)

حدیث ۴۰: ابو داؤد و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: ”صف مقدم کو پورا کرو پھر اس کو جو اس کے بعد ہو، اگر کچھ کمی ہو تو پچھلی میں ہو۔“ (8)

① ”صحیح ابن خزیمہ“، باب ذکر صلوات الرب وملائکته... إلخ، الحدیث: ۱۵۵۶، ج ۳، ص ۲۶.

② ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، باب المیم، الحدیث: ۵۲۴۰، ج ۴، ص ۶۹.

③ ”مسند البزار“، مسند أبي حنيفة، الحدیث: ۴۲۳۲، ج ۱۰، ص ۱۵۹.

④ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب من يستحب أن يلي الإمام في الصف... إلخ، الحدیث: ۶۷۶، ج ۱، ص ۲۶۸.

⑤ ”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحدیث: ۱۱۴۵۹، ج ۱۱، ص ۱۵۲.

⑥ ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف... إلخ، الحدیث: ۴۴۰، ص ۲۳۲.

⑦ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب صف النساء، الحدیث: ۶۷۹، ج ۱، ص ۲۶۹.

⑧ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، الحدیث: ۶۷۱، ج ۱، ص ۲۶۷.

حدیث ۴۱: ابو داؤد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”عورت کا دالان میں نماز پڑھنا، صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں دالان سے بہتر ہے۔“ (1)

حدیث ۴۲: ترمذی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے (یعنی جو اجنبی کی طرف نظر کرے) اور بے شک عورت عطر لگا کر مجلس میں جائے، تو ایسی اور ایسی ہے، یعنی زانیہ ہے۔“ (2) ابو داؤد و نسائی میں بھی اسی کے مثل ہے۔

حدیث ۴۳: صحیح مسلم میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”تم میں سے عقل مند لوگ میرے قریب ہوں پھر وہ جو ان کے قریب ہوں (اسے تین بار فرمایا) اور بازاروں کی چیخ پکار سے بچو۔“ (3)

(جماعت کے مسائل)

احکام فقہیہ: عاقل، بالغ، حر، قادر پر جماعت واجب ہے، بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے، تو فاسق مرد و الشہادۃ اور اس کو سخت سزا دی جائے گی، اگر پروسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔ (4) (درمختار، ردالمحتار، غنیہ)

مسئلہ ۱: جمعہ و عیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنت کفایہ کہ محلہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کر لی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہو گئی اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے، نوافل اور علاوہ رمضان کے وتر میں اگر تداوی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ تداوی کے یہ معنی ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں۔ سورج گہن میں جماعت سنت ہے اور چاند گہن میں تداوی کے ساتھ مکروہ۔ (5) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

① ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب التشديد في ذلك، الحديث: ۵۷۰، ج ۱، ص ۲۳۵.

② ”جامع الترمذی“، كتاب الأدب، باب ماجاء في كراهية خروج المرأة معطرة، الحديث: ۲۷۹۵، ج ۴، ص ۳۶۱.

③ ”صحیح مسلم“، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف... إلخ، الحديث: ۱۲۳- (۴۳۲)، ص ۲۳۰.

④ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج ۲، ص ۳۴۰.

و ”غنية المتملی“، فصل في الإمامة و فيها مباحث، ص ۵۰۸.

⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج ۲، ص ۳۴۱.

و ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب الثامن عشر في الصلاة الكسوف، ج ۱، ص ۱۵۲.

مسئلہ ۲: جماعت میں مشغول ہونا کہ اس کی کوئی رکعت فوت نہ ہو، وضو میں تین تین بار اعضاء دھونے سے بہتر ہے اور تین تین بار اعضاء دھونا تکبیرہ اولیٰ پانے سے بہتر یعنی اگر وضو میں تین تین بار اعضاء دھوتا ہے تو رکعت جاتی رہے گی، تو افضل یہ ہے کہ تین تین بار نہ دھوئے اور رکعت نہ جانے دے اور اگر جانتا ہے کہ رکعت تو مل جائے گی، مگر تکبیرہ اولیٰ نہ ملے گی تو تین تین بار دھوئے۔^(۱) (صغیری)

مسئلہ ۳: مسجد محلہ میں جس کے لیے امام مقرر ہو، امام محلہ نے اذان و اقامت کے ساتھ بطریق مسنون جماعت پڑھ لی ہو تو اذان و اقامت کے ساتھ ہیأت اولیٰ پر دو بارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعت ثانیہ ہوئی، تو حرج نہیں جب کہ محراب سے ہٹ کر ہو اور اگر پہلی جماعت بغیر اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت جماعت ثانیہ نہ ہوگی۔ ہیأت بدلنے کے لیے امام کا محراب سے دھننے یا بانیں ہٹ کر کھڑا ہونا کافی ہے، شارع عام کی مسجد جس میں لوگ جوق جوق آتے اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں یعنی اس کے نمازی مقرر نہ ہوں، اس میں اگر چہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ قائم کی جائے کوئی حرج نہیں، بلکہ یہی افضل ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان و اقامت سے جماعت کرے، یوہیں اسٹیشن و سرائے کی مسجدیں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۴: جس کی جماعت جاتی رہی اس پر یہ واجب نہیں کہ دوسری مسجد میں جماعت تلاش کر کے پڑھے، ہاں مستحب ہے، البتہ جس کی مسجد حرم شریف کی جماعت فوت ہوئی، اس پر مستحب بھی نہیں کہ دوسری جگہ تلاش کرے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۵: (۱) مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو۔

(۲) اپانچ۔

(۳) جس کا پاؤں کٹ گیا ہو۔

(۴) جس پر فالج گرا ہو۔

(۵) اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہے۔

(۶) اندھا اگر چہ اندھے کے لیے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے۔

(۷) سخت بارش اور

① ”صغیری“، فصل فی مسائل شتی، ص ۳۰۶۔

② ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، ج ۲، ص ۳۴۲-۳۴۴، وغیرہما۔

③ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۴۷-۳۴۹۔

(۸) شدید کچھڑ کا حائل ہونا۔

(۹) سخت سردی۔

(۱۰) سخت تاریکی۔

(۱۱) آندھی۔

(۱۲) مال یا کھانے کے تلف^(۱) ہونے کا اندیشہ۔

(۱۳) قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے۔

(۱۴) ظالم کا خوف۔

(۱۵) پاخانہ۔

(۱۶) پیشاب۔

(۱۷) ریاچ کی حاجت شدید ہے۔

(۱۸) کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو۔

(۱۹) قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہے۔

(۲۰) مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لیے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا، یہ سب ترک جماعت

کے لیے عذر ہیں۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۶: عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین، خواہ وہ

جوان ہوں یا بڑھیاں، یوہیں وعظ کی مجالس میں بھی جانا ناجائز ہے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۷: جس گھر میں عورتیں ہی عورتیں ہوں، اس میں مرد کو ان کی امامت ناجائز ہے، ہاں اگر ان عورتوں میں اس

کی نسبی محارم ہوں یا بی بی یا وہاں کوئی مرد بھی ہو، تو ناجائز نہیں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۸: اکیلا مقتدی مرد اگر چہ لڑکا ہو امام کی برابر دہنی جانب کھڑا ہو، بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، دو

۱..... یعنی ضائع۔

۲..... ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۴۷ - ۳۴۹۔

۳..... المرجع السابق، ص ۳۶۷۔

۴..... المرجع السابق، ص ۳۶۸۔

مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں، برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی۔^(۱) (درمختار)
مسئلہ ۹: دو مقتدی ہیں ایک مرد اور ایک لڑکا تو دونوں پیچھے کھڑے ہوں، اگر اکیلی عورت مقتدی ہے تو پیچھے کھڑی ہو، زیادہ عورتیں ہوں جب بھی یہی حکم ہے، دو مقتدی ہوں ایک مرد ایک عورت تو مرد برابر کھڑا ہو اور عورت پیچھے، دو مرد ہوں ایک عورت تو مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور عورت ان کے پیچھے۔^(۲) (عالمگیری، بحر)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص امام کی برابر کھڑا ہو اور پیچھے صف ہے، تو مکروہ ہے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۱: امام کی برابر کھڑے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مقتدی کا قدم امام سے آگے نہ ہو یعنی اس کے پاؤں کا گنا اس کے گٹے سے آگے نہ ہو، سر کے آگے پیچھے ہونے کا کچھ اعتبار نہیں، تو اگر امام کی برابر کھڑا ہو اور چونکہ مقتدی امام سے دراز قد ہے لہذا سجدے میں مقتدی کا سر امام سے آگے ہوتا ہے، مگر پاؤں کا گنا گٹے سے آگے نہ ہو تو حرج نہیں۔ یو ہیں اگر مقتدی کے پاؤں بڑے ہوں کہ انگلیاں امام سے آگے ہیں جب بھی حرج نہیں، جب کہ گنا آگے نہ ہو۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۱۲: اشارے سے نماز پڑھتا ہو تو قدم کی محاذات معتبر نہیں، بلکہ شرط یہ ہے کہ اس کا سر امام کے سر سے آگے نہ ہو اگرچہ مقتدی کا قدم امام سے آگے ہو، خواہ امام رکوع و سجود سے پڑھتا ہو یا اشارے سے، بیٹھ کر یا لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر اور اگر امام کروٹ پر لیٹ کر اشارے سے پڑھتا ہو تو سر کی محاذات نہیں لی جائے گی، بلکہ شرط یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے لیٹا ہو۔^(۵) (رد المحتار)

مسئلہ ۱۳: مقتدی اگر ایک قدم پر کھڑا ہے تو محاذات میں اسی قدم کا اعتبار ہے اور دونوں پاؤں پر کھڑا ہو اگر ایک برابر ہے اور ایک پیچھے، تو صحیح ہے اور ایک برابر ہے اور ایک آگے، تو نماز صحیح نہ ہونا چاہیے۔^(۶) (رد المحتار)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص امام کی برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور وہ آنے والا اس مقتدی کی برابر کھڑا ہو جائے یا وہ مقتدی پیچھے ہٹ آئے خود یا آنے والے نے اس کو کھینچا، خواہ تکبیر کے بعد یا پہلے یہ سب صورتیں جائز ہیں، جو

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۷۰.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۸.

و "البحر الرائق"، کتاب الصلوۃ، باب الإمامة، ج ۱، ص ۶۱۸.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۷۰.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: إذا صلی الشافعی... إلخ، ج ۲، ص ۳۶۸.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: إذا صلی الشافعی... إلخ، ج ۲، ص ۳۶۹.

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: إذا صلی الشافعی... إلخ، ج ۲، ص ۳۷۰.

ہو سکے کرے اور سب ممکن ہیں تو اختیار ہے، مگر مقتدی جبکہ ایک ہو تو اس کا پیچھے ہٹنا افضل ہے اور دو ہوں تو امام کا آگے بڑھنا، اگر مقتدی کے کہنے سے امام آگے بڑھایا مقتدی پیچھے ہٹا اس نیت سے کہ یہ کہتا ہے اس کی مانوں، تو نماز فاسد ہو جائے گی اور حکم شرع بجالانے کے لیے ہو، کچھ حرج نہیں۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: مرد اور بچے اور خنثی^(۲) اور عورتیں جمع ہوں تو صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مردوں کی صف ہو پھر بچوں کی پھر خنثی کی پھر عورتوں کی اور بچہ تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہو جائے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۶: صفیں مل کر کھڑی ہوں کہ بیچ میں کشادگی نہ رہ جائے اور سب کے مونڈھے برابر ہوں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۱۷: امام کو چاہیے کہ وسط میں کھڑا ہو، اگر دہنی یا بائیں جانب کھڑا ہوا، تو خلاف سنت کیا۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مردوں کی پہلی صف کہ امام سے قریب ہے، دوسری سے افضل ہے اور دوسری تیسری سے وعلیٰ ہذا القیاس۔^(۶) (عالمگیری) مقتدی کے لیے افضل جگہ یہ ہے کہ امام سے قریب ہو اور دونوں طرف برابر ہوں، تو دہنی طرف افضل ہے۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: صف مقدم کا افضل ہونا، غیر جنازہ میں ہے اور جنازہ میں آخر صف افضل ہے۔^(۸) (درمختار)

مسئلہ ۲۰: امام کو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔^(۹) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو اس کو چیر کر جائے اور اس خالی جگہ میں کھڑا ہو، اس کے

لیے حدیث میں فرمایا: کہ ”جو صف میں کشادگی دیکھ کر اسے بند کر دے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔“^(۱۰) (عالمگیری) اور یہ

۱..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل الاساءة... إلخ، ج ۲، ص ۳۷۰، وغیرہ.

۲..... نمیچدا۔

۳..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۷۷.

۴..... المرجع السابق، ص ۳۷۱.

۵..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۹.

۶..... المرجع السابق.

۷..... المرجع السابق.

۸..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۷۲-۳۸۴.

۹..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل اساءة دون الكراهة او افحش منها؟، ج ۲، ص ۳۷۱.

۱۰..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۹.

و ”مجمع الزوائد“، کتاب الصلاة، باب صلة الصفوف سدّ الفرج، الحدیث: ۲۵۰۳، ج ۲، ص ۲۵۱.

وہاں ہے، جہاں فتنہ و فساد کا احتمال نہ ہو۔

مسئلہ ۲۲: صحن مسجد میں جگہ ہوتے ہوئے بالا خانہ پر اقتدا کرنا مکروہ ہے، یوہیں صف میں جگہ ہوتے ہوئے صف

کے پیچھے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۲۳: عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی۔ اس کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) عورت مشتبہ ہو یعنی اس قابل ہو کہ اس سے جماع ہو سکے، اگرچہ نابالغہ ہو اور مشتبہات میں سن کا اعتبار نہیں نو برس کی ہو یا اس سے کچھ کم کی، جب کہ اُس کا جُثہ اس قابل ہو اور اگر اس قابل نہیں، تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ نماز پڑھنا جانتی ہو۔ بڑھیا بھی اس مسئلہ میں مشتبہ ہے وہ عورت اگر اس کی زوجہ ہو یا محارم میں ہو، جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی، (۲) کوئی چیز اُن کی برابر موٹی اور ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو، نہ دونوں کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک مرد کھڑا ہو سکے، نہ عورت اتنی بلندی پر ہو کہ مرد کا کوئی عضو اس کے کسی عضو سے محاذی نہ ہو، (۳) رکوع سجود والی نماز میں یہ محاذات واقع ہو، اگر نماز جنازہ میں محاذات ہوئی تو نماز فاسد نہ ہوگی، (۴) وہ نماز دونوں میں تحریمہ مشترک ہو یعنی عورت نے اس کی اقتدا کی ہو یا دونوں نے کسی امام کی، اگرچہ شروع سے شرکت نہ ہو تو اگر دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں تو فاسد نہ ہوگی، مکروہ ہوگی، (۵) ادا میں مشترک ہو کہ اس میں مرد اس کا امام ہو یا ان دونوں کا کوئی دوسرا امام ہو جس کے پیچھے ادا کر رہے ہیں، حقیقۃً یا حکماً مثلاً دونوں لاحق ہوں کہ بعد فراغ امام اگرچہ امام کے پیچھے نہیں مگر حکماً امام کے پیچھے ہی ہیں اور مسبوق امام کے پیچھے، نہ حقیقۃً ہے نہ حکماً بلکہ وہ منفرد ہے، (۶) دونوں ایک ہی جہت کو متوجہ ہوں اگر جہت بدل جائے، جیسے تاریک شب میں کہ پتہ نہ چلتا ہو ایک طرف امام کا مونہ ہے اور دوسری طرف مقتدی کا یا کعبہ معظمہ میں پڑھی اور جہت بدلی ہو تو نماز ہو جائے گی، (۷) عورت عاقلہ ہو، مجنونہ کی محاذات میں نماز فاسد نہ ہوگی، (۸) امام نے امامت زناں^(۲) کی نیت کر لی ہو، اگرچہ شروع کرتے وقت عورتیں شریک نہ ہوں اور اگر امامت زناں کی نیت نہ ہو تو عورت ہی کی فاسد ہوگی مرد کی نہیں، (۹) اتنی دیر تک محاذات رہے کہ ایک کامل رکن ادا ہو جائے یعنی بقدر تین تسبیح کے، (۱۰) دونوں نماز پڑھنا جانتے ہوں، (۱۱) مرد عاقل بالغ ہو۔^(۳) (درمختار، رد المحتار، عالمگیری وغیرہا)

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۷۴۔

② یعنی عورتوں کی امامت۔

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۹۔

و "الدرالمختار" و "رد المحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الکلام علی الصف الأول، ج ۲،

مسئلہ ۲۴: مرد کے شروع کرنے کے بعد عورت آکر برابر کھڑی ہوگئی اور اس نے امامت عورت کی نیت بھی کر لی ہے، مگر شریک ہوتے ہی پیچھے ہٹنے کو اشارہ کیا مگر نہ ہٹی تو عورت کی نماز جاتی رہے گی مرد کی نہیں، یوہیں اگر مقتدی کے برابر کھڑی ہوئی اور اشارہ کر دیا اور نہ ہٹی تو عورت ہی کی نماز فاسد ہوگی۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: خنثی مشکل کی محاذات مفسد نماز نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: امر دخوبصورت مشتمی کا مرد کے برابر کھڑا ہونا مفسد نماز نہیں۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲۷: مقتدی کی چار قسمیں ہیں:

(۱) مدرک۔

(۲) لاحق۔

(۳) مسبوق۔

(۴) لاحق مسبوق۔

مدرک اسے کہتے ہیں جس نے اول رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ پڑھی، اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔

لاحق وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعد اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہو گئیں، خواہ عذر سے فوت ہوں، جیسے غفلت یا بھیڑ کی وجہ سے رکوع سجود کرنے نہ پایا، یا نماز میں اسے حدیث ہو گیا یا مقیم نے مسافر کے پیچھے اقتدا کی یا نماز خوف میں پہلے گروہ کو جو رکعت امام کے ساتھ نہ ملی، خواہ بلا عذر فوت ہوں، جیسے امام سے پہلے رکوع سجود کر لیا پھر اس کا اعادہ بھی نہ کیا تو امام کی دوسری رکعت، اس کی پہلی رکعت ہوگی اور تیسری دوسری اور چوتھی تیسری اور آخر میں ایک رکعت پڑھنی ہوگی۔

مسبوق وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

لاحق مسبوق وہ ہے جس کی کچھ رکعتیں شروع کی نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہو گیا۔^(۴)

①..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول، ج ۲، ص ۳۸۶.

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۹۰.

③..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۸۶.

④..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في احكام المسبوق... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۴.

مسئلہ ۲۸: لاحق مدرک کے حکم میں ہے کہ جب اپنی فوت شدہ پڑھے گا، تو اس میں نہ قراءت کرے گا، نہ سہو سے سجدہ سہو کرے گا اور اگر مسافر تھا تو نماز میں نیت اقامت سے اس کا فرض متغیر نہ ہوگا کہ دو سے چار ہو جائے اور اپنی فوت شدہ کو پہلے پڑھے گا، یہ نہ ہوگا کہ امام کے ساتھ پڑھے، پھر جب امام فارغ ہو جائے تو اپنی پڑھے، مثلاً اس کو حدث ہوا اور وضو کر کے آیا، تو امام کو قعدہ اخیرہ میں پایا تو یہ قعدہ میں شریک نہ ہوگا، بلکہ جہاں سے باقی ہے، وہاں سے پڑھنا شروع کرے، اس کے بعد اگر امام کو پالے تو ساتھ ہو جائے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ ساتھ ہولیا، پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ پڑھی، تو ہوگئی، مگر گنہگار ہوا۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: تیسری رکعت میں سو گیا اور چوتھی میں جاگا، تو اسے حکم ہے کہ پہلے تیسری بلا قراءت پڑھے، پھر اگر امام کو چوتھی میں پائے تو ساتھ ہولے، ورنہ اُسے بھی بلا قراءت تنہا پڑھے اور ایسا نہ کیا بلکہ چوتھی امام کے ساتھ پڑھ لی، پھر بعد میں تیسری پڑھی، تو ہوگئی اور گنہگار ہوا۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: مسبوق کے احکام ان امور میں لاحق کے خلاف ہیں کہ پہلے امام کے ساتھ ہولے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ پڑھے اور اپنی فوت شدہ میں قراءت کرے گا اور اس میں سہو ہو تو سجدہ سہو کرے گا اور نیت اقامت سے فرض متغیر ہوگا۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: مسبوق اپنی فوت شدہ کی ادا میں منفرد ہے کہ پہلے شانہ پڑھی تھی، اس وجہ سے کہ امام بلند آواز سے قراءت کر رہا تھا یا امام رکوع میں تھا اور یہ ثنا پڑھتا تو اسے رکوع نہ ملتا، یا امام قعدہ میں تھا، غرض کسی وجہ سے پہلے نہ پڑھی تھی تو اب پڑھے اور قراءت سے پہلے تعوذ پڑھے۔^(۴) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۲: مسبوق نے اپنی فوت شدہ پڑھ کر امام کی متابعت کی، تو نماز فاسد ہوگئی۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۳۳: مسبوق نے امام کو قعدہ میں پایا، تو تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں کرے، پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدہ میں جائے۔^(۶) (عالمگیری) رکوع وسجود میں پائے، جب بھی یوہیں کرے، اگر پہلی تکبیر کہتا ہوا جھکا

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فیما لو أتى بالركوع... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۶.

② "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فیما لو أتى بالركوع... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۶.

③ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فیما لو أتى بالركوع... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۶.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۴۱۷.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل السابع، ج ۱، ص ۹۱.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۴۱۷.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل السابع، ج ۱، ص ۹۱.

اور حد رکوع تک پہنچ گیا، تو سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۴: مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی شروع کی توحق قراءت میں یہ رکعت اول قرار دی جائے گی اور حق تشہد میں پہلی نہیں بلکہ دوسری تیسری چوتھی جو شمار میں آئے مثلاً تین یا چار رکعت والی نماز میں ایک اسے ملی توحق تشہد میں یہ جواب پڑھتا ہے، دوسری ہے، لہذا ایک رکعت فاتحہ و سورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے اور اگر واجب یعنی فاتحہ یا سورت ملانا ترک کیا تو اگر عمدہ ہے اعادہ واجب ہے اور سہواً ہو تو سجدہ سہو، پھر اس کے بعد والی میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس میں نہ بیٹھے، پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رکوع کر دے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر ختم کر دے، دو ملی ہیں دو جاتی رہیں تو ان دونوں میں قراءت کرے، ایک میں بھی فرض قراءت ترک کیا، نماز نہ ہوئی۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: چار باتوں میں مسبوق مقتدی کے حکم میں ہے۔

(۱) اس کی اقتدا نہیں کی جاسکتی، مگر امام اسے اپنا خلیفہ بنا سکتا ہے مگر خلیفہ ہونے کے بعد سلام نہ پھیرے گا، اس کے لیے دوسرے کو خلیفہ بنائے گا۔

(۲) بالا جماع تکبیرات تشریق کہے گا۔

(۳) اگر نئے سرے سے نماز پڑھنے اور اس نماز کے قطع کرنے کی نیت سے تکبیر کہے، تو نماز قطع ہو جائے گی، بخلاف منفرد کے کہ اس کی نماز قطع نہ ہوگی۔

(۴) اپنی فوت شدہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا اور امام کو سجدہ سہو کرنا ہے، اگرچہ اس کی اقتدا کے پہلے ترک واجب ہوا ہو تو اسے حکم ہے کہ لوٹ آئے، اگر اپنی رکعت کا سجدہ نہ کر چکا ہو اور نہ لوٹا تو آخر میں یہ دو سجدہ سہو کرے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۳۶: مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو جائے، بلکہ اتنی دیر صبر کرے کہ معلوم ہو جائے کہ امام کو سجدہ سہو نہیں کرنا ہے، مگر جب کہ وقت میں تنگی ہو۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۳۷: امام کے سلام پھیرنے سے پہلے مسبوق کھڑا ہو گیا تو اگر امام کے بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے کھڑا ہو گیا تو جو کچھ اس سے پہلے ادا کر چکا اسکا شمار نہیں، مثلاً امام کے قدر تشہد بیٹھنے سے پہلے یہ قراءت سے فارغ ہو گیا تو یہ قراءت کافی نہیں اور نماز نہ ہوئی اور بعد میں بھی بقدر ضرورت پڑھ لیا تو ہو جائے گی اور اگر امام کے بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد اور سلام سے پہلے کھڑا ہو گیا تو

۱..... "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۴۱۸، وغیرہ.

۲..... المرجع السابق.

۳..... المرجع السابق، ص ۴۱۹.

جوار کان ادا کر چکا ان کا اعتبار ہوگا، مگر بغیر ضرورت سلام سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے، پھر اگر امام کے سلام سے پہلے فوت شدہ ادا کر لی اور سلام میں امام کا شریک ہو گیا تو بھی صحیح ہو جائے گی اور قعدہ اور تشہد میں متابعت کرے گا تو فاسد ہو جائے گی۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۳۸: امام کے سلام سے پہلے مسبوق کسی عذر کی وجہ سے کھڑا ہو گیا، مثلاً سلام کے انتظار میں خوف حدث ہو، یا فجر و جمعہ و عیدین کے وقت ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے یا وہ مسبوق معذور ہے اور وقت نماز ختم ہونے کا گمان ہے یا موزہ پر مسح کیا ہے اور مسح کی مدت پوری ہو جائے گی، تو ان سب صورتوں میں کراہت نہیں۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۳۹: اگر امام سے نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا اور مسبوق کے کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا، تو اس میں مسبوق کو امام کی متابعت فرض ہے، اگر نہ لوٹا تو اس کی نماز ہی نہ ہوئی اور اگر اس صورت میں رکعت پوری کر کے مسبوق نے سجدہ بھی کر لیا ہے تو مطلقاً نماز نہ ہوگی، اگرچہ امام کی متابعت کرے اگر امام کو سجدہ سہو یا تلاوت کرنا ہے اور اس نے اپنی رکعت کا سجدہ کر لیا تو اگر متابعت کرے گا، فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۴۰: مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا، یہ خیال کر کے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے، نماز فاسد ہوگئی اور بھول کر سلام پھیرا، تو اگر امام کے ذرا بعد سلام پھیرا تو سجدہ سہو لازم ہے اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو نہیں۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا پھر گمان کر کے کہ نماز فاسد ہوگئی، نئے سرے سے پڑھنے کی نیت سے اللہ اکبر کہا، تو اب فاسد ہوگئی۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: امام قعدہ اخیرہ کے بعد بھول کر پانچویں رکعت کے لیے اٹھا، اگر مسبوق امام کی قصداً متابعت کرے، نماز جاتی رہے گی اور اگر امام نے قعدہ اخیرہ نہ کیا تھا، تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کر لے گا، فاسد نہ ہوگی۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۴۳: امام نے سجدہ سہو کیا مسبوق نے اس کی متابعت کی جیسا کہ اسے حکم ہے، پھر معلوم ہوا کہ امام پر سجدہ سہو نہ تھا، مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی۔^(۷) (درمختار)

۱..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۴۲۰.

۲..... المرجع السابق.

۳..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فیما لو أتى بالركوع... إلخ، ج ۲، ص ۴۲۱.

۴..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فیما لو أتى بالركوع... إلخ، ج ۲، ص ۴۲۲.

۵..... "الفتاویٰ الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل السابع، ج ۱، ص ۹۱.

۶..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۴۲۲.

۷..... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۴: دو مسبوقوں نے ایک ہی رکعت میں امام کی اقتدا کی، پھر جب اپنی پڑھنے لگے تو ایک کو اپنی رکعتیں یاد نہ رہیں، دوسرے کو دیکھ دیکھ کر جتنی اس نے پڑھی، اس نے بھی پڑھی، اگر اس کی اقتدا کی نیت نہ کی ہوگئی۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۴۵: لاحق مسبوق کا حکم یہ ہے کہ جن رکعتوں میں لاحق ہے ان کو امام کی ترتیب سے پڑھے اور ان میں لاحق کے احکام جاری ہوں گے، ان کے بعد امام کے فارغ ہونے کے بعد جن میں مسبوق ہے، وہ پڑھے اور ان میں مسبوق کے احکام جاری ہوں گے، مثلاً چار رکعت والی نماز کی دوسری رکعت میں ملا پھر دو رکعتوں میں سوتا رہ گیا، تو پہلے یہ رکعتیں جن میں سوتا رہا بغیر قراءت ادا کرے، صرف اتنی دیر خاموش کھڑا رہے جتنی دیر میں سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے پھر امام کے ساتھ جو کچھ مل جائے، اس میں متابعت کرے، پھر وہ فوت شدہ مع قراءت پڑھے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۴۶: دو رکعتوں میں سوتا رہا اور ایک میں شک ہے کہ امام کے ساتھ پڑھی ہے یا نہیں، تو اس کو آخر نماز میں پڑھے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: قعدہ اولیٰ میں امام تشهد پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور بعض مقتدی تشهد پڑھنا بھول گئے، وہ بھی امام کے ساتھ کھڑے ہو گئے، تو جس نے تشهد نہیں پڑھا تھا وہ بیٹھ جائے اور تشهد پڑھ کر امام کی متابعت کرے، اگرچہ رکعت فوت ہو جائے۔^(۴) (عالمگیری) رکوع یا سجدہ سے امام کے پہلے مقتدی نے سر اٹھا لیا، تو اسے لوٹنا واجب ہے اور یہ دو رکوع، دو سجدے نہیں ہوں گے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: امام نے طویل سجدہ کیا، مقتدی نے سر اٹھایا اور یہ خیال کیا کہ امام دوسرے سجدہ میں ہے اس نے بھی اس کے ساتھ سجدہ کیا، تو اگر سجدہ اولیٰ کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی یا ثانیہ اور متابعت کی نیت کی تو اولیٰ ہوا اور اگر صرف ثانیہ کی نیت کی تو ثانیہ ہوا پھر اگر وہ اسی سجدے میں تھا کہ امام نے بھی سجدہ کیا اور مشارکت ہوگئی تو جائز ہے اور امام کے دوسرے سجدہ کرنے سے پہلے اگر اس نے سر اٹھا لیا تو جائز نہ ہوا اور اس پر اس سجدہ کا اعادہ ضروری ہے، اگر اعادہ نہ کرے گا نماز فاسد ہو جائے گی۔^(۶) (عالمگیری)

① "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۴۱۹.

② المرجع السابق، ص ۴۱۶.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل السابع، ج ۱، ص ۹۳.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل السادس، ج ۲، ص ۹۰.

⑤ المرجع السابق.

⑥ المرجع السابق.

مسئلہ ۴۹: مقتدی نے سجدہ میں طُول کیا یہاں تک کہ امام پہلے سجدہ سے سر اٹھا کر دوسرے میں گیا، اب مقتدی نے سر اٹھایا اور یہ گمان کیا کہ امام ابھی پہلے ہی سجدے میں ہے اور سجدہ کیا تو یہ دوسرا سجدہ ہوگا، اگرچہ صرف پہلے ہی سجدہ کی نیت کی ہو۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: پانچ چیزیں وہ ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی نہ کرے اور امام کا ساتھ دے۔

(۱) تکبیرات عیدین۔

(۲) قعدہ اولیٰ۔

(۳) سجدہ تلاوت۔

(۴) سجدہ سہو۔

(۵) قنوت جب کہ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع کرے۔^(۲) (عالمگیری، صغیری) مگر قعدہ اولیٰ نہ کیا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا تو مقتدی ابھی اس کے ترک میں متابعت امام کی نہ کرے بلکہ اسے بتائے، تاکہ وہ واپس آئے، اگر واپس آگیا فبہا اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو اب نہ بتائے کہ نماز جاتی رہے گی، بلکہ خود بھی قعدہ چھوڑ دے اور کھڑا ہو جائے۔

مسئلہ ۵۱: چار چیزیں وہ ہیں کہ امام کرے تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں۔

(۱) نماز میں کوئی زائد سجدہ کیا۔

(۲) تکبیرات عیدین میں اقوال صحابہ پر زیادتی کی۔

(۳) جنازہ میں پانچ تکبیریں کہیں۔

(۴) پانچویں رکعت کے لیے بھول کر کھڑا ہو گیا، پھر اس صورت میں اگر قعدہ اخیرہ کر چکا ہے تو مقتدی اس کا انتظار کرے، اگر پانچویں کے سجدہ سے پہلے لوٹ آیا تو مقتدی بھی اس کا ساتھ دے، اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں کا سجدہ کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیر لے۔ اور اگر قعدہ اخیرہ نہیں کیا تھا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو سب کی نماز فاسد ہوگئی، اگرچہ مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا ہو۔^(۳) (عالمگیری)

..... ۱ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل السادس، ج ۲، ص ۹۰.

..... ۲ المرجع السابق.

..... ۳ المرجع السابق.

مسئلہ ۵۲: نو چیزیں ہیں کہ امام اگر نہ کرے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے، بلکہ بجالائے۔

(۱) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانا۔

(۲) شاپڑھنا، جبکہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھتا ہو۔

(۳) رکوع۔

(۴) سجدوں کی تکبیرات و

(۵) تسبیحات۔

(۶) تسمیع۔

(۷) تشہد پڑھنا۔

(۸) سلام پھیرنا۔

(۹) تکبیرات تشریق۔^(۱) (عالمگیری، صغیری)

مسئلہ ۵۳: مقتدی نے سب رکعتوں میں امام سے پہلے رکوع سجدہ کر لیا، تو ایک رکعت بعد کو بغیر قراءت پڑھے۔^(۲)

(عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: امام سے پہلے سجدہ کیا مگر اس کے سراٹھانے سے پہلے امام بھی سجدہ میں پہنچ گیا تو سجدہ ہو گیا، مگر مقتدی کو

ایسا کرنا حرام ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہوا، مقتدی کہتے ہیں تین پڑھیں امام کہتا ہے چار پڑھیں تو اگر امام کو

یقین ہو، اعادہ نہ کرے، ورنہ کرے اور اگر مقتدیوں میں باہم اختلاف ہو تو امام جس طرف ہے اس کا قول لیا جائے گا۔ ایک

شخص کو تین رکعتوں کا یقین ہے اور ایک کو چار کا اور باقی مقتدیوں اور امام کو شک ہے تو ان لوگوں پر کچھ نہیں اور جسے کمی کا یقین ہے

اعادہ کرے اور امام کو تین رکعتوں کا یقین ہے اور ایک شخص کو پوری ہونے کا یقین ہے تو امام و قوم اعادہ کریں اور اس یقین کرنے

والے پر اعادہ نہیں، ایک شخص کو کمی کا یقین ہے اور امام و جماعت کو شک ہے تو اگر وقت باقی ہے اعادہ کریں، ورنہ ان کے ذمہ کچھ

نہیں۔ ہاں اگر دو عادل یقین کے ساتھ کہتے ہوں تو بہر حال اعادہ ہے۔^(۴) (عالمگیری)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل السادس، ج ۲، ص ۹۰.

② المرجع السابق. ③ المرجع السابق.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل السابع، ج ۱، ص ۹۳.

نماز میں بے وضو ہونے کا بیان

ابوداؤد اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب کوئی نماز میں بے وضو ہو جائے، تو ناک پکڑ لے اور چلا جائے۔“ (1)

ابن ماجہ و دارقطنی کی روایت انھیں سے ہے، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”جس کو قے آئے یا نکسیر ٹوٹے یا ندی نکلے، تو چلا جائے اور وضو کر کے اسی پر بنا کرے، بشرطیکہ کلام نہ کیا ہو۔“ (2)

اور بہت سے صحابہ کرام مثلاً صدیق اکبر و فاروق اعظم و مولیٰ علی و عبد اللہ بن عمر و سلمان فارسی اور تابعین عظام مثلاً علقمہ و طاؤس و سالم بن عبد اللہ و سعید بن جبیر و شعبی و ابراہیم نخعی و عطاء و کحول و سعید بن المسیب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی قول ہے۔

احکام فقہیہ: نماز میں جس کا وضو جا تا رہے اگرچہ قعدہ اخیرہ میں تشهد کے بعد سلام سے پہلے، تو وضو کر کے جہاں سے باقی ہے وہیں سے پڑھ سکتا ہے، اس کو بنا کہتے ہیں، مگر افضل یہ ہے کہ سرے سے پڑھے اسے استیناف کہتے ہیں، اس حکم میں عورت مرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (3) (عامہ کتب)

مسئلہ ۱: جس رکن میں حدث واقع ہو، اُس کا اعادہ کرے۔ (4) (عالمگیری)

مسئلہ ۲: بنا کے لیے تیرہ (۱۳) شرطیں ہیں، اگر ان میں ایک شرط بھی معدوم (5) ہو، بنا جائز نہیں۔

(۱) حدث موجب وضو ہو۔

(۲) اُس کا وجود نادر نہ ہو۔

(۳) وہ حدث سماوی ہو یعنی نہ وہ بندہ کے اختیار سے ہو نہ اس کا سبب۔

(۴) وہ حدث اس کے بدن سے ہو۔

① ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب استئذان المحدث للإمام، الحديث: ۱۱۱۴، ج ۱، ص ۴۱۲.

② ”سنن ابن ماجه“، كتاب إقامة الصلوات، باب ماجاء في البناء على الصلاة، الحديث: ۱۲۲۱، ج ۲، ص ۶۹.

③ ”البحر الرائق“، كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ج ۱، ص ۶۴۲ - ۶۵۳.

و ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج ۱، ص ۹۳.

④ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج ۱، ص ۹۳.

⑤ یعنی نہ پائی گئی۔

- (۵) اس حدیث کے ساتھ کوئی رکن ادا نہ کیا ہو۔
 (۶) نہ بغیر عذر بقدر ادا کئے رکن ٹھہرا ہو۔
 (۷) نہ چلتے میں رکن ادا کیا ہو۔
 (۸) کوئی فعل منافی نماز جس کی اسے اجازت نہ تھی، نہ کیا ہو۔
 (۹) کوئی ایسا فعل کیا ہو جس کی اجازت تھی، تو بغیر ضرورت بقدر منافی زائد نہ کیا ہو۔
 (۱۰) اس حدیث سماوی کے بعد کوئی حدیث سابق ظاہر نہ ہوا ہو۔
 (۱۱) حدیث کے بعد صاحب ترتیب کو قضا نہ یاد آئی ہو۔
 (۱۲) مقتدی ہو تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے، دوسری جگہ ادا نہ کی ہو۔
 (۱۳) امام تھا تو ایسے کو خلیفہ نہ بنایا ہو، جو لائق امامت نہیں۔^(۱) (درمختار، عالمگیری)

ان شرائط کی تفریعات

مسئلہ ۳: نماز میں موجب غسل پایا گیا، مثلاً تفکر وغیرہ سے انزال ہو گیا تو بنا نہیں ہو سکتی، سرے سے پڑھنا ضروری ہے۔^(۲) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴: اگر وہ حدیث نادر الوجود ہو، جیسے قہقہہ و بے ہوشی و جنون، تو بنا نہیں کر سکتا۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: اگر وہ حدیث سماوی نہ ہو، خواہ اس مُصلیٰ کی طرف سے ہو کہ قصد اُس نے اپنا وضو توڑ دیا (مثلاً بھر مونہ قے کردی یا تکبیر توڑ دی یا پھر یاد بادی کہ اس سے مواد بہایا گھٹنے میں پھڑیا تھی اور سجدہ میں گھٹنوں پر زور دیا کہ یہی) خواہ دوسرے کی طرف سے ہو، مثلاً کسی نے اس کے سر پر پتھر مارا کہ خون نکل کر بہ گیا یا کسی نے اس کی پھڑیا بادی اور خون بہ گیا یا چھت سے اس پر کوئی پتھر گرا اور اس کے بدن سے خون بہا، وہ پتھر خود بخود گرایا کسی کے چلنے سے، تو ان سب صورتوں میں سرے سے پڑھے، بنا نہیں کر سکتا۔ یوہیں اگر درخت سے پھل گرا جس سے یہ زخمی ہو گیا اور خون بہایا پاؤں میں کاٹا چھایا سجدہ میں پیشانی میں چھایا اور خون بہایا بھڑنے کاٹا اور خون بہا، تو بنا نہیں ہو سکتی۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

۱..... المرجع السابق، و "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الاستحلاف، ج ۲، ص ۴۲۲.

۲..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس فی الحدث فی الصلاة، ج ۱، ص ۹۳، وغیرہ.

۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس فی الحدث فی الصلاة، ج ۱، ص ۹۳، ۹۴.

۴..... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الاستحلاف، ج ۲، ص ۴۲۴.

مسئلہ ۶: بلا اختیار بھر مونہ قے ہوئی تو بنا کر سکتا ہے اور قصداً کی تو بنا نہیں کر سکتا، نماز میں سو گیا اور حدث واقع ہوا اور دیر کے بعد بیدار ہوا تو بنا کر سکتا ہے اور بیداری میں توقف کیا، نماز فاسد ہوگئی، چھینک یا کھانسی سے ہوا خارج ہوگئی یا قطرہ آگیا، تو بنا نہیں کر سکتا۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷: کسی نے اس کے بدن پر نجاست ڈال دی یا کسی طرح اس کا بدن یا کپڑا ایک درم سے زیادہ نجس ہو گیا، تو اُسے پاک کرنے کے بعد بنا نہیں کر سکتا اور اگر اُسی حدث کے سبب نجس ہوا تو بنا کر سکتا ہے اور اگر خارج و حدث دونوں سے ہے، تو بنا نہیں ہو سکتی۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: کپڑا نا پاک ہو گیا، دوسرا پاک کپڑا موجود ہے کہ فوراً بدل سکتا ہے، تو اگر فوراً بدل لیا ہوگئی اور دوسرا کپڑا نہیں کہ بدلے یا اسی حالت میں ایک رکن ادا کیا یا وقفہ کیا، نماز فاسد ہوگئی۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: رکوع یا سجدہ میں حدث ہوا اور بہ نیت ادائے رکن سر اٹھایا یعنی رکوع سے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور سجدہ سے اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھا، یا وضو کے لیے جانے یا واپسی میں قراءت کی، نماز فاسد ہوگئی بنا نہیں کر سکتا، سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا، تو بنا میں حرج نہیں۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: حدث سماوی کے بعد قصداً حدث کیا، تو اب بنا نہیں ہو سکتی۔^(۵) (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: حدث ہوا اور بقدر وضو پانی موجود ہے، اسے چھوڑ کر دور جگہ گیا بنا نہیں کر سکتا یو ہیں بعد حدث کلام کیا یا کھایا یا پیا، تو بنا نہیں ہو سکتی۔^(۶) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: وضو کے لیے کونیں سے پانی بھرنا پڑا تو بنا ہو سکتی ہے اور بغیر ضرورت ہو تو نہیں۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: وضو کرنے میں ستر کھل گیا یا بضرورت ستر کھولا، مثلاً عورت نے وضو کے لیے کلائی کھولی تو نماز فاسد نہ ہوگی اور بلا ضرورت ستر کھولا تو نماز فاسد ہوگئی، مثلاً عورت نے وضو کے لیے ایک ساتھ دونوں کلائی کھول دیں، تو نماز گئی۔^(۸) (عالمگیری)

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، ج ۱، ص ۹۳ - ۹۴، وغیرہ.

② المرجع السابق، ص ۹۵.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق، ص ۹۴.

⑤ المرجع السابق، ص ۹۳. و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۲۳.

⑥ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، ج ۱، ص ۹۴.

⑦ المرجع السابق.

⑧ المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: کو آں نزدیک ہے، مگر پانی بھرنا پڑے گا اور رکھا ہوا پانی دُور ہے، تو اگر پانی بھر کر وضو کیا تو سرے سے پڑھے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: نماز میں حدث ہوا اور اس کا گھر حوض کی بہ نسبت قریب ہے اور گھر میں پانی موجود ہے، مگر حوض پر وضو کے لیے گیا اور اگر حوض و مکان میں دو صف سے کم فاصلہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوئی اور زیادہ فاصلہ ہو تو فاسد ہو گئی اور اگر گھر میں پانی ہونا یاد نہ رہا اور اس کی عادت بھی حوض سے وضو کی ہے، تو بنا کر سکتا ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: حدث کے بعد وضو کے لیے گھر گیا، دروازہ بند پایا اسے کھولا اور وضو کیا، اگر چور کا خوف ہو تو واپسی میں بند کر دے، ورنہ کھلا چھوڑ دے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: وضو کرنے میں سُنن و مستحبات کے ساتھ وضو کرے، البتہ اگر تین تین بار کی جگہ چار چار بار دھویا تو سرے سے پڑھے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: حوض میں جو جگہ زیادہ نزدیک ہو وہاں وضو کرے، بلا عذر اسے چھوڑ کر دوسری جگہ دو صف سے زائد ہٹا نماز فاسد ہو گئی اور وہاں بھیڑ تھی، تو فاسد نہ ہوئی۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: اگر وضو میں مسح بھول گیا تو جب تک نماز میں کھڑا نہ ہوا جا کر مسح کر آئے اور نماز میں کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا تو سرے سے پڑھے۔ اور اگر وہاں کپڑا بھول آیا تھا اور جا کر اٹھالیا تو سرے سے پڑھے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: مسجد میں پانی ہے، اس سے وضو کر کے ایک ہاتھ سے برتن نماز کی جگہ اٹھالایا تو بنا کر سکتا ہے، دونوں ہاتھ سے اٹھایا، تو نہیں۔ یوہیں برتن سے لوٹے میں پانی لے کر ایک ہاتھ سے اٹھایا تو بنا کر سکتا ہے، دونوں ہاتھ سے اٹھایا، تو نہیں۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: موزہ پر مسح کیا تھا، نماز میں حدث ہوا، وضو کے لیے گیا، اثنائے وضو میں مسح کی مدت ختم ہو گئی یا تیمم

۱..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، ج ۱، ص ۹۴.

۲..... المرجع السابق، ص ۹۴-۹۵.

۳..... المرجع السابق، ص ۹۵.

۴..... المرجع السابق، ص ۹۴.

۵..... المرجع السابق، ص ۹۵.

۶..... المرجع السابق.

۷..... المرجع السابق.

سے نماز پڑھ رہا تھا اور حدث ہوا اور پانی پایا یا پٹی پر مسح کیا تھا، حدث کے بعد زخم اچھا ہو کر پٹی کھل گئی، تو ان سب صورتوں میں بنا نہیں کر سکتا۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: بے وضو ہو جانے کا گمان کر کے مسجد سے نکل گیا، اب معلوم ہوا کہ وضو نہ کیا تھا تو سرے سے پڑھے اور مسجد سے باہر نہ ہوا تھا تو ماقبی^(۲) پڑھ لے۔^(۳) (ہدایہ) عورت کو ایسا گمان ہوا، تو مُصَلَّے سے ہٹتے ہی نماز فاسد ہو گئی۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: اگر یہ گمان ہوا کہ بے وضو شروع ہی کی تھی یا موزے پر مسح کیا تھا اور گمان ہوا کہ مدت ختم ہو گئی یا صاحب ترتیب ظہر کی نماز میں تھا اور گمان ہوا کہ فجر کی نہیں پڑھی یا تیمم کیا تھا اور سراب^(۵) پر نظر پڑی اور اُسے پانی گمان کیا، یا کپڑے پر رنگ دیکھا اور اسے نجاست گمان کیا، ان سب صورتوں میں نماز چھوڑنے کے خیال سے ہٹا ہی تھا کہ معلوم ہوا گمان غلط ہے، تو نماز فاسد ہو گئی۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: رکوع یا سجدہ میں حدث ہوا، اگر ادا کے ارادہ سے سر اٹھایا، نماز باطل ہو گئی، اس پر بنا نہیں کر سکتا۔^(۷) (درمختار)

خليفة کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: نماز میں امام کو حدث ہوا تو ان شرائط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہوئیں، دوسرے کو خلیفہ کر سکتا ہے (اس کو استخلاف کہتے ہیں) اگرچہ وہ نماز نماز جنازہ ہو۔^(۸) (درمختار)

مسئلہ ۲: جس موقع پر بنا جائز ہے وہاں استخلاف صحیح ہے اور جہاں بنا صحیح نہیں استخلاف بھی صحیح نہیں۔^(۹) (عالمگیری)

مسئلہ ۳: جو شخص اس محدث کا امام ہو سکتا ہے وہ خلیفہ بھی ہو سکتا ہے اور جو امام نہیں بن سکتا وہ خلیفہ بھی نہیں ہو سکتا۔^(۱۰) (عالمگیری)

۱..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، ج ۱، ص ۹۵.

۲..... یعنی جو بقیہ نماز رہ گئی ہو۔ ۳..... "الہدایۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الحدث فی الصلاۃ، ج ۱، ص ۶۰.

۴..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، فصل فی الاستخلاف، ج ۱، ص ۹۷.

۵..... یعنی ریتی زمین کی وہ چمک جس پر چاند سورج کی چمک سے پانی کا دھوکہ ہوتا ہے۔

۶..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، فصل فی الاستخلاف، ج ۱، ص ۹۷.

۷..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۴۳.

۸..... المرجع السابق، ص ۴۲۵.

۹..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، فصل فی الاستخلاف، ج ۱، ص ۹۵.

۱۰..... المرجع السابق.

مسئلہ ۴: جب امام کو حدث ہو جائے تو ناک بند کر کے (کہ لوگ نکسیر گمان کریں) پیٹھ جھکا کر پیچھے ہٹے اور اشارے سے کسی کو خلیفہ بنائے، خلیفہ بنانے میں بات نہ کرے۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: میدان میں نماز ہو رہی ہے، تو جب تک صفوں سے باہر نہ گیا، خلیفہ بنا سکتا ہے اور مسجد میں ہے تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہو، استخلاف ہو سکتا ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مسجد کے باہر تک برابر صفیں ہیں، امام نے مسجد میں سے کسی کو خلیفہ نہ بنایا، بلکہ باہر والے کو خلیفہ بنایا یہ استخلاف صحیح نہ ہوا تو امام سب کی نمازیں گئیں اور آگے بڑھ گیا، تو اس وقت تک خلیفہ بنا سکتا ہے کہ سترہ یا موضع سجود سے متجاوز نہ ہوا ہو۔^(۳) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: مکان اور چھوٹی عید گاہ مسجد کے حکم میں ہیں، بڑی مسجد اور بڑا مکان اور بڑی عید گاہ میدان کے حکم میں ہیں۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: امام نے کسی کو خلیفہ نہ کیا بلکہ قوم نے بنادیا، یا خود ہی امام کی جگہ پر نیت امامت کر کے کھڑا ہو گیا تو یہ خلیفہ امام ہو گیا اور محض امام کی جگہ پر چلے جانے سے امام نہ ہوگا جب تک نیت امامت نہ کرے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مسجد و میدان میں خلیفہ بنانے کے لیے جو حد مقرر کی گئی ہے، اس سے ابھی متجاوز نہ ہوا نہ خود کوئی خلیفہ بنا، نہ جماعت نے کسی کو بنایا تو امام کی امامت قائم ہے، یہاں تک کہ اس وقت بھی اگر اس کی اقتدا کوئی شخص کر لے، تو ہو سکتی ہے۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: امام کو حدث ہوا پچھلی صف میں سے کسی کو خلیفہ کر کے مسجد سے باہر ہو گیا، اگر خلیفہ نے فوراً ہی امامت کی نیت کر لی تو جتنے مقتدی اس خلیفہ سے آگے ہیں، سب کی نمازیں فاسد ہو گئیں، اس صف میں جو داہنے بائیں ہیں یا اس صف سے پیچھے ان کی اور امام اول کی فاسد نہ ہوئی اور اگر خلیفہ نے یہ نیت کی کہ امام کی جگہ پہنچ کر امام ہو جاؤں گا اور امام کی جگہ پر پہنچنے سے

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس فی الحدث فی الصلاة، فصل فی الاستخلاف، ج ۱، ص ۹۵.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۲۵.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس فی الحدث فی الصلاة، فصل فی الاستخلاف، ج ۱، ص ۹۵.

③ المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۲۵.

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۲۶.

⑤ المرجع السابق.

⑥ المرجع السابق.

پہلے امام باہر ہو گیا تو سب کی نمازیں فاسد ہو گئیں۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: امام کے لیے اولیٰ یہ ہے کہ مسبوق کو خلیفہ نہ بنائے، بلکہ کسی اور کو اور جو مسبوق ہی کو خلیفہ بنائے تو اسے چاہیے کہ قبول نہ کرے اور قبول کر لیا، تو ہو گیا۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مسبوق کو خلیفہ بنا ہی دیا تو جہاں سے امام نے ختم کیا ہے، مسبوق وہیں سے شروع کرے، رہا یہ کہ مسبوق کو کیا معلوم کہ کیا باقی ہے، لہذا امام اسے اشارے سے بتادے، مثلاً ایک رکعت باقی ہے تو ایک انگلی سے اشارہ کرے دو ہوں، تو دو سے رکوع کرنا ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے، سجدہ کے لیے پیشانی پر، قراءت کے لیے مونہ پر، سجدہ تلاوت کے لیے پیشانی و زبان پر، سجدہ سہو کے لیے سینہ پر رکھے اور اگر اس مسبوق کو معلوم ہو، تو اشارے کی کچھ حاجت نہیں۔^(۳) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: چار رکعت والی نماز میں ایک شخص نے اقتدا کی پھر امام کو حدث ہوا اور اسے خلیفہ کیا اور اسے معلوم نہیں کہ امام نے کتنی پڑھی ہے اور کیا باقی ہے، تو یہ چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت پر قعدہ کرے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مسبوق کو خلیفہ کیا، تو امام کی نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے کے لیے کسی مدرک کو مقدم کر دے، کہ وہ سلام پھیرے۔^(۵) (عالمگیری، وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: چار یا تین رکعت والی میں اس مسبوق کو خلیفہ کیا، جس کو دو رکعتیں نہ ملی تھیں، تو اس خلیفہ پر دو قعدے فرض ہیں، ایک امام کا قعدہ اخیرہ اور ایک اس کا خود اور اگر امام نے اشارہ کر دیا کہ پہلی رکعتوں میں قراءت نہ کی تھی، چار رکعت والی نماز میں، چاروں میں اس پر قراءت فرض ہے۔^(۶) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۶: مسبوق نے امام کی نماز پوری کرنے کے بعد قہقہہ لگایا، یا قصد احدث کیا، یا کلام کیا، یا مسجد سے باہر ہو گیا، تو خود اس کی نماز جاتی رہی اور قوم کی ہو گئی۔ رہا امام اول، وہ اگر ارکان نماز سے فارغ ہو گیا ہے، تو اس کی

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، فصل فی الاستخلاف، ج ۱، ص ۹۶.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۲۷.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، فصل فی الاستخلاف، ج ۱، ص ۹۶.

③ المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۲۵.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، فصل فی الاستخلاف، ج ۱، ص ۹۶.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، فصل فی الاستخلاف، ج ۱، ص ۹۶، وغیرہ.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، المسائل الاثنا عشریہ، ج ۲، ص ۴۴۱.

بھی ہوگئی، ورنہ گئی۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: لاحق کو خلیفہ بنایا تو اُسے حکم ہے کہ جماعت کی طرف اشارہ کرے کہ اپنے حال پر سب لوگ رہیں، یہاں تک کہ جو اس کے ذمہ ہے، اسے پورا کر کے نماز امام کی تکمیل کرے اور اگر پہلے امام کی نماز پوری کر دی، تو جب سلام کا موقع آئے کسی کو سلام پھیرنے کے لیے خلیفہ بنائے اور خود اپنی پوری کرے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: امام نے ایک کو خلیفہ بنایا اور اس خلیفہ نے دوسرے کو خلیفہ کر دیا، تو اگر امام کے مسجد سے باہر ہونے اور خلیفہ کے امام کی جگہ پر پہنچنے سے پہلے یہ ہوا تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: تنہا نماز پڑھ رہا تھا، حدث واقع ہوا اور ابھی مسجد سے باہر نہ ہوا کہ کسی نے اس کی اقتدا کی، تو یہ مقتدی خلیفہ ہو گیا۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: مسافروں نے مسافر کی اقتدا کی اور امام کو حدث ہوا، اُس نے مقیم کو خلیفہ کیا، مسافروں پر چار رکعتیں پوری کرنا لازم نہیں۔ اور خلیفہ کو چاہیے کہ کسی مسافر کو مقدم کر دے کہ وہ سلام پھیرے اور اگر مقتدیوں میں اور بھی مقیم تھے تو وہ تنہا تنہا دو دور رکعت بلا قراءت پڑھیں، اب اگر اس خلیفہ کی اقتدا کریں گے، تو ان سب کی نماز باطل ہوگئی۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: امام کو جنون ہو گیا یا بے ہوشی طاری ہوئی یا قہقہہ لگایا یا کوئی موجب غسل پایا گیا، مثلاً سو گیا اور احتلام ہوا، یا تفکر کرنے یا شہوت کے ساتھ نظر کرنے یا چھونے سے منی نکلی، تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی، سرے سے پڑھے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۲۲: اگر شدت سے پاخانہ پیشاب معلوم ہوا کہ نماز پوری نہیں کر سکتا، تو استخلاف جائز نہیں۔ یوہیں اگر پیٹ میں درد شدید ہوا کہ کھڑا نہیں رہ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے، استخلاف جائز نہیں۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اگر شرم یا رعب کی وجہ سے قراءت سے عاجز ہے، تو استخلاف جائز ہے اور بالکل نسیان ہو گیا تو

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس فی الحدث فی الصلاة، فصل فی الاستخلاف، ج ۱، ص ۹۶.

② المرجع السابق.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق، ص ۹۶-۹۷.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الاستخلاف، المسائل الاثنا عشریہ، ج ۲، ص ۴۴۱.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۲۹.

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۳۰.

نا جائز۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۲۴: امام کو حدث ہوا اور کسی کو خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے ابھی نماز پوری نہیں کی ہے کہ امام وضو سے فارغ ہو گیا تو اس پر واجب ہے کہ واپس آئے، یعنی اتنا قریب ہو جائے کہ اقتدا ہو سکے اور خلیفہ پوری کر چکا ہے، تو اسے اختیار ہے کہ وہیں پوری کرے یا موضع اقتدا میں آئے۔ یوہیں منفرد کو اختیار ہے اور مقتدی کو حدث ہوا تو واجب ہے کہ واپس آئے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۲۵: نماز میں امام کا انتقال ہو گیا، اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں تو مقتدیوں کی نماز باطل ہو گئی، سرے سے پڑھنا ضروری ہے۔^(۳) (ردالمحتار)

نماز فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”نماز میں آدمیوں کا کوئی کلام درست نہیں وہ تو نہیں مگر تسبیح و تکبیر و قراءت قرآن۔“^(۴)

حدیث ۲: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز میں ہوتے اور ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو سلام کیا کرتے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جواب دیتے، جب نجاشی کے یہاں سے ہم واپس ہوئے، سلام عرض کیا، جواب نہ دیا، عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ہم سلام کرتے تھے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جواب دیتے تھے (اب کیا بات ہے کہ جواب نہ ملا؟) فرمایا: ”نماز میں مشغولی ہے۔“^(۵)

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے فرمایا: کہ ”اللہ عز وجل اپنا حکم جو چاہتا ہے، ظاہر فرماتا ہے اور جو ظاہر فرمایا ہے، اس میں سے یہ ہے کہ نماز میں کلام نہ کرو، اس کے بعد سلام کا جواب دیا“ اور فرمایا: ”نماز قراءت قرآن اور ذکر خدا کے لیے ہے، تو جب تم نماز میں ہو تو تمہاری یہی شان ہونی چاہیے۔“^(۶)

① ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۲۹.

② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۳۳.

③ ”ردالمحتار“

④ ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب تحريم الکلام فی الصلاة... إلخ، الحدیث: ۵۳۷، ص ۲۷۲.

⑤ ”صحیح البخاری“، کتاب مناقب الأنصار، باب هجرة الحبشة، الحدیث: ۳۸۷۵، ج ۲، ص ۵۸۱.

⑥ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب رد السلام فی الصلاة، الحدیث: ۹۲۴، ج ۱، ص ۳۴۸.

حدیث ۳: امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”دو سیاہ چیزیں، سانپ اور بچھو کو نماز میں قتل کرو۔“ (۱)

احکام فقہیہ

احکام فقہیہ: کلام مفسد نماز ہے، عمداً ہو یا خطاً یا سہواً، سوتے میں ہو، یا بیداری میں اپنی خوشی سے کلام کیا، یا کسی نے کلام کرنے پر مجبور کیا، یا اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ کلام کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ خطا کے معنی یہ ہیں کہ قراءت وغیرہ اذکار نماز کہنا چاہتا تھا، غلطی سے زبان سے کوئی بات نکل گئی اور سہو کے یہ معنی ہیں کہ اسے اپنا نماز میں ہونا یاد نہ رہا۔ (۲) (درمختار)

مسئلہ ۱: کلام میں قلیل و کثیر کا فرق نہیں اور یہ بھی فرق نہیں کہ وہ کلام اصلاح نماز کے لیے ہو یا نہیں، مثلاً امام کو بیٹھنا تھا کھڑا ہو گیا، مقتدی نے بتانے کو کہا بیٹھ جا، یا ہوں کہا، نماز جاتی رہی۔ (۳) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲: قصداً کلام سے اسی وقت نماز فاسد ہوگی جب بقدر تشہد نہ بیٹھ چکا ہو اور بیٹھ چکا ہے تو نماز پوری ہوگئی، البتہ مکروہ تحریمی ہوئی۔ (۴) (درمختار)

مسئلہ ۳: کلام وہی مفسد ہے، جس میں اتنی آواز ہو کہ کم از کم وہ خود سن سکے، اگر کوئی مانع نہ ہو اور اگر اتنی آواز بھی نہ ہو بلکہ صرف تصحیح حروف ہو، تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: نماز پوری ہونے سے پہلے بھول کر سلام پھیر دیا تو حرج نہیں اور قصداً پھیرا، تو نماز جاتی رہی۔ (۶) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: کسی شخص کو سلام کیا، عمداً ہو یا سہواً، نماز فاسد ہوگئی، اگرچہ بھول کر السلام کہا تھا کہ یاد آیا سلام کرنا نہ چاہیے اور سکوت کیا۔ (۷) (عالمگیری)

① ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب العمل في الصلاة، الحديث: ۹۲۱، ج ۱، ص ۳۴۸.

② ”الدرالمختار“، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ۲، ص ۴۴۵-۴۴۷.

③ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج ۱، ص ۹۸.

④ ”الدرالمختار“، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ۲، ص ۴۴۶.

⑤ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج ۱، ص ۹۸.

⑥ ”الدرالمختار“، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج ۲، ص ۴۴۹. وغیره

⑦ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج ۱، ص ۹۸.

مسئلہ ۶: مسبوق نے یہ خیال کر کے کہ امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے سلام پھیر دیا، نماز فاسد ہو گئی۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: عشا کی نماز میں یہ خیال کر کے کہ تراویح ہے، دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ یا ظہر کو جمعہ تصوّر کر کے دو رکعت پر

سلام پھیرا، یا مقیم نے اپنے کو مسافر خیال کر کے دو رکعت پر سلام پھیرا، نماز فاسد ہو گئی، اس پر بنا بھی جائز نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: دوسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر سلام پھیر دیا، پھر یاد آیا تو نماز پوری کر کے سجدہ سہو کر لے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: زبان سے سلام کا جواب دینا بھی نماز کو فاسد کرتا ہے اور ہاتھ کے اشارے سے دیا تو مکروہ ہوئی، سلام کی

نیت سے مصافحہ کرنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔^(۴) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مُصلّی سے کوئی چیز مانگی یا کوئی بات پوچھی، اس نے سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کیا، نماز فاسد نہ

ہوئی البتہ مکروہ ہوئی۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: کسی کو چھینک آئی اس کے جواب میں نمازی نے یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہا، نماز فاسد ہو گئی اور خود اسی کو

چھینک آئی اور اپنے کو مخاطب کر کے یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہا، تو نماز فاسد نہ ہوئی اور کسی اور کو چھینک آئی اس مُصلّی نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

کہا، نماز نہ گئی اور جواب کی نیت سے کہا، تو جاتی رہی۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: نماز میں چھینک آئی کسی دوسرے نے یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہا اور اس نے جواب میں کہا آمین، نماز فاسد

ہو گئی۔^(۷)

مسئلہ ۱۳: نماز میں چھینک آئے، تو سکوت کرے اور الحمد للہ کہہ لیا تو بھی نماز میں حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی

تو فارغ ہو کر کہے۔^(۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: خوشی کی خبر سن کر جواب میں الحمد للہ کہا، نماز فاسد ہو گئی اور اگر جواب کی نیت سے نہ کہا بلکہ یہ ظاہر

کرنے کے لیے کہ نماز میں ہے، تو فاسد نہ ہوئی، یوہیں کوئی چیز تعجب خیز دیکھ کر بقصد جواب سُبْحَانَ اللّٰہ یا لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہ

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۹۸.

۲..... المرجع السابق.

۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۹۸.

۴..... المرجع السابق، و "الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۵۰.

۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۹۸.

۶..... المرجع السابق.

۷..... المرجع السابق.

۸..... المرجع السابق.

يَا اللَّهُ اكْبُرُ کہا، نماز فاسد ہوگئی، ورنہ نہیں۔⁽¹⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: کسی نے آنے کی اجازت چاہی اس نے یہ ظاہر کرنے کو کہ نماز میں ہے، زور سے الحمد للہ یا اللہ اکبر، یا

سبحان اللہ پڑھا، نماز فاسد نہ ہوئی۔⁽²⁾ (غنیہ)

مسئلہ ۱۶: بُری خبر سُن کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ کہا، یا الفاظ قرآن سے کسی کو جواب دیا، نماز فاسد ہوگئی، مثلاً

کسی نے پوچھا، کیا خدا کے سوا دوسرا خدا ہے؟ اس نے جواب دیا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، یا پوچھا تیرے کیا کیا مال ہیں؟ اس نے

جواب میں کہا ﴿الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ﴾⁽³⁾ یا پوچھا کہاں سے آئے؟ کہا ﴿وَبِئْسَ مُعْطَلَةٌ وَقَصْرٌ مَّشِيدٌ﴾⁽⁴⁾

یو ہیں اگر کسی کو الفاظ قرآن سے مخاطب کیا، مثلاً اس کا نام یحییٰ ہے، اس سے کہا ﴿يَسْخِي خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ﴾⁽⁵⁾ موسیٰ نام

ہے، اس سے کہا ﴿وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَمُوسَى﴾⁽⁶⁾ نماز فاسد ہوگئی۔⁽⁷⁾ (درمختار)

مسئلہ ۱۷: اللہ عزوجل کا نام مبارک سُن کر جل جلالہ کہا، یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سُن کر درود پڑھا، یا امام

کی قراءت سُن کر صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ کہا، تو ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی، جب کہ بقصد جواب کہا ہو اور

اگر جواب میں نہ کہا تو حرج نہیں۔ یو ہیں اگر اذان کا جواب دیا، نماز فاسد ہو جائے گی۔⁽⁸⁾ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: شیطان کا ذکر سُن کر اس پر لعنت بھیجی نماز جاتی رہی، دفع وسوسہ کے لیے لَا حَوْلَ پڑھی، اگر امور دنیا

کے لیے ہے، نماز فاسد ہو جائے گی اور امور آخرت کے لیے، تو نہیں۔⁽⁹⁾ (درمختار)

مسئلہ ۱۹: چاند دیکھ کر رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰهُ کہا، یا بخار وغیرہ کی وجہ سے کچھ قرآن پڑھ کر دم کیا، نماز فاسد ہوگئی

بیمار نے اٹھتے بیٹھتے تکلیف اور درد پر بسم اللہ کہی تو نماز فاسد نہ ہوئی۔⁽¹⁰⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: کوئی عبارت بوزن شعر کہ قرآن مجید میں بترتیب پائی جاتی ہے، بہ نیت شعر پڑھی نماز فاسد ہوگئی، جیسے

﴿وَالْمُرْسَلَتِ عُرْفًا ۚ فَالْعَصْفَتِ عَصْفًا ۚ﴾⁽¹¹⁾ اور اگر نماز میں شعر موزوں کیا، مگر زبان سے کچھ نہ کہا، تو اگرچہ

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۹۹.

۲..... "غنیۃ المتملی"، کتاب الصلاۃ، مفسدات الصلاۃ، ص ۴۴۹.

۳..... پ ۱۴، النحل: ۸. ۴..... پ ۱۷، الحج: ۴۵. ۵..... پ ۱۶، مریم: ۱۲.

۶..... پ ۱۶، طہ: ۱۷. ۷..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، ج ۲، ص ۴۵۸.

۸..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۰.

۹..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۰.

۱۰..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فی ما یفسد الصلاۃ... إلخ، الفصل الأول، ج ۱، ص ۹۹.

۱۱..... پ ۲۹، المرسلت: ۲ - ۱.

نماز فاسد نہ ہوئی، مگر گنہگار ہوا۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: نماز میں زبان پر نعم یا ارے یا ہاں جاری ہو گیا، اگر یہ لفظ کہنے کا عادی ہے، فاسد ہو گئی ورنہ نہیں۔^(۲)

(درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مصلیٰ نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دیا نماز جاتی رہی، جس کو لقمہ دیا ہے وہ نماز میں ہو یا نہ ہو،

مقتدی ہو یا منفرد یا کسی اور کا امام۔^(۳) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: اگر لقمہ دینے کی نیت سے نہیں پڑھا، بلکہ تلاوت کی نیت سے تو حرج نہیں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۲۴: اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا بھی مفسد نماز ہے، البتہ اگر اس کے بتاتے وقت اسے خود یاد آ گیا

اس کے بتانے سے نہیں، یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آ جاتا، اس کے بتانے کو کچھ دخل نہیں تو اس کا پڑھنا مفسد نہیں۔^(۵)

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: اپنے امام کو لقمہ دینا اور امام کا لقمہ لینا مفسد نہیں، ہاں اگر مقتدی نے دوسرے سے سُن کر جو نماز میں اس کا

شریک نہیں ہے لقمہ دیا اور امام نے لے لیا، تو سب کی نماز گئی اور امام نے نہ لیا تو صرف اس مقتدی کی گئی۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۲۶: لقمہ دینے والا قراءت کی نیت نہ کرے، بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے۔^(۷) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۷: فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے، تھوڑا توقف چاہیے کہ شاید امام خود نکال لے، مگر جب کہ اس کی عادت اسے

معلوم ہو کہ رُکتا ہے، تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔ یوہیں امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں

کو لقمہ دینے پر مجبور کرے، بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے، بشرطیکہ اس کا وصل مفسد

نماز نہ ہو اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دے، مجبور کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھے یا ساکت کھڑا ہے۔^(۸)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۰۰.

۲..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۶۲، وغیرہ.

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۱، وغیرہ.

۴..... المرجع السابق.

۵..... المرجع السابق.

۶..... المرجع السابق.

۷..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۱.

۸..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب المواضع التي لا یجب... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۲.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۹۹.

(عالمگیری، ردالمحتار) مگر وہ غلطی اگر ایسی ہے، جس میں فساد معنی تھا تو اصلاح نماز کے لیے اس کا اعادہ لازم تھا اور یاد نہیں آتا تو مقتدی کو آپ ہی مجبور کرے گا اور وہ بھی نہ بتا سکے، تو گئی۔

مسئلہ ۲۸: لقمہ دینے والے کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں، مراہق بھی لقمہ دے سکتا ہے۔^(۱) (عالمگیری) بشرطیکہ نماز

جانتا ہو اور نماز میں ہو۔

مسئلہ ۲۹: ایسی دعا جس کا سوال بندے سے نہیں کیا جاسکتا جائز ہے، مثلاً اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ اور جس

کا سوال بندوں سے کیا جاسکتا ہے، مفسد نماز ہے، مثلاً اَللّٰهُمَّ اطْعَمْنِیْ یَا اَللّٰهُمَّ زَوِّجْنِیْ۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: آہ، اوہ، اُف، تف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا اور حرف پیدا ہوئے، ان سب

صورتوں میں نماز جاتی رہی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلے، تو حرج نہیں۔^(۳) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: مریض کی زبان سے بے اختیار آہ، اوہ نکلی نماز فاسد نہ ہوئی، یوہیں چھینک کھانسی جماہی ڈکار میں جتنے

حروف مجبوراً نکلتے ہیں، معاف ہیں۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: جنت و دوزخ کی یاد میں اگر یہ الفاظ کہے، تو نماز فاسد نہ ہوئی۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: امام کا پڑھنا پسند آیا اس پر رونے لگا اور ارے، نعم، ہاں، زبان سے نکلا کوئی حرج نہیں، کہ یہ خشوع کے

باعث ہے اور اگر خوش گلوئی کے سبب کہا، تو نماز جاتی رہی۔^(۶) (ردالمحتار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: پھونکنے میں اگر آواز پیدا نہ ہو تو وہ مثل سانس کے ہے مفسد نہیں، مگر قصداً کرنا مکروہ ہے اور اگر دو حرف

پیدا ہوں، جیسے اف، تف، تو مفسد ہے۔^(۷) (غنیہ)

مسئلہ ۳۵: کھنکارنے میں جب دو حرف ظاہر ہوں، جیسے اح مفسد نماز ہے، جب کہ نہ عذر ہو نہ کوئی صحیح غرض، اگر

عذر سے ہو، مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے لیے، مثلاً آواز صاف کرنے کے لیے یا امام سے غلطی ہو گئی ہے اس لیے

..... ① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۹۹.

..... ② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۰۰.

..... ③ المرجع السابق، ص ۱۰۱، و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب: المواضع التي

لا یجب فیہا رد السلام، ج ۲، ص ۴۵۵.

..... ④ "الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۵۶.

..... ⑤ المرجع السابق.

..... ⑥ المرجع السابق.

..... ⑦ "غنیۃ المتملی"، کتاب الصلاۃ، مفسدات الصلاۃ، ص ۴۵۱.

کھنکارتا ہے کہ درست کر لے یا اس لیے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو، تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۶: نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً مفسد نماز ہے، یوہیں اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہو اسے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسد ہے، ہاں اگر یاد پر پڑھتا ہو مصحف یا محراب پر فقط نظر ہے، تو حرج نہیں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: کسی کا غز پر قرآن مجید لکھا ہو ا دیکھا اور اسے سمجھا نماز میں نقصان نہ آیا، یوہیں اگر فقہ کی کتاب دیکھی اور سمجھی نماز فاسد نہ ہوئی، خواہ سمجھنے کے لیے اسے دیکھا یا نہیں، ہاں اگر قصد ا دیکھا اور بقصد سمجھا تو مکروہ ہے اور بلا قصد ہوا تو مکروہ بھی نہیں۔^(۳) (عالمگیری، درمختار) یہی حکم ہر تحریر کا ہے اور جب غیر دینی ہو تو کراہت زیادہ۔

مسئلہ ۳۸: صرف تورات یا انجیل کو نماز میں پڑھا تو نماز نہ ہوئی، قرآن پڑھنا جانتا ہو یا نہیں۔^(۴) (عالمگیری) اور اگر بقدر حاجت قرآن پڑھ لیا اور کچھ آیات تورات و انجیل کی، جن میں ذکر الہی ہے پڑھیں، تو حرج نہیں مگر نہ چاہیے۔

مسئلہ ۳۹: عمل کثیر کہ نہ اعمال نماز سے ہو نہ نماز کی اصلاح کے لیے کیا گیا ہو، نماز فاسد کر دیتا ہے، عمل قلیل مفسد نہیں، جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر اس کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے، بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عمل کثیر ہے اور اگر دُور سے دیکھنے والے کو شبہ و شک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں، تو عمل قلیل ہے۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۰: کرتا یا پا جامہ پہنایا تہ بند باندھا، نماز جاتی رہی۔^(۶) (غنیہ)

مسئلہ ۴۱: ناپاک جگہ پر بغیر حائل کے سجدہ کیا نماز فاسد ہوگئی، اگرچہ اس سجدہ کو پاک جگہ پر اعادہ کرے۔^(۷) (درمختار) یوہیں ہاتھ یا گھٹنے سجدہ میں ناپاک جگہ پر رکھے، نماز فاسد ہوگئی۔^(۸) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: ستر کھولے ہوئے یا بقدر مانع نجاست کے ساتھ پورا رکن ادا کرنا، یا تین تسبیح کا وقت گزر جانا، مفسد نماز

۱..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۵۵، وغیرہ۔

۲..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۳۔

۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۰۱۔

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۷۹۔

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۰۱۔

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۶۴، وغیرہ۔

۶..... "غنیۃ المتملی"، کتاب الصلاة، مفسدات الصلاة، ص ۴۵۲۔

۷..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۶۶۔

۸..... "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، و مطلب فی التشبه باهل الکتاب، ج ۲، ص ۴۶۶۔

ہے۔ یوہیں بھیڑ کی وجہ سے اتنی دیر تک عورتوں کی صف میں پڑ گیا، یا امام سے آگے ہو گیا، نماز جاتی رہی۔^(۱) (درمختار وغیرہ) اور قصد استر کھولنا مطلقاً مفسد نماز ہے، اگرچہ معاً^(۲) ڈھانک لے، اس میں وقفہ کی بھی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۴۳: دو کپڑے ملا کر سیے ہوں ان میں استر^(۳) ناپاک ہے اور ابرا^(۴) پاک، تو ابرے کی طرف بھی نماز نہیں ہو سکتی، جب کہ نجاست بقدر مانع مواضع سجود میں ہو اور سلسلے نہ ہوں تو ابرے پر جائز ہے، جب کہ اتنا بار یک نہ ہو کہ استر چمکتا ہو۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: نجس زمین پر مٹی چونا خوب بچھا دیا، اب اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں اور اگر معمولی طرح سے خاک چھڑک دی ہے کہ نجاست کی بو آتی ہے، تو ناجائز ہے جب کہ مواضع سجود پر نجاست ہو۔^(۶) (منیہ)

مسئلہ ۴۵: نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے، قصد اُھویا بھول کر، تھوڑا ہویا زیادہ، یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اُس کے منہ میں گرا اور اس نے نگل لیا، نماز جاتی رہی۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی اس کو نگل گیا، اگر چنے سے کم ہے نماز فاسد نہ ہوئی مکروہ ہوئی اور چنے برابر ہے تو فاسد ہو گئی۔ دانتوں سے خون نکلا، اگر تھوک غالب ہے تو نکلنے سے فاسد نہ ہوگی، ورنہ ہو جائے گی۔^(۸) (درمختار، عالمگیری) غلبہ کی علامت یہ ہے کہ حلق میں خون کا مزہ محسوس ہو، نماز اور روزہ توڑنے میں مزے کا اعتبار ہے اور وضو توڑنے میں رنگ کا۔

۱..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۶۷. وغیرہ

۲..... فوراً۔

۳..... نیچے کی تہ۔ ۴..... اوپر کی تہ۔

۵..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، و مطلب فی التشبه باهل الكتاب، ج ۲، ص ۴۶۷.

۶..... "منية المصلي"، حکم ما اذا كان تحت قدمی المصلي نجس، ص ۱۷۰.

۷..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب المواضع التي لا یجب... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۲.

۸..... "الفتاویٰ الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۰۲.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۲.

"کافی" اور "فتح القدير" کی تحقیق یہ ہے کہ اگر حلق میں اس کا مزہ محسوس ہو تو مطلقاً نماز فاسد ہو گئی اور یہی حکم روزہ کا ہے اور یہ قول باقوت معلوم ہوتا ہے اور احتیاط ضروری ہے۔ ۱۲ امنہ

مسئلہ ۴۷: نماز سے پیشتر^(۱) کوئی چیز میٹھی کھائی تھی اس کے اجزا نگل لیے تھے، صرف لعاب دہن میں کچھ مٹھاس کا اثر رہ گیا، اُس کے نگلنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ مونہ میں شکر وغیرہ ہو کہ گھل کر حلق میں پہنچتی ہے، نماز فاسد ہوگئی۔ گوند مونہ میں ہے اگر چہ پایا اور بعض اجزا حلق سے اتر گئے، نماز جاتی رہی۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: سینہ کو قبلہ سے پھیرنا مفسد نماز ہے، جب کہ کوئی عذر نہ ہو یعنی جب کہ اتنا پھیرے کہ سینہ خاص جہت کعبہ سے پینتالیس (۴۵) درجے ہٹ جائے اور اگر عذر سے ہو تو مفسد نہیں، مثلاً حدث کا گمان ہوا اور مونہ پھیرا ہی تھا کہ گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مسجد سے اگر خارج نہ ہوا ہو، نماز فاسد نہ ہوگی۔^(۳) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۹: قبلہ کی طرف ایک صف کی قدر چلا، پھر ایک رکن کی قدر ٹھہر گیا، پھر چلا پھر ٹھہرا، اگرچہ متعدد بار ہو جب تک مکان نہ بدلے، نماز فاسد نہ ہوگی، مثلاً مسجد سے باہر ہو جائے یا میدان میں نماز ہو رہی تھی اور یہ شخص صفوف سے متجاوز ہو گیا کہ یہ دونوں صورتیں مکان بدلنے کی ہیں اور ان میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ یو ہیں اگر ایک دم دو صف کی قدر چلا، نماز فاسد ہوگئی۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: صحرا میں اگر اس کے آگے صفیں نہ ہوں بلکہ یہ امام ہے اور موضع سجود سے متجاوز ہوا، تو اگر اتنا آگے بڑھا جتنا اس کے اور سب سے قریب والی صف کے درمیان فاصلہ تھا تو فاسد نہ ہوئی اور اس سے زیادہ ہٹا تو فاسد ہوگئی اور اگر منفرد ہے تو موضع سجود کا اعتبار ہے یعنی اتنا ہی فاصلہ آگے پیچھے دہنے بائیں کہ اس سے زیادہ ہٹنے میں نماز جاتی رہے گی۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: کسی کو چوپایہ نے ایک دم بقدر تین قدم کے کھینچ لیا یا ڈھکیل دیا، تو نماز فاسد ہوگئی۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۵۲: ایک نماز سے دوسری کی طرف تکبیر کہہ کر منتقل ہوا، پہلی نماز فاسد ہوگئی، مثلاً ظہر پڑھ رہا تھا عصر یا نفل کی نیت سے اللہ اکبر کہا ظہر کی نماز جاتی رہی پھر اگر صاحب ترتیب ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو عصر کی بھی نہ ہوگی، بلکہ دونوں

..... ۱ پہلے۔

..... ۲ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۰۲۔

..... ۳ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۸۔

و ”الفتاویٰ الرضویۃ (الحدیدۃ)“، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۶، ص ۷۵، وغیرہما۔

..... ۴ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب فی التشبه باهل الكتاب،

ج ۲، ص ۴۶۸۔

..... ۵ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب فی التشبه باهل الكتاب، ج ۲، ص ۴۶۹۔

..... ۶ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۷۰۔

صورتوں میں نفل ہے، ورنہ عصر کی نیت ہے تو عصر اور نفل کی نیت ہے تو نفل۔ یوہیں اگر تنہا نماز پڑھتا تھا اب اقتدا کی نیت سے اللہ اکبر کہا یا مقتدی تھا اور تنہا پڑھنے کی نیت سے اللہ اکبر کہا تو نماز فاسد ہوگئی۔ یوہیں اگر نماز جنازہ پڑھ رہا تھا اور دوسرا جنازہ لایا گیا دونوں کی نیت سے اللہ اکبر کہا یا دوسرے کی نیت سے تو دوسرے جنازہ کی نماز شروع ہوئی اور پہلے کی فاسد ہوگئی۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۵۳: عورت نماز پڑھ رہی تھی، بچہ نے اس کی چھاتی چوسی اگر دودھ نکل آیا، نماز جاتی رہی۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۵۴: عورت نماز میں تھی، مرد نے بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن کو ہاتھ لگایا، نماز جاتی رہی اور مرد نماز میں تھا اور عورت نے ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوئی، جب تک مرد کو شہوت نہ ہو۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: داڑھی یا سر میں تیل لگایا یا کنگھا کیا یا سرمہ لگایا نماز جاتی رہی، ہاں اگر ہاتھ میں تیل لگا ہوا ہے اس کو سر یا بدن میں کسی جگہ پونچھ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔^(۴) (منیہ، غنیہ)

مسئلہ ۵۶: کسی آدمی کو نماز پڑھتے میں طمانچہ یا کوڑا مارا نماز جاتی رہی اور جانور پر سوار نماز پڑھ رہا تھا دو ایک بار ہاتھ یا ایڑی سے ہانکنے میں نماز فاسد نہ ہوگی، تین بار پے در پے کرے گا تو جاتی رہے گی۔ ایک پاؤں سے ایڑ لگائی اگر پے در پے تین بار ہو نماز جاتی رہی ورنہ نہیں اور دونوں پاؤں سے لگائی تو فاسد ہوگئی، لیکن اگر آہستہ پاؤں ہلائے کہ دوسرے کو بغور دیکھنے سے پتہ چلے، تو فاسد نہ ہوئی۔^(۵) (منیہ، غنیہ)

مسئلہ ۵۷: گھوڑے کو چابک سے راستہ بتایا اور مارا بھی، نماز فاسد ہوگئی، نماز پڑھتے میں گھوڑے پر سوار ہو گیا، نماز جاتی رہی اور سواری پر نماز پڑھ رہا تھا اتر آیا، فاسد نہ ہوئی۔^(۶) (منیہ، قاضی خاں)

مسئلہ ۵۸: تین کلمے اس طرح لکھنا کہ حروف ظاہر ہوں، نماز کو فاسد کرتا ہے اور اگر حرف ظاہر نہ ہوں، مثلاً پانی پر یا ہوا میں لکھا تو عبث ہے، نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔^(۷) (غنیہ)

۱..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۶۲.

۲..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۷۰.

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب فی المشی فی الصلاة،

ج ۲، ص ۴۷۰.

۴..... "منیة المصلي"، بیان مفسدات الصلاة، ص ۴۱۴، و "غنية المتعملي"، مفسدات الصلاة، ص ۴۴۲.

۵..... "منیة المصلي"، بیان مفسدات الصلاة، ص ۴۱۵، و "غنية المتعملي"، مفسدات الصلاة، ص ۴۴۳.

۶..... "منیة المصلي"، المرجع السابق، و "الفتاوی الخانية"، کتاب الصلاة، فصل فیما یفسد الصلاة، ج ۱، ص ۶۴.

۷..... "غنية المتعملي"، مفسدات الصلاة، ص ۴۴۴.

مسئلہ ۵۹: نماز پڑھنے والے کو اٹھالیا پھر وہیں رکھ دیا، اگر قبلہ سے سینہ نہ پھرا، نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کو اٹھا

کر سواری پر رکھ دیا، نماز جاتی رہی۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: موت و جنون و بے ہوشی سے نماز جاتی رہتی ہے، اگر وقت میں افاقہ ہوا تو ادا کرے، ورنہ قضا بشرطیکہ

ایک دن رات سے متجاوز نہ ہو۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: قصد وضو توڑا یا کوئی موجب غسل پایا گیا یا کسی رکن کو ترک کیا، جبکہ اس نماز میں اس کو ادا نہ کر لیا ہو، یا

بلا عذر شرط کو ترک کیا، یا مقتدی نے امام سے پہلے رکن ادا کر لیا اور امام کے ساتھ یا بعد میں پھر اس کو ادا نہ کیا، یہاں تک کہ امام

کیساتھ سلام پھیر دیا، یا مسبوق نے فوت شدہ رکعت کا سجدہ کر کے امام کے سجدہ سہو میں متابعت کی، یا قعدہ اخیرہ کے بعد سجدہ نماز

یا سجدہ تلاوت یاد آیا اور اس کے ادا کرنے کے بعد پھر قعدہ نہ کیا، یا کسی رکن کو سوتے میں ادا کیا تھا اس کا اعادہ نہ کیا، ان سب

صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی۔^(۳) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۲: سانپ بچھو مارنے سے نماز نہیں جاتی جب کہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی حاجت ہو، ورنہ جاتی

رہے گی، مگر مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز فاسد ہو جائے۔^(۴) (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۶۳: سانپ بچھو کو نماز میں مارنا اس وقت مباح ہے، کہ سامنے سے گزرے اور ایذا دینے کا خوف ہو اور اگر

تکلیف پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو مکروہ ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۶۴: پے در پے تین بال اکھڑے یا تین جوئیں ماریں یا ایک ہی جوں کو تین بار میں مارا نماز جاتی رہی اور

پے در پے نہ ہو، تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر مکروہ ہے۔^(۶) (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۶۵: موزہ کشادہ ہے اسے اتارنے سے نماز فاسد نہ ہوگی اور موزہ پہننے سے نماز جاتی رہے گی۔^(۷) (عالمگیری)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، النوع الثانی، ج ۱، ص ۱۰۳.

۲..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب فی المشی فی الصلاۃ،

ج ۲، ص ۴۷۲.

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۷۲. وغیرہ

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، النوع الثانی، ج ۱، ص ۱۰۳.

۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، النوع الثانی، ج ۱، ص ۱۰۳.

۶..... المرجع السابق، و "غنیۃ المتملی"، مفسدات الصلاۃ، ص ۴۴۸.

۷..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، النوع الثانی، ج ۱، ص ۱۰۳.

مسئلہ ۶۶: گھوڑے کے مونہ میں لگام دی یا اس پر کاٹھی کسی یا کاٹھی اتار دی نماز جاتی رہی۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: ایک رکن میں تین بار کھانے سے نماز جاتی رہتی ہے، یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹالیا پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹالیا

و علیٰ ہذا اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھانا کھاجائے گا۔^(۲) (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۶۸: تکبیرات انتقال میں اللہ یا اکبر کے الف کو دراز کیا اللہ یا اکبر کہایا بے کے بعد الف بڑھایا

اکبار کہا نماز فاسد ہو جائے گی اور تحریمہ میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔^(۳) (در مختار وغیرہ) قراءت یا اذکار نماز میں ایسی غلطی جس سے معنی فاسد ہو جائیں، نماز فاسد کر دیتی ہے، اس کے متعلق مفصل بیان گزر چکا۔

مسئلہ ۶۹: نمازی کے آگے سے بلکہ موضع سجود^(۴) سے کسی کا گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا، خواہ گزرنے والا مرد ہو یا

عورت، ٹٹتا ہو یا گدھا۔^(۵) (عامہ کتب)

مسئلہ ۷۰: مصلیٰ کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے۔

حدیث میں فرمایا: کہ ”اس میں جو کچھ گناہ ہے، اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر

جانتا،“ راوی کہتے ہیں: ”میں نہیں جانتا کہ چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔“^(۶) یہ حدیث صحاح ستہ میں ابی جہیم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوئی اور بزار کی روایت میں چالیس برس^(۷) کی تصریح ہے۔ اور

ابن ماجہ کی روایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر کوئی جانتا کہ اپنے

بھائی کے سامنے نماز میں آڑے ہو کر گزرنے میں کیا ہے؟ تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔“^(۸)

امام مالک نے روایت کیا کہ کعب احبار فرماتے ہیں: ”نمازی کے سامنے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے؟

تو زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔“^(۹)

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، النوع الثانی، ج ۱، ص ۱۰۳۔

② المرجع السابق، ص ۱۰۴، و ”غنیۃ المتملی“، مفسدات الصلاۃ، ص ۴۴۸۔

③ ”الدر المختار“، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ ویکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۷۳، وغیرہ۔

④ موضع سجود سے کیا مراد ہے یہ آگے مذکور ہوگا۔ ۱۲ منہ

⑤ ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۸۰۔

⑥ ”صحیح مسلم“، کتاب الصلاۃ، باب منع الماریین یدی المصلی، الحدیث: ۵۰۷، ص ۲۶۰۔

⑦ ”مسند البزار“، مسند زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث: ۳۷۸۲، ج ۹، ص ۲۳۹۔

⑧ ”سنن ابن ماجہ“، ابواب اقامۃ الصلوٰت و السنۃ فیہا، باب المرویین یدی المصلی، الحدیث: ۹۴۶، ج ۱، ص ۵۰۶۔

⑨ ”الموطا“، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب التشدید فی ان یمر احد بین یدی المصلی، الحدیث: ۳۷۱، ج ۱، ص ۱۵۴۔

امام مالک سے روایت صحیح بخاری صحیح مسلم میں ہے ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ میں دیکھا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابلح میں چمڑے کے ایک سُرخ قبہ کے اندر تشریف فرما ہیں اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وضو کا پانی لیا اور لوگ جلدی جلدی اسے لے رہے ہیں جو اس میں سے کچھ پا جاتا اسے مونہ اور سینہ پر ملتا اور جو نہیں پاتا وہ کسی اور کے ہاتھ سے تری لے لیتا پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نیزہ نصب کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سُرخ دھاری دار جوڑا پہنے تشریف لائے اور نیزہ کی طرف مونہ کر کے دو رکعت نماز پڑھائی اور میں نے آدمیوں اور چوپاؤں کو نیزے کے اُس طرف سے گزرتے دیکھا۔^(۱)

مسئلہ ۷۱: میدان اور بڑی مسجد میں مصلیٰ کے قدم سے موضع سجود تک گزرنانا جائز ہے۔ موضع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کی طرف نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے وہ موضع سجود ہے اس کے درمیان سے گزرنانا جائز ہے، مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار قبلہ تک کہیں سے گزرنانا جائز نہیں اگر سترہ نہ ہو۔^(۲) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷۲: کوئی شخص بلندی پر پڑھ رہا ہے اس کے نیچے سے گزرنے والے کوئی عضو نمازی کے سامنے ہو، چھت یا تخت پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر ان چیزوں کی اتنی بلندی ہو کہ کسی عضو کا سامنا نہ ہو، تو حرج نہیں۔^(۳) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۳: مصلیٰ کے آگے سے گھوڑے وغیرہ پر سوار ہو کر گزرا، اگر گزرنے والے کا پاؤں وغیرہ نیچے کا بدن مصلیٰ کے سر کے سامنے ہو تو ممنوع ہے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۴: مصلیٰ کے آگے سترہ ہو یعنی کوئی ایسی چیز جس سے آڑ ہو جائے، تو سترہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔^(۵) (عامہ کتب)

مسئلہ ۷۵: سترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا^(۶) ہو۔^(۷) (درمختار ردالمحتار)

- ۱..... "صحیح مسلم"، کتاب الصلاة، باب سترة المصلي و النذب إلى الصلاة... إلخ، الحديث: ۲۵۰- (۵۰۳)، ص ۲۵۷.
- ۲..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۰۴.
- و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۷۹.
- ۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۸۰.
- ۴..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج ۲، ص ۴۸۰.
- ۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۰۴.
- ۶..... یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ ردالمحتار میں ہے: سنت یہ ہے کہ نمازی اور سترہ کے درمیان فاصلہ زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ ہو۔
- ۷..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۸۴.

مسئلہ ۷۶: امام و منفرد جب صحرا میں یا کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں، جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو تو مستحب ہے کہ سترہ گاڑیں اور سترہ نزدیک ہونا چاہیے، سترہ بالکل ناک کی سیدھ پر نہ ہو بلکہ داہنے یا بائیں بھوں کی سیدھ پر ہو اور دہنے کی سیدھ پر ہونا افضل ہے۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۷: اگر نصب کرنا ناممکن ہو تو وہ چیز لنبی لنبی رکھ دے اور اگر کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ رکھ سکے تو خط کھینچ دے خواہ طول میں ہو یا محراب کی مثل۔^(۲) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷۸: اگر سترہ کے لیے کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے پاس کتاب یا کپڑا موجود ہے، تو اسی کو سامنے رکھ لے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۹: امام کا سترہ مقتدی کے لیے بھی سترہ ہے، اس کو جدید سترہ کی حاجت نہیں، تو اگر چھوٹی مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گزر جائے، جب کہ امام کے آگے سے نہ ہو حرج نہیں۔^(۴) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۸۰: درخت اور جانور اور آدمی وغیرہ کا بھی سترہ ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد گزرنے میں کچھ حرج نہیں۔^(۵) (غنیہ) مگر آدمی کو اس حالت میں سترہ کیا جائے، جب کہ اس کی پیٹھ مصلیٰ کی طرف ہو کہ مصلیٰ کی طرف مونہ کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۸۱: سوار اگر مصلیٰ کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے، تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ جانور کو مصلیٰ کے آگے کر لے اور اس طرف سے گزر جائے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۸۲: دو شخص برابر برابر امام کے آگے سے گزر گئے، تو مصلیٰ سے جو قریب ہے وہ گناہ گار ہو اور دوسرے کے

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۸۴. وغیرہ

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۰۴.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۸۵.

ان دونوں صورتوں سے یہ مقصود نہیں کہ گزرنا جائز ہو جائیگا بلکہ اس لیے ہیں کہ نمازی کا خیال نہ بٹے۔ ۱۲

③ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج ۲، ص ۴۸۵.

اس سے بھی وہی مقصود ہے کہ نمازی کا دل نہ بٹے ورنہ کتاب یا کپڑا رکھنے سے اس کے آگے سے گزرنا، جائز نہ ہوگا، ہاں اگر بلندی اتنی ہو جائے جو سترہ کے لیے درکار ہے، تو گزرنا بھی جائز ہو جائیگا۔ ۱۲ منہ

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج ۲، ص ۴۸۷، وغیرہ.

⑤ "غنیۃ المتملی"، فصل کراہیۃ الصلاة، ص ۳۶۷.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۰۴.

لیے یہی سترہ ہو گیا۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۸۳: مصلیٰ کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے تو اگر اس کے پاس کوئی چیز سترہ کے قابل ہو تو اسے اس کے سامنے رکھ کر گزر جائے پھر اسے اٹھالے، اگر دو شخص گزرنا چاہتے ہیں اور سترہ کو کوئی چیز نہیں تو ان میں ایک نمازی کے سامنے اس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس کی آڑ پکڑ کر گزر جائے، پھر وہ دوسرا اس کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے اور یہ گزر جائے، پھر وہ دوسرا جدھر سے اس وقت آیا اسی طرف ہٹ جائے۔^(۲) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۴: اگر اس کے پاس عصا ہے مگر نصب نہیں کر سکتا، تو اسے کھڑا کر کے مصلیٰ کے آگے سے گزرنا جائز ہے، جب کہ اس کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ کر گرنے سے پہلے گزر جائے۔

مسئلہ ۸۵: اگلی صف میں جگہ تھی، اسے خالی چھوڑ کر پیچھے کھڑا ہوا تو آنے والا شخص اس کی گردن پھلانگتا ہوا جاسکتا ہے، کہ اس نے اپنی حرمت اپنے آپ کھوئی۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۸۶: جب آنے جانے والوں کا اندیشہ نہ ہو نہ سامنے راستہ ہو تو سترہ نہ قائم کرنے میں بھی حرج نہیں، پھر بھی اولیٰ سترہ قائم کرنا ہے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۸۷: نمازی کے سامنے سترہ نہیں اور کوئی شخص گزرنا چاہتا ہے یا سترہ ہے مگر وہ شخص مصلیٰ اور سترہ کے درمیان سے گزرنا چاہتا ہے تو نمازی کو رخصت ہے کہ اسے گزرنے سے روکے، خواہ سبحان اللہ کہے یا جہر کے ساتھ قراءت کرے یا ہاتھ، یا سر، یا آنکھ کے اشارے سے منع کرے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، مثلاً کپڑا پکڑ کر جھٹکنا یا مارنا، بلکہ اگر عمل کثیر ہو گیا، تو نماز ہی جاتی رہی۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۸: تسبیح و اشارہ دونوں کو بلا ضرورت جمع کرنا مکروہ ہے، عورت کے سامنے سے گزرے تو تصفیق سے منع کرے، یعنی دہنے ہاتھ کی انگلیاں بائیں کی پشت پر مارے اور اگر مرد نے تصفیق کی اور عورت نے تسبیح، تو بھی فاسد نہ ہوئی،

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۰۴.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۰۴.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج ۲، ص ۴۸۳.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۸۳.

④ المرجع السابق، ص ۴۸۷.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج ۲، ص ۴۸۵.

مگر خلافِ سنت ہوا۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۸۹: مسجد الحرام شریف میں نماز پڑھتا ہو تو اُس کے آگے طواف کرتے ہوئے لوگ گزر سکتے ہیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مکروہات کا بیان

حدیث ۱: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔^(۳)

حدیث ۲: شرح سنہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”کمر پر نماز میں ہاتھ رکھنا، جہنمیوں کی راحت ہے۔“^(۴)

حدیث ۳: بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی روایت کرتے ہیں، کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز کے اندر ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا؟“ فرمایا: یہ اُچک لینا ہے کہ بندہ کی نماز میں سے شیطان اُچک لے جاتا ہے۔“^(۵)

حدیث ۴: امام احمد و ابو داؤد و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم بافادۃ التصحیح ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو بندہ نماز میں ہے، اللہ عزوجل کی رحمت خاصہ اس کی طرف متوجہ رہتی ہے جب تک ادھر ادھر نہ دیکھے، جب اس نے اپنا مونہ پھیرا، اس کی رحمت بھی پھر جاتی ہے۔“^(۶)

حدیث ۵: امام احمد باسناد حسن و ابو یعلیٰ روایت کرتے ہیں، کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ”مجھے میرے

①..... ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۸۶.

②..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج ۲، ص ۴۸۲.

③..... ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب کراهیة الاختصار فی الصلاة، الحدیث: ۵۴۵، ص ۲۷۶.

و ”صحیح البخاری“، کتاب العمل فی الصلاة، باب الخصر فی الصلاة، الحدیث: ۱۲۱۹، ج ۱، ص ۴۱۱.

④..... ”شرح السنہ“، کتاب الصلاة، باب کراهیة الاختصار فی الصلاة، الحدیث: ۷۳۱، ج ۲، ص ۳۱۳.

یعنی یہ یہودیوں کا فعل ہے، کہ وہ جہنمی ہیں ورنہ جہنمیوں کے لیے جہنم میں کیا راحت۔ کذا فسرہ الائمة ۱۲ منہ

⑤..... ”صحیح البخاری“، کتاب الأذان، باب الإلتفات فی الصلاة، الحدیث: ۷۵۱، ج ۱، ص ۲۶۵.

⑥..... ”المستدرک“، للحاکم، کتاب الإمامة... إلخ، باب لا یزال اللہ، مقبلاً علی العبد ما لم یلتفت... إلخ، الحدیث: ۸۹۶،

خلیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین باتوں سے منع فرمایا، مُرغ کی طرح ٹھونگ مارنے اور کتے کی طرح بیٹھنے اور ادھر ادھر لومڑی کی طرح دیکھنے سے۔“ (1)

حدیث ۶: بزار نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آدمی نماز کو کھڑا ہوتا ہے اللہ عزوجل اپنی خاص رحمت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب ادھر ادھر دیکھتا ہے فرماتا ہے: ”اے ابنِ آدم! کس کی طرف التفات کرتا ہے، کیا مجھ سے کوئی بہتر ہے، جس کی طرف التفات کرتا ہے، پھر جب دوبارہ التفات کرتا ہے ایسا ہی فرماتا ہے، پھر جب تیسری بار التفات کرتا ہے، اللہ عزوجل اپنی اس خاص رحمت کو اس سے پھیر لیتا ہے۔“ (2)

حدیث ۷: ترمذی باسناد حسن روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”اے لڑکے! نماز میں التفات سے بچ کہ نماز میں التفات ہلاکت ہے۔“ (3)

حدیث ۸ تا ۱۲: بخاری و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: ”کیا حال ہے؟ اُن لوگوں کا جو نماز میں آسمان کی طرف آنکھیں اٹھاتے ہیں، اس سے باز رہیں یا ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی۔“ (4) اسی مضمون کے قریب قریب ابن عمر و ابو ہریرہ و ابوسعید خدری و جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایتیں کتب احادیث میں موجود ہیں۔

حدیث ۱۳: امام احمد و ابوداؤد و ترمذی بافادۂ تحسین و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و ابن خزیمہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب کوئی تم میں نماز کو کھڑا ہو تو کنکری نہ چھوئے، کہ رحمت اس کے مواجہہ میں ہے۔“ (5)

حدیث ۱۴: صحاح ستہ میں معقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”کنکری نہ چھو اور اگر تجھے ناچار کرنا ہی ہے تو ایک بار۔“ (6)

① ”مجمع الزوائد“، کتاب الصلاة، باب ما ينهى عنه في الصلاة... إلخ، الحديث: ۲۴۲۵، ج ۲، ص ۲۳۲.

② ”مجمع الزوائد“، کتاب الصلاة، باب ينهى عنه في الصلاة... إلخ، الحديث: ۲۴۲۶، ج ۲، ص ۲۳۲.

③ ”جامع الترمذی“، أبواب السفر، باب ما ذكر في الالتفات في الصلاة، الحديث: ۵۸۹، ج ۲، ص ۱۰۲.

④ ”صحيح البخاري“، کتاب الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة، الحديث: ۷۵۰، ج ۱، ص ۲۶۵.

⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة... إلخ، باب ماجاء في كراهية مسح الحصى في الصلاة، الحديث: ۳۷۹، ج ۱، ص ۳۹۰، عن أبي ذر رضي الله عنه.

⑥ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، الحديث: ۹۴۶، ج ۱، ص ۳۵۶.

حدیث ۱۵: صحیح ابن خزمیہ میں مروی ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے نماز میں کنکری چھونے کا سوال کیا؟ فرمایا: ”ایک بار اور اگر تو اس سے بچے، تو یہ سوا ونسینوں سیاہ آنکھ والیوں سے بہتر ہے۔“ (1)

حدیث ۱۷۱۶: مسلم ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب نماز میں کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے روکے، کہ شیطان مونہ میں داخل ہو جاتا ہے۔“ (2)

اور صحیح بخاری کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ فرماتے ہیں: ”جب نماز میں کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے روکے اور ہانہ کہے، کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے، شیطان اس سے ہنستا ہے۔“ (3)

اور ترمذی وابن ماجہ کی روایت انہیں سے ہے، اس کے بعد فرمایا: کہ ”مونہ پر ہاتھ رکھ دے۔“ (4)

حدیث ۱۹۱۸: امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و دارمی کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب کوئی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے قصد سے نکلے، تو ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں نہ ڈالے کہ وہ نماز میں ہے۔“ (5) اور اسی کے مثل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۲۰: صحیح بخاری میں شقیق سے مروی کہ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع و سجود پورا نہیں کرتا، جب اس نے نماز پڑھ لی، تو بٹایا اور کہا: ”تیری نماز نہ ہوئی۔“ راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ بھی کہا کہ اگر تو مرا تو فطرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیر پر مرے گا۔ (6)

حدیث ۲۱ تا ۲۴: بخاری تاریخ میں اور ابن خزمیہ وغیرہ خالد بن ولید و عمرو بن عاص و یزید بن ابی سفیان و شریل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ملاحظہ فرمایا کہ رکوع تمام نہیں کرتا اور سجدہ میں ٹھونگ مارتا ہے، حکم فرمایا: کہ ”پورا رکوع کرے اور فرمایا: یہ اگر اسی حالت میں مرا تو ملت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیر

1..... ”صحیح ابن خزمیہ“، أبواب الافعال المباحة في الصلاة، باب الرخصة في مسح الحصى في الصلاة مرة واحدة،

الحديث: ۸۹۷، ج ۲، ص ۵۲.

2..... ”صحیح مسلم“، کتاب الزہد، باب تشمیت العاطس... إلخ، الحديث: ۵۹- (۲۹۹۵)، ص ۱۰۹۷.

3..... ”صحیح البخاری“، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس و جنوده، الحديث: ۳۲۸۹، ج ۲، ص ۴۰۲.

4..... ”سنن ابن ماجہ“، کتاب إقامة الصلوات... إلخ، باب ما يكره في الصلاة، الحديث: ۹۶۸، ج ۱، ص ۵۱۵.

5..... ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية التشبيك... إلخ، الحديث: ۳۸۶، ج ۱، ص ۳۹۶.

6..... ”صحیح البخاری“، کتاب الأذان، باب اذا لم يتم الركوع، الحديث: ۸۰۸، ۷۹۱، ص ۲۷۷، ۲۸۴.

پر مرے گا، پھر فرمایا: جو رکوع پورا نہیں کرتا اور سجدہ میں ٹھونگ مارتا ہے، اس کی مثال اس بھوکے کی ہے کہ ایک دو کھجوریں کھا لیتا ہے، جو کچھ کام نہیں دیتیں۔“ (1)

حدیث ۲۵: امام احمد ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”سب میں بُرا وہ چور ہے، جو اپنی نماز سے چراتا ہے، صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! نماز سے کیسے چراتا ہے؟ فرمایا: کہ ”رکوع وسجود پورا نہیں کرتا۔“ (2)

حدیث ۲۶: امام مالک و احمد نعمان بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدود نازل ہونے سے پہلے صحابہ کرام سے فرمایا: کہ ”شرابی اور زانی اور چور کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ سب نے عرض کی، اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خوب جانتے ہیں، فرمایا: یہ بہت بُری باتیں ہیں اور ان میں سزا ہے اور سب میں بُری چوری وہ ہے کہ اپنی نماز سے چرائے۔ عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! نماز سے کیسے چرائے گا؟ فرمایا: یوں کہ رکوع وسجود تمام نہ کرے۔“ (3) اسی کے مثل دارمی کی روایت میں بھی ہے۔

حدیث ۲۷: امام احمد نے طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ عزوجل بندہ کی اس نماز کی طرف نظر نہیں فرماتا، جس میں رکوع وسجود کے درمیان پیٹھ سیدھی نہ کرے۔“ (4)

حدیث ۲۸: ابو داؤد و ترمذی باسناد حسن روایت کرتے ہیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں دروں میں کھڑے ہونے سے بچتے تھے۔“ (5) دوسری روایت میں ہے ہم دھکا دے کر ہٹائے جاتے۔ (6)

حدیث ۲۹: ترمذی نے روایت کی، کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: ”ہمارا ایک غلام اُح نامی جب سجدہ کرتا تو پھونکتا، فرمایا: اے اُح! اپنا مونہ خاک آلود کر۔“ (7)

حدیث ۳۰: ابن ماجہ نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے

① ”کنز العمال“، کتاب الصلاة، الحديث: ۲۲۴۲۶، ج ۸، ص ۸۳.

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حديث أبي قتاده الانصاري، الحديث: ۲۲۷۰۵، ج ۸، ص ۳۸۶.

③ ”الموطأ“ للإمام مالك، كتاب قصد الصلاة في السفر، باب العمل في جامع الصلاة، الحديث: ۴۱۰، ج ۱، ص ۱۶۴.

④ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث طلق بن علي، الحديث: ۱۶۲۸۳، ج ۵، ص ۴۹۲.

⑤ ”جامع الترمذي“، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية الصف بين السواري، الحديث: ۲۲۹، ج ۱، ص ۲۶۴.

⑥ ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب الصفوف بين السواري، الحديث: ۶۷۳، ج ۱، ص ۲۶۷.

⑦ ”جامع الترمذي“، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية النفخ... إلخ، الحديث: ۳۸۱، ج ۱، ص ۳۹۲.

ہیں: ”جب تُو نماز میں ہو تو انگلیاں نہ چٹکا۔“⁽¹⁾ بلکہ ایک روایت میں ہے، جب مسجد میں انتظار نماز میں ہو اس وقت انگلیاں چٹکانے سے منع فرمایا۔⁽²⁾

حدیث ۳۱: صحاح ستہ میں مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”مجھے حکم ہوا ہے کہ سات اعضاء پر سجدہ کروں اور بال یا کپڑا نہ سمیٹوں۔“⁽³⁾

حدیث ۳۲: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”مجھے حکم ہوا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، مونہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پنچے اور یہ حکم ہوا کہ کپڑے اور بال نہ سمیٹوں۔“⁽⁴⁾

حدیث ۳۳: ابوداؤد و نسائی و دارمی عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کٹے کی طرح ٹھونک مارنے اور درندے کی طرح پاؤں بچھانے سے منع فرمایا اور اس سے منع فرمایا کہ مسجد میں کوئی شخص جگہ مقرر کر لے، جیسے اونٹ جگہ مقرر کر لیتا ہے۔“⁽⁵⁾

حدیث ۳۴: ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے علی! میں اپنے لیے جو پسند کرتا ہوں تمہارے لیے پسند کرتا ہوں اور اپنے لیے جو مکروہ جانتا ہوں تمہارے لیے مکروہ جانتا ہوں۔ دونوں سجدوں کے درمیان افغانہ کرنا۔“⁽⁶⁾ (یعنی اس طرح نہ بیٹھنا کہ سرین زمین پر ہوں اور گھٹنے کھڑے)۔

حدیث ۳۵: ابوداؤد اور حاکم نے مستدرک میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس سے منع فرمایا کہ ”مرد صرف پا جامہ پہن کر نماز پڑھے اور چادر نہ اوڑھے۔“⁽⁷⁾

حدیث ۳۶: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”تم میں کوئی ایک کپڑا پہن کر اس طرح ہر گز نماز نہ پڑھے کہ مونڈھوں پر کچھ نہ ہو۔“⁽⁸⁾

① ”سنن ابن ماجہ“، کتاب إقامة الصلوات ... إلخ، باب ما یکرہ فی الصلوة، الحدیث: ۹۶۵، ج ۱، ص ۵۱۴.

② ”ردالمحتار“، کتاب الصلوة، باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا، مطلب إذا تردد الحکم ... إلخ، ج ۲، ص ۴۹۳.

③ ”صحیح البخاری“، کتاب الأذان، باب لا یکف ثوبہ فی الصلوة، الحدیث: ۸۱۶، ج ۱، ص ۲۸۶.

④ ”صحیح البخاری“، کتاب الأذان، باب السجود علی الأنف، الحدیث: ۸۱۲، ج ۱، ص ۲۸۵.

⑤ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلوة، باب صلاة من لا یقیم صلبہ فی الركوع و السجود، الحدیث: ۸۶۲، ج ۱، ص ۳۲۸.

⑥ ”جامع الترمذی“، أبواب الصلوة، باب ماجاء فی کراهیة الإقعاء بین السجدةین، الحدیث: ۲۸۲، ج ۱، ص ۳۰۹.

⑦ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلوة، باب إذا کان الثوب ضیقاً یتذربہ، الحدیث: ۶۳۶، ج ۱، ص ۲۵۷.

⑧ ”صحیح البخاری“، کتاب الصلوة، باب إذا صلی فی الثوب الواحد، الحدیث: ۳۵۹، ج ۱، ص ۱۴۵.

حدیث ۳۷: صحیح بخاری میں انھیں سے مروی، فرماتے ہیں: ”جو ایک کپڑے میں نماز پڑھے، یعنی وہی چادر وہی تہبند ہو، تو اُدھر کا کنارہ اُدھر اور اُدھر کا اُدھر کر لے۔“ (1)

حدیث ۳۸: عبد الرزاق نے مصنف میں روایت کی، کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نافع کو دو کپڑے پہننے کو دیے اور یہ اس وقت لڑکے تھے اس کے بعد مسجد میں گئے اور ان کو ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، اس پر فرمایا: ”کیا تمہارے پاس دو کپڑے نہیں کہ انھیں پہنتے؟ عرض کی، ہاں ہیں۔ تو فرمایا: بتاؤ اگر مکان سے باہر تمہیں بھیجوں تو دونوں پہنو گے؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: تو کیا اللہ عزوجل کے دربار کے لیے زینت زیادہ مناسب ہے یا آدمیوں کے لیے؟ عرض کی، اللہ (عزوجل) کے لئے۔“ (2)

حدیث ۳۹: امام احمد کی روایت ہے، کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ”ایک کپڑے میں نماز سنت ہے یعنی جائز ہے، کہ ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ میں ایسا کرتے اور ہم پر اس بارے میں عیب نہ لگایا جاتا، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”یہ اس وقت ہے کہ کپڑوں میں کمی ہو اور جو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہو تو دو کپڑوں میں نماز زیادہ پاکیزہ ہے۔“ (3)

حدیث ۴۰: ابو داؤد نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو شخص نماز میں تکبر سے تہبند لٹکائے، اسے اللہ (عزوجل) کی رحمت حل میں ہے، نہ حرم میں۔“ (4)

حدیث ۴۱: ابو داؤد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ”ایک صاحب تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہے تھے، ارشاد فرمایا: جاؤ وضو کرو، وہ گئے اور وضو کر کے واپس آئے۔“ کسی نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کیا ہوا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے وضو کا حکم فرمایا؟ ارشاد فرمایا: ”وہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا اور بے شک اللہ عزوجل اس شخص کی نماز نہیں قبول فرماتا، جو تہبند لٹکائے ہوئے ہو۔“ (5) (یعنی اتنا نیچا کہ پاؤں کے گٹے چھپ جائیں)۔ شیخ محقق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لمعات میں فرماتے ہیں: کہ ”وضو کا حکم اس لیے دیا کہ انھیں معلوم ہو جائے کہ یہ معصیت ہے کہ سب لوگوں کو بتا دیا تھا

① ”صحیح البخاری“، کتاب الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد... إلخ، الحديث: ۳۶۰، ج ۱، ص ۱۴۵.

② ”المصنف“ لعبد الرزاق، کتاب الصلاة، باب ما يكفي الرجل من الثياب، الحديث: ۱۳۹۲، ج ۱، ص ۲۷۴.

③ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث المشايخ، الحديث: ۲۱۳۳۴، ج ۸، ص ۶۰.

④ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب الإسبال في الصلاة، الحديث: ۶۳۷، ج ۱، ص ۲۵۷.

⑤ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب الإسبال في الصلاة، الحديث: ۶۳۸، ج ۱، ص ۲۵۷.

کہ وضو گناہوں کا کفارہ ہے اور گناہ کے اسباب کا زائل کرنے والا۔“ (1)

حدیث ۴۲: ابو داؤد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ”جب کوئی نماز پڑھے تو وہنی طرف جوتیاں نہ رکھے اور بائیں طرف بھی نہیں کہ کسی اور کی وہنی جانب ہوں گی، مگر اس وقت کہ بائیں جانب کوئی نہ ہو، بلکہ جوتیاں دونوں پاؤں کے درمیان رکھے۔“ (2)

احکام فقہیہ

احکام فقہیہ: (۱) کپڑے یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا، (۲) کپڑا سمیٹنا، مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھالینا، اگرچہ گرد سے بچانے کے لیے کیا ہو اور اگر بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ، (۳) کپڑا الٹکانا، مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں، یہ سب مکروہ تحریمی ہیں۔ (۳) (عامہ کتب)

مسئلہ ۱: اگر گرتے وغیرہ کی آستین میں ہاتھ نہ ڈالے، بلکہ پیٹھ کی طرف پھینک دی، جب بھی یہی حکم ہے۔ (4) (مستفاد من الدر)

مسئلہ ۲: رومال یا شال یا رضائی یا چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں، یہ ممنوع و مکروہ تحریمی ہے اور ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک ہی مونڈھے پر ڈالا اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے دوسرا پیٹ پر، جیسے عموماً اس زمانہ میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے، تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (5) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: (۴) کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی، یا (۵) دامن سمیٹے نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے، خواہ پیشتر سے چڑھی ہو یا نماز میں چڑھائی۔ (6) (درمختار)

① ”لمعات“

② ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب المصلي إذا خلع نعليه... إلخ، الحديث: ۶۵۴، ج ۱، ص ۲۶۲.

③ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة... إلخ، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۰۵ - ۱۰۶.

④ ”الدر المختار“، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ۲، ص ۴۸۸.

⑤ ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في الكراهة التحريمية و التنزيهية، ج ۲، ص ۴۸۸.

⑥ المرجع السابق، ص ۴۹۰، و ”الفتاوى الرضوية“، كتاب الصلاة، ج ۷، ص ۳۸۵.

مسئلہ ۴: (۶) شدت کا پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت، یا (۷) غلبہ ریح کے وقت نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔^(۱) حدیث میں ہے، ”جب جماعت قائم کی جائے اور کسی کو بیت الخلا جانا ہو، تو پہلے بیت الخلا کو جائے۔“^(۲) اس حدیث کو ترمذی نے عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ابو داؤد و نسائی و مالک نے بھی اس کے مثل روایت کی ہے۔

مسئلہ ۵: نماز شروع کرنے سے پیشتر اگر ان چیزوں کا غلبہ ہو تو وقت میں وسعت ہوتے ہوئے شروع ہی ممنوع و گناہ ہے، قضائے حاجت مقدم ہے، اگرچہ جماعت جاتی رہنے کا اندیشہ ہو اور اگر دیکھتا ہے کہ قضائے حاجت اور وضو کے بعد وقت جاتا رہے گا تو وقت کی رعایت مقدم ہے، نماز پڑھ لے اور اگر اثنائے نماز^(۳) میں یہ حالت پیدا ہو جائے اور وقت میں گنجائش ہو تو توڑ دینا واجب اور اگر اسی طرح پڑھ لی، تو گناہ گار ہوا۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: (۸) جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور نماز میں جوڑا باندھا، تو فاسد ہوگئی۔^(۵)

مسئلہ ۷: (۹) کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے، مگر جس وقت کہ پورے طور پر بروجہ سنت سجدہ ادا نہ ہوتا ہو، تو ایک بار کی اجازت ہے اور بچنا بہتر ہے اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے، اگرچہ ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: (۱۰) انگلیاں چٹکانا، (۱۱) انگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا، مکروہ تحریمی ہے۔^(۷) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۹: نماز کے لیے جاتے وقت اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں مکروہ ہیں اور اگر نہ نماز میں ہے، نہ توابع نماز میں تو کراہت نہیں، جب کہ کسی حاجت کے لیے ہوں۔^(۸) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: (۱۲) کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ رکھنا چاہیے۔^(۹) (درمختار)

① ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، مطلب في الخشوع، ج ۲، ص ۴۹۲.

② ”جامع الترمذی“، أبواب الطهارة، باب ماجاء إذا أقیمت الصلاة... إلخ، الحديث: ۱۴۲، ج ۱، ص ۱۹۲.

③ یعنی نماز کے دوران۔

④ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب في الخشوع، ج ۲، ص ۴۹۲.

⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۹۲.

⑥ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب في الخشوع، ج ۲، ص ۴۹۳.

⑦ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۹۳، وغیرہ.

⑧ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۹۳، وغیرہ.

⑨ المرجع السابق، ص ۴۹۴.

مسئلہ ۱۱: (۱۳) ادھر ادھر مونہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے، کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر مونہ نہ پھیرے، صرف کنکھیوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے، تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں، (۱۴) نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ ۱۲: (۱۵) تشہد یا سجدوں کے درمیان میں گتے کی طرح بیٹھنا، یعنی گھٹنوں کو سینہ سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا، (۱۶) مرد کا سجدہ میں کلائیوں کو بچھانا، (۱۷) کسی شخص کے مونہ کے سامنے نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔ یوہیں دوسرے شخص کو مصلیٰ کی طرف مونہ کرنا بھی ناجائز و گناہ ہے، یعنی اگر مصلیٰ کی جانب سے ہو تو کراہت مصلیٰ پر ہے، ورنہ اس پر۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۱۳: اگر مصلیٰ اور اس شخص کے درمیان جس کا مونہ مصلیٰ کی طرف ہے، فاصلہ ہو جب بھی کراہت ہے، مگر جب کہ کوئی شے درمیان میں حائل ہو کہ قیام میں بھی سامنا نہ ہوتا ہو تو حرج نہیں اور اگر قیام میں مواجہہ ہو قعود میں نہ ہو، مثلاً دونوں کے درمیان میں ایک شخص مصلیٰ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا کہ اس صورت میں قعود میں مواجہہ نہ ہوگا، مگر قیام میں ہوگا، تو اب بھی کراہت ہے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: (۱۸) کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے، علاوہ نماز کے بھی بے ضرورت اس طرح کپڑے میں لپٹنا نہ چاہیے اور خطرہ کی جگہ سخت ممنوع ہے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۵: (۱۹) اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو،^(۴) مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔ (۲۰) یوہیں ناک اور مونہ کو چھپانا، (۲۱) اور بے ضرورت کھنکار نکالنا، یہ سب مکروہ تحریمی ہیں۔^(۵) (درمختار، عالمگیری)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج ۲، ص ۴۹۵-۴۹۷.

② "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج ۲، ص ۴۹۷.

③ "مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، فصل فی مکروہات الصلاة، ص ۷۹.

④ صدر الشریعہ، بدرا لطریقہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی "فتاویٰ امجدیہ" میں فرماتے ہیں: لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہننے کے لیے حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ "اعتجار اس صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔"

("فتاویٰ امجدیہ"، کتاب الصوم، ج ۱، ص ۳۹۹).

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۱۱.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۶.

مسئلہ ۱۶: (۲۲) نماز میں بالقصد جمائی لینا مکروہ تحریمی ہے اور خود آئے تو حرج نہیں، مگر روکنا مستحب ہے اور اگر روکے سے نہ رُکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رُکے تو داہنیا بائیاں ہاتھ مونہ پر رکھ دے یا آستین سے مونہ چھپالے، قیام میں دہنے ہاتھ سے ڈھانکے اور دوسرے موقع پر بائیں سے۔^(۱) (مراقی الفلاح)

فائدہ: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں، اس لیے کہ اس میں شیطانی مداخلت ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ”جمائی شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ممکن ہو روکے۔“^(۲) اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں روایت کیا، بلکہ بعض روایتوں میں ہے، کہ ”شیطان مونہ میں گھس جاتا ہے۔“^(۳) بعض میں ہے، ”شیطان دیکھ کر ہنستا ہے۔“^(۴)

علماء فرماتے ہیں: کہ ”جو جمائی میں مونہ کھول دیتا ہے، شیطان اس کے مونہ میں تھوک دیتا ہے اور وہ جو قاہ قاہ کی آواز آتی ہے، وہ شیطان کا قہقہہ ہے کہ اس کا مونہ بگڑا دیکھ کر ٹھٹھا لگاتا ہے اور وہ جو رطوبت نکلتی ہے، وہ شیطان کا تھوک ہے۔“ اس کے روکنے کی بہتر ترکیب یہ ہے کہ جب آتی معلوم ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں، فوراً رُک جائے گی۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: (۲۳) جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا، ناجائز ہے۔ (۲۴) یوہیں مصلیٰ^(۶) کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلق^(۷) ہو، یا (۲۵) محل سجود^(۸) میں ہو، کہ اس پر سجدہ واقع ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی (۲۶) یوہیں مصلیٰ کے آگے، یا (۲۷) داہنے، یا (۲۸) بائیں تصویر کا ہونا، مکروہ تحریمی ہے، (۲۹) اور پس پشت^(۹) ہونا بھی مکروہ ہے، اگرچہ ان تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اس وقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے دہنے بائیں معلق ہو، یا نصب ہو یا دیوار وغیرہ میں منقوش ہو، اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں، تو کراہت نہیں۔ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے، جیسے پہاڑ دریا وغیرہ کی، تو اس میں کچھ حرج نہیں۔^(۱۰) (عامہ کتب)

①..... ”مراقی الفلاح“ شرح ”نور الإيضاح“، کتاب الصلاة، فصل في مکروہات الصلاة، ص ۸۰.

②..... ”صحیح مسلم“، کتاب الزہد، باب تشمیت العاطس... إلخ، الحدیث: ۲۹۹۴، ص ۱۵۹۷.

③..... ”صحیح مسلم“، کتاب الزہد، باب تشمیت العاطس... إلخ، الحدیث: ۲۹۹۵، ص ۱۵۹۷.

④..... ”صحیح البخاری“، کتاب الأدب، باب ما یستحب من العطاس... إلخ، الحدیث: ۶۲۲۳، ج ۴، ص ۱۶۲.

⑤..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة، ومطلب إذا تردد الحكم بين سنة... إلخ، ج ۲، ص ۴۹۸.

⑥..... نمازی..... ⑦..... آویزاں۔

⑧..... سجدے کی جگہ..... ⑨..... پیچھے۔

⑩..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۰۲ - ۵۰۴، وغیرہما.

مسئلہ ۱۸: اگر تصویر ذلت کی جگہ ہو، مثلاً جوتیاں اُتارنے کی جگہ یا اور کسی جگہ فرش پر کہ لوگ اسے روندتے ہوں یا تکیے پر کہ زانو وغیرہ کے نیچے رکھا جاتا ہو، تو ایسی تصویر مکان میں ہونے سے کراہت نہیں، نہ اس سے نماز میں کراہت آئے، جب کہ سجدہ اس پر نہ ہو۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: جس تکیہ پر تصویر ہو، اسے منصوب^(۲) کرنا پڑا ہوا نہ رکھنا، اعزاز تصویر میں داخل ہوگا اور اس طرح ہونا نماز کو بھی مکروہ کر دے گا۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲۰: اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ بدن پر تصویر ہو، مگر کپڑوں سے چھپی ہو، یا انگوٹھی پر چھوٹی تصویر منقوش ہو، یا آگے، پیچھے، دہنے، بائیں، اوپر، نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل نہ دکھائی دے، یا پاؤں کے نیچے، یا بیٹھنے کی جگہ ہو، تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۲۱: تصویر سر بریدہ یا جس کا چہرہ مٹا دیا ہو، مثلاً کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر ہو تو اس پر روشنائی پھیر دی ہو یا اس کے سر یا چہرے کو کھرچ ڈالا یا دھو ڈالا ہو، کراہت نہیں۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: اگر تصویر کا سر کاٹا ہو مگر سر اپنی جگہ پر لگا ہوا ہے، ہنوز^(۶) جدا نہ ہوا، تو بھی کراہت ہے۔ مثلاً کپڑے پر تصویر تھی، اس کی گردن پر سلائی کر دی کہ مثل طوق کے بن گئی۔^(۷) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: مٹانے میں صرف چہرہ کا مٹانا کراہت سے بچنے کے لیے کافی ہے، اگر آنکھ یا بھوں، ہاتھ، پاؤں جدا کر لیے گئے تو اس سے کراہت دفع نہ ہوگی۔^(۸) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو، تو نماز میں کراہت نہیں۔^(۹) (درمختار)

مسئلہ ۲۵: تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی، تو اب نماز

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۰۳، وغیرہ.

② یعنی کھڑا۔

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۰۳.

④ المرجع السابق.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۴.

⑥ یعنی ابھی تک۔

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۴.

⑧ المرجع السابق.

⑨ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۰۴.

مکروہ نہ ہوگی۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: یوں تو تصویر جب چھوٹی نہ ہو اور موضع اہانت^(۲) میں نہ ہو، اس پر پردہ نہ ہو، تو ہر حالت میں اس کے سبب نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، مگر سب سے بڑھ کر کراہت اس صورت میں ہے، جب تصویر مصلیٰ کے آگے قبلہ کو ہو، پھر وہ کہ سر کے اوپر ہو، اس کے بعد وہ کہ داہنے بائیں دیوار پر ہو، پھر وہ کہ پیچھے ہو دیوار یا پردہ پر۔^(۳) (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: یہ احکام تو نماز کے ہیں، رہا تصویروں کا رکھنا اس کی نسبت صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ”جس گھر میں کُتّا ہو یا تصویر، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔“^(۴) یعنی جب کہ تو بہن کے ساتھ نہ ہوں اور نہ اتنی چھوٹی تصویریں ہوں۔

مسئلہ ۲۸: روپے اشرفی اور دیگر سکے کی تصویریں بھی فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع ہیں یا نہیں۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نہیں اور ہمارے علمائے کرام کے کلمات سے بھی یہی ظاہر ہے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: یہ احکام تو تصویر کے رکھنے میں ہیں کہ صورت اہانت و ضرورت وغیرہ مستثنیٰ ہیں، رہا تصویر بنانا یا بنوانا، وہ بہر حال حرام ہے۔^(۶) (ردالمحتار) خواہ دستی^(۷) ہو یا عکسی^(۸)، دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ ۳۰: (۳۰) اَلْثَّاقِرَآنَ مجید پڑھنا، (۳۱) کسی واجب کو ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے، مثلاً رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا، یوہیں قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلا جانا، (۳۲) قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن مجید پڑھنا، یا (۳۳) رکوع میں قراءت ختم کرنا، (۳۴) امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجود وغیرہ میں جاننا یا اس سے پہلے سر اٹھانا۔

مسئلہ ۳۱: (۳۵) صرف پا جامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھی اور گرتا یا چادر موجود ہے، تو نماز مکروہ تحریمی ہے اور جو

۱..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۴۔

۲..... یعنی ذلت کی جگہ۔

۳..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۷۔

و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۳۔

۴..... ”صحیح البخاری“، کتاب المغازی، الحدیث: ۴۰۰۲، ج ۳، ص ۱۹۔

۵..... ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۶۔

۶..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۶۔

اس کے متعلق دیگر احکام انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الخطر میں مذکور ہونگے۔ ۱۲

۷..... یعنی ہاتھ کے ذریعہ۔

۸..... یعنی نوٹو۔

دوسرا کپڑا نہیں، تو معافی ہے۔^(۱) (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۳۲: (۳۶) امام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز کا طول دینا مکروہ تحریمی ہے، اگر اس کو پہچانتا ہو اور اس کی خاطر مد نظر ہو اور اگر نماز پر اس کی اعانت کے لیے بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا تو کراہت نہیں۔^(۲) (عالمگیری) (۳۷) جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہہ کر شامل ہو گیا، پھر صف میں داخل ہوا، یہ مکروہ تحریمی ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: (۳۸) زمین مغصوب^(۴)، یا (۳۹) پرائے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جتنے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، (۴۰) قبر کا سامنے ہونا، اگر مصلیٰ و قبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔^(۵) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: (۴۱) کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں اور ظاہر کراہت تحریم۔^(۶) (بحر) بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔^(۷) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: (۴۲) اُلٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ظاہر تحریم۔ (۴۳) یوہیں انگرکھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا، اگر اس کے نیچے کرتا وغیرہ نہیں اور سینہ کھلا رہا تو ظاہر کراہت تحریم ہے اور نیچے کرتا وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی۔ یہاں تک تو وہ مکروہات بیان ہوئے جن کا مکروہ تحریمی ہونا کتب معتبرہ میں مذکور ہے، بلکہ اسی پر اعتماد کیا ہے، اب بعض دیگر مکروہات بیان کیے جاتے ہیں کہ ان میں اکثر کا مکروہ تنزیہی ہونا مصرح ہے اور بعض میں اختلاف ہے، مگر رائج تنزیہی ہے۔ (۱) سجدہ یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا، حدیث میں اسی کو مرغ کی سی ٹھونگ مارنا فرمایا، ہاں تنگی وقت یا ریل چلے جانے کے خوف سے ہو تو حرج نہیں اور اگر مقتدی تین تسبیحیں نہ کہنے پایا تھا کہ امام نے سراٹھالیا تو امام کا ساتھ دے۔

مسئلہ ۳۶: (۲) کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، جب کہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں ورنہ

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۶،

و "غنیۃ المتملی"، کراہیۃ الصلاة، ص ۳۴۸.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۸.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۸.

④ یعنی ایسی زمین جس پر ناجائز قبضہ کیا ہو۔

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۵۴.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد و قبلۃ... إلخ، ج ۵، ص ۳۱۹.

⑥ "البحر الرائق"، کتاب الدعوی، ج ۷، ص ۳۶۴.

⑦ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب تکرہ الصلاة فی الكنيسة، ج ۲، ص ۵۳.

کراہت نہیں۔^(۱) (متون)

مسئلہ ۳۷: (۳) مونہ میں کوئی چیز لیے ہوئے نماز پڑھنا پڑھانا مکروہ ہے، جب کہ قراءت سے مانع نہ ہو اور اگر مانع قراءت ہو، مثلاً آواز ہی نہ نکلے یا اس قسم کے الفاظ نکلیں کہ قرآن کے نہ ہوں، تو نماز فاسد ہو جائے گی۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: (۴) سُستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجہ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو، مکروہ تنزیہی ہے اور اگر تحقیر نماز مقصود ہے، مثلاً نماز کوئی ایسی مہتمم بالشان^(۳) چیز نہیں جس کے لیے ٹوپی، عمامہ پہنا جائے تو یہ کفر ہے اور خشوع خضوع کے لیے سر برہنہ پڑھی، تو مستحب ہے۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھا لینا افضل ہے، جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے، ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے، تو چھوڑ دے اور نہ اٹھانے سے خضوع مقصود ہو، تو نہ اٹھانا افضل ہے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: (۵) پیشانی سے خاک یا گھاس چھڑانا مکروہ ہے، جب کہ ان کی وجہ سے نماز میں تشویش نہ ہو اور تکبر مقصود ہو تو کراہت تحریمی ہے اور اگر تکلیف دہ ہوں یا خیال بٹا ہو تو حرج نہیں اور نماز کے بعد چھڑانے میں تو مطلقاً مضائقہ نہیں بلکہ چاہیے، تاکہ ریانہ آنے پائے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: یوہیں حاجت کے وقت پیشانی سے پسینہ پوچھنا، بلکہ ہر وہ عمل قلیل کہ مصلیٰ کے لیے مفید ہو جائز ہے اور جو مفید نہ ہو، مکروہ ہے۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: نماز میں ناک سے پانی بہا اس کو پونچھ لینا، زمین پر گرنے سے بہتر ہے اور اگر مسجد میں ہے تو ضرور ہے۔^(۸) (عالمگیری وغیرہ)

۱..... "شرح الوقایۃ"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، ج ۱، ص ۱۹۸.

۲..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب فی الکراہۃ التحریمیۃ و التنزیہیۃ،

ج ۲، ص ۴۹۱.

۳..... یعنی اہم۔

۴..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب فی الکراہۃ التحریمیۃ و التنزیہیۃ،

ج ۲، ص ۴۹۱.

۵..... المرجع السابق.

۶..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۵.

۷..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۵.

۸..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۵، وغیرہ.

مسئلہ ۴۳: (۶) نماز میں انگلیوں پر آیتوں اور سورتوں اور تسبیحات کا گننا مکروہ ہے، نماز فرض ہو خواہ نفل اور دل میں شمار رکھنا یا پوروں کو دبانے سے تعداد محفوظ رکھنا اور سب انگلیاں بطور مسنون اپنی جگہ پر ہوں، اس میں کچھ حرج نہیں، مگر خلافِ اولیٰ ہے کہ دل دوسری طرف متوجہ ہوگا اور زبان سے گننا مفسد نماز ہے۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۴: نماز کے علاوہ انگلیوں پر شمار کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ بعض احادیث میں عقدِ انا مل^(۲) کا حکم ہے اور یہ کہ انگلیوں سے سوال ہوگا اور وہ بولیں گی۔^(۳) (ردالمحتار، حلیہ)

مسئلہ ۴۵: تسبیح رکھنے میں حرج نہیں، جب کہ ریا کے لیے نہ ہو۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: (۷) ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا، مکروہ ہے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۴۷: (۸) نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے اور عذر ہو تو حرج نہیں اور علاوہ نماز کے اس نشست میں کوئی حرج نہیں۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۴۸: (۹) دامن یا آستین سے اپنے کو ہوا پہنچانا مکروہ ہے۔^(۷) (عالمگیری) جب کہ دو ایک بار ہو۔^(۸) (مراقی الفلاح) یہ اس قول کی بنا پر کہ ایک رکن میں تین بار حرکت کو مفسد نماز کہا اور پیکھا جھلنا مفسد نماز ہے کہ دور سے دیکھنے والا سمجھے گا کہ نماز میں نہیں۔^(۹) (منتقى، ذخیرہ، محیط رضوی، طحاوی علی مراقی الفلاح)

مسئلہ ۴۹: (۱۰) اسبال یعنی کپڑا حد معتاد سے بافراط دراز رکھنا منع ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب نماز پڑھو تو لٹکتے کپڑے کو اٹھا لو کہ اس میں سے جو شے زمین کو پہنچے گی، وہ نار میں ہے۔“^(۱۰) اس حدیث کو بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ دامنوں اور پانچوں میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور

..... ① ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۷، وغیرہ.

..... ② یعنی انگلیوں پر گننا۔

..... ③ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۷.

..... ④ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب الکلام علی اتخاذ المسبحة، ج ۲، ص ۵۰۸.

..... ⑤ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، ج ۲، ص ۴۹۷.

..... ⑥ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، ج ۲، ص ۴۹۸.

..... ⑦ ”الفتاویٰ الہندیة“، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۷.

..... ⑧ ”مراقی الفلاح“، کتاب الصلاة، فصل فی مکروہات الصلاة، ص ۸۰.

..... ⑨ ”حاشیة الطحاوی علی مراقی الفلاح“، کتاب الصلاة، فصل فی المکروہات، ص ۱۹۴.

..... ⑩ ”المعجم الکبیر“، الحدیث: ۱۱۶۷۷، ج ۱۱، ص ۲۰۸.

آستینوں میں انگلیوں سے نیچے اور عمامہ میں یہ کہ بیٹھنے میں دے۔

مسئلہ ۵۰: (۱۱) انگڑائی لینا (۱۲) اور بالقصد کھانسا، یا (۱۳) کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر طبیعت دفع کر رہی ہے تو حرج

نہیں (۱۴) اور نماز میں تھوکنہ بھی مکروہ ہے۔ (۱) (عالمگیری) طحاوی علی مراقی الفلاح میں انگڑائی کو فرمایا ظاہراً مکروہ تنزیہی ہے۔ (۲)

مسئلہ ۵۱: (۱۵) صف میں منفرد (۳) کو کھڑا ہونا مکروہ ہے، کہ قیام وقعود وغیرہ افعال لوگوں کے مخالف ادا کرے

گا۔ (۱۶) یوہیں مقتدی کو صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے، جب کہ صف میں جگہ موجود ہو اور اگر صف میں جگہ نہ ہو تو حرج

نہیں اور اگر کسی کو صف میں سے کھینچ لے اور اس کے ساتھ کھڑا ہو تو یہ بہتر ہے، مگر یہ خیال رہے کہ جس کو کھینچے وہ اس مسئلہ سے

واقف ہو کہ کہیں اس کے کھینچنے سے اپنی نماز نہ توڑ دے۔ (۴) (عالمگیری) اور چاہیے یہ کہ یہ کسی کو اشارہ کرے اور اسے یہ چاہیے

کہ پیچھے نہ ہٹے، اس پر سے کراہت دفع ہوگئی۔ (۵) (فتح القدیر)

مسئلہ ۵۲: (۱۷) فرض کی ایک رکعت میں کسی آیت کو بار بار پڑھنا حالت اختیار میں مکروہ ہے اور عذر سے ہو تو حرج

نہیں۔ (۱۸) یوہیں ایک سورت کو بار بار پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ (۶) (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۵۳: (۱۹) سجدہ کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا، (۲۰) اور اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا، بلا عذر

مکروہ ہے۔ (۷) (منیہ)

مسئلہ ۵۴: (۲۱) رکوع میں سر کو پشت سے اونچا یا نیچا کرنا، مکروہ ہے۔ (۸) (منیہ)

مسئلہ ۵۵: (۲۲) بسم اللہ و تعوذ و ثنا اور آمین زور سے کہنا، یا (۲۳) اذکار نماز کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا،

مکروہ ہے۔ (۹) (غنیہ، عالمگیری)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۷.

② "حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح"، کتاب الصلاۃ، فصل فی المکروہات، ص ۱۹۴.

③ یعنی تنہا نماز پڑھنے والے۔

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۷.

⑤ "فتح القدیر"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج ۱، ص ۳۰۹.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۷.

و "غنیۃ المتملی"، کراہیۃ الصلاۃ، ص ۳۵۵.

⑦ "منیۃ المصلی"، بیان مکروہات الصلاۃ، ص ۳۴۰. ⑧ المرجع السابق، ص ۳۴۹.

⑨ "غنیۃ المتملی"، کراہیۃ الصلاۃ، ص ۳۵۲.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۷.

مسئلہ ۵۶: (۲۴) بغیر عذر دیوار یا عصا پر ٹیک لگانا مکروہ ہے اور عذر سے ہو تو حرج نہیں، بلکہ فرض و واجب و سنت فجر کے قیام میں اس پر ٹیک لگا کر کھڑا ہونا فرض ہے جب کہ بغیر اس کے قیام نہ ہو سکے، جیسا کہ بحث قیام میں ذکر ہوا۔^(۱) (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۷: (۲۵) رکوع میں گھٹنوں پر، (۲۶) اور سجدوں میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا، مکروہ ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۸: (۲۷) عمامہ کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا، یا (۲۸) زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا مفسد نماز نہیں، البتہ مکروہ ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: (۲۹) آستین کو بچھا کر سجدہ کرنا تا کہ چہرہ پر خاک نہ لگے مکروہ ہے اور براہِ تکبر ہو تو کراہت تحریم اور گرمی سے بچنے کے لیے کپڑے پر سجدہ کیا، تو حرج نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: آیت رحمت پر سوال کرنا اور آیت عذاب پر پناہ مانگنا، منفرد نفل پڑھنے والے کے لیے جائز ہے۔

(۳۰) امام و مقتدی کو مکروہ۔^(۵) (عالمگیری) اور اگر مقتدیوں پر ثقل کا باعث ہو تو امام کو مکروہ تحریمی۔

مسئلہ ۶۱: (۳۱) داہنے بائیں جھومنا مکروہ ہے اور تراویح یعنی کبھی ایک پاؤں پر زور دیا کبھی دوسرے پر یہ سنت ہے۔^(۶) (حلیہ)

مسئلہ ۶۲: (۳۲) اٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اٹھانا مکروہ ہے اور سجدہ کو جاتے وقت داہنی جانب زور دینا اور اٹھتے وقت بائیں پر زور دینا، مستحب ہے۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۶۳: (۳۳) نماز میں آنکھ بند رکھنا مکروہ ہے، مگر جب کھلی رہنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے۔^(۸) (درمختار، ردالمحتار)

① "غنیۃ المتعلی"، کراہیۃ الصلاۃ، ص ۳۵۳. وغیرہا

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۹.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۸.

④ المرجع السابق.

⑤ المرجع السابق.

⑥ "الحلیۃ"، کتاب الصلاۃ، فصل فیما یکرہ فی الصلاۃ وما لا یکرہ، ج ۱، ص ۳۲۸.

⑦ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۸.

⑧ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج ۲، ص ۴۹۹.

مسئلہ ۶۴: (۳۴) سجدہ وغیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کو پھیر دینا، مکروہ ہے۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶۵: جوں یا چھرب ایدہا پہنچاتے ہوں تو پکڑ کر مار ڈالنے میں حرج نہیں۔^(۲) (غنیہ) یعنی جب کہ عمل کثیر

کی حاجت نہ ہو۔

مسئلہ ۶۶: (۳۵) امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر باہر کھڑا ہو سجدہ محراب میں کیا یا وہ تنہا نہ ہو بلکہ اس

کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو بھی محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔^(۳) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: (۳۶) امام کو دروں میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے، (۳۷) یوہیں امام جماعت اولیٰ کو مسجد کے زاویہ و

جانب میں کھڑا ہونا بھی مکروہ، اسے سنت یہ ہے کہ وسط میں کھڑا ہو اور اسی وسط کا نام محراب ہے، خواہ وہاں طاق معروف ہو یا نہ ہو تو اگر وسط چھوڑ کر دوسری جگہ کھڑا ہوا اگرچہ اس کے دونوں طرف صف کے برابر برابر حصے ہوں، مکروہ ہے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۸: (۳۸) امام کا تنہا بلند جگہ کھڑا ہونا مکروہ ہے، بلندی کی مقدار یہ ہے کہ دیکھنے میں اس کی اونچائی ظاہر

ممتاز ہو۔ پھر یہ بلندی اگر قلیل ہو تو کراہت تنزیہ ورنہ ظاہر تحریم۔ (۳۹) امام نیچے ہو اور مقتدی بلند جگہ پر، یہ بھی مکروہ و خلاف سنت ہے۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۹: (۴۰) کعبہ معظمہ اور مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، کہ اس میں ترک تعظیم ہے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: (۴۱) مسجد میں کوئی جگہ اپنے لیے خاص کر لینا، کہ وہیں نماز پڑھے یہ مکروہ ہے۔^(۷) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷۱: کوئی شخص کھڑا یا بیٹھا باتیں کر رہا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت نہیں، جب کہ باتوں سے دل

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۸، وغیرہ.

۲..... "غنیۃ المتملی"، کراہیۃ الصلاۃ، ص ۳۵۳.

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، ج ۲، ص ۴۹۹.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۸.

۴..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیہا، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۰.

۵..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۰.

۶..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۸.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد و قبلۃ... إلخ، ج ۵، ص ۳۲۲.

۷..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۸، وغیرہ.

بٹنے کا خوف نہ ہو۔ مصحف شریف اور تلوار کے پیچھے اور سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنا، مکروہ نہیں۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)
مسئلہ ۷۲: (۴۲) تلوار و کمان وغیرہ حائل کیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے، جب کہ ان کی حرکت سے دل بٹے ورنہ حرج نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: (۴۳) جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا باعث کراہت ہے، شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔^(۳) (عالمگیری)
مسئلہ ۷۴: (۴۴) ہاتھ میں کوئی ایسا مال ہو جس کے روکنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس کو لیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مگر جب ایسی جگہ ہو کہ بغیر اس کے حفاظت ناممکن ہو، (۴۵) سامنے پاخانہ وغیرہ نجاست ہونا یا ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ وہ مظنہ نجاست ہو، مکروہ ہے۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵: (۴۶) سجدہ میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا، یا (۴۷) ہاتھ سے بغیر عذر رکھی پسواڑا کرنا مکروہ ہے۔^(۵) (عالمگیری) مگر عورت سجدہ میں ران کو پیٹ سے ملا دے گی۔

مسئلہ ۷۶: قالین اور بچھونوں پر نماز پڑھنے میں حرج نہیں، جب کہ اتنے نرم اور موٹے نہ ہوں کہ سجدہ میں پیشانی نہ ٹھہرے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔^(۶) (غنیہ)

مسئلہ ۷۷: (۴۸) ایسی چیز کے سامنے جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے، مثلاً زینت اور لہو و لعب وغیرہ۔

مسئلہ ۷۸: (۴۹) نماز کے لیے دوڑنا مکروہ ہے۔^(۷) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۹: (۵۰) عام راستہ، (۵۱) کوڑا ڈالنے کی جگہ، (۵۲) مذبح،^(۸) (۵۳) قبرستان، (۵۴) غسل خانہ،

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب الکلام علی اتخاذ المسبحة... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۹.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۹.

③ المرجع السابق، ص ۱۰۸.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۸.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب فی بیان السنة و المستحب، ج ۲، ص ۵۱۳.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع، فیما یفسد الصلاة، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۹.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة، مطلب فی اطالة الركوع للحائض، ج ۲، ص ۲۵۹.

⑥ "غنیة المتملی"، کتاب الصلاة، کراهیة الصلاة، فروع فی الخلاصة، ص ۳۶۰.

⑦ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب فی بیان السنة و المستحب، ج ۲، ص ۵۱۳.

⑧ یعنی جانور ذبح کرنے کی جگہ۔

(۵۵) حمام، (۵۶) نالا، (۵۷) مویشی خانہ خصوصاً اونٹ باندھنے کی جگہ، (۵۸) اصطبل، (۱) (۵۹) پاخانہ کی چھت، (۶۰) اور صحرا میں بلا سترہ کے جب کہ خوف ہو کہ آگے سے لوگ گزریں گے ان مواضع (۲) میں نماز مکروہ ہے۔ (۳) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸۰: مقبرہ میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر ہو اور اس میں قبر نہ ہو تو وہاں نماز میں حرج نہیں اور کراہت اس وقت ہے کہ قبر سامنے ہو اور مصلیٰ اور قبر کے درمیان کوئی شے سترہ کی قدر حائل نہ ہو ورنہ اگر قبر دھننے بائیں یا پیچھے ہو یا بقدر سترہ کوئی چیز حائل ہو، تو کچھ بھی کراہت نہیں۔ (۴) (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۸۱: ایک زمین مسلمان کی ہو دوسری کافر کی، تو مسلمان کی زمین پر نماز پڑھے، اگر کھیتی نہ ہو ورنہ راستہ پر پڑھے کافر کی زمین پر نہ پڑھے اور اگر زمین میں زراعت ہے، مگر اس میں اور مالک زمین میں دوستی ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا تو پڑھ سکتا ہے۔ (۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۲: سانپ وغیرہ کے مارنے کے لیے جب کہ ایذا کا اندیشہ صحیح ہو یا کوئی جانور بھاگ گیا اس کے پکڑنے کے لیے یا بکریوں پر بھیڑیے کے حملہ کرنے کے خوف سے نماز توڑ دینا جائز ہے۔ یوہیں اپنے یا پرانے ایک درہم کے نقصان کا خوف ہو، مثلاً دودھ اُبل جائے گا یا گوشت ترکاری روٹی وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چور اُچکا لے بھاگا، ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔ (۶) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۸۳: پاخانہ پیشاب معلوم ہو یا کپڑے یا بدن میں اتنی نجاست لگی دیکھی کہ مانع نماز نہ ہو، یا اس کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا تو نماز توڑ دینا مستحب ہے، بشرطیکہ وقت و جماعت نہ فوت ہو اور پاخانہ پیشاب کی حاجت شدید معلوم ہونے میں تو جماعت کے فوت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا، البتہ فوت وقت کا لحاظ ہوگا۔ (۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۴: کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو، اسی نمازی کو پکار رہا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا

..... ۱ یعنی گھوڑے باندھنے کی جگہ۔

..... ۲ یعنی جگہوں۔

..... ۳ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۵۲ - ۵۵، وغیرہ۔

..... ۴ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس، ج ۵، ص ۳۲۰، و "غنیۃ المتملی"، کراہیۃ الصلاة، ص ۳۶۳۔

..... ۵ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، مطلب فی الصلاة فی الارض المغصوبہ... إلخ، ج ۲، ص ۵۴۔

..... ۶ "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب فی بیان المستحب... إلخ، ج ۲، ص ۵۱۳۔

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع، فیما یفسد الصلاة، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۰۹۔

..... ۷ "الدرالمختار" و "ردالمختار" کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب فی بیان المستحب... إلخ، ج ۲، ص ۵۱۴۔

آگ سے جل جائے گا یا اندھاراہ گیر کوئیں میں گرا چاہتا ہو، ان سب صورتوں میں توڑ دینا واجب ہے، جب کہ یہ اس کے بچانے پر قادر ہو۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۵: ماں باپ، دادا دادی وغیرہ اصول کے محض بلانے سے نماز قطع کرنا جائز نہیں، البتہ اگر ان کا پکارنا بھی کسی بڑی مصیبت کے لیے ہو، جیسے اوپر مذکور ہوا تو توڑ دے، یہ حکم فرض کا ہے اور اگر نفل نماز ہے اور ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھتا ہے تو ان کے معمولی پکارنے سے نماز نہ توڑے اور اس کا نماز پڑھنا انھیں معلوم نہ ہو اور پکارا تو توڑ دے اور جواب دے، اگرچہ معمولی طور سے بلائیں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

احکام مسجد کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ إِنَّمَا يَغْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ ﴾^(۳)

مسجد میں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے، بے شک وہ راہ پانے والوں سے ہوں گے۔

حدیث ۴۱۳: بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”مرد کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ، گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجے زائد ہے اور یہ یوں ہے کہ جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لیے نکلا تو جو قدم چلتا ہے اس سے درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ مٹتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے، تو ملائکہ برابر اس پر دُرود بھیجتے رہتے ہیں جب تک اپنے مصلے پر ہے اور ہمیشہ نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کر رہا ہے۔“^(۴) امام احمد و ابویعلیٰ وغیرہ کی روایت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب سے گھر سے نکلتا ہے واپسی تک نماز پڑھنے والوں میں لکھا

① ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب فی بیان المستحب... إلخ، ج ۲، ص ۵۱۴.

② المرجع السابق.

③ پ ۱۰، التوبة: ۱۸.

④ ”صحیح البخاری“، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، الحدیث: ۶۴۷، ج ۱، ص ۲۳۳.

و ”سنن أبی داؤد“، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی فضل المشی إلى الصلاة، الحدیث: ۵۵۹، ج ۱، ص ۲۳۲.

جاتا ہے۔“ (1) انھیں روایتوں کے قریب قریب ابن عمرو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۵: نسائی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو اچھی

طرح وضو کر کے فرض نماز کو گیا اور مسجد میں نماز پڑھی، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔“ (2)

حدیث ۶: مسلم وغیرہ نے روایت کی کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، مسجد نبوی کے گرد کچھ زمینیں خالی ہوئیں،

بنی سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آجائیں، یہ خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی، فرمایا: ”مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب اٹھ آنا

چاہتے ہو۔“ عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہاں ارادہ تو ہے، فرمایا: ”اے بنی سلمہ! اپنے گھروں ہی میں رہو،

تمہارے قدم لکھے جائیں گے۔ دوبار اس کو فرمایا، بنی سلمہ کہتے ہیں، لہذا ہم کو گھر بدلنا پسند نہ آیا۔“ (3)

حدیث ۷: ابن ماجہ نے باسناد جید روایت کی، کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: ”انصار کے گھر مسجد سے دُور

تھے، انہوں نے قریب آنا چاہا۔“ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَنَكُتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَرَهُمْ﴾ (4)

جو انہوں نے نیک کام آگے بھیجے، وہ اور ان کے نشانِ قدم ہم لکھتے ہیں۔

حدیث ۸: بخاری و مسلم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

”سب سے بڑھ کر نماز میں اس کا ثواب ہے، جو زیادہ دور سے چل کر آئے۔“ (5)

حدیث ۹: مسلم وغیرہ کی روایت ہے، ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ”ایک انصاری کا گھر مسجد سے سب

سے زیادہ دُور تھا اور کوئی نماز ان کی خطانہ ہوتی، ان سے کہا گیا، کاش! تم کوئی سواری خرید لو کہ اندھیرے اور گرمی میں اس پر

سوار ہو کر آؤ، جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کو جانا اور پھر گھر کو واپس آنا لکھا جائے، اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ (عز وجل) نے تجھے یہ سب جمع کر کے دے دیا۔“ (6)

1..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند الشاميين، حديث عقبة بن عامر الجهني، الحديث: ۱۷۴۴۵، ج ۶، ص ۱۴۶.

2..... ”سنن النسائي“، كتاب الإمامة، باب حد إدراك الجماعة، الحديث: ۸۵۳، ص ۱۴۹.

3..... ”صحيح مسلم“، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل كثرة الخطا إلى المسجد، الحديث: ۲۸۰- (۲۶۵)، ۲۸۱- (۲۶۵)، ص ۳۳۵.

4..... ”سنن ابن ماجه“، كتاب المساجد... إلخ، باب الأبعد فالأبعد من المسجد أعظم أجرا، الحديث: ۷۸۵، ج ۱،

ص ۴۳۲. پ ۲۲، یس: ۱۲.

5..... ”صحيح مسلم“، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل كثرة الخطا إلى المسجد، الحديث: ۲۶۲، ص ۳۳۴.

6..... ”صحيح مسلم“، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل كثرة الخطا إلى المسجد، الحديث: ۲۶۳، ص ۳۳۴.

حدیث ۱۰: بزار و ابو یعلیٰ باسناد حسن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

”تکلیف میں پورا وضو کرنا اور مسجد کی طرف چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا، گناہوں کو اچھی طرح دھو دیتا ہے۔“ (۱)

حدیث ۱۱: طبرانی ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”صبح و شام مسجد کو جانا

از قسم جہاد فی سبیل اللہ ہے۔“ (۲)

حدیث ۱۲: صحیحین وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو مسجد کو

صبح یا شام کو جائے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی طیار کرتا ہے، جتنی بار جائے۔“ (۳)

حدیث ۱۳ تا ۲۳: ابوداؤد و ترمذی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو لوگ اندھیروں میں مساجد کو جانے والے ہیں، انھیں قیامت کے دن کامل نور کی

خوشخبری سنا دے۔“ (۴) اور اسی کے قریب قریب ابو ہریرہ و ابودرداء و ابوامامہ و سہل بن سعد ساعدی و ابن عباس و ابن عمرو

ابی سعید خدری و زید بن حارثہ و ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۲۴: ابوداؤد و ابن حبان ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”تین

شخص اللہ عزوجل کی ضمان میں ہیں اگر زندہ رہیں، تو روزی دے اور کفایت کرے، مرجائیں تو جنت میں داخل کرے، جو شخص گھر

میں داخل ہو اور گھر والوں پر سلام کرے، وہ اللہ کی ضمان میں ہے اور جو مسجد کو جائے اللہ کی ضمان میں ہے اور جو اللہ کی راہ میں نکلا

وہ اللہ کی ضمان میں ہے۔“ (۵)

حدیث ۲۵: طبرانی کبیر میں باسناد جید اور بیہقی باسناد صحیح موقوفاً سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ

فرماتے ہیں: ”جس نے گھر میں اچھی طرح وضو کیا، پھر مسجد کو آیا وہ اللہ کا زائر ہے اور جس کی زیارت کی جائے، اس پر حق

ہے کہ زائر کا اکرام کرے۔“ (۶)

حدیث ۲۶: ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو گھر سے نماز کو

① ”مسند البزار“، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۵۲۸، ج ۲، ص ۱۶۱.

② ”المعجم الكبير“، الحدیث: ۷۷۳۹، ج ۸، ص ۱۷۷.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب المشي إلى الصلاة... إلخ، الحدیث: ۶۶۹، ص ۳۳۶.

④ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب ماجاء في المشي إلى الصلاة في الظلم، الحدیث: ۵۶۱، ج ۱، ص ۲۳۲.

⑤ ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، کتاب البر والإحسان، باب إفشاء السلام... إلخ، الحدیث: ۴۹۹، ج ۱، ص ۳۵۹.

⑥ ”المعجم الكبير“، باب السين، الحدیث: ۶۱۳۹، ج ۶، ص ۲۵۳.

جائے اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ وَ بِحَقِّ مَمَشَیْ هَذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشِرًا وَلَا بَطْرًا وَلَا رِبَاءً وَلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخِطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاسْئَلُكَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَ اَنْ تُغْفِرَ لِّیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ . (1)

اس کی طرف اللہ عزوجل اپنے وجہ کریم کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ (2)

حدیث ۲۹۳۲۷: صحیح مسلم میں ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب

کوئی مسجد میں جائے، تو کہے۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِّیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ . (3)

اور جب نکلے تو کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ . (4)

اور ابوداؤد کی روایت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مسجد میں جاتے،

تو یہ کہتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَ بِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَ سُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ . (5)

فرمایا: ”جب اسے کہہ لے، تو شیطان کہتا ہے مجھ سے تمام دن محفوظ رہا۔“ (6) اور ترمذی کی روایت حضرت فاطمہ

زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، جب مسجد میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) داخل ہوتے تو دُرود پڑھتے اور کہتے۔

① اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس حق سے کہ تُو نے سوال کرنے والوں کا اپنے ذمہ کرم پر رکھا ہے اور اپنے اس چلنے کے

حق سے کیونکہ میں تکبر و فخر کے طور پر گھر سے نہیں نکلا اور نہ دکھانے اور سنانے کے لیے نکلا میں تیری ناراضی سے بچنے اور تیری رضا کی طلب

میں نکلا، لہذا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جہنم سے مجھے پناہ دے اور میرے گناہوں کو بخش دے تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔ ۱۲۔

② ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المساجد و الجماعات، باب المشی إلى الصلوة، الحدیث: ۷۷۸، ج ۱، ص ۴۲۸۔

③ اے اللہ (عزوجل)! تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے۔ ۱۲۔

④ ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين... إلخ باب ما یقول إذا دخل المسجد، الحدیث: ۷۱۳، ص ۳۵۹۔

اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ ۱۲۔

⑤ پناہ مانگتا ہوں اللہ عظیم کی اور اس کے وجہ کریم کی اور سلطان قدیم کی، مردود شیطان سے۔ ۱۲۔

⑥ ”سنن أبی داؤد“، کتاب الصلاة، باب ما یقول الرجل عند دخوله المسجد، الحدیث: ۴۶۶، ج ۱، ص ۱۹۹۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ . (1)

اور جب نکلتے تو درود پڑھتے اور کہتے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ . (2)

امام احمد و ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ جاتے اور نکلتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ کہتے اس کے

بعد وہ دُعا پڑھتے۔ (3)

حدیث ۳۰ تا ۳۳: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے

ہیں: ”اللہ عزوجل کو سب جگہ سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ مبغوض بازار ہیں۔“ (4) اور اسی کے مثل جبیر بن مطعم و عبد اللہ بن عمرو انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے اور بعض روایت میں ہے کہ یہ قول اللہ عزوجل کا ہے۔

حدیث ۳۴: بخاری و مسلم و غیرہما انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”سات شخص ہیں،

جن پر اللہ عزوجل سایہ کرے گا، اس دن کہ اس کے سایہ کے سوا، کوئی سایہ نہیں۔ (۱) امام عادل، (۲) اور وہ جوان جس کی نشوونما

اللہ عزوجل کی عبادت میں ہوئی، (۳) اور وہ شخص جس کا دل مسجد کو لگا ہوا ہے، (۴) اور وہ دو شخص کہ باہم اللہ کے لیے دوستی رکھتے

ہیں اسی پر جمع ہوئے، اسی پر متفرق ہوئے، (۵) اور وہ شخص جسے کسی عورت صاحب منصب و جمال نے بلایا، اس نے کہہ دیا، میں

اللہ سے ڈرتا ہوں، (۶) اور وہ شخص جس نے کچھ صدقہ کیا اور اسے اتنا چھپایا کہ بائیں کو خبر نہ ہوئی کہ دہنے نے کیا خرچ کیا اور

(۷) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور آنکھوں سے آنسو بہے۔“ (5)

حدیث ۳۵: ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”تم جب کسی کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے، تو اس کے ایمان کے گواہ ہو جاؤ۔“ کہ اللہ عزوجل

فرماتا ہے: ”مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔“ (6) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب

① اے پروردگار! تو میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ ۱۲

② ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء ما يقول عند دخوله المسجد، الحديث: ۳۱۴، ج ۱، ص ۳۳۹.

اے رب! تو میرے گناہ بخش دے اور اپنے فضل کے دروازے میرے لیے کھول دے۔ ۱۲

③ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المساجد... إلخ، باب الدعاء عند دخول المسجد، الحديث: ۷۷۱، ج ۱، ص ۴۲۵.

④ ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب فضل الجلوس في صلاة... إلخ، الحديث: ۶۷۱، ص ۳۳۷.

⑤ ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاة، باب الصدقة باليمين، الحديث: ۱۴۲۳، ج ۱، ص ۴۸۰.

⑥ ”جامع الترمذی“، أبواب الإيمان، باب ماجاء في حرمة الصلوة، الحديث: ۲۶۲۶، ج ۴، ص ۲۸۰.

ہے اور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے۔

حدیث ۳۶: صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”مسجد میں تھوکنے

خطا ہے اور اس کا کفارہ زائل کر دینا ہے۔“ (1)

حدیث ۳۷: صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ مجھ پر میری

امت کے اعمال اچھے بُرے سب پیش کیے گئے، نیک کاموں میں اذیت کی چیز کا راستہ سے دُور کرنا پایا اور بُرے اعمال میں مسجد میں تھوک کہ زائل نہ کیا گیا ہو۔“ (2)

حدیث ۳۸ و ۳۹: ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے

ہیں: ”مجھ پر امت کے ثواب پیش کیے گئے، یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے کوئی باہر کر دے اور گناہ پیش کیے گئے، تو اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی کو آیت یا سورت قرآن دی گئی اور اس نے بھلا دی۔“ (3) اور ابن ماجہ کی ایک روایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو مسجد سے اذیت کی چیز نکالے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک گھر جنت میں بنائے گا۔“ (4)

حدیث ۴۰ تا ۴۲: ابن ماجہ و اشلہ بن اسقع سے اور طبرانی اون سے اور ابو ذر داء و ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی،

کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”مساجد کو بچوں اور پاگلوں اور بیع و شرا اور جھگڑے اور آواز بلند کرنے اور حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔“ (5)

حدیث ۴۳: ترمذی و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جب کسی کو

مسجد میں خرید یا فروخت کرتے دیکھو، تو کہو: خدا تیری تجارت میں نفع نہ دے۔“ (6)

حدیث ۴۴: بیہقی شعب الایمان میں حسن بصری سے مرسل راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

”ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں ہوں گی، تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو کہ خدا کو ان سے کچھ کام نہیں۔“ (7)

① ”صحیح البخاری“، کتاب الصلاة، باب كفارة البزاق في المسجد، الحديث: ۴۱۵، ج ۱، ص ۱۶۰.

② ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب النهی عن البصاق في المسجد... إلخ، الحديث: ۵۵۳، ص ۲۷۹.

③ ”سنن أبي داود“، کتاب الصلوة، باب كنس المسجد، الحديث: ۴۶۱، ج ۱، ص ۱۹۱.

④ ”سنن ابن ماجه“، أبواب المساجد... إلخ، باب تطهير المساجد وتطبيها، الحديث: ۷۵۷، ج ۱، ص ۴۱۹.

⑤ ”سنن ابن ماجه“، أبواب المساجد... إلخ، باب ما يكره في المساجد، الحديث: ۷۵۰، ج ۱، ص ۴۱۵.

⑥ ”جامع الترمذی“، أبواب البيوع، باب النهی عن البيع في مسجد، الحديث: ۱۳۲۵، ج ۳، ص ۵۹.

⑦ ”شعب الإيمان“، باب في الصلوات، فصل المشي إلى المساجد، الحديث: ۲۹۶۲، ج ۳، ص ۸۶.

حدیث ۴۵: ابن خزیمہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک دن مسجد میں قبلہ کی طرف تھوک دیکھا، اسے صاف کیا، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر کوئی شخص اس کے مونہ کی طرف تھوک دے۔“ (1)

حدیث ۴۶ و ۴۷: ابوداؤد وابن خزیمہ وابن حبان ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو قبلہ کی جانب تھوکے، قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا تھوک، دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا۔“ (2) اور امام احمد کی روایت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ فرمایا: ”مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔“ (3)

حدیث ۴۸: صحیح بخاری شریف میں ہے سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: میں مسجد میں سویا تھا، ایک شخص نے مجھ پر کنکری پھینکی دیکھا، تو امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، فرمایا: جاؤ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ، میں ان دونوں کو حاضر لایا، فرمایا: تم کس قبیلہ کے ہو یا کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کی، ہم طائف کے رہنے والے ہیں، فرمایا: ”اگر تم اہل مدینہ سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا (کہ وہاں کے لوگ آداب سے واقف تھے) مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آواز بلند کرتے ہو۔“ (4)

احکام فقہیہ

مسئلہ ۱: قبلہ کی طرف قصد پاؤں پھیلا نا مکروہ ہے، سوتے میں ہو یا جاگتے میں، یوہیں مصحف شریف و کتب شرعیہ (5) کی طرف بھی پاؤں پھیلا نا مکروہ ہے، ہاں اگر کتابیں اونچے پر ہوں کہ پاؤں کی محاذات (6) اُن کی طرف نہ ہو تو حرج نہیں یا بہت دور ہوں کہ عرفاً کتاب کی طرف پاؤں پھیلا نا نہ کہا جائے، تو بھی معاف ہے۔ (7) (درمختار)

مسئلہ ۲: نابالغ کا پاؤں قبلہ رخ کر کے لٹا دیا، یہ بھی مکروہ ہے اور کراہت اس لٹانے والے پر عائد ہوگی۔ (8) (ردالمحتار)

①..... ”المسند“ للإمام احمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ۱۱۱۸۵، ج ۴، ص ۴۸.

②..... ”سنن أبي داود“، كتاب الأطعمة، باب في أكل الثوم، الحديث: ۳۸۲۴، ج ۳، ص ۵۰۵، عن حذيفة رضي الله عنه.

③..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ۲۲۳۰۶، ج ۸، ص ۲۹۲.

④..... ”صحيح البخاري“، كتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المسجد، الحديث: ۴۷۰، ج ۱، ص ۱۷۸.

رواه بلفظ ”كنت قائما“ وفي نسخة ”نائما“ (”ارشاد الساري“ شرح ”صحيح البخاري“، ج ۲، ص ۱۴۸).

⑤..... یعنی تفسیر و حدیث وغیرہ۔ ⑥..... یعنی سیدہ۔

⑦..... ”الدر المختار“، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ۲، ص ۵۱۶.

⑧..... ”ردالمحتار“، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، ج ۲، ص ۵۱۵.

مسئلہ ۳: مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر اسباب مسجد جاتے رہنے کا خوف ہو، تو علاوہ اوقات نماز بند کرنے کی اجازت ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مسجد کی چھت پر طی و بول و براز^(۲) حرام ہے، یوہیں جنب اور حیض و نفاس والی کو اس پر جانا حرام ہے کہ وہ بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ مسجد کی چھت پر بلا ضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہو کر گزرنا ناجائز ہے، اگر اس کی عادت کرے تو فاسق ہے، اگر کوئی اس نیت سے مسجد میں گیا وسط میں پہنچا کہ نادام ہوا، تو جس دروازہ سے اس کو نکلنا تھا اس کے سوا دوسرے دروازہ سے نکلے یا وہیں نماز پڑھے پھر نکلے اور وضو نہ ہو، تو جس طرف سے آیا ہے، واپس جائے۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مسجد میں نجاست لے کر جانا، اگرچہ اس سے مسجد آلودہ نہ ہو، یا جس کے بدن پر نجاست لگی ہو، اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ناپاک روغن مسجد میں جلانا یا نجس گار مسجد میں لگانا منع ہے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۸: مسجد میں کسی برتن کے اندر پیشاب کرنا یا فصد کا خون لینا^(۷) بھی جائز نہیں۔^(۸) (درمختار)

مسئلہ ۹: بچے اور پاگل کو جن سے نجاست کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ، جو لوگ جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں، ان کو اس کا خیال کرنا چاہیے کہ اگر نجاست لگی ہو تو صاف کر لیں اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا، سؤ ادب ہے۔^(۹) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: عید گاہ یا وہ مقام کہ جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے بنایا ہو، اقتدا کے مسائل میں مسجد کے حکم میں ہے کہ اگرچہ امام و مقتدی کے درمیان کتنی ہی صفوں کی جگہ فاصل ہو اقتدا صحیح ہے اور باقی احکام مسجد کے اس پر نہیں، اس کا یہ مطلب نہیں

۱..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ... إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج ۱، ص ۱۰۹.

۲..... یعنی پیشاب اور پاخانہ۔

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب فی أحکام المسجد، ج ۲، ص ۵۱۶.

۴..... المرجع السابق، ص ۵۱۷.

۵..... "ردالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب فی أحکام المسجد، ج ۲، ص ۵۱۷.

۶..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۱۷.

۷..... یعنی رگ کھول کر فاسد خون نکلوانا۔

۸..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۱۷.

۹..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۱۸.

کہ اس میں پیشاب پاخانہ جائز ہے بلکہ یہ مطلب کہ جنب اور حیض و نفاس والی کو اس میں آنا جائز، فنائے مسجد اور مدرسہ و خانقاہ و سرائے اور تالابوں پر جو چوتراہ وغیرہ نماز پڑھنے کے لیے بنالیا کرتے ہیں، اُن سب کے بھی یہی احکام ہیں، جو عید گاہ کے لیے ہیں۔^(۱) (در مختار)

مسئلہ ۱۱: مسجد کی دیوار میں نقش و نگار اور سونے کا پانی پھیرنا منع نہیں جب کہ بہ نیت تعظیم مسجد ہو، مگر دیوارِ قبلہ میں نقش و نگار مکروہ ہے، یہ حکم اس وقت ہے کہ کوئی شخص اپنے مال حلال سے نقش کرے اور مال وقف سے نقش و نگار حرام ہے، اگر متولی نے کرایا یا سفیدی کی تو تاوان دے، ہاں اگر واقف نے یہ فعل خود بھی کیا یا اُس نے متولی کو اختیار دیا ہو، تو مال وقف سے یہ خرچ دیا جائے گا۔^(۲) (در مختار)

مسئلہ ۱۲: مسجد کا مال جمع ہے اور خوف ہے کہ ظالم ضائع کر ڈالیں گے، تو ایسی حالت میں نقش و نگار میں صرف کر سکتے ہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: مسجد کی دیواروں اور محرابوں پر قرآن لکھنا اچھا نہیں کہ اندیشہ ہے وہاں سے گرے اور پاؤں کے نیچے پڑے، اسی طرح مکان کی دیواروں پر کہ علت مشترک ہے۔ یوہیں جس بچھونے یا مُصلّے پر اسمائے الہی لکھے ہوں اس کا بچھانا یا کسی اور استعمال میں لانا جائز نہیں اور یہ بھی ممنوع ہے کہ اپنی ملک میں سے اسے جدا کر دے کہ دوسرے کے استعمال نہ کرنے کا کیا اطمینان، لہذا واجب ہے کہ اس کو سب سے اوپر کسی ایسی جگہ رکھیں کہ اس سے اوپر کوئی چیز نہ ہو۔^(۴) (عالمگیری) یوہیں بعض دسترخوان پر اشعار لکھتے ہیں، ان کا بچھانا اور ان پر کھانا ممنوع ہے۔

مسئلہ ۱۴: مسجد میں وضو کرنا اور گلی کرنا اور مسجد کی دیواروں یا چٹائیوں پر یا چٹائیوں کے نیچے تھوکنا اور ناک سنکنا ممنوع ہے اور چٹائیوں کے نیچے ڈالنا اور پڑالنے سے زیادہ بُرا ہے اور اگر ناک سنکنے یا تھوکنے کی ضرورت ہی پڑ جائے، تو کپڑے میں لے لے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مسجد میں کوئی جگہ وضو کے لیے ابتدا ہی سے بانی مسجد نے قبل تمام مسجدیت بنائی ہے، جس میں نماز نہیں ہوتی تو وہاں وضو کر سکتا ہے۔ یوہیں طشت وغیرہ کسی برتن میں بھی وضو کر سکتا ہے، مگر بشرط کمال احتیاط کہ کوئی چھینٹ مسجد میں

۱..... "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۱۹.

۲..... المرجع السابق.

۳..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة... إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج ۱، ص ۱۰۹.

۴..... المرجع السابق.

۵..... المرجع السابق، ص ۱۱۰.

نہ پڑے۔^(۱) (عالمگیری) بلکہ مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا ضروری ہے۔ آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد مونہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۶: کچھڑ سے پاؤں سنا ہوا ہے، اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا ممنوع ہے، یوہیں پھیلے ہوئے غبار سے پونچھنا بھی ناجائز ہے اور کوڑا جمع ہے تو اس سے پونچھ سکتے ہیں، یوہیں مسجد میں کوئی لکڑی پڑی ہوئی ہے کہ عمارت مسجد میں داخل نہیں اس سے بھی پونچھ سکتے ہیں، چٹائی کے بے کار ٹکڑے سے جس پر نماز نہ پڑھتے ہوں پونچھ سکتے ہیں، مگر بچنا افضل۔^(۲) (عالمگیری، صغیری)

مسئلہ ۱۷: مسجد کا کوڑا جھاڑ کر کسی ایسی جگہ نہ ڈالیں، جہاں بے ادبی ہو۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۸: مسجد میں کوآں نہیں کھودا جاسکتا اور اگر قبل مسجد وہ کوآں تھا اور اب مسجد میں آگیا، تو باقی رکھا جائے گا۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: مسجد میں پیڑ لگانے کی اجازت نہیں، ہاں مسجد کو اس کی حاجت ہے کہ زمین میں تری ہے، ستون قائم نہیں رہتے، تو اس تری کے جذب کرنے کے لیے پیڑ لگا سکتے ہیں۔^(۵) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: قبل تمام مسجدیت، مسجد کے اسباب رکھنے کے لیے مسجد میں حجرہ وغیرہ بنا سکتے ہیں۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے، مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے۔^(۷) حدیث میں ہے، ”جب دیکھو کہ گمی ہوئی چیز مسجد میں تلاش کرتا ہے، تو کہو، خدا اس کو تیرے پاس واپس نہ کرے کہ مسجد میں اس لیے نہیں بنیں۔“^(۸) اس حدیث کو مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مسجد میں شعر پڑھنا ناجائز ہے، البتہ اگر وہ شعر ”حمد و نعت و منقبت و وعظ و حکمت کا ہو“، تو جائز

ہے۔^(۹) (درمختار)

① ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ... إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج ۱، ص ۱۱۰.

② المرجع السابق، و ”صغیری“، فصل فی احکام المسجد، ص ۳۰۱.

③ ”الدر المختار“، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۳۵۵.

④ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ... إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج ۱، ص ۱۱۰.

⑤ المرجع السابق. وغیرہ

⑥ المرجع السابق.

⑦ ”الدر المختار“، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۲۳.

⑧ ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب النهی عن نشد الضالۃ فی المسجد... إلخ، الحدیث: ۱۲۶۰، ص ۷۶۵.

⑨ ”الدر المختار“، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۲۳.

مسئلہ ۲۳: مسجد میں کھانا، پینا، سونا، معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں، لہذا جب کھانے پینے وغیرہ کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے کچھ ذکر و نماز کے بعد اب کھاپی سکتا ہے اور بعضوں نے صرف معتکف کا استثنا کیا اور یہی رائج، لہذا غریب الوطن بھی نیت اعتکاف کرے کہ خلاف سے بچے۔^(۱) (درمختار، صغیری)

مسئلہ ۲۴: مسجد میں کچا لہسن، پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں، جب تک بوباقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”جو اس بدبودار درخت سے کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ کو اس چیز سے ایذا ہوتی ہے، جس سے آدمی کو ہوتی ہے۔“^(۲) اس حدیث کو بخاری و مسلم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہو۔ جیسے گندنا،^(۳) مولیٰ، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بو اڑتی ہے، ریاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ ہو یا کوئی بدبو دار زخم ہو یا کوئی دوا بدبو دار لگائی ہو، تو جب تک بو منقطع نہ ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے، یوہیں قصاب اور مچھلی بیچنے والے^(۴) اور کوڑھی اور سفید داغ والے اور اس شخص کو جو لوگوں کو زبان سے ایذا دیتا ہو، مسجد سے روکا جائے گا۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۵: بیع و شرا^(۶) وغیرہ ہر عقد مبادلہ مسجد میں منع ہے، صرف معتکف کو اجازت ہے جب کہ تجارت کے لیے خریدنا بیچنا نہ ہو، بلکہ اپنی اور بال بچوں کی ضرورت سے ہو اور وہ شے مسجد میں نہ لائی گئی ہو۔^(۷) (درمختار)

مسئلہ ۲۶: مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں^(۸)، نہ آواز بلند کرنا جائز۔ (درمختار، صغیری)

افسوس کہ اس زمانے میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے، یہاں تک کہ بعضوں کو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

① ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۲۵۔

و ”صغیری“، فصل فی احکام المسجد، ص ۳۰۲۔

② صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب نہی من اکل ثوما... إلخ، الحدیث: ۵۶۴، ص ۲۸۲۔

③ یعنی ایک قسم کی مشہور ترکاری جو لہسن سے مشابہ ہوتی ہے۔

④ یعنی جبکہ ان دونوں کے بدن یا کپڑے میں بو ہو۔ قصاب سے مراد قوم قصاب نہیں بلکہ وہ جو گوشت بیچتا ہو، چاہے وہ کسی قوم کا ہو۔ ۱۲ منہ

⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، و مطلب فی الغرس فی المسجد، ج ۲، ص ۵۲۵، وغیرہما۔

⑥ یعنی خرید و فروخت۔

⑦ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب فی الغرس فی المسجد، ج ۲، ص ۵۲۶۔

⑧ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۲۶۔

و ”صغیری“، فصل فی احکام المسجد، ص ۳۰۲۔

مسئلہ ۲۷: درزی کو اجازت نہیں کہ مسجد میں بیٹھ کر اجرت پر کپڑے سیے، ہاں اگر بچوں کو روکنے اور مسجد کی حفاظت کے لیے بیٹھا تو حرج نہیں۔ یوہیں کاتب کو مسجد میں بیٹھ کر لکھنے کی اجازت نہیں، جب کہ اجرت پر لکھتا ہو اور بغیر اجرت لکھتا ہو تو اجازت ہے جب کہ کتاب کوئی بُری نہ ہو۔ یوہیں معلم اجیر^(۱) کو مسجد میں بیٹھ کر تعلیم کی اجازت نہیں اور اجیر نہ ہو تو اجازت ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: مسجد کا چراغ گھر نہیں لے جاسکتا اور تنہائی رات تک چراغ جلا سکتے ہیں اگرچہ جماعت ہو چکی ہو، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، ہاں اگر واقف نے شرط کر دی ہو یا وہاں تنہائی رات سے زیادہ جلانے کی عادت ہو تو جلا سکتے ہیں، اگرچہ شب بھر کی ہو۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: مسجد کے چراغ سے کتب بنی اور درس و تدریس تنہائی رات تک تو مطلقاً کر سکتا ہے، اگرچہ جماعت ہو چکی ہو اور اس کے بعد اجازت نہیں، مگر جہاں اس کے بعد تک جلنے کی عادت ہو۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: چگاڈڑ اور کبوتر وغیرہ کے گھونسے، مسجد کی صفائی کے لیے نوچنے میں حرج نہیں۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۳۱: جس نے مسجد بنوائی تو مرمت اور لوٹے، چٹائی، چراغ بتی وغیرہ کا حق اُسی کو ہے اور اذان و اقامت و امامت کا اہل ہے تو اس کا بھی وہی مستحق ہے، ورنہ اس کی رائے سے ہو، یوہیں اس کے بعد اس کی اولاد اور کنبے والے غیروں سے اولیٰ ہیں۔^(۶) (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۳۲: بانی مسجد نے ایک کو امام و مؤذن کیا اور اہل محلہ نے دوسرے کو، تو اگر وہ افضل ہے جسے اہل محلہ نے پسند کیا ہے، تو وہی بہتر ہے اور اگر برابر ہوں، تو جسے بانی نے پسند کیا، وہ ہوگا۔^(۷) (غنیہ)

مسئلہ ۳۳: سب مسجدوں سے افضل مسجد حرام شریف ہے، پھر مسجد نبوی، پھر مسجد قدس، پھر مسجد قبا، پھر جامع

۱..... یعنی اجرت پر پڑھانے والے۔

۲..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ... إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج ۱، ص ۱۱۰۔

۳..... المرجع السابق۔

۴..... المرجع السابق۔

۵..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۲۸۔

۶..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ... إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج ۱، ص ۱۱۰۔

و ”غنیۃ المتملی“، أحکام المسجد، ص ۶۱۵۔

۷..... ”غنیۃ المتملی“، أحکام المسجد، ص ۶۱۵۔

مسجدیں، پھر مسجد محلہ، پھر مسجد شارع۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: مسجد محلہ میں نماز پڑھنا، اگرچہ جماعت قلیل ہو مسجد جامع سے افضل ہے، اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو، بلکہ اگر مسجد محلہ میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہے، نماز پڑھے، وہ مسجد جامع کی جماعت سے افضل ہے۔^(۲) (صغیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: جب چند مسجدیں برابر ہوں تو وہ مسجد اختیار کرے، جس کا امام زیادہ علم و صلاح والا ہو۔^(۳) (صغیری) اور اگر اس میں برابر ہوں تو جو زیادہ قدیم ہو اور بعضوں نے کہا جو زیادہ قریب ہو اور زیادہ رائج یہی معلوم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۶: مسجد محلہ میں جماعت نہ ملی تو دوسری مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے اور جو دوسری مسجد میں بھی جماعت نہ ملے تو محلہ ہی کی مسجد میں اولیٰ ہے اور اگر مسجد محلہ میں تکبیر اولیٰ یا ایک دو رکعت فوت ہو گئی اور دوسری جگہ مل جائے گی، تو اس کے لیے دوسری مسجد میں نہ جائے۔ یوہیں اگر اذان کہی اور جماعت میں سے کوئی نہیں، تو مؤذن تنہا پڑھ لے، دوسری مسجد میں نہ جائے۔^(۴) (صغیری)

مسئلہ ۳۷: جو ادب مسجد کا ہے، وہی مسجد کی چھت کا ہے۔^(۵) (غنیہ)

مسئلہ ۳۸: مسجد محلہ کا امام اگر معاذ اللہ زانی یا سود خوار ہو یا اس میں اور کوئی ایسی خرابی ہو، جس کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز منع ہو تو مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد کو جائے۔^(۶) (غنیہ) اور اگر اس سے ہو سکتا ہو تو معزول کر دے۔

مسئلہ ۳۹: اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث میں فرمایا: کہ ”اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا، مگر منافق۔“^(۷) لیکن وہ شخص کہ کسی کام کے لیے گیا اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے یعنی قبل قیام جماعت۔ یوہیں جو شخص دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہو تو اسے چلا جانا چاہیے۔^(۸) (عامہ مکتب)

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب فی أفضل المساجد، ج ۲، ص ۵۲۱۔

② ”صغیری“، فصل فی احکام المساجد، ص ۳۰۲، وغیرہ۔

و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب فی أفضل المساجد، ج ۲، ص ۵۲۳۔

③ ”صغیری“، فصل فی احکام المساجد، ص ۳۰۲۔

و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، مطلب فی أفضل المساجد، ج ۲، ص ۵۲۲۔

④ ”صغیری“، فصل فی احکام المساجد، ص ۳۰۲۔

⑤ ”غنیۃ المتملی“، فصل فی احکام المساجد، ص ۶۱۲۔

⑥ ”غنیۃ المتملی“، احکام المساجد، ص ۶۱۳۔

⑦ ”مراسیل أبي داود“ مع ”سنن أبي داود“، باب ماجاء فی الاذان، ص ۶۔

⑧ ”غنیۃ المتملی“، احکام المساجد، ص ۶۱۳۔

مسئلہ ۴۰: اگر اس وقت کی نماز پڑھ چکا ہے، تو اذان کے بعد مسجد سے جاسکتا ہے، مگر ظہر و عشا میں اقامت ہوگئی تو نہ جائے، نفل کی نیت سے شریک ہو جانے کا حکم ہے۔^(۱) (عامہ کتب) اور باقی تین نمازوں میں اگر تکبیر ہوئی اور یہ تنہا پڑھ چکا ہے، تو باہر نکل جانا واجب ہے۔

قد تم هذا الجزء بحمد الله سبحانه و تعالیٰ و صلی الله تعالیٰ علیٰ حبیبہ و آلہ و صحبہ و ابنہ و حزبه اجمعین و الحمد لله رب العلمین .

تقریظ امام اہلسنت مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملتِ طاہرہ اعلیٰ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وكفى وسلم على عباده الذين اصطفى لا سيما على
الشارع المصطفى ومقتفيه في المشارع اولى الصدق والصفاء.

فقیر غفرلہ المولی القدر نے یہ مبارک رسالہ بہارِ شریعت حصہ سوم تصنیف لطیف انخی فی اللہ ذی المجد والجاه والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلی مولانا ابوالعلی مولوی حکیم محمد امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرّب والسکنی رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارین الحسنی مطالعہ کیا الحمد للہ مسائل صحیحہ رجحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا۔ آج کل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی و اغلاط کے مصنوع و ملع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولیٰ عزوجل مصنف کی عمر و علم و فیض میں برکت دے اور ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی و شافی و وافی و صافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہل سنت میں شائع و معمول اور دنیا و آخرت میں نافع و مقبول فرمائے۔ آمین

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَابْنِهِ وَحِزْبِهِ أَجْمَعِينَ آمِينَ. ۱۲ شَعْبَانُ الْمُعْظَمِ ۱۳۳۷ هـ هَجْرِيَّةً عَلَى صَاحِبِهَا وَآلِهِ الْكَرَامِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّحِيَّةِ. آمِينَ.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَعْلِيقُ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

وتر کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں میں سویا تھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بیدار ہوئے، مسواک کی اور وضو کیا اور اسی حالت میں آیہ ﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ (۱) ختم سورہ تک پڑھی پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں جن میں قیام و رکوع و سجود کو طویل کیا پھر پڑھ کر آرام فرمایا یہاں تک کہ سانس کی آواز آئی، یوہیں تین بار میں چھ رکعتیں پڑھیں ہر بار مسواک و وضو کرتے اور ان آیتوں کی تلاوت فرماتے پھر وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔ (۲)

حدیث ۲: نیز اُسی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: رات کی نمازوں کے آخر میں وتر پڑھو اور فرماتے ہیں: ”صبح سے پیشتر وتر پڑھو۔“ (۳)

حدیث ۳: مسلم و ترمذی وابن ماجہ وغیرہم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جسے اندیشہ ہو کہ پچھلی رات میں نہ اٹھے گا وہ اوّل میں پڑھ لے اور جسے امید ہو کہ پچھلے کو اٹھے گا وہ پچھلی رات میں پڑھے کہ آخر شب کی نماز مشہود ہے (یعنی اُس میں ملنگہ رحمت حاضر ہوتے ہیں) اور یہ افضل ہے۔“ (۴)

حدیث ۶ تا ۷: ابوداؤد و ترمذی و نسائی وابن ماجہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ وتر ہے وتر کو محبوب رکھتا ہے، لہذا اے قرآن والو! وتر پڑھو۔ (۵) اور اسی کے مثل جابر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی۔

حدیث ۷ تا ۱۱: ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”اللہ تعالیٰ نے ایک نماز سے تمہاری مدد فرمائی کہ وہ سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے وہ وتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اُسے عشاء و طلوع فجر کے درمیان میں رکھا ہے۔“ (۶) یہ حدیث دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے، مثلاً معاذ بن جبل و عبداللہ بن عمر و ابن عباس و عقبہ بن عامر جہنی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

- ① پ ۲، البقرة: ۱۶۴. ② ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء ... إلخ، الحدیث: ۱۹۱- (۷۶۳)، ص ۳۸۷.
- ③ ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل ... إلخ، الحدیث: ۷۵۰، ۱۵۱- (۷۵۱)، ص ۳۷۸.
- ④ ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب من خاف أن لا یقوم من آخر اللیل ... إلخ، الحدیث: ۷۵۵، ص ۳۸۰.
- ⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب الوتر، باب ماجاء أن الوتر لیس بحتم، الحدیث: ۴۵۳، ج ۲، ص ۴.
- ⑥ ”سنن أبی داؤد“، کتاب الوتر، باب استحباب الوتر، الحدیث: ۱۴۱۸، ج ۲، ص ۸۸.

حدیث ۱۲: ترمذی زید بن اسلم سے مرسل راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو وتر سے سو جائے تو صبح

کو پڑھ لے۔“ (1)

حدیث ۱۶ تا ۱۳: امام احمد ابی بن کعب سے اور دارمی ابن عباس سے اور ابو داؤد و ترمذی ام المؤمنین صدیقہ سے اور

نسائی عبد الرحمن بن ابزے رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی اور دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھتے۔“ (2)

حدیث ۱۷: احمد و ابو داؤد و حاکم با فادہ تصحیح بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔“ (3)

حدیث ۱۸: ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

”جو وتر سے سو جائے یا بھول جائے، تو جب بیدار ہو یا یاد آئے پڑھ لے۔“ (4)

حدیث ۱۹ و ۲۰: احمد و نسائی و دارقطنی بروایت عبد الرحمن بن ابزے عن ابیہ اور ابو داؤد و نسائی ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سے راوی، کہ ”حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وتر میں سلام پھیرتے، تین بار سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ کہتے اور تیسری بار بلند آواز سے کہتے۔“ (5)

مسائل فقہیہ

وتر واجب ہے اگر سہو یا قصد نہ پڑھا تو قضا واجب ہے اور صاحب ترتیب کے لیے اگر یہ یاد ہے کہ نماز وتر نہیں پڑھی

ہے اور وقت میں گنجائش بھی ہے تو فجر کی نماز فاسد ہے، خواہ شروع سے پہلے یاد ہو یا درمیان میں یاد آجائے۔ (6) (در مختار وغیرہ)

1..... ”جامع الترمذی“، أبواب الوتر، باب ماجاء في الرجل ينام عن الوتر أو ينساه، الحديث: ۴۶۵، ج ۲، ص ۱۳۱.

2..... ”سنن النسائي“، كتاب قيام الليل... إلخ، باب نوع آخر من القراءة في الوتر، الحديث: ۱۷۳۲، ص ۲۲۰۲.

و ”جامع الترمذی“، أبواب الوتر، باب ماجاء في ما يقرأ به في الوتر، الحديث: ۴۶۲، ج ۲، ص ۱۰.

3..... ”سنن أبي داود“، كتاب الوتر، باب فيمن لم يوتر، الحديث: ۱۴۱۹، ج ۲، ص ۸۹.

4..... ”جامع الترمذی“، أبواب الوتر، باب ماجاء في الرجل ينام عن الوتر أو ينساه، الحديث: ۴۶۴، ج ۲، ص ۱۲.

5..... ”سنن أبي داود“، كتاب الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر، الحديث: ۱۴۳۰، ج ۲، ص ۹۳.

و ”سنن النسائي“، كتاب قيام الليل... إلخ، باب ذكر الاختلاف على شعبة فيه، الحديث: ۱۷۳۳، ص ۲۲۰۲.

6..... ”الدر المختار“ مع ”رد المحتار“، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۲۹ - ۵۳۲، وغیرہ.

مسئلہ ۱: وتر کی نماز بیٹھ کر یا سواری پر بغیر عذر نہیں ہو سکتی۔^(۱) (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: نماز وتر تین رکعت ہے اور اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے اور قعدہ اولیٰ میں صرف التحيات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے جیسے مغرب میں کرتے ہیں اُسی طرح کرے اور اگر قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدہ سہو کرے۔^(۲) (در مختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قراءت فرض ہے اور ہر ایک میں بعد فاتحہ سورت ملانا واجب اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّح اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی یا اِنَّا اَنْزَلْنٰا دَوْسَرٰی مِیْن قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ تِیْسَرٰی مِیْن قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔ اور کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لے، تیسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے، دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا ضروری نہیں، بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے جب بھی حرج نہیں، سب میں زیادہ مشہور دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ كُلَّهٗ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَالِیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ ۝ (۳)

اور بہتر یہ ہے کہ اس دعا کے ساتھ وہ دعا بھی پڑھے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم فرمائی وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْ مَنْ هَدٰیْتَ وَعَافِیْ فِیْ مَنْ عَافٰیْتَ وَتَوَلَّیْ فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ مَا اَعْطٰیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضٰیْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالٰیْتَ وَلَا یَعْزُ مَنْ عَادٰیْتَ

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۳۲، وغیرہ۔

② "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فی منکر الوتر... إلخ، ج ۲، ص ۵۳۲،

باب سجود السهو، ص ۶۶۲۔

③ ترجمہ: الہی! ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر توکل کرتے ہیں اور ہر بھلائی کے ساتھ تیری شاکر کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور ہم جدا ہوتے ہیں اور اس شخص کو چھوڑتے ہیں جو تیرا گناہ کرے۔ اے اللہ (عزوجل)! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور سعی کرتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔ ۱۲

تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْبَيْتِ وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْهِ.

اور ایک دُعا وہ ہے جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر وتر میں پڑھتے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ وَمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ. (2)

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَذَابَكَ الْجِدِّ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقَ کے بعد یہ پڑھتے تھے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْفَرِيقَيْنِ قُلُوبِهِمْ وَأَصْلَحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَأَنْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اللَّهُمَّ الْعَنْ كَفْرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اللَّهُمَّ خَالَفَ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزَلْ أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزِلْ عَلَيْهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لَمْ يَرُدَّ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ. (3)

دُعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ (4) (غنیہ وردالمختار وغیرہما)

مسئلہ ۴: دعائے قنوت آہستہ پڑھے امام ہو یا منفرد یا مقتدی، ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا اور دنوں میں۔ (5)

(ردالمختار)

..... ① ترجمہ: الہی! تو مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں جن کو تُو نے ہدایت دی اور عافیت دے ان کے زمرہ میں جن میں تو نے عافیت دی اور میرا

ولی ہو۔ اُن میں جن کا تو ولی ہوا اور جو کچھ تو نے دیا اُس میں برکت دے اور جو کچھ تو نے فیصلہ کر دیا اس کے شر سے مجھے بچا بیشک تو حکم کرتا ہے اور تجھ پر حکم نہیں کیا جاتا، بیشک تیرا دوست ذلیل نہیں ہوتا اور تیرا دشمن عزت نہیں پاتا تُو برکت والا ہے تو پاک ہے، اے بیت (کعبہ) کے مالک اور اللہ (عزوجل) درود بھیجے نبی پر اور ان کی آل پر۔ ۱۲

..... ② ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) میں تیری خوشنودی کی پناہ مانگتا ہوں تیری ناخوشی سے اور تیری عافیت کی تیرے عذاب سے اور تیری ہی پناہ مانگتا ہوں تجھ سے (تیرے عذاب سے) میں تیری پوری ثنا نہیں کر سکتا ہوں جیسی تُو نے اپنی ثنا کی۔ ۱۲

..... ③ ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) تو مجھے بخش دے اور مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات کو اور ان کے دلوں میں اُلفت پیدا کر دے اور ان کے آپس کی حالت درست کر دے اور اُن کو تُو اپنے دشمن اور خود ان کے دشمن پر مدد کر دے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو کفار اہل کتاب پر لعنت کر جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں، الہی تُو ان کی بات میں مخالفت ڈال دے اور ان کے قدموں کو ہٹا دے اور ان پر اپنا وہ عذاب نازل کر جو قوم مجرمین سے واپس نہیں ہوتا۔ ۱۲

..... ④ ”غنیۃ المتملی“، صلاة الوتر، ص ۴۱۴ - ۴۱۸.

و ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب فی منکر الوتر... إلخ، ج ۲، ص ۵۳۴.

..... ⑤ ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب فی منکر الوتر... إلخ، ج ۲، ص ۵۳۶.

مسئلہ ۵: جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے یہ پڑھے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۶: اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں پڑھے اور اگر قیام کی طرف لوٹ آیا اور قنوت پڑھا اور رکوع نہ کیا، تو نماز فاسد نہ ہوگی، مگر گنہگار ہوگا اور اگر صرف الحمد پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تھا تو لوٹے اور سورت و قنوت پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ یوہیں اگر الحمد بھول گیا اور سورت پڑھ لی تھی تو لوٹے اور فاتحہ و سورت و قنوت پڑھ کر پھر رکوع کرے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: امام کو رکوع میں یاد آیا کہ دعائے قنوت نہیں پڑھی تو قیام کی طرف عود نہ کرے^(۳)، پھر بھی اگر کھڑا ہو گیا اور دُعا پڑھی تو رکوع کا اعادہ نہ چاہیے^(۴) اور اگر اعادہ کر لیا اور مقتدیوں نے پہلے رکوع میں امام کا ساتھ نہ دیا اور دوسرا امام کے ساتھ کیا، یا پہلا رکوع امام کے ساتھ کیا دوسرا نہ کیا، دونوں حال میں ان کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: قنوت وتر میں مقتدی امام کی متابعت^(۶) کرے، اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کا ساتھ دے اور اگر امام نے بے قنوت پڑھے رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ نہ پڑھا، تو مقتدی کو اگر رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو جب تو رکوع کر دے، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے اور اُس خاص دعا کی حاجت نہیں جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے، بلکہ مطلقاً کوئی دُعا جسے قنوت کہہ سکیں پڑھ لے۔^(۷) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: اگر شک ہوا کہ یہ رکعت پہلی ہے یا دوسری یا تیسری تو اس میں بھی قنوت پڑھے اور قعدہ کرے، پھر اور دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں قنوت بھی پڑھے اور قعدہ کرے۔ یوہیں دوسری اور تیسری ہونے میں شک واقع ہو تو دونوں میں

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱.

اے ہمارے پروردگار! تو ہم کو دنیا میں بھلائی دے (اور ہم کو آخرت میں بھلائی دے) اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔ ۱۲

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱.

③ یعنی واپس نہ لوٹے۔

④ یعنی رکوع نہ لوٹائے۔

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱.

⑥ پیروی۔

⑦ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب: الاقتداء بالشافعی، ج ۲، ص ۵۴۰.

قنوت پڑھے۔^(۱) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: بھول کر پہلی یا دوسری میں دعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھے یہی رائج ہے۔^(۲) (غنیہ، حلیہ، بحر)

مسئلہ ۱۱: مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد کو نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے

تو بعد کو جو پڑھے گا اس میں قنوت نہ پڑھے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: وتر کی نماز شافعی المذہب کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، بشرطیکہ دوسری رکعت کے بعد سلام نہ پھیرے ورنہ صحیح

نہیں اور اس صورت میں قنوت امام کے ساتھ پڑھے یعنی تیسری رکعت کے رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد جب وہ شافعی امام

پڑھے۔^(۴) (عامہ کتب)

مسئلہ ۱۳: فجر میں اگر شافعی المذہب کی اقتدا کی اور اس نے اپنے مذہب کے موافق قنوت پڑھا تو یہ نہ پڑھے، بلکہ

باتھ لٹکائے ہوئے اتنی دیر چپ کھڑا رہے۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: وتر کے سوا اور کسی نماز میں قنوت نہ پڑھے۔ ہاں اگر حادثہ عظیمہ واقع ہو تو فجر میں بھی پڑھ سکتا ہے اور

ظاہر یہ ہے کہ رکوع کے قبل قنوت پڑھے۔^(۶) (درمختار و جموی^(۷))

مسئلہ ۱۵: وتر کی نماز قضا ہو گئی تو قضا پڑھنی واجب ہے اگرچہ کتنا ہی زمانہ ہو گیا ہو، قصد اُتھا کی ہو یا بھولے سے قضا

۱..... "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۴۱.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثامن فی صلاة الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱.

۲..... "غنیۃ المتملّی"، صلاة الوتر، ص ۴۲۲. و "البحر الرائق"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۷۳.

۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثامن فی صلاة الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱.

۴.....

۵..... "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۳۸، وغیرہ.

۶..... "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۴۱، و "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۷، ص ۴۹۰.

۷..... بہار شریعت میں اس جگہ درمختار و شرنبلالی کا حوالہ لکھا ہے، لیکن ہم نے صدر الشریعہ کے فرمان کے مطابق "درمختار و جموی" کر دیا۔ چنانچہ

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی "فتاویٰ امجدیہ"، ج ۱، ص ۲۰۷ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:

فقیر نے بہار شریعت میں بصورت نازلہ نماز فجر میں قنوت کا قبل رکوع ہونا تحریر کیا مگر اس میں حوالہ شرنبلالی کا دیا۔ اس مسئلہ کی تحریر کے وقت

یہ معلوم ہوا کہ شرنبلالی بعد الرکوع کے قائل ہیں۔ اصل مسودہ بہار شریعت کا نکلوا کر دیکھا گیا اس میں پہلے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی کہ قنوت

نازلہ بعد الرکوع ہے اور شرنبلالی کا حوالہ۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بعد الرکوع قلم زد کر دیا اور بجائے اس کے قبل رکوع بنوایا مگر غلطی سے

شرنبلالی جو حوالہ تحریر تھا وہ قلم زد نہیں ہوا، "لہذا لوگوں کو چاہیے کہ بہار شریعت میں شرنبلالی کو قلم زد کر کے اس کی جگہ پر جموی لکھ لیں۔" ۱۲ منہ

ہو گئی اور جب قضا پڑھے، تو اس میں قنوت بھی پڑھے۔ البتہ قضا میں تکبیر قنوت کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے جب کہ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو کہ لوگ اس کی تفصیر پر مطلع ہوں گے۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: رمضان شریف کے علاوہ اور دنوں میں وتر جماعت سے نہ پڑھے اور اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۱۷: جسے آخر شب میں جاگنے پر اعتماد ہو تو بہتر یہ ہے کہ کچھلی رات میں وتر پڑھے، ورنہ بعد عشا پڑھ لے۔^(۳) (حدیث)

مسئلہ ۱۸: اول شب میں وتر پڑھ کر سو رہا، پھر کچھلے کو جاگا تو دوبارہ وتر پڑھنا جائز نہیں اور نوافل جتنے چاہے پڑھے۔^(۴) (غنیہ)

مسئلہ ۱۹: وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے، اس کی پہلی رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتْ، دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھنا بہتر ہے۔ حدیث میں ہے: ”اگر رات میں نہ اٹھا تو یہ تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔“^(۵) یہ مضامین احادیث سے ثابت ہیں۔

سنن و نوافل کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی شے سے اُس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرائض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے محبوب بنا لیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے، تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔“^(۶) (الحدیث)

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الثامن فی صلاة الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱.

و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب فی منکر الوتر... إلخ، ج ۲، ص ۵۳۳.

② ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۶۰۴.

③ انظر: ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب من خاف ان لا يقوم... إلخ، الحدیث: ۷۵۵، ص ۳۸۰.

④ ”غنیة المتملي“، صلاة الوتر، ص ۴۲۴.

⑤ المرجع السابق.

⑥ ”صحیح البخاری“، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: ۶۵۰۲، ج ۴، ص ۲۴۸.

(سنن مؤکدہ کا ذکر)

حدیث ۳۲۰: مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو مسلمان بندہ اللہ (عزوجل) کے لیے ہر روز فرض کے علاوہ تطوع (نفل) کی بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا، چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو بعد مغرب اور دو بعد عشا اور دو قبل نماز فجر۔“ (1)

اور رکعات کی تفصیل صرف ترمذی میں ہے۔ ترمذی و نسائی و ابن ماجہ کی روایت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ ہے کہ ”جو ان پر محافظت کرے گا، جنت میں داخل ہوگا۔“ (2)

حدیث ۴: ترمذی میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ادبار نجوم فجر کے پہلے کی دو رکعتیں ہیں اور ادبار سجود مغرب کے بعد کی دو۔“ (3)

(سنت فجر کے فضائل)

حدیث ۵: مسلم و ترمذی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔“ (4)

حدیث ۶: بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی انھیں سے راوی، کہتی ہیں: ”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کی جتنی محافظت فرماتے کسی اور نفل نماز کی نہیں کرتے۔“ (5)

حدیث ۷: طبرانی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ایک صاحب نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُس سے نفع دے؟ فرمایا: ”فجر کی دونوں رکعتوں کو لازم کر لو، ان میں بڑی فضیلت ہے۔“ (6)

1 ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل السنن... إلخ، الحديث: ۱۰۳- (۷۲۸)، ص ۳۶۷.

و ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم و ليلة... إلخ، الحديث: ۴۱۵، ج ۱، ص ۴۲۴.

2 ”سنن النسائي“، كتاب قيام الليل... إلخ، باب ثواب من صلى في اليوم و الليلة... إلخ، الحديث: ۱۷۹۱، ص ۳۰۷.

3 ”جامع الترمذی“، أبواب التفسير، باب و من سورة الطور، الحديث: ۳۲۸۶، ج ۵، ص ۱۸۲.

4 ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر... إلخ، الحديث: ۷۲۵، ص ۳۶۵.

5 ”صحیح البخاری“، کتاب التهجد، باب تعاهد ركعتي الفجر... إلخ، الحديث: ۱۱۶۹، ج ۱، ص ۳۹۵.

6 ”الترغيب و التهيب“، كتاب النوافل، الحديث: ۳، ج ۱، ص ۲۲۳.

حدیث ۸: ابو یعلیٰ باسناد حسن انھیں سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تَهَائِي قرآن کی برابر ہے اور قُلْ يَٰأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کی برابر اور ان دونوں کو فجر کی سنتوں میں پڑھتے اور یہ فرماتے کہ ان میں زمانہ کی رغبتیں ہیں۔“ (1)

حدیث ۹: ابوداؤد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”فجر کی سنتیں نہ چھوڑو، اگرچہ تم پر دشمنوں کے گھوڑے آپڑیں۔“ (2)

(سنتِ ظہر کے فضائل)

حدیث ۱۰: احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو شخص ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعتوں پر محافظت کرے، اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام فرمادے گا۔“ (3) ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا۔

حدیث ۱۱: ابوداؤد و ابن ماجہ ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ”ظہر سے پہلے چار رکعتیں جن کے درمیان میں سلام نہ پھیرا جائے، ان کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔“ (4)

حدیث ۱۲: احمد و ترمذی عبد اللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفتاب ڈھلنے کے بعد نماز ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور فرماتے: ”یہ ایسی ساعت ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، لہذا میں محبوب رکھتا ہوں کہ اس میں میرا کوئی عمل صالح بلند کیا جائے۔“ (5)

حدیث ۱۳: بزار نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ دوپہر کے بعد چار رکعت پڑھنے کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) محبوب رکھتے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں دیکھتی ہوں کہ اس وقت میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز محبوب رکھتے ہیں، فرمایا: ”اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ

① ”الترغیب و الترهیب“، کتاب النوافل، الحدیث: ۵، ج ۱، ص ۲۲۴.

و ”المعجم الأوسط“، الحدیث: ۱۸۶، ج ۱، ص ۶۸.

② ”سنن أبي داود“، کتاب التطوع، باب في تخفيفهما، الحدیث: ۱۲۵۸، ج ۲، ص ۳۱.

③ ”سنن النسائي“، کتاب قیام اللیل... إلخ، باب الاختلاف علی اسماعیل بن أبي خالد، الحدیث: ۱۸۱۳، ص ۳۱۰.

④ ”سنن أبي داود“، کتاب التطوع، باب الأربع قبل الظهر و بعدها، الحدیث: ۱۲۷۰، ج ۲، ص ۳۵.

⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب الوتر، باب ماجاء في الصلاة عند الزوال، الحدیث: ۴۷۷، ج ۲، ص ۲۰.

مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور اس نماز پر آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام محافظت کرتے۔“ (1)

حدیث ۱۵۱۴: طبرانی براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس نے ظہر کے پہلے چار رکعتیں پڑھیں، گویا اس نے تہجد کی چار رکعتیں پڑھیں اور جس نے عشا کے بعد چار پڑھیں، تو یہ شب قدر میں چار کے مثل ہیں۔“ (2) عمر فاروق اعظم و بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی کی مثل مروی۔

(سنتِ عصر کے فضائل)

حدیث ۱۶: احمد و ابوداؤد و ترمذی بافادۃ تحسین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے، جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔“ (3)

حدیث ۱۷: ترمذی مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے۔“ (4) اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ دو پڑھتے تھے۔ (5)

حدیث ۱۸ و ۱۹: طبرانی کبیر میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو آگ پر حرام فرما دے گا۔“ (6) دوسری روایت طبرانی کی عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ ”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مجمع صحابہ میں جس میں امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، فرمایا: ”جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے، اُسے آگ نہ جھوئے گی۔“ (7)

(سنتِ مغرب کے فضائل)

حدیث ۲۰ و ۲۱: رزین نے مکحول سے مُرسلاً روایت کی کہ فرماتے ہیں: ”جو شخص بعد مغرب کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے، اُس کی نمازِ علین میں اٹھائی جاتی ہے۔“ اور ایک روایت میں ”چار رکعت ہے۔“ نیز انھیں کی روایت

..... ① ”مسند البزار“، مسند ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث: ۴۱۶۶، ج ۱۰، ص ۱۰۲.

..... ② ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، باب المیم، الحدیث: ۶۳۳۲، ج ۴، ص ۳۸۶.

..... ③ ”سنن أبي داود“، کتاب التطوع، باب الصلاة قبل العصر، الحدیث: ۱۲۷۱، ج ۲، ص ۳۵.

..... ④ ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، الحدیث: ۴۲۹، ج ۱، ص ۴۳۷.

..... ⑤ ”سنن أبي داود“، کتاب التطوع، باب الصلاة قبل العصر، الحدیث: ۱۲۷۲، ج ۲، ص ۳۵.

..... ⑥ ”المعجم الكبير“، الحدیث: ۶۱۱، ج ۲۳، ص ۲۸۱.

..... ⑦ ”المعجم الأوسط“، باب الألف، الحدیث: ۲۵۸۰، ج ۲، ص ۷۷.

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ”اس میں اتنی بات زیادہ ہے کہ فرماتے تھے مغرب کے بعد کی دونوں رکعتیں جلد پڑھو کہ وہ فرض کے ساتھ پیش ہوتی ہیں۔“ (1)

حدیث ۲۲: ترمذی وابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ”جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان میں کوئی بُری بات نہ کہے، تو بارہ برس کی عبادت کی برابر کی جائیں گی۔“ (2)

حدیث ۲۳: طبرانی کی روایت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ فرماتے ہیں: ”جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں۔“ (3)

حدیث ۲۴: ترمذی کی روایت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، ”جو مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔“ (4)

حدیث ۲۵: ابوداؤد کی روایت انھیں سے ہے، کہ فرماتی ہیں: عشا کی نماز پڑھ کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے مکان میں جب تشریف لاتے تو ”چار یا چھ رکعتیں پڑھتے۔“ (5)

مسائل فقہیہ

سننیں بعض مؤکدہ ہیں کہ شریعت میں اس پر تاکید آئی۔ بلا عذر ایک بار بھی ترک کرے تو مستحق ملامت ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق، مردود الشہادۃ، مستحق نار ہے۔ (6) اور بعض ائمہ نے فرمایا: کہ ”وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور گنہگار ہے، اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے۔“ تلوح میں ہے، کہ اس کا ترک قریب حرام کے ہے۔ اس کا تارک مستحق ہے کہ معاذ اللہ! شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو میری سنت کو ترک کرے گا، اسے میری شفاعت نہ ملے گی۔“ سنت مؤکدہ کو سنن الہدی بھی کہتے ہیں۔

دوسری قسم غیر مؤکدہ ہے جس کو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں۔ اس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی، کبھی اس کو مستحب اور

① ”مشکاة المصابیح“، کتاب الصلاة، باب السنن و فضائلها، الحدیث: ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ج ۱، ص ۳۴۵.

② ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع... إلخ، الحدیث: ۴۳۵، ج ۱، ص ۴۳۹.

③ ”المعجم الأوسط“، باب المیم، الحدیث: ۷۲۴۵، ج ۵، ص ۲۵۵.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع... إلخ، الحدیث: ۴۳۵، ج ۱، ص ۴۳۹.

⑤ ”سنن أبي داود“، کتاب التطوع، باب الصلاة بعد العشاء، الحدیث: ۱۳۰۳، ج ۲، ص ۴۷.

⑥ یعنی اس کی گواہی قابل قبول نہیں اور جہنم کا حقدار ہے۔

مندوب بھی کہتے ہیں اور نفل عام ہے کہ سنت پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام باب النوافل میں سنن کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ نفل ان کو بھی شامل ہے۔^(۱) (ردالمحتار) لہذا نفل کے جتنے احکام بیان ہوں گے وہ سنتوں کو بھی شامل ہوں گے، البتہ اگر سنتوں کے لیے کوئی خاص بات ہوگی تو اس مطلق حکم سے اس کو الگ کیا جائے گا جہاں استثناء ہو، اسی مطلق حکم نفل میں شامل سمجھیں۔

مسئلہ ۱: سنت مؤکدہ یہ ہیں۔

(۱) دو رکعت نماز فجر سے پہلے

(۲) چار ظہر کے پہلے، دو بعد

(۳) دو مغرب کے بعد

(۴) دو عشا کے بعد اور

(۵) چار جمعہ سے پہلے، چار بعد یعنی جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے والے پر چودہ رکعتیں ہیں اور علاوہ جمعہ کے باقی دنوں

میں ہر روز بارہ رکعتیں۔^(۲) (عامہ کتب)

مسئلہ ۲: افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار پڑھے، پھر دو کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔^(۳) (غنیہ)

مسئلہ ۳: جو سنتیں چار رکعتی ہیں مثلاً جمعہ و ظہر کی تو چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی یعنی چاروں پڑھ کر چوتھی

کے بعد سلام پھیریں، یہ نہیں کہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں اور اگر کسی نے ایسا کیا تو سنتیں ادا نہ ہوں گی۔ یو ہیں اگر چار رکعت کی

منت مانی اور دو دو رکعت کر کے چار پڑھیں تو منت پوری نہ ہوئی، بلکہ ضرور ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چاروں پڑھے۔^(۴)

(درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: سب سنتوں میں قوی تر سنت فجر ہے، یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور اس کی مشروعیت کا اگر

کوئی انکار کرے تو اگر شبہ یا براہ جہل ہو تو خوف کفر ہے اور اگر دانستہ بلاشبہ ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی و لہذا یہ سنتیں بلا عذر نہ

بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر، ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے۔ ان کے بعد پھر مغرب کی سنتیں پھر ظہر

① ”ردالمحتار“، کتاب الطہارۃ، مطلب فی السنۃ و تعاریفہا، ج ۱، ص ۲۳۰، وغیرہ .

② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۴۵ .

③ ”غنیۃ المتملّی“، فصل فی النوافل، ص ۳۸۹ .

④ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۴۵، وغیرہ .

کے بعد کی پھر عشا کے بعد کی پھر ظہر سے پہلے کی سنتیں اور اس میں یہ ہے کہ سنت فجر کے بعد ظہر کی پہلی سنتوں کا مرتبہ ہے کہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا: کہ ”جو انھیں ترک کرے گا، اُسے میری شفاعت نہ پہنچے گی۔“ (۱) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۵: اگر کوئی عالم مرجع فتویٰ ہو کہ فتویٰ دینے میں اسے سنت پڑھنے کا موقع نہیں ملتا تو فجر کے علاوہ باقی سنتیں ترک کر سکتا ہے کہ اس وقت اگر موقع نہیں ہے تو موقوف رکھے، اگر وقت کے اندر موقع ملے پڑھ لے ورنہ معاف ہیں اور فجر کی سنتیں اس حالت میں بھی ترک نہیں کر سکتا۔ (۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: فجر کی نماز قضا ہوگئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے ورنہ نہیں علاوہ فجر کے اور سنتیں قضا ہو گئیں تو ان کی قضا نہیں۔ (۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: دو رکعت نفل پڑھے اور یہ گمان تھا کہ فجر طلوع نہ ہوئی بعد کو معلوم ہوا کہ طلوع ہو چکی تھی تو یہ رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام ہو جائیں گی اور چار رکعت کی نیت باندھی اور ان میں دو پچھلی طلوع فجر کے بعد واقع ہوئیں تو یہ سنت فجر کے قائم مقام نہ ہوں گی۔ (۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: طلوع فجر سے پہلے سنت فجر جائز نہیں اور طلوع میں شک ہو جب بھی ناجائز اور طلوع کے ساتھ ساتھ شروع کی تو جائز ہے۔ (۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سنت فوت ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اگر وقت باقی ہے بعد فرض کے پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پچھلی سنتیں پڑھ کر ان کو پڑھے۔ (۶) (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۰: فجر کی سنت قضا ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اب سنتوں کی قضا نہیں البتہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔ (۷) (غنیہ) اور طلوع سے پیشتر (۸) بالاتفاق ممنوع ہے۔ (۹) (ردالمحتار) آج کل

۱..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج ۲، ص ۵۴۸ - ۵۵۰.

۲..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج ۲، ص ۵۴۹.

۳..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج ۲، ص ۵۵۰.

۴..... المرجع السابق.

۵..... ”الفتاویٰ الهندیہ“، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج ۱، ص ۱۱۲.

۶..... ”فتح القدیر“، کتاب الصلاة، باب ادراك الفريضة، ج ۱، ص ۴۱۶، و باب النوافل، ص ۳۸۶.

۷..... ”غنیة المتملي“، فصل في النوافل، ص ۳۹۷.

۸..... یعنی سورج نکلنے سے پہلے۔

۹..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج ۲، ص ۵۵۰.

اکثر عوام بعد فرض فوراً پڑھ لیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، پڑھنا ہو تو آفتاب بلند ہونے کے بعد زوال سے پہلے پڑھیں۔

مسئلہ ۱۱: قبل طلوع آفتاب سنت فجر قضا پڑھنے کے لیے یہ حیلہ کرنا کہ شروع کر کے توڑ دے پھر ادا کرے یہ ناجائز

ہے۔ سنت فجر پڑھ لی اور فرض قضا ہو گئے تو قضا پڑھنے میں سنت کا اعادہ نہ کرے۔^(۱) (غنیہ)

مسئلہ ۱۲: فرض تنہا پڑھے جب بھی سنتوں کا ترک جائز نہیں ہے۔^(۲) (عالمگیری) سنت فجر کی پہلی رکعت میں الحمد

کے بعد سورہ کافرون اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ پڑھنا سنت ہے۔^(۳) (غنیہ وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا ناجائز نہیں سوا سنت فجر کے کہ اگر یہ جانے کہ سنت پڑھنے

کے بعد جماعت مل جائے گی، اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہوگا تو سنت پڑھ لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز نہیں، بلکہ اپنے گھر

پڑھے یا بیرون مسجد کوئی جگہ قابل نماز ہو تو وہاں پڑھے اور یہ ممکن نہ ہو تو اگر اندر کے حصہ میں جماعت ہوتی ہو تو باہر کے حصہ میں

پڑھے، باہر کے حصہ میں ہو تو اندر اور اگر اس مسجد میں اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے کہ اس میں اور

صف میں حائل ہو جائے اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے اگرچہ صف میں پڑھنا زیادہ بُرا ہے۔

آج کل اکثر عوام اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اسی صف میں گھس کر شروع کر دیتے ہیں یہ ناجائز ہے اور اگر ہنوز

جماعت شروع نہ ہوئی تو جہاں چاہے سنتیں شروع کرے خواہ کوئی سنت ہو۔^(۴) (غنیہ)

مگر جانتا ہو کہ جماعت جلد قائم ہونے والی ہے اور یہ اُس وقت تک سنتوں سے فارغ نہ ہوگا تو ایسی جگہ نہ پڑھے کہ اس

کے سبب صف قطع ہو۔

مسئلہ ۱۴: امام کو رکوع میں پایا اور یہ نہیں معلوم کہ پہلی رکعت کا رکوع ہے یا دوسری کا تو سنت ترک کرے اور مل

جائے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اگر وقت میں گنجائش ہو اور اس وقت نوافل مکروہ نہ ہوں تو جتنے نوافل چاہے پڑھے اور اگر نماز فرض یا

جماعت جاتی رہے گی تو نوافل میں مشغول ہونا ناجائز ہے۔

۱..... ”غنیۃ المتملی“، فصل فی النوافل، ۳۹۸۔

۲..... ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، ج ۱، ص ۱۱۲۔

۳..... ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، ج ۱، ص ۱۱۲۔

و ”غنیۃ المتملی“، فصل فی النوافل فروع لو ترک، ص ۳۹۹۔

۴..... ”غنیۃ المتملی“، فصل فی النوافل، ۳۹۶۔

۵..... ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ، ج ۱، ص ۱۲۰۔

مسئلہ ۱۶: سنت و فرض کے درمیان کلام کرنے سے اسح یہ ہے کہ سنت باطل نہیں ہوتی البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے۔ یہی حکم ہر اُس کام کا ہے جو منافی تحریمہ ہے۔ (۱) (تنویر) اگر بیچ و شرا (۲) یا کھانے میں مشغول ہو تو اعادہ کرے، ہاں سنت بعد یہ میں اگر کھانا لایا گیا اور بد مزہ ہو جانے کا اندیشہ ہے تو کھانا کھالے پھر سنت پڑھے مگر وقت جانے کا اندیشہ ہو تو پڑھنے کے بعد کھائے اور بلا عذر سنت بعد یہ کی بھی تاخیر مکروہ ہے اگر چہ ادا ہو جائے گی۔ (۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: عشا و عصر کے پہلے نیز عشا کے بعد چار چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ عشا کے بعد دو ہی پڑھے مستحب ادا ہو جائے گا۔ یو ہیں ظہر کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب ہے کہ حدیث میں فرمایا: ”جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار پر محافظت کی، اللہ تعالیٰ اُس پر آگ حرام فرما دے گا۔“ (۴)

علامہ سید طحطاوی فرماتے ہیں کہ سرے سے آگ میں داخل ہی نہ ہوگا اور اُس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے اور جو اس پر مطالبات ہیں اللہ تعالیٰ اُس کے فریق کو راضی کر دے گا یا یہ مطلب ہے کہ اسے ایسے کاموں کی توفیق دے گا جن پر سزا نہ ہو۔ (۵)

اور علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اُس کے لیے بشارت ہے: کہ ”سعادت پر اس کا خاتمہ ہوگا اور دوزخ میں نہ جائے گا۔“ (۶)

مسئلہ ۱۸: سنت کی منت مانی اور پڑھی سنت ادا ہوگئی۔ یو ہیں اگر شروع کر کے توڑ دی پھر پڑھی جب بھی سنت ادا ہوگئی۔ (۷) (ردالمحتار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: نفل نماز منت مان کر پڑھنا بغیر منت کے پڑھنے سے بہتر ہے جب کہ منت کسی شرط کے ساتھ نہ ہو، مثلاً فلاں بیمار صحیح ہو جائے گا تو اتنی نماز پڑھوں گا اور سنتوں میں منت نہ ماننا افضل ہے۔ (۸) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: بعد مغرب چھ رکعتیں مستحب ہیں ان کو صلاة الاوابین کہتے ہیں، خواہ ایک سلام سے سب پڑھے یا دو سے یا

① ”تنویر الأبصار“ و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۵۸.

② یعنی خرید و فروخت۔

③ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في تحية المسجد، ج ۲، ص ۵۵۹.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، الحديث: ۴۲۷، ج ۱، ص ۴۳۵.

⑤ ”حاشية الطحطاوي على الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۱، ص ۲۸۴.

⑥ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج ۲، ص ۵۴۷.

⑦ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث مهم: في الكلام على الضجعة بعد سنة الفجر، ج ۲، ص ۵۶۱.

⑧ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في الكلام على حديث النهی عن النذر، ج ۲، ص ۵۶۲.

تین سے اور تین سلام سے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: ظہر و مغرب و عشا کے بعد جو مستحب ہے اس میں سنت مؤکدہ داخل ہے، مثلاً ظہر کے بعد چار پڑھیں تو مؤکدہ و مستحب دونوں ادا ہو گئیں اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ مؤکدہ و مستحب دونوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرے یعنی چار رکعت پر سلام پھیرے۔^(۲) (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۲: عشا کے قبل کی سنتیں جاتی رہیں تو ان کی قضا نہیں پھر بھی اگر بعد میں پڑھے گا تو نفل مستحب ہے، وہ سنت مستحبہ جو فوت ہوئی ادا نہ ہوئی۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: دن کے نفل میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ اور رات میں آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ دن ہو یا رات ہو چار چار رکعت پر سلام پھیرے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۲۴: جو سنت مؤکدہ چار رکعتی ہے اس کے قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرے اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا تو سُبْحَنَكَ اور اَعُوْذُ بھی نہ پڑھے اور ان کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل کے قعدہ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحَنَكَ اور اَعُوْذُ بھی پڑھے، بشرطیکہ دو رکعت کے بعد قعدہ کیا ہو ورنہ پہلا سُبْحَنَكَ اور اَعُوْذُ کافی ہے، منت کی نماز کے بھی قعدہ اولیٰ میں درود پڑھے اور تیسری میں ثنا و تعوذ۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۲۵: چار رکعت نفل پڑھے اور قعدہ اولیٰ فوت ہو گیا بلکہ قصداً بھی ترک کر دیا تو نماز باطل نہ ہوئی اور بھول کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو عود نہ کرے اور سجدہ سہو کر لے نماز کامل ادا ہوگی، اگر تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری پر نہ بیٹھا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر دو رکعت کی نیت باندھی تھی اور بغیر قعدہ کیے تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا تو عود کرے ورنہ فاسد ہو جائے گی۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: نماز میں قیام طویل ہونا کثرت رکعات سے افضل ہے یعنی جب کہ کسی وقت معین تک نماز پڑھنا چاہے

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج ۲، ص ۵۴۷.

② "فتح القدیر"، کتاب الصلاة، باب النوافل، ج ۱، ص ۳۸۶.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة... إلخ، ج ۲، ص ۶۲۱.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۵۰.

⑤ المرجع السابق، ص ۵۵۲.

⑥ "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج ۱، ص ۱۱۳.

مثلاً دو رکعت میں اتنا وقت صرف کر دینا چار رکعت پڑھنے سے افضل ہے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ مگر

(۱) تراویح و

(۲) تحیۃ المسجد اور

(۳) واپسی سفر کے نفل کہ ان کو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے اور

(۴) احرام کی دو رکعتیں کہ میقات کے نزدیک کوئی مسجد ہو تو اس میں پڑھنا بہتر ہے اور

(۵) طواف کی دو رکعتیں کہ مقام ابراہیم کے پاس پڑھیں اور

(۶) معتکف کے نوافل اور

(۷) سورج گہن کی نماز کہ مسجد میں پڑھے اور

(۸) اگر یہ خیال ہو کہ گھر جا کر کاموں کی مشغولی کے سبب نوافل فوت ہو جائیں گے یا گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع

کم ہو جائے گا تو مسجد ہی میں پڑھے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: نفل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر قراءت فرض ہے اور اگر مقتدی ہو اگرچہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے

اقتدا کی ہو تو امام کی قراءت اس کے لیے بھی کافی ہے اس پر خود پڑھنا نہیں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: نفل نماز قصد شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے کہ اگر توڑ دے گا قضا پڑھنی ہوگی اور اگر قصد شروع

نہ کی تھی مثلاً یہ گمان تھا کہ فرض پڑھنا ہے اور فرض کی نیت سے شروع کیا پھر یاد آیا کہ پڑھ چکا تھا تو اب یہ نفل ہے اور توڑ دینے

سے قضا واجب نہیں بشرطیکہ یاد آتے ہی توڑ دے اور یاد آنے پر اس نماز کو پڑھنا اختیار کیا تو توڑ دینے سے قضا واجب ہوگی۔^(۴)

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: اگر بلا قصد نماز فاسد ہوگئی جب بھی قضا واجب ہے مثلاً تیمم سے پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز^(۵) میں پانی پر

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب: قولهم کل شفع من النفل الصلاة ليس مطردا، ج ۲، ص ۵۵۴.

② "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب: قولهم کل شفع من النفل الصلاة ليس مطردا، ج ۲، ص ۵۶۲.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج ۲، ص ۵۷۳.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج ۲، ص ۵۷۴-۵۷۶.

⑤ یعنی نماز کے دوران۔

قادر ہوا۔ یوہیں نفل پڑھتے میں عورت کو حیض آگیا تو قضا واجب ہوگئی بعد طہارت قضا پڑھے۔⁽¹⁾ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: شروع کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ تحریمہ باندھے دوسری یہ کہ تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا بشرطیکہ شروع صحیح ہو اور اگر شروع صحیح نہ ہو مثلاً اُمّی یا عورت کے پیچھے اقتدا کی یا بے وضو ناپاک کپڑوں میں شروع کر دی تو قضا واجب نہ ہوگی۔⁽²⁾ (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت سے شروع کی پھر یاد آیا کہ یہ فرض مجھے پڑھنا ہے اور توڑ کر اسی فرض کی نیت سے اقتدا کی جو وہ پڑھ رہا تھا یا توڑ کر دوسرے نفل کی نیت کر کے شامل ہوا تو اُس نفل کی قضا واجب نہیں۔⁽³⁾ (درمختار)

مسئلہ ۳۳: طلوع وغروب و نصف النہار کے وقت نماز نفل شروع کی تو واجب ہے کہ توڑ دے اور وقت غیر مکروہ میں قضا پڑھے اور دوسرے وقت مکروہ میں قضا پڑھی جب بھی ہوگی مگر گناہ ہوا اور پوری کر لی تو ہوگی مگر وقت مکروہ میں پڑھنے کا گناہ ہوا، بلا وجہ شرعی نفل شروع کر کے توڑ دینا حرام ہے۔⁽⁴⁾ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳۴: نفل نماز شروع کی اگرچہ چار کی نیت باندھی جب بھی دو ہی رکعت شروع کرنے والا قرار دیا جائے گا کہ نفل کا ہر شفع (یعنی دو رکعت) علیحدہ علیحدہ نماز ہے۔⁽⁵⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور شفع اول یا ثانی میں توڑ دی تو دو رکعت قضا واجب ہوگی مگر شفع ثانی توڑنے سے دو رکعت قضا واجب ہونے کی یہ شرط ہے کہ دوسری رکعت پر قعدہ کر چکا ہو ورنہ چار قضا کرنی ہوں گی۔⁽⁶⁾ (درمختار)

مسئلہ ۳۶: سنت مؤکدہ اور منت کی نماز اگر چار رکعتی ہو تو توڑنے سے چار کی قضا دے۔ یوہیں اگر چار رکعتی فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت باندھی اور توڑ دی تو چار کی قضا واجب ہے۔ پہلے شفع میں توڑی یا دوسرے میں۔⁽⁷⁾ (درمختار وغیرہ)

① "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج ۲، ص ۵۷۷.

② المرجع السابق، ص ۵۷۴، و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج ۱، ص ۱۱۴.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج ۲، ص ۵۷۴.

④ "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج ۲، ص ۵۷۶، وغیرہ.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج ۱، ص ۱۱۳.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۷۷.

⑦ المرجع السابق، ص ۵۷۸، وغیرہ.

مسئلہ ۳۷: چار رکعت کی نیت باندھی اور چاروں میں قراءت نہ کی یا پہلی دو میں یا کچھلی دو میں نہ کی یا پہلی دو میں سے ایک رکعت میں نہ کی یا کچھلی دو میں سے ایک رکعت میں نہ کی یا پہلی دونوں اور کچھلی میں سے ایک میں قراءت چھوڑ دی تو ان چھ صورتوں میں دو رکعت قضا واجب ہے۔ اور اگر پہلی دو میں سے ایک اور کچھلی دو میں سے ایک یا پہلی دو میں سے ایک میں اور کچھلی کی دونوں میں قراءت چھوڑ دی تو ان صورتوں میں چار رکعت قضا واجب ہے۔^(۱) (عامہ کتب)

مسئلہ ۳۸: اگر دور کحت پر بقدر تشہد بیٹھا پھر توڑ دی تو اس صورت میں بالکل قضا نہیں بشرطیکہ تیسری کے لیے کھڑا نہ ہوا ہو اور پہلی دونوں میں قراءت کر چکا ہو۔^(۲) (درمختار) مگر بوجہ ترک واجب اس کے اعادہ کا حکم دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۹: نفل پڑھنے والے نے نفل پڑھنے والے کی اقتدا کی اگرچہ تشہد میں تو جو حال امام کا ہے وہی مقتدی کا ہے یعنی جتنی کی قضا امام پر واجب ہوگی مقتدی پر بھی واجب۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۴۰: کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی بیٹھ کر نفل پڑھ سکتے ہیں (۴) مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے کہ حدیث میں فرمایا: ”بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے۔“ (۵) اور عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ یہ جو آج کل عام رواج پڑ گیا ہے کہ نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں ایسا ہے تو ان کا خیال غلط ہے۔ وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھا افضل ہے اور اس میں اُس حدیث سے دلیل لانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے۔ (۶) صحیح نہیں کہ یہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مخصوصات میں سے ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز سے آدھی ہے۔ اس کے بعد میں حاضر خدمت اقدس ہوا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا، سر اقدس پر میں نے ہاتھ رکھا (کہ بیمار تو نہیں) ارشاد فرمایا: کیا ہے اے عبد اللہ؟ عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تو ایسا

.....¹ "الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ٢، ص ٥٧٩-٥٨١.

2 "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ٢، ص ٥٨٢، ٥٨٣.

3 "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ٢، ص ٥٨٣.

4 "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ٢، ص ٥٨٤.

5..... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب جواز النافلة قائما وقاعدا... إلخ، الحديث: ٧٣٥، ص ٣٧٠.

6..... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الليل... إلخ، الحديث: ١٢٦- (٧٣٨)، ص ٣٧٢.

فرمایا ہے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں، فرمایا: ”ہاں لیکن میں تم جیسا نہیں۔“ (1) امام ابراہیم حلبی و صاحب درمختار و صاحب ردالمحتار نے فرمایا: کہ یہ حکم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خصائص سے ہے اور اسی حدیث سے استناد کیا۔ (2)

مسئلہ ۴۱: اگر رکوع کی حد تک جھک کر نفل کا تحریمہ باندھا تو نماز نہ ہوگی۔ (3) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: لیٹ کر نفل نماز جائز نہیں جب کہ عذر نہ ہو اور عذر کی وجہ سے ہو تو جائز ہے۔ (4) (درمختار)

مسئلہ ۴۳: کھڑے ہو کر شروع کی تھی پھر بیٹھ گیا یا بیٹھ کر شروع کی تھی پھر کھڑا ہو گیا دونوں صورتیں جائز ہیں،

خواہ ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھی ایک بیٹھ کر یا ایک ہی رکعت کے ایک حصہ کو کھڑے ہو کر پڑھا اور کچھ حصہ بیٹھ کر۔ (5) (درمختار، ردالمحتار) مگر دوسری صورت یعنی کھڑے ہو کر شروع کی پھر بیٹھ گیا اس میں اختلاف ہے، لہذا چننا اولیٰ۔

مسئلہ ۴۴: کھڑے ہو کر نفل پڑھتا تھا اور تھک گیا تھا تو عصا یا دیوار پر ٹیک لگا کر پڑھنے میں حرج نہیں۔ (6)

(عالمگیری) اور بغیر تھکے بھی اگر ایسا کرے تو کراہت ہے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ ۴۵: نفل بیٹھ کر پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے تشهد میں بیٹھا کرتے ہیں مگر قراءت کی حالت میں ناف کے نیچے

ہاتھ باندھے رہے جیسے قیام میں باندھتے ہیں۔ (7) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: بیرون شہر (8) سواری پر بھی نفل پڑھ سکتا ہے اور اس صورت میں استقبال قبلہ شرط نہیں بلکہ سواری جس

رخ کو جا رہی ہو ادھر ہی منہ ہو اور اگر ادھر منہ نہ ہو تو نماز جائز نہیں اور شروع کرتے وقت بھی قبلہ کی طرف منہ ہونا شرط نہیں

بلکہ سواری جدھر جا رہی ہے اُس طرف ہو اور رکوع و سجود اشارہ سے کرے اور سجدہ کا اشارہ بہ نسبت رکوع کے پست ہو۔ (9)

(درمختار، ردالمحتار)

1..... ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز النافلة قائما و قاعدا... إلخ، الحدیث: ۷۳۵، ص ۳۷۰.

2..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث المسائل ستة عشرية، ج ۲، ص ۵۸۵.

3..... ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث المسائل الستة عشرية، ج ۲، ص ۵۸۴.

4..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۸۴.

5..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث المسائل الستة عشرية، ج ۲، ص ۵۸۴.

6..... ”الفتاویٰ الهندیہ“، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج ۱، ص ۱۱۴.

7..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث المسائل ستة عشرية، ج ۲، ص ۵۸۷.

8..... بیرون شہر سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے مسافر پر قصر واجب ہوتا ہے۔ (عالمگیری) ۱۲ منہ حفظ رہے

9..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في الصلاة على الدابة، ج ۲، ص ۵۸۸.

مسئلہ ۴۷: سواری پر نفل پڑھنے میں اگر ہانکنے کی ضرورت ہو اور عملِ قلیل سے ہانکا مثلاً ایک پاؤں سے ایڑ لگائی یا ہاتھ میں چابک ہے اُس سے ڈرایا تو حرج نہیں اور بلا ضرورت جائز نہیں۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: سواری پر نماز شروع کی پھر عملِ قلیل کے ساتھ اتر آیا تو اسی پر بنا کر سکتا ہے خواہ کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر مگر قبلہ کو منہ کرنا ضروری ہے اور زمین پر شروع کی تھی پھر سوار ہوا تو بنا نہیں کر سکتا نماز جاتی رہی۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۴۹: گاؤں یا خیمہ کا رہنے والا جب گاؤں یا خیمہ سے باہر ہوا تو سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: بیرون شہر سواری پر شروع کی تھی پڑھتے پڑھتے شہر میں داخل ہو گیا تو جب تک گھر نہ پہنچا سواری پر پوری کر سکتا ہے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۵۱: محل اور سواری پر نفل نماز مطلقاً جائز ہے جبکہ تنہا پڑھے اور نفل نماز جماعت سے پڑھنا چاہے تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ امام و مقتدی الگ الگ سوار یوں پر نہ ہوں۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۵۲: محل پر فرض نماز اُس وقت جائز ہے کہ اترنے پر قادر نہ ہو، ہاں اگر ٹھہرا ہوا ہو اور اس کے نیچے لکڑیاں لگا دیں کہ زمین پر قائم ہو گیا تو جائز ہے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۵۳: گاڑی کا بجا^(۷) جانور پر رکھا ہو گاڑی کھڑی ہو یا چلتی اُس کا حکم وہی ہے جو جانور پر نماز پڑھنے کا ہے یعنی فرض و واجب و سنت فجر بلا عذر جائز نہیں اور اگر جانور پر نہ ہو اور رُکی ہوئی ہو تو نماز جائز ہے۔^(۸) (درمختار، ردالمحتار) یہ حکم اس گاڑی کا ہے جس میں دو پیٹے ہوں چار پیٹے والی جب رُکی ہو تو صرف بجا جانور پر ہوگا اور گاڑی زمین پر مستقر ہوگی، لہذا جب ٹھہری ہوئی ہو اس پر نماز جائز ہوگی جیسے تخت پر۔

مسئلہ ۵۴: گاڑی اور سواری پر نماز پڑھنے کے لیے یہ عذر ہیں۔ (۱) مینہ برس رہا ہے، (۲) اس قدر کچھڑ ہے کہ

① "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في الصلاة على الدابة، ج ۲، ص ۵۸۹.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۸۹.

③ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في الصلاة، على الدابة، ج ۲، ص ۵۸۸.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۸۹.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۹۵.

⑥ المرجع السابق، ص ۵۹۰.

⑦ یعنی وہ لکڑی جو گاڑی یا بکلیں کے کندھے پر رکھی جاتی ہے۔

⑧ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۹۱.

اُتر کر پڑھے گا تو مونہ دھنس جائے گا یا کچھڑ میں سن جائے گا یا جو کپڑا بچھا جائے گا وہ بالکل لتھڑ جائے گا اور اس صورت میں سواری نہ ہو تو کھڑے کھڑے اشارے سے پڑھے (۳) ساتھی چلے جائیں گے، (۴) یا سواری کا جانور شریر ہے کہ سوار ہونے میں دشواری ہوگی مددگار کی ضرورت ہوگی اور مددگار موجود نہیں، (۵) یا وہ بوڑھا ہے کہ بغیر مددگار کے اُتر چڑھ نہ سکے گا اور مددگار موجود نہیں اور یہی حکم عورت کا ہے، (۶) یا مرض میں زیادتی ہوگی، (۷) جان (۸) یا مال، (۹) یا عورت کو آبرو کا اندیشہ ہو۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

چلتی ریل گاڑی پر بھی فرض و واجب و سنت فخر نہیں ہو سکتی اور اس کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی اور ریل گاڑی ایسی نہیں اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو کنارہ پر ہو اور خشکی پر آ سکتا ہو تو اس پر بھی جائز نہیں ہے لہذا جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اُس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں من جہۃ العباد^(۲) کوئی شرط یا رکن مفقود ہو^(۳) اُس کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۵۵: محمل کی ایک طرف خود سوار ہے دوسری طرف اس کی ماں یا زوجہ یا اور کوئی محارم میں ہے جو خود سوار نہیں ہو سکتی اور یہ خود اُتر چڑھ سکتا ہے مگر اس کے اُترنے میں محمل گر جانے کا اندیشہ ہے، اسے بھی اُسی پر پڑھنے کا حکم ہے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۵۶: جانور اور چلتی گاڑی پر اور اس گاڑی پر جس کا جو جانور پر ہو بلا عذر شرعی فرض و سنت فخر و تمام واجبات جیسے وتر و نذر اور نفل جس کو توڑ دیا ہو اور سجدہ تلاوت جب کہ آیت سجدہ زمین پر تلاوت کی ہو ادا نہیں کر سکتا اور اگر عذر کی وجہ سے ہو تو اُن سب میں شرط یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو قبلہ رُو کھڑا کر کے ادا کرے ورنہ جیسے بھی ممکن ہو۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۵۷: کسی نے منت مانی کہ دو رکعتیں بغیر طہارت پڑھے گا یا ان میں قراءت نہ کرے گا یا ننگا پڑھے گا یا ایک یا آدھی رکعت کی منت مانی تو ان سب صورتوں میں اُس پر دو رکعت طہارت و قراءت و ستر کے ساتھ واجب ہو گئیں اور تین کی مانی تو چار واجب ہوئیں۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في القادر بقدره غير، ج ۲، ص ۵۹۲.

۲..... یعنی بندوں کی طرف سے۔

۳..... یعنی نہ پایا گیا ہو۔

۴..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في القادر بقدره غير، ج ۲، ص ۵۹۳.

۵..... المرجع السابق، ص ۵۹۴.

۶..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في القادر، بقدره غير، ج ۲، ص ۵۹۵.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، و مم يتصل بذلك مسائل، ج ۱، ص ۱۱۵.

مسئلہ ۵۸: منت مانی کہ فلاں مقام پر نماز پڑھے گا اور اس سے کم درجہ کے مقام پر ادا کی ہوگئی۔ مثلاً مسجد حرام میں پڑھنے کی منت مانی اور مسجد قدس یا گھر کی مسجد میں ادا کی۔ عورت نے منت مانی کہ کل نماز پڑھے گی یا روزہ رکھے گی دوسرے دن اسے حیض آگیا تو قضا کرے اور اگر یہ منت مانی کہ حالت حیض میں دو رکعت پڑھے گی تو کچھ نہیں۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۵۹: منت مانی کہ آج دو رکعت پڑھے گا اور آج نہ پڑھی تو اس کی قضا نہیں، بلکہ کفارہ دینا ہوگا۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: مہینہ بھر کی نماز کی منت مانی تو ایک مہینے کے فرض و وتر کی مثل اس پر واجب ہے سنت کی مثل نہیں مگر و تر و مغرب کی جگہ چار رکعت پڑھے یعنی ہر روز بائیس رکعتیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۶۱: اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی منت مانی تو کھڑے ہو کر پڑھنا واجب ہے اور مطلق نماز کی منت ہے تو اختیار ہے۔^(۴) (عالمگیری)

تنبیہ: نوافل تو بہت کثیر ہیں، اوقاتِ ممنوعہ کے سوا آدمی جتنے چاہے پڑھے مگر ان میں سے بعض جو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں، بیان کیے جاتے ہیں۔

تحیۃ المسجد جو شخص مسجد میں آئے اُسے دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ چار پڑھے۔^(۵)

بخاری و مسلم ابوقادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو شخص مسجد میں داخل ہو، بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔“^(۶)

مسئلہ ۱: ایسے وقت مسجد میں آیا جس میں نفل نماز مکروہ ہے مثلاً بعد طلوع فجر یا بعد نماز عصر وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح و تہلیل و درود شریف میں مشغول ہو حق مسجد ادا ہو جائے گا۔^(۷) (ردالمحتار)

۱..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في القادر، بقدرۃ غیرہ، ج ۲، ص ۵۹۶.

۲..... ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، و مما يتصل بذلك مسائل، ج ۱، ص ۱۱۵.

اسکا کفارہ وہی ہے، جو قسم توڑنے کا ہے یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا کپڑا دینا یا تین روزے رکھنا۔ ۱۲ منہ

۳..... ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، و مما يتصل بذلك مسائل، ج ۱، ص ۱۱۵.

۴..... المرجع السابق.

۵..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في تحية المسجد، ج ۲، ص ۵۵۵.

۶..... ”صحیح البخاری“، کتاب الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، الحديث: ۴۴۴، ج ۱، ص ۱۷۰.

۷..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في تحية المسجد، ج ۲، ص ۵۵۵.

مسئلہ ۲: فرض یا سنت یا کوئی نماز مسجد میں پڑھ لی تحیۃ المسجد ادا ہو گئی اگرچہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو۔ اس نماز کا حکم اس کے لیے ہے جو بہ نیت نماز نہ کیا بلکہ درس و ذکر وغیرہ کے لیے گیا ہو۔ اگر فرض یا اقتدا کی نیت سے مسجد میں گیا تو یہی قائم مقام تحیۃ المسجد ہے بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے اور اگر عرصہ کے بعد پڑھے گا تو تحیۃ المسجد پڑھے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھ لے اور بغیر پڑھے بیٹھ گیا تو ساقط نہ ہوئی اب پڑھے۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: ہر روز ایک بار تحیۃ المسجد کافی ہے ہر بار ضرورت نہیں اور اگر کوئی شخص بے وضو مسجد میں گیا یا اور کوئی وجہ ہے کہ تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو چار بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہے۔^(۳) (درمختار)

تحیۃ الوضوء کہ وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔^(۴)

صحیح مسلم میں ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے، اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“^(۵)

مسئلہ ۱: غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ وضو کے بعد فرض وغیرہ پڑھے تو قائم مقام تحیۃ الوضوء کے ہو جائیں گے۔^(۶) (ردالمحتار)

نماز اشراق ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکر خدا کرتا رہا، یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا پھر دو رکعتیں پڑھیں ”تو اُسے پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔“^(۷)

نماز چاشت مستحب ہے، کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں^(۸) اور افضل بارہ ہیں کہ حدیث میں ہے، جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں، ”اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل

①..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في تحية المسجد، ج ۲، ص ۵۵۵.

②..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۵۷.

③..... المرجع السابق.

④..... ”تنوير الأبصار“ و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۶۳.

⑤..... ”صحيح مسلم“، کتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، الحديث: ۲۳۴، ص ۱۴۴.

⑥..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، مطلب: سنة الوضوء، ج ۲، ص ۵۶۳.

⑦..... ”جامع الترمذی“، أبواب السفر، باب ما ذکر مما يستحب من الجلوس في المسجد... إلخ، الحديث ۵۸۶، ج ۲، ص ۱۰۰.

⑧..... ”الفتاوى الهندية“، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج ۱، ص ۱۱۲.

بنائے گا۔“ (۱) اس حدیث کو ترمذی وابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

صحیح مسلم شریف میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: آدمی پر اس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے (اور کل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا صدقہ ہے اور اللَّهُ اکْبَرُ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے اور بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے دو رکعتیں چاشت کی کفایت کرتی ہیں۔ (۲)

ترمذی ابو ذر داء ابو ذر سے اور ابو داؤد و دارمی نعیم بن ہمار سے اور احمد ان سب سے راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عز وجل فرماتا ہے: ”اے ابن آدم! شروع دن میں میرے لیے چار رکعتیں پڑھ لے، آخر دن تک میں تیری کفایت فرماؤں گا۔“ (۳)

طبرانی ابو ذر داء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس نے دو رکعتیں چاشت کی پڑھیں، غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو چار پڑھے عابدین میں لکھا جائے گا اور جو چھ پڑھے اس دن اُس کی کفایت کی گئی اور جو آٹھ پڑھے اللہ تعالیٰ اسے قائنین میں لکھے گا اور جو بارہ پڑھے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں ایک محل بنائے گا اور کوئی دن یا رات نہیں جس میں اللہ تعالیٰ بندوں پر احسان و صدقہ نہ کرے اور اس بندہ سے بڑھ کر کسی پر احسان نہ کیا جسے اپنا ذکر الہام کیا۔“ (۴)

احمد و ترمذی وابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔“ (۵)

مسئلہ ۱: اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔ (۶) (عالمگیری، ردالمحتار)

نماز سفر کہ سفر میں جاتے وقت دو رکعتیں اپنے گھر پر پڑھ کر جائے۔ (۷) طبرانی کی حدیث میں ہے: کہ ”کسی نے

① ”جامع الترمذی“، أبواب الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، الحديث: ۴۷۲، ج ۲، ص ۱۷.

② ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى... إلخ، الحديث: ۷۲۰، ص ۳۶۳.

③ ”جامع الترمذی“، أبواب الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، الحديث: ۴۷۴، ج ۲، ص ۱۹.

④ ”الترغيب والترهيب“، الترغيب في صلاة الضحى، الحديث: ۱۴، ج ۱، ص ۲۶۶.

⑤ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند و أبي هريرة، الحديث: ۱۰۴۸۵، ج ۳، ص ۵۶۴.

⑥ ”الفتاوى الهندية“، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج ۱، ص ۱۱۲.

و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب: سنة الوضوء، ج ۲، ص ۵۶۳.

⑦ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي السفر، ج ۲، ص ۵۶۵.

اپنے اہل کے پاس اُن دور کعتوں سے بہتر نہ چھوڑا، جو بوقت ارادہ سفر ان کے پاس پڑھیں۔“ (1)

نماز واپسی سفر کہ سفر سے واپس ہو کر دو رکعتیں مسجد میں ادا کرے۔ (2) صحیح مسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے اور ابتداءً مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں اُس میں نماز پڑھتے پھر وہیں مسجد میں تشریف رکھتے۔“ (3)

مسئلہ ۱: مسافر کو چاہیے کہ منزل میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ (4) (ردالمحتار)

صلاة اللیل ایک رات میں بعد نماز عشا جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلاة اللیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں کہ۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں مرفوعاً ہے فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔ (5) اور
حدیث ۲: طبرانی نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رات میں کچھ نماز ضروری ہے اگرچہ اتنی ہی دیر جتنی دیر میں بکری دَوہ لیتے ہیں اور فرض عشا کے بعد جو نماز پڑھی وہ صلاة اللیل ہے۔ (6)

(نماز تہجد)

مسئلہ ۱: اسی صلاة اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشا کے بعد رات میں سو کر اُٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔ (7) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: تہجد نفل کا نام ہے اگر کوئی عشا کے بعد سو رہا پھر اٹھ کر قضا پڑھی تو اُس کو تہجد نہ کہیں گے۔ (8) (ردالمحتار)

①..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي السفر، ج ۲، ص ۵۶۵.

②..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي السفر، ج ۲، ص ۵۶۵.

③..... ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين في المسجد... إلخ، الحديث: ۷۱۶، ص ۳۶۱.

④..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي السفر، ج ۲، ص ۵۶۵.

⑤..... ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، الحديث: ۱۱۶۳، ص ۵۹۱.

⑥..... ”المعجم الكبير“، باب الألف، الحديث: ۷۸۷، ج ۱، ص ۲۷۱.

⑦..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة اللیل، ج ۲، ص ۵۶۶.

⑧..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة اللیل، ج ۲، ص ۵۶۷.

مسئلہ ۳: کم سے کم تہجد کی دو رکعتیں ہیں اور

حدیث ۳: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آٹھ تک ثابت۔

حدیث ۴: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔“ اس حدیث کو نسائی وابن ماجہ اپنی سنن میں اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور منذری نے کہا یہ حدیث بر شرط شیخین صحیح ہے۔^(۱) (رد المحتار)

مسئلہ ۴: جو شخص دو تہائی رات سونا چاہے اور ایک تہائی عبادت کرنا، اُسے افضل یہ ہے کہ پہلی اور پچھلی تہائی میں سوئے اور بیچ کی تہائی میں عبادت کرے اور اگر نصف شب میں سونا چاہتا ہے اور نصف جاگنا تو پچھلی نصف میں عبادت افضل ہے کہ

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ رب عزوجل ہر رات میں جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے آسمان دنیا پر تجلّی خاص فرماتا ہے اور فرماتا ہے: ”ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ اس کی دُعا قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے دوں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی بخشش کر دوں۔“^(۲)

اور سب سے بڑھ کر تو نماز داود ہے۔ کہ

حدیث ۶: بخاری و مسلم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: سب نمازوں میں اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب نماز داود ہے کہ آدھی رات سوتے اور تہائی رات عبادت کرتے پھر چھٹے حصّہ میں سوتے۔^(۳)

مسئلہ ۵: جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اُسے چھوڑنا مکروہ ہے۔ کہ

حدیث ۷: صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ارشاد فرمایا: ”اے عبد اللہ! تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اُٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔“^(۴) نیز

حدیث ۸: بخاری و مسلم وغیرہ میں ہے فرمایا: کہ ”اعمال میں زیادہ پسند اللہ عزوجل کو وہ ہے جو ہمیشہ ہو، اگرچہ تھوڑا ہو۔“^(۵)

① ”المستدرک“ للحاکم، کتاب صلاة التطوع، باب تودیع المنزل برکعتین، الحدیث: ۱۲۳۰، ج ۱، ص ۶۲۴۔

”رد المحتار“، کتاب الصلاة باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاة اللیل، ج ۲، ص ۵۶۷۔

② ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب الترغیب فی الدعاء... إلخ، الحدیث: ۷۵۸، ص ۳۸۱۔

③ ”صحیح البخاری“، کتاب احادیث الانبیاء، باب احب الصلاة إلى الله صلاة داود... إلخ، الحدیث: ۳۴۲۰، ج ۲، ص ۴۴۸۔

④ ”صحیح البخاری“، کتاب التہجد، باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقومہ، الحدیث: ۱۱۵۲، ج ۱، ص ۳۹۰۔

⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب فضیلة العمل الدائم... إلخ، الحدیث: ۲۱۸- (۷۸۳)، ص ۳۹۴۔

مسئلہ ۶: عیدین اور پندرہویں شعبان کی راتوں اور رمضان کی اخیر دس راتوں اور ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب ہے اکثر حصہ میں جاگنا بھی شب بیداری ہے۔^(۱) (درمختار) عیدین کی راتوں میں شب بیداری یہ ہے کہ عشا و صبح دونوں جماعت اولیٰ سے ہوں۔ کہ

صحیح حدیث میں فرمایا: ”جس نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی، اُس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے نماز فجر جماعت سے پڑھی، اس نے ساری رات عبادت کی۔“^(۲) اور ان راتوں میں اگر جاگے گا تو نماز عید و قربانی وغیرہ میں دقت ہوگی۔ لہذا اسی پر اکتفا کرے اور اگر ان کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا بہت بہتر۔

مسئلہ ۷: ان راتوں میں تنہا نفل نماز پڑھنا اور تلاوت قرآن مجید اور حدیث پڑھنا اور سُنتنا اور درود شریف پڑھنا شب بیداری ہے نہ کہ خالی جاگنا۔^(۳) (ردالمحتار) صلاۃ اللیل کے متعلق آٹھ حدیثیں ضمناً ابھی مذکور ہوئیں اس کے فضائل کی بعض حدیثیں اور سنیں۔

حدیث ۹: ترمذی و ابن ماجہ و حاکم بر شرط شیخین عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے۔“ تو کثرت سے لوگ حاضر خدمت ہوئے، میں بھی حاضر ہوا، جب میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے چہرہ کو غور سے دیکھا پہچان لیا کہ یہ مونہ جھوٹوں کا مونہ نہیں۔ کہتے ہیں پہلی بات جو میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے سُنی یہ ہے فرمایا: ”اے لوگو! سلام شائع کرو اور کھانا کھلاؤ اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو اور رات میں نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہوں، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو گے۔“^(۴)

حدیث ۱۰: حاکم نے بافادۃ التصحیح روایت کی، کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا تھا کوئی ایسی چیز ارشاد ہو کہ اُس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہوں؟ اُس پر بھی وہی جواب ارشاد ہوا۔^(۵)

حدیث ۱۱: طبرانی کبیر میں باسناد حسن و حاکم بافادۃ التصحیح بر شرط شیخین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جنت میں ایک بالا خانہ ہے کہ باہر کا اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندر کا باہر سے۔“ ابو مالک

..... ① ”الدر المختار“، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۶۸.

..... ② ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ العشاء... إلخ، الحدیث: ۶۵۶، ص ۳۲۹.

..... ③ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب فی إحياء لیالی العیدین... إلخ، ج ۲، ص ۵۶۹.

..... ④ ”المستدرک“ للحاکم، کتاب البر و الصلۃ، باب إرحموا أهل الارض... إلخ، الحدیث: ۷۳۵۹، ج ۵، ص ۲۲۱.

و ”الترغیب و الترہیب“، کتاب النوافل، الترغیب فی قیام اللیل، الحدیث: ۴، ج ۱، ص ۲۳۹.

..... ⑤ ”المستدرک“ للحاکم، کتاب البر و الصلۃ، باب إرحموا أهل الارض... إلخ، الحدیث: ۷۳۶۰، ج ۵، ص ۲۲۱.

اشعری نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ کس کے لیے ہے؟ فرمایا: ”اُس کے لیے کہ اچھی بات کرے اور کھانا کھلائے اور رات میں قیام کرے جب لوگ سوتے ہوں۔“ (1) اور اسی کے مثل ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۱۳: نبیہتی کی ایک روایت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے، اس وقت منادی پکارے گا، کہاں ہیں وہ جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا ہوتی تھیں؟ وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے یہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر اور لوگوں کے لیے حساب کا حکم ہوگا۔ (2)

حدیث ۱۴: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: ”رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مرد مسلمان اُس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی جو بھلائی مانگے، وہ اسے دے گا اور یہ ہر رات میں ہے۔“ (3)

حدیث ۱۵، ۱۶: ترمذی ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ”قیام اللیل کو اپنے اوپر لازم کرلو کہ یہ اگلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمہارے رب (عزوجل) کی طرف قربت کا ذریعہ اور سیئات کا مٹانے والا اور گناہ سے روکنے والا۔“ (4) اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ ”بدن سے بیماری دفع کرنے والا ہے۔“ (5)

حدیث ۱۷: صحیح بخاری میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جورات میں اُٹھے اور یہ دُعا پڑھے۔“

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَ سُبْحَنَ اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ رَبِّ اغْفِرْ لِي . (6)

① ”المستدرک“ للحاکم، کتاب صلاة التطوع، باب صلاة الحاجة، الحدیث: ۱۲۴۰، ج ۱، ص ۶۳۱، عن عبد اللہ بن عمرو.

② ”شعب الإيمان“، باب فی الصلوات، الحدیث: ۳۲۴۴، ج ۳، ص ۱۶۹.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب فی اللیل ساعة مستجاب فیها الدعاء، الحدیث: ۷۵۷، ص ۳۸۰.

④ ”جامع الترمذی“، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۶۰، ج ۵، ص ۳۲۲.

⑤ ”المعجم الكبير“، باب السین، الحدیث: ۶۱۵۴، ج ۶، ص ۲۵۸.

⑥ ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اور پاک ہے اللہ (عزوجل) اور حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے اور اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ (عزوجل) بڑا ہے اور نہیں ہے گناہ سے پھرنا اور نہ نیکی کی طاقت مگر اللہ (عزوجل) کے ساتھ اے میرے پروردگار! تُو مجھے بخش دے۔ ۱۲

پھر جو دعا کرے مقبول ہوگی اور اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز مقبول ہوگی۔“ (1)

حدیث ۱۸: صحیح بخاری صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو

تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ عُدُّكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ اَنْبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ . (2)

یہ ایک دعا اور چند حدیثیں ذکر کر دی گئیں اور ان کے علاوہ اس نماز کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں، جسے اللہ عزوجل توفیق عطا فرمائے اس کے لیے یہی بس ہیں۔

نماز استخارہ

حدیث صحیح جس کو مسلم کے سوا جماعت محدثین نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے، جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے، فرماتے ہیں:

① ”صحیح البخاری“، کتاب التہجد، باب فضل من تعار من اللیل فصلی، الحدیث: ۱۱۵۴، ج ۱، ص ۳۹۱.

و ”مرقاۃ المفاتیح“، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یقول إذا قام من اللیل، تحت الحدیث: ۱۲۱۳، ج ۳، ص ۲۸۸.

② ”صحیح البخاری“، کتاب التہجد، باب التہجد باللیل، الحدیث: ۱۱۲۰، ج ۱، ص ۳۸۱.

ترجمہ: الہی! تیرے ہی لیے حمد ہے، آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے تو سب کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے، تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تجھ سے ملنا (قیامت) حق ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور انبیاء حق ہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ (عزوجل) تیرے لیے میں اسلام لایا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر توکل کیا اور تیری ہی طرف رجوع کی اور تیری ہی مدد سے خصومت کی اور تیری ہی طرف فیصلہ لایا پس تُو بخش دے میرے لیے وہ گناہ جو میں نے پہلے کیا اور پیچھے کیا اور چھپا کر کیا اور اعلانیہ کیا اور وہ گناہ جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تُو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ۱۲

”جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اَجَلِہٖ فَاقْدُرْہٗ لِیْ وَ یَسِّرْہٗ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہٖ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اَجَلِہٖ فَاصْرِفْہٗ عَنِّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْہٗ وَ اقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِیْنِیْ بِہٖ . (1)

اور اپنی حاجت کا ذکر کرے خواہ بجائے ہذا الامر کے حاجت کا نام لے یا اس کے بعد۔ (2) (ردالمحتار)

اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ مِیْن اَوْ شُکْ رَاوِیْ ہِے، فقہا فرماتے ہیں کہ جمع کرے یعنی یوں کہے۔

وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اَجَلِہٖ . (3) (غنیہ)

مسئلہ ۱: حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کے لیے استخارہ نہیں ہو سکتا، ہاں تعین وقت کے لیے کر سکتے

ہیں۔ (4) (غنیہ)

مسئلہ ۲: مستحب یہ ہے کہ اس دعا کے اول آخر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور درود شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں قُلْ یٰۤاَيُّهَا

الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰہ پڑھے اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں وَ رَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ

یُعَلِّمُوْنَ تک اور دوسری میں وَ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اٰخِرَ اٰیٰتِہٖ تک بھی پڑھے۔ (5) (ردالمحتار)

..... 1 ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت کے ساتھ طلب قدرت کرتا ہوں اور تجھ سے

تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔

اے اللہ (عزوجل) اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں یا فرمایا اس وقت اور آئندہ

میں تو اس کو میرے لیے مقدر کر دے اور آسان کر پھر میرے لیے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لیے یہ کام برا ہے میرے

دین و معیشت اور انجام کار میں یا فرمایا اس وقت اور آئندہ میں تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر اور میرے لیے خیر کو مقرر فرما

جہاں بھی ہو پھر مجھے اس سے راضی کر۔ ۱۲

..... 2 ”صحیح البخاری“، کتاب التہجد، باب ماجاء فی التطوع... إلخ، الحدیث: ۱۱۶۲، ج ۱، ص ۳۹۳۔

و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب فی رکعتی الاستخارة، ج ۲، ص ۵۶۹۔

..... 3 ”غنیة المتملی“، رکعتا الاستخارة، ص ۴۳۱۔

..... 4 المرجع السابق۔

..... 5 ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب فی رکعتی الاستخارة، ج ۲، ص ۵۷۰۔

مسئلہ ۳: بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں ہے: ”اے انس! جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب (عزوجل) سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گذرا کہ بیشک اُسی میں خیر ہے۔“ (۱) اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دُعائے مذکور پڑھ کر باطہارت قبلہ رُوسور ہے اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سُرخ دیکھے تو بُرا ہے اس سے بچے۔ (۲) (ردالمحتار) استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری جم نہ چکی ہو۔

صلاة التسبیح

اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے بعض محققین فرماتے ہیں اس کی بزرگی سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سُستی کرنے والا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”اے چچا! کیا میں تم کو عطا نہ کروں، کیا میں تم کو بخشش نہ کروں، کیا میں تم کو نہ دوں تمہارے ساتھ احسان نہ کروں، دس خصلتیں ہیں کہ جب تم کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اگلا پچھلا پُرانا نیا جو بھول کر کیا اور جو قصد کیا چھوٹا اور بڑا پوشیدہ اور ظاہر، اس کے بعد صلاة التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی پھر فرمایا: کہ اگر تم سے ہو سکے کہ ہر روز ایک بار پڑھو تو کرو اور اگر روز نہ کرو تو ہر جمعہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو ہر مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو عمر میں ایک بار۔“ اور اس کی ترکیب ہمارے طور پر وہ ہے جو سنن ترمذی شریف میں بروایت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور ہے، فرماتے ہیں: اللہ اکبر کہہ کر سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ پڑھے پھر یہ پڑھے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پندرہ بار پھر اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللَّهِ اور اَلْحَمْدُ اور سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سراٹھائے اور بعد تسمیع و تحمید دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس بار کہے پھر سجدہ سے سراٹھا کر دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے۔ یوہیں چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں ۵۷ بار تسبیح اور چاروں میں تین سو ہوئیں اور رکوع و سجود میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔ (۳) (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۱: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کون سورت پڑھی جائے؟ فرمایا: سورہ

① ”کنز العمال“، کتاب الصلاة، رقم: ۲۱۵۳۵، ج ۷، ص ۳۳۶.

② ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب فی رکعتی الاستخارة، ج ۲، ص ۵۷۰.

③ ”غنیة المتملي“، صلاة التسبیح، ص ۴۳۱.

تکاثر والعصر اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور بعض نے کہا سورہ حدید اور حشر اور صف اور تغابن۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: اگر سجدہ سہو واجب ہو اور سجدے کرے تو ان دونوں میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں اور اگر کسی جگہ بھول کر دس بار سے کم پڑھی ہیں تو دوسری جگہ پڑھ لے کہ وہ مقدار پوری ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد جو دوسرا موقع تسبیح کا آئے وہیں پڑھ لے مثلاً قومہ کی سجدہ میں کہے اور رکوع میں بھولا تو اسے بھی سجدہ ہی میں کہے نہ قومہ میں کہ قومہ کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے اور پہلے سجدہ میں بھولا تو دوسرے میں کہے جلسہ میں نہیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: تسبیح انگلیوں پر نہ گنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ انگلیاں دبا کر۔^(۳)

مسئلہ ۴: ہر وقت غیر مکروہ میں یہ نماز پڑھ سکتا ہے اور بہتر یہ کہ ظہر سے پہلے پڑھے۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ اس نماز میں سلام سے پہلے یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ تَوْفِیْقَ اَهْلِ الْهُدٰی وَاَعْمَالَ اَهْلِ الْیَقِیْنِ وَمُنَاصَحَةَ اَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَهْلِ الْخَشِیَةِ وَطَلَبَ اَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبَدَ اَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَخَافُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مَخَافَةً تَحْجُزْنِیْ عَنْ مَعَاصِیْكَ حَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰی اُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِنْكَ وَحَتّٰی اُخْلِصَ لَكَ النَّصِیْحَةَ حُبًّا لِّكَ وَحَتّٰی اَتَوَكَّلَ عَلَیْكَ فِی الْاُمُوْر حُسْنَ ظَنٍّ بِكَ سُبْحٰنَ خَالِقِ النُّوْرِ .^(۵) (ردالمحتار)

① "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة التسبیح، ج ۲، ص ۵۷۱.

② المرجع السابق.

③ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة التسبیح، ج ۲، ص ۵۷۲.

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة التسبیح، ج ۲، ص ۵۷۱.

و "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج ۱، ص ۱۱۳.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة التسبیح، ج ۲، ص ۵۷۲.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت والوں کی توفیق اور یقین والوں کے اعمال اور اہل توبہ کی خیر خواہی اور اہل صبر کا عزم اور خوف والوں کی کوشش اور رغبت والوں کی طلب اور پرہیزگاروں کی عبادت اور اہل علم کی معرفت تاکہ میں تجھ سے ڈروں۔ اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے ایسا خوف مانگتا ہوں جو مجھے تیری نافرمانیوں سے روکے، تاکہ میں تیری طاعت کے ساتھ ایسا عمل کروں جس کی وجہ سے تیری رضا کا مستحق ہو جاؤں، تاکہ تیرے خوف سے خالص توبہ کروں اور تاکہ تیری محبت کی وجہ سے خیر خواہی کو تیرے لیے خالص کروں اور تاکہ تمام امور میں تجھ پر توکل کروں، تجھ پر نیک گمان کرتے ہوئے، پاک ہے نور کا پیدا کرنے والا۔ ۱۲

نماز حاجت

ابوداؤد حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں: ”جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی امر اہم پیش آتا تو نماز پڑھتے۔“ (1) اس کے لیے دو رکعت یا چار پڑھے۔ حدیث میں ہے: ”پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور تین بار آیہ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک بار پڑھے، تو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔“ مشائخ فرماتے ہیں: کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ ایک حدیث میں ہے جس کو ترمذی وابن ماجہ نے عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس کی کوئی حاجت اللہ (عزوجل) کی طرف ہو یا کسی بنی آدم کی طرف تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ عزوجل کی شاکرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ پڑھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدْعُ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ (2)

ترمذی بافادہ تحسین و تصحیح وابن ماجہ و طبرانی وغیرہم عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک صاحب نابینا حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کی، اللہ (عزوجل) سے دُعا کیجیے کہ مجھے عافیت دے، ارشاد فرمایا: ”اگر تو چاہے تو دُعا کروں اور چاہے صبر کر اور یہ تیرے لیے بہتر ہے۔“ انھوں نے عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دُعا کریں، انھیں حکم فرمایا: کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دُعا پڑھو:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَسَّلُ وَآتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ (3) إِنِّي

1..... ”سنن أبي داود“، كتاب التطوع، باب وقت قيام النبي صلى الله عليه وسلم من الليل، الحديث: ١٣١٩، ج ٢، ص ٥٢.

2..... ”جامع الترمذی“، أبواب الوتر، باب ماجاء في صلاة الحاجة، الحديث: ٤٧٨، ج ٢، ص ٢١.

ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو علیم و کریم ہے، پاک ہے اللہ (عزوجل)، مالک ہے عرش عظیم کا، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جو رب ہے تمام جہاں کا، میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں اور طلب کرتا ہوں تیری بخشش کے ذرائع اور ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کو میرے لیے کوئی گناہ بغیر مغفرت نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے اور جو حاجت تیری رضا کے موافق ہے اسے پورا کر دے، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔ ۱۲

3..... حدیث میں اس جگہ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے۔ مگر مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہنے کے بجائے، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہنے کی تعلیم دی ہے۔

تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لَتُقْضَى لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ . (1)

عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”خدا کی قسم! ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آئے، گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔“ (2) نیز قضائے حاجت کے لیے ایک مجرب نماز جو علما ہمیشہ پڑھتے آئے یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر جا کر دو رکعت نماز پڑھے اور امام کے وسیلہ سے اللہ عزوجل سے سوال کرے، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ میں ایسا کرتا ہوں تو بہت جلد میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ (3) (خیرات الحسان)

(صلاة الأسرار)

نیز اس کے لیے ایک مجرب نماز صلاة الأسرار ہے جو امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر نخعی شطونی ہجۃ الاسرار میں اور مولانا علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھے سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار دُرُود و سلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے:

يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اغْنِنِي وَأَمْدُدْنِي فِي قَضَائِ حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ . (4)

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر یہ کہے:

يَا غَوْثَ الثَّقَلَيْنِ وَيَا كَرِيمَ الطَّرْفَيْنِ اغْنِنِي وَأَمْدُدْنِي فِي قَضَائِ حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ . (5)

..... 1 ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تو سل کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو نبی رحمت ہیں یا رسول اللہ (عزوجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ذریعہ سے اپنے رب (عزوجل) کی طرف اس حاجت کے بارہ میں متوجہ ہوتا ہوں، تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ ”الہی! اون کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔“ ۱۲

..... 2 ”سنن ابن ماجہ“، کتاب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب ماجاء في صلاة الحاجة، الحديث: ۱۳۸۵، ج ۲، ص ۱۵۶.

و ”جامع الترمذی“، کتاب الدعوات، الحديث: ۳۵۸۹، ج ۵، ص ۳۳۶.

و ”المعجم الكبير“، الحديث: ۸۳۱۱، ج ۹، ص ۳۰. دون قوله (واتوسل).

..... 3 ”الخیرات الحسان“، الفصل الخامس والثلاثون... إلخ، ص ۲۳۰.

و ”تاریخ بغداد“، باب ما ذکر في مقابر بغداد المخصوصة بالعلماء والزهاد، ج ۱، ص ۱۳۵.

..... 4 ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) کے رسول! اے اللہ (عزوجل) کے نبی! میری فریاد کو پہنچے اور میری مدد کیجیے، میری حاجت پوری ہونے میں،

اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔ ۱۲

..... 5 ترجمہ: اے جن و انس کے فریادرس اور اے دونوں طرف (ماں باپ) سے بزرگ! میری فریاد کو پہنچے اور میری مدد کیجیے، میری حاجت

پوری ہونے میں، اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔ ۱۲

پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دعا کرے۔ (1)

نماز توبہ

ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جب کوئی بندہ گناہ کرے پھر وضو کر کے نماز پڑھے پھر استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔“ پھر یہ آیت پڑھی۔

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۖ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝﴾ (2)

جنہوں نے بے حیائی کا کوئی کام کیا یا اپنی جانوں پر ظلم کیا پھر اللہ (عزوجل) کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگی اور کون گناہ بخشے اللہ (عزوجل) کے سوا اور اپنے کیے پر دانستہ ہٹ نہ کی حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

مسئلہ ۱: صلاۃ الرغائب کہ رجب کی پہلی شب جمعہ اور شعبان کی پندرھویں شب اور شب قدر میں جماعت کے ساتھ نفل نماز بعض جگہ لوگ ادا کرتے ہیں، فقہاء اسے ناجائز و مکروہ و بدعت کہتے ہیں اور لوگ اس بارے میں جو حدیث بیان کرتے ہیں محدثین اسے موضوع بتاتے ہیں۔ (3) لیکن اجلہ اکابر اولیاء سے باسانید صحیحہ مروی ہے، تو اس کے منع میں غلو نہ چاہیے (4) اور اگر جماعت میں تین سے زائد مقتدی نہ ہوں جب تو اصلاً کوئی حرج نہیں۔

1..... ”بہجة الأسرار“، ذکر فضل أصحابہ و بشرامہ، ص ۱۹۷. بتصرف.

2..... ”جامع الترمذی“، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الصلاة عند التوبة، الحديث: ۴۰۶، ج ۱، ص ۴۱۴.

پ ۴، ال عمران: ۱۳۵.

3..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الرغائب، ج ۲، ص ۵۶۹، وغیره.

4..... مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“، جلد 7، صفحہ 465 پر فرماتے ہیں: ”ونفل غیر تراویح میں امام کے سوا تین آدمیوں تک تو اجازت ہی ہے۔ چار کی نسبت کتب حنفیہ میں کراہت لکھتے ہیں یعنی کراہت تنزیہ جس کا حاصل خلاف اولیٰ ہے نہ کہ گناہ و حرام کما بینا فی فتاوانا (جیسا کہ ہم نے اس کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں دی ہے۔ ت) مگر مسئلہ مختلف فیہ ہے اور بہت اکابر دین سے جماعت نوافل بالتداعی (تداعی کا لغوی معنی ہے ”ایک دوسرے کو بلانا“۔ اور تداعی کے ساتھ جماعت کا مطلب ہے کہ کم از کم چار آدمی ایک امام کی اقتدا کریں۔ ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۷، ص ۴۳۰) ثابت ہے اور عوام فعل خیر سے منع نہ کیے جائیں گے۔ علمائے امت و حکمائے ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے۔“

(”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۷، ص ۴۶۵).

تراویح کا بیان

مسئلہ ۱: تراویح مرد و عورت سب کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک جائز نہیں۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

اس پر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مداومت فرمائی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”میری سنت اور سنت خلفائے راشدین کو اپنے اوپر لازم سمجھو۔“^(۲) اور خود حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بھی تراویح پڑھی اور اسے بہت پسند فرمایا۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ارشاد فرماتے ہیں: ”جو رمضان میں قیام کرے ایمان کی وجہ سے اور ثواب طلب کرنے کے لیے، اس کے اگلے سب گناہ بخش دیے جائیں گے“^(۳) یعنی صغائر۔ پھر اس اندیشہ سے کہ امت پر فرض نہ ہو جائے ترک فرمائی پھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں ایک رات مسجد کو تشریف لے گئے اور لوگوں کو متفرق طور پر نماز پڑھتے پایا کوئی تنہا پڑھ رہا ہے، کسی کے ساتھ کچھ لوگ پڑھ رہے ہیں، فرمایا: میں مناسب جانتا ہوں کہ ان سب کو ایک امام کے ساتھ جمع کر دوں تو بہتر ہو، سب کو ایک امام ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اکٹھا کر دیا پھر دوسرے دن تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں فرمایا نِعِمَّتِ الْبُدْعَةُ هَذِهِ یہ اچھی بدعت ہے۔^(۴) رواہ اصحاب السنن۔

مسئلہ ۲: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں^(۵) اور یہی احادیث سے ثابت، بیہقی نے بسند صحیح سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ لوگ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔^(۶) اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بھی یو ہیں تھا۔^(۷) اور موطا میں یزید بن رومان سے روایت ہے، کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں تیس رکعتیں پڑھتے۔^(۸) بیہقی نے کہا اس میں تین رکعتیں وتر کی ہیں۔^(۹) اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

① ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۹۶، وغیرہ۔

② ”جامع الترمذی“، أبواب العلم، باب ماجاء في الأخذ بالسنة... إلخ، الحديث: ۲۶۸۵، ج ۴، ص ۳۰۸۔

③ ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، الحديث: ۷۵۹، ص ۳۸۲۔

④ ”صحیح البخاری“، کتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، الحديث: ۲۰۱۰، ج ۱، ص ۶۵۸۔

و ”الموطأ“ لإمام مالك، کتاب الصلاة في رمضان، باب ماجاء في قيام رمضان، رقم ۲۵۵، ج ۱، ص ۱۲۰۔

⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ج ۲، ص ۵۹۹۔

⑥ ”معرفة السنن والآثار“ للبيهقي، کتاب الصلاة، باب قيام رمضان، رقم ۱۳۶۵، ج ۲، ص ۳۰۵۔

⑦ ”فتح باب العناية شرح النقاية“، کتاب الصلاة، فصل في صلاة التراويح، ج ۱، ص ۳۴۲۔

⑧ ”الموطأ“ لإمام مالك، کتاب الصلاة في رمضان، باب ماجاء في قيام رمضان، رقم ۲۵۷، ج ۱، ص ۱۲۰۔

⑨ ”السنن الكبرى“، کتاب الصلاة، باب ما روى في عدد ركعات القيام في شهر رمضان، الحديث: ۴۶۱۸، ج ۲، ص ۶۹۹۔

نے ایک شخص کو حکم فرمایا: کہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے۔^(۱) نیز اس کے بیس رکعت ہونے میں یہ حکمت ہے کہ فرائض و واجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے اور کل فرائض و واجبات کی ہر روز بیس رکعتیں ہیں، لہذا مناسب کہ یہ بھی بیس ہوں کہ مکمل و مکمل برابر ہوں۔

مسئلہ ۳: اس کا وقت فرض عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے و تر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد بھی تو اگر کچھ رکعتیں اس کی باقی رہ گئیں کہ امام و تر کو کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ و تر پڑھ لے پھر باقی ادا کر لے جب کہ فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے اور اگر تراویح پوری کر کے و تر تنہا پڑھے تو بھی جائز ہے اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ نماز عشا بغیر طہارت پڑھی تھی اور تراویح و تر طہارت کے ساتھ تو عشا و تراویح پھر پڑھے و تر ہو گیا۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۴: مستحب یہ ہے کہ تنہائی رات تک تاخیر کریں اور آدھی رات کے بعد پڑھیں تو بھی کراہت نہیں۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۵: اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا نہیں اور اگر قضا تنہا پڑھ لی تو تراویح نہیں بلکہ نفل مستحب ہیں، جیسے مغرب و عشا کی سنتیں۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور اگر کسی نے بیسوں پڑھ کر آخر میں سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو ہو جائے گی مگر کراہت کے ساتھ اور اگر قعدہ نہ کیا تھا تو دو رکعت کے قائم مقام ہوں۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۷: احتیاط یہ ہے کہ جب دو دو رکعت پر سلام پھیرے تو ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کرے اور اگر ایک ساتھ بیسوں رکعت کی نیت کر لی تو بھی جائز ہے۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین مرتبہ افضل۔ لوگوں کی

① "السنن الکبریٰ"، کتاب الصلاة، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان، الحدیث: ۴۶۲۱، ج ۲، ص ۶۹۹.

② "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراویح، ج ۲، ص ۵۹۷.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۵.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۹۸.

④ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراویح، ج ۲، ص ۵۹۸.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراویح، ج ۲، ص ۵۹۹.

⑥ "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراویح، ج ۲، ص ۵۹۷.

سستی کی وجہ سے ختم کو ترک نہ کرے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۹: امام و مقتدی ہر دو رکعت پر ثنا پڑھیں اور بعد تشہد دعا بھی، ہاں اگر مقتدیوں پر گرانی ہو تو تشہد کے بعد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ پراکتفا کرے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: اگر ایک ختم کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو پھر اگر اس رات میں یا اس کے پہلے ختم ہو تو تراویح آخر رمضان تک برابر پڑھتے رہیں کہ سنت مؤکدہ ہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: افضل یہ ہے کہ تمام شفعوں میں قراءت برابر ہو اور اگر ایسا نہ کیا جب بھی حرج نہیں۔ یوہیں ہر شفیع کی پہلی رکعت اور دوسری کی قراءت مساوی ہو دوسری کی قراءت پہلی سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: قراءت اور ارکان کی ادا میں جلدی کرنا مکروہ ہے اور جتنی ترتیل زیادہ ہو^(۵) بہتر ہے۔ یوہیں تعوذ و تسمیہ و طمانینت و تسبیح کا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہے۔^(۶) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۳: ہر چار رکعت پر اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھیں، پانچویں ترویجہ اور وتر کے درمیان اگر بیٹھنا لوگوں پر گراں ہو تو نہ بیٹھے۔^(۷) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: اس بیٹھنے میں اسے اختیار ہے کہ چپکا بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا تلاوت کرے یا درود شریف پڑھے یا چار رکعتیں تنہا نفل پڑھے جماعت سے مکروہ ہے یا یہ تسبیح پڑھے:

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْكَبَرِيَّاءِ وَالْجَبَرُوتِ. سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نَسْتَغْفِرُ

① "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۶۰۱.

و "الفتاوى الرضوية"، ج ۷، ص ۴۵۸.

② "الدرالمختار" و "ردالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ج ۲، ص ۶۰۲.

③ "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج ۱، ص ۱۱۸.

④ المرجع السابق، ص ۱۱۷.

⑤ یعنی جس قدر حروف کو اچھی طرح ادا کرے۔

⑥ "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج ۱، ص ۱۱۷.

و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۶۰۳.

⑦ "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج ۱، ص ۱۱۵، وغیرہ.

اللّٰهُ نَسْتُلِكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ - (1) (غنیہ، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۵: ہر دو رکعت کے بعد دو رکعت پڑھنا مکروہ ہے۔ یوہیں دس رکعت کے بعد بیٹھنا بھی مکروہ۔ (2)

(درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے کہ اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہگار نہیں مگر جو شخص مقتدا ہو کہ اس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ (3) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہ ہو اگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔ (4) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اگر عالم حافظ بھی ہو تو افضل یہ ہے کہ خود پڑھے دوسرے کی اقتداء نہ کرے اور اگر امام غلط پڑھتا ہو تو مسجد محلّہ چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانے میں حرج نہیں۔ یوہیں اگر دوسری جگہ کا امام خوش آواز ہو یا ہلکی قراءت پڑھتا ہو یا مسجد محلّہ میں ختم نہ ہوگا تو دوسری مسجد میں جانا جائز ہے۔ (5) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: خوش خوان کو امام بنانا چاہیے بلکہ درست خوان کو بنائیں۔ (6) (عالمگیری) افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ میں حفاظ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے، اکثر تو ایسا پڑھتے ہیں کہ یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا الفاظ و حروف کھا جایا کرتے ہیں جو اچھا پڑھنے والے کہے جاتے ہیں انہیں دیکھیے تو حروف صحیح نہیں ادا کرتے ہمزہ، الف، عین اور ذ، ز، ظ اور

1..... "غنیة المتملی"، تراویح، ص ۴۰۴.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراویح، ج ۲، ص ۶۰۰، وغیرہما۔
ترجمہ: پاک ہے ملک و ملکوت والا، پاک ہے عزت و بزرگی اور بڑائی اور جبروت والا، پاک ہے بادشاہ جو زندہ ہے، جو نہ سوتا ہے نہ مرتا ہے، پاک مقدس ہے فرشتوں اور روح کا مالک، اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ (عزوجل) سے ہم مغفرت چاہتے ہیں، تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ ۱۲

2..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۵.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۶۰۱.

3..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۶.

4..... المرجع السابق.

5..... المرجع السابق.

6..... المرجع السابق.

ث، ص، ت، ط وغیرہ حروف میں تفرقہ (۱) نہیں کرتے جس سے قطعاً نماز ہی نہیں ہوتی فقیر کو انھیں مصیبتوں کی وجہ سے تین سال ختم قرآن مجید سننا نہ ملا۔ مولانا عزوجل مسلمان بھائیوں کو توفیق دے کہ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ پڑھنے کی کوشش کریں۔

مسئلہ ۲۰: آج کل اکثر رواج ہو گیا ہے کہ حافظ کو اجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں، اجرت صرف یہی نہیں کہ پیشتر مقرر کر لیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے، بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے، اگرچہ اس سے طے نہ ہوا ہو یہ بھی ناجائز ہے کہ الْمَعْرُوف كَالْمَشْرُوطِ ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا نہیں لوں گا پھر پڑھے اور حافظ کی خدمت کریں تو اس میں حرج نہیں کہ الصَّرِيحُ يُفَوِّقُ الدَّلَالَۃَ (۲)۔

مسئلہ ۲۱: ایک امام دو مسجدوں میں تراویح پڑھاتا ہے اگر دونوں میں پوری پوری پڑھائے تو ناجائز ہے اور مقتدی نے دو مسجدوں میں پوری پوری پڑھی تو حرج نہیں مگر دوسری میں وتر پڑھنا جائز نہیں جب کہ پہلی میں پڑھ چکا اور اگر گھر میں تراویح پڑھ کر مسجد میں آیا اور امامت کی تو مکروہ ہے۔ (۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: لوگوں نے تراویح پڑھ لی اب دوبارہ پڑھنا چاہتے ہیں تو تنہا تنہا پڑھ سکتے ہیں جماعت کی اجازت نہیں۔ (۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: افضل یہ ہے کہ ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھیں اور دو کے پیچھے پڑھنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ پورے ترویجہ پر امام بدلیں، مثلاً آٹھ ایک کے پیچھے اور بارہ دوسرے کے۔ (۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: نابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی یہی صحیح ہے۔ (۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ اُسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشا و تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔ (۷) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۶: یہ جائز ہے کہ ایک شخص عشا و وتر پڑھائے دوسرا تراویح۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشا و وتر کی

..... ① یعنی فرق۔ ② یعنی صراحت کو دلالت پر فوقیت ہے۔

..... ③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۶۔

..... ④ المرجع السابق۔

..... ⑤ المرجع السابق۔

..... ⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۵۔

..... ⑦ المرجع السابق، ص ۱۱۶، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب فی کراہۃ

الاعتداء فی النفل علی سبیل التداعی... إلخ، ج ۲، ص ۶۰۶۔

امامت کرتے تھے اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: اگر سب لوگوں نے عشا کی جماعت ترک کر دی تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھیں، ہاں عشا جماعت سے ہوئی اور بعض کو جماعت نہ ملی۔ تو یہ جماعت تراویح میں شریک ہوں۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۲۸: اگر عشا جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو ترکی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور اگر عشا تنہا پڑھ لی اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: عشا کی سنتوں کا سلام نہ پھیر اسی میں تراویح ملا کر شروع کی تو تراویح نہیں ہوئی۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: تراویح بیٹھ کر پڑھنا بلا عذر مکروہ ہے، بلکہ بعضوں کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۳۱: مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کہ یہ منافقین سے مشابہت ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُفَالَى﴾

منافق جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو تھکے جی سے۔^(۶) (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۳۲: امام سے غلطی ہوئی کوئی سورت یا آیت چھوٹ گئی تو مستحب یہ ہے کہ اسے پہلے پڑھ کر پھر آگے بڑھے۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا کھڑا ہو گیا تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور سجدہ کر لیا ہو تو چار

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۶.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۶۰۳.

③ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج ۲، ص ۶۰۳.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۷.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۶۰۳.

⑥ "غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی"، تراویح، فروع، ص ۴۱۰.

و "ردالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج ۲، ص ۶۰۳.

پ ۵، النساء: ۱۴۲.

⑦ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۸.

پوری کر لے مگر یہ دو شمار کی جائیں گی اور جو دو پر بیٹھ چکا ہے تو چار ہوں۔⁽¹⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: تین رکعت پڑھ کر سلام پھیرا، اگر دوسری پر بیٹھا نہ تھا تو نہ ہوں ان کے بدلے کی دو رکعت پھر پڑھے۔⁽²⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: قعدہ میں مقتدی سو گیا امام سلام پھیر کر اور دو رکعت پڑھ کر قعدہ میں آیا اب یہ بیدار ہوا تو اگر معلوم ہو گیا تو سلام پھیر کر شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد جلد پوری کر کے امام کے ساتھ ہو جائے۔⁽³⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: وتر پڑھنے کے بعد لوگوں کو یاد آیا کہ دو رکعتیں رہ گئیں تو جماعت سے پڑھ لیں اور آج یاد آیا کہ کل دو رکعتیں رہ گئی تھیں تو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔⁽⁴⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: سلام پھیرنے کے بعد کوئی کہتا ہے دو ہوں کوئی کہتا ہے تین تو امام کے علم میں جو ہو اُس کا اعتبار ہے اور امام کو کسی بات کا یقین نہ ہو تو جس کو سچا جانتا ہو اُس کا قول اعتبار کرے۔ اگر اس میں لوگوں کو شک ہو کہ بیس ہوں یا اٹھارہ تو دو رکعت تنہا تنہا پڑھیں۔⁽⁵⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: اگر کسی وجہ سے نماز تراویح فاسد ہو جائے تو جتنا قرآن مجید ان رکعتوں میں پڑھا ہے اعادہ کریں تاکہ ختم میں نقصان نہ رہے۔⁽⁶⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: اگر کسی وجہ سے ختم نہ ہو تو سورتوں کی تراویح پڑھیں اور اس کے لیے بعضوں نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ الم ترکیف سے آخر تک دوبار پڑھنے میں بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔⁽⁷⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: ایک بار بسم اللہ شریف جہر⁽⁸⁾ سے پڑھنا سنت ہے اور ہر سورت کی ابتدا میں آہستہ پڑھنا مستحب اور یہ جو آج کل بعض جہال نے نکالا ہے کہ ایک سو چودہ بار بسم اللہ جہر سے پڑھی جائے ورنہ ختم نہ ہوگا، مذہب حنفی میں بے اصل ہے۔

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۸.

۲..... المرجع السابق.

۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۹.

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۷.

۵..... المرجع السابق.

۶..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۸.

۷..... المرجع السابق.

۸..... یعنی اونچی آواز۔

مسئلہ ۴۱: متاخرین نے ختم تراویح میں تین بار قل ھو اللہ پڑھنا مستحب کہا اور بہتر یہ ہے کہ ختم کے دن پچھلی رکعت میں اَلر سے مفلحون تک پڑھے۔

مسئلہ ۴۲: شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے، کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں، کچھ لوگ مسجد کے باہر حقہ نوشی کر رہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے یہ ناجائز ہے۔

فائدہ: ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان شریف میں اکسٹھ ختم کیا کرتے تھے۔ تین دن میں اور تیس رات میں اور ایک تراویح میں اور پینتالیس برس عشا کے وضو سے نماز فجر پڑھی ہے۔

منفرد کافرضوں کی جماعت پانا

حدیث ۲۱: امام مالک و نسائی روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی محجن نامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں حاضر تھے اذان ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی وہ بیٹھے رہ گئے، ارشاد فرمایا: ”جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا چیز مانع ہوئی کیا تم مسلمان نہیں ہو۔“ عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہوں تو مگر میں نے گھر پڑھ لی تھی، ارشاد فرمایا: ”جب نماز پڑھ کر مسجد میں آؤ اور نماز قائم کی جائے تو لوگوں کے ساتھ پڑھ لو اگرچہ پڑھ چکے ہو۔“ (۱) اسی کے مثل یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے جو ابوداؤد میں مروی۔

حدیث ۳: امام مالک نے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”جو مغرب یا صبح کی پڑھ چکا ہے پھر جب امام کے ساتھ پائے اعادہ نہ کرے۔“ (۲)

مسئلہ ۱: تنہا فرض نماز شروع ہی کی تھی یعنی ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔ (۳) (درمختار)

مسئلہ ۲: فجر یا مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے اگرچہ دوسری رکعت پڑھ رہا ہو، البتہ دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اب ان دو نمازوں میں توڑنے کی اجازت نہیں اور نماز

① ”الموطأ“ لإمام مالك، كتاب صلاة الجماعة، باب إعادة الصلاة مع الإمام، الحديث: ۳۰۲، ج ۱، ص ۱۳۵.

و ”مشكاة المصابيح“، كتاب الصلاة، باب من صلى صلاة مرتين، الحديث: ۱۱۵۳، ج ۱، ص ۳۳۸.

② ”الموطأ“ لإمام مالك، كتاب صلاة الجماعة، باب إعادة الصلاة مع الإمام، الحديث: ۳۰۶، ج ۱، ص ۱۳۶.

③ ”تنوير الأبصار“ و ”الدر المختار“، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج ۲، ص ۶۰۶ - ۶۱۰.

پوری کرنے کے بعد بہ نیت نفل بھی ان میں شریک نہیں ہو سکتا کہ فجر کے بعد نفل جائز نہیں اور مغرب میں اس وجہ سے کہ تین رکعتیں نفل کی نہیں اور مغرب میں اگر شامل ہو گیا تو برا کیا، امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور ملا کر چار کر لے اور اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی چار رکعت قضا کرے۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳: مغرب پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت سے شامل ہو گیا۔ امام نے چوتھی رکعت کو تیسری گمان کیا اور کھڑا ہو گیا اس مقتدی نے اُس کا اتباع کیا، اس کی نماز فاسد ہو گئی، تیسری پر امام نے قعدہ کیا ہو یا نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: چار رکعت والی نماز شروع کر کے ایک رکعت پڑھ لی یعنی پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو واجب ہے کہ ایک اور پڑھ کر توڑ دے کہ یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں اور دو پڑھ لی ہیں تو ابھی توڑ دے یعنی تشهد پڑھ کر سلام پھیر دے اور تین پڑھ لی ہیں تو واجب ہے کہ نہ توڑے، توڑے گا تو گنہگار ہوگا بلکہ حکم یہ ہے کہ پوری کر کے نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جماعت کا ثواب پالے گا، مگر عصر میں شامل نہیں ہو سکتا کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: جماعت قائم ہونے سے مؤذن کا تکبیر کہنا مرا نہیں بلکہ جماعت شروع ہو جانا مراد ہے، مؤذن کے تکبیر کہنے سے قطع نہ کرے گا اگرچہ پہلی رکعت کا ہنوز^(۴) سجدہ نہ کیا ہو۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: جماعت قائم ہونے سے نماز قطع کرنا اس وقت ہے کہ جس مقام پر یہ نماز پڑھتا ہو وہیں جماعت قائم ہو، اگر یہ گھر میں نماز پڑھتا ہے اور مسجد میں جماعت قائم ہوئی یا ایک مسجد میں یہ پڑھتا ہے دوسری مسجد میں جماعت قائم ہوئی تو توڑنے کا حکم نہیں اگرچہ پہلی کا سجدہ نہ کیا ہو۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: نفل شروع کیے تھے اور جماعت قائم ہوئی تو قطع نہ کرے بلکہ دو رکعت پوری کر لے، اگرچہ پہلی کا سجدہ بھی نہ کیا ہو اور تیسری پڑھتا ہو تو چار پوری کر لے۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: جمعہ اور ظہر کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چار پوری کر لے۔^(۸) (درمختار)

۱..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر فی إدراک الفریضۃ، ج ۱، ص ۱۱۹، وغیرہ.

۲..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر فی إدراک الفریضۃ، ج ۱، ص ۱۱۹.

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب: صلاۃ رکعۃ واحدۃ باطلۃ... إلخ، ج ۲، ص ۶۱۰.

۴..... ابھی تک۔

۵..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج ۲، ص ۶۰۸.

۶..... المرجع السابق.

۷..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب: صلاۃ رکعۃ واحدۃ... إلخ، ج ۲، ص ۶۱۱.

۸..... "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج ۲، ص ۶۱۱.

مسئلہ ۹: سنت یا قضا نماز شروع کی اور جماعت قائم ہوئی تو پوری کر کے شامل ہو ہاں جو قضا شروع کی اگر بعینہ اُسی قضا کے لیے جماعت قائم ہوئی تو توڑ کر شامل ہو جائے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: نماز توڑنا بغیر عذر ہو تو حرام ہے اور مال کے تلف^(۲) کا اندیشہ ہو تو مباح اور کامل کرنے کے لیے ہو تو مستحب اور جان بچانے کے لیے ہو تو واجب۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: نماز توڑنے کے لیے بیٹھنے کی حاجت نہیں کھڑا کھڑا ایک طرف سلام پھیر کر توڑ دے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: جس شخص نے نماز نہ پڑھی ہو اسے مسجد سے اذان کے بعد نکلنا مکروہ تحریمی ہے۔ ابن ماجہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اذان کے بعد جو مسجد سے چلا گیا اور کسی حاجت کے لیے نہیں گیا اور نہ واپس ہونے کا ارادہ ہے وہ منافق ہے۔“^(۵) امام بخاری کے علاوہ جماعت محدثین نے روایت کی کہ ابوالشعثا کہتے ہیں: ہم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں تھے جب مؤذن نے عصر کی اذان کہی، اُس وقت ایک شخص چلا گیا اس پر فرمایا: کہ ”اُس نے ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔“^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: اذان سے مراد وقت نماز ہو جانا ہے، خواہ ابھی اذان ہوئی ہو یا نہیں۔^(۷) (درمختار)

مسئلہ ۱۴: جو شخص کسی دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہو، مثلاً امام یا مؤذن ہو کہ اُس کے ہونے سے لوگ ہوتے ہیں ورنہ متفرق ہو جاتے ہیں ایسے شخص کو اجازت ہے کہ یہاں سے اپنی مسجد کو چلا جائے اگرچہ یہاں اقامت بھی شروع ہوگئی ہو مگر جس مسجد کا منتظم ہے اگر وہاں جماعت ہو چکی تو اب یہاں سے جانے کی اجازت نہیں۔^(۸) (درمختار، ردالمحتار)

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج ۲، ص ۶۰۶.

② یعنی ضائع ہونے۔

③ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: قطع الصلاة يكون حراما و مباحا... إلخ، ج ۲، ص ۶۱۰.

④ ”الفتاوى الهندية“، کتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة، ج ۱، ص ۱۱۹.

⑤ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب الأذان... إلخ، باب إذا أذن وأنت في المسجد فلا تخرج، الحديث: ۷۳۴، ج ۱، ص ۴۰۴.

⑥ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب الأذان... إلخ، باب إذا أذن وأنت في المسجد فلا تخرج، الحديث: ۷۳۳، ج ۱، ص ۴۰۴.

”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب في كراهة الخروج من المسجد بعد الأذان،

ج ۲، ص ۶۱۲.

⑦ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج ۲، ص ۶۱۳.

⑧ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب في كراهة الخروج من المسجد بعد الأذان،

ج ۲، ص ۶۱۳.

مسئلہ ۱۵: سبق کا وقت ہے تو یہاں سے اپنے استاد کی مسجد کو جاسکتا ہے یا کوئی ضرورت ہو اور واپس ہونے کا ارادہ

ہو تو بھی جانے کی اجازت ہے، جبکہ ظن غالب ہو کہ جماعت سے پہلے واپس آجائے گا۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۱۶: جس نے ظہر یا عشا کی نماز تنہا پڑھ لی ہو، اسے مسجد سے چلے جانے کی ممانعت اُس وقت ہے کہ اقامت

شروع ہوگئی اقامت سے پہلے جاسکتا ہے اور جب اقامت شروع ہوگئی تو حکم ہے کہ جماعت میں بہ نیت نفل شریک ہو جائے اور مغرب و فجر عصر میں اُسے حکم ہے کہ مسجد سے باہر چلا جائے جب کہ پڑھ لی ہو۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۱۷: مقتدی نے دو سجدے کیے اور امام ابھی پہلے ہی میں تھا تو دوسرا سجدہ نہ ہوا۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۸: چار رکعت والی نماز جسے ایک رکعت امام کے ساتھ ملی تو اُس نے جماعت نہ پائی، ہاں جماعت کا ثواب

ملے گا اگرچہ قعدہ اخیرہ میں شامل ہوا ہو بلکہ جسے تین رکعتیں ملیں اس نے بھی جماعت نہ پائی جماعت کا ثواب ملے گا، مگر جس کی کوئی رکعت جاتی رہی اُسے اتنا ثواب نہ ملے گا جتنا اوّل سے شریک ہونے والے کو ہے۔ اس مسئلہ کا محصل^(۴) یہ ہے کہ کسی نے قسم کھائی فلاں نماز جماعت سے پڑھے گا اور کوئی رکعت جاتی رہی تو قسم ٹوٹ گئی کفارہ دینا ہوگا تین اور دو رکعت والی نماز میں بھی ایک رکعت نہ ملی تو جماعت نہ ملی اور لاحق کا حکم پوری جماعت پانے والے کا ہے۔^(۵) (درمختار، رالمختار)

مسئلہ ۱۹: امام رکوع میں تھا کسی نے اُس کی اقتدا کی اور کھڑا رہا یہاں تک کہ امام نے سر اٹھالیا تو وہ رکعت نہیں ملی،

لہذا امام کے فارغ ہونے کے بعد اس رکعت کو پڑھ لے اور اگر امام کو قیام میں پایا اور اس کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہوا تو پہلے رکوع کر لے پھر اور افعال امام کے ساتھ کرے اور اگر پہلے رکوع نہ کیا بلکہ امام کے ساتھ ہو لیا پھر امام کے فارغ ہونے کے بعد رکوع کیا تو بھی ہو جائے گی مگر بوجہ ترک واجب گنہگار ہوا۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۲۰: اس کے رکوع کرنے سے پیشتر امام نے سر اٹھالیا کہ اسے رکعت نہ ملی تو اس صورت میں نماز توڑ دینا جائز

نہیں جیسا بعض جاہل کرتے ہیں بلکہ اس پر واجب ہے کہ سجدہ میں امام کی متابعت کرے اگرچہ یہ سجدے رکعت میں شمار نہ ہوں

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج ۲، ص ۶۱۴.

② المرجع السابق.

③ المرجع السابق، ص ۶۲۵.

④ یعنی خلاصہ۔

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش،

ج ۲، ص ۶۲۱.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج ۲، ص ۶۲۳.

گے۔ یوہیں اگر سجدہ میں ملا جب بھی ساتھ دے پھر بھی اگر سجدے نہ کیے تو نماز فاسد نہ ہوگی یہاں تک کہ اگر امام کے سلام کے بعد اس نے اپنی رکعت پڑھ لی نماز ہوگئی مگر ترک واجب کا گناہ ہوا۔^(۱) (در مختار)

مسئلہ ۲۱: امام سے پہلے رکوع کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام نے بھی رکوع کیا تو رکوع ہو گیا بشرطیکہ اس نے اُس وقت رکوع کیا ہو کہ امام بقدر فرض قراءت کر چکا ہو ورنہ رکوع نہ ہوا اور اس صورت میں امام کے ساتھ یا بعد اگر دوبارہ رکوع کر لے گا ہو جائے گی ورنہ نماز جاتی رہی اور امام سے پہلے رکوع خواہ کوئی رکن ادا کرنے میں گنہگار بہر حال ہوگا۔^(۲) (در مختار)

مسئلہ ۲۲: امام رکوع میں تھا اور یہ تکبیر کہہ کر جھکا تھا کہ امام کھڑا ہو گیا تو اگر حد رکوع میں مشارکت^(۳) ہوگئی اگرچہ قلیل تو رکعت مل گئی۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مقتدی نے تمام رکعتوں میں رکوع و سجود امام سے پہلے کیا تو سلام کے بعد ضروری ہے کہ ایک رکعت بغیر قراءت پڑھے نہ پڑھی تو نماز نہ ہوئی اور اگر امام کے بعد رکوع و سجود کیا تو نماز ہوگئی اور اگر رکوع پہلے کیا اور سجدہ ساتھ تو چاروں رکعتیں بغیر قراءت پڑھے اور اگر رکوع ساتھ کیا اور سجدہ پہلے تو دو رکعت بعد میں پڑھے۔^(۵) (عالمگیری)

قضا نماز کا بیان

حدیث ۱: غزوہ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار نمازیں مشرکین کی وجہ سے جاتی رہیں یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ چلا گیا، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا: انہوں نے اذان و اقامت کہی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو عصر کی پڑھی، پھر اقامت کہی تو مغرب کی پڑھی، پھر اقامت کہی تو عشا کی پڑھی۔^(۶)

حدیث ۲: امام احمد نے ابی جمہ حبیب بن سباع سے روایت کی، کہ غزوہ احزاب میں مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو فرمایا: کسی کو معلوم ہے میں نے عصر کی پڑھی ہے؟ لوگوں نے عرض کی، نہیں پڑھی، مؤذن کو حکم فرمایا: اُس نے اقامت کہی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عصر کی پڑھی پھر مغرب کا اعادہ کیا۔^(۷)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش، ج ۲، ص ۶۲۴.

② المرجع السابق، ص ۶۲۵. ③ یعنی باہم شرکت۔

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب العاشر فی إدراك الفريضة، ج ۱، ص ۱۲۰.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب العاشر فی إدراك الفريضة، ج ۱، ص ۱۲۰.

⑥ "السنن الکبریٰ" للبیہقی، کتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة للفائتة، الحدیث: ۱۸۹۲، ج ۱ ص ۵۹۲.

⑦ "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبی جمہ حبیب بن سباع، الحدیث: ۱۶۹۷۲، ج ۶، ص ۴۲.

- حدیث ۳:** طبرانی و بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرمایا: ”جو شخص کسی نماز کو بھول جائے اور یاد اُس وقت آئے کہ امام کے ساتھ ہو تو پوری کر لے پھر بھولی ہوئی پڑھے پھر اُسے پڑھے جس کو امام کے ساتھ پڑھا۔“ (1)
- حدیث ۴:** صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو نماز سے سو جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے کہ وہی اُس کا وقت ہے۔“ (2)
- حدیث ۵:** صحیح مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سوتے میں (اگر نماز جاتی رہی) تو قصور نہیں، قصور تو بیداری میں ہے۔ (3)

- مسئلہ ۱:** بلا عذر شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے، اُس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے، توبہ یا حج مقبول سے گناہ تاخیر معاف ہو جائے گا۔ (4) (درمختار)
- مسئلہ ۲:** توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے۔ اُس کو تو ادا نہ کرے، توبہ کیے جائے، یہ توبہ نہیں کہ وہ نماز جو اس کے ذمہ تھی اس کا نہ پڑھنا تو اب بھی باقی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا، توبہ کہاں ہوئی۔ (5) (ردالمحتار) حدیث میں فرمایا: ”گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس کے مثل ہے جو اپنے رب (عزوجل) سے ٹھٹھا (6) کرتا ہے۔“ (7)
- مسئلہ ۳:** دشمن کا خوف نماز قضا کر دینے کے لیے عذر ہے، مثلاً مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے تو اس کی وجہ سے وقتی نماز قضا کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی طرح نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اور اگر سوار ہے اور سواری پر پڑھ سکتا ہے اگرچہ چلنے ہی کی حالت میں یا بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے تو عذر نہ ہوا۔ یوہیں اگر قبلہ کو مونہہ کرتا ہے تو دشمن کا سامنا ہوتا ہے تو جس رُخ بن پڑے پڑھ لے ہو جائے گی ورنہ نماز قضا کرنے کا گناہ ہوا۔ (8) (ردالمحتار)
- مسئلہ ۴:** جنائی (9) نماز پڑھے گی تو بچہ کے مرجانے کا اندیشہ ہے نماز قضا کرنے کے لیے یہ عذر ہے۔ بچہ کا سر باہر

① ”المعجم الأوسط“، باب المیم، الحدیث: ۵۱۳۲، ج ۴، ص ۳۸.

② ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب قضاء الصلاة الفاتية... إلخ، الحدیث: ۳۱۵- (۶۸۴)، ص ۳۴۶.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب قضاء الصلاة الفاتية... إلخ، الحدیث: ۶۸۱، ص ۳۴۳.

④ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۲۶.

⑤ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۲۷.

⑥ یعنی مذاق۔

⑦ ”شعب الإيمان“، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، الحدیث: ۷۱۷۸، ج ۵، ص ۴۳۶.

⑧ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۲۷.

⑨ یعنی دائی۔ بچہ جنانے والی۔

آگیا اور نفاس سے پیشتر وقت ختم ہو جائے گا تو اس حالت میں بھی اس کی ماں پر نماز پڑھنا فرض ہے نہ پڑھے گی گنہگار ہوگی، کسی برتن میں بچہ کا سر رکھ کر جس سے اس کو صدمہ نہ پہنچے نماز پڑھے مگر اس ترکیب سے پڑھنے میں بھی بچہ کے مرجانے کا اندیشہ ہو تو تاخیر معاف ہے بعد نفاس اس نماز کی قضا پڑھے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: جس چیز کا بندوں پر حکم ہے اسے وقت میں بجالانے کو ادا کہتے ہیں اور وقت کے بعد عمل میں لانا قضا ہے اور اگر اس حکم کے بجالانے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو دوبارہ وہ خرابی دفعہ کرنے کے لیے کرنا عاادہ ہے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۶: وقت میں اگر تحریمہ باندھ لیا تو نماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے۔^(۳) (درمختار) مگر نماز فجر و جمعہ و عیدین کہ ان میں سلام سے پہلے بھی اگر وقت نکل گیا نماز جاتی رہی۔

مسئلہ ۷: سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہوگئی تو اس کی قضا پڑھنی فرض ہے، البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اُسی وقت پڑھ لے تاخیر مکروہ ہے، کہ حدیث میں ارشاد فرمایا: ”جو نماز سے بھول جائے یا سو جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے کہ وہی اس کا وقت ہے۔“^(۴) (عالمگیری وغیرہ) مگر دخول وقت کے بعد سو گیا پھر وقت نکل گیا تو قطعاً گنہگار ہو واجب کہ جاگنے پر صحیح اعتماد یا جگانے والا موجود نہ ہو بلکہ فجر میں دخول وقت سے پہلے بھی سونے کی اجازت نہیں ہو سکتی جب کہ اکثر حصہ رات کا جاگنے میں گزرا اور ظن ہے کہ اب سو گیا تو وقت میں آنکھ نہ کھلے گی۔

مسئلہ ۸: کوئی سو رہا ہے یا نماز پڑھنا بھول گیا تو جسے معلوم ہو اس پر واجب ہے کہ سوتے کو جگا دے اور بھولے ہوئے کو یاد دلادے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورت شرعیہ اُسے رات میں دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔^(۶) (ردالمحتار)

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۲۷.

② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۲۷-۶۳۲.

③ المرجع السابق، ص ۶۲۸.

④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۱، وغیرہ.

⑤ ”ردالمحتار“،

⑥ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس من مغربها، ج ۲، ص ۳۳.

امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوالبال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ ”نماز کے احکام“ صفحہ 329 پر فرماتے ہیں: **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نعت خوانیوں، ذکر و فکر کی محفلوں نیز سنتوں بھرے اجتماعات وغیرہ میں رات دیر تک جاگنے کے بعد سونے کے سبب اگر نماز فجر قضا ہونے کا اندیشہ ہو تو توبہ نیت اعتکاف مسجد میں قیام کریں یا وہاں سوئیں جہاں کوئی قابل اعتماد اسلامی**

مسئلہ ۱۰: فرض کی قضا فرض ہے اور واجب کی قضا واجب اور سنت کی قضا سنت یعنی وہ سنتیں جن کی قضا ہے مثلاً فجر کی سنتیں جبکہ فرض بھی فوت ہو گیا ہو اور ظہر کی پہلی سنتیں جب کہ ظہر کا وقت باقی ہو۔^(۱) (ردالمحتار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: قضا کے لیے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب پڑھے گا بری الذمہ ہو جائے گا مگر طلوع وغروب اور زوال کے وقت کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مجنون کی حالت جنون جو نمازیں فوت ہوئیں اچھے ہونے کے بعد ان کی قضا واجب نہیں جبکہ جنون نماز کے چھ وقت کامل تک برابر رہا ہو۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا تو زمانہ ارتداد کی نمازوں کی قضا نہیں اور مرتد ہونے سے پہلے زمانہ اسلام میں جو نمازیں جاتی رہی تھیں ان کی قضا واجب ہے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: دار الحرب میں کوئی شخص مسلمان ہوا اور احکام شرعیہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہا کی اس کو اطلاع نہ ہوئی تو جب تک وہاں رہا ان دنوں کی قضا اس پر واجب نہیں اور جب دارالاسلام میں آ گیا تو اب جو نماز قضا ہوگی اسے پڑھنا فرض ہے کہ دارالاسلام میں احکام کا نہ جاننا عذر نہیں اور کسی ایک شخص نے بھی اسے نماز فرض ہونے کی اطلاع دے دی اگرچہ فاسق یا بچہ یا عورت یا غلام نے تو اب جتنی نہ پڑھے گا ان کی قضا واجب ہے، دارالاسلام میں مسلمان ہوا تو جو نماز فوت ہوئی اس کی قضا واجب ہے اگرچہ کہے کہ مجھے اس کا علم نہ تھا۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: ایسا مریض کہ اشارہ سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اگر یہ حالت پورے چھ وقت تک رہی تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں۔^(۶) (عالمگیری)

= بھائی جگانے والا موجود ہو یا الارم والی گھڑی ہو جس سے آنکھ کھل جاتی ہو مگر ایک عدد گھڑی پر بھروسہ نہ کیا جائے کہ نیند میں ہاتھ لگ جانے سے یا یوں ہی خراب ہو کر بند ہو جانے کا امکان رہتا ہے، دو یا حسب ضرورت زائد گھڑیاں ہوں تو بہتر ہے۔ فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ”جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورت شرعیہ اُسے رات دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔“

① ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الإعادة، ج ۲، ص ۶۳۳.

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت وما يتصل بها، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۲.

طلوع وغروب وزوال سے کیا مراد ہے، اس کا بیان باب الاوقات میں گذرا ۱۲ منہ

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر في قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۱.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان بالختما و التهايل، ج ۲، ص ۶۴۷.

⑤ المرجع السابق.

⑥ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر في قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۱.

مسئلہ ۱۶: جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی، مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے۔ البتہ قضا پڑھنے کے وقت کوئی عذر ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا، مثلاً جس وقت فوت ہوئی تھی اس وقت کھڑا ہو کر پڑھ سکتا تھا اور اب قیام نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر پڑھے یا اس وقت اشارہ ہی سے پڑھ سکتا ہے تو اشارے سے پڑھے اور صحت کے بعد اس کا اعادہ نہیں۔^(۱) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۷: لڑکی نماز عشا پڑھ کر یا بے پڑھے سوئی آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ پہلا حیض آیا تو اس پر وہ عشا فرض نہیں اور اگر احتلام سے بالغ ہوئی تو اس کا حکم وہ ہے جو لڑکے کا ہے، پو پھٹنے^(۲) سے پہلے آنکھ کھلی تو اس وقت کی نماز فرض ہے اگرچہ پڑھ کر سوئی اور پو پھٹنے کے بعد آنکھ کھلی تو عشا کا اعادہ کرے اور عمر سے بالغ ہوئی یعنی اس کی عمر پورے پندرہ سال کی ہوگئی تو جس وقت پورے پندرہ سال کی ہوئی اس وقت کی نماز اس پر فرض ہے اگرچہ پہلے پڑھ چکی ہو۔^(۳) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا پھر وتر پڑھے، خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا بعض قضا، مثلاً ظہر کی قضا ہوگئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہو گیا تو اسے پڑھ کر فجر پڑھے اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا وتر کی پڑھ لی تو ناجائز ہے۔^(۴) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور قضائیں سب پڑھ لے تو وقتی اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے باقی میں ترتیب ساقط ہے، مثلاً نماز عشا و وتر قضا ہو گئے اور فجر کے وقت میں پانچ رکعت کی گنجائش ہے تو وتر و فجر پڑھے اور چھ رکعت کی وسعت ہے تو عشا و فجر پڑھے۔^(۵) (شرح وقایہ)

مسئلہ ۲۰: ترتیب کے لیے مطلق وقت کا اعتبار ہے، مستحب وقت ہونے کی ضرورت نہیں تو جس کی ظہر کی نماز قضا ہوگئی اور آفتاب زرد ہونے سے پہلے ظہر سے فارغ نہیں ہو سکتا مگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے دونوں پڑھ سکتا ہے تو ظہر پڑھے پھر عصر۔^(۶) (ردالمحتار)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۱.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۵۰.

۲..... یعنی صبح صادق ہونے۔

۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۱، وغیرہ.

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۱، وغیرہ.

۵..... "شرح الوقایہ"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۲۱۷.

۶..... "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الإعادة، ج ۲، ص ۶۳۴.

مسئلہ ۲۱: اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ مختصر طور پر پڑھے تو دونوں پڑھ سکتا ہے اور عمدہ طریقہ سے پڑھے تو دونوں نمازوں کی گنجائش نہیں تو اس صورت میں بھی ترتیب فرض ہے اور بقدر جواز جہاں تک اختصار کر سکتا ہے کرے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: وقت کی تنگی سے ترتیب ساقط ہونا اس وقت ہے کہ شروع کرتے وقت تنگ ہو، اگر شروع کرتے وقت گنجائش تھی اور یہ یاد تھا کہ اس وقت سے پیشتر کی نماز قضا ہوگئی ہے اور نماز میں طول دیا کہ اب وقت تنگ ہو گیا تو یہ نماز نہ ہوگی ہاں اگر توڑ کر پھر سے پڑھے تو ہو جائے گی اور اگر قضا نماز یاد نہ تھی اور وقتی نماز میں طول دیا کہ وقت تنگ ہو گیا اب یاد آئی تو ہوگی قطع نہ کرے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: وقت تنگ ہونے نہ ہونے میں اس کے گمان کا اعتبار نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ حقیقتاً وقت تنگ تھا یا نہیں مثلاً جس کی نماز عشا قضا ہوگئی اور فجر کا وقت تنگ ہونا گمان کر کے فجر کی پڑھ لی پھر یہ معلوم ہوا کہ وقت تنگ نہ تھا تو نماز فجر نہ ہوئی اب اگر دونوں کی گنجائش ہو تو عشا پڑھ کر پھر فجر پڑھے، ورنہ فجر پڑھ لے اگر دوبارہ پھر غلطی معلوم ہوئی تو وہی حکم ہے یعنی دونوں پڑھ سکتا ہے تو دونوں پڑھے ورنہ صرف فجر پڑھے اور اگر فجر کا اعادہ نہ کیا، عشا پڑھنے لگا اور بقدر تشہد بیٹھنے نہ پایا تھا کہ آفتاب نکل آیا تو فجر کی نماز جو پڑھی تھی ہوگئی۔ یوہیں اگر فجر کی نماز قضا ہوگئی اور ظہر کے وقت میں دونوں نمازوں کی گنجائش اس کے گمان میں نہیں ہے اور ظہر پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ گنجائش ہے تو ظہر نہ ہوئی، فجر پڑھ کر ظہر پڑھے یہاں تک کہ اگر فجر پڑھ کر ظہر کی ایک رکعت پڑھ سکتا ہے تو فجر پڑھ کر ظہر شروع کرے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہوگئی اگر فجر پڑھ کر جمعہ میں شریک ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ پہلے فجر پڑھے اگرچہ خطبہ ہوتا ہو اور اگر جمعہ نہ ملے گا مگر ظہر کا وقت باقی رہے گا جب بھی فجر پڑھ کر ظہر پڑھے اور اگر ایسا ہے کہ فجر پڑھنے میں جمعہ بھی جاتا رہے گا اور جمعہ کے ساتھ وقت بھی ختم ہو جائے گا تو جمعہ پڑھ لے پھر فجر پڑھے اس صورت میں ترتیب ساقط ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: اگر وقت کی تنگی کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی اور وقتی نماز پڑھ رہا تھا کہ اثنائے نماز میں وقت ختم ہو گیا تو ترتیب عود نہ کرے گی یعنی وقتی نماز ہوگئی۔^(۵) (عالمگیری) مگر فجر و جمعہ میں کہ وقت نکل جانے سے یہ خود ہی نہیں ہوتیں۔

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۲.

② المرجع السابق.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق.

⑤ المرجع السابق، ص ۱۲۳.

مسئلہ ۲۶: قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہوگئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو گئی۔^(۱) (عامہ کتب)

مسئلہ ۲۷: اپنے کو با وضو گمان کر کے ظہر پڑھی پھر وضو کر کے عصر پڑھی پھر معلوم ہوا کہ ظہر میں وضو نہ تھا تو عصر کی ہوگئی صرف ظہر کا اعادہ کرے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: فجر کی نماز قضا ہوگئی اور یاد ہوتے ہوئے ظہر کی پڑھ لی پھر فجر کی پڑھی تو ظہر کی نہ ہوئی، عصر پڑھتے وقت ظہر کی یاد تھی مگر اپنے گمان میں ظہر کو جائز سمجھا تھا تو عصر کی ہوگئی غرض یہ ہے کہ فرضیت ترتیب سے جو ناواقف ہے اس کا حکم بھولنے والے کی مثل ہے کہ اس کی نماز ہو جائے گی۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲۹: چھ نمازیں جس کی قضا ہو گئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہو گیا اس پر ترتیب فرض نہیں، اب اگرچہ باوجود وقت کی گنجائش اور یاد کے وقتی پڑھے گا ہو جائے گی خواہ وہ سب ایک ساتھ قضا ہوئیں مثلاً ایک دم سے چھ وقتوں کی نہ پڑھیں یا متفرق طور پر قضا ہوئیں مثلاً چھ دن فجر کی نماز نہ پڑھی اور باقی نمازیں پڑھتا رہا مگر ان کے پڑھتے وقت وہ قضائیں بھولا ہوا تھا خواہ وہ سب پرانی ہوں یا بعض نئی بعض پرانی مثلاً ایک مہینہ کی نماز نہ پڑھی پھر پڑھنی شروع کی پھر ایک وقت کی قضا ہوگئی تو اس کے بعد کی نماز ہو جائے گی اگرچہ اس کا قضا ہونا یاد ہو۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: جب چھ نمازیں قضا ہونے کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی تو ان میں سے اگر بعض پڑھ لی کہ چھ سے کم رہ گئیں تو وہ ترتیب عود نہ کرے گی یعنی ان میں سے اگر دو باقی ہوں تو باوجود یاد کے وقتی نماز ہو جائے گی البتہ اگر سب قضائیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہو گیا کہ اب اگر کوئی نماز قضا ہوگی تو بشرائط سابق اسے پڑھ کر وقتی پڑھے ورنہ نہ ہوگی۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: یوہیں اگر بھولنے یا تنگی وقت کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی تو وہ بھی عود نہ کرے گی مثلاً بھول کر نماز پڑھ لی اب یاد آیا تو نماز کا اعادہ نہیں اگرچہ وقت میں بہت کچھ گنجائش ہو۔^(۶) (درمختار)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۲.

② المرجع السابق.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۳۹.

④ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الإعادة، ج ۲، ص ۶۳۷.

⑤ المرجع السابق، ص ۶۴۰.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۴۰.

مسئلہ ۳۲: باوجود یاد اور گنجائش وقت کے وقتی نماز کی نسبت جو کہا گیا کہ نہ ہوگی اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز موقوف ہے اگر وقتی پڑھتا گیا اور قضا رہنے دی تو جب دونوں مل کر چھ ہو جائیں گی یعنی چھٹی کا وقت ختم ہو جائے گا تو سب صحیح ہو گئیں اور اگر اس درمیان میں قضا پڑھ لی تو سب گئیں یعنی نفل ہو گئیں سب کو پھر سے پڑھے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۳۳: بعض نماز پڑھتے وقت قضا یاد تھی اور بعض میں یاد نہ رہی تو جن میں قضا یاد ہے ان میں پانچویں کا وقت ختم ہو جائے یعنی قضا سمیت چھٹی کا وقت ہو جائے تو اب سب ہو گئیں اور جن کے ادا کرتے وقت قضا کی یاد نہ تھی ان کا اعتبار نہیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: عورت کی ایک نماز قضا ہوئی اس کے بعد حیض آ گیا تو حیض سے پاک ہو کر پہلے قضا پڑھ لے پھر وقتی پڑھے، اگر قضا یاد ہوتے ہوئے وقتی پڑھے گی نہ ہوگی جب کہ وقت میں گنجائش ہو۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگرچہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد و نوش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۳۶: قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انھیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: منت کی نماز میں کسی خاص وقت یا دن کی قید لگائی تو اسی وقت یا دن میں پڑھنی واجب ہے ورنہ قضا ہو جائے گی اور اگر وقت یا دن معین نہیں تو گنجائش ہے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۳۸: کسی شخص کی ایک نماز قضا ہو گئی اور یہ یاد نہیں کہ کوئی نماز تھی تو ایک دن کی نمازیں پڑھے۔ یوہیں اگر

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۴۱.

② "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الإعادة، ج ۲، ص ۶۴۲.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر في قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۴.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۴۶.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان الوصية بالختومات و التهايل، ج ۲، ص ۶۴۶.

خلیل ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی علیہ رحمۃ الرحمن "سستی بہشتی زیور"، صفحہ ۲۴۰ پر فرماتے ہیں: "اور لو لگائے رکھے کہ مولا عزوجل اپنے کرم خاص سے قضا نمازوں کے ضمن میں ان نوافل کا ثواب بھی اپنے خزانہ غیب سے عطا فرمادے، جن کے اوقات میں یہ قضا نمازیں پڑھی گئیں۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔"
(سستی بہشتی زیور، نفل نمازوں کا بیان، ص ۲۳۰)

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان الوصية... إلخ، ج ۲، ص ۶۴۶.

دونمازیں دودن میں قضا ہوئیں تو دونوں دنوں کی سب نمازیں پڑھے۔ یوہیں تین دن کی تین نمازیں اور پانچ دن کی پانچ نمازیں۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: ایک دن عصر کی اور ایک دن ظہر کی قضا ہوگئی اور یہ یاد نہیں کہ پہلے دن کی کون نماز ہے تو جدھر طبیعت جے اسے پہلی قرار دے اور کسی طرف دل نہیں جمتا تو جو چاہے پہلے پڑھے مگر دوسری پڑھنے کے بعد جو پہلے پڑھی ہے پھرے اور بہتر یہ ہے کہ پہلے ظہر پڑھے پھر عصر پھر ظہر کا اعادہ اور اگر پہلے عصر پڑھی پھر ظہر پھر عصر کا اعادہ کیا تو بھی حرج نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: عصر کی نماز پڑھنے میں یاد آیا کہ نماز کا ایک سجدہ رہ گیا مگر یہ یاد نہیں کہ اسی نماز کا رہ گیا یا ظہر کا تو جدھر دل جے اس پر عمل کرے اور کسی طرف نہ جے تو عصر پوری کر کے آخر میں ایک سجدہ کر لے پھر ظہر کا اعادہ کرے پھر عصر کا اور اعادہ نہ کیا تو بھی حرج نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: جس کی نمازیں قضا ہو گئیں اور انتقال ہو گیا تو اگر وصیت کر گیا اور مال بھی چھوڑا تو اس کی تہائی سے ہر فرض و وتر کے بدلے نصف صاع گہوں یا ایک صاع جو تصدق کریں اور مال نہ چھوڑا اور ورثا فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر مسکین پر تصدق کر کے اس کے قبضہ میں دیں اور مسکین اپنی طرف سے اسے ہبہ کر دے^(۴) اور یہ قبضہ بھی کر لے پھر یہ مسکین کو دے، یوہیں لوٹ پھیر کرتے رہیں یہاں تک کہ سب کا فدیہ ادا ہو جائے۔ اور اگر مال چھوڑا مگر وہ ناکافی ہے جب بھی یہی کریں اور اگر وصیت نہ کی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان فدیہ دینا چاہے تو دے اور اگر مال کی تہائی بقدر کافی ہے اور وصیت یہی کہ اس میں سے تھوڑا لے کر لوٹ پھیر کر کے فدیہ پورا کر لیں اور باقی کو ورثا یا اور کوئی لے لے تو گنہگار ہوا۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: میت نے ولی کو اپنے بدلے نماز پڑھنے کی وصیت کی اور ولی نے پڑھ بھی لی تو یہ ناکافی ہے۔ یوہیں اگر مرض کی حالت میں نماز کا فدیہ دیا تو ادا نہ ہوا۔^(۶) (درمختار)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۴.

② المرجع السابق.

③ المرجع السابق.

④ یعنی تحفہ میں دیدے۔

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب فی إسقاط الصلاة عن الميت، ج ۲،

ص ۶۴۳ - ۶۴۴.

⑥ "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۴۵.

- مسئلہ ۴۳:** بعض ناواقف یوں فدیہ دیتے ہیں کہ نمازوں کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں قرآن مجید دیتے ہیں اس طرح کل فدیہ ادا نہیں ہوتا یہ محض بے اصل بات ہے بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہوگا جس قیمت کا مصحف شریف ہے۔
- مسئلہ ۴۴:** شافعی المذہب کی نماز قضا ہوئی اس کے بعد حنفی ہو گیا تو حنفیوں کے طور پر قضا پڑھے۔^(۱) (عالمگیری)
- مسئلہ ۴۵:** جس کی نمازوں میں نقصان و کراہت ہو وہ تمام عمر کی نمازیں پھیرے تو اچھی بات ہے اور کوئی خرابی نہ ہو تو نہ چاہیے اور کرے تو فجر و عصر کے بعد نہ پڑھے اور تمام رکعتیں بھری پڑھے اور وتر میں قنوت پڑھ کر تیسری کے بعد قعدہ کرے پھر ایک اور ملائے کہ چار ہو جائیں۔^(۲) (عالمگیری)
- مسئلہ ۴۶:** قضاۓ عمری کہ شب قدر یا اخیر جمعہ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضا ئیں اسی ایک نماز سے ادا ہو گئیں، یہ باطل محض ہے۔

سجدہ سہو کا بیان

- حدیث ۱:** حدیث میں ہے: ”ایک بار حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں پھر سلام کے بعد سجدہ سہو کیا۔“^(۳) اس حدیث کو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
- مسئلہ ۱:** واجبات نماز میں جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی کے لیے سجدہ سہو واجب ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد دہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشهد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔^(۴) (عامہ کتب)
- مسئلہ ۲:** اگر بغیر سلام پھیرے سجدے کر لیے کافی ہیں مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔^(۵) (عالمگیری، درمختار)
- مسئلہ ۳:** قصد واجب ترک کیا تو سجدہ سہو سے وہ نقصان دفع نہ ہوگا بلکہ اعادہ واجب ہے۔ یو ہیں اگر سہو واجب ترک ہوا اور سجدہ سہو نہ کیا جب بھی اعادہ واجب ہے۔^(۶) (درمختار وغیرہ)

۱..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۴۔

۲..... المرجع السابق۔

۳.....

۴..... ”شرح الوقایہ“، کتاب الصلاة، باب سجود السہو، ج ۱، ص ۲۲۰۔

و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۵۱، ۶۵۵۔

۵..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۵۔

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۵۳۔

۶..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۵۵، وغیرہ۔

مسئلہ ۴: کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجباتِ نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہو تو سجدہ سہو واجب نہیں مثلاً خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر موافق ترتیب پڑھنا واجباتِ تلاوت سے ہے واجباتِ نماز سے نہیں لہذا سجدہ سہو نہیں۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی لہذا پھر پڑھے اور سنن و مستحبات مثلاً تعوذ، تسمیہ، ثنا، آمین، تکبیراتِ انتقالات، تسبیحات کے ترک سے بھی سجدہ سہو نہیں بلکہ نماز ہو گئی۔^(۲) (ردالمحتار، غنیہ) مگر اعادہ مستحب ہے سہو ترک کیا ہو یا قصداً۔

مسئلہ ۶: سجدہ سہو اس وقت واجب ہے کہ وقت میں گنجائش ہو اور اگر نہ ہو مثلاً نماز فجر میں سہو واقع ہو اور پہلا سلام پھیرا اور سجدہ ابھی نہ کیا کہ آفتاب طلوع کر آیا تو سجدہ سہو ساقط ہو گیا۔ یوہیں اگر قضا پڑھتا تھا اور سجدہ سے پہلے قرص آفتاب زرد ہو گیا سجدہ ساقط ہو گیا۔ جمعہ یا عید کا وقت جاتا رہے گا جب بھی یہی حکم ہے۔^(۳) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: جو چیز مانع بنا ہے، مثلاً کلام وغیرہ منافی نماز، اگر سلام کے بعد پائی گئی تو اب سجدہ سہو نہیں ہو سکتا۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: سجدہ سہو کا ساقط ہونا اگر اس کے فعل سے ہے تو اعادہ واجب ہے ورنہ نہیں۔^(۵) (ردالمحتار)

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۵.

② ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۵.

و ”غنیۃ المتملی“، فصل فی سجود السهو، ص ۴۵۵.

③ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ج ۱، ص ۱۲۵.

و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۴.

④ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ج ۱، ص ۱۲۵.

و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۴.

⑤ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۴.

یہ علامہ شامی کی بحث ہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہم الاقدس نے حاشیہ ردالمحتار میں یہ ثابت کیا کہ بہر حال اعادہ ہے۔ ”وہذا نصہ و الذی یتظہر لی لزوم الاعادة مطلقاً لان الصلوة وقعت ناقصة وقد وجب علیہ اکمالها و كانت الیہ سبیلان متصل بالسجود و متراخ بالاعادة فان عجز عن احدهما ولو بلا صنعه فلم یعجز عن الاخری و سیأثر العلامة المحشی عن النہر ان المقتدی اذا سہاد ون امامہ فانہ لا یسجد و مقتضی کلامہم ان یعید لتمکن الکراہة مع تعذر الجاہر اھ فان هذا التعذر ایضاً بغير صنعه وقد اقرہ المحشی و هو وان کان ثمة سہوا من النہر و المحشی کما سیاتی هنا لکن لاشک انه مقتضی کلامہم هنا.“ ۱۲

مسئلہ ۹: فرض و نفل دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نوافل میں بھی واجب ترک ہونے سے سجدہ سہو واجب ہے۔^(۱)

(عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: نفل کی دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں سہو ہوا پھر اسی پر بنا کر کے دو رکعتیں اور پڑھیں تو سجدہ سہو کرے اور فرض میں سہو ہوا تھا اور اس پر قصد نفل کی بنا کی تو سجدہ سہو نہیں بلکہ فرض کا اعادہ کرے اور اگر اس فرض کے ساتھ سہو نفل ملایا ہو مثلاً چار رکعت پر قعدہ کر کے کھڑا ہو گیا اور پانچویں کا سجدہ کر لیا تو ایک رکعت اور ملائے کہ یہ دو نفل ہو جائیں اور ان میں سجدہ سہو کرے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: سجدہ سہو کے بعد بھی التحیات پڑھنا واجب ہے التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف بھی پڑھے۔^(۳) (عالمگیری) اور یہ بھی اختیار ہے کہ پہلے قعدہ میں التحیات و درود پڑھے اور دوسرے میں صرف التحیات۔

مسئلہ ۱۲: سجدہ سہو سے وہ پہلا قعدہ باطل نہ ہوا مگر پھر قعدہ کرنا واجب ہے اور اگر نماز کا کوئی سجدہ باقی رہ گیا تھا قعدہ کے بعد اس کو کیا یا سجدہ تلاوت کیا تو وہ قعدہ جاتا رہا۔ اب پھر قعدہ فرض ہے کہ بغیر قعدہ نماز ختم کر دی تو نہ ہوئی اور پہلی صورت میں ہو جائے گی مگر واجب الاعادہ۔^(۴) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: ایک نماز میں چند واجب ترک ہوئے تو وہی دو سجدے سب کے لیے کافی ہیں۔^(۵) (ردالمختار وغیرہ)

واجبات نماز کا مفصل بیان پیشتر ہو چکا ہے، مگر تفصیل احکام کے لیے اعادہ بہتر، واجب کی تاخیر رکن کی تقدیم یا تاخیر یا اس کو مکرر کرنا یا واجب میں تغیر یہ سب بھی واجب ہیں۔

مسئلہ ۱۴: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل و وتر کی کسی رکعت میں سورۃ الحمد کی ایک آیت بھی رہ گئی یا سورت سے پیشتر دوبار الحمد پڑھی یا سورت ملانا بھول گیا یا سورت کو فاتحہ پر مقدم کیا یا الحمد کے بعد ایک یا دو چھوٹی آیتیں پڑھ کر رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا اور لوٹا اور تین آیتیں پڑھ کر رکوع کیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔^(۶) (درمختار، عالمگیری)

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۶.

② "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۵۴.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۵.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۵۳، وغیرہ.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۵۵، وغیرہ.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۵۶.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۶.

مسئلہ ۱۵: الحمد کے بعد سورت پڑھی اس کے بعد پھر الحمد پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ یوہیں فرض کی پچھلی رکعتوں میں فاتحہ کی تکرار سے مطلقاً سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر پہلی رکعتوں میں الحمد کا زیادہ حصہ پڑھ لیا تھا۔ پھر اعادہ کیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: الحمد پڑھنا بھول گیا اور سورت شروع کر دی اور بقدر ایک آیت کے پڑھ لی اب یاد آیا تو الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور سجدہ واجب ہے۔ یوہیں اگر سورت کے پڑھنے کے بعد یا رکوع میں یا رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا تو پھر الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور رکوع کا اعادہ کرے اور سجدہ سہو کرے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورت ملائی تو سجدہ سہو نہیں اور قصد اُملائی جب بھی حرج نہیں مگر امام کو نہ چاہیے یوہیں اگر پچھلی میں الحمد نہ پڑھی جب بھی سجدہ سہو نہیں اور رکوع وسجود وقعدہ میں قرآن پڑھا تو سجدہ واجب ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا تو سجدہ تلاوت ادا کرے اور سجدہ سہو کرے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: جو فعل نماز میں مکرر ہیں ان میں ترتیب واجب ہے لہذا خلاف ترتیب فعل واقع ہو تو سجدہ سہو کرے مثلاً قراءت سے پہلے رکوع کر دیا اور رکوع کے بعد قراءت نہ کی تو نماز فاسد ہو گئی کہ فرض ترک ہو گیا اور اگر رکوع کے بعد قراءت تو کی مگر پھر رکوع نہ کیا تو فاسد ہو گئی کہ قراءت کی وجہ سے رکوع جاتا رہا اور اگر بقدر فرض قراءت کر کے رکوع کیا مگر واجب قراءت ادا نہ ہوا مثلاً الحمد نہ پڑھی یا سورت نہ ملائی تو حکم یہی ہے کہ لوٹے اور الحمد وسورت پڑھ کر رکوع کرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر دوبارہ رکوع نہ کیا تو نماز جاتی رہی کہ پہلا رکوع جاتا رہا تھا۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: کسی رکعت کا کوئی سجدہ رہ گیا آخر میں یاد آیا تو سجدہ کر لے پھر التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرے اور سجدہ کے پہلے جو افعال نماز ادا کیے باطل نہ ہوں گے، ہاں اگر قعدہ کے بعد وہ نماز والا سجدہ کیا تو صرف وہ قعدہ جاتا رہا۔^(۶) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۱: تعدیل ارکان^(۷) بھول گیا سجدہ سہو واجب ہے۔^(۸) (عالمگیری)

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۶.

② المرجع السابق.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۵۵.

⑥ "الدرالمختار"، و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۷.

⑦ یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں کم از کم ایک بار "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔

⑧ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۷.

مسئلہ ۲۲: فرض میں قعدہ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہوا، لوٹ آئے اور سجدہ سہو نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ لوٹے اور آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر لوٹا تو سجدہ سہو کرے اور صحیح مذہب میں نماز ہو جائے گی مگر گنہگار ہوا لہذا حکم ہے کہ اگر لوٹے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔^(۱) (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۲۳: اگر مقتدی بھول کر کھڑا ہو گیا تو ضرور ہے کہ لوٹ کر آوے، تاکہ امام کی مخالفت نہ ہو۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۲۴: قعدہ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے اور اگر قعدہ اخیرہ میں بیٹھا تھا، مگر بقدر تشہد نہ ہوا تھا کہ کھڑا ہو گیا تو لوٹ آئے اور وہ جو پہلے کچھ دیر تک بیٹھا تھا محسوب ہوگا یعنی لوٹنے کے بعد جتنی دیر تک بیٹھا ہے اور پہلے کا قعدہ دونوں مل کر اگر بقدر تشہد ہو گئے فرض ادا ہو گیا مگر سجدہ سہو اس صورت میں بھی واجب ہے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سراٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہو گیا لہذا اگر چاہے تو علاوہ مغرب کے اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے کہ شفع پورا ہو جائے اور طاق رکعت نہ رہے اگر چہ وہ نماز فجر یا عصر ہو مغرب میں اور نہ ملائے کہ چار پوری ہو گئیں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: نفل کا ہر قعدہ قعدہ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کر لے لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے اور واجب نماز مثلاً وتر فرض کے حکم میں ہے، لہذا وتر کا قعدہ اولیٰ بھول جائے تو وہی حکم ہے جو فرض کے قعدہ اولیٰ بھول جانے کا ہے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۲۶: اگر بقدر تشہد قعدہ اخیرہ کر چکا ہے اور کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے اور اگر قیام ہی کی حالت میں سلام پھیر دیا تو بھی نماز ہو جائے گی مگر سنت ترک ہوئی اور اس صورت میں اگر امام کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں بلکہ بیٹھے ہوئے انتظار کریں اگر لوٹ آیا ساتھ ہو لیں اور نہ لوٹا اور سجدہ کر لیا تو مقتدی سلام پھیر دیں اور امام ایک رکعت اور ملائے کہ یہ دو نفل ہو جائیں اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر یا عشا کے قائم مقام نہ ہوں گی اور اگر ان دو رکعتوں میں کسی نے امام کی اقتدا کی یعنی اب شامل ہوا تو یہ مقتدی بھی چھ پڑھے اور اگر اس نے توڑ دی تو دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر امام چوتھی پر نہ بیٹھا تھا تو یہ مقتدی چھ رکعت کی قضا پڑھے۔ اور اگر امام نے ان رکعتوں کو فاسد کر دیا تو اس پر مطلقاً قضا نہیں۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۶۱.

۲..... "الدرالمختار"، المرجع السابق، ص ۶۶۳.

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۶۴.

۴..... "الدرالمختار"، المرجع السابق، ص ۶۶۱.

۵..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۶۷، ۶۶۹.

مسئلہ ۲۷: چوتھی پر قعدہ کر کے کھڑا ہو گیا اور کسی فرض پڑھنے والے نے اس کی اقتدا کی تو اقتدا صحیح نہیں اگرچہ لوٹ آیا اور قعدہ نہ کیا تھا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا اقتدا کر سکتا ہے کہ ابھی تک فرض ہی میں ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: دو رکعت کی نیت تھی اور ان میں سہو ہوا اور دوسری کے قعدہ میں سجدہ سہو کر لیا تو اس پر نفل کی بنا مکروہ تحریمی ہے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۲۹: مسافر نے سجدہ سہو کے بعد اقامت کی نیت کی تو چار پڑھنا فرض ہے اور آخر میں سجدہ سہو کا اعادہ کرے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۳۰: قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدہ سہو واجب ہے اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدہ سہو واجب ہے جیسے قعدہ و رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے، حالانکہ وہ کلام الہی ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ”درود پڑھنے والے پر تم نے کیوں سجدہ واجب بتایا؟“ عرض کی، اس لیے کہ اس نے بھول کر پڑھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تحسین فرمائی۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۳۱: کسی قعدہ میں اگر تشہد میں سے کچھ رہ گیا، سجدہ سہو واجب ہے، نماز نفل ہو یا فرض۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا سجدہ سہو واجب ہے اور الحمد سے پہلے پڑھا تو نہیں۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: پچھلی رکعتوں کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر قعدہ اولیٰ میں چند بار تشہد پڑھا سجدہ واجب ہو گیا۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: تشہد پڑھنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو لوٹ آئے تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ یوہیں اگر

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۶۹.

② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۷۰.

③ المرجع السابق.

④ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۷، وغیرہما.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ج ۱، ص ۱۲۷.

⑥ المرجع السابق.

⑦ المرجع السابق.

تشہد کی جگہ الحمد پڑھی سجدہ واجب ہو گیا۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع یا کسی ایسے رکن کو دوبارہ کیا جو نماز میں مکرر مشروع نہ تھا یا کسی رکن کو مقدم یا مؤخر کیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: قنوت یا تکبیر قنوت یعنی قراءت کے بعد قنوت کے لیے جو تکبیر کہی جاتی ہے بھول گیا سجدہ سہو کرے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: عیدین کی سب تکبیریں یا بعض بھول گیا یا زائد کہیں یا غیر محل میں کہیں ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: امام تکبیرات عیدین بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو لوٹ آئے اور مسبوق رکوع میں شامل ہوا تو رکوع ہی میں تکبیریں کہہ لے۔^(۵) (عالمگیری) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہے اور پہلی رکعت کی تکبیر رکوع بھولا تو نہیں۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: جمعہ و عیدین میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے۔^(۷) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: امام نے جہری نماز میں بقدر جواز نماز یعنی ایک آیت آہستہ پڑھی یا سری میں جہر سے تو سجدہ سہو واجب ہے اور ایک کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔^(۸) (عالمگیری، ردالمحتار، غنیہ)

مسئلہ ۴۱: منفرد نے سری نماز میں جہر سے پڑھا تو سجدہ واجب ہے اور جہری میں آہستہ تو نہیں۔^(۹) (ردالمحتار)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۷.

② المرجع السابق.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۸.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۸.

⑤ المرجع السابق.

⑥ المرجع السابق.

⑦ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۸.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۷۵.

⑧ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۸.

و "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۵۷.

⑨ "ردالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۵۷.

مسئلہ ۴۲: ثناؤ دعا و تشہد بلند آواز سے پڑھا تو خلاف سنت ہوا مگر سجدہ سہو واجب نہیں۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: قراءت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے وقفہ ہوا سجدہ سہو واجب ہے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: امام سے سہو ہوا اور سجدہ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدہ واجب ہے اگرچہ مقتدی سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا اور اگر امام سے سجدہ ساقط ہو گیا تو مقتدی سے بھی ساقط پھر اگر امام سے ساقط ہونا اس کے کسی فعل کے سبب ہو تو مقتدی پر بھی نماز کا اعادہ واجب ورنہ معاف۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۵: اگر مقتدی سے بحالت اقتداء سہو واقع ہوا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔^(۴) (عامہ کتب)

مسئلہ ۴۶: مسبوق امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اگرچہ اس کے شریک ہونے سے پہلے سہو ہوا ہو اور اگر امام کے ساتھ سجدہ نہ کیا اور ماقبی پڑھنے کھڑا ہو گیا تو آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر اس مسبوق سے اپنی نماز میں بھی سہو ہوا تو آخر کے یہی سجدے اس سہو امام کے لیے بھی کافی ہیں۔^(۵) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: مسبوق نے اپنی نماز بچانے کے لیے امام کے ساتھ سجدہ سہو نہ کیا یعنی جانتا ہے کہ اگر سجدہ کرے گا تو نماز جاتی رہے گی مثلاً نماز فجر میں آفتاب طلوع ہو جائے گا یا جمعہ میں وقت عصر آجائے گا یا معذور ہے اور وقت ختم ہو جائے گا یا موزہ پر مسح کی مدت گزر جائے گی تو ان صورتوں میں امام کے ساتھ سجدہ نہ کرنے میں کراہت نہیں۔ بلکہ بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد کھڑا ہو جائے۔^(۶) (غنیہ)

مسئلہ ۴۸: مسبوق نے امام کے سہو میں امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا پھر جب اپنی پڑھنے کھڑا ہوا اور اس میں بھی سہو ہوا تو اس میں بھی سجدہ سہو کرے۔^(۷) (درمختار وغیرہ)

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۸.

② المرجع السابق، ص ۶۷۷.

③ المرجع السابق، ص ۶۵۸.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۸.

اور اعادہ بھی اس کے ذمہ نہیں کما حققناہ فی فتاوانا ۱۲۸مہ

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ج ۱، ص ۱۲۸.

و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۹.

⑥ ”غنیۃ المتملی“، فصل فی سجود السهو، ص ۴۶۶.

⑦ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۹، وغیرہ.

مسئلہ ۴۹: مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا جائز نہیں اگر قصد پھیرے گا نماز جاتی رہے گی اور اگر سہواً پھیرا اور سلام امام کے ساتھ معاً بلا وقفہ تھا تو اس پر سجدہ سہو نہیں اور اگر سلام امام کے کچھ بھی بعد پھیرا تو کھڑا ہو جائے اپنی نماز پوری کر کے سجدہ سہو کرے۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۰: امام کے ایک سجدہ کرنے کے بعد شریک ہوا تو دوسرا سجدہ امام کے ساتھ کرے اور پہلے کی قضا نہیں اور اگر دونوں سجدوں کے بعد شریک ہوا تو امام کے سہو کا اس کے ذمہ کوئی سجدہ نہیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: امام نے سلام پھیر دیا اور مسبوق اپنی پوری کرنے کھڑا ہوا اب امام نے سجدہ سہو کیا تو جب تک مسبوق نے اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور امام کے ساتھ سجدہ کرے جب امام سلام پھیرے تو اب اپنی پڑھے اور پہلے جو قیام و قراءت و رکوع کر چکا ہے اس کا شمار نہ ہوگا بلکہ اب پھر سے وہ افعال کرے اور اگر نہ لوٹا اور اپنی پڑھ لی تو آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو نہ لوٹے، لوٹے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: امام کے سہو سے لاحق پر بھی سجدہ سہو واجب ہے مگر لاحق اپنی آخر نماز میں سجدہ سہو کرے گا اور امام کے ساتھ اگر سجدہ کیا تو آخر میں اعادہ کرے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۵۳: اگر تین رکعت میں مسبوق ہوا اور ایک رکعت میں لاحق تو ایک رکعت بلا قراءت پڑھ کر بیٹھے اور تشہد پڑھ کر سجدہ سہو کرے پھر ایک رکعت بھری پڑھ کر بیٹھے کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہے پھر ایک بھری اور ایک خالی پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر ایک میں مسبوق ہے اور تین میں لاحق تو تین پڑھ کر سجدہ سہو کرے پھر ایک بھری پڑھ کر سلام پھیر دے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: مقیم نے مسافر کی اقتدا کی اور امام سے سہو ہوا تو امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے پھر اپنی دو پڑھے اور ان میں بھی سہو ہوا تو آخر میں پھر سجدہ کرے۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: امام سے صلاة الخوف میں (جس کا بیان اور طریقہ انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگا) سہو ہوا تو امام کے ساتھ

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۹، وغیرہ .

و "الفتاوی الرضویة"، ج ۷، ص ۲۳۸ .

② "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۵۹ .

③ "الفتاوی الہندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ج ۱، ص ۱۲۸ .

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۶۰ .

⑤ "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۶۰ .

⑥ المرجع السابق .

دوسرا گروہ سجدہ سہوکرے اور پہلا گروہ اس وقت کرے جب اپنی نماز ختم کر چکے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: امام کو حدیث ہوا اور پیشتر سہو بھی واقع ہو چکا ہے اور اس نے خلیفہ بنایا تو خلیفہ سجدہ سہوکرے اور اگر خلیفہ کو بھی حالت خلافت میں سہو ہوا تو وہی سجدے کافی ہیں اور اگر امام سے تو سہو نہ ہوا مگر خلیفہ سے اس حالت میں سہو ہوا تو امام پر بھی سجدہ سہو واجب ہے اور اگر خلیفہ کا سہو خلافت سے پہلے ہو تو سجدہ واجب نہیں نہ اس پر نہ امام پر۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: جس پر سجدہ سہو واجب ہے اگر سہو ہونا یاد نہ تھا اور بہ نیت قطع سلام پھیر دیا تو ابھی نماز سے باہر نہ ہوا بشرطیکہ سجدہ سہوکر لے، لہذا جب تک کلام یا حدیث عمد، یا مسجد سے خروج یا اور کوئی فعل منافی نماز نہ کیا ہو اسے حکم ہے کہ سجدہ کر لے اور اگر سلام کے بعد سجدہ سہو نہ کیا تو سلام پھیرنے کے وقت سے نماز سے باہر ہو گیا، لہذا سلام پھیرنے کے بعد اگر کسی نے اقتدا کی اور امام نے سجدہ سہو کر لیا تو اقتدا صحیح ہے اور سجدہ نہ کیا تو صحیح نہیں اور اگر یاد تھا کہ سہو ہوا ہے اور بہ نیت قطع سلام پھیر دیا تو سلام پھیرتے ہی نماز سے باہر گیا اور سجدہ سہو نہیں کر سکتا، اعادہ کرے اور اگر اس نے غلطی سے سجدہ کیا اور اس میں کوئی شریک ہو تو اقتدا صحیح نہیں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: سجدہ تلاوت باقی تھا یا قعدہ اخیرہ میں تشہد نہ پڑھا تھا مگر بقدر تشہد بیٹھ چکا تھا اور یہ یاد ہے کہ سجدہ تلاوت یا تشہد باقی ہے مگر قصد اسلام پھیر دیا تو سجدہ ساقط ہو گیا اور نماز سے باہر ہو گیا، نماز فاسد نہ ہوئی کہ تمام ارکان ادا کر چکا ہے مگر بوجہ ترک واجب مکروہ تحریمی ہوئی۔ یوہیں اگر اس کے ذمہ سجدہ سہو و سجدہ تلاوت ہیں اور دونوں یاد ہیں یا صرف سجدہ تلاوت یاد ہے اور قصد اسلام پھیر دیا تو دونوں ساقط ہو گئے اگر سجدہ نماز و سجدہ سہو دونوں باقی تھے یا صرف سجدہ نماز رہ گیا تھا اور سجدہ نماز یاد ہوتے ہوئے سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر سجدہ نماز و سجدہ تلاوت باقی تھے اور سلام پھیرتے وقت دونوں یاد تھے یا ایک جب بھی نماز فاسد ہو گئی۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۹: سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت باقی تھا یا سجدہ سہو کرنا تھا اور بھول کر سلام پھیرا تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہوا کر لے اور میدان میں ہو تو جب تک صفوں سے متجاوز نہ ہوا یا آگے کو سجدہ کی جگہ سے نہ گزرا کر لے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: رکوع میں یاد آیا کہ نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا ہے اور وہیں سے سجدہ کو چلا گیا یا سجدہ میں یاد آیا اور سر اٹھا کر وہ

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۲۸.

۲..... المرجع السابق، ص ۱۳۰.

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۷۳.

۴..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۷۳.

۵..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۷۴.

سجدہ کر لیا تو بہتر یہ ہے کہ اس رکوع وسجود کا اعادہ کرے اور اگر اس وقت نہ کیا بلکہ آخر نماز میں کیا تو اس رکوع وسجود کا اعادہ نہیں سجدہ سہو کرنا ہوگا۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۶۱: ظہر کی نماز پڑھتا تھا اور یہ خیال کر کے کہ چار پوری ہو گئیں دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار پوری کر لے اور سجدہ سہو کرے اور اگر یہ گمان کیا کہ مجھ پر دو ہی رکعتیں ہیں، مثلاً اپنے کو مسافر تصور کیا یا یہ گمان ہوا کہ نماز جمعہ ہے یا نیا مسلمان ہے سمجھا کہ ظہر کے فرض دو ہی ہیں یا نماز عشا کو تراویح تصور کیا تو نماز جاتی رہی۔ یوہیں اگر کوئی رکن فوت ہو گیا اور یاد ہوتے ہوئے سلام پھیر دیا، تو نماز گئی۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۶۲: جس کو شمار رکعت میں شک ہو، مثلاً تین ہوئیں یا چار اور بلوغ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر یا کوئی عمل منافی نماز کر کے توڑ دے یا غالب گمان کے بموجب پڑھ لے مگر بہر صورت اس نماز کو سرے سے پڑھے محض توڑنے کی نیت کافی نہیں اور اگر یہ شک پہلی بار نہیں بلکہ پیشتر بھی ہو چکا ہے تو اگر غالب گمان کسی طرف ہو تو اس پر عمل کرے ورنہ کم کی جانب کو اختیار کرے یعنی تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے، دو اور تین میں شک ہو تو دو، علیٰ ہذا القیاس اور تیسری چوتھی دونوں میں قعدہ کرے کہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی میں قعدہ کے بعد سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے اور گمان غالب کی صورت میں سجدہ سہو نہیں مگر جبکہ سوچنے میں بقدر ایک رکن کے وقفہ کیا ہو تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔^(۳) (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۶۳: نماز پوری کرنے کے بعد شک ہوا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر نماز کے بعد یقین ہے کہ کوئی فرض رہ گیا مگر اس میں شک ہے کہ وہ کیا ہے تو پھر سے پڑھنا فرض ہے۔^(۴) (فتح، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۴: ظہر پڑھنے کے بعد ایک عادل شخص نے خبر دی کہ تین رکعتیں پڑھیں تو اعادہ کرے اگرچہ اس کے خیال میں یہ خبر غلط ہو اور اگر کہنے والا عادل نہ ہو تو اس کی خبر کا اعتبار نہیں اور اگر مصلیٰ کو شک ہو اور دو عادل نے خبر دی تو ان کی خبر پر عمل کرنا ضروری ہے۔^(۵) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶۵: اگر تعداد رکعات میں شک نہ ہو مگر خود اس نماز کی نسبت شک ہے مثلاً ظہر کی دوسری رکعت میں شک ہوا

① "الدر المختار"

② "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۷۴.

③ "الہدایہ"، کتاب الصلاة، باب سجود السہو، ج ۱، ص ۷۶، وغیرہا.

④ "فتح القدیر"، کتاب الصلاة، باب سجود السہو، ج ۱، ص ۴۵۲.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۷۵.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ج ۱، ص ۱۳۱، وغیرہ.

کہ یہ عصر کی نماز پڑھتا ہوں اور تیسری میں نفل کا شبہ ہوا اور چوتھی میں ظہر کا تو ظہر ہی ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: تشہد کے بعد یہ شک ہوا کہ تین ہوئیں یا چار اور ایک رکن کی قدر خاموش رہا اور سوچتا رہا، پھر یقین ہوا کہ چار ہو گئیں تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد ایسا ہوا تو کچھ نہیں اور اگر اسے حدث ہوا اور وضو کرنے گیا تھا کہ شک واقع ہوا اور سوچنے میں وضو سے کچھ دیر تک رُک رہا تو سجدہ سہو واجب ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: یہ شک واقع ہوا کہ اس وقت کی نماز پڑھی یا نہیں، اگر وقت باقی ہے اعادہ کرے ورنہ نہیں۔^(۳)

(عالمگیری)

مسئلہ ۶۸: شک کی سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے اور غلبہ ظن میں نہیں مگر جب کہ سوچنے میں ایک رکن کا وقفہ ہو گیا تو واجب ہو گیا۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۶۹: بے وضو ہونے یا مسح نہ کرنے کا یقین ہوا اور اسی حالت میں ایک رکن ادا کر لیا تو سرے سے نماز پڑھے اگرچہ پھر یقین ہوا کہ وضو تھا اور مسح کیا تھا۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: نماز میں شک ہوا کہ مقیم ہے یا مسافر تو چار پڑھے اور دوسری کے بعد قعدہ ضروری ہے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: وتر میں شک ہوا کہ دوسری ہے یا تیسری تو اس میں قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی قنوت پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔^(۷) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷۲: امام نماز پڑھا رہا ہے دوسری میں شک ہوا کہ پہلی ہے یا دوسری یا چوتھی اور تیسری میں شک ہوا اور مقتدیوں کی طرف نظر کی کہ وہ کھڑے ہوں تو کھڑا ہو جاؤں بیٹھیں تو بیٹھ جاؤں تو اس میں حرج نہیں اور سجدہ سہو واجب نہ ہوا۔^(۸) (عالمگیری)

① "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۷۶.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ج ۱، ص ۱۲۸.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ج ۱، ص ۱۳۰.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ۲، ص ۶۷۸.

⑤ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، ج ۱، ص ۱۳۱.

⑥ المرجع السابق.

⑦ المرجع السابق، وغیرہ.

⑧ المرجع السابق.

نماز مریض کا بیان

حدیث ۱: حدیث میں ہے، عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: ”کھڑے ہو کر پڑھو، اگر استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر، اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی کہ اس کی وسعت ہو۔“ (۱) اس حدیث کو مسلم کے سوا جماعت محدثین نے روایت کیا۔

حدیث ۲: بزار مسند میں اور بیہقی معرفۃ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے، دیکھا کہ تکیہ پر نماز پڑھتا ہے یعنی سجدہ کرتا ہے اسے پھینک دیا، اس نے ایک لکڑی لی کہ اس پر نماز پڑھے، اسے بھی لے کر پھینک دیا اور فرمایا: زمین پر نماز پڑھے اگر استطاعت ہو، ورنہ اشارہ کرے اور سجدہ کو رکوع سے پست کرے۔ (۲)

مسئلہ ۱: جو شخص بوجہ بیماری کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے ضرر لاحق ہو گا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا یا چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے سے قطرہ آئے گا یا بہت شدید درد ناقابل برداشت پیدا ہو جائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔ (۳) (درمختار) اس کے متعلق بہت سے مسائل فرائض نماز میں مذکور ہوئے۔

مسئلہ ۲: اگر اپنے آپ بیٹھ بھی نہیں سکتا مگر لڑکا یا غلام یا خادم یا کوئی اجنبی شخص وہاں ہے کہ بیٹھا دے گا تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر بیٹھا نہیں رہ سکتا تو تکیہ یا دیوار یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنا ممکن ہو تو لیٹ کر نماز نہ ہوگی۔ (۴) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: بیٹھ کر پڑھنے میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ مریض پر جس طرح آسانی ہو اس طرح بیٹھے۔ ہاں دوزانو بیٹھنا آسان ہو یا دوسری طرح بیٹھنے کے برابر ہو تو دوزانو بہتر ہے ورنہ جو آسان ہو اختیار کرے۔ (۵) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴: نفل نماز میں تھک گیا تو دیوار یا عصا پر ٹیک لگانے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں

① ”نصب الراية“ للزيلعي، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۱۷۷-۱۷۸.

② ”معرفة السنن والآثار“ للبيهقي، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، الحديث: ۱۰۸۳، ج ۲، ص ۱۴۰.

③ ”تنوير الأبصار“ و ”الدرالمختار“، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۸۱.

④ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج ۱، ص ۱۳۶.

و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۸۲.

⑤ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج ۱، ص ۱۳۶، وغیرہ.

کچھ حرج نہیں۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۵: چار رکعت والی نماز بیٹھ کر پڑھی، قعدہ اخیرہ کے موقع پر تشہد پڑھنے سے پہلے قراءت شروع کر دی اور رکوع بھی کیا تو اس کا وہی حکم ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھنے والا چوتھی کے بعد کھڑا ہو جاتا، لہذا اس نے جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کرے اور پانچویں کا سجدہ کر لیا تو نماز جاتی رہی۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۶: بیٹھ کر پڑھنے والا دوسری کے سجدہ سے اٹھا اور قیام کی نیت کی مگر قراءت سے پہلے یاد آ گیا تو تشہد پڑھے اور نماز ہو گئی اور سجدہ سہو بھی نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مریض نے بیٹھ کر نماز پڑھی چوتھی کے سجدہ سے اٹھا تو یہ گمان کر کے کہ تیسری ہے قراءت کی اور اشارہ سے رکوع و سجود کیا نماز جاتی رہی اور دوسری کے سجدہ کے بعد یہ گمان کر کے کہ دوسری ہے قراءت شروع کی پھر یاد آیا تو تشہد کی طرف عود نہ کرے بلکہ پوری کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: کھڑا ہو سکتا ہے مگر رکوع و سجود نہیں کر سکتا یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا مثلاً حلق وغیرہ میں پھوڑا ہے کہ سجدہ کرنے سے بچے گا تو بھی بیٹھ کر اشارہ سے پڑھ سکتا ہے بلکہ یہی بہتر ہے اور اس صورت میں یہ بھی کر سکتا ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے اور رکوع کے لیے اشارہ کرے یا رکوع پر قادر ہو تو رکوع کرے پھر بیٹھ کر سجدہ کے لیے اشارہ کرے۔^(۵) (عالمگیری، درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۹: اشارہ کی صورت میں سجدہ کا اشارہ رکوع سے پست ہونا ضروری ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ سر کو بالکل زمین سے قریب کر دے سجدہ کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ خود اسی نے وہ چیز اٹھائی ہو یا دوسرے نے۔^(۶) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: اگر کوئی چیز اٹھا کر اس پر سجدہ کیا اور سجدہ میں بہ نسبت رکوع کے زیادہ سر جھکایا، جب بھی سجدہ ہو گیا مگر گنہگار ہوا اور سجدہ کے لیے زیادہ سر نہ جھکایا تو ہوا ہی نہیں۔^(۷) (درمختار، عالمگیری)

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۹۰.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع عشر فی صلاة المريض، ج ۱، ص ۱۳۷.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق.

⑤ المرجع السابق، ص ۱۳۶، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۸۴.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۸۵ وغیرہ.

⑦ المرجع السابق، و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع عشر فی صلاة المريض، ج ۱، ص ۱۳۶.

مسئلہ ۱۱: اگر کوئی اونچی چیز زمین پر رکھی ہوئی ہے اُس پر سجدہ کیا اور رکوع کے لیے صرف اشارہ نہ ہوا بلکہ پیٹھ بھی جھکائی تو صحیح ہے بشرطیکہ سجدہ کے شرائط پائے جائیں مثلاً اس چیز کا سخت ہونا جس پر سجدہ کیا کہ اس قدر پیشانی دب گئی ہو کہ پھر دبانے سے نہ دبے اور اس کی اونچائی بارہ انگل سے زیادہ نہ ہو۔ ان شرائط کے پائے جانے کے بعد حقیقتہً رکوع و سجود پائے گئے، اشارہ سے پڑھنے والا اسے نہ کہیں گے اور کھڑا ہو کر پڑھنے والا اس کی اقتدا کر سکتا ہے اور یہ شخص جب اس طرح رکوع و سجود کر سکتا ہے اور قیام پر قادر ہے تو اس پر قیام فرض ہے یا اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہو گیا تو جو باقی ہے اسے کھڑے ہو کر پڑھنا فرض ہے لہذا جو شخص زمین پر سجدہ نہیں کر سکتا مگر شرائط مذکورہ کے ساتھ کوئی چیز زمین پر رکھ کر سجدہ کر سکتا ہے، اس پر فرض ہے کہ اسی طرح سجدہ کرے اشارہ جائز نہیں اور اگر وہ چیز جس پر سجدہ کیا ایسی نہیں تو حقیقتہً سجود نہ پایا گیا بلکہ سجدہ کے لیے اشارہ ہوا لہذا کھڑا ہونے والا اس کی اقتدا نہیں کر سکتا اور اگر یہ شخص اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہوا تو سرے سے پڑھے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: پیشانی میں زخم ہے کہ سجدہ کے لیے ماتھا نہیں لگا سکتا تو ناک پر سجدہ کرے اور ایسا نہ کیا بلکہ اشارہ کیا تو نماز نہ ہوئی۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: اگر مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے پڑھے، خواہ داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو منہ کرے خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے مگر پاؤں نہ پھیلائے، کہ قبلہ کو پاؤں پھیلا کر وہ ہے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کر لے کہ منہ قبلہ کو ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے۔^(۳) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: اگر سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہے، اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھ یا بھوں یا دل کے اشارہ سے پڑھے پھر اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو ان کی قضا بھی ساقط، فدیہ کی بھی حاجت نہیں ورنہ بعد صحت ان نمازوں کی قضا لازم ہے اگر چہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اشارہ سے پڑھ سکے۔^(۴) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: مریض اگر قبلہ کی طرف نہ اپنے آپ منہ کر سکتا ہے نہ دوسرے کے ذریعہ سے تو ویسے ہی پڑھ لے اور صحت کے بعد اس نماز کا اعادہ نہیں اور اگر کوئی شخص موجود ہے کہ اس کے کہنے سے قبلہ رُو کر دے گا مگر اس نے اس سے نہ کہا تو نہ ہوئی، اشارہ سے جو نمازیں پڑھی ہیں صحت کے بعد ان کا بھی اعادہ نہیں۔ یوہیں اگر زبان بند ہو گئی اور گونگے کی طرح نماز پڑھی

① "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۸۵، ۶۸۶.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع عشر فی صلاة المريض، ج ۱، ص ۱۳۶.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۸۶. وغیرہ

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۸۷. وغیرہ.

پھر زبان کھل گئی تو ان نمازوں کا اعادہ نہیں۔⁽¹⁾ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: مریض اس حالت کو پہنچ گیا کہ رکوع و سجود کی تعداد یاد نہیں رکھ سکتا تو اس پر ادا ضروری نہیں۔⁽²⁾ (درمختار)

مسئلہ ۱۷: تندرست شخص نماز پڑھ رہا تھا، اثنائے نماز میں ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ارکان کی ادا پر قدرت نہ رہی تو

جس طرح ممکن ہو بیٹھ کر لیٹ کر نماز پوری کر لے، سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں۔⁽³⁾ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: بیٹھ کر رکوع و سجود سے نماز پڑھ رہا تھا، اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہو گیا تو جو باقی ہے کھڑا ہو کر پڑھے اور

اشارہ سے پڑھتا تھا اور نماز ہی میں رکوع و سجود پر قادر ہو گیا تو سرے سے پڑھے۔⁽⁴⁾ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۹: رکوع و سجود پر قادر نہ تھا کھڑے یا بیٹھے نماز شروع کی رکوع و سجود کے اشارہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ اچھا ہو گیا تو

اسی نماز کو پورا کرے سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں اور اگر لیٹ کر نماز شروع کی تھی اور اشارہ سے پہلے کھڑے یا بیٹھ کر رکوع و

سجود پر قادر ہو گیا تو سرے سے پڑھے۔⁽⁵⁾ (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: چلتی ہوئی کشتی یا جہاز میں بلا عذر بیٹھ کر نماز صحیح نہیں بشرطیکہ اتر کر خشکی میں پڑھ سکے اور زمین پر بیٹھ گئی ہو تو

اترنے کی حاجت نہیں اور کنارے پر بندھی ہو اور اتر سکتا ہو تو اتر کر خشکی میں پڑھے ورنہ کشتی ہی میں کھڑے ہو کر اور بیچ دریا میں

لنگر ڈالے ہوئے ہے تو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں، اگر ہوا کے تیز جھونکے لگتے ہوں کہ کھڑے ہونے میں چکر کا غالب گمان ہو اور اگر

ہوا سے زیادہ حرکت نہ ہو تو بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے اور کشتی پر نماز پڑھنے میں قبلہ رُو ہونا لازم ہے اور جب کشتی گھوم جائے تو نمازی

بھی گھوم کر قبلہ کو منہ کر لے اور اگر اتنی تیز گردش ہو کہ قبلہ کو منہ کرنے سے عاجز ہے تو اس وقت ملتوی رکھے ہاں اگر وقت جاتا

دیکھے تو پڑھ لے۔⁽⁶⁾ (غنیہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: جنون یا بے ہوشی اگر پورے چھ وقت کو گھیر لے تو ان نمازوں کی قضا بھی نہیں، اگرچہ بے ہوشی آدمی یا

درندے کے خوف سے ہو اور اس سے کم ہو تو قضا واجب ہے۔⁽⁷⁾ (درمختار)

① "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۸۸.

② "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۸۸.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع عشر فی صلاة المريض، ج ۱، ص ۱۳۷.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۸۹.

④ المرجع السابق.

⑤ "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۸۹.

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، مطلب فی الصلاة فی السفینة، ج ۲، ص ۶۹۰.

⑦ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۹۲.

مسئلہ ۲۲: اگر کسی کسی وقت ہوش ہو جاتا ہے تو اس کا وقت مقرر ہے یا نہیں اگر وقت مقرر ہے اور اس سے پہلے پورے چھ وقت نہ گزرے تو قضا واجب اور وقت مقرر نہ ہو بلکہ دفعۃً ہوش ہو جاتا ہے پھر وہی حالت پیدا ہو جاتی ہے تو اس افاقہ کا اعتبار نہیں یعنی سب بے ہوشیاں متصل سمجھی جائیں گی۔^(۱) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۳: شراب یا بنگ پی اگر چہ دوا کی غرض سے اور عقل جاتی رہی تو قضا واجب ہے اگر چہ بے عقلی کتنے ہی زیادہ زمانہ تک ہو۔ یوہیں اگر دوسرے نے مجبور کر کے شراب پلا دی جب بھی قضا مطلقاً واجب ہے۔^(۲) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۴: سوتا رہا جس کی وجہ سے نماز جاتی رہی تو قضا فرض ہے اگر چہ نیند پورے چھ وقت کو گھیر لے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲۵: اگر یہ حالت ہو کہ روزہ رکھتا ہے تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ رکھے تو کھڑے ہو کر پڑھ سکے گا تو روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر پڑھے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: مریض نے وقت سے پہلے نماز پڑھ لی اس خیال سے کہ وقت میں نہ پڑھ سکے گا تو نماز نہ ہوئی اور بغیر قراءت بھی نہ ہوگی مگر جبکہ قراءت سے عاجز ہو تو ہو جائے گی۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: عورت بیمار ہو تو شوہر پر فرض نہیں کہ اسے وضو کرادے اور غلام بیمار ہو تو وضو کرادینا مولیٰ کے ذمہ ہے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: چھوٹے سے خیمہ میں ہے کہ کھڑا نہیں ہو سکتا اور باہر نکلتا ہے تو مینہ^(۷) اور کچھڑے تو بیٹھ کر پڑھے۔ یوہیں کھڑے ہونے میں دشمن کا خوف ہے تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔^(۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: بیمار کی نمازیں قضا ہو گئیں اب اچھا ہو کر انہیں پڑھنا چاہتا ہے تو ویسے پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں اس طرح نہیں پڑھ سکتا جیسے بیماری میں پڑھتا مثلاً بیٹھ کر یا اشارہ سے اگر اسی طرح پڑھیں تو نہ ہوئیں اور صحت کی حالت میں

۱..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۹۲.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع عشر فی صلاة المريض، ج ۱، ص ۱۳۷.

۲..... المرجع السابق.

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۹۲.

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع عشر فی صلاة المريض، ج ۱، ص ۱۳۸.

۵..... المرجع السابق.

۶..... المرجع السابق.

۷..... یعنی بارش۔

۸..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الرابع عشر فی صلاة المريض، ج ۱، ص ۱۳۸.

قضا ہوئیں بیماری میں انھیں پڑھنا چاہتا ہے تو جس طرح پڑھ سکتا ہے پڑھے ہو جائیں گی، صحت کی سی پڑھنا اس وقت واجب نہیں۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: پانی میں ڈوب رہا ہے اگر اس وقت بھی بغیر عمل کثیر اشارے سے پڑھ سکتا ہے مثلاً تیراک ہے یا لکڑی وغیرہ کا سہارا پا جائے تو پڑھنا فرض ہے، ورنہ معذور ہے بچ جائے تو قضا پڑھے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: آنکھ بنوائی اور طبیب حاذق مسلمان مستور نے لیٹے رہنے کا حکم دیا تو لیٹ کر اشارے سے پڑھے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: مریض کے نیچے نجس بچھونا بچھا ہے اور حالت یہ ہو کہ بدلا بھی جائے تو نماز پڑھتے پڑھتے بقدر مانع ناپاک ہو جائے تو اسی پر نماز پڑھے۔ یوہیں اگر بدلا جائے تو اس قدر جلد نجس نہ ہوگا مگر بدلنے میں اسے شدید تکلیف ہوگی تو اسی نجس ہی پر پڑھ لے۔^(۴) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

تنبیہ ضروری: مسلمان اس باب کے مسائل کو دیکھیں تو انھیں بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ شرع مطہرہ نے کسی حالت میں بھی سوا بعض نادر صورتوں کے نماز معاف نہیں کی بلکہ یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو پڑھے۔ آج کل جو بڑے نمازی کہلاتے ہیں ان کی یہ حالت دیکھی جا رہی ہے کہ بخار آیا ذرا شدت ہوئی نماز چھوڑ دی شدت کا درد ہوا نماز چھوڑ دی کوئی پھڑیا نکل آئی نماز چھوڑ دی، یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ درِ سر و کام میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں حالانکہ جب تک اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہو اور نہ پڑھے تو انھیں وعیدوں کا مستحق ہے جو شروع کتاب میں تارک الصلوٰۃ کے لیے احادیث سے بیان ہوئیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ مُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِنْ صَالِحِي أَهْلِهَا أَحْيَاءَ وَ أَمْوَاتًا وَ ارْزُقْنَا اتِّبَاعَ شَرِيعَةِ حَبِيبِكَ الْكَرِيمِ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيمِ آمِينَ .^(۵)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، ج ۱، ص ۱۳۸.

۲..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، مطلب فی الصلاۃ فی السفینۃ، ج ۲، ص ۶۹۳.

۳..... المرجع السابق.

۴..... المرجع السابق، و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، ج ۱، ص ۱۳۷.

۵..... اے اللہ (عزوجل)! تو ہم کو نماز قائم کرنے والوں میں اور زندگی اور مرنے کے بعد اچھے نماز والوں میں کر اور اپنے حبیب کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شریعت کی پیروی اور روزی کر، ان پر بہتر درود و سلام، آمین۔

سجدہ تلاوت کا بیان

صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے، شیطان ہٹ جاتا ہے اور رو کر کہتا ہے، ہائے بربادی میری! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا، اس نے سجدہ کیا، اس کے لیے جنت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا، میرے لیے دوزخ ہے۔“ (1)

مسئلہ: سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) سورہ اعراف کی آخر آیت

﴿إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ﴾ (2)

(۲) سورہ رعد میں یہ آیت

﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلُّهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ﴾ (3)

(۳) سورہ نحل میں یہ آیت

﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ (4)

(۴) سورہ بنی اسرائیل میں یہ آیت

﴿إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ۖ وَيَقُولُونَ سُبْحَنَ رَبِّنَا

إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۖ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَسْكُونُ ۖ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا﴾ (5)

(۵) سورہ مریم میں یہ آیت

﴿إِذَا تَتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا﴾ (6)

(۶) سورہ حج میں پہلی جگہ جہاں سجدہ کا ذکر ہے یعنی یہ آیت

1..... ”صحیح مسلم“، کتاب الإیمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاة، الحدیث: ۸۱، ص ۵۶.

2..... پ ۹، الاعراف: ۲۰۶.

3..... پ ۱۳، الرعد: ۱۵.

4..... پ ۱۴، النحل: ۴۹.

5..... پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۰۷ - ۱۰۹.

6..... پ ۱۶، مریم: ۵۸.

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ
وَالشَّجَرُ وَالْدَّوَابُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۚ وَكَثِيْرٌ حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۚ وَمَنْ يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۚ اِنَّ اللّٰهَ
يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝۱ السَّجْدَةُ ﴿1﴾

(۷) سورہ فرقان میں یہ آیت

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۚ اَنْسَجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۝۲ السَّجْدَةُ ﴿2﴾

(۸) سورہ نمل میں یہ آیت

﴿ اَلَا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝۳ اَللّٰهُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝۴ السَّجْدَةُ ﴿3﴾

(۹) سورہ الم تنزیل میں یہ آیت

﴿ اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵ السَّجْدَةُ ﴿4﴾

(۱۰) سورہ ص میں یہ آیت

﴿ فَاسْتَغْفِرْ رَبِّهٖ وَخَرَّ رَاكِعًا وَاَنَابَ ۝۶ السَّجْدَةُ ﴿5﴾ فَغَفَرْنَا لَهُ ذٰلِكَ ۚ وَاِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَّآبٍ ۝۷ السَّجْدَةُ ﴿6﴾

(۱۱) سورہ حم السجدة میں آیت

﴿ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ الْیَلُّ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ
خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۸ فَاِنْ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ یَسْبَحُوْنَ لَهُ بِالْیَلِّ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا
یَسْأَمُوْنَ ۝۹ السَّجْدَةُ ﴿6﴾

(۱۲) سورہ نجم میں

﴿ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝۱۰ السَّجْدَةُ ﴿7﴾

① پ ۱۷، الحج: ۱۸.

② پ ۱۹، الفرقان: ۶۰.

③ پ ۱۹، النمل: ۲۵ - ۲۶.

④ پ ۲۱، السجدة: ۱۵.

⑤ پ ۲۳، ص: ۲۴ - ۲۵.

⑦ پ ۲۷، النجم: ۶۲.

⑥ پ ۲۴، حم السجدة: ۳۷ - ۳۸.

(۱۳) سورۃ الشقاق میں آیت

﴿فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۚ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ﴾ ^{السجدة} (۱)

(۱۴) سورۃ اقرء میں آیت ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ ^{السجدة} (۲)

مسئلہ ۲: آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی

عذر نہ ہو تو خود سن سکے، سننے والے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ بالقصد سنی ہو بلا قصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ (۳)
(ہدایہ، درمختار وغیرہا)

مسئلہ ۳: سجدہ واجب ہونے کے لیے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور

اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔ (۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: اگر اتنی آواز سے آیت پڑھی کہ سن سکتا تھا مگر شور و غل یا بہرے ہونے کی وجہ سے نہ سنی تو سجدہ واجب ہو گیا

اور اگر محض ہونٹ ہلے آواز پیدا نہ ہوئی تو واجب نہ ہوا۔ (۵) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵: قاری نے آیت پڑھی مگر دوسرے نے نہ سنی تو اگرچہ اسی مجلس میں ہو اس پر سجدہ واجب نہ ہوا، البتہ نماز

میں امام نے آیت پڑھی تو مقتدیوں پر واجب ہو گیا، اگرچہ نہ سنی ہو بلکہ اگرچہ آیت پڑھتے وقت وہ موجود بھی نہ تھا، بعد پڑھنے

کے سجدہ سے پیشتر شامل ہوا اور اگر امام سے آیت سنی مگر امام کے سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا تو امام کا سجدہ اس

کے لیے بھی ہے اور دوسری رکعت میں شامل ہوا تو نماز کے بعد سجدہ کرے۔ یوہیں اگر شامل ہی نہ ہو واجب بھی سجدہ کرے۔ (۶)

(عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

① پ ۳۰، الانشقاق: ۲۰ - ۲۱. ② پ ۳۰، العلق: ۱۹.

”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۲.

③ ”الہدایۃ“، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج ۱، ص ۷۸.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۴، وغیرہما.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۴.

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: سجدہ واجب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضروری ہے لیکن بعض علمائے متاخرین کے نزدیک وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھا تو سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے لہذا احتیاط یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں سجدہ تلاوت کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۸، ص ۲۲۳-۲۳۳ ملخصاً).

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۲.

⑥ المرجع السابق، ص ۱۳۳. و ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۶.

مسئلہ ۶: سورہ حج کی آخر آیت جس میں سجدہ کا ذکر ہے اس کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں کہ اس میں سجدے سے مراد نماز کا سجدہ ہے، البتہ اگر شافعی المذہب امام کی اقتدا کی اور اس نے اس موقع پر سجدہ کیا تو اس کی متابعت میں مقتدی پر بھی واجب ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: امام نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا تو مقتدی بھی اس کی متابعت میں سجدہ نہ کرے گا، اگرچہ آیت سنی ہو۔^(۲) (غنیہ)

مسئلہ ۸: مقتدی نے آیت سجدہ پڑھی تو نہ خود اس پر سجدہ واجب ہے نہ امام پر نہ اور مقتدیوں پر نہ نماز میں نہ بعد میں، البتہ اگر دوسرے نمازی نے کہ اس کے ساتھ نماز میں شریک نہ تھا آیت سنی خواہ وہ منفرد ہو یا دوسرے امام کا مقتدی یا دوسرا امام ان پر بعد نماز سجدہ واجب ہے۔ یوہیں اس پر واجب ہے جو نماز میں نہ ہو۔^(۳) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جو شخص نماز میں نہیں اور آیت سجدہ پڑھی اور نمازی نے سنی تو بعد نماز سجدہ کرے نماز میں نہ کرے اور نماز ہی میں کر لیا تو کافی نہ ہوگا، بعد نماز پھر کرنا ہوگا مگر نماز فاسد نہ ہوگی ہاں اگر تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ کیا اور اتباع کا قصد بھی کیا تو نماز جاتی رہی۔^(۴) (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جو شخص نماز میں نہ تھا آیت سجدہ پڑھ کر نماز میں شامل ہو گیا تو سجدہ ساقط ہو گیا۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۱۱: رکوع یا سجود میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ واجب ہو گیا اور اسی رکوع یا سجود سے ادا بھی ہو گیا اور تشہد میں پڑھی تو سجدہ واجب ہو گیا لہذا سجدہ کرے۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: آیت سجدہ پڑھنے والے پر اس وقت سجدہ واجب ہوتا ہے کہ وہ وجوب نماز کا اہل ہو یعنی ادا یا قضا کا اسے حکم ہو، لہذا اگر کافر یا مجنون یا نابالغ یا حیض و نفاس والی عورت نے آیت پڑھی تو ان پر سجدہ واجب نہیں اور مسلمان عاقل بالغ

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۵-۶۹۷.

② ”غنیة المتملی“، سجدة التلاوة، ص ۵۰۰.

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۳.

و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۷.

④ ”غنیة المتملی“، سجدة التلاوة، ص ۵۰۰.

و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۳.

⑤ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۸.

⑥ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۸.

اہل نماز نے ان سے سُنی تو اس پر واجب ہو گیا اور جنون اگر ایک دن رات سے زیادہ نہ ہو تو مجنون پر پڑھنے یا سننے سے واجب ہے، بے وضو یا جنب نے آیت پڑھی یا سنی تو سجدہ واجب ہے، نشہ والے نے آیت پڑھی یا سنی تو سجدہ واجب ہے۔ یوہیں سوتے میں آیت پڑھی بعد بیداری اسے کسی نے خبر دی تو سجدہ کرے، نشہ والے یا سونے والے نے آیت پڑھی تو سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا۔^(۱) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۳: عورت نے نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا یہاں تک کہ حیض آگیا تو سجدہ ساقط ہو گیا۔^(۲)

(عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: نفل پڑھنے والے نے آیت پڑھی اور سجدہ بھی کر لیا پھر نماز فاسد ہو گئی تو اس کی قضا میں سجدہ کا اعادہ نہیں اور نہ کیا تھا تو بیرون نماز کرے۔^(۳) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۵: فارسی یا کسی اور زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا، سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ اسے نامعلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ تھا اور آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: چند شخصوں نے ایک ایک حرف پڑھا کہ سب کا مجموعہ آیت سجدہ ہو گیا تو کسی پر سجدہ واجب نہ ہوا۔ یوہیں آیت کے جے کرنے یا جے سننے سے بھی واجب نہ ہوگا۔ یوہیں پرند سے آیت سجدہ سُنی یا جنگل اور پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور بجنہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔^(۵) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۷: آیت سجدہ پڑھنے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا تو وہ سجدہ واجب نہ رہا۔^(۶) (عالمگیری)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۲.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۰ - ۷۰۲.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۲.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۶.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۲.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۳.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۲، ۱۳۳.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۲.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۳.

مسئلہ ۱۸: آیت سجدہ لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں۔^(۱) (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۱۹: سجدہ تلاوت کے لیے تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں مثلاً طہارت، استقبال قبلہ،

نیت، وقت اس معنی پر کہ آگے آتا ہے ستر عورت، لہذا اگر پانی پر قادر ہے تیمم کر کے سجدہ کرنا جائز نہیں۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: اس کی نیت میں یہ شرط نہیں کہ فلاں آیت کا سجدہ ہے بلکہ مطلقاً سجدہ تلاوت کی نیت کافی ہے۔^(۳)

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ بھی فاسد ہو جائے گا مثلاً حدث عمد وکلام و قہقہہ۔^(۴)

(درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہو سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحَنَ

رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہو کھڑا ہو جائے، پہلے پیچھے دونوں بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں

جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب۔^(۵) (عالمگیری، درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: مستحب یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا آگے اور سننے والے اس کے پیچھے صف باندھ کر سجدہ کریں اور یہ

بھی مستحب ہے کہ سامعین اس سے پہلے سر نہ اٹھائیں اور اگر اس کے خلاف کیا مثلاً اپنی اپنی جگہ پر سجدہ کیا اگرچہ تلاوت کرنے

والے کے آگے یا اس سے پہلے سجدہ کیا یا سر اٹھالیا یا تلاوت کرنے والے نے اس وقت سجدہ نہ کیا اور سامعین نے کر لیا تو حرج

نہیں اور تلاوت کرنے والے کا سجدہ فاسد ہو جائے تو ان کے سجدوں پر اس کا کچھ اثر نہیں کہ یہ حقیقت اقتدا نہیں، لہذا عورت

نے اگر تلاوت کی تو مردوں کی امام یعنی سجدہ میں آگے ہو سکتی ہے اور عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو فاسد نہ ہوگا۔^(۶)

(غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: اگر سجدہ سے پہلے یا بعد میں کھڑا نہ ہو یا اَللّٰهُ اَكْبَرُ نہ کہا یا سُبْحَنَ نہ پڑھا تو ہو جائے گا مگر تکبیر چھوڑنا

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۳.

و "غنیۃ المتملی"، سجدة التلاوة، ص ۵۰۰.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۹. وغیرہ

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۹.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۹.

⑤ المرجع السابق، و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۵.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۴.

و "غنیۃ المتملی"، سجدة التلاوة، ص ۵۰۱.

نہ چاہیے کہ سلف کے خلاف ہے۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: اگر تنہا سجدہ کرے تو سنت یہ ہے کہ تکبیر اتنی آواز سے کہے کہ خود سن لے اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ ہوں تو مستحب یہ ہے کہ اتنی آواز سے کہے کہ دوسرے بھی سنیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: یہ جو کہا گیا کہ سجدہ تلاوت میں سُبْحَنَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھے یہ فرض نماز میں ہے اور نفل نماز میں سجدہ کیا تو چاہے یہ پڑھے یا اور دعائیں جو احادیث میں وارد ہیں وہ پڑھے۔ مثلاً

سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوْرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ. (۳) یا

اَللّٰهُمَّ اَكْتُبْ لِيْ عِنْدَكَ بِهَا اَجْرًا وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَاَجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ زُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ. (۴) یا یہ کہے۔

سُبْحَنَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ط (۵)

اور اگر بیرون نماز ہو تو چاہے یہ پڑھے یا صحابہ و تابعین سے جو آثار مروی ہیں وہ پڑھے، مثلاً ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدَ سَوَادِي رَبِّكَ اَمِنْ فُؤَادِي اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ عِلْمًا يَنْفَعُنِيْ وَعَمَلًا يَّرْفَعُنِيْ. (۶)
(غنیہ، ردالمحتار)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۵.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۰.

② "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۰.

③ ترجمہ: میرے چہرے نے سجدہ کیا اوس کے لیے جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور اپنی طاقت و قوت سے کان اور آنکھ کی جگہ پھاڑی برکت والا ہے اللہ (عزوجل)! جو اچھا پیدا کرنے والا ہے۔ ۱۲

④ ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اس سجدہ کی وجہ سے تو میرے لیے اپنے نزدیک ثواب لکھ اور اس کی وجہ سے مجھ سے گناہ کو دور کر اور اسے تو میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ بنا اور اس کو تو مجھ سے قبول کر جیسا تو نے اپنے بندے داود علیہ السلام سے قبول کیا۔ ۱۲

⑤ ترجمہ: پاک ہے ہمارا رب، بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ ہو کر رہے گا۔ ۱۲

⑥ "غنیۃ المتملی"، سجدة التلاوة، ص ۵۰۲، و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۰.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میرے جسم نے تجھے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا۔ اے اللہ! تو مجھ کو علم نافع اور عمل رافع روزی کر۔ ۱۲

مسئلہ ۲۷: سجدہ تلاوت کے لیے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے اور نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔^(۱)

(تنویر الابصار)

مسئلہ ۲۸: آیت سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کر لے اور وضو ہو تو تاخیر

مکروہ تنزیہی۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۲۹: اُس وقت اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے اور سامع کو یہ کہہ لینا مستحب ہے

سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: سجدہ تلاوت نماز میں فوراً کرنا واجب ہے تاخیر کرے گا گنہگار ہوگا اور سجدہ کرنا بھول گیا تو جب تک

حرمت نماز^(۴) میں ہے کر لے، اگرچہ سلام پھیر چکا ہو اور سجدہ سہو کرے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار) تاخیر سے مراد تین آیت سے

زیادہ پڑھ لینا ہے کم میں تاخیر نہیں مگر آخر سورت میں اگر سجدہ واقع ہے، مثلاً اِنْشَقَّتْ تو سورت پوری کر کے سجدہ کرے گا جب

بھی حرج نہیں۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے بیرون نماز نہیں ہو سکتا۔ اور قصد اُنہ کیا تو

گنہگار ہوا تو بہ لازم ہے بشرطیکہ آیت سجدہ کے بعد فوراً رکوع وسجود نہ کیا ہو، نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا پھر وہ نماز فاسد

ہوگئی یا قصد افساد کی تو بیرون نماز سجدہ کر لے اور سجدہ کر لیا تھا تو حاجت نہیں۔^(۷) (درمختار)

مسئلہ ۳۲: اگر آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کر لیا یعنی آیت سجدہ کے بعد تین آیت سے زیادہ نہ پڑھا اور رکوع

کر کے سجدہ کیا تو اگرچہ سجدہ تلاوت کی نیت نہ ہو ادا ہو جائے گا۔^(۸) (عالمگیری، درمختار)

① ”تنویر الأبصار“، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۰۔

② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۳۔

③ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۳۔

ترجمہ: ہم نے سنا اور حکم مانا، تیری مغفرت کا سوال کرتے ہیں، اے پروردگار! اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔ ۱۲

④ یعنی کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو منافی نماز ہے۔ ۱۲

⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۴۔

⑥ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۶-۷۰۷۔

⑦ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۵۔

⑧ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۸۔

و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۳، ۱۳۴۔

مسئلہ ۳۳: نماز کا سجدہ تلاوت سجدہ سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور رکوع سے بھی، مگر رکوع سے جب ادا ہوگا کہ فوراً کرے فوراً نہ کیا تو سجدہ کرنا ضروری ہے اور جس رکوع سے سجدہ تلاوت ادا کیا خواہ وہ رکوع رکوع نماز ہو یا اس کے علاوہ۔ اگر رکوع نماز ہے تو اس میں ادائے سجدہ کی نیت کر لے اور اگر خاص سجدہ ہی کے لیے یہ رکوع کیا تو اس رکوع سے اٹھنے کے بعد مستحب یہ ہے کہ دو تین آیتیں یا زیادہ پڑھ کر رکوع نماز کرے فوراً نہ کرے۔ اور اگر آیت سجدہ پر سورت ختم ہے اور سجدہ کے لیے رکوع کیا تو دوسری سورت کی آیتیں پڑھ کر رکوع کرے۔^(۱) (غنیہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۴: آیت سجدہ بیچ سورت میں ہے تو افضل یہ ہے کہ اسے پڑھ کر سجدہ کرے پھر کچھ اور آیتیں پڑھ کر رکوع کرے اور اگر سجدہ نہ کیا اور رکوع کر لیا اور اس رکوع میں ادائے سجدہ کی بھی نیت کر لی تو کافی ہے اور اگر نہ سجدہ کیا نہ رکوع کیا بلکہ سورت ختم کر کے رکوع کیا تو اگرچہ نیت کرے، نا کافی ہے اور جب تک نماز میں ہے سجدہ کی قضا کر سکتا ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: سجدہ پر سورت ختم ہے اور آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا تو سجدہ سے اٹھنے کے بعد دوسری سورت کی کچھ آیتیں پڑھ کر رکوع کرے اور بغیر پڑھے رکوع کر دیا تو بھی جائز ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: اگر آیت سجدہ کے بعد ختم سورت میں دو تین آیتیں باقی ہیں تو چاہے فوراً رکوع کر دے یا سورت ختم کرنے کے بعد یا فوراً سجدہ کر لے پھر باقی آیتیں پڑھ کر رکوع میں جائے یا سورت ختم کر کے سجدہ میں جائے سب طرح اختیار ہے مگر اس صورت اخیرہ میں سجدہ سے اٹھ کر کچھ آیتیں دوسری سورت کی پڑھ کر رکوع کرے۔^(۴) (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: رکوع جاتے وقت سجدہ کی نیت نہیں کی بلکہ رکوع میں یا اٹھنے کے بعد کی تو یہ نیت کافی نہیں۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: تلاوت کے بعد امام رکوع میں گیا اور نیت سجدہ کر لی مگر مقتدیوں نے نہ کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوا لہذا امام جب سلام پھیرے تو مقتدی سجدہ کر کے قعدہ کریں اور سلام پھیریں اور اس قعدہ میں تشہد واجب ہے اگر قعدہ نہ کیا تو نماز فاسد ہوگئی کہ قعدہ جاتا رہا یہ حکم جہری نماز کا ہے، سری میں چونکہ مقتدی کو علم نہیں لہذا معذور ہے اور اگر امام نے رکوع سے سجدہ تلاوت کی نیت نہ کی تو اسی سجدہ نماز سے مقتدیوں کا بھی سجدہ تلاوت ادا ہو گیا اگرچہ نیت نہ ہو، لہذا امام کو چاہیے کہ رکوع میں سجدہ کی نیت

① "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۶.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۳.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۳.

③ المرجع السابق.

⑤ المرجع السابق.

④ المرجع السابق.

نہ کرے کہ مقتدیوں نے اگر نیت نہ کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوگا اور رکوع کے بعد جب امام سجدہ کرے گا تو اس سے سجدہ تلاوت بہر حال ادا ہو جائے گا نیت کرے یا نہ کرے پھر نیت کی کیا حاجت۔^(۱) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: جہری نماز میں امام نے آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ کرنا اولیٰ ہے اور سری میں رکوع کرنا کہ مقتدیوں کو دھوکا نہ لگے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: امام نے سجدہ تلاوت کیا مقتدیوں کو رکوع کا گمان ہوا اور رکوع میں گئے تو رکوع توڑ کر سجدہ کریں اور جس نے رکوع اور ایک سجدہ کیا جب بھی ہو گیا اور اگر رکوع کر کے دو سجدے کر لیے تو اس کی نماز گئی۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۴۱: مصلیٰ سجدہ تلاوت بھول گیا رکوع یا سجدہ یا قعدہ میں یاد آیا تو اسی وقت سجدہ کر لے پھر جس رکن میں تھا اس کی طرف عود کرے یعنی رکوع میں تھا تو سجدہ کر کے رکوع میں واپس ہو و علیٰ ہذا القیاس اور اگر اس رکن کا اعادہ نہ کیا جب بھی نماز ہو گئی۔^(۴) (عالمگیری) مگر قعدہ اخیرہ کا اعادہ فرض ہے کہ سجدہ سے قعدہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۴۲: ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھایا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو۔ یوہیں اگر آیت پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سنی بھی جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: پڑھنے والے نے کئی مجلسوں میں ایک آیت بار بار پڑھی اور سننے والے کی مجلس نہ بدلی تو پڑھنے والا جتنی مجلسوں میں پڑھے گا اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر ایک اور اگر اس کا عکس ہے یعنی پڑھنے والا ایک مجلس میں بار بار پڑھتا رہا اور سننے والے کی مجلس بدلتی رہی تو پڑھنے والے پر ایک سجدہ واجب ہوگا اور سننے والے پر اتنے جتنی مجلسوں میں سنا۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: مجلس میں آیت پڑھی یا سنی اور سجدہ کر لیا پھر اسی مجلس میں وہی آیت پڑھی یا سنی تو وہی پہلا سجدہ کافی ہے۔^(۷) (درمختار)

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۳.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۷.

② "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۸.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۹.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۴.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۲.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۴.

⑦ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۲.

مسئلہ ۴۵: ایک مجلس میں چند بار آیت پڑھی یا سنی اور آخر میں اتنی ہی بار سجدہ کرنا چاہے تو یہ بھی خلاف مستحب ہے

بلکہ ایک ہی بار کرے، بخلاف دُرود شریف کے کہ نام اقدس لیا یا سنا تو ایک بار دُرود شریف واجب اور ہر بار مستحب۔^(۱)
(ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: دو ایک لقمہ کھانے، دو ایک گھونٹ پینے، کھڑے ہو جانے، دو ایک قدم چلنے، سلام کا جواب دینے، دو ایک بات کرنے، مکان کے ایک گوشہ سے دوسرے کی طرف چلے جانے سے مجلس نہ بدلے گی، ہاں اگر مکان بڑا ہے جیسے شاہی محل تو ایسے مکان میں ایک گوشہ سے دوسرے میں جانے سے مجلس بدل جائے گی۔ کشتی میں ہے اور کشتی چل رہی ہے، مجلس نہ بدلے گی۔ ریل کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے، جانور پر سوار ہے اور وہ چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے ہاں اگر سواری پر نماز پڑھ رہا ہے تو نہ بدلے گی، تین لقمے کھانے، تین گھونٹ پینے، تین کلمے بولنے، تین قدم میدان میں چلنے، نکاح یا خرید و فروخت کرنے، لیٹ کر سو جانے سے مجلس بدل جائے گی۔^(۲) (عالمگیری، غنیہ، درمختار وغیرہا)

مسئلہ ۴۷: سواری پر نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ساتھ چل رہا ہے یا وہ بھی سوار ہے مگر نماز میں نہیں، ایسی حالت میں اگر آیت بار بار پڑھی تو اس پر ایک سجدہ واجب ہے اور ساتھ والے پر اتنے جتنی بار سنا۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: تاننا تننا، نہر یا حوض میں تیرنا، درخت کی ایک شاخ سے دوسری پر جانا، اہل جوتنا، دائیں چلانا، چکی کے نیل کے پیچھے پھرنا، عورت کا بچہ کو دودھ پلانا، ان سب صورتوں میں مجلس بدل جاتی ہے جتنی بار پڑھے گا یا سنے گا اتنے سجدے واجب ہوں گے۔^(۴) (غنیہ، درمختار وغیرہما) یہی حکم کولو کے نیل کے پیچھے چلنے کا ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۴۹: ایک جگہ بیٹھے بیٹھے تاننا تن رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے اگرچہ فتح القدر میں اس کے خلاف لکھا، اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: کسی مجلس میں دیر تک بیٹھنا قراءت، تسبیح، تہلیل، درس وعظ میں مشغول ہونا مجلس کو نہیں بدلے گا اور اگر

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۲، ۷۱۷.

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۴.

و ”غنیۃ المتملی“، سجدة التلاوة، ص ۵۰۳.

و ”الدرالمختار“ کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۲ - ۷۱۶.

③ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۶.

④ المرجع السابق، ص ۷۱۴.

⑤ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۶.

دونوں بار پڑھنے کے درمیان کوئی دنیا کا کام کیا مثلاً کپڑا سینا وغیرہ تو مجلس بدل گئی۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: آیت سجدہ بیرون نماز تلاوت کی اور سجدہ کر کے پھر نماز شروع کی اور نماز میں پھر وہی آیت پڑھی تو اس کے لیے دوبارہ سجدہ کرے اور اگر پہلے نہ کیا تھا تو یہی اس کے بھی قائم مقام ہو گیا بشرطیکہ آیت پڑھنے اور نماز کے درمیان کوئی اجنبی فعل فاصل نہ ہو اور اگر نہ پہلے سجدہ کیا نہ نماز میں تو دونوں ساقط ہو گئے اور گنہگار ہوا توبہ کرے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: ایک رکعت میں بار بار وہی آیت پڑھی تو ایک ہی سجدہ کافی ہے، خواہ چند بار پڑھ کر سجدہ کیا یا ایک بار پڑھ کر سجدہ کیا پھر دوبارہ سجدہ کرے۔ یوں اگر ایک نماز کی سب رکعتوں میں یا دو تین میں وہی آیت پڑھی تو سب کے لیے ایک سجدہ کافی ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر سلام کے بعد اسی مجلس میں وہی آیت پڑھی تو اگر کلام نہ کیا تھا تو وہی نماز والا سجدہ اس کے قائم مقام بھی ہے اور کلام کر لیا تھا تو دوبارہ سجدہ کرے اور اگر نماز میں سجدہ نہ کیا تھا پھر سلام پھیرنے کے بعد وہی آیت پڑھی تو ایک سجدہ کرے، نماز والا ساقط ہو گیا۔^(۴) (خانہ، غنیہ، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کیا پھر بے وضو ہوا اور وضو کر کے بنا کی پھر وہی آیت پڑھی تو دوسرا سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر بنا کے بعد دوسرے سے وہی آیت سُنی تو دوسرا واجب ہے اور یہ دوسرا سجدہ نماز کے بعد کرے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: ایک مجلس میں سجدہ کی چند آیتیں پڑھیں تو اتنے ہی سجدے کرے ایک کافی نہیں۔^(۶) (عامہ کتب)

مسئلہ ۵۶: پوری سورت پڑھنا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اور صرف آیت سجدہ کے پڑھنے میں کراہت نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ دو ایک آیت پہلے یا بعد کی ملا لے۔^(۷) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۷: سامعین نے سجدہ کا تہیہ کیا ہوا اور سجدہ ان پر بار نہ ہو تو آیت بلند آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے ورنہ آہستہ اور

① "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۶.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۱.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۵.

④ المرجع السابق، و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۲.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۵.

⑥ "شرح الوقایہ"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۱، ص ۲۳۲.

⑦ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۷، وغیرہ.

سامعین کا حال معلوم نہ ہو کہ آمادہ ہیں یا نہیں جب بھی آہستہ پڑھنا بہتر ہونا چاہیے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: آیت سجدہ پڑھی گئی مگر کام میں مشغولی کے سبب نہ سنی تو اصرار یہ ہے کہ سجدہ واجب نہیں، مگر بہت سے علما کہتے ہیں کہ اگرچہ نہ سنی سجدہ واجب ہو گیا۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

فائدہ اہم: جس مقصد کے لیے ایک مجلس میں سجدہ کی سب آیتیں پڑھ کر سجدے کرے اللہ عزوجل اس کا مقصد پورا فرمادے گا۔ خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کرتا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں چودہ سجدے کر لے۔^(۳) (غنیہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۵۹: زمین پر آیت سجدہ پڑھی تو یہ سجدہ سواری پر نہیں کر سکتا مگر خوف کی حالت ہو تو ہو سکتا ہے اور سواری پر آیت پڑھی تو سفر کی حالت میں سواری پر سجدہ کر سکتا ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: مرض کی حالت میں اشارہ سے بھی سجدہ ادا ہو جائے گا۔ یوں سفر میں سواری پر اشارہ سے ہو جائے گا۔^(۵) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶۱: جمعہ وعیدین اور سبّی نمازوں میں اور جس نماز میں جماعت عظیم ہو آیت سجدہ امام کو پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر آیت کے بعد فوراً رکوع وسجود کر دے اور رکوع میں نیت نہ کرے تو کراہت نہیں۔^(۶) (غنیہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: منبر پر آیت سجدہ پڑھی تو خود اُس پر اور سننے والوں پر سجدہ واجب ہے اور جنہوں نے نہ سنی ان پر نہیں۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: سجدہ شکر مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا یا گئی چیز مل گئی یا مریض نے شفا پائی یا مسافر واپس آیا غرض کسی

۱..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۸.

۲..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۸.

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۱۹.

و "غنیة المتملی"، سجدة التلاوة، ص ۵۰۷. وغیرہما

۴..... "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۵.

۵..... المرجع السابق.

۶..... "غنیة المتملی"، سجدة التلاوة، ص ۵۰۷.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، مطلب فی سجدة الشکر، ج ۲، ص ۷۲۰.

۷..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، مطلب فی سجدة الشکر، ج ۲، ص ۷۲۰.

نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو سجدہ تلاوت کا ہے۔ (1) (عالمگیری، ردالمحتار)
مسئلہ ۶۴: سجدہ بے سبب جیسا اکثر عوام کرتے ہیں نہ ثواب ہے، نہ مکروہ۔ (2) (عالمگیری)

نماز مسافر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ ۖ إِنَّ خِفْتُمْ أَنْ يُفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا ط﴾ (3)

جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر اس کا گناہ نہیں کہ نماز میں قصر کرو اگر خوف ہو کہ کافر تمہیں فتنہ میں ڈالیں گے۔
حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ہے، یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے عرض کی، کہ اللہ عزوجل نے تو یہ فرمایا:

﴿أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ ۖ إِنَّ خِفْتُمْ أَنْ يُفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا ط﴾ (4)

اور اب تو لوگ امن میں ہیں (یعنی امن کی حالت میں قصر نہ ہونا چاہیے) فرمایا: اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا ارشاد فرمایا: یہ ایک صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تصدق فرمایا اس کا صدقہ قبول کرو۔ (5)
حدیث ۲: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مروی، کہ حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی حالانکہ نہ ہماری اتنی زیادہ تعداد کبھی تھی نہ اس قدر امن۔“ (6)
حدیث ۳: صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ (7) میں عصر کی دو رکعتیں۔“ (8)

1..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۶.

و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، مطلب فی سجدة الشکر، ج ۲، ص ۷۲۰.

2..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۶.

3..... پ ۵، النساء: ۱۰۱. 4..... پ ۵، النساء: ۱۰۱.

5..... ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها، الحدیث: ۶۸۶، ص ۳۴۷.

6..... ”صحیح البخاری“، کتاب الحج، باب الصلاة بمني، الحدیث: ۱۶۵۶، ج ۱، ص ۵۵۴.

7..... مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے، یہی اصح ہے۔ (مرقاۃ) ۱۲ امنہ

8..... ”صحیح البخاری“، کتاب الحج، باب من بات بذی الحلیفہ حتی أصبح، الحدیث: ۱۵۴۷، ج ۱، ص ۵۲۰.

حدیث ۴: ترمذی شریف میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضور و سفر دونوں میں نمازیں پڑھیں، حضر میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعت اور سفر میں ظہر کی دو اور اس کے بعد دو رکعت اور عصر کی دو۔ اور اس کے بعد کچھ نہیں اور مغرب کی حضر و سفر میں برابر تین رکعتیں، سفر و حضر کسی کی نماز مغرب میں قصر نہ فرماتے اور اس کے بعد دو رکعت۔^(۱)

حدیث ۵: صحیحین میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں: ”نماز دو رکعت فرض کی گئی پھر جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کر دی گئی اور سفر کی نماز اسی پہلے فرض پر چھوڑی گئی۔“^(۲)

حدیث ۶: صحیح مسلم شریف میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: کہ ”اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانی حضر میں چار رکعتیں فرض کیں اور سفر میں دو اور خوف میں ایک^(۳) یعنی امام کے ساتھ۔“^(۴)

حدیث ۷: ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سفر کی دو رکعتیں مقرر فرمائیں اور یہ پوری ہے کم نہیں یعنی اگرچہ بظاہر دو رکعتیں کم ہو گئیں مگر ثواب میں یہ دو ہی چار کی برابر ہیں۔^(۵)

مسائل فقہیہ

شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔^(۶) (متون)

مسئلہ ۱: دن سے مراد سال کا سب میں چھوٹا دن اور تین دن کی راہ سے یہ مراد نہیں کہ صبح سے شام تک چلے کہ کھانے پینے، نماز اور دیگر ضروریات کے لیے ٹھہرنا تو ضرور ہی ہے، بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے مثلاً شروع صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا پھر دوسرے دن تیسرے دن یوں کیا تو اتنی دور تک کی راہ کو مسافت سفر کہیں گے دوپہر کے بعد تک چلنے میں بھی برابر چلنا مراد نہیں بلکہ عادتاً جتنا آرام لینا چاہے اس قدر اس درمیان میں ٹھہرتا بھی جائے اور چلنے سے مراد معتدل چال ہے کہ نہ تیز ہو نہ سُست، خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کے لیے

① ”جامع الترمذی“، أبواب السفر، باب ماجاء في التطوع في السفر، الحديث: ۵۵۲، ج ۲، ص ۷۶.

② ”صحیح البخاری“، کتاب مناقب الأنصار، باب التاريخ... إلخ، الحديث: ۳۹۳۵، ج ۲، ص ۶۰۴.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها، الحديث: ۶۸۷، ص ۳۴۷.

④ یعنی امام کے ساتھ صرف ایک رکعت پڑھے گا اور ایک رکعت اکیلے۔

⑤ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب إقامة الصلوات و السنة فيها، باب ماجاء في الوتر في السفر، الحديث: ۱۱۹۴، ج ۲، ص ۵۴.

⑥ ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۸، ص ۲۴۳.

مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی کہ ہوانہ بالکل رُکی ہو نہ تیز۔^(۱) (درمختار، عالمگیری وغیرہا)

مسئلہ ۲: سال کا چھوٹا دن اس جگہ کا معتبر ہے جہاں دن رات معتدل ہوں یعنی چھوٹے دن کے اکثر حصہ میں منزل طے کر سکتے ہوں لہذا جن شہروں میں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے جیسے بلغارکہ وہاں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے، لہذا وہاں کے دن کا اعتبار نہیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: کوس کا اعتبار نہیں کہ کوس کہیں چھوٹے ہوتے ہیں کہیں بڑے بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار $\frac{3}{8}$ ۵۷ میل ہے۔^(۳) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴: کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں ایک سے مسافت سفر ہے دوسرے سے نہیں تو جس راستہ سے یہ جائے گا اس کا اعتبار ہے، نزدیک والے راستے سے گیا تو مسافر نہیں اور دور والے سے گیا تو ہے، اگرچہ اس راستہ کے اختیار کرنے میں

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۳۸.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۴.

② ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۵.

③ بہار شریعت کے مطبوعہ نسخوں میں فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے $\frac{3}{8}$ ۵۷ میل مرقوم ہے، یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ ”فتاویٰ رضویہ“ (جدید)، ج ۸، ص ۲۷۰، اور ”فتاویٰ رضویہ“ (قدیم)، ج ۳، ص ۶۶۹، میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے ساڑھے ستاون ($\frac{1}{4}$ ۵۷) میل لکھا ہے۔

فقیہ اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی ”نزہۃ القاری“، جلد ۲، صفحہ ۶۵۵ پر فرماتے ہیں: ”مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے ظاہر مذہب کو اختیار فرما کر تین منزل کی یہ مسافت (ساڑھے ستاون میل) بیان فرمائی ہے۔ ”جدالمتار“ میں لکھتے ہیں:

والمعتاد المعهود فی بلادنا أن کل مرحلة ۱۲ کوس، وقد جربت مرارا کثیرة بمواضع شهيرة أن الميل الرائج فی بلادنا خمسة أثمان کوس المعتبر ههنا، فإذا ضربت الا کوس فی ۸، وقسم الحاصل علی ۵ کانت أمیال رحلة واحدة ۱۹-۱/۵، وأمیال مسيرة ثلاثة أيام ۵۷-۳/۵ أعنی ۵۷-۵۷.

(”جدالمتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۱، ص ۳۵۹.)

ہمارے بلاد میں معتاد و معہود یہ ہے کہ ہر منزل بارہ کوس کی ہوتی ہے میں نے بار بار بکثرت مشہور جگہوں میں آزمایا ہے کہ اس وقت ہمارے بلاد میں جو میل رائج ہے۔ وہ $\frac{5}{8}$ کوس جب کوسوں کو ۸ میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو ۵ پر تقسیم کریں تو حاصل قسمت میل ہوگا، اب ایک منزل $\frac{1}{5}$ ۱۹ میل کی ہوئی اور تین دن کی مسافت $\frac{3}{5}$ ۵۷ میل یعنی ۶۵-۵۷ میل۔“

(”نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری“، ابواب تقصیر الصلوة، ج ۲، ص ۶۶۵.)

اس کی کوئی غرض صحیح نہ ہو۔^(۱) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں، ایک دریا کا دوسرا خشکی کا ان میں ایک دو دن کا ہے دوسرا تین دن کا، تین دن والے سے جائے تو مسافر ہے ورنہ نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۶: تین دن کی راہ کو تیز سواری پر دو دن یا کم میں طے کرے تو مسافر ہی ہے اور تین دن سے کم کے راستہ کو زیادہ دنوں میں طے کیا تو مسافر نہیں۔^(۳) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: تین دن کی راہ کو کسی ولی نے اپنی کرامت سے بہت تھوڑے زمانہ میں طے کیا تو ظاہر یہی ہے کہ مسافر کے احکام اس کے لیے ثابت ہوں مگر امام ابن ہمام نے اس کا مسافر ہونا مستبعد فرمایا۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: محض نیت سفر سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے شہر میں ہے تو شہر سے، گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: فنائے شہر سے جو گاؤں متصل ہے شہر والے کے لیے اس گاؤں سے باہر ہو جانا ضرور نہیں۔ یوہیں شہر کے متصل باغ ہوں اگرچہ ان کے نگہبان اور کام کرنے والے ان میں رہتے ہوں ان باغوں سے نکل جانا ضروری نہیں۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: فنائے شہر یعنی شہر سے باہر جو جگہ شہر کے کاموں کے لیے ہو مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، کوڑا پھینکنے کی جگہ اگر یہ شہر سے متصل ہو تو اس سے باہر ہو جانا ضروری ہے۔ اور اگر شہر و فنا کے درمیان فاصلہ ہو تو نہیں۔^(۷) (ردالمحتار)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۳۸.

و "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۶.

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۳۸.

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۳۹.

و "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۶.

④..... "ردالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۶.

⑤..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۲.

⑥..... "ردالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۲.

⑦..... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۱: آبادی سے باہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جدھر جا رہا ہے اس طرف آبادی ختم ہو جائے اگرچہ اس کی محاذات میں دوسری طرف ختم نہ ہوئی ہو۔^(۱) (غنیہ)

مسئلہ ۱۲: کوئی محلہ پہلے شہر سے ملا ہوا تھا مگر اب جدا ہو گیا تو اس سے باہر ہونا بھی ضروری ہے اور جو محلہ ویران ہو گیا خواہ شہر سے پہلے متصل تھا یا اب بھی متصل ہے اس سے باہر ہونا شرط نہیں۔^(۲) (غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہوں تو اسٹیشن پر پہنچنے سے مسافر ہو جائے گا جبکہ مسافت سفر تک جانے کا ارادہ ہو۔

مسئلہ ۱۴: سفر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو اور اگر دو دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ ہوا کہ وہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے، یوہیں ساری دنیا گھوم آئے مسافر نہیں۔^(۳) (غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: یہ بھی شرط ہے کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو، اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچ کر کچھ کام کرنا ہے وہ کر کے پھر ایک دن کی راہ جاؤں گا تو یہ تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہو مسافر نہ ہوا۔^(۴) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۶: مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا لہذا توبہ کرے اور دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہو گئی ہاں اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر اقامت کی نیت کر لی تو فرض باطل نہ ہوں گے مگر قیام و رکوع کا اعادہ کرنا ہوگا اور اگر تیسری کے سجدہ میں نیت کی تو اب فرض جاتے رہے، یوہیں اگر پہلی دونوں یا ایک میں قراءت نہ کی نماز فاسد ہو گئی۔^(۵) (ہدایہ، عالمگیری، ردالمحتار وغیرہا)

۱..... ”غنیۃ المتملی“، فصل فی صلاة المسافر، ص ۵۳۶.

۲..... المرجع السابق، و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۳.

۳..... ”غنیۃ المتملی“، فصل فی صلاة المسافر، ص ۵۳۷.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۳، ۷۲۴.

۴..... ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۸، ص ۲۷۰.

۵..... ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۳۹.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۳۳.

و ”الہدایۃ“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۱، ص ۸۰.

مسئلہ ۱۷: یہ رخصت کہ مسافر کے لیے ہے، مطلق ہے اس کا سفر جائز کام کے لیے ہو یا ناجائز کے لیے بہر حال مسافر کے احکام اس کے لیے ثابت ہوں گے۔^(۱) (عامہ کتب)

مسئلہ ۱۸: کافر تین دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا دو دن کے بعد مسلمان ہو گیا تو اس کے لیے قصر ہے اور نابالغ تین دن کی راہ کے قصد سے نکلا اور راستہ میں بالغ ہو گیا، اب سے جہاں جانا ہے تین دن کی راہ نہ ہو تو پوری پڑھے حیض والی پاک ہوئی اور اب سے تین دن کی راہ نہ ہو تو پوری پڑھے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۱۹: بادشاہ نے رعایا کی تفتیش حال کے لیے ملک میں سفر کیا تو قصر نہ کرے جبکہ پہلا ارادہ متصل تین منزل کا نہ ہو اور اگر کسی اور غرض کے لیے ہو اور مسافت سفر ہو تو قصر کرے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور رواروی^(۴) کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کر لے، یہ اس وقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پہنچنے سے پیشتر واپسی کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔^(۶) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۲: نیت اقامت صحیح ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں:

- (۱) چلنا ترک کرے اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں۔
- (۲) وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو جنگل یا دریا غیر آباد ٹاپو میں اقامت کی نیت کی مقیم نہ ہو۔
- (۳) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو اس سے کم ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہ ہوگا۔
- (۴) یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو اگر دو موضوعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو، مثلاً ایک میں دس دن دوسرے میں پانچ دن کا تو مقیم نہ ہوگا۔

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۳۹.

۲..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۴۶.

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب فی الوطن الأصلي... إلخ، ج ۲، ص ۷۴۵.

۴..... یعنی خوف و گھبراہٹ۔

۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۳۹.

۶..... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۸.

(۵) اپنا ارادہ مستقل رکھتا یعنی کسی کا تابع نہ ہو۔

(۶) اس کی حالت اس کے ارادہ کے منافی نہ ہو۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: مسافر جا رہا ہے اور ابھی شہر یا گاؤں میں پہنچا نہیں اور نیت اقامت کر لی تو مقیم نہ ہوا اور پہنچنے کے بعد نیت کی تو ہو گیا اگرچہ ابھی مکان وغیرہ کی تلاش میں پھر رہا ہو۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مسلمانوں کا لشکر کسی جنگل میں پڑاؤ ڈال دے اور ڈیرہ خیمہ نصب کر کے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لے تو مقیم نہ ہوا اور جو لوگ جنگل میں خیموں میں رہتے ہیں وہ اگر جنگل میں خیمہ ڈال کر پندرہ دن کی نیت سے ٹھہریں مقیم ہو جائیں گے، بشرطیکہ وہاں پانی اور گھاس وغیرہ دستیاب ہوں کہ ان کے لیے جنگل ویسا ہی ہے جیسے ہمارے لیے شہر اور گاؤں۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲۵: دو جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی اور دونوں مستقل ہوں جیسے مکہ و منی تو مقیم نہ ہوا اور ایک دوسرے کی تابع ہو جیسے شہر اور اس کی فتا تو مقیم ہو گیا۔^(۴) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۶: یہ نیت کی کہ ان دو بستیوں میں پندرہ روز ٹھہرے گا ایک جگہ دن میں رہے گا اور دوسری جگہ رات میں تو اگر پہلے وہاں گیا جہاں دن میں ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو مقیم نہ ہوا اور اگر پہلے وہاں گیا جہاں رات میں رہنے کا قصد ہے تو مقیم ہو گیا، پھر یہاں سے دوسری بستی میں گیا جب بھی مقیم ہے۔^(۵) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: مسافر اگر اپنے ارادہ میں مستقل نہ ہو تو پندرہ دن کی نیت سے مقیم نہ ہوگا، مثلاً عورت جس کا مہر معجل شوہر کے ذمہ باقی نہ ہو کہ شوہر کی تابع ہے اس کی اپنی نیت بیکار ہے اور غلام غیر مکاتب کہ اپنے مالک کا تابع ہے اور لشکری جس کو بیت المال یا بادشاہ کی طرف سے خوراک ملتی ہے کہ یہ اپنے سردار کا تابع ہے اور نوکر کہ یہ اپنے آقا کا تابع ہے اور قیدی کہ یہ قید کرنے

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۳۹.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۳.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۳۸.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۳۹.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۲.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۴۰.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۹.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۴۰.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۰.

والے کا تابع ہے اور جس مالدار پر تاوان لازم آیا اور شاگرد جس کو استاذ کے یہاں سے کھانا ملتا ہے کہ یہ اپنے استاذ کا تابع ہے اور نیک بیٹا اپنے باپ کا تابع ہے ان سب کی اپنی نیت بے کار ہے بلکہ جن کے تابع ہیں ان کی نیتوں کا اعتبار ہے ان کی نیت اقامت کی ہے تو تابع بھی مقیم ہیں ان کی نیت اقامت کی نہیں تو یہ بھی مسافر ہیں۔^(۱) (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: عورت کا مہر مجمل باقی ہے تو اسے اختیار ہے کہ اپنے نفس کو روک لے لہذا اس وقت تابع نہیں۔ یو ہیں مکاتب غلام کو بغیر مالک کی اجازت کے سفر کا اختیار ہے لہذا تابع نہیں اور جو سپاہی پادشاہ یا بیت المال سے خوراک نہیں لیتا وہ تابع نہیں اور اجیر جو ماہانہ یا برسی پر نوکر نہیں بلکہ روزانہ اس کا مقرر ہے وہ دن بھر کام کرنے کے بعد اجارہ فسخ کر سکتا ہے لہذا تابع نہیں اور جس مسلمان کو دشمن نے قید کیا اگر معلوم ہے کہ تین دن کی راہ کو لے جائے گا تو قصر کرے اور معلوم نہ ہو تو اس سے دریافت کرے، جو بتائے اس کے موافق عمل کرے اور نہ بتایا تو اگر معلوم ہے کہ وہ دشمن مقیم ہے تو پوری پڑھے اور مسافر ہے تو قصر کرے اور یہ بھی معلوم نہ ہو سکے تو جب تک تین دن کی راہ طے نہ کر لے، پوری پڑھے اور جس پر تاوان لازم آیا وہ سفر میں تھا اور پکڑا گیا اگر نادار ہے تو قصر کرے اور مالدار ہے اور پندرہ دن کے اندر دینے کا ارادہ ہے یا کچھ ارادہ نہیں جب بھی قصر کرے اور یہ ارادہ ہے کہ نہیں دے گا تو پوری پڑھے۔^(۲) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: تابع کو چاہیے کہ متبوع^(۳) سے سوال کرے وہ جو کہے اس کے بموجب عمل کرے اور اگر اس نے کچھ نہ بتایا تو دیکھے کہ مقیم ہے یا مسافر اگر مقیم ہے تو اپنے کو مقیم سمجھے اور مسافر ہے تو مسافر اور یہ بھی نہ معلوم، تو تین دن کی راہ طے کرنے کے بعد قصر کرے اس سے پہلے پوری پڑھے۔ اور اگر سوال نہ کرے تو وہی حکم ہے کہ سوال کیا اور کچھ جواب نہ ملا۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: اندھے کے ساتھ کوئی پکڑ کر لے جانے والا ہے اگر یہ اس کا نوکر ہے تو نابینا کی اپنی نیت کا اعتبار ہے اور اگر محض احسان کے طور پر اس کے ساتھ ہے تو اس کی نیت کا اعتبار ہے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: جو سپاہی سردار کا تابع تھا اور لشکر کو شکست ہوئی اور سب متفرق ہو گئے تو اب تابع نہیں بلکہ اقامت و سفر

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۴۱.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، مطلب فی الوطن الاصلی... إلخ، ج ۲، ص ۷۴۱-۷۴۴.

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، مطلب فی الوطن الاصلی... إلخ، ج ۲، ص ۷۴۲، وغیرہ.

۳..... یعنی جس کے تابع ہے۔

۴..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، مطلب فی الوطن الاصلی... إلخ، ج ۲، ص ۷۴۳.

۵..... المرجع السابق.

میں خود اس کی اپنی نیت کا لحاظ ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: غلام اپنے مالک کے ساتھ سفر میں تھا۔ مالک نے کسی مقیم کے ہاتھ اسے بیچ ڈالا اگر نماز میں اسے اس کا علم تھا اور دو پڑھیں تو پھر پڑھے۔ یوں اگر غلام نماز میں تھا اور مالک نے اقامت کی نیت کر لی، اگر جان کر دو پڑھیں تو پھر پڑھے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: غلام دو شخصوں میں مشترک ہے اور وہ دونوں سفر میں ہیں ایک نے اقامت کی نیت کی دوسرے نے نہیں تو اگر اس غلام سے خدمت لینے میں باری مقرر ہے تو مقیم کی باری کے دن چار پڑھے اور مسافر کی باری کے دن دو۔ اور باری مقرر نہ ہو تو ہر روز چار پڑھے اور دو رکعت پر قعدہ فرض ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: جس نے اقامت کی نیت کی مگر اس کی حالت بتاتی ہے کہ پندرہ دن نہ ٹھہرے گا تو نیت صحیح نہیں، مثلاً حج کرنے گیا اور شروع ذی الحجہ میں پندرہ دن مکہ معظمہ میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو یہ نیت بیکار ہے کہ جب حج کا ارادہ ہے تو عرفات و منیٰ کو ضرور جائے گا پھر اتنے دنوں مکہ معظمہ میں کیونکر ٹھہر سکتا ہے اور منیٰ سے واپس ہو کر نیت کرے تو صحیح ہے۔^(۴) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۵: جو شخص کہیں گیا اور وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہیں مگر قافلہ کیساتھ جانے کا ارادہ ہے اور یہ معلوم ہے کہ قافلہ پندرہ دن کے بعد جائے گا تو وہ مقیم ہے اگرچہ اقامت کی نیت نہیں۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۳۶: مسافر کسی کام کے لیے یا ساتھیوں کے انتظار میں دو چار روز یا تیرہ چودہ دن کی نیت سے ٹھہرایا یہ ارادہ ہے کہ کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا اور دونوں صورتوں میں اگر آجکل آجکل کرتے برسیں گزر جائیں جب مسافر ہی ہے، نماز قصر پڑھے۔^(۶) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۷: مسلمانوں کا لشکر دار الحرب کو گیا یا دار الحرب میں کسی قلعہ کا محاصرہ کیا تو مسافر ہی ہے اگرچہ پندرہ دن کی

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج ۲، ص ۷۴۴.

② المرجع السابق.

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۴۱.

④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۴۰.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۹.

⑤ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۹.

⑥ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۳۹، وغیرہ.

نیت کر لی ہو اگرچہ ظاہر غلبہ ہو۔ یوہیں اگر دارالاسلام میں باغیوں کا محاصرہ کیا ہو تو مقیم نہیں اور جو شخص دارالحرب میں امان لے کر گیا اور پندرہ دن کی اقامت کی نیت کی تو چار پڑھے۔⁽¹⁾ (غنیہ، درمختار)

مسئلہ ۳۸: دارالحرب کا رہنے والا وہیں مسلمان ہو گیا اور کفار اس کے مارڈالنے کی فکر میں ہوئے وہ وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ کر کے بھاگا تو نماز قصر کرے اور اگر کہیں دو ایک ماہ کے ارادہ سے چھپ گیا جب بھی قصر پڑھے اور اگر اسی شہر میں چھپا تو پوری پڑھے اور اگر مسلمان دارالحرب میں قید تھا وہاں سے بھاگ کر کسی غار میں چھپا تو قصر پڑھے اگرچہ پندرہ دن کا ارادہ ہو اور اگر دارالحرب کے کسی شہر کے تمام رہنے والے مسلمان ہو جائیں اور حریوں نے ان سے لڑنا چاہا تو وہ سب مقیم ہی ہیں۔ یوہیں اگر کفار ان کے شہر پر غالب آئے اور یہ لوگ شہر چھوڑ کر ایک دن کی راہ کے ارادہ سے چلے گئے جب بھی مقیم ہیں اور تین دن کی راہ کا ارادہ ہو تو مسافر پھر اگر واپس آئے اور کفار نے ان کے شہر پر قبضہ نہ کیا ہو تو مقیم ہو گئے اور اگر مشرکوں کا شہر پر تسلط ہو گیا اور وہاں رہے بھی مگر مسلمانوں کے واپس آنے پر چھوڑ دیا تو اگر یہ لوگ وہاں رہنا چاہیں تو دارالاسلام ہو گیا، نمازیں پوری کریں اور اگر وہاں رہنے کا ارادہ نہیں بلکہ صرف ایک آدھ مہینہ رہ کر دارالاسلام کو چلے جائیں گے تو قصر کریں۔⁽²⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: مسلمانوں کا لشکر دارالحرب میں گیا اور غالب آیا اور اس شہر کو دارالاسلام بنایا تو قصر نہ کریں اور اگر محض دو ایک ماہ رہنے کا ارادہ ہے تو قصر کریں۔⁽³⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: مسافر نے نماز کے اندر اقامت کی نیت کی تو یہ نماز بھی پوری پڑھے اور اگر یہ صورت ہوئی کہ ایک رکعت پڑھی تھی کہ وقت ختم ہو گیا اور دوسری میں اقامت کی نیت کی تو یہ نماز دو ہی رکعت پڑھے اس کے بعد کی چار پڑھے۔ یوہیں اگر مسافر لاحق تھا اور امام بھی مسافر تھا امام کے سلام کے بعد نیت اقامت کی تو دو ہی پڑھے اور امام کے سلام سے پیشتر نیت کی تو چار پڑھے۔⁽⁴⁾ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: ادا و قضا دونوں میں مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے اور امام کے سلام کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر فاتحہ چپ کھڑا رہے۔⁽⁵⁾ (درمختار وغیرہ)

۱..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۳۱.

۲..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۴۰.

۳..... المرجع السابق.

۴..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۲۸.

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۳۵، وغیرہ.

مسئلہ ۴۲: امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم، امام کے سلام سے پہلے مقتدی کھڑا ہو گیا اور سلام سے پہلے امام نے اقامت کی نیت کر لی تو اگر مقتدی نے تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو تو امام کے ساتھ ہو لے، ورنہ نماز جاتی رہی اور تیسری کے سجدہ کے بعد امام نے اقامت کی نیت کی تو متابعت نہ کرے، متابعت کرے گا تو نماز جاتی رہے گی۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حکم صحت اقتدا کے لیے شرط ہے کہ امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو خواہ نماز شروع کرتے وقت معلوم ہو یا بعد میں، لہذا امام کو چاہیے کہ شروع کرتے وقت اپنا مسافر ہونا ظاہر کر دے اور شروع میں نہ کہا تو بعد نماز کہہ دے کہ اپنی نمازیں پوری کر لو میں مسافر ہوں۔^(۲) (درمختار) اور شروع میں کہہ دیا ہے جب بھی بعد میں کہہ دے کہ جو لوگ اس وقت موجود نہ تھے انھیں بھی معلوم ہو جائے۔

مسئلہ ۴۴: وقت ختم ہونے کے بعد مسافر مقیم کی اقتدا نہیں کر سکتا وقت میں کر سکتا ہے اور اس صورت میں مسافر کے فرض بھی چار ہو گئے یہ حکم چار رکعتی نماز کا ہے اور جن نمازوں میں قصر نہیں ان میں وقت و بعد وقت دونوں صورتوں میں اقتدا کر سکتا ہے وقت میں اقتدا کی تھی نماز پوری کرنے سے پہلے وقت ختم ہو گیا جب بھی اقتدا صحیح ہے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۵: مسافر نے مقیم کی اقتدا کی اور امام کے مذہب کے موافق وہ نماز قضا ہے اور مقتدی کے مذہب پر ادا، مثلاً امام شافعی المذہب ہے مقتدی حنفی اور ایک مثل کے بعد ظہر کی نماز اس نے اس کے پیچھے پڑھی تو اقتدا صحیح ہے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: مسافر نے مقیم کے پیچھے شروع کر کے فاسد کر دی تو اب دوہی پڑھے گا یعنی جبکہ تنہا پڑھے یا کسی مسافر کی اقتدا کرے اور اگر پھر مقیم کی اقتدا کی تو چار پڑھے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: مسافر نے مقیم کی اقتدا کی تو مقتدی پر بھی قعدہ اولیٰ واجب ہو گیا فرض نہ رہا تو اگر امام نے قعدہ نہ کیا نماز فاسد نہ ہوئی اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقتدی پر بھی قعدہ اولیٰ فرض ہو گیا۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: قصر اور پوری پڑھنے میں آخر وقت کا اعتبار ہے جبکہ پڑھ نہ چکا ہو، فرض کر کسی نے نماز نہ پڑھی تھی اور

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۳۵.

② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۳۵ - ۷۳۶.

③ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۳۶.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۳۶.

⑤ المرجع السابق.

⑥ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۳۶.

وقت اتنا باقی رہ گیا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے اب مسافر ہو گیا تو قصر کرے اور مسافر تھا اس وقت اقامت کی نیت کی تو چار پڑھے۔ (1) (درمختار)

مسئلہ ۴۹: ظہر کی نماز وقت میں پڑھنے کے بعد سفر کیا اور عصر کی دو پڑھیں پھر کسی ضرورت سے مکان پر واپس آیا اور ابھی عصر کا وقت باقی ہے، اب معلوم ہوا کہ دونوں نمازیں بے وضو ہوئیں تو ظہر کی دو پڑھے اور عصر کی چار اور اگر ظہر و عصر کی پڑھ کر آفتاب ڈوبنے سے پہلے سفر کیا اور معلوم ہوا کہ دونوں نمازیں بے وضو پڑھی تھیں تو ظہر کی چار پڑھے اور عصر کی دو۔ (2) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: مسافر کو سہو ہوا اور دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد نیت اقامت کی اس نماز کے حق میں مقیم نہ ہوا اور سجدہ سہو ساقط ہو گیا اور سجدہ کرنے کے بعد نیت کی تو صحیح ہے اور چار رکعت پڑھنا فرض، اگرچہ ایک ہی سجدہ کے بعد نیت کی۔ (3) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: مسافر نے مسافروں کی امامت کی، اثنائے نماز (4) میں امام بے وضو ہوا اور کسی مسافر کو خلیفہ کیا، خلیفہ نے اقامت کی نیت کی تو اس کے پیچھے جو مسافر ہیں ان کی نمازیں دو ہی رکعت رہیں گی۔ یوہیں اگر مقیم کو خلیفہ کیا جب بھی مقتدی مسافر دو ہی پڑھیں اور اگر امام نے حدث کے بعد مسجد سے نکلنے سے پہلے اقامت کی نیت کی تو چار پڑھیں۔ (5) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: وطن دو قسم ہے۔

(۱) وطن اصلی۔

(۲) وطن اقامت۔

وطن اصلی: وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کر لی اور یہ

ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔

① "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۳۸.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۴۱-۱۴۲.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۳۸.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۴۱-۱۴۲.

④ یعنی نماز کے دوران۔

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۴۲.

وطن اقامت: وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔⁽¹⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: مسافر نے کہیں شادی کر لی اگرچہ وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو، مقیم ہو گیا اور دوشہروں میں اس کی دو عورتیں رہتی ہوں تو دونوں جگہ پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔⁽²⁾ (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: ایک جگہ آدمی کا وطن اصلی ہے، اب اس نے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا اگر پہلی جگہ بال بچے موجود ہوں تو دونوں اصلی ہیں ورنہ پہلا اصلی نہ رہا، خواہ ان دونوں جگہوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔⁽³⁾ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۵: وطن اقامت دوسرے وطن اقامت کو باطل کر دیتا ہے یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنے ہی دن کے ارادہ سے ٹھہرا تو پہلی جگہ اب وطن نہ رہی، دونوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔ یو ہیں وطن اقامت وطن اصلی و سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔⁽⁴⁾ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۶: اگر اپنے گھر کے لوگوں کو لے کر دوسری جگہ چلا گیا اور پہلی جگہ مکان و اسباب وغیرہ باقی ہیں تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔⁽⁵⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: وطن اقامت کے لیے یہ ضرور نہیں کہ تین دن کے سفر کے بعد وہاں اقامت کی ہو بلکہ اگر مدت سفر طے کرنے سے پیشتر اقامت کر لی وطن اقامت ہو گیا۔⁽⁶⁾ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۸: بالغ کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں اور وہ شہر اس کی جائے ولادت نہیں نہ اس کے اہل وہاں ہوں تو وہ جگہ اس کے لیے وطن نہیں۔⁽⁷⁾ (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۹: مسافر جب وطن اصلی میں پہنچ گیا، سفر ختم ہو گیا اگرچہ اقامت کی نیت نہ کی ہو۔⁽⁸⁾ (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: عورت بیاہ کر سسرال گئی اور یہیں رہنے سہنے لگے تو میکا اس کے لیے وطن اصلی نہ رہا یعنی اگر سسرال

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۴۲.

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب فی الوطن الأصلي... إلخ، ج ۲، ص ۷۳۹.

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب فی الوطن الأصلي و وطن الإقامة، ج ۲، ص ۷۳۹.

۴..... المرجع السابق.

۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۴۲.

۶..... المرجع السابق.

۷..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب فی الوطن الأصلي... إلخ، ج ۲، ص ۷۳۹.

۸..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱۴۲.

تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سُسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہو گیا نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۶۱: عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا جائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔ نابالغ بچہ یا معذور کے ساتھ بھی سفر نہیں کر سکتی، ہمراہی میں بالغ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ) محرم کے لیے ضرور ہے کہ سخت فاسق بے باک غیر مامون نہ ہو۔

جمعہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝﴾^(۲)

اے ایمان والو! جب نماز کے لیے جمعہ کے دن اذان دی جائے، تو ذکر خدا کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

فضائل روز جمعہ

حدیث ۲۱: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ہم پچھلے ہیں یعنی دنیا میں آنے کے لحاظ سے اور قیامت کے دن پہلے سوا اس کے کہ انھیں ہم سے پہلے کتاب ملی اور ہمیں ان کے بعد یہی جمعہ وہ دن ہے کہ ان پر فرض کیا گیا یعنی یہ کہ اس کی تعظیم کریں وہ اس سے خلاف ہو گئے اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا دوسرے لوگ ہمارے تابع ہیں، یہود نے دوسرے دن کو وہ دن مقرر کیا یعنی ہفتہ کو اور نصاریٰ نے تیسرے دن کو یعنی اتوار کو۔“^(۳) اور مسلم کی دوسری روایت انھیں سے اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے، فرماتے ہیں: ”ہم اہل دنیا سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن پہلے کہ

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۴۲۔

و ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۱۰، ص ۶۵۷۔

② پ ۲۸، الجمعة: ۹۔

③ ”صحیح البخاری“، کتاب الجمعة، باب فرض الجمعة... إلخ، الحدیث: ۸۷۶، ج ۱، ص ۳۰۳۔

تمام مخلوق سے پہلے ہمارے لیے فیصلہ ہو جائے گا۔“ (1)

حدیث ۳: مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا، جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کیے گئے اور اسی میں جنت سے اترنے کا انھیں حکم ہوا۔ اور قیامت جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔“ (2)

حدیث ۵۴: ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و بیہقی اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”تمہارے افضل دنوں سے جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انتقال کیا اور اسی میں نوحہ ہے (دوسری بار صور پھونکا جانا) اور اسی میں صغہ ہے (پہلی بار صور پھونکا جانا)، اس دن میں مجھ پر دُرود کی کثرت کرو کہ تمہارا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اس وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ہمارا دُرود کیونکر پیش کیا جائے گا، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) انتقال فرما چکے ہوں گے؟ فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔“ (3) اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے، کہ فرماتے ہیں: ”جمعہ کے دن مجھ پر دُرود کی کثرت کرو کہ یہ دن مشہود ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر جو دُرود پڑھے گا پیش کیا جائے گا۔ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی اور موت کے بعد؟ فرمایا: بے شک! اللہ (عز وجل) نے زمین پر انبیاء کے جسم کھانا حرام کر دیا ہے، اللہ کا نبی زندہ ہے، روزی دیا جاتا ہے۔“ (4)

حدیث ۷۶: ابن ماجہ ابولبابہ بن عبدالمنزہ اور احمد سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید اضحیٰ و عید الفطر سے بڑا ہے، اس میں پانچ خصلتیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

(۲) اور اسی میں زمین پر انھیں اتارا۔

(۳) اور اسی میں انھیں وفات دی۔

① ”صحیح مسلم“، کتاب الجمعة، باب هداية هذه الأمة ليوم الجمعة، الحديث: ۸۵۶، ص ۴۲۶.

② ”صحیح مسلم“، کتاب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة، الحديث: ۱۸- (۸۵۴)، ص ۴۲۵.

③ ”سنن النسائي“، کتاب الجمعة، باب اكثار الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة، الحديث: ۱۳۷۱، ص ۲۳۷.

④ ”سنن ابن ماجه“، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ذكر وفاته و دفنه صلى الله عليه وسلم الحديث: ۱۶۳۷، ج ۲، ص ۲۹۱.

(۴) اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے وہ اسے دے گا، جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔

(۵) اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی، کوئی فرشتہ مقرب و آسمان وزمین اور ہوا اور پہاڑ اور دریا ایسا نہیں کہ جمعہ

کے دن سے ڈرتا نہ ہو۔“ (۱)

(جمعہ کے دن ایک ایسا وقت ہے کہ اُس میں دعا قبول ہوتی ہے)

حدیث ۸ تا ۱۰: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے دے گا۔“ اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ”وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔“ (۲) رہا یہ کہ وہ کون سا وقت ہے اس میں روایتیں بہت ہیں ان میں دو قوی ہیں ایک یہ کہ امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے ختم نماز تک ہے۔ (۳) اس حدیث کو مسلم ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ ”وہ جمعہ کی کچھلی ساعت ہے۔“ امام مالک و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، وہ کہتے ہیں: میں کوہ طور کی طرف گیا اور کعب احبار سے ملا ان کے پاس بیٹھا، انہوں نے مجھے تورات کی روایتیں سنائیں اور میں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کیں، ان میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انھیں اترنے کا حکم ہوا اور اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں ان کا انتقال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہوگی اور کوئی جانور ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن صبح کے وقت آفتاب نکلنے تک قیامت کے ڈر سے چیختا نہ ہو سو آدمی اور جن کے اور اس میں ایک ایسا وقت ہے کہ مسلمان بندہ نماز پڑھنے میں اسے پالے تو اللہ تعالیٰ سے جس شے کا سوال کرے وہ اسے دے گا۔ کعب نے کہا سال میں ایسا ایک دن ہے؟ میں نے کہا بلکہ ہر جمعہ میں ہے، کعب نے تورات پڑھ کر کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں پھر میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کعب احبار کی مجلس

① ”سنن ابن ماجہ“، أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب في فضل الجمعة، الحديث: ۱۰۸۴، ج ۲، ص ۸.

② ”صحیح مسلم“، کتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، الحديث: ۱۵- (۸۵۲)، ص ۴۲۴.

و ”مرقاۃ المفاتیح“، کتاب الصلاة، باب الجمعة، تحت الحديث: ۱۳۵۷، ج ۳، ص ۴۴۵.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، الحديث: ۸۵۳، ص ۴۲۴.

اور جمعہ کے بارے میں جو حدیث بیان کی تھی اس کا ذکر کیا اور یہ کہ کعب نے کہا تھا، یہ ہر سال میں ایک دن ہے، عبد اللہ بن سلام نے کہا کعب نے غلط کہا، میں نے کہا پھر کعب نے تورات پڑھ کر کہا بلکہ وہ ساعت ہر جمعہ میں ہے، کہا کعب نے سچ کہا، پھر عبد اللہ بن سلام نے کہا تمہیں معلوم ہے یہ کون سی ساعت ہے؟ میں نے کہا مجھے بتاؤ اور نخل نہ کرو، کہا جمعہ کے دن کی کچھلی ساعت ہے، میں نے کہا کچھلی ساعت کیسے ہو سکتی ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تو فرمایا ہے مسلمان بندہ نماز پڑھتے ہیں اسے پائے اور وہ نماز کا وقت نہیں، عبد اللہ بن سلام نے کہا، کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو کسی مجلس میں انتظار نماز میں بیٹھے وہ نماز میں ہے میں نے کہا ہاں، فرمایا تو ہے کہا تو وہ یہی ہے یعنی نماز پڑھنے سے نماز کا انتظار مراد ہے۔⁽¹⁾

حدیث ۱۱: ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جمعہ کے دن جس ساعت کی خواہش کی جاتی ہے، اسے عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک تلاش کرو۔“⁽²⁾

حدیث ۱۲: طبرانی اوسط میں بسند حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”اللہ تبارک و تعالیٰ کسی مسلمان کو جمعہ کے دن بے مغفرت کیسے نہ چھوڑے گا۔“⁽³⁾

حدیث ۱۳: ابو یعلیٰ انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جمعہ کے دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہیں، کوئی گھنٹا ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ آزاد نہ کرتا ہو جن پر جہنم واجب ہو گیا تھا۔“⁽⁴⁾

(جمعہ کے دن یا رات میں مرنے کے فضائل)

حدیث ۱۴: احمد و ترمذی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا، اللہ تعالیٰ اسے فتنہ قبر سے بچالے گا۔“⁽⁵⁾

حدیث ۱۵: ابو نعیم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا، عذاب قبر سے بچا لیا جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مہر ہوگی۔“⁽⁶⁾

① ”الموطأ“ لإمام مالك، كتاب الجمعة، باب ماجاء في الساعة التي في يوم الجمعة، الحديث: ٢٤٦، ج ١، ص ١١٥.

② ”جامع الترمذی“، أبواب الجمعة، باب ماجاء في الساعة... إلخ، الحديث: ٤٨٩، ج ٢، ص ٣٠.

③ ”المعجم الأوسط“، باب العين، الحديث: ٤٨١٧، ج ٣، ص ٣٥١.

④ ”مسند أبي يعلى“، مسند انس بن مالك، الحديث: ٣٤٢١، ٣٤٧١، ج ٣، ص ٢١٩، ٢٣٥.

⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب الجنائز، باب ماجاء فيمن يموت يوم الجمعة، الحديث: ١٠٧٦، ج ٢، ص ٣٣٩.

⑥ ”حلية الأولياء“، رقم: ٣٦٢٩، ج ٣، ص ١٨١.

حدیث ۱۶: حمید نے ترغیب میں ایاس بن بکیر سے روایت کی، کہ فرماتے ہیں: ”جو جمعہ کے دن مرے گا، اس کے لیے شہید کا اجر لکھا جائے گا اور فتنہ قبر سے بچا لیا جائے گا۔“ (1)

حدیث ۱۷: عطا سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو مسلمان مرد یا مسلمان عورت جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے، عذاب قبر اور فتنہ قبر سے بچا لیا جائے گا اور خدا سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کچھ حساب نہ ہوگا اور اس کے ساتھ گواہ ہوں گے کہ اس کے لیے گواہی دیں گے یا مہر ہوگی۔“ (2)

حدیث ۱۸: بیہقی کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکدار دن۔“ (3)

حدیث ۱۹: ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (4)

آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند فرمایا۔

ان کی خدمت میں ایک یہودی حاضر تھا، اس نے کہا یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ آیت دو عیدوں کے دن اُتری جمعہ اور عرفہ کے دن یعنی ہمیں اس دن کو عید بنانے کی ضرورت نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس دن یہ آیت اتاری اس دن دوہری عید تھی کہ جمعہ و عرفہ یہ دونوں دن مسلمانوں کے عید کے ہیں اور اس دن یہ دونوں جمع تھے کہ جمعہ کا دن تھا اور نویں ذی الحجہ۔ (5)

فضائل نماز جمعہ

حدیث ۲۰: مسلم و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کو آیا اور (خطبہ) سنا اور چپ رہا اس کے لیے مغفرت ہو جائے گی ان گناہوں کی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں اور تین دن اور۔ اور جس نے کنکری چھوئی اس نے لغو کیا یعنی خطبہ سننے کی حالت میں اتنا

① ”شرح الصدور“، للسیوطی، باب من لا یستل فی القبر، ص ۱۵۱.

② ”شرح الصدور“، للسیوطی، باب من لا یستل فی القبر، ص ۱۵۱.

③ ”مشکاۃ المصابیح“، کتاب الصلاة، باب الجمعة، الحدیث: ۱۳۶۹، ج ۱، ص ۳۹۳.

④ پ ۶، المائدة: ۳.

⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة المائدة، الحدیث: ۳۰۵۵، ج ۵، ص ۳۳.

کام بھی لغو میں داخل ہے کہ کنکری پڑی ہو اسے ہٹا دے۔“ (1)

حدیث ۲۱: طبرانی کی روایت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جمعہ کفارہ ہے ان گناہوں کے لیے جو اس جمعہ اور اس کے بعد والے جمعہ کے درمیان ہیں اور تین دن زیادہ اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”جو ایک نیکی کرے، اس کے لیے دس مثل ہے۔“ (2)

حدیث ۲۲: ابن حبان اپنی صحیح میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”پانچ چیزیں جو ایک دن میں کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنتی لکھ دے گا۔

(۱) جو مریض کو پوچھنے جائے اور

(۲) جنازے میں حاضر ہو اور

(۳) روزہ رکھے اور

(۴) جمعہ کو جائے اور

(۵) غلام آزاد کرے۔“ (3)

حدیث ۲۳: ترمذی بافادۃ الصحیح و تحسین راوی، کہ یزید بن ابی مریم کہتے ہیں: میں جمعہ کو جاتا تھا، عبایہ بن رفاعہ بن رافع ملے، انہوں نے کہا: تمہیں بشارت ہو کہ تمہارے یہ قدم اللہ کی راہ میں ہیں، میں نے ابو عبس کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کے قدم اللہ (عزوجل) کی راہ میں گرد آلود ہوں وہ آگ پر حرام ہیں۔“ (4) اور بخاری کی روایت میں یوں ہے، کہ عبایہ کہتے ہیں: میں جمعہ کو جا رہا تھا، ابو عبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ارشاد سنایا۔ (5)

جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں

حدیث ۲۴ تا ۲۶: مسلم ابو ہریرہ وابن عمر سے اور نسائی وابن ماجہ ابن عباس وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آئیں گے یا اللہ تعالیٰ انکے دلوں پر مہر کر دے گا پھر

..... ① ”صحیح مسلم“، کتاب الجمعة، باب فضل من استمع و أنصت في الخطبة، الحديث: ۲۷- (۸۵۷)، ص ۴۲۷.

..... ② ”المعجم الكبير“، الحديث: ۳۴۵۹، ج ۳، ص ۲۹۸.

..... ③ ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، الحديث: ۲۷۶۰، ج ۴، ص ۱۹۱.

..... ④ ”جامع الترمذي“، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل من اغبرت قدماء... إلخ، الحديث: ۱۶۳۸، ج ۳، ص ۲۳۵.

..... ⑤ ”صحیح البخاری“، کتاب الجمعة، باب المشي إلى الجمعة، الحديث: ۹۰۷، ج ۱، ص ۳۱۳.

عافلین میں ہو جائیں گے۔“ (1)

حدیث ۳۱۲ تا ۳۱۴: فرماتے ہیں: ”جو تین جمعے سستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دے گا۔“ (2) اس کو ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی و ابن خزمیہ و ابن حبان و حاکم ابو الجعد ضمری سے اور امام مالک نے صفوان بن سلیم سے اور امام احمد نے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح بر شرط مسلم ہے اور ابن خزمیہ و حبان کی ایک روایت میں ہے، ”جو تین جمعے بلا عذر چھوڑے، وہ منافق ہے۔“ (3) اور رزین کی روایت میں ہے، ”وہ اللہ (عزوجل) سے بے علاقہ ہے۔“ (4) اور طبرانی کی روایت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ”وہ منافقین میں لکھ دیا گیا۔“ (5) اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، وہ منافق لکھ دیا گیا اس کتاب میں جو نہ محو ہونے بدلی جائے، (6) اور ایک روایت میں ہے، ”جو تین جمعے پے در پے چھوڑے اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔“ (7) اس کو ابو یعلیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند صحیح روایت کیا۔

حدیث ۳۲: احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو بغیر عذر جمعہ چھوڑے، ایک دینار صدقہ دے اور اگر نہ پائے تو آدھا دینار اور یہ دینار تصدق کرنا شاید اس لیے ہو کہ قبول توبہ کے لیے معین ہو ورنہ حقیقتہً توبہ کرنا فرض ہے۔“ (8)

حدیث ۳۳: صحیح مسلم شریف میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”میں نے قصد کیا کہ ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور جو لوگ جمعہ سے پیچھے رہ گئے، ان کے گھروں کو جلا دوں۔“ (9)

حدیث ۳۴: ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور فرمایا: ”اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ (عزوجل) کی طرف توبہ کرو اور مشغول ہونے سے پہلے نیک کاموں کی طرف سبقت کرو

- 1..... ”صحیح مسلم“، کتاب الجمعة، باب التغلیظ فی ترک الجمعة، الحدیث: ۸۶۵، ص ۴۳۰.
- 2..... ”جامع الترمذی“، أبواب الجمعة، باب ماجاء فی ترک الجمعة... إلخ، الحدیث: ۵۰۰، ج ۲، ص ۳۸.
- 3..... ”الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان“، کتاب الإیمان، باب ماجاء فی الشک والنفاق، الحدیث: ۲۵۸، ج ۱، ص ۲۳۷.
- 4..... ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الجمعة، الترہیب من ترک الجمعة بغیر عذر، الحدیث: ۳، ج ۱، ص ۲۹۵.
- 5..... ”المعجم الكبير“، باب الألف، الحدیث: ۴۲۲، ج ۱، ص ۱۷۰.
- 6..... ”المسند“ لإمام الشافعی، ومن کتاب إيجاب الجمعة، ص ۷۰.
- 7..... ”مسند أبي يعلى“، مسند ابن عباس، الحدیث: ۲۷۰۴، ج ۲، ص ۵۵۳.
- 8..... ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب كفارة من تركها، الحدیث: ۱۰۵۳، ج ۱، ص ۳۹۳.
- 9..... ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد... إلخ، باب فضل صلاة الجمعة... إلخ، الحدیث: ۶۵۲، ص ۳۲۷.

اور یادِ خدا کی کثرت اور ظاہر و پوشیدہ صدقہ کی کثرت سے جو تعلقات تمہارے اور تمہارے رب (عزوجل) کے درمیان ہیں ملاؤ۔ ایسا کرو گے تو تمہیں روزی دی جائے گی اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری شکستگی دور فرمائی جائے گی اور جان لو کہ اس جگہ اس دن اس سال میں قیامت تک کے لیے اللہ (عزوجل) نے تم پر جمعہ فرض کیا، جو شخص میری حیات میں یا میرے بعد ہلکا جان کر اور بطور انکار جمعہ چھوڑے اور اس کے لیے کوئی امام یعنی حاکم اسلام ہو عادل یا ظالم تو اللہ تعالیٰ نہ اس کی پراگندگی کو جمع فرمائے گا، نہ اس کے کام میں برکت دے گا، آگاہ اس کے لیے نہ نماز ہے، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ روزہ، نہ نیکی جب تک توبہ نہ کرے اور جو توبہ کرے اللہ (عزوجل) اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔“ (1)

حدیث ۳۵: دارقطنی انھیں سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن پر ایمان لاتا ہے اس پر جمعہ کے دن (نماز) جمعہ فرض ہے مگر مریض یا مسافر یا عورت یا بچہ یا غلام پر اور جو شخص کھیل یا تجارت میں مشغول رہا تو اللہ (عزوجل) اس سے بے پرواہ ہے اور اللہ (عزوجل) غنی حمید ہے۔“ (2)

جمعہ کے دن نہانے اور خوشبو لگانے کا بیان

حدیث ۳۸۵۳۶: صحیح بخاری میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس طہارت کی استطاعت ہو کرے اور تیل لگائے اور گھر میں جو خوشبو ہو ملے پھر نماز کو نکلے اور دو شخصوں میں جدائی نہ کرے یعنی دو شخص بیٹھے ہوئے ہوں انھیں ہٹا کر بیچ میں نہ بیٹھے اور جو نماز اس کے لیے لکھی گئی ہے پڑھے اور امام جب خطبہ پڑھے تو چپ رہے، اس کے لیے ان گناہوں کی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں مغفرت ہو جائے گی۔“ (3) اور اسی کے قریب قریب ابوسعید خدری و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی متعدد طرق سے روایتیں آئیں۔

حدیث ۴۰۳۹: احمد ابوداؤد و ترمذی بافادہ تحسین و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم بافادہ تصحیح اوس بن اوس اور طبرانی اوسط میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو نہلائے اور نہائے اور اول وقت آئے اور شروع خطبہ میں شریک ہو اور چل کر آئے سواری پر نہ آئے اور امام سے قریب ہو اور کان لگا کر خطبہ سنے اور لغو کام نہ کرے، اس کے لیے ہر قدم کے بدلے سال بھر کا عمل ہے، ایک سال کے دنوں کے روزے اور راتوں کے قیام کا اس

① ”سنن ابن ماجہ“، أبواب إقامة الصلوات و السنة فيها، باب في فرض الجمعة، الحديث: ۱۰۸۱، ج ۲، ص ۵.

② ”سنن الدار قطنی“، کتاب الجمعة، باب من تحب عليه الجمعة، الحديث: ۱۵۶۰، ج ۲، ص ۳.

③ ”صحیح البخاری“، کتاب الجمعة، باب الدهن للجمعة، الحديث: ۸۸۳، ج ۱، ص ۳۰۶.

کے لیے اجر ہے۔“ (1) اور اسی کے مثل دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایتیں ہیں۔

حدیث ۴۱: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”ہر مسلمان پر سات دن میں ایک دن غسل ہے کہ اس دن میں سر دھوئے اور بدن۔“ (2)

حدیث ۴۲: احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و دارمی سرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ”جس نے جمعہ کے دن وضو کیا، فہما اور اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔“ (3)

حدیث ۴۳: ابوداؤد و عکرمہ سے راوی، کہ عراق سے کچھ لوگ آئے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کہ جمعہ کے دن آپ غسل واجب جانتے ہیں؟ فرمایا نہ، ہاں یہ زیادہ طہارت ہے اور جو نہائے اس کے لیے بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے تو اس پر واجب نہیں۔“ (4)

حدیث ۴۴: ابن ماجہ و حسن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”اس دن کو اللہ (عزوجل) نے مسلمانوں کے لیے عید کیا تو جو جمعہ کو آئے وہ نہائے اور اگر خوشبو ہو تو لگائے۔“ (5)

حدیث ۴۵: احمد و ترمذی و حسن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”مسلمان پر حق ہے کہ جمعہ کے دن نہائے اور گھر میں جو خوشبو ہو لگائے اور خوشبو نہ پائے تو پانی (6) یعنی نہانا بجائے خوشبو ہے۔“

حدیث ۴۶ و ۴۷: طبرانی کبیر و اوسط میں صدیق اکبر و عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی، کہ فرماتے ہیں: ”جو جمعہ کے دن نہائے اس کے گناہ اور خطائیں مٹادی جاتی ہیں اور جب چلنا شروع کیا تو ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔“ (7) اور دوسری روایت میں ہے، ”ہر قدم پر بیس سال کا عمل لکھا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو تو اسے دوسو برس کے عمل کا اجر ملتا ہے۔“ (8)

1..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أوس بن أبي أوس الثقفي، الحديث: ۱۶۱۷۳، ج ۵، ص ۴۶۵.

2..... ”صحيح البخاري“، كتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل... إلخ، الحديث: ۸۹۷، ج ۱، ص ۳۱۰.

3..... ”جامع الترمذي“، أبواب الجمعة، باب ماجاء في الوضوء يوم الجمعة، الحديث: ۴۹۷، ج ۲، ص ۳۶.

4..... ”سنن أبي داود“، كتاب الطهارة، باب الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة، الحديث: ۳۵۳، ج ۱، ص ۱۶۰.

5..... ”سنن ابن ماجه“، أبواب إقامة الصلوات... إلخ، باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة، الحديث: ۱۰۹۸، ج ۲، ص ۱۶.

6..... ”جامع الترمذي“، أبواب الجمعة، باب ماجاء في السواك... إلخ، الحديث: ۵۲۸، ج ۲، ص ۵۸.

7..... ”المعجم الكبير“، الحديث: ۲۹۲، ج ۱۸، ص ۱۳۹.

8..... ”المعجم الأوسط“، باب الجيم، الحديث: ۳۳۹۷، ج ۲، ص ۳۱۴.

حدیث ۴۸: طبرانی کبیر میں بروایت ثقات ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ”جمعہ کا غسل بال کی جڑوں سے خطائیں کھینچ لیتا ہے۔“ (1)

جمعہ کے لیے اول جانے کا ثواب اور گردن پھلانگنے کی ممانعت

حدیث ۴۹: بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و مالک و نسائی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، جیسے جنابت کا غسل ہے پھر پہلی ساعت میں جائے تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گائے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت میں گیا اس نے سینک والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی ساعت میں گیا گویا اس نے مرغی نیک کام میں خرچ کی اور جو پانچویں ساعت میں گیا گویا انڈا خرچ کیا، پھر جب امام خطبہ کو نکلا ملنگہ ذکر سننے حاضر ہو جاتے ہیں۔“ (2)

حدیث ۵۰ تا ۵۲: بخاری و مسلم و ابن ماجہ کی دوسری روایت انھیں سے ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جب جمعہ کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوتے ہیں اور حاضر ہونے والے کو لکھتے ہیں سب میں پہلا پھر اس کے بعد والا، (اس کے بعد وہی ثواب جو اوپر کی روایت میں مذکور ہوئے ذکر کیے) پھر امام جب خطبہ کو نکلا فرشتے اپنے دفتر پلیٹ لیتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں۔“ (3) اسی کے مثل سرہ بن جندب و ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حدیث ۵۳: امام احمد و طبرانی کی روایت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ”جب امام خطبہ کو نکلتا ہے تو فرشتے دفتر طے کر لیتے ہیں، کسی نے ان سے کہا، تو جو شخص امام کے نکلنے کے بعد آئے اس کا جمعہ نہ ہوا؟ کہا، ہاں ہوا تو لیکن وہ دفتر میں نہیں لکھا گیا۔“ (4)

حدیث ۵۴: ”جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کی طرف پل بنایا۔“ (5) اس حدیث

① ”المعجم الكبير“، الحديث: ۷۹۹۶، ج ۸، ص ۲۵۶.

② ”صحيح البخاري“، كتاب الجمعة، باب فضل الجمعة، الحديث: ۸۸۱، ج ۱، ص ۳۰۵.

و ”الموطأ“ لإمام مالك، كتاب الجمعة، باب العمل في غسل يوم الجمعة، الحديث: ۲۳۰، ج ۱، ص ۱۰۹.

③ ”صحيح البخاري“، كتاب الجمعة، باب الاستماع إلى الخطبة يوم الجمعة، الحديث: ۹۲۹، ج ۱، ص ۳۱۹.

④ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ۲۲۳۳۱، ج ۸، ص ۲۹۷.

⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب الجمعة، باب ماجاء في كراهية التخطي يوم الجمعة، الحديث: ۵۱۳، ج ۲، ص ۴۸.

حدیث میں لفظ اتَّخَذَ جَسْرًا واقع ہوا ہے اس کو معروف و مجہول دونوں طرح پڑھتے ہیں اور یہ ترجمہ معروف کا ہے اور مجہول پڑھیں تو =

کو ترمذی وابن ماجہ معاذ بن انس جہنی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور تمام اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔

حدیث ۵۵: احمد و ابوداؤد و نسائی عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آئے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خطبہ فرما رہے تھے ارشاد فرمایا: ”بیٹھ جا! تو نے ایذا پہنچائی۔“ (1)

حدیث ۵۶: ابوداؤد و عمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ”جمعہ میں تین قسم کے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ لغو کے ساتھ حاضر ہوا (یعنی کوئی ایسا کام کیا جس سے ثواب جاتا رہے مثلاً خطبہ کے وقت کلام کیا یا کنکریاں چھوئیں) تو اس کا حصہ جمعہ سے وہی لغو ہے اور ایک وہ شخص کہ اللہ سے دعا کی تو اگر چاہے دے اور چاہے نہ دے اور ایک وہ کہ سکوت و انصاف کے ساتھ حاضر ہوا اور کسی مسلمان کی نہ گردن پھلانگی نہ کسی کو ایذا دی تو جمعہ اس کے لیے کفارہ ہے، آئندہ جمعہ اور تین دن زیادہ تک۔“ (2)

مسائل فقہیہ

جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (3) (در مختار وغیرہ)
مسئلہ ۱: جمعہ پڑھنے کے لیے چھ شرطیں ہیں کہ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو ہوگا ہی نہیں۔

(۱) مصر یا فنائے مصر

مصر وہ جگہ ہے جس میں متعدد گوجے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ (4) ہو کہ اس کے متعلق دیہات گئے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ اپنے دبدبہ و سطوت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے، اگرچہ نا انصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو اور مصر کے آس پاس کی جگہ جو مصر کی مصلحتوں کے لیے ہو اسے ”فنائے مصر“ کہتے ہیں۔ جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچھریاں، اسٹیشن کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے مصر میں

= مطلب یہ ہوگا کہ خود پل بنا دیا جائے گا یعنی جس طرح لوگوں کی گردنیں اس نے پھلانگی ہیں، اس کو قیامت کے دن جہنم میں جانے کا پل بنایا جائے گا کہ اس کے اوپر چڑھ کر لوگ جائیں گے۔ ۱۲

① ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب تخطي رقاب الناس يوم الجمعة، الحديث: ۱۱۱۸، ج ۱، ص ۴۱۳.

② ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب الكلام والإمام يخطب، الحديث: ۱۱۱۳، ج ۱، ص ۴۱۱.

③ ”الدر المختار“، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۵.

④ یعنی ضلع کا حصہ۔

ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز۔^(۱) (غنیہ وغیرہا) لہذا جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا ان کی فنا میں اور گاؤں میں جائز نہیں۔^(۲) (غنیہ)

مسئلہ ۲: جس شہر پر کفار کا تسلط ہو گیا وہاں بھی جمعہ جائز ہے، جب تک دارالاسلام رہے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مصر کے لیے حاکم کا وہاں رہنا ضرور ہے، اگر بطور دورہ وہاں آ گیا تو وہ جگہ مصر نہ ہوگی، نہ وہاں جمعہ قائم کیا جائے گا۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جو جگہ شہر سے قریب ہے مگر شہر کی ضرورتوں کے لیے نہ ہو اور اس کے اور شہر کے درمیان کھیت وغیرہ فاصلہ ہو تو وہاں جمعہ جائز نہیں اگرچہ اذان جمعہ کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔^(۵) (عالمگیری) مگر اکثر آئمہ کہتے ہیں کہ اگر اذان کی آواز پہنچتی ہو تو ان لوگوں پر جمعہ پڑھنا فرض ہے بلکہ بعض نے تو یہ فرمایا کہ اگر شہر سے دور جگہ ہو مگر بلا تکلیف واپس باہر جاسکتا ہو تو جمعہ پڑھنا فرض ہے۔^(۶) (درمختار) لہذا جو لوگ شہر کے قریب گاؤں میں رہتے ہیں انھیں چاہیے کہ شہر میں آکر جمعہ پڑھ جائیں۔

مسئلہ ۵: گاؤں کا رہنے والے شہر میں آیا اور جمعہ کے دن یہیں رہنے کا ارادہ ہے تو جمعہ فرض ہے اور اسی دن واپسی کا ارادہ ہو، زوال سے پہلے یا بعد تو فرض نہیں، مگر پڑھے تو مستحق ثواب ہے۔ یوہیں مسافر شہر میں آیا اور نیت اقامت نہ کی تو جمعہ فرض نہیں، گاؤں والا جمعہ کے لیے شہر کو آیا اور کوئی دوسرا کام بھی مقصود ہے تو اس سعی (یعنی جمعہ کے لیے آنے) کا بھی ثواب پائے گا اور جمعہ پڑھا تو جمعہ کا بھی۔^(۷) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: حج کے دنوں میں منیٰ میں جمعہ پڑھا جائے گا جبکہ خلیفہ یا امیر حجاز یعنی شریف مکہ وہاں موجود ہو اور امیر موسم یعنی وہ کہ حاجیوں کے لیے حاکم بنایا گیا ہے جمعہ نہیں قائم کر سکتا۔ حج کے علاوہ اور دنوں میں منیٰ میں جمعہ نہیں ہو سکتا اور عرفات

① "غنیۃ المتملی"، فصل فی صلاة الجمعة، ص ۵۴۹ - ۵۵۱، وغیرہا.

② "غنیۃ المتملی"، فصل فی صلاة الجمعة، ص ۵۴۹.

③ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی جواز استنابة الخطیب، ج ۳، ص ۱۶.

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۷.

⑤ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۵.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۳۰.

⑦ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۵.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب، ج ۳، ص ۴۴.

میں مطلقاً نہیں ہو سکتا، نہ حج کے زمانہ میں، نہ اور دنوں میں۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہو سکتا ہے، خواہ وہ شہر چھوٹا ہو یا بڑا اور جمعہ دو مسجدوں میں ہو یا زیادہ۔^(۲)

(درمختار وغیرہ) مگر بلا ضرورت بہت سی جگہ جمعہ قائم نہ کیا جائے کہ جمعہ شعائر اسلام سے ہے اور جامع جماعات ہے اور بہت سی مسجدوں میں ہونے سے وہ شوکت اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماع میں ہوتی، نیز دفع حرج کے لیے تعدد جائز رکھا گیا ہے تو خواہ مخواہ جماعت پر اگندہ کرنا اور محلہ محلہ جمعہ قائم کرنا نہ چاہیے۔ نیز ایک بہت ضروری امر جس کی طرف عوام کو بالکل توجہ نہیں، یہ ہے کہ جمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ رکھا ہے کہ جس نے چاہا نیا جمعہ قائم کر لیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا یہ ناجائز ہے، اس لیے کہ جمعہ قائم کرنا بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے، اس کا بیان آگے آتا ہے اور جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا فقیہ سنی صحیح العقیدہ ہو، احکام شرعیہ جاری کرنے میں سلطان اسلام کے قائم مقام ہے، لہذا وہی جمعہ قائم کرے بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہو سکتا اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں، عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہو سکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کر لیں ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔

مسئلہ ۸: ظہر احتیاطی (کہ جمعہ کے بعد چار رکعت نماز اس نیت سے کہ سب میں کچھلی ظہر جس کا وقت پایا اور نہ پڑھی) خاص لوگوں کے لیے ہے جن کو فرض جمعہ ادا ہونے میں شک نہ ہو اور عوام کہ اگر ظہر احتیاطی پڑھیں تو جمعہ کے ادا ہونے میں انھیں شک ہوگا وہ نہ پڑھیں اور اس کی چاروں رکعتیں بھری پڑھی جائیں اور بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی کچھلی چار سنتیں پڑھ کر ظہر احتیاطی پڑھیں پھر دو سنتیں اور ان چھ سنتوں میں سنت وقت کی نیت کریں۔^(۳) (عالمگیری، صغیری، ردالمحتار وغیرہ)

(۲) سلطان اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا^(۴)

مسئلہ ۹: سلطان عادل ہو یا ظالم جمعہ قائم کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر زبردستی بادشاہ بن بیٹھا یعنی شرعاً اس کو حق امامت نہ

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۵.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۱۸، و "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۸، ص ۳۱۲.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۵.

و "صغیری"، فصل فی صلاة الجمعة، ص ۲۷۸، و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی نية آخر ظہر بعد

صلاة الجمعة، ج ۳، ص ۲۱، و "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۸، ص ۲۹۳.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۵.

ہو، مثلاً قرشی نہ ہو یا اور کوئی شرط مفقود ہو تو یہ بھی جمعہ قائم کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر عورت بادشاہ بن بیٹھی تو اس کے حکم سے جمعہ قائم ہوگا، یہ خود نہیں قائم کر سکتی۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۰: بادشاہ نے جسے جمعہ کا امام مقرر کر دیا وہ دوسرے سے بھی پڑھوا سکتا ہے اگرچہ اسے اس کا اختیار نہ دیا ہو کہ دوسرے سے پڑھوادے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۱۱: امام جمعہ کی بلا اجازت کسی نے جمعہ پڑھایا اگر امام یا وہ شخص جس کے حکم سے جمعہ قائم ہوتا ہے شریک ہو گیا تو ہو جائے گا ورنہ نہیں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: حاکم شہر کا انتقال ہو گیا یا فتنہ کے سبب کہیں چلا گیا اور اس کے خلیفہ (ولی عہد) یا قاضی مازون نے جمعہ قائم کیا جائز ہے۔^(۴) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: کسی شہر میں بادشاہ اسلام وغیرہ جس کے حکم سے جمعہ قائم ہوتا ہے نہ ہو تو عام لوگ جسے چاہیں امام بناویں۔ یوہیں اگر بادشاہ سے اجازت نہ لے سکتے ہوں جب بھی کسی کو مقرر کر سکتے ہیں۔^(۵) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۴: حاکم شہر نابالغ یا کافر ہے اور اب وہ نابالغ بالغ ہو یا کافر مسلمان ہوا تو اب بھی جمعہ قائم کرنے کا ان کو حق نہیں، البتہ اگر جدید حکم ان کے لیے آیا یا بادشاہ نے کہہ دیا تھا کہ بالغ ہونے یا اسلام لانے کے بعد جمعہ قائم کرنا تو قائم کر سکتا ہے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: خطبہ کی اجازت جمعہ کی اجازت ہے اور جمعہ کی اجازت خطبہ کی اجازت ہے اگرچہ کہہ دیا ہو کہ خطبہ پڑھنا اور جمعہ نہ قائم کرنا۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: بادشاہ لوگوں کو جمعہ قائم کرنے سے منع کر دے تو لوگ خود قائم کر لیں اور اگر اس نے کسی شہر کی شہریت باطل کر دی تو لوگوں کو اب جمعہ پڑھنے کا اختیار نہیں۔^(۸) (ردالمحتار) یہ اس وقت ہے کہ بادشاہ اسلام نے شہریت باطل کی ہو اور

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في صحة الجمعة ... إلخ، ج ۳، ص ۹، وغیرہما.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۱۰.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في جواز استنابة الخطيب، ج ۳، ص ۱۴.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۱۴.

⑤ "الفتاویٰ الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۶.

⑥ المرجع السابق.

⑦ المرجع السابق.

⑧ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في جواز استنابة الخطيب، ج ۳، ص ۱۶.

کافر نے باطل کی تو پڑھیں۔

مسئلہ ۷: امام جمعہ کو بادشاہ نے معزول کر دیا تو جب تک معزولی کا پروانہ نہ آئے یا خود بادشاہ نہ آئے معزول نہ ہوگا۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: بادشاہ سفر کر کے اپنے ملک کے کسی شہر میں پہنچا تو وہاں جمعہ خود قائم کر سکتا ہے۔^(۲) (عالمگیری)

(۳) وقت ظہر

یعنی وقت ظہر میں نماز پوری ہو جائے تو اگر اثنائے نماز میں اگرچہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آ گیا جمعہ باطل ہو گیا ظہر کی قضا پڑھیں۔^(۳) (عامہ کتب)

مسئلہ ۱۹: مقتدی نماز میں سو گیا تھا آنکھ اس وقت کھلی کہ امام سلام پھیر چکا ہے تو اگر وقت باقی ہے جمعہ پورا کر لے ورنہ ظہر کی قضا پڑھے یعنی نئے تحریمہ سے۔^(۴) (عالمگیری وغیرہ) یو ہیں اگر اتنی بھیڑ تھی کہ رکوع وسجود نہ کر سکا یہاں تک کہ امام نے سلام پھیر دیا تو اس میں بھی وہی صورتیں ہیں۔^(۵) (درمختار)

(۴) خطبہ

مسئلہ ۲۰: خطبہ جمعہ میں شرط یہ ہے کہ:

(۱) وقت میں ہو اور

(۲) نماز سے پہلے اور

(۳) ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد اور

(۴) اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سُن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد

پڑھایا تنہا پڑھایا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا یا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو ہو جائے گا۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۶.

۲..... المرجع السابق. ۳..... المرجع السابق.

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۶.

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۱.

۶..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی نية آخر ظہر بعد صلاة الجمعة، ج ۳، ص ۲۱.

مسئلہ ۲۱: خطبہ ذکر الہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا سُبْحَنَ اللّٰہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: چھینک آئی اور اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا یا تعجب کے طور پر سُبْحَنَ اللّٰہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا تو فرض ادا نہ ہوا۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲۴: سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طویل مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً جاڑوں^(۴) میں۔^(۵) (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۲۵: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں:

(۱) خطیب کا پاک ہونا۔

(۲) کھڑا ہونا۔

(۳) خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔

(۴) خطیب کا منبر پر ہونا۔ اور

(۵) سامعین کی طرف موڑنا۔ اور

(۶) قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو۔

(۷) حاضرین کا متوجہ با امام ہونا۔

(۸) خطبہ سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ آہستہ پڑھنا۔

(۹) اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں۔

(۱۰) الحمد سے شروع کرنا۔

(۱۱) اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۲، وغیرہ .

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۶ .

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۷ .

④ یعنی سردیوں۔

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۳ .

(۱۲) اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔

(۱۳) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود بھیجنا۔

(۱۴) کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔

(۱۵) پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔

(۱۶) دوسرے میں حمد و ثناء و شہادت و درود کا اعادہ کرنا۔

(۱۷) دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔

(۱۸) دونوں خطبے ہلکے ہونا۔

(۱۹) دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔ مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے

پست ہو اور خلفائے راشدین و عتیمین مکرّمین حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنُسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاَتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّہْدِی اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضِلِّہٗ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ . (۱)

(۲۰) مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف منہ کرے اور دہنے بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے۔ اور

(۲۱) امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ

اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جاسکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔

(۲۲) خطبہ سننے کی حالت میں دوزانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔ (۲) (عالمگیری، درمختار، غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۶: بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو حرام ہے، مثلاً مالک رقاب الامم کہ یہ محض جھوٹ اور

..... ① حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے، ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں

اور اس پر توکل کرتے ہیں اور اللہ (عزوجل) کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی برائی سے اور اپنے اعمال کی بدی سے جسکو اللہ (عزوجل) ہدایت

کرے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو گمراہ کرے اسے ہدایت کرنے والا کوئی نہیں۔ ۱۲

..... ② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۶، ۱۴۷۔

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۳ - ۲۶۔

حرام ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۲۷: خطبہ میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یا اثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بُری بات سے منع کیا تو اسے اس کی ممانعت نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا خلاف سنت متوارثہ ہے۔ یوہیں خطبہ میں اشعار پڑھنا بھی نہ چاہیے اگرچہ عربی ہی کے ہوں، ہاں دو ایک شعر پند و نصائح کے اگر کبھی پڑھ لے تو حرج نہیں۔

(۵) جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد

مسئلہ ۲۹: اگر تین غلام یا مسافر یا بیمار یا گونگے یا اُن پڑھ مقتدی ہوں تو جمعہ ہو جائے گا اور صرف عورتیں یا بچے ہوں تو نہیں۔^(۳) (عالمگیری، ردالمختار)

مسئلہ ۳۰: خطبہ کے وقت جو لوگ موجود تھے وہ بھاگ گئے اور دوسرے تین شخص آ گئے تو ان کے ساتھ امام جمعہ پڑھے یعنی جمعہ کی جماعت کے لیے انھیں لوگوں کا ہونا ضروری نہیں جو خطبہ کے وقت حاضر تھے بلکہ ان کے غیر سے بھی ہو جائے گا۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۳۱: پہلی رکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر سب مقتدی بھاگ گئے یا صرف دورہ گئے تو جمعہ باطل ہو گیا سرے سے ظہر کی نیت باندھے اور اگر سب بھاگ گئے مگر تین مرد باقی ہیں یا سجدہ کے بعد بھاگے یا تحریمہ کے بعد بھاگ گئے تھے مگر پہلے رکوع میں آ کر شامل ہو گئے یا خطبہ کے بعد بھاگ گئے اور امام نے دوسرے تین مردوں کے ساتھ جمعہ پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ جائز ہے۔^(۵) (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ ۳۲: امام نے جب اَللّٰهُ اَكْبَر کہا اس وقت مقتدی با وضو تھے مگر انہوں نے نیت نہ باندھی پھر یہ سب بے وضو ہو گئے اور دوسرے لوگ آ گئے یہ چلے گئے تو ہو گیا اور اگر تحریمہ ہی کے وقت سب مقتدی بے وضو تھے پھر اور لوگ آ گئے تو امام

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۴.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۶.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۸.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۷.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۷.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی قول الخطیب... إلخ، ج ۳، ص ۲۷.

سرے سے تحریمہ باندھے۔^(۱) (خانہ)

(۶) اذن عام

یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو، اگر جامع مسجد میں جب لوگ جمع ہو گئے دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا نہ ہوا۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: بادشاہ نے اپنے مکان میں جمعہ پڑھا اور دروازہ کھول دیا لوگوں کو آنے کی عام اجازت ہے تو ہو گیا لوگ آئیں یا نہ آئیں اور دروازہ بند کر کے پڑھایا دربانوں کو بٹھا دیا کہ لوگوں کو آنے نہ دیں تو جمعہ نہ ہوا۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: عورتوں کو اگر مسجد جامع سے روکا جائے تو اذن عام کے خلاف نہ ہوگا کہ ان کے آنے میں خوفِ فتنہ ہے۔^(۴) (ردالمحتار)

جمعہ واجب ہونے کے لیے گیارہ شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک بھی معدوم ہو تو فرض نہیں پھر بھی اگر پڑھے گا تو ہو جائے گا بلکہ مرد عاقل بالغ کے لیے جمعہ پڑھنا افضل ہے اور عورت کے لیے ظہر افضل، ہاں عورت کا مکان اگر مسجد سے بالکل متصل ہے کہ گھر میں امام مسجد کی اقتدا کر سکے تو اس کے لیے بھی جمعہ افضل ہے اور نابالغ نے جمعہ پڑھا تو نفل ہے کہ اس پر نماز فرض ہی نہیں۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

(۱) شہر میں مقیم ہونا

(۲) صحت یعنی مریض پر جمعہ فرض نہیں مریض سے مراد وہ ہے کہ مسجد جمعہ تک نہ جاسکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔^(۶) (غنیہ) شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے۔^(۷) (درمختار)

مسئلہ ۳۵: جو شخص مریض کا تیماردار ہو، جانتا ہے کہ جمعہ کو جائے گا تو مریض دقتوں میں پڑ جائے گا اور اس کا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا تو اس تیماردار پر جمعہ فرض نہیں۔^(۸) (درمختار وغیرہ)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۸.

۲..... المرجع السابق. ۳..... المرجع السابق.

۴..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی قول الخطیب... إلخ، ج ۳، ص ۲۹.

۵..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی شروط وجوب الجمعة، ج ۳، ص ۳۰.

۶..... "غنیۃ المتملی"، فصل فی صلاة الجمعة، ص ۵۴۸.

۷..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۳۱.

۸..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۳۱، وغیرہ.

(۳) آزاد ہونا۔ غلام پر جمعہ فرض نہیں اور اس کا آقا منع کر سکتا ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مکاتب غلام پر جمعہ واجب ہے۔ یوہیں جس غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو باقی کے لیے سعایت کرتا ہو یعنی بقیہ آزاد ہونے کے لیے کہا کر اپنے آقا کو دیتا ہو اس پر بھی جمعہ فرض ہے۔^(۲) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۷: جس غلام کو اس کے مالک نے تجارت کرنے کی اجازت دی ہو یا اس کے ذمہ کوئی خاص مقدار کہا کر لانا مقرر کیا ہو اس پر جمعہ واجب ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: مالک اپنے غلام کو ساتھ لے کر، مسجد جامع کو گیا اور غلام کو دروازہ پر چھوڑا کہ سواری کی حفاظت کرے تو اگر جانور کی حفاظت میں خلل نہ آئے پڑھ لے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: مالک نے غلام کو جمعہ پڑھنے کی اجازت دے دی جب بھی واجب نہ ہوا اور بلا اجازت مالک اگر جمعہ یا عید کو گیا اگر جانتا ہے کہ مالک ناراض نہ ہوگا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: نوکر اور مزدور کو جمعہ پڑھنے سے نہیں روک سکتا، البتہ اگر مسجد جامع دور ہے تو جتنا حرج ہوا ہے اس کی مزدوری میں کم کر سکتا ہے اور مزدور اس کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتا۔^(۶) (عالمگیری)

(۴) مرد ہونا

(۵) بالغ ہونا

(۶) عاقل ہونا۔ یہ دونوں شرطیں خاص جمعہ کے لیے نہیں بلکہ ہر عبادت کے وجوب میں عقل و بلوغ شرط ہے۔

(۷) انکھیارا ہونا۔

مسئلہ ۴۱: یک چشم اور جس کی نگاہ کمزور ہو اس پر جمعہ فرض ہے۔ یوہیں جو اندھا مسجد میں اذان کے وقت با وضو ہو

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۴.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۴.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۳۱.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۴.

④ المرجع السابق.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی شروط وجوب الجمعة، ج ۳، ص ۳۲.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۴.

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی شروط وجوب الجمعة، ج ۳، ص ۳۲.

اس پر جمعہ فرض ہے اور وہ نابینا جو خود مسجد جمعہ تک بلا تکلف نہ جاسکتا ہو اگرچہ مسجد تک کوئی لے جانے والا ہو، اجرت مثل پر لے جائے یا بلا اجرت اس پر جمعہ فرض نہیں۔^(۱) (ردالمحتار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: بعض نابینا بلا تکلف بغیر کسی کی مدد کے بازاروں راستوں میں چلتے پھرتے ہیں اور جس مسجد میں چاہیں بلا پوچھے جاسکتے ہیں ان پر جمعہ فرض ہے۔^(۲) (ردالمحتار)

(۸) چلنے پر قادر ہونا۔

مسئلہ ۴۳: اپنا حج پر جمعہ فرض نہیں، اگرچہ کوئی ایسا ہو کہ اسے اٹھا کر مسجد میں رکھ آئے گا۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: جس کا ایک پاؤں کٹ گیا ہو یا فالج سے بیکار ہو گیا ہو، اگر مسجد تک جاسکتا ہو تو اس پر جمعہ فرض ہے ورنہ نہیں۔^(۴) (ردالمحتار وغیرہ)

(۹) قید میں نہ ہونا، مگر جب کہ کسی دین کی وجہ سے قید کیا گیا اور مالدار ہے یعنی ادا کرنے پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے۔^(۵) (ردالمحتار)

(۱۰) بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا، مفلس قرضدار کو اگر قید کا اندیشہ ہو تو اس پر فرض نہیں۔^(۶) (ردالمحتار)

(۱۱) مینہ یا آندھی یا اولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی اس قدر کہ ان سے نقصان کا خوف صحیح ہو۔^(۷)

مسئلہ ۴۵: جمعہ کی امامت ہر مرد کر سکتا ہے جو اور نمازوں میں امام ہو سکتا ہو اگرچہ اس پر جمعہ فرض نہ ہو جیسے مریض مسافر غلام۔^(۸) (ردالمحتار) یعنی جبکہ سلطان اسلام یا اس کا نائب یا جس کو اس نے اجازت دی بیمار ہو یا مسافر تو یہ سب نماز جمعہ پڑھا سکتے ہیں یا انہوں نے کسی مریض یا مسافر یا غلام یا کسی لائق امامت کو اجازت دی ہو یا بضرورت عام لوگوں نے کسی ایسے کو امام مقرر کیا ہو جو امامت کر سکتا ہو، یہ نہیں کہ بطور خود جس کا جی چاہے جمعہ پڑھاوے کہ یوں جمعہ نہ ہوگا۔

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج ۳، ص ۳۲.

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج ۳، ص ۳۲.

۳..... المرجع السابق.

۴..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۳۲، وغیرہ.

۵..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج ۳، ص ۳۳.

۶..... المرجع السابق.

۷..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج ۳، ص ۳۳.

۸..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۳۳.

مسئلہ ۴۶: جس پر جمعہ فرض ہے اسے شہر میں جمعہ ہو جانے سے پہلے ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، بلکہ امام ابن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حرام ہے اور پڑھ لیا جب بھی جمعہ کے لیے جانا فرض ہے اور جمعہ ہو جانے کے بعد ظہر پڑھنے میں کراہت نہیں، بلکہ اب تو ظہر ہی پڑھنا فرض ہے، اگر جمعہ دوسری جگہ نہ مل سکے مگر جمعہ ترک کرنے کا گناہ اس کے سر رہا۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: یہ شخص کہ جمعہ ہونے سے پہلے ظہر پڑھ چکا تھا نادم ہو کر گھر سے جمعہ کی نیت سے نکلا اگر اس وقت امام نماز میں ہو تو نماز ظہر جاتی رہی، جمعہ مل جائے تو پڑھ لے ورنہ ظہر کی نماز پھر پڑھے اگرچہ مسجد دور ہونے کے سبب جمعہ نہ ملا ہو۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۴۸: مسجد جامع میں یہ شخص ہے جس نے ظہر کی نماز پڑھ لی ہے اور جس جگہ نماز پڑھی وہیں بیٹھا ہے تو جب تک جمعہ شروع نہ کرے ظہر باطل نہیں اور اگر بقصد جمعہ وہاں سے ہٹا تو باطل ہوگئی۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: یہ شخص اگر مکان سے نکلا ہی نہیں یا کسی اور ضرورت سے نکلا یا امام کے فارغ ہونے کے وقت یا فارغ ہونے کے بعد نکلا یا اس دن جمعہ پڑھا ہی نہ گیا یا لوگوں نے جمعہ پڑھنا تو شروع کیا تھا مگر کسی حادثہ کے سبب پورا نہ کیا تو ان سب صورتوں میں ظہر باطل نہیں۔^(۴) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵۰: جن صورتوں میں ظہر باطل ہونا کہا گیا اس سے مراد فرض جاتا رہنا ہے کہ یہ نماز اب نفل ہوگئی۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۱: جس پر جمعہ فرض تھا اس نے ظہر کی نماز میں امامت کی پھر جمعہ کو نکلا تو اس کی ظہر باطل ہے مگر مقتدیوں میں جو جمعہ کو نکلا اس کے فرض باطل نہ ہوئے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۵۲: جس پر کسی عذر کے سبب جمعہ فرض نہ ہو وہ اگر ظہر پڑھ کر جمعہ کے لیے نکلا تو اس کی نماز بھی جاتی رہی، ان شرائط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہوئیں۔^(۷) (درمختار)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج ۳، ص ۳۳.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۳۴.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج ۳، ص ۳۴.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۹.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۳۵.

⑥ المرجع السابق.

⑦ المرجع السابق.

مسئلہ ۵۳: مریض یا مسافر یا قیدی یا کوئی اور جس پر جمعہ فرض نہیں ان لوگوں کو بھی جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ جمعہ ہونے سے پیشتر جماعت کریں یا بعد میں۔ یوہیں جنہیں جمعہ نہ ملا وہ بھی بغیر اذان و اقامت ظہر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں، جماعت ان کے لیے بھی ممنوع ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۵۴: علما فرماتے ہیں جن مسجدوں میں جمعہ نہیں ہوتا، انہیں جمعہ کے دن ظہر کے وقت بند رکھیں۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۵۵: گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان و اقامت کے ساتھ باجماعت پڑھیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: معذور اگر جمعہ کے دن ظہر پڑھے تو مستحب یہ ہے کہ نماز جمعہ ہو جانے کے بعد پڑھے اور تاخیر نہ کی تو

مکروہ ہے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۵۷: جس نے جمعہ کا قعدہ پالیا یا سجدہ سہو کے بعد شریک ہوا اسے جمعہ مل گیا۔ لہذا اپنی دو ہی رکعتیں پوری

کرے۔^(۵) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵۸: نماز جمعہ کے لیے پیشتر سے جانا اور مسواک کرنا اور اچھے اور سفید کپڑے پہننا اور تیل اور خوشبو لگانا اور

پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل سنت۔^(۶) (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۵۹: جب امام خطبہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے ختم نماز تک نماز و اذکار اور ہر قسم کا کلام منع ہے، البتہ

صاحب ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے۔ یوہیں جو شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے جلد جلد پوری کر لے۔^(۷) (درمختار)

مسئلہ ۶۰: جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا پینا، سلام و جواب سلام وغیرہ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام

ہیں یہاں تک کہ امر بالمعروف، ہاں خطیب امر بالمعروف کر سکتا ہے، جب خطبہ پڑھے تو تمام حاضرین پر سننا اور چپ رہنا فرض

ہے، جو لوگ امام سے دور ہوں کہ خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچتی انہیں بھی چپ رہنا واجب ہے، اگر کسی کو بری بات کرتے

۱..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۳۶.

۲..... المرجع السابق.

۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۹.

۴..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۳۶.

۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۹.

۶..... المرجع السابق. و "غنیۃ المتملی"، فصل فی صلاة الجمعة، ص ۵۵۹.

۷..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۳۸.

و "جدالمماتار" علی "ردالمحتار" کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۱، ص ۳۷۸.

دیکھیں تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے منع کر سکتے ہیں زبان سے ناجائز ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۶۱: خطبہ سننے کی حالت میں دیکھا کہ اندھا کوئیں میں گرا چاہتا ہے یا کسی کو بچھو وغیرہ کاٹنا چاہتا ہے، تو زبان سے کہہ سکتے ہیں، اگر اشارہ یا دبانے سے بتا سکیں تو اس صورت میں بھی زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: خطیب نے مسلمانوں کے لیے دعا کی تو سامعین کو ہاتھ اٹھانا یا آمین کہنا منع ہے، کریں گے گنہگار ہوں گے۔ خطبہ میں دُرود شریف پڑھتے وقت خطیب کا داہنے بائیں مونہہ کرنا بدعت ہے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک خطیب نے لیا تو حاضرین دل میں دُرود شریف پڑھیں، زبان سے پڑھنے کی اس وقت اجازت نہیں۔^(۴) یوہیں صحابہ کرام کے ذکر پر اس وقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۴: خطبہ جمعہ کے علاوہ اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے، مثلاً خطبہ عیدین و نکاح وغیرہا۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۶۵: پہلی اذان کے ہوتے ہی سعی واجب ہے اور بیچ وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے اور کھانا کھار ہاتھ کہ اذان جمعہ کی آواز آئی اگر یہ اندیشہ ہو کہ کھائے گا تو جمعہ فوت ہو جائے گا تو کھانا چھوڑ دے اور جمعہ کو جائے، جمعہ کے لیے اطمینان و وقار کے ساتھ جائے۔^(۶) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶۶: خطیب جب منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے دوبارہ اذان دی جائے۔^(۷) (متون) یہ ہم اوپر بیان کر آئے کہ سامنے سے یہ مراد نہیں کہ مسجد کے اندر منبر سے متصل ہو کہ مسجد کے اندر اذان کہنے کو فقہائے کرام مکروہ فرماتے ہیں۔

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۳۹.

② "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج ۳، ص ۳۹.

③ "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج ۳، ص ۳۸، و مطلب في قول الخطيب... إلخ، ص ۲۴.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۴۰.

⑤ المرجع السابق.

⑥ "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۹.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۴۲.

⑦ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۴۲.

مسئلہ ۶۷: اکثر جگہ دیکھا گیا کہ اذان ثانی پست آواز سے کہتے ہیں، یہ نہ چاہیے بلکہ اسے بھی بلند آواز سے کہیں کہ اس سے بھی اعلان مقصود ہے اور جس نے پہلی نہ سنی اسے سُن کر حاضر ہو۔^(۱) (بحر وغیرہ)

مسئلہ ۶۸: خطبہ ختم ہو جائے تو فوراً اقامت کہی جائے، خطبہ و اقامت کے درمیان دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۶۹: جس نے خطبہ پڑھا وہی نماز پڑھائے، دوسرا نہ پڑھائے اور اگر دوسرے نے پڑھا دی جب بھی ہو جائے گی جبکہ وہ ماذون^(۳) ہو۔ یوہیں اگر نابالغ نے بادشاہ کے حکم سے خطبہ پڑھا اور بالغ نے نماز پڑھائی جائز ہے۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۰: نماز جمعہ میں بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون یا پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتَاكَ پڑھے، مگر ہمیشہ انھیں کونہ پڑھے کبھی اور سورتیں بھی پڑھے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱: جمعہ کے دن اگر سفر کیا اور زوال سے پہلے آبادی شہر سے باہر ہو گیا تو حرج نہیں ورنہ ممنوع ہے۔^(۶) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۲: حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا جمعہ کے بعد افضل ہے۔^(۷) (درمختار)

مسئلہ ۷۳: سوال کرنے والا اگر نمازیوں کے آگے سے گزرتا ہو یا گردنیں پھلانگتا ہو یا بلا ضرورت مانگتا ہو تو سوال بھی ناجائز ہے اور ایسے سائل کو دینا بھی ناجائز۔^(۸) (ردالمحتار) بلکہ مسجد میں اپنے لیے مطلقاً سوال کی اجازت نہیں۔

مسئلہ ۷۴: جمعہ کے دن یا رات میں سورہ کہف کی تلاوت افضل ہے اور زیادہ بزرگی رات میں پڑھنے کی ہے نسائی بیہقی بسند صحیح ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ”جو شخص سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھے، اس کے لیے دونوں

① ”البحر الرائق“، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۷۳. وغیرہ

② ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۴۳.

③ یعنی جس کو اجازت دی گئی۔

④ ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في حكم المرقی... إلخ، ج ۳، ص ۴۳.

⑤ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: أمر الخلیفة... إلخ، ج ۳، ص ۶۴.

و ”البحر الرائق“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ج ۲، ص ۲۷۵.

⑥ ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۴۴.

⑦ ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۴۶.

⑧ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في الصدقة على سؤال المسجد، ج ۳، ص ۴۷.

مُجمَعوں کے درمیان نور روشن ہوگا۔“ (1)

اور دارمی کی روایت میں ہے، ”جو شب جمعہ میں سورہ کہف پڑھے اس کے لیے وہاں سے کعبہ تک نور روشن ہوگا۔“ (2)
اور ابو بکر ابن مردویہ کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ فرماتے ہیں: ”جو جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے اس کے قدم سے آسمان تک نور بلند ہوگا جو قیامت کو اس کے لیے روشن ہوگا اور دو مُجمَعوں کے درمیان جو گناہ ہوئے ہیں بخش دیے جائیں گے۔“ (3) اس حدیث کی اسناد میں کوئی حرج نہیں۔ حم الدخان پڑھنے کی بھی فضیلت آئی ہے۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو شخص جمعہ کے دن یارات میں حم الدخان پڑھے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر بنائے گا۔“ (4) اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ”اس کی مغفرت ہو جائے گی۔“ (5) اور ایک روایت میں ہے، ”جو کسی رات میں حم الدخان پڑھے، اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کریں گے۔“ (6) جمعہ کے دن یارات میں جو سورہ یس پڑھے، اس کی مغفرت ہو جائے۔“ (7)

فائدہ: جمعہ کے دن روحیں جمع ہوتی ہیں، لہذا اس میں زیارتِ قبور کرنی چاہیے اور اس روز جہنم نہیں بھڑکایا جاتا۔ (8)

(درمختار)

عیدین کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَكُمْ﴾ (9)

روزوں کی گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو کہ اس نے تمہیں ہدایت فرمائی۔

- 1..... ”السنن الصغریٰ“ للبیہقی، کتاب الصلاة، باب فضل الجمعة، الحدیث: ۶۰۸، ج ۱، ص ۲۱۰.
- 2..... ”سنن الدارمی“، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل سورۃ الکہف، الحدیث: ۳۴۰۷، ج ۲، ص ۵۴۶.
- 3..... ”الترغیب و التہیب“، کتاب الجمعة، الترغیب فی قرأۃ سورۃ الکہف... إلخ، الحدیث: ۲، ج ۱، ص ۲۹۸.
- 4..... ”المعجم الكبير“، الحدیث: ۸۰۲۶، ج ۸، ص ۲۶۴.
- 5..... ”جامع الترمذی“، أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل حمّ الدخان، الحدیث: ۲۸۹۸، ج ۴، ص ۴۰۷.
- 6..... ”جامع الترمذی“، أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل حمّ الدخان، الحدیث: ۲۸۹۷، ج ۴، ص ۴۰۶.
- 7..... ”الترغیب و التہیب“، کتاب الجمعة، الترغیب فی قرأۃ سورۃ الکہف... إلخ، الحدیث: ۴، ج ۱، ص ۲۹۸.
- 8..... ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۴۹.
- 9..... پ ۲، البقرة: ۱۸۵.

اور فرماتا ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرُ ۖ﴾ (1)

اپنے رب (عزوجل) کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

حدیث ۱: ابن ماجہ ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو عیدین کی راتوں

میں قیام کرے، اس کا دل نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مریں گے۔“ (2)

حدیث ۲: اصہبانی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ”جو پانچ راتوں میں شب بیداری کرے

اس کے لیے جنت واجب ہے، ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں، دسویں راتیں اور عید الفطر کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات (3) یعنی شب براءت۔“

حدیث ۳: ابو داؤد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے،

اس زمانہ میں اہل مدینہ سال میں دو دن خوشی کرتے تھے (مہرگان و نیروز)، فرمایا: یہ کیا دن ہیں؟ لوگوں نے عرض کی، جاہلیت میں ہم ان دنوں میں خوشی کرتے تھے، فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہیں دیے، عید اضحیٰ وعید الفطر کے دن۔“ (4)

حدیث ۴، ۵: ترمذی وابن ماجہ و دارمی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ”حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر کے

دن کچھ کھا کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور عید اضحیٰ کو نہ کھاتے، جب تک نماز نہ پڑھ لیتے۔“ (5) اور بخاری کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ ”عید الفطر کے دن تشریف نہ لے جاتے، جب تک چند کھجوریں نہ تناول فرما لیتے اور طاق ہوتیں۔“ (6)

حدیث ۶: ترمذی و دارمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ”عید کو ایک راستہ سے تشریف لے جاتے

اور دوسرے سے واپس ہوتے۔“ (7)

1 پ ۳۰، الکوثر: ۲.

2 ”سنن ابن ماجہ“، أبواب ماجاء في الصيام، باب فيمن قام ليلتي العیدین، الحديث: ۱۷۸۲، ج ۲، ص ۳۶۵.

3 ”الترغیب و الترہیب“، کتاب العیدین والأضحیة، الترغیب في إحياء ليلتي العیدین، الحديث: ۲، ج ۲، ص ۹۸.

4 ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب صلاة العیدین، الحديث: ۱۱۳۴، ج ۱، ص ۴۱۸.

5 ”جامع الترمذی“، أبواب العیدین، باب ماجاء في الأكل يوم الفطر قبل الخروج، الحديث: ۵۴۲، ج ۲، ص ۷۰.

6 ”صحيح البخاري“، کتاب العیدین، باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج، الحديث: ۹۵۳، ج ۱، ص ۳۲۸.

7 ”جامع الترمذی“، أبواب العیدین، باب ماجاء في خروج النبي صلى الله عليه وسلم إلى العيد... إلخ، الحديث: ۵۴۱، ج ۲، ص ۶۹.

حدیث ۷: ابو داؤد و ابن ماجہ کی روایت انھیں سے ہے، کہ ”ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہوئی تو مسجد میں حضور

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عید کی نماز پڑھی۔“ (1)

حدیث ۸: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عید کی نماز دو رکعت

پڑھی، نہ اس کے قبل نماز پڑھی نہ بعد۔“ (2)

حدیث ۹: صحیح مسلم شریف میں ہے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے

ساتھ عید کی نماز پڑھی ایک دو مرتبہ نہیں (بلکہ بار بار)، نہ اذان ہوئی نہ اقامت۔ (3)

مسائل فقہیہ

عیدین کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر جن پر جمعہ واجب ہے اور اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت، اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہ ہوا اور اس میں نہ پڑھا تو نماز ہوگئی مگر بُرا کیا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ قبل نماز ہے اور عیدین کا بعد نماز، اگر پہلے پڑھ لیا تو بُرا کیا، مگر نماز ہوگئی لوٹائی نہیں جائے گی اور خطبہ کا بھی اعادہ نہیں اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت، صرف دو بار اتنا کہنے کی اجازت ہے۔
الصلوة جامعة ط۔ (4) (عالمگیری، درمختار وغیرہما) بلا وجہ عید کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔ (5) (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۱: گاؤں میں عیدین کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (6) (درمختار)

روز عید کے مستحبات

مسئلہ ۲: عید کے دن یہ امور مستحب ہیں:

(۱) حجامت بنوانا۔

① ”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب يصلي بالناس العيد في المسجد إذا كان يوم مطر، الحديث: ۱۱۶۰، ج ۱، ص ۴۲۵.

② ”صحيح البخاري“، كتاب العیدین، باب الخطبة بعد العید، الحديث: ۹۶۴، ج ۱، ص ۳۳۱.

③ ”صحيح مسلم“، كتاب صلاة العیدین، باب كتاب صلاة العیدین، الحديث: ۸۸۷، ص ۴۳۹.

④ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العیدین، ج ۱، ص ۱۵۰.

و ”الدرالمختار“، كتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۵۱، وغیرہما.

⑤ ”الجوهره النيرة“، كتاب الصلاة، باب العیدین، ص ۱۱۹.

⑥ ”الدرالمختار“، كتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۵۲.

(۲) ناخن ترشوانا۔

(۳) غسل کرنا۔

(۴) مسواک کرنا۔^(۱)

(۵) اچھے کپڑے پہننا، نیا ہو تو نیا ورنہ دھلا۔

(۶) انگوٹھی پہننا۔^(۲)

(۷) خوشبو لگانا۔

(۸) صبح کی نماز مسجد محلہ میں پڑھنا۔

(۹) عید گاہ جلد چلا جانا۔

(۱۰) نماز سے پہلے صدقہ فطرا کرنا۔

(۱۱) عید گاہ کو پیدل جانا۔

(۱۲) دوسرے راستہ سے واپس آنا۔

(۱۳) نماز کو جانے سے پیشتر چند کھجوریں کھا لینا۔ تین، پانچ، سات یا کم و بیش مگر طاق ہوں، کھجوریں نہ ہوں تو کوئی

میٹھی چیز کھالے، نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا مگر عشا تک نہ کھایا تو عتاب^(۳) کیا جائے گا۔^(۴) (کتب کثیرہ)

مسئلہ ۳: سواری پر جانے میں بھی حرج نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قدرت ہو اس کے لیے پیدل جانا افضل ہے اور

..... ① یہ اس کے علاوہ ہے جو وضو میں کی جاتی ہے کہ وضو میں سنت مؤکدہ ہے اور عید کی اس میں خصوصیت نہیں، بلکہ وہ تو ہر وضو کے لئے ہے۔

(ردالمحتار) ۱۲ منہ حفظ رہے

..... ② اس کی تفصیلی معلومات کیلئے بہار شریعت حصہ ۱۶ میں ”انگوٹھی اور زیور کا بیان“ ملاحظہ فرمائیں۔

امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ ”نماز کے احکام“ میں فرماتے ہیں: جب کبھی انگوٹھی پہنئے تو اس بات کا خاص خیال رکھئے کہ صرف ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن چاندی کی ایک ہی انگوٹھی پہنئے۔ ایک سے زیادہ نہ پہنئے اور اس ایک انگوٹھی میں بھی گینے ایک ہی ہو، ایک سے زیادہ گینے نہ ہوں، بغیر گینے کی بھی مت پہنئے۔ گینے کے وزن کی کوئی قید نہیں، چاندی کا جھلہ یا چاندی کے بیان کردہ وزن وغیرہ کے علاوہ کسی بھی دھات کی انگوٹھی یا جھلہ مرد نہیں پہن سکتا۔

(”نماز کے احکام“، ص ۴۴۴-۴۴۵)

..... ③ یعنی سرزنش۔

..... ④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب السابع عشر فی صلاة العیدین، ج ۱، ص ۱۴۹۔

و ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۵۴، وغیرہما۔

واپسی میں سواری پر آنے میں حرج نہیں۔^(۱) (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۴: عید گاہ کو نماز کے لیے جانا سنت ہے اگرچہ مسجد میں گنجائش ہو اور عید گاہ میں منبر بنانے یا منبر لے جانے میں

حرج نہیں۔^(۲) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۵: (۱۴) خوشی ظاہر کرنا

(۱۵) کثرت سے صدقہ دینا

(۱۶) عید گاہ کو اطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کیے جانا

(۱۷) آپس میں مبارک دینا مستحب ہے اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر نہ کہے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے، عید گاہ میں ہو یا گھر میں اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہیں، یہاں

تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے تو نماز ہو جانے کے بعد پڑھے اور نماز عید کے بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا

مکروہ ہے، گھر میں پڑھ سکتا ہے بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں پڑھے۔ یہ احکام خواص کے ہیں، عوام اگر نفل پڑھیں اگرچہ نماز عید

سے پہلے اگرچہ عید گاہ میں انھیں منع نہ کیا جائے۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوة کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے، مگر

عید الفطر میں دیر کرنا اور عید اضحیٰ میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور سلام پھیرنے کے پہلے زوال ہو گیا ہو تو نماز جاتی رہی۔^(۵)

(درمختار وغیرہ) زوال سے مراد نصف النہار شرعی ہے، جس کا بیان باب الاوقات میں گزرا۔

نماز عید کا طریقہ

نماز عید کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت واجب عید الفطر یا عید اضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر

ہاتھ باندھ لے پھر ثاپڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ

① "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب العیدین، ص ۱۱۹.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر فی صلاة العیدین، ج ۱، ص ۱۴۹.

② "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۵۵. وغیرہ

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۵۶.

④ المرجع السابق، ص ۵۷ - ۶۰.

⑤ "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۶۰، وغیرہ.

چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے، اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں باندھ لے۔ اس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لیے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیے جائیں، پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے پھر رکوع وسجدہ کرے، دوسری رکعت میں پہلے الحمد و سورت پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے، اس سے معلوم ہو گیا کہ عیدین میں زائد تکبیریں چھ ہوں، تین پہلی میں قراءت سے پہلے اور تین دوسری میں قراءت کے بعد، اور تکبیر رکوع سے پہلے اور ان چھوٹوں تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح کی قدر سکتہ کرے اور عیدین میں مستحب یہ ہے کہ پہلی میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون پڑھے یا پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰكَ۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸: امام نے چھ تکبیروں سے زیادہ کہیں تو مقتدی بھی امام کی پیروی کرے مگر تیرہ سے زیادہ میں امام کی پیروی نہیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: پہلی رکعت میں امام کے تکبیر کہنے کے بعد مقتدی شامل ہوا تو اسی وقت تین تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام نے قراءت شروع کر دی ہو اور تین ہی کہے، اگرچہ امام نے تین سے زیادہ کہی ہوں اور اگر اس نے تکبیریں نہ کہیں کہ امام رکوع میں چلا گیا تو کھڑے کھڑے نہ کہے بلکہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیر کہہ لے اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہہ کر امام کو رکوع میں پالے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہے پھر رکوع میں جائے ورنہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیریں کہے پھر اگر اس نے رکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سراٹھا لیا تو باقی ساقط ہو گئیں اور اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب اپنی پڑھے اس وقت کہے اور رکوع میں جہاں تکبیر کہنا بتایا گیا، اس میں ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر دوسری رکعت میں شامل ہوا تو پہلی رکعت کی تکبیریں اب نہ کہے بلکہ جب اپنی فوت شدہ پڑھنے کھڑا ہوا اس وقت کہے اور دوسری رکعت کی تکبیریں اگر امام کے ساتھ پا جائے، فہا ورنہ اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو پہلی رکعت کے بارہ میں مذکور ہوئی۔^(۳) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۶۱، وغیرہ .

② "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: أمر الخلیفة... إلخ، ج ۳، ص ۶۳ .

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع عشر فی صلاة العیدین، ج ۱، ص ۱۵۱ .

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۶۴ - ۶۶، وغیرہما .

مسئلہ ۱۰: جو شخص امام کے ساتھ شامل ہوا پھر سو گیا یا اس کا وضو جاتا رہا، اب جو پڑھے تو تکبیریں اتنی کہے جتنی امام نے کہیں، اگرچہ اس کے مذہب میں اتنی نہ تھیں۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: امام تکبیر کہنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو قیام کی طرف نہ لوٹے نہ رکوع میں تکبیر کہے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: پہلی رکعت میں امام تکبیریں بھول گیا اور قراءت شروع کردی تو قراءت کے بعد کہہ لے یا رکوع میں اور قراءت کا اعادہ نہ کرے۔^(۳) (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: امام نے تکبیراتِ زوائد میں ہاتھ نہ اٹھائے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے بلکہ ہاتھ اٹھائے۔^(۴) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور خطبہ جمعہ میں جو چیزیں سنت ہیں اس میں بھی سنت ہیں اور جو وہاں مکروہ یہاں بھی مکروہ صرف دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ جمعہ کے پہلے خطبہ سے پیشتر خطیب کا بیٹھنا سنت تھا اور اس میں نہ بیٹھنا سنت ہے دوسرے یہ کہ اس میں پہلے خطبہ سے پیشتر نو بار اور دوسرے کے پہلے سات بار اور منبر سے اترنے کے پہلے چودہ بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور جمعہ میں نہیں۔^(۵) (عالمگیری درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۵: عید الفطر کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام کی تعلیم کرے، وہ پانچ باتیں ہیں:

(۱) کس پر واجب ہے؟ (۲) اور کس کے لیے؟ (۳) اور کب؟ (۴) اور کتنا؟ (۵) اور کس چیز سے؟۔
بلکہ مناسب یہ ہے کہ عید سے پہلے جو جمعہ پڑھے اس میں بھی یہ احکام بتا دیے جائیں کہ پیشتر سے لوگ واقف ہو جائیں اور عید اضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے احکام اور تکبیرات تشریق کی تعلیم کی جائے۔^(۶) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: امام نے نماز پڑھ لی اور کوئی شخص باقی رہ گیا خواہ وہ شامل ہی نہ ہوا تھا یا شامل تو ہوا مگر اس کی نماز فاسد ہو گئی تو اگر دوسری جگہ مل جائے پڑھ لے ورنہ نہیں پڑھ سکتا، ہاں بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رکعت چاشت کی نماز پڑھے۔^(۷) (درمختار)

..... ۱ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع عشر فی صلاة العیدین، ج ۱، ص ۱۵۱.

..... ۲ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: أمر الخلیفہ... إلخ، ج ۳، ص ۶۵.

..... ۳ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع عشر فی صلاة العیدین، ج ۱، ص ۱۵۱.

..... ۴ المرجع السابق.

..... ۵ المرجع السابق، ص ۱۵۰، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۶۷، وغیرہما.

..... ۶ المرجع السابق.

..... ۷ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۶۷.

مسئلہ ۱۷: کسی عذر کے سبب عید کے دن نماز نہ ہو سکی (مثلاً سخت بارش ہوئی یا ابر کے سبب چاند نہیں دیکھا گیا اور گواہی ایسے وقت گزری کہ نماز نہ ہو سکی یا ابر تھا اور نماز ایسے وقت ختم ہوئی کہ زوال ہو چکا تھا) تو دوسرے دن پڑھی جائے اور دوسرے دن بھی نہ ہوئی تو عید الفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہو سکتی اور دوسرے دن بھی نماز کا وہی وقت ہے جو پہلے دن تھا یعنی ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے نصف النہار شرعی تک اور بلا عذر عید الفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی تو دوسرے دن نہیں پڑھ سکتے۔^(۱) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۸: عید اضحیٰ تمام احکام میں عید الفطر کی طرح ہے صرف بعض باتوں میں فرق ہے، اس میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھالیا تو کراہت نہیں اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا جائے اور عید اضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے بارہویں تک بلا کراہت مؤخر کر سکتے ہیں، بارہویں کے بعد پھر نہیں ہو سکتی اور بلا عذر دسویں کے بعد مکروہ ہے۔^(۲) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے، نہ ناخن ترشوائے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو لوگوں کا کسی جگہ جمع ہو کر حاجیوں کی طرح وقوف کرنا اور ذکر و دعائیں مشغول رہنا صحیح یہ ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں جبکہ لازم و واجب نہ جانے اور اگر کسی دوسری غرض سے جمع ہوئے، مثلاً نماز استسقا پڑھنی ہے، جب تو بلا اختلاف جائز ہے اصلاً حرج نہیں۔^(۴) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۱: بعد نماز عید مصافحہ^(۵) و معافقہ کرنا^(۶) جیسا عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے کہ اس میں اظہارِ مسرت ہے۔^(۷) (وشاح الجید)

مسئلہ ۲۲: نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض و نجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع عشر فی صلاة العیدین، ج ۱، ص ۱۵۱، ۱۵۲.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۶۸، وغیرہما.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب السابع عشر فی صلاة العیدین، ج ۱، ص ۱۵۲، وغیرہ.

③ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب العیدین مطلب فی إزالة الشعر... إلخ، ج ۳، ص ۷۷.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۷۰، وغیرہ.

⑤ یعنی ہاتھ ملانا۔

⑥ یعنی گلے ملنا۔

⑦ انظر: "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۸، ص ۶۰۱.

گئی ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں، وہ یہ ہے:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ ط (1) (تنویر الابصار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً واجب ہے یعنی جب تک کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو کہ اس نماز پر بنا نہ کر سکے، اگر مسجد سے باہر ہو گیا یا قصد وضو توڑ دیا یا کلام کیا اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہو گئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو کہہ لے۔ (2) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اس کی اقتدا کی اگرچہ عورت یا مسافر یا گاؤں کا رہنے والا اور اگر اس کی اقتدا نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔ (3) (درمختار)

مسئلہ ۲۵: نفل پڑھنے والے نے فرض والے کی اقتدا کی تو امام کی پیروی میں اس مقتدی پر بھی واجب ہے اگرچہ امام کے ساتھ اس نے فرض نہ پڑھے اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں۔ (4) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: غلام پر تکبیر تشریق واجب ہے اور عورتوں پر واجب نہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھی، ہاں اگر مرد کے پیچھے عورت نے پڑھی اور امام نے اس کے امام ہونے کی نیت کی تو عورت پر بھی واجب ہے مگر آہستہ کہے۔ یوہیں جن لوگوں نے برہنہ نماز پڑھی ان پر بھی واجب نہیں، اگرچہ جماعت کریں کہ ان کی جماعت جماعت مستحبہ نہیں۔ (5) (درمختار، جوہرہ وغیرہما)

مسئلہ ۲۷: نفل وسنت ووتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور جمعہ کے بعد واجب ہے اور نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔ (6) (درمختار)

مسئلہ ۲۸: مسبوق ولاحق پر تکبیر واجب ہے، مگر جب خود سلام پھیریں اس وقت کہیں اور امام کے ساتھ کہہ لی تو نماز فاسد نہ ہوئی اور نماز ختم کرنے کے بعد تکبیر کا اعادہ بھی نہیں۔ (7) (ردالمحتار)

① "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۷۱، ۷۴، وغیرہ.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح إسماعیل، ج ۳، ص ۷۳.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۷۴.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح إسماعیل، ج ۳، ص ۷۴.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۷۴.

و "الجوهرة النيرة"، کتاب الصلاة، باب صلاة العیدین، ص ۱۲۲، وغیرہما.

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح إسماعیل، ج ۳، ص ۷۳.

⑦ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: كلمة لا بأس قد تستعمل في المندوب، ج ۳، ص ۷۶.

مسئلہ ۲۹: اور دنوں میں نماز قضا ہو گئی تھی ایام تشریق میں اس کی قضا پڑھی تو تکبیر واجب نہیں۔ یوہیں ان دنوں کی نمازیں اور دنوں میں پڑھیں جب بھی واجب نہیں۔ یوہیں سال گذشتہ کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اس سال کے ایام تشریق میں پڑھے جب بھی واجب نہیں، ہاں اگر اسی سال کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اسی سال کے انھیں دنوں میں جماعت سے پڑھے تو واجب ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: منفرد^(۲) پر تکبیر واجب نہیں۔^(۳) (جو ہرہ نیرہ) مگر منفرد بھی کہہ لے کہ صاحبین^(۴) کے نزدیک اس پر بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۳۱: امام نے تکبیر نہ کہی جب بھی مقتدی پر کہنا واجب ہے اگرچہ مقتدی مسافر یا دیہاتی یا عورت ہو۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: ان تاریخوں میں اگر عام لوگ بازاروں میں باعلان تکبیریں کہیں تو انہیں منع نہ کیا جائے۔^(۶) (درمختار)

گھن کی نماز کا بیان

حدیث ۱: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد کریم میں ایک مرتبہ آفتاب میں گھن لگا، مسجد میں تشریف لائے اور بہت طویل قیام و رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی ایسا کرتے نہ دیکھا اور یہ فرمایا: کہ ”اللہ عزوجل کسی کی موت و حیات کے سبب اپنی یہ نشانیاں ظاہر نہیں فرماتا، لیکن ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، لہذا جب ان میں سے کچھ دیکھو تو ذکر و دعا و استغفار کی طرف گھبرا کر اٹھو۔“^(۷)

حدیث ۲: نیز انھیں میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! ہم نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیکھا کہ کسی چیز کے لینے کا قصد فرماتے ہیں پھر پیچھے ہٹتے دیکھا، فرمایا: ”میں نے جنت کو دیکھا اور اس سے ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اس سے کھاتے اور دوزخ کو دیکھا اور آج کے مثل کوئی خوفناک منظر

۱..... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح إسماعیل، ج ۳، ص ۷۴۔

۲..... یعنی تنہا نماز پڑھنے والے۔

۳..... ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصلاة، باب صلاة العیدین، ص ۱۲۲۔

۴..... فقہ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو صاحبین کہتے ہیں۔

۵..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: کلمۃ لا بأس قد تستعمل فی المندوب، ج ۳، ص ۷۶۔

۶..... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۷۵۔

۷..... ”صحیح البخاری“، کتاب الکسوف، باب الذکر فی الکسوف، الحدیث: ۱۰۵۹، ج ۱، ص ۳۶۳۔

کبھی نہ دیکھا اور میں نے دیکھا کہ اکثر دوزخی عورتیں ہیں، عرض کی، کیوں یا رسول اللہ (عز وجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ فرمایا: کہ کفر کرتی ہیں، عرض کی گئی، اللہ (عز وجل) کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا: ”شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان کا کفران کرتی ہیں، اگر تو اس کے ساتھ عمر بھر احسان کرے پھر کوئی بات بھی (خلاف مزاج) دیکھے، کہے گی، میں نے کبھی کوئی بھلائی تم سے دیکھی ہی نہیں۔“ (1)

حدیث ۳: صحیح بخاری شریف میں حضرت اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں: ”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے آفتاب گہنے میں غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔“ (2)

حدیث ۴: سنن اربعہ میں سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: ”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے گہن کی نماز پڑھائی اور ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی آواز نہیں سنتے تھے۔“ (3) یعنی قراءت آہستہ کی۔

مسائل فقہیہ

سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب۔ سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے اور جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا تمام شرائط جمعہ اس کے لیے شرط ہیں، وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی کر سکتا ہے، وہ نہ ہو تو تنہا تنہا پڑھیں، گھر میں یا مسجد میں۔ (4) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: گہن کی نماز اسی وقت پڑھیں جب آفتاب گہنا ہو، گہن چھوٹنے کے بعد نہیں اور گہن چھوٹنا شروع ہو گیا مگر ابھی باقی ہے اس وقت بھی شروع کر سکتے ہیں اور گہن کی حالت میں اس پر ابر آ جائے جب بھی نماز پڑھیں۔ (5) (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲: ایسے وقت گہن لگا کہ اس وقت نماز ممنوع ہے تو نماز نہ پڑھیں، بلکہ دُعا میں مشغول رہیں اور اسی حالت میں ڈوب جائے تو دُعا ختم کر دیں اور مغرب کی نماز پڑھیں۔ (6) (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: یہ نماز اور نوافل کی طرح دو رکعت پڑھیں یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کریں نہ اس میں اذان

① ”صحیح البخاری“، کتاب الکسوف، باب صلاة الکسوف جماعة، الحدیث: ۱۰۵۲، ج ۱، ص ۳۶۰.

② ”صحیح البخاری“، کتاب الکسوف، باب من أحب العتاقة في كسوف الشمس، الحدیث: ۱۰۵۴، ج ۱، ص ۳۶۲.

③ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب ماجاء في صلاة الکسوف، الحدیث: ۱۲۶۴، ج ۲، ص ۹۳.

④ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الکسوف، ج ۳، ص ۷۷ - ۸۰.

⑤ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصلاة، باب صلاة الکسوف، ص ۱۲۴.

⑥ المرجع السابق، و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الکسوف، ج ۳، ص ۷۸.

ہے، نہ اقامت، نہ بلند آواز سے قراءت اور نماز کے بعد دُعا کریں یہاں تک کہ آفتاب کھل جائے اور دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں، خواہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں یا چار پر۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: اگر لوگ جمع نہ ہوئے تو ان لفظوں سے پکاریں، الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۵: افضل یہ ہے کہ عید گاہ یا جامع مسجد میں اس کی جماعت قائم کی جائے اور اگر دوسری جگہ قائم کریں جب بھی حرج نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۶: اگر یاد ہو تو سورۃ بقرہ اور آل عمران کی مثل بڑی بڑی سورتیں پڑھیں اور رکوع و سجود میں بھی طول دیں اور بعد نماز دُعا میں مشغول رہیں یہاں تک کہ پورا آفتاب کھل جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز میں تخفیف کریں اور دُعا میں طول، خواہ امام قبلہ رُو دُعا کرے یا مقتدیوں کی طرف منھ کر کے کھڑا ہو اور یہ بہتر ہے اور سب مقتدی آمین کہیں، اگر دُعا کے وقت عصایا کمان پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو تو یہ بھی اچھا ہے، دُعا کے لیے منبر پر نہ جائے۔^(۴) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷: سورج گہن اور جنازہ کا اجتماع ہو تو پہلے جنازہ پڑھے۔^(۵) (جوہرہ)

مسئلہ ۸: چاند گہن کی نماز میں جماعت نہیں، امام موجود ہو یا نہ ہو بہر حال تنہا تنہا پڑھیں۔^(۶) (درمختار وغیرہ)

امام کے علاوہ دو تین آدمی جماعت کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۹: تیز آندھی آئے یا دن میں سخت تاریکی چھا جائے یا رات میں خوفناک روشنی ہو یا لگاتار کثرت سے مینہ بر سے یا بکثرت اولے پڑیں یا آسمان سُرخ ہو جائے یا بجلیاں گریں یا بکثرت تارے ٹوٹیں یا طاعون وغیرہ وبا پھیلے یا زلزلے آئیں یا دشمن کا خوف ہو یا اور کوئی دہشت ناک امر پایا جائے ان سب کے لیے دو رکعت نماز مستحب ہے۔^(۷) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الكسوف، ج ۳، ص ۷۸.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الكسوف، ج ۳، ص ۷۹.

③ "الفتاویٰ الهندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثامن عشر فی صلاة الكسوف، ج ۱، ص ۱۵۳.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الكسوف، ج ۳، ص ۷۹ وغیرہ.

⑤ "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاة، باب صلاة الكسوف، ص ۱۲۴.

⑥ "الفتاویٰ الهندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثامن عشر فی صلاة الكسوف، ج ۱، ص ۱۵۳.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الكسوف، ج ۳، ص ۸۰، وغیرہ.

⑦ "الفتاویٰ الهندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الثامن عشر فی صلاة الكسوف، ج ۱، ص ۱۵۳.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الكسوف، ج ۳، ص ۸۰، وغیرہما.

چند حدیثیں جن میں آندھی وغیرہ کا ذکر ہے، اس موقع پر بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان پر عمل کریں (وباللہ التوفیق)۔

حدیث ۱: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں مروی، فرماتی ہیں: جب تیز ہوا چلتی تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلْتُ بِهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلْتُ بِهِ . (1)

حدیث ۲: امام شافعی و ابو داؤد و ابن ماجہ و بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے، رحمت و عذاب لاتی ہے، اسے بُرا نہ کہو اور اللہ (عزوجل) سے اس کے خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔“ (2)

حدیث ۳: ترمذی میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ایک شخص نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سامنے ہوا پر لعنت بھیجی۔ فرمایا: ”ہوا پر لعنت نہ بھیجو کہ وہ مامور ہے اور جو شخص کسی شے پر لعنت بھیجے اور وہ لعنت کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت اسی بھیجنے والے پر لوٹ آتی ہے۔“ (3)

حدیث ۴: ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ و امام شافعی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: جب آسمان پر ابر آتا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کلام ترک فرما دیتے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ . (4)

اگر کھل جاتا حمد کرتے اور برستا تو یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ سَقِّیْ نَافِعًا ط (5)

① ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح... إلخ، الحديث: ۱۵- (۸۹۹)، ص ۴۴۶۔ ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے اس کے خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس کے خیر کا جو اس میں ہے اور اس کے خیر کا جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے اور اس کے شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی۔ ۱۲۔

② ”مسند“ الإمام الشافعی، کتاب العیدین، ص ۸۱۔

③ ”جامع الترمذی“، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في اللعنة، الحديث: ۱۹۸۵، ج ۳، ص ۳۹۴۔

④ ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے۔ ۱۲۔

⑤ ”مسند“ الإمام الشافعی، کتاب العیدین، ص ۸۱۔

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ایسا پانی برسا جو نفع پہنچائے۔ ۱۲۔

حدیث ۵: امام احمد و ترمذی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تو یہ کہتے:

اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَغَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ . (1)

حدیث ۶: امام مالک نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب بادل کی آواز سنتے تو کلام ترک فرما دیتے اور کہتے:

سُبْحَنَ الَّذِي يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ (2) إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ط (3)

حدیث ۷: فرماتے ہیں: ”جب بادل کی گرج سُنو تو اللہ (عزوجل) کی تسبیح کرو، تکبیر نہ کہو۔“ (4)

نماز استسقا کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾ ط (5)

تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمہارے ہاتھوں کے کرتوت سے ہے اور بہت سی معاف فرما دیتا ہے۔

یہ قحط بھی ہمارے ہی معاصی کے سبب ہے، لہذا ایسی حالت میں کثرتِ استغفار کی بہت ضرورت ہے اور یہ بھی اس کا فضل ہے کہ بہت سے معاف فرما دیتا ہے، ورنہ اگر سب باتوں پر مواخذہ کرے تو کہاں ٹھکانہ۔

فرماتا ہے:

﴿لَوْ يَأْخُذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ﴾ (6)

اگر لوگوں کو ان کے فعلوں پر پکڑتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔

1..... ”جامع الترمذی“، کتاب الدعوات، باب ما يقول إذا سمع الرعد، الحديث: ۳۶۱، ج ۵، ص ۲۸۰.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اپنے غضب سے تو ہم کو قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہم کو ہلاک نہ کر اور اس سے قبل ہم کو عافیت میں رکھ۔ ۱۲

2..... ”الموطأ“ لإمام مالك، كتاب الكلام، باب القول إذا سمعت الرعد، الحديث: ۱۹۲۰، ج ۲، ص ۴۷۰.

3..... ترجمہ: پاک ہے وہ کہ حمد کے ساتھ رعد اس کی تسبیح کرتا ہے اور فرشتے اس کے خوف سے، بے شک اللہ (عزوجل) ہر چیز پر قادر ہے۔ ۱۲

4..... ”مرا سیل أبي داود“ مع ”سنن أبي داود“، باب ماجاء في المطر، ص ۲۰.

5..... پ ۲۵، الشوری: ۳۰.

6..... پ ۲۲، فاطر: ۴۵.

اور فرماتا ہے:

﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۖ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۖ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝﴾ (1)

اپنے رب (عزوجل) سے استغفار کرو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے، مونسلا دھار پانی تم پر بھیجے گا اور مالوں اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں باغ دے گا اور تمہیں نہریں دے گا۔

حدیث ۱: ابن ماجہ کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو لوگ ناپ اور تول میں کمی کرتے ہیں، وہ قحط اور شدت موت میں اور ظلم بادشاہ میں گرفتار ہوتے ہیں، اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی۔“ (2)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”قحط اسی کا نام نہیں کہ بارش نہ ہو، بڑا قحط تو یہ ہے کہ بارش ہو اور زمین کچھ نہ اگائے۔“ (3)

حدیث ۳: صحیحین میں ہے، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ”حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی دُعا میں اس قدر ہاتھ نہ اٹھاتے جتنا استسقا میں اٹھاتے، یہاں تک بلند فرماتے کہ بغلوں کی سپیدی ظاہر ہوتی۔“ (4)

حدیث ۴: صحیح مسلم شریف میں انہیں سے مروی، کہ ”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بارش کے لیے دُعا کی اور پشت دست سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔“ (5) (یعنی اور دعاؤں میں تو قاعدہ یہ ہے کہ ہتھیلی آسمان کی طرف ہو، اور اس میں ہاتھ لوٹ دیں کہ حال بدلنے کی فال ہو)۔

حدیث ۵: سنن اربعہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرانے کپڑے پہن کر استسقا کے لیے تشریف لے گئے تو وضع و خشوع و تضرع کے ساتھ۔“ (6)

① پ ۲۹، نوح: ۱۰ - ۱۲.

② ”سنن ابن ماجہ“، أبواب الفتن، باب العقوبات، الحدیث: ۴۰۱۹، ج ۴، ص ۳۶۷.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب الفتن وأُشْرَاطُ السَّاعَةِ، باب فی سَکَنِ الْمَدِیْنَةِ... إلخ، الحدیث: ۲۹۰۴، ص ۱۵۵۳.

④ ”صحیح البخاری“، کتاب الاستسقاء، باب رفع الإمام یدہ فی الاستسقاء، الحدیث: ۱۰۳۱، ج ۱، ص ۳۵۲.

⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع الیدین بالدعاء فی الاستسقاء، الحدیث: ۸۹۶، ص ۴۴۴.

⑥ ”جامع الترمذی“، أبواب السفر، باب ماجاء فی صلاة الاستسقاء، الحدیث: ۵۵۸، ج ۲، ص ۸۰.

و ”سنن ابن ماجہ“، أبواب إقامة الصلاة... إلخ، باب ماجاء فی صلاة الاستسقاء، الحدیث: ۱۲۶۶، ج ۲، ص ۹۴.

حدیث ۶: ابو داؤد نے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: لوگوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں قحط باراں کی شکایت پیش کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منبر کے لیے حکم فرمایا، عید گاہ میں رکھا گیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ فرمایا کہ اس روز سب لوگ چلیں، جب آفتاب کا کنارہ چمکا، اس وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھے، تکبیر کہی اور حمد الہی بجالائے، پھر فرمایا: ”تم لوگوں نے اپنے ملک کے قحط کی شکایت کی اور یہ کہ میٹھا اپنے وقت سے مؤخر ہو گیا اور اللہ عزوجل نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اس سے دُعا کرو اور اس نے وعدہ کر لیا ہے کہ تمہاری دُعا قبول فرمائے گا۔“ اس کے بعد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَا لَكَ يَوْمَ الدِّينِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ قُوَّةً وَبَلَاغًا اِلَى حِيْنٍ ۝ (1)

پھر ہاتھ بلند فرمایا یہاں تک کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہوئی پھر لوگوں کی طرف پشت کی اور دُعا مبارک لوٹ دی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ابر پیدا کیا، وہ گر جا اور چمکا اور برسا۔ اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابھی مسجد کو تشریف بھی نہ لائے تھے کہ نالے بہہ گئے۔ (2)

حدیث ۷: امام مالک و ابو داؤد بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) استسقا کی دُعا میں یہ کہتے:

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ وَاَنْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ . (3)

حدیث ۸: سنن ابو داؤد میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ہاتھ اٹھا کر یہ دُعا کی:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مُّرِيًّا مُّرِيْعًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اَجَلٍ . (4)

..... ① ترجمہ: حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا رحمن و رحیم ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یا اللہ (عزوجل)! تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں ہم پر میٹھا اتار اور جو کچھ تو اتارے، او سے ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک پہنچنے کا سبب کر دے۔ ۱۲

..... ② ”سنن أبي داود“، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، الحديث: ۱۱۷۳، ج ۱، ص ۴۳۱.

..... ③ ”سنن أبي داود“، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، الحديث: ۱۱۷۶، ج ۱، ص ۴۳۲.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے بندوں اور چوپایوں کو سیراب کر اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے شہر مردہ کو زندہ کر۔ ۱۲

..... ④ ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ہم کو سیراب کر پوری بارش سے، جو خوشگوار تازگی لانے والی ہو، نافع ہو، ضرر نہ کرے، جلد ہو، دیر میں نہ ہو۔ ۱۲

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ دُعا پڑھی تھی کہ آسمان گھبرا گیا۔^(۱)

حدیث ۹: صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: لوگ جب قحط میں مبتلا ہوتے تو امیر المؤمنین فاروق اعظم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے طلبِ باراں کرتے، عرض کرتے، اے اللہ (عزوجل)! تیری طرف ہم اپنے نبی کا وسیلہ کیا کرتے تھے اور تو برساتا تھا، اب ہم تیری طرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عم مکرم کو وسیلہ کرتے ہیں تو بارش بھیج۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جب یوں کرتے تو بارش ہوتی^(۲) یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آگے ہوتے اور ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پیچھے صفیں باندھ کر دُعا کرتے۔ اب کہ یہ میسر نہیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے چچا کو آگے کر کے دُعا کرتے ہیں یہ بھی توسل حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ہے صورتِ میسر نہیں تو معنی۔

مسائل فقہیہ

استسقا دُعا و استغفار کا نام ہے۔ استسقا کی نماز جماعت سے جائز ہے، مگر جماعت اس کے لیے سنت نہیں، چاہیں جماعت سے پڑھیں یا تنہا تنہا دونوں طرح اختیار ہے۔^(۳) (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۱: استسقا کے لیے پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر تذلل و خشوع و خضوع و تواضع کے ساتھ سر برہنہ پیدل جائیں اور پا برہنہ ہوں تو بہتر اور جانے سے پیشتر خیرات کریں۔ کفار کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں کہ جاتے ہیں رحمت کے لیے اور کافر پر لعنت اترتی ہے۔ تین دن پیشتر سے روزے رکھیں اور توبہ و استغفار کریں پھر میدان میں جائیں اور وہاں توبہ کریں اور زبانی توبہ کافی نہیں بلکہ دل سے کریں اور جن کے حقوق اس کے ذمہ ہیں سب ادا کرے یا معاف کرائے، کمزوروں، بوڑھوں، بوڑھیوں بچوں کے توسل سے دُعا کرے اور سب آمین کہیں۔ کہ صحیح بخاری شریف میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تمہیں روزی اور مدد کمزوروں کے ذریعہ سے ملتی ہے۔“^(۴) اور ایک روایت میں ہے، ”اگر جوان خشوع کرنے والے اور چوپائے چرنے والے اور بوڑھے رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پینے والے نہ ہوتے تو تم پر شدت سے عذاب کی بارش ہوتی۔“^(۵) اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں اور مولیٰ بھی ساتھ لے جائیں۔ غرض یہ کہ توجہ رحمت کے

① ”سنن أبي داود“، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، الحديث: ١١٦٩، ج ١، ص ٤٣٠.

② ”صحيح البخاري“، أبواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، الحديث: ١٠١٠، ج ١، ص ٣٤٦.

③ ”الدر المختار“، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء، ج ٣، ص ٨١ - ٨٣.

④ ”صحيح البخاري“، كتاب الجهاد، باب من استعان بالضعفاء... إلخ، الحديث: ٢٨٩٦، ج ٢، ص ٢٨٠.

⑤ ”السنن الكبرى“، كتاب صلاة الاستسقاء، باب استحباب الخروج بالضعفاء... إلخ، الحديث: ٦٣٩٠، ج ٣، ص ٤٨١.

تمام اسباب مہیا کریں اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور دُعا کریں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام دو رکعت جہر کے ساتھ نماز پڑھائے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبَّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتَكَ پڑھے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے اور خطبہ میں دُعا و تسبیح و استغفار کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دے کہ حال بدلنے کی فال ہو، خطبہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلہ کو موڑ کر دُعا کرے۔ بہتر وہ دُعاں ہیں جو احادیث میں وارد ہیں اور دُعا میں ہاتھوں کو خوب بلند کرے اور پشت دست جانب آسمان (1) رکھے۔ (2) (عالمگیری، غنیہ، درمختار، جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ ۲: اگر جانے سے پیشتر بارش ہوگئی، جب بھی جائیں اور شکر الہی بجالائیں اور مینہ کے وقت حدیث میں جو دُعا ارشاد ہوئی پڑھے اور بادل گرے تو اس کی دُعا پڑھے اور بارش میں کچھ دیر ٹھہرے کہ بدن پر پانی پہنچے۔ (3) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: کثرت سے بارش ہو کہ نقصان کرنے والی معلوم ہو تو اس کے روکنے کی دُعا کر سکتے ہیں اور اس کی دُعا حدیث میں یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ حَوِّا لِّنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَيَّ الْاَكَامِ وَالظَّرَابِ وَبُطُونِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ . (4)

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

..... ① یعنی اور دعاؤں میں تو قاعدہ یہ ہے کہ تھیلی آسمان کی طرف ہو، اور اس میں ہاتھ لوٹ دیں کہ حال بدلنے کی فال ہو۔

..... ② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب التاسع عشر فی الاستسقاء، ج ۱، ص ۱۵۳ - ۱۵۴۔

و ”غنیۃ المتملی“، صلاة الاستسقاء، ۴۲۷ - ۴۳۰۔

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب الاستسقاء، ج ۳، ص ۸۳ - ۸۵۔

و ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصلاة، باب صلاة الاستسقاء، ص ۱۲۴ - ۱۲۵۔

..... ③ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب الاستسقاء، ج ۳، ص ۸۵۔

..... ④ ”صحیح البخاری“، کتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المساجد الجامع، الحدیث: ۱۰۱۳، ج ۱، ص ۳۴۷۔

و ”صحیح مسلم“، کتاب صلاة الاستسقاء، الحدیث: ۸- (۸۹۷)، ۹- (۸۹۷)، ص ۴۴۴، ۴۴۵۔

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ہمارے آس پاس برسا، ہمارے اوپر نہ برسا۔ اے اللہ (عزوجل)! بارش کر ٹیلوں اور پہاڑیوں پر اور نالوں

میں اور جہاں درخت اوگنے ہیں۔ ۱۲

نماز خوف کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝﴾ (1)

اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل یا سواری پر نماز پڑھو پھر جب خوف جاتا رہے تو اللہ (عزوجل) کو اس طرح یاد کرو جیسا اُس نے سکھایا وہ کہ تم نہیں جانتے تھے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا آسِلِحَتَهُمْ ۖ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ ۚ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَذَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ۝﴾ (2)

اور جب تم ان میں ہو اور نماز قائم کرو تو ان میں کا ایک گروہ تمہارے ساتھ کھڑا ہو اور انہیں چاہیے کہ اپنے ہتھیار لیے ہوں پھر جب ایک رکعت کا سجدہ کر لیں تو وہ تمہارے پیچھے ہوں اور اب دوسرا گروہ آئے، جس نے تمہارے ساتھ نہ پڑھی تھی، وہ تمہارے ساتھ پڑھے اور اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں، کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ، تو ایک ساتھ تم پر جھک پڑیں اور تم پر کچھ گناہ نہیں، اگر تمہیں مینہ سے تکلیف ہو یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار رکھ دو، مگر پناہ کی چیز لیے رہو، بیشک اللہ (عزوجل) نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے، پھر جب نماز پوری کر چکو تو اللہ (عزوجل) کو یاد کرو، کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے، پھر جب اطمینان سے ہو جاؤ تو نماز حسب دستور قائم کرو، بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

حدیث ۱: ترمذی و نسائی میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عسفان و ضحجان

① پ ۲، البقرة: ۲۳۹۔

② پ ۵، النساء: ۱۰۲ - ۱۰۳۔

کے درمیان اترے، مشرکین نے کہا ان کے لیے ایک نماز ہے جو باپ اور بیٹوں سے بھی زیادہ پیاری ہے اور وہ نماز عصر ہے، لہذا سب کام ٹھیک رکھو، جب نماز کو کھڑے ہوں ایک دم حملہ کرو، جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کے دو حصے کریں ایک گروہ کے ساتھ نماز پڑھیں اور دوسرا گروہ ان کے پیچھے سپر اور اسلحہ لیے کھڑا رہے تو ان کی ایک ایک رکعت ہوگی (یعنی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو رکعتیں۔ (1)

حدیث ۲: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ گئے جب ذات الرقاع میں پہنچے، ایک سایہ دار درخت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے چھوڑ دیا، اس پر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنی تلوار لٹکا دی تھی، ایک مشرک آیا اور تلوار لے لی اور کھینچ کر کہنے لگا، آپ مجھ سے ڈرتے ہیں فرمایا: ”نہ“، اس نے کہا تو آپ کو کون مجھ سے بچائے گا، فرمایا: ”اللہ (عزوجل)“، صحابہ کرام نے جب دیکھا تو اسے ڈرایا، اس نے میان میں تلوار رکھ کر لٹکا دی، اس کے بعد اذان ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ پیچھے ہٹا اور دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعت پڑھی تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی چار ہوئیں اور لوگوں کی دو دو یعنی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ۔ (2)

مسائل فقہیہ

نماز خوف جائز ہے، جبکہ دشمنوں کا قریب میں ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہو اور اگر یہ گمان تھا کہ دشمن قریب میں ہیں اور نماز خوف پڑھی، بعد کو گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مقتدی نماز کا اعادہ کریں۔ یو ہیں اگر دشمن دور ہوں تو یہ نماز جائز نہیں یعنی مقتدی کی نہ ہوگی اور امام کی ہو جائے گی۔

نماز خوف کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن سامنے ہوں اور یہ اندیشہ ہو کہ سب ایک ساتھ نماز پڑھیں گے تو حملہ کر دیں گے، ایسے وقت امام جماعت کے دو حصے کرے، اگر کوئی اس پر راضی ہو کہ ہم بعد کو پڑھ لیں گے تو اسے دشمن کے مقابل کرے اور دوسرے گروہ کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے، پھر جس گروہ نے نماز نہیں پڑھی اس میں کوئی امام ہو جائے اور یہ لوگ اس کے ساتھ باجماعت پڑھ لیں اور اگر دونوں میں سے بعد کو پڑھنے پر کوئی راضی نہ ہو تو امام ایک گروہ کو دشمن کے مقابل کرے اور دوسرا امام کے پیچھے نماز پڑھے، جب امام اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے یعنی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھائے تو یہ

1..... ”جامع الترمذی“، أبواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة النساء، الحدیث: ۳۰۴۶، ج ۵، ص ۲۷.

2..... ”صحیح مسلم“، کتاب فضائل القرآن وما يتعلق به، باب صلاة الخوف، الحدیث: ۸۴۳، ص ۴۲۰.

لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں اور جو لوگ وہاں تھے وہ چلے آئیں اب ان کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے، مگر مقتدی سلام نہ پھیریں بلکہ یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں یا یہیں اپنی نماز پوری کر کے جائیں اور وہ لوگ آئیں اور ایک رکعت بغیر قراءت پڑھ کر تشہد کے بعد سلام پھیریں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ گروہ یہاں نہ آئے بلکہ وہیں اپنی نماز پوری کر لے اور دوسرا گروہ اگر نماز پوری کر چکا ہے، فبہا، ورنہ اب پوری کرے، خواہ وہیں یا یہاں آ کر اور یہ لوگ قراءت کے ساتھ اپنی ایک رکعت پڑھیں اور تشہد کے بعد سلام پھیریں۔ یہ طریقہ دو رکعت والی نماز کا ہے خواہ نماز ہی دو رکعت کی ہو، جیسے فجر و عید و جمعہ یا سفر کی وجہ سے چار کی دو ہو گئیں اور چار رکعت والی نماز ہو تو ہر گروہ کے ساتھ امام دو دو رکعت پڑھے اور مغرب میں پہلے گروہ کے ساتھ دو اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک پڑھے، اگر پہلے کے ساتھ ایک پڑھی اور دوسرے کے ساتھ دو تو نماز جاتی رہی۔⁽¹⁾ (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱: یہ سب احکام اس صورت میں ہیں جب امام و مقتدی سب مقیم ہوں یا سب مسافر یا امام مقیم ہے اور مقتدی مسافر اور اگر امام مسافر ہو اور مقتدی مقیم تو امام ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک پڑھ کر سلام پھیر دے، پھر پہلا گروہ آئے اور تین رکعتیں بغیر قراءت کے پڑھے پھر دوسرا گروہ آئے اور تین پڑھے، پہلی میں فاتحہ و سورت پڑھے اور اگر امام مسافر ہے اور مقتدی بعض مقیم ہیں بعض مسافر تو مقیم مقیم کے طریقہ پر عمل کریں اور مسافر مسافر کے۔⁽²⁾ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: ایک رکعت کے بعد دشمن کے مقابل جانے سے مراد پیدل جانا ہے، سواری پر جائیں گے تو نماز جاتی رہے گی۔⁽³⁾ (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر خوف بہت زیادہ ہو کہ سواری سے اتر نہ سکیں تو سواری پر تنہا تنہا اشارہ سے، جس طرف بھی مونہ کر سکیں اسی طرف نماز پڑھیں، سواری پر جماعت سے نہیں پڑھ سکتے، ہاں اگر ایک گھوڑے پر دو سوار ہوں تو پچھلا اگلے کی اقتدا کر سکتا ہے اور سواری پر فرض نماز اسی وقت جائز ہوگی کہ دشمن ان کا تعاقب کر رہے ہوں اور اگر یہ دشمن کے تعاقب میں ہوں تو سواری پر نماز نہیں ہوگی۔⁽⁴⁾ (جوہرہ، درمختار)

① "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج ۳، ص ۸۶ - ۸۸.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب العشرون فی صلاة الخوف، ج ۱، ص ۱۵۴ - ۱۵۵، وغیرہما.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب العشرون فی صلاة الخوف، ج ۱، ص ۱۵۵، وغیرہ.

③ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج ۳، ص ۸۷.

④ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ص ۱۳۰.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج ۳، ص ۸۸.

مسئلہ ۴: نماز خوف میں صرف دشمن کے مقابل جانا اور وہاں سے امام کے پاس صف میں آنا یا وضو جاتا رہا تو وضو کے لیے چلنا معاف ہے، اس کے علاوہ چلنا نماز کو فاسد کر دے گا، اگر دشمن نے اسے دوڑایا یا اس نے دشمن کو بھگایا تو نماز جاتی رہی، البتہ پہلی صورت میں اگر سواری پر ہو تو معاف ہے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: سواری پر نہیں تھا اثنائے نماز میں سوار ہو گیا نماز جاتی رہی، خواہ کسی غرض سے سوار ہوا ہو اور لڑنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے، مگر ایک تیر پھٹنے کی اجازت ہے۔^(۲) (درمختار) یوہیں آج کل بندوق کا ایک فیر کرنے کی اجازت ہے۔

مسئلہ ۶: دریا میں تیرنے والا اگر کچھ دیر بغیر اعضا کو حرکت دیے رہ سکے تو اشارہ سے نماز پڑھے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۷: جنگ میں مشغول ہے، مثلاً تلواریں چلا رہا ہے اور وقت نماز ختم ہونا چاہتا ہے تو نماز کو مؤخر کرے، لڑائی سے فارغ ہو کر نماز پڑھے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: باغیوں اور اس شخص کے لیے جس کا سفر کسی معصیت کے لیے ہو صلاۃ الخوف جائز نہیں۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۹: نماز خوف ہو رہی تھی، اثنائے نماز میں خوف جاتا رہا یعنی دشمن چلے گئے تو جو باقی ہے وہ امن کی سی پڑھیں، اب خوف کی پڑھنا جائز نہیں۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: دشمنوں کے چلے جانے کے بعد کسی نے قبلہ سے سینہ پھیرا، نماز جاتی رہی۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: نماز خوف میں ہتھیار لیے رہنا مستحب ہے اور خوف کا اثر صرف اتنا ہے کہ ضرورت کے لیے چلنا جائز ہے، باقی محض خوف سے نماز میں قصر نہ ہوگا۔^(۸) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۲: نماز خوف جس طرح دشمن سے ڈر کے وقت جائز ہے۔ یوہیں درندہ اور بڑے سانپ وغیرہ سے خوف ہو جب بھی جائز ہے۔^(۹) (درمختار)

① "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج ۳، ص ۸۸.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج ۳، ص ۸۸.

③ المرجع السابق، ص ۸۹. ④ "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج ۳، ص ۸۹.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج ۳، ص ۸۹.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب العشرون فی صلاة الخوف، ج ۱، ص ۱۵۶.

⑦ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب العشرون فی صلاة الخوف، ج ۱، ص ۱۵۶.

⑧ المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج ۳، ص ۸۸.

⑨ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج ۳، ص ۸۶.

..... کتاب الجنائز ❁

بیماری کا بیان

بیماری بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کے منافع بے شمار ہیں، اگرچہ آدمی کو بظاہر اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر حقیقتہً راحت و آرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔ یہ ظاہری بیماری جس کو آدمی بیماری سمجھتا ہے، حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے حقیقی بیماری امراض روحانیہ ہیں کہ یہ البتہ بہت خوف کی چیز ہے اور اسی کو مرض مہلک سمجھنا چاہیے۔ بہت موٹی سی بات ہے جو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کس قدر خدا کو یاد کرتا اور توبہ و استغفار کرتا ہے اور یہ تو بڑے رتبہ والوں کی شان ہے کہ تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں جیسے راحت کا۔

ع انچه از دوست میر سد نیکو ست (1)

مگر ہم جیسے کم سے کم اتنا تو کریں کہ صبر و استقلال سے کام لیں اور جزع و فزع کر کے آتے ہوئے ثواب کو ہاتھ سے نہ دیں اور اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ بے صبری سے آئی ہوئی مصیبت جاتی نہ رہے گی پھر اس بڑے ثواب سے محرومی دوہری مصیبت ہے۔ بہت سے نادان بیماری میں نہایت بے جا کلمے بول اٹھتے ہیں بلکہ بعض کفر تک پہنچ جاتے ہیں معاذ اللہ۔ اللہ عز و جل کی طرف ظلم کی نسبت کر دیتے ہیں، یہ تو بالکل ہی خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ کے مصداق (2) بن جاتے ہیں، اب ہم اس کے بعض فوائد جو احادیث میں وارد ہیں بیان کرتے ہیں کہ مسلمان اپنے پیارے اور برگزیدہ رسول کے ارشادات بگوش دل سنیں اور ان پر عمل کریں، اللہ عز و جل توفیق عطا فرمائے۔

حدیث ۲۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ و ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”مسلمان کو جو تکلیف وہم و حزن و اذیت و غم پہنچے، یہاں تک کہ کانٹا جو اس کے گچھے، اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔“ (3)

حدیث ۳: صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”مسلمان کو جو اذیت پہنچتی ہے مرض ہو یا اس کے سوا کچھ اور، اللہ تعالیٰ اس کے سیئات کو گرا دیتا ہے، جیسے درخت سے پتے

1 یعنی وہ چیز جو دوست کی طرف سے پہنچتی ہے، اچھی ہوتی ہے۔

2 یعنی دنیا و آخرت میں نقصان اٹھانے والوں کی طرح۔

3 ”صحیح البخاری“، کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارة المرض ... إلخ، الحدیث ۵۶۴۱، ج ۴، ص ۳۔

جھڑتے ہیں۔“ (1)

حدیث ۵۴ و ۵۵: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام السائب کے پاس تشریف لے گئے، فرمایا: ”تجھے کیا ہوا ہے جو کانپ رہی ہے؟ عرض کی، بخار ہے، خدا اس میں برکت نہ کرے، فرمایا: ”بخار کو برا نہ کہہ کہ وہ آدمی کی خطاؤں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔“ (2) اسی کے مثل سنن ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی۔

حدیث ۶: صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”جب اپنے بندہ کی آنکھیں لے لوں پھر وہ صبر کرے، تو آنکھوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔“ (3)

حدیث ۷: ترمذی شریف میں ہے، امیہ نے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان دواؤں کا مطلب دریافت کیا:

﴿إِنْ تَبَدُّوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تَخَفُوهُ يُحَاسِبُكُمْ بِهِ اللَّهُ ط﴾ (4)

جو تمہارے نفس میں ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ اور

﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ لَا﴾ (5)

جو کسی قسم کی برائی کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

(کہ جب ہر برائی کی جزا ہے اور جو خطرہ دل میں گزرے اس کا بھی حساب ہے تو بڑی مشکل ہے کہ اس سے

کون بچے گا۔)

صدیقہ نے فرمایا: جب سے میں نے اس کا سوال حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کیا کسی نے بھی مجھ سے نہ پوچھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”اس سے مراد عتاب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر کرتا ہے کہ اسے بخار اور تکلیف پہنچاتا ہے، یہاں تک کہ مال جو گرتے کی آستین میں ہو اور گرم جائے اور اس کی وجہ سے گھبرا جائے، ان اُمور کی وجہ سے گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے بھٹی سے سرخ سونا نکلتا ہے۔“ (6) (یعنی گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسا بھٹی سے سونا میل

1..... ”صحیح البخاری“، کتاب المرضی، باب وضع اليد علی المريض، الحدیث: ۵۶۶۰، ج ۴، ص ۹.

2..... ”صحیح مسلم“، کتاب البر... إلخ، باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ من مرض... إلخ، الحدیث: ۲۵۷۵، ص ۱۳۹۲.

3..... ”صحیح البخاری“، کتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره، الحدیث: ۵۶۵۳، ج ۴، ص ۶.

4..... پ ۳، البقرة: ۲۸۴.

5..... پ ۵، النساء: ۱۲۳.

6..... ”جامع الترمذی“، أبواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة البقرة، الحدیث: ۳۰۰۲، ج ۴، ص ۴۶۵.

سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔

حدیث ۸: ترمذی میں ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”بندہ کو کوئی تکلیف کم و بیش نہیں پہنچتی مگر گناہ کے سبب اور جو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے وہ بہت زیادہ ہے“ اور یہ آیت پڑھی:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۝﴾ (1)

جو تمہیں مصیبت پہنچی، وہ اس کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کیا اور بہت سی معاف فرما دیتا ہے۔

حدیث ۹ و ۱۰: شرح سنت میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”بندہ جب

عبادت کے اچھے طریقہ پر ہو پھر بیمار ہو جائے تو جو فرشتہ اس پر موقوف ہے، اس سے فرمایا جاتا ہے: اس کے لیے ویسے ہی اعمال لکھ جب مرض میں مبتلا نہ تھا، یہاں تک کہ میں اسے مرض سے رہا کروں یا اپنی طرف بلا لوں (2) یعنی موت دوں۔“ اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جب مسلمان کسی بلائے بدن میں مبتلا ہوتا ہے، فرشتہ کو حکم ہوتا ہے، لکھ جو نیک کام پہلے کیا کرتا تھا، تو اگر شفا دیتا ہے تو دھو دیتا اور پاک کر دیتا ہے اور موت دیتا ہے تو بخش دیتا ہے اور رحم فرماتا ہے۔“ (3)

حدیث ۱۱: ترمذی با فادہ تصحیح و تحسین وابن ماجہ و دارمی سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے

سوال ہوا، کس پر بلا زیادہ سخت ہوتی ہے؟ فرمایا: ”انبیاء پر پھر جو بہتر ہیں پھر جو بہتر ہیں آدمی میں جتنا دین ہوتا ہے اسی کے اندازہ سے بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے، اگر دین میں قوی ہے بلا بھی اس پر سخت ہوگی اور دین میں ضعیف ہے تو اس پر آسانی کی جاتی ہے تو ہمیشہ بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے یہاں تک کہ زمین پر یوں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہ رہا۔“ (4)

حدیث ۱۲: ترمذی وابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جتنی بلا زیادہ

اتنا ہی ثواب زیادہ اور اللہ عزوجل جب کسی قوم کو محبوب رکھتا ہے تو اسے بلا میں ڈالتا ہے، جو راضی ہوا اس کے لیے رضا ہے اور جو ناراض ہوا اس کے لیے ناخوشی۔“ (5) اور دوسری روایت ترمذی کی انھیں سے یوں ہے، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب

① ”جامع الترمذی“، أبواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة الشوری... إلخ، الحدیث: ۳۲۶۳، ج ۵، ص ۱۶۹.

پ ۲۵، الشوری: ۳۰.

② ”شرح السنۃ“، کتاب الجنائز، باب المریض یکتب له مثل عملہ، الحدیث: ۱۴۲۳، ج ۳، ص ۱۸۶.

③ ”شرح السنۃ“، کتاب الجنائز، باب المریض یکتب له مثل عملہ، الحدیث: ۱۴۲۴، ج ۳، ص ۱۸۷.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الزهد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، الحدیث: ۲۴۰۶، ج ۴، ص ۱۷۹.

و ”سنن الدرامی“، کتاب الرقائق، باب فی أشد الناس بلاء، الحدیث: ۲۷۸۳، ج ۲، ص ۴۱۲.

⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب الزهد، باب ماجاء فی الصبر... إلخ، الحدیث: ۲۴۰۴، ج ۴، ص ۱۷۸.

اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ رکھتا ہے تو اُسے دنیا ہی میں سزا دیدیتا ہے اور جب شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے گناہ کا بدلہ نہیں دیتا اور قیامت کے دن اسے پورا بدلہ دے گا۔“ (1)

حدیث ۱۳: امام مالک و ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”مسلمان مرد و عورت کے جان و مال و اولاد میں ہمیشہ بلا رہتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس پر خطا کچھ نہیں۔“ (2)

حدیث ۱۴: احمد و ابوداؤد بروایت محمد بن خالد عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”بندہ کے لیے علم الہی میں کوئی مرتبہ مقرر ہوتا ہے اور وہ اعمال کے سبب اس رتبہ کو نہ پہنچا تو بدن یا مال یا اولاد میں اس کا ابتلا فرماتا ہے پھر اسے صبر دیتا ہے، یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ کو پہنچا دیتا ہے جو اس کے لیے علم الہی میں ہے۔“ (3)

حدیث ۱۵: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جب قیامت کے دن اہل بلا کو ثواب دیا جائے گا تو عافیت والے تمنا کریں گے، کاش دنیا میں قینچیوں سے ان کی کھالیں کاٹی جاتیں۔“ (4)

حدیث ۱۶: ابوداؤد و عامر الرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیماریوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا: کہ ”مومن جب بیمار ہو پھر اچھا ہو جائے، اس کی بیماری گناہوں سے کفارہ ہو جاتی ہے اور آئندہ کے لیے نصیحت اور منافق جب بیمار ہوا پھر اچھا ہوا، اس کی مثال اونٹ کی ہے کہ مالک نے اسے باندھا پھر کھول دیا تو نہ اسے یہ معلوم کہ کیوں باندھا، نہ یہ کہ کیوں کھولا؟ ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! بیماری کیا چیز ہے، میں تو کبھی بیمار نہ ہوا؟ فرمایا: ہمارے پاس سے اٹھ جا کہ تو ہم میں سے نہیں۔“ (5)

حدیث ۱۷: امام احمد شہاد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”جب میں اپنے مومن بندہ کو بلا میں ڈالوں اور وہ اس ابتلا پر میری حمد کرے، تو وہ اپنی خواب گاہ سے گناہوں سے ایسا پاک ہو کر اٹھے گا جیسے اس دن کہ اپنی ماں سے پیدا ہوا۔“ اور رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ”میں نے اپنے بندہ کو مقید اور مبتلا کیا، اس کے لیے عمل و سیاہی جاری رکھو جیسا صحت میں تھا۔“ (6)

① ”جامع الترمذی“، أبواب الزهد، باب ماجاء في الصبر... إلخ، الحديث: ۲۴۰۴، ج ۴، ص ۱۷۸.

② ”جامع الترمذی“، أبواب الزهد، باب ماجاء في الصبر... إلخ، الحديث: ۲۴۰۷، ج ۴، ص ۱۷۹.

③ ”سنن أبي داود“، كتاب الجنائز، باب الأمراض المكفرة للذنوب، الحديث: ۳۰۹۰، ج ۳، ص ۲۴۶.

و ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث رجل، الحديث: ۲۲۴۰۱، ج ۸، ص ۳۱۴.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الزهد، ۵۹-باب، الحديث: ۲۴۱۰، ج ۴، ص ۱۸۰.

⑤ ”سنن أبي داود“، كتاب الجنائز، باب الأمراض المكفرة للذنوب، الحديث: ۳۰۸۹، ج ۳، ص ۲۴۵.

⑥ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث شداد بن أوس، الحديث: ۱۷۱۱۸، ج ۶، ص ۷۷.

مریض کی عیادت کو جانا سنت ہے۔ احادیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔

عیادت کے فضائل

حدیث ۱: بخاری و مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں: مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں:

(۱) سلام کا جواب دینا

(۲) مریض کے پوچھنے کو جانا

(۳) جنازے کے ساتھ جانا

(۴) دعوت قبول کرنا

(۵) چھینکنے والے کا جواب دینا۔^(۱) (جَبَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ کہے)

حدیث ۲: صحیحین میں ہے برآبن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ہمیں سات باتوں کا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

نے حکم فرمایا، (یہ پانچ باتیں ذکر کر کے فرمایا)، (۶) قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنا، (۷) مظلوم کی مدد کرنا۔^(۲)

حدیث ۳: بخاری و مسلم ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”مسلمان جب

اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو گیا تو واپس ہونے تک ہمیشہ جنت کے پھل چننے میں رہا۔“^(۳)

حدیث ۴: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ عز وجل روز قیامت فرمائے گا: ”اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی، عرض کرے گا، تیری عیادت کیسے

کرتا تو رب العالمین ہے (یعنی خدا کیسے بیمار ہو سکتا ہے کہ اس کی عیادت کی جائے) فرمائے گا: کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرا

فلاں بندہ بیمار ہوا اور اس کی تو نے عیادت نہ کی، کیا تو نہیں جانتا کہ اگر اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا اور

فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے نہ دیا عرض کرے گا: تجھے کس طرح کھانا دیتا تو رب العالمین

ہے فرمائے گا: کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے نہ دیا کیا تجھے نہیں معلوم کہ اگر تو نے دیا

ہوتا تو اس کو (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا، فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے نہ دیا،

..... ۱ ”صحیح البخاری“، کتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، الحدیث: ۱۲۴۰، ج ۱، ص ۴۲۱۔

..... ۲ ”صحیح البخاری“، کتاب اللباس، باب خواتیم الذهب، الحدیث: ۵۸۶۳، ج ۴، ص ۶۷۔

..... ۳ ”صحیح مسلم“، کتاب البر... إلخ، باب فضل عیادة المریض، الحدیث: ۴۱- (۲۵۶۸)، ص ۱۳۸۹۔

عرض کرے گا، تجھے کیسے پانی دیتا تو تورب العالمین ہے فرمائے گا: ”میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تو نے اسے نہ پلایا، اگر پلایا ہوتا تو میرے یہاں پاتا۔“ (1)

حدیث ۵: صحیح بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور عادت کریمہ یہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو یہ فرماتے:

لَا بَأْسَ طُهُورٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی .

”یعنی کوئی حرج کی بات نہیں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔“

اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا:

لَا بَأْسَ طُهُورٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی . (2)

حدیث ۶: ابوداؤد وترمذی امیر المؤمنین مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لیے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔“ (3)

حدیث ۷: ابوداؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو اچھی طرح وضو کر کے بغرض ثواب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جائے جہنم سے ساٹھ برس کی راہ دور کر دیا گیا۔“ (4)

حدیث ۸: ترمذی بافادہ تحسین وابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے آسمان سے منادی ندا کرتا ہے، تُو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا اور جنت کی ایک منزل کو تُو نے ٹھکانا بنایا۔“ (5)

حدیث ۹: ابن ماجہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

”جب تُو مریض کے پاس جائے تو اس سے کہہ کہ تیرے لیے دُعا کرے کہ اس کی دُعا دُعائے ملنگہ کی مانند ہے۔“ (6)

1..... ”صحیح مسلم“، کتاب البر... إلخ، باب فضل عیادة المریض، الحدیث: ۲۵۶۹، ص ۱۳۸۹.

2..... ”صحیح البخاری“، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام، الحدیث: ۳۶۱۶، ج ۲، ص ۵۰۵.

3..... ”جامع الترمذی“، أبواب الجنائز، باب ماجاء فی عیادة المریض، الحدیث: ۹۷۱، ج ۲، ص ۲۹۰.

4..... ”سنن أبی داؤد“، کتاب الجنائز، باب فی فضل العیادة علی وضوء، الحدیث: ۳۰۹۷، ج ۳، ص ۲۴۸.

5..... ”سنن ابن ماجہ“، أبواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی ثواب من عاد مریضاً، الحدیث: ۱۴۴۳، ج ۲، ص ۱۹۲.

6..... ”سنن ابن ماجہ“، أبواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی عیادة المریض، الحدیث: ۱۴۴۱، ج ۲، ص ۱۹۱.

حدیث ۱۰: بیہقی نے سعید بن المسیب سے مرسل روایت کی کہ فرماتے ہیں: ”افضل عیادت یہ ہے کہ جلد اٹھ آئے۔“ (۱) اور اسی کی مثل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی۔

حدیث ۱۱: ترمذی وابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب مریض کے پاس جاؤ تو عمر کے بارے میں دل خوش کن بات کرو کہ یہ کسی چیز کو رد نہ کر دے گا اور اس کے جی کو اچھا معلوم ہوگا۔ (۲)

حدیث ۱۲: ابن حبان اپنی صحیح میں انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”پانچ چیزیں جو ایک دن میں کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنتیوں میں لکھ دیگا۔

(۱) مریض کی عیادت کرے

(۲) جنازہ میں حاضر ہو

(۳) روزہ رکھے

(۴) جمعہ کو جائے

(۵) غلام آزاد کرے۔“ (۳)

حدیث ۱۳ و ۱۴: احمد و طبرانی و ابویعلیٰ و ابن خزیمہ و ابن حبان معاذ بن جبل اور ابو داؤد ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”پانچ چیزیں ہیں کہ جو ان میں سے ایک بھی کرے، اللہ عزوجل کے ضمان میں آجائے گا۔

(۱) مریض کی عیادت کرے

(۲) یا جنازہ کے ساتھ جائے

(۳) یا غزوہ کو جائے

(۴) یا امام کے پاس اس کی تعظیم و توقیر کے ارادہ سے جائے

(۵) یا اپنے گھر میں بیٹھا رہے کہ لوگ اس سے سلامت رہیں اور وہ لوگوں سے۔“ (۴)

حدیث ۱۵: ابن خزیمہ اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

..... ① ”شعب الإيمان“، باب فی عیادة المریض، فصل فی آداب العیادة، الحدیث: ۹۲۲۱، ج ۶، ص ۵۴۲.

..... ② ”جامع الترمذی“، أبواب الطب، ۳۵-باب، الحدیث: ۲۰۹۴، ج ۴، ص ۲۵.

..... ③ ”الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، الحدیث: ۲۷۶۰، ج ۴، ص ۱۹۱.

..... ④ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۲۲۱۵۴، ج ۸، ص ۲۵۵.

”آج تم میں کون روزہ دار ہے؟ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں، فرمایا: آج تم میں کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ عرض کی میں نے، فرمایا: کون آج جنازہ کے ساتھ گیا؟ عرض کی میں، فرمایا: کس نے آج مریض کی عیادت کی؟ عرض کی میں نے، فرمایا: یہ خصلتیں کسی میں کبھی جمع نہ ہوں گی مگر جنت میں داخل ہوگا۔“ (1)

حدیث ۱۶: ابو داؤد و ترمذی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دُعا پڑھے:

أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ . (2)

اگر موت نہیں آئی ہے تو اُسے شفا ہو جائے گی۔“ (3)

موت آنے کا بیان

دنیا گزشتنی و گزاشتنی (4) ہے، آخر ایک دن موت آنی ہے جب یہاں سے کوچ کرنا ہی ہے تو وہاں کی تیاری چاہیے جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور اس وقت کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر بلکہ راہ چلتا۔“ (5) تو مسافر جس طرح ایک اجنبی شخص ہوتا ہے اور راہ گیر راستہ کے کھیل تماشوں میں نہیں لگتا کہ راہ کھوٹی ہوگی اور منزل مقصود تک پہنچنے میں ناکامی ہوگی، اسی طرح مسلمان کو چاہیے کہ دنیا میں نہ پھنسے اور نہ ایسے تعلقات پیدا کرے کہ مقصود اصلی کے حاصل کرنے میں آڑے آئیں اور موت کو کثرت سے یاد کرے کہ اس کی یاد دنیوی تعلقات کی بیخ کنی کرتی ہے۔ (6)

حدیث میں ارشاد فرمایا:

① ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الجنائز، الترغیب فی عیادۃ المریضی... إلخ، الحدیث: ۷، ج ۴، ص ۱۶۳.

② ترجمہ: اللہ عظیم سے سوال کرتا ہوں، جو عرشِ کریم کا مالک ہے اس کا کہ تجھے شفا دے۔ ۱۲

③ ”سنن أبی داؤد“، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمریض، الحدیث: ۳۱۰۶، ج ۳، ص ۲۵۱.

و ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن العباس، الحدیث: ۲۱۸۲، ج ۱، ص ۵۲۴.

④ یعنی دنیا ختم ہونے والی اور چھوٹنے والی۔

⑤ ”صحیح البخاری“، کتاب الرقائق، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ((کن فی الدنیا کأنک غریب أو عابر سبیل))،

الحدیث: ۶۴۱۶، ج ۴، ص ۲۲۳.

⑥ یعنی جڑ کاٹتی ہے۔

اَكْثَرُوا ذِكْرَ هَٰذِهِ اللَّذَاتِ (1) الْمَوْتِ . (2)

مگر کسی مصیبت پر موت کی آرزو نہ کرے کہ اس کی ممانعت آئی ہے اور ناچار کرنی ہی ہے تو یوں کہے، الٰہی مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے خیر ہو اور موت دے جب موت میرے لیے بہتر ہو۔ (3) کما هو فی حدیث الصحیحین عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (4) اور مسلمان کو چاہیے کہ اللہ عزوجل سے نیک گمان رکھے، اس کی رحمت کا امیدوار رہے۔ حدیث میں فرمایا: کوئی نہ مرے، مگر اس حال میں کہ اللہ عزوجل سے نیک گمان رکھتا ہو۔ (5) کہ ارشاد الٰہی ہے:

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي . (6)

”میرا بندہ مجھ سے جیسا گمان رکھتا ہے میں اسی طرح اس کے ساتھ پیش آتا ہوں۔“

ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے اور وہ قریب الموت تھے، فرمایا: تو اپنے کو کس حال میں پاتا ہے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اللہ (عزوجل) سے امید ہے اور اپنے گناہوں سے ڈر، فرمایا: ”یہ دونوں خوف ورجاء، اس موقع پر جس بندہ کے دل میں ہوں گے، اللہ اسے وہ دے گا جس کی امید رکھتا ہے اور اس سے امن میں رکھے گا جس سے خوف کرتا ہے۔“ (7) رُوح قبض ہونے کا وقت بہت سخت وقت ہے کہ اسی پر سارے عمل کا مدار ہے، بلکہ ایمان کے تمام نتائج اخروی اسی پر مرتب کہ اعتبار خاتمہ ہی کا ہے اور شیطان لعین ایمان لینے کی فکر میں ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اس کے مکر سے بچائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے وہ مراد کو پہنچا۔ إِنَّمَا الْعِبْرَةُ بِالْخَوَاتِيمِ . ”اعتبار خاتمہ ہی کا ہے۔“ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُسْنَ الْخَاتِمَةِ . ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس کا آخر کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہو یعنی کلمہ طیبہ وہ جنت میں داخل ہوا۔ (8)

مسائل فقہیہ

جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ دہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف مونہ کر دیں

1..... ”جامع الترمذی“، أبواب الزهد، باب ماجاء فی ذکر الموت، الحدیث: ۲۳۱۴، ج ۴، ص ۱۳۸.

2..... لذتوں کی توڑ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔ ۱۲

3..... ”صحیح البخاری“، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، الحدیث: ۵۶۷۱، ج ۴، ص ۱۳.

4..... یعنی اس حدیث کو بخاری و مسلم نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

5..... ”صحیح مسلم“، کتاب الجنة... إلخ، باب الأمر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت، الحدیث: ۸۲- (۲۸۷۷)، ص ۱۵۳۸.

6..... ”صحیح البخاری“، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ، ﴿وَيَحْذَرُ كَمَ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾... إلخ، الحدیث: ۷۴۰۵، ج ۴، ص ۵۴۱.

7..... ”جامع الترمذی“، أبواب الجنائز، ۱۱- باب، الحدیث: ۹۸۵، ج ۲، ص ۲۹۶.

8..... ”سنن أبي داود“، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، الحدیث: ۳۱۱۶، ج ۳، ص ۲۵۵.

اور یہ بھی جائز ہے کہ چیت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو مونہ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں اور قبلہ کو مونہ کرنا دشوار ہو کہ اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔^(۱) (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۱: جان کنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے پڑھیں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مگر اسے اس کے کہنے کا حکم نہ کریں۔^(۲) (عامہ کتب)

مسئلہ ۲: جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں، ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۳: تلقین کرنے والا کوئی نیک شخص ہو، ایسا نہ ہو جس کو اس کے مرنے کی خوشی ہو اور اس کے پاس اس وقت نیک اور پرہیزگار لوگوں کا ہونا بہت اچھی بات ہے اور اس وقت وہاں سورہ یٰس شریف کی تلاوت اور خوشبو ہونا مستحب، مثلاً لوبان یا اگر کی بتیاں سُلگا دیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: موت کے وقت حیض و نفاس والی عورتیں اس کے پاس حاضر ہو سکتی ہیں۔^(۵) (عالمگیری) مگر جس کا حیض و نفاس منقطع ہو گیا اور ابھی غسل نہیں کیا اسے اور جنب کو آنا نہ چاہیے۔ اور کوشش کرے کہ مکان میں کوئی تصویر یا گتتا نہ ہو، اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دی جائیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں ملنگہ رحمت نہیں آتے، اس کی نزع کے وقت اپنے اور اس کے لیے دُعائے خیر کرتے رہیں، کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں، نزع میں سختی دیکھیں تو سورہ یٰس و سورہ رعد پڑھیں۔

مسئلہ ۵: جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبرے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ دے دیں کہ مونہ کھلانا رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں، یہ کام اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو باپ یا بیٹا وہ کرے۔^(۶) (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۶: آنکھیں بند کرتے وقت یہ دُعا پڑھے:

① "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۹۱، وغیرہ .

② "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۰ .

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۵۷ .

④ المرجع السابق .

⑤ المرجع السابق .

⑥ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۱ .

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهُ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهُ وَاسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ. (1) (درمختار)

مسئلہ ۷: اس کے پیٹ پر لو ہایا گیلی مٹی یا اور کوئی بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے۔ (2) (عالمگیری)

مگر ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعث تکلیف ہے۔ (3) (درمختار)

مسئلہ ۸: میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اور اس کو چار پائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے۔ (4) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: مرتے وقت معاذ اللہ اس کی زبان سے کلمہ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے کہ ممکن ہے موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو اور بے ہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا۔ (5) (درمختار) اور بہت ممکن ہے کہ اس کی بات پوری سمجھ میں نہ آئی کہ ایسی شدت کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کر لے دشوار ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۰: اس کے ذمہ قرض یا جس قسم کے دین ہوں جلد سے جلد ادا کر دیں۔ (6) کہ حدیث میں ہے، ”میت اپنے دین میں مقید ہے۔“ (7) ایک روایت میں ہے، ”اس کی روح معلق رہتی ہے جب تک دین نہ ادا کیا جائے۔“ (8)

مسئلہ ۱۱: میت کے پاس تلاوت قرآن مجید جائز ہے جبکہ اس کا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہوا اور تسبیح و دیگر اذکار میں مطلقاً حرج نہیں۔ (9) (رد المحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: غسل و کفن و دفن میں جلدی چاہیے کہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ (10) (جوہرہ)

1 ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۹۷.

ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملت پر، اے اللہ (عزوجل) تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تو اسے نیک بخت کر اور جس کی طرف نکلا (آخرت) اسے اس سے بہتر کر، جس سے نکلا (دنیا)۔ ۱۲

2 ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۵۷.

3

4 ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۵۷.

5 ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۹۶.

6 ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۱.

7

8 ”جامع الترمذی“، أبواب الجنائز، باب ماجاء عن النبی انه قال ... الخ، الحدیث: ۱۰۸۱، ج ۲، ص ۳۴۱.

9 ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی القراءة عند المیت، ج ۳، ص ۹۸ - ۱۰۰، وغیرہ.

10 ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۱.

- مسئلہ ۱۳:** پروسیوں اور اس کے دوست احباب کو اطلاع کر دیں کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی اور اس کے لیے دُعا کریں گے کہ ان پر حق ہے کہ اس کی نماز پڑھیں اور دُعا کریں۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)
- مسئلہ ۱۴:** بازار و شارع عام پر اس کی موت کی خبر دینے کے لیے بلند آواز سے پکارنا بعض نے مکروہ بتایا، مگر اصح یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں مگر حسب عادت جاہلیت بڑے بڑے الفاظ سے نہ ہو۔^(۲) (جوہرہ نیرہ، ردالمحتار)
- مسئلہ ۱۵:** ناگہانی موت سے مرا تو جب تک موت کا یقین نہ ہو، تجھیز و تکفین ملتوی رکھیں۔^(۳) (عالمگیری)
- مسئلہ ۱۶:** عورت مرگئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ مر گیا اور عورت کی جان پر بنی ہو تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے اور بچہ بھی زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو، بچہ کاٹ کر نکالنا جائز نہیں۔^(۴) (عالمگیری، درمختار)
- مسئلہ ۱۷:** اگر اس نے قصداً کسی کا مال نکل لیا اور مر گیا تو اگر اتنا مال چھوڑا ہے کہ تاوان دے دیا جائے تو ترکہ سے تاوان ادا کریں، ورنہ پیٹ چیر کر مال نکالا جائے گا اور بلا قصد ہے تو چیرا نہ جائے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)
- مسئلہ ۱۸:** حاملہ عورت مرگئی اور دفن کر دی گئی کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے بچہ پیدا ہوا تو محض اس خواب کی بنا پر قبر کھودنی جائز نہیں۔^(۶) (عالمگیری)

میت کے نہلانے کا بیان

- مسئلہ ۱:** میت کو نہلانا فرض کفایہ ہے بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہو گیا۔^(۷) (عالمگیری)
- مسئلہ ۲:** نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چار پائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اسے اتنی بار چار پائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی
- ۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۵۷.
 - ۲..... "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۱.
 - و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی أطفال المشرکین، ج ۳، ص ۹۷.
 - ۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج ۱، ص ۱۵۷.
 - ۴..... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۷۱.
 - ۵..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۷۲.
 - ۶..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الکراہیۃ، الباب السادس عشر فی زیارة القبور... إلخ، ج ۵، ص ۳۵۱.
 - ۷..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۵۸.

کپڑے سے چھپا دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی مونہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نٹھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیر سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابون اسلامی کارخانہ کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک پیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور پیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو غسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔^(۱)

مسئلہ ۳: ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کر لیں کہ سوا نہلانے والوں اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے، نہلاتے وقت خواہ اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کر کے یا جو آسان ہو کریں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: نہلانے والا باطہارت ہو، جنب یا حیض والی عورت نے غسل دیا تو کراہت ہے مگر غسل ہو جائے گا اور بے وضو نہ لایا تو کراہت بھی نہیں، بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو، وہ نہ ہو یا نہ لانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو امانت دار و پرہیزگار ہو۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: نہلانے والا معتمد شخص ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے، مثلاً چہرہ چمک اٹھا یا میت کے بدن سے خوشبو آئی تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور کوئی بُری بات دیکھی، مثلاً چہرے کا رنگ سیاہ ہو گیا یا بد بو آئی یا صورت یا اعضا میں تغیر آیا تو اسے کسی سے نہ کہے اور ایسی بات کہنا جائز بھی نہیں، کہ حدیث میں ارشاد ہوا: ”اپنے مُردوں کی خوبیاں ذکر کرو اور اُس کی برائیوں سے باز رہو۔“^(۴) (جوہرہ نیرہ)

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۵۸، وغیرہ۔

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۵۸۔

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۵۹۔

④ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۱۔

”سنن أبي داود“، کتاب الأدب، باب فی النهی عن سب الموتی، الحدیث: ۴۹۰۰، ج ۴، ص ۳۶۰۔

مسئلہ ۶: اگر کوئی بدنہب مراد اور اس کا رنگ سیاہ ہو گیا یا اور کوئی بُری بات ظاہر ہوئی تو اس کا بیان کرنا چاہیے کہ اس سے لوگوں کو عبرت و نصیحت ہوگی۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: نہلانے والے کے پاس خوشبو سلگانا مستحب ہے کہ اگر میت کے بدن سے بو آئے تو اسے پتہ نہ چلے ورنہ گھبرائے گا، نیز اُسے چاہیے کہ بقدر ضرورت اعضائے میت کی طرف نظر کرے بلا ضرورت کسی عضو کی طرف نہ دیکھے کہ ممکن ہے اُس کے بدن میں کوئی عیب ہو جسے وہ چھپاتا تھا۔^(۲) (جوہرہ)

مسئلہ ۸: اگر وہاں اس کے سوا اور بھی نہلانے والے ہوں تو نہلانے پر اجرت لے سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ نہ لے اور اگر کوئی دوسرا نہلانے والا نہ ہو تو اجرت لینا جائز نہیں۔^(۳) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۹: جنب یا حیض و نفاس والی عورت کا انتقال ہوا تو ایک ہی غسل کافی ہے کہ غسل واجب ہونے کے کتنے ہی اسباب ہوں، سب ایک غسل سے ادا ہو جاتے ہیں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۱۰: مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت، میت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی، چھوٹے سے یہ مراد کہ حدِ شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: جس مرد کا عضو تناسل یا انٹین کاٹ لیے گئے ہوں وہ مرد ہی ہے یعنی مرد ہی اُسے غسل دے سکتا ہے یا اُس کی عورت۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ موت سے پہلے یا بعد کوئی ایسا امر نہ واقع ہوا ہو جس سے اس کے نکاح سے نکل جائے، مثلاً شوہر کے لڑکے یا باپ کو شہوت سے چھوایا بوسہ لیا یا معاذ اللہ مرتد ہو گئی، اگرچہ غسل سے پہلے ہی پھر مسلمان ہو گئی کہ ان وجوہ سے نکاح جاتا رہا اور اجنبیہ ہو گئی لہذا غسل نہیں دے سکتی۔^(۷) (عالمگیری)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۵۹.

۲..... "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۱.

۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۵۹-۱۶۰.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۰۷.

۴..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۰۲.

۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۶۰.

۶..... المرجع السابق.

۷..... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: عورت کو طلاق رجعی دی ہو، عادت میں تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو غسل دے سکتی ہے اور بائن طلاق دی ہے تو اگرچہ عادت میں ہے غسل نہیں دے سکتی۔^(۱) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۴: ام ولد^(۲) یا مدبرہ^(۳) یا مکاتبہ^(۴) یا ویسی باندی اپنے آقائے مردہ کو غسل نہیں دے سکتی کہ یہ سب اب اس کی ملک سے خارج ہو گئیں۔ یوہیں اگر یہ مرجائیں تو آقا نہیں نہلا سکتا۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: عورت مرجائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔^(۶) (درمختار)

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ مونہ دیکھ سکتا ہے، یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اسکے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ ۱۶: عورت کا انتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ نہلا دے تو تیمم کرایا جائے پھر تیمم کرنے والا محرم ہو تو ہاتھ سے تیمم کرائے اور اجنبی ہو اگرچہ شوہر تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمم کرائے اور شوہر کے سوا کوئی اور اجنبی ہو تو کلائیوں کی طرف نظر نہ کرے اور شوہر کو اس کی حاجت نہیں اور اس مسئلہ میں جوان اور بڑھیا دونوں کا ایک حکم ہے۔^(۷) (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱۷: مرد کا انتقال ہوا اور وہاں نہ کوئی مرد ہے نہ اس کی بی بی، تو جو عورت وہاں ہے اسے تیمم کرائے پھر اگر عورت محرم ہے یا اس کی باندی تو تیمم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہیں اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔^(۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مرد کا سفر میں انتقال ہوا اور اس کے ساتھ عورتیں ہیں اور کافر مرد مگر مسلمان مرد کوئی نہیں تو عورتیں اس کافر

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۶۰۔

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۰۷۔

۲..... یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔

۳..... یعنی وہ لونڈی جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

۴..... یعنی آقا اپنی لونڈی سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور لونڈی اس کو قبول بھی کر لے۔

نوٹ: تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ ۹ میں مدبر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۰۶ وغیرہ

۶..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۰۵۔ ۷..... المرجع السابق، ص ۱۱۰۔

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۶۰، وغیرہما۔

۸..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۶۰۔

کو نہلانے کا طریقہ بتادیں کہ وہ نہلا دے اور اگر مرد کوئی نہیں اور چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ عورتیں اُسے سکھادیں کہ وہ نہلائے۔ یوہیں اگر عورت کا انتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو مرد اُس کافرہ کو غسل کی تعلیم کرے اور اُس سے نہلوائے یا چھوٹا لڑکا اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اُسے بتائے اور وہ نہلائے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: ایسی جگہ انتقال ہوا کہ پانی وہاں نہیں ملتا تو تیمم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اگر قبل دفن پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اعادہ کریں۔^(۲) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۰: خنثی مشکل^(۳) کا انتقال ہوا تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جائے اور تیمم کرانے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ کرے۔ یوہیں خنثی مشکل کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔^(۴) (عالمگیری) خنثی مشکل چھوٹا بچہ ہو تو اُسے مرد بھی نہلا سکتے ہیں اور عورت بھی یوہیں عکس۔

مسئلہ ۲۱: مسلمان کا انتقال ہوا اور اُس کا باپ کافر ہے تو اُسے مسلمان نہلائیں، اس کے باپ کے قابو میں نہ دیں، کافر مسلمان ہوا اور اُس کی عورت کافرہ ہے تو اگر کتابیہ ہے نہلا سکتی ہے مگر بلا ضرورت اُس سے نہلو انا بہت بُرا ہے اور اگر مجوسیہ یا بت پرست ہے اور اُس کے مرنے کے بعد مسلمان ہو گئی تو نہلا سکتی ہے بشرطیکہ نکاح میں باقی ہو ورنہ نہیں اور نکاح میں باقی رہنے کی صورت یہ ہے کہ اگر سلطنت اسلامی میں ہے تو حاکم اسلام شوہر کے مسلمان ہونے کے بعد عورت پر اسلام پیش کرے، اگر مان لیا فہما ورنہ فوراً نکاح سے نکل جائے گی اور اگر سلطنت اسلامی میں نہیں تو اسلام شوہر کے بعد عورت کو تین حیض آنے کا انتظار کیا جائے گا اس مدت میں مسلمان ہو گئی فہما ورنہ نکاح سے نکل جائے گی اور دونوں صورتوں میں پھر اگر چہ مسلمان ہو جائے غسل نہیں دے سکتی۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: میت سے غسل اُتر جانے اور اس پر نماز صحیح ہونے میں نیت اور فعل شرط نہیں، یہاں تک کہ مُردہ اگر پانی میں گر گیا یا اس پر میٹھ برسا کہ سارے بدن پر پانی بہہ گیا غسل ہو گیا، مگر زندوں پر جو غسل میت واجب ہے یہ اس وقت بری الذمہ ہوں گے کہ نہلائیں، لہذا اگر مردہ پانی میں ملا تو بہ نیت غسل اُسے تین بار پانی میں حرکت دے دیں کہ غسل مسنون ادا ہو جائے اور ایک بار حرکت دی تو واجب ادا ہو گیا مگر سنت کا مطالبہ رہا اور بلا نیت نہلانے سے بری الذمہ ہو جائیں گے مگر

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۶۰.

② المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۱۱.

③ یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۶۰.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۰۷، وغیرہ.

ثواب نہ ملے گا۔ مثلاً کسی کو سکھانے کی نیت سے میت کو غسل دیا واجب ساقط ہو گیا، مگر غسل میت کا ثواب نہ ملے گا، نیز غسل ہو جانے کے لیے یہ بھی ضرور نہیں کہ نہلانے والا مکلف یا اہل نیت ہو، لہذا نابالغ یا کافر نے نہلا دیا غسل ادا ہو گیا۔ یوہیں اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو یا مرد نے عورت کو غسل دیا غسل ادا ہو گیا اگرچہ ان کو نہلانا جائز نہ تھا۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: کسی مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ملا تو غسل و کفن دیں گے اور جنازہ کی نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد وہ باقی ٹکڑا بھی ملا تو اس پر دوبارہ نماز نہ پڑھیں گے اور آدھا دھڑ ملا تو اگر اس میں سر بھی ہے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر سر نہ ہو یا طول میں سر سے پاؤں تک دھنیا بایاں ایک جانب کا حصہ ملا تو ان دونوں صورتوں میں نہ غسل ہے، نہ کفن، نہ نماز بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔^(۲) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲۴: مردہ ملا اور یہ نہیں معلوم کہ مسلمان ہے یا کافر تو اگر اس کی وضع قطع مسلمانوں کی ہو یا کوئی علامت ایسی ہو، جس سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے یا مسلمانوں کے محلہ میں ملا تو غسل دیں اور نماز پڑھیں ورنہ نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: مسلمان مردے کا فرمودوں میں مل گئے تو اگر ختنہ وغیرہ کسی علامت سے شناخت کر سکیں تو مسلمانوں کو جد اکر کے غسل و کفن دیں اور نماز پڑھیں اور امتیاز نہ ہوتا ہو تو غسل دیں اور نماز میں خاص مسلمانوں کے لیے دُعا کی نیت کریں اور اُن میں اگر مسلمان کی تعداد زیادہ ہو تو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کریں ورنہ علیحدہ۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: کافر مردے کے لیے غسل و کفن و دفن نہیں بلکہ ایک چھیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں داب دیں، یہ بھی جب کریں کہ اُس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا اُسے لے نہ جائے، ورنہ مسلمان ہاتھ نہ لگائے نہ اس کے جنازے میں شرکت کرے اور اگر بوجہ قربت قریبہ شریک ہو تو دُور دُور رہے اور اگر مسلمان ہی اُس کا رشتہ دار ہے اور اس کا ہم مذہب کوئی نہ ہو یا لے نہیں اور بلحاظ قربت غسل و کفن و دفن کرے تو جائز ہے، مگر کسی امر میں سنت کا طریقہ نہ برتے بلکہ نجاست دھونے کی طرح اُس پر پانی بہائے اور چھیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دے، یہ حکم کافر اصلی کا ہے اور مرتد کا حکم یہ ہے کہ مطلقاً نہ اُسے غسل

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في حديث ((كل سبب و نسب منقطع لإسببي و نسبي))، ج ۳، ص ۱۰۸.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۰۷.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۵۹، وغیرہما.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۵۹.

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في حديث ((كل سبب و نسب منقطع لإسببي و نسبي))، ج ۳، ص ۱۰۹.

دیں نہ کفن، بلکہ کُتے کی طرح کسی تنگ گڑھے میں ڈھکیل کر مٹی سے بغیر حائل کے پاٹ دیں۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: ذمیہ کو مسلمان کا حمل تھا وہ مر گئی اگر بچہ میں جان پڑ گئی تھی تو اُسے مسلمانوں کے قبرستان سے علیحدہ دفن کریں اور اس کی پیٹھ قبلہ کو کر دیں کہ بچہ کا مونہہ قبلہ کو ہو، اس لیے کہ بچہ جب پیٹ میں ہوتا ہے تو اُس کا مونہہ ماں کی پیٹھ کی طرف ہوتا ہے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۲۸: میت کا بدن اگر ایسا ہو گیا کہ ہاتھ لگانے سے کھال اُدھرے گی، تو ہاتھ نہ لگائیں صرف پانی بہا دیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: نہلانے کے بعد اگر ناک کاں مونہہ اور دیگر سوراخوں میں روئی رکھ دیں تو حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں۔^(۴) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۳۰: میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اکھاڑنا، ناجائز و مکروہ و تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت میں دفن کر دیں، ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لیے تو کفن میں رکھ دیں۔^(۵) (درمختار، عالمگیری، ردالمختار)

مسئلہ ۳۱: میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔^(۶) (درمختار) بعض جگہ ناف کے نیچے اُس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔

مسئلہ ۳۲: بعض جگہ دستور ہے کہ عموماً میت کے غسل کے لیے کورے گھرے بدھنے^(۷) لاتے ہیں اس کی کچھ ضرورت نہیں، گھر کے استعمالی گھرے لوٹے سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور بعض یہ جہالت کرتے ہیں کہ غسل کے بعد توڑ ڈالتے ہیں، یہ ناجائز و حرام ہے کہ مال ضائع کرنا ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ نجس ہو گئے تو یہ بھی فضول بات ہے کہ اولاً تو اُس پر چھینیں

① "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: مهم إذا قال ان شتمت، ج ۳، ص ۱۵۸.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۱۰.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۵۸.

④ المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۰۴ - ۱۰۵، وغیرہما.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی القراءة عند المیت، ج ۳، ص ۱۰۴.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۵۸.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۰۵.

⑦ یعنی مٹی کے نئے مکے، لوٹے۔

نہیں پڑتیں اور پڑیں بھی تو رائج یہ ہے کہ میت کا غسل نجاست حکمیہ دُور کرنے کے لیے ہے تو مستعمل پانی کی چھینٹیں پڑیں اور مستعمل پانی نجس نہیں، جس طرح زندوں کے وضو و غسل کا پانی اور اگر فرض کیا جائے کہ نجس پانی کی چھینٹیں پڑیں تو دھو ڈالیں، دھونے سے پاک ہو جائیں گے اور اکثر جگہ وہ گھڑے بدھنے مسجدوں میں رکھ دیتے ہیں اگر نیت یہ ہو کہ نمازیوں کو آرام پہنچے گا اور اُس کا مُردے کو ثواب تو یہ اچھی نیت ہے اور رکھنا بہتر اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر میں رکھنا نحوست ہے تو یہ نری حماقت اور بعض لوگ گھڑے کا پانی پھینک دیتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔

کفن کا بیان

مسئلہ ۱: میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے، کفن کے تین درجے ہیں۔

(۱) ضرورت (۲) کفایت (۳) سنت

مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں۔

(۱) لفافہ (۲) ازار (۳) قمیص

اور عورت کے لیے پانچ۔

تین یہ اور

(۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند

کفن کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں۔

(۱) لفافہ (۲) ازار

اور عورت کے لیے تین۔

(۱) لفافہ (۲) ازار (۳) اوڑھنی یا

(۱) لفافہ (۲) قمیص (۳) اوڑھنی۔

کفن

ضرورت دونوں کے لیے یہ کہ جو میسر آئے اور کم از کم اتنا تو ہو کہ سار ابدن ڈھک جائے۔^(۱) (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

① ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۱۲-۱۱۶.

و ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶۰، وغیرہما.

مسئلہ ۲: لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں اور ازار یعنی تہہ بند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو بندش کے لیے زیادہ تھا اور قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہوں اور جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے، چاک اور آستینیں اس میں نہ ہوں۔ مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے، مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کے لیے سینہ کی طرف، اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونی چاہیے یعنی ڈیڑھ گز، سینہ بند پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہا)

مسئلہ ۳: بلا ضرورت کفن کفایت سے کم کرنا ناجائز و مکروہ ہے۔^(۲) (درمختار) بعض محتاج کفن ضرورت پر قادر ہوتے ہیں مگر کفن مسنون میسر نہیں، وہ کفن مسنون کے لیے لوگوں سے سوال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ سوال بلا ضرورت جائز نہیں اور یہاں ضرورت نہیں، البتہ اگر کفن ضرورت پر بھی قادر نہ ہوں تو بقدر ضرورت سوال کریں زیادہ نہیں، ہاں اگر بغیر مانگے مسلمان خود کفن مسنون پورا کر دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ پورا ثواب پائیں گے۔^(۳) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴: ورثہ میں اختلاف ہوا، کوئی دو کپڑوں کے لیے کہتا ہے کوئی تین کے لیے تو تین کپڑے دیے جائیں کہ یہ سنت ہے یا یوں کیا جائے کہ اگر مال زیادہ ہے اور وارث کم تو کفن سنت دیں اور مال کم ہے وارث زیادہ تو کفن کفایت۔^(۴) (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۵: کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین و جمعہ کے لیے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اُس قیمت کا ہونا چاہیے۔ حدیث میں ہے، ”مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں، سفید کفن بہتر ہے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے مردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔“^(۵) (غنیہ، ردالمحتار)

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶۰.

و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی الکفن، ج ۳، ص ۱۱۲، وغیرہما.

② ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی الکفن، ج ۳، ص ۱۱۵.

③ ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۹، ص ۱۰۰.

④ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۵.

⑤ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی الکفن، ج ۳، ص ۱۱۲.

و ”غنیۃ المتملی“، فصل فی الجنائز، ص ۵۸۱ - ۵۸۲.

”جامع الترمذی“، أبواب الجنائز، باب ماجاء ما يستحب من الأكفان، الحدیث: ۹۹۶، ج ۲، ص ۳۰۱.

مسئلہ ۶: کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کے لیے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے، اُس کا کفن دیا جاسکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز، اُس کا کفن بھی ناجائز۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: خنثی مشکل کو عورت کی طرح پانچ کپڑے دیے جائیں مگر کسم یا زعفران کا رنگا ہوا اور ریشمی کفن اسے ناجائز ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: کسی نے وصیت کی کہ کفن میں اُسے دو کپڑے دیے جائیں تو یہ وصیت جاری نہ کی جائے، تین کپڑے دیے جائیں اور اگر یہ وصیت کی کہ ہزار روپے کا کفن دیا جائے تو یہ بھی نافذ نہ ہوگی متوسط درجہ کا دیا جائے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جو نابالغ حد شہوت^(۴) کو پہنچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دیے جاتے ہیں اسے بھی دیے جائیں اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور لڑکے کو بھی دو کپڑے دیے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو۔^(۵) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: پُرانے کپڑے کا بھی کفن ہو سکتا ہے، مگر پُرانا ہو تو دُھلا ہوا ہو کہ کفن ستھرا ہونا مرغوب ہے۔^(۶) (جوہرہ)

مسئلہ ۱۱: میت نے اگر کچھ مال چھوڑا تو کفن اسی کے مال سے ہونا چاہیے اور مدیون^(۷) ہے تو قرض خواہ^(۸) کفن کفایت سے زیادہ کو منع کر سکتا ہے اور منع نہ کیا تو اجازت سمجھی جائے گی۔^(۹) (ردالمحتار) مگر قرض خواہ کو ممانعت کا اس وقت حق ہے، جب وہ تمام مال دین میں مستغرق^(۱۰) ہو۔

مسئلہ ۱۲: دین و وصیت و میراث، ان سب پر کفن مقدم ہے اور دین و وصیت پر اور وصیت میراث پر۔^(۱۱) (جوہرہ)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶۱.

② المرجع السابق.

③ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی الکفن، ج ۳، ص ۱۱۲.

④ حد شہوت لڑکوں میں یہ کہ اس کا دل عورتوں کی طرف رغبت کرے اور لڑکی میں یہ کہ اسے دیکھ کر مرد کو اس کی طرف میلان پیدا ہو اور اس کا اندازہ لڑکوں میں بارہ سال اور لڑکیوں میں نو برس ہے۔ ۱۲ منہ

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی الکفن، ج ۳، ص ۱۱۷، وغیرہ.

⑥ "الجوهرة النيرة"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، الجزء الأول، ص ۱۳۵.

⑦ یعنی مقروض۔

⑧ یعنی قرض دینے والا۔

⑨ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب فی الکفن، ج ۳، ص ۱۱۴، وغیرہ.

⑩ یعنی قرض میں گھرا ہوا۔

⑪ "الجوهرة النيرة"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۴.

مسئلہ ۱۳: میت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہیں جس پر نفقہ واجب ہوتا یا ہے مگر نادر ہے تو بیت المال سے دیا جائے اور بیت المال بھی وہاں نہ ہو، جیسے یہاں ہندوستان میں تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے، اگر معلوم تھا اور نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے اگر ان لوگوں کے پاس بھی نہیں تو ایک کپڑے کی قدر اور لوگوں سے سوال کر لیں۔^(۱) (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۱۴: عورت نے اگرچہ مال چھوڑا اس کا کفن شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ موت کے وقت کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے عورت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جاتا، اگر شوہر مرا اور اس کی عورت مالدار ہے، جب بھی عورت پر کفن واجب نہیں۔^(۲) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۵: یہ جو کہا گیا کہ فلاں پر کفن واجب ہے اس سے مراد کفن شرعی ہے۔ یوہیں باقی سامان تجہیز مثلاً خوشبو اور غسل اور لے جانے والوں کی اجرت اور دفن کے مصارف، سب میں شرعی مقدار مراد ہے۔ باقی اور باتیں اگر میت کے مال سے کی گئیں اور ورثہ بالغ ہوں اور سب وارثوں نے اجازت بھی دے دی ہو تو جائز ہے، ورنہ خرچ کرنے والے کے ذمہ ہے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: کفن کے لیے سوال کر لائے اس میں سے کچھ بچ رہا تو اگر معلوم ہے کہ یہ فلاں نے دیا ہے تو اسے واپس کر دیں، ورنہ دوسرے محتاج کے کفن میں صرف کر دیں، یہ بھی نہ ہو تو تصدق کر دیں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۱۷: میت ایسی جگہ ہے کہ وہاں صرف ایک شخص ہے اور اس کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے تو اس پر یہ ضرور نہیں کہ اپنے کپڑے کا کفن کر دے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۱۸: کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں، پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر

① "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۴.

و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۱۸-۱۲۰.

② "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶۱.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في كفن الزوجة على الزوج، ج ۳، ص ۱۱۹.

③ "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في كفن الزوجة على الزوج، ج ۳، ص ۱۱۹.

④ "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۰.

⑤ "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۰.

تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے، قدم پر کافور لگائیں پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر دہنی طرف سے پھر دہنی طرف سے پھر دہنی طرف سے تاکہ دہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے، عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر مونھ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اُس کا طول نصف پشت سے سینہ تک ہے اور عرض ایک کان کی لُو سے دوسرے کان کی لُو تک ہے اور یہ جو لوگ کیا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اڑھاتے ہیں یہ محض بیجا و خلافِ سنت ہے پھر بدستور ازار و لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔^(۱) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۹: مرد کے بدن پر ایسی خوشبو لگانا جائز نہیں جس میں زعفران کی آمیزش ہو عورت کے لیے جائز ہے، جس نے احرام باندھا ہے اُس کے بدن پر بھی خوشبو لگائیں اور اُس کا مونھ اور سر کفن سے چھپایا جائے۔^(۲) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: اگر مُردہ کا کفن چوری گیا اور لاش ابھی تازہ ہے تو پھر کفن دیا جائے اگر میت کا مال بدستور ہے تو اس سے اور تقسیم ہو گیا تو ورثہ کے ذمہ کفن دینا ہے، وصیت یا قرض میں دیا گیا تو ان لوگوں پر نہیں اور اگر گُل ترکہ دین میں مستغرق ہے اور قرض خواہوں نے اب تک قبضہ نہ کیا ہو تو اسی مال سے دیں اور قبضہ کر لیا تو اُن سے واپس نہ لیں گے، بلکہ کفن اُس کے ذمہ ہے کہ مال نہ ہونے کی صورت میں جس کے ذمہ ہوتا ہے اور اگر صورتِ مذکورہ میں لاش پھٹ گئی تو کفن مسنون کی حاجت نہیں ایک کپڑا کافی ہے۔^(۳) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۱: اگر مُردہ کو جانور کھا گیا اور کفن پڑا ملا تو اگر میت کے مال سے دیا گیا ہے ترکہ میں شمار ہوگا اور کسی اور نے دیا ہے اجنبی یا رشتہ دار نے تو دینے والا مالک ہے جو چاہے کرے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ضروریہ: ہندوستان میں عام رواج ہے کہ کفن مسنون کے علاوہ اوپر سے ایک چادر اڑھاتے ہیں وہ تکیہ دار یا کسی مسکین پر تصدق کرتے ہیں اور ایک جانماز ہوتی ہے جس پر امام جنازہ کی نماز پڑھاتا ہے وہ بھی تصدق کر دیتے ہیں، اگر یہ چادر و جانماز میت کے مال سے نہ ہوں بلکہ کسی نے اپنی طرف سے دیا ہے (اور عادت وہی دیتا ہے جس نے کفن دیا بلکہ کفن کے

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶۱.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۱۶، وغیرہما.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶۱.

③ المرجع السابق.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶۲.

لیے جو کپڑا لایا جاتا ہے وہ اسی انداز سے لایا جاتا ہے جس میں یہ دونوں بھی ہو جائیں (جب تو ظاہر ہے کہ اس کی اجازت ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر میت کے مال سے ہے تو دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ ورثہ سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو، جب بھی جائز ہے اور اگر اجازت نہ دی تو جس نے میت کے مال سے منگایا اور تصدق کیا اس کے ذمہ یہ دونوں چیزیں ہیں یعنی ان میں جو قیمت صرف ہوئی ترکہ میں شمار کی جائے گی اور وہ قیمت خرچ کرنے والا اپنے پاس سے دے گا، دوسری صورت یہ کہ ورثہ میں گل یا بعض نابالغ ہیں تو اب وہ دونوں چیزیں ترکہ سے ہرگز نہیں دی جاسکتیں، اگرچہ اس نابالغ نے اجازت بھی دیدی ہو کہ نابالغ کے مال کو صرف کر لینا حرام ہے۔ لوٹے گھڑے ہوتے ہوئے خاص میت کے نہلانے کے لیے خریدے تو اس میں یہی تفصیل ہے۔ تیجہ، دسواں، چالیسواں، ششماہی، برسی کے مصارف میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اپنے مال سے جو چاہے خرچ کرے اور میت کو ثواب پہنچائے اور میت کے مال سے یہ مصارف اسی وقت کیے جائیں کہ سب وارث بالغ ہوں اور سب کی اجازت ہو ورنہ نہیں مگر جو بالغ ہوا اپنے حصہ سے کر سکتا ہے۔ ایک صورت اور بھی ہے کہ میت نے وصیت کی ہو تو دین ادا کرنے کے بعد جو بچے اس کی تنہائی میں وصیت جاری ہوگی۔ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں یا ناواقف کہ اس قسم کے تمام مصارف کر لینے کے بعد اب جو باقی رہتا ہے اسے ترکہ سمجھتے ہیں۔ ان مصارف میں نہ وارث سے اجازت لیتے ہیں، نہ نابالغ وارث ہونا مضر جانتے ہیں اور یہ سخت غلطی ہے، اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ تیجہ وغیرہ کو منع کیا جاتا ہے کہ یہ تو ایصالِ ثواب ہے، اسے کون منع کرے گا۔ منع وہ کرے جو وہابی ہو بلکہ ناجائز طور پر جو ان میں صرف کیا جاتا ہے اس سے منع کیا جاتا ہے، کوئی اپنے مال سے کرے یا ورثہ بالغین ہی ہوں، ان سے اجازت لے کر کرے تو ممانعت نہیں۔

جنازہ لے چلنے کا بیان

- مسئلہ ۱:** جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے، ہر شخص کو چاہیے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔^(۱) (جوہرہ)
- مسئلہ ۲:** سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں، ایک ایک پایہ ایک شخص لے اور اگر صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا، ایک سر ہانے اور ایک پانکتی تو بلا ضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔^(۱) (عالمگیری)
- مسئلہ ۳:** سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ کہ پہلے دھنسنے سر ہانے کندھا دے پھر دھنی پانکتی پھر بائیں سر ہانے پھر بائیں پانکتی اور دس دس قدم چلے تو گل چالیس قدم ہوئے کہ

..... ۱ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۹.

..... ۲ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۶۲.

حدیث میں ہے، ”جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔“ نیز حدیث میں ہے، ”جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے، اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرمادے گا۔“ (1) (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴: جنازہ لے چلنے میں چار پائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھے، اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے، چوپایہ پر جنازہ لادنا بھی مکروہ ہے۔ (2) (عالمگیری، غنیہ، درمختار) ٹھیلے پر لادنے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۵: چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لیے ہو، جب بھی حرج نہیں اور اس سے بڑا مردہ ہو تو چار پائی پر لے جائیں۔ (3) (غنیہ، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۶: جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میت کو جھٹکا لگے اور ساتھ جانے والوں کے لیے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں، دہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ (4) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷: جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔ (5) (عالمگیری، صغیری)

مسئلہ ۸: عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی ساتھ میں ہو تو اسے سختی سے منع کیا جائے، اگر نہ مانے تو اس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اس کے ناجائز فعل سے یہ کیوں سنت ترک کرے، بلکہ دل سے اسے بُرا جانے اور شریک ہو۔ (6) (درمختار، صغیری)

① ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۹.

و ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۶۲.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، ج ۳، ص ۱۵۸ - ۱۵۹.

② ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۶۲.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، ج ۳، ص ۱۵۹.

③ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۶۲.

و ”غنیۃ المتملی“، فصل فی الجنائز، ص ۵۹۲. وغیرہما

④ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۶۲، وغیرہ.

⑤ المرجع السابق، و ”صغیری“، فصل فی الجنائز، ص ۲۹۲.

⑥ ”صغیری“، فصل فی الجنائز، ص ۲۹۳.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، ج ۳، ص ۱۶۲.

مسئلہ ۹: اگر عورتیں جنازے کے پیچھے ہوں اور مرد کو یہ اندیشہ ہو کہ پیچھے چلنے میں عورتوں سے اختلاط ہوگا یا ان میں کوئی نوحہ کرنے والی ہو تو ان صورتوں میں مرد کو آگے چلنا بہتر ہے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: جنازہ لے چلنے میں سر ہانا آگے ہونا چاہیے اور جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے۔ موت اور احوال و احوال قبر کو پیش نظر رکھیں، دنیا کی باتیں نہ کریں نہ ہنسیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ ہنستے دیکھا، فرمایا: ”تو جنازہ میں ہنستا ہے، تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔“ اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں اور بلحاظ حال زمانہ اب علما نے ذکر جہر کی بھی اجازت دی ہے۔^(۳) (صغیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۲: جنازہ جب تک رکھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھے ہوں اور نماز کے لیے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھنا جائز ہے نہ ہوں۔ یوں اگر کسی جگہ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضرور نہیں، ہاں جو شخص ساتھ جانا چاہتا ہے وہ اٹھے اور جائے، جب جنازہ رکھا جائے تو یوں نہ رکھیں کہ قبلہ کو پاؤں ہوں یا سر بلکہ آڑا رکھیں کہ دہنی کروٹ قبلہ کو ہو۔^(۴) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۳: جنازہ اٹھانے پر اجرت لینا دینا جائز ہے، جب کہ اور اٹھانے والے بھی موجود ہوں۔^(۵) (عالمگیری)

مگر جو ثواب جنازہ لے چلنے پر حدیث میں بیان ہوا، اسے نہ ملے گا کہ اس نے تو بدلہ لے لیا۔

مسئلہ ۱۴: میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا کوئی نیک شخص ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔^(۶) (عالمگیری)

① ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، في حمل الميت، ج ۳، ص ۱۶۲.

② ”الفتاوى الهندية“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۶۲.

③ ”صغیری“، فصل في الجنائز، ص ۲۹۲.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج ۳، ص ۱۶۳.

و ”الفتاوى الرضوية“، ج ۹، ص ۱۴۰.

④ ”الفتاوى الهندية“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۶۲.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج ۳، ص ۱۶۰.

⑤ ”الفتاوى الهندية“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۶۲.

⑥ المرجع السابق.

مسئلہ ۱۵: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہوا سے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہیے اور نماز کے بعد اولیائے میت سے اجازت لے کر واپس ہو سکتا ہے اور دفن کے بعد اولیا سے اجازت کی ضرورت نہیں۔^(۱) (عالمگیری)

نماز جنازہ کا بیان

مسئلہ ۱: نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے، ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی گنہگار ہوا۔^(۲) (عامہ کتب) اسکی فرضیت کا جواز کار کرے کافر ہے۔

مسئلہ ۲: اس کے لیے جماعت شرط نہیں، ایک شخص بھی پڑھ لے فرض ادا ہو گیا۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۳: نماز جنازہ واجب ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہیں یعنی

(۱) قادر

(۲) بالغ

(۳) عاقل

(۴) مسلمان ہونا، ایک بات اس میں زیادہ ہے یعنی اس کی موت کی خبر ہونا۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: نماز جنازہ میں دو طرح کی شرطیں ہیں، ایک مصلیٰ کے متعلق دوسری میت کے متعلق، مصلیٰ کے لحاظ سے تو

وہی شرطیں ہیں جو مطلق نماز کی ہیں یعنی

(۱) مصلیٰ کا نجاست حکمیہ و حقیقیہ سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا

(۲) ستر عورت

(۳) قبلہ کو منہ ہونا

(۴) نیت، اس میں وقت شرط نہیں اور تکبیر تحریمہ رکن ہے شرط نہیں جیسا پہلے ذکر ہوا۔^(۵) (ردالمحتار وغیرہ)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۵.

۲..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۰.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۲.

۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۲.

۴..... "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۱.

۵..... "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۱، وغیرہ.

بعض لوگ جوتا پہنے اور بہت لوگ جوتے پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں، اگر جوتا پہنے پڑھی تو جوتا اور اس کے نیچے کی زمین دونوں کا پاک ہونا ضروری ہے، بقدر مانع نجاست ہوگی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور جوتے پر کھڑے ہو کر پڑھی تو جوتے کا پاک ہونا (۱) ضروری ہے۔

مسئلہ ۵: جنازہ طیارہ ہے جانتا ہے کہ وضو یا غسل کرے گا تو نماز ہو جائے گی تیمم کر کے پڑھے۔ اس کی تفصیل باب تیمم میں مذکور ہوئی۔

مسئلہ ۶: امام طاہر نہ تھا تو نماز پھر پڑھیں، اگرچہ مقتدی طاہر ہوں کہ جب امام کی نہ ہوئی کسی کی نہ ہوئی اور اگر امام طاہر تھا اور مقتدی بلا طہارت تو اعادہ نہ کی جائے کہ اگرچہ مقتدیوں کی نہ ہوئی مگر امام کی تو ہوگئی۔ یوہیں اگر عورت نے نماز پڑھائی اور مردوں نے اس کی اقتدا کی تو لوٹائی نہ جائے کہ اگرچہ مردوں کی اقتدا صحیح نہ ہوئی مگر عورت کی نماز تو ہوگئی، وہی کافی ہے اور نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔ (۲) (درمختار)

مسئلہ ۷: نماز جنازہ سواری پر پڑھی تو نہ ہوئی۔ امام کا بالغ ہونا شرط ہے خواہ امام مرد ہو یا عورت، نابالغ نے نماز پڑھائی تو نہ ہوئی۔ (۳) (درمختار، عالمگیری)

نماز جنازہ میں میت سے تعلق رکھنے والی چند شرطیں ہیں۔

(۱) میت کا مسلمان ہونا۔ (۴)

مسئلہ ۸: میت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا، تو اگر مردہ پیدا ہوا بلکہ اگر نصف سے کم باہر نکلا اس وقت زندہ تھا اور اکثر باہر نکلنے سے پیشتر مر گیا تو اُس کی بھی نماز نہ پڑھی جائے اور تفصیل آتی ہے۔

مسئلہ ۹: چھوٹے بچے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ایک تو وہ مسلمان ہے، اُس کی نماز پڑھی جائے اور دونوں کافر ہیں تو نہیں۔ (۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: مسلمان کو دار الحرب میں چھوٹا بچہ تنہا ملا اور اُس نے اٹھالیا پھر مسلمان کے یہاں مرا، تو اُس کی نماز پڑھی

..... ۱ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلاء اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۸۸)

..... ۲ ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۲۔

..... ۳ المرجع السابق، و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۴۔

..... ۴ ”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۱۔

..... ۵

جائے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبار ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ ان کی نماز نہیں۔

(۱) باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اُسی بغاوت میں مارا جائے۔

(۲) ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ ان کو غسل دیا جائے نہ ان کی نماز پڑھی جائے، مگر جبکہ بادشاہ اسلام نے ان پر قابو پایا

اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے۔

(۳) جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو ان کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز

نہیں، ہاں انکے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے۔

(۴) جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔

(۵) شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں، اس حالت میں مارے جائیں تو ان کی بھی نماز نہ

پڑھی جائے۔

(۶) جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا، اُس کی بھی نماز نہیں۔

(۷) جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا، اُس کی بھی نماز نہیں۔^(۲) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۲: جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے، مگر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ قصداً

خودکشی کی ہو، جو شخص رجم کیا گیا یا قصاص میں مارا گیا، اُسے غسل دیں گے اور نماز پڑھیں گے۔^(۳) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

(۲) میت کے بدن و کفن کا پاک ہونا۔^(۴)

مسئلہ ۱۳: بدن پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اُسے غسل دیا گیا ہو یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم کرایا گیا ہو اور

کفن پہنانے سے پیشتر اُسکے بدن سے نجاست نکلی تو دھو ڈالی جائے اور بعد میں خارج ہوئی تو دھونے کی حاجت نہیں اور کفن پاک

ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پاک کفن پہنایا جائے اور بعد میں اگر نجاست خارج ہوئی اور کفن آلودہ ہوا تو حرج نہیں۔^(۵) (درمختار و المختار)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۳.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: هل یسقط فرض... إلخ، ج ۳، ص ۱۲۵، ۱۲۸.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۳، وغیرہما.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۷، وغیرہما.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۲.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۲.

مسئلہ ۱۴: بغیر غسل نماز پڑھی گئی نہ ہوئی، اُسے غسل دے کر پھر پڑھیں اور اگر قبر میں رکھ چکے، مگر مٹی ابھی نہیں ڈالی گئی تو قبر سے نکالیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں اور مٹی دے چکے تو اب نہیں نکال سکتے، لہذا اب اُس کی قبر پر نماز پڑھیں کہ پہلی نماز نہ ہوئی تھی کہ بغیر غسل ہوئی تھی اور اب چونکہ غسل ناممکن ہے لہذا اب ہو جائے گی۔^(۱) (ردالمحتار وغیرہ)

(۳) جنازہ کا وہاں موجود ہونا یعنی گل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا، لہذا غائب کی نماز نہیں ہو سکتی۔^(۲)

(۴) جنازہ زمین پر رکھا ہونا یا ہاتھ پر ہو مگر قریب ہو، اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو نماز نہ ہوگی۔^(۳)

(۵) جنازہ مصلیٰ کے آگے قبلہ کو ہونا، اگر مصلیٰ کے پیچھے ہوگا نماز صحیح نہ ہوگی۔^(۴)

مسئلہ ۱۵: اگر جنازہ الٹا رکھا یعنی امام کے دہنے میت کا قدم ہو تو نماز ہو جائے گی، مگر قصداً ایسا کیا تو گنہگار ہوئے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر قبلہ کے جانے میں غلطی ہوئی یعنی میت کو اپنے خیال سے قبلہ ہی کو رکھا تھا مگر حقیقتہً قبلہ کو نہیں، تو موضع تحری میں اگر تحری کی نماز ہو گئی ورنہ نہیں۔^(۶) (درمختار)

(۶) میت کا وہ حصہ بدن جس کا چھپانا فرض ہے چھپا ہونا۔^(۷)

(۷) میت امام کے محاذی ہو یعنی اگر ایک میت ہے تو اُس کا کوئی حصہ بدن امام کے محاذی ہو اور چند ہوں تو کسی ایک کا حصہ بدن امام کے محاذی ہونا کافی ہے۔^(۸) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: نماز جنازہ میں دو رکعتیں ہیں:

(۱) چار بار اللہ اکبر کہنا

(۲) قیام

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۱، وغیرہ.

② ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي،

ج ۳، ص ۱۲۳.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق.

⑤ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۴.

⑥ المرجع السابق.

⑦ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۱.

⑧ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي، ج ۳، ص ۱۲۳.

بغیر عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھی، نہ ہوئی اور اگر ولی یا امام بیمار تھا اس نے بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر پڑھی ہوگئی۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں:

(۱) اللہ عزوجل کی حمد و ثنا۔ (۲) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود۔ (۳) میت کے لیے دُعا۔

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ کان تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثنا پڑھے، یعنی سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے، بہتر وہ درود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور کوئی دوسرا پڑھا جب بھی حرج نہیں، پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت اور تمام مومنین و مومنات کے لیے دُعا کرے اور بہتر یہ کہ وہ دُعا پڑھے جو احادیث میں وارد ہیں اور ماثور دُعائیں اگر اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جو دُعا چاہے پڑھے، مگر وہ دُعا ایسی ہو کہ اُمورِ آخرت سے متعلق ہو۔^(۲) (جوہرہ نیرہ، عالمگیری، درمختار وغیرہا)

بعض ماثور دُعائیں یہ ہیں:

(۱) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ ط اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ (ھا) (۳) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ (ھا)۔ (۴)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض... إلخ، ج ۳، ص ۱۲۴۔

② "الجوهرة النيرة"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۷۔

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج ۳، ص ۱۲۴، ۱۲۸۔

③ ان دعاؤں میں عورتوں کیلئے جہاں صیغے کا اختلاف ہے اسے ہلال کے اوپر لکھ دیا ہے۔ ۱۲ منہ جبکہ ہم نے اسے ہلال میں سامنے لکھ دیا ہے۔

④ رواہ احمد و ابو داود و الترمذی و النسائی و ابن حبان و الحاکم عن ابی ہریرة و احمد و ابو یعلی و البیہقی و سعید بن منصور فی سننہ عن ابی قتادة رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۱۲ منہ

"المستدرک" للحاکم، کتاب الجنائز، باب أدعية صلاة الجنازة، الحدیث: ۱۳۶۶، ج ۱، ص ۶۸۴۔

و "عمل اليوم و الليلة" مع "السنن الكبرى" للنسائی، الحدیث: ۱۰۹۱۹، ج ۶، ص ۲۶۶۔

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ اور ہمارے حاضر و غائب کو اور ہمارے چھوٹے اور ہمارے بڑے کو اور ہمارے مرد اور عورت کو، اے اللہ (عزوجل)! ہم میں سے جو زندہ رکھے، اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جو جس کو وفات دے اُسے ایمان پر وفات دے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔ ۱۲

(۲) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ (لَهَا) وَارْحَمْهُ (هَا) وَاعْفُ عَنْهُ (هَا) وَاکْرِمْ نَزْلَهُ (هَا) وَوَسِّعْ مَذْخَلَهُ (هَا) وَاغْسِلْهُ (هَا) بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ (هَا) مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ (هَا) دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ (هَا) وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ (هَا) وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ (۱) وَأَدْخِلْهُ (هَا) الْجَنَّةَ وَاعِزَّهُ (هَا) مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ. (۲)

(۳) اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ (أَمَتُكَ) وَابْنُ (بْنْتِ) أَمَتِكَ يَشْهَدُ (تَشْهَدُ) أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَيَشْهَدُ (تَشْهَدُ) أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ أَصْبَحَ فَقِيرًا (أَصْبَحْتَ فَقِيرَةً) إِلَى رَحْمَتِكَ وَأَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهِ (هَا) تَخْلِي (تَخْلُتُ) مِنَ الدُّنْيَا وَأَهْلِهَا إِنْ كَانَ (كَانَتْ) زَاكِيًّا (زَكِيَّةً) فَزَكِّهِ (هَا) وَإِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُخْطِئًا (مُخْطِئَةً) فَاعْفِرْ لَهُ (هَا) اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ (هَا) وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ (هَا). (۳)

(۴) اَللّٰهُمَّ هَذَا (هَذِهِ) عَبْدُكَ ابْنُ (أَمَتُكَ بِنْتِ) عَبْدِكَ ابْنُ (بِنْتِ) أَمَتِكَ مَاضٍ فِيهِ (هَا) حُكْمُكَ خَلَقْتَهُ (هَا) وَلَمْ يَكُ (تَكُ هِيَ) شَيْئًا مَذْكُورًا ط نَزَلَ (نَزَلَتْ) بِكَ وَأَنْتَ خَيْرُ مَنْزُولٍ بِهِ اَللّٰهُمَّ لَقِنَهُ (هَا) حُجَّتَهُ (هَا) وَالْحَقُّهُ (هَا) بِنَبِيِّهِ (هَا) مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط وَثَبَّتَهُ (هَا) بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

..... ① یعنی یہ الفاظ عورت کے جنازہ پر نہ پڑھے جائیں۔ ۱۲ منہ

..... ② رواہ مسلم والترمذی والنسائی و ابن ماجہ و ابوبکر بن ابی شیبہ عن عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ "صحیح مسلم"، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت فی الصلاة، الحدیث: ۹۶۳، ص ۴۷۹.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اُس کو بخش دے اور رحم کر اور عافیت دے اور معاف کر اور عزت کی مہمانی کر اور اس کی جگہ کو کشادہ کر اور اس کو پانی اور برف اور ازلے سے دھو دے اور اس کو خطا سے پاک کر جیسا کہ تو نے سفید کپڑے کو میل سے کیا اور اس کو گھر کے بدلے میں بہتر گھر دے اور اہل کے بدلے میں بہتر اہل دے اور بی بی کے بدلے میں بہتر بی بی اور اس کو جنت میں داخل کر اور عذاب قبر و فتنہ قبر و عذاب جہنم سے محفوظ رکھ۔ ۱۲

..... ③ رواہ الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما. ۱۲ منہ

"المستدرک" للحاکم، کتاب الجنائز، باب أدعية صلاة الجنائز، الحدیث: ۱۳۶۹، ج ۱، ص ۶۸۵. ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیری باندی کا بیٹا ہے گواہی دیتا ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تیرے بندے اور رسول ہیں یہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اس کے عذاب سے غنی ہے دنیا اور دنیا والوں سے جدا ہوا، اگر یہ پاک ہے تو تو اسے پاک و صاف کر اور اگر خطا کار ہے تو بخش دے۔ اے اللہ (عزوجل)! اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔ ۱۲

فَإِنَّهُ (هَآ) اِفْتَقَرَ (اِفْتَقَرْتَ) اِلَيْكَ وَاسْتَغْنَيْتَ عَنْهُ (هَآ) كَانَ (كَانْتَ) يَشْهَدُ (تَشْهَدُ) اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
فَاَغْفِرْ لَهُ (لَهَا) وَارْحَمْهُ (هَآ) وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ (هَآ) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ (هَآ) ط اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ (كَانْتَ) زَاكِيًّا
(زَاكِيَّةً) فَزَكِّهِ (هَآ) وَاِنْ كَانَ (كَانْتَ) خَاطِئًا (خَاطِئَةً) فَاغْفِرْ لَهُ (هَآ) . (1)

(۵) اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ (اَمْتُكَ) وَابْنُ (بْنْتُ) اَمَّتِكَ اِحْتَاَجُ (جِئْتُ) اِلَى رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ
عَذَابِهِ (هَآ) اِنْ كَانَ (كَانْتَ) مُحْسِنًا (مُحْسِنَةً) فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهِ (هَآ) وَاِنْ كَانَ (كَانْتَ) مُسِيئًا (مُسِيئَةً)
فَتَجَاوِزْ عَنْهُ (هَآ) . (2)

(۶) اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ (اَمْتُكَ) وَابْنُ (بْنْتُ) عَبْدِكَ كَانَ (كَانْتَ) يَشْهَدُ (تَشْهَدُ) اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ (هَآ) مِمَّا اِنْ كَانَ (كَانْتَ)
مُحْسِنًا (مُحْسِنَةً) فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهِ (هَآ) وَاِنْ كَانَ (كَانْتَ) مُسِيئًا (مُسِيئَةً) فَاغْفِرْ لَهُ (هَآ) وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ
(هَآ) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ (هَآ) . (3)

① رواه عن امير المؤمنين على كرم الله تعالى وجهه ۱۲ منہ

”کنز العمال“، کتاب الموت، صلاة الجنائز، الحديث: ۴۲۸۵۷، ج ۱۵، ص ۳۰۴.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندہ اور تیری باندی کا بیٹا ہے، اس کے متعلق تیرا حکم نافذ ہے تو نے اسے پیدا کیا
حالانکہ یہ قابل ذکر شے نہ تھا۔ تیرے پاس آیا تو ان سب سے بہتر ہے جن کے پاس اور آجائے۔ اے اللہ حجت کی تو اس کو تلقین کر اور اس
کو اس کے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ملا دے اور قول ثابت پر اسے ثابت رکھ اس لیے کہ یہ تیری طرف محتاج ہے اور تو اس سے غنی
ہے یہ شہادت دیتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، پس اسے بخش دے اور رحم کر اور اس کے اجر سے ہم کو محروم نہ کر اور اس کے
بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔ اے اللہ (عزوجل)! اگر یہ پاک ہے تو پاک کر اور بدکار ہے تو بخش دے۔ ۱۲

② رواه الحاكم عن يزيد بن ركانة رضى الله تعالى عنهما ۱۲ منہ

”المستدرک“ للحاکم، کتاب الجنائز، باب أدعية صلاة الجنازة، الحديث: ۱۳۶۸، ج ۱، ص ۶۸۵.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیری باندی کا بیٹا ہے، تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اسکے عذاب سے غنی ہے اگر نیکو کار ہے تو
اس کی خوبی میں زیادہ کر اور اگر گنہگار ہے تو درگزر فرما۔ ۱۲

③ رواه ابن حبان عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه ۱۲ منہ

”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، کتاب الجنائز، فصل في الصلاة على الجنازة، الحديث: ۳۰۶۲، ج ۵، ص ۳۰.
ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندہ کا بیٹا ہے، گواہی دیتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے بندہ اور تیرے رسول ہیں اور تو ہم سے زیادہ اسے جانتا ہے، اگر نیکو کار ہے تو نیکی میں زیادہ کر اور اگر گنہگار
ہے تو اسے بخش دے اور اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد فتنہ میں نہ ڈال۔ ۱۲

(۷) أَصْبَحَ (أَصْبَحْتَ) عَبْدُكَ (أَمْتُكَ) هَذَا (هَذِهِ) قَدْ تَخَلَّى (تَخَلَّتْ) عَنِ الدُّنْيَا وَتَرَكَهَا (تَرَكَتْهَا) لِأَهْلِهَا وَافْتَقَرَ (افْتَقَرْتَ) إِلَيْكَ وَاسْتَعْنَيْتَ عَنْهُ (هَا) وَقَدْ كَانَ (كَانَتْ) يَشْهَدُ (تَشْهَدُ) أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ (هَا) وَتَجَاوَزْ عَنْهُ (هَا) وَالْحَقُّهُ (هَا) بِنَبِيِّهِ (هَا) صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (1)

(۸) اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ ط وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَا نَيْتِهَا جِنَّا شَفَعَاءَ فَاعْفِرْ لَهَا. (2)

(۹) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَأَخَوَانَا وَأَخَوَاتِنَا وَأَصْلَحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِنَا اللَّهُمَّ هَذَا (هَذِهِ) عَبْدُكَ (أَمْتُكَ) فَلَانُ بْنُ فَلَانٍ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ (بِهَا) مِنَّا فَاعْفِرْ لَنَا وَلَهُ (لَهَا). (3)

(۱۰) اللَّهُمَّ إِنَّ فَلَانَ بْنَ فَلَانٍ (فُلَانُهُ بِنْتُ فَلَانٍ) فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جَوَارِكَ فَقِهِ (هَا) مِنْ

① رواه ابو يعلى بسند صحيح عن سعيد بن المسيب عن امير المؤمنين عمر رضى الله تعالى عنه من قوله الحقنا بما قبله من المرفوعات للمناسبة. ۱۲م

”کنز العمال“، کتاب الموت، صلاة الجنائز، الحديث: ۴۲۸۱۷، ج ۱۵، ص ۲۹۹.

ترجمہ: آج تیرا یہ بندہ دنیا سے نکلا اور دنیا کو اہل دنیا کے لیے چھوڑا۔ تیری طرف محتاج ہے اور تو اس سے غنی گواہی دیتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے بندہ اور رسول ہیں اے اللہ (عزوجل)! تو اس کو بخش دے اور اس سے درگزر فرما اور اس کو اس کے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لاحق کر دے۔ ۱۲

② رواه ابو داود والنسائی والبيهقي عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه. ۱۲م

”سنن أبي داود“، کتاب الجنائز، باب الدعاء للميت، الحديث: ۳۲۰۰، ج ۳، ص ۲۸۳.

و ”السنن الكبرى“ للبيهقي، کتاب الجنائز، باب الدعاء في صلاة الجنائز، الحديث: ۶۹۷۶، ج ۴، ص ۶۸.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو اس کا رب ہے اور تو نے اس کو پیدا کیا اور تو نے اس کو اسلام کی طرف ہدایت کی اور تو نے اس کی روح کو قبض کیا تو اس کے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے ہم سفارش کے لیے حاضر ہوئے اسے بخش دے۔

③ روا ابو نعيم عن عبد الله بن الحارث بن نوفل عن ابيه رضى الله تعالى عنه. ۱۲م

”کنز العمال“، کتاب الموت، صلاة الجنائز، الحديث: ۴۲۸۳۷، ج ۱۵، ص ۳۰۱.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو تو بخش دے اور ہمارے آپس کی حالت درست کر اور ہمارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دے۔ اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ فلاں بن فلاں ہے ہم اس کے متعلق خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے اور تو اس کو ہم سے زیادہ جانتا ہے، تو ہم کو اور اس کو بخش دے۔ ۱۲

فِتْنَةُ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِمَّ اغْفِرْ لَهُ (هَا) وَارْحَمْهُ (هَا) إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ط. (۱)

(۱۱) اللَّهُمَّ اجْرِهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ط اللَّهُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنْبِهَا وَصَعِدْ رُوحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا ط. (۲)

(۱۲) اللَّهُمَّ إِنَّكَ خَلَقْتَنَا وَنَحْنُ عِبَادُكَ ط أَنْتَ رَبُّنَا وَإِلَيْكَ مَعَادُنَا. (۳)

(۱۳) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَوْلَانَا وَآخِرِنَا وَحِينَا وَمَيِّتِنَا وَذَكْرِنَا وَأُنثَانَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ (هَا) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ (هَا). (۴)

(۱۴) اللَّهُمَّ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا بَدِيعَ

① رواہ ابو داود و ابن ماجہ عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ

”سنن أبي داود“، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت، الحدیث: ۳۲۰۲، ج ۳، ص ۲۸۳.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! فلاں بن فلاں تیرے ذمہ اور تیری حفاظت میں ہے، اس کو فتنہ قبر اور عذاب جہنم سے بچا، تُو وفا اور حمد کا اہل ہے اے اللہ (عزوجل)! اس کو بخش اور رحم کر بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ ۱۲

② رواہ ابن ماجہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ

”سنن ابن ماجہ“، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی إدخال المیت القبر، الحدیث: ۱۵۵۳، ج ۲، ص ۲۴۳.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اس کو شیطان سے اور عذاب قبر سے بچا اے اللہ زمین کو اس کی دونوں کروٹوں سے کشادہ کر دے اور اُس کی رُوح کو بلند کر اور اپنی خوشنودی دے۔ ۱۲

③ رواہ البغوی و ابن مندہ والدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی حاضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ

”کنز العمال“، کتاب الموت، صلاة الجنائز، الحدیث: ۴۲۸۴۲، ج ۱۵، ص ۳۰۲.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تُو نے ہم کو پیدا کیا اور ہم تیرے بندے ہیں، تُو ہمارا رب ہے اور تیری ہی طرف ہم کو لوٹنا ہے۔ ۱۲

نوٹ: بہارِ شریعت کے مطبوعہ نسخوں میں عن ابی عامر جبکہ فتاویٰ رضویہ قدیم و جدید دونوں میں عن ابی حاضر ہے۔ ہم نے بہارِ شریعت میں اسے عن ابی حاضر لکھ دیا ہے، کیونکہ یہ دونوں کتابت کی غلطیاں معلوم ہوتی ہیں۔

دیکھئے: ”مسند الفردوس“، الحدیث: ۲۰۲۶، ج ۱، ص ۹۷. ”الاصابة في تمييز الصحابة“ للعسقلاني، رقم: ۹۷۴۱، ج ۷، ص ۷۰.

④ رواہ البغوی عن ابراہیم الاسہلی عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ

”کنز العمال“، کتاب الموت، فی الصلاة علی المیت، الحدیث: ۴۲۲۹۲، ج ۱۵، ص ۲۴۸.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! بخش دے ہمارے اگلے اور پچھلے کو اور ہمارے زندہ و مردہ کو اور ہمارے مرد و عورت کو اور ہمارے چھوٹے اور بڑے کو اور ہمارے حاضر و غائب کو۔ اے اللہ (عزوجل)! اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔ ۱۲

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ ط صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط اللَّهُمَّ إِنَّ الْكَرِيمَ إِذَا أَمَرَ بِالسُّئَالِ لَمْ يَرُدَّهُ أَبَدًا وَقَدْ أَمَرْتَنَا فَدَعَوْنَا وَادْنَتْ لَنَا فَشَفَعْنَا وَأَنْتَ أَكْرَمُ الْأَكْرَمِينَ ط فَشَفِّعْنَا فِيهِ (هَآ) وَارْحَمُهُ (هَآ) فِي وَحْدَتِهِ (هَآ) وَارْحَمُهُ (هَآ) فِي وَحْشَتِهِ (هَآ) وَارْحَمُهُ (هَآ) فِي غُرْبَتِهِ (هَآ) وَارْحَمُهُ (هَآ) فِي كُرْبَتِهِ (هَآ) وَاعْظِمْ لَهُ (لَهَا) أَجْرَهُ (هَآ) وَنَوِّرْ لَهُ (هَآ) قَبْرَهُ (هَآ) وَبَيِّضْ لَهُ (لَهَا) وَجْهَهُ (هَآ) وَبَرِّدْ لَهُ (هَآ) مَضْجَعَهُ (هَآ) وَعَطِّرْ لَهُ (هَآ) مَنْزِلَهُ (هَآ) وَاكْرِمْ لَهُ (هَآ) نَزْلَهُ (هَآ) يَا خَيْرَ الْمُنْزِلِينَ ۝ وَيَا خَيْرَ الْغَافِرِينَ وَيَا خَيْرَ الرَّاحِمِينَ ۝ آمِينَ آمِينَ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِ الشَّافِعِينَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ط وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (1)

فائدہ: نویں دسویں دعاؤں میں اگر میت کے باپ کا نام معلوم نہ ہو تو اُس کی جگہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہے کہ وہ سب آدمیوں کے باپ ہیں اور اگر خود میت کا نام بھی معلوم نہ ہو تو نویں دعا میں ہَذَا عَبْدُكَ يَا هَذِهِ أَمْتُكَ پر قناعت کرے فلاں بن فلاں یا بنت کو چھوڑ دے اور دسویں میں اُس کی جگہ عَبْدُكَ هَذَا یا عورت ہو تو اُمْتُكَ ہَذِهِ کہے۔

فائدہ: میت کا فق و فجو معلوم ہو تو نویں دعا میں لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا کی جگہ قَدْ عَلِمْنَا مِنْهُ خَيْرًا کہے کہ اسلام ہر خیر سے بہتر خیر ہے۔

1 زادہ مجدد المائتہ الحاضرة ۱۲۰ھ

”الفتاوی الرضویۃ“، ج ۹، ص ۲۱۷.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اے ارحم الراحمین، اے ارحم الراحمین، اے زندہ، اے قیوم، اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے، اے عظمت و بزرگی والے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس وجہ سے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو اللہ (عزوجل) یکتا ہے، بے نیاز ہے، جو نہ دوسرے کو جانا، نہ دوسرے سے جانا اور اُس کا مقابل کوئی نہیں۔ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے اللہ کریم! جب سوال کا حکم دیتا ہے تو واپس کبھی نہیں کرتا اور تُو نے ہمیں حکم دیا ہم نے دُعا کی اور تُو نے ہمیں اجازت دی ہم نے سفارش کی اور تو سب کریموں سے زیادہ کریم ہے، ہماری سفارش اس کے بارہ میں قبول کر اور اس کی تہائی میں تُو اس پر رحم کر اور اس کی وحشت میں تُو رحم کر اور اس کی غربت میں تُو رحم کر اس کی بے چینی میں تُو رحم کر اور اس کے اجر کو عظیم کر اور اس کی قبر کو منور کر اور اس کے چہرہ کو سپید کر اور اس کی خواب گاہ کو ٹھنڈا کر اور اُس کی منزل کو معطر کر اور اس کی مہمانی کا سامان اچھا کر۔ اے بہتر اوتارنے والے اور اے بہتر بخشنے والے اور اے بہتر رحم کرنے والے۔ آمین، آمین، آمین، دُرود و سلام بھیج اور برکت کر شفاعت کرنے والوں کے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اُن کی آل و اصحاب سب پر۔ تمام تعریفیں اللہ (عزوجل) کے لیے، جو رب ہے تمام

جہان کا۔ ۱۲

فائدہ: ان دُعاؤں میں بعض مضامین مکرر ہیں اور دُعا میں تکرار مستحسن اگر سب دُعا میں یاد ہوں اور وقت میں گنجائش ہو تو سب کا پڑھنا اولیٰ، ورنہ جو چاہے پڑھے اور امام جتنی دیر میں یہ دُعا میں پڑھے اگر مقتدی کو یاد نہ ہوں تو پہلی دُعا کے بعد آمین آمین کہتا رہے۔

مسئلہ ۱: میت مجنون یا نابالغ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا . (1)

اور لڑکی ہو تو اجْعَلْهَا اور شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً کہے۔ (2) (جوہرہ)

مجنون سے مراد وہ مجنون ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا کہ وہ کبھی مکلف ہی نہ ہوا اور اگر جنون عارضی ہے تو اس کی مغفرت کی دُعا کی جائے، جیسے اوروں کے لیے کی جاتی ہے کہ جنوں سے پہلے تو وہ مکلف تھا اور جنون کے پیشتر کے گناہ جنوں سے جاتے نہ رہے۔ (3) (غنیہ)

مسئلہ ۲: چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دُعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے (4)، سلام میں میت اور فرشتوں اور حاضرین نماز کی نیت کرے، اُسی طرح جیسے اور نمازوں کے سلام میں نیت کی جاتی ہے یہاں اتنی بات زیادہ ہے کہ میت کی بھی نیت کرے۔ (5) (درمختار، رد المحتار وغیرہما)

مسئلہ ۳: تکبیر و سلام کو امام جہر کے ساتھ کہے، باقی تمام دُعا میں آہستہ پڑھی جائیں اور صرف پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہنے کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھ اٹھانا نہیں۔ (6) (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۴: نماز جنازہ میں قرآن بہ نیت قرآن یا تشہد پڑھنا منع ہے اور بہ نیت دُعا و ثنا الحمد وغیرہ آیات دعائیہ و ثنائیہ پڑھنا جائز ہے۔ (7) (درمختار)

مسئلہ ۵: بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ میں تین صفیں کریں کہ حدیث میں ہے: ”جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی،

..... ① ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو اس کو ہمارے لیے پیش رو کر اور اسکو ہمارے لیے ذخیرہ کر اور اسکو ہماری شفاعت کرنیوالا اور مقبول الشفاعۃ کر دے۔ ۱۲

..... ② ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۸۔ ③ ”غنیۃ المتملی“، فصل فی الجنائز، ص ۵۸۷۔

..... ④ اس کی وضاحت فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ 194 پر ملاحظہ فرمائیے۔

..... ⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب هل یسقط فرض... إلخ، ج ۳، ص ۱۳۰، وغیرہما۔

..... ⑥ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، ج ۳، ص ۱۲۸-۱۳۰۔

..... ⑦ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، ج ۳، ص ۱۳۰۔

اُس کی مغفرت ہو جائے گی۔“ اور اگر کل سات ہی شخص ہوں تو ایک امام ہو اور تین پہلی صف میں اور دوسری میں اور ایک تیسری میں۔^(۱) (غنیہ)

مسئلہ ۶: جنازہ میں کچھلی صف کو تمام صفوں پر فضیلت ہے۔^(۲) (درمختار)

(نماز جنازہ کون پڑھائے)

مسئلہ ۷: نماز جنازہ میں امامت کا حق بادشاہ اسلام کو ہے، پھر قاضی، پھر امام جمعہ، پھر امام محلہ، پھر ولی کو، امام محلہ کا ولی پر تقدم بطور استحباب ہے اور یہ بھی اُس وقت کے ولی سے افضل ہو ورنہ ولی بہتر ہے۔^(۳) (غنیہ، درمختار)

مسئلہ ۸: ولی سے مراد میت کے عصبہ ہیں اور نماز پڑھانے میں اولیا کی وہی ترتیب ہے جو نکاح میں ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ نماز جنازہ میں میت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے اور نکاح میں بیٹے کو باپ پر، البتہ اگر باپ عالم نہیں اور بیٹا عالم ہے تو نماز جنازہ میں بھی بیٹا مقدم ہے، اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام غیروں پر مقدم ہیں۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: میت کا ولی اقرب (سب سے زیادہ نزدیک کا رشتہ دار) غائب ہے اور ولی البعد (دور کا رشتہ والا) حاضر ہے تو یہی البعد نماز پڑھائے، غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی دُور ہے کہ اُس کے آنے کے انتظار میں حرج ہو۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو شوہر نماز پڑھائے، وہ بھی نہ ہو تو پڑوسی۔ یوہیں مرد کا ولی نہ ہو تو پڑوسی اوروں پر مقدم ہے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۱۱: غلام مرگیا تو اُس کا آقا بیٹے اور باپ پر مقدم ہے، اگرچہ یہ دونوں آزاد ہوں اور آزاد شدہ غلام میں باپ اور بیٹے اور دیگر ورثہ آقا پر مقدم ہیں۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

① ”غنیۃ المتملی“، فصل فی الجنائز، ص ۵۸۸.

② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۳۱.

③ ”غنیۃ المتملی“، فصل فی الجنائز، ص ۵۸۴.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۳۹ - ۱۴۱.

④ ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: تعظیم اولی الامر واجب، ج ۳، ص ۱۴۱.

⑤ ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: تعظیم اولی الامر واجب، ج ۳، ص ۱۴۱.

⑥ ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۴۳.

⑦ ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: تعظیم اولی الامر واجب، ج ۳، ص ۱۴۳.

مسئلہ ۱۲: مکاتب کا بیٹا یا غلام مر گیا تو نماز پڑھانے کا حق مکاتب کو ہے، مگر اُس کا مولیٰ اگر موجود ہو تو اُسے چاہیے کہ مولیٰ سے پڑھوائے اور اگر مکاتب مر گیا اور اتنا مال چھوڑا کہ بدل کتابت ادا ہو جائے اور وہ مال وہاں موجود ہے تو اُس کا بیٹا نماز پڑھائے اور مال غائب ہے تو مولیٰ۔^(۱) (جوہرہ)

مسئلہ ۱۳: عورتوں اور بچوں کو نماز جنازہ کی ولایت نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: ولی اور بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ کسی اور کو نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دے دے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۵: میت کے ولی اقرب اور ولی البعد دونوں موجود ہیں تو ولی اقرب کو اختیار ہے کہ البعد کے سوا کسی اور سے پڑھوادے البعد کو منع کرنے کا اختیار نہیں اور اگر ولی اقرب غائب ہے اور اتنی دُور ہے کہ اُس کے آنے کا انتظار نہ کیا جاسکے اور کسی تحریر کے ذریعہ سے البعد کے سوا کسی اور سے پڑھوانا چاہے تو البعد کو اختیار ہے کہ اُسے روک دے اور اگر ولی اقرب موجود ہے مگر بیمار ہے تو جس سے چاہے پڑھوادے البعد کو منع کا اختیار نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: عورت مر گئی شوہر اور جوان بیٹا چھوڑا تو ولایت بیٹے کو ہے شوہر کو نہیں، البتہ اگر یہ لڑکا اُسی شوہر سے ہے تو باپ پر پیش قدمی مکروہ ہے، اسے چاہیے کہ باپ سے پڑھوائے اور اگر دوسرے شوہر سے ہے تو سوتیلے باپ پر تقدم کر سکتا ہے کوئی حرج نہیں اور بیٹا بالغ نہ ہو تو عورت کے جو اور ولی ہوں اُن کا حق ہے شوہر کا نہیں۔^(۵) (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دو یا چند شخص ایک درجہ کے ولی ہوں تو زیادہ حق اُس کا ہے جو عمر میں بڑا ہے، مگر کسی کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے ولی کے سوا کسی اور سے بغیر اُس کی اجازت کے پڑھوادے اور اگر ایسا کیا یعنی خود نہ پڑھائی اور کسی اور کو اجازت دے دی تو دوسرے ولی کو منع کا اختیار ہے، اگرچہ یہ دوسرا ولی عمر میں چھوٹا ہو اور اگر ایک ولی نے ایک شخص کو اجازت دی، دوسرے نے دوسرے کو تو جس کو بڑے نے اجازت دی وہ اولیٰ ہے۔^(۶) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: میت نے وصیت کی تھی کہ میری نماز فلاں پڑھائے یا مجھے فلاں شخص غسل دے تو یہ وصیت باطل ہے یعنی اس وصیت سے ولی کا حق جاتا نہ رہے گا، ہاں ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے اُس سے پڑھوادے۔^(۷) (عالمگیری وغیرہ)

① "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، الجزء الأول، ص ۱۳۶.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۳.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب: تعظیم... إلخ، ج ۳، ص ۱۴۱-۱۴۴.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۳.

⑤ المرجع السابق. ⑥ المرجع السابق.

⑦ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۳، وغیرہ.

مسئلہ ۱۹: ولی کے سوا کسی ایسے نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم نہ ہو اور ولی نے اُسے اجازت بھی نہ دی تھی تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہو تو نماز کا اعادہ کر سکتا ہے اور اگر مردہ دفن ہو گیا ہے تو قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر وہ ولی پر مقدم ہے جیسے بادشاہ و قاضی و امام محلہ کہ ولی سے افضل ہو تو اب ولی نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اور اگر ایک ولی نے نماز پڑھا دی تو دوسرے اولیا اعادہ نہیں کر سکتے اور ہر صورت اعادہ میں جو شخص پہلی نماز میں شریک نہ تھا وہ ولی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اور جو شخص شریک تھا وہ ولی کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا ہے کہ جنازہ کی دو مرتبہ نماز ناجائز ہے سوا اس صورت کے کہ غیر ولی نے بغیر اذن ولی پڑھائی۔^(۱) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲۰: جن چیزوں سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں نماز جنازہ بھی اُن سے فاسد ہو جاتی ہے سوا ایک بات کے کہ عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو نماز جنازہ فاسد نہ ہوگی۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مستحب یہ ہے کہ میت کے سینہ کے سامنے امام کھڑا ہو اور میت سے دُور نہ ہو میت خواہ مرد ہو یا عورت بالغ ہو یا نابالغ یہ اُس وقت ہے کہ ایک ہی میت کی نماز پڑھانی ہو اور اگر چند ہوں تو ایک کے سینہ کے مقابل اور قریب کھڑا ہو۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: امام نے پانچ تکبیریں کہیں تو پانچویں تکبیر میں مقتدی امام کی متابعت نہ کرے بلکہ چُپ کھڑا رہے جب امام سلام پھیرے تو اُس کے ساتھ سلام پھیر دے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۲۳: بعض تکبیریں فوت ہو گئیں یعنی اُس وقت آیا کہ بعض تکبیریں ہو چکی ہیں تو فوراً شامل نہ ہو اس وقت ہو جب امام تکبیر کہے اور اگر انتظار نہ کیا بلکہ فوراً شامل ہو گیا تو امام کے تکبیر کہنے سے پہلے جو کچھ ادا کیا اُس کا اعتبار نہیں، اگر وہیں موجود تھا مگر تکبیر تحریمہ کے وقت امام کے ساتھ اللہ اکبر نہ کہا، خواہ غفلت کی وجہ سے دیر ہوئی یا ہونز نیت ہی کرتا رہ گیا تو یہ شخص اس کا انتظار نہ کرے کہ امام دوسری تکبیر کہے تو اُس کے ساتھ شامل ہو بلکہ فوراً ہی شامل ہو جائے۔^(۵) (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۲۴: مسبوق یعنی جس کی بعض تکبیریں فوت ہو گئیں وہ اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۳.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۴۴، وغیرہما.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۴.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: هل یسقط فرض... إلخ، ج ۳، ص ۱۳۴.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۳۱.

⑤ "غنیة المتملی"، فصل فی الجنائز، ص ۵۸۷.

اگر یہ اندیشہ ہو کہ دُعائیں پڑھے گا تو پوری کرنے سے پہلے لوگ میت کو کندھے تک اٹھالیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دُعائیں چھوڑ دے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۲۵: لاحق یعنی جو شروع میں شامل ہوا مگر کسی وجہ سے درمیان کی بعض تکبیریں رہ گئیں مثلاً پہلی تکبیر امام کے ساتھ کہی، مگر دوسری اور تیسری جاتی رہیں تو امام کی چوتھی تکبیر سے پیشتر یہ تکبیریں کہہ لے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار اللہ اکبر کہہ لے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲۷: کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتا ہے یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیت کر لے اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے اور اس صورت میں یعنی جب علیحدہ علیحدہ پڑھے تو اُن میں جو افضل ہے اس کی پہلے پڑھے پھر اس کی جو اُس کے بعد سب میں افضل ہے علیٰ ہذا القیاس۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۲۸: چند جنازے کی ایک ساتھ پڑھائی تو اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کی پانچٹی یا سرہانے دوسرے کو اور اس دوسرے کی پانچٹی یا سرہانے تیسرے کو علیٰ ہذا القیاس۔ اگر آگے پیچھے رکھے تو امام کے قریب اس کا جنازہ ہو جو سب میں افضل ہو پھر اُس کے بعد جو افضل ہو علیٰ ہذا القیاس۔

اور اگر فضیلت میں برابر ہوں تو جس کی عمر زیادہ ہو اسے امام کے قریب رکھیں یہ اس وقت ہے کہ سب ایک جنس کے ہوں اور اگر مختلف جنس کے ہوں تو امام کے قریب مرد ہو اس کے بعد لڑکا پھر خنثی پھر عورت پھر مراہقہ یعنی نماز میں جس طرح مقتدیوں کی صف میں ترتیب ہے، اس کا عکس یہاں ہے اور اگر آزاد و غلام کے جنازے ہوں تو آزاد کو امام سے قریب رکھیں گے اگرچہ نابالغ ہو، اُس کے بعد غلام کو اور کسی ضرورت سے ایک ہی قبر میں چند مُردے دفن کریں تو ترتیب عکس کریں یعنی قبلہ کو اُسے رکھیں جو افضل ہے جب کہ سب مرد یا سب عورتیں ہوں، ورنہ قبلہ کی جانب مرد کو رکھیں پھر لڑکے پھر خنثی پھر عورت پھر مراہقہ کو۔^(۵) (عالمگیری، درمختار)

① "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج ۳، ص ۱۳۶.

② "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي، ج ۳، ص ۱۳۶.

③ "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج ۳، ص ۱۳۶.

④ "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج ۳، ص ۱۳۸.

⑤ "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۵.

و "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج ۳، ص ۱۳۹.

مسئلہ ۲۹: ایک جنازہ کی نماز شروع کی تھی کہ دوسرا آگیا تو پہلے کی پوری کر لے اور اگر دوسری تکبیر میں دونوں کی نیت کر لی، جب بھی پہلے ہی کی ہوگی اور اگر صرف دوسرے کی نیت کی تو دوسرے کی ہوگی اس سے فارغ ہو کر پہلے کی پھر پڑھے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: نماز جنازہ میں امام بے وضو ہو گیا اور کسی کو اپنا خلیفہ کیا تو جائز ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: میت کو بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر پر نماز پڑھیں، جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور مٹی نہ دی گئی ہو تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں اور قبر پر نماز پڑھنے میں دنوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں کہ کتنے دن تک پڑھی جائے کہ یہ موسم اور زمین اور میت کے جسم و مرض کے اختلاف سے مختلف ہے، گرمی میں جلد پھٹے گا اور جاڑے میں بدیر تریا شور زمین میں جلد خشک اور غیر شور میں بدیر فربہ جسم جلد لاغر دیر میں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: کونیں میں گر کر مر گیا یا اوس کے اوپر مکان گر پڑا اور مردہ نکالنا نہ جاسکا تو اسی جگہ اُس کی نماز پڑھیں اور دریا میں ڈوب گیا اور نکالنا نہ جاسکا تو اس کی نماز نہیں ہو سکتی کہ میت کا مصلیٰ کے آگے ہونا معلوم نہیں۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے، خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر، سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض، کہ حدیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی۔^(۵) (درمختار) شارع عام اور دوسرے کی زمین پر نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔^(۶) (ردالمحتار) یعنی جب کہ مالک زمین منع کرتا ہو۔

مسئلہ ۳۴: جمعہ کے دن کسی کا انتقال ہوا تو اگر جمعہ سے پہلے تجھیز و تکفین ہو سکے تو پہلے ہی کر لیں، اس خیال سے روک رکھنا کہ جمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا مکروہ ہے۔^(۷) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: نماز مغرب کے وقت جنازہ آیا تو فرض اور سنتیں پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں۔ یوہیں کسی اور فرض نماز کے وقت جنازہ آئے اور جماعت طیار ہو تو فرض و سنت پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں، بشرطیکہ نماز جنازہ کی تاخیر میں جسم خراب

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۵.

② المرجع السابق.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: تعظیم اولی الامر واجب، ج ۳، ص ۱۴۶.

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: تعظیم اولی الامر واجب، ج ۳، ص ۱۴۷.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۴۸.

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: کراهة صلاة الجنائز فی المسجد، ج ۳، ص ۱۴۸.

⑦ المرجع السابق، مطلب: دفن الميت، ج ۳، ص ۱۷۳، و "الفتاویٰ الرضویة"، ج ۹، ص ۳۱۰.

ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: نماز عید کے وقت جنازہ آیا تو پہلے عید کی نماز پڑھیں پھر جنازہ پھر خطبہ اور گھن کی نماز کے وقت آئے تو پہلے جنازہ پھر گھن کی۔^(۲) (درمختار، جوہرہ)

مسئلہ ۳۷: مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اُس کو غسل و کفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں گے، ورنہ اُسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے، اُس کے لیے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی، یہاں تک کہ سر جب باہر ہوا تھا اس وقت چیختا تھا مگر اکثر حصہ نکلنے سے پیشتر مر گیا تو نماز نہ پڑھی جائے، اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سیدہ تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۳۸: بچہ کی ماں یا جنائی نے زندہ پیدا ہونے کی شہادت دی تو اس کی نماز پڑھی جائے، مگر وراثت کے بارے میں اُن کی گواہی نامعتبر ہے یعنی بچہ اپنے باپ فوت شدہ کا وارث نہیں قرار دیا جائے گا نہ بچہ کی وارث اُس کی ماں ہوگی، یہ اس وقت ہے کہ خود باہر نکلا اور کسی نے حاملہ کے شکم پر ضرب لگائی کہ بچہ مرا ہوا باہر نکلا تو وارث ہوگا اور وارث بنائے گا۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: بچہ زندہ پیدا ہوا یا مردہ اُس کی خلقت تمام ہو یا ناقص تمام بہر حال اس کا نام رکھا جائے اور قیامت کے دن اُس کا حشر ہوگا۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: کافر کا بچہ دار الحرب میں اپنی ماں یا باپ کے ساتھ یا بعد میں قید کیا گیا پھر وہ مر گیا اور اُس کے ماں باپ میں سے اب تک کوئی مسلمان نہ ہوا تو اسے نہ غسل دیں گے نہ کفن، خواہ دار الحرب ہی میں مرا ہو یا دارالاسلام میں اور اگر تنہا دارالاسلام میں اُسے لائیں یعنی اُس کے ماں باپ میں سے کسی کو قید کر کے نہ لائے ہوں نہ وہ بطور خود بچہ کے لانے سے

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: فیما یرجع تقدیمہ من صلاة عید و جنازة... إلخ، ج ۳، ص ۵۲-۵۳.

و ”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۹، ص ۱۸۳-۱۸۴.

② ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج ۳، ص ۵۲.

و ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصلاة، باب صلاة الکسوف، ص ۱۲۴.

③ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: مهم إذا قال... إلخ، ج ۳، ص ۱۵۲-۱۵۴.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: مهم إذا قال... إلخ، ج ۳، ص ۱۵۲.

⑤ المرجع السابق، ص ۱۵۴.

پہلے ذمی بن کر آئے تو اسے غسل و کفن دیں گے اور اُس کی نماز پڑھی جائے گی، اگر اس نے عاقل ہو کر کفر اختیار نہ کیا۔⁽¹⁾
(عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۴۱: کافر کے بچہ کو قید کیا اور ابھی وہ دارالحرب ہی میں تھا کہ اُس کا باپ دارالاسلام میں آ کر مسلمان ہو گیا تو بچہ مسلمان سمجھا جائے گا یعنی اگر چہ دارالحرب میں مر جائے، اسے غسل و کفن دیں گے اس کی نماز پڑھیں گے۔⁽²⁾ (ردالمحتار)
مسئلہ ۴۲: بچہ کو ماں باپ کے ساتھ قید کر لائے اور ان میں سے کوئی مسلمان ہو گیا یا وہ بچہ سمجھ وال تھا، خود مسلمان ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔⁽³⁾ (تنویر الابصار)

مسئلہ ۴۳: کافر کے بچہ کو ماں باپ کے ساتھ قید کیا مگر وہ دونوں وہیں دارالحرب میں مر گئے تو اب مسلمان سمجھا جائے، مجنون بالغ قید کیا گیا تو اس کا حکم وہی ہے جو بچہ کا ہے۔⁽⁴⁾ (ردالمحتار)
مسئلہ ۴۴: مسلمان کا بچہ کافرہ سے پیدا ہوا اور وہ اُس کی منکوحہ نہ تھی، یعنی وہ بچہ زنا کا ہے تو اُس کی نماز پڑھی جائے۔⁽⁵⁾ (ردالمحتار)

قبر و دفن کا بیان

مسئلہ ۱: میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف سے دیواریں قائم کر کے بند کر دیں۔⁽⁶⁾ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: جس جگہ انتقال ہوا اسی جگہ دفن نہ کریں کہ یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے خاص ہے بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں، مقصد یہ کہ اس کے لیے کوئی خاص مدفن نہ بنایا جائے میت بالغ ہو یا نابالغ۔⁽⁷⁾ (درمختار، ردالمحتار)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۵۹.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، ج ۳، ص ۱۵۵، وغیرہما.

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب: مهم إذا قال... إلخ، ج ۳، ص ۱۵۵.

۳..... "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، ج ۳، ص ۱۵۵ - ۱۵۷.

۴..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب: مهم إذا قال... إلخ، ج ۳، ص ۱۵۷.

۵..... "ردالمحتار"

۶..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۵.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب: مهم فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۳.

۷..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب: مهم فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۶.

مسئلہ ۳: قبر کی لمبائی میت کے قد برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی اور بہتر یہ کہ گہرائی بھی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔^(۱) (ردالمحتار) اس سے مراد یہ کہ لحد یا صندوق اتنا ہو، یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔

مسئلہ ۴: قبر دو قسم ہے، لحد کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ کھودیں اور صندوق وہ جو ہندوستان میں عموماً رائج ہے، لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۶: تابوت کہ میت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ ہے، مگر جب ضرورت ہو مثلاً زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں اور اس صورت میں تابوت کے مصارف اس میں سے لیے جائیں جو میت نے مال چھوڑا ہے۔^(۴) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۷: اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سنت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دیں اور دہنے بائیں خام^(۵) اینٹیں لگا دیں اور اوپر کہگل^(۶) کر دیں غرض یہ کہ اندر کا حصہ مثل لحد کے ہو جائے اور لوہے کا تابوت مکروہ ہے اور قبر کی زمین نم ہو تو دھول بچھا دینا سنت ہے۔^(۷) (صغیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: قبر کے اس حصہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہے، پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔^(۸) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۹: قبر میں اترنے والے دو تین جو مناسب ہوں کوئی تعداد اس میں خاص نہیں اور بہتر یہ کہ قوی و نیک و امین

..... ① "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في دفن الميت، ج ۳، ص ۱۶۴.

..... ② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۵.

..... ③ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۶۴.

..... ④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۶۵، وغیرہما.

..... ⑤ یعنی پکی۔

..... ⑥ یعنی مٹی کی لپائی۔

..... ⑦ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في دفن الميت، ج ۳، ص ۱۶۵.

..... ⑧ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶، وغیرہ.

ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے، یوں نہیں کہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں مضائقہ نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ .

اور ایک روایت میں بِسْمِ اللّٰهِ کے بعد وَفَى سَبِيْلِ اللّٰهِ بھی آیا ہے۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: میت کو دہنی طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا مونہ قبلہ کو کریں، اگر قبلہ کی طرف مونہ کرنا بھول گئے تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رو کر دیں اور مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں۔ یوں اگر بائیں کروٹ پر رکھایا جدھر سر ہانا ہونا چاہیے ادھر پاؤں کیے تو اگر مٹی دینے سے پہلے یاد آیا ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔^(۵) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو حرج نہیں۔^(۶) (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کریں اور زمین نرم ہو تو تختہ لگانا بھی جائز ہے، تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اُسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں، صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں، مرد کی قبر کو

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶.

② "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۶۶، وغیرہ.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶.

④ "تنویر الأبصار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۶.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۷.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶.

⑥ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۴۰.

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۷.

دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ اگر مینہ وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے، عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔^(۱) (جوہرہ، درمختار)
مسئلہ ۱۷: تختے لگانے کے بعد مٹی دی جائے مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔

- پہلی بار کہیں: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ .^(۲)
 دوسری بار: وَفِيْهَا نَعِيْذُكُمْ .^(۳)
 تیسری بار: وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى .^(۴)
 یا پہلی بار: اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبِيْهِ .^(۵)
 دوسری بار: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَآءِ لِرَوْحِهِ .^(۶)
 تیسری بار: اَللّٰهُمَّ زَوِّجْهُ مِنْ حُوْرٍ اَعْيُن .^(۷)

اور میت عورت ہو تو،

تیسری بار یہ کہیں: اَللّٰهُمَّ ادْخِلْهَا الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ .^(۸)

باقی مٹی ہاتھ یا گھر پی یا پھوڑے وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔^(۹) (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے، اسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے۔

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في دفن الميت، ج ۳، ص ۱۶۸.

و "الجوهرة النيرة"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۴۰.

② اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا۔ ۱۲

③ اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے۔ ۱۲

④ اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔ ۱۲

⑤ اے اللہ (عزوجل)! زمین کو اس کے دونوں پہلوؤں سے کشادہ کر۔ ۱۲ عورت کے لئے ضمیر مؤنث ہو جَنْبِيْهَا، لِرَوْحِهَا۔ ۱۲

⑥ اے اللہ (عزوجل)! اس کی روح کیلئے آسمان کے دروازے کھول دے۔ ۱۲

⑦ اے اللہ (عزوجل)! حور عین کو اس کی زوجہ کر دے۔ ۱۲

⑧ اے اللہ (عزوجل)! اپنی رحمت سے تو اس کو جنت میں داخل کر دے۔ ۱۲

⑨ "الجوهرة النيرة"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۴۱.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶.

مسئلہ ۱۹: قبر چوکھنی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اس پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے اور قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ خفیف زیادہ۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: جہاز پر انتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو، تو غسل و کفن دے کر نماز پڑھ کر سمندر میں ڈبودیں۔^(۲) (غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: علما و سادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار) یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر خام ہو، اوپر سے پختہ تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۲: اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لیے کچھ لکھ سکتے ہیں، مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو، ایسے مقبرہ میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔^(۴) (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۲۳: مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورہ بقرہ کا اوّل و آخر پڑھیں سرہانے الم سے مُفْلِحُونَ تک اور پابنتی اَمَّنَ الرَّسُولُ سے ختم سورت تک پڑھیں۔^(۵) (جوہرہ)

مسئلہ ۲۴: دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے، کہ ان کے رہنے سے میت کو انس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوت قرآن اور میت کے لیے دُعا و استغفار کریں اور یہ دُعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔^(۶) (جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: ایک قبر میں ایک سے زیادہ بلا ضرورت دفن کرنا جائز نہیں اور ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں، مگر دو میتوں کے درمیان مٹی وغیرہ سے آڑ کر دیں اور کون آگے ہو کون پیچھے یہ اوپر مذکور ہوا۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: جس شہر یا گاؤں وغیرہ میں انتقال ہوا وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے اگرچہ یہ وہاں رہتا نہ

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۸.

② "ردالمحتار" المرجع السابق، ص ۱۶۵ و "غنیۃ المتملی"، فصل فی الجنائز، ص ۶۰۷.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۹.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۷۰.

و "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۴۱.

⑤ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۴۱، وغیرہ.

⑥ المرجع السابق.

⑦ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶.

ہو، بلکہ جس گھر میں انتقال ہوا اس گھر والوں کے قبرستان میں دفن کریں اور دو ایک میل باہر لے جانے میں حرج نہیں کہ شہر کے قبرستان اکثر اتنے فاصلے پر ہوتے ہیں اور اگر دوسرے شہر کو اس کی لاش اٹھالے جائیں تو اکثر علمائے منع فرمایا اور یہی صحیح ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ دفن سے پیشتر لے جانا چاہیں اور دفن کے بعد تو مطلقاً نقل کرنا ممنوع ہے، سوا بعض صورتوں کے جو مذکور ہوں گی۔^(۱) (عالمگیری) اور یہ جو بعض لوگوں کا طریقہ ہے کہ زمین کو سپرد کرتے ہیں پھر وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے اور رافضیوں کا طریقہ ہے۔

مسئلہ ۲۷: دوسرے کی زمین میں بلا اجازت مالک دفن کر دیا تو مالک کو اختیار ہے خواہ اولیائے میت سے کہے اپنا مردہ نکال لو یا زمین برابر کر کے اس میں کھیتی کرے۔ یو ہیں اگر وہ زمین شفعہ میں لے لی گئی یا غصب کیے ہوئے کپڑے کا کفن دیا تو مالک مردہ کو نکلا سکتا ہے۔^(۲) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: وقتی قبرستان میں کسی نے قبر تیار کرائی اس میں دوسرے لوگ اپنا مردہ دفن کرنا چاہتے ہیں اور قبرستان میں جگہ ہے، تو مکروہ ہے اور اگر دفن کر دیا تو قبر کھودوانے والا مردہ کو نہیں نکلا سکتا جو خرچ ہوا ہے لے لے۔^(۳) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: عورت کو کسی وارث نے زیور سمیت دفن کر دیا اور بعض ورثہ موجود نہ تھے ان ورثہ کو قبر کھودنے کی اجازت ہے، کسی کا کچھ مال قبر میں گر گیا مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو قبر کھود کر نکال سکتے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی درہم ہو۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: اپنے لیے کفن تیار رکھے تو حرج نہیں اور قبر کھودو اور کھنا بے معنی ہے کیا معلوم کہاں مرے گا۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۳۱: قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پاخانہ، پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا ناجائز ہے، خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔^(۶) (عالمگیری، درمختار)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۷.

② المرجع السابق، و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۷۱.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۷۱.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۷.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۷۱.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، ج ۳، ص ۱۸۳.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، ج ۳، ص ۱۸۳.

مسئلہ ۳۲: اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں پر گزرنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے، دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے، قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے۔ ایک شخص کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوتے پہنے دیکھا، فرمایا: ”جوتے اتار دے، نہ قبر والے کو ٹو اید ا دے، نہ وہ تجھے۔“ (1)

مسئلہ ۳۳: قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حافظ مقرر کرنا جائز ہے۔ (2) (در مختار) یعنی جب کہ پڑھنے والے اُجرت پر نہ پڑھتے ہوں کہ اُجرت پر قرآن مجید پڑھنا اور پڑھوانا جائز ہے، اگر اُجرت پر پڑھوانا چاہے تو اپنے کام کاج کے لیے نوکر رکھے پھر یہ کام لے۔

مسئلہ ۳۴: شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں، بلکہ در مختار میں کفن پر عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے اور میت کے سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا جائز ہے۔ ایک شخص نے اس کی وصیت کی تھی، انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا، حال پوچھا؟ کہا: جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی کہا تو عذاب سے بچ گیا۔ (3) (در مختار، غنیہ، عن التا تارخانیہ) یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مگر نہ ہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔ (4) (رد المحتار)

(زیارتِ قبور)

مسئلہ ۳۵: زیارتِ قبور مستحب ہے ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے، جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہے، سب میں افضل روزِ جمعہ وقتِ صبح ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات طیبہ پر سفر کر کے جانا جائز ہے، وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں اور اگر وہاں کوئی منکر شرعی ہو مثلاً عورتوں سے اختلاط تو اس کی وجہ سے زیارت ترک نہ کی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا، بلکہ اسے بُرا جانے اور ممکن ہو تو بُری بات زائل کرے۔ (5) (رد المحتار)

..... 1

..... 2 "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۸۵.

..... 3 المرجع السابق، و "الفتاوی التاتارخانیة"، کتاب الصلاة، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۱۷۰.

..... 4 "رد المختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: فیما یکتب علی کفن المیت، ج ۳، ص ۱۸۶.

..... 5 "رد المختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی زیارة القبور، ج ۳، ص ۱۷۷.

مسئلہ ۳۶: عورتوں کے لیے بعض علما نے زیارتِ قبور کو جائز بتایا، درمختار میں یہی قول اختیار کیا، مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع و فزع کریں گی، لہذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لیے جائیں تو بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے ممنوع۔^(۱) (ردالمحتار) اور اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع و فزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔^(۲) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۷: زیارتِ قبر کا طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب^(۳) سے جا کر میت کے مونہ کے سامنے کھڑا ہو، سر ہانے سے نہ آئے کہ میت کے لیے باعثِ تکلیف ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آتا ہے اور یہ کہے:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَإِنَّا أَنْشَاءُ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأَخِرِينَ اللَّهُمَّ رَبَّ الْأَرْوَاحِ الْفَانِيَةِ وَالْأَجْسَادِ الْبَالِيَةِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَةِ ادْخُلْ هَذِهِ الْقُبُورَ مِنْكَ رَوْحًا وَرَيْحَانًا وَمِنَّا تَحِيَّةً وَسَلَامًا۔^(۴)

پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلہ سے بیٹھے کہ اس کے پاس زندگی میں نزدیک یا دور جتنے فاصلہ پر بیٹھ سکتا تھا۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: قبرستان میں جائے تو الحمد شریف اور الم سے مُفْلِحُونَ تک اور آیۃ الکرسی اور اَمِنْ الرَّسُولِ آخر سورہ تک اور سورہ یس اور تَبَارَكَ الَّذِي اور اَللّٰهُمَّ التَّكَاثُرُ ایک ایک بار اور قُلْ هُوَ اللَّهُ بَارَهُ يَٰغِيَارَهُ يَٰسَاتِ يَٰتَيْنِ بار پڑھے اور ان سب کا ثواب مردوں کو پہنچائے۔ حدیث میں ہے: ”جو گیارہ بار قُلْ هُوَ اللَّهُ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی برابر اسے ثواب ملے گا۔“^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في زيارة القبور، ج ۳، ص ۱۷۸۔

② ”الفتاوى الرضوية“، ج ۹، ص ۵۳۸۔

③ یعنی قدموں کی طرف۔

④ سلام ہو تم پر اے قومِ مؤمنین کے گھر والو! تم ہمارے اگلے ہو اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اللہ (عزوجل) سے ہم اپنے اور تمہارے لیے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں، اللہ (عزوجل) ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم کرے۔ اے اللہ (عزوجل)! رب فانی روحوں کے اور جسم گل جانے والے اور بوسیدہ ہڈیوں کے، تو اپنی طرف سے ان قبروں میں تازگی اور خوشبو داخل کر اور ہماری طرف سے تحیت و سلام پہنچا دے۔ ۱۲

⑤ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في زيارة القبور، ج ۳، ص ۱۷۹۔

⑥ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في زيارة القبور، ج ۳، ص ۱۷۹۔

مسئلہ ۳۹: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک فرض و نفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتا ہے، اُن سب کو پہنچے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی، بلکہ اُس کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے یہ نہیں کہ اُسی ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے۔^(۱) (ردالمحتار) بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کے لیے اُن سب کے مجموعے کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا، جس کا ثواب کم از کم دس ملے گا، اس نے دس مُردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اور اس کو ایک سو دس اور ہزار کو پہنچایا تو اسے دس ہزار دس علیٰ ہذا القیاس۔^(۲) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴۰: نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اُس کا ثواب مُردہ کو پہنچایا تو اِنْشَاءَ اللہ تعالیٰ پہنچے گا۔^(۳) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴۱: قبر کو بوسہ دینا بعض علما نے جائز کہا ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ منع ہے۔^(۴) (اشعۃ اللمعات) اور قبر کا طواف تعظیمی منع ہے اور اگر برکت لینے کے لیے گرد مزار پھرا تو حرج نہیں، مگر عوام منع کیے جائیں بلکہ عوام کے سامنے کیا بھی نہ جائے کہ کچھ کا کچھ سمجھیں گے۔

(دفن کے بعد تلقین)

مسئلہ ۴۲: دفن کے بعد مُردہ کو تلقین کرنا، اہل سنت کے نزدیک مشروع ہے۔^(۵) (جوہرہ) یہ جو اکثر کتابوں میں ہے کہ تلقین نہ کی جائے یہ معتزلہ کا مذہب ہے کہ انہوں نے ہماری کتابوں میں یہ اضافہ کر دیا۔^(۶) (ردالمحتار) حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اُس کی مٹی دے چکو، تو تم میں ایک شخص قبر کے سر ہانے کھڑا ہو کر کہے یا فلاں بن فلاں وہ سُنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یا فلاں بن فلاں وہ سُنے گا پھر کہے یا فلاں بن فلاں وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یا فلاں بن فلاں وہ کہے گا، ہمیں ارشاد کر اللہ (عزوجل) تجھ پر رحم فرمائے گا، مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے:

أَذْكُرُ مَا خَرَجْتُ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في القراءة للميت... إلخ، ج ۳، ص ۱۸۰.

② ”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۹، ص ۶۲۳ - ۶۲۹.

③ ”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۹، ص ۶۲۹ - ۶۴۲.

④ ”اشعۃ اللمعات“، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، ج ۱، ص ۷۶۳.

⑤ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۰.

⑥ ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في التلقين بعد الموت، ج ۳، ص ۹۴.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ رَضِيتَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا. (1)

نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے، چلو ہم اُس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے، اس پر کسی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کی، اگر اُس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا: حوا کی طرف نسبت کرے۔ (2)

رواہ الطبرانی فی الکبیر والضعفاء فی الاحکام وغیرہما۔ بعض اجلہ ائمہ تابعین فرماتے ہیں: جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا کہ میت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا جائے:

یا فلان بن فلان قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. (3)

تین بار پھر کہا جائے:

قُلْ رَبِّيَ اللَّهُ وَدِينِيَ الْإِسْلَامُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (4)

اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس پر اتنا اور اضافہ کیا:

وَأَعْلَمُ أَنَّ هَذَيْنِ الَّذِينَ آتِيَكَ أَوْيَا تِيَابِكَ إِنَّمَا هُمَا عَبْدَانِ لِلَّهِ لَا يَضُرَّانِ وَلَا يَنْفَعَانِ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ وَأَشْهَدْ أَنَّ رَبَّكَ اللَّهُ وَدِينَكَ الْإِسْلَامُ وَنَبِيَّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَبَّتْنَا اللَّهُ وَإِيَّاكَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. (5)

مسئلہ ۴۳: قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل بہلے گا۔ (6) (رد المحتار)

..... 1 ترجمہ: تو اُسے یاد کر، جس پر تو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندہ اور

رسول ہیں اور یہ کہ تو اللہ (عزوجل) کے رب اور اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔ ۱۲

..... 2 "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ۷۹۷۹، ج ۸، ص ۲۴۹ - ۲۵۰.

..... 3 اے فلان بن فلان تو کہہ کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ۱۲

..... 4 "الفتاوى الرضوية"، ج ۹، ص ۲۲۲.

تو کہہ میرا رب اللہ (عزوجل) ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ ۱۲

..... 5 "الفتاوى الرضوية"، ج ۹، ص ۲۲۲.

اور جان لے کہ یہ دو شخص جو تیرے پاس آئے یا آئیں گے یہ اللہ (عزوجل) کے بندے ہیں بغیر خدا کے حکم کے نہ ضرر پہنچائیں، نہ نفع

پس نہ خوف کر اور نہ غم کر اور تو گواہی دے کہ تیرا رب اللہ (عزوجل) ہے اور تیرا دین اسلام ہے اور تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں

اللہ (عزوجل) ہم کو اور تجھ کو قول ثابت پر ثابت رکھے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ۱۲

..... 6 "رد المحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في وضع الجريد و نحو الآس على القبور، ج ۳، ص ۱۸۴.

یوہیں جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۴۴: قبر پر سے ترگھاس نوچنا نہ چاہیے کہ اُس کی تسبیح سے رحمت اُترتی ہے اور میت کو اُنس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

تعزیت کا بیان

مسئلہ ۱: تعزیت مسنون ہے۔ حدیث میں ہے، ”جو اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت میں تعزیت کرے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔“^(۲) اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ دوسری حدیث ترمذی وابن ماجہ میں ہے، ”جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے، اُسے اُسی کے مثل ثواب ملے گا۔“^(۳)

مسئلہ ۲: تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے، اس کے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہوگا مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہے مگر اُسے علم نہیں تو بعد میں حرج نہیں۔^(۴) (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: دفن سے پیشتر بھی تعزیت جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد ہو یہ اُس وقت ہے کہ اولیائے میت جزع و فزع نہ کرتے ہوں، ورنہ ان کی تسلی کے لیے دفن سے پیشتر ہی کرے۔^(۵) (جوہرہ)

مسئلہ ۴: مستحب یہ ہے کہ میت کے تمام اقارب کو تعزیت کریں، چھوٹے بڑے مرد و عورت سب کو مگر عورت کو اُس کے محارم ہی تعزیت کریں۔ تعزیت میں یہ کہے، اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر روزی کرے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لفظوں سے تعزیت فرمائی:

لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَأَعْطَىٰ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى .

”خدا ہی کا ہے جو اُس نے لیا دیا اور اُس کے نزدیک ہر چیز ایک میعاد مقرر کے ساتھ ہے۔“^(۶) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵: مصیبت پر صبر کرے تو اُسے دو ثواب ملتے ہیں، ایک مصیبت کا دوسرا صبر کا اور جزع و فزع سے دونوں

① ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في وضع الجريد و نحو الآس على القبور، ج ۳، ص ۱۸۴.

② ”سنن ابن ماجہ“، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عزى مصابا، الحديث: ۱۶۰۱، ج ۲، ص ۲۶۸.

③ ”جامع الترمذی“، أبواب الجنائز، باب ماجاء في أجر من عزى مصابا، الحديث: ۱۰۷۵، ج ۲، ص ۳۳۸.

④ ”الجوهرة النيرة“، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۴۱.

و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ج ۳، ص ۱۷۷.

⑤ ”الجوهرة النيرة“، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۴۱.

⑥ ”الفتاوى الهندية“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، ج ۱، ص ۱۶۷، وغیرہ.

جاتے رہتے ہیں۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: میت کے اعزہ کا گھر میں بیٹھنا کہ لوگ ان کی تعزیت کو آئیں اس میں حرج نہیں اور مکان کے دروازہ پر یا شارع عام پر بچھونے بچھا کر بیٹھنا بڑی بات ہے۔^(۲) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷: میت کے پروسی یا دور کے رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کے لیے اُس دن اور رات کے لیے کھانا لائیں تو بہتر ہے اور انھیں اصرار کر کے کھلائیں۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت اور اگر فقرا کو کھلائیں تو بہتر ہے۔^(۴) (فتح القدیر)

مسئلہ ۹: جن لوگوں سے قرآن مجید یا کلمہ طیبہ پڑھوایا، ان کے لیے بھی کھانا طیار کرنا ناجائز ہے۔^(۵) (ردالمحتار)

یعنی جب کہ ٹھہرا لیا ہو یا معروف ہو یا وہ اغنیا ہوں۔

مسئلہ ۱۰: تیجہ وغیرہ کا کھانا اکثر میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے، اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے۔ یوہیں اگر بعض ورثہ موجود نہ ہوں جب بھی ناجائز ہے، جبکہ غیر موجودین سے اجازت نہ لی ہو اور سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو یا کچھ نابالغ یا غیر موجود ہوں مگر بالغ موجود اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں۔^(۶) (خانہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۱: تعزیت کے لیے اکثر عورتیں رشتہ دار جمع ہوتی ہیں اور روتی پٹیتی نوحہ کرتی ہیں، انھیں کھانا نہ دیا جائے کہ گناہ پر مدد دینا ہے۔^(۷) (کشف الغطا)

مسئلہ ۱۲: میت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور انھیں کے لائق بھیجا جائے

① "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في الثواب على المصيبة، ج ۳، ص ۱۷۵.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، ومما يتصل بذلك مسائل، ج ۱، ص ۱۶۷.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، مطلب في كراهة الضیافة من أهل الميت، ج ۳، ص ۱۷۶.

③ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في الثواب على المصيبة، ج ۳، ص ۱۷۵.

④ "فتح القدیر"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل في الدفن، ج ۲، ص ۱۵۱. طبعة مركز اهل السنة بركات رضا.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في كراهة الضیافة من أهل الميت، ج ۳، ص ۱۷۶.

⑥ "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الحظر و الاباحہ، ج ۴، ص ۳۶۶، و "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۹، ص ۶۶۴، وغیرہ.

⑦ "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۹، ص ۶۶۶.

زیادہ نہیں اوروں کو وہ کھانا، کھانا منع ہے۔^(۱) (کشف الغطا) اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے، اس کے بعد مکروہ۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: قبرستان میں تعزیت کرنا بدعت ہے۔^(۳) (ردالمحتار) اور دفن کے بعد میت کے مکان پر آنا اور تعزیت کر کے اپنے اپنے گھر جانا اگر اتفاقاً ہو تو حرج نہیں اور اس کی رسم کرنا نہ چاہیے اور میت کے مکان پر تعزیت کے لیے لوگوں کا مجمع کرنا دفن کے پہلے ہو یا بعد اسی وقت ہو یا کسی اور وقت خلاف اولیٰ ہے اور کریں تو گناہ بھی نہیں۔

مسئلہ ۱۴: جو ایک بار تعزیت کر آیا اسے دوبارہ تعزیت کے لیے جانا مکروہ ہے۔^(۴) (درمختار)

(سوگ اور نوحہ کا ذکر)

مسئلہ ۱۵: سوگ کے لیے سیاہ کپڑے پہننا مردوں کو ناجائز ہے۔^(۵) (عالمگیری) یوہیں سیاہ بٹے لگانا کہ اس میں نصاریٰ کی مشابہت بھی ہے۔

مسئلہ ۱۶: میت کے گھر والوں کو تین دن تک اس لیے بیٹھنا کہ لوگ آئیں اور تعزیت کر جائیں جائز ہے مگر ترک بہتر اور یہ اس وقت ہے کہ فروش اور دیگر آرائش نہ کرنا ہو ورنہ ناجائز۔^(۶) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بین کہتے ہیں بالاجماع حرام ہے۔ یوہیں واویلا و امصیبتا^(۷) کہہ کے چلا نا۔^(۸) (جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: گریبان پھاڑنا، مونہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا یہ سب جاہلیت کے

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۹، ص ۶۶۶.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی الہدایا و الضیافات، ج ۵، ص ۳۴۴.

③ "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب فی کراہۃ الضیافۃ من اہل المیت، ج ۳، ص ۱۷۷.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، ج ۳، ص ۱۷۷.

⑤ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، ومما يتصل بذلك مسائل، ج ۱، ص ۱۶۷.

⑦ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، ومما يتصل بذلك مسائل، ج ۱، ص ۱۶۷.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب فی کراہۃ الضیافۃ من اہل المیت، ج ۳، ص ۱۷۶.

⑧ یعنی ہائے مصیبت۔

⑨ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۹، وغیرہ.

کام ہیں اور حرام۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں، مگر عورت شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔^(۲)

(حدیث)

مسئلہ ۲۰: آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں، بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر بکا فرمایا۔^(۳) (جوہرہ) اس مقام پر بعض احادیث جو نوحہ وغیرہ کے بارہ میں وارد ہیں ذکر کی جاتی ہیں کہ مسلمان بغور دیکھیں اور اپنے یہاں کی عورتوں کو سنائیں، کہ یہ بلا ہندوستان کی اکثر عورتوں میں ہندوؤں کی تقلید سے پائی جاتی ہے۔

حدیث ۱: بخاری و مسلم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”جو مونہ پر طمانچہ مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (نوحہ کرے) وہ ہم سے نہیں۔“^(۴)

حدیث ۲: صحیحین میں ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی واللفظ لمسلم، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو سر

منڈائے^(۵) اور نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے، میں اس سے بری ہوں۔“^(۶)

حدیث ۳: صحیح مسلم شریف میں ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”میری

امت میں چار کام جاہلیت کے ہیں، لوگ انھیں نہ چھوڑیں گے۔

(۱) حسب پر فخر کرنا اور

(۲) نسب میں طعن کرنا اور

(۳) ستاروں سے مینہ چاہنا (فلاں پختہ کر کے سبب پانی بر سے گا) اور

(۴) نوحہ کرنا

اور فرمایا: ”نوحہ کرنے والی نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس طرح کھڑی کی جائے گی کہ اس پر

..... ① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، ومما يتصل بذلك مسائل، ج ۱، ص ۱۶۷.

..... ② انظر: ”صحیح البخاری“، کتاب الجنائز، باب إحداد المرأة علی غیر زوجها، الحدیث: ۱۲۸۰، ج ۱، ص ۴۳۲.

..... ③ ”الجوہرۃ النيرة“، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۹ - ۱۴۰.

..... ④ ”صحیح البخاری“، کتاب الجنائز، باب ليس منّا من ضرب الحدود، الحدیث: ۱۲۹۷، ج ۱، ص ۴۳۹.

..... ⑤ یعنی کسی کے مرنے پر جیسے ہندو بھدرا کرتے ہیں۔ ۱۲

..... ⑥ ”صحیح مسلم“، کتاب الإیمان، باب تحريم ضرب الحدود... إلخ، الحدیث: ۱۰۴، ص ۶۶.

ایک گرتا قطران کا ہوگا اور ایک خارشٹ کا۔“ (1)

حدیث ۴: صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب اللہ تعالیٰ عذاب نہیں فرماتا اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے“ (2) یعنی جبکہ اس نے وصیت کی ہو یا وہاں رونے کا رواج ہو اور منع نہ کیا ہو، واللہ تعالیٰ اعلم یا یہ مراد ہے کہ ان کے رونے سے اسے تکلیف ہوتی ہے کہ دوسری حدیث میں آیا، ”اے اللہ (عزوجل) کے بندو! اپنے مردے کو تکلیف نہ دو، جب تم رونے لگتے ہو وہ بھی روتا ہے۔“ (3)

حدیث ۵: بخاری و مسلم مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس پر نوحہ کیا گیا، قیامت کے دن اس نوحہ کے سبب اس پر عذاب ہوگا۔“ (4) یعنی انھیں صورتوں میں

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: جب ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا، میں نے کہا مسافرت اور پردیس میں انتقال ہوا، ان پر اس طرح روؤں گی جس کا چرچا ہو، میں نے رونے کا تہیہ کیا تھا اور ایک عورت بھی اس ارادہ سے آئی کہ میری مدد کرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: ”جس گھر سے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو دمر تبہ نکالا، تو اس میں شیطان کو داخل کرنا چاہتی ہے“، فرماتی ہیں: میں رونے سے باز آئی اور نہیں روئی۔ (5)

حدیث ۷: ترمذی ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو مرتا ہے اور رونے والا اس کی خوبیاں بیان کر کے روتا ہے، اللہ تعالیٰ اس میت پر دو فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اسے کو نچتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تُو ایسا تھا؟“ (6)

حدیث ۸: ابن ماجہ ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”اے ابن آدم! اگر تُو اول صدمہ کے وقت صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو تو تیرے لیے جنت کے سوا کسی ثواب پر

1 ”صحیح مسلم“، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ، الحدیث: ۹۳۴، ص ۴۶۵.

2 ”صحیح البخاری“، کتاب الجنائز، باب البكاء عند المریض، الحدیث: ۱۳۰۴، ج ۱، ص ۴۴۱.

3

4 ”صحیح مسلم“، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببكاء أهله علیہ، الحدیث: ۹۳۳، ص ۴۶۵.

5 ”صحیح مسلم“، کتاب الجنائز، باب البكاء علی المیت، الحدیث: ۹۲۲، ص ۴۵۹.

6 ”جامع الترمذی“، أبواب الجنائز، باب ماجاء فی کراهیۃ البكاء علی المیت، الحدیث: ۱۰۰۵، ج ۲، ص ۳۰۵.

میں راضی نہیں۔“ (1)

حدیث ۹: احمد و بیہقی امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جس مسلمان مرد یا عورت پر کوئی مصیبت پہنچی اسے یاد کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ کہے، اگرچہ مصیبت کا زمانہ دراز ہو گیا ہو، تو اللہ تعالیٰ اُس پر نیا ثواب عطا فرماتا ہے اور ویسا ہی ثواب دیتا ہے جیسا اُس دن کہ مصیبت پہنچی تھی۔“ (2)

شہید کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۚ﴾ (3)

جو اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیے گئے، انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمھیں خبر نہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۚ لَا فَرْحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَ يَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ ۚ لَا آلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۚ يُسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ﴾ (4)

جو لوگ راہ خدا میں قتل کیے گئے انھیں مردہ نہ گمان کر، بلکہ وہ اپنے رب (عزوجل) کے یہاں زندہ ہیں انھیں روزی ملتی ہے۔ اللہ (عزوجل) نے اپنے فضل سے جو انھیں دیا اس پر خوش ہیں اور جو لوگ بعد والے ان سے ابھی نہ ملے، ان کے لیے خوشخبری کے طالب کہ ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، اللہ (عزوجل) کی نعمت اور فضل کی خوشخبری چاہتے ہیں اور یہ کہ ایمان والوں کا اجر اللہ (عزوجل) ضائع نہیں فرماتا۔

احادیث میں اس کے فضائل بکثرت وارد ہیں، شہادت صرف اسی کا نام نہیں کہ جہاد میں قتل کیا جائے بلکہ:

(حدیث ۱۰): ایک حدیث میں فرمایا: ”اس کے سوا سات شہادتیں اور ہیں۔“

(۱) جو طاعون سے مرا شہید ہے۔

① ”سنن ابن ماجہ“، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في العبد على المصيبة، الحديث: ۱۵۹۷، ج ۲، ص ۲۶۶۔

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث الحسين بن علي رضي الله عنهما، الحديث: ۱۷۳۴، ج ۱، ص ۴۲۹۔

③ پ ۲، البقرة: ۱۵۴۔

④ پ ۴، آل عمران: ۱۶۹-۱۷۱۔

(۲) جو ڈوب کر مر ا شہید ہے۔

(۳) ذات الجنب میں مر ا شہید ہے۔

(۴) جو پیٹ کی بیماری میں مر ا شہید ہے۔^(۱)

(۵) جو جل کر مر ا شہید ہے۔

(۶) جس کے اوپر دیوار وغیرہ ڈھ پڑے اور مر جائے شہید ہے۔

(۷) عورت کہ بچہ پیدا ہونے یا کو آ رہے پن میں مر جائے شہید ہے۔^(۲)

اس حدیث کو امام مالک^(۳) و ابو داؤد و نسائی نے جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت اور:

حدیث ۲: امام احمد کی روایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”طاعون سے

بھاگنے والا اس کے مثل ہے، جو جہاد سے بھاگا اور جو صبر کرے اس کے لیے شہید کا اجر ہے۔“^(۴)

حدیث ۳: احمد و نسائی و عریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو طاعون میں

مرے، ان کے بارے میں اللہ عزوجل کے دربار میں مقدمہ پیش ہوگا۔ شہدا کہیں گے، یہ ہمارے بھائی ہیں یہ ویسے ہی قتل کیے گئے

جیسے ہم اور بچھونوں پر وفات پانے والے کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں یہ اپنے بچھونوں پر مرے جیسے ہم۔ اللہ عزوجل فرمائے گا:

”ان کے زخم دیکھو، اگر ان کے زخم مقتولین کے مشابہ ہوں، تو یہ انھیں میں ہیں اور انھیں کے ساتھ ہیں۔“ دیکھیں گے تو ان کے

زخم شہدا کے زخم سے مشابہ ہوں گے، شہدا میں شامل کر دیے جائیں گے۔“^(۵)

حدیث ۴: ابن ماجہ کی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ ارشاد فرمایا مسافرت کی موت شہادت ہے۔^(۶)

..... ۱ اس سے مراد استنقا ہے یا دست آنا دونوں قول ہیں اور یہ لفظ دونوں کو شامل ہو سکتا ہے، لہذا اس کے فضل سے امید ہے کہ دونوں کو شہادت

کا اجر ملے۔ ۱۲ منہ حفظ رہ

..... ۲ حدیث کے الفاظ یہ ہیں ((وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِحُجْمٍ فَهِيَ شَهِيدَةٌ)) (”سنن النسائي“، کتاب الجنائز، باب النهی عن البكاء

على الميت، الحديث: ۱۸۴۷، ص ۲۲۰۹) دون قولہ: فہی۔

جس کے یہ معنی ہیں کہ ایسی چیز سے مری، جو اس میں اکٹھی ہے جدا نہ ہوئی اس میں ولادت و زوال بکارت دونوں داخل ہیں۔ ۱۲

..... ۳ ”الموطأ“ لإمام مالك، کتاب الجنائز، باب النهی عن البكاء على الميت، الحديث: ۵۶۳، ج ۱، ص ۲۱۸۔

..... ۴ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ۱۴۸۸۱، ج ۵، ص ۱۴۲۔

..... ۵ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث العرياض بن سارية، الحديث: ۱۷۱۵۹، ج ۶، ص ۸۶۔

..... ۶ ”سنن ابن ماجه“، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء فيمن مات غريبا، الحديث: ۱۶۱۳، ج ۲، ص ۲۷۵۔

ان کے سوا اور بہت صورتیں ہیں جن میں شہادت کا ثواب ملتا ہے، امام جلال الدین سیوطی وغیرہ ائمہ نے ان کو ذکر کیا ہے، بعض یہ ہیں۔

(۹) ریل کی بیماری میں مرا۔

(۱۰) سواری سے گر کر کرایا مرگی سے مرا۔

(۱۱) بخار میں مرا۔

(۱۲) مال یا

(۱۳) جان یا

(۱۴) اہل یا

(۱۵) کسی حق کے بچانے میں قتل کیا گیا۔

(۱۶) عشق میں مرا بشرطیکہ پاکدامن ہو اور چھپایا ہو۔

(۱۷) کسی درندہ نے پھاڑ کھایا۔

(۱۸) بادشاہ نے ظلماً قید کیا یا

(۱۹) مارا اور مر گیا۔

(۲۰) کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا۔

(۲۱) علم دین کی طلب میں مرا۔

(۲۲) مؤذن کہ طلب ثواب کے لیے اذان کہتا ہو۔

(۲۳) تاجر راست گو۔

(۲۴) جسے سمندر کے سفر میں متلی اور قے آئی۔

(۲۵) جو اپنے بال بچوں کے لیے سعی کرے، ان میں امر آلہی قائم کرے اور انھیں حلال کھلائے۔

(۲۶) جو ہر روز پچیس بار یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِي الْمَوْتِ وَفِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ.

(۲۷) جو چاشت کی نماز پڑھے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور ترک و سفر و حضر میں کہیں ترک نہ کرے۔

(۲۸) فسادِ اُمت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا، اس کے لیے سوشہید کا ثواب ہے۔

(۲۹) جو مرض میں لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ چالیس بار کہے اور اسی مرض میں مرجائے اور اچھا ہو گیا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(۳۰) کفار سے مقابلہ کے لیے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔

(۳۱) جو ہر رات میں سورہ یس شریف پڑھے۔

(۳۲) جو باطہارت سویا اور مر گیا۔

(۳۳) جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سو بار دُرُود شریف پڑھے۔

(۳۴) جو سچے دل سے یہ سوال کرے کہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔

(۳۵) جو جمعہ کے دن مرے۔

(۳۶) جو صبح کو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ تین بار پڑھ کر سورہ حشر کی پچھلی تین آیتیں

پڑھے، اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا کہ اس کے لیے شام تک استغفار کریں اور اگر اس دن میں مرا تو شہید مرا اور جو شام کو کہے صبح تک کے لیے یہی بات ہے۔^(۱)

مسائل فقہیہ

اصطلاح فقہ میں شہید اس مسلمان عاقل بالغ طاہر کو کہتے ہیں جو بطور ظلم کسی آلہ جارحہ سے قتل کیا گیا اور نفس قتل سے مال نہ واجب ہوا ہو اور دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔^(۲) شہید کا حکم یہ ہے کہ غسل نہ دیا جائے، ویسے ہی خون سمیت دفن کر دیا جائے۔^(۳) تو جہاں یہ حکم پایا جائے گا فقہاء اسے شہید کہیں گے ورنہ نہیں، مگر شہید فقہی نہ ہونے سے یہ لازم نہیں کہ شہید کا ثواب بھی نہ پائے، صرف اس کا مطلب اتنا ہوگا کہ غسل دیا جائے و بس۔

مسئلہ ۱: نابالغ اور مجنون کو غسل دیا جائے، اگرچہ وہ کسی طرح قتل کیے گئے، جنب اور حیض و نفاس والی عورت خواہ ابھی حیض و نفاس میں ہو یا ختم ہو گیا مگر ابھی غسل نہ کیا تو ان سب کو غسل دیا جائے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: حیض شروع ہوئے ابھی پورے تین دن نہ ہوئے تھے کہ قتل کی گئی تو اسے غسل نہ دیں گے کہ ابھی یہ نہیں کہہ

① "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الشهيد، مطلب في تعداد الشهداء، ج ۳، ص ۱۹۵ - ۱۹۷.

② "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الشهيد، ج ۳، ص ۱۸۷ - ۱۸۹.

③ "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب الشهيد، ج ۳، ص ۱۹۱.

④ "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الشهيد، ج ۳، ص ۱۸۷.

سکتے کہ حائض ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۳: جنب ہونا یوں معلوم ہوگا کہ قتل سے پہلے اس نے خود بیان کیا ہو یا اس کی عورت نے بتایا۔^(۲) (جوہرہ)

مسئلہ ۴: آلہ جارحہ وہ جس سے قتل کرنے سے قاتل پر قصاص واجب ہوتا ہے یعنی جو اعضا کو جدا کر دے جیسے تلوار، بندوق کو بھی آلہ جارحہ کہیں گے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: جب نفس قتل سے قاتل پر قصاص واجب نہ ہو بلکہ مال واجب ہو تو غسل دیا جائے گا، مثلاً لاٹھی سے مارا یا قتل خطا کہ نشانہ پر مار رہا تھا مگر کسی آدمی کو لگا اور مر گیا یا کوئی شخص ننگی تلوار لیے سو گیا اور سوتے میں کسی آدمی پر وہ تلوار گر پڑی وہ مر گیا یا کسی شہر یا گاؤں میں یا ان کے قریب مقتول پڑا ملا اور اس کا قاتل معلوم نہیں، ان سب صورتوں میں غسل دیں گے اور اگر مقتول شہر وغیرہ میں ملا اور معلوم ہے کہ چوروں نے قتل کیا ہے خواہ اسلحہ سے قتل کیا ہو یا کسی اور چیز سے تو غسل نہ دیا جائے، اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ کس چور نے قتل کیا۔ یوہیں اگر جنگل میں ملا اور معلوم نہیں کہ کس نے قتل کیا تو غسل نہ دیں گے۔ یوہیں اگر ڈاکوؤں نے قتل کیا تو غسل نہ دیں گے، ہتھیار سے قتل کیا ہو یا کسی اور چیز سے۔^(۴) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۶: اگر نفس قتل سے مال واجب نہ ہو بلکہ وجوب مال کسی امر خارج سے ہے، مثلاً قاتل و اولیائے مقتول میں صلح ہوگئی یا باپ نے بیٹے کو مار ڈالا یا کسی ایسے کو مارا کہ اس کا وارث بیٹا ہے، مثلاً اپنی عورت کو مار ڈالا اور عورت کا وارث بیٹا ہے جو اسی شوہر سے ہے تو قصاص کا مالک یہی لڑکا ہوگا مگر چونکہ اس کا باپ قاتل ہے قصاص ساقط ہو گیا تو ان صورتوں میں غسل نہ دیا جائے۔^(۵) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۷: اگر قتل بطور ظلم نہ ہو بلکہ قصاص یا حد یا تعزیر میں قتل کیا گیا یا درندہ نے مار ڈالا تو غسل دیں گے۔^(۶)

(درمختار)

مسئلہ ۸: کوئی شخص گھائل ہو مگر اس کے بعد دنیا سے متمتع ہوا، مثلاً کھایا یا پیایا سو یا علاج کیا، اگرچہ یہ چیزیں بہت

قلیل ہوں یا خیمہ میں ٹھہرا یعنی وہیں جہاں زخمی ہوا یا نماز کا ایک وقت پورا ہوش میں گزرا، بشرطیکہ نماز ادا کرنے پر قادر ہو یا وہاں

۱..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۸۷.

۲..... "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاة، باب الشہید، ص ۱۴۳.

۳..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۸۹.

۴..... المرجع السابق، وغیرہ.

۵..... المرجع السابق.

۶..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۹۲.

سے اٹھ کر دوسری جگہ کو چلایا لوگ اُسے معرکہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے گئے خواہ زندہ پہنچا ہو یا راستہ ہی میں انتقال ہو یا کسی دنیوی بات کی وصیت کی یا بیع کی یا کچھ خریدا یا بہت سی باتیں کیں، تو ان سب صورتوں میں غسل دیں گے، بشرطیکہ یہ امور جہاد ختم ہونے کے بعد واقع ہوئے اور اگر اثنائے جنگ میں ہوں تو یہ چیزیں مانع شہادت نہیں یعنی غسل نہ دیں گے اور وصیت اگر آخرت کے متعلق ہو یا دو ایک بات بولا اگر چہ لڑائی کے بعد تو شہید ہے غسل نہ دیں گے اور اگر لڑائی میں نہیں قتل کیا گیا بلکہ ظلماً تو ان چیزوں میں سے اگر کوئی پانی گئی غسل دیں گے ورنہ نہیں۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جس کو حربی یا باغی یا ڈاکو نے کسی آلہ سے قتل کیا ہو یا ان کے جانوروں نے اسے کچل دیا، اگرچہ خود یہی ان کے جانور پر سوار تھا یا کھینچے لیے جاتا تھا یا اس جانور نے اپنے ہاتھ پاؤں اس پر مارے یا دانت سے کاٹا یا اس کی سواری کو ان لوگوں نے بھڑکادیا اُس سے گر کر مر گیا یا انہوں نے اس پر آگ پھینکی یا اُن کے یہاں سے ہوا آگ اڑالائی یا انہوں نے کسی لکڑی میں آگ لگا دی جس کا ایک کنارہ اُدھر تھا اور ان صورتوں میں جل کر مر گیا یا معرکہ میں مرا ہوا ملا اور اُس پر زخم کا نشان ہے، مثلاً آنکھ کان سے خون نکلا ہے یا حلق سے صاف خون نکلا یا اُن لوگوں نے شہر پناہ پر سے اُسے پھینک دیا یا اُس کے اوپر دیوار ڈھادی یا پانی میں ڈوبادیا یا پانی بند تھا انہوں نے کھول کر ادھر بہادیا کہ ڈوب گیا یا گلا گھونٹ دیا، غرض وہ لوگ جس طرح بھی مسلمان کو قتل کریں یا قتل کے سبب بنیں وہ شہید ہے۔^(۲) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۰: معرکہ میں مُردہ ملا اور اُس پر قتل کا کوئی نشان نہیں یا اُس کی ناک یا پاخانہ پیشاب کے مقام سے خون نکلا ہے یا حلق سے بستہ خون نکلا یا دشمن کے خوف سے مر گیا تو غسل دیا جائے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۱: اپنی جان یا مال یا کسی مسلمان کے بچانے میں لڑا اور مارا گیا وہ شہید ہے، لوہے یا پتھر یا لکڑی کسی چیز سے قتل کیا گیا ہو۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: دو کشتیوں میں مسلمان تھے، دشمن نے ایک کشتی پر آگ پھینکی یہ لوگ جل گئے، وہ آگ بڑھ کر دوسری کشتی میں لگی یہ بھی جلے تو اس دوسری کشتی والے بھی شہید ہیں۔^(۵) (عالمگیری)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۹۲-۱۹۴.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السابع، ج ۱، ص ۱۶۷-۱۶۸.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۸۹، وغیرہما.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۹۰.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السابع، ج ۱، ص ۱۶۸.

⑤ المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: مشرک کا گھوڑا چھوٹ کر بھاگا اور اُس پر کوئی سوار نہیں اس نے کسی مسلمان کو کچل دیا یا مسلمان نے کافر پر تیر چلایا وہ مسلمان کو لگایا کافر کے گھوڑے سے مسلمان کا گھوڑا بھڑکا اُس نے مسلمان سوار کو گرا دیا یا معاذ اللہ! مسلمانوں نے فرار کی کافروں نے ان کو آگ یا خندق کی طرف مضطر کیا یا مسلمانوں نے اپنے گرد گوکھر و بچھائے تھے پھر اُس پر چلے اور مر گئے ان سب صورتوں میں غسل دیا جائے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: لڑائی میں کسی مسلمان کا گھوڑا بھڑکایا کافروں کا جھنڈا دیکھ کر بدکا، مگر کافروں نے اسے نہیں بھڑکایا اور اس نے سوار کو گرا دیا وہ مر گیا یا کافر قلعہ بند ہوئے اور مسلمان شہر پناہ پر چڑھے، اُس پر سے پھسل کر کوئی گرا اور مر گیا یا معاذ اللہ! مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ایک مسلمان کی سواری نے دوسرے مسلمانوں کو کچل دیا، خواہ وہ مسلمان اس پر سوار ہو یا باگ پکڑ کر لیے جاتا یا پیچھے سے ہانکتا ہو یا دشمن پر حملہ کیا اور گھوڑے سے گر کر مر گیا، ان سب صورتوں میں غسل دیا جائے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے، مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی اور ایک شخص مُردہ ملا تو جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ آلہ جارحہ سے ظلماً قتل کیا گیا غسل دیا جائے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: شہید کے بدن پر جو چیزیں از قسم کفن نہ ہوں اُتار لی جائیں، مثلاً پوسٹین زرہ ٹوپی، خود ہتھیار، روئی کا کپڑا اور اگر کفن مسنون میں کچھ کمی پڑے تو اضافہ کیا جائے اور پاجامہ نہ اُتار جائے اور اگر کمی ہے مگر پورا کرنے کو کچھ نہیں تو پوسٹین اور روئی کا کپڑا نہ اُتاریں، شہید کے سب کپڑے اُتار کر نئے کپڑے دینا مکروہ ہے۔^(۴) (عالمگیری، رد المحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۷: جیسے اور مُردوں کو خوشبو لگاتے ہیں شہید کو بھی لگائیں، شہید کا خون نہ دھویا جائے، خون سمیت دفن کریں اور اگر کپڑے میں نجاست لگی ہو تو دھو ڈالیں۔^(۵) (عالمگیری وغیرہ) شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔^(۶) (عامہ کتب)

مسئلہ ۱۸: دشمن پر وار کیا ضرب اُس پر نہ پڑی، بلکہ خود اس پر پڑی اور مر گیا تو عند اللہ شہید ہے، مگر غسل دیں اور نماز پڑھیں۔^(۷) (جوہرہ)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السابع، ج ۱، ص ۱۶۸.

② المرجع السابق.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق، "رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۹۱، وغیرہما.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السابع، ج ۱، ص ۱۶۸، وغیرہ.

⑥ "الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۹۱.

⑦ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الشہید، ص ۱۴۵.

کعبہ معظمہ میں نماز پڑھنے کا بیان

حدیث ۲۱: صحیح مسلم و صحیح بخاری میں ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسامہ بن زید و عثمان بن طلحہ حبشی و بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا گیا کچھ دیر تک وہاں ٹھہرے جب باہر تشریف لائے، میں نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کیا کیا؟ کہا: ایک ستون بائیں طرف کیا اور دودا ہنی طرف اور تین پیچھے پھر نماز پڑھی اور اُس زمانہ میں بیت اللہ شریف کے چھ ستون تھے۔^(۱)

مسئلہ ۱: کعبہ معظمہ کے اندر ہر نماز جائز ہے، فرض ہو یا نفل تنہا پڑھے یا باجماعت، اگرچہ امام کا رخ اور طرف ہو اور مقتدی کا اور طرف مگر جب کہ مقتدی کی پشت امام کے سامنے ہو تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی اور اگر مقتدی کا مونہ امام کے مونہ کے سامنے ہو تو ہو جائے گی، مگر کوئی چیز اگر درمیان میں حائل نہ ہو تو مکروہ ہے اور اگر مقتدی کا مونہ امام کی کروٹ کی طرف ہو تو بلا کراہت جائز۔^(۲) (جوہرہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲: کعبہ معظمہ کی چھت پر نماز پڑھی جب بھی یہی صورتیں ہیں، مگر اُس کی چھت پر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔^(۳) (تنویر الأبصار)

مسئلہ ۳: مسجد الحرام شریف میں کعبہ معظمہ کے گرد جماعت کی اور مقتدی کعبہ معظمہ کے چاروں طرف ہوں جب بھی جائز ہے اگرچہ مقتدی بہ نسبت امام کے کعبہ سے قریب تر ہو، بشرطیکہ یہ مقتدی جو بہ نسبت امام کے قریب تر ہے ادھر نہ ہو جس طرف امام ہو بلکہ دوسری طرف ہو اور اگر اسی طرف ہے جس طرف امام ہے اور بہ نسبت امام کے قریب تر ہے تو اُس کی نماز نہ ہوئی۔^(۴) (عامہ کتب)

مسئلہ ۴: امام کعبہ کے اندر ہے اور مقتدی باہر تو اقتدا صحیح ہے، خواہ امام تنہا اندر ہو یا اس کے ساتھ بعض مقتدی بھی ہوں، مگر دروازہ کھلا ہونا چاہیے کہ امام کے رکوع و سجود کا حال معلوم ہوتا رہے اور اگر دروازہ بند ہے مگر امام کی آواز آتی ہے جب بھی

۱..... "صحیح البخاری"، کتاب الصلاة، باب الصلاة بین السواری فی غیر جماعۃ، الحدیث: ۵۰۵، ج ۱، ص ۱۸۸.

۲..... "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی الکعبۃ، ص ۱۴۵.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی الکعبۃ، ج ۳، ص ۱۹۸، وغیرہما.

۳..... "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی الکعبۃ، ج ۳، ص ۱۹۸.

۴..... "تنویر الأبصار" و "ردالمحتار" کتاب الصلاة، باب الصلاة فی الکعبۃ، ج ۳، ص ۱۹۹، وغیرہما.

خرج نہیں مگر جس صورت میں امام تنہا اندر ہو کر اہت ہے کہ امام تنہا بلندی پر ہوگا اور یہ مکروہ ہے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: امام باہر ہو اور مقتدی اندر جب بھی نماز صحیح ہے بشرطیکہ مقتدی کی پشت امام کے مواجہہ میں نہ ہو۔^(۲)

(ردالمحتار)

قد تم هذا الجزء بحمد الله تعالى وله الحمد اولا واخرا وباطنا وظاهرا والصلوة والسلام على من
ارسله شاهدا ومبشرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا واله واصحابه وابنه وحزبه اجمعين الى يوم
الدين والحمد لله رب العالمين وانا الفقير الى الغنى ابو العلا امجد على الاعظمى غفر الله لوالديه امين.

تصدیق جلیل و تقریظ بے مثل

امام اہلسنت، ناصردین وملت، محی الشریعہ کاسر الفتنہ، قامع البدع، مجدد المائتہ الحاضرہ، صاحب الحجۃ القاہرہ،
سیدی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی اعلیٰ حضرت مولانا مولوی حاجی قاری مفتی احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی
نفع الاسلام والمسلمین باسرارہ القدسیہ وکمالاتہ المعنویہ والصوریہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

الحمد لله وكفى وسلم على عباده الذين اصطفى لا سيما على الشارع المصطفى ومقتفيه في
المشارع اولى الصّدق والصفاء.

فقیر غفرلہ المولی القدر نے یہ مبارک رسالہ بہار شریعت حصہ چہارم تصنیف لطیف انہی فی اللہ ذی الحمد والجلال والطبع
السلیم والفکر القویم والفضل والعلی مولانا ابوالعلی مولوی حکیم امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرّب والسکّنی رزقہ اللہ تعالیٰ
فی الدارین الحسنی مطالعہ کیا الحمد للہ مسائل صحیحہ رجحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا۔ آج کل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس
اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی و اغلاط کے مصنوع و ملع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولوی عزوجل مصنف کی عمر و علم و فیض
میں برکت دے اور ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی و شافی و وافی و صافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہل سنت
میں شائع و معمول اور دنیا و آخرت میں مقبول فرمائے۔ آمین

والحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا محمد واله وصحبه وابنه وحزبه
اجمعين امين. ذى الحجة الحرام ١٣٣٤ هجرية على صاحبها واله الكرام افضل الصلوة والتحية امين.

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الكعبة، ج ٣، ص ٢٠٠.

② "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الكعبة، ج ٣، ص ٢٠٠.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نُحَمِّدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ط

زکاة کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝﴾ (1)

اور متقی وہ ہیں کہ ہم نے جو انھیں دیا ہے، اُس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا ۝﴾ (2)

ان کے مالوں میں سے صدقہ لو، اس کی وجہ سے انھیں پاک اور ستھرا بنادو۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَعِلُوْنَ ۝﴾ (3)

اور فلاح پاتے وہ ہیں جو زکاة ادا کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِیْنَ ۝﴾ (4)

اور جو کچھ تم خرچ کرو گے، اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِیْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةٌ

حَبَّةٌ ط وَاللّٰهُ یُضَعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَا

1 پ ۱، البقرة: ۳.

2 پ ۱۱، التوبة: ۱۰۳.

3 پ ۱۸، المؤمنون: ۴.

4 پ ۲۲، سبا: ۳۹.

أَنْفَقُوا مَنَا وَلَا أَدَى ۖ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَدَى ۖ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ۝ (1)

جولوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی کہاوت اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیں نکلیں۔ ہر بال میں سودا نے اور اللہ (عزوجل) جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور اللہ (عزوجل) وسعت والا، بڑا علم والا ہے۔ جولوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے، نہ اذیت دیتے ہیں، اُن کے لیے اُن کا ثواب اُن کے رب کے حضور ہے اور نہ اُن پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اچھی بات اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد اذیت دینا ہو اور اللہ (عزوجل) بے پرواہ حلم والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝﴾ (2)

ہرگز نیکی حاصل نہ کرو گے جب تک اس میں سے نہ خرچ کرو جسے محبوب رکھتے ہو اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ (عزوجل) اُسے جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ۖ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ ۖ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ۖ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ ۖ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ۖ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝﴾ (3)

نیکی اس کا نام نہیں کہ مشرق و مغرب کی طرف منہ کر دو، نیکی تو اُس کی ہے جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن اور ملائکہ و کتاب و انبیاء پر ایمان لایا اور مال کو اُس کی محبت پر رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سالکین کو اور گردن چھٹانے میں دیا اور نماز قائم کی اور زکاة دی اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی معاہدہ کریں تو اپنے عہد کو پورا کریں اور تکلیف و مصیبت اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے وہ لوگ سچے ہیں اور وہی لوگ متقی ہیں۔

① پ ۳، البقرة: ۲۶۱ - ۲۶۳.

② پ ۴، ال عمران: ۹۲.

③ پ ۲، البقرة: ۱۷۷.

اور فرماتا ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۚ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ﴾ (1)

جو لوگ بخل کرتے ہیں اُس کے ساتھ جو اللہ (عزوجل) نے اپنے فضل سے انھیں دیا۔ وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ اُن کے لیے بہتر ہے بلکہ یہ اُن کے لیے بُرا ہے۔ اس چیز کا قیامت کے دن اُن کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جس کے ساتھ بخل کیا۔ اور فرماتا ہے۔

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۚ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۚ هَذَا مَا كَنْزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۚ﴾ (2)

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اُسے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں، انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو، جس دن آتش جہنم میں وہ تپائے جائیں گے اور اُن سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پٹھیں داغی جائیں گی (3) (اور اُن سے کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لیے جمع کیا تھا تو اب چکھو جو جمع کرتے تھے۔ نیز زکاة کے بیان میں بکثرت آیات وارد ہوئیں جن سے اُس کا مہتم بالشان ہونا ظاہر۔

احادیث اس کے بیان میں بہت ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں:

حدیث ۲۷۱: صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اُس کی زکاة ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجه سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا، جس کے سر پر دو چٹیاں ہوں گی۔ وہ سانپ اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔“ اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ

① پ ۴، ال عمران: ۱۸۰۔

② پ ۱۰، التوبة: ۳۴ - ۳۵۔

③ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کوئی روپیہ دوسرے روپیہ پر نہ رکھا جائے گا۔ نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی پر بلکہ زکاة نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں جمع کیے ہوں تو ہر روپیہ جدا داغ دے گا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲ منہ ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الصدقات، الترہیب من منع الزکاة، الحدیث: ۲۲، ج ۱، ص ۳۱۰۔

الَّذِينَ يَبْخُلُونَ ﴿١﴾ الآیہ۔ اسی کے مثل ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۳: احمد کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے، ”جس مال کی زکاۃ نہیں دی گئی، قیامت کے دن وہ

گنجا سانپ (۲) ہوگا، مالک کو دوڑائے گا، وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اُس کے منہ میں ڈال دے گا۔“ (۳)

حدیث ۴، ۵: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو شخص سونے

چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے پتر بنائے جائیں گے اور پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف اور اونٹ کے بارے میں فرمایا: جو اس کا حق نہیں ادا کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فریبہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اُسے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے، جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی اور گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا: کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لٹا ینگے اور وہ سب کی سب آئیں گی، نہ ان میں مڑے ہوئے سینگ کی کوئی ہوگی، نہ بے سینگ کی، نہ ٹوٹے سینگ کی اور سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی (۴) اور اسی کے مثل صحیحین میں اونٹ اور گائے اور بکریوں کی زکاۃ نہ دینے میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ (۵)

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جب

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے، اس وقت اعراب میں کچھ لوگ کافر ہو گئے (کہ زکاۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے)، صدیق اکبر نے اُن پر جہاد کا حکم دیا، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اُن سے آپ کیونکر قتال کرتے ہیں کہ

۱..... ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۱۴۰۳، ج ۱، ص ۴۷۴۔

پ ۴، ال عمرن: ۱۸۰۔

۲..... سانپ جب ہزار برس کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار برس کا ہوتا ہے، وہ بال گر جاتے ہیں۔ یہ معنی ہیں گنچے سانپ کے کہ اتنا پرانا ہوگا۔ ۱۲ منہ

۳..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبی ہریرہ، الحدیث: ۱۰۸۵۷، ج ۳، ص ۶۲۶۔

یہ حدیث طویل ہے مختصر اُز کر کی گئی۔ ۱۲ منہ

۴..... ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۹۸۷، ص ۴۹۱۔

۵..... ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ البقر، الحدیث: ۱۴۶۰، ج ۱، ص ۴۹۲۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے، مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہیں اور جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ لیا، اُس نے اپنی جان اور مال بچا لیا، مگر حق اسلام میں اور اس کا حساب اللہ (عزوجل) کے ذمہ ہے (یعنی یہ لوگ تو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے والے ہیں، ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا) صدیق اکبر نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس سے جہاد کروں گا، جو نماز و زکاة میں تفریق کرے^(۱) (کہ نماز کو فرض مانے اور زکاة کی فرضیت سے انکار کرے)، زکاة حق المال ہے، خدا کی قسم! بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے، اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر اُن سے جہاد کروں گا، فاروق اعظم فرماتے ہیں: واللہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے۔ اُس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔^(۲)

حدیث ۷: ابوداؤد نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ جب یہ آیہ کریمہ ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾^(۳) نازل ہوئی، مسلمانوں پر شاق ہوئی (سمجھے کہ چاندی سونا جمع کرنا حرام ہے تو بہت دقت کا سامنا ہوگا)، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں تم سے مصیبت دور کر دوں گا۔ حاضر خدمت اقدس ہوئے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ آیت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اصحاب پر گراں معلوم ہوئی فرمایا: کہ ”اللہ تعالیٰ نے زکاة تو اس لیے فرض کی کہ تمہارے باقی مال کو پاک کر دے اور موارث اس لیے فرض کیے کہ تمہارے بعد والوں کے لیے ہو (یعنی مطلقاً مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکاة سے مال کی طہارت نہ ہوتی، بلکہ زکاة کس چیز پر واجب ہوتی اور میراث کا ہے میں جاری ہوتی، بلکہ جمع کرنا حرام وہ ہے کہ زکاة نہ دے) اس پر فاروق اعظم نے تکبیر کہی۔^(۴)

حدیث ۸: بخاری اپنی تاریخ میں اور امام شافعی و بزار و بیہقی اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”زکاة کسی مال میں نہ ملے گی، مگر اُس سے ہلاک کر دے گی۔“^(۵) بعض ائمہ نے اس حدیث کے

..... ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نری کلمہ گوئی اسلام کیلئے کافی نہیں، جب تک تمام ضروریات دین کا اقرار نہ کرے اور امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بحث کرنا اس وجہ سے تھا کہ ان کے علم میں پہلے یہ بات نہ تھی، کہ وہ فرضیت کے منکر ہیں یہ خیال تھا کہ زکاة دیتے نہیں اس کی وجہ سے گنہگار ہوئے، کافروں نہ ہوئے کہ ان پر جہاد قائم کیا جائے، مگر جب معلوم ہو گیا تو فرماتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ وہی حق ہے، جو صدیق نے سمجھا اور کیا۔ ۱۲ منہ

..... ② ”صحیح البخاری“، کتاب الاعتصام، باب الإقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۷۲۸۴، ج ۴ ص ۵۰۰.

..... ③ پ ۱۰، التوبة: ۳۴.

..... ④ ”سنن أبی داود“، کتاب الزکاة، باب في حقوق المال، الحدیث: ۱۶۶۴، ج ۲، ص ۱۷۶.

..... ⑤ ”شعب الإيمان“، باب في الزکاة، فصل في الاستعفاف عن المسألة، الحدیث: ۳۵۲۲، ج ۳، ص ۲۷۳.

یہ معنی بیان کیے کہ زکاۃ واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو یہ حرام اُس حلال کو ہلاک کر دے گا اور امام احمد نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ مالدار شخص مال زکاۃ لے تو یہ مال زکاۃ اس کے مال کو ہلاک کر دے گا کہ زکاۃ تو فقیروں کے لیے ہے اور دونوں معنی صحیح ہیں۔^(۱)

حدیث ۹: طبرانی نے اوسط میں بريدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو قوم زکاۃ نہ دے گی، اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔“^(۲)

حدیث ۱۰: طبرانی نے اوسط میں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”خشکی و تری میں جو مال تلف ہوتا ہے، وہ زکاۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔“^(۳)

حدیث ۱۱: صحیحین میں احنف بن قیس سے مروی، سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اُن کے سر پرستان پر جہنم کا گرم پتھر رکھیں گے کہ سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ کی ہڈی پر رکھیں گے کہ ہڈیاں توڑتا سینہ سے نکلے گا۔“^(۴) اور صحیح مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کہ ”پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکلے گا اور گدی توڑ کر پیشانی سے۔“^(۵)

حدیث ۱۲: طبرانی امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر مال داروں کے ہاتھوں، سُن لو! ایسے تو نگروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انھیں دردناک عذاب دے گا۔“^(۶)

حدیث ۱۳: نیز طبرانی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”قیامت کے دن تو نگروں کے لیے محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہے۔“ محتاج عرض کریں گے، ہمارے حقوق جو تُو نے اُن پر فرض کیے تھے، انہوں نے ظلماً نہ دیے، اللہ عزوجل فرمائے گا: ”مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ تمہیں اپنا قُرب عطا کروں گا اور انھیں دُور رکھوں گا۔“^(۷)

۱..... ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الصدقات، الترہیب من منع الزکاۃ، الحدیث: ۱۸، ج ۱، ص ۳۰۹.

۲..... ”المعجم الأوسط“، الحدیث: ۴۵۷۷، ج ۳، ص ۲۷۵ - ۲۷۶.

۳..... ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الصدقات، الترہیب من منع الزکاۃ، الحدیث: ۱۶، ج ۱، ص ۳۰۸.

۴..... ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاۃ، باب فی الكنازین للأموال والتغلیظ علیہم، الحدیث: (۹۹۲)، ص ۴۹۷.

۵..... ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاۃ، باب فی الكنازین للأموال والتغلیظ علیہم، الحدیث: ۳۵ - (۹۹۲)، ص ۴۹۸.

۶..... ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الصدقات، الحدیث: ۵، ج ۱، ص ۳۰۶.

و ”المعجم الأوسط“، الحدیث: ۳۵۷۹، ج ۲، ص ۳۷۴ - ۳۷۵.

۷..... ”المعجم الأوسط“، باب العین، الحدیث: ۴۸۱۳، ج ۳، ص ۳۴۹.

حدیث ۱۴: ابن خزیمہ وابن حبان اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے، اُن میں ایک وہ تو نگر ہے کہ اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا۔“ (1)

حدیث ۱۵: امام احمد مسند میں عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ”اللہ عزوجل نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو ان میں سے تین ادا کرے، وہ اُسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک پوری چاروں نہ بجالائے۔ نماز، زکاة، روزہ رمضان، حج بیت اللہ۔“ (2)

حدیث ۱۶: طبرانی کبیر میں بسند صحیح راوی، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکاة دیں اور جو زکاة نہ دے، اس کی نماز قبول نہیں۔ (3)

حدیث ۱۷: صحیحین و مسند احمد و سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور بندہ کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت ہی بڑھائے گا اور جو اللہ (عزوجل) کے لیے تواضع کرے، اللہ (عزوجل) اسے بلند فرمائے گا۔“ (4)

حدیث ۱۸: بخاری و مسلم انھیں سے راوی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو شخص اللہ (عزوجل) کی راہ میں جوڑا خرچ کرے، وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے کئی دروازے ہیں، جو نمازی ہے دروازہ نماز سے بلایا جائے گا، جو اہل جہاد سے ہے دروازہ جہاد سے بلایا جائے گا اور جو اہل صدقہ سے ہے دروازہ صدقہ سے بلایا جائے گا، جو روزہ دار ہے باب الریان سے بلایا جائے گا۔“ صدیق اکبر نے عرض کی، اس کی تو کچھ ضرورت نہیں کہ ہر دروازے سے بلایا جائے (یعنی مقصود دخول جنت ہے، وہ ایک دروازہ سے حاصل ہے) مگر کوئی ہے ایسا جو سب دروازوں سے بلایا جائے؟ فرمایا: ”ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اُن میں سے ہو۔“ (5)

حدیث ۱۹: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو شخص کھجور برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ (عزوجل) نہیں قبول فرماتا مگر حلال کو، تو اسے

① ”صحیح ابن خزیمہ“، کتاب الزکاة، باب ذکر إدخال مانع الزکاة النار... إلخ، الحدیث: ۲۲۴۹، ج ۴، ص ۸.

② ”المسند“، حدیث زیاد بن نعیم، الحدیث: ۱۷۸۰۴، ج ۶، ص ۲۳۶. ”الترغیب و الترہیب“، الحدیث: ۱۴، ج ۱، ص ۳۰۸.

③ ”المعجم الكبير“، الحدیث: ۱۰۰۹۵، ج ۱۰، ص ۱۰۳.

④ ”صحیح مسلم“، کتاب البر و الصلۃ و الأدب، باب استحباب العفو و التواضع، الحدیث: ۲۵۸۸، ص ۱۳۹۷.

⑤ ”صحیح البخاری“، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۶۶۶، ج ۲، ص ۵۲۰.

و ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبی ہریرۃ، الحدیث: ۷۶۳۷، ج ۳، ص ۹۳.

اللہ تعالیٰ دستِ راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اُس کے مالک کے لیے پرورش کرتا ہے، جیسے تم میں کوئی اپنے بچھیرے کی تربیت کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔“ (1)

حدیث ۲۱۰ و ۲۱۱: نسائی وابن ماجہ اپنی سنن میں وابن خزیمہ وابن حبان اپنی صحیح میں اور حاکم نے باقائدہ تصحیح ابو ہریرہ و ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا: کہ ”قسم ہے! اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔“ اُس کو تین بار فرمایا پھر سر جھکا لیا تو ہم سب نے سر جھکا لیے اور رونے لگے، یہ نہیں معلوم کہ کس چیز پر قسم کھائی۔ پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سر مبارک اٹھا لیا اور چہرہ اقدس میں خوشی نمایاں تھی تو ہمیں یہ بات سُرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی اور فرمایا: ”جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور رمضان کا روزہ رکھتا ہے اور زکاۃ دیتا ہے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اُس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔“ (2)

حدیث ۲۲: امام احمد نے بروایت ثقات انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اپنے مال کی زکاۃ نکال، کہ وہ پاک کرنے والی ہے تجھے پاک کر دے گی اور رشتہ داروں سے سلوک کر اور مسکین اور ڑوسی اور سائل کا حق پہچان۔“ (3)

حدیث ۲۳: طبرانی نے اوسط و کبیر میں ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”زکاۃ اسلام کا پل ہے۔“ (4)

حدیث ۲۴: طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو میرے لیے چھ چیزوں کی کفالت کرے، میں اُس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔“ میں نے عرض کی، وہ کیا ہیں یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمایا: ”نماز و زکاۃ و امانت و شرم گاہ و شکم و زبان۔“ (5)

حدیث ۲۵: بزار نے علقمہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکاۃ ادا کرو۔“ (6)

① ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاۃ، باب لا تقبل صدقة من غلول، الحدیث: ۱۴۱۰، ج ۱، ص ۴۷۶.

② ”سنن النسائی“، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، الحدیث: ۲۴۳۵، ص ۳۹۹.

③ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالك، الحدیث: ۱۲۳۹۷، ج ۴، ص ۲۷۳.

④ ”المعجم الأوسط“، باب الميم، الحدیث: ۸۹۳۷، ج ۶، ص ۳۲۸.

⑤ ”المعجم الأوسط“، باب الفاء، الحدیث: ۴۹۲۵، ج ۳، ص ۳۹۶.

⑥ ”مجمع الزوائد“، کتاب الزکاۃ، باب فرض الزکاۃ، الحدیث: ۴۳۲۶، ج ۳، ص ۱۹۸.

حدیث ۲۶: طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مال کی زکاۃ ادا کرے اور جو اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ حق بولے یا سکوت کرے یعنی بُری بات زبان سے نہ نکالے اور جو اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔“ (1)

حدیث ۲۷: ابو داؤد نے حسن بصری سے مرسل اور طبرانی و بیہقی نے ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”زکاۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کر لو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بیکار نازل ہونے پر دُعا و تضرع سے استعانت کرو۔“ (2)

حدیث ۲۸: ابن خزیمہ اپنی صحیح اور طبرانی اوسط اور حاکم مستدرک میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کر دی، بیشک اللہ تعالیٰ نے اُس سے شُرُور فرما دیا۔“ (3)

مسائل فقہیہ

زکاۃ شریعت میں اللہ (عزوجل) کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اُس سے بالکل جدا کر لے۔ (4) (در مختار)

مسئلہ ۱: زکاۃ فرض ہے، اُس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ (5) (عالمگیری)

مسئلہ ۲: مباح کر دینے سے زکاۃ ادا نہ ہوگی، مثلاً فقیر کو بہ نیت زکاۃ کھانا کھلا دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا، ہاں اگر کھانا دے دیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔ یوہیں بہ نیت زکاۃ فقیر کو کپڑا دے دیا یا پہنا دیا ادا ہوگئی۔ (6) (در مختار)

① ”المعجم الكبير“، الحديث: ۱۳۵۶۱، ج ۱۲، ص ۳۲۴.

② ”مراسیل أبي داود“ مع ”سنن أبي داود“، باب في الصائم يصيب أهله، ص ۸.

③ ”المعجم الأوسط“، باب الألف، الحديث: ۱۵۷۹، ج ۱، ص ۴۳۱.

④ ”تنوير الأبصار“، كتاب الزكاة، ج ۳، ص ۲۰۳ - ۲۰۶.

⑤ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۰.

⑥ ”الدر المختار“ مع ”رد المحتار“، كتاب الزكاة، ج ۳، ص ۲۰۴.

مسئلہ ۳: فقیر کو بہ نیت زکاة مکان رہنے کو دیا زکاة ادا نہ ہوئی کہ مال کا کوئی حصہ اسے نہ دیا بلکہ منفعت کا مالک کیا۔^(۱)

(درمختار)

مسئلہ ۴: مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو دے جو قبضہ کرنا جانتا ہو، یعنی ایسا نہ ہو کہ پھینک دے یا دھوکہ کھائے ورنہ ادا نہ ہوگی، مثلاً نہایت چھوٹے بچہ یا پاگل کو دینا اور اگر بچہ کو اتنی عقل نہ ہو تو اُس کی طرف سے اس کا باپ جو فقیر ہو یا وصی یا جس کی نگرانی میں ہے قبضہ کریں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: زکاة واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونا۔

کافر پر زکاة واجب نہیں یعنی اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اُسے یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ زمانہ کفر کی زکاة ادا کرے۔^(۳) (عامہ کتب) معاذ اللہ کوئی مرتد ہو گیا تو زمانہ اسلام میں جو زکاة نہیں دی تھی ساقط ہوگئی۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۶: کافر دار الحرب میں مسلمان ہوا اور وہیں چند برس تک اقامت کی پھر دارالاسلام میں آیا، اگر اس کو معلوم تھا کہ مالدار مسلمان پر زکاة واجب ہے، تو اُس زمانہ کی زکاة واجب ہے ورنہ نہیں اور اگر دارالاسلام میں مسلمان ہوا اور چند سال کی زکاة نہیں دی تو ان کی زکاة واجب ہے، اگرچہ کہتا ہو کہ مجھے فرضیت زکاة کا علم نہیں کہ دارالاسلام میں جہل عذر نہیں۔^(۵) (عالمگیری وغیرہ)

(۲) بلوغ۔

(۳) عقل، نابالغ پر زکاة واجب نہیں اور جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکاة واجب نہیں اور اگر سال کے اوّل آخر میں افاقہ ہوتا ہے، اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گذرتا ہے تو واجب ہے، اور جنون اگر اصلی ہو یعنی جنون ہی کی حالت میں بلوغ ہوا تو اس کا سال ہوش آنے سے شروع ہوگا۔ یوہیں اگر عارضی ہے مگر پورے سال کو گھیر لیا تو جب افاقہ ہوگا اس وقت سے سال کی ابتدا ہوگی۔^(۶) (جوہرہ، عالمگیری، ردالمحتار)

① "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۰۵.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۰۴.

③ "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی احکام المعنوی، ج ۳، ص ۲۰۷.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الاول، ج ۱، ص ۱۷۱.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الاول، ج ۱، ص ۱۷۱، وغیرہ.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الاول، ج ۱، ص ۱۷۲.

و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی احکام المعنوی، ج ۳، ص ۲۰۷.

مسئلہ ۷: بوہرے پر زکاة واجب نہیں، جب کہ اسی حالت میں پورا سال گزرے اور اگر کبھی کبھی اُسے افاقہ بھی ہوتا ہے تو واجب ہے۔ جس پر غشی طاری ہوئی اس پر زکاة واجب ہے، اگرچہ غشی کامل سال بھر تک ہو۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار) (۴) آزاد ہونا۔

غلام پر زکاة واجب نہیں، اگرچہ ماذون ہو (یعنی اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہو) یا مکاتب^(۲) یا ام ولد^(۳) یا مُستعے (یعنی غلام مشترک جس کو ایک شریک نے آزاد کر دیا اور چونکہ وہ مالدار نہیں ہے، اس وجہ سے باقی شریکوں کے حصے کما کر پورے کرنے کا اُسے حکم دیا گیا)۔^(۴) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۸: ماذون غلام نے جو کچھ کمایا ہے اس کی زکاة نہ اُس پر ہے نہ اُس کے مالک پر، ہاں جب مالک کو دے دیا تو اب ان برسوں کی بھی زکاة مالک ادا کرے، جب کہ غلام ماذون دین میں مستغرق نہ ہو، ورنہ اس کی کمائی پر مطلقاً زکاة واجب نہیں، نہ مالک کے قبضہ کرنے کے پہلے نہ بعد۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مکاتب نے جو کچھ کمایا اس کی زکاة واجب نہیں نہ اس پر نہ اس کے مالک پر، جب مالک کو دے دے اور سال گذر جائے، اب بشرائط زکاة مالک پر واجب ہوگی اور گزشتہ برسوں کی واجب نہیں۔^(۶) (ردالمحتار)

(۵) مال بقدر نصاب اُس کی ملک میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکاة واجب نہ ہوئی۔^(۷) (تنویر، عالمگیری)

(۶) پورے طور پر اُس کا مالک ہو یعنی اس پر قابض بھی ہو۔^(۸)

مسئلہ ۱۰: جو مال گم گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدیون نے دین

۱..... ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، مطلب فی احکام المعنویہ، ج ۳، ص ۲۰۷۔

و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲۔

۲..... یعنی وہ غلام جس کا آقا مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کر لے۔

۳..... یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔

تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ ۹ میں مدبر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

۴..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۱، وغیرہ۔

۵..... ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۴۔

۶..... المرجع السابق۔

۷..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲۔

۸..... المرجع السابق۔

سے انکار کر دیا اور اُس کے پاس گواہ نہیں پھر یہ اموال مل گئے، تو جب تک نہ ملے تھے، اُس زمانہ کی زکاة واجب نہیں۔^(۱)
(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اگر دین ایسے پر ہے جو اس کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا ہے یا نادار ہے یا قاضی کے یہاں اس کے مفلس ہونے کا حکم ہو چکا یا وہ منکر ہے، مگر اُس کے پاس گواہ موجود ہیں تو جب مال ملے گا، سالہائے گزشتہ کی بھی زکاة واجب ہے۔^(۲) (تنویر)

مسئلہ ۱۲: چرائی کا جانور اگر کسی نے غصب کیا، اگرچہ وہ اقرار کرتا ہو تو ملنے کے بعد بھی اس زمانہ کی زکاة واجب نہیں۔^(۳) (خانہ)

مسئلہ ۱۳: غصب کیے ہوئے کی زکاة غاصب پر واجب نہیں کہ یہ اس کا مال ہی نہیں، بلکہ غاصب پر یہ واجب ہے کہ جس کا مال ہے اُسے واپس دے اور اگر غاصب نے اُس مال کو اپنے مال میں خلط کر دیا کہ تمیز ناممکن ہو اور اس کا اپنا مال بقدر نصاب ہے تو مجموع پر زکاة واجب ہے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: ایک نے دوسرے کے مثلاً ہزار روپے غصب کر لیے پھر وہی روپے اُس سے کسی اور نے غصب کر کے خرچ کر ڈالے اور ان دونوں غاصبوں کے پاس ہزار ہزار روپے اپنی ملک کے ہیں تو غاصب اول پر زکاة واجب ہے دوسرے پر نہیں۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: شے مرہون^(۶) کی زکاة نہ مرہون^(۷) پر ہے، نہ راہن^(۸) پر، مرہون تو مالک ہی نہیں اور راہن کی ملک تام نہیں کہ اس کے قبضہ میں نہیں اور بعد مرہون چھڑانے کے بھی ان برسوں کی زکاة واجب نہیں۔^(۹) (درمختار وغیرہ)

① "الدر المختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۱۸.

② "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۱۹.

③ "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الزکاة، ج ۱، ص ۱۲۴.

④ "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فیما لو صادر السلطان رجلاً... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۹.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۳.

⑥ یعنی جو چیز گروی رکھی گئی ہے۔

⑦ یعنی جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہو۔

⑧ یعنی گروی رکھنے والا۔

تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے: بہار شریعت حصہ ۷ میں رہن کا بیان۔

⑨ "الدر المختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۱۴، وغیرہ.

مسئلہ ۱۶: جو مال تجارت کے لیے خریدا اور سال بھر تک اس پر قبضہ نہ کیا تو قبضہ کے قبل مشتری پر زکاۃ واجب نہیں اور قبضہ کے بعد اس سال کی بھی زکاۃ واجب ہے۔^(۱) (ردالمحتار، ردالمحتار)

(۷) نصاب کا دین سے فارغ ہونا۔

مسئلہ ۱۷: نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکاۃ واجب نہیں، خواہ وہ دین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زر ثمن^(۲) کسی چیز کا تاوان یا اللہ عزوجل کا دین ہو، جیسے زکاۃ، خراج مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے کہ زکاۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکاۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکاۃ اس پر دین ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، لہذا دوسرے سال کی زکاۃ واجب نہیں۔ یوہیں اگر تین سال گزر گئے، مگر تیسرے میں ایک دن باقی تھا کہ پانچ درم اور حاصل ہوئے جب بھی پہلے ہی سال کی زکاۃ واجب ہے کہ دوسرے اور تیسرے سال میں زکاۃ نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں، ہاں جس دن کہ وہ پانچ درم حاصل ہوئے اس دن سے ایک سال تک اگر نصاب باقی رہ جائے تو اب اس سال کے پورے ہونے پر زکاۃ واجب ہوگی۔ یوہیں اگر نصاب کا مالک تھا اور سال تمام پر زکاۃ نہ دی پھر سارے مال کو ہلاک کر دیا پھر اور مال حاصل کیا کہ یہ بقدر نصاب ہے، مگر سال اول کی زکاۃ جو اس کے ذمہ دین ہے اس میں سے نکالیں تو نصاب باقی نہیں رہتی تو اس نئے سال کی زکاۃ واجب نہیں اور اگر اُس پہلے مال کو اُس نے قصداً ہلاک نہ کیا، بلکہ بلا قصد ہلاک ہو گیا تو اُس کی زکاۃ جاتی رہی، لہذا اس کی زکاۃ دین نہیں تو اس صورت میں اس نئے سال کی زکاۃ واجب ہے۔^(۳) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: اگر خود مدیون^(۴) نہیں مگر مدیون کا کفیل^(۵) ہے اور کفالت کے روپے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، زکاۃ واجب نہیں، مثلاً زید کے پاس ہزار روپے ہیں اور عمرو نے کسی سے ہزار قرض لیے اور زید نے اس کی کفالت کی تو زید پر اس صورت میں زکاۃ واجب نہیں کہ زید کے پاس اگر چہ روپے ہیں مگر عمرو کے قرض میں مستغرق ہیں کہ قرض خواہ کو اختیار ہے زید سے مطالبہ کرے اور روپے نہ ملنے پر یہ اختیار ہے کہ زید کو قید کرادے تو یہ روپے دین میں مستغرق ہیں، لہذا زکاۃ واجب نہیں

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۵۔

② یعنی کسی خریدی گئی چیز کے دام۔

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲-۱۷۴۔

و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب: الفرق بین السبب والشرط والعلۃ، ج ۳، ص ۲۱۰۔

④ یعنی مقروض۔

⑤ یعنی مقروض کا ضامن۔

علاوہ دین کے نصاب کا مالک ہو گیا تو زکاة واجب ہو گئی، اس کی صورت یہ ہے کہ فرض کرو قرض خواہ نے قرض معاف کر دیا تو اب چونکہ اس کے ذمہ دین نہ رہا اور سال بھی پورا ہو چکا ہے، لہذا واجب ہے کہ ابھی زکاة دے، یہ نہیں کہ اب سے ایک سال گزرنے پر زکاة واجب ہوگی اور اگر شروع سال سے مدیون تھا اور سال تمام پر معاف کیا تو ابھی زکاة واجب نہ ہوگی بلکہ اب سے سال گزرنے پر۔^(۱) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص مدیون ہے اور چند نصاب کا مالک کہ ہر ایک سے دین ادا ہو جاتا ہے، مثلاً اس کے پاس روپے اشرفیاں بھی ہیں، تجارت کے اسباب بھی، چرائی کے جانور بھی تو روپے اشرفیاں دین کے مقابل سمجھے اور اور چیزوں کی زکاة دے اور اگر روپے اشرفیاں نہ ہوں اور چرائی کے جانوروں کی چند نصائیں ہوں، مثلاً چالیس بکریاں ہیں اور تیس گائیں اور پانچ اونٹ تو جس کی زکاة میں اسے آسانی ہو، اُس کی زکاة دے اور دوسرے کو دین میں سمجھے تو اُس صورت مذکورہ میں اگر بکریوں یا اونٹوں کی زکاة دے گا تو ایک بکری دینی ہوگی اور گائے کی زکاة میں سال بھر کا بچھڑا اور ظاہر ہے کہ ایک بکری دینا بچھڑا دینے سے آسان ہے، لہذا بکری دے سکتا ہے اور اگر برابر ہوں تو اسے اختیار ہے۔ مثلاً پانچ اونٹ ہیں اور چالیس بکریاں دونوں کی زکاة ایک بکری ہے، اُسے اختیار ہے جسے چاہے دین کے لیے سمجھے اور جس کی چاہے زکاة دے اور یہ سب تفصیل اُس وقت ہے کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی زکاة وصول کرنے والا آئے، ورنہ اگر بطور خود دینا چاہتا ہے تو ہر صورت میں اختیار ہے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: اس پر ہزار روپے قرض ہیں اور اس کے پاس ہزار روپے ہیں اور ایک مکان اور خدمت کے لیے ایک غلام تو زکاة واجب نہیں، اگرچہ مکان و غلام دس ہزار روپے کی قیمت کے ہوں کہ یہ چیزیں حاجت اصلیہ سے ہیں اور جب روپے موجود ہیں تو قرض کے لیے روپے قرار دیے جائیں گے نہ کہ مکان و غلام۔^(۳) (عالمگیری)

(۸) نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو۔^(۴)

مسئلہ ۲۶: حاجت اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکاة واجب نہیں، جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لیے لونڈی غلام،

① ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۵، وغیرہ۔

② ”الدرالمختار“، ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۶۔

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۳۔

④ المرجع السابق، ص ۱۷۲۔

علاوہ ہے یعنی اگر مصحف شریف دو سو درم قیمت کا ہو تو زکاة لینا جائز نہیں۔^(۱) (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: طبیب کے لیے طب کی کتابیں حاجتِ اصلیہ میں ہیں، جب کہ مطالعہ میں رکھتا ہو یا اُسے دیکھنے کی ضرورت پڑے، نحو و صرف و نجوم اور دیوان اور قصے کہانی کی کتابیں حاجتِ اصلیہ میں نہیں، اصول فقہ و علم کلام و اخلاق کی کتابیں جیسے احیاء العلوم و کیمیائے سعادت وغیرہا حاجتِ اصلیہ سے ہیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: کفار اور بد مذہبوں کے رد اور اہل سنت کی تائید میں جو کتابیں ہیں وہ حاجتِ اصلیہ سے ہیں۔ یو ہیں عالم اگر بد مذہب وغیرہ کی کتابیں اس لیے رکھے کہ اُن کا رد کرے گا تو یہ بھی حاجتِ اصلیہ میں ہیں اور غیر عالم کو تو ان کا دیکھنا ہی جائز نہیں۔

(۹) مال نامی ہونا یعنی بڑھنے والا خواہ حقیقتہً بڑھے یا حکماً یعنی اگر بڑھانا چاہے تو بڑھائے یعنی اُس کے یا اُس کے نائب کے قبضہ میں ہو، ہر ایک کی دو صورتیں ہیں وہ اسی لیے پیدا ہی کیا گیا ہو اسے خلقي کہتے ہیں، جیسے سونا چاندی کہ یہ اسی لیے پیدا ہوئے کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں یا اس لیے مخلوق تو نہیں، مگر اس سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے، اسے فعلی کہتے ہیں۔ سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں کہ تجارت سے سب میں نمو ہوگا۔^(۳) سونے چاندی میں مطلقاً زکاة واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں اگر چہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکاة اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیت ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور و بس، خلاصہ یہ کہ زکاة تین قسم کے مال پر ہے۔

(۱) ثمن یعنی سونا چاندی۔

(۲) مال تجارت۔

(۳) سائمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔^(۴) (عامہ مکتب)

مسئلہ ۳۴: نیت تجارت کبھی صراحۃً ہوتی ہے کبھی دلالتاً صراحۃً یہ کہ عقد کے وقت ہی نیت تجارت کر لی خواہ وہ عقد خریداری ہو یا اجارہ، ثمن روپیہ اشرفی ہو یا اسباب میں سے کوئی شے دلالتاً کی صورت یہ ہے کہ مال تجارت کے بدلے کوئی چیز

① "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الزکاة، ص ۱۴۸ .

و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۷ .

② "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۷ .

③ یعنی زیادتی ہوگی۔

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۴ .

و "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱۰، ص ۱۶۱ .

خریدی یا مکان جو تجارت کے لیے ہے اس کو کسی اسباب کے بدلے کرایہ پر دیا تو یہ اسباب اور وہ خریدی ہوئی چیز تجارت کے لیے ہیں اگرچہ صراحۃً تجارت کی نیت نہ کی۔ یوں اگر کسی سے کوئی چیز تجارت کے لیے قرض لی تو یہ بھی تجارت کے لیے ہے، مثلاً دوسو درم کا مالک ہے اور من بھر گہوں قرض لیے تو اگر تجارت کے لیے نہیں لیے تو زکاة واجب نہیں کہ گہوں کے دام انھیں دوسو سے مجرایے جائیں گے تو نصاب باقی نہ رہی اور اگر تجارت کے لیے لیے تو زکاة واجب ہوگی کہ اُن گہوں کی قیمت دوسو پر اضافہ کریں اور مجموعہ سے قرض مجرایے کریں تو دوسو سالم رہے لہذا زکاة واجب ہوئی۔^(۱) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: جس عقد میں تبادلہ ہی نہ ہو جیسے ہبہ، وصیت، صدقہ یا تبادلہ ہو مگر مال سے تبادلہ نہ ہو جیسے مہر، بدل خلع^(۲) بدل عتق^(۳) ان دونوں قسم کے عقد کے ذریعہ سے اگر کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں نیت تجارت صحیح نہیں یعنی اگرچہ تجارت کی نیت کرے، زکاة واجب نہیں۔ یوں اگر ایسی چیز میراث میں ملی تو اس میں بھی نیت تجارت صحیح نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مورث کے پاس تجارت کا مال تھا، اس کے مرنے کے بعد وارثوں نے تجارت کی نیت کی تو زکاة واجب ہے۔ یوں چرائی کے جانور وراثت میں ملے، زکاة واجب ہے چرائی پر رکھنا چاہتے ہوں یا نہیں۔^(۵) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۷: نیت تجارت کے لیے یہ شرط ہے کہ وقت عقد نیت ہو، اگرچہ دلالت ہو تو اگر عقد کے بعد نیت کی زکاة واجب نہ ہوئی۔ یوں اگر رکھنے کے لیے کوئی چیز لی اور یہ نیت کی کہ نفع ملے گا تو بیچ ڈالوں گا تو زکاة واجب نہیں۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۳۸: تجارت کے لیے غلام خریدا تھا پھر خدمت لینے کی نیت کر لی پھر تجارت کی نیت کی تو تجارت کا نہ ہوگا جب تک ایسی چیز کے بدلے نہ بیچے جس میں زکاة واجب ہوتی ہے۔^(۷) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۹: موتی اور جواہر پر زکاة واجب نہیں، اگرچہ ہزاروں کے ہوں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے لیے تو واجب ہوگئی۔^(۸) (درمختار)

مسئلہ ۴۰: زمین سے جو پیداوار ہوئی اس میں نیت تجارت سے زکاة واجب نہیں، زمین عشری ہو یا خراجی، اس کی

۱..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۴۔

و "الدرالمختار"، و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۱۔

۲..... یعنی وہ مال جس کے بدلے میں نکاح زائل کیا جائے۔

۳..... یعنی وہ مال جس کے بدلے میں غلام یا لونڈی کو آزاد کیا جائے۔

۴..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۴۔

۵..... المرجع السابق۔

۶..... "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۳۱۔ ۷..... المرجع السابق، ص ۲۲۸۔

۸..... "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۳۰۔

ملک ہو یا عاریت یا کرایہ پر لی ہو، ہاں اگر زمین خراجی ہو اور عاریت یا کرایہ پر لی اور بیچ وہ ڈالے جو تجارت کے لیے تھے تو پیداوار میں تجارت کی نیت صحیح ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: مضارب^(۲) مال مضارب سے جو کچھ خریدے، اگرچہ تجارت کی نیت نہ ہو، اگرچہ اپنے خرچ کرنے کے لیے خریدے، اس پر زکاة واجب ہے یہاں تک کہ اگر مال مضارب سے غلام خریدے۔ پھر ان کے پہننے کو کپڑا اور کھانے کے لیے غلہ وغیرہ خرید اتویہ سب کچھ تجارت ہی کے لیے ہیں اور سب کی زکاة واجب۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

(۱۰) سال گزرنا، سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے، مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی یعنی زکاة واجب ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: مال تجارت یا سونے چاندی کو درمیان سال میں اپنی جنس^(۵) یا غیر جنس سے بدل لیا تو اس کی وجہ سے سال گزرنے میں نقصان نہ آیا اور اگر چرائی کے جانور بدل لیے تو سال کٹ گیا یعنی اب سال اس دن سے شمار کریں گے جس دن بدلا ہے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: جو شخص مالک نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اُس نئے مال کا جدا سال نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختم سال اُس کے لیے بھی سال تمام ہے، اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اُس کے پہلے مال سے حاصل ہو یا میراث و ہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو اور اگر دوسری جنس کا ہے مثلاً پہلے اُس کے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں ملیں تو اس کے لیے جدید سال شمار ہوگا۔^(۷) (جوہرہ)

مسئلہ ۴۴: مالک نصاب کو درمیان سال میں کچھ مال حاصل ہوا اور اس کے پاس دو نصابیں ہیں اور دونوں کا جُدا جُدا

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۲.

۲..... مضارب، تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام اور منافع میں دونوں شریک۔ کام کرنے والے کو مضارب اور مالک نے جو کچھ دیا اسے راس المال (مال مضارب) کہتے ہیں۔
تفصیلی معلومات کے لیے بہار شریعت حصہ ۱۴، میں "مضارب کا بیان" دیکھ لیجئے۔

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۱.

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۵.

۵..... سونا، چاندی تو مطلقاً یہاں ایک ہی جنس ہیں۔ یو ہیں ان کے زیور، برتن وغیرہ اسباب، بلکہ مال تجارت بھی انہیں کی جنس سے شمار ہوگا، اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ اس کی زکاة بھی چاندی سونے سے قیمت لگا کر دی جاتی ہے۔ ۱۲ منہ

۶..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۵.

۷..... "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الزکاة، باب الزکاة الخیل، ص ۱۵۵.

سال ہے تو جو مال درمیان سال میں حاصل ہوا اُسے اس کے ساتھ ملائے، جس کی زکاۃ پہلے واجب ہو مثلاً اس کے پاس ایک ہزار روپے ہیں اور سائمہ کی قیمت جس کی زکاۃ دے چکا تھا کہ دونوں ملائے نہیں جائیں گے، اب درمیان سال میں ایک ہزار روپے اور حاصل کیے تو ان کا سال تمام اس وقت ہے جب ان دونوں میں پہلے کا ہو۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۴۵: اس کے پاس چرائی کے جانور تھے اور سال تمام پر ان کی زکاۃ دی پھر انھیں روپوں سے بیچ ڈالا اور اُس کے پاس پہلے سے بھی بقدر نصاب روپے ہیں جن پر نصف سال گزرا ہے تو یہ روپے اُن روپوں کے ساتھ نہیں ملائے جائیں گے، بلکہ اُن کے لیے اُس وقت سے نیا سال شروع ہوگا یہ اس وقت ہے کہ یہ ثمن کے روپے بقدر نصاب ہوں، ورنہ بالا جماع انھیں کے ساتھ ملائیں یعنی اُن کی زکاۃ انھیں روپوں کے ساتھ دی جائے۔^(۲) (جوہرہ)

مسئلہ ۴۶: سال تمام سے پیشتر اگر سائمہ کو روپے کے بدلے بیچا تو اب ان روپوں کو اُن روپوں کے ساتھ ملا لیں گے جو پیشتر سے اُس کے پاس بقدر نصاب موجود ہیں یعنی ان کے سال تمام پر ان کی بھی زکاۃ دی جائے، ان کے لیے نیا سال شروع نہ ہوگا۔ یوہیں اگر جانور کے بدلے بیچا تو اس جانور کو اس جانور کے ساتھ ملائے، جو پیشتر سے اس کے پاس ہے اگر سائمہ کی زکاۃ دے دی پھر اسے سائمہ نہ رکھا پھر بیچ ڈالا تو ثمن کو اگلے مال کے ساتھ ملا دیں گے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: اونٹ، گائے، بکری میں ایک کو دوسرے کے بدلے سال تمام سے پہلے بیچا تو اب سے اُن کے لیے نیا سال شروع ہوگا۔ یوہیں اگر اور چیز کے بدلے بہ نیت تجارت بیچا تو اب سے ایک سال گزرنے پر زکاۃ واجب ہوگی اور اگر اپنی جنس کے بدلے بیچا یعنی اونٹ کو اونٹ اور گائے کو گائے کے بدلے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر بعد سال تمام بیچا تو زکاۃ واجب ہو چکی اور وہ اُس کے ذمہ ہے۔^(۴) (جوہرہ)

مسئلہ ۴۸: درمیان سال میں سائمہ کو بیچا تھا اور سال تمام سے پہلے عیب کی وجہ سے خریدار نے واپس کر دیا تو اگر قاضی کے حکم سے واپسی ہوئی تو نیا سال شروع نہ ہوگا، ورنہ اب سے سال شروع کیا جائے اور اگر ہبہ کر دیا تھا پھر سال تمام سے پہلے واپس کر لیا تو نیا سال لیا جائے گا، قاضی کے فیصلہ سے واپسی ہو یا بطور خود۔^(۵) (جوہرہ)

مسئلہ ۴۹: اُس کے پاس خراجی زمین تھی، خراج ادا کرنے کے بعد بیچ ڈالی تو ثمن کو اصل نصاب کے ساتھ ملا

① "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۵۵.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۵.

③ المرجع السابق.

④ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ، الاہل، ص ۱۵۰.

⑤ المرجع السابق.

دیں گے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: اس کے پاس روپے ہیں جن کی زکاة دے چکا ہے پھر اُن سے چرائی کے جانور خریدے اور اس کے یہاں اس جنس کے جانور پہلے سے موجود ہیں تو اُن کو ان کے ساتھ نہ ملائیں گے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: کسی نے اسے چار ہزار روپے بطور ہبہ دیے اور سال پورا ہونے سے پہلے ہزار روپے اور حاصل کیے پھر ہبہ کرنے والے نے اپنے دیے ہوئے روپے حکم قاضی سے واپس لے لیے تو ان جدید روپوں کی بھی اس پر زکاة واجب نہیں جب تک ان پر سال نہ گزر لے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: کسی کے پاس تجارت کی بکریاں ہیں، جن کی قیمت دو سو درم ہے اور سال تمام سے پہلے ایک بکری مر گئی، سال پورا ہونے سے پہلے اُس نے اس کی کھال نکال کر پکالی تو زکاة واجب ہے۔^(۴) (عالمگیری) یعنی جب کہ وہ کھال نصاب کو پورا کرے۔

مسئلہ ۵۳: زکاة دیتے وقت یا زکاة کے لیے مال علیحدہ کرتے وقت نیت زکاة شرط ہے۔ نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تاویل بتا سکے کہ زکاة ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: سال بھر تک خیرات کرتا رہا، اب نیت کی کہ جو کچھ دیا ہے زکاة ہے تو ادا نہ ہوئی۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: ایک شخص کو وکیل بنایا اُسے دیتے وقت تو نیت زکاة نہ کی، مگر جب وکیل نے فقیر کو دیا اس وقت مؤکل نے نیت کر لی ہو گئی۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: دیتے وقت نیت نہیں کی تھی، بعد کو کی تو اگر وہ مال فقیر کے پاس موجود ہے یعنی اسکی ملک میں ہے تو یہ نیت کافی ہے ورنہ نہیں۔^(۸) (درمختار)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۵.

② المرجع السابق.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۵ - ۱۷۶.

④ المرجع السابق، ص ۱۷۶.

⑤ المرجع السابق، ص ۱۷۰.

⑥ المرجع السابق، ص ۱۷۱.

⑦ المرجع السابق.

⑧ "الدر المختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۲۲.

مسئلہ ۵۷: زکاة دینے کے لیے وکیل بنایا اور وکیل کو بہ نیت زکاة مال دیا مگر وکیل نے فقیر کو دیتے وقت نیت نہیں کی ادا ہو گئی۔ یوہیں زکاة کا مال ذمی کو دیا کہ وہ فقیر کو دے دے اور ذمی کو دیتے وقت نیت کر لی تھی تو یہ نیت کافی ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۵۸: وکیل کو دیتے وقت کہا نفل صدقہ یا کفارہ ہے مگر قبل اس کے کہ وکیل فقیروں کو دے، اُس نے زکاة کی نیت کر لی تو زکاة ہی ہے، اگرچہ وکیل نے نفل یا کفارہ کی نیت سے فقیر کو دیا ہو۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۵۹: ایک شخص چند زکاة دینے والوں کا وکیل ہے اور سب کی زکاة ملا دی تو اُسے تاوان دینا پڑے گا اور جو کچھ فقیروں کو دے چکا ہے وہ تبرع ہے یعنی نہ مالکوں سے اس کا معاوضہ پائے گا نہ فقیروں سے، البتہ اگر فقیروں کو دینے سے پہلے مالکوں نے ملانے کی اجازت دے دی تو تاوان اس کے ذمہ نہیں۔ یوہیں اگر فقیروں نے بھی اسے زکاة لینے کا وکیل کیا اور اُس نے ملا دیا تو تاوان اس پر نہیں مگر اس وقت یہ ضرور ہے کہ اگر ایک فقیر کا وکیل ہے اور چند جگہ سے اسے اتنی زکاة ملی کہ مجموعہ بقدر نصاب ہے تو اب جو جان کر زکاة دے اس کی زکاة ادا نہ ہوگی یا چند فقیروں کا وکیل ہے اور زکاة اتنی ملی کہ ہر ایک کا حصہ نصاب کی قدر ہے تو اب اس وکیل کو زکاة دینا جائز نہیں مثلاً تین فقیروں کا وکیل ہے اور چھ سو درم ملے کہ ہر ایک کا حصہ دو سو ہو جو نصاب ہے اور چھ سو سے کم ملا تو کسی کو نصاب کی قدر نہ ملا اور اگر ہر ایک فقیر نے اسے علیحدہ علیحدہ وکیل بنایا تو مجموعہ نہیں دیکھا جائے گا، بلکہ ہر ایک کو جو ملا ہے وہ دیکھا جائے گا اور اس صورت میں بغیر فقیروں کی اجازت کے ملانا جائز نہیں اور ملا دے گا جب بھی زکاة ادا ہو جائیگی اور فقیروں کو تاوان دے گا اور اگر فقیروں کا وکیل نہ ہو تو اسے دے سکتے ہیں اگرچہ کتنی ہی نصائیں اُس کے پاس جمع ہو گئیں۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: چند اوقاف کے متولی کو ایک کی آمدنی دوسری میں ملانا جائز نہیں۔ یوہیں دلال کو زرخشن یا بیع کا خلط^(۴) جائز نہیں۔ یوہیں اگر چند فقیروں کے لیے سوال کیا تو جو ملا بے اُن کی اجازت کے خلط کرنا جائز نہیں۔ یوہیں آٹا پیسنے والے کو یہ جائز نہیں کہ لوگوں کے گیسوں ملا دے، مگر جہاں ملا دینے پر عرف جاری ہو تو ملا دینا جائز ہے اور ان سب صورتوں میں تاوان دے گا۔^(۵) (خانہ)

① "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۲۲.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۳.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۳.

④ یعنی دلال کو خریدی گئی چیز کی قیمت یا خریدی گئی چیز کا ملانا۔

⑤ "الفتاویٰ الخانیة"، کتاب الزکاة، فصل فی اداء الزکاة، ج ۱، ص ۱۲۵.

مسئلہ ۶۱: اگر مؤکلوں (۱) نے صراحۃً ملانے کی اجازت نہ دی مگر عرف ایسا جاری ہو گیا کہ وکیل ملا دیا کرتے ہیں تو یہ بھی اجازت سمجھی جائے گی، جب کہ مؤکل (۲) اس عرف سے واقف ہو، مگر دلال کو خلط کی اجازت نہیں کہ اس میں عرف نہیں۔ (۳)
(ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: وکیل کو اختیار ہے کہ مال زکاة اپنے لڑکے یا بی بی کو دیدے جب کہ یہ فقیر ہوں اور اگر لڑکا نابالغ ہے تو اُسے دینے کے لیے خود اس وکیل کا فقیر ہونا بھی ضروری ہے، مگر اپنی اولاد یا بی بی کو اس وقت دے سکتا ہے، جب مؤکل نے اُن کے سوا کسی خاص شخص کو دینے کے لیے نہ کہہ دیا ہو ورنہ انھیں نہیں دے سکتا۔ (۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ خود لے لے، ہاں اگر زکاة دینے والے نے یہ کہہ دیا ہو کہ جس جگہ چاہو صرف کرو تو لے سکتا ہے۔ (۵) (درمختار)

مسئلہ ۶۴: اگر زکاة دینے والے نے اسے حکم نہیں دیا، خود ہی اُس کی طرف سے زکاة دے دی تو نہ ہوئی اگرچہ اب اُس نے جائز کر دیا ہو۔ (۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵: زکاة دینے والے نے وکیل کو زکاة کا روپیہ دیا وکیل نے اُسے رکھ لیا اور اپنا روپیہ زکاة میں دے دیا تو جائز ہے، اگر یہ نیت ہو کہ اس کے عوض مؤکل کا روپیہ لے لے گا اور اگر وکیل نے پہلے اس روپیہ کو خود خرچ کر ڈالا بعد کو اپنا روپیہ زکاة میں دیا تو زکاة ادا نہ ہوئی بلکہ یہ تبرع ہے اور مؤکل کوتاہانہ دے گا۔ (۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: زکاة کے وکیل کو یہ اختیار ہے کہ بغیر اجازت مالک دوسرے کو وکیل بنا دے۔ (۸) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: کسی نے یہ کہا کہ اگر میں اس گھر میں جاؤں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے ان سو روپوں کا خیرات کر دینا ہے پھر گیا اور جاتے وقت یہ نیت کی کہ زکاة میں دے دوں گا تو زکاة میں نہیں دے سکتا۔ (۹) (عالمگیری)

۱..... وکیل کرنے والوں۔ ۲..... یعنی وہ شخص جو وکیل مقرر کرے۔ وکیل کرنے والا۔

۳..... ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۳۔

۴..... المرجع السابق، ص ۲۲۴۔

۵..... ”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۲۴۔

۶..... ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۳۔

۷..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۴۔

۸..... ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۴۔

۹..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۱۔

مسئلہ ۶۸: زکاة کا مال ہاتھ پر رکھا تھا، فقر الوٹ لے گئے ادا ہو گئی اور اگر ہاتھ سے گر گیا اور فقیر نے اٹھا لیا اگر یہ اسے پہچانتا ہے اور راضی ہو گیا اور مال ضائع نہیں ہوا تو ہو گئی۔ (۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۶۹: امین کے پاس سے امانت ضائع ہو گئی، اس نے مالک کو دفع خصومت کے لیے کچھ روپے دے دیے اور دیتے وقت زکاة کی نیت کر لی اور مالک فقیر بھی ہے زکاة ادا نہ ہوئی۔ (۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: مال کو بہ نیت زکاة علیحدہ کر دینے سے بری الذمہ نہ ہوگا جب تک فقیروں کو نہ دیدے، یہاں تک کہ اگر وہ جاتا رہا تو زکاة ساقط نہ ہوئی اور اگر مر گیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی۔ (۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱: سال پورا ہونے پر کل نصاب خیرات کر دی، اگرچہ زکاة کی نیت نہ کی بلکہ نفل کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی زکاة ادا ہو گئی اور اگر کل فقیر کو دے دیا اور منت یا کسی اور واجب کی نیت کی تو دینا صحیح ہے، مگر زکاة اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوئی اور اگر مال کا کوئی حصہ خیرات کیا تو اس حصہ کی بھی زکاة ساقط نہ ہوگی، بلکہ اس کے ذمہ ہے اور اگر کل مال ہلاک ہو گیا تو کل کی زکاة ساقط (۴) ہو گئی اور کچھ ہلاک ہوا تو جتنا ہلاک ہوا اس کی ساقط اور جو باقی ہے اس کی واجب، اگرچہ وہ بقدر نصاب نہ ہو۔ ہلاک کے یہ معنی ہیں کہ بغیر اس کے فعل کے ضائع ہو گیا، مثلاً چوری ہو گئی یا کسی کو قرض و عاریت دی اُس نے انکار کر دیا اور گواہ نہیں یا وہ مر گیا اور کچھ ترکہ میں نہ چھوڑا اور اگر اپنے فعل سے ہلاک کیا مثلاً صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا غنی کو ہبہ کر دیا (۵) تو زکاة بدستور واجب الادا ہے، ایک پیسہ بھی ساقط نہ ہوگا اگرچہ بالکل نادار ہو۔ (۶) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷۲: فقیر پر اُس کا قرض تھا اور کل معاف کر دیا تو زکاة ساقط ہو گئی اور جو معاف کیا تو اس جز کی ساقط ہو گئی اور اگر اس صورت میں یہ نیت کی کہ پورا زکاة میں ہو جائے تو نہ ہوگی اور اگر مالدار پر قرض تھا اور کل معاف کر دیا تو زکاة ساقط نہ ہوئی بلکہ اُس کے ذمہ ہے۔ فقیر پر قرض تھا معاف کر دیا اور یہ نیت کی کہ فلاں پر جو دین ہے یہ اُس کی زکاة ہے ادا نہ ہوئی۔ (۷) (عالمگیری، درمختار)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثالث، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۸۳.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۱.

③ "الدر المختار" و "رد المختار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۵.

④ یعنی معاف۔

⑤ یعنی غنی کو تحفے میں دے دیا۔

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۱.

⑦ المرجع السابق.

مسئلہ ۷۳: کسی پر اُس کے روپے آتے ہیں، فقیر سے کہہ دیا اس سے وصول کر لے اور نیت زکاۃ کی کی بعد قبضہ ادا ہو گئی۔ فقیر پر قرض ہے اس قرض کو اپنے مال کی زکاۃ میں دینا چاہتا ہے یعنی یہ چاہتا ہے کہ معاف کر دے اور وہ میرے مال کی زکاۃ ہو جائے یہ نہیں ہو سکتا، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اُسے زکاۃ کا مال دے اور اپنے آتے ہوئے میں لے لے، اگر وہ دینے سے انکار کرے تو ہاتھ پکڑ کر چھین سکتا ہے اور یوں بھی نہ ملے تو قاضی کے پاس مقدمہ پیش کرے کہ اُس کے پاس ہے اور میرا نہیں دیتا۔^(۱) (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۴: زکاۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین^(۲) یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ تملیک فقیر نہیں پائی گئی اور ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا بلکہ حدیث میں آیا، ”اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لیے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔“^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵: زکاۃ علانیہ اور ظاہر طور پر افضل ہے اور نفل صدقہ چھپا کر دینا افضل۔^(۴) (عالمگیری) زکاۃ میں اعلان اس وجہ سے ہے کہ چھپا کر دینے میں لوگوں کو تہمت اور بدگمانی کا موقع ملے گا، نیز اعلان اوروں کے لیے باعث ترغیب ہے کہ اس کو دیکھ کر اور لوگ بھی دیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ ریانہ آنے پائے کہ ثواب جاتا رہے گا بلکہ گناہ و استحقاق عذاب ہے۔

مسئلہ ۷۶: زکاۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکاۃ کہہ کر دے، بلکہ صرف نیت زکاۃ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکاۃ کی ہو ادا ہو گئی۔^(۵) (عالمگیری) یوہیں نذر یا ہدیہ یا پان کھانے یا بچوں کے مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دی ادا ہو گئی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکاۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے، انھیں زکاۃ کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہذا زکاۃ کا لفظ نہ کہے۔

مسئلہ ۷۷: زکاۃ ادا نہیں کی تھی اور اب بیمار ہے تو وارثوں سے چھپا کر دے اور اگر نہ دی تھی اور اب دینا چاہتا ہے، مگر مال نہیں جس سے ادا کرے اور یہ چاہتا ہے کہ قرض لے کر ادا کرے تو اگر غالب گمان قرض ادا ہو جانے کا ہے تو بہتر یہ ہے

① ”الدر المختار“، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۲۶، وغیرہ۔

② یعنی کفن و دفن۔

③ ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۷۔

”تاریخ بغداد“، رقم: ۳۵۶۸، ج ۷، ص ۱۳۵۔

④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۱۔

⑤ المرجع السابق۔

کہ قرض لے کر ادا کرے ورنہ نہیں کہ حق العبد حق اللہ سے سخت تر ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۸: مالکِ نصاب سال تمام سے پیشتر بھی ادا کر سکتا ہے، بشرطیکہ سال تمام پر بھی اس نصاب کا مالک رہے اور اگر ختم سال پر مالکِ نصاب نہ رہا یا اثنائے سال میں وہ مالِ نصاب بالکل ہلاک ہو گیا تو جو کچھ دیا نفل ہے اور جو شخص نصاب کا مالک نہ ہو، وہ زکاة نہیں دے سکتا یعنی آئندہ اگر نصاب کا مالک ہو گیا تو جو کچھ پہلے دیا ہے وہ اُس کی زکاة میں محسوب نہ ہوگا۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۷۹: مالکِ نصاب اگر پیشتر سے چند نصابوں کی زکاة دینا چاہے تو دے سکتا ہے یعنی شروع سال میں ایک نصاب کا مالک ہے اور دو یا تین نصابوں کی زکاة دے دی اور ختم سال پر جتنی نصابوں کی زکاة دی ہے اتنی نصابوں کا مالک ہو گیا تو سب کی ادا ہو گئی اور سال تمام تک ایک ہی نصاب کا مالک رہا، سال کے بعد اور حاصل کیا تو وہ زکاة اس میں محسوب نہ ہوگی۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۸۰: مالکِ نصاب پیشتر سے چند سال کی بھی زکاة دے سکتا ہے۔^(۴) (عالمگیری) لہذا مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا زکاة میں دیتا رہے، ختم سال پر حساب کرے، اگر زکاة پوری ہو گئی فہما اور کچھ کمی ہو تو اب فوراً دیدے، تاخیر جائز نہیں کہ نہ اُس کی اجازت کہ اب تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرے، بلکہ جو کچھ باقی ہے کل فوراً ادا کر دے اور زیادہ دے دیا ہے تو سال آئندہ میں مجر کر دے۔^(۵)

مسئلہ ۸۱: ایک ہزار کا مالک ہے اور دو ہزار کی زکاة دی اور نیت یہ ہے کہ سال تمام تک اگر ایک ہزار اور ہو گئے تو یہ اس کی ہے، ورنہ سال آئندہ میں محسوب ہوگی یہ جائز ہے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۸۲: یہ گمان کر کے کہ پانسو روپے ہیں، پانسو کی زکاة دی پھر معلوم ہوا کہ چار ہی سو تھے تو جو زیادہ دیا ہے، سال آئندہ میں محسوب کر سکتا ہے۔^(۷) (خانہ)

① ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۸.

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۶.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق.

⑤ یعنی آئندہ سال میں اس کو شمار کر لے۔

⑥ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۶.

⑦ ”الفتاویٰ الخانیہ“، کتاب الزکاة، فصل فی اداء الزکاة، ج ۱، ص ۱۲۶.

مسئلہ ۸۳: کسی کے پاس سونا چاندی دونوں ہیں اور سال تمام سے پہلے ایک کی زکاة دی تو وہ دونوں کی زکاة ہے یعنی درمیان سال میں ان میں سے ایک ہلاک ہو گیا، اگرچہ وہی جس کی نیت سے زکاة دی ہے تو جو رہ گیا ہے اُس کی زکاة یہ ہوگئی اور اگر اس کے پاس گائے بکری اونٹ سب بقدر نصاب ہیں اور پیشتر سے ان میں ایک کی زکاة دی تو جس کی زکاة دی، اُسی کی ہے دوسرے کی نہیں یعنی جس کی زکاة دی ہے اگر اثنائے سال میں اُس کی نصاب جاتی رہی تو وہ باقیوں کی زکاة نہیں قرار دی جائے گی۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۸۴: اثنائے سال میں جس فقیر کو زکاة دی تھی، ختم سال پر وہ مالدار ہو گیا یا مر گیا یا معاذ اللہ مُرد ہو گیا تو زکاة پر اُس کا کچھ اثر نہیں وہ ادا ہوگئی، جس شخص پر زکاة واجب ہے اگر وہ مر گیا تو ساقط ہوگئی یعنی اس کے مال سے زکاة دینا ضرور نہیں، ہاں اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال تک وصیت نافذ ہے اور اگر عاقل بالغ ورثہ اجازت دے دیں تو کل مال سے زکاة ادا کی جائے۔^(۲) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۸۵: اگر شک ہے کہ زکاة دی یا نہیں تو اب دے۔^(۳) (ردالمحتار)

سائمہ کی زکاة کا بیان

سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گذر کرتا ہو اور اوس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہے۔^(۴) (تنویر) اگر گھر میں گھاس لا کر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگرچہ چر کر گذر کرتا ہو، وہ سائمہ نہیں اور اس کی زکاة واجب نہیں۔ یوہیں اگر گوشت کھانے کے لیے ہے تو سائمہ نہیں، اگرچہ جنگل میں چرتا ہو اور اگر تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائمہ نہیں، بلکہ اس کی زکاة قیمت لگا کر ادا کی جائے گی۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: چھ مہینے چرائی پر رہتا ہے اور چھ مہینے چارہ پاتا ہے تو سائمہ نہیں اور اگر یہ ارادہ تھا کہ اسے چارہ دیں گے یا اس سے کام لیں گے مگر کیا نہیں، یہاں تک کہ سال ختم ہو گیا تو زکاة واجب ہے اور اگر تجارت کے لیے تھا اور چھ مہینے یا زیادہ تک

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۶.

② المرجع السابق.

③ "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۸.

④ "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاة، باب السائمۃ، ج ۳، ص ۲۳۲.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب السائمۃ، ج ۳، ص ۲۳۳.

چرائی پر رکھا تو جب تک یہ نیت نہ کرے کہ یہ سائمہ ہے، فقط چرانے سے سائمہ نہ ہوگا۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۲: تجارت کے لیے خریدا تھا پھر سائمہ کر دیا، تو زکاة کے لیے ابتدائے سال اس وقت سے ہے خریدنے کے وقت سے نہیں۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۳: سال تمام سے پہلے سائمہ کو کسی چیز کے بدلے بیچ ڈالا، اگر یہ چیز اس قسم کی ہے جس پر زکاة واجب ہوتی ہے اور پہلے سے اس کی نصاب اس کے پاس موجود نہیں، تو اب اس کے لیے اُس وقت سے سال شمار کیا جائے گا۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۴: وقف کے جانور اور جہاد کے گھوڑے کی زکاة نہیں۔ یوہیں اندھے یا ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے جانور کی زکاة نہیں، البتہ اندھا اگر چرائی پر رہتا ہے تو واجب ہے۔^(۴) یوہیں اگر نصاب میں کمی ہے اور اس کے پاس اندھا جانور ہے کہ اس کے ملانے سے نصاب پوری ہو جاتی ہے تو زکاة واجب ہے۔ (عالمگیری)

تین قسم کے جانوروں کی زکاة واجب ہے، جب کہ سائمہ ہوں۔

(۱) اونٹ۔

(۲) گائے۔

(۳) بکری۔

لہذا ان کی نصاب کی تفصیل بیان کرنے کے بعد دیگر احکام بیان کیے جائیں گے۔

اونٹ کی زکاة کا بیان

صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”پانچ اونٹ سے کم میں زکاة نہیں۔“^(۵) اور اس کی زکاة میں تفصیل صحیح بخاری شریف کی اس حدیث میں ہے، جو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔^(۶)

مسئلہ ۱: پانچ اونٹ سے کم میں زکاة واجب نہیں اور جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں، مگر پچیس^{۲۵} سے کم ہوں تو ہر پانچ

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صدقة السوائم، ج ۱، ص ۱۷۶۔

② ”تنویر الأبصار“ و ”الدر المختار“، کتاب الزکاة، باب السائمة، ج ۳، ص ۲۳۵۔

③ ”الدر المختار“، کتاب الزکاة، باب السائمة، ج ۳، ص ۲۳۵۔

④ ”الدر المختار“ و ”رد المختار“، کتاب الزکاة، باب السائمة، ج ۳، ص ۲۳۶۔

⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب لیس فیما دون خمسة أو سق صدقة، الحدیث: ۹۷۹، ص ۴۸۷۔

⑥

میں ایک بکری واجب ہے یعنی پانچ ہوں تو ایک بکری، دس ہوں تو دو، علیٰ ہذا القیاس۔^(۱) (عامہ مکتب)

مسئلہ ۲: زکاة میں جو بکری دی جائے وہ سال بھر سے کم کی نہ ہو بکری دیں یا بکرا اس کا اختیار ہے۔^(۲) (رد المحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳: دونصابوں کے درمیان میں جو ہوں وہ غنویں یعنی اُن کی کچھ زکاة نہیں، مثلاً سات آٹھ ہوں، جب بھی

وہی ایک بکری ہے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۴: پچیس اونٹ ہوں تو ایک بنت مخاض یعنی اونٹ کا بچہ مادہ جو ایک سال کا ہو چکا، دوسری برس میں ہو۔

پننتیس^{۳۵} تک یہی حکم ہے یعنی وہی بنت مخاض دیں گے۔ چھتیس^{۳۶} سے پننتیس^{۳۵} تک میں ایک بنت لبون یعنی اونٹ کا مادہ بچہ جو دو

سال کا ہو چکا اور تیسری برس میں ہے۔ چھیالیس^{۳۷} سے ساٹھ^{۳۸} تک میں ھتھ یعنی اونٹنی جو تین برس کی ہو چکی چوتھی میں ہو۔ اکسٹھ^{۳۹} سے

پچھتر^{۴۰} تک جذعہ یعنی چار سال کی اونٹنی جو پانچویں میں ہو۔ چھتر^{۴۱} سے نو^{۴۲} تک میں دو بنت لبون۔ اکانو^{۴۳} سے ایک سو تیس^{۴۴} تک

میں دو ھتھ۔ اس کے بعد ایک سو پننتیس^{۴۵} تک دو ھتھ اور ہر پانچ میں ایک بکری، مثلاً ایک سو پچیس^{۴۶} میں دو ھتھ ایک بکری اور

ایک سو تیس^{۴۷} میں دو ھتھ دو بکریاں،^(۴) علیٰ ہذا القیاس^(۵)۔ پھر ایک سو پچاس^{۴۸} میں تین ھتھ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ان میں ویسا

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صدقۃ السوائم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۷۷.

۲..... "رد المحتار"، کتاب الزکاة، باب نصاب الابل، ج ۳، ص ۲۳۸.

۳..... "الدر المختار"، کتاب الزکاة، باب نصاب الابل، ج ۳، ص ۲۳۸.

۴..... مزید آسانی کے لیے ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیجئے: اونٹ کا نصاب

تعداد جن پر زکاة واجب ہے	شرح زکاة
۵ سے ۹ تک	ایک بکری
۱۰ سے ۱۴ تک	دو بکریاں
۱۵ سے ۱۹ تک	تین بکریاں
۲۰ سے ۲۴ تک	چار بکریاں
۲۵ سے ۳۵ تک	ایک سال کی اونٹنی
۳۶ سے ۴۵ تک	دو سال کی اونٹنی
۴۶ سے ۶۰ تک	تین سال کی اونٹنی
۶۱ سے ۷۵ تک	چار سال کی اونٹنی
۷۶ سے ۹۰ تک	دو دو سال کی دو اونٹنیاں
۹۱ سے ۱۲۰ تک	تین، تین سال کی دو اونٹنیاں

۵..... یعنی ایک سو پننتیس^{۴۵} میں دو ھتھ تین بکریاں، ایک سو چالیس^{۴۶} میں دو ھتھ چار بکریاں اور ایک سو پننتیس^{۴۷} میں دو ھتھ اور ایک بنت مخاض۔

ہی کریں جیسا شروع میں کیا تھا یعنی ہر پانچ میں ایک بکری اور پچیس^{۲۵} میں بنت مخاض، چھتیس^{۳۶} میں بنت لبون، یہ ایک سو چھیاسی^{۱۸۶} بلکہ ایک سو پچانوے تک کا حکم ہو گیا یعنی اتنے میں تین^{۱۹۹} ھتھ اور ایک بنت لبون۔ پھر ایک سو چھیانوے سے دو سو تک چار ھتھ اور یہ بھی اختیار ہے کہ پانچ بنت لبون دے دیں۔ پھر دو سو کے بعد وہی طریقہ برتیں، جو ایک سو پچاس کے بعد ہے یعنی ہر پانچ میں ایک بکری، پچیس^{۲۵} میں بنت مخاض، چھتیس^{۳۶} میں بنت لبون۔ پھر دو سو چھیالیس سے دو سو پچاس تک پانچ ھتھ و علیٰ ہذا القیاس۔^(۱) (عامہ مکتب)

مسئلہ ۵: اونٹ کی زکاة میں جس موقع پر ایک یا دو یا تین یا چار سال کا اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ مادہ ہو، نہ دس تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا۔^(۲) (در مختار)

گائے کی زکاة کا بیان

ابوداؤد و ترمذی و نسائی و دارمی و معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو یہ فرمایا: کہ ”ہر تین گائے سے ایک تمبیج یا تبعیہ لیں اور ہر چالیس^۳ میں ایک مسن یا مسنہ۔“^(۳) اور اسی کے مثل ابوداؤد کی دوسری روایت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ کام کرنے والے جانور کی زکاة نہیں۔^(۴)

مسئلہ ۱: تیس سے کم گائیں ہوں تو زکاة واجب نہیں، جب تیس پوری ہوں تو ان کی زکاة ایک تمبیج یعنی سال بھر کا بچھڑا یا تبعیہ یعنی سال بھر کی بچھیا ہے اور چالیس^۳ ہوں تو ایک مسن یعنی دو سال کا بچھڑا یا مسنہ یعنی دو سال کی بچھیا، انٹھ تک یہی حکم ہے۔ پھر ساٹھ^۶ میں دو تمبیج یا تبعیہ پھر ہر تیس^۳ میں ایک تمبیج یا تبعیہ اور ہر چالیس^۳ میں ایک مسن یا مسنہ، مثلاً ستر^۷ میں ایک تمبیج اور ایک مسن اور اسی^۸ میں دو مسن^۵، و علیٰ ہذا القیاس۔ اور جس جگہ تیس^۳ اور چالیس^۳ دونوں ہو سکتے ہوں وہاں، اختیار ہے کہ تمبیج

۱..... ”تبیین الحقائق“، کتاب الزکاة، باب صدقة السوائم، ج ۲، ص ۳۴۔

و ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب نصاب الابل، ج ۳، ص ۲۳۸ - ۲۴۰، وغیرہما۔

۲..... ”الدر المختار“، کتاب الزکاة، باب نصاب الابل، ج ۳، ص ۲۴۰۔

۳..... ”سنن أبي داود“، کتاب الزکاة، باب في زكاة السائمة، الحديث: ۱۵۷۶، ج ۲، ص ۱۴۵۔

۴..... ”سنن أبي داود“، کتاب الزکاة، باب في زكاة السائمة، الحديث: ۱۵۷۲، ج ۲، ص ۱۴۲۔

۵..... مزید آسانی کے لیے ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیجئے: گائے کا نصاب

تعداد جن پر زکاة واجب ہے	شرح زکاة
۳۰ سے ۳۹ تک	ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا

زکاة میں دیں یا مَسْن، مثلاً ایک سو بیس میں اختیار ہے کہ چار بیس دیں یا تین مَسْن۔^(۱) (عامہ کتب)

مسئلہ ۲: بھینس گائے کے حکم میں ہے اور اگر گائے بھینس دونوں ہوں تو زکاة میں ملا دی جائیں گی، مثلاً بیس گائے ہیں اور دس بھینس تو زکاة واجب ہوگئی اور زکاة میں اس کا بچہ لیا جائے جو زیادہ ہو یعنی گائیں زیادہ ہوں تو گائے کا بچہ اور بھینس زیادہ ہوں تو بھینس کا اور اگر کوئی زیادہ نہ ہو تو زکاة میں وہ لیں جو اعلیٰ سے کم ہو اور ادنیٰ سے اچھا۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۳: گائے بھینس کی زکاة میں اختیار ہے کہ نہ لیا جائے یا مادہ، مگر افضل یہ ہے کہ گائیں زیادہ ہوں تو بچھیا اور نہ زیادہ ہوں تو بچھڑا۔^(۳) (عالمگیری)

بکریوں کی زکاة کا بیان

صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انھیں بحرین بھیجا تو فرائض صدقہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے تھے لکھ کر دیے، ان میں بکری کی نصاب کا بھی بیان ہے اور یہ کہ زکاة میں نہ بوڑھی بکری دی جائے، نہ عیب والی نہ بکرا۔

ہاں اگر مصدق (صدقہ وصول کرنے والا) چاہے تو لے سکتا ہے۔^(۴) اور زکاة کے خوف سے نہ متفرق کو جمع کریں نہ مجتمع کو متفرق کریں۔

مسئلہ ۱: چالیس سے کم بکریاں ہوں تو زکاة واجب نہیں اور چالیس ہوں تو ایک بکری اور یہی حکم ایک سو بیس تک ہے

۳۰ سے ۵۹ تک	پورے دو سال کا بچھڑا یا بچھیا
۶۰ سے ۶۹ تک	ایک ایک سال کے دو بچھڑے یا بچھیاں
۷۰ سے ۷۹ تک	ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا اور ایک دو سال کا بچھڑا
۸۰ سے ۸۹ تک	دو سال کے دو بچھڑے

① "الدر المختار"، کتاب الزکاة، باب زکاة البقر، ج ۳، ص ۲۴۱.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صدقۃ السوائم، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۷۸.

③ المرجع السابق.

④ "صحیح البخاری"، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، الحدیث: ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ج ۱، ص ۴۹۰.

یعنی ان میں بھی وہی ایک بکری ہے اور ایک سوا کیس میں دو اور دو سوا ایک میں تین اور چار سو میں چار پھر ہر سو پر ایک (۱) اور جو دو نصابوں کے درمیان میں ہے معاف ہے۔ (۲) (عامہ کتب)

مسئلہ ۲: زکاة میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا، جو کچھ ہو یہ ضرور ہے کہ سال بھر سے کم کا نہ ہو، اگر کم کا ہو تو قیمت کے حساب سے دیا جاسکتا ہے۔ (۳) (درمختار)

مسئلہ ۳: بھیڑ و دنبہ بکری میں داخل ہیں، کہ ایک سے نصاب پوری نہ ہوتی ہو تو دوسری کو ملا کر پوری کریں اور زکاة میں بھی ان کو دے سکتے ہیں مگر سال سے کم کے نہ ہوں۔ (۴) (درمختار)

مسئلہ ۴: جانوروں میں نسب ماں سے ہوتا ہے، تو اگر ہرن اور بکری سے بچہ پیدا ہوا تو بکریوں میں شمار ہوگا اور نصاب میں اگر ایک کی کمی ہے تو اُسے ملا کر پوری کریں گے، بکرے اور ہرنی سے ہے تو نہیں۔ یوہیں نیل گائے اور نیل سے ہے تو گائے نہیں اور نیل گائے تراور گائے سے ہے تو گائے ہے۔ (۵) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵: جن جانوروں کی زکاة واجب ہے وہ کم سے کم سال بھر کے ہوں، اگر سب ایک سال سے کم کے بچے ہوں تو زکاة واجب نہیں اور اگر ایک بھی اُن میں سال بھر کا ہو تو سب اسی کے تابع ہیں، زکاة واجب ہو جائے گی، یعنی مثلاً بکری کے چالیس بچے سال سال بھر سے کم کے خریدے تو وقت خریداری سے ایک سال پر زکاة واجب نہیں کہ اس وقت قابلِ نصاب نہ تھے بلکہ اُس وقت سے سال لیا جائے گا کہ ان میں کا کوئی سال بھر کا ہو گیا۔ یوہیں اگر اس کے پاس بقدر نصاب بکریاں تھیں اور چھ

۱..... مزید آسانی کے لیے ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیجئے: بکری کا نصاب

تعداد جن پر زکاة فرض ہے	شرح زکاة
۴۰ سے ۱۲۰ تک	ایک بکری
۱۲۱ سے ۲۰۰ تک	دو بکریاں
۲۰۱ سے ۳۹۹ تک	تین بکریاں
۴۰۰ سے ۴۹۹ تک	چار بکریاں
پھر ہر سو پر	ایک بکری کا اضافہ

۲..... ”تنویر الأبصار“ و ”الدر المختار“، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۳.

و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صدقة السوائم، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۷۸.

۳..... ”الدر المختار“، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۳.

۴..... المرجع السابق، ص ۲۴۲.

۵..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صدقة السوائم، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۷۸، وغیرہ.

مہینے گزرنے کے بعد اُن کے چالیش بچے ہوئے پھر بکریاں جاتی رہیں، بچے باقی رہ گئے تو اب سال تمام پر یہ بچے قابلِ نصاب نہیں، لہذا زکاة واجب نہیں۔^(۱) (جوہرہ)

مسئلہ ۶: اگر اُس کے پاس اونٹ، گائیں، بکریاں سب ہیں مگر نصاب سے سب کم ہیں یا بعض تو نصاب پوری کرنے کے لیے خلط نہ کریں گے اور زکاة واجب نہ ہوگی۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷: زکاة میں متوسط درجہ کا جانور لیا جائے گا چُن کر عمدہ نہ لیں، ہاں اُس کے پاس سب اچھے ہی ہوں تو وہی لیں اور گا بھن اور وہ جانور نہ لیں جسے کھانے کے لیے فربہ کیا ہو، نہ وہ مادہ لیں جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے نہ بکرا لیا جائے۔^(۳) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: جس عمر کا جانور دینا واجب آیا وہ اس کے پاس نہیں اور اس سے بڑھ کر موجود ہے تو وہ دے دے اور جو زیادتی ہو واپس لے، مگر صدقہ وصول کرنے والے پر لے لینا واجب نہیں اگر نہ لے اور اُس جانور کو طلب کرے جو واجب آیا یا اس کی قیمت تو اُسے اس کا اختیار ہے جس عمر کا جانور واجب ہو وہ نہیں ہے اور اس سے کم عمر کا ہے تو وہی دیدے اور جو کمی پڑے اُس کی قیمت دے یا واجب کی قیمت دیدے دونوں طرح کر سکتا ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: گھوڑے، گدھے، خچر اگر چہ چرائی پر ہوں ان کی زکاة نہیں، ہاں اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان کی قیمت لگا کر اُس کا چالیسواں حصہ زکاة میں دیں۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: دو نصابوں کے درمیان جو عفو ہے اس کی زکاة نہیں ہوتی یعنی بعد سال تمام اگر وہ عفو ہلاک ہو جائے تو زکاة میں کوئی کمی نہ ہوگی اور واجب ہونے کے بعد نصاب ہلاک ہوگئی تو اس کی زکاة بھی ساقط ہوگئی اور ہلاک پہلے عفو کی طرف پھیریں گے، اس سے بچے تو اُس کے متصل جو نصاب ہے اس کی طرف پھر بھی بچے تو اسکے بعد و علیٰ ہذا القیاس۔ مثلاً اسی^۶ بکریاں تھیں چالیش مرگئیں تو اب بھی ایک بکری واجب رہی کہ چالیس کے بعد دوسرا چالیس عفو ہے اور چالیس اونٹ میں پندرہ مر گئے تو نہتِ محض واجب ہے کہ چالیس میں چار عفو ہیں وہ نکالے، اس کے بعد چھتیس^۷ کی نصاب ہے وہ بھی کافی نہیں، لہذا گیارہ اور نکالے،

① ”الجوهرة النيرة“، كتاب الزكاة، باب زكاة الخيل، ص ۱۵۴.

② ”تنوير الأبصار“ و ”الدر المختار“، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج ۳، ص ۲۸۰. وغیرہ

③ ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج ۳، ص ۲۵۱.

④ ”الفتاوى الهندية“، كتاب الزكاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۷۷.

⑤ ”تنوير الأبصار“ و ”الدر المختار“، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۴. وغیرہ.

پچیس رہے ان میں بنتِ محض کا حکم ہے بس یہی دیں گے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۱: دو بکریاں زکاة میں واجب ہوئیں اور ایک فرہ بکری دی جو قیمت میں دو کی برابر ہے زکاة ادا ہوگئی۔^(۲)

(جوہرہ)

مسئلہ ۱۲: سال تمام کے بعد مالک نصاب نے نصاب خود ہلاک کر دی تو زکاة ساقط نہ ہوگی، مثلاً جانور کو چار پانی نہ دیا گیا کہ مر گیا زکاة دینی ہوگی۔ یوہیں اگر اُس کا کسی پر قرض تھا اور وہ مقروض مالدار ہے سال تمام کے بعد اس نے معاف کر دیا تو یہ ہلاک کرنا ہے، لہذا زکاة دے اور اگر وہ نادار تھا اور اس نے معاف کر دیا تو ساقط ہوگئی۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مالک نصاب نے سال تمام کے بعد قرض دے دیا یا عاریت دی یا مال تجارت کو مال تجارت کے بدلے بیچا اور جس کو دیا تھا اُس نے انکار کر دیا اور اُس کے پاس ثبوت نہیں یا وہ مر گیا اور ترکہ نہ چھوڑا تو یہ ہلاک کرنا نہیں، لہذا زکاة ساقط ہوگئی۔ اور اگر سال تمام کے بعد مال تجارت کو غیر مال تجارت کے عوض بیچ ڈالا یعنی اس کے بدلے میں جو چیز لی اُس سے تجارت مقصود نہیں، مثلاً خدمت کے لیے غلام یا پہننے کے لیے کپڑے خریدے یا سائمنہ کو سائمنہ کے بدلے بیچا اور جس کے ہاتھ بیچا اُس نے انکار کر دیا اور اس کے پاس گواہ نہیں یا وہ مر گیا اور ترکہ نہ چھوڑا تو یہ ہلاک نہیں بلکہ ہلاک کرنا ہے، لہذا زکاة واجب ہے۔ سال تمام کے بعد مال تجارت کو عورت کے مہر میں دے دیا یا عورت نے اپنی نصاب کے بدلے شوہر سے خلع لیا تو زکاة دینی ہوگی۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: اس کے پاس روپے اشرفیاں تھیں جن پر سال گزرا مگر ابھی زکاة نہیں دی، ان کے بدلے تجارت کے لیے کوئی چیز خریدی اور یہ چیز ہلاک ہوگئی تو زکاة ساقط ہوگئی مگر جب کہ اتنی گراں^(۵) خریدی کہ اتنے نقصان کے ساتھ لوگ نہ خریدتے ہوں تو اُس کی اصلی قیمت پر جو کچھ زیادہ دیا ہے، اس کی زکاة ساقط نہ ہوگی کہ وہ ہلاک کرنا ہے اور اگر تجارت کے لیے نہ ہو، مثلاً خدمت کے لیے غلام خریدا، وہ مر گیا تو اس روپے کی زکاة ساقط نہ ہوگی۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: بادشاہ اسلام نے اگرچہ ظالم یا باغی ہو، سائمنہ کی زکاة لے لی یا عشر وصول کر لیا اور انھیں محل پر صرف کیا تو

..... ۱ "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۶، وغیرہما.

..... ۲

..... ۳ "الدر المختار"، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۷.

..... ۴ "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۸ - ۲۵۰.

..... ۵ یعنی مہنگی۔

..... ۶ "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۸.

اعادہ کی حاجت نہیں اور محل پر صرف نہ کیا تو اعادہ کیا جائے اور خراج لے لیا تو مطلقاً اعادہ کی حاجت نہیں۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۱۶: مُصَدَّق (زکاة وصول کرنے والے) کے سامنے سائمنہ بیچ ڈالا تو مُصَدَّق کو اختیار ہے چاہے بقدر زکاة اس میں سے قیمت لے لے اور اس صورت میں بیچ تمام ہوگئی اور چاہے جو جانور واجب ہوا وہ لے لے اور اس وقت جو لیا اس کے حق میں بیچ باطل ہوگی اور اگر مُصَدَّق وہاں موجود نہ تھا بلکہ اس وقت آیا کہ مجلس عقد سے وہ دونوں جُدا ہو گئے تو اب جانور نہیں لے سکتا، جو جانور واجب ہوا، اُس کی قیمت لے لے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: جس غلہ پر عشر واجب ہوا اُسے بیچ ڈالا تو مُصَدَّق کو اختیار ہے چاہے بائع^(۳) سے اس کی قیمت لے یا مشتری^(۴) سے اُتنا غلہ واپس لے، بیچ اس کے سامنے ہوئی ہو یا دونوں کے جُدا ہونے کے بعد مُصَدَّق آیا۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اسی^۸ بکریاں ہیں تو ایک بکری زکاة کی ہے، یہ نہیں کیا جاسکتا کہ چالینس^۹ چالینس^{۱۰} کے دو گروہ کر کے دو زکاة میں لیں اور اگر دو شخصوں کی چالینس^{۱۱} چالینس^{۱۲} بکریاں ہیں تو یہ نہیں کر سکتے کہ انھیں جمع کر کے ایک گروہ کر دیں کہ ایک ہی بکری زکاة میں دینی پڑے، بلکہ ہر ایک سے ایک ایک لی جائے گی۔ یوہیں اگر ایک کی انتالیس^{۱۳} ہیں اور ایک کی چالینس^{۱۴} تو انتالیس^{۱۵} والے سے کچھ نہ لیں گے، غرض نہ مجتمع کو متفرق کریں گے، نہ متفرق کو مجتمع۔^(۶) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: مویشی میں شرکت سے زکاة پر کچھ اثر نہیں پڑتا، خواہ وہ کسی قسم کی ہو۔ اگر ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے تو دونوں پر پوری پوری زکاة واجب اور ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے دوسرے کا نہیں تو اس پر واجب ہے، اس پر نہیں مثلاً ایک کی چالینس^{۱۶} بکریاں ہیں دوسرے کی تیس^{۱۷} تو چالیس والے پر ایک بکری تیس والے پر کچھ نہیں اگر اور کسی کی بقدر نصاب نہ ہوں مگر مجموعہ بقدر نصاب ہے تو کسی پر کچھ نہیں۔^(۷) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: اسی^{۱۸} بکریوں میں اکاسی^{۱۹} شریک ہیں، یوں کہ ایک شخص ہر بکری میں نصف کا مالک ہے اور ہر بکری کے دوسرے نصف کا ان میں سے ایک ایک شخص مالک ہے تو اُس کے سب حصوں کا مجموعہ چالینس^{۲۰} کے برابر ہوا اور یہ سب صرف

① "الدرالمختار" کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۵۵.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثالث، فی زکاة الذهب والفضة والعروض مسائل شتی، ج ۱، ص ۱۸۱.

③ یعنی فروخت کرنے والے۔

④ یعنی خریدنے والے۔

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثالث، فی زکاة الذهب والفضة والعروض مسائل شتی، ج ۱، ص ۱۸۱.

⑥ المرجع السابق، وغیرہ.

⑦ المرجع السابق.

آدھی آدھی بکری کے حصہ دار ہوئے، مگر زکاة کسی پر نہیں۔^(۱) (در مختار)

مسئلہ ۲۱: شرکت کی مویشی میں زکاة دی گئی تو ہر ایک پر اُس کے حصہ کی قدر ہے، جو کچھ حصہ سے زائد گیا وہ شریک سے واپس لے، مثلاً ایک کی اکتالیس بکریاں ہیں، دوسرے کی بیاسی، کل ایک سو تیس ہوئیں اور دو زکاة میں لی گئیں، یعنی ہر ایک سے ایک مگر چونکہ ایک ایک تہائی کا شریک ہے اور دوسرا دو کا، لہذا ہر بکری میں دو تہائی والے کی دو تہائیاں گئیں، جن کا مجموعہ ایک تہائی اور ایک بکری ہے اور ایک تہائی والے کی ہر بکری میں ایک ہی تہائی گئی کہ مجموعہ دو تہائیاں ہوا اور اُس پر واجب ایک بکری ہے، لہذا دو تہائیوں والا ایک تہائی والے سے تہائی لینے کا مستحق ہے اور اگر کل اسی بکریاں ہیں، ایک دو تہائی کا شریک ہے، دوسرا ایک تہائی کا اور زکاة میں ایک بکری لی گئی تو تہائی کا حصہ دار اپنے شریک سے تہائی بکری کی قیمت لے کہ اس پر زکاة واجب نہیں۔^(۲) (ردالمحتار)

سونے چاندی مال تجارت کی زکاة کا بیان

حدیث ۱: سنن ابی داود و ترمذی میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”گھوڑے اور لونڈی غلام کی زکاة میں نے معاف فرمائی تو اب چاندی کی زکاة ہر چالیس درہم سے ایک درہم ادا کرو، مگر ایک سونے میں کچھ نہیں، جب دو سو درہم ہوں تو پانچ درہم دو۔“^(۳)

حدیث ۲: ابوداؤد کی دوسری روایت انھیں سے یوں ہے، کہ ہر چالیس درہم سے ایک درہم ہے، مگر جب تک دو سو درہم پورے نہ ہوں کچھ نہیں جب دو سو پورے ہوں تو پانچ درہم اور اس سے زیادہ ہوں تو اسی حساب سے دیں۔^(۴)

حدیث ۳: ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی، کہ دو عورتیں حاضر خدمت اقدس ہوئیں، اُن کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے، ارشاد فرمایا: ”تم اس کی زکاة ادا کرتی ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا: تو کیا تم اُسے پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے، عرض کی نہ۔ فرمایا: تو اس کی زکاة ادا کرو۔“^(۵)

حدیث ۴: امام مالک و ابوداؤد و ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں: میں سونے کے

① ”الدر المختار“، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج ۳، ص ۲۸۱.

② ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج ۳، ص ۲۸۰.

③ ”جامع الترمذی“، أبواب الزکاة، باب ما جاء فی زکاة الذهب والورق، الحدیث: ۶۲۰، ج ۲، ص ۱۲۲.

④ ”سنن أبی داود“، کتاب الزکاة، باب فی زکاة السائمة، الحدیث: ۱۵۷۲، ج ۲، ص ۱۴۲.

⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب الزکاة، باب ما جاء فی زکاة الحلی، الحدیث: ۶۳۷، ج ۲، ص ۱۳۲.

زیور پہنا کرتی تھی، میں نے عرض کی یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا یہ کنز ہے (جس کے بارے میں قرآن مجید میں وعید آئی)؟ ارشاد فرمایا: ”جو اس حد کو پہنچے کہ اس کی زکاۃ ادا کی جائے اور ادا کر دی گئی تو کنز نہیں۔“ (1)

حدیث ۵: امام احمد باسناد حسن اسما بنت یزید سے راوی، کہتی ہیں۔ میں اور میری خالہ حاضر خدمت اقدس ہوئیں اور ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا: ”اس کی زکاۃ دیتی ہو، عرض کی نہیں۔ فرمایا: کیا ڈرتی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے، اس کی زکاۃ ادا کرو۔“ (2)

حدیث ۶: ابو داؤد و سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دیا کرتے کہ ”(جس کو ہم بیع (تجارت) کے لیے مہیا کریں، اس کی زکاۃ نکالیں۔“ (3)

مسئلہ ۱: سونے کی نصاب میں مشقال ہے یعنی ساڑھے سات تولے اور چاندی کی دو سو درم یعنی ساڑھے باون تولے یعنی وہ تولہ جس سے یہ رانچ روپیہ سوا گیارہ ماشے ہے۔ سونے چاندی کی زکاۃ میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا لحاظ نہیں، مثلاً سات تولے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہو کہ اس کی کاریگری کی وجہ سے دو سو درم سے زائد قیمت ہو جائے یا سونا گراں ہو کہ ساڑھے سات تولے سے کم کی قیمت دو سو درم سے بڑھ جائے، جیسے آج کل کہ ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت چاندی کی کئی نصابیں ہوں گی، غرض یہ کہ وزن میں بقدر نصاب نہ ہو تو زکاۃ واجب نہیں قیمت جو کچھ بھی ہو۔ یوہیں سونے کی زکاۃ میں سونے اور چاندی کی زکاۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی تو اس کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ وزن کا اگرچہ اس میں بہت کچھ صنعت ہو جس کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی یا فرض کرو دس آنے بھری چاندی بک رہی ہے اور زکاۃ میں ایک روپیہ دیا جو سولہ آنے کا قرار دیا جاتا ہے تو زکاۃ ادا کرنے میں وہ یہی سمجھا جائے گا کہ سوا گیارہ ماشے چاندی دی، یہ چھ آنے بلکہ کچھ اوپر جو اس کی قیمت میں زائد ہیں لغو ہیں۔ (4) (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ ۲: یہ جو کہا گیا کہ ادائے زکاۃ میں قیمت کا اعتبار نہیں، یہ اسی صورت میں ہے کہ اُس کی جنس کی زکاۃ اُسی جنس سے ادا کی جائے اور اگر سونے کی زکاۃ چاندی سے یا چاندی کی سونے سے ادا کی تو قیمت کا اعتبار ہوگا، مثلاً سونے کی زکاۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک اشرفی دینا قرار پائے گا، اگرچہ وزن میں اس کی چاندی پندرہ روپے

① ”سنن أبي داود“، كتاب الزكاة، باب الكنز ما هو؟ وزكاة الحلي، الحديث: ۱۵۶۴، ج ۲، ص ۱۳۷.

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، من حديث أسماء ابنة يزيد، الحديث: ۲۷۶۸۵، ج ۱۰، ص ۴۴۶.

③ ”سنن أبي داود“، كتاب الزكاة، باب العروض اذا كانت للتجارة هل فيها زكاة؟، الحديث: ۱۵۶۲، ج ۲، ص ۱۳۶.

④ ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج ۳، ص ۲۶۷ - ۲۷۰.

بھربھی نہ ہو۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: سونا چاندی جب کہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکاۃ چالیسواں حصہ ہے، خواہ وہ ویسے ہی ہوں یا اُن کے سکے جیسے روپے اشرفیاں یا ان کی کوئی چیز بنی ہوئی خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لیے زیور، مرد کے لیے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی یا سونے چاندی کے بلا زنجیر کے بٹن یا استعمال ناجائز ہو جیسے چاندی سونے کے برتن، گھڑی، سُرمہ دانی، سلائی کہ ان کا استعمال مرد و عورت سب کے لیے حرام ہے یا مرد کے لیے سونے چاندی کا چھلا یا زیور یا سونے کی انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشے سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی یا چند انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی، غرض جو کچھ ہو زکاۃ سب کی واجب ہے، مثلاً $\frac{1}{5}$ تولہ سونا ہے تو دو ماشہ زکاۃ واجب ہے یا $\frac{1}{5}$ تولہ ۶ ماشہ چاندی ہے تو ایک تولہ ۳ ماشہ ۶ رتی۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو، جس کی قیمت سونے چاندی کی نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکاۃ واجب ہے یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ اور اگر اسباب کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس ان کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو اُن کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں، اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا زکاۃ واجب ہے اور اسباب تجارت کی قیمت اُس سے لگائیں جس کا رواج وہاں زیادہ ہو، جیسے ہندوستان میں روپیہ کا زیادہ چلن ہے، اسی سے قیمت لگائی جائے اور اگر کہیں سونے چاندی دونوں کے سکوں کا یکساں چلن ہو تو اختیار ہے جس سے چاہیں قیمت لگائیں، مگر جب کہ روپے سے قیمت لگائیں تو نصاب نہیں ہوتی اور اشرفی سے ہو جاتی ہے یا بالعکس تو اُسی سے قیمت لگائی جائے جس سے نصاب پوری ہو اور اگر دونوں سے نصاب پوری ہوتی ہے مگر ایک سے نصاب کے علاوہ نصاب کا پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے، دوسرے سے نہیں تو اس سے قیمت لگائیں جس سے ایک نصاب اور نصاب کا پانچواں حصہ ہو۔^(۳) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: نصاب سے زیادہ مال ہے تو اگر یہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی زکاۃ بھی واجب ہے، مثلاً دو سو چالیس درم یعنی ۶۳ تولہ چاندی ہو تو زکاۃ میں چھ درم واجب، یعنی ایک تولہ ۶ ماشہ $\frac{1}{5}$ رتی یعنی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ کے بعد ہر ۱۰ تولہ ۶ ماشہ پر ۳ ماشہ ۱ $\frac{1}{5}$ رتی بڑھائیں اور سونا تو تولہ ہو تو دو ماشہ ۵ $\frac{3}{5}$ رتی یعنی ۷ تولہ ۶ ماشہ کے بعد ہر ایک تولہ ۶ ماشہ پر ۳ $\frac{3}{5}$ رتی بڑھائیں اور پانچواں حصہ نہ ہو تو معاف یعنی مثلاً نو تولہ سے ایک رتی کم اگر سونا ہے تو زکاۃ وہی ۷ تولہ ۶ ماشہ

① ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۷۰.

② ”الدرالمختار“، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۷۰، وغیرہ.

③ المرجع السابق، ص ۲۷۰ - ۲۷۲، وغیرہ.

کی واجب ہے یعنی ۲ ماشہ۔ یوہیں چاندی اگر ۶۳ تولہ سے ایک رتنی بھی کم ہے تو زکاۃ وہی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ کی ایک تولہ ۳ ماشہ ۶ رتنی واجب۔ یوہیں پانچویں حصہ کے بعد جو زیادتی ہے، اگر وہ بھی پانچواں حصہ ہے تو اُس کا چالیسواں حصہ واجب ورنہ معاف و علیٰ ہذا القیاس۔ مال تجارت کا بھی یہی حکم ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۶: اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو سونا چاندی قرار دیں اور کل پر زکاۃ واجب ہے۔ یوہیں اگر کھوٹ سونے چاندی کے برابر ہو تو زکاۃ واجب اور اگر کھوٹ غالب ہو تو سونا چاندی نہیں پھر اس کی چند صورتیں ہیں۔ اگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہو کہ جد ا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے یا وہ نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گی یا وہ ثمن میں چلتا ہے اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو ان سب صورتوں میں زکاۃ واجب ہے اور اگر ان صورتوں میں کوئی نہ ہو تو اس میں اگر تجارت کی نیت ہو تو بشرائط تجارت اُسے مال تجارت قرار دیں اور اس کی قیمت نصاب کی قدر ہو، خود یا اوروں کے ساتھ مل کر تو زکاۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۷: سونے چاندی کو باہم خلط کر دیا تو اگر سونا غالب ہو، سونا سمجھا جائے اور دونوں برابر ہوں اور سونا بقدر نصاب ہے، تنہا یا چاندی کے ساتھ مل کر جب بھی سونا سمجھا جائے اور چاندی غالب ہو تو چاندی ہے، نصاب کو پہنچے تو چاندی کی زکاۃ دی جائے مگر جب کہ اس میں جتنا سونا ہے وہ چاندی کی قیمت سے زیادہ ہے تو اب بھی کل سونا ہی قرار دیں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کسی کے پاس سونا بھی ہے اور چاندی بھی اور دونوں کی کامل نصابیں تو یہ ضرور نہیں کہ سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا قرار دے کر زکاۃ ادا کرے، بلکہ ہر ایک کی زکاۃ علیحدہ علیحدہ واجب ہے۔ ہاں زکاۃ دینے والا اگر صرف ایک چیز سے دونوں نصابوں کی زکاۃ ادا کرے تو اسے اختیار ہے، مگر اس صورت میں یہ واجب ہوگا کہ قیمت وہ لگائے جس میں فقیروں کا زیادہ نفع ہے مثلاً ہندوستان میں روپے کا چلن بہ نسبت اشرفیوں کے زیادہ ہے تو سونے کی قیمت چاندی سے لگا کر چاندی زکاۃ میں دے اور اگر دونوں میں سے کوئی بقدر نصاب نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں پھر اگر ملانے پر بھی نصاب نہیں ہوتی تو کچھ نہیں اور اگر سونے کی قیمت کی چاندی چاندی میں ملائیں تو نصاب ہو جاتی ہے اور چاندی کی قیمت کا سونا سونے میں ملائیں تو نہیں ہوتی یا بالعکس تو واجب ہے کہ جس میں نصاب پوری ہو وہ کریں اور اگر دونوں

① "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۷۲.

② "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۷۳ - ۲۷۵.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۷۵ - ۲۷۷.

صورت میں نصاب ہو جاتی ہے تو اختیار ہے جو چاہیں کریں مگر جب کہ ایک صورت میں نصاب پر پانچواں حصہ بڑھ جاتا ہے تو جس میں پانچواں حصہ بڑھ جائے وہی کرنا واجب ہے، مثلاً سوا چھبیس^۲ تو لے چاندی ہے اور پونے چار تو لے سونا، اگر پونے چار تو لے سونے کی چاندی سوا چھبیس تو لے آتی ہے اور سوا چھبیس تو لے چاندی کا پونے چار تو لے سونا آتا ہے تو سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا جو چاہیں تصور کریں اور اگر پونے چار تو لے سونے کے بدلے ۳۷ تو لے چاندی آتی ہے اور سوا چھبیس تو لے چاندی کا پونے چار تو لے سونا نہیں ملتا تو واجب ہے کہ سونے کو چاندی قرار دیں کہ اس صورت میں نصاب ہو جاتی ہے، بلکہ پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے اور اُس صورت میں نصاب بھی پوری نہیں ہوتی۔ یو ہیں اگر ہر ایک نصاب سے کچھ زیادہ ہے تو اگر زیادتی نصاب کا پانچواں ہے تو اس کی بھی زکاة دیں اور اگر ہر ایک میں زیادتی پانچواں حصہ نصاب سے کم ہے تو دونوں ملائیں، اگر مل کر بھی کسی کی نصاب کا پانچواں حصہ نہیں ہوتا تو اس زیادتی پر کچھ نہیں اور اگر دونوں میں نصاب یا نصاب کا پانچواں حصہ ہو تو اختیار ہے، مگر جب کہ ایک میں نصاب ہو اور دوسرے میں پانچواں حصہ تو وہ کریں جس میں نصاب ہو اور اگر ایک میں نصاب یا پانچواں حصہ ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں تو وہی کرنا واجب ہے، جس سے نصاب ہو یا نصاب کا پانچواں حصہ۔^(۱)

(در مختار، رد المحتار وغیرہما)

مسئلہ ۹: پیسے جب رائج ہوں اور دو سو درم چاندی^(۲) یا بیس مثقال سونے^(۳) کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکاة واجب ہے^(۴)، اگرچہ تجارت کے لیے نہ ہوں اور اگر چلن اٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کے لیے نہ ہوں زکاة واجب نہیں۔ (فتاویٰ قاری الہدایہ) نوٹ کی زکاة بھی واجب ہے، جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی ثمن اصطلاحی^(۵) ہیں اور پیسوں کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ ۱۰: جو مال کسی پر دین^(۶) ہو، اس کی زکاة کب واجب ہوتی ہے اور ادا کب اس میں تین صورتیں ہیں۔ اگر دین قوی ہو، جیسے قرض جسے عرف میں دستگرداں کہتے ہیں اور مال تجارت کا ثمن مثلاً کوئی مال اُس نے بہ نیت تجارت خریدا، اُسے کسی کے ہاتھ اُدھار بیچ ڈالا یا مال تجارت کا کرایہ مثلاً کوئی مکان یا زمین بہ نیت تجارت خریدی، اُسے کسی کو سکونت یا زراعت کے

۱..... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج ۳، ص ۲۷۸، وغیرہما۔

۲..... یعنی ساڑھے باون تو لے۔

۳..... یعنی ساڑھے سات تو لے۔

۴..... "فتاویٰ قاری الہدایہ"، ص ۲۹۔

۵..... یعنی وہ ثمن ہے جو درحقیقت متاع (سامان) ہے لیکن لوگوں کی اصطلاح نے اسے ثمن بنادیا۔

۶..... یہاں دین سے مراد مطلقاً قرض ہی نہیں، بلکہ ہر وہ مال ہے جو کسی بھی سبب سے کسی شخص کے ذمہ واجب ہو۔

لیے کرایہ پردے دیا، یہ کرایہ اگر اُس پر دین ہے تو دین قوی ہوگا اور دین قوی کی زکاۃ بحالت دین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی، مگر واجب الادا اُس وقت ہے جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے، مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کی واجب الادا ہے یعنی چالیس درم وصول ہونے سے ایک درم دینا واجب ہوگا اور اتنی وصول ہوئے تو دو، وعلیٰ ہذا القیاس۔ دوسرے دین متوسط کہ کسی مال غیر تجارتی کا بدل ہو مثلاً گھر کا غلہ یا سواری کا گھوڑا یا خدمت کا غلام یا اور کوئی شے حاجتِ اصلیہ کی بیچ ڈالی اور دام خریدار پر باقی ہیں اس صورت میں زکاۃ دینا اس وقت لازم آئے گا کہ دو سو درم پر قبضہ ہو جائے۔ یوہیں اگر مورت کا دین اُسے ترکہ میں ملا اگرچہ مال تجارت کا عوض ہو، مگر وارث کو دو سو درم وصول ہونے اور مورت کی موت کو سال گزرنے پر زکاۃ دینا لازم آئے گا۔ تیسرے دین ضعیف جو غیر مال کا بدل ہو جیسے مہر، بدلِ خلع، دیت، بدلِ کتابت یا مکان یا دوکان کہ بہ نیت تجارت خریدی نہ تھی اس کا کرایہ دار پر چڑھا، اس میں زکاۃ دینا اس وقت واجب ہے کہ نصاب پر قبضہ کرنے کے بعد سال گزر جائے یا اس کے پاس کوئی نصاب اس جنس کی ہے اور اس کا سال تمام ہو جائے تو زکاۃ واجب ہے۔

پھر اگر دین قوی یا متوسط کئی سال کے بعد وصول ہو تو اگلے سال کی زکاۃ جو اس کے ذمہ دین ہوتی رہی وہ پچھلے سال کے حساب میں اسی رقم پر ڈالی جائے گی، مثلاً عمر پر زید کے تین سو درم دین قوی تھے، پانچ برس بعد چالیس درم سے کم وصول ہوئے تو کچھ نہیں اور چالیس وصول ہوئے تو ایک درم دینا واجب ہوا، اب انتالیس باقی رہے کہ نصاب کے پانچویں حصہ سے کم ہے، لہذا باقی برسوں کی ابھی واجب نہیں اور اگر تین سو درم دین متوسط تھے تو جب تک دو سو درم وصول نہ ہوں کچھ نہیں اور پانچ برس بعد دو سو وصول ہوئے تو اکیس واجب ہوں گے، سال اول کے پانچ اب سال دوم میں ایک سو پچانوے رہے ان میں سے پینتیس کہ خمس سے کم ہیں معاف ہو گئے، ایک سو ساٹھ رہے اس کے چار درم واجب لہذا سال سوم میں ایک سو اکانوے رہے، ان میں بھی چار درم واجب، چہارم میں ایک سو ستاسی رہے، پنجم میں ایک سو تراسی رہے ان میں بھی چار چار درم واجب، لہذا کل اکیس درم واجب الادا ہوئے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۱: اگر دین سے پہلے سال نصاب رواں تھا تو جو دین اثنائے سال میں کسی پر لازم آیا، اس کا سال بھی وہی قرار دیا جائے گا جو پہلے سے چل رہا ہے، وقت دین سے نہیں اور اگر دین سے پہلے اس جنس کی نصاب کا سال رواں نہ ہو تو وقت دین سے شمار ہوگا۔^(۲) (ردالمحتار)

۱..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، مطلب فی وجوب الزکاۃ فی دین المرصد، ج ۳،

ص ۲۸۱ - ۲۸۳، وغیرہما.

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب فی وجوب الزکاۃ فی دین المرصد، ج ۳، ص ۲۸۳.

مسئلہ ۱۲: کسی پر دین قوی یا متوسط ہے اور قرض خواہ کا انتقال ہو گیا تو مرتے وقت اس دین کی زکاۃ کی وصیت ضرور نہیں کہ اس کی زکاۃ واجب الادا تھی ہی نہیں اور وارث پر زکاۃ اس وقت ہوگی جب مورث کی موت کو ایک سال گزر جائے اور چالیس درم دین قوی میں اور دو سو درم دین متوسط میں وصول ہو جائیں۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: سال تمام کے بعد دائن نے دین معاف کر دیا یا سال تمام سے پہلے مال زکاۃ ہبہ کر دیا تو زکاۃ ساقط ہوگئی۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۱۴: عورت نے مہر کا روپیہ وصول کر لیا سال گزرنے کے بعد شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو نصف مہر واپس کرنا ہوگا اور زکاۃ پورے کی واجب ہے اور شوہر پر واپسی کے بعد سے سال کا اعتبار ہے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے یہ اقرار کیا کہ فلاں کا مجھ پر دین ہے اور اُسے دے بھی دیا پھر سال بھر بعد دونوں نے کہا دین نہ تھا تو کسی پر زکاۃ واجب نہ ہوئی۔^(۴) (عالمگیری) مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ اُس کے خیال میں دین ہو، ورنہ اگر محض زکاۃ ساقط کرنے کے لیے یہ حیلہ کیا تو عند اللہ مواخذہ کا مستحق ہے۔

مسئلہ ۱۶: مال تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے، مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت دو سو درم سے کم نہ ہو اور اگر مختلف قسم کے اسباب ہوں تو سب کی قیمتوں کا مجموعہ ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی قدر ہو۔^(۵) (عالمگیری) یعنی جب کہ اس کے پاس یہی مال ہو اور اگر اس کے پاس سونا چاندی اس کے علاوہ ہو تو اسے ملا لیں گے۔

مسئلہ ۱۷: غلہ یا کوئی مال تجارت سال تمام پر دو سو درم کا ہے پھر نرخ بڑھ گھٹ گیا تو اگر اسی میں سے زکاۃ دینا چاہیں تو جتنا اس دن تھا اس کا چالیسواں حصہ دے دیں اور اگر اس قیمت کی کوئی اور چیز دینا چاہیں تو وہ قیمت لی جائے جو سال تمام کے دن تھی اور اگر وہ چیز سال تمام کے دن تر تھی اب خشک ہوگئی، جب بھی وہی قیمت لگائیں جو اس دن تھی اور اگر اس روز خشک تھی، اب بھیگ گئی تو آج کی قیمت لگائیں۔^(۶) (عالمگیری)

① ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، مطلب فی وجوب الزکاۃ فی دین المرصد، ج ۳، ص ۲۸۳.

② ”الدرالمختار“، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۸۳ - ۲۸۵.

③ المرجع السابق، ص ۲۸۵.

④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، فی مسائل شتی، ج ۱، ص ۱۸۲.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث فی زکاۃ الذهب والفضة والعروض، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۷۹.

⑥ المرجع السابق، ص ۱۷۹ - ۱۸۰.

مسئلہ ۱۸: قیمت اس جگہ کی ہونی چاہیے جہاں مال ہے اور اگر مال جنگل میں ہو تو اُس کے قریب جو آبادی ہے وہاں جو قیمت ہو اس کا اعتبار ہے۔^(۱) (عالمگیری) ظاہر یہ ہے کہ یہ اس مال میں ہے جس کی جنگل میں خریداری نہ ہوتی ہو اور اگر جنگل میں خریدا جاتا ہو، جیسے لکڑی اور وہ چیزیں جو وہاں پیدا ہوتی ہیں تو جب تک مال وہاں پڑا ہے، وہیں کی قیمت لگائی جائے۔

مسئلہ ۱۹: کرایہ پر اٹھانے کے لیے دیکھیں ہوں، اُن کی زکوٰۃ نہیں۔ یوہیں کرایہ کے مکان کی۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: گھوڑے کی تجارت کرتا ہے، جُھول^(۳) اور لگام اور رسیاں وغیرہ اس لیے خریدیں کہ گھوڑوں کی حفاظت میں کام آئیں گی تو اُن کی زکوٰۃ نہیں اور اگر اس لیے خریدیں کہ گھوڑے ان کے سمیت بیچے جائیں گے تو ان کی بھی زکوٰۃ دے۔ نان بائی نے روٹی پکانے کے لیے لکڑیاں خریدیں یا روٹی میں ڈالنے کو نمک خریدا تو ان کی زکوٰۃ نہیں اور روٹی پر چھڑکنے کو تیل خریدے تو تیلوں کی زکوٰۃ واجب ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: ایک شخص نے اپنا مکان تین سال کے لیے تین سو درم سال کے کرایہ پر دیا اور اس کے پاس کچھ نہیں ہے اور جو کرایہ میں آتا ہے، سب کو محفوظ رکھتا ہے تو آٹھ مہینے گزرنے پر نصاب کا مالک ہو گیا کہ آٹھ ماہ میں دو سو درم کرایہ کے ہوئے، لہذا آج سے سال زکوٰۃ شروع ہوگا اور سال پورا ہونے پر پان سو درم کی زکوٰۃ دے کہ بیس ماہ کا کرایہ پان سو ہوا، اب اس کے بعد ایک سال اور گزرا تو آٹھ سو کی زکوٰۃ دے، مگر سال اوّل کی زکوٰۃ کے ساڑھے بارہ درم کم کیے جائیں۔^(۵) (عالمگیری) بلکہ آٹھ سو میں چالیس کم کی زکوٰۃ واجب ہوگی کہ چالیس سے کم کی زکوٰۃ نہیں بلکہ عفو ہے۔

مسئلہ ۲۲: ایک شخص کے پاس صرف ایک ہزار درم ہیں اور کچھ مال نہیں، اس نے سو درم سالانہ کرایہ پر دس سال کے لیے مکان لیا اور وہ گُل روپے مالک مکان کو دے دیے تو پہلے سال میں نو سو کی زکوٰۃ دے کہ سو کرایہ میں گئے، دوسرے سال آٹھ سو کی بلکہ پہلے سال کی زکوٰۃ کے ساڑھے بائیس درم آٹھ سو میں سے کم کر کے باقی کی زکوٰۃ دے۔ اسی طرح ہر سال میں سو روپے اور سال گزشتہ کی زکوٰۃ کے روپے کم کر کے باقی کی زکوٰۃ اُس کے ذمہ ہے اور مالک مکان کے پاس بھی اگر اس کرایہ کے ہزار کے سوا کچھ نہ ہو تو دو سال تک کچھ نہیں۔ دو سال گزرنے پر اب دو سو کا مالک ہوا، تین برس پر تین سو کی زکوٰۃ دے۔ یوہیں ہر سال سو درم کی زکوٰۃ بڑھتی جائے گی، مگر اگلی برسوں کی مقدار زکوٰۃ کم کرنے کے بعد باقی کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ صورت مذکورہ

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثالث فی زکوٰۃ الذہب والفضۃ والعروض، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۸۰.

② المرجع السابق.

③ یعنی گھوڑے کے اوپر ڈالنے کا کپڑا۔

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثالث فی زکوٰۃ الذہب والفضۃ والعروض، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۸۰.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکوٰۃ، فی مسائل شتی، ج ۱، ص ۱۸۱.

میں اگر اس قیمت کی کمزیر کرایہ میں دی تو کرایہ دار پر کچھ واجب نہیں اور مالک مکان پر اُسی طرح وجوب ہے، جو درم کی صورت میں ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: تجارت کے لیے غلام قیمتی دوسو درم کا دوسو میں خرید اور ثمن بائع کو دے دیا، مگر غلام پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا، اب وہ بائع کے یہاں مر گیا تو بائع و مشتری دونوں پر دوسو کی زکاۃ واجب ہے اور اگر غلام دوسو درم سے کم قیمت کا تھا اور مشتری نے دوسو پر لیا تو بائع دوسو کی زکاۃ دے اور مشتری پر کچھ نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: خدمت کا غلام ہزار روپے میں بیچا اور ثمن پر قبضہ کر لیا، سال بھر بعد وہ غلام عیب دار نکلا اس بنا پر واپس ہوا، قاضی نے واپسی کا حکم دیا ہو یا اُس نے خود اپنی خوشی سے واپس لے لیا ہو تو ہزار کی زکاۃ دے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: روپے کے عوض کھانا غلہ کپڑا وغیرہ فقیر کو دے کر مالک کر دیا تو زکاۃ ادا ہو جائے گی، مگر اس چیز کی قیمت جو بازار بھاؤ سے ہوگی وہ زکاۃ میں سمجھی جائے، بالائی مصارف مثلاً بازار سے لانے میں جو مزدور کو دیا ہے یا گاؤں سے منگوا یا تو کرایہ اور چوگنی وضع نہ کریں گے یا پکوا کر دیا تو پکوائی یا لکڑیوں کی قیمت مجرانہ کریں، بلکہ اس پکی ہوئی چیز کی جو قیمت بازار میں ہو، اس کا اعتبار ہے۔^(۴) (درمختار، عالمگیری)

عاشر کا بیان

مسئلہ ۱: عاشر اُس کو کہتے ہیں جسے بادشاہ اسلام نے راستہ پر مقرر کر دیا ہو کہ تجارت^(۵) جو اموال لے کر گزریں، اُن سے صدقات وصول کرے۔ عاشر کے لیے شرط یہ ہے کہ مسلمان حُر^(۶) غیر ہاشمی ہو، چور اور ڈاکوؤں سے مال کی حفاظت پر قادر ہو۔^(۷) (بحر)

مسئلہ ۲: جو راہ گیر یہ کہے کہ میرے اس مال پر نیز گھر میں جو موجود ہے کسی پر سال نہیں گزرا یا کہتا ہے کہ میں نے اس میں تجارت کی نیت نہیں کی یا کہے یہ میرا مال نہیں بلکہ میرے پاس امانت یا بطور مضاربت ہے، بشرطیکہ اس میں اتنا نفع نہ ہو کہ اس

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاۃ، فی مسائل شتی، ج ۱، ص ۱۸۱ - ۱۸۲.

② المرجع السابق، ص ۱۸۲.

③ المرجع السابق.

④ المرجع السابق، ص ۱۸۰، "الدر المختار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۰۴.

⑤ یعنی تجارت کرنے والے۔ ⑥ یعنی جو غلام نہ ہو۔

⑦ "البحر الرائق"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج ۲، ص ۴۰۲.

کا حصہ نصاب کو پہنچ جائے یا اپنے کو مزدور یا مکاتب یا ماذون بتائے یا اتنا ہی کہے کہ اس مال پر زکاۃ نہیں، اگرچہ وجہ نہ بتائے یا کہے مجھ پر دین ہے جو مال کے برابر ہے یا اتنا ہے کہ اُسے نکالیں تو نصاب باقی نہ رہے یا کہے دوسرے عاشر کو دے دیا ہے اور جس کو دینا بتاتا ہے واقع میں وہ عاشر ہے اور اس عاشر کو بھی اس کا عاشر ہونا معلوم ہو یا کہے شہر میں فقیروں کو زکاۃ دے دی اور اپنے بیان پر حلف کرے تو اُس کا قول مان لیا جائے گا، اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ اس سے رسید طلب کریں کہ رسید کبھی جعلی ہوتی ہے اور کبھی غلطی سے رسید نہیں لی جاتی اور کبھی گم ہو جاتی ہے اور اگر رسید پیش کی اور اس میں اس عاشر کا نام نہیں جسے اُس نے بتایا، جب بھی حلف لے کر اُس کا قول مان لیں گے اور اگر چند سال گزرنے پر معلوم ہوا کہ اُس نے جھوٹ کہا تھا تو اب اُس سے زکاۃ لی جائے گی۔^(۱) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر اس مال پر سال نہیں گزرا مگر اس کے مکان پر جو مال ہے اس پر سال گزر گیا ہے اور اس مال کو اس مال کے ساتھ ملا سکتے ہوں تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا۔ یوہیں اگر ایسے عاشر کو دینا بتائے جو اُسے معلوم نہیں یا کہے کسی بد مذہب کو زکاۃ دے دی یا کہے شہر میں فقیر کو نہیں دی بلکہ شہر سے باہر جا کر دی تو ان سب صورتوں میں اس کا قول نہ مانا جائے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: سائمہ اور اموال باطنہ میں اس کا قول نہیں مانا جائے گا اور جن امور میں مسلمان کا قول مانا جاتا ہے، ذمی کا فر کا بھی مان لیا جائے گا، مگر اس صورت میں کہ شہر میں فقیر کو دینا بتائے تو اس کا قول معتبر نہیں۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۵: حربی کا فر کا قول بالکل معتبر نہیں، اگرچہ جو کچھ کہتا ہے اُس پر گواہ پیش کرے اور اگر کنیز کو ام ولد بتائے یا غلام کو اپنا لڑکا کہے اور اس کی عمر اس قابل ہو کہ یہ اس کا لڑکا ہو سکتا ہے یا کہے میں نے دوسرے کو دے دیا ہے اور جسے بتاتا ہے وہ وہاں موجود ہے تو ان امور میں حربی کا بھی قول مان لیا جائے۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: جو شخص دو سو درم سے کم کا مال لے کر گزرا تو عاشر اُس سے کچھ نہ لے گا، خواہ وہ مسلمان ہو یا ذمی یا حربی، خواہ اُس کے گھر میں اور مال ہونا معلوم ہو یا نہیں۔^(۵) (عالمگیری)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب الرابع فیمن یمر علی العاشر، ج ۱، ص ۱۸۳.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، مطلب: لا تسقط الزکاۃ... إلخ، ج ۳، ص ۲۸۹ - ۲۹۱.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، مطلب: لا تسقط الزکاۃ... إلخ، ج ۳، ص ۲۹۰.

③ "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۱.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۳.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب الرابع فیمن یمر علی العاشر، ج ۱، ص ۱۸۳.

مسئلہ ۷: مسلمان سے چالیسواں حصہ لیا جائے اور ذمی سے بیسواں اور حربی سے دسواں حصہ۔^(۱) (تنویر) حربی سے دسواں حصہ لینا اس وقت ہے جب معلوم نہ ہو کہ حربیوں نے مسلمانوں سے کتنا لیا تھا اور اگر معلوم ہو تو جتنا انہوں نے لیا مسلمان بھی حربیوں سے اتنا ہی لیں، مگر حربیوں نے اگر مسلمانوں کا کل مال لے لیا ہو تو مسلمان کل نہ لیں، بلکہ اتنا چھوڑ دیں کہ اپنے ٹھکانے پہنچ جائے اور اگر حربیوں نے مسلمانوں سے کچھ نہ لیا تو مسلمان بھی کچھ نہ لیں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: حربی بچے اور مکاتب سے کچھ نہ لیں گے، مگر جب مسلمانوں کے بچوں اور مکاتب سے حربیوں نے لیا ہو تو مسلمان بھی اُن سے لیں۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۹: ایک بار جب حربی سے لے لیا تو دوبارہ اس سال میں نہ لیں، مگر جب لینے کے بعد دارالحرب کو واپس گیا اور اب پھر دارالحرب سے آیا تو دوبارہ لیں گے۔^(۴) (تنویر الابصار)

مسئلہ ۱۰: حربی دارالاسلام میں آیا اور واپس گیا مگر عاشر کو خبر نہ ہوئی پھر دوبارہ دارالحرب سے آیا تو پہلی مرتبہ کا نہ لیں اور اگر مسلمان یا ذمی کے آنے اور جانے کی خبر نہ ہوئی اور اب دوبارہ آیا تو پہلی بار کا لیں گے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۱۱: ماذون^(۶) کے ساتھ اگر اس کا مالک بھی ہے اور اس پر اتنا دین نہیں، جو ذات و مال کو مستغرق^(۷) ہو تو عاشر اس سے لے گا۔^(۸) (درمختار)

مسئلہ ۱۲: عاشر کے پاس ایسی چیز لے کر گزرا جو جلد خراب ہونے والی ہے، جیسے میوہ، ترکاری، خربزہ، تربز، دودھ وغیرہ، اگرچہ اُن کی قیمت نصاب کی قدر ہو مگر عشر نہ لیا جائے، ہاں اگر وہاں فقرا موجود ہوں تو لے کر فقرا کو بانٹ دے۔^(۹) (عالمگیری، درمختار)

① "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳ ص ۲۹۴.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۵.

③ "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۵.

④ "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳ ص ۲۹۵.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۶.

⑥ یعنی وہ غلام جسے اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دے دی ہو۔

⑦ یعنی گھیرے ہوئے۔

⑧ "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۹.

⑨ المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: عاشر نے مال زیادہ خیال کر کے زکاة لی پھر معلوم ہوا کہ اتنے کا مال نہ تھا تو جتنا زیادہ لیا ہے سال آئندہ میں محسوب ہوگا اور اگر قصداً زیادہ لیا تو یہ زکاة میں محسوب نہ ہوگا کہ ظلم ہے۔^(۱) (خانہ)

کان اور دفینہ کا بیان

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”رکاز (کان) میں خمس ہے۔“^(۲)

مسئلہ ۱: کان سے لوہا، سیسہ، تانبا، پتیل، سونا چاندی نکلے، اس میں خمس (پانچواں حصہ) لیا جائے گا اور باقی پانے والے کا ہے۔ خواہ وہ پانے والا آزاد ہو یا غلام، مسلمان ہو یا زمتی، مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ، وہ زمین جس سے یہ چیزیں نکلیں عشری ہو یا خراجی۔^(۳) (عالمگیری) یہ اُس صورت میں ہے کہ زمین کسی شخص کی مملوک نہ ہو، مثلاً جنگل ہو یا پہاڑ اور اگر مملوک ہے تو کل مالک زمین کو دیا جائے خمس بھی نہ لیا جائے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۲: فیروزہ و یاقوت و زمرود دیگر جواہر اور سرمہ، پھٹکری، چونا، موتی میں اور نمک وغیرہ بہنے والی چیزوں میں خمس نہیں۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مکان یا دکان میں کان نکلی تو خمس نہ لیا جائے، بلکہ کل مالک کو دیا جائے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۴: فیروزہ، یاقوت، زمرود وغیرہ جواہر سلطنت اسلام سے پیشتر کے دفن تھے اور اب نکلے تو خمس لیا جائے گا یہ مال غنیمت ہے۔^(۷) (درمختار)

مسئلہ ۵: موتی اور اس کے علاوہ جو کچھ دریا سے نکلے، اگرچہ سونا کہ پانی کی تہ میں تھا، سب پانے والے کا ہے بشرطیکہ اس میں کوئی اسلامی نشانی نہ ہو۔^(۸) (درمختار)

① ”الفتاویٰ الخانیة“، کتاب الزکاة، فصل فی اداء الزکاة، ص ۱۲۶.

② ”صحیح مسلم“، کتاب الحدود، باب جرح العجماء والمعدن... إلخ، الحدیث: ۱۷۱۰، ص ۹۴۰.

③ ”الفتاویٰ الہندیة“، کتاب الزکاة، الباب الخامس فی المعادن و الركاز، ج ۱، ص ۱۸۴.

④ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب الركاز، ج ۳، ص ۳۰۵.

⑤ المرجع السابق، ص ۳۰۱.

⑥ ”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، باب الركاز، ج ۳، ص ۳۰۵.

⑦ المرجع السابق، ص ۳۰۶.

⑧ المرجع السابق.

مسئلہ ۶: جس دینہ^(۱) میں اسلامی نشانی پائی جائے خواہ وہ نقد ہو یا ہتھیار یا خانہ داری کے سامان وغیرہ، وہ پڑے مال کے حکم میں ہے یعنی مسجدوں، بازاروں میں اس کا اعلان اتنے دنوں تک کرے کہ ظن غالب ہو جائے، اب اس کا تلاش کرنے والا نہ ملے گا پھر مساکین کو دے دے اور خود فقیر ہو تو اپنے صرف میں لائے اور اگر اس میں کفر کی علامت ہو، مثلاً بت کی تصویر ہو یا کافر بادشاہ کا نام اس پر لکھا ہو، اُس میں سے خمس لیا جائے، باقی پانے والے کو دیا جائے، خواہ اپنی زمین میں پائے یا دوسرے کی زمین میں یا مباح زمین میں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حربی کافر نے دینہ نکالا تو اُسے کچھ نہ دیا جائے اور جو اُس نے لے لیا ہے واپس لیا جائے، ہاں اگر بادشاہ اسلام کے حکم سے کھود کر نکالا تو جو ٹھہرا ہے وہ دیں گے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: دینہ نکالنے میں دو شخصوں نے کام کیا تو خمس کے بعد باقی اُسے دیں گے جس نے پایا، اگرچہ دونوں نے شرکت کے ساتھ کام کیا ہے کہ یہ شرکت فاسدہ ہے اور اگر شرکت کی صورت میں دونوں نے پایا اور یہ نہیں معلوم کہ کتنا کس نے پایا تو نصف نصف کے شریک ہیں اور اس صورت میں اگر ایک نے پایا اور دوسرے نے مدد کی تو وہ پانے والے کا ہے اور مددگار کو کام کی مزدوری دی جائے گی اور اگر دینہ نکالنے پر مزدور رکھا تو جو برآمد ہوگا مزدور کو ملے گا، مستاجر کو کچھ نہیں کہ یہ اجارہ فاسد^(۴) ہے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: دینہ میں نہ اسلامی علامت ہے، نہ کفر کی تو زمانہ کفر کا قرار دیا جائے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: صحرائے دارالحرب میں سے جو کچھ نکلا معدنی ہو یا دینہ اُس میں خمس نہیں، بلکہ گل پانے والے کو ملے گا اور اگر بہت سے لوگ بطور غلبہ کے نکال لائے تو اس میں خمس لیا جائے گا کہ یہ غنیمت ہے۔^(۷) (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مسلمان دارالحرب میں امن لے کر گیا اور وہاں کسی کی مملوک زمین سے خزانہ یا کان نکالی تو مالک زمین کو واپس دے اور اگر واپس نہ کیا بلکہ دارالاسلام میں لے آیا تو یہی مالک ہے مگر ملک خبیث ہے، لہذا تصدق کرے اور بیچ ڈالا تو

..... ۱ یعنی دفن کیے ہو مال۔

..... ۲ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۰۷۔

..... ۳ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الخامس فی المعادن والركاز، ج ۱، ص ۱۸۴۔

..... ۴

..... ۵ ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۰۸۔

..... ۶ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الخامس فی المعادن والركاز، ج ۱، ص ۱۸۵۔

..... ۷ ”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۰۹۔

بیع صحیح ہے، مگر خریدار کے لیے بھی خبیث ہے اور اگر امان لے کر نہیں گیا تھا تو یہ مال اس کے لیے حلال ہے، نہ واپس کرے نہ اس میں خمس لیا جائے۔^(۱) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۲: خمس مساکین کا حق ہے کہ بادشاہ اسلام اُن پر صرف کرے اور اگر اُس نے بطور خود مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے، بادشاہ اسلام کو خبر پہنچے تو اُسے برقرار رکھے اور اُس کے تصرف کو نافذ کر دے اور اگر یہ خود مسکین ہے تو بقدر حاجت اپنے صرف میں لاسکتا ہے اور اگر خمس نکالنے کے بعد باقی دو سو درم کی قدر ہے تو خمس اپنے صرف میں نہیں لاسکتا کہ اب یہ فقیر نہیں ہاں اگر مدیون ہو کہ دین نکالنے کے بعد دو سو درم کی قدر باقی نہیں رہتا تو خمس اپنے صرف میں لاسکتا ہے اور اگر ماں باپ یا اولاد جو مساکین ہیں، اُن کو خمس دیدے تو یہ بھی جائز ہے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

زراعت اور پھلوں کی زکاة

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَاتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾^(۳)

کھیتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا یا عشری ہو یعنی نہر کے پانی سے اسے سیراب کرتے ہوں، اُس میں عشر ہے اور جس زمین کے سیراب کرنے کے لیے جانور پر پانی لا کر لاتے ہوں، اُس میں نصف عشر^(۴) یعنی بیسواں حصہ۔“

حدیث ۲: ابن نجار انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ”ہر اُس شے میں جسے زمین نے نکالا، عشر یا نصف عشر ہے۔“^(۵)

مسائل فقہیہ

زمین تین قسم ہے:

- ۱..... ”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، باب الركاز، ج ۳، ص ۳۰۹.
- ۲..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب الركاز، ج ۳، ص ۳۱۱.
- ۳..... پ ۸، الانعام: ۱۴۱.
- ۴..... ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاة، باب في العشر فيما من ماء السماء... الخ، الحديث: ۱۴۸۳، ج ۱، ص ۵۰۱.
- ۵..... ”کنز العمال“، کتاب الزکاة، زکاة النبات والفواكه، الحديث: ۱۵۸۷۳، ج ۶، ص ۱۴۰.

(۱) عشری۔ (۲) خراجی۔ (۳) نہ عشری، نہ خراجی۔

اڈل و سوم دونوں کا حکم ایک ہے یعنی عشر دینا۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی زمینیں خراجی نہ سمجھی جائیں گی، جب تک کسی خاص زمین کی نسبت خراجی ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو لے۔ عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کیا اور زمین مجاہدین پر تقسیم ہوگئی یا وہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے، جنگ کی نوبت نہ آئی یا عشری زمین کے قریب پڑتی تھی، اسے کاشت میں لایا یا اس پڑتی کو کھیت بنایا جو عشری و خراجی دونوں سے قرب و بعد کی یکساں نسبت رکھتی ہے یا اس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا یا خراجی و عشری دونوں سے یا مسلمان نے اپنے مکان کو باغ یا کھیت بنا لیا اور اسے عشری پانی سے سیراب کرتا ہے۔ یا عشری و خراجی دونوں سے یا عشری زمین کا فردی نے خریدی، مسلمان نے شفعہ میں اسے لے لیا یا بیع فاسد ہوگئی یا خیار شرط یا خیار رویت کی وجہ سے واپس ہوئی یا خیار عیب^(۱) کی وجہ سے قاضی کے حکم سے واپس ہوئی۔

اور بہت صورتوں میں خراجی ہے مثلاً فتح کر کے وہیں والوں کو احسان کے طور پر واپس دی یا دوسرے کافروں کو دے دی یا وہ ملک صلح کے طور پر فتح کیا گیا یا ذمی نے مسلمان سے عشری زمین خرید لی یا خراجی زمین مسلمان نے خریدی یا ذمی نے بادشاہ اسلام کے حکم سے بنجر کو آباد کیا یا بنجر زمین ذمی کو دے دی گئی یا اسے مسلمان نے آباد کیا اور وہ خراجی زمین کے پاس تھی یا اسے خراجی پانی سے سیراب کیا۔ خراجی زمین اگر چہ عشری پانی سے سیراب کی جائے، خراجی ہی رہے گی

اور خراجی و عشری دونوں نہ ہوں، مثلاً مسلمانوں نے فتح کر کے اپنے لیے قیامت تک کے لیے باقی رکھی یا اس زمین کے مالک مر گئے اور زمین بیت المال کی ملک ہوگئی۔

مسئلہ ۱: خراج دو قسم ہے:

(۱) خراج مقاسمہ کہ پیداوار کا کوئی حصہ آدھا یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ مقرر ہو، جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

یہود خیبر پر مقرر فرمایا تھا۔ اور

(۲) خراج مؤظف کہ ایک مقدار معین لازم کر دی جائے خواہ روپے، مثلاً سالانہ دو روپے بیگھے یا کچھ اور جیسے فاروق

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا تھا۔

مسئلہ ۲: اگر معلوم ہو کہ سلطنت اسلامیہ میں اتنا خراج مقرر تھا تو وہی دیں، بشرطیکہ خراج مؤظف میں جہاں

جہاں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقدار منقول ہے، اس پر زیادت نہ ہو اور جہاں منقول نہیں اس میں نصف پیداوار سے زیادہ

..... ۱ بیع فاسد، خیار شرط، خیار رویت اور خیار عیب کی تفصیلی معلومات کے لیے بہار شریعت حصہ ۱۱، ملاحظہ فرمائیں۔

نہ ہو۔ یوہیں خراج مقاسمہ میں نصف سے زیادت نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ زمین اُتنے دینے کی طاقت بھی رکھتی ہو۔ (1)
(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر معلوم نہ ہو کہ سلطنت اسلام میں کیا مقرر تھا تو جہاں جہاں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرما دیا ہے، وہ دیں اور جہاں مقرر نہ فرمایا ہو نصف دیں۔ (2) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴: فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مقرر فرمایا تھا کہ ہر قسم کے غلہ میں فی جریب ایک درم اور اُس غلہ کا ایک صاع اور خر بوزے، تربوز کی پالیز اور کھیرے، کلڑی، بیگن وغیرہ ترکاریوں میں فی جریب پانچ درم انگور و خرما کے گھنے باغوں میں جن کے اندر زراعت نہ ہو سکے۔ دس درم پھر زمین کی حیثیت اور اس شخص کی قدرت کا اعتبار ہے، اس کا اعتبار نہیں کہ اُس نے کیا بویا یعنی جو زمین جس چیز کے بونے کے لائق ہے اور یہ شخص اُس کے بونے پر قادر ہے تو اس کے اعتبار سے خراج ادا کرے! اگر انگور بوسکتا ہے تو انگور کا خراج دے، اگر چہ گیہوں بوائے اور گیہوں کے قابل ہے تو اس کا خراج ادا کرے اگر چہ بوائے۔ جریب کی مقدار انگریزی گز سے ۳۵ گز طول، ۳۵ گز عرض ہے اور صاع دو سو اٹھاسی روپیہ بھر اور دس درم کے ۹ $\frac{۳}{۵}$ پائی پانچ درم $\frac{۴}{۵}$ پائی اور ایک درم $\frac{۱۹}{۲۵}$ پائی۔ (3) (درمختار)

مسئلہ ۵: جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو، وہاں کے لوگ بطور خود فقرا وغیرہ جو مصارفِ خراج ہیں، اُن پر صرف کریں۔
مسئلہ ۶: عشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوئی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اُس پیداوار کی زکاة فرض ہے اور اس زکاة کا نام عشر ہے یعنی دسواں حصہ کہ اکثر صورتوں میں دسواں حصہ فرض ہے، اگر چہ بعض صورتوں میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ لیا جائے گا۔ (4) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: عشر واجب ہونے کے لیے عاقل، بالغ ہونا شرط نہیں، مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی عشر واجب ہے۔ (5) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۸: خوشی سے عشر نہ دے تو بادشاہ اسلام جبراً لے سکتا ہے اور اس صورت میں بھی عشر ادا ہو جائے گا، مگر ثواب کا

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجہاد، باب العشر و الخراج و الجزیة، مطلب فی خراج المقاسمة، ج ۶، ص ۲۹۲ - ۲۹۴.

② "الفتاویٰ الرضویة"، ج ۱۰، ص ۲۳۸.

③ "الدرالمختار"، کتاب الجہاد، باب العشر و الخراج و الجزیة، ج ۶، ص ۲۹۲.

④ "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع و الثمار، ج ۱، ص ۱۸۵.

⑤ المرجع السابق، وغیرہ.

مستحق نہیں اور خوشی سے ادا کرے تو ثواب کا مستحق ہے۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۹: جس پر عشر واجب ہوا، اُس کا انتقال ہو گیا اور پیداوار موجود ہے تو اس میں سے عشر لیا جائے گا۔^(۲)

(عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: عشر میں سال گزرنا بھی شرط نہیں، بلکہ سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب

ہے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اس میں نصاب بھی شرط نہیں، ایک صاع بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے اور یہ شرط بھی نہیں کہ وہ چیز باقی

رہنے والی ہو اور یہ شرط بھی نہیں کہ کاشتکار زمین کا مالک ہو یہاں تک کہ مکاتب و ماذون نے کاشت کی تو اس پیداوار پر بھی عشر

واجب ہے، بلکہ وقتی زمین میں زراعت ہوئی تو اس پر بھی عشر واجب ہے، خواہ زراعت کرنے والے اہل وقف ہوں یا اجرت پر

کاشت کی۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: جو چیزیں ایسی ہوں کہ اُن کی پیداوار سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود نہ ہو اُن میں عشر نہیں، جیسے

ایندھن، گھاس، نرکل، سینٹھا، جھاؤ، کھجور کے پتے، خطمی، کپاس، بیگن کا درخت، خربزہ، تربز، کھیرا، لکڑی کے بیج۔ یوہیں ہر قسم کی

ترکاریوں کے بیج کہ اُن کی کھیتی سے ترکاریاں مقصود ہوتی ہیں، بیج مقصود نہیں ہوتے۔ یوہیں جو بیج دوا ہیں مثلاً کندر، میتھی، کلونجی

اور اگر نرکل، گھاس، بید، جھاؤ وغیرہ سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود ہو اور زمین ان کے لیے خالی چھوڑ دی تو اُن میں بھی

عشر واجب ہے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور

جس کی آبپاشی چر سے^(۶) یا ڈول سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی

ملک ہے، اُس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں میں پانی سے سیراب کیا جاتا ہے

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۵، وغیرہ.

۲..... المرجع السابق.

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۳.

۴..... المرجع السابق.

۵..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۵، وغیرہما.

۶..... یعنی چڑے کا بڑا ڈول.

اور کچھ دنوں ڈول چر سے تو اگر اکثر مینہ^(۱) کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چر سے تو عشر واجب ہے، ورنہ نصف عشر۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں شہد ہوا، اس پر عشر واجب ہے۔ یوہیں پہاڑ اور جنگل کے پھلوں میں بھی عشر واجب ہے، بشرطیکہ بادشاہ اسلام نے حربیوں اور ڈاکوؤں اور باغیوں سے اُن کی حفاظت کی ہو، ورنہ کچھ نہیں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: گیہوں، جو، جوار، باجرا، دھان^(۴) اور ہر قسم کے غلے اور اسی، کسم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربزہ، تربز، کھیرا، کٹڑی، بیگن اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے^(۵)، تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہو اس میں گل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ مصارف زراعت، ہل تیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: عشر صرف مسلمانوں سے لیا جائے گا، یہاں تک کہ عشری زمین مسلمان سے ذمی نے خرید لی اور قبضہ بھی کر لیا تو اب ذمی سے عشر نہیں لیا جائے گا بلکہ خراج لیا جائے گا اور مسلمان نے ذمی سے خراجی زمین خریدی تو یہ خراجی ہی رہے گی۔ اُس مسلمان سے اس زمین کا عشر نہ لیں گے بلکہ خراج لیا جائے۔^(۸) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: ذمی نے مسلمان سے عشری زمین خریدی پھر کسی مسلمان نے شفعہ میں وہ زمین لے لی یا کسی وجہ سے بیع فاسد ہو گئی تھی اور بائع کے پاس واپس ہوئی یا بائع کو اختیار شرط تھا یا کسی کو اختیار رویت تھا اس وجہ سے واپس ہوئی یا مشتری کو اختیار عیب

① بارش۔

② "الدرالمختار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۳ - ۳۱۶.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۱ - ۳۱۳.

④ چاول۔

⑤ مثلاً دس من میں ایک من، دس سیر میں ایک سیر یا دس پھل میں ایک پھل۔

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس فی زکوٰۃ الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۶.

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم اراضی مصر... إلخ، ج ۳، ص ۳۱۷.

⑧ المرجع السابق، ص ۳۱۸.

تھا اور حکم قاضی سے واپس ہوئی، ان سب صورتوں میں پھر عشری ہی ہے اور اگر خیار عیب میں بغیر حکم قاضی واپس ہوئی تو اب خراجی ہی رہے گی۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: مسلمان نے اپنے گھر کو باغ بنالیا، اگر اس میں عشری پانی دیتا ہے تو عشری ہے اور خراجی پانی دیتا ہے تو خراجی اور دونوں قسم کے پانی دیتا ہے، جب بھی عشری اور ذمی نے اپنے گھر کو باغ بنایا تو مطلقاً خراج لیں گے۔ آسمان اور کوئیں اور چشمہ اور دریا کا پانی عشری ہے اور جو نہر جمیوں نے کھودی اس کا پانی خراجی ہے۔ کافروں نے کوآں کھودا تھا اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا یا خراجی زمین میں کھودا گیا وہ بھی خراجی ہے۔^(۲) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: مکان یا مقبرہ میں جو پیداوار ہو، اُس میں نہ عشر ہے نہ خراج۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲۱: زفت اور نفط کے چشمے عشری زمین میں ہوں یا خراجی میں اُن میں کچھ نہیں لیا جائے گا، البتہ اگر خراجی زمین میں ہوں اور آس پاس کی زمین قابل زراعت ہو تو اس زمین کا خراج لیا جائے گا، چشمہ کا نہیں اور عشری زمین میں ہوں تو جب تک آس پاس کی زمین میں زراعت نہ ہو کچھ نہیں لیا جائے گا، فقط قابل زراعت ہونا کافی نہیں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۲۲: جو چیز زمین کی تابع ہو، جیسے درخت اور جو چیز درخت سے نکلے جیسے گوند اس میں عشر نہیں۔^(۵)

(عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: عشر اس وقت لیا جائے جب پھل نکل آئیں اور کام کے قابل ہو جائیں اور فساد کا اندیشہ جاتا رہے،

اگرچہ ابھی توڑنے کے لائق نہ ہوئے ہوں۔^(۶) (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲۴: خراج ادا کرنے سے پیشتر اُس کی آمدنی کھانا حلال نہیں۔ یوہیں عشر ادا کرنے سے پیشتر مالک کو کھانا

حلال نہیں، کھائے گا تو ضمان دے گا۔ یوہیں اگر دوسرے کو کھلایا تو اتنے کے عشر کا تاوان دے اور اگر یہ ارادہ ہے کہ گل کا عشر ادا کر

دے گا تو کھانا حلال ہے۔^(۷) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

① "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم اراضی مصر... إلخ، ج ۳، ص ۳۱۸.

② المرجع السابق، ص ۳۱۹، و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس فی زکوٰۃ الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۶.

③ "الدرالمختار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج ۳، ص ۳۲۰. ④ المرجع السابق، ص ۳۲۱.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس فی زکوٰۃ الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۶.

⑥ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الزروع والثمار، ص ۱۶۲.

⑦ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس فی زکوٰۃ الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۷.

و "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم اراضی مصر... إلخ، ج ۳، ص ۳۲۱.

مسئلہ ۲۵: بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ خراج لینے کے لیے غلہ کو روک لے مالک کو تصرف نہ کرنے دے اور اس نے کئی سال کا خراج نہ دیا ہو اور عاجز ہو تو اگلی برسوں کا معاف ہے اور عاجز نہ ہو تو لیں گے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: زراعت پر قادر ہے اور بویا نہیں تو خراج واجب ہے اور عشر جب تک کاشت نہ کرے اور پیداوار نہ ہو واجب نہیں۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۲۷: کھیت بویا مگر پیداوار ماری گئی مثلاً کھیتی ڈوب گئی یا جل گئی یا ٹیری کھا گئی یا پالے اور لو سے جاتی رہی تو عشر و خراج دونوں ساقط ہیں، جب کہ کل جاتی رہی اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا عشر لیں گے اور اگر چوپائے کھا گئے تو ساقط نہیں اور ساقط ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس کے بعد اس سال کے اندر اس میں دوسری زراعت طیار نہ ہو سکے اور یہ بھی شرط ہے کہ توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہو ورنہ ساقط نہیں۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲۸: خراجی زمین کسی نے غصب کی اور غصب سے انکار کرتا ہے اور مالک کے پاس گواہ بھی نہیں، تو اگر کاشت کرے خراج غاصب پر ہوگا۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۲۹: بیع وفا یعنی جس بیع میں یہ شرط ہو کہ بائع جب ثمن مشتری کو واپس دے گا تو مشتری بیع پھیر دے گا تو جب خراجی زمین اس طور پر کسی کے ہاتھ بیچے اور بائع کے قبضہ میں زمین ہے تو خراج بائع پر اور مشتری کے قبضہ میں ہو اور مشتری نے بویا بھی تو خراج مشتری پر۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: طیار ہونے سے پیشتر زراعت بیع ڈالی تو عشر مشتری پر ہے، اگر چہ مشتری نے یہ شرط لگائی کہ پکنے تک زراعت کاٹی نہ جائے بلکہ کھیت میں رہے اور بیچنے کے وقت زراعت طیار تھی تو عشر بائع پر ہے اور اگر زمین زراعت دونوں یا صرف زمین بیچی اور اس صورت میں سال پورا ہونے میں اتنا زمانہ باقی ہے کہ زراعت ہو سکے، تو خراج مشتری پر ہے ورنہ بائع پر۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم اراضی مصر... إلخ، ج ۳، ص ۳۲۲.

② "الدرالمختار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج ۳، ص ۳۲۳.

③ "ردالمحتار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم اراضی مصر... إلخ، ج ۳، ص ۳۲۳.

④ "الدرالمختار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج ۳، ص ۳۲۳.

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم اراضی مصر... إلخ، ج ۳، ص ۳۲۴.

⑥ المرجع السابق.

مسئلہ ۳۱: عشری زمین عاریۃ دی تو عشر کاشتکار پر ہے مالک پر نہیں اور کافر کو عاریت دی تو مالک پر عشر ہے۔ (۱)

(عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۲: عشری زمین بٹائی پردی تو عشر دونوں پر ہے اور خراجی زمین بٹائی پردی تو خراج مالک پر ہے۔ (۲)

(ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: زمین جو زراعت کے لیے نقدی پردی جاتی ہے، امام کے نزدیک اُس کا عشر زمیندار پر ہے اور

صاحبین (۳) کے نزدیک کاشتکار پر اور علامہ شامی نے یہ تحقیق فرمائی کہ حالت زمانہ کے اعتبار سے اب قول صاحبین پر عمل ہے۔ (۴)

مسئلہ ۳۴: گورنمنٹ کو جو مالگذاری دی جاتی ہے، اس سے خراج شرعی نہیں ادا ہوتا بلکہ وہ مالک کے ذمہ ہے اُس کا

ادا کرنا ضروری اور خراج کا مصرف صرف لشکر اسلام نہیں، بلکہ تمام مصالحِ عامہ مسلمین ہیں جن میں تعمیر مسجد و خرچ مسجد و وظیفہ امام و مؤذن و تنخواہ مدرسین علم دین و خبرگیری طلبہ علم دین و خدمتِ علمائے اہلسنت حامیان دین جو وعظ کہتے ہیں اور علم دین کی تعلیم کرتے اور فتوے کے کام میں مشغول رہتے ہوں اور پُل و سرائے بنانے میں بھی صرف کیا جاسکتا ہے۔ (۵) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۵: عشر لینے سے پہلے غلہ بیچ ڈالا تو مصدق کو اختیار ہے کہ عشر مشتری سے لے یا بائع سے اور اگر جتنی قیمت

ہونی چاہیے اُس سے زیادہ پر بیچا تو مصدق کو اختیار ہے کہ غلہ کا عشر لے یا ثمن کا عشر اور اگر کم قیمت پر بیچا اور اتنی کمی ہے کہ لوگ اتنے نقصان پر نہیں بیچتے تو غلہ ہی کا عشر لے گا اور وہ غلہ نہ رہا تو اُس کا عشر قرار دے کر بائع سے لیں یا اُس کی واجبی قیمت۔ (۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: انگور بیچ ڈالے تو ثمن کا عشر لے اور شیرہ کر کے بیچا تو اسکی قیمت کا عشر لے۔ (۷) (عالمگیری)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس فی زکوٰۃ الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۷.

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، مطلب: هل يجب العشر على المزارعين في الاراضي السلطانية، ج ۳،

ص ۳۲۷ - ۳۲۸.

۳..... فقہ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو کہتے ہیں۔

۴..... "ردالمحتار"، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم اراضی مصر و شام السلطانیہ، ج ۳، ص ۳۲۵.

۵..... "الفتاویٰ الرضویہ" (الجديدة)، کتاب الزکوٰۃ، رسالہ افصح البیان، ج ۱۰، ص ۲۲۳.

۶..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس فی زکوٰۃ الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۷.

۷..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس فی زکوٰۃ الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۷.

مالِ زکاة کن لوگوں پر صرف کیا جائے

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغُرَمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ط فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ ﴾ (1)

صدقات فقرا و مساکین کے لیے ہیں اور انکے لیے جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہے اور گردن چھڑانے میں اور تاوان والے کے لیے اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں اور مسافر کے لیے، یہ اللہ (عزوجل) کی طرف سے مقرر کرنا ہے اور اللہ (عزوجل) علم و حکمت والا ہے۔

حدیث ۱: سنن ابی داود میں زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ”اللہ تعالیٰ نے صدقات کو نبی یا کسی اور کے حکم پر نہیں رکھا بلکہ اُس نے خود اس کا حکم بیان فرمایا اور اُس کے آٹھ حصے کیے۔“ (2)

حدیث ۲: امام احمد و ابوداؤد و حاکم ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ”غنی کے لیے صدقہ حلال نہیں مگر پانچ شخص کے لیے:

(۱) اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرنے والا یا

(۲) صدقہ پر عامل یا

(۳) تاوان والے کے لیے یا

(۴) جس نے اپنے مال سے خرید لیا ہو یا

(۵) مسکین کو صدقہ دیا گیا اور اس مسکین نے اپنے پڑوسی مالدار کو ہدیہ کیا۔“ (3) اور احمد و بیہقی کی دوسری روایت

میں مسافر کے لیے بھی جواز آیا ہے۔ (4)

حدیث ۳: بیہقی نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ فرمایا: ”صدقہ مفروضہ میں اولاد اور والد کا

① پ ۱۰، التوبة: ۶۰.

② ”سنن ابی داود“، کتاب الزکاة، باب يعطى من الصدقة وحد الغنى، الحديث: ۱۶۳۰، ج ۲، ص ۱۶۵.

③ ”المستدرک“ للحاکم، کتاب الزکاة، باب مقدار الغنى الذى يحرم السؤال، الحديث: ۱۵۲۰، ج ۲، ص ۲۹.

④ انظر: ”السنن الكبرى“ للبيهقي، کتاب قسم الصدقات، باب العامل على الصدقة ياخذ منها بقدر عمله... إلخ،

الحديث: ۱۳۱۶۷، ج ۷، ص ۲۳.

حق نہیں۔“ (1)

حدیث ۴: طبرانی کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”اے بنی ہاشم! تم اپنے نفس پر صبر کرو کہ صدقات آدمیوں کے دھوون ہیں۔“ (2)

حدیث ۵ تا ۷: امام احمد و مسلم مطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے صدقہ جائز نہیں کہ یہ تو آدمیوں کے میل ہیں۔“ (3)

اور ابن سعد کی روایت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری اہل بیت پر صدقہ حرام فرمادیا۔“ (4)

اور ترمذی و نسائی و حاکم کی روایت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں اور جس قوم کا آزاد کردہ غلام ہو، وہ انھیں میں سے ہے۔“ (5)

حدیث ۸: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کا خر مالے کر منہ میں رکھ لیا۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چھی چھی کہ اُسے پھینک دیں، پھر فرمایا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔“ (6) طہمان و بہز بن حکیم و براء و زید بن ارقم و عمرو بن خارجہ و سلمان و عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ و میمون و کیسان و ہرمز و خارجہ بن عمرو و مغیرہ و انس و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایتیں ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اہل بیت کے لیے صدقات ناجائز ہیں۔ (7)

مسئلہ ۱: زکاۃ کے مصارف سات ہیں:

(۱) فقیر

①..... ”السنن الکبریٰ“، کتاب قسم الصدقات باب المرأة تصیر من زکاتها فی زوجها، الحدیث: ۱۳۲۲۹، ج ۷، ص ۴۵.

②..... ”المعجم الکبیر“، الحدیث: ۱۲۹۸۰، ج ۱۲، ص ۱۸۲.

③..... ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاۃ، باب ترک استعمال آل النبی علی الصدقة، الحدیث: ۱۰۷۲، ص ۵۳۹.

④..... ”الطبقات الکبریٰ“ لابن سعد، ج ۱، ص ۲۹۷.

⑤..... ”جامع الترمذی“، أبواب الزکاۃ، باب ماجاء فی کراهیة الصدقة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وأهل بیتہ وموالیہ، الحدیث: ۶۵۷، ج ۲، ص ۱۴۲.

⑥..... ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاۃ، باب ما ذکر فی الصدقة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ، الحدیث: ۱۴۹۱، ج ۱، ص ۵۰۳.

⑦..... انظر: ”کنز العمال“، کتاب الزکاۃ، ج ۶، ص ۱۹۵ - ۱۹۶.

(۲) مسکین

(۳) عامل

(۴) رقاب

(۵) غارم

(۶) فی سبیل اللہ

(۷) ابن سبیل۔^(۱)

مسئلہ ۲: فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اُس کی حاجتِ اصلیہ میں مستغرق ہو، مثلاً رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے خدمت کے لیے لونڈی غلام، علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہوں جس کا بیان گزرا۔ یوہیں اگر مدیون ہے اور دین نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، تو فقیر ہے اگرچہ اُس کے پاس ایک تو کیا کئی نصایب ہوں۔^(۲) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳: فقیر اگر عالم ہو تو اُسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے۔^(۳) (عالمگیری) مگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مد نظر ہو، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالم دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے۔

مسئلہ ۴: مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے، فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اُسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: عامل وہ ہے جسے بادشاہ اسلام نے زکاۃ اور عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا، اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اُس کو اور اُس کے مددگاروں کا متوسط طور پر کافی ہو، مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کر لایا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

① "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۳۳ - ۳۴۰.

② "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۳۳. وغیرہ

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۷.

④ المرجع السابق، ص ۱۸۷ - ۱۸۸.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۳۴ - ۳۳۶، وغیرہ.

مسئلہ ۶: عامل اگر چہ غنی ہو اپنے کام کی اجرت لے سکتا ہے اور ہاشمی ہو تو اس کو مالِ زکاۃ میں سے دینا بھی ناجائز اور اُسے لینا بھی ناجائز ہاں اگر کسی اور مد سے دیں تو لینے میں بھی حرج نہیں۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: زکاۃ کا مال عامل کے پاس سے جاتا رہا تو اب اسے کچھ نہ ملے گا، مگر دینے والوں کی زکاتیں ادا ہو گئیں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کوئی شخص اپنے مال کی زکاۃ خود لے کر بیت المال میں دے آیا تو اُس کا معاوضہ عامل نہیں پائے گا۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: وقت سے پہلے معاوضہ لے لیا یا قاضی نے دے دیا یہ جائز ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے نہ دیں اور اگر پہلے لے لیا اور وصول کیا ہو مال ہلاک ہو گیا تو ظاہر یہ کہ واپس نہ لیں گے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: رقاب سے مراد مکاتب غلام کو دینا کہ اس مالِ زکاۃ سے بدل کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن رہا کرے۔^(۵) (عامہ کتب)

مسئلہ ۱۱: غنی کے مکاتب کو بھی مالِ زکاۃ دے سکتے ہیں اگر چہ معلوم ہے کہ یہ غنی کا مکاتب ہے۔ مکاتب پورا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا اور پھر بدستور غلام ہو گیا تو جو کچھ اُس نے مالِ زکاۃ لیا ہے، اس کو مولیٰ تصرف میں لاسکتا ہے اگر چہ غنی ہو۔^(۶) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: مکاتب کو جو زکاۃ دی گئی وہ غلامی سے رہائی کے لیے ہے، مگر اب اسے اختیار ہے دیگر مصارف میں بھی خرچ کر سکتا ہے، اگر مکاتب کے پاس بقدر نصاب مال ہے اور بدل کتابت سے بھی زیادہ ہے، جب بھی زکاۃ دے سکتے ہیں مگر ہاشمی کے مکاتب کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔^(۷) (عالمگیری، ردالمحتار)

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸.

② "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۴.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸.

④ "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۶.

⑤ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۷، وغیرہ.

⑦ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸.

و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۷.

مسئلہ ۱۳: غارم سے مراد مدیون ہے یعنی اس پر اتنا دین ہو کہ اُسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، اگرچہ اس کا اوروں پر باقی ہو مگر لینے پر قادر نہ ہو، مگر شرط یہ ہے کہ مدیون ہاشمی نہ ہو۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: فی سبیل اللہ یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنا اس کی چند صورتیں ہیں، مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے، سواری اور زادِ راہ اُس کے پاس نہیں تو اُسے مالِ زکاۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا میں دینا ہے اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہو یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اُس کے پاس مال نہیں اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں، مگر اسے حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں۔

یا طالب علم کہ علم دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے، اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہِ خدا میں دینا ہے بلکہ طالب علم سوال کر کے بھی مالِ زکاۃ لے سکتا ہے، جب کہ اُس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہو اگرچہ کسب پر قادر ہو۔ یوہیں ہر نیک بات میں زکاۃ صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے، جب کہ بطور تملیک^(۲) ہو کہ بغیر تملیک زکاۃ ادا نہیں ہو سکتی۔^(۳) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: بہت سے لوگ مالِ زکاۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہیے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مالِ زکاۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جدار کھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صرف کرے، کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکاۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۶: ابن السبیل یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا زکاۃ لے سکتا ہے، اگرچہ اُس کے گھر مال موجود ہو مگر اُسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں۔ یوہیں اگر مالک نصاب کا مال کسی میعاد تک کے لیے دوسرے پر دین ہے اور ہنوز میعاد پوری نہ ہوئی اور اب اُسے ضرورت ہے یا جس پر اُس کا آتا ہے وہ یہاں موجود نہیں یا موجود ہے مگر نادار ہے یا دین سے منکر ہے، اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہو تو ان سب صورتوں میں بقدر ضرورت زکاۃ لے سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے۔^(۴) (عالمگیری، درمختار) اور اگر دین معجل ہے یا میعاد پوری ہو گئی اور مدیون غنی حاضر ہے اور اقرار بھی کرتا ہے تو زکاۃ نہیں لے سکتا، کہ اُس سے لے کر اپنی ضرورت میں صرف کر سکتا ہے لہذا حاجت مند نہ ہوا۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ قرض جسے عرف میں لوگ دستگرداں کہتے ہیں، شرعاً ہمیشہ معجل ہوتا ہے کہ جب چاہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے، اگرچہ ہزار عہد و پیمان و وثیقہ و تمسک کے ذریعہ سے اس میں میعاد مقرر کی ہو کہ اتنی مدت کے بعد دیا جائے گا، اگرچہ یہ لکھ دیا ہو کہ اُس میعاد

① "الدر المختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۳۹، وغیرہ۔

② یعنی جس کو دے، اسے مالک بنا دے۔

③ "الدر المختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۳۹، وغیرہ۔

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸۔

و "الدر المختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۴۰۔

سے پہلے مطالبہ کا اختیار نہ ہوگا اگر مطالبہ کرے تو باطل و نامسموع ہوگا کہ سب شرطیں باطل ہیں اور قرض دینے والے کو ہر وقت مطالبہ کا اختیار ہے۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۷: مسافر یا اس مالکِ نصاب نے جس کا اپنا مال دوسرے پر دین ہے، بوقتِ ضرورت مالِ زکاۃ بقدرِ ضرورت لیا پھر اپنا مال مل گیا مثلاً مسافر گھر پہنچ گیا یا مالکِ نصاب کا دین وصول ہو گیا، تو جو کچھ زکاۃ میں کا باقی ہے اب بھی اپنے صرف میں لاسکتا ہے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: زکاۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان ساتوں قسموں کو دے یا ان میں کسی ایک کو دیدے، خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا ایک کو اور مالِ زکاۃ اگر بقدرِ نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے اور ایک شخص کو بقدرِ نصاب دے دینا مکروہ، مگر دے دیا تو ادا ہوگئی۔ ایک شخص کو بقدرِ نصاب دینا مکروہ اُس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیون نہ ہو اور مدیون ہو تو اتنا دے دینا کہ دین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔ یوہیں اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ نصاب یا زیادہ ہے، مگر اہل و عیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: زکاۃ ادا کرنے میں یہ ضرور ہے کہ جسے دیں مالک بنا دیں، اباحت کافی نہیں، لہذا مالِ زکاۃ مسجد میں صرف کرنا یا اُس سے میت کو کفن دینا یا میت کا دین ادا کرنا یا غلام آزاد کرنا، پُل، سرائ، سقایی، سڑک بنوا دینا، نہریا کو آں کھدوا دینا ان افعال میں خرچ کرنا یا کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کر دینا نا کافی ہے۔^(۴) (جوہرہ، تنویر، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: فقیر پر دین ہے اس کے کہنے سے مالِ زکاۃ سے وہ دین ادا کیا گیا زکاۃ ادا ہوگئی اور اگر اُس کے حکم سے نہ ہو تو زکاۃ ادا نہ ہوئی اور اگر فقیر نے اجازت دی مگر ادا سے پہلے مر گیا، تو یہ دین اگر مالِ زکاۃ سے ادا کریں زکاۃ ادا نہ ہوگی۔^(۵) (درمختار) ان چیزوں میں مالِ زکاۃ صرف کرنے کا حیلہ ہم بیان کر چکے، اگر حیلہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۱: (۱) اپنی اصل یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے (۲) اور اپنی اولاد بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی وغیرہم کو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ یوہیں صدقہ فطر و نذر و کفارہ بھی انھیں نہیں دے سکتا۔ رہا صدقہ نفل وہ دے

..... 1

..... 2 "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۴۰.

..... 3 "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸.

..... 4 "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸.

و "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۴۱ - ۳۴۳.

..... 5 "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۴۲.

سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۲: زنا کا بچہ جو اُس کے نطفہ سے ہو یا وہ بچہ کہ اُس کی منکوحہ سے زمانہ نکاح میں پیدا ہوا، مگر یہ کہہ چکا کہ میرا نہیں انھیں نہیں دے سکتا۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: بہو اور داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو دے سکتا ہے اور رشتہ داروں میں جس کا نفقہ اُس کے ذمہ واجب ہے، اُسے زکاۃ دے سکتا ہے جب کہ نفقہ میں محسوب نہ کرے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: ماں باپ محتاج ہوں اور حیلہ کر کے زکاۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ فقیر کو دے دے پھر فقیر انھیں دے یہ مکروہ ہے۔^(۴) (ردالمحتار) یوہیں حیلہ کر کے اپنی اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۵: (۳) اپنے یا اپنی اصل یا اپنی فرع یا اپنے زوج یا اپنی زوجہ کے غلام یا مکاتب^(۵) یا مدبر^(۶) یا ام ولد^(۷) یا اُس غلام کو جس کے کسی جُز کا یہ مالک ہو، اگرچہ بعض حصہ آزاد ہو چکا ہو زکاۃ نہیں دے سکتا۔^(۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: (۴) عورت شوہر کو (۵) اور شوہر عورت کو زکاۃ نہیں دے سکتا، اگرچہ طلاق بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو، جب تک عدت میں ہے اور عدت پوری ہوگئی تو اب دے سکتا ہے۔^(۹) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: (۶) جو شخص مالک نصاب ہو (جبکہ وہ چیز حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو یعنی مکان، سامان خانہ داری، پہننے کے کپڑے، خادم، سواری کا جانور، ہتھیار، اہل علم کے لیے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں کہ یہ سب حاجتِ اصلیہ سے ہیں اور وہ چیز ان کے علاوہ ہو، اگرچہ اس پر سال نہ گزرا ہو اگرچہ وہ مال نامی نہ ہو) ایسے کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔

۱..... ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۴، وغیرہ.

۲..... ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۴.

۳..... ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۴.

۴..... المرجع السابق.

۵..... یعنی آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اس کو قبول بھی کر لے۔

۶..... یعنی وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

۷..... یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔

تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت حصہ ۹ میں مدبر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

۸..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹.

۹..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۵.

اور نصاب سے مراد یہاں یہ ہے کہ اُس کی قیمت دو سو درم ہو، اگرچہ وہ خود اتنی نہ ہو کہ اُس پر زکاۃ واجب ہو مثلاً چھ تو لے سونا جب دو سو درم قیمت کا ہو تو جس کے پاس ہے اگرچہ اُس پر زکاۃ واجب نہیں کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تو لے ہے مگر اس شخص کو زکاۃ نہیں دے سکتے یا اس کے پاس تیس بکریاں یا بیس گائیں ہوں جن کی قیمت دو سو درم ہے اسے زکاۃ نہیں دے سکتا، اگرچہ اس پر زکاۃ واجب نہیں یا اُس کے پاس ضرورت کے سوا اسباب ہیں جو تجارت کے لیے بھی نہیں اور وہ دو سو درم کے ہیں تو اسے زکاۃ نہیں دے سکتے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: صحیح تندرست کو زکاۃ دے سکتے ہیں، اگرچہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو مگر سوال کرنا اسے جائز نہیں۔^(۲)

(عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: (۷) جو شخص مالکِ نصاب ہے اُس کے غلام کو بھی زکاۃ نہیں دے سکتے، اگرچہ غلام اپانچ ہو اور اُس کا مولیٰ کھانے کو بھی نہیں دیتا یا اُس کا مالک غائب ہو، مگر مالکِ نصاب کے مکاتب کو اور اُس ماذون کو دے سکتے ہیں جو خود اور اُس کا مال دین میں مستغرق ہو۔ (۸) یوہیں غنی مرد کے نابالغ بچے کو بھی نہیں دے سکتے اور غنی کی بالغ اولاد کو دے سکتے ہیں جب کہ فقیر ہوں۔^(۳) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۰: غنی کی بی بی کو دے سکتے ہیں جب کہ مالکِ نصاب نہ ہو۔ یوہیں غنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: جس عورت کا دین مہر اس کے شوہر پر باقی ہے، اگرچہ وہ بقدر نصاب ہو اگرچہ شوہر مالدار ہو ادا کرنے پر قادر ہو اُسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔^(۵) (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۳۲: جس بچہ کی ماں مالکِ نصاب ہے، اگرچہ اس کا باپ زندہ نہ ہو اُسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔^(۶)

(درمختار)

مسئلہ ۳۳: جس کے پاس مکان یا دکان ہے جسے کرایہ پر اٹھاتا ہے اور اُس کی قیمت مثلاً تین ہزار ہو مگر کرایہ اتنا

..... ① "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، مطلب فی حوائج الأصلیۃ، ج ۳، ص ۳۴۶.

..... ② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹، وغیرہ.

..... ③ "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۴۸.

..... ④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹.

..... ⑤ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الزکاۃ، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ ومن لا یجوز، ص ۱۶۷.

..... ⑥ "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۴۹.

نہیں جو اُس کی اور بال بچوں کی خورش کو کافی ہو سکے تو اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں۔ یوہیں اس کی ملک میں کھیت ہیں جن کی کاشت کرتا ہے، مگر پیداوار اتنی نہیں جو سال بھر کی خورش کے لیے کافی ہو اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں، اگرچہ کھیت کی قیمت دو سو درم یا زائد ہو۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: جس کے پاس کھانے کے لیے غلہ ہو جس کی قیمت دو سو درم ہو اور وہ غلہ سال بھر کو کافی ہے، جب بھی اس کو زکاۃ دینا حلال ہے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: جاڑے^(۳) کے کپڑے جن کی گرمیوں میں حاجت نہیں پڑتی حاجتِ اصلیہ میں ہیں، وہ کپڑے اگرچہ بیش قیمت ہوں زکاۃ لے سکتا ہے، جس کے پاس رہنے کا مکان حاجت سے زیادہ ہو یعنی پورے مکان میں اس کی سکونت نہیں یہ شخص زکاۃ لے سکتا ہے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو جہیز ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہے، اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں ایک حاجت کی جیسے خانہ داری کے سامان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں، دوسری وہ چیزیں جو حاجتِ اصلیہ سے زائد ہیں زینت کے لیے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے، ان چیزوں کی قیمت اگر بقدر نصاب ہے عورت غنی ہے زکاۃ نہیں لے سکتی۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: موتی وغیرہ جواہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان کی زکاۃ واجب نہیں، مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکاۃ لے نہیں سکتا۔^(۶) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳۸: جس کے مکان میں نصاب کی قیمت کا باغ ہو اور باغ کے اندر ضروریات مکان باورچی خانہ، غسل خانہ وغیرہ نہیں تو اسے زکاۃ لینا جائز نہیں۔^(۷) (عالمگیری)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹.

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، مطلب فی حوائج الاصلیہ، ج ۳، ص ۳۴۶.

۳..... یعنی سردی۔

۴..... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۷.

۵..... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، مطلب فی جهاز المرأة هل تصیر به غنیة، ج ۳، ص ۳۴۷.

۶..... المرجع السابق، وغیرہ.

۷..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹.

مسئلہ ۳۹: (۹) بنی ہاشم کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ نہ غیر انھیں دے سکے، نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔

بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب کی اولادیں ہیں۔ ان کے علاوہ جنہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت نہ کی، مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا، مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴۰: بنی ہاشم کے آزاد کیے ہوئے غلاموں کو بھی نہیں دے سکتے تو جو غلام ان کی ملک میں ہیں، انھیں دینا بطریق اولیٰ ناجائز۔^(۲) (درمختار وغیرہ، عامہ کتب)

مسئلہ ۴۱: ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے، لہذا ایسے شخص کو زکاۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔

مسئلہ ۴۲: صدقہ نفل اور اوقاف کی آمدنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں، خواہ وقف کرنے والے نے ان کی تعیین کی ہو یا نہیں۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۴۳: (۱۰) ذمی کافر کو نہ زکاۃ دے سکتے ہیں، نہ کوئی صدقہ واجبہ جیسے نذر و کفارہ و صدقہ فطر^(۴) اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں نہ واجبہ نفل، اگرچہ وہ دارالاسلام میں بادشاہ اسلام سے امان لے کر آیا ہو۔^(۵) (درمختار) ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفار ذمی نہیں، انھیں صدقات نفل مثلاً ہدیہ وغیرہ دینا بھی ناجائز ہے۔

فائدہ: جن لوگوں کو زکاۃ دینا ناجائز ہے انھیں اور بھی کوئی صدقہ واجبہ نذر و کفارہ و فطرہ دینا جائز نہیں، سوا دینہ اور معدن کے کہ ان کا خمس اپنے والدین و اولاد کو بھی دے سکتا ہے، بلکہ بعض صورت میں خود بھی صرف کر سکتا ہے جس کا بیان

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹، وغیرہ۔

② "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۵۱، وغیرہ۔

③ المرجع السابق، ص ۳۵۲۔

④ فتاویٰ قاضی خان میں ہے، صدقہ فطر ذمی فقراء کو دینا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

(الفتاویٰ الخانیۃ، کتاب الصوم، فصل فی صدقۃ الفطر، ج ۱، ص ۱۱۱)۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے، ذمی کافروں کو زکاۃ دینا بالاتفاق جائز نہیں اور نفل صدقہ ان کو دینا جائز ہے۔ صدقہ فطر، نذر اور کفارات میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ جائز ہے مگر مسلمان فقراء کو دینا ہمیں زیادہ محبوب ہے۔

(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸)۔

انظر: "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، مطلب فی حوائج الأصلیۃ، ج ۳، ص ۳۵۳۔

و "المبسوط"، کتاب الصوم، فصل فی صدقۃ الفطر، ج ۲، ص ۱۲۳۔

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۵۳۔

گزار۔^(۱) (جوہرہ)

مسئلہ ۳۴: جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انھیں زکاۃ دے سکتے ہیں، اُن سب کا فقیر ہونا شرط ہے، سوا عامل کے کہ اس کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن السبیل اگر چہ غنی ہو، اُس وقت حکم فقیر میں ہے، باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکاۃ نہیں دے سکتے۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: جو شخص مرض الموت میں ہے اس نے زکاۃ اپنے بھائی کو دی اور یہ بھائی اس کا وارث ہے تو زکاۃ عند اللہ ادا ہوگئی، مگر باقی وارثوں کو اختیار ہے کہ اس سے اس زکاۃ کو واپس لیں کہ یہ وصیت کے حکم میں ہے اور وارث کے لیے بغیر اجازت دیگر ورثہ وصیت صحیح نہیں۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: جو شخص اس کی خدمت کرتا اور اس کے یہاں کے کام کرتا ہے اسے زکاۃ دی یا اس کو دی جس نے خوشخبری سنائی یا اُسے دی جس نے اُس کے پاس ہدیہ بھیجا یہ سب جائز ہے، ہاں اگر عوض کہہ کر دی تو ادا نہ ہوئی۔ عید، بقر عید میں خدا مامرد و عورت کو عیدی کہہ کر دی تو ادا ہوگئی۔^(۴) (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: جس نے تحری کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ اس کو زکاۃ دے سکتے ہیں اور زکاۃ دے دی بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ مصرف زکاۃ ہے یا کچھ حال نہ کھلا تو ادا ہوگئی اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غنی تھا یا اُس کے والدین میں کوئی تھا یا اپنی اولاد تھی یا شوہر تھا یا زوجہ تھی یا ہاشمی یا ہاشمی کا غلام تھا یا ذمی تھا، جب بھی ادا ہوگئی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اُس کا غلام تھا یا حربی تھا تو ادا نہ ہوئی۔ اب پھر دے اور یہ بھی تحری ہی کے حکم میں ہے کہ اُس نے سوال کیا، اس نے اُسے غنی نہ جان کر دے دیا یا وہ فقیروں کی جماعت میں انھیں کی وضع میں تھا اُسے دے دیا۔^(۵) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: اگر بے سوچے سمجھے دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اُسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اُسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوئی، ورنہ ہوگئی اور اگر دیتے وقت شک تھا اور تحری نہ کی یا کسی طرف دل نہ جمایا تحری کی اور غالب گمان یہ ہوا کہ یہ زکاۃ کا مصرف نہیں اور دے دیا تو ان سب صورتوں میں ادا نہ ہوئی مگر جبکہ دینے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی

① "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الزکاۃ، ص ۱۶۷.

② "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۴ - ۳۴۱، وغیرہ.

③ "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۴.

④ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الزکاۃ، باب من یجوز دفع الصدقۃ... إلخ، ص ۱۶۹.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۹۰.

⑤ "الفتاویٰ الہندیۃ"، المرجع السابق، ص ۱۸۹، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۵۳.

وہ مصرفِ زکاة تھا تو ہو گئی۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴۹: زکاة وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اولاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر اُن کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپھوں کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔^(۲) (جوہرہ، عالمگیری)

حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اُمّتِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! قسم ہے اُس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا، جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قسم ہے اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔“^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: دوسرے شہر کو زکاة بھیجنا مکروہ ہے، مگر جب کہ وہاں اُس کے رشتے والے ہوں تو اُن کے لیے بھیج سکتا ہے یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیزگار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے یا طالبِ علم کے لیے بھیجے یا زاہدوں کے لیے یا دارالحرب میں ہے اور زکاة دارالاسلام میں بھیجے یا سالِ تمام سے پہلے ہی بھیج دے، ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔^(۴) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۱: شہر سے مراد وہ شہر ہے جہاں مال ہو، اگر خود ایک شہر میں ہے اور مال دوسرے شہر میں تو جہاں مال ہو وہاں کے فقرا کو زکاة دی جائے اور صدقہ فطر میں وہ شہر مراد ہے جہاں خود ہے، اگر خود ایک شہر میں ہے اُس کے چھوٹے بچے اور غلام دوسرے شہر میں تو جہاں خود ہے وہاں کے فقرا پر صدقہ فطر تقسیم کرے۔^(۵) (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: بد مذہب کو زکاة دینا جائز نہیں۔^(۶) (درمختار) جب بد مذہب کا یہ حکم ہے تو وہابیہ زمانہ کہ توہینِ خدا

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۹۰، وغیرہ.

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۹۰.

③ ”مجمع الزوائد“، کتاب الزکاة، باب الصدقة... إلخ، ج ۳، ص ۲۹۷.

و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب المصروف، مطلب فی حوائج الأصلیة، ج ۳، ص ۳۵۵.

④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۹۰.

و ”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۵۵.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، المرجع السابق.

⑥ ”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۵۶.

و تنقیص شان رسالت کرتے اور شائع کرتے ہیں، جن کو اکابر علمائے حرمین طہیین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا۔ (۱) اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں، انھیں زکاۃ دینا حرام و سخت حرام ہے اور دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۵۳: جس کے پاس آج کھانے کو ہے یا تندرست ہے کہ کما سکتا ہے اُسے کھانے کے لیے سوال حلال نہیں اور بے مانگے کوئی خود دے دے تو لینا جائز اور کھانے کو اُس کے پاس ہے مگر کپڑا نہیں تو کپڑے کے لیے سوال کر سکتا ہے۔ یو ہیں اگر جہاد یا طلب علم دین میں مشغول ہے تو اگرچہ صحیح تندرست کمانے پر قادر ہو اُسے سوال کی اجازت ہے، جسے سوال جائز نہیں اُس کے سوال پر دینا بھی ناجائز دینے والا بھی گنہگار ہوگا۔ (۲) (درمختار)

مسئلہ ۵۴: مستحب یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دیں کہ اُس دن اُسے سوال کی حاجت نہ پڑے اور یہ اُس فقیر کی حالت کے اعتبار سے مختلف ہے، اُس کے کھانے بال بچوں کی کثرت اور دیگر امور کا لحاظ کر کے دے۔ (۳) (درمختار، ردالمحتار)

صدقہ فطر کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاۃ فطر ایک صاع خرمایا جو، غلام و آزاد مرد و عورت چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر مقرر کی اور یہ حکم فرمایا: کہ ”نماز کو جانے سے پیشتر ادا کر دیں۔“ (۴)

حدیث ۲: ابو داؤد و نسائی کی روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آخر رمضان میں فرمایا: اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو، اس صدقہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا، ایک صاع خرمایا جو یا نصف صاع گےہوں۔ (۵)

..... ① تفصیلی معلومات کے لیے اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، علامہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی کتاب ”حُصَامُ الْحَرَمَیْنِ عَلٰی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَالْمَیْنِ“ کا مطالعہ فرمائیے۔ ”حُصَامُ الْحَرَمَیْنِ“ کی اہمیت کے پیش نظر، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: تَمْهِیْدُ الْاِیْمَانِ اور حُصَامُ الْحَرَمَیْنِ کے کیا کہنے! واللہ العظیم جل جلالہ، میرے آقا امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمن نے یہ کتابیں لکھ کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں سے میری مدنی التجاء ہے کہ پہلی فرصت میں ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔ آپ کے عطا کردہ مدنی انعامات میں سے ایک مدنی انعام ہے کہ: ”کیا آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن کی کُتُب تَمْهِیْدُ الْاِیْمَانِ اور حُصَامُ الْحَرَمَیْنِ پڑھ یا سن لی ہیں؟“

..... ② ”الدرالمختار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۵۷۔

..... ③ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، مطلب فی حوائج الأصلیہ، ج ۳، ص ۳۵۸۔

..... ④ ”صحیح البخاری“، أبواب صدقة الفطر، باب فرض صدقة الفطر، الحديث: ۱۵۰۳، ج ۱، ص ۵۰۷۔

..... ⑤ ”سنن أبي داود“، کتاب الزکاۃ، باب من روى نصف صاع من قمح، الحديث: ۱۶۲۲، ج ۲، ص ۱۶۱۔

حدیث ۳: ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کے کوچوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر واجب ہے۔^(۱)

حدیث ۴: ابو داؤد و ابن ماجہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاۃ فطر مقرر فرمائی کہ لغواور یہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور مساکین کی خورش^(۲) ہو جائے۔^(۳)

حدیث ۵: دیلمی و خطیب و ابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”بندہ کا روزہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتا ہے، جب تک صدقہ فطر ادا نہ کرے۔“^(۴)

مسئلہ ۱: صدقہ فطر واجب ہے، عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کر دے۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ مسنون قبل نماز عید ادا کر دینا ہے۔^(۵) (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: صدقہ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں، لہذا مرگیا تو اس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر ورثہ بطور احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ہو سکتا ہے کچھ اُن پر جبر نہیں اور اگر وصیت کر گیا ہے تو تہائی مال سے ضرور ادا کیا جائے گا اگرچہ ورثہ اجازت نہ دیں۔^(۶) (جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ ۳: عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، لہذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہو یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مر یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہو یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلہ سے فارغ ہو واجب ہے۔ اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔^(۸) (در مختار) مال نامی اور حاجت اصلہ کا بیان گزر چکا، اس کی صورتیں

① ”جامع الترمذی“، أبواب الزکاة، باب ماجاء فی صدقة الفطر، الحدیث: ۶۷۴، ج ۲، ص ۱۵۱.

② یعنی خوراک۔

③ ”سنن أبي داود“، کتاب الزکاة، باب زکاة الفطر، الحدیث: ۱۶۰۹، ج ۲، ص ۱۵۷.

④ ”تاریخ بغداد“، رقم: ۴۷۳۵، ج ۹، ص ۱۲۲.

⑤ ”الدر المختار“، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۲، وغیرہ.

⑥ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ص ۱۷۴، وغیرہ.

⑦ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲.

⑧ ”الدر المختار“، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۲ - ۳۶۵.

وہیں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ۵: نابالغ یا مجنون اگر مالکِ نصاب ہیں تو ان پر صدقہ فطر واجب ہے، اُن کا ولی اُن کے مال سے ادا کرے، اگر ولی نے ادا نہ کیا اور نابالغ بالغ ہو گیا یا مجنون کا جنون جاتا رہا تو اب یہ خود ادا کر دیں اور اگر خود مالکِ نصاب نہ تھے اور ولی نے ادا نہ کیا تو بالغ ہونے یا ہوش میں آنے پر اُن کے ذمہ ادا کرنا نہیں۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: صدقہ فطر ادا کرنے کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں، مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا، بخلاف زکاۃ و عشرکہ یہ دونوں مال ہلاک ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۷: مرد مالکِ نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے واجب ہے، جبکہ بچہ خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے اور مجنون اولاد اگر چہ بالغ ہو جبکہ غنی نہ ہو تو اُس کا صدقہ اُس کے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے، جنون خواہ اصلی ہو یعنی اسی حالت میں بالغ ہو یا بعد کو عارض ہوا دونوں کا ایک حکم ہے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اُسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر اور اگر قابلِ خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اُسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ بہر حال اُس کا صدقہ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے۔^(۶) (درمختار)

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۶۵.

۲..... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۶۶.

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۶۷.

۴..... "ردالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۶۷.

۵..... "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۶۸.

۶..... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۶۸.

مسئلہ ۱۱: ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: خدمت کے غلام اور مدبر و ام ولد کی طرف سے ان کے مالک پر صدقہ فطر واجب ہے، اگرچہ غلام مدبّر ہو، اگرچہ دین میں مستغرق ہو اور اگر غلام گروی ہو اور مالک کے پاس حاجتِ اصلیہ کے سوا اتنا ہو کہ دین ادا کر دے اور پھر نصاب کا مالک رہے تو مالک پر اُس کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے۔^(۲) (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: تجارت کے غلام کا فطرہ مالک پر واجب نہیں اگرچہ اس کی قیمت بقدر نصاب نہ ہو۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: غلام عاریۃ^(۴) دے دیا یا کسی کے پاس امانت رکھا تو مالک پر فطرہ واجب ہے اور اگر یہ وصیت کر گیا کہ یہ غلام فلاں کا کام کرے اور میرے بعد اس کا مالک فلاں ہے تو فطرہ مالک پر ہے، اُس پر نہیں جس کے قبضہ میں ہے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۱۵: بھاگا ہوا غلام اور وہ جسے حریوں نے قید کر لیا ان کی طرف سے صدقہ مالک پر نہیں۔ یوہیں اگر کسی نے غصب کر لیا اور غاصب انکار کرتا ہے اور اس کے پاس گواہ نہیں تو اس کا فطرہ بھی واجب نہیں، مگر جب کہ واپس مل جائیں تو اب ان کی طرف سے سالہائے گزشتہ کا فطرہ دے، مگر حربی اگر غلام کے مالک ہو گئے تو واپسی کے بعد بھی اس کا فطرہ نہیں۔^(۶) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: مکاتب کا فطرہ نہ مکاتب پر ہے، نہ اس کے مالک پر۔ یوہیں مکاتب اور ماڈون کے غلام کا اور مکاتب اگر بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز آیا تو مالک پر سالہائے گزشتہ کا فطرہ نہیں۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دو یا چند شخصوں میں غلام مشترک ہے تو اُس کا فطرہ کسی پر نہیں۔^(۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: غلام بیچ ڈالا اور بائع یا مشتری یا دونوں نے واپسی کا اختیار رکھا عید الفطر آگئی اور میعاد اختیار ختم نہ ہوئی تو

① ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۸.

② ”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۹.

و ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲، وغیرہما.

③ ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۹.

④ یعنی ادھار۔

⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۹.

⑥ المرجع السابق، ص ۳۷۰.

⑦ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۳.

⑧ المرجع السابق.

اُس کا فطرہ موقوف ہے، اگر بیع قائم رہی تو مشتری دے ورنہ بائع۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: اگر مشتری نے خیار عیب یا خیار رویت کے سبب واپس کیا تو اگر قبضہ کر لیا تھا تو مشتری پر ہے، ورنہ بائع پر۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: غلام کو بیچا مگر وہ بیع فاسد ہوئی اور مشتری نے قبضہ کر کے واپس کر دیا یا عید کے بعد قبضہ کر کے آزاد کر دیا تو بائع پر ہے اور اگر عید سے پہلے قبضہ کیا اور بعد عید آزاد کیا تو مشتری پر۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مالک نے غلام سے کہا جب عید کا دن آئے تو آزاد ہے۔ عید کے دن غلام آزاد ہو جائے گا اور مالک پر اس کا فطرہ واجب۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: اپنی عورت اور اولاد عاقل بالغ کا فطرہ اُس کے ذمہ نہیں اگرچہ اپناج ہو، اگرچہ اس کے نفقات اس کے ذمہ ہوں۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کے بغیر اذن ادا کر دیا تو ادا ہو گیا، بشرطیکہ اولاد اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ وغیرہ اُس کے ذمہ ہو، ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اذن^(۶) ادا نہ ہوگا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا ادا نہ ہوا۔^(۷) (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۴: ماں باپ، دادا دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کر سکتا۔^(۸) (عالمگیری، جوہرہ)

مسئلہ ۲۵: صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے گے ہوں یا اس کا آٹا یا ستونصف صاع، کھجور یا منقے یا جو یا اس کا آٹا یا ستون ایک صاع۔^(۹) (درمختار، عالمگیری)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج ۱، ص ۱۹۳.

② المرجع السابق.

③ المرجع السابق.

④ "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۷۰، وغیرہ.

⑤ یعنی بغیر اجازت۔

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج ۱، ص ۱۹۳.

⑦ و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۷۰، وغیرہما.

⑧ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج ۱، ص ۱۹۳.

⑨ المرجع السابق، ص ۱۹۱، و "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۷۲.

مسئلہ ۲۶: گیہوں، جو، کھجوریں، منقے دیے جائیں تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں، مثلاً نصف صاع عمدہ جو جن کی قیمت ایک صاع جو کے برابر ہے یا چہارم صاع کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع گیہوں کے برابر ہیں یا نصف صاع کھجوریں دیں جو ایک صاع جو یا نصف صاع گیہوں کی قیمت کی ہوں یہ سب ناجائز ہے جتنا دیا اُتنا ہی ادا ہوا، باقی اس کے ذمہ باقی ہے ادا کرے۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۷: نصف صاع جو اور چہارم صاع گیہوں دیے یا نصف صاع جو اور نصف صاع کھجور تو بھی جائز ہے۔^(۲) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: گیہوں اور جو ملے ہوئے ہوں اور گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: گیہوں اور جو کے دینے سے اُن کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے، خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جو کی یا کھجور کی مگر گرانی میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کی پڑے پوری کرے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جو کی ہو۔^(۵) (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۳۱: اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے، کہ صاع کا وزن تین سو اکاون^{۳۵۱} روپے بھر ہے اور نصف صاع ایک سو پچھتر روپے اٹھنی بھراو پر۔^(۶) (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۲: فطرہ کا مقدم کرنا مطلقاً جائز ہے جب کہ وہ شخص موجود ہو، جس کی طرف سے ادا کرتا ہوا اگرچہ رمضان سے پیشتر ادا کر دے اور اگر فطرہ ادا کرتے وقت مالک نصاب نہ تھا پھر ہو گیا تو فطرہ صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲، وغیرہ.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲.

③ "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۷۳.

④ المرجع السابق، ص ۳۷۶، و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج ۱، ص ۱۹۱ - ۱۹۲.

⑤ "الفتاویٰ الہندیۃ"، المرجع السابق، ص ۱۹۱، و "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۷۳، وغیرہما.

⑥ "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱۰، ص ۲۹۵.

ہونے کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دے۔^(۱) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے۔ یو ہیں ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلا خلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا، اُس نے شوہر کے فطرہ کے گیہوں اپنے فطرہ کے گیہوں میں ملا کر فقیر کو دے دیے اور شوہر نے ملانے کا حکم نہ دیا تھا تو عورت کا فطرہ ادا ہو گیا شوہر کا نہیں مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا، اس نے عورت کے گیہوں اپنے گیہوں میں ملا کر سب کی نیت سے فقیر کو دے دیے جائز ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکاۃ کے ہیں یعنی جن کو زکاۃ دے سکتے ہیں، انھیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنھیں زکاۃ نہیں دے سکتے، انھیں فطرہ بھی نہیں سوا عامل کے کہ اس کے لیے زکاۃ ہے فطرہ نہیں۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: اپنے غلام کی عورت کو فطرہ دے سکتے ہیں، اگرچہ اُس کا نفقہ اُسی پر ہو۔^(۶) (درمختار)

سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں

آج کل ایک عام بلایہ پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کما کر اوروں کو کھلائیں، مگر انہوں نے اپنے وجود کو بیکار قرار دے رکھا ہے، کون محنت کرے مصیبت جھیلے، بے مشقت جو مل جائے تو تکلیف کیوں برداشت کرے۔ ناجائز طور پر سوال کرتے اور بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ مزدوری تو مزدوری، چھوٹی موٹی تجارت کو ننگ و عار خیال کرتے اور بھیک مانگنا کہ حقیقتہً ایسوں کے لیے بے عزتی و بے غیرتی ہے مایہ عزت جانتے ہیں اور بہتوں نے تو بھیک

① "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۷۶.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، مطلب فی مقدار الفطرۃ بالمد الشامی، ج ۳، ص ۳۷۷.

③ المرجع السابق، ص ۳۷۸. ④ "الفتاویٰ الہندیۃ"،

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، مطلب فی مقدار الفطرۃ بالمد الشامی، ج ۳، ص ۳۷۹.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۸۰.

مانگنا اپنا پیشہ ہی بنا رکھا ہے، گھر میں ہزاروں روپے ہیں سود کا لین دین کرتے زراعت وغیرہ کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے، اُن سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ ہمارا پیشہ ہے واہ صاحب واہ! کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں۔ حالانکہ ایسوں کو سوال حرام ہے اور جسے اُن کی حالت معلوم ہو، اُسے جائز نہیں کہ ان کو دے۔

اب چند حدیثیں سنئے! دیکھیے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے سانکوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

حدیث ۱: بخاری و مسلم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”آدمی سوال کرتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اُس کے چہرہ پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا۔“ (۱) یعنی نہایت بے آبرو ہو کر۔

حدیث ۲ تا ۴: ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”سوال ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی سوال کر کے اپنے مونہ کو نوچتا ہے، جو چاہے اپنے مونہ پر اس خراش کو باقی رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے، ہاں اگر آدمی صاحب سلطنت سے اپنا حق مانگے یا ایسے امر میں سوال کرے کہ اُس سے چارہ نہ ہو (۲) (تو جائز ہے)۔“ اور اسی کے مثل امام احمد نے عبد اللہ بن عمر اور طبرانی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

حدیث ۵: بیہقی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص لوگوں سے سوال کرے، حالانکہ نہ اُسے فاقہ پہنچا، نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اُس کے مونہ پر گوشت نہ ہوگا۔“ اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جس پر نہ فاقہ گزرا اور نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں اور سوال کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ اُس پر فاقہ کا دروازہ کھول دے گا، ایسی جگہ سے جو اس کے دل میں بھی نہیں۔“ (۳)

حدیث ۶ و ۷: نسائی نے عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ سوال کرنے میں کیا ہے تو کوئی کسی کے پاس سوال کرنے نہ جاتا۔“ (۴) اسی کی مثل طبرانی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

① ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب کراهة المسألة للناس، الحدیث: ۱۰۴- (۱۰۴۰)، ص ۵۱۸.

② ”سنن أبي داود“، کتاب الزکاة، باب ماتحوز فيه المسألة، الحدیث: ۱۶۳۹، ج ۲، ص ۱۶۸.

③ ”شعب الإيمان“، باب في الزکاة، فصل في الاستعفاف عن المسألة، الحدیث: ۳۵۲۶، ج ۳، ص ۲۷۴.

④ ”سنن النسائي“، کتاب الزکاة، باب المسألة، الحدیث: ۲۵۸۳، ص ۴۲۵.

حدیث ۹۸ و ۹۹: امام احمد بہ سند جید و طبرانی و بزار عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”غنی کا سوال کرنا، قیامت کے دن اس کے چہرہ میں عیب ہوگا۔“ (۱) اور بزار کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ”غنی کا سوال آگ ہے، اگر تھوڑا دیا گیا تو تھوڑی اور زیادہ دیا تو زیادہ۔“ (۲) اور اسی کے مثل امام احمد و بزار و طبرانی نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۰: طبرانی کبیر میں اور ابن خزیمہ اپنی صحیح میں اور ترمذی اور بیہقی حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص بغیر حاجت سوال کرتا ہے، گویا وہ انگارا کھاتا ہے۔“ (۳)

حدیث ۱۱: مسلم وابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو مال بڑھانے کے لیے سوال کرتا ہے، وہ انگارے کا سوال کرتا ہے تو چاہے زیادہ مانگے یا کم کا سوال کرے۔“ (۴)

حدیث ۱۲: ابوداؤد وابن حبان وابن خزیمہ سہل بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص سوال کرے اور اس کے پاس اتنا ہے جو اُسے بے پرواہ کرے، وہ آگ کی زیادتی چاہتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی، وہ کیا مقدار ہے، جس کے ہوتے سوال جائز نہیں؟ فرمایا: صبح و شام کا کھانا۔“ (۵)

حدیث ۱۳: ابن حبان اپنی صحیح میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص لوگوں سے سوال کرے، اس لیے کہ اپنے مال کو بڑھائے تو وہ جہنم کا گرم پتھر ہے، اب اسے اختیار ہے، چاہے تھوڑا مانگے یا زیادہ طلب کرے۔“ (۶)

حدیث ۱۴ و ۱۵: امام احمد و ابویعلیٰ و بزار نے عبدالرحمن بن عوف اور طبرانی نے صغیر میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا اور حق معاف کرنے سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندہ کی عزت بڑھائے گا اور بندہ سوال کا دروازہ نہ کھولے گا، مگر اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھولے گا۔“ (۷)

- ① ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث عمران بن حصین، الحدیث: ۱۹۸۴۲، ج ۷، ص ۱۹۳.
- ② ”مسند البزار“، مسند عمران بن حصین، الحدیث: ۳۵۷۲، ج ۹، ص ۴۹.
- ③ ”المعجم الكبير“، باب الحاء، الحدیث: ۳۵۰۶، ج ۴، ص ۱۵.
- ④ ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب کراهة المسألة للناس، الحدیث: ۱۰۴۱، ص ۵۱۸.
- ⑤ ”سنن أبي داود“، کتاب الزکاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى، الحدیث: ۱۶۲۹، ج ۲، ص ۱۶۴.
- ⑥ ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، کتاب الزکاة، باب المسألة... إلخ، الحدیث: ۳۳۸۲، ج ۵، ص ۱۶۶.
- ⑦ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث عبدالرحمن بن عوف، الحدیث: ۱۶۷۴، ج ۱، ص ۴۱۰.

حدیث ۱۶: مسلم و ابوداؤد و نسائی قبیسہ بن مخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں: مجھ پر ایک مرتبہ تاوان لازم آیا۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا، فرمایا: ”ٹھہرو ہمارے پاس صدقہ کا مال آئے گا تو تمہارے لیے حکم فرمائیں گے، پھر فرمایا: اے قبیسہ! سوال حلال نہیں، مگر تین باتوں میں کسی نے ضمانت کی ہو (یعنی کسی قوم کی طرف سے دیت کا ضامن ہو یا آپس کی جنگ میں صلح کرائی اور اس پر کسی مال کا ضامن ہوا) تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ وہ مقدار پائے پھر باز رہے یا کسی شخص پر آفت آئی کہ اُس کے مال کو تباہ کر دیا تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ بسراوقات کے لیے پا جائے یا کسی کو فاقہ پہنچا اور اُس کی قوم کے تین عقلمند شخص گواہی دیں^(۱) کہ فلاں کو فاقہ پہنچا ہے تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ بسراوقات کے لیے حاصل کر لے اور ان تین باتوں کے سوا اے قبیسہ سوال کرنا حرام ہے کہ سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔“ (2)

حدیث ۱۷ اور ۱۸: امام بخاری و ابن ماجہ زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی شخص رسی لے کر جائے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لا کر بیچے اور سوال کی ذلت سے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو بچائے یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے کہ لوگ اُسے دیں یا نہ دیں۔“ (3) اسی کے مثل امام بخاری و مسلم و امام مالک و ترمذی و نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۹: امام مالک و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، صدقہ کا اور سوال سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے، یہ فرمایا: کہ ”اوپر والا ہاتھ، نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا۔“ (4)

حدیث ۲۰: امام مالک و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے سوال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، یہاں تک کہ وہ مال جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس تھا ختم ہو گیا پھر فرمایا: ”جو کچھ میرے پاس مال ہوگا، اُسے میں تم سے اٹھانہ رکھوں گا اور جو سوال سے بچنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اُسے بچائے گا اور

..... 1 تین شخصوں کی گواہی جمہور کے نزدیک بطور استحباب ہے اور یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جس کا مالدار ہونا معلوم و مشہور ہے تو بغیر گواہ اس کا قول مسلم نہیں اور جس کا مالدار ہونا معلوم نہ ہو تو فقط اس کا کہہ دینا کافی ہے۔ ۱۲ منہ

..... 2 ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب من تحل له المسألة، الحدیث: ۱۰۴۴، ص ۵۱۹۔

..... 3 ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاة، باب الاستعفاف عن المسألة، الحدیث: ۱۴۷۱، ج ۱، ص ۴۹۷۔

..... 4 ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلی... إلخ، الحدیث: ۱۰۳۳، ص ۵۱۵۔

جو غنی بننا چاہے گا، اللہ (عزوجل) اُسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اُسے صبر دے گا اور صبر سے بڑھ کر اور اس سے زیادہ وسیع عطا کسی کو نہ ملی۔“ (1)

حدیث ۲۱: حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ لالچ محتاجی ہے اور نا اُمیدی تو نگرہ۔ آدمی جب کسی چیز سے نا امید ہو جاتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں رہتی۔ (2)

حدیث ۲۲: امام بخاری و مسلم فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے عطا فرماتے تو میں عرض کرتا، کسی ایسے کو دیجیے جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو، ارشاد فرمایا: ”اُسے لو اور اپنا کر لو اور خیرات کر دو، جو مال تمہارے پاس بے طمع اور بے مانگے آجائے، اسے لے لو اور جو نہ آئے تو اُس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ ڈالو۔“ (3)

حدیث ۲۳: ابو داؤد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک انصاری نے حاضر خدمت اقدس ہو کر سوال کیا، ارشاد فرمایا: ”کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ عرض کی، ہے تو، ایک ٹاٹ ہے جس کا ایک حصہ ہم اوڑھتے ہیں اور ایک حصہ بچھاتے ہیں اور ایک لکڑی کا پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، ارشاد فرمایا: میرے حضور دونوں چیزوں کو حاضر کرو، وہ حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے دست مبارک میں لے کر ارشاد فرمایا: انھیں کون خریدتا ہے؟ ایک صاحب نے عرض کی، ایک درہم کے عوض میں خریدتا ہوں، ارشاد فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ دو یا تین بار فرمایا، کسی اور صاحب نے عرض کی، میں دو درہم پر لیتا ہوں، انھیں یہ دونوں چیزیں دے دیں اور درہم لے لیے اور انصاری کو دونوں درہم دے کر ارشاد فرمایا: ایک کا غلہ خرید کر گھر ڈال آؤ اور ایک کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ، وہ حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے دست مبارک سے اُس میں بیٹ ڈالا اور فرمایا: جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ دن تک تمہیں نہ دیکھوں (یعنی اتنے دنوں تک یہاں حاضر نہ ہونا) وہ گئے، لکڑیاں کاٹ کر بیچتے رہے، اب حاضر ہوئے تو اُنکے پاس دس درہم تھے، چند درہم کا کپڑا خریدا اور چند کا غلہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال تمہارے مونہ پر چھالا ہو کر آتا۔ سوال درست نہیں، مگر تین شخص کے لیے، ایسی محتاجی والے کے لیے جو اُسے زمین پر لٹا دے یا تاوان والے کے لیے جو رسوا کر دے یا خون والے (دیت) کے لیے جو اُسے تکلیف پہنچائے۔“ (4)

① ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب التعفف والصبر... إلخ، الحدیث: ۱۰۵۳، ص ۵۲۴.

② ”حلیۃ الأولیاء و طبقات الأصفیاء“، رقم: ۱۲۵، ج ۱، ص ۸۷.

③ ”صحیح البخاری“، کتاب الأحکام، باب رزق الحکام والعاملین علیہا، الحدیث: ۷۱۶۴، ج ۴، ص ۴۶۱.

④ ”سنن أبی داؤد“، کتاب الزکاة، باب ماتحوز فیہ المسألة، الحدیث: ۱۶۴۱، ج ۲، ص ۱۶۸.

حدیث ۲۴، ۲۵: ابو داؤد و ترمذی بافادۃً تصحیح و تحسین و حاکم بافادۃً تصحیح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جسے فاقہ پہنچا اور اُس نے لوگوں کے سامنے بیان کیا تو اُس کا فاقہ بند نہ کیا جائے گا اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تو اللہ عز و جل جلد اُسے بے نیاز کر دے گا، خواہ جلد موت دے دے یا جلد مالدار کر دے۔“ (۱) اور طبرانی کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو بھوکا یا محتاج ہوا اور اس نے آدمیوں سے چھپایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ایک سال کی حلال روزی اس پر کشادہ فرمائے۔“ (۲)

بعض سائل کہہ دیا کرتے ہیں کہ اللہ (عز و جل) کے لیے دو، خدا کے واسطے دو، حالانکہ اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث میں اُسے ملعون فرمایا گیا ہے۔ اور ایک حدیث میں بدترین خلاق اور اگر کسی نے اس طرح سوال کیا تو جب تک بُری بات کا سوال نہ ہو یا خود سوال بُرا نہ ہو (جیسے مالدار یا ایسے شخص کا بھیک مانگنا جو قوی تندرست کمانے پر قادر ہو) اور یہ سوال کو بلا دقت پورا کر سکتا ہے تو پورا کرنا ہی ادب ہے کہ کہیں بروئے ظاہر حدیث یہ بھی اُسی وعید کا مستحق نہ ہو (۳)، وہاں اگر سائل مُتَعَنَّت ہو (۴) تو نہ دے۔ نیز یہ بھی لحاظ رہے کہ مسجد میں سوال نہ کرے، خصوصاً جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر کہ یہ حرام ہے، بلکہ بعض علما فرماتے ہیں: کہ ”مسجد کے سائل کو اگر ایک پیسہ دیا تو ستر پیسے اور خیرات کرے کہ اس ایک پیسہ کا کفارہ ہو۔“ (۵) مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک شخص کو عرفہ کے دن عرفات میں سوال کرتے دیکھا، اُسے دُڑے لگائے اور فرمایا: کہ اس دن میں اور ایسی جگہ غیر خدا سے سوال کرتا ہے۔ (۶)

① ”سنن أبي داود“، كتاب الزكاة، باب في الاستعفاف، الحديث: ۱۶۴۵، ج ۲، ص ۱۷۰.

② ”المعجم الصغير“ للطبرانی، الحديث: ۲۱۴، ج ۱، ص ۱۴۱.

③ طبرانی معجم کبیر میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((ملعون من سال بوجه الله و ملعون من سئل بوجه الله ثم منع سائله ما لم يسأل هجرا)).

(”الترغيب و الترهيب“، كتاب الصدقات، ترهيب السائل أن يسأل بوجه الله غير الجنة... إلخ، الحديث: ۱، ج ۱، ص ۳۴۰).

تجنیس ناصری پھرتا تاریخانیہ پھر ہندیہ میں ہے:

إذا قال السائل بحق الله تعالى أو بحق محمد صلى الله تعالى عليه وسلم أن تعطيني كذا لا يحب عليه في الحكم والاحسن في المروءة أن يعطيه. وعن ابن المبارك قال يعجبني إذا سأل سائل بوجه الله تعالى أن لا يعطى - ۱۲ منہ

(انظر: ”ردالمحتار“، كتاب الهبة، مطلب في معنى التملك، ج ۱۲، ص ۶۴۹).

④ یعنی سوال کرنے والا خود اپنی ذلت کے درپے ہو یعنی پیشہ ور بھکاری ہو۔

⑤ ”ردالمحتار“، كتاب الهبة، مطلب في معنى التملك، ج ۱۲، ص ۶۴۹.

⑥ ”مشكاة المصابيح“، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الحديث: ۱۸۵۵، ج ۱، ص ۵۱۴.

ان چند احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ بھیک مانگنا بہت ذلت کی بات ہے بغیر ضرورت سوال نہ کرے اور حالت ضرورت میں بھی اُن امور کا لحاظ رکھے، جن سے ممانعت وارد ہے اور سوال کی اگر حاجت ہی پڑ جائے تو مبالغہ ہرگز نہ کرے کہ بے لیے پیچھا نہ چھوڑے کہ اس کی بھی ممانعت آئی ہے۔

صدقات نفل کا بیان

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا نہایت اچھا کام ہے، مال سے تم کو فائدہ نہ پہنچا تو تمہارے کیا کام آیا اور اپنے کام کا وہی ہے جو کھا پہن لیا یا آخرت کے لیے خرچ کیا، نہ وہ کہ جمع کیا اور دوسروں کے لیے چھوڑ گئے۔ اس کے فضائل میں چند حدیثیں سنیں اور ان پر عمل کیجیے، اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”بندہ کہتا ہے، میرا مال ہے، میرا مال ہے اور اُسے تو اس کے مال سے تین ہی قسم کا فائدہ ہے، جو کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر پرانا کر دیا، یا عطا کر کے آخرت کے لیے جمع کیا اور اُس کے سوا جانے والا ہے کہ اوروں کے لیے چھوڑ جائے گا۔“ (۱)

حدیث ۲: بخاری و نسائی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”تم میں کون ہے کہ اُسے اپنے وارث کا مال، اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے؟ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم میں کوئی ایسا نہیں، جسے اپنا مال زیادہ محبوب نہ ہو۔ فرمایا: اپنا مال تو وہ ہے، جو آگے روانہ کر چکا اور جو پیچھے چھوڑ گیا، وہ وارث کا مال ہے۔“ (۲)

حدیث ۳: امام بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اگر میرے پاس اُحد برابر سونا ہو تو مجھے یہی پسند آتا ہے کہ تین راتیں نہ گزرنے پائیں اور اُس میں کامیرے پاس کچھ رہ جائے، ہاں اگر مجھ پر دین ہو تو اُس کے لیے کچھ رکھ لوں گا۔“ (۳)

حدیث ۴ و ۵: صحیح مسلم میں انھیں سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح ہوتی ہے، مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان میں ایک کہتا ہے، اے اللہ (عز وجل)! خرچ کرنے والے کو بدلہ دے اور دوسرا

۱..... ”صحیح مسلم“، کتاب الزہد والرقائق، باب الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر، الحدیث: ۲۹۵۹، ص ۱۵۸۲۔

۲..... ”صحیح البخاری“، کتاب الرقائق، باب ما قدم من ماله فهو له، الحدیث: ۶۴۴۲، ج ۴، ص ۲۳۰۔

۳..... ”صحیح البخاری“، کتاب الرقائق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یسرني أن عندی مثل احد هذا ذهابا،

الحدیث: ۶۴۴۵، ج ۴، ص ۲۳۲۔

کہتا ہے، اے اللہ (عزوجل)! روکنے والے کے مال کو تلف کر۔“ (1) اور اسی کے مثل امام احمد وابن حبان وحاکم نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۶: صحیحین میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ”خرچ کر اور شمار نہ کر کہ اللہ تعالیٰ شمار کر کے دے گا اور بند نہ کر کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر بند کر دے گا۔ کچھ دے جو تجھے استطاعت ہو۔“ (2)

حدیث ۷: نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابنِ آدم! خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔“ (3)

حدیث ۸: صحیح مسلم و سنن ترمذی میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابنِ آدم! بچے ہوئے کا خرچ کرنا، تیرے لیے بہتر ہے اور اُس کا روکنا، تیرے لیے بُرا ہے اور بقدر ضرورت روکنے پر ملامت نہیں اور اُن سے شروع کر جو تیری پرورش میں ہیں۔“ (4)

حدیث ۹: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی ہے جو لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہیں، جن کے ہاتھ سینے اور گلے سے جکڑے ہوئے ہیں تو صدقہ دینے والے نے جب صدقہ دیا وہ زرہ کشادہ ہو گئی اور بخیل جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے، ہر کڑی اپنی جگہ کو پکڑ لیتی ہے وہ کشادہ کرنا بھی چاہتا ہے تو کشادہ نہیں ہوتی۔“ (5)

حدیث ۱۰: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ظلم سے بچو کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے اور بخل سے بچو کہ بخل نے اگلوں کو ہلاک کیا، اسی بخل نے انھیں خون بہانے اور حرام کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔“ (6)

حدیث ۱۱: نیز اُسی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ (عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

① ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب فی المنفق والممسک، الحدیث: ۱۰۱۰ ص ۵۰۴.

② ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاة، باب الصدقة فیما استطاع، الحدیث: ۱۴۳۴، ج ۱، ص ۴۸۳.

کتاب الہبة، باب ہبة المرأة لغير زوجها... إلخ، الحدیث: ۲۵۹۱، ص ۲۰۴.

③ ”صحیح البخاری“، کتاب النفقات، باب فضل النفقة علی الأهل، الحدیث: ۵۳۵۲، ج ۳، ص ۵۱۱.

④ ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب بیان أن الید علیا خیر من الید السفلی... إلخ، الحدیث: ۱۰۳۶، ص ۵۱۶.

⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب مثل المنفق والبخیل، ۷۶- (۱۰۲۱)، ص ۵۱۰.

⑥ ”صحیح مسلم“، کتاب البر والصلة والأدب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۲۵۷۸، ص ۱۳۹۴.

کس صدقہ کا زیادہ اجر ہے؟ فرمایا: اس کا کہ صحت کی حالت میں ہو اور لالچ ہو، محتاجی کا ڈر ہو اور تو نگر کی کی آرزو، یہ نہیں کہ چھوڑے رہے اور جب جان گلے کو آجائے تو کہے اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو دینا اور یہ تو فلاں کا ہو چکا یعنی وارث کا۔“ (1)

حدیث ۱۲: صحیحین میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کعبہ معظمہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا: ”قسم ہے رب کعبہ کی! وہ ٹوٹے میں ہیں۔ میں نے عرض کی، میرے باپ ماں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر قربان وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: زیادہ مال والے، مگر جو اس طرح اور اس طرح اور اس طرح کرے آگے پیچھے دہنے بائیں یعنی ہر موقع پر خرچ کرے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔“ (2)

حدیث ۱۳: سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سختی قریب ہے اللہ (عزوجل) سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے آدمیوں سے، دُور ہے جہنم سے اور بخیل دور ہے اللہ (عزوجل) سے، دور ہے جنت سے، دور ہے آدمیوں سے، قریب ہے جہنم سے اور جاہل سختی اللہ (عزوجل) کے نزدیک زیادہ پیارا ہے، بخیل عابد سے۔“ (3)

حدیث ۱۴: سنن ابوداؤد میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدمی کا اپنی زندگی (یعنی صحت) میں ایک درم صدقہ کرنا، مرتے وقت کے سودر ہم صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔“ (4)

حدیث ۱۵: امام احمد و نسائی و دارمی و ترمذی ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص مرتے وقت صدقہ دیتا یا آزاد کرتا ہے، اُس کی مثال اُس شخص کی ہے کہ جب آسودہ ہو لیا تو ہدیہ کرتا ہے۔“ (5)

حدیث ۱۶: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ایک شخص جنگل میں تھا، اُس نے اُبر میں ایک آواز سُنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر، وہ اُبر ایک کنارہ کو ہو گیا اور اُس نے پانی سنکستان میں گرایا اور ایک نالی نے وہ سار پانی لے لیا، وہ شخص پانی کے پیچھے ہولیا، ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا ہوا گھر پیاسے پانی پھیر رہا ہے۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا، فلاں نام، وہی نام جو

① ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب بیان ان افضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح، الحديث: ۱۰۳۲، ص ۵۱۵.

② ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدى الزکاة، الحديث: ۹۹۰، ص ۴۹۵.

③ ”جامع الترمذی“، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في السخاء، الحديث: ۱۹۶۸، ج ۳، ص ۳۸۷.

④ ”سنن أبي داود“، کتاب الوصايا، باب ماجاء في كراهية الإضرار في الوصية، الحديث: ۲۸۶۶، ج ۳، ص ۱۵۵.

⑤ ”سنن الدارمی“، کتاب الوصايا، باب من أحب الوصية ومن كره، الحديث: ۳۲۲۶، ج ۲، ص ۵۰۵.

و ”جامع الترمذی“، أبواب الوصايا... الخ، باب ماجاء في الرجل يتصدق... الخ، الحديث: ۲۱۲۳، ج ۴، ص ۴۴.

اُس نے اُبر میں سے سُنا۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تُو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اُس نے کہا، میں نے اُس اُبر میں سے جس کا یہ پانی ہے، ایک آواز سُنی کہ وہ تیرا نام لے کر کہتا ہے، فلاں کے باغ کو سیراب کر، تو تُو کیا کرتا ہے (کہ تیرا نام لے کر پانی بھیجا جاتا ہے)؟ جواب دیا کہ جو کچھ پیدا ہوتا اس میں سے ایک تہائی خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی بونے کے لیے رکھتا ہوں۔“ (۱)

حدیث ۱۷: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص والا، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کا امتحان لینا چاہا، ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ برص والے کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا، تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: اچھا رنگ اور اچھا چمڑا اور یہ بات جاتی رہے، جس سے لوگ گھن کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ گھن کی چیز جاتی رہی اور اچھا رنگ اور اچھی کھال اسے دی گئی، فرشتے نے کہا: تجھے کونسا مال زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے اونٹ کہا یا گائے (راوی کا شک ہے، مگر برص والے اور گنجنے میں سے ایک نے اونٹ کہا، دوسرے نے گائے)۔ اُسے دس مہینے کی حاملہ اونٹنی دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔

پھر گنجنے کے پاس آیا، اُس سے کہا: تجھے کیا شے زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: خوبصورت بال اور یہ جاتا رہے، جس سے لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ بات جاتی رہی اور خوبصورت بال اُسے دیے گئے، اُس سے کہا: تجھے کونسا مال محبوب ہے؟ اُس نے گائے بتائی۔ ایک گا بھن گائے اُسے دی گئی اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔

پھر اندھے کے پاس آیا اور کہا: تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالیٰ میری نگاہ واپس دے کہ میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتہ نے ہاتھ پھیرا، اللہ تعالیٰ نے اُس کی نگاہ واپس دی۔ فرشتہ نے پوچھا، تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا: بکری۔ اُسے ایک گا بھن بکری دی۔ اب اونٹنی اور گائے اور بکری سب کے بچے ہوئے، ایک کے لیے اونٹوں سے جنگل بھر گیا۔ دوسرے کے لیے گائے سے، تیسرے کے لیے بکریوں سے۔

پھر وہ فرشتہ برص والے کے پاس اُس کی صورت اور ہیأت میں ہو کر آیا (یعنی برص والا بن کر) اور کہا: میں مرد مسکین ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہو گئے، پہنچنے کی صورت میرے لیے آج نظر نہیں آتی، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے، میں اُس کے واسطے سے جس نے تجھے خوبصورت رنگ اور اچھا چمڑا اور مال دیا ہے۔ ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں، جس سے

میں سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے جواب دیا: حقوق بہت ہیں۔ فرشتے نے کہا: گویا میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے، فقیر نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا، اُس نے کہا: میں تو اس مال کا نسلاباً بعد نسل وارث کیا گیا ہوں۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تُو تھا۔

پھر گنجے کے پاس اُسی کی صورت بن کر آیا، اُس سے بھی وہی کہا: اُس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے، جیسا تُو تھا۔

پھر اندھے کے پاس اس کی صورت وہیات بن کر آیا اور کہا: میں مسکین شخص اور مسافر ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہو گئے، آج پہنچنے کی صورت نہیں، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے میں اس کے وسیلہ سے جس نے تجھے نگاہ واپس دی، ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس کی وجہ سے میں اپنے سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے کہا: میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھیں دیں تُو جو چاہے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ خدا کی قسم! اللہ (عزوجل) کے لیے تُو جو کچھ لے گا، میں تجھ پر مشقت نہ ڈالوں گا۔ فرشتے نے کہا: تُو اپنا مال اپنے قبضہ میں رکھ، بات یہ ہے کہ تم تینوں شخصوں کا امتحان تھا، تیرے لیے اللہ (عزوجل) کی رضا ہے اور ان دونوں پر ناراضی۔“ (1)

حدیث ۱۸: امام احمد و ابوداؤد و ترمذی ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مسکین دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ گھر میں کچھ نہیں ہوتا کہ اُسے دوں، ارشاد فرمایا: ”اُسے کچھ دیدے، اگرچہ گھر جلا ہوا۔“ (2)

حدیث ۱۹: بیہقی نے دلائل النبوة میں روایت کی، کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گوشت کا ٹکڑا ہدیہ میں آیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گوشت پسند تھا۔ انہوں نے خادمہ سے کہا: اسے گھر میں رکھ دے، شاید حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تناول فرمائیں، اُس نے طاق میں رکھ دیا۔ ایک سائل آ کر دروازہ پر کھڑا ہوا اور کہا صدقہ کرو، اللہ تعالیٰ تم میں برکت دے گا۔ لوگوں نے کہا، اللہ (عزوجل) تجھ میں برکت دے۔ (3) سائل چلا گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے یہاں کچھ کھانے کی چیز ہے؟ ام المؤمنین نے عرض کی، ہاں اور خادمہ سے فرمایا: جاوہ گوشت لے آ۔

① ”صحیح مسلم“، کتاب الزہد... الخ، باب الدنيا سجن للمؤمن... إلخ، الحدیث: ۲۹۶۴، ص ۱۵۸۴۔

و ”صحیح البخاری“، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث أبرص وأعمى وأقرع في بنی اسرائیل، الحدیث: ۳۴۶۴، ج ۲، ص ۴۶۳۔

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أم بجید، الحدیث: ۲۷۲۱۸، ج ۱۰، ص ۳۲۸۔

③ سائل کو واپس کرنا ہوتا تو یہ لفظ بولتے۔ ۱۲۱

وہ گئی تو طاق میں ایک پتھر کا ایک ٹکڑا پایا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ”چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا، لہذا وہ گوشت پتھر ہو گیا۔“ (1)

حدیث ۲۰: بیہقی شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سقاوت جنت میں ایک درخت ہے، جو بخی ہے، اُس نے اُسکی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُس کو نہ چھوڑے گی جب تک جنت میں داخل نہ کر لے اور بخل جہنم میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہے، اُس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُسے جہنم میں داخل کیے بغیر نہ چھوڑے گی۔“ (2)

حدیث ۲۱: رزین نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”صدقہ میں جلدی کرو کہ بلا صدقہ کو نہیں پھلانگتی۔“ (3)

حدیث ۲۲: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی، اگر نہ پائے؟ فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرے، اپنے کو نفع پہنچائے اور صدقہ بھی دے۔ عرض کی، اگر اس کی استطاعت نہ ہو یا نہ کرے؟ فرمایا: صاحب حاجت پریشان کی اعانت کرے۔ عرض کی، اگر یہ بھی نہ کرے؟ فرمایا: نیکی کا حکم کرے۔ عرض کی، اگر یہ بھی نہ کرے؟ فرمایا: شر سے باز رہے کہ یہی اُس کے لیے صدقہ ہے۔“ (4)

حدیث ۲۳: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”دو شخصوں میں عدل کرنا صدقہ ہے، کسی کو جانور پر سوار ہونے میں مدد دینا یا اُس کا اسباب اٹھا دینا صدقہ ہے اور اچھی بات صدقہ ہے اور جو قدم نماز کی طرف چلے گا صدقہ ہے، راستہ سے اذیت کی چیز دور کرنا صدقہ ہے۔“ (5)

حدیث ۲۴: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو مسلمان پیڑ لگائے یا کھیت بوئے، اُس میں سے کسی آدمی یا پرند یا چوپایہ نے کھایا، وہ سب اُس کے لیے صدقہ ہے۔“ (6)

① ”دلائل النبوة“ للبيهقي، باب ماجاء في اللحم الذي صار حجرا... إلخ، ج ۶، ص ۳۰۰.

و ”مشكاة المصابيح“، كتاب الزكاة، باب الانفاق و كراهية الامساك، الحديث: ۱۸۸۰، ج ۱، ص ۵۲۱.

② ”شعب الإيمان“، باب في الجود والسخاء، الحديث: ۱۰۸۷۷، ج ۷، ص ۴۳۵.

③ ”مشكاة المصابيح“، كتاب الزكاة، باب الانفاق و كراهية الأمساك، الحديث: ۱۸۸۷، ج ۱، ص ۵۲۲.

④ ”صحيح البخاري“، كتاب الأدب، باب كل معروف صدقة، الحديث: ۶۰۲۲، ج ۴، ص ۱۰۵.

⑤ ”صحيح مسلم“، كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع... إلخ، الحديث: ۱۰۰۹، ص ۵۰۴.

⑥ ”صحيح مسلم“، كتاب المساقاة والمزارعة، باب فضل الغرس والزرع، الحديث: ۱۵۵۳، ص ۸۴۰.

حدیث ۲۵ و ۲۶: سنن ترمذی میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے، نیک بات کا حکم کرنا بھی صدقہ ہے، بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے، راہ بھولے ہوئے کو راہ بتانا صدقہ ہے، کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کرنا صدقہ ہے، اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔“ (۱) اسی کے مثل امام احمد و ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲۷: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ایک درخت کی شاخ بیچ راستہ پر تھی، ایک شخص گیا اور کہا: میں اُس کو مسلمانوں کے راستہ سے دُور کر دوں گا کہ اُن کو ایذا نہ دے، وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔“ (۲)

حدیث ۲۸: ابوداؤد و ترمذی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو مسلمان کسی مسلمان ننگے کو کپڑا پہنا دے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے، اللہ تعالیٰ اُسے حقیق مختوم (یعنی جنت کی شراب سربند) پلائے گا۔“ (۳)

حدیث ۲۹: امام احمد و ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنا دے تو جب تک اُس میں کا اُس شخص پر ایک پیوند بھی رہے گا، یہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔“ (۴)

حدیث ۳۰ و ۳۱: ترمذی و ابن حبان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”صدقہ رب العزت کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔“ (۵) نیز اس کے مثل ابوبکر صدیق و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۳۲: ترمذی نے بافادۃ تصحیح ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، لوگوں نے ایک بکری ذبح کی تھی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ”اس میں سے کیا باقی رہا؟ عرض کی، سوا شانہ کے کچھ باقی نہیں، ارشاد فرمایا: شانہ

① ”جامع الترمذی“، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في صنائع المعروف، الحديث: ۱۹۶۳، ج ۳، ص ۳۸۴.

② ”صحیح مسلم“، کتاب البر والصلوٰۃ والأدب، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق، الحديث: ۱۲۸- (۱۹۱۴) (۲۶۱۸) ص ۱۴۱۰، ۱۴۱۱.

③ ”سنن أبي داود“، کتاب الزکاة، باب في فضل سقى الماء، الحديث: ۱۶۸۲، ج ۲، ص ۱۸۰.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب صفة القيامة، باب ماجاء في ثواب من كسا مسلما، الحديث: ۲۴۹۲، ج ۴، ص ۲۱۸.

⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب الزکاة، باب ماجاء في فضل الصدقة، الحديث: ۶۶۴، ج ۲، ص ۱۴۶.

کے سوا سب باقی ہے۔“ (1)

حدیث ۳۳: ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”تین شخصوں کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے اور تین شخصوں کو مبغوض۔ جن کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے، ان میں ایک یہ ہے کہ ایک شخص کسی قوم کے پاس آیا اور اُن سے اللہ (عزوجل) کے نام پر سوال کیا، اس قرابت کے واسطے سے سوال نہ کیا، جو سائل اور قوم کے درمیان ہے، انہوں نے نہ دیا، اُن میں سے ایک شخص چلا گیا اور سائل کو چھپا کر دیا کہ اس کو اللہ (عزوجل) جانتا ہے اور وہ شخص جس کو دیا اور کسی نے نہ جانا۔ اور ایک قوم رات بھر چلی، یہاں تک کہ جب انھیں نیند ہر چیز سے زیادہ پیاری ہو گئی، سب نے سر رکھ دیے (یعنی سو گئے)، اُن میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر دُعا کرنے لگا اور اللہ (عزوجل) کی آیتیں پڑھنے لگا۔ اور ایک شخص لشکر میں تھا، دشمن سے مقابلہ ہوا اور ان کو شکست ہوئی، اُس شخص نے اپنا سینہ آگے کر دیا، یہاں تک کہ قتل کیا جائے یا فتح ہو۔ اور وہ تین جنھیں اللہ (عزوجل) ناپسند فرماتا ہے۔ ایک بوڑھا زنا کار، دوسرا فقیر متکبر، تیسرا مال دار ظالم۔“ (2)

حدیث ۳۴: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب اللہ (عزوجل) نے زمین پیدا فرمائی تو اُس نے ہلنا شروع کیا تو پہاڑ پیدا فرما کر اس پر نصب فرما دیے اب زمین ٹھہر گئی، فرشتوں کو پہاڑ کی سختی دیکھ کر تعجب ہوا، عرض کی، اے پروردگار! تیری مخلوق میں کوئی ایسی شے ہے کہ وہ پہاڑ سے زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، لوہا۔ عرض کی، اے رب (عزوجل)! لوہے سے زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں، آگ۔ عرض کی، آگ سے بھی زیادہ سخت کوئی شے ہے؟ فرمایا: ہاں، پانی۔ عرض کی، پانی سے بھی زیادہ سخت کچھ ہے؟ فرمایا: ہاں ہوا۔ عرض کی، ہوا سے بھی زیادہ سخت کوئی شے ہے؟ فرمایا: ہاں، ابن آدم کہ دہنے ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اُسے بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔“ (3)

حدیث ۳۵: نسائی نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو مسلمان اپنے کل مال سے اللہ (عزوجل) کی راہ میں جوڑا خرچ کرے، جنت کے دربان اس کا استقبال کریں گے۔ ہر ایک اُسے اُس کی طرف بلائے گا، جو اُس کے پاس ہے۔ میں نے عرض کی، اس کی کیا صورت ہے؟ فرمایا: ”اگر اُونٹ دے تو دو اُونٹ اور گائے دے تو دو گائیں۔“ (4)

① ”جامع الترمذی“، أبواب صفة القيامة... إلخ، ۳۳-باب، الحديث: ۲۴۷۸، ج ۴، ص ۲۱۲.

② ”سنن النسائي“، كتاب الزكاة، باب ثواب من يعطى، الحديث: ۲۵۶۷، ص ۴۲۲.

③ ”جامع الترمذی“، أبواب تفسير القرآن، باب في حكمة خلق الجبال... إلخ، الحديث: ۳۳۸۰، ج ۵، ص ۲۴۲.

④ ”سنن النسائي“، كتاب الجهاد، باب فضل النفقة في سبيل الله تعالى، الحديث: ۳۱۸۲، ص ۵۱۹.

حدیث ۳۶: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صدقہ خطا کو ایسے دور کرتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔“ (1)

حدیث ۳۷: امام احمد بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ”مسلمان کا سایہ قیامت کے دن اُس کا صدقہ ہوگا۔“ (2)

حدیث ۳۸: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ و حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”بہتر صدقہ وہ ہے کہ پشتِ غنی سے ہو یعنی اُس کے بعد تو نگری باقی رہے اور ان سے شروع کرو جو تمھاری عیال میں ہیں یعنی پہلے اُن کو دو پھر اوروں کو۔“ (3)

حدیث ۳۹: ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیحین میں مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”مسلمان جو کچھ اپنے اہل پر خرچ کرتا ہے، اگر ثواب کے لیے ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔“ (4)

حدیث ۴۰: زینب زوجہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیحین میں مروی، انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کرایا، شوہر اور یتیم بچے جو پرورش میں ہیں ان کو صدقہ دینا کافی ہو سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ان کو دینے میں دُونا اجر ہے، ایک اجر قربت اور ایک اجر صدقہ۔“ (5)

حدیث ۴۱: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی سلیمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسکین کو صدقہ دینا، صرف صدقہ ہے اور رشتہ والے کو دینا، صدقہ بھی ہے اور صلہ رُحی بھی۔“ (6)

حدیث ۴۲: امام بخاری و مسلم ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: گھر میں جو کھانے کی چیز ہے، اگر عورت اُس میں سے کچھ دیدے مگر ضائع کرنے کے طور پر نہ ہو تو اُسے دینے کا ثواب ملے گا اور شوہر کو کمانے کا ثواب ملے گا اور خازن (بھنڈاری) کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ ایک کا اجر دوسرے کے اجر کو کم نہ کرے گا (7) یعنی اس صورت میں کہ جہاں ایسی عادت جاری ہو کہ عورتیں دیا کرتی ہوں اور شوہر منع نہ کرتے ہوں اور اُسی حد تک جو عادت

1..... ”جامع الترمذی“، أبواب الإیمان، باب ماجاء فی حرمة الصلاة، الحدیث: ۲۶۲۵، ج ۴، ص ۲۸۰.

2..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث رجل من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۸۰۶۵، ج ۶، ص ۳۰۲.

3..... ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاة، باب لاصدقة إلا عن ظهر غنی، الحدیث: ۱۴۲۶، ج ۱، ص ۴۸۱.

4..... ”صحیح البخاری“، کتاب النفقات، باب فضل النفقة علی الأهل... إلخ، الحدیث: ۵۳۵۱، ج ۳، ص ۵۱۱.

5..... ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة والصدقة... إلخ، الحدیث: ۱۰۰۰، ص ۵۰۱.

6..... ”جامع الترمذی“، أبواب الزکاة، باب ماجاء فی الصدقة علی ذی القرابة، الحدیث: ۶۵۸، ج ۲، ص ۱۴۲.

7..... ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاة، باب من أمر خادمه... إلخ، الحدیث: ۱۴۲۵، ج ۱، ص ۴۸۱.

کے موافق ہے مثلاً روٹی دو روٹی، جیسا کہ ہندوستان میں عموماً رواج ہے اور اگر شوہر نے منع کر دیا ہو یا وہاں کی ایسی عادت نہ ہو تو بغیر اجازت عورت کو دینا جائز نہیں۔ ترمذی میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: عورت شوہر کے گھر سے بغیر اجازت کچھ نہ خرچ کرے۔ عرض کی گئی، کھانا بھی نہیں؟ فرمایا: یہ تو بہت اچھا مال ہے۔^(۱)

حدیث ۴۳: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خازن

مسلمان امانت دار کہ جو اُسے حکم دیا گیا، پورا پورا اُس کو دے دیتا ہے، وہ دو صدقہ دینے والوں میں کا ایک ہے۔“^(۲)

حدیث ۴۴: حاکم اور طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”ایک لقمہ روٹی اور ایک مٹھی خرما اور اس کی مثل کوئی اور چیز جس سے مسکین کو نفع پہنچے۔ اُن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تین شخصوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے۔ ایک صاحب خانہ جس نے حکم دیا، دوسری زوجہ کہ اسے تیار کرتی ہے، تیسرے خادم جو مسکین کو دے آتا ہے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہمارے خادموں کو بھی نہ چھوڑا۔“^(۳)

حدیث ۴۵: ابن ماجہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خطبہ میں

فرمایا: ”اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ (عزوجل) کی طرف رجوع کرو اور مشغولی سے پہلے اعمال صالحہ کی طرف سبقت کرو اور پوشیدہ و علانیہ صدقہ دے کر اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلقات کو ملاؤ تو تمہیں روزی دی جائے گی اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری شکستگی دور کی جائے گی۔“^(۴)

حدیث ۴۶: صحیحین میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”تم میں

ہر شخص سے اللہ عزوجل کلام فرمائے گا، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی ترجمان نہ ہوگا، وہ اپنی وہنی طرف نظر کرے گا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے، دکھائی دے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا تو وہی دیکھے گا، جو پہلے کر چکا ہے، پھر اپنے سامنے نظر کرے گا تو مونہ کے سامنے آگ دکھائی دے گی تو آگ سے بچو، اگرچہ خرے کا ایک ٹکڑا دے کر۔“^(۵) اور اسی کے مثل عبد اللہ بن مسعود و صدیق اکبر و اُم المؤمنین صدیقہ و انس و ابو ہریرہ و ابو امامہ و نعمان بن بشیر و غیر ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۴۷: ابو یعلیٰ جابر اور ترمذی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد

① ”جامع الترمذی“، أبواب الزكاة، باب ماجاء في نفقة المرأة من بيت زوجها، الحديث: ۶۷۰، ج ۲، ص ۱۴۹.

② ”صحيح البخاري“، كتاب الزكاة، باب اجر الخادم... إلخ، الحديث: ۱۴۳۸، ج ۱، ص ۴۸۴.

③ ”المعجم الأوسط“، باب الميم، الحديث: ۵۳۰۹، ج ۴، ص ۸۹.

④ ”سنن ابن ماجه“، أبواب إقامة الصلوات، باب في فرض الجمعة، الحديث: ۱۰۸۱، ج ۲، ص ۵.

⑤ ”صحيح مسلم“، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة... إلخ، الحديث: ۶۷- (۱۰۱۶)، ص ۵۰۷.

فرمایا: ”صدقہ خطا کو ایسے بچھاتا ہے جیسے پانی آگ کو۔“ (1)

حدیث ۴۸: امام احمد وابن خزیمہ وابن حبان و حاکم عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں: ”ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا، اُس وقت تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔“ (2)

اور طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ صدقہ قبر کی حرارت کو دفع کرتا ہے۔“ (3)

حدیث ۴۹: طبرانی و بیہقی حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسل راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رب عزوجل فرماتا ہے: ”اے ابنِ آدم! اپنے خزانہ میں سے میرے پاس کچھ جمع کر دے، نہ جلے گا، نہ ڈوبے گا، نہ چوری جائے

گا۔ تجھے میں پورا دوں گا، اُس وقت کہ تو اُس کا زیادہ محتاج ہوگا۔“ (4)

حدیث ۵۰ و ۵۱: امام احمد و بزار و طبرانی وابن خزیمہ و حاکم و بیہقی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے راوی، کہ ”آدمی جب کچھ بھی صدقہ نکالتا ہے تو ستر شیطان کے جڑے چیر کر نکلتا ہے۔“ (5)

حدیث ۵۲: طبرانی نے عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

کہ: ”مسلمان کا صدقہ عمر میں زیادتی کا سبب ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تکبر و فخر کو دور فرما

دیتا ہے۔“ (6)

حدیث ۵۳: طبرانی کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

کہ: ”صدقہ بُرائی کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔“ (7)

حدیث ۵۴: ترمذی وابن خزیمہ وابن حبان و حاکم حارث اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں: کہ ”اللہ عزوجل نے یحییٰ بن زکریا علیہا الصلوٰۃ والسلام کو پانچ باتوں کی وحی بھیجی کہ خود عمل کریں اور بنی اسرائیل کو حکم فرمائیں

کہ وہ ان پر عمل کریں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں صدقہ کا حکم فرمایا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو دشمن نے قید

① ”جامع الترمذی“، أبواب الإیمان، باب ماجاء فی حرمة الصلاة، الحدیث: ۲۶۲۵، ج ۴، ص ۲۸۰.

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند الشامیین، حدیث عقبہ بن عامر، الحدیث: ۱۷۳۳۵ ج ۶، ص ۱۲۶.

③ ”المعجم الكبير“، الحدیث: ۷۸۷، ج ۱۷، ص ۲۸۶.

④ ”شعب الإیمان“، باب فی الزکاة، التحریض علی صدقة التطوع، الحدیث: ۳۳۴۲، ج ۳، ص ۲۱۱.

⑤ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث بریدة الأسلمی، الحدیث: ۲۳۰۲۳، ج ۹، ص ۱۲.

⑥ ”المعجم الكبير“، الحدیث: ۳۱، ج ۱۷، ص ۲۲.

⑦ ”المعجم الكبير“، الحدیث: ۴۴۰۲، ج ۴، ص ۲۷۴.

کیا اور اس کا ہاتھ گردن سے ملا کر باندھ دیا اور اُسے مارنے کے لیے لائے، اُس وقت تھوڑا بہت جو کچھ تھا، سب کو دے کر اپنی جان بچائی۔“ (1)

حدیث ۵۵: ابن خزیمہ وابن حبان وحاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جس نے حرام مال جمع کیا پھر اُسے صدقہ کیا تو اُس میں اُس کے لیے کچھ ثواب نہیں، بلکہ گناہ ہے۔“ (2)

حدیث ۵۶: ابو داؤد وابن خزیمہ وحاکم انھیں سے راوی، عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ”کم مایہ شخص کا کوشش کر کے صدقہ دینا۔“ (3)

حدیث ۵۷: نسائی وابن خزیمہ وابن حبان انھیں سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔“ کسی نے عرض کی، یہ کیونکر یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)؟ فرمایا: ”ایک شخص کے پاس مال کثیر ہے، اُس نے اُس میں سے لاکھ درہم لے کر صدقہ کیے اور ایک شخص کے پاس صرف دو ہیں، اُس نے اُن میں سے ایک کو صدقہ کر دیا۔“ (4)

روزہ کا بیان

اللہ عز وجل فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۖ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۖ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ أَحَلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثَ إِلَى

① ”جامع الترمذی“، أبواب الأمثال، باب ماجاء في مثل الصلاة والصيام والصدقة، الحديث: ۲۸۷۲، ج ۴، ص ۳۹۴.

② ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، كتاب الزكاة، باب التطوع، الحديث: ۳۳۵۶، ج ۵، ص ۱۵۱.

③ ”سنن أبي داود“، كتاب الزكاة، باب الرخصة في ذلك، الحديث: ۱۶۷۷، ج ۲، ص ۱۷۹.

④ ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، كتاب الزكاة، باب صدقة التطوع، الحديث: ۳۳۳۶، ج ۵، ص ۱۴۴.

نَسَائِكُمْ ط هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ؕ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ؕ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ؕ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ؕ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ ۚ فِي الْمَسْجِدِ ط تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا ط كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لِنَاسٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ ﴿١﴾

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا ان پر فرض ہوا تھا جو تم سے پہلے ہوئے، تاکہ تم گناہوں سے بچو چند دنوں کا۔ پھر تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، وہ اور دنوں میں گنتی پوری کر لے اور جو طاقت نہیں رکھتے، وہ فدیہ دیں۔ ایک مسکین کا کھانا پھر جو زیادہ بھلائی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ ماہ رمضان جس میں قرآن اُتارا گیا۔ لوگوں کی ہدایت کو اور ہدایت اور حق و باطل میں جدائی بیان کرنے کے لیے تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو اس کا روزہ رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر لے۔ اللہ (عزوجل) تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے، سختی کا ارادہ نہیں فرماتا اور تمہیں چاہیے کہ گنتی پوری کرو اور اللہ (عزوجل) کی بڑائی بولو، کہ اُس نے تمہیں ہدایت کی اور اس امید پر کہ اس کے شکر گزار ہو جاؤ۔ اور اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دُعا کرنے والے کی دُعا سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے تو اُنھیں چاہیے کہ میری بات قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں، اس اُمید پر کہ راہ پائیں۔ تمہارے لیے روزہ کی رات میں عورتوں سے جماع حلال کیا گیا، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس۔ اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں پر خیانت کرتے ہو تو تمہاری توبہ قبول کی اور تم سے معاف فرمایا تو اب اُن سے جماع کرو اور اسے چاہو جو اللہ (عزوجل) نے تمہارے لیے لکھا اور کھاؤ اور پیو اس وقت تک کہ فجر کا سپید ڈورا سیاہ ڈورے سے ممتاز ہو جائے پھر رات تک روزہ پورا کرو اور ان سے جماع نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں معتکف ہو۔ یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں، اُن کے قریب نہ جاؤ، اللہ (عزوجل) اپنی نشانیاں یو ہیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ بچیں۔

روزہ بہت عمدہ عبادت ہے، اس کی فضیلت میں بہت حدیثیں آئیں۔ ان میں سے بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”جب رمضان آتا ہے، آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔“ (2)

① پ ۲، البقرة: ۱۸۳ - ۱۸۷.

② ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب هل یقال رمضان أو شهر رمضان... إلخ، الحدیث: ۱۸۹۹، ج ۱، ص ۶۲۶.

ایک روایت میں ہے، کہ ”جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔“ (1)

ایک روایت میں ہے، کہ ”رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور

شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔“ (2)

اور امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ کی روایت میں ہے، ”جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں تو اُن میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں تو اُن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے، اے خیر طلب کرنے والے! متوجہ ہو اور اے شر کے چاہنے والے! باز رہ اور کچھ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہوتا ہے۔“ (3)

امام احمد و نسائی کی روایت انھیں سے ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رمضان آیا، یہ برکت کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کے طوق ڈال دیے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کی بھلائی سے محروم رہا، وہ بیشک محروم ہے۔“ (4)

حدیث ۲: ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں۔ رمضان آیا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”یہ مہینہ آیا، اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا، وہ ہر چیز سے محروم رہا اور اس کی خیر سے وہی محروم ہوگا، جو پورا محروم ہے۔“ (5)

حدیث ۳: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں: جب رمضان کا مہینہ آتا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب قیدیوں کو رہا فرما دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔“ (6)

حدیث ۴: بیہقی شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت ابتدائے سال سے سال آئندہ تک رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے، جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے

1..... ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب هل یقال رمضان أو شهر رمضان... إلخ، الحدیث: ۱۸۹۸، ج ۱، ص ۶۲۵.

2..... ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب فضل شهر رمضان، الحدیث: ۲-(۱۰۷۹)، ص ۵۴۳.

3..... ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ماجاء فی فضل شهر رمضان، الحدیث: ۶۸۲، ج ۲، ص ۱۵۵.

4..... ”سنن النسائی“، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی معمر فیہ، الحدیث: ۲۱۰۳، ص ۳۵۵.

5..... ”سنن ابن ماجہ“، أبواب ماجاء فی الصیام، باب ماجاء فی فضل شهر رمضان، الحدیث: ۱۶۴۴، ج ۲، ص ۲۹۸.

6..... ”شعب الایمان“، باب فی الصیام، فضائل شهر رمضان، الحدیث: ۳۶۲۹، ج ۳، ص ۳۱۱.

عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے، وہ کہتی ہیں، اے رب! تُو اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا، جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔“ (1)

حدیث ۵: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”رمضان کی آخر شب میں اس اُمت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کی گئی، کیا وہ شب قدر ہے؟ فرمایا: نہیں لیکن کام کرنے والے کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے، جب کام پورا کر لے۔“ (2)

حدیث ۶: بیہقی شعب الایمان میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر دن میں وعظ فرمایا۔ فرمایا: ”اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ موااسات (3) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے، جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے، اُس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں سے کچھ کم ہو۔“ ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا، جس سے روزہ افطار کرائے؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو دے گا، جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک خرما یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو بھر پیٹ کھانا کھلایا، اُس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اُس کا اوّل رحمت ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے اور اس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی کام میں کمی کرے، اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا۔“ (4)

حدیث ۷: صحیحین و ترمذی و نسائی و صحیح ابن خزیمہ میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

① ”شعب الایمان“، باب فی الصیام، فضائل شہر رمضان، الحدیث: ۳۶۳۳، ج ۳، ص ۳۱۲ - ۳۱۳.

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحدیث: ۷۹۲۲، ج ۳، ص ۱۴۴.

③ یعنی غنغوری اور بھلائی۔

④ ”شعب الایمان“، باب فی الصیام، فضائل شہر رمضان، الحدیث: ۳۶۰۸، ج ۳، ص ۳۰۵.

و ”صحیح ابن خزیمہ“، کتاب الصیام، باب فضائل شہر رمضان... إلخ، الحدیث: ۱۸۸۷، ج ۳، ص ۱۹۱.

فرماتے ہیں: ”جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں ایک دروازہ کا نام ریان ہے، اس دروازہ سے وہی جائیں گے جو روزے رکھتے ہیں۔“ (1)

حدیث ۸: بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کا روزہ رکھے گا، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کی راتوں کا قیام کرے گا، اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے شب قدر کا قیام کرے گا، اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔“ (2)

حدیث ۹: امام احمد و حاکم اور طبرانی کبیر میں اور ابن ابی الدُنیا اور بیہقی شعب الایمان میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”روزہ و قرآن بندہ کے لیے شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا، اے رب (عزوجل)! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا، میری شفاعت اُس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا، اے رب (عزوجل)! میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اُس کے بارے میں قبول کر۔ دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔“ (3)

حدیث ۱۰: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دس سے سات سو تک دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اُس کی جزا میں دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب (عزوجل) سے ملنے کے وقت اور روزہ دار کے مونہ کی بُو اللہ عزوجل کے نزدیک مُشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور روزہ سپر ہے اور جب کسی کے روزہ کا دن ہو تو نہ بے ہودہ بکے اور نہ چیخے پھر اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو کہہ دے، میں روزہ دار ہوں۔“ (4) اسی کے مثل امام مالک و ابوداؤد و ترمذی و نسائی اور ابن خزیمہ نے روایت کی۔

حدیث ۱۱: طبرانی اوسط میں اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کے نزدیک اعمال سات قسم کے ہیں۔ دو عمل واجب کرنے والے اور دو کا بدلہ ان کے برابر ہے اور ایک عمل کا بدلہ دس گنا

① ”صحیح البخاری“، کتاب بدء الخلق، باب صفة أبواب الجنة، الحديث: ۳۲۵۷، ج ۲، ص ۳۹۴.

② ”صحیح البخاری“، کتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، الحديث: ۲۰۰۹، ج ۱، ص ۶۵۸.

و ”صحیح البخاری“، کتاب فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، الحديث: ۲۰۱۴، ج ۱، ص ۶۶۰.

③ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، الحديث: ۶۶۳۷، ج ۲، ص ۵۸۶.

④ ”مشكاة المصابيح“، کتاب الصوم، الفصل الأول، الحديث: ۱۹۵۹، ج ۱، ص ۵۴۱.

اور ایک عمل کا معاوضہ سات سو ہے اور ایک وہ عمل ہے، جس کا ثواب اللہ (عزوجل) ہی جانے۔ وہ دو جو واجب کرنے والے ہیں ان میں:

(۱) ایک یہ کہ جو خدا سے اس حال میں ملے کہ خالص اسی کی عبادت کرتا تھا، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرتا تھا، اُس کے لیے جنت واجب۔

(۲) دوسرا یہ کہ جو خدا سے ملا اس حال میں کہ اُس نے شرک کیا ہے تو اس کے لیے جہنم واجب اور

(۳) جس نے برائی کی، اس کو اسی قدر سزا دی جائے گی اور

(۴) جس نے نیکی کا ارادہ کیا، مگر عمل نہ کیا تو اُس کو ایک نیکی کا بدلہ دیا جائے گا اور

(۵) جس نے نیکی کی، اُسے دس گنا ثواب ملے گا اور

(۶) جس نے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کیا، اُس کو سات سو کا ثواب ملے گا۔ ایک درہم کا سات سو درہم اور ایک

دینار کا ثواب سات سو دینار اور روزہ اللہ عزوجل کے لیے ہے، اس کا ثواب اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“ (۱)

حدیث ۱۵۱۲: امام احمد باسناد حسن اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”روزہ سپر ہے

اور دوزخ سے حفاظت کا مضبوط قلعہ۔“ (۲) اُسی کے قریب جابر و عثمان بن ابی العاص و معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۵۱۶: ابو یعلیٰ و بیہقی سلمہ بن قیس اور احمد و بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: ”جس نے اللہ عزوجل کی رضا کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنا دور کر دے گا جیسے کو ا

کہ جب بچہ تھا، اس وقت سے اُڑتا رہا یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مرا۔“ (۳)

حدیث ۱۸: ابو یعلیٰ و طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر کسی

نے ایک دن نفل روزہ رکھا اور زمین بھر اُسے سونا دیا جائے، جب بھی اس کا ثواب پورا نہ ہوگا۔ اس کا ثواب تو قیامت ہی کے

دن ملے گا۔“ (۴)

حدیث ۱۹: ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر شے کے لیے

① ”شعب الإيمان“، باب في الصيام، فضائل الصوم، الحديث: ۳۵۸۹، ج ۳، ص ۲۹۸.

و ”الترغيب و الترہيب“، كتاب الصوم، الحديث: ۸، ج ۲، ص ۴۹.

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۹۲۳۶، ج ۳، ص ۳۶۷.

③ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۱۰۸۱۰، ج ۳، ص ۶۱۹.

④ ”مسند أبي يعلى“، مسند أبي هريرة، الحديث: ۶۱۰۴، ج ۵، ص ۳۵۳.

زکاۃ ہے اور بدن کی زکاۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔“ (1)

حدیث ۲۰: نسائی وابن خزیمہ وحاکم ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے؟ فرمایا: ”روزہ کو لازم کر لو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔“ میں نے عرض کی، مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے؟ ارشاد فرمایا: ”روزہ کو لازم کر لو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔“ انھوں نے پھر وہی عرض کی، وہی جواب ارشاد ہوا۔ (2)

حدیث ۲۱ تا ۲۶: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے، اللہ تعالیٰ اُس کے مونہ کو دوزخ سے ستر برس کی راہ دور فرما دے گا۔“ (3) اور اسی کی مثل نسائی و ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، اور طبرانی ابودرداء اور ترمذی ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کہ ”اُس کے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ اتنی بڑی خندق کر دے گا، جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔“ (4)

اور طبرانی کی روایت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ”دوزخ اس سے سو برس کی راہ دُور ہوگی۔“ (5) اور ابو یعلیٰ کی روایت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ”غیر رمضان میں اللہ (عزوجل) کی راہ میں روزہ رکھا تو تیز گھوڑے کی رفتار سے سو برس کی مسافت پر جہنم سے دور ہوگا۔“ (6)

حدیث ۲۷: بیہقی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: روزہ دار کی دُعا، افطار کے وقت رُو نہیں کی جاتی۔“ (7)

حدیث ۲۸: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے: ”تین شخص کی دُعا رُو نہیں کی جاتی۔ روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے اور بادشاہ عادل اور مظلوم کی

1..... ”سنن ابن ماجہ“، أبواب ماجاء في الصيام، باب في الصوم زكاة الحسد، الحديث: ۱۷۴۵، ج ۲، ص ۳۴۶.

2..... ”سنن النسائي“، كتاب الصيام، باب ذكر الاختلاف... إلخ، الحديث: ۲۲۲۰، ص ۳۷۱.

و ”الترغيب و الترهيب“، كتاب الصوم، الحديث: ۲۱، ج ۲، ص ۵۲.

3..... ”صحيح مسلم“، كتاب الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله... إلخ، الحديث: ۱۶۸- (۱۱۵۳)، ص ۵۸۱.

4..... ”جامع الترمذي“، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الصوم... إلخ، الحديث: ۱۶۳۰، ج ۳، ص ۲۳۳.

5..... ”المعجم الأوسط“، باب الباء، الحديث: ۳۲۴۹، ج ۲، ص ۲۶۸.

6..... ”مسند أبي يعلى“، مسند معاذ بن أنس، الحديث: ۱۴۸۴، ج ۲، ص ۳۶.

7..... ”شعب الإيمان“، باب في الصيام، فصل فيما يفطر الصائم عليه، الحديث: ۳۹۰۴، ج ۳، ص ۴۰۷.

دُعا، اِس کو اللہ تعالیٰ ابر سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔“ اور رب عزوجل فرماتا ہے: ”مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! ضرورتیری مدد کروں گا، اگرچہ تھوڑے زمانہ بعد۔“ (1)

حدیث ۲۹: ابن حبان و بیہقی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اُس کی حدود کو پہچانا اور جس چیز سے بچنا چاہیے اُس سے بچا تو جو پہلے کرچکا ہے اُس کا کفارہ ہو گیا۔“ (2)

حدیث ۳۰: ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے مکہ میں ماہ رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا میسر آیا قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے اور جگہ کے ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کر دینے کا ثواب اور ہر دن میں حسنہ اور ہر رات میں حسنہ لکھے گا۔“ (3)

حدیث ۳۱: بیہقی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”میری اُمت کو ماہ رمضان میں پانچ باتیں دی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔ اول یہ کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل ان کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف نظر فرمائے گا، اُسے کبھی عذاب نہ کرے گا۔ دوسری یہ کہ شام کے وقت اُن کے مونہ کی بُو اللہ (عزوجل) کے نزدیک مُشک سے زیادہ اچھی ہے۔ تیسری یہ ہے کہ ہر دن اور ہر رات میں فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ اللہ عزوجل جنت کو حکم فرماتا ہے، کہتا ہے: مستعد ہو جا اور میرے بندوں کے لیے مزین ہو جا قریب ہے کہ دنیا کی تعب سے یہاں آ کر آرام کریں۔ پانچویں یہ کہ جب آخر رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ کسی نے عرض کی، کیا وہ شپ قدر ہے؟ فرمایا: نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام کرنے والے کام کرتے ہیں، جب کام سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت مزدوری پاتے ہیں۔“ (4)

حدیث ۳۲ تا ۳۴: حاکم نے کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب لوگ منبر کے پاس حاضر ہوں، ہم حاضر ہوئے، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے، کہا: آمین۔ دوسرے پر چڑھے، کہا: آمین۔ تیسرے پر چڑھے، کہا: آمین۔“ جب منبر سے تشریف لائے، ہم نے عرض کی، آج ہم نے

① ”سنن ابن ماجہ“، أبواب ماجاء في الصيام، باب في الصائم لا تردد دعوتہ، الحدیث: ۱۷۵۲، ج ۲، ص ۳۴۹.

② ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، كتاب الصوم، باب فضل رمضان، الحدیث: ۳۴۲۴، ج ۵، ص ۱۸۲-۱۸۳.

③ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المناسك، باب الصوم شهر رمضان بمكة، الحدیث: ۳۱۱۷، ج ۳، ص ۵۲۳.

④ ”شعب الإيمان“، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحدیث: ۳۶۰۳، ج ۳، ص ۳۰۳.

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ایسی بات سُنی کہ کبھی نہ سُنتے تھے۔ فرمایا: جبریل نے آکر عرض کی، ”وہ شخص دور ہو، جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی۔ میں نے کہا آمین۔ جب دوسرے درجہ پر چڑھا تو کہا وہ شخص دور ہو، جس کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو کہا وہ شخص دور ہو، جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آئے اور اُن کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے۔ میں نے کہا آمین۔“ (۱) اسی کے مثل ابو ہریرہ و حسن بن مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ابن حبان نے روایت کی۔

حدیث ۳۵: اصہبانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ (عزوجل) کسی بندہ کی طرف نظر فرمائے تو اُسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے، اُن کے مجموعہ کے برابر اُس ایک رات میں آزاد کرتا ہے پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے، ملنگہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلّی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے: ”اے گروہ ملنگہ! اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جس نے کام پورا کر لیا۔“ فرشتے عرض کرتے ہیں، اُس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔“ (۲)

حدیث ۳۶: ابن خزیمہ نے ابو مسعود غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی، اُس میں یہ بھی ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔“ (۳)

حدیث ۳۷: بزار و ابن خزیمہ و ابن حبان عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! فرمائیے تو اگر میں اُس کی گواہی دوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکاۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور اس کی راتوں کا قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ فرمایا: ”صدیقین اور شہداء میں سے۔“ (۴)

①..... ”المستدرک“، کتاب البر والصلة، باب لعن اللہ العاق لوالدیہ... إلخ، الحدیث: ۷۳۳۸، ج ۵، ص ۲۱۲.

②..... ”کنز العمال“، کتاب الصوم، الحدیث: ۲۳۷۰۲، ج ۸، ص ۲۱۹.

③..... ”صحیح ابن خزیمہ“، کتاب الصیام، باب ذکر تزین الجنة لشهر رمضان... إلخ، الحدیث: ۱۸۸۶، ج ۳، ص ۱۹۰.

④..... ”الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان“، کتاب الصوم، باب فضل رمضان، الحدیث: ۳۴۲۹، ج ۵، ص ۱۸۴.

مسائل فقہیہ

روزہ عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔^(۱) (عامہ کتب)

مسئلہ ۱: روزے کے تین درجے ہیں۔ ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے جماع سے روکنا۔ دوسرا خواص کا روزہ کہ انکے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا۔ تیسرا خاص الخاص کا کہ جمیع ماسوی اللہ^(۲) سے اپنے کو بالکل جُدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔^(۳) (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲: روزے کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) فرض۔

(۲) واجب۔

(۳) نفل۔

(۴) مکروہ تنزیہی۔

(۵) مکروہ تحریمی۔

فرض و واجب کی دو قسمیں ہیں: معین و غیر معین۔ فرض معین جیسے ادائے رمضان۔ فرض غیر معین جیسے قضاے رمضان اور روزہ کفارہ۔ واجب معین جیسے نذر معین۔ واجب غیر معین جیسے نذر مطلق۔

نفل دو ہیں: نفل مسنون، نفل مستحب جیسے عاشوراء یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی اور ہر مہینے میں تیرھویں، چودھویں، پندرھویں اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شش عید کے روزے صوم داود علیہ السلام، یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

مکروہ تنزیہی جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا۔ نیروز و مہرگان کے دن روزہ۔ صوم دہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا)، صوم سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے)، صوم وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۴۔

② یعنی اللہ عزوجل کے سوا کائنات کی ہر چیز۔

③ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵۔

رکھے، یہ سب مکروہ تنزیہی ہیں۔ مکروہ تحریمی جیسے عید اور ایام تشریق^(۱) کے روزے۔^(۲) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: روزے کے مختلف اسباب ہیں، روزہ رمضان کا سبب ماہ رمضان کا آنا، روزہ نذر کا سبب منت ماننا، روزہ کفارہ کا سبب قسم توڑنا یا قتل یا ظہار وغیرہ۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ماہ رمضان کا روزہ فرض جب ہوگا کہ وہ وقت جس میں روزہ کی ابتدا کر سکے پالے یعنی صبح صادق سے ضحوة کبریٰ تک کہ اُس کے بعد روزہ کی نیت نہیں ہو سکتی، لہذا روزہ نہیں ہو سکتا اور رات میں نیت ہو سکتی ہے مگر روزہ کی محل نہیں، لہذا اگر مجنون کو رمضان کی کسی رات میں ہوش آیا اور صبح جنون کی حالت میں ہوئی یا ضحوة کبریٰ کے بعد کسی دن ہوش آیا تو اُس پر رمضان کے روزے کی قضا نہیں، جبکہ پورا رمضان اسی جنون میں گزر جائے اور ایک دن بھی ایسا وقت مل گیا، جس میں نیت کر سکتا ہے تو سارے رمضان کی قضا لازم ہے۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: رات میں روزہ کی نیت کی اور صبح غشی کی حالت میں ہوئی اور یہ غشی کئی دن تک رہی تو صرف پہلے دن کا روزہ ہوا باقی دنوں کی قضا رکھے، اگرچہ پورے رمضان بھر غشی رہی اگرچہ نیت کا وقت نہ ملا۔^(۵) (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۶: ادائے روزہ رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوة کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیت کر لے، یہ روزے ہو جائیں گے۔ لہذا آفتاب ڈوبنے سے پہلے نیت کی کہ کل روزہ رکھوں گا پھر بے ہوش ہو گیا اور ضحوة کبریٰ کے بعد ہوش آیا تو یہ روزہ نہ ہوا اور آفتاب ڈوبنے کے بعد نیت کی تھی تو ہو گیا۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ضحوة کبریٰ نیت کا وقت نہیں، بلکہ اس سے پیشتر نیت ہو جانا ضرور ہے اور اگر خاص اس وقت یعنی جس وقت آفتاب خط نصف النہار شرعی پر پہنچ گیا، نیت کی تو روزہ نہ ہوا۔^(۷) (درمختار)

۱..... یعنی عید الفطر، عید الاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ، ان پانچ دنوں۔

۲..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۴۔

و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۸۸ - ۳۹۲۔

۳..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۴۔

۴..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۸۵ - ۳۸۷۔

۵..... ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، ص ۱۷۵۔

و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۸۸۔

۶..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳۔

۷..... ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۴۔

مسئلہ ۸: نیت کے بارے میں نفل عام ہے، سنت و مستحب و مکروہ سب کو شامل ہے کہ ان سب کے لیے نیت کا وہی وقت ہے۔^(۸) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جس طرح اور جگہ بتایا گیا کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے کہنا شرط نہیں۔ یہاں بھی وہی مراد ہے مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے، اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے:

نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ غَدًا لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ فَرَضِ رَمَضَانَ هَذَا .

”یعنی میں نے نیت کی کہ اللہ عزوجل کے لیے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا۔“

اور اگر دن میں نیت کرے تو یہ کہے:

نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ هَذَا الْيَوْمَ لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ فَرَضِ رَمَضَانَ .

”میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔“

اور اگر تبرک و طلب توفیق کے لیے نیت کے الفاظ میں انشاء اللہ تعالیٰ بھی ملا لیا تو حرج نہیں اور اگر پکا ارادہ نہ ہو،

مذہب ہو تو نیت ہی کہاں ہوئی۔^(۲) (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۱۰: دن میں نیت کرے تو ضرور ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیت ہے

کہ اب سے روزہ دار ہوں، صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوا۔^(۳) (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اگرچہ ان تین قسم کے روزوں کی نیت دن میں بھی ہو سکتی ہے، مگر رات میں نیت کر لینا مستحب ہے۔^(۴)

(جوہرہ)

مسئلہ ۱۲: یوں نیت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے یہ نیت صحیح نہیں، بہر حال وہ روزہ دار

نہیں۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: رمضان کے دن میں نہ روزہ کی نیت ہے نہ یہ کہ روزہ نہیں، اگرچہ معلوم ہے کہ یہ مہینہ رمضان کا ہے تو

① ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳.

② ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، ص ۱۷۵.

③ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، ص ۱۷۵.

و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۴.

④ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، ص ۱۷۵.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصوم، الباب الأول فی تعریفہ... إلخ، ج ۱، ص ۱۹۵.

روزہ نہ ہوا۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: رات میں نیت کی پھر اس کے بعد رات ہی میں کھایا پیا، تو نیت جاتی نہ رہی وہی پہلی کافی ہے پھر سے نیت کرنا ضرور نہیں۔^(۲) (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: عورت حیض و نفاس والی تھی، اُس نے رات میں کل روزہ رکھنے کی نیت کی اور صبح صادق سے پہلے حیض و نفاس سے پاک ہو گئی تو روزہ صحیح ہو گیا۔^(۳) (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: دن میں وہ نیت کام کی ہے کہ صبح صادق سے نیت کرتے وقت تک روزہ کے خلاف کوئی امر نہ پایا گیا ہو، لہذا اگر صبح صادق کے بعد بھول کر بھی کھاپی لیا ہو یا جماع کر لیا تو اب نیت نہیں ہو سکتی۔^(۴) (جوہرہ) مگر معتدیہ ہے کہ بھولنے کی حالت میں اب بھی نیت صحیح ہے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: جس طرح نماز میں کلام کی نیت کی، مگر بات نہ کی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یوہیں روزہ میں توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، جب تک توڑنے والی چیز نہ کرے۔^(۶) (جوہرہ)

مسئلہ ۱۸: اگر رات میں روزہ کی نیت کی پھر پکا ارادہ کر لیا کہ نہیں رکھے گا تو وہ نیت جاتی رہی۔ اگر نئی نیت نہ کی اور دن بھر بھوکا پیاسا رہا اور جماع سے بچا تو روزہ نہ ہوا۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: سحری کھانا بھی نیت ہے، خواہ رمضان کے روزے کے لیے ہو یا کسی اور روزہ کے لیے، مگر جب سحری کھاتے وقت یہ ارادہ ہے کہ صبح کو روزہ نہ ہوگا تو یہ سحری کھانا نیت نہیں۔^(۸) (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: رمضان کے ہر روزہ کے لیے نئی نیت کی ضرورت ہے۔ پہلی یا کسی تاریخ میں پورے رمضان کے روزہ کی نیت کر لی تو یہ نیت صرف اُسی ایک دن کے حق میں ہے، باقی دنوں کے لیے نہیں۔^(۹) (جوہرہ)

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الأول فی تعریفہ... إلخ، ج ۱، ص ۱۹۵.

② "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵.

③ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵.

④ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۶.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۱۹.

⑥ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵.

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۸.

⑧ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۶.

⑨ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۶.

مسئلہ ۲۱: یہ تینوں یعنی رمضان کی ادا اور نفل و نذر معین مطلقاً روزہ کی نیت سے ہو جاتے ہیں، خاص انہیں کی نیت ضروری نہیں۔ یوہیں نفل کی نیت سے بھی ادا ہو جاتے ہیں، بلکہ غیر مریض و مسافر نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیت کی جب بھی اسی رمضان کا ہوگا۔^(۱) (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مسافر اور مریض اگر رمضان شریف میں نفل یا کسی دوسرے واجب کی نیت کریں تو جس کی نیت کریں گے، وہی ہوگا رمضان کا نہیں۔^(۲) (تنویر الأبصار) اور مطلق روزے کی نیت کریں تو رمضان کا ہوگا۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: نذر معین یعنی فلاں دن روزہ رکھوں گا، اس میں اگر اُس دن کسی اور واجب کی نیت سے روزہ رکھا تو جس کی نیت سے روزہ رکھا، وہ ہوا منت کی قضا دے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: رمضان کے مہینے میں کوئی اور روزہ رکھا اور اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ماہ رمضان ہے، جب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا۔^(۵) (در مختار)

مسئلہ ۲۵: کوئی مسلمان دار الحرب میں قید تھا اور ہر سال یہ سوچ کر کہ رمضان کا مہینہ آگیا، رمضان کے روزے رکھے بعد کو معلوم ہوا کہ کسی سال بھی رمضان میں نہ ہوئے بلکہ ہر سال رمضان سے پیشتر ہوئے تو پہلے سال کا تو ہوا ہی نہیں کہ رمضان سے پیشتر رمضان کا روزہ ہو نہیں سکتا اور دوسرے تیسرے سال کی نسبت یہ ہے کہ اگر مطلق رمضان کی نیت کی تھی تو ہر سال کے روزے سال گزشتہ کے روزوں کی قضا ہیں اور اگر اس سال کے رمضان کی نیت سے رکھے تو کسی سال کے نہ ہوئے۔^(۶) (رد المحتار)

مسئلہ ۲۶: اگر صورت مذکورہ میں تحری کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اور روزہ رکھا، مگر واقع میں روزے شوال کے مہینے میں ہوئے تو اگر رات سے نیت کی تو ہو گئے، کیونکہ قضا میں قضا کی نیت شرط نہیں، بلکہ ادا کی نیت سے بھی قضا ہو جاتی ہے پھر اگر رمضان و شوال دونوں تیس تیس دن یا انتیس انتیس دن کے ہیں تو ایک روزہ اور رکھے کہ عید کا روزہ ممنوع ہے اور اگر رمضان تیس دن کا اور شوال انتیس دن کا تو دو اور رکھے اور رمضان انتیس دن کا تھا اور یہ تیس دن کا تو پورے ہو گئے اور اگر وہ

① "الدر المختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳، وغیرہ.

② "تنویر الأبصار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۵.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۵ - ۱۹۶.

④ المرجع السابق، ص ۱۹۶.

⑤ "الدر المختار"،

⑥ "رد المحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۷.

مہینہ ذی الحجہ کا تھا تو اگر دونوں تیس یا انتیس کے ہیں تو چار روزے اور رکھے اور رمضان تیس کا تھا یہ انتیس کا تو پانچ اور بالعکس تو تین رکھے۔ غرض ممنوع روزے نکال کر وہ تعداد پوری کرنی ہوگی جتنے رمضان کے دن تھے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ادائے رمضان اور نذر معین اور نفل کے علاوہ باقی روزے، مثلاً قضاے رمضان اور نذر غیر معین اور نفل کی قضا (یعنی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا) اور نذر معین کی قضا اور کفارہ کا روزہ اور حرم میں شکار کرنے کی وجہ سے جو روزہ واجب ہوا وہ اور حج میں وقت سے پہلے سر منڈانے کا روزہ اور تمتع کا روزہ، ان سب میں عین صبح چمکتے وقت یا رات میں نیت کرنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھنا ہے، خاص اس معین کی نیت کرے اور ان روزوں کی نیت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے پھر بھی ان کا پورا کرنا ضرور ہے توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ اگرچہ یہ اس کے علم میں ہو کہ جو روزہ رکھنا چاہتا ہے یہ وہ نہیں ہوگا بلکہ نفل ہوگا۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۸: یہ گمان کر کے کہ اس کے ذمہ روزے کی قضا ہے روزہ رکھا۔ اب معلوم ہوا کہ گمان غلط تھا تو اگر فوراً توڑ دے تو توڑ سکتا ہے، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ پورا کر لے اور فوراً نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: رات میں قضا روزے کی نیت کی، صبح کو اُسے نفل کرنا چاہتا ہے تو نہیں کر سکتا۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: نماز پڑھتے میں روزہ کی نیت کی تو نیت صحیح ہے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۳۱: کئی روزے قضا ہو گئے تو نیت میں یہ ہونا چاہیے کہ اس رمضان کے پہلے روزے کی قضا، دوسرے کی قضا اور اگر کچھ اس سال کے قضا ہو گئے، کچھ اگلے سال کے باقی ہیں تو یہ نیت ہونی چاہیے کہ اس رمضان کی اور اُس رمضان کی قضا اور اگر دن اور سال کو معین نہ کیا، جب بھی ہو جائیں گے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: رمضان کا روزہ قصداً توڑا تھا تو اس پر اس روزے کی قضا ہے اور^(۷) ساٹھ روزے کفارہ کے۔ اب اُس

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۶.

۲..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳، وغیرہ.

۳..... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۹.

۴..... المرجع السابق، ص ۳۹۸.

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۸.

۶..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۶.

۷..... اگر کفارے کی شرائط پائی گئیں تو۔

نے اکٹھ روزے رکھ لیے، قضا کا دن معین نہ کیا تو ہو گیا۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: یوم الشک یعنی شعبان کی تیسویں تاریخ کو نفل خالص کی نیت سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور نفل کے سوا کوئی اور روزہ رکھا تو مکروہ ہے، خواہ مطلق روزہ کی نیت ہو یا فرض کی یا کسی واجب کی، خواہ نیت معین کی، کی ہو یا تردد کے ساتھ یہ سب صورتیں مکروہ ہیں۔ پھر اگر رمضان کی نیت ہے تو مکروہ تحریمی ہے، ورنہ مقیم کے لیے تنزیہی اور مسافر نے اگر کسی واجب کی نیت کی تو کراہت نہیں پھر اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو جائے تو مقیم کے لیے بہر حال رمضان کا روزہ ہے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ شعبان کا دن تھا اور نیت کسی واجب کی کی تھی تو جس واجب کی نیت تھی وہ ہوا اور اگر کچھ حال نہ گھلا تو واجب کی نیت بے کار گئی اور مسافر نے جس کی نیت کی بہر صورت وہی ہوا۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: اگر تیسویں تاریخ ایسے دن ہوئی کہ اس دن روزہ رکھنے کا عادی تھا تو اُسے روزہ رکھنا افضل ہے، مثلاً کوئی شخص پیر یا جمعرات کا روزہ رکھا کرتا ہے اور تیسویں اسی دن پڑی تو رکھنا افضل ہے۔ یو ہیں اگر چند روز پہلے سے رکھ رہا تھا تو اب یوم الشک میں کراہت نہیں۔ کراہت اُسی صورت میں ہے کہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھا جائے یعنی صرف تین شعبان کو یا انتیس اور تین کو۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۳۵: اگر نہ تو اس دن روزہ رکھنے کا عادی تھا نہ کئی روز پہلے سے روزے رکھے تو اب خاص لوگ روزہ رکھیں اور عوام نہ رکھیں، بلکہ عوام کے لیے یہ حکم ہے کہ ضحوة کبریٰ تک روزہ کے مثل رہیں، اگر اس وقت تک چاند کا ثبوت ہو جائے تو رمضان کے روزے کی نیت کر لیں ورنہ کھاپی لیں۔ خواص سے مراد یہاں علما ہی نہیں، بلکہ جو شخص یہ جانتا ہو کہ یوم الشک میں اس طرح روزہ رکھا جاتا ہے، وہ خواص میں ہے ورنہ عوام میں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۳۶: یوم الشک کے روزہ میں یہ پکا ارادہ کر لے کہ یہ روزہ نفل ہے تردد نہ رہے، یوں نہ ہو کہ اگر رمضان ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے، ورنہ نفل کا یا یوں کہ اگر آج رمضان کا دن ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے، ورنہ کسی اور واجب کا کہ یہ دونوں صورتیں مکروہ ہیں۔ پھر اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو جائے تو فرض رمضان ادا ہوگا۔ ورنہ دونوں صورتوں میں نفل ہے اور گنہگار بہر حال ہوا اور یوں بھی نیت نہ کرے کہ یہ دن رمضان کا ہے تو روزہ ہے، ورنہ روزہ نہیں کہ اس صورت میں تو نہ

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۶.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مبحث فی صوم یوم الشک، ج ۳، ص ۳۹۹.

③ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۰.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۲.

نیت ہی ہوئی، نہ روزہ ہوا اور اگر نفل کا پورا ارادہ ہے مگر کبھی کبھی دل میں یہ خیال گزر جاتا ہے کہ شاید آج رمضان کا دن ہو تو اس میں حرج نہیں۔^(۱) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: عوام کو جو یہ حکم دیا گیا کہ ضحوة کبریٰ تک انتظار کریں، جس نے اس پر عمل کیا مگر بھول کر کھالیا پھر اُس دن کا رمضان ہونا ظاہر ہوا تو روزہ کی نیت کر لے ہو جائے گا کہ انتظار کرنے والا روزہ دار کے حکم میں ہے اور بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹا۔^(۲) (درمختار)

چاند دیکھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاَهْلَةِ ط قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط﴾^(۳)

اے محبوب! تم سے ہلال کے بارہ میں لوگ سوال کرتے ہیں، تم فرما دو وہ لوگوں کے کاموں اور حج کے لیے اوقات ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”روزہ نہ رکھو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور افطار نہ کرو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر آبر ہو تو مقدار پوری کر لو۔“^(۴)

حدیث ۲: نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر آبر ہو تو شعبان کی گنتی تین پوری کر لو۔“^(۵)

حدیث ۳: ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، ایک اعرابی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ فرمایا: ”تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں۔“ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ”تو گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں۔“

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الاول، ج ۱، ص ۲۰۰.

و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، مبحث فی صوم یوم الشک، ج ۳، ص ۴۰۳.

② ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۴.

③ پ ۲، البقرة: ۱۸۹.

④ ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم، إذا رأیتم الهلال فصوموا... إلخ،

الحديث: ۱۹۰۶، ج ۱، ص ۶۲۹.

⑤ ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم، إذا رأیتم... إلخ، الحديث: ۱۹۰۹، ج ۱، ص ۶۳۰.

اُس نے کہا، ہاں۔ ارشاد فرمایا: ”اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔“ (1)

حدیث ۴: ابو داؤد و دارمی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ لوگوں نے باہم چاند دیکھنا شروع کیا، میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (2)

حدیث ۵: ابو داؤد اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان کا اس قدر تحفظ کرتے کہ اتنا اور کسی کا نہ کرتے پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اور اگر ابر ہوتا تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔ (3)

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ابی البختری سے مروی، کہتے ہیں ہم عمرہ کے لیے گئے، جب بطن نخلہ میں پہنچے تو چاند دیکھ کر کسی نے کہا تین رات کا ہے، کسی نے کہا دو رات کا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہم ملے اور ان سے واقعہ بیان کیا، فرمایا: تم نے دیکھا کس رات میں؟ ہم نے کہا، فلاں رات میں، فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کی مدت دیکھنے سے مقرر فرمائی، لہذا اس رات کا قرار دیا جائے گا جس رات کو تم نے دیکھا۔ (4)

مسئلہ ۱: پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا، واجب کفایہ ہے۔

(۱) شعبان۔

(۲) رمضان۔

(۳) شوال۔

(۴) ذیقعدہ۔

(۵) ذی الحجہ۔

شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر یا غبار ہو تو یہ تیس پورے کر کے رمضان شروع کریں اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے اور ذیقعدہ کا ذی الحجہ کے لیے (5) اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لیے۔ (6) (فتاویٰ رضویہ)

① ”سنن أبي داود“، كتاب الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، الحديث: ۲۳۴۰، ج ۲، ص ۴۴۰.

② ”سنن أبي داود“، كتاب الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، الحديث: ۲۳۴۲، ج ۲، ص ۴۴۱.

③ ”سنن أبي داود“، كتاب الصيام، باب إذا أغمي الشهر، الحديث: ۲۳۲۵، ج ۲، ص ۴۳۴.

④ ”صحيح مسلم“، كتاب الصيام، باب بيان أنه لا اعتبار بكبر الهلال وصفه... إلخ، الحديث: ۱۰۸۸، ج ۱، ص ۵۴۹.

⑤ کہ وہ حج کا خاص مہینہ ہے۔ ⑥ ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۱۰ ص ۴۴۹ - ۴۵۱.

مسئلہ ۲: شعبان کی انتیس کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں، ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۳: کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رد کر دی گئی مثلاً فاسق ہے یا عید کا چاند اس نے تنہا دیکھا تو اُسے حکم ہے کہ روزہ رکھے، اگرچہ اپنے آپ عید کا چاند دیکھ لیا ہے اور اس روزہ کو توڑنا جائز نہیں، مگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں^(۲) اور اس صورت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اُس نے اپنے حسابوں میں روزے پورے کیے، مگر عید کے چاند کے وقت پھر اُبرا یا غبار ہے تو اُسے بھی ایک دن اور رکھنے کا حکم ہے۔^(۳) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴: تنہا اُس نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا پھر روزہ توڑ دیا یا قاضی کے یہاں گواہی بھی دی تھی اور ابھی اُس نے اُس کی گواہی پر حکم نہیں دیا تھا کہ اُس نے روزہ توڑ دیا تو بھی کفارہ لازم نہیں، صرف اُس روزہ کی قضا دے اور اگر قاضی نے اُس کی گواہی قبول کر لی۔ اُس کے بعد اُس نے روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم ہے اگرچہ یہ فاسق ہو۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۵: جو شخص علم ہیأت جانتا ہے، اُس کا اپنے علم ہیأت کے ذریعہ سے کہہ دینا کہ آج چاند ہوا یا نہیں ہوا کوئی چیز نہیں اگرچہ وہ عادل ہو، اگرچہ کئی شخص ایسا کہتے ہوں کہ شرع میں چاند دیکھنے یا گواہی سے ثبوت کا اعتبار ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ہر گواہی میں یہ کہنا ضرور ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بغیر اس کے شہادت نہیں، مگر اُبرا میں رمضان کے چاند کی گواہی میں اس کہنے کی ضرورت نہیں، اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلاں دن دیکھا ہے۔ یوہیں اس کی گواہی میں دعویٰ اور مجلس قضا اور حاکم کا حکم بھی شرط نہیں، یہاں تک کہ اگر کسی نے حاکم کے یہاں گواہی دی تو جس نے اُس کی گواہی سنی اور اُس کو بظاہر معلوم ہوا کہ یہ عادل ہے اس پر روزہ رکھنا ضروری ہے، اگرچہ حاکم کا حکم اُس نے نہ سنا ہو مثلاً حکم دینے سے پہلے ہی چلا گیا۔^(۶) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: اُبرا اور غبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ، مستور یا عادل شخص سے ہو جاتا ہے، وہ مرد ہو خواہ عورت، آزاد ہو یا باندی غلام یا اس پر تہمت زنا کی حد ماری گئی ہو، جب کہ تو بہ کر چکا ہے۔

..... ۱ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیۃ الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷.

..... ۲ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۴.

..... ۳

..... ۴ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۴.

..... ۵ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیۃ الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷.

..... ۶ المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۶.

عادل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو یعنی کبار گناہ سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: فاسق اگرچہ رمضان کے چاند کی شہادت دے اُس کی گواہی قابل قبول نہیں رہا یہ کہ اُس کے ذمہ گواہی دینا لازم ہے یا نہیں۔ اگر اُمید ہے کہ اُس کی گواہی قاضی قبول کر لے گا تو اُسے لازم ہے کہ گواہی دے۔^(۲)
مستور یعنی جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہے، مگر باطن کا حال معلوم نہیں، اُس کی گواہی بھی غیر رمضان میں قابل قبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۹: جس شخص عادل نے رمضان کا چاند دیکھا، اُس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت ادا کر دے، یہاں تک کہ اگر لونڈی یا پردہ نشین عورت نے چاند دیکھا تو اس پر گواہی دینے کے لیے اسی رات میں جانا واجب ہے۔ لونڈی کو اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ اپنے آقا سے اجازت لے۔ یوہیں آزاد عورت کو گواہی کے لیے جانا واجب، اس کے لیے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، مگر یہ حکم اُس وقت ہے جب اُس کی گواہی پر ثبوت موقوف ہو کہ بے اُس کی گواہی کے کام نہ چلے ورنہ کیا ضرورت۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: جس کے پاس رمضان کے چاند کی شہادت گزری، اُسے یہ ضرور نہیں کہ گواہ سے دریافت کرے تم نے کہاں سے دیکھا اور وہ کس طرف تھا اور کتنے اونچے پر تھا وغیرہ وغیرہ۔^(۴) (عالمگیری وغیرہ) مگر جب کہ اس کا بیان مشتبہ ہو تو سوالات کرے خصوصاً عید میں کہ لوگ خواہ مخواہ اس کا چاند دیکھ لیتے ہیں۔

مسئلہ ۱۱: تنہا امام (بادشاہ اسلام) یا قاضی نے چاند دیکھا تو اُسے اختیار ہے، خواہ خود ہی روزہ رکھنے کا حکم دے یا کسی کو شہادت لینے کے لیے مقرر کرے اور اُس کے پاس شہادت ادا کرے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے اور اگر یہ عادل ہے تو لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔^(۶) (عالمگیری)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مبحث في صوم يوم الشك، ج ۳، ص ۴۰۶.

② "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۶.

③ المرجع السابق، ص ۴۰۷.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷، وغیرہ.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷.

⑥ المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: کسی نے خود تو چاند نہیں دیکھا، مگر دیکھنے والے نے اپنی شہادت کا گواہ بنایا تو اُس کی شہادت کا وہی حکم ہے جو چاند دیکھنے والے کی گواہی کا ہے، جبکہ شہادۃ علی الشہادۃ کے تمام شرائط پائے جائیں۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہو سکتا، رہا یہ کہ اس کے لیے کتنے لوگ چاہیے یہ قاضی کے متعلق ہے، جتنے گواہوں سے اُسے غالب گمان ہو جائے حکم دیدے گا، مگر جب کہ بیرون شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے تو ایک مستور کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کر لیا جائے گا۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: جماعت کثیرہ کی شرط اُس وقت ہے جب روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے شہادت گزرے اور اگر کسی اور معاملہ کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں ثقہ کی شہادت گزری اور قاضی نے شہادت کی بنا پر حکم دے دیا تو اب یہ شہادت کافی ہے۔ روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے بھی ثبوت ہو گیا، مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میرا اس کے ذمہ اتنا دین ہے اور اس کی میعاد یہ ٹھہری تھی کہ جب رمضان آجائے تو دین ادا کر دے گا اور رمضان آگیا مگر یہ نہیں دیتا۔ مدعی علیہ^(۳) نے کہا، بیشک اس کا دین میرے ذمہ ہے اور میعاد بھی یہی ٹھہری تھی، مگر ابھی رمضان نہیں آیا اس پر مدعی نے دو گواہ گزارے جنہوں نے چاند دیکھنے کی شہادت دی، قاضی نے حکم دے دیا کہ دین ادا کر، تو اگرچہ مطلع صاف تھا اور دواہی کی گواہیاں ہوئیں، مگر اب روزہ رکھنے اور عید کرنے کے حق میں بھی یہی دو گواہیاں کافی ہیں۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: یہاں مطلع صاف تھا، مگر دوسری جگہ نا صاف تھا، وہاں قاضی کے سامنے شہادت گزری، قاضی نے چاند ہونے کا حکم دیا، اب دو یا چند آدمیوں نے یہاں آکر جہاں مطلع صاف تھا، اس بات کی گواہی دی کہ فلاں قاضی کے یہاں دو شخصوں نے فلاں رات میں چاند دیکھنے کی گواہی دی اور اس قاضی نے ہمارے سامنے حکم دے دیا اور دعوے کے شرائط بھی پائے جاتے ہیں تو یہاں کا قاضی بھی ان شہادتوں کی بنا پر حکم دیدے گا۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۱۷: اگر کچھ لوگ آکر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ یا افطار کے لیے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیۃ الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷، وغیرہ.

② "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۹، وغیرہ ③ یعنی وہ شخص جس پر دعویٰ کیا جائے۔

④ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قالہ السبکی من الاعتماد علی قول... إلخ، ج ۳، ص ۴۱۱.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۲.

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قالہ السبکی من الاعتماد علی قول... إلخ، ج ۳، ص ۴۱۳.

مسئلہ ۱۸: کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے متعدد جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے اس کی خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے رویت کی بنا پر فلاں دن سے روزے شروع کیے تو یہاں والوں کے لیے بھی ثبوت ہو گیا۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: رمضان کی چاند رات کو اُبر تھا، ایک شخص نے شہادت دی اور اس کی بنا پر روزے کا حکم دے دیا گیا، اب عید کا چاند اگر بوجہ اُبر کے نہیں دیکھا گیا تو تیس روزے پورے کر کے عید کر لیں اور اگر مطلع صاف ہے تو عید نہ کریں، مگر جبکہ دو عادلوں کی گواہی سے رمضان ثابت ہوا ہو۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: مطلع ناصاف ہے تو علاوہ رمضان کے شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور ان میں کسی پر تہمت زنا کی حد نہ قائم کی گئی ہو، اگرچہ توبہ کر چکا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ لفظ کہے میں گواہی دیتا ہوں۔^(۳) (عامہ کتب)

مسئلہ ۲۱: گاؤں میں دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا اور مطلع ناصاف ہے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس شہادت دیں تو گاؤں والوں سے کہیں، اگر یہ عادل ہوں تو لوگ عید کر لیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: تنہا امام یا قاضی نے عید کا چاند دیکھا تو انھیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: اثنیوس^{۲۹} رمضان کو کچھ لوگوں نے یہ شہادت دی کہ ہم نے لوگوں سے ایک دن پہلے چاند دیکھا جس کے حساب سے آج تیس^{۳۰} ہے تو اگر یہ لوگ یہیں تھے تو اب ان کی گواہی مقبول نہیں کہ وقت پر گواہی کیوں نہ دی اور اگر یہاں نہ تھے اور عادل ہوں تو قبول کر لی جائے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا، شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزے شروع کر دیے، اٹھائیس^{۳۱} ہی روزے رکھے تھے کہ عید کا چاند ہو گیا تو اگر شعبان کا چاند دیکھ کر تیس دن کا مہینہ قرار دیا تھا تو ایک روزہ رکھیں اور اگر شعبان کا بھی

..... ① "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبکی من الاعتماد علی قول الحساب مردود، ج ۳، ص ۴۱۳.

..... ② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبکی من الاعتماد علی قول الحساب مردود،

ج ۳، ص ۴۱۳.

..... ③

..... ④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۸.

..... ⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۸، وغیرہ.

..... ⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۸.

چاند دکھائی نہ دیا تھا، بلکہ رجب کی تین تاریخیں پوری کر کے شعبان کا مہینہ شروع کیا تو دو روزے قضا کے رکھیں۔^(۱) (عالمگیری)
مسئلہ ۲۵: دن میں ہلال دکھائی دیا زوال سے پہلے یا بعد، بہر حال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا تو اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں لہذا آج کا روزہ فرض نہیں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لیے نہیں، بلکہ تمام جہان کے لیے ہے۔ مگر دوسری جگہ کے لیے اس کا حکم اُس وقت ہے کہ اُن کے نزدیک اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے^(۳) یعنی دیکھنے کی گواہی یا قاضی کے حکم کی شہادت گزرے یا متعدد جماعتیں وہاں سے آ کر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا ہے اور وہاں لوگوں نے روزہ

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیۃ الهلال، ج ۱، ص ۱۹۹.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع، ج ۳، ص ۴۱۷.

③ مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: کہ رویت ہلال کے ثبوت کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں:

(۱) خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والوں کی گواہی۔

(۲) شہادۃ علی الشہادۃ۔ یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا۔ انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔ یہ وہاں ہے کہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں۔

(۳) شہادۃ علی القضاء یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام کے یہاں رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا اور دو عادل گواہوں نے جو اس گواہی کے وقت موجود تھے، انہوں نے دوسرے مقام پر اس قاضی اسلام کے روبرو گواہی گزرے اور قاضی کے حکم پر گواہی دی۔

(۴) کتاب القاضی الی القاضی یعنی قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے مقدمات کا اسلامی فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا ہو وہ دوسرے شہر کے قاضی کو، گواہیاں گزرنے کی شرعی طریقے پر اطلاع دے۔

(۵) استفادۃ یعنی کسی اسلامی شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن رویت ہلال کی بنا پر روزہ ہوا یا عید کی گئی۔

(۶) اکمال مدت یعنی ایک مہینے کے جب تیس ۳۰ دن کامل ہو جائیں تو دوسرے ماہ کا ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا کہ مہینہ تیس ۳۰ سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

(۷) اسلامی شہر میں حاکم شرع کے حکم سے آئیس ۲۹ کی شام کو مثلاً توپیں داغی گئیں یا فائر ہوئے تو خاص اس شہر والوں یا اس شہر کے گرد اگر دیہات والوں کے واسطے توپوں کی آوازیں سننا بھی ثبوت ہلال کے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ ہے۔

(انظر: "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱۰، ص ۴۰۵ - ۴۲۰، ملخصاً).

رکھایا عید کی ہے۔^(۱) (در مختار)

مسئلہ ۲۷: تار یا ٹیلیفون سے رویت ہلال نہیں ثابت ہو سکتی، نہ بازاری افواہ اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپا ہونا کوئی ثبوت ہے۔ آج کل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ انتیس^{۲۹} رمضان کو بکثرت ایک جگہ سے دوسری جگہ تار بھیجے جاتے ہیں کہ چاند ہوا یا نہیں، اگر کہیں سے تار آ گیا بس لو عید آ گئی یہ محض ناجائز و حرام ہے۔

تار کیا چیز ہے؟ اولاً تو یہی معلوم نہیں کہ جس کا نام لکھا ہے واقعی اُسی کا بھیجا ہوا ہے اور فرض کرو اُسی کا ہو تو تمہارے پاس کیا ثبوت اور یہ بھی سہی تو تار میں اکثر غلطیاں ہوتی ہی رہتی ہیں، ہاں کا نہیں نہیں کا ہاں معمولی بات ہے اور مانا کہ بالکل صحیح پہنچا تو یہ محض ایک خبر ہے شہادت نہیں اور وہ بھی بیسوں واسطے سے اگر تار دینے والا انگریزی پڑھا ہوا نہیں تو کسی اور سے لکھوائے گا معلوم نہیں کہ اُس نے کیا لکھوایا اُس نے کیا لکھا، آدمی کو دیا اُس نے تار دینے والے کے حوالہ کیا، اب یہاں کے تار گھر میں پہنچا تو اُس نے تقسیم کرنے والے کو دیا اُس نے اگر کسی اور کے حوالے کر دیا تو معلوم نہیں کتنے وسائط سے اُس کو ملے اور اگر اسی کو دیا جب بھی کتنے واسطے ہیں پھر یہ دیکھیے کہ مسلمان مستور جس کا عادل و فاسق ہونا معلوم نہ ہو اُس تک کی گواہی معتبر نہیں اور یہاں جن جن ذریعوں سے تار پہنچا اُن میں سب کے سب مسلمان ہی ہوں، یہ ایک عقلی احتمال ہے جس کا وجود معلوم نہیں ہوتا اور اگر یہ مکتوب الیہ^(۲) صاحب بھی انگریزی پڑھے نہ ہوں تو کسی سے پڑھوائیں گے، اگر کسی کا فرنے پڑھا تو کیا اعتبار اور مسلمان نے پڑھا تو کیا اعتماد کہ صحیح پڑھا۔ غرض شمار کیجیے تو بکثرت ایسی وجہیں ہیں جو تار کے اعتبار کو کھوتی ہیں فقہانے خط کا تو اعتبار ہی نہ کیا اگرچہ کاتب کے دستخط تحریر پہنچتا ہو اور اُس پر اُس کی مہر بھی ہو کہ الخط يشبه الخط والخاتم يشبه الخاتم خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مہر مہر کے۔ تو کجا تار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸: ہلال^(۳) دیکھ کر اُس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے^(۴)، اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لیے ہو۔^(۵) (عالمگیری، در مختار)

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس

① ”الدر المختار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۹.

② یعنی جسے خط پہنچا۔

③ یعنی چاند۔

④ کیونکہ یہ اہل جاہلیت کا عمل ہے۔

⑤ ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع، ج ۳، ص ۴۱۹.

روزہ دار نے بھول کر کھایا یا پیا، وہ اپنے روزہ کو پورا کرے کہ اُسے اللہ (عزوجل) نے کھلایا اور پلایا۔“ (1)

حدیث ۲: ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس پر قے نے غلبہ کیا، اس پر قضا نہیں اور جس نے قصد اُقے کی، اس پر روزہ کی قضا ہے۔“ (2)

حدیث ۳: ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی، میری آنکھ

میں مرض ہے، کیا روزہ کی حالت میں سرمہ لگاؤں؟ فرمایا: ”ہاں۔“ (3)

حدیث ۴: ترمذی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین چیزیں روزہ نہیں

توڑتیں، کچھنا اور قے اور احتلام۔“ (4)

تنبیہ: اس باب میں ان چیزوں کا بیان ہے، جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ رہا یہ امر کہ اُن سے روزہ مکروہ بھی ہوتا ہے یا

نہیں اس سے اس باب کو تعلق نہیں، نہ یہ کہ وہ فعل جائز ہے یا ناجائز۔

مسئلہ ۱: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا روزہ فاسد نہ ہوا۔ خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیت سے پہلے یہ

چیزیں پائی گئیں یا بعد میں، مگر جب یاد دلانے پر بھی یاد نہ آیا کہ روزہ دار ہے تو اب فاسد ہو جائے گا، بشرطیکہ یاد دلانے کے بعد

یہ افعال واقع ہوئے ہوں مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں۔ (5) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: کسی روزہ دار کو ان افعال میں دیکھے تو یاد دلانا واجب ہے، یاد نہ دلایا تو گنہگار ہوا، مگر جب کہ وہ روزہ دار

بہت کمزور ہو کہ یاد دلانے کا تو وہ کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھالے گا تو روزہ بھی

اچھی طرح پورا کر لے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کر لے گا تو اس صورت میں یاد نہ دلانا بہتر ہے۔

بعض مشائخ نے کہا جو ان کو دیکھے تو یاد دلادے اور بوڑھے کو دیکھے تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں۔ مگر یہ حکم اکثر کے

لحاظ سے ہے کہ جو ان اکثر قوی ہوتے ہیں اور بوڑھے اکثر کمزور اور اصل حکم یہ ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں، بلکہ

قوت وضعف (6) کا لحاظ ہے، لہذا اگر جو ان اس قدر کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں اور بوڑھا قوی ہو تو یاد دلانا

① ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب أكل الناسي وشربه وجماعه لا يفطر، الحديث: ۱۱۵۵، ص ۵۸۲.

② ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم... إلخ، باب ماجاء فيمن استقاء عمدا، الحديث: ۷۲۰، ج ۲، ص ۱۷۳.

③ ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ماجاء في الكحل للصائم، الحديث: ۷۲۶، ج ۲، ص ۱۷۷.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ماجاء في الصائم يذره القيء، الحديث: ۷۱۹، ج ۲، ص ۱۷۲.

⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج ۳، ص ۴۱۹.

⑥ یعنی طاقت اور جسمانی کمزوری۔

واجب۔ (۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مکھی یا دھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکی پیسنے یا چھانسنے میں اڑتا ہے یا غلہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اڑی یا جانوروں کے گھریاں پ سے غبار اڑ کر حلق میں پہنچا، اگرچہ روزہ دار ہونا یا دھواں اور اگر خود قصد اڈھواں پہنچا یا تو فاسد ہو گیا جبکہ روزہ دار ہونا یا دھواں، خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچا یا ہو، یہاں تک کہ اگر کی بتی وغیرہ خوشبو سلگتی تھی، اُس نے مونہ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں ہتھ پیسنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر روزہ یاد ہو اور ہتھ پیسنے والا اگر پیسے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (۲) (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۴: بھری سنگی لگوائی (۳) یا تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو، جب بھی نہیں ٹوٹا۔ (۴) (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ یوہیں عورت کی طرف بلکہ اس کی شرم گاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہو گیا، اگرچہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا، اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ہو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔ (۵) (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: غسل کیا اور پانی کی خنکی (۶) اندر محسوس ہوئی یا گھٹی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف کچھ تری مونہ میں باقی رہ گئی، تھوک کے ساتھ اُسے نکل گیا یا دوا کوئی اور حلق میں اُس کا مزہ محسوس ہوا یا ہڑ چوسی اور تھوک نکل گیا، مگر تھوک کے ساتھ ہڑ (۷) کا کوئی جو حلق میں نہ پہنچا یا کان میں پانی چلا گیا یا تنکے سے کان کھجایا اور اُس پر کان کا میل لگ گیا پھر وہی میل لگا ہوا تنکا کان میں ڈالا، اگرچہ چند بار کیا ہو یا دانت یا مونہ میں خفیف چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لعاب کے ساتھ خود ہی اُتر جائے گی اور وہ

① ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۲۰.

② ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۲۰. وغیرہما

③ جہاں سنگی لگانی ہوتی ہے پہلے اس جگہ کو تیز دھار آلے (استرے) وغیرہ سے زخم لگاتے ہیں، پھر کسی جانور کے سینک کا چوڑا حصہ زخم پر رکھ کر اس کا باریک حصہ اپنے منہ میں لے کر زور سے چوستے ہیں، پھر اس سوراخ کو آٹے وغیرہ سے بند کر دیتے ہیں، پھر جب اکھیڑتے ہیں تو فاسد خون نکل جاتا ہے۔

④ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، ص ۱۷۹.

و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب: یکرہ السہر... إلخ، ج ۳، ص ۴۲۱.

⑤ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، ص ۱۷۸.

و ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۲۱.

⑥ ٹھنڈک۔ ⑦ ایک دوا کا نام۔

اُتر گئی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا، مگر حلق سے نیچے نہ اُترا تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ گیا۔^(۱) (درمختار، فتح القدر)

مسئلہ ۷: روزہ دار کے پیٹ میں کسی نے نیزہ یا تیر بھونک دیا، اگرچہ اس کی بھال یا پیکان^(۲) پیٹ کے اندر رہ گئی یا اس کے پیٹ میں جھلی تک زخم تھا، کسی نے کنکری ماری کہ اندر چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خود اس نے یہ سب کیا اور بھال یا پیکان یا کنکری اندر رہ گئی تو جاتا رہا۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اور اُسے پی گیا یا مونہ سے رال ٹپکی، مگر تار ٹوٹا نہ تھا کہ اُسے چڑھا کر پی گیا یا ناک میں ریٹھ آگئی بلکہ ناک سے باہر ہو گئی مگر منقطع نہ ہوئی تھی کہ اُسے چڑھا کر نگل گیا یا کھنکار مونہ میں آیا اور کھا گیا اگرچہ کتنا ہی ہو، روزہ نہ جائے گا مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے۔^(۴) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مکھی حلق میں چلی گئی روزہ نہ گیا اور قصداً نگل تو جاتا رہا۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: بھولے سے جماع کر رہا تھا یا داتے ہی الگ ہو گیا یا صبح صادق سے پیشتر جماع میں مشغول تھا صبح ہوتے ہی جدا ہو گیا روزہ نہ گیا، اگرچہ دونوں صورتوں میں جدا ہونے کے بعد انزال ہو گیا ہو اگرچہ دونوں صورتوں میں جدا ہونا یا داتے اور صبح ہونے پر ہوا کہ جدا ہونے کی حرکت جماع نہیں اور اگر یا داتے یا صبح ہونے پر فوراً الگ نہ ہوا اگرچہ صرف ٹھہر گیا اور حرکت نہ کی روزہ جاتا رہا۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۱۱: بھولے سے کھانا کھا رہا تھا، یا داتے ہی فوراً القمہ پھینک دیا یا صبح صادق سے پہلے کھا رہا تھا اور صبح ہوتے ہی اُگل دیا، روزہ نہ گیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں جاتا رہا۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: غیر سبیلین^(۸) میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ یوہیں ہاتھ سے منی نکالنے میں

۱..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۲۱.

و "فتح القدیر"، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء و الکفارة، ج ۲، ص ۲۵۷ - ۲۵۸.

۲..... تیر یا نیزے کی نوک۔

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۲۳.

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۳.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب فی حکم الاستمناء بالکف، ج ۳، ص ۴۲۸.

۵..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۳.

۶..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۲۴.

۷..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۳.

۸..... یعنی آگے اور پیچھے کے مقام کے علاوہ۔

اگرچہ یہ سخت حرام ہے کہ حدیث میں اسے ملعون فرمایا۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۱۳: چوپایہ یا مُردہ سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ گیا اور انزال ہوا تو جاتا رہا۔ جانور کا بوسہ لیا یا اس کی فرج کو چُھو تو روزہ نہ گیا اگرچہ انزال ہو گیا ہو۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۱۴: احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا^(۳)، اگرچہ غیبت بہت سخت کبیرہ ہے۔

قرآن مجید میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا: ”جیسے اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا۔“^(۴)

اور حدیث میں فرمایا: ”غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے۔“^(۵) اگرچہ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی

ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: جنابت^(۶) کی حالت میں صبح کی بلکہ اگرچہ سارے دن جنب رہا روزہ نہ گیا^(۷) مگر اتنی دیر تک قصداً

غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا: کہ جنب جس گھر میں ہوتا ہے، اس میں رحمت کے فرشتے

نہیں آتے۔^(۸) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: جن یعنی پری سے جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو، روزہ نہ ٹوٹے گا۔^(۹) (ردالمحتار) یعنی جب کہ انسانی

شکل میں نہ ہو اور انسانی شکل میں ہو تو وہی حکم ہے جو انسان سے جماع کرنے کا ہے۔

مسئلہ ۱۷: تِل یا تِل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اُتر گئی تو روزہ نہ گیا، مگر جب کہ اس کا مزہ

حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔^(۱۰) (فتح القدير)

① ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۲۶.

② ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۲۷.

③ ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۲۱، ۴۲۸.

④ پ ۲۶، الحجرات: ۱۲.

⑤ ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، الحدیث: ۶۵۹۰، ج ۵، ص ۶۳.

⑥ یعنی غسل فرض ہونے۔

⑦ ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۲۸.

⑧ انظر: ”سنن أبي داود“، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یؤخر الغسل، الحدیث: ۲۲۷، ج ۱، ص ۱۰۹.

⑨ ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، ج ۳، ص ۴۴۲.

⑩ ”فتح القدير“، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء و الکفارة، ج ۲، ص ۲۵۹.

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

حدیث ۱: بخاری واحمد وابوداؤد وترمدی وابن ماجہ ودارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت و بغیر مرض افطار کیا تو زمانہ بھر کا روزہ اس کی قضا نہیں ہو سکتا، اگرچہ رکھ بھی لے۔“ (۱) یعنی وہ فضیلت جو رمضان میں رکھنے کی تھی کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا تو جب روزہ نہ رکھنے میں یہ سخت وعید ہے رکھ کر توڑ دینا تو اس سے سخت تر ہے۔

حدیث ۲: ابن خزیمہ وابن حبان اپنی صحیح میں ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: میں سو رہا تھا، دو شخص حاضر ہوئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا چڑھیے۔ میں نے کہا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں، انہوں نے کہا: ہم سہل کر دیں گے، میں چڑھ گیا، جب بیچ پہاڑ پر پہنچا تو سخت آوازیں سنائی دیں، میں نے کہا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ جہنمیوں کی آوازیں ہیں پھر مجھے آگے لے گئے، میں نے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ اُلٹے لٹکائے گئے ہیں اور اُن کی باچھیں چیری جا رہی ہیں، جن سے خون بہتا ہے۔ میں نے کہا: ”یہ کون لوگ ہیں؟“ ”یہ وہ لوگ ہیں کہ وقت سے پہلے روزہ افطار کر دیتے ہیں۔“ (۲)

حدیث ۳: ابویعلیٰ باسناد حسن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ”اسلام کے کڑے اور دین کے قواعد تین ہیں، جن پر اسلام کی بنا مضبوط کی گئی، جو ان میں ایک کو ترک کرے وہ کافر ہے، اُس کا خون حلال ہے، کلمہ توحید کی شہادت اور نماز فرض اور روزہ رمضان۔“ (۳)

اور ایک روایت میں ہے، ”جو ان میں سے ایک کو ترک کرے، وہ اللہ (عزوجل) کے ساتھ کفر کرتا ہے اور اس کا فرض و نفل کچھ مقبول نہیں۔“ (۴)

مسئلہ ۱: کھانے پینے، جماع کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے، جبکہ روزہ دار ہونا یا دھو۔ (۵) (عامہ کتب)

① ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ماجاء في الإفطار متعمدا، الحديث: ۷۲۳، ج ۲، ص ۱۷۵.

② ”صحیح ابن خزیمہ“، أبواب صوم التطوع، باب ذکر تعلیق المفطرين قبل وقت الإفطار... إلخ، الحديث: ۱۹۸۶، ج ۳، ص ۲۳۷.

③ ”مسند أبي يعلى“، مسند ابن عباس، الحديث: ۲۳۴۵، ج ۲، ص ۳۷۸.

④ ”الترغيب و الترہيب“، کتاب الصوم، الترہيب من إفطار شئ من رمضان من غير عذر، الحديث: ۳، ج ۲، ص ۶۶.

⑤

مسئلہ ۲: تھکے، سگار، سگریٹ، چرٹ پینے سے روزہ جاتا رہتا ہے، اگرچہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچاتا ہو، بلکہ پان یا صرف تمباکو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا، اگرچہ پیک تھوک دی ہو کہ اس کے باریک اجزاء ضرور حلق میں پہنچتے ہیں۔

مسئلہ ۳: شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو مونہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، مونہ میں رکھی اور تھوک نکل گیا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں دانتوں کے درمیان کوئی چیز چپنے کے برابر یا زیادہ تھی اُسے کھا گیا یا کم ہی تھی^(۱)، مگر مونہ سے نکال کر پھر کھالی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا، مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۴: روزہ میں دانت اکھڑا یا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا، اگرچہ سوتے میں ایسا ہوا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں رکھی، اگر اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو نہیں ٹوٹا، ورنہ جاتا رہا لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقاً جاتا رہا، یہی حکم شرم گاہ زن^(۴) کا ہے، شرم گاہ سے مراد اس باب میں فرج داخل^(۵) ہے۔ یوہیں اگر ڈورے میں بوٹی باندھ کر نکل لی، اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ باہر رہا اور جلد نکال لی کہ گلنے نہ پائی تو نہیں گیا اور اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ بھی اندر چلا گیا یا بوٹی کا کچھ حصہ اندر رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔^(۶) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶: عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی کا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا، روزہ جاتا رہا اور خشک انگلی پاخانہ کے مقام میں رکھی یا عورت نے شرم گاہ میں تو روزہ نہ گیا اور بھیگی تھی یا اس پر کچھ لگا تھا تو جاتا رہا، بشرطیکہ پاخانہ کے مقام میں اُس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔^(۷) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

..... ① مگر فتح القدیر میں فرمایا کہ اگر اتنی ہو کہ بغیر تھوک کے مدد کے حلق سے نیچے اتر سکتی ہے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر اتنی خفیف ہو کہ لعاب کے ساتھ اتر سکتی ہے ورنہ نہیں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ۱۲ منہ

..... ② "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۲۲.

..... ③ "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب: یکرہ السہر اذا خاف فوت الصبح، ج ۳، ص ۴۲۲.

..... ④ عورت کی شرم گاہ۔ ⑤ یعنی شرم گاہ کا اندرونی حصہ۔

..... ⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۲۳.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۴.

..... ⑦ "الفتاویٰ الہندیہ"، المرجع السابق، و "الدرالمختار"، المرجع السابق، ص ۴۲۴.

مسئلہ ۷: مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا، یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا، روزہ جاتا رہا اور اتنا مبالغہ چاہیے

بھی نہیں کہ اس سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۸: مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو اور عورت نے

شرمگاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: دماغ یا شکم کی جھلی تک زخم ہے، اس میں دوا ڈالی اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی روزہ جاتا رہا، خواہ وہ دوا تر ہو یا

خشک اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور وہ دوا تر تھی، جب بھی جاتا رہا اور خشک تھی تو نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: حقنہ^(۴) لیا یا نٹھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا، روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں چلا

گیا یا ڈالا تو نہیں۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: کلی کر رہا تھا بلا قصد پانی حلق سے اُتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا، مگر جبکہ

روزہ ہونا بھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا اگرچہ قصد ہو۔ یوہیں کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی، وہ اُس کے حلق میں چلی گئی

روزہ جاتا رہا۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا یا مونہ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولاً حلق میں جا رہا روزہ جاتا رہا۔^(۷)

(جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لے کر نگل گیا روزہ جاتا رہا۔^(۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مونہ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر تھوک نگل لیا روزہ جاتا رہا۔^(۹) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ڈورا بٹا اسے ترک کرنے کے لیے مونہ پر گزارا پھر دوبارہ، سہ بارہ۔ یوہیں کیا روزہ نہ جائے گا مگر جبکہ

① "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۲۴.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۴.

③ المرجع السابق.

④ یعنی کسی دوا کی بنی یا پککاری پیچھے کے مقام میں چڑھانا جس سے اجابت ہو جائے۔

⑤ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۴.

⑥ المرجع السابق، ص ۲۰۲.

⑦ المرجع السابق. و "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۸.

⑧ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۳.

⑨ المرجع السابق.

ڈورے سے کچھ رطوبت جُدا ہو کر منہ میں رہی اور تھوک نکل لیا تو روزہ جاتا رہا۔^(۱) (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: آنسو منہ میں چلا گیا اور نکل لیا، اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی پورے منہ میں محسوس ہوئی تو جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: پاخانہ کا مقام باہر نکل پڑا تو حکم ہے کہ کپڑے سے خوب پونچھ کر اُٹھے کہ تری بالکل باقی نہ رہے اور اگر کچھ پانی اُس پر باقی تھا اور کھڑا ہو گیا کہ پانی اندر کو چلا گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ اسی وجہ سے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجا کرنے میں سانس نہ لے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: عورت کا بوسہ لیا یا چھو یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا تو روزہ جاتا رہا اور عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہ گیا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگر چہ انزال ہو گیا۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: قصداً بھر منہ قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہو گئی تو بھر منہ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اُس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی، نہ لوٹائی تو اگر بھر منہ نہ ہو تو روزہ نہ گیا، اگر چہ لوٹ گئی یا اُس نے خود لوٹائی اور بھر منہ ہے اور اُس نے لوٹائی، اگر چہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اُتری تو روزہ جاتا رہا اور نہ نہیں۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: قے کے یہ احکام اُس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا صفر^(۶) یا خون اور بلغم آیا تو مطلقاً روزہ نہ ٹوٹا۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: رمضان میں بلا عذر جو شخص علانیہ قصداً کھائے تو حکم ہے کہ اُسے قتل کیا جائے۔^(۸) (ردالمحتار)

① "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ۱۸۱.

② "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج ۱، ص ۲۰۳.

③ المرجع السابق، ص ۲۰۴.

④ المرجع السابق، ص ۲۰۴ - ۲۰۵.

⑤ "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج ۳، ص ۴۵۰، وغیرہ.

⑥ یعنی کڑوا پانی۔

⑦ "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج ۱، ص ۲۰۴.

⑧ "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في الكفارة، ج ۳، ص ۴۴۹.

ان صورتوں کا بیان جن میں صرف قضا لازم ہے

مسئلہ ۱: یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا پیا یا جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی یا کھانے پینے پر مجبور کیا گیا یعنی اکراہ شرعی^(۱) پایا گیا، اگرچہ اپنے ہاتھ سے کھایا ہو تو صرف قضا لازم ہے یعنی اُس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑھے گا۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: بھول کر کھایا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہوا یا قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب قصداً کھالیا تو صرف قضا فرض ہے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۳: کان میں تیل ٹپکا یا یا پیٹ یا دماغ کی چھلی تک زخم تھا، اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی یا حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکری، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بلا نیت روزہ روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیت نہیں کی تھی، دن میں زوال سے پیشتر نیت کی اور بعد نیت کھالیا یا روزہ کی نیت تھی مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی یا اس کے حلق میں مینہ کی بوند یا اولاجار ہایا بہت سا آنسو یا پسینہ نکل گیا یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو قابل جماع نہ تھی یا مردہ یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چُو سے یا عورت کا بدن چُھوا اگرچہ کوئی کپڑا حائل ہو، مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو۔

اور ان سب صورتوں میں انزال بھی ہو گیا یا ہاتھ سے منی نکالی یا مباشرت فاحشہ سے انزال ہو گیا یا ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کر دیا، اگرچہ وہ رمضان ہی کی قضا ہو یا عورت روزہ دار سورہی تھی، سوتے میں اس سے وطی کی گئی یا صبح کو ہوش میں تھی اور روزہ کی نیت کر لی تھی پھر پاگل ہو گئی اور اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی یا یہ گمان کر کے کہ رات ہے، سحری کھالی یا رات ہونے میں شک تھا اور سحری کھالی حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا یہ گمان کر کے کہ آفتاب ڈوب گیا ہے، افطار کر لیا حالانکہ ڈوبنا نہ تھا یا دو شخصوں نے شہادت دی کہ آفتاب ڈوب گیا اور دو نے شہادت دی کہ دن ہے اور اُس نے روزہ افطار کر لیا، بعد کو معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔^(۴) (درمختار وغیرہ)

..... ۱۔ اکراہ شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو صحیح دھمکی دے کہ اگر تو روزہ نہ توڑے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک، کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار ماروں گا۔ اور روزہ دار یہ سمجھتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے، کر گزرے گا۔

..... ۲۔ "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۳۰، ۴۳۶، وغیرہ۔

..... ۳۔ "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۳۱۔

..... ۴۔ "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۳۱ - ۴۳۹، وغیرہ۔

مسئلہ ۴: مسافر نے اقامت کی، حیض و نفاس والی پاک ہو گئی، مجنون کو ہوش ہو گیا، مریض تھا اچھا ہو گیا، جس کا روزہ جاتا رہا اگرچہ جبراً کسی نے توڑ دیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز حلق میں جا رہی۔ کافر تھا مسلمان ہو گیا، نابالغ تھا بالغ ہو گیا، رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہو چکی تھی، غروب سمجھ کر افطار کر دیا حالانکہ دن باقی تھا ان سب باتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے، اُسے روزے کے مثل گزارنا واجب ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر تھا مسلمان ہوا اُن پر اس دن کی قضا واجب نہیں باقی سب پر قضا واجب ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: نابالغ دن میں بالغ ہوا یا کافر دن میں مسلمان ہوا اور وہ وقت ایسا تھا کہ روزہ کی نیت ہو سکتی ہے اور نیت کر بھی لی پھر وہ روزہ توڑ دیا تو اس دن کی قضا واجب نہیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: بچہ کی عمر دس سال کی ہو جائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس سے روزہ رکھوایا جائے نہ رکھے تو مار کر رکھوائیں، اگر پوری طاقت دیکھی جائے اور رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں گے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حیض و نفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہو گئی، اگرچہ ضحوة کبریٰ سے پیشتر اور روزہ کی نیت کر لی تو آج کا روزہ نہ ہوا، نہ فرض نہ نفل اور مریض یا مسافر نے نیت کی یا مجنون تھا ہوش میں آ کر نیت کی تو ان سب کا روزہ ہو گیا۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: صبح سے پہلے یا بھول کر جماع میں مشغول تھا، صبح ہوتے ہی یا یاد آنے پر فوراً جدا ہو گیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: میت کے روزے قضا ہو گئے تھے تو اُس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا کر دے یعنی جب کہ وصیت کی اور مال چھوڑا ہو، ورنہ ولی پر ضروری نہیں کر دے تو بہتر ہے۔

① "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۴۰.

② "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی جواز الإفطار بالتحری، ج ۳، ص ۴۴۱.

③ "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی جواز الإفطار بالتحری، ج ۳، ص ۴۴۲.

④ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۴۱.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب یکرہ السہر... إلخ، ج ۳، ص ۴۲۵.

اُن صورتوں کا بیان جن میں کفارہ بھی لازم ہے

مسئلہ ۱: رمضان میں روزہ دار مکلف مقیم نے کہ ادائے روزہ رمضان کی نیت سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابلِ شہوت ہے، اُس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا، انزال ہوا ہو یا نہیں یا اس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا یا کوئی غذا یا دوا کھائی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذت کے لیے کھائی یا پی یا کوئی ایسا فعل کیا، جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھاپی لیا، مثلاً فصد یا پچھنا لیا یا سُرْمہ لگایا یا جانور سے وطی کی یا عورت کو چھوایا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا مباشرت فاحشہ کی، مگر ان سب صورتوں میں انزال نہ ہوا یا پاخانہ کے مقام میں خشک انگلی رکھی، اب ان افعال کے بعد قصداً کھالیا۔

تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں اور اگر ان صورتوں میں کہ افطار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کر لیا اگر کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ اہل شہر کا اس پر اعتماد ہو، اُس کے فتویٰ دینے پر اُس نے قصداً کھالیا یا اُس نے کوئی حدیث سُنی تھی جس کے صحیح معنی نہ سمجھ سکا اور اُس غلط معنی کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا اور قصداً کھالیا تو اب کفارہ لازم نہیں، اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا یا جو حدیث اُس نے سُنی وہ ثابت نہ ہو۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو، اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں۔^(۲) (جوہرہ)

مسئلہ ۳: مسافر بعد صبح کے ضحوة کبریٰ سے پہلے وطن کو آیا اور روزہ کی نیت کر لی پھر توڑ دیا یا مجنون اس وقت ہوش میں آیا اور روزہ کی نیت کر کے پھر توڑ دیا تو کفارہ نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: کفارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو، جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو، جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہوتی، مثلاً عورت کو اُسی دن میں حیض یا نفاس آگیا یا روزہ توڑنے کے بعد اُسی دن میں ایسا بیمار ہو گیا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے اور سفر سے ساقط نہ ہوگا کہ یہ اختیاری امر ہے۔ یوہیں اگر اپنے کو زخمی کر لیا اور حالت یہ ہو گئی کہ روزہ نہیں رکھ سکتا، کفارہ ساقط نہ

① "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۴۲ - ۴۴۶.

② "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۰ - ۱۸۱.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۶.

ہوگا۔^(۱) (جوہرہ)

مسئلہ ۵: وہ کام کیا جس سے کفارہ واجب ہوتا ہے پھر بادشاہ نے اُسے سفر پر مجبور کیا کفارہ ساقط نہ ہوگا۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا عورت کو مرد نے مجبور کیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے مشغول رہا یا رہی

تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے۔^(۳) (جوہرہ) مجبوری سے مراد اکراہ شرعی ہے، جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضرب شدید^(۴) کی صحیح دھمکی دی جائے اور روزہ دار بھی سمجھے کہ اگر میں اس کا کہانہ مانوں گا تو جو کہتا ہے، کرگز رے گا۔

مسئلہ ۷: کفارہ واجب ہونے کے لیے بھر پیٹ کھانا ضرور نہیں، تھوڑا سا کھانے سے بھی واجب ہو جائے گا۔^(۵)

(جوہرہ)

مسئلہ ۸: تیل لگایا یا غیبت کی پھر یہ گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا یا کسی عالم ہی نے روزہ جانے کا فتویٰ دے دیا، اب

اس نے کھاپی لیا جب بھی کفارہ لازم ہے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۹: قے آئی یا بھول کر کھایا یا پیایا جماع کیا اور ان سب صورتوں میں اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر اس کے

بعد کھالیا تو کفارہ لازم نہیں اور اگر احتلام ہوا اور اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر کھالیا تو کفارہ لازم ہے۔^(۷) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: لعاب تھوک کرچاٹ گیا یا دوسرے کا تھوک نگل گیا تو کفارہ نہیں، مگر محبوب کا لذت یا معظم دینی^(۸) کا

تبرک کے لیے تھوک نگل گیا تو کفارہ لازم ہے۔^(۹) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ان میں شرط ہے، کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت کا

قصد نہ کیا ہو، ورنہ اُن میں کفارہ دینا ہوگا۔^(۱۰) (درمختار)

① "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۱.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۶.

③ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۰ - ۱۸۱.

④ یعنی سخت مار۔

⑤ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۰.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۴۶.

⑦ "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب فی حکم الاستمناہ بالكف، ج ۳، ص ۴۳۱، وغیرہ.

⑧ یعنی بزرگ۔

⑨ "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، مطلب فی جواز الإفطار بالتحری، ج ۳، ص ۴۴۴.

⑩ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۴۰.

مسئلہ ۱۲: کچا گوشت کھایا اگرچہ مردار کا ہو تو کفارہ لازم ہے، مگر جبکہ سڑا ہو یا اُس میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو کفارہ نہیں۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: مٹی کھانے سے کفارہ واجب نہیں، مگر گل ارمنی یا وہ مٹی جس کے کھانے کی اُسے عادت ہے، کھائی تو کفارہ واجب ہے اور نمک اگر تھوڑا کھایا تو کفارہ واجب ہے، زیادہ کھایا تو نہیں۔^(۲) (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: نجس شوربے میں روٹی بھگو کر کھائی یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے کھالی تو کفارہ واجب ہے اور تھوک میں خون تھا اگرچہ خون غالب ہو، نگل لیا یا خون پی لیا تو کفارہ نہیں۔^(۳) (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: کچی بھی کھائی یا پستہ یا خروٹ مسلم یا خشک یا بادام مسلم نگل لیا یا چھلکے سمیت انڈا یا چھلکے کے ساتھ انار کھا لیا تو کفارہ نہیں اور خشک پستہ یا خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے اور مسلم نگل لیا ہو تو نہیں، اگرچہ پھٹا ہو اور تر بادام مسلم نگلنے میں بھی کفارہ ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: چنے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب، یہی حکم درخت کے پتوں کا ہے جبکہ کھائے جاتے ہوں ورنہ نہیں۔
مسئلہ ۱۷: خرپڑہ یا تربز کا چھلکا کھایا، اگر خشک ہو یا ایسا ہو کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں ورنہ ہے۔ کچے چاول، باجرا، مسور، مونگ کھائی تو کفارہ نہیں، یہی حکم کچے جو کا ہے اور بھنے ہوئے ہوں تو کفارہ لازم۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: تِل یا تِل کے برابر کھانے کی کوئی چیز باہر سے مونہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ واجب۔^(۶) (درمختار)

① ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی جواز الإفطار بالتحری، ج ۳،

ص ۴۴۴ - ۴۴۵

② ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، ص ۱۸۱.

و ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۲، ۲۰۵.

③ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، ص ۱۸۱.

④ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۲، ۲۰۵.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۲، ۲۰۵.

⑥ ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۵۳.

مسئلہ ۱۹: دوسرے نے نوالہ چبا کر دیا، اُس نے کھالیا یا اُس نے خود اپنے منہ سے نکال کر کھالیا تو کفارہ نہیں۔^(۱) (عالمگیری) بشرطیکہ اس کے چبائے ہوئے کو لذات یا تبرک نہ سمجھتا ہو۔

مسئلہ ۲۰: سحری کا نوالہ منہ میں تھا کہ صبح طلوع ہوگئی یا بھول کر کھار ہا تھا، نوالہ منہ میں تھا کہ یاد آ گیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب، مگر جب منہ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: عورت نے نابالغ یا مجنون سے وطی کرائی یا مرد کو وطی کرنے پر مجبور کیا، تو عورت پر کفارہ واجب ہے مرد پر نہیں۔^(۳) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مُشک، زعفران، کانور، سرکہ کھایا یا خرپزہ، تربز، کلڑی، کھیرا، باقلا کا پانی پیا تو کفارہ واجب ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: رمضان میں روزہ دار قتل کے لیے لایا گیا اُس نے پانی مانگا، کسی نے اُسے پانی پلا دیا پھر وہ چھوڑ دیا گیا تو اُس پر کفارہ واجب ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: باری سے بخار آتا تھا اور آج باری کا دن تھا۔ اُس نے یہ گمان کر کے کہ بخار آئے گا روزہ قصداً توڑ دیا تو اس صورت میں کفارہ ساقط ہے۔^(۶) یوہیں عورت کو معین تاریخ پر حیض آتا تھا اور آج حیض آنے کا دن تھا، اُس نے قصداً روزہ توڑ دیا اور حیض نہ آیا تو کفارہ ساقط ہو گیا۔ یوہیں اگر یقین تھا کہ دشمن سے آج لڑنا ہے اور روزہ توڑ ڈالا اور لڑائی نہ ہوئی تو کفارہ واجب نہیں۔^(۷) (درمختار)

مسئلہ ۲۵: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے مثلاً اس کے پاس نہ لونڈی غلام ہے، نہ اتنا مال کہ خریدے یا مال تو ہے مگر رقبہ میسر نہیں جیسے آج کل یہاں ہندوستان میں، تو پے درپے ساٹھ روزے رکھے، یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ^{۶۰} مساکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے اور روزے کی صورت میں اگر درمیان میں

..... ①

..... ② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۳.

..... ③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۵، وغیرہ.

..... ④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۵.

..... ⑤ المرجع السابق، ص ۲۰۶.

..... ⑥ یعنی کفارہ کی ضرورت نہیں۔

..... ⑦ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۴۸.

ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ روزے رکھے، پہلے کے روزے محسوب نہ ہوں گے اگرچہ اُسٹھ رکھ چکا تھا، اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو، مگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں شمار کیے جائیں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔^(۱) (کتب کثیرہ)

مسئلہ ۲۶: اگر دو روزے توڑے تو دونوں کے لیے دو کفارے دے، اگرچہ پہلے کا بھی کفارہ نہ ادا کیا ہو۔^(۲) (ردالمحتار) یعنی جب کہ دونوں دور رمضان کے ہوں اور اگر دونوں روزے ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لیے کافی ہے۔^(۳) (جوہرہ)

کفارہ کے متعلق دیگر جزئیات کتاب الطلاق باب الظہار میں انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوں گی۔

مسئلہ ۲۷: آزاد و غلام، مرد و عورت، بادشاہ و فقیر سب پر روزہ توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے، یہاں تک کہ باندی کو اگر معلوم تھا کہ صبح ہوگئی اُس نے اپنے آقا کو خبر دی کہ ابھی صبح نہ ہوئی اس نے اس کے ساتھ جماع کیا تو لونڈی پر کفارہ واجب ہوگا اور اُس کے مولیٰ پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔^(۴) (ردالمحتار)

روزہ کے مکروہات کا بیان

حدیث ۲۱: بخاری و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو بُری بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔“^(۵) اور اسی کے مثل طبرانی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۳ و ۴: ابن ماجہ و نسائی و ابن خزمیہ و حاکم و بیہقی و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انھیں روزہ سے سوا پیاس کے کچھ نہیں اور بہت سے رات میں قیام

① ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی الکفارة، ج ۳، ص ۴۴۷۔

و ”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۱۰، ص ۵۹۵، وغیرہما۔

② ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی الکفارة، ج ۳، ص ۴۴۹۔

③ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، ص ۱۸۲۔

④ ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی الکفارة، ج ۳، ص ۴۴۷۔

⑤ ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم، الحدیث: ۱۹۰۳،

کرنے والے ایسے کہ انھیں جاگنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔“ (1) اور اُسی کے مثل طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

حدیث ۶۵: بیہقی ابو عبیدہ اور طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

”روزہ سپر ہے، جب تک اسے پھاڑا نہ ہو۔ عرض کی گئی، کس چیز سے پھاڑے گا؟ ارشاد فرمایا: جھوٹ یا غیبت سے۔“ (2)

حدیث ۷: ابن خزیمہ وابن حبان و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

”روزہ اس کا نام نہیں کہ کھانے اور پینے سے باز رہنا ہو، روزہ تو یہ ہے کہ لغو و بیہودہ باتوں سے بچا جائے۔“ (3)

حدیث ۸: ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روزہ دار کو

مباشرت کرنے کے بارے میں سوال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انھیں اجازت دی پھر ایک دوسرے صاحب نے حاضر

ہو کر یہی سوال کیا تو انھیں منع فرمایا اور جن کو اجازت دی تھی، بوڑھے تھے اور جن کو منع فرمایا: جوان تھے۔“ (4)

حدیث ۹: ابوداؤد و ترمذی عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے بے شمار بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو روزہ میں مسواک کرتے دیکھا۔ (5)

مسئلہ ۱: جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ بات، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزہ

میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔

مسئلہ ۲: روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لیے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا باندی

غلام کا آقا بد مزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں، چبانے کے لیے یہ

عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے، نہ حیض و نفاس والی یا کوئی اور بے روزہ

ایسا ہے جو اُسے چبا کر دیدے، تو بچہ کے کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ (6) (درمختار وغیرہ)

چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لیے اُس میں سے تھوڑا کھا لینا کہ

① ”سنن ابن ماجہ“، أبواب ماجاء في الصيام، باب ماجاء في الغيبة والرفث للصائم، الحديث: ۱۶۹۰، ج ۲، ص ۳۲۰.

و ”السنن الكبرى“، كتاب الصيام، باب الصائم... إلخ، الحديث: ۸۳۱۳، ج ۴، ص ۴۴۹.

② ”المعجم الأوسط“، باب العين، الحديث: ۴۵۳۶، ج ۳، ص ۲۶۴.

③ ”المستدرک“ للحاکم، كتاب الصوم، باب من أفطر في رمضان ناسيا... إلخ، الحديث: ۱۶۱۱، ج ۲، ص ۶۷.

④ ”سنن أبي داود“، كتاب الصيام، باب كراهية للشباب، الحديث: ۲۳۸۷، ج ۲، ص ۴۵۷.

⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ماجاء في السواك للصائم، الحديث: ۷۲۵، ج ۲، ص ۱۷۶.

⑥ ”الدر المختار“، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج ۳، ص ۴۵۳، وغیرہ.

یوں ہو تو کراہت کیسی روزہ ہی جاتا رہے گا، بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کر لیں اور اُسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے۔

مسئلہ ۳: کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا تو نقصان ہوگا، تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ

ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۴: بلا عذر چکھنا جو مکروہ بتایا گیا یہ فرض روزہ کا حکم ہے نفل میں کراہت نہیں، جبکہ اس کی حاجت ہو۔^(۲)

(ردالمحتار)

مسئلہ ۵: عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے، جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع

میں مبتلا ہوگا اور ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً^(۳) مکروہ ہے۔ یوہیں مباشرت فاحشہ۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: گلاب یا مشک وغیرہ سوگھنا داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں، مگر جبکہ زینت کے لیے سرمہ

لگایا یا اس لیے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے، حالانکہ ایک مُشت^(۵) داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور

روزہ میں بدرجہ اولیٰ۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۷: روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں، بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک

خشک ہو یا ترا گرچہ پانی سے ترکی ہو، زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔^(۷) (عامہ کتب) اکثر لوگوں میں مشہور

ہے کہ دوپہر بعد روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے، یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۸: فصد کھلوانا، چھپنے لگوانا مکروہ نہیں جب کہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو اور اندیشہ ہو تو مکروہ ہے، اُسے چاہیے کہ

①..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۵۳.

②..... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد ما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۵۳.

③..... یعنی چاہے انزال و جماع کا ڈر ہو یا نہ ہو۔

④..... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب: فیما یکرہ للصائم، ج ۳، ص ۴۵۴.

⑤..... یعنی ایک مٹھی۔

⑥..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۵۵.

⑦..... "البحر الرائق"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۲، ص ۴۹۱.

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں کہ اگر مسواک چبانے سے ریشے چھوٹیں یا مزہ محسوس ہو تو ایسی مسواک

روزے میں نہیں کرنا چاہیے۔ ("الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱۰، ص ۵۱۱).

غروب تک مؤخر کرے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بھر مونھ پانی لے اور وضو غسل کے علاوہ ٹھنڈ پھنچانے کی غرض سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈ کے لیے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا پینٹنا مکروہ نہیں۔ ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لیے بھیگا کپڑا پینٹنا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔^(۲) (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۰: پانی کے اندر^(۳) ریاح خارج کرنے سے روزہ نہیں جاتا، مگر مکروہ ہے اور روزہ دار کو استنجے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔^(۴) (عالمگیری) یعنی اور دنوں میں حکم یہ ہے کہ استنجا کرنے میں نیچے کو زور دیا جائے اور روزہ میں یہ مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱: مونھ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں، جس سے ایسا ضعف آجائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔^(۶) (درمختار) یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ روزے ادا کر سکیں۔

مسئلہ ۱۳: اگر روزہ رکھے گا تو کمزور ہو جائے گا، کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا تو حکم ہے کہ روزہ رکھے اور بیٹھ کر نماز پڑھے۔^(۷) (درمختار) جب کہ کھڑا ہونے سے اتنا ہی عاجز ہو جو باب صلاة المريض میں گزرا۔

مسئلہ ۱۴: سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے، مگر اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔^(۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے، مگر افطار اس وقت کرے کہ غروب کا غالب گمان ہو، جب تک گمان

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثالث، فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ، ج ۱، ص ۱۹۹ - ۲۰۰.

۲..... المرجع السابق، ص ۱۹۹، و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی حدیث

التوسعة علی العیال والاكتعال یوم عاشوراء، ج ۳، ص ۴۵۹. وغیرہما

۳..... مثلاً نہر، ندی، تالاب وغیرہ میں نہاتے وقت۔

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثالث فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ، ج ۱، ص ۱۹۹.

۵..... المرجع السابق، وغیرہ.

۶..... "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۶۰.

۷..... المرجع السابق، ص ۴۶۱.

۸..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثالث، فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ، ج ۱، ص ۲۰۰.

غالب نہ ہو افطار نہ کرے، اگرچہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہے اور ابر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہیے۔^(۱) (ردالمحتار)
مسئلہ ۱۶: ایک عادل کے قول پر افطار کر سکتا ہے، جب کہ اس کی بات سچی مانتا ہو اور اگر اس کی تصدیق نہ کرے تو اس کے قول کی بنا پر افطار نہ کرے۔ یوہیں مستور کے کہنے پر بھی افطار نہ کرے اور آج کل اکثر اسلامی مقامات میں افطار کے وقت توپ چلنے کا رواج ہے، اس پر افطار کر سکتا ہے، اگرچہ توپ چلانے والے فاسق ہوں جب کہ کسی عالم محقق توقیت دان محتاط فی الدین کے حکم پر چلتی ہو۔^(۲)

آج کل کے عام علما بھی اس فن سے ناواقف محض ہیں اور جنتریاں کہ شائع ہوتی ہیں اکثر غلط ہوتی ہیں ان پر عمل جائز نہیں۔ یوہیں سحری کے وقت اکثر جگہ نقارہ بجتا ہے، انھیں شرائط کیساتھ اس کا بھی اعتبار ہے اگرچہ بجانے والے کیسے ہی ہوں۔
مسئلہ ۱۷: سحری کے وقت مرغ کی اذان کا اعتبار نہیں کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صبح سے بہت پہلے اذان شروع کر دیتے ہیں، بلکہ جاڑے کے دنوں میں تو بعض مرغ دو بجے سے اذان کہنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ اس وقت صبح ہونے میں بہت وقت باقی رہتا ہے۔ یوہیں بول چال سن کر اور روشنی دیکھ کر بولنے لگتے ہیں۔^(۳) (ردالمحتار مع زیادة)
مسئلہ ۱۸: صبح صادق کورات کا مطلقاً چھٹایا سا تو اں حصہ سمجھنا غلط ہے، رہا یہ کہ صبح کس وقت ہوتی ہے اُسے ہم حصہ سوم باب الاوقات میں بیان کر آئے وہاں سے معلوم کریں۔

سحری و افطار کا بیان

حدیث ۱: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔“^(۴)
حدیث ۲: مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن خزمیہ و عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا لقمہ ہے۔“^(۵)
حدیث ۳: طبرانی نے کبیر میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

① ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب فی حدیث التوسعة علی العیال... إلخ، ج ۳، ص ۴۵۹.

② ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب فی جواز الإفطار التحری، ج ۳، ص ۴۳۹، وغیرہ.

③

④ ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب برکة السحور من غیر ایجاب، الحدیث: ۱۹۲۳، ج ۱، ص ۶۳۳.

⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب فضل السحور... إلخ، الحدیث: ۱۰۹۶، ص ۵۵۲.

”تین چیزوں میں برکت ہے، جماعت اور شرید اور سحری میں۔“ (1)

حدیث ۴: طبرانی اوسط میں اور ابن حبان صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا: کہ ”اللہ (عزوجل) اور اُس کے فرشتے، سحری کھانے والوں پر دُرود بھیجتے ہیں۔“ (2)

حدیث ۵: ابن ماجہ وابن خزیمہ و بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: ”سحری کھانے سے دن کے روزہ پر استعانت کرو اور قیلولہ سے رات کے قیام پر۔“ (3)

حدیث ۶: نسائی باسناد حسن ایک صحابی سے راوی، کہتے ہیں میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سحری تناول فرما رہے تھے، ارشاد فرمایا: ”یہ برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی تو اسے نہ چھوڑنا۔“ (4)

حدیث ۷: طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا: ”تین شخصوں پر کھانے میں انشاء اللہ تعالیٰ حساب نہیں، جبکہ حلال کھایا۔ روزہ دار اور سحری کھانے والا اور سرحد پر گھوڑا

باندھنے والا۔“ (5)

حدیث ۸ تا ۱۰: امام احمد ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سحری

گل کی گل برکت ہے اُسے نہ چھوڑنا، اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ (عزوجل) اور اس کے

فرشتے دُرود بھیجتے ہیں۔“ (6) نیز عبد اللہ بن عمرو سائب بن یزید و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی قسم کی روایتیں آئیں۔

حدیث ۱۱: بخاری و مسلم و ترمذی سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”ہمیشہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔“ (7)

حدیث ۱۲: ابن حبان صحیح میں انھیں سے راوی، کہ فرمایا: ”میری اُمت میری سنت پر رہے گی، جب تک افطار میں

ستاروں کا انتظار نہ کرے۔“ (8)

1..... ”المعجم الكبير“، الحديث: ۶۱۲۷، ج ۶، ص ۲۵۱.

2..... ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، كتاب الصوم، باب السحور، الحديث: ۳۴۵۸، ج ۵، ص ۱۹۴.

3..... ”سنن ابن ماجه“، أبواب ماجاء في الصيام، باب ماجاء في السحور، الحديث: ۱۶۹۳، ج ۲، ص ۳۲۱.

4..... ”السنن الكبرى“ للنسائي، كتاب الصيام، باب فضل السحور، الحديث: ۲۴۷۲، ج ۲، ص ۷۹.

5..... ”المعجم الكبير“، الحديث: ۱۲۰۱۲، ج ۱۱، ص ۲۸۵.

6..... ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ۱۱۰۸۶، ج ۴، ص ۲۶.

7..... ”صحيح البخاري“، كتاب الصوم، باب تعجيل الإفطار، الحديث: ۱۹۵۷، ج ۱، ص ۶۴۵.

8..... ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، كتاب الصوم، باب الإفطار و تعجيله، الحديث: ۳۵۰۱، ج ۵، ص ۲۰۹.

حدیث ۱۳: احمد و ترمذی وابن خزیمہ وابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ”میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے، جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔“ (1)

حدیث ۱۴: طبرانی اوسط میں یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ”تین چیزوں کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے۔ افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر اور نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔“ (2)

حدیث ۱۵: ابوداؤد وابن خزیمہ وابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا، جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔“ (3)

حدیث ۱۶: امام احمد و ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ و دارمی سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔“ (4)

حدیث ۱۷: ابوداؤد و ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے، تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پیتے۔“ (5) ابوداؤد نے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے۔

اللَّهُمَّ لَكَ صُومْتُ وَ عَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ. (6)

حدیث ۱۸: نسائی وابن خزیمہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ”جو روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کا سامان کر دے تو اس سے بھی اتنا ہی ملے گا۔“ (7)

حدیث ۱۹: طبرانی کبیر میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا۔ فرشتے ماہ رمضان کے اوقات میں اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور

① ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ماجاء في تعجيل الإفطار، الحديث: ۷۰۰، ج ۲، ص ۱۶۴.

② ”المعجم الأوسط“، الحديث: ۷۴۷۰، ج ۵، ص ۳۲۰.

③ ”سنن أبي داود“، كتاب الصيام، باب ما يستحب من تعجيل الفطر، الحديث: ۲۳۵۳، ج ۲، ص ۴۴۶.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ماجاء ما يستحب عليه الإفطار، الحديث: ۶۹۵، ج ۲، ص ۱۶۲.

⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ماجاء ما يستحب عليه الإفطار، الحديث: ۶۹۶، ج ۲، ص ۱۶۲.

⑥ ”سنن أبي داود“، كتاب الصيام، باب القول عند الإفطار، الحديث: ۲۳۵۸، ج ۲، ص ۴۴۷.

⑦ ”شعب الإيمان“، باب في الصيام، فصل فيمن فطر صائما، الحديث: ۳۹۵۳، ج ۳، ص ۴۱۸.

جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام شبِ قدر میں اُس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔“ (1)

اور ایک روایت میں ہے، ”جو حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے، رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس پر

دُرود بھیجتے ہیں اور شبِ قدر میں جبریل اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔“ (2)

اور ایک روایت میں ہے، ”جو روزہ دار کو پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے میرے حوض سے پلائے گا کہ جنت میں داخل

ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔“ (3)

بیان اُن وجوہ کا جن سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

حدیث ۱: صحیحین میں اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں حمزہ بن عمرو اسلمی بہت روزے رکھا کرتے

تھے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ سفر میں روزہ رکھوں؟ ارشاد فرمایا: ”چاہو رکھو، چاہے نہ رکھو۔“ (4)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں سو لھو یس رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے ساتھ ہم جہاد میں گئے۔ ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا تو نہ روزہ داروں نے غیر روزہ داروں پر عیب لگایا

اور نہ انھوں نے ان پر۔“ (5)

حدیث ۳: ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انس بن مالک کعمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: کہ ”اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی دو پڑھے گا) اور مسافر اور دُودھ پلانے والی

اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا۔“ (6) (کہ اُن کو اجازت ہے کہ اُس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کر لیں)۔

مسئلہ ۱: سفر و حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوف ہلاک و اکراہ و نقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ

رکھنے کے لیے عذر ہیں، ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔ (7) (درمختار)

① ”المعجم الكبير“، الحديث: ۶۱۶۲، ج ۶، ص ۲۶۱.

② ”کنز العمال“، کتاب الصوم، الحديث: ۲۳۶۵۳، ج ۸، ص ۲۱۵.

③ ”شعب الإيمان“، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ۳۶۰۸، ج ۳، ص ۳۰۵ - ۳۰۶.

④ ”صحيح البخاري“، کتاب الصوم، باب الصوم في السفر والإفطار، الحديث: ۱۹۴۳، ج ۱، ص ۶۴۰.

⑤ ”صحيح مسلم“، کتاب الصيام، باب جواز الصوم والفطر في الشهر رمضان... إلخ، الحديث: ۱۱۱۶، ص ۵۶۴.

⑥ ”جامع الترمذي“، أبواب الصوم، باب ماجاء في الرخصة في الإفطار للجلبي والمرضع، الحديث: ۷۱۵، ج ۲، ص ۱۷۰.

⑦ ”الدر المختار“ و ”رد المختار“، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۶۲.

مسئلہ ۲: سفر سے مراد سفر شرعی ہے یعنی اتنی دُور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو، اگرچہ وہ سفر کسی ناجائز کام کے لیے ہو۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۳: دن میں سفر کیا تو اُس دن کا روزہ افطار کرنے کے لیے آج کا سفر عذر نہیں۔ البتہ اگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار ہوگا اور اگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم اور اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھول گیا تھا، اُسے لینے واپس آیا اور مکان پر آ کر روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ واجب ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مسافر نے ضحوة کبریٰ سے پیشتر اقامت کی اور ابھی کچھ کھایا نہیں تو روزہ کی نیت کر لینا واجب ہے۔^(۳)

(جوہرہ)

مسئلہ ۵: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یا خادم و خادمہ کو ناقابل برداشت ضعف کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔^(۵) (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۷: ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے محض وہم ناکافی ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا

(۲) اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا

(۳) کسی مسلمان طبیب حاذق مستور یعنی غیر فاسق نے اُس کی خبر دی ہو اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ نہ اس قسم کے طبیب نے اُسے بتایا، بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے افطار کر لیا تو کفارہ لازم آئے گا۔^(۶) (ردالمحتار) آج کل کے اکثر اطباء اگر کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں اور نہ سہی تو حاذق طبیب فی زمانہ نایاب سے ہو رہے ہیں، ان لوگوں کا کہنا کچھ قابل

① "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۶۳.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الافطار، ج ۱، ص ۲۰۶ - ۲۰۷.

③ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۶.

④ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۶۳.

⑤ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۳.

و "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۶۳.

⑥ "ردالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۶۴.

اعتبار نہیں نہ ان کے کہنے پر روزہ افطار کیا جائے۔ ان طبیعوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ کو منع کر دیتے ہیں، اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مضر ہے کس میں نہیں۔

مسئلہ ۸: باندی کو اپنے مالک کی اطاعت میں فرائض کا موقع نہ ملے تو یہ کوئی عذر نہیں۔ فرائض ادا کرے اور اتنی دیر کے لیے اُس پر اطاعت نہیں۔ مثلاً فرض نماز کا وقت تنگ ہو جائے گا تو کام چھوڑ دے اور فرض ادا کرے اور اگر اطاعت کی اور روزہ توڑ دیا تو کفارہ دے۔^(۱) (ردالمحتار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: عورت کو جب حیض و نفاس آ گیا تو روزہ جاتا رہا اور حیض سے پورے دس دن رات میں پاک ہوئی تو بہر حال کل کا روزہ رکھے اور کم میں پاک ہوئی تو اگر صبح ہونے کو اتنا عرصہ ہے کہ نہا کر خفیف سا وقت بچے گا تو بھی روزہ رکھے اور اگر نہا کر فارغ ہونے کے وقت صبح چمکی تو روزہ نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: حیض و نفاس والی کے لیے اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہراً، روزہ کی طرح رہنا اس پر ضروری نہیں۔^(۳) (جوہرہ) مگر چھپ کر کھانا اولیٰ ہے خصوصاً حیض والی کے لیے۔

مسئلہ ۱۱: بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاک کا خوف صحیح یا نقصان عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: روزہ توڑنے پر مجبور کیا گیا تو اسے اختیار ہے اور صبر کیا تو اجر ملے گا۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: سانپ نے کاٹا اور جان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں روزہ توڑ دیں۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا، اُن پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں اور ان قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں۔ فلہذا اگر ان روزوں کے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفل روزے ہو گئے، مگر حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔

حدیث میں فرمایا: ”جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے اور وہ نہ رکھے اس کے اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں

گے۔“ (۷)

① ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۶۴.

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبیح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷.

③ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، ص ۱۸۶.

④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبیح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷.

⑤ ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۶۲. ⑥ المرجع السابق.

⑦ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۸۶۲۹، ج ۳، ص ۲۶۶.

اور اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آگیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے، قضا نہ رکھے، بلکہ اگر غیر مریض و مسافر نے قضا کی نیت کی جب بھی قضا نہیں بلکہ اُسی رمضان کے روزے ہیں۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۱۵: خود اس مسافر کو اور اُس کے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہنچے تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے ورنہ نہ رکھنا بہتر۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر یہ لوگ اپنے اُسی عذر میں مر گئے، اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں پھر بھی وصیت کی تو تہائی مال میں جاری ہوگی اور اگر اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتے، مگر نہ رکھے تو وصیت کر جانا واجب ہے اور عمدہ نہ رکھے ہوں تو بدرجہ اولیٰ وصیت کرنا واجب ہے اور وصیت نہ کی، بلکہ ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو بھی جائز ہے مگر ولی پر دینا واجب نہ تھا۔^(۳) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: ہر روزہ کا فدیہ بقدر صدقہ فطر ہے اور تہائی مال میں وصیت اس وقت جاری ہوگی، جب اس میت کے وارث بھی ہوں اور اگر وارث نہ ہوں اور سارے مال سے فدیہ ادا ہوتا ہو تو سب فدیہ میں صرف کر دینا لازم ہے۔ یوہیں اگر وارث صرف شوہر یا زوجہ ہے تو تہائی نکالنے کے بعد ان کا حق دیا جائے، اس کے بعد جو کچھ بچے اگر فدیہ میں صرف ہو سکتا ہے تو صرف کر دیا جائے گا۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: وصیت کرنا صرف اتنے ہی روزوں کے حق میں واجب ہے جن پر قادر ہوا تھا، مثلاً دس قضا ہوئے تھے اور عذر جانے کے بعد پانچ پر قادر ہوا تھا کہ انتقال ہو گیا تو پانچ ہی کی وصیت واجب ہے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۱۹: ایک شخص کی طرف سے دوسرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا۔^(۶) (عامہ کتب)

مسئلہ ۲۰: اعتکاف واجب اور صدقہ فطر کا بدلہ اگر ورثہ ادا کر دیں تو جائز ہے اور اُن کی مقدار وہی بقدر صدقہ فطر

۱..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۵.

۲..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۵.

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۶.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار الّتی تبیح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷.

۴..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۷.

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۷.

۶..... انظر: "فتح القدیر"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۲، ص ۲۷۹.

ہے اور زکاۃ دینا چاہیں تو جتنی واجب تھی اُس قدر نکالیں۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۲۱: شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہو گئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی اُمید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا، اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دیدے۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا، مگر جاڑوں^(۳) میں رکھ سکے گا تو اب افطار کر لے اور اُن کے بدلے کے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے، تو فدیہ صدقہ نفل ہو کر رہ گیا ان روزوں کی قضا رکھے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: یہ اختیار ہے کہ شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا آخر میں دے اور اس میں تملیک^(۶) شرط نہیں بلکہ اباحت بھی کافی ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ جتنے فدیے ہوں اتنے ہی مساکین کو دے بلکہ ایک مسکین کو کئی دن کے فدیے دے سکتے ہیں۔^(۷) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: قسم^(۸) یا قتل^(۹) کے کفارہ کا اس پر روزہ ہے اور بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس روزہ کا فدیہ نہیں اور روزہ توڑنے یا ظہار^(۱۰) کا کفارہ اس پر ہے، تو اگر روزہ نہ رکھ سکے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے۔^(۱۱) (عالمگیری)

① "الدر المختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۷۱.

② "الدر المختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۷۱، وغیرہ.

③ سردیوں۔

④ "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۷۲.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷.

⑥ یعنی مالک بنادینا۔

⑦ "الدر المختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۷۲، وغیرہ.

⑧ قسم کے کفارے میں تین روزے ہیں۔

⑨ یعنی قتل خطا کے کفارے میں دو ماہ کے روزے ہیں۔

⑩ ظہار کے کفارے میں دو ماہ کے روزے ہیں۔ ("النتف في الفتاوی"، کتاب الصوم، ص ۹۳ - ۹۴).

⑪ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷.

مسئلہ ۲۶: کسی نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی منت مانی اور برابر روزے رکھے تو کوئی کام نہیں کر سکتا جس سے بسر اوقات ہو تو اُسے بقدر ضرورت افطار کی اجازت ہے اور ہر روزے کے بدلے میں فدیہ دے اور اس کی بھی قوت نہ ہو تو استغفار کرے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: نفل روزہ قصد شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے کہ توڑے گا تو قضا واجب ہوگی اور یہ گمان کر کے کہ اس کے ذمہ کوئی روزہ ہے، شروع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ نہیں ہے، اب اگر فوراً توڑ دیا تو کچھ نہیں اور یہ معلوم کرنے کے بعد نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۲۸: نفل روزہ قصد نہیں توڑا بلکہ بلا اختیار ٹوٹ گیا، مثلاً اثنائے روزہ میں حیض آ گیا، جب بھی قضا واجب ہے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲۹: عیدین یا ایام تشریق میں روزہ نفل رکھا تو اس روزہ کا پورا کرنا واجب نہیں، نہ اُس کے توڑنے سے قضا واجب، بلکہ اس روزہ کا توڑ دینا واجب ہے اور اگر ان دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانی تو منت پوری کرنی واجب ہے مگر ان دنوں میں نہیں بلکہ اور دنوں میں۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: نفل روزہ بلا عذر توڑ دینا ناجائز ہے، مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اسے ناگوار ہوگا یا مہمان اگر کھانا نہ کھائے تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفل روزہ توڑ دینے کے لیے یہ عذر ہے، بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا اور بشرطیکہ ضحوة کبریٰ سے پہلے توڑے بعد کو نہیں۔ زوال کے بعد ماں باپ کی ناراضی کے سبب توڑ سکتا ہے اور اس میں بھی عصر کے قبل تک توڑ سکتا ہے بعد عصر نہیں۔^(۵) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: کسی نے یہ قسم کھائی کہ اگر تو روزہ نہ توڑے تو میری عورت کو طلاق ہے، تو اُسے چاہیے کہ اس کی قسم سچی کر دے یعنی روزہ توڑ دے اگرچہ روزہ قضا ہو^(۶) اگرچہ بعد زوال ہو۔ (درمختار)

① ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۲.

② ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۳.

③ المرجع السابق، ص ۴۷۴.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۴.

⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۵ - ۴۷۷.

و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار التي تبیح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۸.

⑥ ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۶.

مسئلہ ۳۲: اُس کی کسی بھائی نے دعوت کی تو ضحوة کبریٰ کے قبل روزہ نفل توڑ دینے کی اجازت ہے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۳۳: عورت بغیر شوہر کی اجازت کے نفل اور منت و قسم کے روزے نہ رکھے اور رکھے لیے تو شوہر توڑوا سکتا ہے مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی، مگر اس کی قضا میں بھی شوہر کی اجازت درکار ہے یا شوہر اور اُس کے درمیان جدائی ہو جائے یعنی طلاق بائن دیدے یا مرجائے ہاں اگر روزہ رکھنے میں شوہر کا کچھ حرج نہ ہو مثلاً وہ سفر میں ہے یا بیمار ہے یا احرام میں ہے تو ان حالتوں میں بغیر اجازت کے بھی قضا رکھ سکتی ہے، بلکہ اگر وہ منع کرے جب بھی اور ان دنوں میں بھی بے اس کی اجازت کے نفل نہیں رکھ سکتی۔ رمضان اور قضاے رمضان کے لیے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ اس کی ممانعت پر بھی رکھے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: باندی غلام بھی علاوہ فرائض کے مالک کی اجازت بغیر نہیں رکھ سکتے۔ ان کا مالک چاہے تو توڑوا سکتا ہے۔ پھر اُس کی قضا مالک کی اجازت پر یا آزاد ہونے کے بعد رکھیں۔ البتہ غلام نے اگر اپنی عورت سے ظہار کیا تو کفارہ کے روزے بغیر مولیٰ کی اجازت کے رکھ سکتا ہے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: مزدور یا نوکر اگر نفل روزہ رکھے تو کام پورا ادا نہ کر سکے گا تو مستاجر یعنی جس کا نوکر ہے یا جس نے مزدوری پر اُسے رکھا ہے، اُس کی اجازت کی ضرورت ہے اور کام پورا کر سکے تو کچھ ضرورت نہیں۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: لڑکی کو باپ اور ماں کو بیٹے اور بہن کو بھائی سے اجازت لینے کی کچھ ضرورت نہیں اور ماں باپ اگر بیٹے کو روزہ نفل سے منع کر دیں، اس وجہ سے کہ مرض کا اندیشہ ہے تو ماں باپ کی اطاعت کرے۔^(۵) (ردالمحتار)

..... روزہ نفل کے فضائل ❁

(۱) عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور بہتر یہ ہے کہ نویں کو بھی رکھے۔

حدیث ۱: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عاشورا کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔^(۶)

① "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۷.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۷.

③ المرجع السابق، ص ۴۷۸.

④ "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۸. ⑤ المرجع السابق، ص ۴۷۸.

⑥ "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب ای یوم یصام فی عاشوراء، الحدیث: ۱۱۳۴، ص ۵۷۳.

حدیث ۲: مسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے اور فرض کے بعد افضل نماز صلاۃ اللیل ہے۔“ (1)

حدیث ۳: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی دن کے روزہ کو اور دن پر فضیلت دے کر جستجو فرماتے نہ دیکھا مگر یہ عاشورا کا دن اور یہ رمضان کا مہینہ۔ (2)

حدیث ۴: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، یہود کو عاشورا کے دن روزہ دار پایا، ارشاد فرمایا: یہ کیا دن ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ عرض کی، یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور اُن کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور فرعون اور اُس کی قوم کو ڈبو دیا، لہذا موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر اُس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی موافقت کرنے میں بہ نسبت تمہارے ہم زیادہ حق دار اور زیادہ قریب ہیں تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خود بھی روزہ رکھا اور اُس کا حکم بھی فرمایا۔ (3)

حدیث ۵: صحیح مسلم میں ابوقتاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”مجھے اللہ (عزوجل) پر گمان ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔“ (4)

(۲) عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ۔

حدیث ۱۰ تا ۶: صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ میں ابوقتاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”مجھے اللہ (عزوجل) پر گمان ہے، کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا

① ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، الحدیث: ۱۱۶۳، ص ۵۹۱.

② ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث: ۲۰۰۶، ج ۱، ص ۶۵۷.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث: ۱۲۸- (۱۱۳۰)، ص ۵۷۱.

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ عزوجل کوئی خاص نعمت عطا فرمائے اس کی یادگار قائم کرنا درست و محبوب ہے کہ وہ نعمت خاصہ یاد آئیگی اور اس کا شکر ادا کرنے کا سبب ہوگا۔ خود قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا: ﴿وَذَكِّرْهُمْ بِأَيِّمِ اللَّهِ﴾ (پ ۱۳، ابراہیم: ۵) ”خدا کے انعام کے دنوں کو یاد کرو۔“

اور ہم مسلمانوں کے لیے ولادت اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کون سا دن ہوگا، جس کی یادگار قائم کریں کہ تمام نعمتیں انہیں کے طفیل میں ہیں اور یہ دن عید سے بھی بہتر کہ انہیں کے صدقہ میں تو عید عید ہوئی اسی وجہ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب ارشاد فرمایا: کہ ((فِيهِ وَلَدْتُ)) (”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، الحدیث: ۱۹۸- (۱۱۶۲)، ص ۵۹۱) اس دن میری ولادت ہوئی۔ ۱۲ امنہ

④ ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحدیث: ۱۱۶۲، ص ۵۸۹.

دیتا ہے۔“ (1) اور اس کے مثل سہل بن سعد و ابو سعید خدری و عبد اللہ بن عمرو بن ابی قحطافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۱: ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبیہی و طبرانی روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفہ کے روزہ کو ہزار دن کے برابر بتاتے۔ (2) مگر حج کرنے والے پر جو عرفات میں ہے، اُسے عرفہ کے دن کا روزہ مکروہ ہے۔ کہ ابو داؤد و نسائی و ابن خزمیہ و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عرفہ کے دن عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ (3)

(۳) شوال میں چھ دن کے روزے (4) جنہیں لوگ شش عید کے روزے کہتے ہیں۔

حدیث ۱۲ و ۱۳: مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طبرانی ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو ایسا ہے جیسے دہر کا روزہ رکھا۔“ (5) اور اسی کے مثل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۱۴ و ۱۵: نسائی و ابن ماجہ و ابن خزمیہ و ابن حبان و ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد و طبرانی و بزار جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو اُس نے پورے سال کا روزہ رکھا، کہ جو ایک نیکی لائے گا اُسے دس ملیں گی تو ماہ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور ان چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے تو پورے سال کے روزے ہو گئے۔“ (6)

حدیث ۱۶: طبرانی اوسط میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا، جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔“ (7)

① ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر... إلخ، الحدیث: ۱۱۶۲، ص ۵۸۹.

② ”المعجم الأوسط“، باب المیم، الحدیث: ۶۸۰۲، ج ۵، ص ۱۲۷.

③ ”سنن أبی داؤد“، کتاب الصیام، باب فی صوم یوم عرفۃ بعرفۃ، الحدیث: ۲۴۴۰، ج ۲، ص ۴۷۹.

④ بہتر یہ ہے کہ یہ روزے متفرق رکھے جائیں اور عید کے بعد لگاتار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لیے، تب بھی حرج نہیں۔ کذا فی الدر المنہ

⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال اتباعاً لرمضان، الحدیث: ۱۱۶۴، ص ۵۹۲.

⑥ ”السنن الکبریٰ“ للنسائی، کتاب الصیام، باب صیام ستۃ ایام من شوال، الحدیث: ۲۸۶۰ - ۲۸۶۱، ج ۲، ص ۱۶۲ - ۱۶۳.

⑦ ”المعجم الأوسط“، باب المیم، الحدیث: ۸۶۲۲، ج ۶، ص ۲۳۴.

(۴) شعبان کا روزہ اور پندرہویں شعبان کے فضائل۔

حدیث ۱۷: طبرانی وابن حبان معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ عزوجل تمام مخلوق کی طرف تجلّی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے، مگر کافر اور عداوت والے کو۔“ (۱)

حدیث ۱۸ و ۱۹: بیہقی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”میرے پاس جبرئیل آئے اور یہ کہا: یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب (۲) کے بکریوں کے بال ہیں، مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔“ (۳) امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایت کی، اس میں قاتل کا بھی ذکر ہے۔

حدیث ۲۰: بیہقی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل شعبان کی پندرہویں شب میں تجلّی فرماتا ہے، استغفار کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور طالب رحمت پر رحم فرماتا ہے اور عداوت والوں کو جس حال پر ہیں، اسی پر چھوڑ دیتا ہے۔“ (۴)

حدیث ۲۱: ابن ماجہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اُس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک و تعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلّی فرماتا ہے اور فرماتا ہے: کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی

① ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، كتاب الحظرو الإباحة، باب ماجاء في التباعد... إلخ، الحديث: ۵۶۳۶، ج ۷، ص ۴۷۰.

جن دو شخصوں میں کوئی دنیوی عداوت ہو تو اس رات کے آنے سے پہلے انہیں چاہیے کہ ہر ایک دوسرے سے مل جائے اور ہر ایک دوسرے کی خطا معاف کر دے تاکہ مغفرت الہی انہیں بھی شامل ہو۔ انہیں احادیث کی بنا پر بحمدہ تعالیٰ یہاں بریلی میں اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہم الاقدس نے یہ طریقہ مقرر فرمایا کہ ۱۴ چودہ شعبان کو رات آنے سے پہلے مسلمان آپس میں ملتے اور عفو تقصیر کراتے اور جگہ کے مسلمان بھی ایسا ہی کریں تو نہایت انسب و بہتر ہو۔ ۱۲ منہ

② عرب میں بنی کلب ایک قبیلہ ہے، جن کے یہاں بکریاں بکثرت ہوتی تھیں۔ ۱۲ منہ

③ ”شعب الإيمان“، باب في الصيام، ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث: ۳۸۳۷، ج ۳، ص ۳۸۳.

④ ”شعب الإيمان“، باب في الصيام، ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث: ۳۸۳۵، ج ۳، ص ۳۸۲.

دُوں، ہے کوئی مبتلا کہ اُسے عافیت دُوں، ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔“ (1)

حدیث ۲۲: اُم المؤمنین صدیقہ فرماتی ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھتے میں نے نہ دیکھا۔ (2)

(۵) ہر مہینے میں تین روزے خصوصاً ایام بیض تیرہ، چودہ، پندرہ۔

حدیث ۲۳ و ۲۴: بخاری و مسلم و نسائی ابو ہریرہ اور مسلم ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی، ان میں ایک یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔ (3)

حدیث ۲۵ و ۲۶: صحیح بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر مہینے میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے دہر (ہمیشہ) کا روزہ۔“ (4) اسی کے مثل قرہ بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۲۷ و ۲۸: امام احمد و ابن حبان ابن عباس اور بزار موطا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”رمضان کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے سینہ کی خرابی کو دور کرتے ہیں۔“ (5)

حدیث ۲۹: طبرانی میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جس سے ہو سکے، ہر مہینے میں تین روزے رکھے کہ ہر روزہ دس گناہ مٹاتا ہے اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسا پانی کپڑے کو۔“ (6)

حدیث ۳۰: امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مہینے میں تین روزے رکھنے ہوں تو تیرہ، چودہ، پندرہ کو رکھوں۔“ (7)

حدیث ۳۱: نسائی نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار چیزوں کو

- ① ”سنن ابن ماجہ“، أبواب إقامة الصلوات... إلخ، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث: ۱۳۸۸، ج ۲، ص ۱۶۰.
- ② ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ماجاء في وصال شعبان برمضان، الحديث: ۷۳۶، ج ۲، ص ۱۸۲.
- ③ ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب صیام البیض ثلاث عشرة... إلخ، الحديث: ۱۹۸۱، ج ۱، ص ۶۵۱.
- ④ ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب النهی عن صوم الدهر... إلخ، الحديث: ۱۸۷- (۱۱۵۹)، ۱۹۷- (۱۱۶۲)، ص ۵۸۷، ۵۹۰.

⑤ ”مسند البزار“، مسند علی بن طالب، الحديث: ۶۸۸، ج ۲، ص ۲۷۱.

⑥ ”المعجم الكبير“، الحديث: ۶۰، ج ۲، ص ۳۵.

⑦ ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ۷۶۱، ج ۲، ص ۱۹۳.

نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشور اور عشرہ ذی الحجہ اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے اور فجر کے پہلے دو رکعتیں۔ (1)

حدیث ۳۲: نسائی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایام بیض میں بغیر روزہ کے نہ

ہوتے، نہ سفر میں، نہ حضر میں۔ (2)

(۶) پیر اور جمعرات کے روزے۔

حدیث ۳۳ تا ۳۵: سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”پیر اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس وقت پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔“ (3) اسی کے مثل اسامہ بن زید و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۳۶: ابن ماجہ انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پیر اور جمعرات کو روزے رکھا کرتے تھے،

اس کے بارے میں عرض کی گئی تو فرمایا: ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے، مگر وہ دو شخص جنہوں نے باہم جدائی کر لی ہے، ان کی نسبت ملائکہ سے فرماتا ہے: ”انھیں چھوڑو، یہاں تک کہ صلح کر لیں۔“ (4)

حدیث ۳۷: ترمذی شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر اور

جمعرات کو خیال کر کے روزہ رکھتے تھے۔ (5)

حدیث ۳۸: صحیح مسلم شریف میں ابوقادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے پیر کے دن

روزے کا سبب دریافت کیا گیا، فرمایا: ”اسی میں میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔“ (6)

(۷) بعض اور دنوں کے روزے۔

حدیث ۳۹: ابویعلیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو چہار شنبہ اور

①..... ”سنن النسائي“، كتاب الصيام، باب كيف يصوم ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ۲۴۱۳، ص ۳۹۵.

②..... ”سنن النسائي“، كتاب الصيام، باب صوم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بأي هو وامى... إلخ، الحديث: ۲۳۴۲، ص ۳۸۶.

③..... ”جامع الترمذي“، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس، الحديث: ۷۴۷، ج ۲، ص ۱۸۷.

④..... ”سنن ابن ماجه“، أبواب ما جاء في الصيام، باب صيام يوم الاثنين والخميس، الحديث: ۱۷۴۰، ج ۲، ص ۳۴۴.

⑤..... ”جامع الترمذي“، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس، الحديث: ۷۴۵، ج ۲، ص ۱۸۶.

⑥..... ”صحيح مسلم“، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ۱۹۸- (۱۱۶۲)، ص ۵۹۱.

پنج شنبہ کو روزے رکھے، اس کے لیے دوزخ سے براءت لکھ دی جائے گی۔“ (1)

حدیث ۴۲۰ تا ۴۲۲: طبرانی اوسط میں انھیں سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے چہار شنبہ و پنجشنبہ جمعہ کو روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا، جس کا باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا باہر سے۔“ (2)

اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے، کہ ”جنت میں موتی اور یاقوت وزبرجد کا محل بنائے گا اور اس کے لیے دوزخ سے برأت لکھ دی جائے گی۔“ (3)

اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے، کہ ”جو ان تین دنوں کے روزے رکھے پھر جمعہ کو تھوڑا یا زیادہ تصدق کرے تو جو گناہ کیا ہے، بخش دیا جائے گا اور ایسا ہو جائے گا جیسے اُس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔“ (4) مگر خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

حدیث ۴۳: مسلم و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے لیے اور دنوں میں جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے خاص نہ کرو، ہاں کوئی کسی قسم کا روزہ رکھتا تھا اور جمعہ کا دن روزہ میں واقع ہو گیا تو حرج نہیں۔“ (5)

حدیث ۴۴: بخاری و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ انھیں سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جمعہ کے دن کوئی روزہ نہ رکھے، مگر اس صورت میں کہ اس کے پہلے یا بعد ایک دن اور روزہ رکھے۔“ (6) اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے، ”جمعہ کا دن عید ہے، لہذا عید کے دن کو روزہ کا دن نہ کرو، مگر یہ کہ اس کے قبل یا بعد روزہ رکھو۔“ (7)

حدیث ۴۵: صحیح بخاری و مسلم میں محمد بن عباد سے ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے، میں نے ان سے پوچھا، کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزہ سے منع فرمایا؟ کہا: ہاں، اس گھر کے رب کی قسم۔ (8)

① ”مسند أبي يعلى“، مسند عبد الله بن عمر، الحديث: ۵۶۱۰، ج ۵، ص ۱۱۵.

② ”المعجم الأوسط“، الحديث: ۲۵۳، ج ۱، ص ۸۷. ③ ”المعجم الأوسط“، الحديث: ۲۵۴، ج ۱، ص ۸۷.

④ ”شعب الإيمان“، باب في الصيام، صوم شوال والأربعاء والخميس والجمعة، الحديث: ۳۸۷۲، ج ۳، ص ۳۹۷.

⑤ ”صحيح مسلم“، كتاب الصيام، باب كراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ، الحديث: ۱۴۸- (۱۱۴۴)، ص ۵۷۶.

⑥ ”صحيح مسلم“، كتاب الصيام، باب كراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ، الحديث: ۱۱۴۴، ص ۵۷۶.

⑦ ”صحيح ابن خزيمة“، كتاب الصيام، باب الدليل على أن يوم الجمعة يوم عيد... إلخ، الحديث: ۲۱۶۱، ج ۳، ص ۳۱۵.

⑧ ”صحيح مسلم“، كتاب الصيام، باب كراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ، الحديث: ۱۱۴۳، ص ۵۷۵.

منت کے روزہ کا بیان

شرعی منت جس کے ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے، اس کے لیے مطلقاً چند شرطیں ہیں۔

(۱) ایسی چیز کی منت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو، عیادتِ مریض اور مسجد میں جانے اور جنازہ کے ساتھ

جانے کی منت نہیں ہو سکتی۔

(۲) وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو، لہذا وضو و غسل و نظرِ مصحف کی منت صحیح

نہیں۔

(۳) اس چیز کی منت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہو، خواہ فی الحال یا آئندہ مثلاً آج کی ظہر یا کسی فرض نماز

کی منت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔

(۴) جس چیز کی منت مانی وہ خود بذاتہ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منت صحیح ہو جائے گی،

مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے، اگر اس کی منت مانی تو منت ہو جائے گی اگرچہ حکم یہ ہے کہ اُس دن نہ رکھے، بلکہ کسی

دوسرے دن رکھے کہ یہ ممانعتِ عارضی ہے یعنی عید کے دن ہونے کی وجہ سے، خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔

(۵) ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو، مثلاً یہ منت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا یہ منت صحیح نہیں۔^(۱)

مسئلہ ۱: منت صحیح ہونے کے لیے کچھ یہ ضرور نہیں کہ دل میں اس کا ارادہ بھی ہو، اگر کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے منت

کے الفاظ جاری ہو گئے منت صحیح ہو گئی یا کہنا یہ چاہتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر ایک دن کا روزہ رکھنا ہے اور زبان سے ایک

مہینہ نکلا مہینہ بھر کا روزہ واجب ہو گیا۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: ایامِ منہیہ یعنی عید و بقر عید اور ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں کے روزے رکھنے کی منت مانی اور

انہیں دنوں میں رکھ بھی لیے تو اگرچہ یہ گناہ ہوا مگر منت ادا ہو گئی۔^(۳) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: اس سال کے روزے کی منت مانی تو ایامِ منہیہ چھوڑ کر باقی دنوں میں روزے رکھے اور ان دنوں کے

بدلے کے اور دنوں میں رکھے اور اگر ایامِ منہیہ میں بھی رکھ لیے تو منت پوری ہو گئی مگر گنہگار ہوا۔ یہ حکم اُس وقت ہے کہ ایام

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ج ۱، ص ۲۰۸۔

② "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب فی الکلام علی النذر، ج ۳، ص ۴۸۲۔

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ج ۱، ص ۲۰۹۔

③ "الدرالمختار" کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۸۱ - ۴۸۳، وغیرہ۔

منہیہ سے پہلے منت مانی اور اگر ایام منہیہ گزرنے کے بعد مثلاً ذی الحجہ کی چودھویں شب میں اس سال کے روزے کی منت مانی تو ختم ذی الحجہ تک روزہ رکھنے سے منت پوری ہوگئی کہ یہ سال ختم ذی الحجہ پر ختم ہو جاتا ہے اور رمضان سے پہلے اس سنہ کے روزے کی منت مانی تھی تو رمضان کے بدلے کے روزے اس کے ذمہ نہیں۔

اور اگر منت میں پے در پے روزہ کی شرط یا نیت کی جب بھی جن دنوں میں روزہ کی ممانعت ہے، اُن میں روزہ نہ رکھے۔ مگر بعد میں پے در پے ان دنوں کی قضا رکھے اور اگر ایک دن بھی بے روزہ رہا تو اس دن کے پہلے جتنے روزے رکھے تھے، ان سب کا اعادہ کرے اور اگر ایک سال کے روزے کی منت کی تو سال بھر روزہ رکھنے کے بعد پینتیس^{۳۵} یا چونتیس^{۳۴} دن کے اور رکھے یعنی ماہ رمضان اور پانچ دن ایام ممنوعہ کے بدلے کے، اگرچہ ان دنوں میں بھی اُس نے روزے رکھے ہوں کہ اس صورت میں یہ ناکافی ہیں۔ البتہ اگر یوں کہا کہ ایک سال کے روزے پے در پے رکھوں گا تو اب ان پینتیس دنوں کے روزوں کی ضرورت نہیں، مگر اس صورت میں اگر پے در پے نہ ہوں گے تو سرے سے پھر رکھنے ہوں گے، مگر ایام ممنوعہ میں نہ رکھے بلکہ سال پورا ہونے پر پانچ دن علی الاصل رکھے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: منت کے الفاظ میں یمین^(۲) کا بھی احتمال ہے، لہذا یہاں چھ صورتیں ہوں گی۔

(۱) ان لفظوں سے کچھ نیت نہ کی نہ منت کی نہ یمین کی۔

(۲) فقط منت کی نیت کی یعنی یمین ہونے نہ ہونے کسی کا ارادہ نہ کیا۔

(۳) منت کی نیت کی اور یہ کہ یمین نہیں۔

(۴) یمین کی نیت کی اور یہ کہ منت نہیں۔

(۵) منت اور یمین دونوں کی نیت کی۔

(۶) فقط یمین کی نیت کی اور منت ہونے یا نہ ہونے کسی کی نہیں۔

پہلی تین صورتوں میں فقط منت ہے کہ پوری نہ کرے تو قضا دے اور چوتھی صورت میں یمین ہے کہ اگر پوری نہ کی تو کفارہ دینا ہوگا۔ پانچویں اور چھٹی صورتوں میں منت اور یمین دونوں ہیں، پوری نہ کرے تو منت کی قضا دے اور یمین کا کفارہ۔^(۳) (تنویر الابصار)

① "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب فی الکلام علی النذر، ج ۳، ص ۴۸۲ - ۴۸۴.

② یعنی قسم۔

③ "تنویر الأبصار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۸۴.

مسئلہ ۵: اس مہینے کے روزے کی منت مانی اور اس میں ایام منہیہ ہیں تو اُن میں روزے نہ رکھے، بلکہ اُن کے بدلے کے بعد میں رکھے اور رکھ لیے تو گنہگار ہوا مگر منت پوری ہوگئی اور اس صورت میں پورے ایک مہینے کے روزے واجب نہیں، بلکہ منت ماننے کے وقت سے اُس مہینے میں جتنے دن باقی ہیں اُن دنوں میں روزے واجب ہیں اور اگر وہ مہینہ رمضان کا تھا تو منت ہی نہ ہوئی کہ رمضان کے روزے تو خود ہی فرض ہیں۔ ہاں اگر ماہ رمضان کے روزوں کی منت مانی اور رمضان آنے سے پہلے انتقال ہو گیا تو ایک ماہ تک مسکین کو کھانا کھلانے کی وصیت واجب ہے۔

اور اگر کسی معین مہینے کی منت مانی، مثلاً رجب یا شعبان کی تو پورے مہینہ کا روزہ ضرور ہے، وہ مہینہ اوتیس کا ہو تو اوتیس روزے اور تیس کا ہو تو تیس اور نافع نہ کرے پھر اگر کوئی روزہ چھوٹ گیا تو اس کو بعد میں رکھ لے پورے مہینے کے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔^(۱) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۶: ایک مہینے کے روزے کی منت مانی تو پورے تیس دن کے روزے واجب ہیں، اگرچہ جس مہینے میں رکھے وہ اوتیس ہی کا ہو اور یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی روزہ ایام منہیہ میں نہ ہو کہ اس صورت میں اگر ایام منہیہ میں روزے رکھے تو گنہگار تو ہوا ہی، وہ روزے بھی ناکافی ہیں اور پے درپے کی شرط لگائی یا دل میں نیت کی تو یہ بھی ضرور ہے کہ نافع نہ ہونے پائے اگر نافع ہوا، اگرچہ ایام منہیہ میں تو اب سے ایک مہینے کے علی الاتصال روزے رکھے یعنی یہ ضرور ہے کہ ان تیس دنوں میں کوئی دن ایسا نہ ہو، جس میں روزہ کی ممانعت ہے اور پے درپے کی نہ شرط لگائی، نہ نیت میں ہے تو متفرق طور پر تیس روزے رکھ لینے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔

اور اگر عورت نے ایک ماہ پے درپے روزے رکھنے کی منت مانی تو اگر ایک مہینہ یا زیادہ طہارت کا زمانہ اُسے ملتا ہے تو ضرور ہے کہ ایسے وقت شروع کرے کہ حیض آنے سے پیشتر تیس دن پورے ہو جائیں، ورنہ حیض آنے کے بعد اب سے تیس پورے کرنے ہوں گے اور اگر مہینہ پورا ہونے سے پہلے اُسے حیض آجایا کرتا ہے تو حیض سے پہلے جتنے روزے رکھ چکی ہے، انھیں حساب کر لے جو باقی رہ گئے، انھیں حیض ختم ہونے کے بعد متصلاً بلا نافع پورا کر لے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۷: پے درپے روزے کی منت مانی تو نافع کرنا جائز نہیں اور متفرق طور پر مثلاً دس روزے کی منت مانی تو لگاتار رکھنا جائز ہے۔^(۳) (بحر)

① ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۸۴، ۴۸۶، وغیرہ۔

② ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، مطلب فی صوم الست من شوال، ج ۳، ص ۴۸۶، وغیرہما۔

③ ”البحر الرائق“، کتاب الصوم، فصل فی النذر، ج ۲، ص ۵۱۹۔

مسئلہ ۸: منت دو قسم ہے۔

ایک معلق کہ میر افلاں کام ہو جائے گا یا فلاں شخص سفر سے آجائے تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے اتنے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہ ہے۔

دوسری غیر معلق جو کسی چیز کے ہونے، نہ ہونے پر موقوف نہیں بلکہ یہ کہ اللہ (عزوجل) کے لیے میں اپنے اوپر اتنے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہ واجب کرتا ہوں۔ غیر معلق میں اگرچہ وقت یا جگہ وغیرہ معین کرے، مگر منت پوری کرنے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اس سے پیشتر یا اس کے غیر میں نہ ہو سکے، بلکہ اگر اس وقت سے پیشتر روزے رکھ لیے یا نماز پڑھ لی وغیرہ تو منت پوری ہوگئی۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۹: اس رجب کے روزے کی منت مانی اور جمادی الآخرہ میں روزے رکھ لیے اور یہ مہینہ انتیس کا ہوا، اگر یہ رجب بھی انتیس کا ہو تو پوری ہوگئی ایک اور روزہ کی ضرورت نہیں اور تیس کا ہوا تو ایک روزہ اور رکھے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: اس رجب کے روزہ کی منت مانی اور رجب میں بیمار رہا تو دوسرے دنوں میں ان کی قضا رکھے اور قضا میں اختیار ہے کہ لگاتار روزے ہوں یا ناغہ دے کر۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۱۱: معلق میں شرط پائی جانے سے پہلے منت پوری نہیں کر سکتا، اگر پہلے ہی روزے رکھ لیے بعد میں شرط پائی گئی تو اب پھر رکھنا واجب ہوگا، پہلے کے روزے اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۱۲: ایک دن کے روزے کی منت مانی تو اختیار ہے کہ ایتام منہیہ کے سوا جس دن چاہے روزہ رکھ لے۔ یوہیں دو دن، تین دن میں بھی اختیار ہے، البتہ اگر ان میں پے درپے کی نیت کی تو پے درپے رکھنا واجب ہوگا، ورنہ اختیار ہے کہ ایک ساتھ رکھے یا ناغہ دے کر اور متفرق کی نیت کی اور پے درپے رکھ لیے جب بھی جائز ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک ساتھ دس روزوں کی منت مانی اور پندرہ روزے رکھے، بیچ میں ایک دن افطار کیا اور یہ یاد نہیں کہ کون سے دن روزہ نہ تھا تو لگاتار پانچ دن اور رکھ لے۔^(۶) (عالمگیری)

..... ①

..... ② "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب فی صوم الست من شوال، ج ۳، ص ۴۸۷.

..... ③ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۸۹.

..... ④ المرجع السابق، ص ۴۸۸.

..... ⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ج ۱، ص ۲۰۹.

..... ⑥ المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: مریض نے ایک ماہ روزہ رکھنے کی منت مانی اور صحت نہ ہوئی مر گیا تو اُس پر کچھ نہیں اور اگر ایک دن کے لیے بھی اچھا ہو گیا تھا اور روزہ نہ رکھا تو پورے مہینے بھر کے فدیہ کی وصیت کرنا واجب ہے اور اس دن روزہ رکھ لیا جب بھی باقی دنوں کے لیے وصیت چاہیے۔ یوہیں اگر تندرست نے منت مانی اور مہینہ پورا ہونے سے پہلے مر گیا تو اس پر بھی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر رات میں منت مانی تھی اور رات ہی میں مر گیا جب بھی وصیت کر دینی چاہیے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: یہ منت مانی کہ جس دن فلاں شخص آئے گا، اس دن اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر روزہ رکھنا واجب ہے تو اگر ضوہ کبریٰ سے پیشتر آیا اور اُس نے کچھ کھایا یا نہیں ہے تو روزہ رکھ لے اور اگر رات میں آیا تو کچھ نہیں۔ یوہیں اگر زوال کے بعد آیا یا کھانے کے بعد آیا یا منت ماننے والی عورت تھی اور اُس دن اُسے حیض تھا تو ان صورتوں میں بھی کچھ نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ جس دن فلاں آئے گا، اُس دن کا اللہ (عزوجل) کے لیے مجھے ہمیشہ روزہ رکھنا ہے اور کھانا کھانے کے بعد آیا تو اُس دن کا روزہ تو نہیں مگر آئندہ ہر ہفتہ میں اُس دن کا روزہ اُس پر واجب ہو گیا، مثلاً پیر کے دن آیا تو ہر پیر کو روزہ رکھے۔^(۲) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: یہ منت مانی کہ جس دن فلاں آئے گا، اُس روز کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے اور دوسری منت یہ مانی کہ جس دن فلاں کو صحت ہو جائے اس دن کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے۔ اتفاقاً جس دن وہ آیا، اُسی دن وہ اچھا بھی ہو گیا تو ہر ہفتہ میں صرف اُسی ایک دن کا روزہ رکھنا اس پر ہمیشہ واجب ہوا۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: آدھے دن کے روزے کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

اعتکاف کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ ط﴾^(۵)

عورتوں سے مباشرت نہ کرو، جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کیے ہوئے ہو۔

حدیث ۱: صحیحین میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے آخر

① "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب فی صوم الست من شوال، ج ۳، ص ۴۸۸.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ج ۱، ص ۲۰۸ - ۲۰۹، وغیرہ.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ج ۱، ص ۲۰۹.

④ المرجع السابق.

⑤ پ ۲، البقرة: ۱۸۷.

عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے۔ (1)

حدیث ۲: ابو داؤد انھیں سے راوی، کہتی ہیں: معتکف پر سنت (یعنی حدیث سے ثابت) یہ ہے کہ نہ مریض کی عیادت کو جائے نہ جنازہ میں حاضر ہو، نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ اس سے مباشرت کرے اور نہ کسی حاجت کے لیے جائے، مگر اس حاجت کے لیے جاسکتا ہے جو ضروری ہے اور اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں اور اعتکاف جماعت والی مسجد میں کرے۔ (2)

حدیث ۳: ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معتکف کے بارے میں فرمایا: ”وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اُسے اُس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اُس نے تمام نیکیاں کیں۔“ (3)

حدیث ۴: بیہقی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کر لیا تو ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کیے۔“ (4)

مسئلہ ۱: مسجد میں اللہ (عزوجل) کے لیے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے اور اس کے لیے مسلمان، عاقل اور جنابت و حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بلوغ شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے، آزاد ہونا بھی شرط نہیں لہذا غلام بھی اعتکاف کر سکتا ہے، مگر اسے مولیٰ سے اجازت لینی ہوگی اور مولیٰ کو بہر حال منع کرنے کا حق حاصل ہے۔ (5) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مسجد جامع ہونا اعتکاف کے لیے شرط نہیں بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہو سکتا ہے۔ مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں، اگرچہ اس میں پنجگانہ جماعت نہ ہوتی ہو اور آسانی اس میں ہے کہ مطلقاً ہر مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ ہو، خصوصاً اس زمانہ میں کہ بہتیری مسجدیں ایسی ہیں جن میں نہ امام ہیں نہ مؤذن۔ (6) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: سب سے افضل مسجد حرم شریف میں اعتکاف ہے پھر مسجد نبوی میں علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پھر مسجد اقصیٰ (7) میں

① ”صحیح مسلم“، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر الاواخر من رمضان، الحدیث: ۱۱۷۲، ص ۵۹۷۔

② ”سنن أبي داود“، کتاب الصیام، باب المعتکف یعود المریض، الحدیث: ۲۴۷۳، ج ۲، ص ۴۹۲۔

③ ”سنن ابن ماجہ“، ابواب ما جاء فی الصیام، باب فی ثواب الاعتکاف، الحدیث: ۱۷۸۱، ج ۲، ص ۳۶۵۔

④ ”شعب الإيمان“، باب فی الاعتکاف، الحدیث: ۳۹۶۶، ج ۳، ص ۴۲۵۔

⑤ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۲ - ۴۹۴۔

و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱۔

⑥ ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۳۔

⑦ یعنی بیت المقدس۔

پھر اُس میں جہاں بڑی جماعت ہوتی ہو۔^(۱) (جوہرہ)

مسئلہ ۴: عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے، بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اُس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے جسے مسجد بیت کہتے ہیں اور عورت کے لیے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کر لے اور چاہیے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ کہ اس جگہ کو چوترا وغیرہ کی طرح بلند کر لے۔ بلکہ مرد کو بھی چاہیے کہ نوافل کے لیے گھر میں کوئی جگہ مقرر کر لے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: اگر عورت نے نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی ہے تو گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی، البتہ اگر اس وقت یعنی جب کہ اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کر لیا تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: خنثی^(۴) مسجد بیت میں اعتکاف نہیں کر سکتا۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۷: اعتکاف تین قسم ہے۔

(۱) واجب، کہ اعتکاف کی منت مانی یعنی زبان سے کہا، محض دل میں ارادہ سے واجب نہ ہوگا۔

(۲) سنت مؤکدہ، کہ رمضان کے پورے عشرۂ اخیرہ یعنی آخر کے دس دن میں اعتکاف کیا جائے یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت بہ نیت اعتکاف مسجد میں ہو اور بیسویں کے غروب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ اگر بیسویں تاریخ کو بعد نماز مغرب نیت اعتکاف کی تو سنت مؤکدہ ادا نہ ہوئی اور یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے کہ اگر سب ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کر لیا تو سب بری الذمہ۔

(۳) ان دو کے علاوہ اور جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب و سنت غیر مؤکدہ ہے۔^(۶) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۸: اعتکاف مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے، نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر، بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیت کی، جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے، چلا آیا اعتکاف ختم ہو گیا۔^(۷) (عالمگیری وغیرہ) یہ بغیر محنت ثواب مل رہا

۱..... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص ۱۸۸.

۲..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج ۳، ص ۴۹۴.

۳..... المرجع السابق.

۴..... یمجنرا۔

۵..... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج ۳، ص ۴۹۴.

۶..... المرجع السابق، ص ۴۹۵، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج ۱، ص ۲۱۱.

۷..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج ۱، ص ۲۱۱، وغیرہ.

ہے کہ فقط نیت کر لینے سے اعتکاف کا ثواب ملتا ہے، اسے تو نہ کھونا چاہیے۔ مسجد میں اگر دروازہ پر یہ عبارت لکھ دی جائے کہ اعتکاف کی نیت کر لو، اعتکاف کا ثواب پاؤ گے تو بہتر ہے کہ جو اس سے ناواقف ہیں انھیں معلوم ہو جائے اور جو جانتے ہیں اُن کے لیے یاد دہانی ہو۔

مسئلہ ۹: اعتکاف سنت یعنی رمضان شریف کی کچھلی دس تاریخوں میں جو کیا جاتا ہے، اُس میں روزہ شرط ہے، لہذا اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف تو کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوئی بلکہ نفل ہوا۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: منت کے اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے، یہاں تک کہ اگر ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور یہ کہا کہ روزہ نہ رکھے گا جب بھی روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر رات کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ رات میں روزہ نہیں ہو سکتا اور اگر یوں کہا کہ ایک دن رات کا مجھ پر اعتکاف ہے تو یہ منت صحیح ہے اور اگر آج کے اعتکاف کی منت مانی اور کھانا کھا چکا ہے تو منت صحیح نہیں۔^(۲) (درمختار، عالمگیری) یوہیں اگر ضوہ کبریٰ کے بعد منت مانی اور روزہ نہ تھا تو یہ منت صحیح نہیں کہ اب روزہ کی نیت نہیں کر سکتا، بلکہ اگر روزہ کی نیت کر سکتا ہو مثلاً ضوہ کبریٰ سے قبل جب بھی منت صحیح نہیں کہ یہ روزہ نفل ہوگا اور اس اعتکاف میں روزہ واجب درکار۔

مسئلہ ۱۱: یہ ضرور نہیں کہ خاص اعتکاف ہی کے لیے روزہ ہو بلکہ روزہ ہونا ضروری ہے، اگرچہ اعتکاف کی نیت سے نہ ہو مثلاً اس رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تو وہی رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی ہیں اور اگر رمضان کے روزے تو رکھے مگر اعتکاف نہ کیا تو اب ایک ماہ کے روزے رکھے اور اس کے ساتھ اعتکاف کرے اور اگر یوں نہ کیا یعنی روزے رکھ کر اعتکاف نہ کیا اور دوسرا رمضان آ گیا تو اس رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی نہیں۔

یوہیں اگر کسی اور واجب کے روزے رکھے تو یہ اعتکاف ان روزوں کے ساتھ بھی ادا نہیں ہو سکتا، بلکہ اب اُس کے لیے خاص اعتکاف کی نیت سے روزے رکھنا ضروری ہے اور اگر اس صورت میں کہ رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تھی نہ روزے رکھے، نہ اعتکاف کیا اب ان روزوں کی قضا رکھ رہا ہے تو ان قضا روزوں کے ساتھ وہ اعتکاف کی منت بھی پوری کر سکتا ہے۔^(۳) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

① ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۶۔

② ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۶۔

و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱۔

③ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۷۔

و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱۔

مسئلہ ۱۲: نفلی روزہ رکھا تھا اور اُس دن کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ اعتکاف واجب کے لیے نفلی روزہ کافی نہیں اور یہ روزہ واجب ہو نہیں سکتا۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں پوری نہیں کر سکتا بلکہ خاص اُس اعتکاف کے لیے روزے رکھنے ہوں گے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: عورت نے اعتکاف کی منت مانی تو شوہر منت پوری کرنے سے روک سکتا ہے اور اب بائن ہونے یا موت شوہر کے بعد منت پوری کرے۔ یوہیں لونڈی غلام کو ان کا مالک منع کر سکتا ہے، یہ آزاد ہونے کے بعد پوری کریں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: شوہر نے عورت کو اعتکاف کی اجازت دے دی اب روکنا چاہے تو نہیں روک سکتا اور مولیٰ نے باندی غلام کو اجازت دیدی جب بھی روک سکتا ہے اگرچہ اب روکے گا تو گنہگار ہوگا۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: شوہر نے ایک مہینے کے اعتکاف کی اجازت دی اور عورت لگاتار پورے مہینے کا اعتکاف کرنا چاہتی ہے تو شوہر کو اختیار ہے کہ یہ حکم دے کہ تھوڑے تھوڑے کر کے ایک مہینہ پورا کر لے اور اگر کسی خاص مہینے کی اجازت دی ہے تو اب اختیار نہ رہا۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: اعتکاف واجب میں معتکف کو مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے، اگر نکلا تو اعتکاف جاتا رہا اگرچہ بھول کر نکلا ہو۔ یوہیں اعتکاف سنت بھی بغیر عذر نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔ یوہیں عورت نے مسجد بیت میں اعتکاف واجب یا مسنون کیا تو بغیر عذر وہاں سے نہیں نکل سکتی، اگر وہاں سے نکلی اگرچہ گھر ہی میں رہی اعتکاف جاتا رہا۔^(۶) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں۔

ایک حاجت طبعی کہ مسجد میں پوری نہ ہو سکے جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا، وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل، مگر غسل وضو میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں نہ ہو سکیں یعنی کوئی ایسی چیز نہ ہو جس میں وضو و غسل کا پانی لے سکے اس طرح کہ مسجد میں پانی کی

۱..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱.

۲..... المرجع السابق.

۳..... المرجع السابق.

۴..... المرجع السابق.

۵..... المرجع السابق.

۶..... المرجع السابق، ص ۲۱۲، و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۱.

کوئی بوند نہ گرے کہ وضو و غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے اور لگن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کر سکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ یوہیں اگر مسجد میں وضو و غسل کے لیے جگہ بنی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی اب اجازت نہیں۔

دوم حاجت شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا یا اذان کہنے کے لیے منارہ پر جانا، جبکہ منارہ پر جانے کے لیے باہر ہی سے راستہ ہو اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیر مؤذن بھی منارہ پر جاسکتا ہے مؤذن کی تخصیص نہیں۔^(۱) (ردالمحتار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: قضائے حاجت کو گیا تو طہارت کر کے فوراً چلا آئے ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر معتکف کا مکان مسجد سے دُور ہے اور اس کے دوست کا مکان قریب تو یہ ضرور نہیں کہ دوست کے یہاں قضائے حاجت کو جائے، بلکہ اپنے مکان پر بھی جاسکتا ہے اور اگر اس کے خود دو مکان ہیں ایک نزدیک دوسرا دُور تو نزدیک والے مکان میں جائے کہ بعض مشائخ فرماتے ہیں دُور والے میں جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔^(۲) (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: جمعہ اگر قریب کی مسجد میں ہوتا ہے تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اس وقت جائے کہ اذان ثانی سے پیشتر سنتیں پڑھ لے اور اگر دُور ہو تو آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی جاسکتا ہے، مگر اس انداز سے جائے کہ اذان ثانی کے پہلے سنتیں پڑھ سکے زیادہ پہلے نہ جائے۔

اور یہ بات اس کی رائے پر ہے جب اس کی سمجھ میں آجائے کہ پہنچنے کے بعد صرف سنتوں کا وقت باقی رہے گا، چلا جائے اور فرض جمعہ کے بعد چار یا چھ رکعتیں سنتوں کی پڑھ کر چلا آئے اور ظہر احتیاطی پڑھنی ہے تو اعتکاف والی مسجد میں آ کر پڑھے اور اگر کچھلی سنتوں کے بعد واپس نہ آیا، وہیں جامع مسجد میں ٹھہرا رہا، اگرچہ ایک دن رات تک وہیں رہ گیا یا اپنا اعتکاف وہیں پورا کیا تو بھی وہ اعتکاف فاسد نہ ہوا مگر یہ مکروہ ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کیا، وہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔^(۳) (ردالمحتار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو جماعت کے لیے نکلنے کی اجازت ہے۔^(۴)

(ردالمحتار)

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۱۔

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۱۔

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۲۔

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۲۔

۴..... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۳، ۵۰۵۔

مسئلہ ۲۲: اعتکاف کے زمانہ میں حج یا عمرہ کا احرام باندھا تو اعتکاف پورا کر کے جائے اور اگر وقت کم ہے کہ اعتکاف پورا کرے گا تو حج جاتا رہے گا تو حج کو چلا جائے پھر سرے سے اعتکاف کرے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اگر وہ مسجد گر گئی یا کسی نے مجبور کر کے وہاں سے نکال دیا اور فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: اگر ڈوبنے یا جلنے والے کے بچانے کے لیے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لیے گیا یا جہاد میں سب لوگوں کا بلاوا ہوا اور یہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لیے گیا، اگرچہ کوئی دوسرا پڑھنے والا نہ ہو تو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہو گیا۔^(۳) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: عورت مسجد میں معتکف تھی، اسے طلاق دی گئی تو گھر چلی جائے اور اسی اعتکاف کو پورا کر لے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: اگر منت مانتے وقت یہ شرط کر لی کہ مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں حاضر ہوگا تو یہ شرط جائز ہے۔ اب اگر ان کاموں کے لیے جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا، مگر خالی دل میں نیت کر لینا کافی نہیں بلکہ زبان سے کہہ لینا ضروری ہے۔^(۵) (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۷: پاخانہ پیشاب کے لیے گیا تھا، قرض خواہ نے روک لیا اعتکاف فاسد ہو گیا۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: معتکف کو وطی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے۔ جماع سے بہر حال اعتکاف فاسد ہو جائے گا، انزال ہو یا نہ ہو قصداً ہو یا بھولے سے مسجد میں ہو یا باہر رات میں ہو یا دن میں، جماع کے علاوہ اوروں میں اگر انزال ہو تو فاسد ہے ورنہ نہیں، احتلام ہو گیا یا خیال جماع نے یا نظر کرنے سے انزال ہوا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔^(۷) (عالمگیری وغیرہ)

۱..... ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۳.

۲..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۲.

۳..... المرجع السابق.

۴..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۲.

۵..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۲.

و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶. وغیرہما

۶..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۲.

۷..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳، وغیرہ.

مسئلہ ۲۹: معتکف نے دن میں بھول کر کھالیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا، گالی گلوچ یا جھگڑا کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا مگر بے نور و بے برکت ہوتا ہے۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۰: معتکف نکاح کر سکتا ہے اور عورت کو رجعی طلاق دی ہے تو رجعت بھی کر سکتا ہے، مگر ان امور کے لیے اگر مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔^(۲) (عالمگیری، درمختار) مگر جماع اور بوسہ وغیرہ سے اس کو رجعت حرام ہے، اگرچہ رجعت ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳۱: معتکف نے حرام مال یا نشہ کی چیز رات میں کھائی تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔^(۳) (عالمگیری) مگر اس حرام کا گناہ ہوا تو بہ کرے۔

مسئلہ ۳۲: بے ہوشی اور جنون اگر طویل ہوں کہ روزہ نہ ہو سکے تو اعتکاف جاتا رہا اور قضا واجب ہے، اگرچہ کئی سال کے بعد صحت ہو اور اگر معتوہ یعنی بوہرا ہو گیا، جب بھی اچھے ہونے کے بعد قضا واجب ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: معتکف مسجد ہی میں کھائے پیے سوئے ان امور کے لیے مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔^(۵) (درمختار وغیرہ) مگر کھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۴: معتکف کے سوا اور کسی کو مسجد میں کھانے پینے سونے کی اجازت نہیں اور اگر یہ کام کرنا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکر الہی کرے پھر یہ کام کر سکتا ہے۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: معتکف کو اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے اور اگر خرید و فروخت بقصد تجارت ہو تو ناجائز اگرچہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: معتکف اگر بہ نیت عبادت سکوت کرے یعنی چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳، وغیرہ.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳.

و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳.

④ المرجع السابق.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶، وغیرہ.

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶.

⑦ "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶.

چُپ رہنا ثواب کی بات سمجھ کر نہ ہو تو حرج نہیں اور بری بات سے چُپ رہا تو یہ مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے کیونکہ بری بات زبان سے نہ نکالنا واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح بات بھی معتکف کو مکروہ ہے، مگر بوقت ضرورت اور بے ضرورت مسجد میں مباح کلام نیکوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۳۷: معتکف نہ چُپ رہے، نہ کلام کرے تو کیا کرے۔ یہ کرے قرآن مجید کی تلاوت، حدیث شریف کی قراءت اور درود شریف کی کثرت، علم دین کا درس و تدریس، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سیر و اذکار اور اولیاء صالحین کی حکایت اور امور دین کی کتابت۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۳۸: ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تو اس میں رات داخل نہیں۔ طلوع فجر سے پیشتر مسجد میں چلا جائے اور غروب کے بعد چلا آئے اور اگر دو دن یا تین دن یا زیادہ دنوں کی منت مانی یا دو یا تین یا زیادہ راتوں کے اعتکاف کی منت مانی تو ان دونوں صورتوں میں اگر صرف دن یا صرف راتیں مراد لیں تو نیت صحیح ہے، لہذا پہلی صورت میں منت صحیح ہے اور صرف دنوں میں اعتکاف واجب ہوا اور اس صورت میں اختیار ہے کہ اتنے دنوں کا لگا تا راعتکاف کرے یا متفرق طور پر۔ اور دوسری صورت میں منت صحیح نہیں کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اور رات میں روزہ ہو نہیں سکتا اور اگر دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں مراد ہیں۔ یا کچھ نیت نہ کی تو دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور علی الاطلاق اتنے دنوں میں اعتکاف ضروری ہے، تفریق نہیں کر سکتا۔

نیز اس صورت میں یہ بھی ضرور ہے کہ دن سے پہلے جو رات ہے، اس میں اعتکاف ہو، لہذا غروب آفتاب سے پہلے جائے اعتکاف میں چلا جائے اور جس دن پورا ہو غروب آفتاب کے بعد نکل آئے اور اگر دن کی منت مانی اور کہتا یہ ہے کہ میں نے دن کہہ کر رات مراد لی، تو یہ نیت صحیح نہیں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے۔^(۳) (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۹: عید کے دن کے اعتکاف کی منت مانی تو کسی اور دن میں جس دن روزہ رکھنا جائز ہے، اس کی قضا کرے اور اگر یمین کی نیت تھی تو کفارہ دے اور عید ہی کے دن کر لیا تو منت پوری ہوگئی مگر گنہگار ہوا۔^(۴) (عالمگیری)

① "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۷.

② المرجع السابق، ص ۵۰۸.

③ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص ۱۹۰.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳ - ۲۱۴.

و "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۱۰.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۴.

مسئلہ ۴۰: کسی دن یا کسی مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو اس سے پیشتر بھی اس منت کو پورا کر سکتا ہے یعنی جبکہ معلق نہ ہو اور مسجد حرم شریف میں اعتکاف کرنے کی منت مانی تو دوسری مسجد میں بھی کر سکتا ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: ماہ گزشتہ کے اعتکاف کی منت مانی تو صحیح نہیں۔ منت مان کر معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو منت ساقط ہو گئی پھر مسلمان ہوا تو اس کی قضا واجب نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور مر گیا تو ہر روز کے بدلے بقدر صدقہ فطر کے مسکین کو دیا جائے یعنی جبکہ وصیت کی ہو اور اس پر واجب ہے کہ وصیت کر جائے اور وصیت نہ کی، مگر وارثوں نے اپنی طرف سے فدیہ دے دیا، جب بھی جائز ہے۔ مریض نے منت مانی اور مر گیا تو اگر ایک دن کو بھی اچھا ہو گیا تھا تو ہر روز کے بدلے صدقہ فطر کی قدر دیا جائے اور ایک دن کو بھی اچھا نہ ہوا تو کچھ واجب نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ بات اس کے اختیار میں ہے کہ جس مہینے کا چاہے اعتکاف کرے، مگر لگاتار اعتکاف میں بیٹھنا واجب ہے اور اگر یہ کہے کہ میری مراد ایک مہینے کے صرف دن تھے، راتیں نہیں تو یہ قول نہیں مانا جائے گا۔ دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور تیس دن کہا تھا جب بھی یہی حکم ہے۔ ہاں اگر منت مانتے وقت یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کے دنوں کا اعتکاف ہے، راتوں کا نہیں تو صرف دنوں کا اعتکاف واجب ہوا اور اب یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر تیس دن کا اعتکاف کر لے اور اگر یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کی راتوں کا اعتکاف ہے دنوں کا نہیں تو کچھ نہیں۔^(۴) (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۴۴: اعتکاف نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں، کہ وہیں تک ختم ہو گیا اور اعتکاف مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا کرے، پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں اور منت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی معین مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے، ورنہ اگر علی الاصل واجب ہوا تھا تو سرے سے اعتکاف کرے اور علی الاصل واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔^(۵) (ردالمحتار)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۴.

۲..... المرجع السابق.

۳..... المرجع السابق.

۴..... "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص ۱۹۰، ۱۹۱.

و "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۱۰.

۵..... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۹، ۵۰۱، ۵۰۳.

مسئلہ ۳۵: اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا مثلاً بیمار ہو گیا یا بلا اختیار چھوٹا مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آیا یا جنون و بے ہوشی طویل طاری ہوئی، ان میں بھی قضا واجب ہے اور ان میں اگر بعض فوت ہو تو کل کی قضا کی حاجت نہیں، بلکہ بعض کی قضا کر دے اور کل فوت ہو تو کل کی قضا ہے اور منّت میں علی الاطلاق واجب ہوا تھا اور تو علی الاطلاق (۱) کل کی قضا ہے۔ (۲) (ردالمحتار)

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى الْآلَاءِ وَالصَّلَوةِ وَالسَّلَامِ عَلَى أَفْضَلِ أَنْبِيَائِهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَأَوْلِيَائِهِ وَعَلَيْنَا
مَعَهُمْ يَارَحِمَ الرَّاحِمِينَ وَآخِرُ دَعْوَانَا إِنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط

امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ
اپنی شہرہ آفاق کتاب ”فیضان سنت“ میں لکھتے ہیں:

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ. ”مسلمان کی نیت اسکے عمل سے بہتر

ہے۔“ (المعجم الكبير للطبراني، الحديث: ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

اپنے اعتکاف کی عظیم الشان نیکی کے ساتھ مزید اچھی اچھی نیتیں شامل کر کے ثواب میں خوب اضافہ کیجئے۔

(۱) تہوؤف کے ان مدنی اصولوں (الف) تقلیل طعام (یعنی کم کھانا) (ب) تقلیل کلام (یعنی کم بولنا) (ج) تقلیل منام (یعنی کم سونا) پر
کار بند رہوں گا، روزانہ پانچوں نمازیں (۲) پہلی صف میں (۳) تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ (۴) باجماعت ادا کروں گا (۵) ہر اذان اور
(۶) ہر اقامت کا جواب دوں گا (۷) ہر بار تکبیرِ اولیٰ و آخر دُرود شریف اذان کے بعد کی دُعا پڑھوں گا (۸) روزانہ تہجد (۹) اشراق
(۱۰) چاشت اور (۱۱) اَوَائِثِین کے نوافل ادا کروں گا (۱۲) تلاوت اور (۱۳) دُرود شریف کی کثرت کروں گا (۱۴) روزانہ
رات سورۃ المُلک پڑھوں/سُنوں گا (۱۵) زبان پر قفلِ مدینہ لگاؤں گا یعنی فُضُول گوئی سے بچوں گا اور ممکن ہو تو اس نیتِ خیر کے ساتھ
ضرورت کی دُنیوی بات بھی لکھ کر یا اشارہ سے کروں گا تاکہ فُضُول، یا بُری باتوں میں نہ جا پڑوں یا شور و غل کا سبب نہ بن جاؤں
(۱۶) مسجد کو ہر طرح کی بدو سے بچاؤں گا۔ (ماخوذ از: فیضان سنت (تخریج شدہ)، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نُحَمِّدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ط

حج کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبْرَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ۚ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۚ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝﴾ (1)

بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور ہدایت تمام جہان کے لیے، اُس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم اور جو شخص اس میں داخل ہو با امن ہے اور اللہ (عزوجل) کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے، جو شخص باعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھے اور جو کفر کرے تو اللہ (عزوجل) سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَاتِمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ط﴾ (2)

حج و عمرہ کو اللہ (عزوجل) کے لیے پورا کرو۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: ”اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا لہذا حج کرو۔“ ایک شخص نے عرض کی، کیا ہر سال یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سکوت فرمایا (3)۔ انھوں نے تین بار یہ کلمہ کہا۔ ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہو سکتا پھر فرمایا: جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں تم مجھ سے سوال نہ کرو، اگلے لوگ کثرت سوال اور پھر انبیاء کی مخالفت سے ہلاک ہوئے، لہذا جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اُسے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کروں تو اُسے چھوڑ دو۔ (4)

① پ ۴، آل عمران: ۹۶-۹۷. ② پ ۲، البقرة: ۱۹۶.

③ یعنی خاموش رہے۔

④ ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر، الحديث: ۱۳۳۷، ص ۶۹۸.

حدیث ۲: صحیحین میں انھیں سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، کون عمل افضل ہے؟ فرمایا: ”اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان۔ عرض کی گئی پھر کیا؟ فرمایا: اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد۔ عرض کی گئی پھر کیا؟ فرمایا: حج مبرور۔“ (1)

حدیث ۳: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انھیں سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے حج کیا اور رفٹ (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔“ (2)

حدیث ۴: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انھیں سے راوی، ”عمرہ سے عمرہ تک اُن گناہوں کا کفارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔“ (3)

حدیث ۵: مسلم و ابن خزمیہ و غیرہا عمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”حج ان گناہوں کو دفع کر دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔“ (4)

حدیث ۶ و ۷: ابن ماجہ اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حج کمزوروں کے لیے جہاد ہے۔“ (5)

اور اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابن ماجہ نے روایت کی، کہ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عورتوں پر جہاد ہے؟ فرمایا: ”ہاں ان کے ذمہ وہ جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں حج و عمرہ۔“ (6)

اور صحیحین میں انھیں سے مروی، کہ فرمایا: ”تمہارا جہاد حج ہے۔“ (7)

① ”صحیح البخاری“، کتاب الإیمان، باب من قال ان الإیمان هو العمل، الحدیث: ۲۶، ج ۱، ص ۲۱.

② ”صحیح البخاری“، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، الحدیث: ۱۵۲۱، ج ۱، ص ۵۱۲.

و ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الحج، الترغیب فی الحج و العمرة... إلخ، الحدیث: ۲، ج ۲، ص ۱۰۳.

③ ”صحیح البخاری“، کتاب العمرة، باب وجوب العمرة و فضلها، الحدیث: ۱۷۷۳، ج ۱، ص ۵۸۶.

④ ”صحیح مسلم“، کتاب الإیمان، باب کون الاسلام یهدم ما قبله... إلخ، الحدیث: ۱۲۱، ص ۷۴.

⑤ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المناسک، باب الحج جہاد النساء، الحدیث: ۲۹۰۲، ج ۳، ص ۴۱۴.

⑥ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المناسک، باب الحج جہاد النساء، الحدیث: ۲۹۰۱، ج ۳، ص ۴۱۳.

⑦ ”صحیح البخاری“، کتاب الجہاد، باب جہاد النساء، الحدیث: ۲۸۷۵، ج ۲، ص ۲۷۴.

حدیث ۸: ترمذی وابن خزیمہ وابن حبان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں، جیسے بھٹی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔“ (۱)

حدیث ۹: بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و غیر ہم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کی برابر ہے۔“ (۲)

حدیث ۱۰: بزار نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا، جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔“ (۳)

حدیث ۱۱: بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو خانہ کعبہ کے قصد سے آیا اور اُونٹ پر سوار ہوا تو اُونٹ جو قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے نیکی لکھتا ہے اور خطا کو مٹاتا ہے اور درجہ بلند فرماتا ہے، یہاں تک کہ جب کعبہ معظمہ کے پاس پہنچا اور طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر سرمنڈایا یا بال کتر وائے تو گناہوں سے ایسا نکل گیا، جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔“ (۴) اور اسی کے مثل عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی۔

حدیث ۱۲: ابن خزیمہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے اُس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی۔ کہا گیا، حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا: ہر نیکی لاکھ نیکی ہے۔“ (۵) تو اس حساب سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ہوئیں وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ.

حدیث ۱۳ تا ۱۶: بزار نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حج و عمرہ کرنے والے اللہ (عزوجل) کے وفد ہیں، اللہ (عزوجل) نے انھیں بلایا، یہ حاضر ہوئے، انھوں نے اللہ (عزوجل) سے سوال کیا، اُس

①..... ”جامع الترمذی“، أبواب الحج، باب ماجاء فی ثواب الحج و العمرة، الحدیث: ۸۱۰، ج ۲، ص ۲۱۸.

②..... ”صحیح البخاری“، کتاب جزاء الصيد، باب حج النساء، الحدیث: ۱۸۶۳، ج ۱، ص ۶۱۴.

③..... ”مسند البزار“، مسند أبي موسى الاشعري رضي الله عنه، الحدیث: ۳۱۹۶، ج ۸، ص ۱۶۹.

④..... ”شعب الإيمان“، باب فی المناسک، باب فضل الحج و العمرة، الحدیث: ۴۱۱۵، ج ۳، ص ۴۷۸.

⑤..... ”المستدرک“، للحاکم، کتاب المناسک، باب فضيلة الحج ماشيا، الحدیث: ۱۷۳۵، ج ۲، ص ۱۱۴.

نے انھیں دیا۔“ (1) اسی کے مثل ابن عمر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۷: بزار و طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس کے لیے استغفار کرے اُس کے لیے بھی۔“ (2)

حدیث ۱۸: اصہبانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”حج فرض جلد ادا کرو کہ کیا معلوم کیا پیش آئے۔“ (3)

اور ابو داؤد و دارمی کی روایت میں یوں ہے: ”جس کا حج کا ارادہ ہو تو جلدی کرے۔“ (4)

حدیث ۱۹: طبرانی اوسط میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ داؤد علیہ السلام نے عرض کی، اے اللہ! (عز وجل) جب تیرے بندے تیرے گھر کی زیارت کو آئیں تو انھیں تو کیا عطا فرمائے گا؟ فرمایا: ”ہر زائر کا اُس پر حق ہے جس کی زیارت کو جائے، اُن کا مجھ پر یہ حق ہے کہ دنیا میں انھیں عافیت دوں گا اور جب مجھ سے ملیں گے تو اُن کی مغفرت فرما دوں گا۔“ (5)

حدیث ۲۰: طبرانی کبیر میں اور بزار ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں میں مسجد منیٰ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک انصاری اور ایک ثقفی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا پھر کہا، یا رسول اللہ! (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم کچھ پوچھنے کے لیے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ”اگر تم چاہو تو میں بتا دوں کہ کیا پوچھنے حاضر ہوئے ہو اور اگر چاہو تو میں کچھ نہ کہوں، تمہیں سوال کرو۔“ عرض کی، یا رسول اللہ! (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں بتا دیجیے۔ ارشاد فرمایا: تو اس لیے حاضر ہوا ہے کہ گھر سے نکل کر بیت الحرام کے قصد سے جانے کو دریافت کرے اور یہ کہ اس میں تیرے لیے کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کو اور یہ کہ اس میں تیرے لیے کیا ثواب ہے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کو اور یہ کہ اس میں تیرے لیے کیا ثواب ہے اور عرفہ کی شام کے وقوف کو اور تیرے لیے اس میں کیا ثواب ہے اور جمار کی رمی کو اور اس میں تیرے لیے کیا ثواب ہے اور قربانی کرنے کو اور اس میں تیرے لیے کیا ثواب

① ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الحج، الترغیب فی الحج و العمرة... إلخ، الحدیث: ۲۰، ج ۲، ص ۱۰۷.

② ”مجمع الزوائد“، باب دعاء الحجاج و العمار، الحدیث: ۵۲۸۷، ج ۳، ص ۴۸۳.

③ ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الحج، الترغیب فی الحج و العمرة... إلخ، الحدیث: ۲۶، ج ۲، ص ۱۰۹.

④ ”سنن أبي داود“ کتاب المناسک، باب ۵، الحدیث: ۱۷۳۲، ج ۲، ص ۱۹۷.

⑤ ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، باب المیم، الحدیث: ۶۰۳۷، ج ۴، ص ۲۹۷.

ہے اور اس کے ساتھ طوافِ افاضہ (۱) کو۔“

اُس شخص نے عرض کی، قسم ہے! اس ذات کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا، اسی لیے حاضر ہوا تھا کہ ان باتوں کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے دریافت کروں۔ ارشاد فرمایا: ”جب تو بیت الحرام کے قصد سے گھر سے نکلے گا تو اونٹ کے ہر قدم رکھنے اور ہر قدم اٹھانے پر تیرے لیے حسنہ لکھا جائے گا اور تیری خطا مٹا دی جائے گی اور طواف کے بعد کی دو رکعتیں ایسی ہیں جیسے اولادِ اسماعیل میں کوئی غلام ہو، اُس کے آزاد کرنے کا ثواب اور صفا و مروہ کے درمیان سعی ستر غلام آزاد کرنے کے مثل ہے۔“

اور عرفہ کے دن وقوف کرنے کا حال یہ ہے کہ اللہ عزوجل آسمان دنیا کی طرف خاص تجلّی فرماتا ہے اور تمہارے ساتھ ملائکہ پر مباہات فرماتا ہے، ارشاد فرماتا ہے: ”میرے بندے دُور دُور سے پرانگندہ سر میری رحمت کے امیدوار ہو کر حاضر ہوئے، اگر تمہارے گناہ ریت کی گنتی اور بارش کے قطروں اور سمندر کے جھاگ برابر ہوں تو میں سب کو بخش دوں گا، میرے بندو! واپس جاؤ تمہاری مغفرت ہوگئی اور اس کی جس کی تم شفاعت کرو۔“

اور جمروں پر رمی کرنے میں ہر کنکری پر ایک ایسا کبیرہ مٹا دیا جائے گا جو ہلاک کرنے والا ہے اور قربانی کرنا تیرے رب کے حضور تیرے لیے ذخیرہ ہے اور سر منڈانے میں ہر بال کے بدلے میں حسنہ لکھا جائے گا اور ایک گناہ مٹایا جائے گا، اس کے بعد خانہ کعبہ کے طواف کا یہ حال ہے کہ تو طواف کر رہا ہے اور تیرے لیے کچھ گناہ نہیں ایک فرشتہ آئے گا اور تیرے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہے گا کہ زمانہ آئندہ میں عمل کر اور زمانہ گذشتہ میں جو کچھ تھا معاف کر دیا گیا۔ (۲)

حدیث ۲۱: ابو یعلیٰ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو حج کے لیے نکلا اور مر گیا۔ قیامت تک اُس کے لیے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لیے نکلا اور مر گیا اس کے لیے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو جہاد میں گیا اور مر گیا اُس کے لیے قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جائے گا۔“ (۳)

حدیث ۲۲: طبرانی و ابویعلیٰ و دارقطنی و بیہقی اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو اس راہ میں حج یا عمرہ کے لیے نکلا اور مر گیا اُس کی پیشی نہیں ہوگی، نہ حساب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا تو جنت

۱..... اس کو طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔

۲..... ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الحج، الترغیب فی الحج و العمرة... إلخ، الحدیث: ۳۲، ج ۲، ص ۱۱۰۔

۳..... ”مسند أبی یعلیٰ“، مسند أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۶۳۲۷، ج ۵، ص ۴۴۱۔

میں داخل ہو جائے۔“ (1)

حدیث ۲۳: طبرانی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ گھر اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے، پھر جس نے حج کیا یا عمرہ وہ اللہ (عزوجل) کے ضمان میں ہے اگر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا اور گھر کو واپس کر دے تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کرے گا۔“ (2)

حدیث ۲۴ و ۲۵: دارمی ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جسے حج کرنے سے نہ حاجت ظاہرہ مانع ہوئی، نہ بادشاہ ظالم، نہ کوئی ایسا مرض جو روک دے، پھر بغیر حج کیے مر گیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔“ (3) اسی کی مثل ترمذی نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲۶: ترمذی وابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، ایک شخص نے عرض کی، کیا چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ فرمایا: ”توشہ اور سواری۔“ (4)

حدیث ۲۷: شرح سنن میں انھیں سے مروی، کسی نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حاجی کو کیسا ہونا چاہیے؟ فرمایا: پراگندہ سر، میلا کچھلا۔ دوسرے نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حج کا کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا: ”بلند آواز سے لبیک کہنا اور قربانی کرنا۔“ کسی اور نے عرض کی، سبیل کیا ہے؟ فرمایا: ”توشہ اور سواری۔“ (5)

حدیث ۲۸: ابوداؤد وابن ماجہ اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر آیا، اُس کے اگلے اور پچھلے گناہ سب بخش دیے جائیں گے یا اُس کے لیے جنت واجب ہوگی۔“ (6)

مسائل فقہیہ

حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا اور اس کے لیے ایک خاص

① ”المعجم الأوسط“، باب المیم، الحدیث: ۵۳۸۸، ج ۴، ص ۱۱۱.

② ”المعجم الأوسط“، باب المیم، الحدیث: ۹۰۳۳، ج ۶، ص ۳۵۲.

③ ”سنن الدارمی“، کتاب المناسک، باب من مات ولم یحج، الحدیث: ۱۷۸۵، ج ۲، ص ۴۵.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الحج، باب ماجاء فی ایجاب الحج بالزاد والراحلة، الحدیث: ۸۱۳، ج ۲، ص ۲۱۹.

⑤ ”شرح السنة“ للبخاری، کتاب الحج، باب وجوب الحج... إلخ، الحدیث: ۱۸۴۰، ج ۴، ص ۹.

⑥ ”سنن أبي داود“، کتاب المناسک، باب فی المواقیت، الحدیث: ۱۷۴۱، ج ۲، ص ۲۰۱.

وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے۔ ۹۔ ہجری میں فرض ہوا، اس کی فرضیت قطعی ہے، جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے مگر عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے۔^(۱) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱: دکھاوے کے لیے حج کرنا اور مال حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔ حج کو جانے کے لیے جس سے اجازت لینا واجب ہے بغیر اُس کی اجازت کے جانا مکروہ ہے مثلاً ماں باپ اگر اُس کی خدمت کے محتاج ہوں اور ماں باپ نہ ہوں تو دادا، دادی کا بھی یہی حکم ہے۔ یہ حج فرض کا حکم ہے اور نفل ہو تو مطلقاً والدین کی اطاعت کرے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: لڑکا خوبصورت اُمرد ہو تو جب تک داڑھی نہ نکلے، باپ اُسے جانے سے منع کر سکتا ہے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۳: جب حج کے لیے جانے پر قادر ہو حج فوراً فرض ہو گیا یعنی اُسی سال میں اور اب تاخیر گناہ ہے اور چند سال تک نہ کیا تو فاسق ہے اور اس کی گواہی مرد و مگر جب کرے گا ادا ہی ہے قضا نہیں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۴: مال موجود تھا اور حج نہ کیا پھر وہ مال تلف ہو گیا، تو قرض لے کر جائے اگر چہ جانتا ہو کہ یہ قرض ادا نہ ہوگا مگر نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ قدرت دے گا تو ادا کر دوں گا۔ پھر اگر ادا نہ ہو سکا اور نیت ادا کی تھی تو امید ہے کہ مولیٰ عزوجل اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۵: حج کا وقت شوال سے دسویں ذی الحجہ تک^(۶) ہے کہ اس سے پیشتر^(۷) حج کے افعال نہیں ہو سکتے، سوا احرام کے کہ احرام اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اگر چہ مکروہ ہے۔^(۸) (درمختار، ردالمحتار)

(حج واجب ہونے کے شرائط)

مسئلہ ۶: حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں، جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں:

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۶.

و "الدرالمختار" معہ "ردالمحتار"، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۱۶-۵۱۸.

۲..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج ۳، ص ۵۱۹.

۳..... "الدرالمختار" کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۲۰.

۴..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۲۰.

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۲۱.

۶..... یعنی دو مہینے اور دس دن تک۔

۷..... پہلے۔

۸..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۴۳.

① اسلام

لہذا اگر مسلمان ہونے سے پیشتر استطاعت تھی پھر فقیر ہو گیا اور اسلام لایا تو زمانہ کفر کی استطاعت کی بنا پر اسلام لانے کے بعد حج فرض نہ ہوگا، کہ جب استطاعت تھی اس کا اہل نہ تھا اور اب کہ اہل ہوا استطاعت نہیں اور مسلمان کو اگر استطاعت تھی اور حج نہ کیا تھا اب فقیر ہو گیا تو اب بھی فرض ہے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حج کرنے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہو گیا^(۲) پھر اسلام لایا تو اگر استطاعت ہو تو پھر حج کرنا فرض ہے، کہ مرتد ہونے سے حج وغیرہ سب اعمال باطل ہو گئے۔^(۳) (عالمگیری) یو ہیں اگر اثنائے حج^(۴) میں مرتد ہو گیا تو احرام باطل ہو گیا اور اگر کافر نے احرام باندھا تھا، پھر اسلام لایا تو اگر پھر سے احرام باندھا اور حج کیا تو ہوگا ورنہ نہیں۔
② دارالحرہ میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ اسلام کے فرائض میں حج ہے۔

لہذا جس وقت استطاعت تھی یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اور جب معلوم ہوا اس وقت استطاعت نہ ہو تو فرض نہ ہوا اور جاننے کا ذریعہ یہ ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے جن کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو، اُسے خبر دیں اور ایک عادل نے خبر دی، جب بھی واجب ہو گیا اور دارالاسلام میں ہے تو اگر چہ حج فرض ہونا معلوم نہ ہو فرض ہو جائے گا کہ دارالاسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں۔^(۵) (عالمگیری)

③ بلوغ

نابالغ نے حج کیا یعنی اپنے آپ جبکہ سمجھ وال^(۶) ہو یا اُس کے ولی نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہو جب کہ نا سمجھ ہو، بہر حال وہ حج نفل ہوا، حجۃ الاسلام یعنی حج فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

① "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فیمین حج بمال حرام، ج ۳، ص ۵۲۱.

② مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے، جو ضروریات دین سے ہو یعنی زبان سے کلمہ کفر بکے جس میں تاویل صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یو ہیں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا، مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔
نوٹ: تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ ۹، مرتد کا بیان کا مطالعہ فرمائیں۔

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۷.

④ یعنی حج کے دوران۔

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۸.

⑥ سمجھ دار۔

مسئلہ ۸: نابالغ نے حج کا احرام باندھا اور وقوف عرفہ سے پیشتر بالغ ہو گیا تو اگر اسی پہلے احرام پر رہ گیا حج نفل ہوا حجۃ الاسلام نہ ہوا اور اگر سرے سے احرام باندھ کر وقوف عرفہ کیا تو حجۃ الاسلام ہوا۔^(۱) (عالمگیری)

④ عاقل ہونا

مجنون پر فرض نہیں۔

مسئلہ ۹: مجنون تھا اور وقوف عرفہ سے پہلے جنون جاتا رہا اور نیا احرام باندھ کر حج کیا تو یہ حج حجۃ الاسلام ہو گیا ورنہ نہیں۔ بوہرا بھی مجنون کے حکم میں ہے۔^(۲) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: حج کرنے کے بعد مجنون ہوا پھر اچھا ہوا تو اس جنون کا حج پر کوئی اثر نہیں یعنی اب اسے دوبارہ حج کرنے کی ضرورت نہیں، اگر احرام کے وقت اچھا تھا پھر مجنون ہو گیا اور اسی حالت میں افعال ادا کیے پھر برسوں کے بعد ہوش میں آیا تو حج فرض ادا ہو گیا۔^(۳) (منک)

⑤ آزاد ہونا

باندی غلام پر حج فرض نہیں اگرچہ مدبر یا مکاتب یا ام ولد^(۴) ہوں۔ اگرچہ اُن کے مالک نے حج کرنے کی اجازت دیدی ہو اگرچہ وہ مکہ ہی میں ہوں۔^(۵)

مسئلہ ۱۱: غلام نے اپنے مولیٰ کے ساتھ حج کیا تو یہ حج نفل ہوا حجۃ الاسلام نہ ہوا۔ آزاد ہونے کے بعد اگر شرائط پائے جائیں تو پھر کرنا ہوگا اور اگر مولیٰ کے ساتھ حج کو جاتا تھا، راستہ میں اس نے آزاد کر دیا تو اگر احرام سے پہلے آزاد ہوا، اب احرام باندھ کر حج کیا تو حجۃ الاسلام ادا ہو گیا اور احرام باندھنے کے بعد آزاد ہوا تو حجۃ الاسلام نہ ہوگا، اگرچہ نیا احرام باندھ کر حج

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۷.

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۷.

و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فی قولہم یقدم حق العبد علی حق الشرع، ج ۳، ص ۵۳۵.

③..... "لباب المناسک" للسندی و "المسلك المتقسط فی المنسک المتوسط" للقراری، (باب شرائط الحج)، ص ۳۹.

④..... مدبر: یعنی وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

مکاتب: یعنی وہ غلام جس کا آقا مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کر لے۔

ام ولد: یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔

نوٹ: تفصیلی معلومات کے لئے دیکھیں: بہار شریعت حصہ ۹، مدبر، مکاتب اور ام ولد کا بیان۔

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۷.

کیا ہو۔^(۱) (عالمگیری)

⑥ تندرست ہو

کہ حج کو جاسکے، اعضا سلامت ہوں، اٹھیا راہو، اپنا حج اور فالح والے اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور بوڑھے پر کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں۔ یوہیں اندھے پر بھی واجب نہیں اگرچہ ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا اُسے ملے۔ ان سب پر یہ بھی واجب نہیں کہ کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج کرادیں یا وصیت کر جائیں اور اگر تکلیف اٹھا کر حج کر لیا تو صحیح ہو گیا اور حجۃ الاسلام ادا ہوا یعنی اس کے بعد اگر اعضا درست ہو گئے تو اب دوبارہ حج فرض نہ ہوگا وہی پہلا حج کافی ہے۔^(۲) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: اگر پہلے تندرست تھا اور دیگر شرائط بھی پائے جاتے تھے اور حج نہ کیا پھر اپنا حج وغیرہ ہو گیا کہ حج نہیں کر سکتا تو اس پر وہ حج فرض باقی ہے۔ خود نہ کر سکے تو حج بدل کرائے۔^(۳) (عالمگیری وغیرہ)

⑦ سفر خرچ کا مالک ہو اور سواری پر قادر ہو

خواہ سواری اس کی ملک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ کرایہ پر لے سکے۔

مسئلہ ۱۳: کسی نے حج کے لیے اس کو اتنا مال مباح کر دیا کہ حج کر لے تو حج فرض نہ ہوا کہ اباحت سے ملک نہیں ہوتی اور فرض ہونے کے لیے ملک درکار ہے، خواہ مباح کرنے والے کا اس پر احسان ہو جیسے غیر لوگ یا نہ ہو جیسے ماں، باپ اولاد۔ یوہیں اگر عاریۃ^(۴) سواری مل جائے گی جب بھی فرض نہیں۔^(۵) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: کسی نے حج کے لیے مال ہبہ کیا تو قبول کرنا اس پر واجب نہیں۔ دینے والا اجنبی ہو یا ماں، باپ، اولاد وغیرہ مگر قبول کر لے گا تو حج واجب ہو جائے گا۔^(۶) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: سفر خرچ اور سواری پر قادر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ یہ چیزیں اُس کی حاجت سے فاضل ہوں یعنی مکان و

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۷.

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۸، وغیرہ.

③..... المرجع السابق.

④..... عاریۃ یعنی عارضی طور پر دی ہوئی چیز.

⑤..... المرجع السابق، ص ۲۱۷.

⑥..... المرجع السابق.

لباس و خادم اور سواری کا جانور اور پیشہ کے اوزار اور خانہ داری کے سامان اور دین سے اتنا زائد ہو کہ سواری پر مکہ معظمہ جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آئے اور جانے سے واپسی تک عیال کا نفقہ اور مکان کی مرمت کے لیے کافی مال چھوڑ جائے اور جانے آنے میں اپنے نفقہ اور گھر اہل و عیال کے نفقہ میں قدر متوسط کا اعتبار ہے نہ کمی ہو نہ اسراف۔ عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ اُس پر واجب ہے، یہ ضروری نہیں کہ آنے کے بعد بھی وہاں اور یہاں کے خرچ کے بعد کچھ باقی بچے۔^(۱) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: سواری سے مراد اس قسم کی سواری ہے جو عرفاً اور عادتاً اُس شخص کے حال کے موافق ہو، مثلاً اگر متمول^(۲) آرام پسند ہو تو اُس کے لیے شقف^(۳) درکار ہوگا۔ یوہیں توشہ میں اُس کے مناسب غذائیں چاہیے، معمولی کھانا میسر آنا فرض ہونے کے لیے کافی نہیں، جب کہ وہ اچھی غذا کا عادی ہے۔^(۴) (منک)

مسئلہ ۱۷: جو لوگ حج کو جاتے ہیں، وہ دوست احباب کے لیے تحفہ لایا کرتے ہیں یہ ضروریات میں نہیں یعنی اگر کسی کے پاس اتنا مال ہے کہ جو ضروریات بتائے گئے اُن کے لیے اور آنے جانے کے اخراجات کے لیے کافی ہے مگر کچھ بچے گا نہیں کہ احباب وغیرہ کے لیے تحفہ لائے جب بھی حج فرض ہے، اس کی وجہ سے حج نہ کرنا حرام ہے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: جس کی بسراوقات تجارت پر ہے اور اتنی حیثیت ہوگئی کہ اس میں سے اپنے جانے آنے کا خرچ اور واپسی تک بال بچوں کی خوراک نکال لے تو اتنا باقی رہے گا، جس سے اپنی تجارت بقدر اپنی گزر کے کر سکے تو حج فرض ہے ورنہ نہیں اور اگر وہ کاشتکار ہے تو ان سب اخراجات کے بعد اتنا بچے کہ کھیتی کے سامان ہل بیل وغیرہ کے لیے کافی ہو تو حج فرض ہے اور پیشہ والوں کے لیے ان کے پیشہ کے سامان کے لائق بچنا ضروری ہے۔^(۶) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۹: سواری میں یہ بھی شرط ہے کہ خاص اُس کے لیے ہو اگر دو شخصوں میں مشترک ہے کہ باری باری دونوں تھوڑی تھوڑی دُور سوار ہوتے ہیں تو یہ سواری پر قدرت نہیں اور حج فرض نہیں۔ یوہیں اگر اتنی قدرت ہے کہ ایک منزل کے لیے

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۷.

② مالدار ③ شقف: یعنی دو چار پائیاں جو اونٹ کے دونوں طرف لٹکاتے ہیں، ہر ایک میں ایک شخص بیٹھتا ہے۔

④ "لباب المناسک" و "المسلك المتقسط"، (باب شرائط الحج)، ص ۴۶، ۴۷.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج ۳، ص ۵۲۸.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۸.

مثلاً کرایہ پر جانور لے پھر ایک منزل پیدل چلے علیٰ ہذا القیاس^(۱) تو یہ سواری پر قدرت نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

آجکل جو شہدف اور شہری کا رواج ہے کہ ایک شخص ایک طرف سوار ہوتا ہے اور دوسرا دوسری طرف اگر یوں دو شخصوں میں مشترک ہو تو حج فرض ہوگا کہ سواری پر قدرت پائی گئی اور پیدل چلنا نہ پڑا۔^(۳) (منک)

مسئلہ ۲۰: مکہ معظمہ یا مکہ معظمہ سے تین دن سے کم کی راہ والوں کے لیے سواری شرط نہیں، اگر پیدل چل سکتے ہوں تو ان پر حج فرض ہے اگرچہ سواری پر قادر نہ ہوں اور اگر پیدل نہ چل سکیں تو ان کے لیے بھی سواری پر قدرت شرط ہے۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: میقات سے باہر کارہنے والا جب میقات تک پہنچ جائے اور پیدل چل سکتا ہو تو سواری اُس کے لیے شرط نہیں، لہذا اگر فقیر ہو جب بھی اُسے حج فرض کی نیت کرنی چاہیے نفل کی نیت کرے گا تو اُس پر دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا اور مطلق حج کی نیت کی یعنی فرض یا نفل کچھ معین نہ کیا تو فرض ادا ہو گیا۔^(۵) (منک، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: اس کی ضرورت نہیں کہ محمل وغیرہ آرام کی ساریوں کا کرایہ اس کے پاس ہو، بلکہ اگر کجاوے پر بیٹھنے کا کرایہ پاس ہے تو حج فرض ہے، ہاں اگر کجاوے پر بیٹھ نہ سکتا ہو تو محمل وغیرہ کے کرایہ سے قدرت ثابت ہوگی۔^(۶) (ردالمحتار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: مکہ اور مکہ سے قریب والوں کو سواری کی ضرورت ہو تو خیر یا گدھے کے کرایہ پر قادر ہونے سے بھی سواری پر قدرت ہو جائے گی اگر اس پر سوار ہو سکیں بخلاف دور والوں کے کہ ان کے لیے اونٹ کا کرایہ ضروری ہے کہ دور والوں کے لیے خیر وغیرہ سوار ہونے اور سامان لادنے کے لیے کافی نہیں اور یہ فرق ہر جگہ ملحوظ رہنا چاہیے۔^(۷) (ردالمحتار)

۱..... اور اسی پر قیاس کر لیجئے۔

۲..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۷۔

۳.....

۴..... ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۷۔

و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، فیمن حج بمال حرام، ج ۳، ص ۵۲۵۔

۵..... ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج ۳، ص ۵۲۵۔

۶..... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج ۳، ص ۵۲۵۔

۷..... ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج ۳، ص ۵۲۶۔

مسئلہ ۲۴: پیدل کی طاقت ہو تو پیدل حج کرنا افضل ہے۔ حدیث میں ہے: ”جو پیدل حج کرے، اُس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں ہیں۔“ (۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: فقیر نے پیدل حج کیا پھر مالدار ہو گیا تو اُس پر دوسرا حج فرض نہیں۔ (۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: اتنا مال ہے کہ اس سے حج کر سکتا ہے مگر اُس مال سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو نکاح نہ کرے بلکہ حج کرے کہ حج فرض ہے یعنی جب کہ حج کا زمانہ آ گیا ہو اور اگر پہلے نکاح میں خرچ کر ڈالا اور مجرد رہنے (۳) میں خوفِ معصیت تھا تو حرج نہیں۔ (۴) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۷: رہنے کا مکان اور خدمت کا غلام اور پہننے کے کپڑے اور برتنے کے اسباب ہیں تو حج فرض نہیں یعنی لازم نہیں کہ انھیں بیچ کر حج کرے اور اگر مکان ہے مگر اس میں رہتا نہیں غلام ہے مگر اس سے خدمت نہیں لیتا تو بیچ کر حج کرے اور اگر اس کے پاس نہ مکان ہے نہ غلام وغیرہ اور روپیہ ہے جس سے حج کر سکتا ہے مگر مکان وغیرہ خریدنے کا ارادہ ہے اور خریدنے کے بعد حج کے لائق نہ بچے گا تو فرض ہے کہ حج کرے اور باتوں میں اٹھانا گناہ ہے یعنی اس وقت کہ اُس شہر والے حج کو جا رہے ہوں اور اگر پہلے مکان وغیرہ خریدنے میں اٹھا دیا تو حرج نہیں۔ (۵) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: کپڑے جنھیں استعمال میں نہیں لاتا انھیں بیچ ڈالے تو حج کر سکتا ہے تو بیچے اور حج کرے اور اگر مکان بڑا ہے جس کے ایک حصہ میں رہتا ہے باقی فاضل پڑا ہے تو یہ ضرور نہیں کہ فاضل کو بیچ کر حج کرے۔ (۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: جس مکان میں رہتا ہے اگر اُس سے بیچ کر اُس سے کم حیثیت کا خرید لے تو اتنا روپیہ بچے گا کہ حج کر لے تو بیچنا ضرور نہیں مگر ایسا کرے تو افضل ہے، لہذا مکان بیچ کر حج کرنا اور کرایہ کے مکان میں گزر کر نا تو بدرجہ اولیٰ ضرور نہیں۔ (۷)

① ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج ۳، ص ۵۲۶.

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۷.

③ یعنی شادی نہ کرنے۔

④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۷.

و ”الدرالمختار“، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۲۸.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۷.

⑥ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۷-۲۱۸.

⑦ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۸.

(عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۰: جس کے پاس سال بھر کے خرچ کا غلہ ہو تو یہ لازم نہیں کہ بیچ کر حج کو جائے اور اس سے زائد ہے تو اگر زائد کے بیچنے میں حج کا سامان ہو سکتا ہے تو فرض ہے ورنہ نہیں۔^(۱) (منک)

مسئلہ ۳۱: دینی کتابیں اگر اہل علم کے پاس ہیں جو اُسکے کام میں رہتی ہیں تو انھیں بیچ کر حج کرنا ضروری نہیں اور بے علم کے پاس ہوں اور اتنی ہیں کہ بیچے تو حج کر سکے گا تو اُس پر حج فرض ہے۔ یوہیں طب اور ریاضی وغیرہ کی کتابیں اگر چہ کام میں رہتی ہوں اگر اتنی ہوں کہ بیچ کر حج کر سکتا ہے تو حج فرض ہے۔^(۲) (عالمگیری، ردالمحتار)

⑧ وقت

یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں اور اگر دُور کار بننے والا ہو تو جس وقت وہاں کے لوگ جاتے ہوں اس وقت شرائط پائے جائیں اور اگر شرائط ایسے وقت پائے گئے کہ اب نہیں پہنچے گا تو فرض نہ ہوا۔ یوہیں اگر عادت کے موافق سفر کرے تو نہیں پہنچے گا اور تیزی اور رَواری^(۳) کر کے جائے تو پہنچ جائے گا جب بھی فرض نہیں اور یہ بھی ضرور ہے کہ نمازیں پڑھ سکے، اگر اتنا وقت ہے کہ نمازیں وقت میں پڑھے گا تو نہ پہنچے گا اور نہ پڑھے تو پہنچ جائے گا تو فرض نہیں۔^(۴) (ردالمحتار)

(وجوب ادا کے شرائط)

یہاں تک وجوب کے شرائط کا بیان ہوا اور شرائط ادا کہ وہ پائے جائیں تو خود حج کو جانا ضروری ہے اور سب نہ پائے جائیں تو خود جانا ضروری نہیں بلکہ دوسرے سے حج کرا سکتا ہے یا وصیت کر جائے مگر اس میں یہ بھی ضرور ہے کہ حج کرانے کے بعد آخر عمر تک خود قادر نہ ہو ورنہ خود بھی کرنا ضرور ہوگا۔ وہ شرائط یہ ہیں:

① راستہ میں امن ہونا یعنی اگر غالب گمانِ سلامتی ہو تو جانا واجب اور غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکے وغیرہ سے جان ضائع ہو جائے گی تو جانا ضرور نہیں، جانے کے زمانے میں امن ہونا شرط ہے پہلے کی بد امنی قابلِ لحاظ نہیں۔^(۵)

① "لباب المناسک" للسندي، "المسلك المتقسط في المنسك المتوسط" للقراري، (باب شرائط الحج)، ص ۴۵.

② "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۸.

و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج ۳، ص ۵۲۸.

③ یعنی جلدی۔

④ "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج ۳، ص ۵۳۴.

⑤ المرجع السابق، ص ۵۳۰. و "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول، ج ۱، ص ۲۱۸.

(ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: اگر بد امنی کے زمانے میں انتقال ہو گیا اور وجوب کی شرطیں پائی جاتی تھیں تو حج بدل کی وصیت ضروری ہے اور امن قائم ہونے کے بعد انتقال ہوا تو بطریق اولیٰ وصیت واجب ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: اگر امن کے لیے کچھ رشوت دینا پڑے جب بھی جانا واجب ہے اور یہ اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے مجبور ہے لہذا اس دینے والے پر مؤاخذہ نہیں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: راستہ میں چوکی وغیرہ لیتے ہوں تو یہ امن کے منافی نہیں اور نہ جانے کے لیے عذر نہیں۔^(۳) (درمختار)

یو ہیں ٹیکہ کہ آج کل حجاج کو لگائے جاتے ہیں یہ بھی عذر نہیں۔

② عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اُس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے، خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جاسکتی ہے۔^(۴)

محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اُس عورت کا نکاح حرام ہے، خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو، جیسے باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ یا دودھ کے رشتہ سے نکاح کی حرمت ہو، جیسے رضاعی بھائی، باپ، بیٹا وغیرہ یا سسرالی رشتہ سے حرمت آئی، جیسے خسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ۔

شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اُس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔ مجنون یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں

① ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فی قولہم یقدم حق العبد علی حق الشرع، ج ۳، ص ۵۳۰.

② ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فی قولہم یقدم حق العبد علی حق الشرع، ج ۳، ص ۵۳۰.

③ ”الدرالمختار“، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۳۱.

④ یہ ظاہر الروایہ ہے۔ مگر ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری ”المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط“ صفحہ 57 پر تحریر فرماتے ہیں:

”امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے ایک دن کا سفر کرنے کی کراہیت بھی مروی ہے۔ فتنہ و فساد کے زمانے کی وجہ سے اسی قول (ایک دن) پر فتویٰ دینا چاہیے۔“ (”المسلك المتقسط“، ص ۵۷. ”ردالمحتار“، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۳۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لیے سفر کو جانا حرام ہے، اس میں کچھ حج کی خصوصیت نہیں، کہیں ایک دن کے راستہ پر بغیر شوہر یا محرم جائے گی تو گناہ گار ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ، کتاب الحج، ج ۱۰، ص ۶۵۷)

”بہار شریعت“ حصہ 4، نماز مسافر کا بیان، صفحہ 101 پر ہے کہ ”عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا، ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔“ (عالمگیری وغیرہ) لہذا اسی پر عمل کرنا چاہیے۔

جاسکتی آزاد یا مسلمان ہونا شرط نہیں، البتہ مجوسی جس کے اعتقاد میں محارم سے نکاح جائز ہے اُس کے ہمراہ سفر نہیں کر سکتی۔ مراہق و مراہقہ یعنی لڑکا اور لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہوں بالغ کے حکم میں ہیں یعنی مراہق کے ساتھ جاسکتی ہے اور مراہقہ کو بھی بغیر محرم یا شوہر کے سفر کی ممانعت ہے۔^(۱) (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۵: عورت کا غلام اس کا محرم نہیں کہ اُس کے ساتھ نکاح کی حرمت ہمیشہ کے لیے نہیں کہ اگر آزاد کر دے تو اُس سے نکاح کر سکتی ہے۔^(۲) (جوہرہ)

مسئلہ ۳۶: باندیوں کو بغیر محرم کے سفر جائز ہے۔^(۳) (جوہرہ)

مسئلہ ۳۷: اگرچہ زنا سے بھی حرمت نکاح ثابت ہوتی ہے، مثلاً جس عورت سے معاذ اللہ زنا کیا اُس کی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا، مگر اُس لڑکی کو اُس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: عورت بغیر محرم یا شوہر کے حج کو گئی تو گنہگار ہوئی، مگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا یعنی فرض ادا ہو جائے گا۔^(۵) (جوہرہ)

مسئلہ ۳۹: عورت کے نہ شوہر ہے، نہ محرم تو اس پر یہ واجب نہیں کہ حج کے جانے کے لیے نکاح کر لے اور جب محرم ہے تو حج فرض کے لیے محرم کے ساتھ جائے اگرچہ شوہر اجازت نہ دیتا ہو۔ نفل اور منت کا حج ہو تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے۔^(۶) (جوہرہ)

مسئلہ ۴۰: محرم کے ساتھ جائے تو اس کا نفقہ عورت کے ذمہ ہے، لہذا اب یہ شرط ہے کہ اپنے اور اُس کے دونوں کے نفقہ پر قادر ہو۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

①..... "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، ص ۱۹۳۔ و "الدرالمختار"، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۳۱۔

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۸-۲۱۹۔

②..... "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، ص ۱۹۳۔

③..... "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، ص ۱۹۳۔ ہکذا فی الجوہرۃ النیرۃ لکن فی شرح اللباب والفتویٰ: علیٰ أنہ یکرہ

فی زماننا۔ (انظر: "ردالمحتار"، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۳۲)۔

④..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فی قولہم یقدم حق العبد علی حق الشرع، ج ۳، ص ۵۳۱۔

⑤..... "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، ص ۱۹۳۔

⑥..... المرجع السابق۔

⑦..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فی قولہم یقدم حق العبد علی حق الشرع، ج ۳، ص ۵۳۲۔

- ۳) جانے کے زمانے میں عورت عدت میں نہ ہو، وہ عدت وفات کی ہو یا طلاق کی، بائن کی ہو یا رجعی کی۔^(۱)
- ۴) قید میں نہ ہو مگر جب کسی حق کی وجہ سے قید میں ہو اور اُس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو یہ عذر نہیں اور بادشاہ اگر حج کے جانے سے روکتا ہو تو یہ عذر ہے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

(صحت ادا کے شرائط)

صحت ادا کے لیے نو شرطیں ہیں کہ وہ نہ پائی جائیں تو حج صحیح نہیں:

- ① اسلام، کافر نے حج کیا تو نہ ہوا۔
- ② احرام، بغیر احرام حج نہیں ہو سکتا۔
- ③ زمان یعنی حج کے لیے جو زمانہ مقرر ہے اُس سے قبل افعال حج نہیں ہو سکتے، مثلاً طوافِ قدوم و سعی کہ حج کے مہینوں سے قبل نہیں ہو سکتے اور وقوفِ عرفہ نویں کے زوال سے قبل یا دسویں کی صبح ہونے کے بعد نہیں ہو سکتا اور طواف زیارت دسویں سے قبل نہیں ہو سکتا۔
- ④ مکان، طواف کی جگہ مسجد الحرام شریف ہے اور وقوف کے لیے عرفات و مزدلفہ، کنکری مارنے کے لیے منی، قربانی کے لیے حرم، یعنی جس فعل کے لیے جو جگہ مقرر ہے وہ وہیں ہوگا۔
- ⑤ تمیز۔
- ⑥ عقل، جس میں تمیز نہ ہو جیسے ناسمجھ بچہ یا جس میں عقل نہ ہو جیسے مجنون۔ یہ خود وہ افعال نہیں کر سکتے جن میں نیت کی ضرورت ہے، مثلاً احرام یا طواف، بلکہ ان کی طرف سے کوئی اور کرے اور جس فعل میں نیت شرط نہیں، جیسے وقوفِ عرفہ وہ یہ خود کر سکتے ہیں۔

⑦ فرائض حج کا بجالانا مگر جب کہ عذر ہو۔

⑧ احرام کے بعد اور وقوف سے پہلے جماع نہ ہونا اگر ہوگا حج باطل ہو جائے گا۔

⑨ جس سال احرام باندھا اُسی سال حج کرنا، لہذا اگر اُس سال حج فوت ہو گیا تو عمرہ کر کے احرام کھول دے اور

سال آئندہ جدید احرام سے حج کرے اور اگر احرام نہ کھولا بلکہ اُسی احرام سے حج کیا تو حج نہ ہوا۔

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج ۳، ص ۵۳۴۔

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فی قولہم یقدم حق العبد علی حق الشرع، ج ۳، ص ۵۲۴۔

(حج فرض ادا ہونے کے شرائط)

حج فرض ادا ہونے کے لیے نو شرطیں ہیں:

- ① اسلام۔
- ② مرتے وقت تک اسلام ہی پر رہنا۔
- ③ عاقل۔
- ④ بالغ ہونا۔
- ⑤ آزاد ہونا۔
- ⑥ اگر قادر ہو تو خود ادا کرنا۔
- ⑦ نفل کی نیت نہ ہونا۔
- ⑧ دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت نہ ہونا۔
- ⑨ فاسد نہ کرنا۔^(۱) ان میں بہت باتوں کی تفصیل مذکور ہو چکی بعض کی آئندہ آئے گی۔

(حج کے فرائض)

مسئلہ ۴۱: حج میں یہ چیزیں فرض ہیں:

- ① احرام، کہ یہ شرط ہے۔
- ② وقوف عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے پیشتر تک کسی وقت عرفات میں ٹھہرنا۔
- ③ طواف زیارت کا اکثر حصہ، یعنی چار پھیرے پچھلی دونوں چیزیں یعنی وقوف و طواف رکن ہیں۔
- ④ نیت۔
- ⑤ ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا پھر وقوف پھر طواف۔
- ⑥ ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا، یعنی وقوف اُس وقت ہونا جو مذکور ہوا اس کے بعد طواف اس کا وقت وقوف کے بعد سے آخر عمر تک ہے۔

①..... "لباب المناسک" (باب شرائط الحج) ص ۶۲۔

⑦ مکان یعنی وقوف زمین عرفات میں ہونا سوا بطنِ عرنہ کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے۔ (۱)
(درمختار، ردالمحتار)

(حج کے واجبات)

حج کے واجبات یہ ہیں:

- (۱) میقات سے احرام باندھنا، یعنی میقات سے بغیر احرام نہ گزرنا اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔
- (۲) صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو سعی کہتے ہیں۔
- (۳) سعی کو صفا سے شروع کرنا اور اگر مروہ سے شروع کی تو پہلا پھیر اشارہ کیا جائے، اُس کا اعادہ کرے۔
- (۴) اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا، سعی کا طواف معتد بہ کے بعد یعنی کم سے کم چار پھیروں کے بعد ہونا۔
- (۵) دن میں وقوف کیا تو اتنی دیر تک وقوف کرے کہ آفتاب ڈوب جائے خواہ آفتاب ڈھلتے ہی شروع کیا ہو یا بعد میں، غرض غروب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات میں وقوف کیا تو اس کے لیے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں مگر وہ اُس واجب کا تارک ہو کہ دن میں غروب تک وقوف کرتا۔
- (۶) وقوف میں رات کا کچھ جز آجانا۔
- (۷) عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا یعنی جب تک امام وہاں سے نہ نکلے یہ بھی نہ چلے، ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اُسے امام کے پہلے چلا جانا جائز ہے اور اگر بھیڑ وغیرہ کسی ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد ٹھہر گیا ساتھ نہ گیا جب بھی جائز ہے۔
- (۸) مزدلفہ میں ٹھہرنا۔
- (۹) مغرب و عشا کی نماز کا وقت عشا میں مزدلفہ میں آکر پڑھنا۔
- (۱۰) تینوں جمروں پر دسویں، گیارہویں، بارہویں تینوں دن کنکریاں مارنا یعنی دسویں کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارہویں بارہویں کو تینوں پر رمی کرنا۔
- (۱۱) جمرہ عقبہ کی رمی پہلے دن حلق سے پہلے ہونا۔
- (۱۲) ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا۔

(۱۳) سرمونڈا نایابال کتروانا۔ (۱۴) اور اُس کا ایامِ نحر اور (۱۵) حرم شریف میں ہونا اگرچہ منیٰ میں نہ ہو۔

(۱۶) قرآن اور تمتع والے کو قربانی کرنا اور

(۱۷) اس قربانی کا حرم اور ایامِ نحر میں ہونا۔

(۱۸) طوافِ افاضہ کا اکثر حصہ ایامِ نحر میں ہونا۔ عرفات سے واپسی کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے اُس کا نام طوافِ

افاضہ ہے اور اُسے طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔ طوافِ زیارت کے اکثر حصہ سے جتنا زائد ہے یعنی تین پھرے ایامِ نحر کے غیر میں بھی ہو سکتا ہے۔

(۱۹) طوافِ حطیم کے باہر سے ہونا۔

(۲۰) دہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظمہ طواف کرنے والے کی بائیں جانب ہو۔

(۲۱) عذر نہ ہو تو پاؤں سے چل کر طواف کرنا، یہاں تک کہ اگر گھسٹتے ہوئے طواف کرنے کی منت مانی جب بھی

طواف میں پاؤں سے چلنا لازم ہے اور طوافِ نفل اگر گھسٹتے ہوئے شروع کیا تو ہو جائے گا مگر افضل یہ ہے کہ چل کر طواف کرے۔

(۲۲) طواف کرنے میں نجاستِ حکمیہ سے پاک ہونا، یعنی جنب^(۱) و بے وضو نہ ہونا، اگر بے وضو یا جنابت میں طواف

کیا تو اعادہ کرے۔

(۲۳) طواف کرتے وقت ستر چھپا ہونا یعنی اگر ایک عضو کی چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ کھلا رہا تو دم واجب ہوگا اور

چند جگہ سے کھلا رہا تو جمع کریں گے، غرض نماز میں ستر کھلنے سے جہاں نماز فاسد ہوتی ہے یہاں دم واجب ہوگا۔

(۲۴) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، نہ پڑھی تو دم واجب نہیں۔

(۲۵) کنکریاں پھینکنے اور ذبح اور سرمونڈا نے اور طواف میں ترتیب یعنی پہلے کنکریاں پھینکے پھر غیر مفرد قربانی کرے

پھر سرمونڈا پھر طواف کرے۔

(۲۶) طوافِ صدر یعنی میقات سے باہر کے رہنے والوں کے لیے رخصت کا طواف کرنا۔ اگر حج کرنے والی حیض یا

نفاس سے ہے اور طہارت سے پہلے قافلہ روانہ ہو جائے گا تو اس پر طوافِ رخصت نہیں۔

۱..... یعنی جس پر جماع یا احتلام یا شہوت کے ساتھ منیٰ خارج ہونے کی وجہ سے غسل فرض ہو گیا ہو۔

(۲۷) وقوف عرفہ کے بعد سر مُنڈانے تک جماع نہ ہونا۔

(۲۸) احرام کے ممنوعات، مثلاً سلا کپڑا پہننے اور مونہ یا سر چھپانے سے بچنا۔^(۱)

مسئلہ ۴۲: واجب کے ترک سے دم لازم آتا ہے خواہ قصد ترک کیا ہو یا سہواً خطا کے طور پر ہو یا نسیان کے، وہ شخص اس کا واجب ہونا جانتا ہو یا نہیں، ہاں اگر قصداً کرے اور جانتا بھی ہے تو گنہگار بھی ہے مگر واجب کے ترک سے حج باطل نہ ہوگا، البتہ بعض واجب کا اس حکم سے استثناء ہے کہ ترک پر دم لازم نہیں، مثلاً طواف کے بعد کی دونوں رکعتیں یا کسی عذر کی وجہ سے سر نہ منڈانا یا مغرب کی نماز کا عشا تک مؤخر نہ کرنا یا کسی واجب کا ترک، ایسے عذر سے ہو جس کو شرع نے معتبر رکھا ہو یعنی وہاں اجازت دی ہو اور کفارہ ساقط کر دیا ہو۔

(حج کی سنتیں)

- ① طوافِ قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا مکہ معظمہ میں حاضر ہو کر سب میں پہلا جو طواف کرے اُسے طوافِ قدوم کہتے ہیں۔ طوافِ قدوم مفرد اور قارن کے لیے سنت ہے، متمتع کے لیے نہیں۔
- ② طواف کا حجرِ اسود سے شروع کرنا۔
- ③ طوافِ قدوم یا طوافِ فرض میں رمل کرنا۔
- ④ صفا و مروہ کے درمیان جو دو میل اخضر ہیں، اُن کے درمیان دوڑنا۔
- ⑤ امام کا مکہ میں ساتویں کو اور
- ⑥ عرفات میں نویں کو اور
- ⑦ منیٰ میں گیارہویں کو خطبہ پڑھنا۔
- ⑧ آٹھویں کی فجر کے بعد مکہ سے روانہ ہونا کہ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں۔
- ⑨ نویں رات منیٰ میں گزارنا۔
- ⑩ آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہونا۔
- ⑪ وقوف عرفہ کے لیے غسل کرنا۔

① ”لباب المناسک“ للسندي، (فصل فی واجباته) ص ۶۸-۷۳.

و ”الفتاویٰ الرضویة“، ج ۱۰ ص ۷۸۹-۷۹۱، وغیرہ.

۱۲) عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات کو رہنا اور

۱۳) آفتاب نکلنے سے پہلے یہاں سے منیٰ کو چلا جانا۔

۱۴) دس اور گیارہ کے بعد جو دونوں راتیں ہیں اُن کو منیٰ میں گزارنا اور اگر تیرہویں کو بھی منیٰ میں رہا تو بارہویں کے بعد

کی رات کو بھی منیٰ میں رہے۔

۱۵) ابط یعنی وادیِ محصب میں اُترنا، اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے ہو اور ان کے علاوہ اور بھی سنتیں ہیں، جن کا ذکر اثنائے

بیان میں آئے گا۔ نیز حج کے مستحبات و مکروہات کا بیان بھی موقع موقع سے آئے گا۔

اب حرمین طہیین کی روانگی کا قصد کرو اور آداب سفر و مقدمات حج جو لکھے جاتے ہیں اُن پر عمل کرو۔

آداب سفر و مقدمات حج کا بیان

(۱) جس کا قرض آتایا امانت پاس ہو ادا کر دے، جن کے مال ناحق لیے ہوں واپس دے یا معاف کرا لے، پتانہ چلے

تو اتنا مال فقیروں کو دیدے۔

(۲) نماز، روزہ، زکات جتنی عبادات ذمہ پر ہوں ادا کرے اور تائب ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے۔

(۳) جس کی بے اجازت سفر مکروہ ہے جیسے ماں، باپ، شوہر اُسے رضا مند کرے، جس کا اس پر قرض آتا ہے اُس

وقت نہ دے سکے تو اُس سے بھی اجازت لے، پھر حج فرض کسی کے اجازت نہ دینے سے روک نہیں سکتا، اجازت میں کوشش

کرے نہ ملے جب بھی چلا جائے۔

(۴) اس سفر سے مقصود صرف اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں، ریا و سُمعہ و فخر سے جُدا رہے۔

(۵) عورت کے ساتھ جب تک شوہر یا محرم بالغ قابلِ اطمینان نہ ہو، جس سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے سفر حرام ہے،

اگر کرے گی حج ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔

(۶) توشہ مالِ حلال سے لے ورنہ قبولِ حج کی امید نہیں اگرچہ فرض اُتر جائے گا، اگر اپنے مال میں کچھ شُبہ ہو تو قرض

لے کر حج کو جائے اور وہ قرض اپنے مال سے ادا کر دے۔

(۷) حاجت سے زیادہ توشہ لے کہ رفیقوں کی مدد اور فقیروں پر تصدق کرتا چلے، یہ حج مبرور کی نشانی ہے۔

(۸) عالم کتب فقہ بقدر کفایت ساتھ لے اور بے علم کسی عالم کے ساتھ جائے۔ یہ بھی نہ ملے تو کم از کم یہ رسالہ ہمراہ ہو۔

(۹) آئینہ، سرمہ، کنگھا، مسواک ساتھ رکھے کہ سنت ہے۔

(۱۰) اکیلا سفر نہ کرے کہ منع ہے۔ رفیق دیندار صالح ہو کہ بد دین کی ہمراہی سے اکیلا بہتر، رفیق اجنبی کنبہ والے سے بہتر ہے۔

(۱۱) حدیث میں ہے، ”جب تین آدمی سفر کو جائیں اپنے میں ایک کو سردار بنالیں۔“ (۱) اس میں کاموں کا انتظام رہتا ہے، سردار اُسے بنائیں جو خوش خلق عاقل دیندار ہو، سردار کو چاہیے کہ رفیقوں کے آرام کو اپنی آسائش پر مقدم رکھے۔

(۱۲) چلتے وقت سب عزیزوں دوستوں سے ملے اور اپنے قصور معاف کرائے اور اب اُن پر لازم کہ دل سے معاف کر دیں۔ حدیث میں ہے: ”جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی معذرت لائے واجب ہے کہ قبول کر لے، ورنہ حوض کوثر پر آنا نہ ملے گا۔“ (۲)

(۱۳) وقتِ رخصت سب سے دعا کرائے کہ برکت پائے گا کہ دوسروں کی دعا کے قبول ہونے کی زیادہ امید ہے اور یہ نہیں معلوم کہ کس کی دعا مقبول ہو۔ لہذا سب سے دعا کرائے اور وہ لوگ حاجی یا کسی کو رخصت کریں تو وقتِ رخصت یہ دعا پڑھیں:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ . (۳)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کو رخصت فرماتے تو یہ دعا پڑھتے اور اگر چاہے اس پر اتنا اضافہ کرے۔

وَعَفَرَ ذَنْبَكَ وَيَسِّرْ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَجَنَّبَكَ الرَّدى . (۴)

(۱۴) اُن سب کے دین، جان، مال، اولاد، تندرستی، عافیت خدا کو سونپے۔

(۱۵) لباسِ سفر پہن کر گھر میں چار رکعت نفل الْحَمْدُ و قُل سے پڑھ کر باہر نکلے۔ وہ رکعتیں واپس آنے تک اُس

کے اہل و مال کی نگہبانی کریں گی۔ نماز کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَنْتَ شَرْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَبِكَ اَعْتَصَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِيْ وَاَنْتَ رَجَائِيْ اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِيْ مَا اَهْمَنِيْ وَمَا لَا اَهْتَمُّ بِهِ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ عَزَّ جَارُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ زَوَّدْنِيْ التَّقْوٰى وَاعْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَوَجِّهْنِيْ اِلَى الْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وُعْثَاءِ السَّفَرِ

① ”سنن أبي داود“، كتاب الجهاد، باب فى القوم يسافرون... إلخ، الحديث: ۲۶۰۸، ج ۳، ص ۵۱.

②

③ ترجمہ: اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرے دین اور تیری امانت کو اور تیرے عمل کے خاتمہ کو۔ ۱۲

④ ترجمہ: اور تیرے گناہ کو بخش دے اور تیرے لئے خیر میسر کرے، تو جہاں ہو اور تقویٰ کو تیرا توشہ کرے اور تجھے ہلاکت سے بچائے۔ ۱۲

وَكَاِبَةُ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكُورِ وَسُوءِ الْمُنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ . (۱)

(۱۶) گھر سے نکلنے کے پہلے اور بعد کچھ صدقہ کرے۔

(۱۷) جدھر سفر کو جائے جمعرات یا ہفتہ یا پیر کا دن ہو اور صبح کا وقت مبارک ہے اور اہل جمعہ کو روزِ جمعہ قبلِ جمعہ سفر اچھا

نہیں۔

(۱۸) دروازہ سے باہر نکلتے ہی یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نُزَلَ أَوْ نُضَلَّ أَوْ نُضَلَّ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا أَحَدٌ . (۲)

اور درود شریف کی کثرت کرے۔

(۱۹) سب سے رخصت کے بعد اپنی مسجد سے رخصت ہو، وقتِ کراہت نہ ہو تو اس میں دو رکعت نفل پڑھے۔

(۲۰) ضروریات سفر اپنے ساتھ لے اور سمجھدار اور واقف کار سے مشورہ بھی لے، پہننے کے کپڑے وافر ہوں اور متوسط

الحال شخص کو چاہیے کہ موٹے اور مضبوط کپڑے لے اور بہتر یہ کہ ان کو رنگ لے اور اگر خیال ہو کہ جاڑوں کا زمانہ آجائے گا تو کچھ گرم کپڑے بھی ساتھ رکھے اور جاڑوں کا موسم ہو اور خیال ہو کہ واپسی تک گرمی آجائے گی تو کچھ گرمیوں کے کپڑے بھی لے۔ بچھانے کے واسطے اگر چھوٹا سا روئی کا گدا بھی ہو تو بہت اچھا ہے کہ جہاز میں بلکہ اُونٹ پر بچھانے کے لیے بہت آرام دیتا ہے بلکہ وہاں پہنچ کر بھی اس کی حاجت پڑتی ہے۔ کیونکہ ہندوستانی آدمی عموماً چار پائیوں پر سونے کے عادی ہوتے ہیں۔ چٹائی

۱..... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تیری مدد سے میں نکلا اور تیری طرف متوجہ ہوا اور تیرے ساتھ میں نے اعتصام کیا اور تجھی پر توکل کیا، اے اللہ (عزوجل)! تو میرا اعتماد ہے اور تو میری امید ہے۔ الہی تو میری کفایت کر اُس چیز سے جو مجھے فکر میں ڈالے اور اُس سے جس کی میں فکر نہیں کرتا اور اُس سے جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیری پناہ لینے والا با عزت ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

الہی! تقویٰ کو میرا زور اور میرے گناہوں کو بخش دے اور مجھے خیر کی طرف متوجہ کر جدھر میں توجہ کروں۔ الہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی تکلیف سے اور واپسی کی برائی سے اور آرام کے بعد تکلیف سے اور اہل و مال و اولاد میں بُری بات دیکھنے سے۔ ۱۲

۲..... ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے نام کے ساتھ اور اللہ (عزوجل) کی مدد سے اور اللہ (عزوجل) پر توکل کیا میں نے اور گناہ سے پھرنا اور نیکی کی قوت نہیں مگر اللہ (عزوجل) سے، اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ لغزش کریں یا ہمیں کوئی لغزش دے یا گمراہ ہوں یا گمراہ کیے جائیں یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا جہالت کریں یا ہم پر کوئی جہالت کرے۔ ۱۲

وغیرہ پرسونے میں تکلیف ہوتی ہے اور گدے کی وجہ سے کچھ تلافی ہو جائے گی اور صابون بھی ساتھ لے جائے کہ اکثر اپنے ہاتھ سے کپڑے دھونے پڑتے ہیں کہ وہاں دھوبی میسر نہیں آتے۔

اور ایک دیسی کمنل بھی ہونا چاہیے کہ یہ اونٹ کے سفر میں بہت کام دیتا ہے جہاں چاہو بچھا لو بلکہ بعض مرتبہ جہاز پر بھی کام دیتا ہے اور شگد ف پر ڈالنے کے لیے بوری کا ٹاٹ لے لیا جائے، چاقو اور ستلی اور سوا ہونا بھی ضروری ہے۔

اور کچھ تھوڑی سی دوائیں بھی رکھ لے کہ اکثر حجاج کو ضرورت پڑتی ہے، مثلاً کھانسی، بخار، زکام، پچش، بد ہضمی کہ ان سے کم لوگ بچتے ہیں۔ لہذا گُل بنفشہ، خطمی، گاؤزبان، ملیٹھی کہ یہ بخار، زکام، کھانسی میں کام دیں گی، پچش کے لیے چاروں تخم یا کم از کم اسپغول ہو اور بد ہضمی کے لیے آلو بخارا، نمک سلیمانی ہو اور کوئی چورن بھی ساتھ ہو کہ اکثر اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً بادیان، پودینہ خشک، ہلیلہ سیاہ، نمک سیاہ کہ انھیں کا چورن بنالے کافی ہوگا، اور عرق کافور و پیپر منٹ ہو تو یہ بہت امراض میں کام دیتے ہیں۔

دوائیں ضرور ہوں کہ ان کی اکثر ضرورت پڑتی ہے اور میسر نہیں آتیں اگر تم کو خود ضرورت نہ ہوئی اور جس کو ضرورت پڑی اور تم نے دیدی وہ اُس قسم پُرسی کی حالت میں تمہارے لیے کتنی دعائیں دے گا

اور برتنوں کی قسم سے اپنی حیثیت کے موافق ساتھ رکھے، ایک دیگچی ایسی جس میں کم از کم دو آدمیوں کا کھانا پک جائے یہ تو ضروری ہے کیونکہ اگر تنہا بھی ہے جب بھی بدو کو کھانا دینا ہوگا اور اگر چند قسم کے کھانے کھانا چاہتا ہو تو اسی انداز سے پکانے کے برتن ساتھ ہوں اور پیالے رکابیاں بھی اُسی انداز سے ہوں اور ہر شخص کو ایک مشکیزہ بھی ساتھ رکھنا ضروری ہے۔ اولاً تو جہاز پر بھی پانی لینے میں آسانی ہوگی، دوم اونٹ پر بغیر اس کے کام نہیں چل سکتا کیونکہ پانی صرف منزل پر ملتا ہے پھر درمیان میں ملنا دشوار ہے بلکہ نہیں ملتا، اگر مشکیزہ ساتھ ہو تو اس میں پانی لے کر اونٹ پر رکھ لو گے کہ پینے کے بھی کام آئے گا اور وضو و طہارت کے لیے بھی اگر تمہارے پاس خود نہ ہو تو کس سے مانگو گے اور شاید ہی کوئی دے الا مَا شَاءَ اللہ .

اور ڈول رستی بھی ساتھ ہو کیونکہ بعض منزلوں پر بعض وقت خود بھرنا پڑتا ہے اور اکثر جگہ پانی بیچنے والے آ جاتے ہیں اور جہاز کا نل بعض مرتبہ بند ہو جاتا ہے اس وقت اگر بیٹھا پانی حاجت سے زیادہ نہ ہو تو وضو وغیرہ دیگر ضروریات میں سمندر سے پانی نکال کر کام چلا سکتے ہو۔

کچھ تھوڑے سے پھٹے پرانے کپڑے بھی ساتھ رکھو کہ جہاز پر استنجاسکھانے میں کام دیں گے۔

لوہے کا چو لھا بھی ساتھ رکھو کہ جہاز پر اس کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ اگر کوئلے والا چو لھا ہو تو بمبئی سے حسب

ضرورت کو نکلے بھی خرید لو اور لکڑی والا چٹو لھا ہو تو لکڑی لے جانے کی حاجت نہیں۔ اس لیے کہ لکڑی جہاز والے کی طرف سے ضرورت کے لائق ملا کرتی ہے مگر اس صورت میں کلہاڑی کی حاجت پڑے گی کیونکہ جہاز پر موٹی موٹی لکڑیاں ملتی ہیں۔ انھیں چیرنے کی ضرورت پڑے گی۔ اور بمبئی سے کچھ لیمو ضرور لے لو کہ جہاز پر اکثر متلی آتی ہے۔ اُس وقت اس سے بہت تسکین ہوتی ہے، اگر جہاز پر سوار ہونے سے پہلے معمولی تسلیں لے لی جائے تو چکر کم آئے گا۔

اور مٹی یا پتھر کی کوئی چیز بھی ہو کہ اگر تیمم کرنا پڑے تو کام دے کہ جہاز میں کس چیز پر تیمم کرو گے اور کچھ نہ ہو تو مٹی کا کوئی برتن ہی ہو جس پر روغن نہ کیا ہو کہ وہ اور کام میں بھی آئے گا اور اُس پر تیمم بھی ہو سکے گا۔ بعض حجاج کپڑے پر جس پر غبار کا نام بھی نہیں ہوتا تیمم کر لیا کرتے ہیں نہ یہ تیمم ہو انہ اس تیمم سے نماز جائز۔

ایک اوگالداں ہونا چاہیے کہ جہاز میں اگر قے کی ضرورت محسوس ہو تو کام دے گا ورنہ کہاں قے کریں گے اور اس کے علاوہ تھوکنے کے لیے بھی کام دے گا۔ اس کے لیے بمبئی میں خاص اسی مطلب کے اوگالداں ٹین کے ملتے ہیں وہاں سے خرید لے اور ایک پیشاب کا برتن بھی ہو اس کی ضرورت بعض مرتبہ جہاز پر بھی پڑتی ہے۔ مثلاً چکر آتا ہے پاخانہ تک جانا دشوار ہے یہ ہوگا تو جہاں ہے وہیں پردہ کر کے فراغت کر سکے گا اور اونٹ پر شب میں بعض مرتبہ اترنے میں خطرہ ہوتا ہے یہ ہوگا تو اس کام کے لیے اترنے کی حاجت نہ ہوگی اس کے لیے بمبئی میں ٹین کا برتن جو خاص اسی کام کے لیے ہوتا ہے خرید لے۔ چائے بھی تھوڑی سا تھوڑی آرام دے گی کہ جہاز پر اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ سمندر کی مرطوب ہوا کے اثر کو دفع کرتی ہے نیز بدو بہت شوق سے پیتے ہیں، اگر تم انھیں چائے پلاؤ گے تو تم سے بہت خوش رہیں گے اور آرام پہنچائیں گے۔ اس کی پیالیاں تام چینی کی زیادہ مناسب ہیں کہ ٹوٹنے کا اندیشہ نہیں بلکہ کھانے پینے کے برتن بھی اسی کے ہوں تو بہتر ہے۔

تھوڑی موم بتیاں بھی ہوں کہ جہاز پر رات میں پاخانہ پیشاب کو جانے میں آرام دیں گی۔ پانی رکھنے کے لیے ٹین کے پیپے ہونے چاہیے کہ جہاز پر کام دیں گے اور منزل پر بھی۔ اچار چٹنی اگر ساتھ ہوں تو نہایت بہتر کہ ان کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ اسباب رکھنے کے لیے ایک چیز کا بڑا صندوق ہونا چاہیے اور اس میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ بعض مرتبہ جہاز میں مسافروں کی کثرت ہوتی ہے اور جگہ نہیں ملتی اگر یہ ہوگا تو تیسرے درجے کے مسافر کو بیٹھنے بلکہ تھوڑی تکلیف کے ساتھ اس پر لیٹ رہنے کی جگہ مل جائے گی۔ اپنے صندوق اور بوری اور دیگر اسباب پر نام لکھ لو کہ اگر دوسرے کے سامان میں مل جائیں تو تلاش کرنے میں آسانی ہوگی۔

احرام کے کپڑے یعنی تہبند اور چادر یہیں سے یا بمبئی سے لے لے کیونکہ احرام جہاز ہی پر باندھنا ہوگا اور بہتر یہ کہ دو

جوڑے ہوں کہ اگر میلا ہوا تو بدل سکیں گے۔ مستورات ساتھ ہوں تو اُن کے احرام کی حالت میں مونہ چھپانے کو کھجور کے سٹکے جو خاص اسی کام کے لیے بنتے ہیں بمبئی سے خرید لے کہ احرام میں عورتوں کو کسی ایسی چیز سے مونہ چھپانا جو چہرہ سے چپٹی ہو حرام ہے۔ کفن بھی ساتھ ہو کہ موت کا وقت معلوم نہیں یا اتنا تو ہوگا کہ وہ کپڑا اس زمین پاک پر پہنچ جائے گا اور اسے زمزم میں غوطہ دے لو گے اور گرمی کا موسم ہو تو پنکھا بھی ساتھ ہو۔

اس کے بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ کھانے کے لیے کیا لے جائے کیونکہ اس میں ہر شخص کی مختلف حالت ہے اور لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمیں کن چیزوں کی ضرورت ہوگی اور ہم کس طرح بسر کر سکتے ہیں پھر بھی اس کے متعلق بعض خاص باتیں عرض کر دیتا ہوں۔ آٹا زیادہ نہ لے کیونکہ سمندر کی ہوا سے بہت جلد خراب ہو جاتا ہے اور اس میں سونڈیاں پڑ جاتی ہیں صرف اتنا لے کہ جہاز پر کام دیدے یا کچھ زائد بلکہ گیہوں لے لے کہ اس کو جدہ یا مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ میں جہاں چاہے پسو اسکتا ہے اور چاول ضرور ساتھ لے کہ اکثر کھجڑی پکانی پڑتی ہے اور آلو بھی ہوں کہ متواتر دالِ وقت سے کھائی جاتی ہے اور استطاعت ہو تو بکرے، مرغیاں، انڈے ساتھ رکھ لے۔

جہاز پر بعض مرتبہ گوشت مل جاتا ہے مگر اس میں خیال کر لے کہ کسی کافر یا مُرتد کا ذبح کیا ہوا تو نہیں۔ (۱) مسالے پے ہوئے ہوں اور پیاز لہسن بھی ہوں، بڑیاں بھی ہوں تو بہتر ہے، مدینہ طیبہ کے راستے میں کئی منزلیں ایسی آتی ہیں جہاں دال نہیں گلتی، اس کے متعلق بھی کچھ انتظام کر لے، نیز مدینہ طیبہ جانے کے لیے مکہ معظمہ سے بھٹنے ہوئے چنے لے لے یا یہیں سے لیتا جائے کہ بعض مرتبہ اتنا موقع نہیں ملتا کہ دوسرے وقت کے لیے کھانا پکایا جائے ایسے وقت کام دیں گے۔ گھی حسبِ حیثیت زیادہ لے کہ بدوؤں کو زیادہ گھی دینا پڑتا ہے اور زیادہ گھی سے وہ خوش بھی ہوتے ہیں۔ مسور کی دال ضرور لے کہ جلد گلتی ہے اور بعض دفعہ ایسا ہی موقع ہوتا ہے کہ جلد کھانا تیار ہو جائے۔

(۲۱) خوشی خوشی گھر سے جائے اور ذکرِ الہی بکثرت کرے اور ہر وقت خوفِ خدا دل میں رکھے، غضب سے بچے، لوگوں کی بات برداشت کرے، اطمینان و وقار کو ہاتھ سے نہ دے، بیکار باتوں میں نہ پڑے۔

①..... فتاویٰ عالمگیری میں ہے: مُرتد کا ذبیحہ مُردار ہے اگرچہ بسمِ اللہ پڑھ کر ذبح کرے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۵) اور اگر مسلمان کا ذبح کردہ گوشت ذبح سے لیکر کھانے تک ایک لمحے کیلئے بھی مسلمان کی نظر سے اوجھل ہو کر اگر مُرتد یا غیر کتابی کافر کے قبضے میں گیا تو اس کا کھانا بھی ناجائز ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: ”اگر وقتِ ذبح سے وقتِ خریداری تک وہ گوشت مسلمان کی نگرانی میں رہے، بیچ میں کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہو اور یوں اطمینان کافی حاصل ہو کہ یہ مسلمان کا ذبیحہ ہے، تو اس کا خریدنا، جائز اور کھانا حلال ہوگا۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۰ ص ۲۸۲)

(۲۲) گھر سے نکلے تو یہ خیال کرے جیسے دنیا سے جا رہا ہے۔ چلتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ وَغْشَاءِ السَّفَرِ وَكَأْبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوءِ الْمُنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ .
واپسی تک مال و اہل و عیال محفوظ رہیں گے۔

(۲۳) اسی وقت آیہ الکرسی اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ سے قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ تک تَبَّتْ کے سوا پانچ

سورتیں سب مع بسم اللہ پڑھے پھر آخر میں ایک بار بسم اللہ شریف پڑھ لے، راستہ بھر آرام سے رہے گا۔

(۲۴) نیز اس وقت ﴿إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأْدُكَ إِلَىٰ مَعَادٍ﴾^(۱) ایک بار پڑھ لے، بالخیر

واپس آئے گا۔

(۲۵) ریل وغیرہ جس سواری پر سوار ہو، بسم اللہ تین بار کہے پھر اللہ اکبر اور الْحَمْدُ لِلَّهِ اور سُبْحَنَ اللہ ہر ایک

تین تین بار، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ایک بار پھر کہے:

﴿سُبْحَنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ۝ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ۝﴾^(۲) اُس کے شر

سے بچے۔

(۲۶) جب دریا میں سوار ہو یہ کہے:

﴿بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَهَا وَمُرْسُهَا ۝ إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝﴾ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ

جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝﴾^(۳) ڈوبنے سے محفوظ

رہے گا۔

①..... پ ۲۰، القصص: ۸۵۔

ترجمہ: بے شک جس نے تجھ پر قرآن فرض کیا تجھے واپسی کی جگہ کی طرف واپس کرنے والا ہے۔ ۱۲۔

②..... پ ۲۵، الزخرف: ۱۳-۱۴۔

ترجمہ: پاک ہے وہ جس نے ہمارے لیے اسے سُخر کیا اور ہم اس کو فرما نہیں بنا سکتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ۱۲۔

③..... اس دعا میں پہلی آیت سورہ ہود (آیت: ۴۱) کی ہے، جب کہ دوسری آیت سورہ زمر (آیت: ۶۷) کی ہے۔

ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے نام کی مدد سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے بے شک میرا رب بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور انھوں نے اللہ (عزوجل) کی قدر

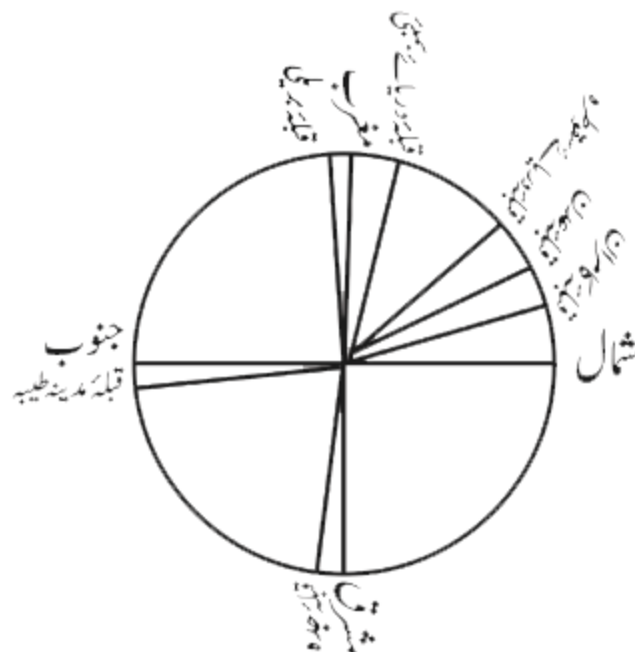
جیسی چاہیے نہ کی اور زمین پوری قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہے اور آسمان اس کے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہیں، پاک اور برتر ہے اُس سے جسے

اُس کا شریک بتاتے ہیں۔ ۱۲۔

(۲۷) جہاز پر سوار ہونے میں کوشش کرے کہ پہلے سوار ہو جائے کیونکہ جو پہلے پہنچ گیا اچھی اور کشادہ جگہ لے سکتا ہے اور جو جگہ یہ لے گا پھر اس کو کوئی ہٹانہ سکے گا اور اترنے میں جلدی نہ کرے کہ اس میں بعض مرتبہ کوئی سامان رہ جاتا ہے۔

(۲۸) تیسرے درجہ میں سفر کرنے والا جہاز پر بچھانے کو چٹائی ضرور لے لے ورنہ بستر اکثر خراب ہو جاتا ہے۔ چند ہمراہی ہوں تو بعض نیچے کے کمرہ میں جگہ لیں اور بعض اُوپر کے، کہ اگر گرمی معلوم ہوئی تو نیچے والے اُوپر کے درجہ میں آکر بیٹھ سکیں گے اور سردی معلوم ہوئی تو یہ اُن کے پاس چلے جائیں گے۔

(۲۹) جب بمبئی سے روانہ ہوں گے قبلہ کی سمت بدلتی رہے گی اس کے لیے ایک نقشہ دیا جاتا ہے، اس سے سمت قبلہ معلوم کر سکو گے۔ قُطب نما پاس رکھا جائے، جدھر وہ قُطب بتائے اسی طرف اس دائرہ کا خط شمال کر دیا جائے پھر جس سمت کو قبلہ لکھا ہے اُس طرف مونہ کر کے نماز پڑھیں۔



(۳۰) جدہ میں جہاز کنارہ پر نہیں کھڑا ہوتا جیسے بمبئی میں گودی بنی ہے وہاں نہیں ہے بلکہ وہاں کشتیوں پر سوار ہو کر کنارے پہنچتے ہیں، یہ بات ضرور خیال میں رکھے کہ جس کشتی میں اپنا سامان ہو اُسی میں خود بھی بیٹھے اگر ایسا نہ کیا بلکہ سامان کسی میں اُترا اور اپنے آپ دوسری پر بیٹھا تو سامان ضائع ہو جانے کا خوف ہے یا کم از کم تلاش کرنے میں دقت ہوگی، کشتی والے بطور انعام کچھ مانگتے ہیں انھیں دیدیا جائے۔

(۳۱) اب یہاں سے سامان کی حفاظت میں پوری کوشش کرے، ہر کام میں نہایت چستی و ہوشیاری رکھے۔ کشتی سے

اُترنے کے بعد چوگئی خانہ میں جسے مُحرک کہتے ہیں سامان کی تفتیش ہوتی ہے اس میں فقط یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی چیز تجارت کی غرض سے تو نہیں لایا ہے۔ اگر تجارتی سامان پائیں گے اُس کی چوگئی لیں گے اور تجارتی سامان نہ ہو تو چاہے کتنی ہی کھانے پینے اور دیگر ضرورت کی چیزیں ہوں اُن سے کچھ تعرض^(۱) نہ کریں گے۔

(۳۲) مکہ معظمہ میں جتنے معلم ہیں اُن سب کے جدہ میں وکیل رہتے ہیں جب تم کشتی سے اُترو گے پھانک پر حکومت کا آدمی ہوگا کشتی کا کرایہ جو مقرر ہے وصول کر لے گا اور وہ تم سے پوچھے گا معلم کون ہے جس معلم کا نام لو گے اس کا وکیل تمہیں اپنے ساتھ لے گا اور وہ تمہارے سامان کو اُٹھوا کر اپنے یہاں یا کسی کرایہ کے مکان میں لے جائے گا اس وقت تمہیں چاہیے کہ اپنے سامان کے ساتھ خود جاؤ اور اگر تم کئی شخص ہو اور سامان زیادہ ہے تو بعض یہاں سامان کی نگرانی کریں بعض سامان کی گاڑی کے ساتھ جائیں۔ اس لیے کہ بعض مرتبہ سامان گاڑی سے گر جاتا ہے اور گاڑی والے خیال بھی نہیں کرتے اس میں ان کا کیا نقصان ہے کوئی ضرورت کی چیز گر گئی تو تمہیں کو تکلیف ہوگی۔

(۳۳) جدہ میں پانی اکثر اچھا نہیں ملتا کچھ خفیف کھاری ہوتا ہے، پانی خریدو تو کچھ لیا کرو۔

(۳۴) مکہ معظمہ کے لیے اونٹ کا کرایہ کرنا اُسی وکیل کا کام ہے اور اُس زمانہ میں حکومت کی طرف سے کرایہ مقرر ہو جاتا ہے جس سے کمی بیشی نہیں ہوتی۔ شcdf، شبری جس کی تمہیں خواہش ہو اُس کے موافق وکیل اونٹ کرایہ کر دے گا اور کرایہ پیشگی ادا کرنا ہوگا اور اُسی اونٹ کے کرایہ میں دریا کے کنارے سے مکان تک اسباب لانے کی مزدوری اور مکان کا کرایہ اور وکیل کا محنتانہ سب کچھ جوڑ لیا جاتا ہے تمہیں کسی چیز کے دینے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر تم بیدل جانا چاہو گے تو یہ تمام مصارف تم سے وکیل وصول کرے گا۔

(۳۵) شبری کی پوری قیمت لے لی جاتی ہے۔ اب وہ تمہاری ہوگئی مکہ معظمہ پہنچ کر جو چاہو کرو اگر وہ مضبوط ہے تو مدینہ طیبہ کے سفر میں بھی کام دے گی۔ شcdf کا کرایہ لیا جاتا ہے کہ مکہ معظمہ پہنچ کر اب تمہیں اس سے سروکار نہیں ہاں اگر تم چاہو تو جدہ میں شcdf خرید بھی سکتے ہو جو پورے سفر میں تمہیں کام دے گا پھر جدہ پہنچ کر تھوڑے داموں پر فروخت بھی ہو سکتا ہے۔ شcdf میں زیادہ آرام ہے کہ آدمی سو بھی سکتا ہے اور شبری میں بیٹھا رہنا پڑتا ہے مگر اس میں سامان زیادہ رکھا جاسکتا ہے اور شcdf میں بہت کم۔

(۳۶) اگر اسباب زیادہ ہو تو مکہ معظمہ تک اس کے لیے الگ اونٹ کر لو اور جو چیزیں ضرورت سے زیادہ ہوں چاہو تو

۱..... یہ اس زمانہ میں تھا اب اس زمانہ حکومت نجدیہ میں ایسا نہیں۔ ۱۲

یہیں جدہ ہی میں وکیل کے سپرد کر دو جب تم آؤ گے وکیل وہ چیز تمہارے حوالہ کر دے گا اور اس کا کرایہ مثلاً فی بوری یا فی صندوق آٹھ آنے یا کم و بیش کے حساب سے لے لے گا اگرچہ تمہاری واپسی چار پانچ مہینے کے بعد ہو۔

(۳۷) اگر جہاز کا ٹکٹ واپسی کا ہے تو اُسے با احتیاط رکھو اور اُس کا نمبر بھی لکھ لو کہ شاید ٹکٹ ضائع ہو جائے تو نمبر سے کام چل جائے گا اگرچہ دقت ہوگی اور تم کو اطمینان ہو تو ٹکٹ وکیل کے پاس رکھ سکتے ہو۔

(۳۸) کرایہ کے اونٹ وغیرہ پر جو کچھ بار کرو اُس کے مالک کو دکھا لو اور اس سے زیادہ بے اس کی اجازت کے کچھ نہ رکھو۔

(۳۹) جانور کے ساتھ نرمی کرو، طاقت سے زیادہ کام نہ لو، بے سبب نہ مارو، نہ کبھی مونھ پر مارو، حتی الوسع اس پر نہ سوؤ کہ سوتے کا بوجھ زیادہ ہوتا ہے کسی سے بات وغیرہ کرنے کو کچھ دیر ٹھہرنا ہو تو اُتر لو اگر ممکن ہو۔

(۴۰) صبح و شام اُتر کر کچھ دُور پیادہ چل لینے میں دینی و دنیوی بہت فائدے ہیں۔

(۴۱) بدوؤں اور سب عربیوں سے بہت نرمی کے ساتھ پیش آئے، اگر وہ سختی کریں ادب سے تحمل کرے اس پر

شفاعت نصیب ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔ خصوصاً اہل حرمین، خصوصاً اہل مدینہ، اہل عرب کے افعال پر اعتراض نہ کرے، نہ دل میں کدورت لائے، اس میں دونوں جہاں کی سعادت ہے۔

اے کہ حمال عیب خویش تنید طعنہ بر عیب دیگران مکنید^(۱)

(۴۲) جو عربی نہیں جانتا اُسے بعض سُندھو جمال وغیرہم گالیاں بلکہ مغالطات تک دیتے ہیں ایسا اتفاق ہو تو سُندھ

کو محض ناشنیدہ^(۲) کر دیا جائے اور قلب پر بھی میل نہ لایا جائے۔ یو ہیں عوام اہل مکہ کہ سخت سُندھ مزاج ہیں اُن کی سختی پر نرمی لازم ہے۔

(۴۳) جمال یعنی اونٹ والوں کو یہاں کے سے کرایہ والے نہ سمجھے بلکہ اپنا مخدوم جانے اور کھانے پینے میں اُن سے

بُخل نہ کرے کہ وہ ایسوں ہی سے ناراض ہوتے ہیں اور تھوڑی بات میں بہت خوش ہو جاتے ہیں اور امید سے زیادہ کام آتے ہیں۔

(۴۴) قبول حج کے لیے تین شرطیں ہیں:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ لَا رَفْتَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط ﴾^(۳)

①..... یعنی جو شخص اپنا عیب اٹھائے ہے، وہ دوسروں کے عیب پر طعنہ نہ دے۔

②..... یعنی سنی کو ان سنی

③..... پ ۲، البقرة: ۱۹۷۔

حج میں نہ بخش بات ہو، نہ ہماری نافرمانی، نہ کسی سے جھگڑا لڑائی۔

تو ان باتوں سے نہایت ہی دُور رہنا چاہیے، جب غصہ آئے یا جھگڑا ہو یا کسی معصیت کا خیال ہو فوراً سر جھکا کر قلب کی طرف متوجہ ہو کر اس آیت کی تلاوت کرے اور دو ایک بار لا حول شریف پڑھے، یہ بات جاتی رہے گی یہی نہیں کہ اسی کی طرف سے ابتدا ہو یا اس کے رُفقا (۱) ہی کے ساتھ جدال بلکہ بعض اوقات امتحانِ راہ چلتوں کو پیش کر دیا جاتا ہے کہ بے سبب اُلجھتے بلکہ سب و شتم و لعن و طعن کو تیار ہوتے ہیں، اسے ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے، مبادا (۲) ایک دو کلمے میں ساری محنت اور روپیہ برباد ہو جائے۔

(۴۵) کمزور اور عورتوں کو اونٹ پر چڑھنے کے لیے ایک سیڑھی جدہ میں لے لی جائے تو چڑھنے اُترنے میں آسانی ہوگی۔ جدہ سے مکہ معظمہ دو دن کا راستہ ہے صرف ایک منزل راستہ میں پڑتی ہے جس کو بحرہ کہتے ہیں، اب جب یہاں سے روانہ ہو تو ان تمام باتوں پر لحاظ رکھو جو لکھی جا چکیں اور جو آئندہ بیان ہوں گی۔

(۴۶) اونٹ پر عموماً دو شخص سوار ہوتے ہیں۔ شقدف اور شبری میں دونوں طرف بوجھ برابر رہنا ضرور ہے اگر ایک جانب کا آدمی ہلکا ہو تو اُدھر اسباب رکھ کر وزن برابر کر لیں۔ یوں بھی وزن برابر نہ ہو تو ہلکا آدمی اپنے شقدف یا شبری میں کنارہ بیرونی سے قریب ہو جائے اور بھاری آدمی اونٹ کی پیٹھ سے نزدیک ہو جائے۔

(۴۷) بعض مرتبہ کسی جانب کا پلہ جھک جاتا ہے اس کا خیال رکھو جب ایسا ہو تو فوراً اس طرح بیٹھ جاؤ کہ درست ہو جائے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے اونٹ کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور شبری ہو تو گرنے کا قوی اندیشہ ہے۔ اس کے درست کرنے کو اونٹ والا میزان میزان کہہ کر تمھیں متنبہ کرے گا۔ تمھیں چاہیے کہ فوراً درست کر لو ورنہ اونٹ والا ناراض ہوگا۔

(۴۸) راہ میں کہیں چڑھائی آتی ہے کہیں اُتار، جب چڑھائی ہو خوب آگے اونٹ کی گردن کے قریب دونوں آدمی ہو جائیں اور جب اُتار ہو خوب پیچھے دُم کے نزدیک ہو جائیں۔ جب راہ ہموار آئے پھر بیچ میں ہو جائیں یہ نشیب و فراز کبھی آدمی کے سوتے میں آتے ہیں یا اُسے اس طرف التفات نہیں ہوتا، اس وقت جمال جگاتا اور متنبہ کرتا ہے اوّل اوّل یا گدّہ ام گدّہ ام کہے تو آگے کو سرک کر بیٹھ جاؤ اور اگر وراء وراء کہے تو پیچھے ہٹ جاؤ، اور بعض بدو ایک آدھ لفظ ہندی سیکھے ہوئے فیشو فیشو کہتے ہیں یعنی پیچھے پیچھے اور کبھی غلطی سے آگے کہنا ہوتا ہے اور فیشو کہتے ہیں۔ دیکھ کر صحیح بات پر فوراً عمل کیا جائے اور اُس جگانے پر ناراض نہ ہونا چاہیے کہ ایسا نہ ہو تو معاذ اللہ گر جانے کا احتمال ہے۔

①..... رفیق کی جمع۔ ساتھی۔ دوست۔

②..... یعنی ایسا نہ ہو۔ خدا نہ کرے۔

(۴۹) جب منزل پر پہنچو تو اُترنے میں تاخیر مت کرو کہ دیر کرنے میں اونٹ والے ناراض ہوتے اور پریشان کرتے ہیں اور روانگی کے وقت بالکل تیار رہو۔ تمام ضروریات سے پہلے ہی فارغ ہولو۔

(۵۰) اُترنے اور چڑھنے کے وقت خصوصیت کے ساتھ بہت ہوشیاری اور دیکھ بھال کی ضرورت ہے کہ ان دو وقتوں میں سامان کے ضائع ہونے اور چھوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اس وقت بعض دفعہ چور بھی آ جاتے ہیں جن کو وہاں کی زبان میں حرامی کہتے ہیں۔

(۵۱) منزلوں پر سودا بیچنے والے اور پانی لے کر بکثرت بدو آ جاتے ہیں اُن سے بھی احتیاط رکھو کہ بعض اُن میں کے موقع پا کر کوئی چیز اٹھالے جاتے ہیں۔

(۵۲) جس منزل میں اُترے، وہاں یہ دعا پڑھ لے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اللَّهُمَّ أَعْطِنَا خَيْرَ هَذَا الْمَنْزِلِ وَخَيْرَ مَا فِيهِ وَاكْفِنَا شَرَّ هَذَا الْمَنْزِلِ وَشَرَّ مَا فِيهِ اللَّهُمَّ أَنْزِلْنِي مَنْزِلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ط (۱) ہر نقصان سے بچے گا اور بہتر یہ ہے کہ وہاں دو رکعت نماز پڑھے۔

(۵۳) منزل میں راستہ سے بچ کر اُترے کہ وہاں سانپ وغیرہ موزیوں کا گزر ہوتا ہے۔

(۵۴) جب منزل سے کوچ کرے دو رکعت نماز پڑھ کر روانہ ہو۔ حدیث میں ہے، ”روزِ قیامت وہ منزل اُس کے حق میں اس امر کی گواہی دے گی۔“ (۲)

نیز انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی منزل میں اُترتے دو رکعت نماز پڑھ کر وہاں سے رخصت ہوتے۔“ (۳)

(۵۵) راستہ پر پیشاب وغیرہ باعثِ لعنت ہے۔

(۵۶) منزل میں متفرق ہو کر نہ اُتریں بلکہ ایک جگہ رہیں۔

(۵۷) اکثر رات کو قافلہ چلتا رہتا ہے اس حالت میں اگر سوؤ تو غافل ہو کر نہ سوؤ، بلکہ بہتر یہ ہے کہ دونوں آدمیوں

۱..... ترجمہ: اللہ کے کلماتِ تامہ کی پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا الہی تو ہم کو اس منزل کی خیر عطا کر اور اس کی خیر جو کچھ اس میں ہے اور اس کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے ہمیں بچا۔ الہی تو ہم کو برکت والی منزل میں اتار اور تو بہتر اُتارنے والا ہے۔ ۱۲

..... ۲

۳..... ”المستدرک“، کتاب المناسک، کان لاینزل منزلاً إلا ودعه برکعتین، الحدیث: ۱۶۷۷، ج ۲، ص ۹۲۔

میں جو ایک اونٹ پر سوار ہیں باری باری سے ایک سوئے ایک جاگتا رہے کہ ایسے وقت کہ دونوں غافل سو جائیں بعض مرتبہ چوری ہو جاتی ہے۔ شہری کے نیچے سے چور بوری کاٹ لے جاتے ہیں اور شہد ف بھی بغل کی جانب سے چاک کر کے مال نکال لے جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہر موقع اور ہر محل پر ہوشیاری رکھو اور اللہ عزوجل پر اعتماد، پھر انشاء اللہ العزیز الجلیل نہایت امن وامان کے ساتھ رہو گے۔

(۵۸) راستہ میں قضائے حاجت کے لیے دُور نہ جاؤ کہ خطرہ سے خالی نہیں اور ایک چھتری اپنے ساتھ ضرور رکھو اگرچہ سردی کا زمانہ ہو کہ قضائے حاجت کے وقت اس سے فی الجملہ پردہ ہو جائے گا اور بہتر یہ کہ تین چار لکڑیاں جن کے نیچے لوہا لگا ہوا اور ایک موٹی بڑی چادر ساتھ رکھو کہ منزل پر لکڑیاں گاڑ کر چادر سے گھیر دو گے تو نہایت پردہ کے ساتھ رفع ضرورت کر سکو گے اور عورتیں ساتھ ہوں تو ایسا انتظام ضرور ہے کہ خوف کی وجہ سے وہ دُور نہ جاسکیں گی اور نزدیک میں سخت بے پردگی ہوگی۔

(۵۹) مکہ معظمہ سے جب مدینہ طیبہ کے لیے اونٹ کرایہ کریں تو ایک معلم کے جتنے حجاج ہیں وہ سب متفق ہو کر یہ شرط کر لیں کہ نماز کے اوقات میں قافلہ ٹھہرانا ہوگا، اس صورت میں نماز جماعت کے ساتھ باسانی ادا کر سکیں گے کہ جب یہ شرط ہوگی تو اونٹ والوں کو وقت نماز میں قافلہ روکنا پڑے گا اور اگر کسی وجہ سے نہ روک سکیں گے تو چند بدو حجاج کی حفاظت کریں گے کہ یہ باطمینان نماز ادا کر لیں پھر وہ اونٹ تک پہنچادیں گے۔

اور اگر شرط نہ کی تو صرف مغرب کے لیے قافلہ روکیں گے باقی نمازوں کے لیے نہیں اور اس صورت میں یہ کرے کہ نماز پڑھنے کے وقت اونٹ سے کچھ آگے نکل جائے اور نماز ادا کر کے پھر شامل ہو جائے اور قافلہ سے دُور نہ ہو کہ اکثر خطرہ ہوتا ہے اور بعض مرتبہ ایسا بھی کرنا پڑتا ہے کہ سنت یا فرض پڑھنے تک قافلہ سب آگے نکل گیا تو باقی کے لیے پھر آگے بڑھ جائے ورنہ قافلہ سے زیادہ فاصلہ ہو جائے گا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ فرض و وتر اور صبح کی سنت سواری پر جائز نہیں۔ اُن کو اتر کر پڑھے باقی سنتیں یا نفل اونٹ کی پیٹھ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

تنبیہ: خبردار! خبردار! نماز ہر گز نہ ترک کرنا کہ یہ ہمیشہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس حالت میں اور سخت ترکہ جن کے دربار میں جاتے ہو راستہ میں انھیں کی نافرمانی کرتے چلو، تو بتاؤ کہ تم نے اُن کو راضی کیا یا ناراض۔ میں نے خود بہت سے حجاج کو دیکھا ہے کہ نماز کی طرف بالکل التفات نہیں کرتے، تھوڑی تکلیف پر نماز چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ شرع مطہر نے جب تک آدمی ہوش میں ہے نماز ساقط نہیں کی۔

(۶۰) سفر مدینہ طیبہ میں بعض مرتبہ قافلہ نہ ٹھہرنے کے باعث مجبوری ظہر و عصر ملا کر پڑھنی ہوتی ہے اس کے لیے لازم

ہے کہ ظہر کے فرضوں سے فارغ ہونے سے پہلے ارادہ کر لے کہ اسی وقت عصر پڑھوں گا اور فرض ظہر کے بعد فوراً عصر کی نماز پڑھے یہاں تک کہ بیچ میں ظہر کی سنتیں بھی نہ ہوں اسی طرح مغرب کے بعد عشا بھی انہیں شرطوں سے جائز ہے اور اگر ایسا موقع ہو کہ عصر کے وقت ظہر یا عشا کے وقت مغرب پڑھنی ہو تو صرف اتنی شرط ہے کہ ظہر و مغرب کے وقت میں وقت نکلنے سے پہلے ارادہ کر لے کہ ان کو عصر و عشا کے ساتھ پڑھوں گا۔

(۶۱) جب وہ بستی نظر پڑے جس میں ٹھہرنا یا جانا چاہتا ہے یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ اَلْاَرْضَيْنِ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيْطٰنِ وَمَا اَضَلَّلْنَ وَرَبَّ اَلْاَرْيَاحِ وَمَا ذَرَيْنِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الْقَرْيَةِ وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا. (۱) یا صرف پچھلی دعا پڑھے، ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔

(۶۲) جس شہر میں جائے وہاں کے سنی عالموں اور باشرع فقیروں کے پاس ادب سے حاضر ہو، مزارات کی زیارت کرے، فضول سیر و تماشے میں وقت نہ کھوئے۔

(۶۳) جس عالم کی خدمت میں جائے وہ مکان میں ہو تو آواز نہ دے باہر آنے کا انتظار کرے، اُس کے حضور بے ضرورت کلام نہ کرے، بے اجازت لیے مسئلہ نہ پوچھے، اُس کی کوئی بات اپنی نظر میں خلاف شرع معلوم ہو تو اعتراض نہ کرے اور دل میں نیک گمان رکھے مگر یہ سنی عالم کے لیے ہے، بد مذہب کے سایہ سے بھاگے۔

(۶۴) ذکرِ خدا سے دل بہلائے کہ فرشتہ ساتھ رہے گا، نہ کہ شعر و لغویات سے کہ شیطان ساتھ ہوگا۔

(۶۵) رات کو زیادہ چلے کہ سفر جلد طے ہوتا ہے۔

(۶۶) ہر سفر خصوصاً سفر حج میں اپنے اور اپنے عزیزوں، دوستوں کے لیے دعا سے غافل نہ رہے کہ مسافر کی دعا قبول ہے۔

(۶۷) جب کسی مشکل میں مدد کی ضرورت ہو تین بار کہے:

يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ (۲) اے اللہ (عزوجل) کے نیک بندو! میری مدد کرو۔

①..... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ساتوں آسمانوں کے رب اور ان کے جن کو آسمانوں نے سایہ کیا اور ساتوں زمینوں کے رب اور ان کے جن کو زمینوں نے اٹھایا اور شیطانوں کے رب اور ان کے جن کو انھوں نے گمراہ کیا اور ہواؤں کے رب اور اُن کے جن کو ہواؤں نے اڑایا۔ اے اللہ (عزوجل)! ہم تجھ سے اس بستی کی اور بستی والوں کی اور جو کچھ اس میں ہے اُن کی بھلائی کا سوال کرتے اور اس بستی کے اور بستی والوں کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اُس کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ ۱۲

②..... انظر: "مجمع الزوائد"، كتاب الاذكار، الحديث: ۱۷۱۰۳، ۱۷۱۰۴، ۱۷۱۰۵، ۱۷۱۰۶، ۱۷۱۰۷، ۱۷۱۰۸، ۱۷۱۰۹، ۱۷۱۱۰، ۱۷۱۱۱، ۱۷۱۱۲، ۱۷۱۱۳، ۱۷۱۱۴، ۱۷۱۱۵، ۱۷۱۱۶، ۱۷۱۱۷، ۱۷۱۱۸، ۱۷۱۱۹، ۱۷۱۲۰، ۱۷۱۲۱، ۱۷۱۲۲، ۱۷۱۲۳، ۱۷۱۲۴، ۱۷۱۲۵، ۱۷۱۲۶، ۱۷۱۲۷، ۱۷۱۲۸، ۱۷۱۲۹، ۱۷۱۳۰، ۱۷۱۳۱، ۱۷۱۳۲، ۱۷۱۳۳، ۱۷۱۳۴، ۱۷۱۳۵، ۱۷۱۳۶، ۱۷۱۳۷، ۱۷۱۳۸، ۱۷۱۳۹، ۱۷۱۴۰، ۱۷۱۴۱، ۱۷۱۴۲، ۱۷۱۴۳، ۱۷۱۴۴، ۱۷۱۴۵، ۱۷۱۴۶، ۱۷۱۴۷، ۱۷۱۴۸، ۱۷۱۴۹، ۱۷۱۵۰، ۱۷۱۵۱، ۱۷۱۵۲، ۱۷۱۵۳، ۱۷۱۵۴، ۱۷۱۵۵، ۱۷۱۵۶، ۱۷۱۵۷، ۱۷۱۵۸، ۱۷۱۵۹، ۱۷۱۶۰، ۱۷۱۶۱، ۱۷۱۶۲، ۱۷۱۶۳، ۱۷۱۶۴، ۱۷۱۶۵، ۱۷۱۶۶، ۱۷۱۶۷، ۱۷۱۶۸، ۱۷۱۶۹، ۱۷۱۷۰، ۱۷۱۷۱، ۱۷۱۷۲، ۱۷۱۷۳، ۱۷۱۷۴، ۱۷۱۷۵، ۱۷۱۷۶، ۱۷۱۷۷، ۱۷۱۷۸، ۱۷۱۷۹، ۱۷۱۸۰، ۱۷۱۸۱، ۱۷۱۸۲، ۱۷۱۸۳، ۱۷۱۸۴، ۱۷۱۸۵، ۱۷۱۸۶، ۱۷۱۸۷، ۱۷۱۸۸، ۱۷۱۸۹، ۱۷۱۹۰، ۱۷۱۹۱، ۱۷۱۹۲، ۱۷۱۹۳، ۱۷۱۹۴، ۱۷۱۹۵، ۱۷۱۹۶، ۱۷۱۹۷، ۱۷۱۹۸، ۱۷۱۹۹، ۱۷۲۰۰، ۱۷۲۰۱، ۱۷۲۰۲، ۱۷۲۰۳، ۱۷۲۰۴، ۱۷۲۰۵، ۱۷۲۰۶، ۱۷۲۰۷، ۱۷۲۰۸، ۱۷۲۰۹، ۱۷۲۱۰، ۱۷۲۱۱، ۱۷۲۱۲، ۱۷۲۱۳، ۱۷۲۱۴، ۱۷۲۱۵، ۱۷۲۱۶، ۱۷۲۱۷، ۱۷۲۱۸، ۱۷۲۱۹، ۱۷۲۲۰، ۱۷۲۲۱، ۱۷۲۲۲، ۱۷۲۲۳، ۱۷۲۲۴، ۱۷۲۲۵، ۱۷۲۲۶، ۱۷۲۲۷، ۱۷۲۲۸، ۱۷۲۲۹، ۱۷۲۳۰، ۱۷۲۳۱، ۱۷۲۳۲، ۱۷۲۳۳، ۱۷۲۳۴، ۱۷۲۳۵، ۱۷۲۳۶، ۱۷۲۳۷، ۱۷۲۳۸، ۱۷۲۳۹، ۱۷۲۴۰، ۱۷۲۴۱، ۱۷۲۴۲، ۱۷۲۴۳، ۱۷۲۴۴، ۱۷۲۴۵، ۱۷۲۴۶، ۱۷۲۴۷، ۱۷۲۴۸، ۱۷۲۴۹، ۱۷۲۵۰، ۱۷۲۵۱، ۱۷۲۵۲، ۱۷۲۵۳، ۱۷۲۵۴، ۱۷۲۵۵، ۱۷۲۵۶، ۱۷۲۵۷، ۱۷۲۵۸، ۱۷۲۵۹، ۱۷۲۶۰، ۱۷۲۶۱، ۱۷۲۶۲، ۱۷۲۶۳، ۱۷۲۶۴، ۱۷۲۶۵، ۱۷۲۶۶، ۱۷۲۶۷، ۱۷۲۶۸، ۱۷۲۶۹، ۱۷۲۷۰، ۱۷۲۷۱، ۱۷۲۷۲، ۱۷۲۷۳، ۱۷۲۷۴، ۱۷۲۷۵، ۱۷۲۷۶، ۱۷۲۷۷، ۱۷۲۷۸، ۱۷۲۷۹، ۱۷۲۸۰، ۱۷۲۸۱، ۱۷۲۸۲، ۱۷۲۸۳، ۱۷۲۸۴، ۱۷۲۸۵، ۱۷۲۸۶، ۱۷۲۸۷، ۱۷۲۸۸، ۱۷۲۸۹، ۱۷۲۹۰، ۱۷۲۹۱، ۱۷۲۹۲، ۱۷۲۹۳، ۱۷۲۹۴، ۱۷۲۹۵، ۱۷۲۹۶، ۱۷۲۹۷، ۱۷۲۹۸، ۱۷۲۹۹، ۱۷۳۰۰، ۱۷۳۰۱، ۱۷۳۰۲، ۱۷۳۰۳، ۱۷۳۰۴، ۱۷۳۰۵، ۱۷۳۰۶، ۱۷۳۰۷، ۱۷۳۰۸، ۱۷۳۰۹، ۱۷۳۱۰، ۱۷۳۱۱، ۱۷۳۱۲، ۱۷۳۱۳، ۱۷۳۱۴، ۱۷۳۱۵، ۱۷۳۱۶، ۱۷۳۱۷، ۱۷۳۱۸، ۱۷۳۱۹، ۱۷۳۲۰، ۱۷۳۲۱، ۱۷۳۲۲، ۱۷۳۲۳، ۱۷۳۲۴، ۱۷۳۲۵، ۱۷۳۲۶، ۱۷۳۲۷، ۱۷۳۲۸، ۱۷۳۲۹، ۱۷۳۳۰، ۱۷۳۳۱، ۱۷۳۳۲، ۱۷۳۳۳، ۱۷۳۳۴، ۱۷۳۳۵، ۱۷۳۳۶، ۱۷۳۳۷، ۱۷۳۳۸، ۱۷۳۳۹، ۱۷۳۴۰، ۱۷۳۴۱، ۱۷۳۴۲، ۱۷۳۴۳، ۱۷۳۴۴، ۱۷۳۴۵، ۱۷۳۴۶، ۱۷۳۴۷، ۱۷۳۴۸، ۱۷۳۴۹، ۱۷۳۵۰، ۱۷۳۵۱، ۱۷۳۵۲، ۱۷۳۵۳، ۱۷۳۵۴، ۱۷۳۵۵، ۱۷۳۵۶، ۱۷۳۵۷، ۱۷۳۵۸، ۱۷۳۵۹، ۱۷۳۶۰، ۱۷۳۶۱، ۱۷۳۶۲، ۱۷۳۶۳، ۱۷۳۶۴، ۱۷۳۶۵، ۱۷۳۶۶، ۱۷۳۶۷، ۱۷۳۶۸، ۱۷۳۶۹، ۱۷۳۷۰، ۱۷۳۷۱، ۱۷۳۷۲، ۱۷۳۷۳، ۱۷۳۷۴، ۱۷۳۷۵، ۱۷۳۷۶، ۱۷۳۷۷، ۱۷۳۷۸، ۱۷۳۷۹، ۱۷۳۸۰، ۱۷۳۸۱، ۱۷۳۸۲، ۱۷۳۸۳، ۱۷۳۸۴، ۱۷۳۸۵، ۱۷۳۸۶، ۱۷۳۸۷، ۱۷۳۸۸، ۱۷۳۸۹، ۱۷۳۹۰، ۱۷۳۹۱، ۱۷۳۹۲، ۱۷۳۹۳، ۱۷۳۹۴، ۱۷۳۹۵، ۱۷۳۹۶، ۱۷۳۹۷، ۱۷۳۹۸، ۱۷۳۹۹، ۱۷۴۰۰، ۱۷۴۰۱، ۱۷۴۰۲، ۱۷۴۰۳، ۱۷۴۰۴، ۱۷۴۰۵، ۱۷۴۰۶، ۱۷۴۰۷، ۱۷۴۰۸، ۱۷۴۰۹، ۱۷۴۱۰، ۱۷۴۱۱، ۱۷۴۱۲، ۱۷۴۱۳، ۱۷۴۱۴، ۱۷۴۱۵، ۱۷۴۱۶، ۱۷۴۱۷، ۱۷۴۱۸، ۱۷۴۱۹، ۱۷۴۲۰، ۱۷۴۲۱، ۱۷۴۲۲، ۱۷۴۲۳، ۱۷۴۲۴، ۱۷۴۲۵، ۱۷۴۲۶، ۱۷۴۲۷، ۱۷۴۲۸، ۱۷۴۲۹، ۱۷۴۳۰، ۱۷۴۳۱، ۱۷۴۳۲، ۱۷۴۳۳، ۱۷۴۳۴، ۱۷۴۳۵، ۱۷۴۳۶، ۱۷۴۳۷، ۱۷۴۳۸، ۱۷۴۳۹، ۱۷۴۴۰، ۱۷۴۴۱، ۱۷۴۴۲، ۱۷۴۴۳، ۱۷۴۴۴، ۱۷۴۴۵، ۱۷۴۴۶، ۱۷۴۴۷، ۱۷۴۴۸، ۱۷۴۴۹، ۱۷۴۵۰، ۱۷۴۵۱، ۱۷۴۵۲، ۱۷۴۵۳، ۱۷۴۵۴، ۱۷۴۵۵، ۱۷۴۵۶، ۱۷۴۵۷، ۱۷۴۵۸، ۱۷۴۵۹، ۱۷۴۶۰، ۱۷۴۶۱، ۱۷۴۶۲، ۱۷۴۶۳، ۱۷۴۶۴، ۱۷۴۶۵، ۱۷۴۶۶، ۱۷۴۶۷، ۱۷۴۶۸، ۱۷۴۶۹، ۱۷۴۷۰، ۱۷۴۷۱، ۱۷۴۷۲، ۱۷۴۷۳، ۱۷۴۷۴، ۱۷۴۷۵، ۱۷۴۷۶، ۱۷۴۷۷، ۱۷۴۷۸، ۱۷۴۷۹، ۱۷۴۸۰، ۱۷۴۸۱، ۱۷۴۸۲، ۱۷۴۸۳، ۱۷۴۸۴، ۱۷۴۸۵، ۱۷۴۸۶، ۱۷۴۸۷، ۱۷۴۸۸، ۱۷۴۸۹، ۱۷۴۹۰، ۱۷۴۹۱، ۱۷۴۹۲، ۱۷۴۹۳، ۱۷۴۹۴، ۱۷۴۹۵، ۱۷۴۹۶، ۱۷۴۹۷، ۱۷۴۹۸، ۱۷۴۹۹، ۱۷۵۰۰، ۱۷۵۰۱، ۱۷۵۰۲، ۱۷۵۰۳، ۱۷۵۰۴، ۱۷۵۰۵، ۱۷۵۰۶، ۱۷۵۰۷، ۱۷۵۰۸، ۱۷۵۰۹، ۱۷۵۱۰، ۱۷۵۱۱، ۱۷۵۱۲، ۱۷۵۱۳، ۱۷۵۱۴، ۱۷۵۱۵، ۱۷۵۱۶، ۱۷۵۱۷، ۱۷۵۱۸، ۱۷۵۱۹، ۱۷۵۲۰، ۱۷۵۲۱، ۱۷۵۲۲، ۱۷۵۲۳، ۱۷۵۲۴، ۱۷۵۲۵، ۱۷۵۲۶، ۱۷۵۲۷، ۱۷۵۲۸، ۱۷۵۲۹، ۱۷۵۳۰، ۱۷۵۳۱، ۱۷۵۳۲، ۱۷۵۳۳، ۱۷۵۳۴، ۱۷۵۳۵، ۱۷۵۳۶، ۱۷۵۳۷، ۱۷۵۳۸، ۱۷۵۳۹، ۱۷۵۴۰، ۱۷۵۴۱، ۱۷۵۴۲، ۱۷۵۴۳، ۱۷۵۴۴، ۱۷۵۴۵، ۱۷۵۴۶، ۱۷۵۴۷، ۱۷۵۴۸، ۱۷۵۴۹، ۱۷۵۵۰، ۱۷۵۵۱، ۱۷۵۵۲، ۱۷۵۵۳، ۱۷۵۵۴، ۱۷۵۵۵، ۱۷۵۵۶، ۱۷۵۵۷، ۱۷۵۵۸، ۱۷۵۵۹، ۱۷۵۶۰، ۱۷۵۶۱، ۱۷۵۶۲، ۱۷۵۶۳، ۱۷۵۶۴، ۱۷۵۶۵، ۱۷۵۶۶، ۱۷۵۶۷، ۱۷۵۶۸، ۱۷۵۶۹، ۱۷۵۷۰، ۱۷۵۷۱، ۱۷۵۷۲، ۱۷۵۷۳، ۱۷۵۷۴، ۱۷۵۷۵، ۱۷۵۷۶، ۱۷۵۷۷، ۱۷۵۷۸، ۱۷۵۷۹، ۱۷۵۸۰، ۱۷۵۸۱، ۱۷۵۸۲، ۱۷۵۸۳، ۱۷۵۸۴، ۱۷۵۸۵، ۱۷۵۸۶، ۱۷۵۸۷، ۱۷۵۸۸، ۱۷۵۸۹، ۱۷۵۹۰، ۱۷۵۹۱، ۱۷۵۹۲، ۱۷۵۹۳، ۱۷۵۹۴، ۱۷۵۹۵، ۱۷۵۹۶، ۱۷۵۹۷، ۱۷۵۹۸، ۱۷۵۹۹، ۱۷۶۰۰، ۱۷۶۰۱، ۱۷۶۰۲، ۱۷۶۰۳، ۱۷۶۰۴، ۱۷۶۰۵، ۱۷۶۰۶، ۱۷۶۰۷، ۱۷۶۰۸، ۱۷۶۰۹، ۱۷۶۱۰، ۱۷۶۱۱، ۱۷۶۱۲، ۱۷۶۱۳، ۱۷۶۱۴، ۱۷۶۱۵، ۱۷۶۱۶، ۱۷۶۱۷، ۱۷۶۱۸، ۱۷۶۱۹، ۱۷۶۲۰، ۱۷۶۲۱، ۱۷۶۲۲، ۱۷۶۲۳، ۱۷۶۲۴، ۱۷۶۲۵، ۱۷۶۲۶، ۱۷۶۲۷، ۱۷۶۲۸، ۱۷۶۲۹، ۱۷۶۳۰، ۱۷۶۳۱، ۱۷۶۳۲، ۱۷۶۳۳، ۱۷۶۳۴، ۱۷۶۳۵، ۱۷۶۳۶، ۱۷۶۳۷، ۱۷۶۳۸، ۱۷۶۳۹، ۱۷۶۴۰، ۱۷۶۴۱، ۱۷۶۴۲، ۱۷۶۴۳، ۱۷۶۴۴، ۱۷۶۴۵، ۱۷۶۴۶، ۱۷۶۴۷، ۱۷۶۴۸، ۱۷۶۴۹، ۱۷۶۵۰، ۱۷۶۵۱، ۱۷۶۵۲، ۱۷۶۵۳، ۱۷۶۵۴، ۱۷۶۵۵، ۱۷۶۵۶، ۱۷۶۵۷، ۱۷۶۵۸، ۱۷۶۵۹، ۱۷۶۶۰، ۱۷۶۶۱، ۱۷۶۶۲، ۱۷۶۶۳، ۱۷۶۶۴، ۱۷۶۶۵، ۱۷۶۶۶، ۱۷۶۶۷، ۱۷۶۶۸، ۱۷۶۶۹، ۱۷۶۷۰، ۱۷۶۷۱، ۱۷۶۷۲، ۱۷۶۷۳، ۱۷۶۷۴، ۱۷۶۷۵، ۱۷۶۷۶، ۱۷۶۷۷، ۱۷۶۷۸، ۱۷۶۷۹، ۱۷۶۸۰، ۱۷۶۸۱، ۱۷۶۸۲، ۱۷۶۸۳، ۱۷۶۸۴، ۱۷۶۸۵، ۱۷۶۸۶، ۱۷۶۸۷، ۱۷۶۸۸، ۱۷۶۸۹، ۱۷۶۹۰، ۱۷۶۹۱، ۱۷۶۹۲، ۱۷۶۹۳، ۱۷۶۹۴، ۱۷۶۹۵، ۱۷۶۹۶، ۱۷۶۹۷، ۱۷۶۹۸، ۱۷۶۹۹، ۱۷۷۰۰، ۱۷۷۰۱، ۱۷۷۰۲، ۱۷۷۰۳، ۱۷۷۰۴، ۱۷۷۰۵، ۱۷۷۰۶، ۱۷۷۰۷، ۱۷۷۰۸، ۱۷۷۰۹، ۱۷۷۱۰، ۱۷۷۱۱، ۱۷۷۱۲، ۱۷۷۱۳، ۱۷۷۱۴، ۱۷۷۱۵، ۱۷۷۱۶، ۱۷۷۱۷، ۱۷۷۱۸، ۱۷۷۱۹، ۱۷۷۲۰، ۱۷۷۲۱، ۱۷۷۲۲، ۱۷۷۲۳، ۱۷۷۲۴، ۱۷۷۲۵، ۱۷۷۲۶، ۱۷۷۲۷، ۱۷۷۲۸، ۱۷۷۲۹، ۱۷۷۳۰، ۱۷۷۳۱، ۱۷۷۳۲، ۱۷۷۳۳، ۱۷۷۳۴، ۱۷۷۳۵، ۱۷۷۳۶، ۱۷۷۳۷، ۱۷۷۳۸، ۱۷۷۳۹، ۱۷۷۴۰، ۱۷۷۴۱، ۱۷۷۴۲، ۱۷۷۴۳، ۱۷۷۴۴، ۱۷۷۴۵، ۱۷۷۴۶، ۱۷۷۴۷، ۱۷۷۴۸، ۱۷۷۴۹، ۱۷۷۵۰، ۱۷۷۵۱، ۱۷۷۵۲، ۱۷۷۵۳، ۱۷۷۵۴، ۱۷۷۵۵، ۱۷۷۵۶، ۱۷۷۵۷، ۱۷۷۵۸، ۱۷۷۵۹، ۱۷۷۶۰، ۱۷۷۶۱، ۱۷۷۶۲، ۱۷۷۶۳، ۱۷۷۶۴، ۱۷۷۶۵، ۱۷۷۶۶، ۱۷۷۶۷، ۱۷۷۶۸، ۱۷۷۶۹، ۱۷۷۷۰، ۱۷۷۷۱، ۱۷۷۷۲، ۱۷۷۷۳، ۱۷۷۷۴، ۱۷۷۷۵، ۱۷۷۷۶، ۱۷۷۷۷، ۱۷۷۷۸، ۱۷۷۷۹، ۱۷۷۸۰، ۱۷۷۸۱، ۱۷۷۸۲، ۱۷۷۸۳، ۱۷۷۸۴، ۱۷۷۸۵، ۱۷۷۸۶، ۱۷۷۸۷، ۱۷۷۸۸، ۱۷۷۸۹، ۱۷۷۹۰، ۱۷۷۹۱، ۱۷۷۹۲، ۱۷۷۹۳، ۱۷۷۹۴، ۱۷۷۹۵، ۱۷۷۹۶، ۱۷۷۹۷، ۱۷۷۹۸، ۱۷۷۹۹، ۱۷۸۰۰، ۱۷۸۰۱، ۱۷۸۰۲، ۱۷۸۰۳، ۱۷۸۰۴، ۱۷۸۰۵، ۱۷۸۰۶، ۱۷۸۰۷، ۱۷۸۰۸، ۱۷۸۰۹، ۱۷۸۱۰، ۱۷۸۱۱، ۱۷۸۱۲، ۱۷۸۱۳، ۱۷۸۱۴، ۱۷۸۱۵، ۱۷۸۱۶، ۱۷۸۱۷، ۱۷۸۱۸، ۱۷۸۱۹، ۱۷۸۲۰، ۱۷۸۲۱، ۱۷۸۲۲، ۱۷۸۲۳، ۱۷۸۲۴، ۱۷۸۲۵، ۱۷۸۲۶، ۱۷۸۲۷، ۱۷۸۲۸، ۱۷۸۲۹، ۱۷۸۳۰، ۱۷۸۳۱، ۱۷۸۳۲، ۱۷۸۳۳، ۱۷۸۳۴، ۱۷۸۳۵، ۱۷۸۳۶، ۱۷۸۳۷، ۱۷۸۳۸، ۱۷۸۳۹، ۱۷۸۴۰، ۱۷۸۴۱، ۱۷۸۴۲، ۱۷۸۴۳، ۱۷۸۴۴، ۱۷۸۴۵، ۱۷۸۴۶، ۱۷۸۴۷، ۱۷۸۴۸، ۱۷۸۴۹، ۱۷۸۵۰، ۱۷۸۵۱، ۱۷۸۵۲، ۱۷۸۵۳، ۱۷۸۵۴، ۱۷۸۵۵، ۱۷۸۵۶، ۱۷۸۵۷، ۱۷۸۵۸، ۱۷۸۵۹، ۱۷۸۶۰، ۱۷۸۶۱، ۱۷۸۶۲، ۱۷۸۶۳، ۱۷۸۶۴، ۱۷۸۶۵، ۱۷۸۶۶، ۱۷۸۶۷، ۱۷۸۶۸، ۱۷۸۶۹، ۱۷۸۷۰، ۱۷۸۷۱، ۱۷۸۷۲، ۱۷۸۷۳، ۱۷۸۷۴، ۱۷۸۷۵، ۱۷۸۷۶، ۱۷۸۷۷، ۱۷۸۷۸، ۱۷۸۷۹، ۱۷۸۸۰، ۱۷۸۸۱، ۱۷۸۸۲، ۱۷۸۸۳، ۱۷۸۸۴، ۱۷۸۸۵، ۱۷۸۸۶، ۱۷۸۸۷، ۱۷۸۸۸، ۱۷۸۸۹، ۱۷۸۹۰، ۱۷۸۹۱، ۱۷۸۹۲، ۱۷۸۹۳، ۱۷۸۹۴، ۱۷۸۹۵، ۱۷۸۹۶، ۱۷۸۹۷، ۱۷۸۹۸، ۱۷۸۹۹، ۱۷۹۰۰، ۱۷۹۰۱، ۱۷۹۰۲، ۱۷۹۰۳، ۱۷۹۰۴، ۱۷۹۰۵، ۱۷۹۰۶، ۱۷۹۰۷، ۱۷۹۰۸، ۱۷۹۰۹، ۱۷۹۱۰، ۱۷۹۱۱، ۱۷۹۱۲، ۱۷۹۱۳، ۱۷۹۱۴، ۱۷۹۱۵، ۱۷۹۱۶، ۱۷۹۱۷، ۱۷۹۱۸، ۱۷۹۱۹، ۱۷۹۲۰، ۱۷۹۲۱، ۱۷۹۲۲، ۱۷۹۲۳، ۱۷۹۲۴، ۱۷۹۲۵، ۱۷۹۲۶، ۱۷۹۲۷، ۱۷۹۲۸، ۱۷۹۲۹، ۱۷۹۳۰، ۱۷۹۳۱، ۱۷۹۳۲، ۱۷۹۳۳، ۱۷۹۳۴، ۱۷۹۳۵، ۱۷۹۳۶، ۱۷۹۳۷، ۱۷۹۳۸، ۱۷۹۳۹، ۱۷۹۴۰، ۱۷۹۴۱، ۱۷۹۴۲، ۱۷۹۴۳، ۱۷۹۴۴، ۱۷۹۴۵، ۱۷۹۴۶، ۱۷۹۴۷، ۱۷۹۴۸، ۱۷۹۴۹، ۱۷۹۵۰، ۱۷۹۵۱، ۱۷۹۵۲، ۱۷۹۵۳، ۱۷۹۵۴، ۱۷۹۵۵، ۱۷۹۵۶، ۱۷۹۵۷، ۱۷۹۵۸، ۱۷۹۵۹، ۱۷۹۶۰، ۱۷۹۶۱، ۱۷۹۶۲، ۱۷۹۶۳، ۱۷۹۶۴، ۱۷۹۶۵، ۱۷۹۶۶، ۱۷۹۶۷، ۱۷۹۶۸، ۱۷۹۶۹، ۱۷۹۷۰، ۱۷۹۷۱، ۱۷۹۷۲، ۱۷۹۷۳، ۱۷۹۷۴، ۱۷۹۷۵، ۱۷۹۷۶، ۱۷۹۷۷، ۱۷۹۷۸، ۱۷۹۷۹، ۱۷۹۸۰، ۱۷۹۸۱، ۱۷۹۸۲، ۱۷۹۸۳، ۱۷۹۸۴، ۱۷۹۸۵، ۱۷۹۸۶، ۱۷۹۸۷، ۱۷۹۸۸، ۱۷۹۸۹، ۱۷۹۹۰، ۱۷۹۹۱، ۱۷۹۹۲، ۱۷۹۹۳، ۱۷۹۹۴، ۱۷۹۹۵، ۱۷۹۹۶، ۱۷۹۹۷، ۱۷۹۹۸، ۱۷۹۹۹، ۱۸۰۰۰، ۱۸۰۰۱، ۱۸۰۰۲، ۱۸۰۰۳، ۱۸۰۰۴، ۱۸۰۰۵، ۱۸۰۰۶، ۱۸۰۰۷، ۱۸۰۰۸، ۱۸۰۰۹، ۱۸۰۱۰، ۱۸۰۱۱، ۱۸۰۱۲، ۱۸۰

غیب سے مدد ہوگی یہ حکم حدیث میں ہے۔

(۶۸) جب سواری کا جانور بھاگ جائے اور پکڑ نہ سکو یہی پڑھو فوراً کھڑا ہو جائے گا۔

(۶۹) جب جانور شوخی کرے یہ دعا پڑھے:

﴿أَفْغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ

يُرْجَعُونَ ۝﴾ (۱)

(۷۰) يَا صَمَدُ ۱۳۳ بار روز پڑھے، بھوک پیاس سے بچے گا۔

(۷۱) اگر دشمن یا رہزن کا ڈر ہو لَا لَفِ پڑھے، ہر بلا سے امان ہے۔

(۷۲) جب رات کی تاریکی پریشان کرنے والی آئے، یہ دعا پڑھے:

يَا أَرْضُ! رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَشَرِّ مَا فَيْكَ وَشَرِّ مَا خَلَقَ فَيْكَ وَشَرِّ مَا
دَبَّ عَلَيْكَ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ وَمِنْ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ الْوَالِدِ وَمَا
وَلَدَ. (۲)

(۷۳) جب کہیں دشمنوں سے خوف ہو، یہ پڑھ لے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ. (۳)

(۷۴) جب غم و پریشانی لاحق ہو، یہ دعا پڑھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ

①..... پ ۳، آل عمران: ۸۳.

ترجمہ: کیا اللہ (عزوجل) کے دین کے سوا کچھ اور تلاش کرتے ہیں اور اسی کے فرماں بردار ہیں، خوشی اور ناخوشی سے وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اسی کی طرف تم کو لوٹنا ہے۔ ۱۲

②..... ترجمہ: اے زمین میرا اور تیرا پروردگار اللہ (عزوجل) ہے، اللہ (عزوجل) کی پناہ مانگتا ہوں تیرے شر سے اور اس کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی اور جو تجھ پر چلی اور اللہ (عزوجل) کی پناہ شیر اور کالے اور سانپ اور بچھو اور اس شہر کے بسنے والے سے اور شیطان اور اس کی اولاد

سے ۱۲

③..... ترجمہ: اے اللہ! (عزوجل) میں تجھ کو ان کے سینوں کے مقابل کرتا ہوں اور ان کی بُرائیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ۱۲

وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ . (۱) اور ایسے وقت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ط اور حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کی کثرت کرے۔

(۷۵) اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ کہے:

يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ط إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ اِجْمَعُ بَيْنِي وَبَيْنَ ضَالَّتِي . (۲)
انشاء اللہ تعالیٰ مل جائے گی۔

(۷۶) ہر بلندی پر چڑھتے اللہ اکبر کہے اور ڈھال میں اُترتے سبحان اللہ۔

(۷۷) سوتے وقت ایک بار آیۃ الکرسی ہمیشہ پڑھے کہ چور اور شیطان سے امان ہے۔

(۷۸) نمازیں دونوں سرکاروں میں وقت شروع ہوتے ہی ہوتی ہیں، معاشرے وقت پر فوراً اذان اور تھوڑی دیر بعد

تکبیر و جماعت ہو جاتی ہے، جو شخص کچھ فاصلہ پر ٹھہرا ہوا تنی گنجائش نہیں پاتا کہ اذان سن کر وضو کرے پھر حاضر ہو کر جماعت یا پہلی رکعت مل سکے اور وہاں کی بڑی برکت یہی طواف و زیارت اور نمازوں کی تکبیر اول ہے۔ لہذا اوقات پہچان رکھیں، اذان سے پہلے وضو طیار رہے، اذان سننے ہی فوراً چل دیں تو تکبیر اول ملے گی اور اگر صف اول چاہیں، جس کا ثواب بے نہایت ہے جب تو اذان سے پہلے حاضر ہو جانا لازم ہے۔

(۷۹) واپسی میں بھی وہی طریقے ملحوظ رکھے، جو یہاں تک بیان ہوئے۔

(۸۰) مکان پر آنے کی تاریخ و وقت سے پیشتر اطلاع دیدے، بے اطلاع ہرگز نہ جائے خصوصاً رات میں۔

(۸۱) لوگوں کو چاہیے کہ حاجی کا استقبال کریں اور اس کے گھر پہنچنے سے قبل دعا کرائیں کہ حاجی جب تک اپنے گھر میں قدم نہیں رکھتا اس کی دعا قبول ہے۔

(۸۲) سب سے پہلے اپنی مسجد میں آ کر دو رکعت نفل پڑھے۔

(۸۳) دو رکعت گھر میں آ کر پڑھے پھر سب سے بکشادہ پیشانی ملے۔

①..... ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظمت والا حلم والا ہے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑے عرش کا مالک ہے۔ اللہ

(عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور بزرگ عرش کا مالک ہے۔ ۱۲

②..... ترجمہ: اے لوگوں کو اُس دن جمع کرنے والے جس میں شک نہیں، بے شک اللہ (عزوجل) وعدہ کا خلاف نہیں کرتا، میرے اور میری گئی

چیز کے درمیان جمع کر دے۔ ۱۳

(۸۴) عزیزوں دوستوں کے لیے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لائے اور حاجی کا تحفہ تبرکاتِ حرمین شریفین سے زیادہ کیا ہے اور دوسرا تحفہ دعا کا کہ مکان میں پہنچنے سے پہلے استقبال کرنے والوں اور سب مسلمانوں کے لیے کرے۔^(۱)

میقات کا بیان

میقات اُس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے جانے والے کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں اگرچہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔^(۲) (عامہ کتب)

مسئلہ ۱: میقات پانچ ہیں:

① ذوالحلیفہ: یہ مدینہ طیبہ کی میقات ہے۔ اس زمانہ میں اس جگہ کا نام ابیار علی ہے۔ ہندوستانی یا اور ملک والے حج سے پہلے اگر مدینہ طیبہ کو جائیں اور وہاں سے پھر مکہ معظمہ کو تو وہ بھی ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں۔

② ذاتِ عرق: یہ عراق والوں کی میقات ہے۔

③ جحفہ: یہ شامیوں کی میقات ہے مگر جحفہ اب بالکل معدوم سا ہو گیا ہے وہاں آبادی نہ رہی، صرف بعض نشان پائے جاتے ہیں اس کے جاننے والے اب کم ہوں گے، لہذا اہل شام رابغ سے احرام باندھتے ہیں کہ جحفہ رابغ کے قریب ہے۔

④ قرن: یہ نجد^(۳) والوں کی میقات ہے، یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔

⑤ یلملم: اہل یمن کے لیے۔

مسئلہ ۲: یہ میقاتیں اُن کے لیے بھی ہیں جن کا ذکر ہوا اور ان کے علاوہ جو شخص جس میقات سے گزرے اُس کے لیے وہی میقات ہے اور اگر میقات سے نہ گزرا تو جب میقات کے محاذی آئے اس وقت احرام باندھ لے، مثلاً ہندیوں کی میقات کوہِ یلملم کی محاذات ہے اور محاذات میں آنا اُسے خود معلوم نہ ہو تو کسی جاننے والے سے پوچھ کر معلوم کرے اور اگر کوئی ایسا نہ ملے جس سے دریافت کرے تو تخری کرے اگر کسی طرح محاذات کا علم نہ ہو تو مکہ معظمہ جب دو منزل باقی رہے

①..... انظر: "الفتاوی الرضویة"، ج ۹ ص ۷۲۶-۷۳۱، وغیرہ۔

②..... "الهدایة"، کتاب الحج، ج ۱، ص ۱۳۳-۱۳۴، وغیرہ۔

③..... یعنی موجودہ ریاض۔

احرام باندھ لے۔^(۱) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: جو شخص دو میقاتوں سے گزرا، مثلاً شامی کہ مدینہ منورہ کی راہ سے ذوالحلیفہ آیا اور وہاں سے جحفہ کو تو افضل یہ ہے کہ پہلی میقات پر احرام باندھے اور دوسری پر باندھا جب بھی حرج نہیں۔ یوہیں اگر میقات سے نہ گزرا اور محاذات میں دو میقاتیں پڑتی ہیں تو جس میقات کی محاذات پہلے ہو، وہاں احرام باندھنا افضل ہے۔^(۲) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۴: مکہ معظمہ جانے کا ارادہ نہ ہو بلکہ میقات کے اندر کسی اور جگہ مثلاً جدہ جانا چاہتا ہے تو اسے احرام کی ضرورت نہیں پھر وہاں سے اگر مکہ معظمہ جانا چاہے تو بغیر احرام جاسکتا ہے، لہذا جو شخص حرم میں بغیر احرام جانا چاہتا ہے وہ یہ حیلہ کر سکتا ہے بشرطیکہ واقعی اس کا ارادہ پہلے مثلاً جدہ جانے کا ہو۔ نیز مکہ معظمہ حج اور عمرہ کے ارادہ سے نہ جاتا ہو، مثلاً تجارت کے لیے جدہ جاتا ہے اور وہاں سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ جانے کا ارادہ ہے اور اگر پہلے ہی سے مکہ معظمہ کا ارادہ ہے تو اب بغیر احرام نہیں جاسکتا۔ جو شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کو جاتا ہو اسے یہ حیلہ جائز نہیں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: میقات سے پیشتر احرام باندھنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے بشرطیکہ حج کے مہینوں میں ہو اور شوال سے پہلے ہو تو منع ہے۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: جو لوگ میقات کے اندر کے رہنے والے ہیں مگر حرم سے باہر ہیں ان کے احرام کی جگہ حل یعنی بیرون حرم ہے، حرم سے باہر جہاں چاہیں احرام باندھیں اور بہتر یہ کہ گھر سے احرام باندھیں اور یہ لوگ اگر حج یا عمرہ کا ارادہ نہ رکھتے ہوں تو بغیر احرام مکہ معظمہ جاسکتے ہیں۔^(۵) (عامہ کتب)

مسئلہ ۷: حرم کے رہنے والے حج کا احرام حرم سے باندھیں اور بہتر یہ کہ مسجد الحرام شریف میں احرام باندھیں اور عمرہ کا بیرون حرم سے اور بہتر یہ کہ تنعم سے ہو۔^(۶) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸: مکہ والے اگر کسی کام سے بیرون حرم جائیں تو انھیں واپسی کے لیے احرام کی حاجت نہیں اور میقات سے

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثانی فی المواقیت، ج ۱، ص ۲۲۱.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، ج ۳، ص ۵۴۸-۵۵۱.

② "الفتاویٰ الہندیۃ" المرجع السابق. و "الدرالمختار کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، ج ۳، ص ۵۵۰.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، ج ۳، ص ۵۵۲.

④ المرجع السابق.

⑤ "الہدیۃ"، کتاب الحج، ج ۱، ص ۱۳۴، وغیرہ.

⑥ "الدرالمختار کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، ج ۳، ص ۵۵۴، وغیرہ.

باہر جائیں تو اب بغیر احرام واپس آنا انھیں جائز نہیں۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

احرام کا بیان

﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَةٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط وَمَا تَفَعَّلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ ط وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا يَأُولَىٰ الْأَبَابِ ۝﴾^(۲)

حج کے چند مہینے معلوم ہیں، جس نے اُن میں حج (اپنے اوپر) لازم کیا (احرام باندھا) تو نہ فحش ہے، نہ فسق، نہ جھگڑنا حج میں اور جو کچھ بھلائی کرو اللہ (عزوجل) اسے جانتا ہے اور توشہ لو، بے شک سب سے اچھا توشہ تقویٰ ہے اور مجھی سے ڈرو، اے عقل والو!۔

اور فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۖ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ ط إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِينَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ يَتَتَفَعَّلُونَ فُضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ط وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ط﴾^(۳)

اے ایمان والو! عقود پورے کرو، تمھارے لیے چوپائے جانور حلال کیے گئے، سوا اُن کے جن کا تم پر بیان ہوگا مگر حلال احرام میں شکار کا قصد نہ کرو، بیشک اللہ (عزوجل) جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ (عزوجل) کے شعائر اور ماہِ حرام اور حرم کی قربانی اور جن جانوروں کے گلوں میں ہار ڈالے گئے (قربانی کی علامت کے لیے) اُن کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ اُن لوگوں کی جو خانہ کعبہ کا قصد اپنے رب کے فضل اور رضا طلب کرنے کے لیے کرتے ہیں اور جب احرام کھولو، اُس وقت شکار کر سکتے ہو۔

حدیث: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو احرام کے لیے

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثانی فی المواقیت، ج ۱، ص ۲۲۱۔

و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، ج ۳، ص ۵۵۴۔

② پ ۲، البقرة: ۱۹۷۔

③ پ ۶، المائدة: ۲-۱۔

احرام سے پہلے اور احرام کھولنے کے لیے طواف سے پہلے خوشبو لگاتی جس میں مُشک تھی، اُس کی چمک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مانگ میں احرام کی حالت میں گویا میں اب دیکھ رہی ہوں۔^(۱)

حدیث ۲: ابو داؤد زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احرام باندھنے کے لیے غسل فرمایا۔^(۲)

حدیث ۳: صحیح مسلم شریف میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ حج کو نکلے، اپنی آواز حج کے ساتھ خوب بلند کرتے۔^(۳)

حدیث ۴: ترمذی وابن ماجہ و بیہقی سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو مسلمان لبیک کہتا ہے تو دہنے بائیں جو پتھر یا درخت یا ڈھیل یا ختم زمین تک ہے لبیک کہتا ہے۔“^(۴)

حدیث ۵ و ۶: ابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان و حاکم زید بن خالد جہنی سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ”جبریل نے آکر مجھ سے یہ کہا کہ اپنے اصحاب کو حکم فرما دیجیے کہ لبیک میں اپنی آوازیں بلند کریں کہ یہ حج کا شعار ہے۔“^(۵) اسی کے مثل سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۷: طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ لبیک کہنے والا جب لبیک کہتا ہے تو اُسے بشارت دی جاتی ہے، عرض کی گئی جنت کی بشارت دی جاتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔^(۶)

حدیث ۸: امام احمد وابن ماجہ جابر بن عبد اللہ اور طبرانی و بیہقی عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”محرم جب آفتاب ڈوبنے تک لبیک کہتا ہے تو آفتاب ڈوبنے کے ساتھ اُس کے گناہ غائب ہو

① ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب استحباب الطیب، قبیل الاحرام فی البدن... إلخ، الحدیث: ۳۳ - (۱۱۸۹) - ۴۵۰ - (۱۱۹۰)، (۱۱۹۱)، ص ۶۰۷، ۶۰۹.

② ”جامع الترمذی“، أبواب الحج، باب ماجاء فی الإغتسال عند الاحرام، الحدیث: ۸۳۱، ج ۲، ص ۲۲۸.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب جواز التمتع فی الحج والقران، الحدیث: ۱۲۴۷، ص ۶۵۴.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الحج، باب ماجاء فی فضل التلبیة و النحر، الحدیث: ۸۲۹، ج ۲، ص ۲۲۶.

⑤ ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المناسک، باب رفع الصوت بالتلبیة، الحدیث: ۲۹۲۳، ج ۳، ص ۴۲۳.

⑥ ”المعجم الأوسط“، باب المیم، الحدیث: ۷۷۷۹، ج ۵، ص ۴۱۰.

جاتے ہیں اور ایسا ہو جاتا ہے جیسا اُس دن کہ پیدا ہوا۔“ (1)

حدیث ۹: ترمذی وابن ماجہ وابن خزیمہ امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ کسی نے رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ حج کے افضل اعمال کیا ہیں؟ فرمایا: ”بلند آواز سے لبیک کہنا اور قربانی کرنا۔“ (2)

حدیث ۱۰: امام شافعی خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب لبیک سے

فارغ ہوتے تو اللہ (عزوجل) سے اُس کی رضا اور جنت کا سوال کرتے اور دوزخ سے پناہ مانگتے۔ (3)

حدیث ۱۱: ابوداؤد وابن ماجہ ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

فرماتے سنا کہ: ”جو مسجد اقصیٰ سے مسجد الحرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر آیا اُس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے یا

اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔“ (4)

(احرام کے احکام)

① یہ تو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ہندیوں کے لیے میقات (جہاں سے احرام باندھنے کا حکم ہے) کوہ یلمنم کی محاذات

ہے۔ یہ جگہ کامران سے نکل کر سمندر میں آتی ہے، جب جدہ دو تین منزل رہ جاتا ہے جہاز والے اطلاع دیدیتے ہیں، پہلے سے

احرام کا سامان طیار رکھیں۔

② جب وہ جگہ قریب آئے، مسواک کریں اور وضو کریں اور خوب مل کر نہائیں، نہ نہائیں تو صرف وضو کریں

یہاں تک کہ حیض و نفاس والی اور بچے بھی نہائیں اور باطہارت احرام باندھیں یہاں تک کہ اگر غسل کیا پھر بے وضو ہو گیا اور

احرام باندھ کر وضو کیا تو فضیلت کا ثواب نہیں اور پانی ضرر کرے تو اُس کی جگہ تیمم نہیں، ہاں اگر نماز احرام کے لیے تیمم کرے

تو ہو سکتا ہے۔

③ مرد چاہیں تو سر مونڈ لیں کہ احرام میں بالوں کی حفاظت سے نجات ملے گی ورنہ کنگھا کر کے خوشبودار تیل ڈالیں۔

④ غسل سے پہلے ناخن کتریں، خط بنوائیں، مُوئے بغل و زیرِ ناف دُور کریں بلکہ پیچھے کے بھی کہ ڈھیلا لیتے وقت

بالوں کے ٹوٹنے اُکھڑنے کا قصہ نہ رہے۔

① ”سنن ابن ماجہ“، ابواب المناسک، باب الظلال للمحرم، الحدیث: ۲۹۲۵، ج ۳، ص ۴۲۴۔

② ”جامع الترمذی“، ابواب الحج، باب ماجاء فی فضل التلبیة و النحر، الحدیث: ۸۲۸، ج ۲، ص ۲۲۶۔

③ ”المسند“ للإمام الشافعی، کتاب المناسک، ص ۱۲۳۔

④ ”سنن أبی داود“، کتاب المناسک، باب فی المواقیت، الحدیث: ۱۷۴۱، ج ۲، ص ۲۰۱۔

⑤ بدن اور کپڑوں پر خوشبو لگائیں کہ سنت ہے، اگر خوشبو ایسی ہے کہ اُس کا جرم^(۱) باقی رہے گا جیسے مشک وغیرہ تو کپڑوں میں نہ لگائیں۔

⑥ مرد سلعے کپڑے اور موزے اُتار دیں ایک چادر نئی یا دھلی اوڑھیں اور ایسا ہی ایک تہبند باندھیں یہ کپڑے سفید اور نئے بہتر ہیں اور اگر ایک ہی کپڑا پہنا جس سے سارا ستر چھپ گیا جب بھی جائز ہے۔ بعض عوام یہ کرتے ہیں کہ اسی وقت سے چادر داہنی بغل کے نیچے کر کے دونوں پلو بائیں مونڈھے پر ڈال دیتے ہیں یہ خلاف سنت ہے، بلکہ سنت یہ ہے کہ اس طرح چادر اوڑھنا طواف کے وقت ہے اور طواف کے علاوہ باقی وقتوں میں عادت کے موافق چادر اوڑھی جائے یعنی دونوں مونڈھے اور پیٹھ اور سینہ سب چھپا رہے۔

⑦ جب وہ جگہ آئے اور وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت بہ نیت احرام پڑھیں، پہلی میں فاتحہ کے بعد قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ دوسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ پڑھے۔

⑧ حج تین طرح کا ہوتا ہے ایک یہ کہ زجاج کرے، اُسے افراد کہتے ہیں اور حاجی کو مفرد۔ اس میں بعد سلام یوں کہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فِیْسِرَہٗ لِّیْ وَتَقَبَّلْہٗ مِنِّیْ نَوِیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی . (۲)
دوسرا یہ کہ یہاں سے نرے عمرے کی نیت کرے، مکہ معظمہ میں حج کا احرام باندھے اسے تمتع کہتے ہیں اور حاجی کو تمتع۔ اس میں یہاں بعد سلام یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فِیْسِرَہٗا لِّیْ وَتَقَبَّلْہَا مِنِّیْ نَوِیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِہَا مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی .
تیسرا یہ کہ حج و عمرہ دونوں کی یہیں سے نیت کرے اور یہ سب سے افضل ہے اسے قرآن کہتے ہیں اور حاجی کو قارن۔ اس میں بعد سلام یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فِیْسِرَہُمَا لِّیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ نَوِیْتُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہِمَا مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی .

اور تینوں صورتوں میں اس نیت کے بعد لبیک باواز کہے لبیک یہ ہے:

①..... جرم: یعنی تہ۔

②..... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اُسے تو میرے لیے میسر کر اور اُسے مجھ سے قبول کر، میں نے حج کی نیت کی اور خاص اللہ (عزوجل) کے لیے میں نے احرام باندھا (بعد والی دونوں نیتوں کا بھی ترجمہ یہی ہے۔ اتنا فرق ہے کہ حج کی جگہ دوسری میں عمرہ ہے اور تیسری میں حج و عمرہ دونوں) ۱۲۔

لَبَّيْكَ ۖ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ۖ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ ۖ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ ۖ
لَا شَرِيكَ لَكَ ۖ (1)

جہاں جہاں وقف کی علامتیں بنی ہیں وہاں وقف کرے۔ لبیک تین بار کہے اور درود شریف پڑھے پھر دعا مانگے۔
ایک دعا یہاں پر یہ منقول ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ . (2)

اور یہ دعا بھی بزرگوں سے منقول ہے:

اللَّهُمَّ أَحْرَمَ لَكَ شَعْرِي وَبَشَرِي وَعَظْمِي وَدَمِي مِنَ النِّسَاءِ وَالطِّيبِ وَكُلِّ شَيْءٍ حَرَّمْتَهُ عَلَى
الْمُحْرَمِ ابْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَكَ الْكَرِيمَ لَبَّيْكَ وَسَعْدِيكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ
الصَّالِحُ لَبَّيْكَ ذَا النُّعْمَاءِ وَالْفَضْلِ الْحَسَنِ لَبَّيْكَ مَرُغُوبًا وَمَرْهُوبًا إِلَيْكَ لَبَّيْكَ إِلَهَ الْخَلْقِ لَبَّيْكَ
لَبَّيْكَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَرِقًّا لَبَّيْكَ عَدَدَ التُّرَابِ وَالْحَصَى لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ذَا الْمَعَارِجِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ مِنْ عَبْدٍ
أَبَقَ إِلَيْكَ. لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ فَرَّاجَ الْكُرُوبِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ أَنَا عَبْدُكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ غَفَّارَ الذُّنُوبِ لَبَّيْكَ
اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى آدَاءِ فَرَضِ الْحَجِّ وَتَقَبُّلِهِ مِنِّي وَاجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لَكَ وَآمَنُوا بِوَعْدِكَ وَاتَّبَعُوا
أَمْرَكَ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَفْدِكَ الَّذِينَ رَضِيتَ عَنْهُمْ وَأَرْضَيْتَهُمْ وَقَبِلْتَهُمْ . (3)

①..... ترجمہ: میں تیرے پاس حاضر ہوا، اے اللہ (عزوجل)! میں تیرے حضور حاضر ہوا، تیرے حضور حاضر ہوا، تیرا کوئی شریک نہیں میں تیرے
حضور حاضر ہوا بیشک تعریف اور نعمت اور ملک تیرے ہی لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ۱۲

②..... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تیری رضا اور جنت کا سائل ہوں اور تیرے غضب اور جہنم سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔ ۱۲

③..... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تیرے لیے احرام باندھا، میرے بال اور بشرہ نے اور میری ہڈی اور میرے خون نے عورتوں اور خوشبو سے اور
ہر اس چیز سے جس کو تو نے محرم پر حرام کیا اس سے میں تیرے وجہ کریم کا طالب ہوں، میں تیرے حضور حاضر ہوا اور کل خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور
رغبت و عمل صالح تیری طرف ہے، میں تیرے حضور حاضر ہوا اے نعمت اور اچھے فضل والے! میں تیرے حضور حاضر ہوا تیری طرف رغبت کرتا ہوا اور
ڈرتا ہوا، تیرے حضور حاضر ہوا اے مخلوق کے معبود! بار بار حاضر ہوں حق سمجھ کر عبادت اور بندگی جان کر خاک اور کنکریوں کی گنتی کے موافق، لبیک
بار بار حاضر ہوں اے بلند یوں والے! بار بار حاضری ہے بھاگے ہوئے غلام کی تیرے حضور، لبیک لبیک اے نختیوں کے دُور کرنے والے! لبیک
لبیک میں تیرا بندہ ہوں۔ لبیک لبیک اے گناہوں کے بخشنے والے! لبیک اے اللہ (عزوجل)! حج فرض کے ادا کرنے پر میری مدد کر اور اس کو میری
طرف سے قبول کر اور مجھ کو ان لوگوں میں کر جنہوں نے تیری بات قبول کی اور تیرے وعدہ پر ایمان لائے اور تیرے امر کا اتباع کیا اور مجھ کو اپنے اس
وفد میں کر دے جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو نے راضی کیا اور جن کو تو نے مقبول بنایا۔ ۱۲

اور لبیک کی کثرت کریں، جب شروع کریں تین بار کہیں۔

مسئلہ ۱: لبیک کے الفاظ جو مذکور ہوئے اُن میں کمی نہ کی جائے، زیادہ کر سکتے ہیں بلکہ بہتر ہے مگر زیادتی آخر میں ہو درمیان میں نہ ہو۔^(۱) (جوہرہ)

مسئلہ ۲: جو شخص بلند آواز سے لبیک کہہ رہا ہے تو اُس کو اس حالت میں سلام نہ کیا جائے کہ مکروہ ہے اور اگر کر لیا تو ختم کر کے جواب دے، ہاں اگر جانتا ہو کہ ختم کرنے کے بعد جواب کا موقع نہ ملے گا تو اس وقت جواب دے سکتا ہے۔^(۲) (منک)

مسئلہ ۳: احرام کے لیے ایک مرتبہ زبان سے لبیک کہنا ضروری ہے اور اگر اس کی جگہ سُبْحَنَ اللّٰہ، یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا کوئی اور ذکر الہی کیا اور احرام کی نیت کی تو احرام ہو گیا مگر سنت لبیک کہنا ہے۔^(۳) (عالمگیری وغیرہ) گونگا ہو تو اُسے چاہیے کہ ہونٹ کو جنبش دے۔

مسئلہ ۴: احرام کے لیے نیت شرط ہے اگر بغیر نیت لبیک کہا احرام نہ ہوا۔ یوہیں تنہا نیت بھی کافی نہیں جب تک لبیک یا اس کے قائم مقام کوئی اور چیز نہ ہو۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: احرام کے وقت لبیک کہے تو اس کے ساتھ ہی نیت بھی ہو یہ بارہا معلوم ہو چکا ہے کہ نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں۔ دل میں ارادہ نہ ہو تو احرام ہی نہ ہوا اور بہتر یہ کہ زبان سے بھی کہے، مثلاً قرآن میں لَبَّيْكَ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ اور تمتع میں لَبَّيْكَ بِالْعُمْرَةِ اور افراد میں لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ کہے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: دوسرے کی طرف سے حج کو گیا تو اُس کی طرف سے حج کرنے کی نیت کرے اور بہتر یہ کہ لبیک میں یوں کہے لَبَّيْكَ عَنْ فُلَانٍ یعنی فلاں کی جگہ اُس کا نام لے اور اگر نام نہ لیا مگر دل میں ارادہ ہے جب بھی حرج نہیں۔^(۶) (منک)

مسئلہ ۷: سونے والے یا مریض یا بیہوش کی طرف سے کسی اور نے احرام باندھا تو وہ مُحْرَم ہو گیا جس کی طرف سے

① "الحوہرة النيرة"، کتاب الحج، ص ۱۹۵.

② "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط في المنسك المتوسط"، (باب الاحرام)، ص ۱۰۲.

③ "الفتاوى الهندية"، کتاب المناسك، الباب الثالث في الاحرام، ج ۱، ص ۲۲۲، وغیرہ.

④ "الفتاوى الهندية"، کتاب المناسك، الباب الثالث في الاحرام، ج ۱، ص ۲۲۲.

⑤ "الدر المختار" و "رد المختار"، کتاب الحج، فصل في الاحرام، ج ۳، ص ۵۶۰.

⑥ "المسلك المتقسط"، (باب الاحرام)، ص ۱۰۱.

احرام باندھا گیا محرم کے احکام اس پر جاری ہوں گے، کسی ممنوع کا ارتکاب کیا تو کفارہ وغیرہ اسی پر لازم آئے گا، اس پر نہیں جس نے اس کی طرف سے احرام باندھ دیا اور احرام باندھنے والا خود بھی محرم ہے اور جرم کیا تو ایک ہی جزا واجب ہوگی ورنہ اس کا ایک ہی احرام ہے۔ مریض اور سونے والے کی طرف سے احرام باندھنے میں یہ ضرور ہے کہ احرام باندھنے کا انھوں نے حکم دیا ہو اور بیہوش میں اس کی ضرورت نہیں۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: تمام افعال حج ادا کرنے تک بے ہوش رہا اور احرام کے وقت ہوش میں تھا اور اپنے آپ احرام باندھا تھا تو اُس کے ساتھ والے تمام مقامات میں لے جائیں اور اگر احرام کے وقت بھی بے ہوش تھا انھیں لوگوں نے احرام باندھ دیا تھا تو لے جانا بہتر ہے ضرور نہیں۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: احرام کے بعد مجنون ہوا تو حج صحیح ہے اور جرم کرے گا تو جزا لازم۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: ناسمجھ بچہ نے خود احرام باندھا یا افعال حج ادا کیے تو حج نہ ہوا بلکہ اس کا ولی اُس کی طرف سے بجا لائے مگر طواف کے بعد کی دو رکعتیں کہ بچہ کی طرف سے ولی نہ پڑھے گا، اس کے ساتھ باپ اور بھائی دونوں ہوں تو باپ ارکان ادا کرے سمجھ وال بچہ خود افعال حج ادا کرے، رمی وغیرہ بعض باتیں چھوڑ دیں تو ان پر کفارہ وغیرہ لازم نہیں۔ یوہیں ناسمجھ بچہ کی طرف سے اس کے ولی نے احرام باندھا اور بچہ نے کوئی ممنوع کام کیا تو باپ پر بھی کچھ لازم نہیں۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار، منک)

مسئلہ ۱۱: بچہ کی طرف سے احرام باندھا تو اُس کے سلعے ہوئے کپڑے اُتار لینے چاہیے، چادر اور تہبند پہنائیں اور اُن تمام باتوں سے بچائیں جو محرم کے لیے ناجائز ہیں اور حج کو فاسد کر دیا تو قضا واجب نہیں اگرچہ وہ بچہ سمجھ وال ہو۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: بلیک کہتے وقت نیت قرآن کی ہے تو قرآن ہے اور افراد کی ہے تو افراد، اگرچہ زبان سے نہ کہا ہو۔ حج کے

① ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فی مضاعفة الصلاة بمكة ج ۳، ص ۶۲۶۔

② ”الدرالمختار“، و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فی مضاعفة الصلاة بمكة ج ۳، ص ۶۲۶۔

③ ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فی مضاعفة الصلاة بمكة ج ۳، ص ۶۲۸۔

④ المرجع السابق۔ و ”الفتاویٰ الہندیة“، کتاب المناسک، فصل فی المتفرقات، ج ۱، ص ۲۳۶۔

و ”المسلك المتقسط“، (باب الاحرام، فصل فی احرام الصبی)، ص ۱۱۲۔

⑤ ”الفتاویٰ الہندیة“، کتاب المناسک، فصل فی المتفرقات، ج ۱، ص ۲۳۶۔

ارادہ سے گیا اور احرام کے وقت نیت حاضر نہ رہی تو حج ہے اور اگر نیت کچھ نہ تھی تو جب تک طواف نہ کیا ہو اُسے اختیار ہے حج کا احرام قرار دے یا عمرے کا اور طواف کا ایک پھیرا بھی کر چکا تو یہ احرام عمرہ کا ہو گیا۔ یوہیں طواف سے پہلے جماع کیا یا روک دیا گیا (جس کو احصار کہتے ہیں) تو عمرہ قرار دیا جائے یعنی قضا میں عمرہ کرنا کافی ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: جس نے حجۃ الاسلام نہ کیا ہو اور حج کا احرام باندھا، فرض و نفل کی نیت نہ کی تو حجۃ الاسلام ادا ہو گیا۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: دو حج کا احرام باندھا تو دو حج واجب ہو گئے اور دو عمرے کا تو دو عمرے۔ احرام باندھا اور حج یا عمرہ کسی خاص کو معین نہ کیا پھر حج کا احرام باندھا تو پہلا عمرہ ہے اور دوسرا عمرہ کا باندھا تو پہلا حج ہے اور اگر دوسرے احرام میں بھی کچھ نیت نہ کی تو قرآن ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: بلیک میں حج کہا اور نیت عمرہ کی ہے یا عمرہ کہا اور نیت حج کی ہے، تو جو نیت ہے وہ ہے لفظ کا اعتبار نہیں اور بلیک میں حج کہا اور نیت دونوں کی ہے تو قرآن ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: احرام باندھا اور یاد نہیں کہ کس کا باندھا تھا تو دونوں واجب ہیں یعنی قرآن کے افعال بجالائے کہ پہلے عمرہ کرے پھر حج مگر قرآن کی قربانی اس کے ذمہ نہیں۔ اگر دو چیزوں کا احرام باندھا اور یاد نہیں کہ دونوں حج ہیں یا عمرے یا حج و عمرہ تو قرآن ہے اور قربانی واجب۔ حج کا احرام باندھا اور یہ نیت نہیں کہ کس سال کرے گا تو اس سال کا مراد لیا جائے گا۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: منت و نفل یا فرض و نفل کا احرام باندھا تو نفل ہے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اگر یہ نیت کی کہ فلاں نے جس کا احرام باندھا اُسی چیز کا میرا احرام ہے اور بعد میں معلوم ہو گیا کہ اُس نے کس چیز کا احرام باندھا ہے تو اُس کا بھی وہی ہے اور معلوم نہ ہوا تو طواف کے پہلے پھیرے سے پیشتر جو چاہے معین کر لے اور

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثالث فی الاحرام، ومما يتصل بذلك مسائل، ج ۱، ص ۲۲۳.

۲..... المرجع السابق.

۳..... المرجع السابق.

۴..... المرجع السابق.

۵..... المرجع السابق.

۶..... المرجع السابق.

طواف کا ایک پھیرا کر لیا تو عمرہ کا ہو گیا۔ یوہیں طواف سے پہلے جماع کیا یا روک دیا گیا یا وقوف عرفہ کا وقت نہ ملا تو عمرہ کا ہے۔^(۱) (منک)

مسئلہ ۱۹: حج بدل یا منت یا نفل کی نیت کی تو جو نیت کی وہی ہے اگرچہ اُس نے اب تک حج فرض نہ کیا ہو اور اگر ایک ہی حج میں فرض و نفل دونوں کی نیت کی تو فرض ادا ہوگا اور اگر یہ گمان کر کے احرام باندھا کہ یہ حج مجھ پر لازم ہے یعنی فرض ہے یا منت، بعد کو ظاہر ہوا کہ لازم نہ تھا تو اس حج کو پورا کرنا ضروری ہو گیا۔ فاسد کرے گا تو قضا لازم ہوگی، بخلاف نماز کہ فرض سمجھ کر شروع کی تھی بعد کو معلوم ہوا کہ فرض پڑھ چکا ہے تو پوری کرنا ضروری نہیں فاسد کرے گا تو قضا نہیں۔^(۲) (منک)

مسئلہ ۲۰: لبیک کہنے کے علاوہ ایک دوسری صورت بھی احرام کی ہے اگرچہ لبیک نہ کہنا اہل سنت ہے وہ یہ کہ بَدَنہ (یعنی اُونٹ یا گائے) کے گلے میں ہار ڈال کر حج یا عمرہ یا دونوں یا دونوں میں ایک غیر معین کے ارادے سے ہانکتا ہوا لے چلا تو محرم ہو گیا اگرچہ لبیک نہ کہے، خواہ وہ بَدَنہ نفل کا ہو یا نذر کا یا شکار کا بدلہ یا کچھ اور۔ اگر دوسرے کے ہاتھ بَدَنہ بھیجا پھر خود گیا تو جب تک راستہ میں اُسے پانہ لے محرم نہ ہوگا، لہذا اگر میقات تک نہ پایا تو لبیک کے ساتھ احرام باندھنا ضرور ہے۔ ہاں اگر تمتع یا قرآن کا جانور ہے تو پالینا شرط نہیں مگر اس میں یہ ضرور ہے کہ حج کے مہینوں میں تمتع یا قرآن کا بَدَنہ بھیجا ہو اور انھیں مہینوں میں خود بھی چلا ہو پیشتر سے بھیجنا کام نہ دے گا اور اگر بکری کو ہار پہنا کر بھیجایا لے چلایا اُونٹ گائے کو ہار نہ پہنایا بلکہ نشانی کے لیے کوہان چیر دیا یا جھول اڑھا دیا تو محرم نہ ہوا۔^(۳) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۱: چند شخص بَدَنہ میں شریک ہیں، اُسے لیے جاتے ہیں سب کے حکم سے ایک نے اُسے ہار پہنایا، سب محرم ہو گئے اور بغیر اُن کے حکم کے اُس نے پہنایا تو یہ محرم ہوا وہ نہ ہوئے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: ہار پہنانے کے معنی یہ ہیں کہ اُون یا بال کی رتھی میں کوئی چیز باندھ کر اُس کے گلے میں لٹکا دیں کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حرم شریف میں قربانی کے لیے ہے تاکہ اُس سے کوئی تعرض نہ کرے اور راستے میں تھک گیا اور ذبح کر دیا تو اُسے مالدار شخص نہ کھائے۔^(۵) (ردالمحتار)

① "المسلك المتقسط"، (باب الاحرام)، ص ۱۰۷. ② المرجع السابق.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثالث فی الاحرام، ومما يتصل بذلك مسائل، ج ۱، ص ۲۲۲.

و"الدرالمختار"، کتاب الحج، فصل فی الاحرام، ج ۳، ص ۵۶۴-۵۶۶.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثالث فی الاحرام، ومما يتصل بذلك مسائل، ج ۱، ص ۲۲۲.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فیما یصیر بہ محرماً، ج ۳، ص ۵۶۴.

مسئلہ ۲۳: اس صورت میں بھی سنت یہی ہے کہ بدنہ کو ہار پہنانے سے پیشتر لبیک کہے۔^(۱) (منک)

(وہ باتیں جو احرام میں حرام ہیں)

⑨ یہ احرام تھا اس کے ہوتے ہی یہ کام حرام ہو گئے:

(۱) عورت سے صحبت۔

(۲) بوسہ۔ (۳) مساس۔ (۴) گلے لگانا۔ (۵) اُس کی اندام نہانی پر نگاہ جب کہ یہ چاروں باتیں بشہوت ہوں۔

(۶) عورتوں کے سامنے اس کام کا نام لینا۔

(۷) فحش۔ (۸) گناہ ہمیشہ حرام تھے اب اور سخت حرام ہو گئے۔

(۹) کسی سے دنیوی لڑائی جھگڑا۔

(۱۰) جنگل کا شکار۔ (۱۱) اُس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا۔ (۱۲) یا کسی طرح بتانا۔ (۱۳) بندوق یا بارود یا اُس

کے ذبح کرنے کو چھری دینا۔ (۱۴) اس کے انڈے توڑنا۔ (۱۵) پَر اُکھیڑنا۔ (۱۶) پاؤں یا بازو توڑنا۔ (۱۷) اُس کا دودھ

دوہنا۔ (۱۸) اُس کا گوشت۔ یا (۱۹) انڈے پکانا، بھوننا۔ (۲۰) بیچنا۔ (۲۱) خریدنا۔ (۲۲) کھانا۔

(۲۳) اپنا یا دوسرے کا ناخن کترنا یا دوسرے سے اپنا کتروانا۔

(۲۴) سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال کسی طرح جدا کرنا۔

(۲۵) مونہ، یا (۲۶) سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا۔

(۲۷) بستہ یا کپڑے کی فچی یا گٹھری سر پر رکھنا۔

(۲۸) عمامہ باندھنا۔

(۲۹) بُرقع (۳۰) دستانے پہننا۔

(۳۱) موزے یا جرابیں وغیرہ جو وسط قدم کو چھپائے (جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے) پہننا اگر جوتیاں نہ ہوں تو

موزے کاٹ کر پہنیں کہ وہ تسمہ کی جگہ نہ چھپے۔

(۳۲) سلا کپڑا پہننا۔

(۳۳) خوشبو بالوں، یا (۳۴) بدن، یا (۳۵) کپڑوں میں لگانا۔

- (۳۶) ملا گیری یا کسم، کیسر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوشبودے رہے ہوں۔
- (۳۷) خالص خوشبو مشک، عنبر، زعفران، جاوتری، لونگ، الاچھی، دارچینی، زنجبیل وغیرہ کھانا۔
- (۳۸) ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مشک، عنبر، زعفران۔
- (۳۹) سر یا داڑھی کو خطمی یا کسی خوشبودار یا ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مرجائیں۔
- (۴۰) وسنہ یا مہندی کا خضاب لگانا۔
- (۴۱) گوند وغیرہ سے بال جمانا۔
- (۴۲) زیتون، یا (۴۳) تیل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو بالوں یا بدن میں لگانا۔
- (۴۴) کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو۔
- (۴۵) جُوں مارنا۔ (۴۶) پھینکنا۔ (۴۷) کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا۔ (۴۸) کپڑا اس کے مارنے کو دھونا۔ یا (۴۹) دھوپ میں ڈالنا۔ (۵۰) بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مارنے کو لگانا غرض جُوں کے ہلاک پر کسی طرح باعث ہونا۔^(۱)

(احرام کے مکروہات)

⑩ احرام میں یہ باتیں مکروہ ہیں:

- (۱) بدن کا میل چھڑانا۔
- (۲) بال یا بدن گھلی یا صابون وغیرہ بے خوشبو کی چیز سے دھونا۔
- (۳) کنگھی کرنا۔ (۴) اس طرح کھانا کہ بال ٹوٹنے یا جُوں کے گرنے کا اندیشہ ہو۔
- (۵) انگر کھا کر تاچغہ پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا۔
- (۶) خوشبو کی دھونی دیا ہوا کپڑا کہ ابھی خوشبودے رہا ہو پہننا اوڑھنا۔
- (۷) قصد خوشبو سونگھنا اگرچہ خوشبودار پھل یا پیتا ہو جیسے لیموں، نارنگی، پودینہ، عطر دانہ۔
- (۸) عطر فروش کی دوکان پر اس غرض سے بیٹھنا کہ خوشبو سے دماغ معطر ہوگا۔
- (۹) سر، یا (۱۰) مونھ پر پٹی باندھنا۔

- (۱۱) غلاف کعبہ معظمہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا مونہ سے لگے۔
 (۱۲) ناک وغیرہ مونہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا۔
 (۱۳) کوئی ایسی چیز کھانا پینا جس میں خوشبو پڑی ہو اور نہ وہ پکائی گئی ہو نہ بوزائل ہو گئی ہو۔
 (۱۴) بے سلا کپڑا رفو کیا ہو یا پیوند لگا ہوا پہننا۔
 (۱۵) تکیہ پر مونہ رکھ کر اوندھا لیٹنا۔
 (۱۶) مہکتی خوشبو ہاتھ سے چھونا جب کہ ہاتھ میں لگ نہ جائے ورنہ حرام ہے۔
 (۱۷) بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ بے سلا کپڑے میں لپیٹ کر۔
 (۱۸) بلا عذر بدن پر پٹی باندھنا۔
 (۱۹) سنگار کرنا۔
 (۲۰) چادر اوڑھ کر اس کے آنچلوں میں گرہ دے لینا جیسے گانتی باندھتے ہیں اس طرح یا کسی اور طرح پر جب کہ سر کھلا ہو ورنہ حرام ہے۔

- (۲۱) یو ہیں تہبند کے دونوں کناروں میں گرہ دینا۔
 (۲۲) تہبند باندھ کر کمر بند یا رستی سے کسنا۔^(۱)

(یہ باتیں احرام میں جائز ہیں)

① یہ باتیں احرام میں جائز ہیں:

- (۱) انگر کھا کر تہ پٹخہ لیٹ کر اوپر سے اس طرح ڈال لینا کہ سر اور مونہ نہ چھپے۔
 (۲) ان چیزوں یا پاجامہ کا تہبند باندھ لینا۔
 (۳) چادر کے آنچلوں کو تہبند میں گھر سنا۔
 (۴) ہمیانی، یا (۵) پٹی، یا (۶) ہتھیار باندھنا۔
 (۷) بے میل چھڑائے حمام کرنا۔
 (۸) پانی میں غوطہ لگانا۔

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱۰، ص ۷۳۳، وغیرہ۔

(۹) کپڑے دھونا جب کہ جوں مارنے کی غرض سے نہ ہو۔

(۱۰) مسواک کرنا۔

(۱۱) کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنا۔

(۱۲) چھتری لگانا۔

(۱۳) انگوٹھی پہننا۔

(۱۴) بے خوشبو کا سر مہ لگانا۔

(۱۵) داڑھا اکھاڑنا۔

(۱۶) ٹوٹے ہوئے ناخن کو جدا کر دینا۔

(۱۷) دنبل یا مھنسی توڑ دینا۔

(۱۸) ختنہ کرنا۔

(۱۹) فصد۔

(۲۰) بغیر بال مونڈے چھپنے کرنا۔

(۲۱) آنکھ میں جو بال نکلے اُسے جدا کرنا۔

(۲۲) سر یا بدن اس طرح آہستہ کھجنا کہ بال نہ ٹوٹے۔

(۲۳) احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی اُس کا لگا رہنا۔

(۲۴) پالتو جانور اونٹ گائے بکری مرغی وغیرہ ذبح کرنا۔ (۲۵) پکانا۔ (۲۶) کھانا۔ (۲۷) اس کا دودھ دوہنا۔ (۲۸)

اس کے انڈے توڑنا بھوننا کھانا۔

(۲۹) جس جانور کو غیر محرم نے شکار کیا اور کسی محرم نے اُس کے شکار یا ذبح میں کسی طرح کی مدد نہ کی ہو اُس کا کھانا

بشرطیکہ وہ جانور نہ حرم کا ہو نہ حرم میں ذبح کیا گیا ہو۔

(۳۰) کھانے کے لیے مچھلی کا شکار کرنا۔

(۳۱) دوا کے لیے کسی دریائی جانور کا مارنا، دوا یا غذا کے لیے نہ ہونری تفریح کے لیے ہو جس طرح لوگوں میں رائج ہے

تو شکار دریا کا ہو یا جنگل کا خود ہی حرام ہے اور احرام میں سخت تر حرام۔

(۳۲) بیرون حرم کی گھاس اُکھاڑنا، یا

(۳۳) درخت کاٹنا۔

(۳۴) چیل، (۳۵) کوا، (۳۶) چوہا، (۳۷) گرگٹ، (۳۸) چھپکلی، (۳۹) سانپ، (۴۰) بکھو، (۴۱) کھٹل، (۴۲) مچھر،

(۴۳) پٹو، (۴۴) مکھی وغیرہ خبیث و موزی جانوروں کا مارنا اگرچہ حرم میں ہو۔

(۴۵) مونھ اور سر کے سوا کسی اور جگہ زخم پر پٹی باندھنا۔

(۴۶) سر، یا (۴۷) گال کے نیچے تکیہ رکھنا۔

(۴۸) سر، یا (۴۹) ناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا۔

(۵۰) کان کپڑے سے چھپانا۔

(۵۱) ٹھوڑی سے نیچے داڑھی پر کپڑا آنا۔

(۵۲) سر پر سنی یا بوری اٹھانا۔

(۵۳) جس کھانے کے پکنے میں مشک وغیرہ پڑے ہوں اگرچہ خوشبودیں۔ یا (۵۴) بے پکائے جس میں کوئی خوشبو

ڈالی اور وہ بو نہیں دیتی اُس کا کھانا پینا۔

(۵۵) گھی یا چربی یا کڑوا تیل یا ناریل یا بادام کدو، کا ہو کا تیل کہ بسایانہ ہو بالوں یا بدن میں لگانا۔

(۵۶) خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ اُن کی خوشبو جاتی رہی ہو مگر کسم، کیسر کا رنگ مرد کو ویسے ہی حرام ہے۔

(۵۷) دین کے لیے جھگڑنا بلکہ حسب حاجت فرض و واجب ہے۔

(۵۸) جوتا پہننا جو پاؤں کے اُس جوڑ کو نہ چھپائے۔

(۵۹) بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر تعویذ گلے میں ڈالنا۔

(۶۰) آئینہ دیکھنا۔

(۶۱) ایسی خوشبو کا چھونا جس میں فی الحال مہک نہیں جیسے اگر، لوبان، صندل، یا (۶۲) اس کا آئچل میں باندھنا۔

(۶۳) نکاح کرنا۔^(۱)

(احرام میں مرد و عورت کے فرق)

۱۲) ان مسائل مذکورہ میں مرد و عورت برابر ہیں، مگر عورت کو چند باتیں جائز ہیں:

سر چھپانا بلکہ نامحرم کے سامنے اور نماز میں فرض ہے تو سر پر بستر لپیٹ اٹھانا بدرجہ اولیٰ۔ یوہیں گوند وغیرہ سے بال جمانا، سر وغیرہ پر پٹی خواہ بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ سی کر، غلاف کعبہ کے اندریوں داخل ہونا کہ سر پر رہے مونہ پر نہ آئے، دستانے، موزے، سلے کپڑے پہننا، عورت اتنی آواز سے لبیک نہ کہے کہ نامحرم سنے، ہاں اتنی آواز ہر پڑھنے میں ہمیشہ سب کو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز آئے۔

تنبیہ: احرام میں مونہ چھپانا عورت کو بھی حرام ہے، نامحرم کے آگے کوئی پنکھا وغیرہ مونہ سے بچا ہوا سامنے رکھے۔

۱۳) جو باتیں احرام میں ناجائز ہیں وہ اگر کسی عذر سے یا بھول کر ہوں تو گناہ نہیں مگر ان پر جو مجرمانہ مقرر ہے ہر طرح دینا آئے گا اگرچہ بے قصد ہوں یا سہو یا جبراً یا سوتے میں۔

۱۴) طوافِ قدوم کے سوا وقت احرام سے رمی جمرہ تک جس کا ذکر آئے گا اکثر اوقات لبیک کی بے شمار کثرت رکھے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، وضو بے وضو ہر حال میں خصوصاً چڑھائی پر چڑھتے اترتے، دو قافلوں کے ملتے، صبح شام، کچھلی رات، پانچوں نمازوں کے بعد، غرض یہ کہ ہر حالت کے بدلنے پر مرد با آواز کہیں مگر نہ اتنی بلند کہ اپنے آپ یا دوسرے کو تکلیف ہو اور عورتیں پست آواز سے مگر نہ اتنی پست کہ خود بھی نہ سُنیں۔

داخلی حرم محترم و مکہ مکرمہ و مسجد الحرام

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ ۖ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَارِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝﴾ (۱)

اور جب ابراہیم نے کہا، اے پروردگار! اس شہر کو امن والا کر دے اور اس کے اہل میں سے جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن

پر ایمان لائے انھیں پھلوں سے روزی دے۔ فرمایا اور جس نے کفر کیا اُسے بھی کچھ برتنے کو ڈوں گا، پھر اسے آگ کے عذاب کی طرف مضطر کروں گا اور بُرا ٹھکانا ہے وہ۔ اور جب ابراہیم و اسمعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں بلند کرتے ہوئے کہتے تھے اے پروردگار! تو ہم سے (اس کام کو) قبول فرما، بیشک تو ہی ہے سُننے والا، جاننے والا اور ہمیں تو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری ذریت سے ایک گروہ کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہمارے عبادت کے طریقے ہم کو دکھا اور ہم پر رجوع فرما بیشک تو ہی بڑا توبہ قبول فرمانے والا، رحم کرنے والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (1)

کیا ہم نے اُن کو امن والے حرم میں قدرت نہ دی کہ وہاں ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں جو ہماری جانب سے رزق ہیں مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

اور فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلَدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (2)

مجھے تو یہی حکم ہوا کہ اس شہر کے پروردگار کی عبادت کروں، جس نے اسے حرم کیا اور اسی کے لیے ہر شے ہے اور مجھے حکم ہوا کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں۔

حدیث ۲۱۰: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ ارشاد فرمایا: ”اس شہر کو اللہ (عزوجل) نے حرم (بزرگ) کر دیا ہے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا تو وہ روز قیامت تک کے لیے اللہ (عزوجل) کے کیے سے حرم ہے، مجھ سے پہلے کسی کے لیے اس میں قتال حلال نہ ہوا اور میرے لیے صرف تھوڑے سے وقت میں حلال ہوا، اب پھر وہ قیامت تک کے لیے حرام ہے، نہ یہاں کا کانٹے والا درخت کاٹا جائے نہ اس کا شکار بھگایا جائے اور نہ یہاں کا پڑا ہوا مال کوئی اٹھائے مگر جو اعلان کرنا چاہتا ہو (اُسے اٹھانا، جائز ہے) اور نہ یہاں کی ترگھاس کاٹی جائے۔“ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر اذخر (ایک قسم کی گھاس ہے کہ اُس

1..... پ ۲۰، القصص: ۵۷.

2..... پ ۲۰، النمل: ۹۱.

کے کاٹنے کی اجازت دیجیے) کہ یہ لوہاروں اور گھر کے بنانے میں کام آتی ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کی اجازت دیدی۔“ (1) اسی کی مثل اَلْوَشَرَحْ عِدْوِی رَضِی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۳: ابن ماجہ عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک اس حرمت کی پوری تعظیم کرتی رہے گی اور جب لوگ اسے ضائع کر دیں گے ہلاک ہو جائیں گے۔“ (2)

حدیث ۴: طبرانی اوسط میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کعبہ کے لیے زبان اور ہونٹ ہیں، اُس نے شکایت کی کہ اے رب! میرے پاس آنے والے اور میری زیارت کرنے والے کم ہیں۔ اللہ عزوجل نے وحی کی کہ: ”میں خشوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے آدمیوں کو پیدا کروں گا جو تیری طرف ایسے مائل ہوں گے جیسے کبوتری اپنے انڈے کی طرف مائل ہوتی ہے۔“ (3)

حدیث ۵: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لاتے تو ذی طُوئی میں رات گزارتے، جب صبح ہوتی غسل کرتے اور نماز پڑھتے اور دن میں داخل مکہ ہوتے اور جب مکہ سے تشریف لے جاتے تو صبح تک ذی طُوئی میں قیام فرماتے۔ (4)

داخلی حرم کے احکام

- ① جب حرم مکہ کے متصل پہنچے سر جھکائے آنکھیں شرم گناہ سے بچنے کیے خشوع و خضوع سے داخل ہو اور ہو سکے تو پیادہ ننگے پاؤں اور لبیک و دعا کی کثرت رکھے اور بہتر یہ کہ دن میں نہا کر داخل ہو، حیض و نفاس والی عورت کو بھی نہانا مستحب ہے۔
- ② مکہ معظمہ کے گرد اگر دکنی کوس تک حرم کا جنگل ہے، ہر طرف اُس کی حدیں بنی ہوئی ہیں، ان حدوں کے اندر ترگھاس اُکھیرنا، خود رو پیڑ کاٹنا، وہاں کے وحشی جانور کو تکلیف دینا حرام ہے۔ یہاں تک کہ اگر سخت دھوپ ہو اور ایک ہی پیڑ ہے اُس کے سایہ میں ہرن بیٹھا ہے تو جائز نہیں کہ اپنے بیٹھنے کے لیے اسے اُٹھائے اور اگر وحشی جانور بیرون حرم کا اُس کے ہاتھ میں

① ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب تحریم مکة و تحریم صیدھا... إلخ، الحدیث: ۱۳۵۳، ص ۷۰۶.

② ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المناسك، باب فضل مكة، الحدیث: ۳۱۱۰، ج ۳، ص ۵۱۹.

③ ”المعجم الأوسط“، باب الميم، الحدیث: ۶۰۶۶، ج ۴، ص ۳۰۵.

④ ”مشكاة المصابيح“، کتاب المناسك، باب دخول مكة... إلخ، الحدیث: ۲۵۶۱، ج ۲، ص ۸۶.

تھا اُسے لیے ہوئے حرم میں داخل ہوا اب وہ جانور حرم کا ہو گیا فرض ہے کہ فوراً فوراً چھوڑ دے۔ مکہ معظمہ میں جنگلی کبوتر (1) بکثرت ہیں ہر مکان میں رہتے ہیں، خبردار ہرگز ہرگز نہ اڑائے، نہ ڈرائے، نہ کوئی ایذا پہنچائے بعض ادھر ادھر کے لوگ جو مکہ میں بے کبوتروں کا ادب نہیں کرتے، ان کی ریس نہ کرے مگر بُرا انھیں بھی نہ کہے کہ جب وہاں کے جانور کا ادب ہے تو مسلمان انسان کا کیا کہنا! یہ باتیں جو حرم کے متعلق بیان کی گئیں احرام کے ساتھ خاص نہیں احرام ہو یا نہ ہو بہر حال یہ باتیں حرام ہیں۔

(۲) جب مکہ معظمہ نظر پڑے ٹھہر کر یہ دُعا پڑھے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي بِهَا قَرَارًا وَارْزُقْنِي فِيهَا رِزْقًا حَلَالًا . (2)

اور درود شریف کی کثرت کرے اور افضل یہ ہے کہ نہا کر داخل ہو اور مدفونینِ جنتِ اُمّی کے لیے فاتحہ پڑھے اور مکہ معظمہ میں داخل ہوتے وقت یہ دُعا پڑھے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ وَالْبَلَدُ بَلَدُكَ جِئْتُكَ هَارِبًا مِنْكَ إِلَيْكَ لِأُوَدِّيَ فَرَائِضَكَ وَأَطْلُبَ رَحْمَتَكَ وَالتَّيْمَسَ رِضْوَانَكَ أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمُضْطَرِّينَ إِلَيْكَ الْخَائِفِينَ عِقُوبَتَكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُقْبِلَنِي الْيَوْمَ بِعَفْوِكَ وَتُدْخِلَنِي فِي رَحْمَتِكَ وَتَجَاوَزَ عَنِّي بِمَغْفِرَتِكَ وَتُعِينَنِي عَلَى آدَاءِ فَرَائِضِكَ اللَّهُمَّ نَجِّنِي مِنْ عَذَابِكَ وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَأَدْخِلْنِي فِيهَا وَأَعِزَّنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ط (3)

(۴) جب مدعی میں پہنچے یہ وہ جگہ ہے جہاں سے کعبہ معظمہ نظر آتا تھا جب کہ درمیان میں عمارتیں حائل نہ تھیں، یہ عظیم اجابت و قبول کا وقت ہے یہاں ٹھہرے اور صدقِ دل سے اپنے اور تمام عزیزوں، دوستوں، مسلمانوں کے لیے مغفرت و عافیت مانگے اور جنتِ بلا حساب کی دُعا کرے اور درود شریف کی کثرت اس موقع پر نہایت اہم ہے۔ اس مقام پر تین بار اللہ اکبر، اور تین مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے اور یہ پڑھے:

① ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ یہ کبوتر اس مبارک جوڑے کی نسل سے ہیں، جس نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت غار ثور میں انڈے دیئے تھے، اللہ عزوجل نے اس خدمت کے صلہ میں ان کو اپنے حرم پاک میں جگہ بخشی۔ ۱۲

② ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو مجھے اس میں برقرار رکھ اور مجھے اس میں حلال روزی دے۔ ۱۲

③ ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور یہ شہر تیرا شہر ہے میں تیرے پاس تیرے عذاب سے بھاگ کر حاضر ہوا کہ تیرے فرائض کو ادا کروں اور تیری رحمت کو طلب کروں اور تیری رضا کو تلاش کروں، میں تجھ سے اس طرح سوال کرتا ہوں جیسے مضطر اور تیرے عذاب سے ڈرنے والے سوال کرتے ہیں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ آج تو اپنے عفو کے ساتھ مجھ کو قبول کر اور اپنی رحمت میں مجھے داخل کر اور اپنی مغفرت کے ساتھ مجھ سے درگزر فرما اور فرائض کی ادا پر میری اعانت کر۔ اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو اپنے عذاب سے نجات دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور اس میں مجھے داخل کر اور شیطان مردود سے مجھے پناہ میں رکھ۔ ۱۲

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمْ ط (1)

اور یہ دعا بھی پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصَدِیْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِیِّكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْهِ وَسَلَّمْ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هَذَا تَعْظِيْمًا وَتَشْرِیْفًا وَمَهَابَةً وَزِدْ مِنْ تَعْظِيْمِهِ وَتَشْرِیْفِهِ مَنْ حَاجَّهُ وَاعْتَمَرَهُ تَعْظِيْمًا وَتَشْرِیْفًا وَمَهَابَةً ط (2)

اور یہ دعائے جامع کم از کم تین بار اس جگہ پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ هَذَا بَيْتُكَ وَاَنَا عَبْدُكَ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّیْنِ وَالْدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلِعَبْدِكَ اَمَّجَدُ عَلٰی اَللّٰهُمَّ اَنْصُرْهُ نَصْرًا (3) عَزِيْزًا. اٰمِيْنَ. (4)

مسئلہ ۱: جب مکہ معظمہ میں پہنچ جائے تو سب سے پہلے مسجد الحرام میں جائے۔ کھانے پینے، کپڑے بدلنے، مکان کرایہ لینے وغیرہ دوسرے کاموں میں مشغول نہ ہو، ہاں اگر عذر ہو مثلاً سامان کو چھوڑتا ہے تو ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو محفوظ جگہ رکھوانے یا اور کسی ضروری کام میں مشغول ہوا تو حرج نہیں اور اگر چند شخص ہوں تو بعض اسباب اُتروانے میں مشغول ہوں اور بعض مسجد الحرام شریف کو چلے جائیں۔ (5) (منک)

⑤ ذکرِ خدا و رسول اور اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائے فلاح دارین کرتا ہوا اور لبیک کہتا ہوا باب السلام تک

①..... ترجمہ: اے رب! تو دنیا میں ہمیں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور جہنم کے عذاب سے ہمیں بچا، اے اللہ (عزوجل)! میں اس خیر میں سے سوال کرتا ہوں، جس کا تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجھ سے سوال کیا اور تیری پناہ مانگتا ہوں اُن چیزوں کے شر سے جن سے تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پناہ مانگی۔ ۱۲

②..... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تجھ پر ایمان لایا اور تیری کتاب کی تصدیق کی اور تیرے عہد کو پورا کیا اور تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کیا، اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے اس گھر کی تعظیم و شرافت و ہیبت زیادہ کر اور اس کی تعظیم و شرافت سے اس شخص کی عظمت و شرافت و ہیبت زیادہ کر جس نے اس کا حج و عمرہ کیا۔ ۱۲

③..... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا گھر ہے اور میں تیرا بندہ ہوں عفو و عافیت کا سوال تجھ سے کرتا ہوں، دین و دنیا و آخرت میں میرے لیے اور میرے والدین اور تمام مومنین و مومنات کے لیے اور تیرے حقیر بندہ امجد علی کے لیے، الہی! تو اس کی قوی مدد کر۔ آمین۔ ۱۲

④..... (اور اب جب کہ صدر الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ وصال فرما چکے یوں دعا کرے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ مَغْفِرَةً).

⑤..... "المسلك المتقسط"، (باب دخول مكة)، ص ۱۲۷.

پہنچے اور اس آستانہ پاک کو بوسہ دیکر پہلے داہنا پاؤں رکھ کر داخل ہوا اور یہ کہے:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَ سُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ أَزْوَاجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ . (1)

یہ دعا خوب یاد رکھے، جب کبھی مسجد الحرام شریف یا اور کسی مسجد میں داخل ہو، اسی طرح داخل ہوا اور یہ دعا پڑھ لیا کرے
اور اس وقت خصوصیت کے ساتھ اس دعا کے ساتھ اتنا اور ملائے:

اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حِينَ رَّبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخَلْنَا دَارَ السَّلَامِ
تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ . اللّٰهُمَّ إِنَّ هَذَا حَرَمُكَ وَمَوْضِعُ أَمْنِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِي
وَبَشَرِي وَدَمِي وَمُخْيِ وَعَظَامِي عَلَى النَّارِ . (2)

اور جب کسی مسجد سے باہر آئے پہلے بایاں قدم باہر رکھے اور وہی دعا پڑھے مگر اخیر میں رَحْمَتِكَ کی جگہ فَضْلِكَ
کہے اور اتنا اور بڑھائے:

وَسَهِّلْ لِيْ أَبْوَابَ رِزْقِكَ . (3) اس کی برکات دین و دنیا میں بے شمار ہیں وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔

⑥ جب کعبہ معظمہ نظر پڑے تین بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہے اور درود شریف اور یہ دعا پڑھے:

اللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هَذَا تَعْظِيمًا وَتَشْرِيفًا وَتَكْرِيمًا وَبِرًّا وَ مَهَابَةً اللّٰهُمَّ اَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ بِلَا
حِسَابٍ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَتَقِيلَ عَثْرَتِيْ وَتَضَعَ وِزْرِيْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَزَائِرُكَ وَعَلَى كُلِّ مَزْوَرٍ حَقٌّ وَّأَنْتَ خَيْرُ مَزْوَرٍ فَاسْأَلُكَ اَنْ تَرْحَمَنِيْ

①..... ترجمہ: میں خدائے عظیم کی پناہ مانگتا ہوں اور اس کے وجہ کریم کی اور قدیم سلطنت کی مردود شیطان سے، اللہ (عزوجل) کے نام کی مدد سے
سب خوبیاں اللہ (عزوجل) کے لیے اور رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر سلام، اے اللہ (عزوجل)! درود بھیج ہمارے آقا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
اور اُن کی آل اور پیروں پر۔ الہی! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ ۱۲

②..... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ہے اور تیری ہی طرف سلامتی لوٹی ہے، اے ہمارے رب! ہم کو سلامتی کے
ساتھ زندہ رکھ دار السلام (جنت) میں داخل کر، اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند ہے، اے جلال و بزرگی والے! الہی یہ تیرا حرم ہے اور تیری
امن کی جگہ ہے میرے گوشت اور پوست اور خون اور مغز اور ہڈیوں کو جہنم پر حرام کر دے۔ ۱۲

③..... ترجمہ: اور میرے لیے اپنے رزق کے دروازے آسان کر دے۔ ۱۲

وَتَفُكُ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ . (1)

طواف وسعی صفا و مروہ و عمرہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنَا ۖ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّی ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۖ﴾ (2)

اور یاد کرو جب کہ ہم نے کعبہ کو لوگوں کا مرجع اور امن کیا اور مقام ابراہیم سے نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل کی طرف عہد کیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لیے پاک کرو۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۚ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۚ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا أَمْرَ الْفَقِيرِ ۚ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۚ ذَٰلِكَ فَتَعَلَّمَ حُمُوتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۖ﴾ (3)

اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو پناہ دی خانہ کعبہ کی جگہ میں یوں کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک کر اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے لوگ تیرے پاس پیدل آئیں گے اور لاغر اونٹنیوں پر کہ ہر راہ بعید سے آئیں گی تاکہ اپنے نفع کی جگہ میں حاضر ہوں اور اللہ (عزوجل)

①..... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے اس گھر کی عظمت و شرافت و بزرگی و کلوئی و ہیبت زیادہ کر، اے اللہ (عزوجل)! ہم کو جنت میں بلا حساب داخل کر۔ الہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت کر دے اور مجھ پر رحم کر اور میری لغزش دور کر اور اپنی رحمت سے میرے گناہ دفع کر، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔ الہی! میں تیرا بندہ اور تیرا ازاد ہوں اور جس کی زیارت کی جائے اس پر حق ہوتا ہے اور تو سب سے بہتر زیارت کیا ہوا ہے، میں یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر رحم کر اور میری گردن جہنم سے آزاد کر۔ ۱۲

②..... پ ۱، البقرہ: ۱۲۵۔

③..... پ ۱۷، الحج: ۲۶-۳۰۔

کے نام کو یاد کریں معلوم دنوں میں اس پر کہ انھیں چوپائے جانور عطا کیے تو اُن میں سے کھاؤ اور نا اُمید فقیر کو کھلاؤ پھر اپنے میل کچیل اُتاریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس آزاد گھر (کعبہ) کا طواف کریں بات یہ ہے اور جو اللہ (عزوجل) کے خُرّمات کی تعظیم کرے تو یہ اس کے لیے اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا ۖ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرٌ ۚ لَا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۝﴾ (1)

بیشک صفا و مروہ اللہ (عزوجل) کی نشانیوں سے ہیں جس نے کعبہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر اس میں گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے اور جس نے زیادہ خیر کیا تو اللہ (عزوجل) بدلا دینے والا، علم والا ہے۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حج کے لیے مکہ میں تشریف لائے، سب کاموں سے پہلے وضو کر کے بیت اللہ کا طواف کیا۔ (2)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک تین پھیروں میں رَمَل کیا اور چار پھیرے چل کر کیے (3) اور ایک روایت میں ہے پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ (4)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مکہ میں تشریف لائے تو حجرِ اسود کے پاس آکر اُسے بوسہ دیا پھر دھننے ہاتھ کو چلے اور تین پھیروں میں رَمَل کیا۔ (5)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دستِ مبارک میں چھڑی تھی اُس چھڑی کو حجرِ اسود سے لگا کر بوسہ دیتے۔ (6)

1..... پ ۲، البقرہ: ۱۵۸.

2..... ”صحیح البخاری“، کتاب الحج، باب من طاف بالبيت... إلخ، الحديث: ۱۶۱۴، ج ۱، ص ۵۴۱.

3..... ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب استحباب الرمل في الطواف... إلخ، الحديث: ۱۲۶۲، ص ۶۵۹.

4..... ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب استحباب الرمل في الطواف... إلخ، الحديث: ۱۲۶۱، ص ۶۵۸.

5..... ”مشكاة المصابيح“ کتاب المناسك، باب دخول مكة... إلخ، الحديث: ۲۵۶۶، ج ۲، ص ۸۶.

6..... ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب جواز الطواف على غير وغيره... إلخ، الحديث: ۱۲۷۵، ص ۶۶۳.

حدیث ۵: ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو حجرِ اسود کی طرف متوجہ ہوئے، اُسے بوسہ دیا پھر طواف کیا پھر صفا کے پاس آئے اور اس پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آنے لگا پھر ہاتھ اٹھا کر ذکرِ الہی میں مشغول رہے، جب تک خُدا نے چاہا اور دُعا کی۔^(۱)

حدیث ۶: امام احمد نے عبید بن عمیر سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ حجرِ اسود و رکن یمانی کو بوسہ دیتے ہیں؟ جواب دیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ: ان کو بوسہ دینا خطاؤں کو گرا دیتا ہے اور میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فرماتے سنا جس نے سات پھیرے طواف کیا اس طرح کہ اس کے آداب کو ملحوظ رکھا اور دو رکعت نماز پڑھی تو یہ گردن آزاد کر نیکی مثل ہے اور میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فرماتے سنا کہ طواف میں ہر قدم کہ اٹھاتا اور رکھتا ہے اس پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ مٹائے جاتے ہیں اور دس درجے بلند کیے جاتے ہیں۔^(۲) اسی کے قریب قریب ترمذی و حاکم و ابن خزیمہ وغیرہم نے بھی روایت کی۔

حدیث ۷: طبرانی کبیر میں محمد بن منکدر سے راوی، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو بیت اللہ کا سات پھیرے طواف کرے اور اُس میں کوئی لغو بات نہ کرے تو ایسا ہے جیسے گردن آزاد کی۔“^(۳)

حدیث ۸: اصہبانی عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں: جس نے کامل وضو کیا پھر حجرِ اسود کے پاس بوسہ دینے کو آیا وہ رحمت میں داخل ہوا، پھر جب بوسہ دیا اور یہ پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ اُسے رحمت نے ڈھانک لیا پھر جب بیت اللہ کا طواف کیا تو ہر قدم کے بدلے ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ستر ہزار گناہ مٹا دیے جائیں گے اور ستر ہزار درجے بلند کیے جائیں گے اور اپنے گھر والوں میں ستر کی شفاعت کرے گا پھر جب مقام ابراہیم پر آیا اور وہاں دو رکعت نماز ایمان کی وجہ سے اور طلبِ ثواب کے لیے پڑھی تو اس کے لیے اولادِ اسمعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائیگا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے آج اپنی ماں سے پیدا ہوا۔^(۴)

حدیث ۹: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”بیت الحرام کے حج

① ”سنن أبي داود“، كتاب المناسك، باب في رفع اليد إذا رأى البيت، الحديث: ۱۸۷۲، ج ۲، ص ۲۵۵۔

② ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۴۴۶۲، ج ۲، ص ۲۰۲۔

③ ”المعجم الكبير“، الحديث: ۸۴۵، ج ۲۰، ص ۳۶۰۔

④ ”الترغيب و الترهيب“، كتاب الحج، الترغيب في الطواف... إلخ، الحديث: ۱۱، ج ۲، ص ۱۲۴۔

کرنے والوں پر ہر روز اللہ تعالیٰ ایک سو بیس رحمت نازل فرماتا ہے، ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لیے اور بیس نظر کرنے والوں کے لیے۔“ (1)

حدیث ۱۰: ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رُکُنِ یَمَانِیِ پر ستر فرشتے موکل ہیں، جو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ وہ فرشتے آمین کہتے ہیں اور جو سات پھیرے طواف کرے اور یہ پڑھتا رہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اُس کے دس گناہ مٹا دیے جائیں گے اور دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس درجے بلند کیے جائیں گے اور جس نے طواف میں یہی کلام پڑھے، وہ رحمت میں اپنے پاؤں سے چل رہا ہے جیسے کوئی پانی میں پاؤں سے چلتا ہے۔“ (2)

حدیث ۱۱: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے پچاس مرتبہ طواف کیا، گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے آج اپنی ماں سے پیدا ہوا۔“ (3)

حدیث ۱۲: ترمذی و نسائی و دارمی انھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بیت اللہ کے گرد طواف نماز کی مثل ہے، فرق یہ کہ تم اس میں کلام کرتے ہو تو جو کلام کرے خیر کے سوا ہرگز کوئی بات نہ کہے۔“ (4)

حدیث ۱۳: امام احمد و ترمذی انھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”حجرِ اسود جب جنت سے نازل ہوا دودھ سے زیادہ سفید تھا، بنی آدم کی خطاؤں نے اُسے سیاہ کر دیا۔“ (5)

حدیث ۱۴: ترمذی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ: ”حجرِ اسود و مقامِ ابراہیم جنت کے یا قوت ہیں، اللہ (عزوجل) نے ان کے نور کو مٹا دیا اور اگر نہ مٹاتا تو جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے سب کو روشن کر دیتے۔“ (6)

① ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الحج، الترغیب فی الطواف... إلخ، الحدیث: ۶، ج ۲، ص ۱۲۳.

② ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المناسک، باب فضل الطواف، الحدیث: ۲۹۵۷، ج ۳، ص ۴۳۹.

③ ”جامع الترمذی“، أبواب الحج، باب ماجاء فی فضل الطواف، الحدیث: ۸۶۷، ج ۲، ص ۲۴۴.

④ ”جامع الترمذی“، أبواب الحج، باب ماجاء فی الکلام فی الطواف، الحدیث: ۹۶۲، ج ۲، ص ۲۸۶.

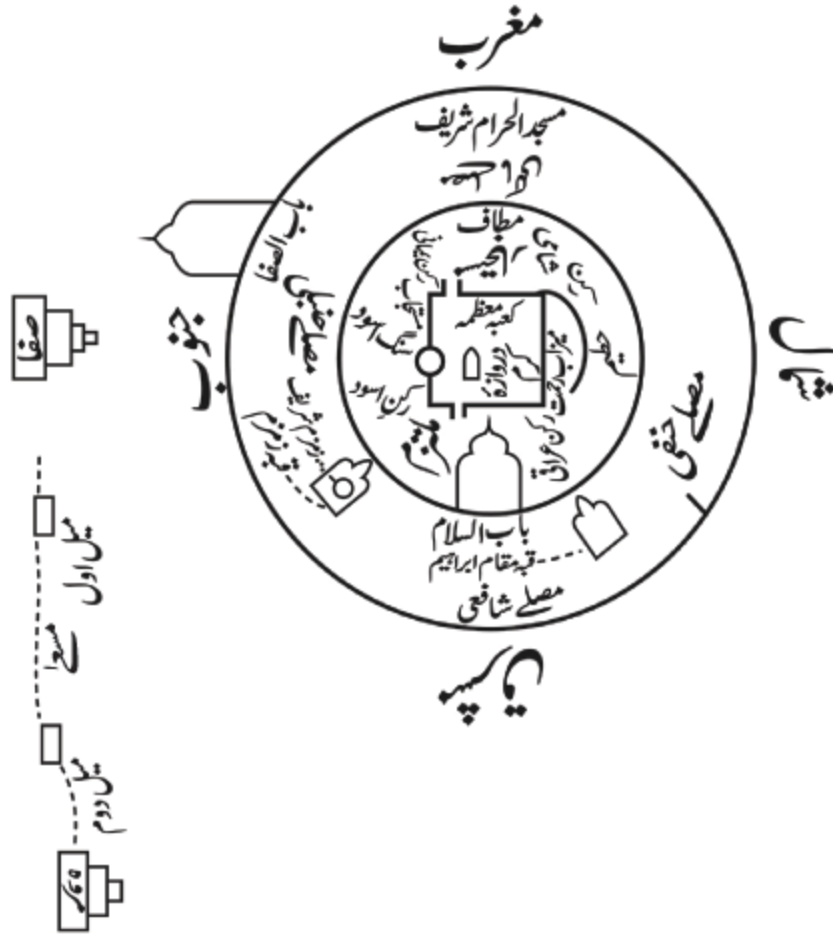
⑤ ”جامع الترمذی“، أبواب الحج، باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود و الرکن و المقام، الحدیث: ۸۷۸، ج ۲، ص ۲۴۸.

⑥ ”جامع الترمذی“، أبواب الحج، باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود و الرکن و المقام، الحدیث: ۸۷۹، ج ۲، ص ۲۴۸.

حدیث ۱۵: ترمذی وابن ماجہ و دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”واللہ! حجرِ اسود کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس طرح اٹھائے گا کہ اس کی آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے کلام کرے گا، جس نے حق کے ساتھ اُسے بوسہ دیا ہے اُس کے لیے شہادت دے گا۔“ (۱)

بیان احکام

مسجد الحرام شریف میں داخل ہونے تک کے احکام معلوم ہو چکے اب کہ مسجد الحرام شریف میں داخل ہوا اگر جماعت قائم ہو یا نماز فرض یا وتر یا نماز جنازہ یا سنت مؤکدہ کے فوت کا خوف ہو تو پہلے اُن کو ادا کرے، ورنہ سب کاموں سے پہلے طواف میں مشغول ہو۔ کعبہ شمع ہے اور توپروانہ، دیکھتا نہیں کہ پروانہ شمع کے گرد کس طرح قربان ہوتا ہے تو بھی اس شمع پر قربان ہونے کے لیے مستعد ہو جا۔ پہلے اس مقامِ کریم کا نقشہ دیکھیے کہ جو بات کہی جائے اچھی طرح ذہن میں آجائے۔



۱..... ”جامع الترمذی“، أبواب الحج، باب ماجاء فی الحجر الاسود، الحدیث: ۹۶۳، ج ۲، ص ۲۸۶.

مسجد الحرام ایک گول وسیع احاطہ ہے، جس کے کنارے کنارے بکثرت دالان اور آنے جانے کے دروازے ہیں اور بیچ میں مطاف (طواف کرنے کی جگہ)۔

مطاف ایک گول دائرہ ہے جس میں سنگ مرمر بچھا ہے، اس کے بیچ میں کعبہ معظمہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد الحرام اسی قدر تھی۔ اسی کی حد پر باب السلام شرقی قدیم دروازہ واقع ہے۔

رکن مکان کا گوشہ جہاں اُس کی دو دیواریں ملتی ہیں، جسے زاویہ کہتے ہیں۔ اس طرح ا ح — ح ب دونوں دیواریں مقام ح پر ملی ہیں یہ رکن و زاویہ ہے، کعبہ معظمہ کے چار رکن ہیں۔

رکن اسود جنوب و شرق (1) کے گوشہ میں اسی میں زمین سے اونچا سنگ اسود شریف نصب ہے۔

رکن عراقی شرق و شمال کے گوشہ میں۔ دروازہ کعبہ انھیں دور کنوں کے بیچ کی شرقی دیوار میں زمین سے بہت بلند ہے۔

ملترزم اسی شرقی دیوار کا وہ ٹکڑا جو رکن اسود سے دروازہ کعبہ تک ہے۔

رکن شامی اوتر (2) اور پچھم (3) کے گوشہ میں۔

میزاب رحمت سونے کا پرنا لہ کہ رکن عراقی و شامی کی بیچ کی شمالی دیوار پر چھت میں نصب ہے۔

حطیم بھی اسی شمالی دیوار کی طرف ہے۔ یہ زمین (4) کعبہ معظمہ ہی کی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں جب قریش نے کعبہ

از سر نو تعمیر کیا، کمی خرچ کے باعث اتنی زمین کعبہ معظمہ سے باہر چھوڑ دی۔ اس کے گرد اگر ایک قوسی انداز کی چھوٹی سی دیوار کھینچ

دی اور دونوں طرف آمد و رفت کا دروازہ ہے اور یہ مسلمانوں کی خوش نصیبی ہے اس میں داخل ہونا کعبہ معظمہ ہی میں داخل ہونا ہے

جو بھلا اللہ تعالیٰ بے تکلف نصیب ہوتا ہے۔

رکن یمانی پچھم اور دکھن (5) کے گوشہ میں۔

مستجاب رکن یمانی و شامی کے بیچ کی غربی دیوار کا وہ ٹکڑا جو ملترزم کے مقابل ہے۔

مستجاب رکن یمانی و رکن اسود کے بیچ میں جو دیوار جنوبی ہے، یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر آمین کہنے کے لیے مقرر ہیں

اس لیے اس کا نام مستجاب رکھا گیا۔

①..... جنوب اور مشرق۔ ②..... شمال۔

③..... مغرب۔ وہ سمت جدھر سورج ڈوبتا ہے۔

④..... جنوباً شمالاً چھ ہاتھ کعبہ کی زمین ہے اور بعض کہتے ہیں سات ہاتھ اور بعض کا خیال ہے کہ سارا حطیم ۱۲۔

⑤..... جنوب کی سمت۔

مقام ابراہیم دروازہ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ بنایا تھا، ان کے قدمِ پاک کا اس پر نشان^(۱) ہو گیا جواب تک موجود ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے اِیْتٌ بَیِّنَتٌ اللہ کی کھلی نشانیاں فرمایا۔

زَمَّ زَم شریف کا قبہ مقام ابراہیم سے جنوب کو مسجد شریف ہی میں واقع ہے اور اس قبہ کے اندر زَم زَم کا کوآں ہے۔
باب الصفا مسجد شریف کے جنوبی دروازوں میں ایک دروازہ ہے جس سے نکل کر سامنے کوہ صفا ہے۔
 صفا کعبہ معظمہ سے جنوب کو ہے یہاں زمانہ قدیم میں ایک پہاڑی تھی کہ زمین میں چھپ گئی ہے۔ اب وہاں قبلہ رُخ ایک دالان سا بنا ہے اور چڑھنے کی سیڑھیاں۔

مروہ دوسری پہاڑی صفا سے پورب کو تھی یہاں بھی اب قبلہ رُخ دالان سا ہے اور سیڑھیاں، صفا سے مروہ تک جو فاصلہ ہے اب یہاں بازار ہے۔ صفا سے چلتے ہوئے دہنے ہاتھ کوڈکانیں اور بائیں ہاتھ کو احاطہ مسجد الحرام ہے۔
 میلین اخضرین اس فاصلہ کے وسط میں جو صفا سے مروہ تک ہے دیوار حرم شریف میں دو سبز میل نصب ہیں جیسے میل کے شروع میں پتھر لگا ہوتا ہے۔

مسعہ وہ فاصلہ کہ ان دونوں میلوں کے بیچ میں ہے۔ یہ سب صورتیں رسالہ میں بار بار دیکھ کر خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ وہاں پہنچ کر پوچھنے کی حاجت نہ ہو۔ ناواقف آدمی اندھے کی طرح کام کرتا ہے اور جو سمجھ لیا وہ انکھیا را ہے، اب اپنے رب عزوجل کا نام پاک لے کر طواف کیجئے۔

(طواف کا طریقہ اور دعائیں)

(۱) جب حجر اسود کے قریب پہنچے تو یہ دعا پڑھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ صَدَقَ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ . (۲)

① ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدمِ پاک کے نشان میں بے قدرے، بے ادب لوگ کلام کرتے ہیں یہ معجزہ ابراہیمی ہزاروں برس سے محفوظ ہے اس سے بھی انکار کر دیں۔ ۱۲

② اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا اسی نے کفار کی جماعتوں کو شکست دی، اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ ۱۲

(۲) شروع طواف سے پہلے مرد اضطباع کر لے یعنی چادر کو دہنی بغل کے نیچے سے نکالے کہ دہنا مونڈھا کھلا رہے اور دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر ڈال دے۔

(۳) اب کعبہ کی طرف منہ کر کے حجرِ اسود کی دہنی طرف رکنِ یمانی کی جانب سبکِ اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے دہنے ہاتھ کو رہے پھر طواف کی نیت کرے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ طَوَافَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي . (۱)

(۴) اس نیت کے بعد کعبہ کو منہ کئے اپنی دہنی جانب چلو، جب سبکِ اسود کے مقابل ہو (اور یہ بات ادنیٰ حرکت میں حاصل ہو جائے گی) کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف رہیں اور کہو بِسْمِ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ط اور نیت کے وقت ہاتھ نہ اٹھاؤ جیسے بعض مطوف کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔

(۵) میسر ہو سکے تو حجرِ اسود پر دونوں ہتھیلیاں اور اُن کے بیچ میں منہ رکھ کر یوں بوسہ دو کہ آواز نہ پیدا ہو، تین بار ایسا ہی کرو یہ نصیب ہو تو کمالِ سعادت ہے۔ یقیناً تمہارے محبوب و مولے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بوسہ دیا اور رُوئے اقدس اس پر رکھا۔ زہے خوش نصیبی کہ تمہارا منہ وہاں تک پہنچے اور ہجوم کے سبب نہ ہو سکے تو نہ اوروں کو ایذا دو، نہ آپ دبوچلو بلکہ اس کے عوض ہاتھ سے چھو کر اسے چوم لو اور ہاتھ نہ پہنچے تو لکڑی سے چھو کر اسے چوم لو اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ہاتھوں سے اُس کی طرف اشارہ کر کے انھیں بوسہ دے لو، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منہ رکھنے کی جگہ پر نگاہیں پڑ رہی ہیں یہی کیا کم ہے اور حجر کو بوسہ دینے یا ہاتھ یا لکڑی سے چھو کر چوم لینے یا اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کو استلام کہتے ہیں۔ استلام کے وقت یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَطَهِّرْ لِي قَلْبِي وَاشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ . (۲)

حدیث میں ہے، ”روزِ قیامت یہ پتھر اٹھایا جائے گا، اس کی آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا، زبان ہوگی جس سے کلام کرے گا، جس نے حق کے ساتھ اُس کا بوسہ دیا اور استلام کیا اُس کے لیے گواہی دے گا۔“

(۶) اللَّهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصَدِّيقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى

① اے اللہ (عزوجل)! میں تیرے عزت والے گھر کا طواف کرنا چاہتا ہوں اس کو تو میرے لیے آسان کر اور اس کو مجھ سے قبول کر۔ ۱۲

② الہی! تو میرے گناہ بخش دے اور میرے دل کو پاک کر اور میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر اور مجھے عافیت دے ان

لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی۔ ۱۲

اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ . (۱)

کہتے ہوئے دروازہ کعبہ کی طرف بڑھو، جب حجر مبارک کے سامنے سے گزر جاؤ سیدھے ہولو۔ خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر لے کر یوں چلو کہ کسی کو ایذا نہ دو۔

(۷) پہلے تین پھیروں میں مرد مل کرتا چلے یعنی جلد جلد چھوٹے قدم رکھتا، شانے ہلاتا جیسے قوی و بہادر لوگ چلتے ہیں، نہ گود تانہ دوڑتا، جہاں زیادہ ہجوم ہو جائے اور رمل میں اپنی یا دوسرے کی ایذا ہو تو اتنی دیر رمل ترک کرے مگر رمل کی خاطر رُکے نہیں بلکہ طواف میں مشغول رہے پھر جب موقع مل جائے، تو جتنی دیر تک کے لیے ملے رمل کے ساتھ طواف کرے۔ (۸) طواف میں جس قدر خانہ کعبہ سے نزدیک ہو بہتر ہے مگر نہ اتنا کہ پشتہ دیوار پر جسم لگے یا کپڑا اور نزدیکی میں کثرت ہجوم کے سبب رمل نہ ہو سکے تو دُوری بہتر ہے۔

(۹) جب ملتزم کے سامنے آئے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ هَذَا الْبَيْتُ بَيْتُكَ وَالْحَرَمُ حَرَمُكَ وَالْاَمْنُ اَمْنُكَ وَهَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ بِكَ مِنَ النَّارِ فَاجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ قِنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلَيَّ كُلَّ غَائِبَةٍ بِخَيْرٍ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ . (۲)

اور جب رکن عراقی کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشَّرِكِ وَالشَّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِى الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ . (۳)

- ① اے اللہ (عزوجل)! تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اللہ (عزوجل) پر میں ایمان لایا اور بت اور شیطان سے میں نے انکار کیا۔ ۱۲
- ② اے اللہ (عزوجل)! یہ گھر تیرا گھر ہے اور حرم تیرا حرم ہے اور امن تیری ہی امن ہے اور جہنم سے تیری پناہ مانگنے والے کی یہ جگہ ہے تو مجھ کو جہنم سے پناہ دے۔ اے اللہ (عزوجل)! جو تو نے مجھ کو دیا مجھے اس پر قانع کر دے اور میرے لیے اس میں برکت دے اور ہر غائب پر خیر کے ساتھ تو خلیفہ ہو جا۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے لیے ملک ہے، اُسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ ۱۲
- ③ اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں شک اور شرک اور اختلاف و نفاق سے اور مال و اہل و اولاد میں واپس ہو کر بُری بات دیکھنے سے۔ ۱۲

اور جب میزابِ رحمت کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَظْلِنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ وَلَا بَاقِيَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِيْ مِنْ حَوْضِ نَيْيكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً هَنِيئَةً لَا اَظْمَأْ بَعْدَهَا اَبَدًا (1)

اور جب رُکنِ شامی کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرًا يَا عَالِمَ مَا فِي الصُّدُوْرِ اٰخِرُ جَنِيْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ. (2)

(۱۰) جب رُکنِ یمانی کے پاس آؤ تو اسے دونوں ہاتھ یاد ہنے سے تبرکاً چھوؤ، نہ صرف بائیں سے اور چاہو تو اسے

بوسہ بھی دو اور نہ ہو سکے تو یہاں لکڑی سے چھونایا اشارہ کر کے ہاتھ چومنا نہیں اور یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ. اور رُکنِ شامی یا عراقی کو چھونایا بوسہ دینا کچھ

نہیں۔

(۱۱) جب اس سے بڑھو تو یہ مستجاب ہے جہاں ستر ہزار فرشتے دعا پڑھیں گے وہی دعائے جامع پڑھو، یا

رَبَّنَا اِنَّا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. یا اپنے اور سب احباب و مسلمین اور اس

حقیر ذلیل کی نیت سے صرف درود شریف پڑھے کہ یہ کافی و وافی ہے۔ دعائیں یاد نہ ہوں تو وہ اختیار کرے کہ محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے وعدہ سے تمام دعاؤں سے بہتر و افضل ہے یعنی یہاں اور تمام مواقع میں اپنے لیے دعا کے بدلے حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایسا کرے گا تو اللہ (عزوجل) تیرے سب کام بنا دے

گا اور تیرے گناہ معاف فرما دے گا۔“ (3)

(۱۲) طواف میں دعا یا درود شریف پڑھنے کے لیے رک نہیں بلکہ چلتے میں پڑھو۔

(۱۳) دُعا و درود چلا چلا کر نہ پڑھو جیسے مطوف پڑھایا کرتے ہیں بلکہ آہستہ پڑھو اس قدر کہ اپنے کان تک آواز آئے۔

①..... الہی! تو مجھ کو اپنے عرش کے سایہ میں رکھ، جس دن تیرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں اور تیری ذات کے سوا کوئی باقی نہیں اور اپنے نبی محمد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوض سے مجھے خوش گوار پانی پلا کہ اس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے۔ ۱۲

②..... اے اللہ (عزوجل)! تو اس کوچ مبرور کر اور سعی مشکور کر اور گناہ کو بخش دے اور اُس کو وہ تجارت کر دے جو ہلاک نہ ہو، اے سینوں کی باتیں

جاننے والے مجھ کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکال۔ ۱۲

③..... ”جامع الترمذی“، ابواب صفة القيامة، ۲۳۔ باب، الحدیث: ۲۴۶۵، ج ۴، ص ۲۰۷۔

(۱۴) اب جو چاروں طرف گھوم کر حجرِ اسود کے پاس پہنچا، یہ ایک پھیرا ہوا اور اس وقت بھی حجرِ اسود کو بوسہ دے یا وہی طریقے برتے بلکہ ہر پھیرے کے ختم پر یہ کرے۔ یوہیں سات پھیرے کرے مگر باقی پھیروں میں نیت کرنا نہیں کہ نیت تو شروع میں ہو چکی اور مل صرف اگلے تین پھیروں میں ہے، باقی چار میں آہستہ بغیر شانہ ہلائے معمولی چال چلے۔

(۱۵) جب ساتوں پھیرے پورے ہو جائیں آخر میں پھر حجرِ اسود کو بوسہ دے یا وہی طریقے ہاتھ یا لکڑی کے برتے اس طواف کو طوافِ قدوم کہتے ہیں یعنی حاضری دربار کا مجرا۔ یہ باہر والوں کے لیے مسنون ہے یعنی ان کے لیے جو میقات کے باہر سے آئے ہیں، مکہ والوں یا میقات کے اندر کے رہنے والوں کے لیے یہ طواف نہیں ہاں اگر مکہ والا میقات سے باہر گیا تو اسے بھی طوافِ قدوم مسنون ہے۔

(طواف کے مسائل)

مسئلہ ۱: طواف میں نیت فرض ہے، بغیر نیت طواف نہیں مگر یہ شرط نہیں کہ کسی معین طواف کی نیت کرے بلکہ ہر طواف مطلق نیت طواف سے ادا ہو جاتا ہے بلکہ جس طواف کو کسی وقت میں معین کر دیا گیا ہے، اگر اس وقت کسی دوسرے طواف کی نیت سے کیا تو یہ دوسرا نہ ہوگا بلکہ وہ ہوگا جو معین ہے۔ مثلاً عمرہ کا احرام باندھ کر باہر سے آیا اور طواف کیا تو یہ عمرہ کا طواف ہے اگرچہ نیت میں یہ نہ ہو۔ یوہیں حج کا احرام باندھ کر باہر والا آیا اور طواف کیا تو طوافِ قدوم ہے یا قرآن کا احرام باندھ کر آیا اور دو طواف کیے تو پہلا عمرہ کا ہے، دوسرا طوافِ قدوم یا دسویں تاریخ کو طواف کیا تو طوافِ زیارت ہے، اگرچہ ان سب میں نیت کسی اور کی ہو۔^(۱) (منسک)

مسئلہ ۲: یہ طریقہ طواف کا جو مذکور ہوا اگر کسی نے اس کے خلاف طواف کیا مثلاً بائیں طرف سے شروع کیا کہ کعبہ معظمہ طواف کرنے میں سیدھے ہاتھ کور ہایا کعبہ معظمہ کو مونہ یا پیٹھ کر کے آڑا آڑا طواف کیا یا حجرِ اسود سے شروع نہ کیا تو جب تک مکہ معظمہ میں ہے اس طواف کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا اور وہاں سے چلا آیا تو دم واجب ہے۔ یوہیں حطیم کے اندر سے طواف کرنا ناجائز ہے لہذا اس کا بھی اعادہ کرے۔ چاہیے تو یہ کہ پورے ہی طواف کا اعادہ کرے اور اگر صرف حطیم کا سات بار طواف کر لیا کہ رُکنِ عراقی سے رُکنِ شامی تک حطیم کے باہر باہر گیا اور واپس آیا، یوہیں سات بار کر لیا تو بھی کافی ہے اور اس صورت میں افضل یہ ہے کہ حطیم کے باہر باہر واپس آئے اور اندر سے واپس ہو واجب بھی جائز ہے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

۱..... "المسلك المتقسط في المنسك المتوسط"، (انواع الاطوفة و احكامها)، ص ۱۴۵.

۲..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في دخول مكة، ج ۳، ص ۵۷۹.

مسئلہ ۳: طواف سات پھیروں پر ختم ہو گیا، اب اگر آٹھواں پھیرا جان بوجھ کر قصداً شروع کر دیا تو یہ ایک جدید طواف شروع ہوا، اسے بھی اب سات پھیروں پر ختم کرے۔ یوں اگر محض وہم و وسوسہ کی بنا پر آٹھواں پھیرا شروع کیا کہ شاید ابھی چھ ہی ہوئے ہوں جب بھی اسے سات پھیروں پر ختم کرے۔ ہاں اگر اس آٹھویں کو ساتواں گمان کیا بعد میں معلوم ہوا کہ سات ہو چکے ہیں تو اسی پر ختم کر دے سات پورے کرنے کی ضرورت نہیں۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: طواف کے پھیروں میں شک واقع ہوا کہ کتنے ہوئے تو اگر طواف فرض یا واجب ہے تو اب سے سات پھیروں پر ختم کرے اور اگر کسی ایک عادل شخص نے بتا دیا کہ اتنے پھیروں پر ختم کرے تو اُس کے قول پر عمل کر لینا بہتر ہے اور دو عادل نے بتایا تو ان کے کہے پر ضرور عمل کرے اور اگر طواف فرض یا واجب نہیں ہے تو غالب گمان پر عمل کرے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: طواف کعبہ معظمہ مسجد الحرام شریف کے اندر ہوگا اگر مسجد کے باہر سے طواف کیا نہ ہوا۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: جو ایسا بیمار ہے کہ خود طواف نہیں کر سکتا اور سو رہا ہے اُس کے ہمراہیوں نے طواف کرایا، اگر سونے سے پہلے حکم دیا تھا تو صحیح ہے ورنہ نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مریض نے اپنے ساتھیوں سے کہا، مزدور لا کر مجھے طواف کرا دو پھر سو گیا، اگر فوراً مزدور لا کر طواف کرا دیا تو ہو گیا اور اگر دوسرے کام میں لگ گئے، دیر میں مزدور لائے اور سوتے میں طواف کرایا تو نہ ہوا مگر مزدوری بہر حال لازم ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مریض کو طواف کرایا اور اپنے طواف کی بھی نیت ہے تو دونوں کے طواف ہو گئے اگرچہ دونوں کے دو قسم کے طواف ہوں۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: طواف کرتے کرتے نماز جنازہ یا نماز فرض یا نیا وضو کرنے کے لیے چلا گیا تو واپس آ کر اُسی پہلے طواف پر پنا کرے یعنی جتنے پھیروں پر رہ گئے ہوں انہیں کر لے طواف پورا ہو جائے گا، سرے سے شروع کرنے کی ضرورت نہیں اور سرے

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج ۳، ص ۵۸۱.

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج ۳، ص ۵۸۲.

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج ۳، ص ۵۸۲.

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، فصل في المتفرقات، ج ۱، ص ۲۳۶.

۵..... المرجع السابق.

۶..... المرجع السابق.

سے کیا جب بھی حرج نہیں اور اس صورت میں اس پہلے کو پورا کرنا ضرور نہیں اور پنا کی صورت میں جہاں سے چھوڑا تھا، وہیں سے شروع کرے حجر اسود سے شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب اس وقت ہے جب کہ پہلے چار پھیرے سے کم کیے تھے اور اگر چار پھیرے یا زیادہ کیے تھے تو پنا ہی کرے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: طواف کر رہا تھا کہ جماعت قائم ہوئی اور جانتا ہے کہ پھیرا پورا کرے گا تو رکعت جاتی رہے گی، یا جنازہ آگیا ہے انتظار نہ ہوگا تو وہیں سے چھوڑ کر نماز میں شریک ہو جائے اور بلا ضرورت چھوڑ کر چلا جانا مکروہ ہے مگر طواف باطل نہ ہوگا یعنی آکر پورا کر لے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: معذور طواف کر رہا ہے چار پھیروں کے بعد وقت نماز جاتا رہا تو اب اسے حکم ہے کہ وضو کر کے طواف کرے کیونکہ وقت نماز خارج ہونے سے معذور کا وضو جاتا رہتا ہے اور بغیر وضو طواف حرام اب وضو کرنے کے بعد جو باقی ہے پورا کرے اور چار پھیروں سے پہلے وقت ختم ہو گیا جب بھی وضو کر کے باقی کو پورا کرے اور اس صورت میں افضل یہ ہے کہ سرے سے کرے۔^(۳) (منک)

مسئلہ ۱۲: رمل صرف تین پہلے پھیروں میں سنت ہے ساتوں میں کرنا مکروہ لہذا اگر پہلے میں نہ کیا تو صرف دوسرے اور تیسرے میں کرے اور پہلے تین میں نہ کیا تو باقی چار میں نہ کرے، اگر بھیڑ کی وجہ سے رمل کا موقع نہ ملے تو رمل کی خاطر نہ رکے، بلا رمل طواف کر لے اور جہاں جہاں موقع ہاتھ آئے اتنی دور رمل کر لے اور اگر ابھی شروع نہیں کیا ہے اور جانتا ہے کہ بھیڑ کی وجہ سے رمل نہ کر سکے گا اور یہ بھی معلوم ہے کہ ٹھہرنے سے موقع مل جائے گا تو انتظار کرے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: رمل اس طواف میں سنت ہے جس کے بعد سعی ہو، لہذا اگر طواف قدوم کے بعد کی سعی طواف زیارت تک مؤخر کرے تو طواف قدوم میں رمل نہیں۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: طواف کے ساتوں پھیروں میں اضطباع سنت ہے اور طواف کے بعد اضطباع نہ کرے، یہاں تک کہ طواف کے بعد کی نماز میں اگر اضطباع کیا تو مکروہ ہے اور اضطباع صرف اسی طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہو اور اگر طواف

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج ۳، ص ۵۸۲.

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج ۳، ص ۵۸۲.

۳..... "المسلك المتقسط"، (انواع الاطوفة و احكامها، فصل في مسائل شتى)، ص ۱۶۷.

۴..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج ۳، ص ۵۸۳.

۵..... "الفتاوى الهندية"، کتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج ۱، ص ۲۲۶.

کے بعد سعی نہ ہو تو اضطباع بھی نہیں۔^(۱) (منک)

میں نے بعض مطوف کو دیکھا کہ حجاج کو وقت احرام سے ہدایت کرتے ہیں کہ اضطباع کیے رہیں، یہاں تک کہ نماز احرام میں اضطباع کیے ہوئے تھے حالانکہ نماز میں مونڈھا کھلا رہنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۵: طواف کی حالت میں خصوصیت کے ساتھ ایسی باتوں سے پرہیز رکھے جنہیں شرع مطہر پسند نہیں کرتی۔ امر اور عورتوں کی طرف بُری نگاہ نہ کرے، کسی میں اگر کچھ عیب ہو یا وہ خراب حالت میں ہو تو نظرِ حقارت سے اُسے نہ دیکھے بلکہ اُسے بھی نظرِ حقارت سے نہ دیکھے، جو اپنی نادانی کے سبب ارکان ٹھیک ادا نہیں کرتا بلکہ ایسے کو نہایت نرمی کے ساتھ سمجھا دے۔

(نماز طواف)

(۱۶) طواف کے بعد مقامِ ابراہیم میں آ کر آیہ کریمہ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾^(۲) پڑھ کر دو رکعت طواف پڑھے اور یہ نماز واجب ہے پہلی میں قُلْ یا دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰہ پڑھے بشرطیکہ وقتِ کراہت مثلاً طلوع صبح سے بلندی آفتاب تک یا دوپہر یا نمازِ عصر کے بعد غروب تک نہ ہو، ورنہ وقتِ کراہت نکل جانے پر پڑھے۔ حدیث میں ہے: ”جو مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھے، اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور قیامت کے دن امن والوں میں مشہور ہوگا۔“^(۳) یہ رکعتیں پڑھ کر دعا مانگے۔ یہاں حدیث میں ایک دعا ارشاد ہوئی، جس کے فائدوں کی عظمت اس کا لکھنا ہی چاہتی ہے۔

اللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي فَاَقْبَلْ مَعْدِرَتِي وَتَعْلَمُ حَاجَتِي فَاعْطِنِي سُؤْلِي وَتَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي فَاعْفِرْ لِي ذُنُوبِي اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا يُبَاسِرُ قَلْبِي وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهُ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًى مِّنَ الْمَعِيْشَةِ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .^(۴)

① المسلك المتقسط، (فصل في صفة الشروع في الطواف)، ص ۱۲۹.

② پ ۱، البقرہ: ۲۵. ترجمہ: اور مقامِ ابراہیم سے نماز کی جگہ بناؤ۔

③

④ اے اللہ (عزوجل)! تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے، تو میری معذرت کو قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے، میرا سوال مجھ کو عطا کر اور جو کچھ میرے نفس میں ہے تو اسے جانتا ہے تو میرے گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے اُس ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے قلب میں سرایت کر جائے اور یقین صادق مانگتا ہوں تاکہ میں جان لوں کہ مجھے وہی پہنچے گا جو تو نے میرے لیے لکھا ہے اور جو کچھ تو نے میری قسمت میں کیا ہے اُس پر راضی رہوں، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان! ۱۲۔

حدیث میں ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”جو یہ دعا کرے گا میں اس کی خطا بخش دوں گا، غم دور کروں گا، محتاجی اُس سے نکال لوں گا، ہر تاجر سے بڑھ کر اس کی تجارت رکھوں گا، دنیا ناچار و مجبور اُس کے پاس آئے گی اگرچہ وہ اُسے نہ چاہے۔“ (1)

اس مقام پر بعض اور دعائیں مذکور ہیں مثلاً اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا بَلَدُكَ الْحَرَامُ وَ مَسْجِدُكَ الْحَرَامُ وَ بَيْتُكَ الْحَرَامُ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ وَ ابْنُ اَمَتِكَ اَتَيْتُكَ بِذُنُوبٍ كَثِيْرَةٍ وَ خَطَايَا جُمَّةٍ وَ اَعْمَالٍ سَيِّئَةٍ وَ هٰذَا مَقَامُ الْعَاثِيْنَ بِكَ مِنَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ عَافِنَا وَ اعْفُ عَنَّا وَ اعْفِرْ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. (2)

مسئلہ ۱۶: اگر بیٹھری وجہ سے مقام ابراہیم میں نماز نہ پڑھ سکے تو مسجد شریف میں کسی اور جگہ پڑھ لے اور مسجد الحرام کے علاوہ کہیں اور پڑھی جب بھی ہو جائے گی۔ (3) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: مقام ابراہیم کے بعد اس نماز کے لیے سب سے افضل کعبہ معظمہ کے اندر پڑھنا ہے پھر حطیم میں میزابِ رحمت کے نیچے اس کے بعد حطیم میں کسی اور جگہ پھر کعبہ معظمہ سے قریب تر جگہ میں پھر مسجد الحرام میں کسی جگہ پھر حرم مکہ کے اندر جہاں بھی ہو۔ (4) (لباب)

مسئلہ ۱۸: سنت یہ ہے کہ وقتِ کراہت نہ ہو تو طواف کے بعد فوراً نماز پڑھے، بیچ میں فاصلہ نہ ہو اور اگر نہ پڑھی تو عمر بھر میں جب پڑھے گا، ادا ہی ہے قضا نہیں مگر بُرا کیا کہ سنت فوت ہوئی۔ (5) (منک)

مسئلہ ۱۹: فرض نماز ان رکعتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ (6) (عالمگیری)

(ملتزم سے لیٹنا)

(۱۷) نماز و دعا سے فارغ ہو کر ملتزم کے پاس جائے اور قریب حجر اُس سے لیٹے اور اپنا سینہ اور پیٹ اور کبھی دھنا

① ”المسلك المتقسط“، ص ۱۳۸. ”تاریخ دمشق“ لابن عساکر، ج ۷، ص ۴۳۱. ”الفتاوی الرضویة“، ج ۱۰، ص ۷۴۱.

② اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا عزت والا شہر ہے اور تیری عزت والی مسجد ہے اور تیرا عزت والا گھر ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندہ اور تیری باندی کا بیٹا ہوں بہت سے گناہوں اور بڑی خطاؤں اور بُرے اعمال کے ساتھ تیرے حضور حاضر ہوا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ مانگنے والے کی یہ جگہ ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو ہمیں عافیت دے اور ہم سے معاف کر اور ہم کو بخش دے، بیشک تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ۱۲

③ ”الفتاوی الہندیة“، کتاب المناسک، الباب الخامس، فی کیفیة اداء الحج، ج ۱، ص ۲۲۶.

④ ”لباب المناسک“ للسندي، ص ۱۵۶.

⑤ ”المسلك المتقسط“، (فصل فی رکعتی الطواف)، ص ۱۵۵.

⑥ ”الفتاوی الہندیة“، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج، ج ۱، ص ۲۲۶.

رخسارہ اور کبھی بایاں اور کبھی رخسار اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ سر سے اونچے کر کے دیوار پر پھیلانے یا داہنا ہاتھ دروازہ کعبہ اور بایاں حجر اسود کی طرف پھیلانے، یہاں کی دعا یہ ہے:

يَا وَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّي نِعْمَةً أَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ . (1)

حدیث میں فرمایا: ”جب میں چاہتا ہوں جبریل کو دیکھتا ہوں کہ ملتزم سے لپٹے ہوئے یہ دعا کر رہے ہیں۔“ (2)

نہایت خضوع و خشوع و عاجزی و انکسار کے ساتھ دعا کرے اور درود شریف بھی پڑھے اور اس مقام کی ایک دعا یہ بھی ہے:

اَللّٰهُمَّ وَقَفْتُ بِبَابِكَ وَالتَزَمْتُ بِاَعْتَابِكَ اَرْجُو رَحْمَتَكَ وَاَخْشَى عِقَابَكَ اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ شَعْرِيَّ وَجَسَدِيَّ عَلٰى النَّارِ اَللّٰهُمَّ كَمَا صُنْتَ وَجْهِيَّ عَنِ السُّجُودِ لِغَيْرِكَ فَصُنْ وَجْهِيَّ عَنْ مَسْأَلَةِ غَيْرِكَ اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اَبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا مِنَ النَّارِ

يَا كَرِيْمُ يَا غَفَّارُ يَا عَزِيْزُ يَا جَبَّارُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ الْعَتِيقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا مِنَ النَّارِ وَاَعِزَّنَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَاكْفِنَا كُلَّ سُوْءٍ وَقِنَعْنَا بِمَا رَزَقْتَنَا وَبَارِكْ لَنَا فَيَمَّا اَعْطَيْتَنَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَكْرَمِ وَفِدِكَ عَلَيكَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى نِعْمَائِكَ وَاَفْضَلُ صَلَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ اَنْبِيَائِكَ وَجَمِيْعِ رُسُلِكَ وَاَصْفِيَائِكَ وَعَلٰى اِلٰهِ وَصَحْبِهِ وَاَوْلِيَائِكَ . (3)

①..... اے قدرت والے! اے بزرگ! تو نے مجھے جو نعمت دی، اس کو مجھ سے زائل نہ کر۔ ۱۲

②..... ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۱۰، ص ۷۴۲۔

③..... الہی! میں تیرے دروازہ پر کھڑا ہوں اور تیرے آستانہ سے چپٹا ہوں تیری رحمت کا امیدوار اور تیرے عذاب سے ڈرنے والا، اے اللہ (عزوجل)! میرے بال اور جسم کو جہنم پر حرام کر دے، اے اللہ (عزوجل)! جس طرح تو نے میرے چہرہ کو اپنے غیر کے لیے سجدہ کرنے سے محفوظ رکھا اسی طرح اس سے محفوظ رکھ کہ تیرے غیر سے سوال کروں، اے اللہ (عزوجل)! اے اس آزاد گھر کے مالک! تو ہماری گردنوں کو اور ہمارے باپ، دادا اور ہماری ماؤں کی گردنوں کو جہنم سے آزاد کر دے۔

اے کریم! اے بخشنے والے! اے غالب! اے جبار! اے رب! تو ہم سے قبول کر، بیشک تو سننے والا، جاننے والا ہے اور ہماری توبہ قبول کر بیشک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! اے اس آزاد گھر کے مالک! ہماری گردنوں کو جہنم سے آزاد کر اور شیطان مردود سے ہم کو پناہ دے اور ہر بُرائی سے ہماری کفایت کر اور جو کچھ تو نے دیا اُس پر قانع کر اور جو دیا اس میں برکت دے اور اپنے عزت والے وفد میں ہم کو کر دے، الہی! تیرے ہی لیے حمد ہے تیری نعمتوں پر اور افضل دُردانِ نبیا کے سردار پر اور تیرے تمام رسولوں اور برگزیدہ لوگوں پر اور اُن کی آل و

اصحاب اور تیرے اولیاء پر۔ ۱۲

مسئلہ ۲۰: ملتزم کے پاس نماز طواف کے بعد آنا اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہے اور جس کے بعد سعی نہ ہو اس میں نماز سے پہلے ملتزم سے لپٹے پھر مقام ابراہیم کے پاس جا کر دو رکعت نماز پڑھے۔^(۱) (منک)

(زَمِ زَم کی حاضری)

(۱۸) پھر زم زم پر آؤ اور ہو سکے تو خود ایک ڈول کھینچو، ورنہ بھرنے والوں سے لے لو اور کعبہ کو مونہ کر کے تین سانسوں میں پیٹ بھر کر جتنا پیا جائے کھڑے ہو کر پیو، ہر بار بِسْمِ اللہ سے شروع کرو اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پر ختم اور ہر بار کعبہ معظمہ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ لو، باقی بدن پر ڈال لو یا مونہ اور سر اور بدن پر اس سے مسح کر لو اور پیتے وقت دعا کرو کہ قبول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”زم زم جس مراد سے پیا جائے اُسی کے لیے ہے۔“^(۲) اس وقت کی دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ۔^(۳)

یا وہی دعائے جامع پڑھو اور حاضری مکہ معظمہ تک تو بارہا پینا نصیب ہوگا، کبھی قیامت کی پیاس سے بچنے کو پیو، کبھی عذاب قبر سے محفوظی کو، کبھی محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑھنے کو، کبھی وسعت رزق، کبھی شفاءِ امراض، کبھی حصولِ علم وغیرہا خاص خاص مرادوں کے لیے پیو۔

(۱۹) وہاں جب پیو پیٹ بھر کر پیو۔ حدیث میں ہے: ”ہم میں اور منافقوں میں یہ فرق ہے کہ وہ زم زم کو کھ بھر نہیں پیتے۔“^(۴)

(۲۰) چاہے زم زم کے اندر نظر بھی کرو کہ بحکم حدیث دافعِ نفاق ہے۔^(۵)

(صفا و مروہ کی سعی)

(۲۱) اب اگر کوئی عذر تکان وغیرہ کا نہ ہو تو ابھی، ورنہ آرام لے کر صفا مروہ میں سعی کے لیے پھر حجرِ اسود کے پاس آؤ اور اسی طرح تکبیر وغیرہ کہہ کر چومو اور نہ ہو سکے تو اس کی طرف مونہ کر کے اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہ اور

①..... ”المسلك المتقسط“، (فصل في صفة الشروع في الطواف)، ص ۱۳۸۔

②..... ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الناسک، باب الشرب من زم زم، الحدیث: ۳۰۶۲، ج ۳، ص ۴۹۰۔

③..... اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے علم نافع اور کشادہ رزق اور عمل مقبول اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔ ۱۲۔

④..... ”سنن ابن ماجہ“، کتاب المناسک، باب الشرب من زم زم، الحدیث: ۳۰۶۱، ج ۳، ص ۴۸۹۔

⑤..... ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۱۰، ص ۷۴۲۔

درود پڑھتے ہوئے فوراً باب صفا سے جانب صفا روانہ ہو، دروازہ مسجد سے بایاں پاؤں پہلے نکالو اور دہنا پہلے جوتے میں ڈالو اور یہ ادب ہر مسجد سے آتے ہوئے ہمیشہ ملحوظ رکھو اور وہی دعا پڑھو، جو مسجد سے نکلتے وقت پڑھنے کے لیے مذکور ہو چکی ہے۔

مسئلہ ۲۱: بغیر عذر اس وقت سعی نہ کرنا مکروہ ہے کہ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ ۲۲: جب طواف کے بعد سعی کرنی ہو تو واپس آ کر حجرِ اسود کا استلام کر کے سعی کو جائے اور سعی نہ کرنی ہو تو استلام کی ضرورت نہیں۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: سعی کے لیے باب صفا سے جانا مستحب ہے اور یہی آسان بھی ہے اور اگر کسی دوسرے دروازہ سے جائے گا جب بھی سعی ادا ہو جائے گی۔

(۲۲) ذکر و درود میں مشغول صفا کی سیڑھیوں پر اتنا چڑھو کہ کعبہ معظمہ نظر آئے اور یہ بات یہاں پہلی ہی سیڑھی پر چڑھنے سے حاصل ہے یعنی اگر مکان اور دیواریں درمیان میں نہ ہوتیں تو کعبہ معظمہ یہاں سے نظر آتا، اس سے اوپر چڑھنے کی حاجت نہیں بلکہ مذہب اہل سنت و جماعت کے خلاف اور بد مذہبوں اور جاہلوں کا فعل ہے کہ بالکل اوپر کی سیڑھی تک چڑھ جاتے ہیں اور سیڑھی پر چڑھنے سے پہلے یہ پڑھو:

أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ ۖ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ غَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۖ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرٌ فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۝ (۲)

پھر کعبہ معظمہ کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک دعا کی طرح پھیلے ہوئے اٹھاؤ اور اتنی دیر تک ٹھہرو جتنی دیر میں مفصل کی کوئی سورت یا سورہ بقرہ کی پچیس آیتوں کی تلاوت کی جائے اور تسبیح و تہلیل و تکبیر و درود پڑھو اور اپنے لیے اور اپنے دوستوں اور دیگر مسلمانوں کے لیے دعا کرو کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے، یہاں بھی دعائے جامع پڑھو اور یہ پڑھو:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا هَدَانَا اللَّهُ لِلَّهِ عَلَى مَا أَوْلَانَا الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا أَلْهَمَنَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ صَدَقَ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَأَعَزَّ جُنْدَهُ وَهَزَمَ

① "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس، في كيفية اداء الحج، ج ۱، ص ۲۲۶.

② میں اس سے شروع کرتا ہوں جس کو اللہ (عزوجل) نے پہلے ذکر کیا۔ ”بے شک صفا و مروہ اللہ (عزوجل) کی نشانیوں سے ہیں جس نے حج یا

عمرہ کیا اس پر ان کے طواف میں گناہ نہیں اور جو شخص نیک کام کرے تو بیشک اللہ (عزوجل) بدلہ دینے والا، جاننے والا ہے۔“ ۱۲

الْأَحْزَابِ وَحَدَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ.

فَسُبْحَنَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ
اللَّهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ أَسْأَلُكَ أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتَّى تَوْفَّاقَنِي وَأَنَا مُسْلِمٌ سُبْحَنَ اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

اللَّهُمَّ أَحْيِنِي عَلَى سُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِي عَلَى مِلَّتِهِ وَأَعِزَّنِي مِنْ مُضَلَّاتِ الْفِتَنِ ۖ اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يُحِبُّكَ وَيُحِبُّ رَسُولَكَ وَأَنْبِيَآكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَعِبَادَكَ الصَّالِحِينَ
اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي الْيُسْرَى وَجَنِّبِي الْعُسْرَى اللَّهُمَّ أَحْيِنِي عَلَى سُنَّةِ رَسُولِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَالْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ وَاعْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ
اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ إِيْمَانًا كَامِلًا وَقَلْبًا خَاشِعًا وَنَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَيَقِينًا صَادِقًا وَدِينًا قِيمًا وَنَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ مِنْ كُلِّ بَلِيَّةٍ وَنَسْأَلُكَ تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَنَسْأَلُكَ دَوَامَ الْعَافِيَةِ وَنَسْأَلُكَ الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ وَنَسْأَلُكَ الْغِنَى عَنِ النَّاسِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ
عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَا نَفْسِكَ وَزِينَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُونَ. (1)

①..... حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے کہ اس نے ہم کو ہدایت کی، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے کہ اس نے ہم کو دیا، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے کہ اس نے ہم کو الہام کیا، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہم کو اس کی ہدایت کی اور اگر اللہ (عزوجل) ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے مُلک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ خود زندہ ہے مرتا نہیں، اُسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندہ کی مدد کی اور اپنے لشکر کو غالب کیا اور کافروں کی جماعتوں کو تنہا اس نے شکست دی۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے اگرچہ کافر بُرا مانیں۔

اللہ (عزوجل) کی پاکی ہے شام و صبح اور اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت، وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے، الہی! تو نے جس طرح مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی، تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اسے مجھ سے جُدا نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے اسلام پر موت دے، اللہ (عزوجل) کے لیے پاکی ہے اور اللہ (عزوجل) کے لیے حمد ہے اور اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ (عزوجل) بہت بڑا ہے، اور گناہ سے پھرنا اور نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے جو بڑو بزرگ ہے۔ الہی! تو مجھ کو اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر زندہ رکھ اور ان کی ملت پر وفات دے اور فتنہ کی گمراہیوں سے بچا، الہی! تو مجھ کو ان لوگوں =

دعا میں ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں، نہ اس طرح جیسا بعض جاہل ہتھیلیاں کعبہ معظمہ کی طرف کرتے ہیں اور اکثر مطوف ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں، یوہیں تین بار کرتے ہیں یہ بھی غلط طریقہ ہے بلکہ ایک بار دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور جب تک دعا مانگے اٹھائے رہے، جب ختم ہو جائے ہاتھ چھوڑ دے پھر سعی کی نیت کرے، اس کی نیت یوں ہے:

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ السَّعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِیْ سِرِّہٖ لِیْ وَتَقَبَّلْہٗ مِنِّیْ .

(۲۳) پھر صفا سے اتر کر مروہ کو چلے ذکر و درود برابر جاری رکھے، جب پہلا میل آئے (اور یہ صفا سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ہے کہ بائیں ہاتھ کو سبز رنگ کا میل مسجد شریف کی دیوار سے متصل ہے) یہاں سے مرد دوڑنا شروع کریں (مگر نہ حد سے زائد، نہ کسی کو ایذا دیتے) یہاں تک کہ دوسرے سبز میل سے نکل جائیں۔ یہاں کی دعا یہ ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَاَرْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ ط وَتَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ط اللّٰهُمَّ اجْعَلْہٗ حَاجًّا مَّبْرُورًا وَسَعِيًّا مَّشْكُورًا وَذَنْبًا مَّغْفُورًا اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِّیْ وَلِوَالِدَیْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یَا مُجِیْبَ الدَّعَوَاتِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ط رَبَّنَا اِنَّا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ . (۱)

(۲۴) دوسرے میل سے نکل کر آہستہ ہو لو اور یہ دعا بار بار پڑھتے ہوئے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہٗ الْمُلْکُ وَلَہٗ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَہُوَ حَیٌّ لَا یَمُوتُ بَیْدِہٖ الْخَیْرُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ . مروہ تک پہنچو یہاں پہلی سیڑھی پر چڑھنے بلکہ اس کے قریب زمین پر کھڑے ہونے سے مروہ پر چڑھنا ہو گیا لہذا بالکل دیوار سے متصل نہ ہو جائے کہ یہ جالوں کا طریقہ ہے یہاں بھی اگرچہ عمارتیں بن جانے سے کعبہ نظر نہیں آتا مگر کعبہ کی طرف مونہ کر کے جیسا صفا پر

= میں کر جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور تیرے رسول و انبیاء و ملائکہ اور نیک بندوں سے محبت رکھتے ہیں۔ الہی! میرے لیے آسانی میسر کر اور مجھے سختی سے بچا، الہی! اپنے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر مجھ کو زندہ رکھ اور مسلمان مار اور نیکوں کے ساتھ ملا اور جنت النعیم کا وارث کر اور قیامت کے دن میری خطا بخش دے۔ الہی! تجھ سے ایمان کامل اور قلب خاشع کا ہم سوال کرتے ہیں اور ہم تجھ سے علم نافع اور یقین صادق اور دین مستقیم کا سوال کرتے ہیں اور ہر بلا سے غفوعافیت کا سوال کرتے ہیں اور پوری عافیت اور عافیت کی ہمیشگی اور عافیت پر شکر کا سوال کرتے ہیں اور آدمیوں سے بے نیازی کا سوال کرتے ہیں۔ الہی! تو درود و سلام و برکت نازل کر ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل و اصحاب پر بقدر شہادت تیری مخلوق اور تیری رضا اور ہموزن تیرے عرش کے اور بقدر درازی تیرے کلمات کے جب تک ذکر کرنے والے تیرا ذکر کرتے رہیں اور جب تک غافل تیرے ذکر سے غافل رہیں۔ ۱۲

①..... اے پروردگار! بخش اور رحم کر اور درگزر کر اُس سے جسے تو جانتا ہے اور تو اسے جانتا ہے جسے ہم نہیں جانتے، بیشک تو عزت و کرم والا ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو اسے حج مبرور کر اور سعی مشکور کر اور گناہ بخش، اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو اور میرے والدین اور جمیع مومنین و مومنات کو بخش دے، اے دعاؤں کے قبول کرنے والے! اے رب! تو ہم سے قبول کر، بیشک تو سننے والا، جاننے والا ہے اور ہماری توبہ قبول کر، بیشک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے رب! تو ہم کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہم کو عذاب جہنم سے بچا۔ ۱۲

کیا تھا تسبیح و تکبیر و حمد و ثنا و درود و دعا یہاں بھی کرو یہ ایک پھیرا ہوا۔

(۲۵) پھر یہاں سے صفا کو ذکر و درود اور دعائیں پڑھتے ہوئے جاؤ، جب سبز میل کے پاس پہنچو اُسی طرح دوڑو اور دونوں میلوں سے گزر کر آہستہ ہولو پھر آؤ پھر جاؤ یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو اور ہر پھیرے میں اُسی طرح کرو اس کا نام سعی ہے۔ دونوں میلوں کے درمیان اگر دوڑ کر نہ چلا یا صفا سے مروہ تک دوڑ کر گیا تو برا کیا کہ سنت ترک ہوئی، مگر دم یا صدقہ واجب نہیں اور سعی میں اضطباع نہیں۔ اگر ہجوم کی وجہ سے میلین کے درمیان دوڑنے سے عاجز ہے تو کچھ ٹھہر جائے کہ بھیڑ کم ہو جائے اور دوڑنے کا موقع مل جائے اور اگر کچھ ٹھہرنے سے ہجوم کم نہ ہوگا تو دوڑنے والوں کی طرح چلے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے جانور پر سوار ہو کر سعی کرتا ہے تو اس درمیان میں جانور کو تیز چلائے مگر اس کا خیال رہے کہ کسی کو ایذا نہ ہو کہ یہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴: اگر مروہ سے سعی شروع کی تو پہلا پھیرا کہ مروہ سے صفا کو ہوا شمار نہ کیا جائے گا، اب کہ صفا سے مروہ کو جائے گا یہ پہلا پھیرا ہوا۔^(۱) (در مختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: جو شخص احرام سے پہلے بیہوش ہو گیا ہے اور اُس کے ساتھیوں نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہے تو اُس کی طرف سے اُس کے ساتھی نیابتہ سعی کر سکتے ہیں۔^(۲) (منک)

مسئلہ ۲۶: سعی کے لیے شرط یہ ہے کہ پورے طواف یا طواف کے اکثر حصہ کے بعد ہو، لہذا اگر طواف سے پہلے یا طواف کے تین پھیرے کے بعد سعی کی تو نہ ہوئی اور سعی کے قبل احرام ہونا بھی شرط ہے، خواہ حج کا احرام ہو یا عمرہ کا، احرام سے قبل سعی نہیں ہو سکتی اور حج کی سعی اگر وقف عرفہ کے قبل کرے تو وقت سعی میں بھی احرام ہونا شرط ہے اور وقف عرفہ کے بعد ہو تو سنت یہ ہے کہ احرام کھول چکا ہو اور عمرہ کی سعی میں احرام واجب ہے یعنی اگر طواف کے بعد سر مونڈ لیا پھر سعی کی تو سعی ہو گئی مگر چونکہ واجب ترک ہوا لہذا دم واجب ہے۔^(۳) (لباب)

مسئلہ ۲۷: سعی کے لیے طہارت شرط نہیں، حیض والی عورت اور جنب بھی سعی کر سکتا ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: سعی میں پیدل چلنا واجب ہے جب کہ عذر نہ ہو، لہذا اگر سواری یا ڈولی وغیرہ پر سعی کی یا پاؤں سے نہ چلا بلکہ گھسٹا ہوا گیا تو حالت عذر میں معاف ہے اور بغیر عذر ایسا کیا تو دم واجب ہے۔^(۵) (لباب)

۱..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۲۷.

۲..... "المسئلۃ المتقسط"، (باب سعی بین صفا و المروۃ، فصل فی شرائط صحۃ سعی)، ص ۱۷۴.

۳..... "لباب المناسک"، ص ۱۷۴.

۴..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۲۷.

۵..... "لباب المناسک"، (باب سعی بین صفا و المروۃ، فصل فی واجباتہ)، ص ۱۷۸.

مسئلہ ۲۹: سعی میں ستر عورت سنت ہے یعنی اگرچہ ستر کا چھپانا فرض ہے مگر اس حالت میں فرض کے علاوہ سنت بھی ہے کہ اگر ستر کھلا رہا تو اس کی وجہ سے کفارہ واجب نہیں مگر ایک گناہ فرض کے ترک کا ہوا، دوسرا ترک سنت کا۔^(۱) (منک)

(ایک ضروری نصیحت)

بعض عورتوں کو میں نے خود دیکھا ہے کہ نہایت بے باکی سے سعی کرتی ہیں کہ اُن کی کلائیاں اور گلا کھلا رہتا ہے اور یہ خیال نہیں کہ مکہ معظمہ میں معصیت کرنا نہایت سخت بات ہے کہ یہاں جس طرح ایک نیکی لاکھ کے برابر ہے۔ یوہیں ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر بلکہ یہاں تو یہاں کعبہ معظمہ کے سامنے بھی وہ اسی حالت سے رہتی ہیں بلکہ اسی حالت میں طواف کرتے دیکھا، حالانکہ طواف میں ستر کا چھپانا علاوہ اُسی فرض دائمی کے واجب بھی ہے تو ایک فرض دوسرے واجب کے ترک سے دو گناہ کیے۔

وہ بھی کہاں بیٹ اللہ کے سامنے اور خاص طواف کی حالت میں بلکہ بعض عورتیں طواف کرنے میں خصوصاً حجرِ اسود کو بوسہ دینے میں مردوں میں گھس جاتی ہیں اور اُن کا بدن مردوں کے بدن سے مس ہوتا رہتا ہے مگر ان کو اس کی کچھ پروا نہیں حالانکہ طواف یا بوسہ حجرِ اسود وغیرہما ثواب کے لیے کیا جاتا ہے مگر وہ عورتیں ثواب کے بدلے گناہ مول لیتی ہیں لہذا ان امور کی طرف حجاج کو خصوصیت کیساتھ توجہ کرنی چاہیے اور ان کے ساتھ جو عورتیں ہوں انھیں بتا کید ایسی حرکات سے منع کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۰: مستحب یہ ہے کہ با وضو سعی کرے اور کپڑا بھی پاک ہو اور بدن بھی ہر قسم کی نجاست سے پاک ہو اور سعی شروع کرتے وقت نیت کر لے۔

مسئلہ ۳۱: مکروہ وقت نہ ہو تو سعی کے بعد دو رکعت نماز مسجد شریف میں جا کر پڑھنا بہتر ہے۔^(۲) (درمختار)

امام احمد و ابن ماجہ و ابن حبان، مطلب بن ابی وداعہ سے راوی، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سعی سے فارغ ہوئے تو حجر کے سامنے تشریف لا کر حاشیہ مطاف میں دو رکعت نماز پڑھی۔^(۳)

مسئلہ ۳۲: سعی کے ساتوں پھیرے پے در پے کرے، اگر متفرق طور پر کیے تو اعادہ کرے اور اب سے سات پھیرے کرے کہ پے در پے نہ ہونے سے سنت ترک ہوگئی، ہاں اگر سعی کرتے میں جماعت قائم ہوئی یا جنازہ آیا تو سعی چھوڑ کر نماز میں مشغول ہو، بعد نماز جہاں سے چھوڑی تھی وہیں سے پوری کر لے۔^(۴) (عالمگیری)

۱..... "المسلك المتقسط"، (باب سعی بین صفا و المروة، فصل فی سنہ)، ص ۱۷۹.

۲..... "الدر المختار"، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۸۹.

۳..... "المسند" للإمام احمد، الحدیث: ۲۷۳۱۳، ج ۱۰، ص ۳۵۴.

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۲۷.

مسئلہ ۳۳: سعی کی حالت میں فضول و بیکار باتیں سخت نازیبا ہیں کہ یہ تو ویسے بھی نہ چاہیے نہ کہ اس وقت کہ عبادت میں مشغول ہو، واضح ہو کہ عمرہ صرف انہیں افعال طواف وسعی کا نام ہے۔ قرآن و تمتع والے کے لیے یہی عمرہ ہو گیا اور افراد والے کے لیے یہ طواف طوافِ قدم یعنی حاضری دربار کا مجرا۔

مسئلہ ۳۴: حج کرنے والا مکہ میں جانے سے پہلے عرفات میں پہنچا تو طوافِ قدم ساقط ہو گیا مگر بُرا کیا کہ سنت فوت ہوئی اور دم وغیرہ واجب نہیں۔^(۱) (جوہرہ، ردالمحتار)

(۲۶) قارن یعنی جس نے قرآن کیا ہے اس کے بعد طوافِ قدم کی نیت سے ایک طواف وسعی اور بجالائے۔
(۲۷) قارن اور مفرد یعنی جس نے صرف حج کا احرام باندھا تھا، لبیک کہتے ہوئے مکہ میں ٹھہریں۔ اُن کی لبیک دسویں تاریخِ رمی جمرہ کے وقت ختم ہوگی اور اسی وقت احرام سے نکلیں گے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہے مگر تمتع یعنی جس نے تمتع کیا ہے وہ اور مُتَمَتِّر یعنی زرا عمرہ کرنے والا شروع طوافِ کعبہ معظمہ سے سنگ اسود شریف کا پہلا بوسہ لیتے ہی لبیک چھوڑ دیں اور طواف وسعی مذکور کے بعد حلق کریں یعنی سارا سر مونڈا دیں یا تقصیر یعنی بال کتروائیں اور احرام سے باہر آئیں۔

(سر مونڈانا یا بال کتروانا)

عورتوں کو بال مونڈانا حرام ہے، وہ صرف ایک پورے برابر بال کتروائیں اور مردوں کو اختیار ہے کہ حلق کریں یا تقصیر اور بہتر حلق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حلق کرایا^(۲) اور سر مونڈانے والوں کے لیے دعائے رحمت تین بار فرمائی اور کتروانے والوں کے لیے ایک بار^(۳) اور اگر تمتع منیٰ کی قربانی کے لیے جانور ساتھ لے گیا ہے تو عمرہ کے بعد احرام کھولنا اُسے جائز نہیں، بلکہ قارن کی طرح احرام میں رہے اور لبیک کہا کرے یہاں تک کہ دسویں کی رمی کے ساتھ لبیک چھوڑے پھر قربانی کے بعد حلق یا تقصیر کر کے احرام سے باہر ہو۔ پھر تمتع چاہے تو آٹھویں ذی الحجہ تک بے احرام رہے، مگر افضل یہ ہے کہ جلد حج کا احرام باندھ لے، اگر یہ خیال نہ ہو کہ دن زیادہ ہیں احرام کی قیدیں نہ نبھیں گی۔

(۲۸) تنبیہ: طوافِ قدم میں اضطباع و رمل اور اس کے بعد صفا، مروہ میں سعی ضرور نہیں مگر اب نہ کرے گا تو طوافِ زیارت میں کہ حج کا طواف فرض ہے، جس کا ذکر انشاء اللہ آتا ہے یہ سب کام کرنے ہوں گے اور اس وقت ہجوم بہت ہوتا ہے، عجب نہیں کہ طواف میں رمل اور سعی میں دوڑنا نہ ہو سکے اور اُس وقت ہو چکا تو اس طواف میں ان چیزوں کی حاجت نہ

①..... "الجوہرۃ النیرۃ"، الجزء الاول، کتاب الحج، ص ۲۰۹. و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۶۵.

②..... "صحیح البخاری"، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع، الحدیث: ۴۴۱۰، ج ۳، ص ۱۴۲.

③..... "صحیح البخاری"، کتاب الحج، باب الحلق والتقصیر عند الاحلال، الحدیث: ۱۷۲۸، ج ۱، ص ۵۷۴.

ہوگی لہذا ہم نے ان کو مطلقاً ترکیب میں داخل کر دیا۔

(۲۹) مُفَرِّدِ قَارِنِ تَوَجُّجِ کے رَمَلِ وسعی سے طوافِ قدوم میں فارغ ہو لیے مگر مُتَمَتِّع نے جو طواف وسعی کیے وہ عمرہ کے تھے، حج کے رَمَلِ وسعی اس سے ادا نہ ہوئے اور اُس پر طوافِ قدوم ہے نہیں کہ قَارِنِ کی طرح اس میں یہ امور کر کے فراغت پالے لہذا اگر وہ بھی پہلے سے فارغ ہو لینا چاہے، تو جب حج کا احرام باندھے اس کے بعد ایک نفل طواف میں رَمَلِ وسعی کر لے اب اسے بھی طوافِ زیارت میں ان امور کی حاجت نہ ہوگی۔

(ایام اقامت میں کیا کریں)

(۳۰) اب یہ سب حجاج (قَارِنِ، مُتَمَتِّع، مُفَرِّدِ کوئی ہو) کہ منیٰ کے جانے کے لیے مکہ معظمہ میں آٹھویں تاریخ کا انتظار کر رہے ہیں، ایامِ اقامت میں جس قدر ہو سکے نرا طواف بغیر اضطباع و رَمَلِ وسعی کرتے رہیں کہ باہر والوں کے لیے یہ سب سے بہتر عبادت ہے اور ہر سات پھیروں پر مقامِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں دو رکعت نماز پڑھیں۔

(۳۱) زیادہ احتیاط یہ ہے کہ عورتوں کو طواف کے لیے شب کے دس گیارہ بجے جب ہجوم کم ہو لے جائیں۔ یوہیں صفا و مروہ کے درمیان وسعی کے لیے بھی۔

(۳۲) عورتیں نماز فرود گاہ^(۱) ہی میں پڑھیں۔ نمازوں کے لیے جو دونوں مسجدِ کریم میں حاضر ہوتی ہیں جہالت ہے کہ مقصود ثواب ہے اور خود حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”عورت کو میری مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب گھر میں پڑھنا ہے۔“^(۱) ہاں عورتیں مکہ معظمہ میں روزانہ ایک بار رات میں طواف کر لیا کریں اور مدینہ طیبہ میں صبح و شام صلاۃ و سلام کے لیے حاضر ہوتی رہیں۔

(۳۳) اب یا منیٰ سے واپسی کے بعد جب کبھی رات و دن میں جتنی بار کعبہ معظمہ پر نظر پڑے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ تین بار کہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجیں اور دعا کریں کہ وقت قبول ہے۔

(طواف میں یہ باتیں حرام ہیں)

(۳۴) طواف اگرچہ نفل ہو اس میں یہ باتیں حرام ہیں:

① بے وضو طواف کرنا۔

- ② کوئی عضو جو ستر میں داخل ہے اس کا چہارم کھلا ہونا مثلاً ران یا آزاد عورت کا کان یا کلائی۔
- ③ بے مجبوری سواری پر یا کسی کی گود میں یا کندھوں پر طواف کرنا۔
- ④ بلا عذر بیٹھ کر سر کننا یا گھٹنوں چلنا۔
- ⑤ کعبہ کو دہنے ہاتھ پر لے کر الٹا طواف کرنا۔
- ⑥ طواف میں حطیم کے اندر ہو کر گزرنے۔
- ⑦ سات پھیروں سے کم کرنا۔^(۱)

(طواف میں یہ ۱۵ باتیں مکروہ ہیں)

(۳۵) یہ باتیں طواف میں مکروہ ہیں:

- ① فضول بات کرنا۔
- ② بیچنا۔
- ③ خریدنا۔
- ④ حمد و نعت و منقبت کے سوا کوئی شعر پڑھنا۔
- ⑤ ذکر یا دعایا تلاوت یا کوئی کلام بلند آواز سے کرنا۔
- ⑥ ناپاک کپڑے میں طواف کرنا۔
- ⑦ رمل، یا ⑧ اضطباع، یا ⑨ بوسہ سنگِ اسود جہاں جہاں ان کا حکم ہے ترک کرنا۔
- ⑩ طواف کے پھیروں میں زیادہ فصل دینا یعنی کچھ پھیرے کر لیے پھر دیر تک ٹھہر گئے یا اور کسی کام میں لگ گئے باقی پھیرے بعد کو کیے مگر وضو جاتا رہے تو کرائے یا جماعت قائم ہوئی اور اُس نے ابھی نماز نہ پڑھی تو شریک ہو جائے بلکہ جنازہ کی نماز میں بھی طواف چھوڑ کر مل سکتا ہے باقی جہاں سے چھوڑا تھا آکر پورا کر لے۔ یوہیں پیشاب پاخانہ کی ضرورت ہو تو چلا جائے وضو کر کے باقی پورا کرے۔
- ⑪ ایک طواف کے بعد جب تک اس کی رکعتیں نہ پڑھ لے دوسرا طواف شروع کر دینا مگر جب کہ کراہت نماز کا وقت ہو جیسے صبح صادق سے بلندی آفتاب تک یا نماز عصر پڑھنے کے بعد سے غروب آفتاب تک کہ اس میں متعدد طواف بے فصل

① ”الفتاویٰ الرضویۃ“، ج ۱۰، ص ۷۴۴، وغیرہ۔

نماز جائز ہیں۔ وقت کراہت نکل جائے تو ہر طواف کے لیے دو رکعت ادا کرے اور اگر بھول کر ایک طواف کے بعد بغیر نماز پڑھے دوسرا طواف شروع کر دیا تو اگر ابھی ایک پھیرا پورا نہ کیا ہو تو چھوڑ کر نماز پڑھے اور پورا پھیرا کر لیا ہے تو اس طواف کو پورا کر کے نماز پڑھے۔

۱۲ خطبہ امام کے وقت طواف کرنا۔

۱۳ جماعت فرض کے وقت کرنا، ہاں اگر خود پہلی جماعت میں پڑھ چکا ہے تو باقی جماعتوں کے وقت طواف کرنے میں حرج نہیں اور نمازیوں کے سامنے گزر بھی سکتا ہے کہ طواف بھی نماز ہی کی مثل ہے۔

۱۴ طواف میں کچھ کھانا۔

۱۵ پیشاب پاخانہ یا ریح کے تقاضے میں طواف کرنا۔^(۱)

(یہ باتیں طواف وسعی دونوں میں جائز ہیں)

(۳۶) یہ باتیں طواف وسعی دونوں میں مباح ہیں:

① سلام کرنا۔

② جواب دینا۔

③ حاجت کے لیے کلام کرنا۔

④ فتویٰ پوچھنا۔

⑤ فتویٰ دینا۔

⑥ پانی پینا۔

⑦ حمد و نعت و منقبت کے اشعار آہستہ پڑھنا اور سعی میں کھانا بھی کھا سکتا ہے۔^(۲)

(سعی میں یہ باتیں مکروہ ہیں)

(۳۷) سعی میں یہ باتیں مکروہ ہیں:

① "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۱۰، ص ۷۴۴، وغیرہ۔

② "الفتاویٰ الرضویہ"، ج ۱۰، ص ۷۴۵، وغیرہ۔

- ① بے حاجت اس کے پھیروں میں زیادہ فاصلہ دینا مگر جماعت قائم ہو تو چلا جائے۔ یوہیں شرکت جنازہ یا قضائے حاجت یا تجدید وضو کو جانا اگرچہ سعی میں وضو ضرور نہیں۔
- ②③ خرید و فروخت۔
- ④ فضول کلام۔
- ⑤⑥ صفایا مروہ پر نہ چڑھنا۔
- ⑦ مرد کا مسعے میں بلا عذر نہ دوڑنا۔
- ⑧ طواف کے بعد بہت تاخیر کر کے سعی کرنا۔
- ⑨ ستر عورت نہ ہونا۔
- ⑩ پریشان نظری یعنی ادھر ادھر فضول دیکھنا سعی میں بھی مکروہ ہے اور طواف میں اور زیادہ مکروہ۔^(۱)

(طواف و سعی کے مسائل میں مرد و عورت کے فرق)

- (۳۸) طواف و سعی کے سب مسائل میں عورتیں بھی شریک ہیں مگر ① اضطباع، ② رمل، ③ مسعے میں دوڑنا، یہ تینوں باتیں عورتوں کے لیے نہیں۔ ④ مزاحمت کے ساتھ بوسہ سنگ اسودیا ⑤ رکن یمانی کو چھونا یا ⑥ کعبہ سے قریب ہونا یا ⑦ زمزم کے اندر نظر کرنا یا ⑧ خود پانی بھرنے کی کوشش کرنا، یہ باتیں اگر یوں ہو سکیں کہ نامحرم سے بدن نہ چھوئے تو خیر، ورنہ الگ تھلگ رہنا ان کے لیے سب سے بہتر ہے۔^(۲)

منیٰ کی روانگی اور عرفہ کا وقوف

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾^(۳)

پھر تم بھی وہاں سے لوٹو جہاں سے اور لوگ واپس ہوئے (یعنی عرفات سے) اور اللہ (عزوجل) سے مغفرت مانگو، بیشک اللہ (عزوجل) بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔

① "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱۰، ص ۷۴۵، وغیرہ۔

② "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱۰، ص ۷۴۵، وغیرہ۔

③ ۲، البقرہ: ۱۹۹۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ قریش اور جو لوگ اُن کے طریقے پر تھے مزدلفہ میں وقوف کرتے اور تمام عرب عرفات میں وقوف کرتے جب اسلام آیا، اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ: ”عرفات میں جا کر وقوف کریں پھر وہاں سے واپس ہوں۔“ (1)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حجۃ الوداع شریف کی حدیث مروی، اسی میں ہے کہ یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کو لوگ منیٰ کو روانہ ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منیٰ میں ظہر و عصر و مغرب و عشاء و فجر کی نمازیں پڑھیں پھر تھوڑا توقف کیا یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہوا۔

اور حکم فرمایا کہ نمرہ (2) میں ایک قبہ نصب کیا جائے، اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہاں سے روانہ ہوئے اور قریش کا یہ گمان تھا کہ مزدلفہ میں وقوف فرمائیں گے جیسا کہ جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزدلفہ سے آگے چلے گئے یہاں تک کہ عرفہ میں پہنچے یہاں نمرہ میں قبہ نصب ہو چکا تھا، اس میں تشریف فرما ہوئے یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا سواری تیار کی گئی پھر بطن وادی میں تشریف لائے اور خطبہ پڑھا پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان و اقامت کہی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نماز ظہر پڑھی پھر اقامت ہوئی اور عصر کی نماز پڑھی اور دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا پھر موقف میں تشریف لائے اور وقوف کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ (3)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”میں نے یہاں وقوف کیا اور پورا عرفات جائے وقوف ہے اور میں نے اس جگہ وقوف کیا اور پورا مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے۔“ (4)

حدیث ۴: مسلم و نسائی و ابن ماجہ و رزین اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عرفہ سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں کرتا پھر ان کے ساتھ ملائکہ پر مہابات فرماتا ہے۔“ (5)

حدیث ۵: ترمذی میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ کی

①..... ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب فی الوقوف... إلخ، الحدیث: ۱۲۱۹، ص ۶۳۸.

②..... عرفات میں ایک مقام ہے۔ ۱۲

③..... ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۴۷- (۱۲۱۸)، ص ۶۳۴.

④..... ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب ماجاء ان عرفۃ کلھا موقف، الحدیث: ۱۴۹- (۱۲۱۸)، ص ۶۳۸.

⑤..... ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب فضل یوم عرفۃ، الحدیث: ۱۳۴۸، ص ۷۰۳.

سب سے بہتر دعا اور وہ جو میں نے اور مجھ سے قبل انبیاء کی یہ ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔^(۱)

حدیث ۶: امام مالک مُرسلاً طلحہ بن عبید اللہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عرفہ سے زیادہ کسی دن میں شیطان کو زیادہ صغیر و ذلیل و حقیر اور غیظ میں بھرا ہوا نہیں دیکھا گیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دن میں رحمت کا نزول اور اللہ (عزوجل) کا بندوں کے بڑے بڑے گناہ معاف فرمانا شیطان دیکھتا ہے۔“^(۲)

حدیث ۷: ابن ماجہ و بیہقی عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی اُمت کے لیے مغفرت کی دعا مانگی اور وہ دعا مقبول ہوئی، فرمایا: ”میں نے انھیں بخش دیا سو احقوق العباد کے کہ مظلوم کے لیے ظالم سے مواخذہ کروں گا۔“ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عرض کی، اے رب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا کر دے اور ظالم کی مغفرت فرما دے۔ اُس دن یہ دعا مقبول نہ ہوئی پھر مُزدلفہ میں صبح کے وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اسی دعا کا اعادہ کیا اُس وقت یہ دعا مقبول ہوئی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔

صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی، ہمارے ماں باپ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر قربان اس وقت تبسم فرمانے کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا کہ: ”دشمن خدا ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے میری دعا قبول کی اور میری اُمت کی بخشش فرمائی تو اپنے سر پر خاک اُڑانے لگا اور واویلا کرنے لگا، اُس کی یہ گھبراہٹ دیکھ کر مجھے ہنسی آئی۔“^(۳)

حدیث ۸: ابویعلیٰ و بزار و ابن حُریمہ و ابن حبان جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ذی الحجہ کے دس دنوں سے کوئی دن اللہ (عزوجل) کے نزدیک افضل نہیں۔ ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ افضل ہیں یا اتنے دنوں میں اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرنا؟ ارشاد فرمایا: اللہ (عزوجل) کی راہ میں اس تعداد میں جہاد کرنے سے بھی یہ افضل ہیں اور اللہ (عزوجل) کے نزدیک عرفہ سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں۔

عرفہ کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا کی طرف خاص توجہ فرماتا ہے اور زمین والوں کے ساتھ آسمان والوں پر مہابات کرتا، ان سے فرماتا ہے: ”میرے بندوں کو دیکھو کہ پراگندہ سرگرد آلودہ دھوپ کھاتے ہوئے دُور دُور سے میری رحمت کے

۱..... ”جامع الترمذی“، کتاب الدعوات، باب فی دعاء یوم عرفہ، الحدیث: ۳۵۹۶، ج ۵، ص ۳۳۸۔

۲..... ”الموطأ“، للإمام مالک، کتاب الحج، باب جامع الحج، الحدیث: ۹۸۲، ج ۱، ص ۳۸۶۔

۳..... ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المناسک، باب الدعاء بعرفة، الحدیث: ۳۰۱۳، ج ۳، ص ۴۶۶۔

امیدوار حاضر ہوئے تو عرفہ سے زیادہ جہنم سے آزاد ہونے والے کسی دن میں دیکھے نہ گئے۔“ (1) اور بیہقی کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ اللہ عزوجل ملائکہ سے فرماتا ہے: ”میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انھیں بخش دیا۔ فرشتے کہتے ہیں، ان میں فلاں وفلاں حرام کام کرنے والے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے سب کو بخش دیا۔“ (2)

حدیث ۹: امام احمد و طبرانی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ایک شخص نے عرفہ کے دن عورتوں کی طرف نظر کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آج وہ دن ہے کہ جو شخص کان اور آنکھ اور زبان کو قابو میں رکھے، اُس کی مغفرت ہو جائے گی۔“ (3)

حدیث ۱۰: بیہقی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان عرفہ کے دن پچھلے پہر کو موقف میں وقوف کرے پھر تنو بار کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اور تنو بار قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھے اور پھر تنو بار یہ درود پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمُ. اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کو کیا ثواب دیا جائے جس نے میری تسبیح و تہلیل کی اور تکبیر و تعظیم کی مجھے پہچانا اور میری ثنا کی اور میرے نبی پر درود بھیجا۔ اے میرے فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے اُسے بخش دیا اور اس کی شفاعت خود اس کے حق میں قبول کی اور اگر میرا یہ بندہ مجھ سے سوال کرے تو اُس کی شفاعت جو یہاں ہیں سب کے حق میں قبول کروں۔“ (4)

حدیث ۱۱: بیہقی ابوسلیمان دارانی سے راوی، کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے وقوف کے بارے میں سوال ہوا کہ اس پہاڑ میں کیوں مقرر ہوا، حرم میں کیوں نہ ہوا؟ فرمایا: کعبہ بیت اللہ ہے اور حرم اُس کا دروازہ تو جب لوگ اُس کی زیارت کے قصد سے آئے دروازے پر کھڑے کیے گئے کہ تضرع کریں۔ عرض کی، یا امیر المومنین! پھر وقوفِ مزدلفہ کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ جب انھیں آنے کی اجازت ملی تو اب اس دوسری ڈیوڑھی پر روکے گئے پھر جب تضرع زیادہ ہوا تو حکم ہوا کہ منیٰ میں قربانی کریں پھر جب اپنے میل گچیل اُتار چکے اور قربانیاں کر چکے اور گناہوں سے پاک ہو چکے تو اب باطہارت زیارت کی انھیں اجازت ملی۔

① ”مسند أبي يعلى“، الحديث: ۲۰۸۶، ج ۲، ص ۲۹۹.

② ”الترغيب و الترهيب“، كتاب الحج، الترغيب في الوقوف بعرفة... إلخ، الحديث: ۱، ج ۲، ص ۱۲۸.

③ ”شعب الإيمان“، باب في المناسك، فضل الوقوف بعرفات... إلخ، الحديث: ۴۰۷۱، ج ۳، ص ۴۶۱.

④ ”شعب الإيمان“، باب في المناسك، فضل الوقوف بعرفات... إلخ، الحديث: ۴۰۷۴، ج ۳، ص ۴۶۳.

عرض کی گئی، یا امیر المومنین! ایام تشریق میں روزے کیوں حرام ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ اللہ (عزوجل) کے زوار و مہمان ہیں اور مہمان کو بغیر اجازت میزبان روزہ رکھنا جائز نہیں۔ عرض کی گئی، یا امیر المومنین! غلافِ کعبہ سے لپٹنا کس لیے ہے؟ فرمایا اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے دوسرے کا گناہ کیا ہے وہ اس کے کپڑوں سے لپٹتا اور عاجزی کرتا ہے کہ یہ اُسے بخش دے۔^(۱) جب وقوف کے ثواب سے آگاہ ہوئے تو اب گناہوں سے پاک صاف ہونے کا وقت قریب آیا، اس کے لیے تیار ہو جاؤ اور ہدایات پر عمل کرو۔

(۱) ساتویں تاریخ: مسجد حرام میں بعد ظہر امام خطبہ پڑھے گا اُسے سُنو، اس خطبہ میں منیٰ جانے اور عرفات میں نماز اور وقوف اور وہاں سے واپس ہونے کے مسائل بیان کیے جائیں گے۔

(۲) یوم التَّروِیہ میں کہ آٹھویں تاریخ کا نام ہے جس نے احرام نہ باندھا ہو باندھ لے اور ایک نفل طواف میں رمل وسیعی کر لے جیسا کہ اوپر گزرا اور احرام کے متعلق جو آداب پیشتر بیان کیے گئے، مثلاً غسل کرنا، خوشبو لگانا وہ یہاں بھی ملحوظ رکھے اور نہادھو کر مسجد الحرام شریف میں آئے اور طواف کرے، اس کے بعد طواف کی نماز بدستور ادا کرے، پھر دو رکعت سنت احرام کی نیت سے پڑھے، اس کے بعد حج کی نیت کرے اور لبیک کہے۔

(۳) جب آفتاب نکل آئے منیٰ کو چلو۔ اگر آفتاب نکلنے کے پہلے ہی چلا گیا جب بھی جائز ہے مگر بعد میں بہتر ہے اور زوال کے بعد بھی جاسکتا ہے مگر ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھے اور ہو سکے تو پیادہ جاؤ کہ جب تک مکہ معظمہ پلٹ کر آؤ گے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی، یہ نیکیاں تخمیناً اٹھتر کھرب چالیس ارب آتی ہیں اور اللہ کا فضل اس نبی کے صدقہ میں اس اُمت پر بے شمار ہے۔ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔

(۴) راستے بھر لبیک و دعا و درود و ثنا کی کثرت کرو۔

(۵) جب منیٰ نظر آئے یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ هٰذِیْ مِنْیْ فَاْمَنْنُ عَلٰی بِمَا مَنَّتَ بِہِ عَلٰی اَوْلِیَّائِکَ . (۲)

(۶) یہاں رات کو ٹھہرو۔ آج ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں یہیں مسجد خیف میں پڑھو، آج کل بعض مطوفوں نے یہ نکالی ہے کہ آٹھویں کو منیٰ میں نہیں ٹھہرتے سیدھے عرفات پہنچتے ہیں، ان کی نہ مانے اور اس سنت عظیمہ کو ہرگز نہ چھوڑے۔

①..... ”شعب الإيمان“، باب فی المناسک، فضل الوقوف بعرفات... إلخ، الحدیث: ۴۰۸۴، ج ۳، ص ۴۶۸۔

و ”الترغیب و الترهیب“، کتاب الحج، الترغیب فی الوقوف بعرفہ... إلخ، الحدیث: ۱۶، ج ۲، ص ۱۳۳۔

②..... الہیٰ یہ منیٰ ہے مجھ پر تو وہ احسان کر جو اپنے اولیا پر تو نے کیا۔ ۱۲

قافلہ کے اصرار سے ان کو بھی مجبور ہونا پڑے گا۔ شبِ عرفہ منیٰ میں ذکر و عبادت سے جاگ کر صبح کرو۔ سونے کے بہت دن پڑے ہیں اور نہ ہو تو کم از کم عشا و صبحِ جماعت اولیٰ سے پڑھو کہ شبِ بیداری کا ثواب ملے گا اور با وضو سوؤ کہ رُوح عرش تک بلند ہوگی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیہقی و طبرانی وغیرہا نے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”جو شخص عرفہ کی رات میں یہ دعائیں ہزار مرتبہ پڑھے تو جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگے گا پائے گا جب کہ گناہ یا قطع رحم کا سوال نہ کرے۔“

سُبْحَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْأَرْضِ مَوْطِنُهُ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ سَبِيلُهُ
سُبْحَانَ الَّذِي فِي النَّارِ سُلْطَانُهُ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْقَبْرِ قَضَاؤُهُ سُبْحَانَ الَّذِي فِي
الْهَوَاءِ رُوحُهُ سُبْحَانَ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاءَ سُبْحَانَ الَّذِي وَضَعَ الْأَرْضَ سُبْحَانَ الَّذِي لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنجَأَ مِنْهُ إِلَّا
إِلَيْهِ. (۱)

(۸) صبح: مستحب وقت نماز پڑھ کر لبیک و ذکر و درود شریف میں مشغول رہو یہاں تک کہ آفتاب کو ہِثمیر پر کہ مسجد خیف شریف کے سامنے ہے چمکے۔ اب عرفات کو چلو دل کو خیالِ غیر سے پاک کرنے میں کوشش کرو کہ آج وہ دن ہے کہ کچھ کاج قبول کریں گے اور کچھ کو ان کے صدقہ میں بخش دیں گے۔ محروم وہ جو آج محروم رہا، وسوسے آئیں تو اُن سے لڑائی نہ باندھو کہ یوں بھی دشمن کا مطلب حاصل ہے وہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم اور خیال میں لگ جاؤ، لڑائی باندھی جب بھی تو اور خیال میں پڑے بلکہ وسوسوں کی طرف دھیان ہی نہ کرو، یہ سمجھ لو کہ کوئی اور وجود ہے جو ایسے خیالات لا رہا ہے مجھے اپنے رب سے کام ہے، یوں انشاء اللہ تعالیٰ وہ مردود نام کام واپس جائے گا۔

مسئلہ: اگر عرفہ کی رات مکہ میں گزاری اور نویں کو فجر پڑھ کر منیٰ ہوتا ہوا عرفات میں پہنچا تو حج ہو جائے گا مگر بُرا کیا کہ سنت کو ترک کیا۔ یوہیں اگر رات کو منیٰ میں رہا مگر صبح صادق ہونے سے پہلے یا نماز فجر سے پہلے یا آفتاب نکلنے سے پہلے عرفات کو چلا گیا تو بُرا کیا اور اگر آٹھویں کو جمعہ کا دن ہے جب بھی زوال سے پہلے منیٰ کو جاسکتا ہے کہ اس پر جمعہ فرض نہیں اور جمعہ کا خیال ہو تو منیٰ میں بھی جمعہ ہو سکتا ہے، جب کہ امیر مکہ وہاں ہو یا اس کے حکم سے قائم کیا جائے۔

①..... ”المسلک المتقسط“، (فصل فی الرواح من منیٰ الی عرفات)، ص ۱۹۰۔

ترجمہ: پاک ہے وہ جس کا عرش بلندی میں ہے، پاک ہے وہ جس کی حکومت زمین میں ہے، پاک ہے وہ کہ دریا میں اس کا راستہ ہے، پاک ہے وہ کہ آگ میں اُسی کی سلطنت ہے، پاک ہے وہ کہ جنت میں اُس کی رحمت ہے، پاک ہے وہ کہ قبر میں اُس کا حکم ہے، پاک ہے وہ کہ ہوا میں جو روحیں ہیں اُسی کی ملک ہیں، پاک ہے وہ جس نے آسمان کو بلند کیا، پاک ہے وہ جس نے زمین کو پست کیا، پاک ہے وہ کہ اُس کے عذاب سے پناہ و نجات کی کوئی جگہ نہیں، مگر اُسی کی طرف۔ ۱۲

(۹) راستے بھر ذکر و رود میں بسر کرو، بے ضرورت کچھ بات نہ کرو، لبیک کی بے شمار بار بار کثرت کرتے چلو اور مثنیٰ سے نکل کر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَلَوْ جِهَكَ الْكَرِيْمُ اَرَدْتُ فَاَجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَحَاجَتِيْ مَبْرُوْرًا وَاَرْحَمْنِيْ وَلَا تُخَيِّبْنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ سَفَرِيْ وَاَقْضِ بَعْرَاتِ حَاجَتِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا اَقْرَبَ عَدُوَّةٍ عَدُوَّتِهَا مِنْ رِّضْوَانِكَ وَاَبْعَدَهَا مِنْ سَخَطِكَ، اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ عَدُوْتُ وَعَلَيْكَ اَعْتَمَدْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُ فَاَجْعَلْنِيْ مِمَّنْ تَبَاهِيْ بِهِ الْيَوْمَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّيْ وَاَفْضَلُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ . (۱)

(۱۰) جب نگاہ جبلِ رحمت پر پڑے ان امور میں اور زیادہ کوشش کرو کہ انشاء اللہ تعالیٰ وقت قبول ہے۔

(۱۱) عرفات میں اُس پہاڑ کے پاس یا جہاں جگہ ملے شاریع عام سے بچ کر اُترو۔

(۱۲) آج کے ہجوم میں کہ لاکھوں آدمی، ہزاروں ڈیرے خیمے ہوتے ہیں۔ اپنے ڈیرے سے جا کر واپسی میں اُس کا

ملنا دشوار ہوتا ہے، اس لیے پہچان کا نشان اس پر قائم کر دو کہ دُور سے نظر آئے۔

(۱۳) مستورات ساتھ ہوں تو اُن کے بُرقع پر بھی کوئی کپڑا خاص علامت چمکتے رنگ کا لگا دو کہ دُور سے دیکھ کر تمیز

کر سکو اور دل مشوش نہ رہے۔

(۱۴) دو پہر تک زیادہ وقت اللہ (عزوجل) کے حضور زاری اور خالص نیت سے حسب طاقت صدقہ و خیرات و ذکر و

لبیک و رود و دعا و استغفار و کلمہ توحید میں مشغول رہے۔ حدیث میں ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”سب میں بہتر وہ چیز

جو آج کے دن میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہی یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ط يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ ط

① اے اللہ (عزوجل)! میں تیری طرف متوجہ ہوا اور تجھ پر میں نے توکل کیا اور تیرے وجہ کریم کا ارادہ کیا، میرے گناہ بخش اور میرے حج کو مبرور کر اور

مجھ پر رحم کر اور مجھے ٹوٹے میں نہ ڈال اور میرے لیے میرے سفر میں برکت دے اور عرفات میں میری حاجت پوری کر، بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

اے اللہ (عزوجل)! میرا چلنا اپنی خوشنودی سے قریب کر اور اپنی ناخوشی سے دُور کر۔ الہی! میں تیری طرف چلا اور تجھی پر اعتماد کیا اور تیری ذات کا ارادہ کیا تو

مجھ کو اُن میں سے کرجن کے ساتھ قیامت کے دن تو مہابات کرے گا، جو مجھ سے بہتر و افضل ہیں۔ الہی! میں تجھ سے عفو و عافیت کا سوال کرتا ہوں اور اس

عافیت کا جو دنیا و آخرت میں ہمیشہ رہنے والی ہے اور اللہ (عزوجل) درود بھیجے بہترین مخلوق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کی آل و اصحاب سب پر۔ ۱۲

بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ . (۱)

اور چاہے تو اس کے ساتھ یہ بھی کہے:

لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ وَلَا نَعْرِفُ رَبًّا سِوَاهُ ط اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا اللَّهُمَّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاعُوذُ بِكَ مِنْ وَسْوَيسِ الصُّدْرِ وَتَشْتِيَةِ الْأَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهْبُ بِهِ الرِّيحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ اللَّهُمَّ هَذَا مَقَامُ الْمُسْتَجِيرِ الْعَائِدِ مِنَ النَّارِ اجْرِنِي مِنَ النَّارِ بِعَفْوِكَ وَأَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اللَّهُمَّ إِذْ هَدَيْتَنِي الْإِسْلَامَ فَلَا تَنْزِعْهُ عَنِّي حَتَّى تَقْبِضَنِي وَأَنَا عَلَيْهِ . (۲)

(۱۵) دوپہر سے پہلے کھانے پینے وغیرہ ضروریات سے فارغ ہولے کہ دل کسی طرف لگانہ رہے۔ آج کے دن جیسے حاجی کو روزہ مناسب نہیں کہ دُعا میں ضعف ہوگا۔ یوہیں پیٹ بھر کھانا سخت زہر اور غفلت و کسل کا باعث ہے، تین روٹی کی بھوک والا ایک ہی کھائے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ہمیشہ کے لیے یہی حکم دیا ہے اور خود دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی کبھی پیٹ بھر نہ کھائی، حالانکہ اللہ (عزوجل) کے حکم سے تمام جہاں اختیار میں تھا اور ہے۔ انوار و برکات لینا چاہو تو نہ صرف آج بلکہ حرمین شریفین میں جب تک حاضر ہو تہائی پیٹ سے زیادہ ہرگز نہ کھاؤ۔ مانو گے تو اس کا فائدہ اور نہ مانو گے تو اس کا نقصان آنکھوں دیکھ لو گے۔ ہفتہ بھر اس پر عمل کر تو دیکھو اگلی حالت سے فرق نہ پاؤ جی بھی کہنا جی بچے تو کھانے پینے کے بہت سے دن ہیں یہاں تو نور و ذوق کے لیے جگہ خالی رکھو۔

اندروں از طعام خالی دار تادرو نور معرفت بینی

ع ”بھرا برتن دوبارہ کیا بھرے گا۔“

①..... ”لباب المناسك“ للسندي، (باب الوقوف بعرفات و أحكامه)، ص ۱۹۱.

②..... اس کے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے اور اُس کے سوا کسی کو رب نہیں جانتے، اے اللہ (عزوجل)! تو میرے دل میں نور کر اور میرے کان اور نگاہ میں نور کر، اے اللہ (عزوجل)! میرے سینہ کو کھول دے اور میرے امر کو آسان کر اور تیری پناہ مانگتا ہوں سینہ کے وسوسوں اور کام کی پراگندگی اور عذاب قبر سے، اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُس کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور دن میں داخل ہوتی ہے اور اُس کے شر سے جس کے ساتھ ہوا چلتی ہے اور شر سے آفاتِ زمانہ کے۔ اے اللہ (عزوجل)! یہ امن کے طالب اور جہنم سے پناہ مانگنے والے کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے، اپنے غفو کے ساتھ مجھ کو جہنم سے بچا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔ اے اللہ (عزوجل)! جب تو نے اسلام کی طرف مجھے ہدایت کی تو اس کو مجھ سے جدا نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے اسی اسلام پر وفات دینا۔ ۱۲

(۱۶) جب دو پہر قریب آئے نہاؤ کہ سنت مؤکدہ ہے اور نہ ہو سکے تو صرف وضو۔

(عرفات میں ظہر و عصر کی نماز)

(۱۷) دو پہر ڈھلتے ہی بلکہ اس سے پہلے کہ امام کے قریب جگہ ملے مسجدِ نمروہ جاؤ۔ سنتیں پڑھ کر خطبہ سن کر امام کے ساتھ ظہر پڑھو اس کے بعد بے توقف عصر کی تکبیر ہوگی معاً جماعت سے عصر پڑھو، بیچ میں سلام و کلام تو کیا معنی، سنتیں بھی نہ پڑھو اور بعد عصر بھی نفل نہیں، یہ ظہر و عصر ملا کر پڑھنا بھی جائز ہے کہ نماز یا تو سلطان پڑھائے یا وہ جو حج میں اُس کا نائب ہو کر آتا ہے جس نے ظہر اکیلے یا اپنی خاص جماعت سے پڑھی اُسے وقت سے پہلے عصر پڑھنا جائز نہیں اور جس حکمت کے لیے شرع نے یہاں ظہر کے ساتھ عصر ملانے کا حکم فرمایا ہے یعنی غروب آفتاب تک دُعا کے لیے وقت خالی ملنا وہ جاتی رہے گی۔

مسئلہ ۱: ملا کر دونوں نمازیں جو یہاں ایک وقت میں پڑھنے کا حکم ہے اس میں پوری جماعت ملنا شرط نہیں بلکہ مثلاً ظہر کے آخر میں شریک ہوا اور سلام کے بعد جب اپنی پوری کرنے لگا، اتنے میں امام عصر کی نماز ختم کرنے کے قریب ہوا یہ سلام کے بعد عصر کی جماعت میں شامل ہوا جب بھی ہوگی۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: ملا کر پڑھنے میں یہ بھی شرط ہے کہ دونوں نمازوں میں با احرام ہو، اگر ظہر پڑھنے کے بعد احرام باندھا تو عصر ملا کر نہیں پڑھ سکتا۔ نیز یہ شرط ہے کہ وہ احرام حج کا ہو اگر ظہر میں عمرہ کا تھا عصر میں حج کا ہوا جب بھی نہیں ملا سکتا۔^(۲) (درمختار، عالمگیری)

(عرفہ کا وقوف)

(۱۸) خیال کرو جب شرع کو یہ وقت دُعا کے لیے فارغ کرنے کا اس قدر اہتمام ہے کہ عصر کو ظہر کے ساتھ ملا کر پڑھنے کا حکم دیا تو اُس وقت اور کام میں مشغولی کس قدر بیہودہ ہے۔ بعض احمقوں کو دیکھا ہے کہ امام تو نماز میں ہے یا نماز پڑھ کر موقف کو گیا اور وہ کھانے، پینے، تھکے، چائے اُڑانے میں ہیں۔ خبردار! ایسا نہ کرو۔ امام کے ساتھ نماز پڑھتے ہی فوراً موقف (یعنی وہ جگہ کہ نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک وہاں کھڑے ہو کر ذکر و دعا کا حکم ہے اُس جگہ کو) روانہ ہو جاؤ اور ممکن ہو تو

①..... ”ردالمحتار“ کتاب الحج، مطلب فی شروط الجمع، ج ۳، ص ۵۹۴۔

①..... ”الدر المختار“، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۹۵۔

و ”الفتاویٰ الہندیہ“ کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۲۸۔

اُونٹ پر کہ سنت بھی ہے اور ہجوم میں دبے کچلنے سے محافظت بھی۔

(۱۹) بعض مطوف اس مجمع میں جانے سے منع کرتے اور طرح طرح ڈراتے ہیں اُن کی نہ سُنو کہ وہ خاص نزولِ رحمت عام کی جگہ ہے۔ ہاں عورتیں اور کمزور مرد یہیں سے کھڑے ہوئے دعا میں شامل ہوں کہ بطنِ عرنہ^(۱) کے سوا یہ سارا میدان موقف ہے اور یہ لوگ بھی یہی تصور کریں کہ ہم اُس مجمع میں حاضر ہیں، اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ نہ سمجھیں۔ اُس مجمع میں یقیناً بکثرت اولیا بلکہ الیاس و خضر علیہما السلام دونی بھی موجود ہیں، یہ تصور کریں کہ انور و برکات جو مجمع میں اُن پر اتر رہے ہیں اُن کا صدقہ ہم بھکاریوں کو بھی پہنچتا ہے۔ یوں الگ ہو کر بھی شامل رہیں گے اور جس سے ہو سکے تو وہاں کی حاضری چھوڑنے کی چیز نہیں۔

(۲۰) افضل یہ ہے کہ امام سے نزدیک جبلِ رحمت کے قریب جہاں سیاہ پتھر کا فرش ہے، رُوبقلہ امام کے پیچھے کھڑا ہو جب کہ ان فضائل کے حصول میں دقت یا کسی کو اذیت نہ ہو ورنہ جہاں اور جس طرح ہو سکے وقوف کرے امام کی دہنی جانب اور بائیں رُوبرُو سے افضل ہے۔ یہ وقوف ہی حج کی جان اور اُس کا بڑا رکن ہے، وقوف کے لیے کھڑا رہنا افضل ہے شرط یا واجب نہیں، بیٹھا رہا جب بھی وقوف ہو گیا وقوف میں نیت اور رُوبقلہ ہونا افضل ہے۔

(وقوف کی سنتیں)

وقوف میں یہ امور سنت ہیں:

① غسل۔

② دونوں خطبوں کی حاضری۔

③ دونوں نمازیں ملا کر پڑھنا۔

④ بے روزہ ہونا۔

⑤ با وضو ہونا۔

⑥ نمازوں کے بعد فوراً وقوف کرنا۔

(۲۱) بعض جاہل یہ کرتے ہیں کہ پہاڑ پر چڑھ جاتے اور وہاں کھڑے ہو کر رومال ہلاتے رہتے ہیں اس سے بچو اور اُن کی طرف بھی بُرا خیال نہ کرو، یہ وقت اُوروں کے عیب دیکھنے کا نہیں، اپنے عیبوں پر شرمساری اور گریہ و زاری کا ہے۔

①..... بطنِ عرنہ عرفات میں حرم کے نالوں میں سے ایک نالہ ہے مسجدِ نمرہ کے چٹم کی طرف یعنی کعبہ معظمہ کی طرف وہاں وقوف ناجائز ہے۔ ۱۲

(وقوف کے آداب)

(۲۲) اب وہ کہ یہاں ہیں اور وہ کہ ڈیروں میں ہیں سب ہمہ تن صدقِ دل سے اپنے کریم مہربان رب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور میدانِ قیامت میں حساب اعمال کے لیے اس کے حضور حاضری کا تصور کریں۔ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ لرزتے کانپتے ڈرتے امید کرتے آنکھیں بند کیے گردن جھکائے، دست دعا آسمان کی طرف سر سے اونچا پھیلائے تکبیر و تہلیل و تسبیح و لبیک و حمد و ذکر و دعا و توبہ و استغفار میں ڈوب جائے، کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا ٹپکے کہ دلیلِ اجابت و سعادت ہے، ورنہ رونے کا سامونھ بنائے کہ اچھوں کی صورت بھی اچھی۔ اثنائے دعا و ذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کرے۔

آج کے دن دعائیں بہت منقول ہیں اور دعائے جامع کہ اوپر گزری کافی ہے چند بار اُسے کہہ لو اور سب سے بہتر یہ کہ سارا وقت درود و ذکر و تلاوت قرآن میں گزار دو کہ بوعده حدیث دعا والوں سے زیادہ پاؤ گے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن پکڑو، غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرو، اپنے گناہ اور اس کی قہاری یاد کر کے بید کی طرح لرزو اور یقین جانو کہ اس کی مار سے اسی کے پاس پناہ ہے۔ اُس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے اس کے در کے سوا کہیں ٹھکانا نہیں لہذا اُن شفیعوں کا دامن پکڑے، اُس کے عذاب سے اُسی کی پناہ مانگو اور اسی حالت میں رہو کہ کبھی اُس کے غضب کی یاد سے جی کا نچا جاتا ہے اور کبھی اُس کی رحمت عام کی امید سے مڑ جھایا دل نہال ہو جاتا ہے۔

یوہیں تضرع و زاری میں رہو یہاں تک کہ آفتاب ڈوب جائے اور رات کا ایک لطیف جُز آجائے، اس سے پہلے گُوج منع ہے۔ بعض جلد باز دن ہی سے چل دیتے ہیں، اُن کا ساتھ نہ دو۔ غروب تک ٹھہرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو عصر کو ظہر سے ملا کر کیوں پڑھنے کا حکم ہوتا اور کیا معلوم کہ رحمتِ الہی کس وقت توجہ فرمائے، اگر تمھارے چل دینے کے بعد اُتری تو معاذ اللہ کیسا خسارہ ہے اور اگر غروب سے پہلے حد و عرفات سے نکل گئے جب تو پورا جُرم ہے۔ بعض مطوف یہاں یوں ڈراتے ہیں کہ رات میں خطرہ ہے یہ دو ایک کے لیے ٹھیک ہے اور جب سارا قافلہ ٹھہرے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ کچھ اندیشہ نہیں۔ اس مقام پر پڑھنے کے لیے بعض دعائیں لکھی جاتی ہیں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ تین بار پھر کلمہ توحید، اس کے بعد

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَنَقِّنِيْ وَاعْصِمْنِيْ بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِيْ فِيْ الْاٰخِرَةِ وَالْاَوَّلٰى۔ (۱) تین بار
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَبًّا مَّبْرُورًا وَذَنْبًا مَّغْفُورًا اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ نَقُولُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُولُ اَللّٰهُمَّ
لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَاِلَيْكَ مَابِيْ وَلَكَ رَبِّ تَرَاتِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ

۱..... اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو ہدایت کے ساتھ رہنمائی کر اور پاک کر اور پرہیزگاری کے ساتھ گناہ سے محفوظ رکھ اور دنیا و آخرت میں میری

مغفرت فرما۔ ۱۲

الْقَبْرِ وَوَسْوَسةَ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَجِيءُ بِهِ الرِّيحُ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيءُ بِهِ الرِّيحُ اللَّهُمَّ اهْدِنَا بِالْهُدَى وَزَيْنًا بِالتَّقْوَى وَاعْفِرْ لَنَا فِي الْأَخِرَةِ وَالْأُولَى اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا مُبَارَكًا.

اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَمَرْتَ بِالذُّعَاءِ وَقَضَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ بِالْإِجَابَةِ وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَلَا تَنْكُثُ عَهْدَكَ اللَّهُمَّ مَا أَحْبَبْتَ مِنْ خَيْرٍ فَحَبِّبْهُ إِلَيْنَا وَيَسِّرْهُ لَنَا وَمَا كَرِهْتَ مِنْ شَرٍّ فَكْرِهْهُ إِلَيْنَا وَجَنِّبْنَا وَلَا تَنْزِعْ مِنَّا إِلَّا سَلَامَ بَعْدٍ إِذْ هَدَيْتَنَا اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَرَى مَكَانِي وَتَسْمَعُ كَلَامِي وَتَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي وَلَا يَخْفَى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ أَمْرِي أَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيرُ الْمُسْتَغِيثُ الْمُسْتَجِيرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمُسْكِينِ وَابْتِهَالُ الْمَذْنِبِ الدَّلِيلِ وَادْعُوكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الْمُضْطَرِّ دُعَاءَ مَنْ خَضَعْتَ لَكَ رَقَبَتَهُ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ وَنَحَلَ لَكَ جَسَدُهُ وَرَغِمَ أَنْفُهُ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ رَبِّي شَقِيًّا وَكُنْ بِي رَوْفًا رَّحِيمًا يَا خَيْرَ الْمُسْتَوَلِينَ وَخَيْرَ الْمُعْطِينَ. (1)

اور بیہقی کی روایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اوپر مذکور ہو چکی اس میں جو دعائیں ہیں انھیں بھی پڑھیں یعنی
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. سُبَّار

①..... اے اللہ (عزوجل)! اس کوچمبرور کو اور گناہ بخش دے، الہی! تیرے لیے حمد ہے جیسی ہم کہتے ہیں اور اس سے بہتر جس کو ہم کہیں، اے اللہ (عزوجل)! میری نماز و عبادت اور میرا جینا اور مرنا تیرے ہی لیے ہے اور تیری طرف میری واپسی ہے اور اے پروردگار! تو ہی میرا وارث ہے، اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذابِ قبر اور سینہ کے وسوسے اور کام کی پراگندگی سے، الہی! میں سوال کرتا ہوں اُس چیز کی خیر کا جس کو ہوا لاتی ہے اور اُس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے ہوا لاتی ہے، الہی! ہدایت کی طرف ہم کو رہنمائی کر اور تقویٰ سے ہم کو مزین کر اور آخرت و دنیا میں ہم کو بخش دے، الہی! میں رزق پاکیزہ و مبارک کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

الہی! تو نے دعا کرنے کا حکم دیا اور قبول کرنے کا ذمہ تو نے خود لیا اور بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور اپنے عہد کو نہیں توڑتا، الہی! جو اچھی باتیں تجھے محبوب ہیں انھیں ہماری محبوب کر دے اور ہمارے لیے میسر کر اور جو بُری باتیں تجھے ناپسند ہیں انھیں ہماری ناپسند کر اور ہم کو اُن سے بچا اور اسلام کی طرف تو نے ہم کو ہدایت فرمائی تو اُس کو ہم سے جدا نہ کر، الہی! تو میرے مکان کو دیکھتا ہے اور میرا کلام سنتا ہے اور میرے پوشیدہ و ظاہر کو جانتا ہے میرے کام میں سے کوئی شے تجھ پر مخفی نہیں، میں نامراد محتاج فریاد کرنے والا، پناہ چاہنے والا، خوفناک ڈرنے والا اپنے گناہ کا مقرر و معترف ہوں، مسکین کی طرح تجھ سے سوال کرتا ہوں اور گنہگار ذلیل کی طرح تجھ سے عاجزی کرتا ہوں اور ڈرنے والے مضطرب کی طرح تجھ سے دعا کرتا ہوں، اُس کی مثل دعا جس کی گردن تیرے لیے جھک گئی اور آنکھیں جاری اور بدن لاغر اور ناک خاک میں ملی ہے، اے پروردگار! تو اپنی دعا سے مجھے بد بخت نہ کر اور مجھ پر بہت مہربان اور مہربان ہو جا، اے بہتر سوال کیے گئے اور اے بہتر دینے والے! ۱۲۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ . سُبَّار

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ . سُبَّار

ابن ابی شیبہ وغیرہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ”میری اور انبیاء کی دُعا عرفہ کے دن یہ ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي قَلْبِي نُورًا .

اللَّهُمَّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ وَسْوَاسِ الصُّدْرِ وَتَشْتِيتِ الْأَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهْبُ بِهِ الرِّيحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ . (1)

اس مقام پر پڑھنے کی بہت دعائیں کتابوں میں مذکور ہیں مگر اتنی ہی میں کفایت ہے اور درود شریف و تلاوت قرآن مجید سب دُعاؤں سے زیادہ مفید۔

(۲۳) ایک ادب واجب الحفظ اس روز کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے وعدوں پر بھروسہ کر کے یقین کرے کہ آج میں گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا، اب کوشش کروں کہ آئندہ گناہ نہ ہوں اور جو داغ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے میری پیشانی سے دھویا ہے پھر نہ لگے۔

(وقوف کے مکروہات)

(۲۴) یہاں یہ باتیں مکروہ ہیں:

① غروب آفتاب سے پہلے وقوف چھوڑ کر روانگی جب کہ غروب تک حدودِ عرفات سے باہر نہ ہو جائے ورنہ حرام ہے۔

① ”المسلك المتقسط“، (باب الوقوف بعرفات و أحكامه)، ص ۲۰۱.

”المصنف“ لابن ابی شیبہ، کتاب الحج، ما يقال عشية عرفة... إلخ، ج ۴، ص ۴۷۳.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں سینہ کے وسوسوں اور کام کی پراگندگی اور عذابِ قبر سے، اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُس کی برائی سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اُس کی بُرائی سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اُس کی برائی سے جسے ہوا اُڑلاتی ہے اور آفاتِ دہر کی بُرائی سے۔ ۱۲

② نماز عصر و ظہر ملانے کے بعد موقف کو جانے میں دیر۔

③ اُس وقت سے غروب تک کھانے پینے، یا

④ توجہ بخدا کے سوا کسی کام میں مشغول ہونا۔

⑤ کوئی دنیوی بات کرنا۔

⑥ غروب پر یقین ہو جانے کے بعد روانگی میں دیر کرنا۔

⑦ مغرب یا عشاء عرفات میں پڑھنا۔^(۱)

تنبیہ: موقف میں چھتری لگانے یا کسی طرح سایہ چاہنے سے حتی المقدور بچو ہاں جو مجبور ہے معذور ہے۔

(ضروری نصیحت)

تنبیہ ضروری ضروری اشد ضروری..... بدنگاہی ہمیشہ حرام ہے نہ کہ احرام میں، نہ کہ موقف یا مسجد الحرام میں، نہ کہ کعبہ معظمہ کے سامنے، نہ کہ طواف بیت الحرام میں۔ یہ تمھارے بہت امتحان کا موقع ہے عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں منہ نہ چھپاؤ اور تمھیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کی طرف نگاہ نہ کرو، یقین جانو کہ یہ بڑے غیرت والے بادشاہ کی باندیاں ہیں اور اس وقت تم اور وہ خاص دربار میں حاضر ہو۔ بلا تشبیہ شیر کا بچہ اس کی بغل میں ہو اس وقت کون اس کی طرف نگاہ اٹھا سکتا ہے تو اللہ (عزوجل) واحد قہار کی کنیریں کہ اُس کے خاص دربار میں حاضر ہیں اُن پر بدنگاہی کس قدر سخت ہوگی ﴿وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْأَعْلٰی﴾۔^(۲) ہاں ہاں ہوشیار! ایمان بچائے ہوئے قلب و نگاہ سنبھالے ہوئے حرم وہ جگہ ہے جہاں گناہ کے ارادہ پر پکڑا جاتا اور ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر ٹھہرتا ہے، الہی خیر کی توفیق دے۔ آمین۔

(وقوف کے مسائل)

مسئلہ ۱: وقوف کا وقت نویں ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی طلوع فجر تک ہے۔ اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت وقوف کیا تو حج نہ ملا مگر ایک صورت میں وہ یہ کہ ذی الحجہ کا ہلال دکھائی نہ دیا، ذیقعدہ کے تیس دن پورے کر کے ذی الحجہ کا مہینہ شروع کیا اور اس حساب سے آج نویں ہے، بعد کو ثابت ہوا کہ انتیس کا چاند ہوا تو اس حساب سے دسویں ہوگی اور وقوف

①..... "الفتاویٰ الرضویۃ"، ج ۱۰، ص ۷۴۹، وغیرہ۔

②..... پ ۱۴، النحل: ۶۰۔

دسویں تاریخ کو ہوا مگر ضرورت یہ جائز مانا جائے گا اور اگر دھوکا ہوا کہ آٹھویں کو نویں سمجھ کر وقوف کیا پھر معلوم ہوا تو یہ وقوف صحیح نہ ہوا۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: اگر گواہوں نے رات کے وقت گواہی دی کہ نویں تاریخ آج تھی اور یہ دسویں رات ہے تو اگر اس رات میں سب لوگوں یا اکثر کے ساتھ امام وقوف کر سکتا ہے، تو وقوف لازم ہے وقوف نہ کریں تو حج فوت ہو جائے گا اور اگر اتنا وقت باقی نہ ہو کہ اکثر لوگوں کے ساتھ امام وقوف کرے اگرچہ خود امام اور جو تھوڑے لوگ جلدی کر کے جائیں تو صبح سے پیشتر وہاں پہنچ جائیں گے مگر جو لوگ پیدل ہیں اور جن کے ساتھ بال بچے ہیں اور جن کے پاس اسباب زیادہ ہے ان کو وقوف نہ ملے گا، تو اس شہادت کے موافق عمل نہ کرے بلکہ دوسرے دن بعد زوال تمام حجاج کے ساتھ وقوف کرے۔^(۲) (منک)

مسئلہ ۳: جن لوگوں نے ذی الحجہ کے چاند کی گواہی دی اور اُن کی گواہی قبول نہ ہوئی وہ لوگ اگر امام سے ایک دن پہلے وقوف کریں گے، تو ان کا حج نہ ہوگا بلکہ اُن پر بھی ضرور ہے کہ اُسی دن وقوف کریں، جس دن امام وقوف کرے اگرچہ اُن کے حساب سے اب دسویں تاریخ ہے۔^(۳) (منک)

مسئلہ ۴: تھوڑی دیر ٹھہرنے سے بھی وقوف ہو جاتا ہے خواہ اُسے معلوم ہو کہ یہ عرفات ہے یا معلوم نہ ہو، با وضو ہو یا بے وضو، جنب ہو یا حیض و نفاس والی عورت، سوتا ہو یا بیدار ہو، ہوش میں ہو یا جنون و بے ہوشی میں یہاں تک کہ عرفات سے ہو کر جو گزر گیا اُسے حج مل گیا یعنی اب اُس کا حج فاسد نہ ہوگا جب کہ یہ سب احرام سے ہوں۔ بے ہوشی میں احرام کی صورت یہ ہے کہ پہلے ہوش میں تھا اور اسی وقت احرام باندھ لیا تھا اور اگر احرام باندھنے سے پہلے بے ہوش ہو گیا اور اُس کے ساتھیوں میں سے کسی نے یا کسی اور نے اُس کی طرف سے احرام باندھ دیا اگرچہ اس احرام باندھنے والے نے خود اپنی طرف سے بھی احرام باندھا ہو کہ اُس کا احرام اس کے احرام کے منافی نہیں تو اس صورت میں بھی وہ محرم ہو گیا دوسرے کے احرام باندھنے کا یہ مطلب نہیں کہ اُس کے کپڑے اُتار کر تہ بند باندھ دے بلکہ یہ کہ اُس کی طرف سے نیت کرے اور لبیک کہے۔^(۴) (عالمگیری، جوہرہ)

مسئلہ ۵: جس کا حج فوت ہو گیا یعنی اُسے وقوف نہ ملا تو اب حج کے باقی افعال ساقط ہو گئے اور اُس کا احرام عمرہ کی

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیت اداء الحج، ج ۱، ص ۲۲۹، وغیرہ.

② "لباب المناسک" و "المسلك المتقسط"، (باب الوقوف بعرفات و احکامہ، فصل فی اشتباه يوم عرفة)، ص ۲۱۲.

③ "لباب المناسک"، (باب الوقوف بعرفات و احکامہ، فصل فی اشتباه يوم عرفة)، ص ۲۱۲.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیت اداء الحج، ج ۱، ص ۲۲۹.

طرف منتقل ہو گیا لہذا عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے اور آئندہ سال قضا کرے۔^(۱) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶: آفتاب ڈوبنے سے پہلے ازدحام کے خوف سے حدودِ عرفات سے باہر ہو گیا اُس پر دم واجب ہے، پھر اگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے واپس آیا اور ٹھہرا رہا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو دم معاف ہو گیا اور اگر ڈوبنے کے بعد واپس آیا تو ساقط نہ ہوا اور اگر سواری پر تھا اور جانور اُسے لے کر بھاگ گیا جب بھی دم واجب ہے۔ یوں اگر اُس کا اونٹ بھاگ گیا یہ اُس کے پیچھے چل دیا۔^(۲) (منک)

مسئلہ ۷: حُرْم نے نمازِ عشا نہیں پڑھی ہے اور وقت صرف اتنا باقی ہے کہ چار رکعت پڑھے مگر پڑھتا ہے تو وقوف عرفہ جاتا رہے گا تو نماز چھوڑے اور عرفات کو جائے۔^(۳) (جوہرہ) اور بہتر یہ کہ چلتے میں پڑھ لے بعد کو اعادہ کرے۔^(۴) (منک)

مزدلفہ کی روانگی اور اس کا وقوف

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿فَإِذَا أَقَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَادْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوا كَمَا هَدَيْتُمْ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الصَّالِينَ﴾^(۵)

جب عرفات سے تم واپس ہو تو مشعر حرام (مزدلفہ) کے نزدیک، اللہ عزوجل کا ذکر کرو اور اس کو یاد کرو جیسے اُس نے تمہیں بتایا اور بیشک اس سے پہلے تم گمراہوں سے تھے۔

(حدیث ۱:) صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ میں تشریف لائے یہاں مغرب و عشا کی نماز پڑھی پھر لیٹے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی، جب صبح ہو گئی اُس وقت اذان و اقامت کے ساتھ نماز فجر پڑھی، پھر قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام میں آئے اور قبلہ کی جانب مونہ کر کے دعا و تکبیر و تہلیل و توحید میں مشغول رہے اور وقوف کیا یہاں تک کہ خوب اُجالا ہو گیا اور طلوع آفتاب سے قبل یہاں سے روانہ ہوئے۔^(۶)

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۲۹.

۲..... "لباب المناسک"، (باب الوقوف بعرفات و احکامہ، فصل فی الدفع قبل الغروب)، ص ۲۱۰.

۳..... "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، الجزء الاول، ص ۲۰۹.

۴.....

۵..... پ ۲، البقرہ: ۱۹۸.

۶..... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۲۱۸، ص ۶۳۴.

(حدیث ۲): بیہقی محمد بن قیس بن مخرمہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ:

”اہل جاہلیت عرفات سے اس وقت روانہ ہوتے تھے جب آفتاب مونہ کے سامنے ہوتا غروب سے پہلے اور مزدلفہ سے بعد طلوع آفتاب روانہ ہوتے جب آفتاب چہرے کے سامنے ہوتا اور ہم عرفات سے نہ جائیں گے جب تک آفتاب ڈوب نہ جائے اور مزدلفہ سے طلوع کے قبل روانہ ہوں گے ہمارا طریقہ بت پرستوں اور مشرکوں کے طریقہ کے خلاف ہے۔“ (۱)

(۱) جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے فوراً مزدلفہ کو چلو اور امام کے ساتھ جانا افضل ہے مگر وہ دیر کرے تو اس کا

انتظار نہ کرو۔

(۲) راستے بھر ذکر و دوادعا و لیک و بکا میں مصروف رہو۔ اس وقت کی بعض دعائیں یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَفْضْتُ وَفِي رَحْمَتِكَ رَغِبْتُ وَمِنْ سَخَطِكَ رَهْبْتُ وَمِنْ عَذَابِكَ اَشْفَقْتُ فَاَقْبَلْ
نُسْكِيْ وَاعْظِمْ اَجْرِيْ وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِيْ وَاسْتَجِبْ دُعَائِيْ وَاعْظِنِيْ سُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هَذَا
اٰخِرَ عَهْدِنَا مِنْ هَذَا الْمَوْقِفِ الشَّرِيفِ الْعَظِيْمِ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَيْهِ مَرَّاتٍ كَثِيْرَةً بِلُطْفِكَ الْعَمِيْمِ . (۲)

(۳) راستہ میں جہاں گنجائش پاؤ اور اپنی یاد دوسرے کی ایذا کا احتمال نہ ہو اتنی دیر اتنی دور تیز چلو پیدل ہو خواہ

سوار۔

(۴) جب مزدلفہ نظر آئے بشرط قدرت پیدل ہو لینا بہتر ہے اور نہا کر داخل ہونا افضل، مزدلفہ میں داخل ہوتے

وقت یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ هَذَا جَمْعٌ اَسْأَلُكَ اَنْ تَرْزُقْنِيْ جَوَامِعَ الْخَيْرِ كُلِّهِ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ
وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَسْأَلُكَ بِنُوْرٍ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ
وَتَرْحَمَنِيْ وَتَجْمَعَ عَلَيَّ الْهُدٰى اَمْرِيْ وَتَجْعَلَ التَّقْوٰى زَادِيْ وَذَخِرِيْ وَالْاٰخِرَةَ مَابِيْ وَهَبْ لِيْ رِضَاكَ عَنِّيْ
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا مَنْ بِيَدِهِ الْخَيْرُ كُلُّهُ اَعْظِنِي الْخَيْرَ كُلُّهُ وَاصْرِفْ عَنِّي الشَّرَّ كُلُّهُ اَللّٰهُمَّ

①..... ”معرفة السنن والآثار“، كتاب المناسك، باب الاختيار في الدفع من المزدلفة، الحديث: ۳۰۴۵، ج ۴، ص ۱۱۷.

②..... اے اللہ (عزوجل)! میں تیری طرف واپس ہوا اور تیری رحمت میں رغبت کی اور تیری ناخوشی سے ڈرا اور تیرے عذاب سے خوف کیا تو میری عبادت قبول کر اور میرا اجر عظیم کر اور میری توبہ قبول کر اور میری عاجزی پر رحم کر اور مجھے میرا سوال عطا کر۔ اے اللہ (عزوجل)! اس شریف بزرگ جگہ میں میری یہ حاضری آخری حاضری نہ کر اور تو اپنی مہربانی سے یہاں بہت مرتبہ آنا نصیب کر۔ ۱۲

حَرَمٌ لِّحِمِّيٍّ وَعَظْمِيٍّ وَشَحْمِيٍّ وَشَعْرِيٍّ وَسَائِرَ جَوَارِحِيٍّ عَلَى النَّارِ يَا أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ ط (1)

مزدلفہ میں مغرب و عشا کی نماز

(۵) وہاں پہنچ کر حتی الامکان جبلِ قزح کے پاس راستہ سے بچ کر اتر دو ورنہ جہاں جگہ ملے۔

(۶) غالباً وہاں پہنچتے پہنچتے شفق ڈوب جائے گی مغرب کا وقت نکل جائے گا۔ اونٹ کھولنے، اسباب اتارنے سے

پہلے امام کے ساتھ مغرب و عشا پڑھو اور اگر وقت مغرب کا باقی بھی رہے جب بھی ابھی مغرب ہرگز نہ پڑھو، نہ عرفات میں پڑھو نہ راہ میں کہ اس دن یہاں نماز مغرب وقت مغرب میں پڑھنا گناہ ہے اور اگر پڑھ لو گے عشا کے وقت پھر پڑھنی ہوگی۔ غرض یہاں پہنچ کر مغرب وقت عشا میں بہ نیت ادا، نہ بہ نیت قضا حتی الامکان امام کے ساتھ پڑھو۔ مغرب کا سلام پھیرتے ہی معاً عشا کی جماعت ہوگی عشا کے فرض پڑھ لو اس کے بعد مغرب و عشا کی سنتیں اور وتر پڑھو اور اگر امام کے ساتھ جماعت نہ مل سکے تو اپنی جماعت کر لو اور نہ ہو سکے تو تنہا پڑھو۔

مسئلہ ۱: یہ مغرب وقت عشا میں پڑھنی اُسی کے لیے خاص ہے جو مزدلفہ کو آئے اور اگر عرفات ہی میں رات کو رہ گیا یا

مزدلفہ کے سوا دوسرے راستہ سے واپس ہوا تو اسے مغرب کی نماز اپنے وقت میں پڑھنی ضروری ہے۔ (ردالمحتار) (2)

مسئلہ ۲: اگر مزدلفہ کے آنے والے نے مغرب کی نماز راستہ میں پڑھی یا مزدلفہ پہنچ کر عشا کا وقت آنے سے پہلے پڑھ

لی، تو اسے حکم یہ ہے کہ اعادہ کرے مگر نہ کیا اور فجر طلوع ہو گئی تو وہ نماز اب صحیح ہو گئی۔ (3) (درمختار)

مسئلہ ۳: اگر مزدلفہ میں مغرب سے پہلے عشا پڑھی تو مغرب پڑھ کر عشا کا اعادہ کرے اور اگر طلوع فجر تک اعادہ نہ کیا

تو اب صحیح ہو گئی خواہ وہ شخص صاحبِ ترتیب ہو یا نہ ہو۔ (4) (درمختار، طحاوی)

① اے اللہ (عزوجل)! یہ جمع (مزدلفہ) ہے میں تجھ سے تمام خیر کے مجموعہ کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ (عزوجل)! مشغورِ حرام کے رب اور رکن و مقام کے رب اور عزت والے شہر اور عزت والی مسجد کے رب! میں تجھ سے بوسیلہ تیرے وجہ کریم کے نور کے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور ہدایت پر میرے کام کو جمع کر دے اور تقویٰ کو میرا توشہ اور ذخیرہ کر اور آخرت میرا مرجع کر اور دنیا اور آخرت میں تو مجھ سے راضی رہ۔ اے وہ ذات جس کے ہاتھ میں تمام بھلائی ہے! مجھ کو ہر قسم کی خیر عطا کر اور ہر قسم کی بُرائی سے بچا، اے اللہ (عزوجل)! میرے گوشت اور ہڈی اور چربی اور بال اور تمام اعضا کو جہنم پر حرام کر دے، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان! ۱۲۔

② ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فی الرفع من عرفات، ج ۳، ص ۶۰۱۔

③ ”الدرالمختار“، کتاب الحج، ج ۳، ص ۶۰۱۔

④ المرجع السابق، ص ۶۰۲۔ ”حاشیۃ الطحاوی علی الدرالمختار“، کتاب الحج، ج ۱، ص ۵۰۴۔

مسئلہ ۴: اگر راستہ میں اتنی دیر ہوگئی کہ طلوع فجر کا اندیشہ ہے تو اب راستہ ہی میں دونوں نمازیں پڑھ لے مزدلفہ پہنچنے کا انتظار نہ کرے۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۵: عرفات میں ظہر و عصر کے لیے ایک اذان اور دو اقامتیں ہیں اور مزدلفہ میں مغرب و عشا کے لیے ایک اذان اور ایک اقامت۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۶: دونوں نمازوں کے درمیان میں سنت و نوافل نہ پڑھے۔ مغرب کی سنتیں بھی بعد عشا پڑھے اگر درمیان میں سنتیں پڑھیں یا کوئی اور کام کیا تو ایک اقامت اور کہی جائے یعنی عشا کے لیے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: طلوع فجر کے بعد مزدلفہ میں آیا تو سنت ترک ہوئی مگر دم وغیرہ اس پر واجب نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

(۷) نمازوں کے بعد باقی رات ذکر و لبیک و درود و دعا و زاری میں گزارو کہ یہ بہت افضل جگہ اور بہت افضل رات ہے۔ بعض علما نے اس رات کو شب قدر سے بھی افضل کہا۔ زندگی ہے تو سونے کو اور بہت راتیں ملیں گی اور یہاں یہ رات خدا جانے دوبارہ کسے ملے اور نہ ہو سکے تو باطہارت سو رہو کہ فضول باتوں سے سونا بہتر اور اتنے پہلے اٹھ بیٹھو کہ صبح چمکنے سے پہلے ضروریات و طہارت سے فارغ ہو لو، آج نماز صبح بہت اندھیرے سے پڑھی جائے گی، کوشش کرو کہ جماعت امام بلکہ پہلی تکبیر فوت نہ ہو کہ عشا و صبح جماعت سے پڑھنے والا بھی پوری شب بیداری کا ثواب پاتا ہے۔

(۸) اب دربار اعظم کی دوسری حاضری کا وقت آیا، ہاں ہاں کرم کے دروازے کھولے گئے ہیں، کل عرفات میں حقوق اللہ معاف ہوئے تھے یہاں حقوق العباد معاف فرمانے کا وعدہ ہے۔

(مزدلفہ کا وقوف)

مشعر الحرام میں یعنی خاص پہاڑی پر اور نہ ملے تو اس کے دامن میں اور یہ بھی نہ ہو سکے تو وادی محسر^(۵) کے سوا جہاں گنجائش پاؤ وقوف کرو اور تمام باتیں کہ وقوف عرفات میں مذکور ہوئیں ملحوظ رکھو یعنی لبیک کی کثرت کرو اور ذکر و درود دعا میں

① "الدرالمختار"، کتاب الحج، ج ۳، ص ۶۰۲.

② "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فی الرفع من عرفات، ج ۳، ص ۶۰۰.

③ "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فی الرفع من عرفات، ج ۳، ص ۶۰۰.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۱.

⑤ کہ اس میں وقوف جائز نہیں۔ ۱۲

مشغول رہو یہاں کے لیے بعض دُعائیں یہ ہیں:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي جِدِّي وَهَزْلِي وَخَطَايَ وَعَمْدِي وَكُلَّ ذَالِكَ عِنْدِي اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْكَفْرِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدِّينِ وَغَلْبَةِ الرِّجَالِ وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَقْضِيَ عَنِّي الْمَغْرَمَ وَأَنْ تَعْفُو عَنِّي مَظَالِمَ الْعِبَادِ وَأَنْ تُرْضِيَ عَنِّي الْخُصُومَ وَالْغُرَمَاءَ وَأَصْحَابَ الْحُقُوقِ اللَّهُمَّ اعْطِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلْبَةِ الدِّينِ وَمِنْ غَلْبَةِ الْعُدُوِّ وَمِنْ بَوَارِ لَأْنِهِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ إِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا وَإِذَا أَسَاءُوا اسْتَغْفَرُوا.

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ الْغَرِّ الْمُحَجَّلِينَ الْوَفِدِ الْمُتَقَبِّلِينَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي هَذَا الْجَمْعِ أَنْ تَجْمَعَ لِي جَوَامِعَ الْخَيْرِ كُلِّهِ وَأَنْ تُصْلِحَ لِي شَأْنِي كُلَّهُ وَأَنْ تَصْرِفَ عَنِّي السُّوءَ كُلَّهُ فَإِنَّهُ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ غَيْرُكَ وَلَا يَجُودُ بِهِ إِلَّا أَنْتَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَنْ يَمْشِي عَلَى بَطْنِهِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ يَمْشِي عَلَى رِجْلَيْنِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ يَمْشِي عَلَى أَرْبَعِ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي أَخْشَكَ كَأَنِّي أَرَاكَ أَبَدًا حَتَّى أَلْقَكَ وَأَسْعِدْنِي بِتَقْوَاكَ وَلَا تَشْقِنِي بِمَعْصِيَّتِكَ وَخِرْلِي مِنْ قَضَائِكَ وَبَارِكْ لِي فِي قَدْرِكَ حَتَّى لَا أُحِبَّ تَعْجِيلَ مَا أَخَّرْتَ وَلَا تَأْخِيرَ مَا عَجَّلْتَ وَاجْعَلْ غِنَايَ فِي نَفْسِي وَمَتَّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ ظَلَمَنِي وَارِنِي فِيهِ ثَارِي وَأَقِرَّ بِذَلِكَ عَيْنِي. (1)

①..... اے اللہ (عزوجل)! میری خطا اور جہل اور زیادتی اور جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے سب کو بخش دے، اے اللہ (عزوجل)! میرے تمام گناہ معاف کر دے کوشش سے جس کو میں نے کیا یا بلا کوشش اور خطا سے کیا یا قصد سے اور یہ سب میں نے کیے، اے اللہ (عزوجل)! تیری پناہ مانگتا ہوں محتاجی اور کفر اور عاجزی و سستی سے اور تیری پناہ غم و حزن سے اور تیری پناہ بزدلی و بخل اور دین کی گرانی اور مردوں کے غلبہ سے اور سوال کرتا ہوں کہ مجھ سے تاوان ادا کر دے اور حقوق العباد مجھ سے معاف کر اور خصوم و غراما اور حق داروں کو راضی کر دے، اے اللہ (عزوجل)! میرے نفس کو تقویٰ دے اور اس کو پاک کر تو بہتر پاک کرنے والا ہے تو اس کا ولی و مولیٰ ہے، اے اللہ (عزوجل)! تیری پناہ غلبہ دین اور غلبہ دشمن سے اور اس ہلاکت سے جو ملامت میں ڈالنے والی ہے اور مسیح و دجال کے فتنہ سے۔

اے اللہ (عزوجل)! مجھے ان لوگوں میں کر جو نیکی کر کے خوش ہوتے ہیں اور بُرائی کر کے استغفار کرتے ہیں۔ اے اللہ (عزوجل)! ہم کو اپنے نیک بندوں میں کر جن کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہیں جو مقبول وفد ہیں، اے اللہ (عزوجل)! اس مزدلفہ میں میرے لیے ہر خیر کو جمع کر دے اور میری ہر حالت کو درست کر دے اور ہر بُرائی کو مجھ سے پھیر دے کہ تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا اور تیرے سوا کوئی نہیں دے سکتا، =

- مسئلہ ۸:** وقوف مزدلفہ کا وقت طلوع فجر سے اوجالا ہونے تک ہے۔ اس درمیان میں وقوف نہ کیا تو فوت ہو گیا اور اگر اس وقت میں یہاں سے ہو کر گزر گیا تو وقوف ہو گیا اور وقوف عرفات میں جو باتیں تھیں وہ یہاں بھی ہیں۔^(۱) (عالمگیری)
- مسئلہ ۹:** طلوع فجر سے پہلے جو یہاں سے چلا گیا اُس پر دم واجب ہے مگر جب بیمار ہو یا عورت یا کمزور کہ ازدحام میں ضرر کا اندیشہ ہے اس وجہ سے پہلے چلا گیا تو اُس پر کچھ نہیں۔^(۲) (عالمگیری)
- مسئلہ ۱۰:** نماز سے قبل مگر طلوع فجر کے بعد یہاں سے چلا گیا یا طلوع آفتاب کے بعد گیا تو بُرا کیا مگر اس پر دم وغیرہ واجب نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

منی کے اعمال اور حج کے بقیہ افعال

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿فَإِذَا قُضِيَتْ مِنْكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۖ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَقٍ ۚ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۖ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۚ وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ ۖ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ لِمَنِ اتَّقَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ تُحْشَرُونَ ۝﴾^(۴)

= اے اللہ (عزوجل)! تیری پناہ اس کے شر سے جو پیٹ پر چلتا ہے اور دو پاؤں اور چار پاؤں پر چلنے والے کے شر سے، اے اللہ (عزوجل)! تو مجھ کو ایسا کر دے کہ ہمیشہ تجھ سے ڈرتا رہوں گویا تجھ کو دیکھتا ہوں یہاں تک کہ تجھ سے ملوں اور تقویٰ کے ساتھ مجھ کو بہرہ مند کر اور گناہ کر کے بد بخت نہ بنوں اور اپنی قضا میرے لیے بہتر کر اور جو تو نے مقدر کیا ہے اُس میں برکت دے، یہاں تک کہ جو تو نے مؤخر کیا ہے اس کی جلدی کو پسند نہ کروں اور جو تو نے جلد کر دیا، اس کی تاخیر کو دوست نہ رکھوں اور میری تو نگری میرے نفس میں کر اور کان، آنکھ سے مجھ کو متمتع کر اور اُن کو میرا وارث کر اور جو مجھ پر ظلم کرے، اُن پر مجھے فتح مند کر اور اس میں میرا بدلہ دکھا دے اور اس سے میری آنکھ ٹھنڈی کر۔ ۱۲

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۰.

② المرجع السابق، ص ۲۳۱.

③ المرجع السابق.

④ پ ۲، البقرة: ۲۰۰-۲۰۳.

پھر جب حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ (عزوجل) کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اُس کے لیے کچھ حصہ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ یہ لوگ وہ ہیں کہ ان کی کمائی سے ان کا حصہ ہے اور اللہ (عزوجل) جلد حساب کرنے والا ہے اور اللہ (عزوجل) کی یاد کرو گئے ہوئے دنوں میں تو جو جلدی کر کے دودن میں چلا جائے اُس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اُس پر کچھ گناہ نہیں پر ہیز گار کے لیے اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور جان لو کہ تم کو اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزدلفہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ بطنِ محسر میں پہنچے اور یہاں جانور کو تیز کر دیا پھر وہاں سے بچ والے راستہ سے چلے جو جَمْرہ کُبریٰ کو گیا ہے جب اس جمرہ کے پاس پہنچے تو اُس پر سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری پر تکبیر کہتے اور بطنِ وادی سے رمی کی پھر منخر میں آ کر تِلَاسُٹھ اونٹ اپنے دستِ مبارک سے نحر فرمائے پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دید یا بقیہ کو انھوں نے نحر کیا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنی قربانی میں انھیں شریک کر لیا۔ پھر حکم فرمایا: کہ ”ہر اونٹ میں سے ایک ایک ٹکڑا ہانڈی میں ڈال کر پکایا جائے۔“ دونوں صاحبوں نے اس گوشت میں سے کھایا اور شور باپیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے اور ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی۔^(۱)

حدیث ۲: ترمذی شریف میں انھیں سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزدلفہ سے سکون کے ساتھ روانہ ہوئے اور لوگوں کو حکم فرمایا کہ: اطمینان کے ساتھ چلیں اور وادیِ محسر میں سواری کو تیز کر دیا اور لوگوں سے فرمایا کہ: چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے رمی کریں اور یہ فرمایا کہ: شاید اس سال کے بعد اب میں تمہیں نہ دیکھوں گا۔^(۲)

حدیث ۳: صحیحین میں انھیں سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم النحر (دسویں تاریخ) میں چاشت کے وقت رمی کی اور اس کے بعد کے دنوں میں آفتاب ڈھلنے کے بعد۔^(۳)

حدیث ۴: صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جَمْرہ کُبریٰ کے پاس پہنچے تو کعبہ معظمہ کو

① ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۲۱۸، ص ۶۳۴.

② ”جامع الترمذی“، أبواب الحج، باب ماجاء فی الافاضة من عرفات، الحدیث: ۸۸۷، ج ۲، ص ۲۵۳.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب بیان وقت استحباب الرمی، الحدیث: ۳۱۴- (۱۲۹۹)، ص ۶۷۶.

بائیں جانب کیا اور منی کو دہنی طرف اور سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری پر تکبیر کہی پھر فرمایا کہ: ”اسی طرح انھوں نے رمی کی جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی۔“ (1)

حدیث ۵: امام مالک نافع سے راوی، کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں پہلے جمروں کے پاس دیر تک ٹھہرتے تکبیر و تسبیح و حمد و دعا کرتے اور جمرہ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرتے۔ (2)

حدیث ۶: طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ رمی جمار میں کیا ثواب ہے؟ ارشاد فرمایا: ”تو اپنے رب کے نزدیک اس کا ثواب اُس وقت پائے گا کہ تجھے اس کی زیادہ حاجت ہوگی۔“ (3)

حدیث ۷: ابن خزیمہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مناسک میں آئے، جمرہ عقبہ کے پاس شیطان سامنے آیا، اُسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا پھر جمرہ ثانیہ کے پاس آیا پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا، پھر تیسرے جمرہ کے پاس آیا تو اُسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا۔“ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، کہ تم شیطان کو رجم کرتے اور ملت ابراہیم کا اتباع کرتے ہو۔ (4)

حدیث ۸: بزار انھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جمروں کی رمی کرنا تیرے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔“ (5)

حدیث ۹: طبرانی و حاکم ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ جمروں پر جو کنکریاں ہر سال ماری جاتی ہیں، ہمارا گمان ہے کہ کم ہو جاتی ہیں۔ فرمایا کہ: ”جو قبول ہوتی ہیں اٹھالی جاتی ہیں، ایسا نہ ہوتا تو پہاڑوں کی مثل تم دیکھتے۔“ (6)

① ”صحیح البخاری“، کتاب الحج، باب رمی الجمار بسبع حصیات، الحدیث: ۱۷۴۸، ۱۷۵۰، ج ۱، ص ۵۷۸، ۵۷۹.

② ”الموطأ“، للإمام مالک، کتاب الحج، باب رمی الجمار، الحدیث: ۹۴۷، ج ۱، ص ۳۷۲.

③ ”المعجم الأوسط“، باب العین، الحدیث: ۴۱۴۷، ج ۳، ص ۱۵۰.

④ ”المستدرک“، للحاکم، کتاب المناسک، باب رمی الجمار و مقدار الحصی، الحدیث: ۱۷۵۶، ج ۲، ص ۱۲۲.

⑤ ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الحج، الترغیب فی رمی الجمار... إلخ، الحدیث: ۳، ج ۲، ص ۱۳۴.

⑥ ”المعجم الأوسط“، باب الالف، الحدیث: ۱۷۵۰، ج ۱، ص ۴۷۴.

حدیث ۱۲۱۰: صحیح مسلم میں اُمّ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سر مونڈانے والوں کے لیے تین بار دُعا کی اور کتروانے والوں کے لیے ایک بار۔^(۱) اس کے مثل ابو ہریرہ و مالک بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی۔

حدیث ۱۳: ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”بال مونڈانے میں ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے اور ایک گناہ مٹایا جاتا ہے۔“^(۲)

حدیث ۱۴: عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سر مونڈانے میں جو بال زمین پر گرے گا، وہ تیرے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔“^(۳)

(۱) جب طلوع آفتاب میں دو رکعت پڑھنے کا وقت باقی رہ جائے، امام کے ساتھ منیٰ کو چلو اور یہاں سے سات چھوٹی چھوٹی کنکریاں کھجور کی گٹھلی برابر کی پاک جگہ سے اٹھا کر تین بار دھولو، کسی پتھر کو توڑ کر کنکریاں نہ بناؤ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تینوں دن جمروں پر مارنے کے لیے یہیں سے کنکریاں لے لو یا سب کسی اور جگہ سے لو مگر نہ نجس جگہ کی ہوں، نہ مسجد کی، نہ حجرہ کے پاس کی۔

(۲) راستہ میں پھر بدستور ذکر کرو، دُعا و درود و کثرت لبیک میں مشغول رہو اور یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَقْضُتُ وَمِنْ عَذَابِكَ اَشْفَقْتُ وَاِلَيْكَ رَجَعْتُ وَمِنْكَ رَهْبْتُ فَاَقْبَلْ نُسُكِي وَعَظِّمْ اَجْرِي وَاَرْحَمْ تَضَرُّعِي وَاَقْبَلْ تَوْبَتِي وَاَسْتَجِبْ دُعَائِي .^(۴)

(۳) جب وادی محسر^(۵) پہنچو پانچ سو پینتالیس ہاتھ بہت جلد تیزی کے ساتھ چل کر نکل جاؤ مگر نہ وہ تیزی جس سے کسی کو ایذا ہو اور اس عرصہ میں یہ دعا پڑھتے جاؤ:

① ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب تفضیل الحلق علی التقصیر... إلخ، الحدیث: ۱۳۰۳، ص ۶۷۷.

② ”الترغیب و الترهیب“، کتاب الحج، الترغیب فی حلق الرأس بمنی، الحدیث: ۳، ج ۲، ص ۱۳۵.

③ ”الترغیب و الترهیب“، کتاب الحج، الترغیب فی حلق الرأس بمنی، الحدیث: ۳، ج ۲، ص ۱۳۵.

④ اے اللہ (عزوجل)! میں تیری طرف واپس ہوا اور تیرے عذاب سے ڈرا اور تیری طرف رجوع کی اور تجھ سے خوف کیا تو میری عبادت قبول کر اور میرا اجر زیادہ کر اور میری عاجزی پر رحم کر اور میری توبہ قبول کر اور میری دُعا مستجاب کر۔ ۱۲

⑤ یہ منیٰ و مزدلفہ کے بیچ میں ایک نالہ ہے دونوں کی حدود سے خارج مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو جو پہاڑ پڑتا ہے اس کی چوٹی سے شروع ہو کر ۵۴۵ ہاتھ تک ہے یہاں اصحاب فیل آ کر ٹھہرے اور ان پر عذاب ابابیل اتر اٹھا لہذا اس جگہ سے جلد گزرنا اور عذاب الہی سے پناہ مانگنا چاہیے۔

اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَغَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ . (۱)
(۲) جب منیٰ نظر آئے وہی دعا پڑھو جو مکہ سے آتے منیٰ کو دیکھ کر پڑھی تھی۔

(جمرة العقبہ کی رمی)

(۵) جب منیٰ پہنچو سب کاموں سے پہلے جمرة العقبہ (۲) کو جاؤ جو ادھر سے پچھلا جمرہ ہے اور مکہ معظمہ سے پہلا، نالے کے وسط میں سواری پر جمرہ سے کم از کم پانچ ہاتھ ہٹے ہوئے یوں کھڑے ہو کہ منیٰ دہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں ہاتھ کو اور جمرہ کی طرف مونہ ہو سات کنکریاں جدا جدا چٹکی میں لے کر سیدھا ہاتھ خوب اٹھا کر کہ بغل کی رنگت ظاہر ہو ہر ایک پر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ رِضًا لِلرَّحْمَنِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُورًا وَسَعْيًا مَشْكُورًا وَذَنْبًا مَغْفُورًا . (۳) کہہ کر مارو۔ (۴) بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ تک پہنچیں ورنہ تین ہاتھ کے فاصلہ تک گریں۔ اس سے زیادہ فاصلہ پر گری تو وہ کنکری شمار میں نہ آئے گی، پہلی کنکری سے لیکر موقوف کردو، اللہ اکبر کے بدلے سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا جب بھی حرج نہیں۔

(۶) جب سات پوری ہو جائیں وہاں نہ ٹھہرو، فوراً ذکر و دعا کرتے پلٹ آؤ۔

(رمی کے مسائل)

مسئلہ ۱: سات سے کم جائز نہیں، اگر صرف تین ماریں یا بالکل نہیں تو دم لازم ہوگا اور اگر چار ماریں تو باقی ہر کنکری کے بدلے صدقہ دے۔ (۵) (ردالمحتار)

① اے اللہ (عزوجل)!! اپنے غضب سے ہمیں قتل نہ کرو اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کرو اور اس سے پہلے ہم کو عافیت دے۔ ۱۲

② منیٰ اور مکہ کے بیچ میں تین جگہ ستون بنے ہیں ان کو جمرہ کہتے ہیں پہلا جو منیٰ سے قریب ہے جمرہ اولیٰ کہلاتا ہے اور بیچ کا جمرہ وسطیٰ اور اخیر کا کہ مکہ معظمہ سے قریب ہے جمرہ العقبہ۔ ۱۲

③ اللہ (عزوجل) کے نام سے، اللہ (عزوجل) بہت بڑا ہے، شیطان کے ذلیل کرنے کے لیے، اللہ (عزوجل) کی رضا کے لیے، اے اللہ (عزوجل)!! اس کو حج مبرور کرو اور سعی مشکور کرو اور گناہ بخش دے۔ ۱۲

④ یا صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر مارو۔ ۱۲ امنہ

⑤ ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فی رمی الجمرة العقبی، ج ۳، ص ۶۰۸۔

- مسئلہ ۲:** کنکری مارنے میں پے در پے ہونا شرط نہیں مگر وقفہ خلاف سنت ہے۔^(۱) (ردالمحتار)
- مسئلہ ۳:** سب کنکریاں ایک ساتھ پھینکیں تو یہ ساتوں ایک کے قائم مقام ہوں۔^(۲) (ردالمحتار)
- مسئلہ ۴:** کنکریاں زمین کی جنس سے ہوں اور ایسی چیز کی جس سے تیمم جائز ہے کنکر، پتھر، مٹی یہاں تک کہ اگر خاک پھینکی جب بھی رمی ہو گئی مگر ایک کنکری پھینکنے کے قائم مقام ہوئی۔ موتی، عنبر، مشک وغیرہا سے رمی جائز نہیں۔ یوہیں جواہر اور سونے چاندی سے بھی رمی نہیں ہو سکتی کہ یہ تو نچھاور ہوئی مارنا نہ ہوا، میٹگی سے بھی رمی جائز نہیں۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)
- مسئلہ ۵:** جمرہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے کہ وہاں وہی کنکریاں رہتی ہیں جو مقبول نہیں ہوتیں اور مردود ہو جاتی ہیں اور جو مقبول ہو جاتی ہیں اٹھالی جاتی ہیں۔^(۴) (ردالمحتار)
- مسئلہ ۶:** اگر معلوم ہو کہ کنکریاں نجس ہیں تو ان سے رمی کرنا مکروہ ہے اور معلوم نہ ہو تو نہیں مگر دھولینا مستحب ہے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: اس رمی کا وقت آج کی فجر سے گیارہویں کی فجر تک ہے مگر مسنون یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے زوال تک ہو اور زوال سے غروب تک مباح اور غروب سے فجر تک مکروہ۔ یوہیں دسویں کی فجر سے طلوع آفتاب تک مکروہ اور اگر کسی عذر کے سبب ہو مثلاً چرواہوں نے رات میں رمی کی تو کراہت نہیں۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

(حج کی قربانی)

(۷) اب رمی سے فارغ ہو کر قربانی میں مشغول ہو، یہ قربانی وہ نہیں جو بقر عید میں ہوا کرتی ہے کہ وہ تو مسافر پر اصلاً نہیں اور مقیم مالدار پر واجب ہے اگر چہ حج میں ہو بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے۔ قارن اور متمتع پر واجب اگر چہ فقیر ہو اور مفرد کے لیے مستحب اگر چہ غنی ہو۔ جانور کی عمر و اعضا میں وہی شرطیں ہیں جو عید کی قربانی میں۔

① ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فی رمی الجمرۃ العقبی، ج ۳، ص ۶۰۸.

② المرجع السابق، ص ۶۰۷.

③ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فی رمی الجمرۃ العقبی، ج ۳، ص ۶۰۸.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فی رمی الجمرۃ العقبی، ج ۳، ص ۶۰۹.

⑤ المرجع السابق، ص ۶۱۰.

⑥ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فی رمی الجمرۃ العقبی، ج ۳، ص ۶۱۰.

مسئلہ ۱: محتاج محض جس کی ملک میں نہ قربانی کے لائق کوئی جانور ہو، نہ اس کے پاس اتنا نقد یا اسباب کہ اسے بیچ کر لے سکے، وہ اگر قرآن یا تمتع کی نیت کرے گا تو اس پر قربانی کے بدلے دس روزے واجب ہوں گے تین تو حج کے مہینوں میں یعنی یکم شوال سے نویں ذی الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد، اس بیچ میں جب چاہے رکھ لے۔ ایک ساتھ خواہ جُد اجد اور بہتر یہ ہے کہ ۷-۸-۹ کو رکھے اور باقی سات تیرھویں ذی الحجہ کے بعد جب چاہے رکھے اور بہتر یہ کہ گھر پہنچ کر ہوں۔

(۸) ذبح کرنا آتا ہو تو خود ذبح کرے کہ سنت ہے، ورنہ ذبح کے وقت حاضر رہے۔

(۹) رُو بقبلہ جانور کو لٹا کر اور خود بھی قبلہ کو مونہ کر کے یہ پڑھو:

﴿ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ ﴾ (۱)

اِنْ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحِیَّایْ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (۲)

اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰہُ اکْبَرُ کہتے ہوئے نہایت تیز ٹھہری سے بہت جلد ذبح کر دو کہ چاروں رگیں کٹ جائیں، زیادہ ہاتھ نہ بڑھاؤ کہ بے سبب کی تکلیف ہے۔

(۱۰) بہتر یہ ہے کہ ذبح کے وقت جانور کے دونوں ہاتھ، ایک پاؤں باندھ لو ذبح کر کے کھول دو۔

(۱۱) اونٹ ہو تو اسے کھڑا کر کے سینہ میں گلے کی انتہا پر تکبیر کہہ کر نیزہ مارو کہ سنت یو ہیں ہے اسے نحر کہتے ہیں اور اس کا ذبح کرنا مکروہ مگر حلال ذبح سے بھی ہو جائے گا اگر ذبح کرے تو گلے پر ایک ہی جگہ اُسے بھی ذبح کرے۔ جابلوں میں جو مشہور ہے کہ اونٹ تین جگہ ذبح ہوتا ہے غلط و خلاف سنت ہے اور مفت کی اذیت و مکروہ ہے۔

(۱۲) جانور جو ذبح کیا جائے جب تک سرد نہ ہو لے اس کی کھال نہ کھینچو، نہ اعضا کاٹو کہ ایذا ہے۔

(۱۳) یہ قربانی کر کے اپنے اور تمام مسلمانوں کے حج و قربانی قبول ہونے کی دعا مانگو۔

① پ ۷، الانعام: ۷۹.

② انظر: "سنن أبي داود"، كتاب الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا، الحديث: ۲۷۹۵، ج ۳، ص ۱۲۶.

ترجمہ: "میں نے اپنی ذات کو اس کی طرف متوجہ کیا، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں باطل سے حق کی طرف مائل ہوں اور میں مشرکوں سے نہیں۔"

"بیشک میری نماز و قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ (عزوجل) کے لیے ہے، جو تمام جہان کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اُسی کا

حکم ہوا اور میں مسلمانوں میں ہوں۔" ۱۲

(حلق و تقصیر)

(۱۴) قربانی کے بعد قبلہ مونھ بیٹھ کر مرد حلق کریں یعنی تمام سر مونڈائیں کہ افضل ہے یا بال کتروائیں کہ رخصت ہے۔ عورتوں کو بال مونڈانا حرام ہے۔ ایک پورہ برابر بال کتروادیں۔ مُفرد اگر قربانی کرے تو اُسکے لیے مستحب یہ ہے کہ قربانی کے بعد حلق کرے اور اگر حلق کے بعد قربانی کی جب بھی حرج نہیں اور تمتع و قرآن والے پر قربانی کے بعد حلق کرنا واجب ہے یعنی اگر قربانی سے پہلے سر مونڈائے گا تو دَم واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱: کتروائیں تو سر میں جتنے بال ہیں ان میں سے چہارم بالوں میں سے کتروانا ضروری ہے، لہذا ایک پورہ سے زیادہ کتروائیں کہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں ممکن ہے کہ چہارم بالوں میں سب ایک ایک پورا نہ ترشیں۔

مسئلہ ۲: سر مونڈانے یا بال کتروانے کا وقت ایام نحر ہے یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور افضل پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ۔^(۱)

(عالمگیری)

مسئلہ ۳: جب احرام سے باہر ہونے کا وقت آگیا تو اب مُحْرَم اپنا یا دوسرے کا سر مونڈ سکتا ہے، اگرچہ یہ دوسرا بھی مُحْرَم ہو۔^(۲) (منک)

مسئلہ ۴: جس کے سر پر بال نہ ہوں اُسے اُسترہ پھر وانا واجب ہے اور اگر بال ہیں مگر سر میں مٹھڑیاں ہیں جن کی وجہ سے مونڈا نہیں سکتا اور بال اتنے بڑے بھی نہیں کہ کتروائے تو اس عذر کے سبب اُس سے مونڈانا اور کتروانا ساقط ہو گیا۔ اُسے بھی مونڈانے والوں، کتروانے والوں کی طرح سب چیزیں حلال ہو گئیں مگر بہتر یہ ہے کہ ایام نحر کے ختم ہونے تک بدستور رہے۔^(۳)

(عالمگیری)

مسئلہ ۵: اگر وہاں سے کسی گاؤں وغیرہ میں ایسی جگہ چلا گیا کہ نہ حجام ملتا ہے، نہ اُسترہ یا قینچی پاس ہے کہ مونڈالے یا کتروائے تو یہ کوئی عذر نہیں مونڈانا یا کتروانا ضروری ہے۔^(۴) (عالمگیری)

اور یہ بھی ضرور ہے کہ حرم سے باہر مونڈانا یا کتروانا نہ ہو بلکہ حرم کے اندر ہو کہ اس کے لیے یہ جگہ مخصوص ہے، حرم سے

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الخامس، فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۱.

② ”لباب المناسک“، (باب مناسک منی، فصل فی الحلق و التقصیر)، ص ۲۳۰.

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ص ۲۳۱.

④ المرجع السابق.

باہر کرے گا تو دم لازم آئے گا۔^(۱) (منک)

مسئلہ ۶: اس موقع پر سر مونڈانے کے بعد مونچھیں ترشوانا، موئے زیر ناف دُور کرنا مستحب ہے اور داڑھی کے بال نہ لے اور لیے تو دم وغیرہ واجب نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: اگر نہ مونڈائے نہ کتروائے تو کوئی چیز جو احرام میں حرام تھی حلال نہ ہوئی اگرچہ طواف بھی کر چکا ہو۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: اگر بارہویں تک حلق و قصر نہ کیا تو دم لازم آئے گا کہ اس کے لیے یہ وقت مقرر ہے۔^(۴) (ردالمحتار)
(۱۵) حلق ہو یا تقصیر دہنی طرف^(۵) سے شروع کرو اور اس وقت اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہتے جاؤ اور فارغ ہونے کے بعد بھی کہو اور حلق یا تقصیر کے وقت یہ دعا پڑھو:
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا هَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا وَقَضٰی عَنْنَا نُسْكَنَا اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ نَاصِيَتِيْ بِیَدِكَ فَاجْعَلْ لِّیْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُّوْرًا یُّوْمَ الْقِيَمَةِ وَاْمُحْ عَنِّیْ بِهَا سَیِّئَةً وَّارْفَعْ لِّیْ بِهَا دَرَجَةً فِی الْجَنَّةِ الْعَالِیَةِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِّیْ فِیْ نَفْسِیْ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِّیْ وَلِلْمُحَلِّقِیْنَ وَالْمَقْصِرِیْنَ یَا وَّاسِعَ الْمَغْفِرَةِ. اٰمِنْ ط۔^(۶) اور سب مسلمانوں کی بخشش کی دعا کرو۔

مسئلہ ۹: اگر مونڈانے یا کتروانے کے سوا کسی اور طرح سے بال دور کریں مثلاً چوننا ہر تال وغیرہ سے جب بھی جائز

① ”لباب المناسك“، (باب مناسك منی، فصل فی الحلق و التقصیر)، ص ۲۳۰.

② ”الفتاویٰ الهندیة“، كتاب المناسك، الباب الخامس فی كيفية اداء الحج، ص ۲۳۲.

③ المرجع السابق.

④ ”ردالمحتار“، كتاب الحج، مطلب فی طواف الزيارة، ج ۳، ص ۶۱۶.

⑤ یعنی مونڈانے والے کی دہنی جانب یہی حدیث سے ثابت اور امام اعظم نے بھی ایسا ہی کیا لہذا بعض کتابوں میں جو حجام کی دہنی جانب سے شروع کرنے کو بتایا صحیح نہیں۔ ۱۲ منہ

⑥ حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے اس پر کہ اس نے ہمیں ہدایت کی اور انعام کیا اور ہماری عبادت پوری کرادی، اے اللہ (عزوجل)! یہ میری چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے میرے لیے ہر بال کے بدلے میں قیامت کے دن نور کر اور اس کی وجہ سے میرا گناہ مٹا دے اور جنت میں درجہ بلند کر، الہی! میرے لیے میرے نفس میں برکت کر اور مجھ سے قبول کر، اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو اور سر مونڈانے والوں اور بال کتروانے والوں کو بخش دے، اے بڑی مغفرت والے! آمین۔ ۱۲

ہے۔^(۱) (در مختار)

(۱۶) بال دفن کر دیں اور ہمیشہ بدن سے جو چیز بال، ناخن، کھال جدا ہوں دفن کر دیا کریں۔

(۱۷) یہاں حلق یا تقصیر سے پہلے ناخن نہ کتر واؤ، نہ خط بناؤ، ورنہ دم لازم آئے گا۔

(۱۸) اب عورت سے صحبت کرنے، بشہوت اُسے ہاتھ لگانے، بوسہ لینے، شرم گاہ دیکھنے کے سوا جو کچھ احرام نے حرام

کیا تھا سب حلال ہو گیا۔

(طوافِ فرض)

(۱۹) افضل یہ ہے کہ آج دسویں ہی تاریخ فرض طواف کے لیے جسے طوافِ زیارت و طوافِ افاضہ کہتے ہیں، مکہ

معظمہ میں جاؤ بدستور مذکور پیدل با وضو و ستر عورت طواف کرو مگر اس طواف میں اضطباع نہیں۔

مسئلہ ۱: یہ طواف حج کا دوسرا رکن ہے اس کے سات پھیرے کیے جائیں گے، جن میں چار پھیرے فرض ہیں کہ بغیر

ان کے طواف ہوگا ہی نہیں اور نہ حج ہوگا اور پورے سات کرنا واجب تو اگر چار پھیروں کے بعد جماع کیا تو حج ہو گیا مگر دم

واجب ہوگا کہ واجب ترک ہوا۔^(۲) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: اس طواف کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ پیشتر احرام بندھا ہو اور وقوف کر چکا ہو اور خود کرے اور اگر

کسی اور نے اُسے کندھے پر اٹھا کر طواف کیا تو اُس کا طواف نہ ہوا مگر جب کہ یہ مجبور ہو خود نہ کر سکتا ہو مثلاً بیہوش ہے۔^(۳)

(جوہرہ، رد المحتار)

مسئلہ ۳: بیہوش کو پیٹھ پر لا کر یا کسی اور چیز پر اٹھا کر طواف کرایا اور اس میں اپنے طواف کی بھی نیت کر لی تو دونوں

کے طواف ہو گئے اگرچہ دونوں کے دو قسم کے طواف ہوں۔

مسئلہ ۴: اس طواف کا وقت دسویں کی طلوع فجر سے ہے، اس سے قبل نہیں ہو سکتا۔^(۴) (جوہرہ)

مسئلہ ۵: اس میں بلکہ مطلق ہر طواف میں نیت شرط ہے، اگر نیت نہ ہو طواف نہ ہو مثلاً دشمن یا درندے سے بھاگ

① "الدر المختار"، کتاب الحج، مطلب فی رمی جمرة العقبة، ج ۳، ص ۶۱۲.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۲، وغیرہ.

③ "رد المحتار"، کتاب الحج، مطلب: فی طواف الزیارة، ج ۳، ص ۶۱۴.

④ "الجوہرۃ النیرۃ" کتاب الحج، ص ۲۰۵.

کر پھیرے کیے طواف نہ ہوا بخلاف وقوف عرفہ کہ وہ بغیر نیت بھی ہو جاتا ہے مگر یہ نیت شرط نہیں کہ یہ طواف زیارت ہے۔^(۱) (جوہرہ)

مسئلہ ۶: عید اضحیٰ کی نماز وہاں نہیں پڑھی جائے گی۔^(۲) (ردالمحتار)

(۲۰) قارن ومفرد طواف قدوم میں اور متمتع بعد احرام حج کسی طواف نفل میں حج کے رمل وسعی دونوں یا صرف سعی کر چکے ہوں تو اس طواف میں رمل وسعی کچھ نہ کریں اور ① اگر اس میں رمل وسعی کچھ نہ کیا ہو یا ② صرف رمل کیا ہو یا ③ جس طواف میں کیے تھے وہ عمرہ کا تھا جیسے قارن ومتمتع کا پہلا طواف یا ④ وہ طواف بے طہارت کیا تھا یا ⑤ شوال سے پیشتر کے طواف میں کیے تھے تو ان پانچوں صورتوں میں رمل وسعی دونوں اس طواف فرض میں کریں۔

(۲۱) کمزور اور عورتیں اگر بھیڑ کے سبب دسویں کو نہ جائیں تو اس کے بعد گیارہویں کو افضل ہے اور اس دن یہ بڑا نفع ہے کہ مطاف خالی ملتا ہے گنتی کے بیس تیس آدمی ہوتے ہیں عورتوں کو بھی باطمینان تمام ہر پھیرے میں سنگ اسود کا بوسہ ملتا ہے۔

(۲۲) جو گیارہویں کو نہ جائے بارہویں کو کر لے اس کے بعد بلا عذر تاخیر گناہ ہے، جرمانہ میں ایک قربانی کرنی ہوگی۔

ہاں مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آ گیا تو ان کے ختم کے بعد طواف کرے مگر حیض یا نفاس سے اگر ایسے وقت پاک ہوئی کہ نہادھو کر بارہویں تاریخ میں آفتاب ڈوبنے سے پہلے چار پھیرے کر سکتی ہے تو کرنا واجب ہے، نہ کرے گی گنہگار ہوگی۔ یوہیں اگر اتنا وقت اُسے ملا تھا کہ طواف کر لیتی اور نہ کیا اب حیض یا نفاس آ گیا تو گنہگار ہوئی۔^(۳) (ردالمحتار)

(۲۳) بہر حال بعد طواف دو رکعت بدستور پڑھیں، اس طواف کے بعد عورتیں بھی حلال ہو جائیں گی اور حج پورا ہو گیا کہ اس کا دوسرا رکن یہ طواف تھا۔

مسئلہ ۷: اگر یہ طواف نہ کیا تو عورتیں حلال نہ ہوں گی اگرچہ برسین گزر جائیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: بے وضو یا جنابت میں طواف کیا تو احرام سے باہر ہو گیا، یہاں تک کہ اس کے بعد جماع کرنے سے حج فاسد نہ ہوگا اور اگر اُلٹا طواف کیا یعنی کعبہ کی بائیں جانب سے تو عورتیں حلال ہو گئیں مگر جب تک مکہ میں ہے اس طواف کا اعادہ

① "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، ص ۲۰۵.

② "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فی طواف زیارۃ، ج ۳، ص ۶۱۷.

③ "رد المحتار"، کتاب الحج، مطلب فی طواف زیارۃ، ج ۳، ص ۶۱۶.

④ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۲.

کرے اور اگر نجس کپڑا پہن کر طواف کیا تو مکروہ ہوا اور بقدر مانع نماز ستر کھلا رہا تو ہو جائے گا مگر ذم لازم ہے۔^(۱) (عالمگیری جوہرہ)
(۲۴) دسویں، گیارہویں، بارہویں کی راتیں منیٰ ہی میں بسر کرنا سنت ہے، نہ مزدلفہ میں نہ مکہ میں نہ راہ میں، لہذا جو شخص دس یا گیارہ کو طواف کے لیے گیا واپس آ کر رات منیٰ ہی میں گزارے۔

مسئلہ ۹: اگر اپنے آپ منیٰ میں رہا اور اسباب وغیرہ مکہ کو بھیج دیا یا مکہ ہی میں چھوڑ کر عرفات کو گیا تو اگر ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں ہے، تو کراہت ہے ورنہ نہیں۔^(۲) (درمختار)

(باقی دنوں کی رمی)

(۲۵) گیارہویں تاریخ بعد نماز ظہر امام کا خطبہ سن کر پھر رمی کو چلو، ان ایام میں رمی حمرہ اولیٰ سے شروع کرو جو مسجد خیف سے قریب ہے، اس کی رمی کو راہ مکہ کی طرف سے آ کر چڑھائی پر چڑھو کہ یہ جگہ نسبت جمرۃ العقبہ کے بلند ہے، یہاں رُوبقبلہ سات کنکریاں بطور مذکور مار کر حمرہ سے کچھ آگے بڑھ جاؤ اور قبلہ رودعا میں یوں ہاتھ اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں قبلہ کو رہیں۔ حضور قلب سے حمد و درود دعا و استغفار میں کم سے کم بیس آیتیں پڑھنے کی قدر مشغول رہو، ورنہ پون پارہ یا سورہ بقرہ کی مقدار تک۔

(۲۶) پھر حمرہ وسطیٰ پر جا کر ایسا ہی کرو (۲۷) پھر حمرۃ العقبہ پر مگر یہاں رمی کر کے نہ ٹھہرو معاہلٹ آؤ، پلٹتے میں دعا کرو۔

(۲۸) بعینہ اسی طرح بارہویں تاریخ بعد زوال تینوں جمرے کی رمی کرو، بعض لوگ دوپہر سے پہلے آج رمی کر کے

مکہ معظمہ کو چل دیتے ہیں۔ یہ ہمارے اصل مذہب کے خلاف اور ایک ضعیف روایت ہے تم اس پر عمل نہ کرو۔

(۲۹) بارہویں کی رمی کر کے غروب آفتاب سے پہلے اختیار ہے کہ مکہ معظمہ کو روانہ ہو جاؤ مگر بعد غروب چلا جانا

معیوب۔ اب ایک دن اور ٹھہرنا اور تیرہویں کو بدستور دوپہر ڈھلے رمی کر کے مکہ جانا ہوگا اور یہی افضل ہے، مگر عام لوگ بارہویں کو چلے جاتے ہیں تو ایک رات دن یہاں اور قیام میں قلیل جماعت کو وقت ہے اور اگر تیرہویں کی صبح ہوگئی تو اب بغیر رمی کیے جانا جائز نہیں، جائے گا تو ذم واجب ہوگا۔ دسویں کی رمی کا وقت اوپر مذکور ہوا۔

گیارہویں بارہویں کا وقت آفتاب ڈھلنے^(۳) سے صبح تک ہے مگر رات میں یعنی آفتاب ڈوبنے کے بعد مکروہ ہے اور تیرہویں کی رمی کا وقت صبح سے آفتاب ڈوبنے تک ہے مگر صبح سے آفتاب ڈھلنے تک مکروہ وقت ہے، اس کے بعد غروب آفتاب

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الخامس، ج ۱، ص ۲۳۲ و "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، ص ۲۰۶.

②..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، ج ۳، ص ۶۲۱.

③..... یعنی ظہر کا وقت شروع ہونے۔

تک مسنون۔ لہذا اگر پہلی تین تاریخوں ۱۰، ۱۱، ۱۲ کی رمی دن میں نہ کی ہو تو رات میں کر لے پھر اگر بغیر عذر ہے تو کراہت ہے، ورنہ کچھ نہیں اور اگر رات میں بھی نہ کی تو قضا ہوگئی، اب دوسرے دن اس کی قضا دے اور اس کے ذمہ کفارہ واجب اور اس قضا کا بھی وقت تیرہویں کے آفتاب ڈوبنے تک ہے، اگر تیرہویں کو آفتاب ڈوب گیا اور رمی نہ کی تو اب رمی نہیں ہو سکتی اور دم واجب۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱: اگر بالکل رمی نہ کی جب بھی ایک ہی دم واجب ہوگا۔^(۲) (منک)

مسئلہ ۲: کنکریاں چاروں دن کے واسطے لی تھیں یعنی ستر اور بارہویں کی رمی کر کے مکہ جانا چاہتا ہے تو اگر اور کو ضرورت ہو اُسے دیدے، ورنہ کسی پاک جگہ ڈال دے۔ جمروں پر پچی ہوئی کنکریاں پھینکنا مکروہ ہے اور دفن کرنے کی بھی حاجت نہیں۔^(۳) (منک)

مسئلہ ۳: رمی پیدل بھی جائز ہے اور سوار ہو کر بھی مگر افضل یہ ہے کہ پہلے اور دوسرے جمروں پر پیدل رمی کرے اور تیسرے کی سواری پر۔^(۴) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: اگر کنکری کسی شخص کی پیٹھ یا کسی اور چیز پر پڑی اور ہلکی رہ گئی تو اُس کے بدلے کی دوسری مارے اور اگر گر پڑی اور وہاں گری جہاں اُس کی جگہ ہے یعنی جمرہ سے تین ہاتھ کے فاصلہ کے اندر تو جائز ہوگئی۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: اگر کنکری کسی شخص پر پڑی اور اُس پر سے جمرہ کو لگی تو اگر معلوم ہو کہ اُس کے دفع کرنے سے جمرہ پر پہنچی تو اس کے بدلے کی دوسری کنکری مارے اور معلوم نہ ہو جب بھی احتیاط یہی ہے کہ دوسری مارے۔ یوہیں اگر شک ہو کہ کنکری اپنی جگہ پر پہنچی یا نہیں تو اعادہ کر لے۔^(۶) (منک)

مسئلہ ۶: ترتیب کے خلاف رمی کی تو بہتر یہ ہے کہ اعادہ کر لے اور اگر پہلے جمرہ کی رمی نہ کی اور دوسرے تیسرے کی تو پہلے پر مار کر پھر دوسرے اور تیسرے پر مار لینا بہتر ہے اور اگر تین تین کنکریاں ماری ہیں تو پہلے پر چار اور مارے اور دوسرے

① ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فی رمی الجمرات الثلاث، ج ۳، ص ۶۱۹.

② ”لباب المناسک“، (باب رمی الجمار و احکامہ، فصل رمی اليوم الرابع)، ص ۲۴۴.

③ ”لباب المناسک“ و ”المسلك المتقسط“، (باب رمی الجمار و احکامہ، فصل رمی اليوم الرابع)، ص ۲۴۴.

④ ”الدرالمختار“، کتاب الحج، ج ۳، ص ۶۲۰، وغیرہ.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۴.

⑥ ”لباب المناسک“، (باب رمی الجمار و احکامہ، فصل فی الرمی و شرائطہ و واجباتہ)، ص ۲۴۵.

تیسرے پر سات سات اور اگر چار چار ماری ہیں تو ہر ایک پر تین تین اور مارے اور بہتر یہ ہے کہ سرے سے رمی کرے اور اگر یوں کیا کہ ایک ایک کنکری تینوں پر مار آیا پھر ایک ایک، یوہیں سات سات سات کنکریاں پوری کیں تو پہلے جمرہ کی رمی ہوگئی اور دوسرے پر تین اور مارے اور تیسرے پر چھ تو رمی پوری ہوگی۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: جو شخص مریض ہو کہ جمرہ تک سواری پر بھی نہ جاسکتا ہو، وہ دوسرے کو حکم کر دے کہ اس کی طرف سے رمی کرے اور اس کو چاہیے کہ پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مارنے کے بعد مریض کی طرف سے رمی کرے یعنی جب کہ خود رمی نہ کر چکا ہو اور اگر یوں کیا کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری پھر ایک مریض کی طرف سے، یوہیں سات بار کیا تو مکروہ ہے اور مریض کے بغیر حکم رمی کر دی تو جائز نہ ہوئی اور اگر مریض میں اتنی طاقت نہیں کہ رمی کرے تو بہتر یہ کہ اس کا ساتھی اس کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کرائے۔ یوہیں بیہوش یا مجنون یا ناسمجھ کی طرف سے اس کے ساتھ والے رمی کر دیں اور بہتر یہ کہ ان کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کرائیں۔^(۲) (منک)

مسئلہ ۸: گن کرا کیس کنکریاں لے گیا اور رمی کرنے کے بعد دیکھتا ہے کہ چار بچی ہیں اور یہ یاد نہیں کہ کون سے جمرہ پر کی کی تو پہلے پر یہ چار کنکریاں مارے اور دونوں پچھلوں پر سات سات اور اگر تین بچی ہیں تو ہر ایک پر ایک ایک اور اگر ایک یاد وہوں جب بھی ہر جمرہ پر ایک ایک۔^(۳) (فتح القدیر)

(۳۰) رمی سے پہلے حلق جائز نہیں۔

(۳۱) گیارہویں بارہویں کی رمی دوپہر سے پہلے اصلاً صحیح نہیں۔

(رمی میں بارہ چیزیں مکروہ ہیں)

(۳۲) رمی میں یہ چیزیں مکروہ ہیں:

① دسویں کی رمی غروب آفتاب کے بعد کرنا۔

② تیرہویں کی رمی دوپہر سے پہلے کرنا۔

③ رمی میں بڑا پتھر مارنا۔

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۴۔

② "لباب المناسک" و "المسئل المتقسط"، (باب رمی الجمار و احکامہ)، ص ۲۴۷۔

③ "فتح القدیر"، کتاب الحج، باب الاحرام، ج ۲، ص ۳۹۱۔

- ④ بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں بنانا۔
- ⑤ مسجد کی کنکریاں مارنا۔
- ⑥ جمرہ کے نیچے جو کنکریاں پڑی ہیں اٹھا کر مارنا کہ یہ مردود کنکریاں ہیں، جو قبول ہوتی ہیں اٹھالی جاتی ہیں کہ قیامت کے دن نیکیوں کے پلے میں رکھی جائیں گی، ورنہ جمرہ کے گرد پہاڑ ہو جاتے۔
- ⑦ ناپاک کنکریاں مارنا۔
- ⑧ سات سے زیادہ مارنا۔
- ⑨ رمی کے لیے جو جہت مذکور ہوئی اس کے خلاف کرنا۔^(۱)
- ⑩ جمرہ سے پانچ ہاتھ سے کم فاصلہ پر کھڑا ہونا زیادہ کا مضائقہ نہیں۔
- ⑪ جمرہ میں خلاف ترتیب کرنا۔
- ⑫ مارنے کے بدلے کنکری جمرہ کے پاس ڈال دینا۔

(مکہ معظمہ کو روانگی)

(۳۳) اخیر دن یعنی بارہویں خواہ تیرہویں کو جب منی سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ چلو وادی محصب^(۲) میں کہ جَنَّةُ الْمُعَلٰی کے قریب ہے، سواری سے اتر لویا بے اترے کچھ دیر ٹھہر کر دعا کرو اور افضل یہ ہے کہ عشا تک نمازیں یہیں پڑھو، ایک نیند لے کر مکہ معظمہ میں داخل ہو۔

(عمرے)

(۳۴) اب تیرہویں کے بعد جب تک مکہ میں ٹھہرو اپنے اور اپنے پیر، اُستاد، ماں، باپ، خصوصاً حضور پُر نور سید عالم

①..... شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی ذامتہ برکاتہمُ الْعَالِیَہ ”رفیق الحرمین“ میں تحریر فرماتے ہیں: ”لہذا بڑے شیطان کو مارتے وقت کعبہ شریف اُلٹے ہاتھ کی طرف اور منی سیدھے ہاتھ کی طرف ہونا چاہئے باقی دونوں حُمر کو مارتے وقت آپ کا منہ قبلہ کی جانب ہونا چاہئے۔“

②..... جنۃ المَعْلٰی کہ مکہ معظمہ کا قبرستان ہے اس کے پاس ایک پہاڑ ہے اور دوسرا پہاڑ اس پہاڑ کے سامنے مکہ کو جاتے ہوئے دہنے ہاتھ پر نالہ کے پیٹ سے جدا ہے ان دونوں پہاڑوں کے بیچ کا نالہ وادی محصب ہے جنۃ المَعْلٰی محصب میں داخل نہیں ۱۲۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب و اہلبیت و حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے جتنے ہو سکیں عمرے کرتے رہو۔ معتمیم کو کہ مکہ معظمہ سے شمال یعنی مدینہ طیبہ کی طرف تین میل فاصلہ پر ہے، جاؤ وہاں سے عمرہ کا احرام جس طرح اوپر بیان ہوا باندھ کر آؤ اور طواف و سعی حسب دستور کر کے حلق یا تقصیر کر لو عمرہ ہو گیا۔ جو حلق کر چکا اور مثلاً اُسی دن دوسرا عمرہ لایا، وہ سر پر اُسترہ پھر والے کافی ہے۔ یوہیں وہ جس کے سر پر قدرتی بال نہ ہوں۔

(۳۵) مکہ معظمہ میں کم سے کم ایک ختم قرآن مجید سے محروم نہ رہے۔

(مقاماتِ متبرکہ کی زیارت)

(۳۶) جَنَّةُ الْمَعْلٰی حاضر ہو کر اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ و دیگر مدفونین کی زیارت کرے۔

(۳۷) مکان ولادت اقدس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مکان حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و مکان ولادت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جبل ثور و غارِ حرا و مسجد الجُن و مسجد جبل ابی قیس و غیر ہا مکانات متبرکہ کی بھی زیارت سے مشرف ہو۔

(۳۸) حضرت عبدالمطلب کی زیارت کریں اور ابوطالب کی قبر پر نہ جائیں۔ یوہیں جدہ میں جو لوگوں نے حضرت

اُمناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار کئی سو ہاتھ کا بنا رکھا ہے وہاں بھی نہ جائیں کہ بے اصل ہے۔

(۳۹) علما کی خدمت سے برکت حاصل کرو۔

(کعبہ معظمہ کی داخلی)

(۴۰) کعبہ معظمہ کی داخلی کمال سعادت ہے اگر جائز طور پر نصیب ہو۔ محرم میں عام داخلی ہوتی ہے مگر سخت کشمکش

رہتی ہے۔ کمزور مرد کا تو کام ہی نہیں، نہ عورتوں کو ایسے ہجوم میں جرأت کی اجازت، نہ زبردست مرد اگر آپ ایذا سے بچ بھی گیا تو

اُوروں کو دھکے دیکر ایذا دے گا اور یہ جائز نہیں، نہ اس طرح کی حاضری میں کچھ ذوق ملے اور خاص داخلی بے لین دین میسر نہیں

اور اس پر لینا بھی حرام اور دینا بھی حرام۔ حرام کے ذریعہ ایک مستحب ملا بھی تو وہ بھی حرام ہو گیا، ان مفاسد سے نجات نہ ملے تو

حطیم کی حاضری غنیمت جانے، اوپر گزرا کہ وہ بھی کعبہ ہی کی زمین ہے۔

اور اگر شاید بن پڑے یوں کہ خدام کعبہ سے صاف ٹھہر جائے کہ داخلی کے عوض کچھ نہ دیں گے، اس کے بعد یا قبل

چاہے ہزاروں روپے دیدے تو کمال ادب ظاہر و باطن کی رعایت سے آنکھیں نیچی کیے گردن جھکائے، گناہوں پر شرماتے،

جلال رب العزّة سے لرزتے کانپتے بسم اللہ کہہ کر پہلے سیدھا پاؤں بڑھا کر داخل ہو اور سامنے کی دیوار تک اتنا بڑھے کہ تین ہاتھ کا

فاصلہ رہے۔ وہاں دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے پھر دیوار پر خسارہ اور مونہ رکھ کر حمد و ثناء و دُعا میں کوشش کرے۔ یوہیں نگاہ نیچی کیے چاروں گوشوں پر جائے اور دعا کرے اور ستونوں سے چمٹے اور پھر اس دولت کے ملنے اور حج و زیارت کے قبول کی دعا کرے اور یوہیں آنکھیں نیچی کیے واپس آئے اوپر یا ادھر ادھر ہرگز نہ دیکھے اور بڑے فضل کی امید کرو کہ وہ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾^(۱) ”جو اس گھر میں داخل ہوا وہ امان میں ہے۔“ والحمد للہ۔

(حرمین شریفین کے تبرکات)

(۴۱) بچی ہوئی بٹی وغیرہ جو یہاں یا مدینہ طیبہ میں خدام دیتے ہیں، ہرگز نہ لے بلکہ اپنے پاس سے بٹی وہاں روشن کر کے باقی اٹھالے۔

مسئلہ ۱: غلاف کعبہ معظمہ جو سال بھر بعد بدلا جاتا ہے اور جو اوتارا گیا فقرا پر تقسیم کر دیا جاتا ہے، اس کو ان فقرا سے خرید سکتے ہیں اور جو غلاف چڑھا ہوا ہے اس میں سے لینا جائز نہیں بلکہ اگر کوئی ٹکڑا جدا ہو کر گر پڑے تو اسے بھی نہ لے اور لے تو کسی فقیر کو دیدے۔

مسئلہ ۲: کعبہ معظمہ میں خوشبو لگی ہو اسے بھی لینا جائز نہیں اور لی تو واپس کر دے اور خواہش ہو تو اپنے پاس سے خوشبو لے جا کر مَس کر لائے۔

(طواف رُخصت)

(۴۲) جب ارادہ رُخصت کا ہو طواف وداع بے رَمَل و سَعی و اضطباع بجالائے کہ باہر والوں پر واجب ہے۔ ہاں وقت رُخصت عورت حیض یا نفاس سے ہو تو اس پر نہیں، جس نے صرف عمرہ کیا ہے اس پر یہ طواف واجب نہیں پھر بعد طواف بدستور دو رکعت مقام ابراہیم میں پڑھے۔

مسئلہ ۱: سفر کا ارادہ تھا طواف رُخصت کر لیا مگر کسی وجہ سے ٹھہر گیا، اگر اقامت کی نیت نہ کی تو وہی طواف کافی ہے مگر مستحب یہ ہے کہ پھر طواف کرے کہ پچھلا کام طواف رہے۔^(۲) (عالمگیری وغیرہ)

① پ ۳، الانعام: ۹۷۔

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۴، وغیرہ۔

مسئلہ ۲: مکہ والے اور میقات کے اندر رہنے والے پر طوافِ رخصت واجب نہیں۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۳: باہر والے نے مکہ میں یا مکہ کے آس پاس میقات کے اندر کسی جگہ رہنے کا ارادہ کیا یعنی یہ کہ اب یہیں رہے گا تو اگر بارہویں تاریخ تک یہ نیت کر لی تو اب اس پر یہ طواف واجب نہیں اور اس کے بعد نیت کی تو واجب ہو گیا اور پہلی صورت میں اگر اپنے ارادہ کو توڑ دیا اور وہاں سے رخصت ہوا تو اس وقت بھی واجب نہ ہوگا۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: طوافِ رخصت میں نفس طواف کی نیت ضرور ہے، واجب و رخصت نیت میں ہونے کی حاجت نہیں، یہاں تک کہ اگر بہ نیت نفل کیا واجب ادا ہو گیا۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: حیض والی مکہ معظمہ سے جانے کے قبل پاک ہو گئی تو اس پر یہ طواف واجب ہے اور اگر جانے کے بعد پاک ہوئی تو اسے یہ ضرور نہیں کہ واپس آئے اور واپس آئی تو طواف واجب ہو گیا جب کہ میقات سے باہر نہ ہوئی تھی اور اگر جانے سے پہلے حیض ختم ہو گیا مگر نہ غسل کیا تھا، نہ نماز کا ایک وقت گزرا تھا تو اس پر بھی واپس آنا واجب نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۶: جو بغیر طوافِ رخصت کے چلا گیا تو جب تک میقات سے باہر نہ ہوا واپس آئے اور میقات سے باہر ہونے کے بعد یاد آیا تو واپس ہونا ضرور نہیں بلکہ دم دیدے اور اگر واپس ہو تو عمرہ کا احرام باندھ کر واپس ہو اور عمرہ سے فارغ ہو کر طوافِ رخصت بجالائے اور اس صورت میں دم واجب نہ ہوگا۔^(۵) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: طوافِ رخصت کے تین پھیرے چھوڑ گیا تو ہر پھیرے کے بدلے صدقہ دے۔^(۶) (عالمگیری)

(۴۳) طوافِ رخصت کے بعد زمزم پر آ کر اسی طرح پانی پیے، بدن پر ڈالے۔

(۴۴) پھر دروازہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہو کر آستانہ پاک کو بوسہ دے اور قبولِ حج و زیارت اور بار بار حاضری کی دعا

مانگے اور وہی دُعا جمع پڑھے یا یہ پڑھے:

السَّائِلُ بِبَابِكَ يَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَمَعْرُوفِكَ وَيَرْجُو رَحْمَتَكَ .^(۷)

① "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية أداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۴.

② المرجع السابق.

③ "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف الصدر، ج ۳، ص ۶۲۲.

④ "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية أداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۵.

⑤ المرجع السابق. و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف الصدر، ج ۳، ص ۶۲۲.

⑥ "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۲۴۶.

⑦ تیرے دروازہ پر سائل تیرے فضل و احسان کا سوال کرتا ہے اور تیری رحمت کا امیدوار ہے۔ ۱۲

(۳۵) پھر ملتزم پر آ کر غلاف کعبہ تھام کر اسی طرح چٹو، ذکر و رُود و دعا کی کثرت کرو۔ اس وقت یہ دعا پڑھو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ فَكَمَا هَدَيْتَنَا لِهٰذَا فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا وَلَا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَارْزُقْنِي الْعَوْدَ اِلَيْهِ حَتّٰى تَرْضٰى بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ ط. (1)

(۳۶) پھر حجر پاک کو بوسہ دو اور جو آنسو رکھتے ہو گراؤ اور یہ پڑھو:

يَا يَمِيْنَ اللّٰهُ فِيْ اَرْضِهِ اِنِّىْ اُشْهِدُكَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا اِنِّىْ اُشْهِدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاشْهِدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا اُوَدِّعُكَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ لِتَشْهَدَ لِيْ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ يَوْمِ الْقِيَمَةِ يَوْمَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُشْهِدُكَ عَلَى ذٰلِكَ وَاشْهِدْ مَلَائِكَتَكَ الْكَرَامَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ ط. (1)

(۳۷) پھر اٹے پاؤں کعبہ کی طرف منہ کر کے یا سیدھے چلنے میں پھر پھر کر کعبہ کو حسرت سے دیکھتے، اُس کی جدائی پر روتے یا رونے کا منہ بناتے مسجد کریم کے دروازہ سے بایاں پاؤں پہلے بڑھا کر نکلو اور دعائے مذکور پڑھو اور اسکے لیے بہتر باب الحدورہ ہے۔

(۳۸) حیض و نفاس والی عورت دروازہ مسجد پر کھڑی ہو کر بہ نگاہ حسرت دیکھے اور دعا کرتی پلٹے۔

(۳۹) پھر بقدر قدرت فقراء مکہ معظمہ پر تصدق کر کے متوجہ سرکارِ اعظم مدینہ طیبہ ہو وباللہ التوفیق۔

①..... حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہمیں ہدایت کی، اللہ (عزوجل) ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، الہی! جس طرح ہمیں تو نے اس کی ہدایت کی ہے تو قبول فرما اور بیت الحرام میں یہ ہماری آخری حاضری نہ کر اور اس کی طرف پھر لوٹنا ہمیں نصیب کرنا تاکہ تو اپنی رحمت کے سبب راضی ہو جا۔

اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان اور حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جو رب ہے تمام جہان کا اور اللہ (عزوجل) درود بھیجے ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کی آل و اصحاب سب پر۔ ۱۲

②..... اے زمین میں اللہ (عزوجل) کے یمنین! میں تجھے گواہ کرتا ہوں اور اللہ (عزوجل) کی گواہی کافی ہے کہ میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں۔

اور میں تیرے پاس اس شہادت کو امانت رکھتا ہوں کہ تو اللہ (عزوجل) کے نزدیک قیامت کے دن جس دن بڑی گھبراہٹ ہوگی تو میرے لیے اس کی شہادت دے گا، اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ کو اور تیرے ملائکہ کو اس پر گواہ کرتا ہوں، اللہ (عزوجل) درود بھیجے ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کی آل و اصحاب سب پر۔ ۱۲

قرآن کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَاتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ (1)

اور اللہ (عزوجل) کے لیے حج و عمرہ کو پورا کرو۔

(حدیث ۱:) ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ صُحی بن معبد تغلمی سے راوی، کہتے ہیں میں نے حج و عمرہ کا ایک ساتھ احرام

باندھا، امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ (2)

(حدیث ۲:) صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

سُنا، حج و عمرہ دونوں کو بلیک میں ذکر فرماتے ہیں۔ (3)

(حدیث ۳:) امام احمد نے ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کو

جمع فرمایا۔ (4)

مسئلہ ۱: قرآن کے یہ معنی ہیں کہ حج و عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھے یا پہلے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور ابھی

طواف کے چار پھیرے نہ کیے تھے کہ حج کو شامل کر لیا یا پہلے حج کا احرام باندھا تھا اُس کے ساتھ عمرہ بھی شامل کر لیا، خواہ طواف

قدوم سے پہلے عمرہ شامل کیا یا بعد میں۔ طواف قدوم سے پہلے اساعت ہے کہ خلاف سنت ہے مگر دم واجب نہیں اور طواف

قدوم کے بعد شامل کیا تو واجب ہے کہ عمرہ توڑ دے اور دم دے اور عمرہ کی قضا کرے اور عمرہ نہ توڑا جب بھی دم دینا واجب

ہے۔ (5) (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ ۲: قرآن کے لیے شرط یہ ہے کہ عمرہ کے طواف کا اکثر حصہ وقوف عرفہ سے پہلے ہو، لہذا جس نے طواف کے چار

پھیروں سے پہلے وقوف کیا اُس کا قرآن باطل ہو گیا۔ (6) (فتح القدر)

① پ ۲، البقرہ: ۱۹۶۔

② ”سنن أبي داود“، كتاب المناسك، باب في الاقران، الحديث: ۱۷۹۸، ج ۲، ص ۲۲۷۔

③ ”صحيح مسلم“، كتاب الحج، باب في الافراد و القران، الحديث: ۱۲۳۲، ص ۶۴۷۔

④ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي طلحة، الحديث: ۱۶۳۴۶، ج ۵، ص ۵۰۸۔

⑤ ”الدر المختار“ و ”رد المختار“، كتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۳۔

⑥ ”فتح القدير“

مسئلہ ۳: سب سے افضل قرآن ہے پھر تمتع پھر افراد۔^(۱) (ردالمحتار وغیرہ) قرآن کے احرام کا طریقہ احرام کے بیان میں مذکور ہوا۔

مسئلہ ۴: قرآن کا احرام میقات سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اور شوال سے پہلے بھی مگر اس کے افعال حج کے مہینوں میں کیے جائیں، شوال سے پہلے افعال نہیں کر سکتے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۵: قرآن میں واجب ہے کہ پہلے سات پھیرے طواف کرے اور ان میں پہلے تین پھیروں میں رمّل سنت ہے پھر سعی کرے، اب قرآن کا ایک جُز یعنی عمرہ پورا ہو گیا مگر ابھی حلق نہیں کر سکتا اور کیا بھی تو احرام سے باہر نہ ہوگا اور اس کے جرمانہ میں دو دم لازم ہیں۔ عمرہ پورا کرنے کے بعد طوافِ قدم کرے اور چاہے تو ابھی سعی بھی کر لے، ورنہ طوافِ افاضہ کے بعد سعی کرے۔ اگر ابھی سعی کرے تو طوافِ قدم کے تین پہلے پھیروں میں بھی رمّل کرے اور دونوں طوافوں میں اضطباع بھی کرے۔^(۳) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶: ایک ساتھ دو طواف کیے پھر دو سعی جب بھی جائز ہے مگر خلاف سنت ہے اور دم لازم نہیں، خواہ پہلا طواف عمرہ کی نیت سے اور دوسرا قدم کی نیت سے ہو یا دونوں میں سے کسی میں تعیین نہ کی یا اس کے سوا کسی اور طرح کی نیت کی۔ بہر حال پہلا عمرہ کا ہوگا اور دوسرا طوافِ قدم۔^(۴) (درمختار، منسک)

مسئلہ ۷: پہلے طواف میں اگر طوافِ حج کی نیت کی، جب بھی عمرہ ہی کا طواف ہے۔^(۵) (جوہرہ) عمرہ سے فارغ ہو کر بدستور محرم رہے اور تمام افعال بجالائے، دسویں کو حلق کے بعد پھر طوافِ افاضہ کے بعد جیسے حج کرنے والے کے لیے چیزیں حلال ہوتی ہیں اُس کے لیے بھی حلال ہوں گی۔

مسئلہ ۸: قارن پر دسویں کی رمی کے بعد قربانی واجب ہے اور یہ قربانی کسی جرمانہ میں نہیں بلکہ اس کا شکریہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اسے دو عبادتوں کی توفیق بخشی۔ قارن کے لیے افضل یہ ہے کہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے جائے۔^(۶) (عالمگیری)

① ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۱، وغیرہ۔

② ”الدرالمختار“، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۴۔

③ ”الدرالمختار“، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۵، وغیرہ۔

④ المرجع السابق. و”لباب المناسک“ و”المسلك المتقسط“، (باب القران، فصل فی اداء القران)، ص ۲۶۲۔

⑤ ”الجوهرة النيرة“، کتاب الحج، باب القران، ص ۲۱۰۔

⑥ الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، الباب السابع فی القران والتمتع، ج ۱، ص ۲۳۸۔

و”الدرالمختار“، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۶، وغیرہما۔

درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۹: اس قربانی کے لیے یہ ضرور ہے کہ حرم میں ہو، بیرون حرم نہیں ہو سکتی اور سنت یہ کہ منیٰ میں ہو اور اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی فجر طلوع ہونے سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے مگر یہ ضرور ہے کہ رمی کے بعد ہو، رمی سے پہلے کرے گا تو دم لازم آئے گا اور اگر بارہویں تک نہ کی تو ساقط نہ ہوگی بلکہ جب تک زندہ ہے قربانی اس کے ذمہ ہے۔^(۱) (منک)

مسئلہ ۱۰: اگر قربانی پر قادر تھا اور ابھی قربانی نہ کی تھی کہ انتقال ہو گیا تو اس کی وصیت کر جانا واجب ہے اور اگر وصیت نہ کی مگر وارثوں نے خود کر دی جب بھی صحیح ہے۔^(۲) (منک)

مسئلہ ۱۱: قارن کو اگر قربانی میسر نہ آئے کہ اس کے پاس ضرورت سے زیادہ مال نہیں، نہ اتنا اسباب کہ اُسے بچ کر جانور خریدے تو دس روزے رکھے۔ ان میں تین تو وہیں یعنی یکم شوال سے ذی الحجہ کی نویں تک احرام باندھنے کے بعد رکھے، خواہ سات، آٹھ، نو، کورکھے یا اس کے پہلے اور بہتر یہ ہے کہ نویں سے پہلے ختم کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر رکھے، تینوں کا پے درپے رکھنا ضرور نہیں اور سات روزے حج کا زمانہ گزرنے کے بعد یعنی تیرہویں کے بعد رکھے، تیرہویں کو یا اس کے پہلے نہیں ہو سکتے۔ ان سات روزوں میں اختیار ہے کہ وہیں رکھے یا مکان واپس آ کر اور بہتر مکان پر واپس ہو کر رکھنا ہے اور ان دسوں روزوں میں رات سے نیت ضرور ہے۔^(۳) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: اگر پہلے کے تین روزے نویں تک نہیں رکھے تو اب روزے کافی نہیں بلکہ دم واجب ہوگا، دم دے کر احرام سے باہر ہو جائے اور اگر دم دینے پر قادر نہیں تو سر موٹا کر یا بال کتر واکر احرام سے جدا ہو جائے اور دو دم واجب ہیں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۱۳: قادر نہ ہونے کی وجہ سے روزے رکھ لیے پھر حلق سے پہلے دسویں کو جانور مل گیا، تو اب وہ روزے کافی نہیں لہذا قربانی کرے اور حلق کے بعد جانور پر قدرت ہوئی تو وہ روزے کافی ہیں، خواہ قربانی کے دنوں میں قدرت پائی گئی

① "لباب المناسک" و "المسلك المتقسط"، (باب القران، فصل في هدى القارن و المتمتع)، ص ۲۶۳.

② "لباب المناسک" و "المسلك المتقسط"، (باب القران، فصل في هدى القارن و المتمتع)، ص ۲۶۳.

③ "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسک، الباب السابع في قران و المتمتع، ج ۱، ص ۲۳۹.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۶.

④ "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۸.

یا بعد میں۔ یوہیں اگر قربانی کے دنوں میں سر نہ مونڈایا تو اگرچہ حلق سے پہلے جانور پر قادر ہو وہ روزے کافی ہیں۔^(۱)
(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: قارن نے طوافِ عمرہ کے تین پھیرے کرنے کے بعد وقوفِ عرفہ کیا تو وہ طواف جاتا رہا اور چار پھیرے کے بعد وقوف کیا تو باطل نہ ہوا اگرچہ طوافِ قدوم یا نفل کی نیت سے کیے، لہذا یوم النحر میں طواف زیارت سے پہلے اُس کی تکمیل کرے اور پہلی صورت میں چونکہ اُس نے عمرہ توڑ ڈالا، لہذا ایک دم واجب ہوا اور وہ قربانی کہ شکر کے لیے واجب تھی ساقط ہوگئی اور اب قارن نہ رہا اور ایام تشریق کے بعد اس عمرہ کی قضا دے۔^(۲) (درمختار)

تمتع کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۚ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝﴾^(۳)

جس نے عمرہ سے حج کی طرف تمتع کیا، اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے قربانی کی قدرت نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات واپسی کے بعد، یہ دس پورے ہیں۔ یہ اُس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) کا عذاب سخت ہے۔

تمتع اُسے کہتے ہیں کہ حج کے مہینے میں عمرہ کرے پھر اسی سال حج کا احرام باندھے یا پورا عمرہ نہ کیا، صرف چار پھیرے کیے پھر حج کا احرام باندھا۔

مسئلہ ۱: تمتع کے لیے یہ شرط نہیں کہ میقات سے احرام باندھے اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے بلکہ اگر میقات کے بعد احرام باندھا جب بھی تمتع ہے، اگرچہ بلا احرام میقات سے گزرنا گناہ اور دم لازم یا پھر میقات کو واپس جائے۔ یوہیں تمتع کے لیے یہ شرط نہیں کہ عمرہ کا احرام حج کے مہینے میں باندھا جائے بلکہ شوال سے پیشتر بھی احرام باندھ سکتے ہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۸.

② "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۹.

③ پ ۲، البقرہ: ۱۹۶.

عمرہ کے تمام افعال یا اکثر طواف حج کے مہینے میں ہو، مثلاً تین پھیرے طواف کے رمضان میں کیے پھر شوال میں باقی چار پھیرے کر لیے پھر اسی سال حج کر لیا تو یہ بھی تمتع ہے اور اگر رمضان میں چار پھیرے کر لیے تھے اور شوال میں تین باقی تو یہ تمتع نہیں اور یہ بھی شرط نہیں کہ جس سال احرام باندھا اسی سال تمتع کر لے مثلاً اس رمضان میں احرام باندھا اور احرام پر قائم رہا، دوسرے سال عمرہ پھر حج کیا تو تمتع ہو گیا۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

تمتع کے شرائط

تمتع کی دس شرطیں ہیں:

- ① حج کے مہینے میں پورا طواف کرنا یا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے۔
- ② عمرہ کا احرام حج کے احرام سے مقدم ہونا۔
- ③ حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا پورا طواف یا اکثر حصہ کر لیا ہو۔
- ④ عمرہ فاسد نہ کیا ہو۔
- ⑤ حج فاسد نہ کیا ہو۔
- ⑥ الإمام صحیح نہ کیا ہو۔ الإمام صحیح کے یہ معنی ہیں کہ عمرہ کے بعد احرام کھول کر اپنے وطن کو واپس جائے اور وطن سے مراد وہ جگہ ہے جہاں وہ رہتا ہے پیدائش کا مقام اگرچہ دوسری جگہ ہو، لہذا اگر عمرہ کرنے کے بعد وطن گیا پھر واپس آ کر حج کیا تو تمتع نہ ہوا اور اگر عمرہ کرنے سے پیشتر گیا یا عمرہ کر کے بغیر حلق کیے یعنی احرام ہی میں وطن گیا پھر واپس آ کر اسی سال حج کیا تو تمتع ہے۔ یو ہیں اگر عمرہ کر کے احرام کھول دیا پھر حج کا احرام باندھ کر وطن گیا تو یہ بھی الإمام صحیح نہیں، لہذا اگر واپس آ کر حج کرے گا تو تمتع ہوگا۔

⑦ حج و عمرہ دونوں ایک ہی سال میں ہوں۔

⑧ مکہ معظمہ میں ہمیشہ کے لیے ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو، لہذا اگر عمرہ کے بعد پکا ارادہ کر لیا کہ یہیں رہے گا تو تمتع نہیں اور دو ایک مہینے کا ہو تو ہے۔

⑨ مکہ معظمہ میں حج کا مہینہ آجائے تو بے احرام کے نہ ہو، نہ ایسا ہو کہ احرام ہے مگر چار پھیرے طواف کے اس مہینے

① ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۰۔

و ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب المناسک، الباب السابع فی القرآن والتمتع، ج ۱، ص ۲۴۰۔

سے پہلے کر چکا ہے، ہاں اگر میقات سے باہر واپس جائے پھر عمرہ کا احرام باندھ کر آئے تو تمتع ہو سکتا ہے۔
 ۱۰) میقات سے باہر کارہنے والا ہو۔ مکہ کا رہنے والا تمتع نہیں کر سکتا۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: تمتع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا، دوسری یہ کہ نہ لائے۔ جو جانور نہ لایا وہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھے، مکہ معظمہ میں آکر طواف وسعی کرے اور سر موٹائے اب عمرہ سے فارغ ہو گیا اور طواف شروع کرتے ہی یعنی سنگِ اسود کو بوسہ دیتے وقت لبیک ختم کر دے اب مکہ میں بغیر احرام رہے۔ آٹھویں ذی الحجہ کو مسجد الحرام شریف سے حج کا احرام باندھے اور حج کے تمام افعال بجالائے مگر اس کے لیے طوافِ قدوم نہیں اور طوافِ زیارت میں یا حج کا احرام باندھنے کے بعد کسی طوافِ نفل میں رمل کرے اور اس کے بعد سعی کرے اور اگر حج کا احرام باندھنے کے بعد طوافِ قدوم کر لیا ہے (اگرچہ اس کے لیے یہ طواف مسنون نہ تھا) اور اس کے بعد سعی کر لی ہے تو اب طوافِ زیارت میں رمل نہیں، خواہ طوافِ قدوم میں رمل کیا ہو یا نہیں اور طوافِ زیارت کے بعد اب سعی بھی نہیں، عمرہ سے فارغ ہو کر حلق بھی ضروری نہیں۔ اُسے یہ بھی اختیار ہے کہ سر نہ موٹائے بدستور محرم رہے۔

یو ہیں مکہ معظمہ ہی میں رہنا اُسے ضرور نہیں، چاہے وہاں رہے یا وطن کے سوا کہیں اور مگر جہاں رہے وہاں والے جہاں سے احرام باندھتے ہیں یہ بھی وہیں سے احرام باندھے، اگر مکہ مکرمہ میں ہے تو یہاں والوں کی طرح احرام باندھے اور اگر حرم سے باہر اور میقات کے اندر ہے تو محل میں احرام باندھے اور میقات سے بھی باہر ہو گیا تو میقات سے باندھے۔ یہ اُس صورت میں ہے، جب کہ کسی اور غرض سے حرم یا میقات سے باہر جانا ہو اور اگر احرام باندھنے کے لیے حرم سے باہر گیا تو اُس پر دم واجب ہے مگر جب کہ وقوف سے پہلے مکہ میں آ گیا تو ساقط ہو گیا اور مکہ معظمہ میں رہا تو حرم میں احرام باندھے اور بہتر یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں ہو اور اس سے بہتر یہ کہ مسجد حرم میں ہو اور سب سے بہتر یہ کہ حطیم شریف میں ہو۔ یو ہیں آٹھویں کو احرام باندھنا ضرور نہیں، نویں کو بھی ہو سکتا ہے اور آٹھویں سے پہلے بھی بلکہ یہ افضل ہے۔ تمتع کرنے والے پر واجب ہے کہ دسویں تاریخ کو شکرانہ میں قربانی کرے، اس کے بعد سر موٹائے۔ اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو اُسی طرح روزے رکھے جو قرآن والے کے لیے ہیں۔^(۲) (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

۱..... ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۰، ۶۴۳.

۲..... ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الحج، باب التمتع، ص ۲۱۲-۲۱۳.

و ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب المناسک، الباب السابع فی القرآن و التمتع، ج ۱، ص ۲۳۸-۲۳۹.

مسئلہ ۳: اگر اپنے ساتھ جانور لے جائے تو احرام باندھ کر لے چلے اور کھینچ کر لے جانے سے ہانکنا افضل ہے۔ ہاں اگر پیچھے سے ہانکنے سے نہیں چلتا تو آگے سے کھینچے اور اُس کے گلے میں ہار ڈال دے کہ لوگ سمجھیں یہ حرم میں قربانی کو جاتا ہے، اور ہار ڈالنا جھول ڈالنے سے بہتر ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس جانور کے کوہان میں دہنی یا بانیں جانب خفیف سا شگاف کر دے کہ گوشت تک نہ پہنچے، اب مکہ معظمہ میں پہنچ کر عمرہ کرے اور عمرہ سے فارغ ہو کر بھی محرم رہے جب تک قربانی نہ کر لے۔ اُسے سرمونڈانا جائز نہیں جب تک قربانی نہ کر لے ورنہ دم لازم آئے گا پھر وہ تمام افعال کرے جو اس کے لیے بتائے گئے کہ جانور نہ لایا تھا اور دسویں تاریخ کو رمی کر کے سرمونڈائے اب دونوں احرام سے ایک ساتھ فارغ ہو گیا۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۴: جو جانور لایا اور جونہ لایا دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر جانور نہ لایا اور عمرہ کے بعد احرام کھول ڈالا اب حج کا احرام باندھا اور کوئی جنایت واقع ہوئی تو جرمانہ مثل مفرد کے ہے اور وہ احرام باقی تھا تو جرمانہ قارن کی مثل ہے اور جانور لایا ہے تو بہر حال قارن کی مثل ہے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: میقات کے اندر والوں کے لیے قرآن و تمتع نہیں، اگر کریں تو دم دیں۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۶: جو جانور لایا ہے اُسے روزہ رکھنا کافی نہ ہوگا اگر چہ نادار ہو۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۷: جانور نہیں لے گیا اور عمرہ کر کے گھر چلا آیا تو یہ المام صحیح ہے اس کا تمتع جاتا رہا، اب حج کرے گا تو مفرد ہے اور جانور لے گیا ہے اور عمرہ کر کے گھر واپس آیا پھر محرم رہا اور حج کو گیا تو یہ المام صحیح نہیں، لہذا اس کا تمتع باقی ہے۔ یوہیں اگر گھر نہ آیا عمرہ کر کے کہیں اور چلا گیا تو تمتع نہ گیا۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸: تمتع کرنے والے نے حج یا عمرہ فاسد کر دیا تو اس کی قضا دے اور جرمانہ میں دم اور تمتع کی قربانی اُس کے ذمہ نہیں کہ تمتع رہا ہی نہیں۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۹: تمتع کے لیے یہ ضرور نہیں کہ حج و عمرہ دونوں ایک ہی کی طرف سے ہوں بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک اپنی طرف

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۵.

② "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۵.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۶.

④ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۸.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۸، وغیرہ.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۵۰.

سے ہو اور دوسرا کسی اور کی جانب سے یا ایک شخص نے اُسے حج کا حکم دیا اور دوسرے نے عمرہ کا اور دونوں نے تمتع کی اجازت دیدی تو کر سکتا ہے مگر قربانی خود اس کے ذمہ ہے اور اگر نادار ہے تو روزے رکھے۔^(۱) (منک)

مسئلہ ۱۰: حج کے مہینے میں عمرہ کیا مگر اُسے فاسد کر دیا پھر گھر واپس گیا پھر آ کر عمرہ کی قضا کی اور اُسی سال حج کیا تو یہ تمتع ہو گیا اور اگر مکہ ہی میں رہ گیا یا مکہ سے چلا گیا مگر میقات کے اندر رہا یا میقات سے بھی باہر ہو گیا مگر گھر نہ گیا اور آ کر عمرہ کی قضا کی اور اُسی سال حج بھی کیا تو ان سب صورتوں میں تمتع نہ ہوا۔^(۲) (جوہرہ)

جرم اور ان کے کفارے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ ط وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بِلِغِ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ أَوْ عَدْلٌ ذَالِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ط عَفَا اللَّهُ عَنْمَا سَلَفٌ ط وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ط وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ أَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلْسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرْمًا ط وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝﴾^(۳)

اے ایمان والو! احرام کی حالت میں شکار نہ کرو اور جو تم میں سے قصداً جانور کو قتل کرے گا تو بدلہ دے مثل اُس جانور کے جو قتل ہوا، تم میں سے دو عادل جو حکم کریں وہ بدلا قربانی ہوگی۔ جو کعبہ کو جائے یا کفارہ مسکین کا کھانا یا اس کے برابر روزے تاکہ اپنے کیے کا وبال چکھے۔ اللہ (عزوجل) نے اسے معاف فرمادیا، جو پیشتر ہو چکا اور جو پھر کرے گا تو اللہ (عزوجل) اس سے بدلا لے گا اور اللہ (عزوجل) غالب بدلا لینے والا ہے۔ دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے لیے حلال کیا گیا، تمہارے اور مسافروں کے برتنے کے لیے اور خشکی کا شکار تم پر حرام ہے، جب تک تم محرم ہو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو جس کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے۔ اور فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٌ أَوْ نُسْكٍ ۚ﴾^(۴)

① "المسلك المتقسط"، (باب التمتع، فصل ولا يشترط الصحة التمتع إحرام العمرة من الميقات)، ص ۲۸۶.

② "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب التمتع، ص ۲۱۶.

③ پ ۷، المائدہ: ۹۵-۹۶. ④ پ ۲، البقرہ: ۱۹۶.

جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو (اور سر مونڈا لے) تو فدیہ دے روزے یا صدقہ یا قربانی۔

صحیحین وغیرہما میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے اور یہ مُحْرَم تھے اور ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جُونِیں ان کے چہرے پر گر رہی تھیں، ارشاد فرمایا: کیا یہ کیڑے تمہیں تکلیف دے رہے ہیں؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ”سر مونڈا ڈالو اور تین صاع کھانا چھ مسکینوں کو دیدو یا تین روزے رکھو یا قربانی کرو۔“ (۱)

تنبیہ: مُحْرَم اگر بالقصد بلا عذر جرم کرے تو کفارہ بھی واجب ہے اور گنہگار بھی ہوا، لہذا اس صورت میں توبہ واجب کہ محض کفارہ سے پاک نہ ہوگا جب تک توبہ نہ کرے اور اگر نادانستہ یا عذر سے ہے تو کفارہ کافی ہے۔ جرم میں کفارہ بہر حال لازم ہے، یاد سے ہو یا بھول چوک سے، اس کا جرم ہونا جانتا ہو یا معلوم نہ ہو، خوشی سے ہو یا مجبوراً، سوتے میں ہو یا بیداری میں، نشہ یا بے ہوشی میں یا ہوش میں، اُس نے اپنے آپ کیا ہو یا دوسرے نے اُس کے حکم سے کیا۔

تنبیہ: اس بیان میں جہاں دَم کہیں گے اس سے مراد ایک بکری یا بھیڑ ہوگی اور بدنہ اونٹ یا گائے یہ سب جانور انہیں شرائط کے ہوں جو قربانی میں ہیں اور صدقہ سے مراد انگریزی روپے سے ایک سو پچھتر روپے آٹھ آنہ بھر گیہوں کہ تنوارو پے کے سیر سے پونے دو سیر اٹھنی بھر اوپر ہوئے یا اس کے دُونے جو یا کھجور یا ان کی قیمت۔

مسئلہ ۱: جہاں دَم کا حکم ہے وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا جُؤوں کی سخت ایذا کے باعث ہوگا تو اُسے جُرْم غیر اختیاری کہتے ہیں۔ اس میں اختیار ہوگا کہ دَم کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دے دے یا دونوں وقت پیٹ بھر کھلائے یا تین روزے رکھ لے، اگر چھ صدقے ایک مسکین کو دیدیے یا تین یا سات مساکین پر تقسیم کر دیے تو کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ شرط یہ ہے کہ چھ مسکینوں کو دے اور افضل یہ ہے کہ حرم کے مساکین ہوں اور اگر اس میں صدقہ کا حکم ہے اور بمجبوری کیا تو اختیار ہوگا کہ صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔ کفارہ اس لیے ہے کہ بھول چوک سے یا سوتے میں یا مجبوری سے جرم ہوں تو کفارہ سے پاک ہو جائیں، نہ اس لیے کہ جان بوجھ کر بلا عذر جُرْم کرو اور کہو کہ کفارہ دیدیں گے، دینا تو جب بھی آئے گا مگر قصدِ احکم الہی کی مخالفت سخت تر ہے۔

مسئلہ ۲: جہاں ایک دَم یا صدقہ ہے، قارِن پر دو ہیں۔ (۲) (عامہ کتب)

مسئلہ ۳: کفارہ کی قربانی یا قارِن و متمتع کے شکرانہ کی غیر حرم میں نہیں ہو سکتی۔ غیر حرم میں کی تو ادا نہ ہوئی، ہاں جُرْم

① ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب جواز حلق الرأس... إلخ، الحدیث: ۸۳۔ (۱۲۰۱)، ص ۶۱۸۔

② ”الہدایۃ“، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل فی جزاء الصيد، ج ۱، ص ۱۷۱۔

غیر اختیاری میں اگر اس کا گوشت چھ مسکینوں پر تصدق کیا اور ہر مسکین کو ایک صدقہ کی قیمت کا پہنچا تو ادا ہو گیا۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: شکرانہ کی قربانی سے آپ کھائے، غنی کو کھلائے، مساکین کو دے اور کفارہ کی صرف محتاجوں کا حق ہے۔

مسئلہ ۵: اگر کفارے کے روزے رکھے تو اس میں شرط یہ ہے کہ رات سے یعنی صبح صادق سے پہلے نیت کر لے اور یہ بھی نیت کہ فلاں کفارہ کا روزہ ہے، مطلق روزہ کی نیت یا نفل یا کوئی اور نیت کی تو کفارہ ادا نہ ہوا اور پے در پے ہونا یا حرم میں یا احرام میں رکھنا ضرور نہیں۔^(۲) (منک) اب احکام سنئے:

(۱) خوشبو اور تیل لگانا

مسئلہ ۶: خوشبو اگر بہت سی لگائی جسے دیکھ کر لوگ بہت بتائیں اگرچہ عضو کے تھوڑے حصہ پر یا کسی بڑے عضو جیسے سر، مونہ، ران، پنڈلی کو پورا سان دیا اگرچہ خوشبو تھوڑی ہے تو ان دونوں صورتوں میں دم ہے اور اگر تھوڑی سی خوشبو عضو کے تھوڑے سے حصہ میں لگائی تو صدقہ ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: کپڑے یا پچھونے پر خوشبو ملی تو خود خوشبو کی مقدار دیکھی جائے گی، زیادہ ہے تو دم اور کم ہے تو صدقہ۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: خوشبو سونگھی پھل ہو یا پھول جیسے لیمو، نارنگی، گلاب، جمیلی، بیلے، جُو ہی وغیرہ کے پھول تو کچھ کفارہ نہیں اگرچہ محرم کو خوشبو سونگھنا مکروہ ہے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: احرام سے پہلے بدن پر خوشبو لگائی تھی، احرام کے بعد پھیل کر اور اعضا کو لگی تو کفارہ نہیں۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: محرم نے دوسرے کے بدن پر خوشبو لگائی مگر اس طرح کہ اس کے ہاتھ وغیرہ کسی عضو میں خوشبو نہ لگی یا اس کو سلا ہوا کپڑا پہنایا تو کچھ کفارہ نہیں مگر جب کہ محرم کو خوشبو لگائی یا سلا ہوا کپڑا پہنایا تو گنہگار ہوا اور جس کو لگائی یا پہنایا اس پر کفارہ

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۲۴۴.

② "المسئل المتقسط"، (باب فی جزاء الجنایات و کفاراتھا، فصل فی احکام الصیام فی باب الاحرام)، ص ۴۰۱-۴۰۳.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۰-۲۴۱.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۱.

⑤ "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۳.

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۳.

واجب ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: تھوڑی سی خوشبو بدن کے متفرق حصوں میں لگائی اگر جمع کرنے سے پورے بڑے عضو کی مقدار کو پہنچ جائے تو دم ہے ورنہ صدقہ اور زیادہ خوشبو متفرق جگہ لگائی تو بہر حال دم ہے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: ایک جلسہ میں کتنے ہی اعضا پر خوشبو لگائے بلکہ سارے بدن پر بھی لگائے تو ایک ہی جرم ہے اور ایک کفارہ واجب اور کئی جلسوں میں لگائی تو ہر بار کے لیے الگ الگ کفارہ ہے، خواہ پہلی بار کا کفارہ دے کر دوسری بار لگائی یا ابھی کسی کا کفارہ نہ دیا ہو۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: کسی شے میں خوشبو لگی تھی اسے چھوا، اگر اس سے خوشبو چھوٹ کر بڑے عضو کامل کی قدر بدن کو لگی تو دم دے اور کم ہو تو صدقہ اور کچھ نہیں تو کچھ نہیں مثلاً سنگِ اسود شریف پر خوشبو ملی جاتی ہے اگر بحالتِ احرام بوسہ لیتے ہیں بہت سی لگی تو دم دے اور تھوڑی سی تو صدقہ۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: خوشبودار سُر مہ ایک یا دو بار لگایا تو صدقہ دے، اس سے زیادہ میں دم اور جس سُر مہ میں خوشبو نہ ہو اس کے استعمال میں حرج نہیں، جب کہ بضرورت ہو اور بلا ضرورت مکروہ۔^(۵) (نسک، عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اگر خالص خوشبو جیسے مشک، زعفران، لونگ، الائچی، دارچینی اتنی کھائی کہ مونہ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دم ہے ورنہ صدقہ۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: کھانے میں پکتے وقت خوشبو پڑی یا فنا ہو گئی تو کچھ نہیں، ورنہ اگر خوشبو کے اجزا زیادہ ہوں تو وہ خالص خوشبو کے حکم میں ہے اور کھانا زیادہ ہو تو کفارہ کچھ نہیں مگر خوشبو آتی ہو تو مکروہ ہے۔^(۷) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

۱..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۳، وغیرہ.

۲..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۴.

۳..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۴.

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ" کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۱.

۵..... المرجع السابق. و "باب المناسک" و "المسلک المتقسط"، (باب الجنایات، فصل فی الکحل المطیب)، ص ۳۱۴.

۶..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۴.

۷..... "الفتاویٰ الہندیہ" کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۱.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۶.

مسئلہ ۱۷: پینے کی چیز میں خوشبو ملائی، اگر خوشبو غالب ہے یا تین بار یا زیادہ پیا تو دم ہے، ورنہ صدقہ۔^(۱)
(ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: تمباکو کھانے والے اس کا خیال رکھیں کہ احرام میں خوشبو دار تمباکو نہ کھائیں کہ پتیوں میں تو ویسے ہی کچی خوشبو ملائی جاتی ہے اور قوام میں بھی اکثر پکانے کے بعد مشک وغیرہ ملاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۹: خمیرہ تمباکو نہ پینا بہتر ہے، کہ اس میں خوشبو ہوتی ہے مگر پیا تو کفارہ نہیں۔

مسئلہ ۲۰: اگر ایسی جگہ گیا جہاں خوشبو سُلگ رہی ہے اور اس کے کپڑے بھی بس گئے تو کچھ نہیں اور سُلگا کر اس نے خود سائے تو قلیل میں صدقہ اور کثیر میں دم اور نہ بسے تو کچھ نہیں اور اگر احرام سے پہلے بسایا تھا اور احرام میں پہنا تو مکروہ ہے مگر کفارہ نہیں۔^(۲) (عالمگیری، منک)

مسئلہ ۲۱: سر پر منہدی کا پتلا خضاب کیا کہ بال نہ چھپے تو ایک دم اور گاڑھی تھوپنی کہ بال چھپ گئے اور چار پہر گزرے تو مرد پر دو دم اور چار پہر سے کم میں ایک دم اور ایک صدقہ اور عورت پر بہر حال ایک دم، چوتھائی سر چھپنے کا بھی یہی حکم ہے اور چوتھائی سے کم میں صدقہ ہے اور سر پر وسمہ پتلا پتلا لگایا تو کچھ نہیں اور گاڑھا ہو تو مرد کو کفارہ دینا ہوگا۔^(۳) (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: داڑھی میں منہدی لگائی جب بھی دم واجب ہے، پوری ہتھیلی یا تلوے میں لگائی تو دم دے، مرد ہو یا عورت اور چاروں ہاتھ پاؤں میں ایک ہی جلسہ میں لگائی جب بھی ایک ہی دم ہے، ورنہ ہر جلسہ پر ایک دم اور ہاتھ پاؤں کے کسی حصہ میں لگائی تو صدقہ۔^(۴) (جوہرہ، ردالمحتار وغیرہما)

① ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۴، وغیرہ.

② ”الفتاویٰ الہندیہ“ کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۱.

و ”لباب المناسک“، (باب الجنایات، فصل فی تطییب الثوب... إلخ)، ص ۳۲۱.

③ ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۲۱۷.

و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۱.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۴، وغیرہما.

مسئلہ ۲۳: خطمی سے سر یا داڑھی دھوئی تو دم ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: عطر فروش کی دکان پر خوشبو سونگھنے کے لیے بیٹھا تو کراہت ہے ورنہ حرج نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: چادر یا تہبند کے کنارہ میں مشک، عنبر، زعفران باندھا اگر زیادہ ہے اور چار پہر گزرے تو دم ہے اور کم ہے

تو صدقہ۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: خوشبو استعمال کرنے میں بقصد یا بلا قصد ہونا، یاد کر کے یا بھولے سے ہونا، مجبوراً یا خوشی سے ہونا، مرد

و عورت دونوں کے لیے سب کا یکساں حکم ہے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: خوشبو لگانا جب جرم قرار پایا تو بدن یا کپڑے سے دُور کرنا واجب ہے اور کفارہ دینے کے بعد زائل نہ کیا

تو پھر دم وغیرہ واجب ہوگا۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: خوشبو لگانے سے بہر حال کفارہ واجب ہے، اگرچہ فوراً زائل کر دی ہو اور اگر کوئی غیر محرم ملے تو اس سے

دھلوائے اور اگر صرف پانی بہانے سے دھل جائے تو یو ہیں کرے۔^(۶) (منک)

مسئلہ ۲۹: روغن جمیلی وغیرہ خوشبو دار تیل لگانے کا وہی حکم ہے جو خوشبو استعمال کرنے میں تھا۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: تیل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہے اگرچہ ان میں خوشبو نہ ہو، البتہ ان کے کھانے اور ناک میں

چڑھانے اور زخم پر لگانے اور کان میں ٹپکانے سے صدقہ واجب نہیں۔^(۸) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: مشک، عنبر، زعفران وغیرہ جو خود ہی خوشبو ہیں، ان کے استعمال سے مطلقاً کفارہ لازم ہے اگرچہ دواء

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۱.

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۲.

③..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۴.

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۱.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۱-۲۴۲.

⑥..... "لباب المناسک" و "المسلک المتقسط"، (کتاب الحج، باب الجنایات، فصل لا یشترط بقاء الطیب)، ص ۳۱۹.

⑦..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۰.

⑧..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۵.

استعمال کیا ہو، یہ اس صورت میں ہے جب کہ ان کو خالص استعمال کریں اور اگر دوسری چیز جو خوشبودار نہ ہو، اس کے ساتھ ملا کر استعمال کیا تو غالب کا اعتبار ہے اور دوسری چیز میں ملا کر پکالیا ہو تو کچھ نہیں۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۳۲: زخم کا علاج ایسی دوا سے کیا جس میں خوشبو ہے پھر دوسرا زخم ہوا، اس کا علاج پہلے کے ساتھ کیا تو جب تک پہلا اچھا نہ ہو اس دوسرے کی وجہ سے کفارہ نہیں اور پہلے کے اچھے ہونے کے بعد بھی دوسرے میں وہ خوشبودار دوا لگائی تو دوسرے کفارے واجب ہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: کُسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا چار پہر پہنا تو دم دے اور اس سے کم تو صدقہ، اگرچہ فوراً اُتار ڈالا۔^(۳) (نسک، عالمگیری)

(۲) سلعے کیڑے پہنا

مسئلہ ۱: مُحْرَم نے سلا کپڑا چار پہر^(۴) کامل پہنا تو دم واجب ہے اور اس سے کم تو صدقہ اگرچہ تھوڑی دیر پہنا اور لگاتار کئی دن تک پہنے رہا جب بھی ایک ہی دم واجب ہے، جب کہ یہ لگاتار پہننا ایک طرح کا ہو یعنی عذر سے یا بلا عذر اور اگر مثلاً ایک دن بلا عذر تھا، دوسرے دن بعدزیا بالعکس تو دو کفارے واجب ہوں گے۔^(۵) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: اگر دن میں پہنارات میں گرمی کے سبب اُتار ڈالا یا رات میں سردی کی وجہ سے پہنا دن میں اُتار ڈالا، باز آنے کی نیت سے نہ اُتار تو ایک کفارہ ہے اور توبہ کی نیت سے اُتار تو ہر بار میں نیا کفارہ واجب ہوگا۔ یوہیں کسی ایک دن گرتا پہنا تھا اور اُتار ڈالا پھر پا جامہ پہنا اُسے بھی اُتار کر ٹوپی پہنی تو یہ سب ایک ہی پہننا ہے اور اگر ایک دن ایک پہنا دوسرے دن دوسرا تو دو کفارے واجب ہیں۔^(۶) (عالمگیری، درمختار)

① ”الدرالمختار“، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۶.

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۱.

③ ”لباب المناسک“، (باب الجنایات، فصل فی تطیب الثوب اذا كان الطیب فی ثوبه شبراً فی شبہ)، ص ۳۲۰.

④ چار پہر سے مراد ایک دن یا ایک رات کی مقدار ہے، مثلاً طلوع آفتاب سے غروب آفتاب یا غروب آفتاب سے طلوع آفتاب یا دو پہر سے آدھی رات یا آدھی رات سے دو پہر تک۔ (حاشیہ ”انور البشارة“، ”الفتاویٰ الرضویہ“، ج ۱۰، ص ۷۵۷).

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴۲، وغیرہ.

⑥ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴۲.

مسئلہ ۳: بیماری کے سبب پہنا تو جب تک وہ بیماری رہے گی ایک ہی جرم ہے اور بیماری یقیناً جاتی رہی اور نہ اُتارا تو یہ دوسرا جرم اختیاری ہے اور اگر وہ بیماری یقیناً جاتی رہی مگر دوسری بیماری معاشرے ہو گئی اور اُس میں بھی پہننے کی ضرورت ہے جب بھی یہ دوسرا جرم غیر اختیاری ہے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: باری کے ساتھ بخار آتا ہے اور جس دن بخار آیا کپڑے پہن لیے، دوسرے دن اُتار ڈالے تیسرے دن پھر پہنے، تو جب تک یہ بخار آئے ایک ہی جرم ہے۔^(۲) (منک)

مسئلہ ۵: اگر سلا کپڑا پہنا اور اس کا کفارہ ادا کر دیا مگر اُتارا نہیں، دوسرے دن بھی پہنے ہی رہا تو اب دوسرا کفارہ واجب ہے۔ یوہیں اگر احرام باندھتے وقت سلا ہوا کپڑا نہ اُتارا تو یہ جرم ہے۔^(۳) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶: بیماری وغیرہ کے سبب اگر سر سے پاؤں تک سب کپڑے پہننے کی ضرورت ہوئی تو ایک ہی جرم غیر اختیاری ہے اور بلاغذ سب کپڑے پہنے تو ایک جرم اختیاری ہے یعنی چار پہر پہنے تو دونوں صورتوں میں دم ہے اور اس سے کم میں صدقہ اور اگر ضرورت ایک کپڑے کی تھی اُس نے دو پہنے تو اگر اسی موضع ضرورت پر دوسرا بھی پہنا تو ایک کفارہ ہے اور گنہگار ہوا۔ مثلاً ایک گرتے کی ضرورت تھی، دو پہن لیے یا ٹوپی کی ضرورت تھی عمامہ بھی باندھ لیا اور اگر دوسرا کپڑا اس جگہ کے سوا دوسری جگہ پہنا مثلاً ضرورت صرف عمامہ کی ہے اُس نے گرتا بھی پہن لیا تو دو جرم ہیں، عمامہ کا غیر اختیاری اور کرتے کا اختیاری۔ خلاصہ یہ کہ موضع ضرورت میں زیادتی کی تو ایک جرم ہے اور موضع ضرورت کے علاوہ اور جگہ بھی پہنا تو دو۔^(۴) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷: بغیر ضرورت سب کپڑے ایک ساتھ پہن لیے تو ایک جرم ہے، دو جرم اس وقت ہیں کہ ایک بضرورت ہو دوسرا بضرورت۔^(۵) (منک)

مسئلہ ۸: دشمن کی وجہ سے کپڑے پہنے، ہتھیار باندھے اور وہ بھاگا اس نے اُتار ڈالے وہ پھر آگیا، اس نے پھر پہنے تو یہ ایک ہی جرم ہے۔ یوہیں دن میں دشمن سے لڑنا پڑتا ہے یہ دن میں ہتھیار باندھ لیتا ہے رات میں اُتار ڈالتا ہے تو یہ ہر روز کا

۱..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۸.

۲..... "لباب المناسک" و "المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط"، (باب الجنایات)، ص ۳۰۳.

۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴۲.

و "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۸.

۴..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۴۲-۲۴۳، وغیرہ.

۵..... "لباب المناسک"، (باب الجنایات)، ص ۳۰۲-۳۰۳.

باندھنا ایک ہی جرم ہے جب تک عذر باقی ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: مُحْرِم نے دوسرے مُحْرِم کو سلا ہوا یا خوشبودار کپڑا پہنایا تو اس پہنانے والے پر کچھ نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مرد یا عورت نے مونہ کی ٹکلی ساری یا چہارم چھپائی یا مرد نے پورا یا چہارم سر چھپایا تو چار پہریا زیادہ لگاتار چھپانے میں دم ہے اور کم میں صدقہ اور چہارم سے کم کو چار پہر تک چھپایا تو صدقہ ہے اور چار پہر سے کم میں کفارہ نہیں مگر گناہ ہے۔^(۳) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: مُحْرِم نے سر پر کپڑے کی گٹھری رکھی تو کفارہ ہے اور غلہ کی گٹھری یا تختہ یا لگن وغیرہ کوئی برتن رکھ لیا تو نہیں اور اگر سر پر مٹی تھوپ لی تو کفارہ ہے۔^(۴) (عالمگیری، منک)

مسئلہ ۱۲: سلا ہوا کپڑا پہننے میں یہ شرط نہیں کہ قصدِ پہنے بلکہ بھول کر ہو یا نادانی میں بہر حال وہی حکم ہے۔ یوہیں سر اور مونہ چھپانے میں، یہاں تک کہ مُحْرِم نے سوتے میں سر یا مونہ چھپا لیا تو کفارہ واجب ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: کان اور گدی کے چھپانے میں حرج نہیں۔ یوہیں ناک پر خالی ہاتھ رکھنے میں اور اگر ہاتھ میں کپڑا ہے اور کپڑے سمیت ناک پر ہاتھ رکھا تو کفارہ نہیں مگر مکروہ و گناہ ہے۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: پہننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کپڑا اس طرح پہنے جیسے عادۃً پہنا جاتا ہے، ورنہ اگر کرتے کا تہبند باندھ لیا یا پاجامہ کو تہبند کی طرح لپیٹا پاؤں پانچے میں نہ ڈالے تو کچھ نہیں۔ یوہیں انگرکھا پھیلا کر دونوں شانوں پر رکھ لیا، آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے تو کفارہ نہیں مگر مکروہ ہے اور مونڈھوں پر سلے کپڑے ڈال لیے تو کچھ نہیں۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: جوتے نہ ہوں تو موزے کو وہاں سے کاٹ کر پہنے جہاں عربی جوتے کا تمہ ہوتا ہے اور بغیر کاٹے ہوئے

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴۳.

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴۲.

③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴۲، وغیرہ.

④..... المرجع السابق. و"الباب المناسک" و"المسلک المتقسط"، (باب الجنایات)، ص ۳۰۸.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴۲.

⑥..... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۹.

⑦..... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۶.

و"الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۴۲.

پہن لیا تو پورے چار پہر پہننے میں دم ہے اور اس سے کم میں صدقہ اور جوتے موجود ہوں تو موزے کاٹ کر پہننا جائز نہیں کہ مال کو ضائع کرنا ہے پھر بھی اگر ایسا کیا تو کفارہ نہیں۔^(۱) (منک)

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احرام میں انگریزی جوتے پہننا جائز نہیں کہ وہ اُس جوڑ کو چھپاتے ہیں، پہنے گا تو کفارہ لازم آئے گا۔

(۳) بال دُور کرنا

مسئلہ ۱: سر یا داڑھی کے چہارم بال یا زیادہ کسی طرح دُور کیے تو دم ہے اور کم میں صدقہ اور اگر چند لا ہے یا داڑھی میں کم بال ہیں، تو اگر چوتھائی کی مقدار ہیں تو گل میں دم ورنہ صدقہ۔ چند جگہ سے تھوڑے تھوڑے بال لیے تو سب کا مجموعہ اگر چہارم کو پہنچتا ہے تو دم ہے ورنہ صدقہ۔^(۲) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: پوری گردن یا پوری ایک بغل میں دم ہے اور کم میں صدقہ اگر چہ نصف یا زیادہ ہو۔ یہی حکم زیر ناف کا ہے۔ دونوں بغلیں پوری مونڈائے، جب بھی ایک ہی دم ہے۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: پورا سر چند جلسوں میں مونڈایا، تو ایک ہی دم واجب ہے مگر جب کہ پہلے کچھ حصہ مونڈا کر اُس کا کفارہ ادا کر دیا پھر دوسرے جلسہ میں مونڈا یا تو اب نیا کفارہ دینا ہوگا۔ یوہیں دونوں بغلیں دو جلسوں میں مونڈائیں تو ایک ہی کفارہ ہے۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: سر مونڈا یا اور دم دیدیا پھر اسی جلسہ میں داڑھی مونڈائی تو اب دوسرا دم دے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: سر اور داڑھی اور بغلیں اور سارے بدن کے بال ایک ہی جلسہ میں مونڈائے تو ایک ہی کفارہ ہے اور اگر ایک ایک عضو کے ایک ایک جلسہ میں تو اتنے ہی کفارے۔^(۶) (عالمگیری)

① ”لباب المناسک“ و ”المسلک المتقسط“، (باب الجنایات، فصل فی لبس الخفین)، ص ۳۰۹-۳۱۰.

② ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۹.

③ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۹.

④ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۹-۶۶۱.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۲۴۳.

⑥ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۲۴۳.

مسئلہ ۶: سر اور داڑھی اور گردن اور بغل اور زیر ناف کے سوا باقی اعضا کے مونڈانے میں صرف صدقہ ہے۔^(۱)

(ردالمحتار)

مسئلہ ۷: مونچھ اگرچہ پوری مونڈائے یا کتروائے صدقہ ہے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: روٹی پکانے میں کچھ بال جل گئے تو صدقہ ہے، وضو کرنے یا کھانے یا کنگھا کرنے میں بال گرے، اس پر

بھی پورا صدقہ ہے اور بعض نے کہا دو تین بال تک ہر بال کے لیے ایک مٹھی ناج یا ایک ٹکڑا روٹی یا ایک چھوہارا۔^(۳) (عالمگیری،

ردالمحتار)

مسئلہ ۹: اپنے آپ بے ہاتھ لگائے بال گر جائے یا بیماری سے تمام بال گر پڑیں تو کچھ نہیں۔^(۴) (منک)

مسئلہ ۱۰: محرم نے دوسرے محرم کا سر مونڈا اس پر بھی صدقہ ہے، خواہ اُس نے اُسے حکم دیا ہو یا نہیں، خوشی سے

مونڈا یا ہو یا مجبور ہو کر اور غیر محرم کا مونڈا تو کچھ خیرات کر دے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: غیر محرم نے محرم کا سر مونڈا اُس کے حکم سے یا بلا حکم تو محرم پر کفارہ ہے اور مونڈنے والے پر صدقہ اور وہ

محرم اس مونڈنے والے سے اپنے کفارہ کا تاوان نہیں لے سکتا اور اگر محرم نے غیر کی مونچھیں لیں یا ناخن تراشے تو مساکین کو کچھ

صدقہ کھلا دے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مونڈنا، کترنا، مونچنے سے لینا یا کسی چیز سے بال اُڑانا، سب کا ایک حکم ہے۔^(۷) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: عورت پورے یا چہارم سر کے بال ایک پورے برابر کترے تو دم دے اور کم میں صدقہ۔^(۸) (منک)

① ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۶۰.

② ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۶۶۹.

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۲۴۳.

و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۶۷۰.

④ ”لباب المناسک“، (باب الجنایات، فصل فی سقوط الشعر)، ص ۳۲۸.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۲۴۳.

⑥ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۲۴۳.

⑦ ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۶۰، وغیرہ.

⑧ ”لباب المناسک“ و ”المسلك المتقسط“، (باب الجنایات، فصل فی حکم التقصیر)، ص ۳۲۷.

- مسئلہ ۱۴: بال مونڈا کر کچھنے لیے تو دم ہے ورنہ صدقہ۔^(۱) (در مختار)
- مسئلہ ۱۵: آنکھ میں بال نکل آئے تو اُن کے اوکھاڑنے میں صدقہ نہیں۔^(۲) (منک)

(۴) ناخن کترنا

مسئلہ ۱: ایک ہاتھ ایک پاؤں کے پانچوں ناخن کترے یا بیسوں ایک ساتھ تو ایک دم ہے اور اگر کسی ہاتھ یا پاؤں کے پورے پانچ نہ کترے تو ہر ناخن پر ایک صدقہ، یہاں تک کہ اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے چار چار کترے تو سولہ صدقے دے مگر یہ کہ صدقوں کی قیمت ایک دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر لے یا دم دے اور اگر ایک ہاتھ یا پاؤں کے پانچوں ایک جلسہ میں اور دوسرے کے پانچوں دوسرے جلسہ میں کترے تو دو دم لازم ہیں اور چاروں ہاتھ پاؤں کے چار جلسوں میں تو چار دم۔^(۳) (عالمگیری)

- مسئلہ ۲: کوئی ناخن ٹوٹ گیا کہ بڑھنے کے قابل نہ رہا، اس کا بقیہ اُس نے کاٹ لیا تو کچھ نہیں۔^(۴) (عالمگیری)
- مسئلہ ۳: ایک ہی جلسہ میں ایک ہاتھ کے پانچوں ناخن تراشے اور چہارم سر مونڈا یا اور کسی عضو پر خوشبو لگائی تو ہر ایک پر ایک ایک دم یعنی تین دم واجب ہیں۔^(۵) (عالمگیری)
- مسئلہ ۴: حُرْم نے دوسرے کے ناخن تراشے تو وہی حکم ہے جو دوسرے کے بال مونڈنے کا ہے۔^(۶) (منک)
- مسئلہ ۵: چاقو اور ناخن گیر سے تراشنا اور دانت سے کھٹکنا سب کا ایک حکم ہے۔

(۵) بوس و کنار وغیرہ

مسئلہ ۱: مباشرت فاحشہ اور شہوت کے ساتھ بوس و کنار اور بدن مَس کرنے میں دم ہے، اگرچہ انزال نہ ہو اور

۱..... "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۹.

۲..... "لباب المناسک"، (باب الجنایات، فصل فی سقوط الشعر)، ص ۳۲۸.

۳..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۲۴۴.

۴..... المرجع السابق.

۵..... المرجع السابق.

۶..... "المسلك المتقسط"، (باب الجنایات، فصل فی قلم الاظفار)، ص ۳۳۲.

بلا شہوت میں کچھ نہیں۔ یہ افعال عورت کے ساتھ ہوں یا مرد کے ساتھ دونوں کا ایک حکم ہے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مرد کے ان افعال سے عورت کو لذت آئے تو وہ بھی دم دے۔^(۲) (جوہرہ)

مسئلہ ۳: اندام نہانی پر نگاہ کرنے سے کچھ نہیں اگرچہ انزال ہو جائے اگرچہ بار بار نگاہ کی ہو۔ یوہیں خیال جمانے

سے۔^(۳) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جلق^(۴) سے انزال ہو جائے تو دم ہے ورنہ مکروہ اور احتلام سے کچھ نہیں۔^(۵) (عالمگیری)

(۶) جماع

مسئلہ ۱: وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو گیا۔ اُسے حج کی طرح پورا کر کے دم دے اور سال آئندہ ہی

میں اس کی قضا کر لے۔ عورت بھی احرام حج میں تھی تو اس پر بھی یہی لازم ہے اور اگر اس بلا میں پھر پڑ جانے کا خوف ہو تو مناسب ہے کہ قضا کے احرام سے ختم تک دونوں ایسے جدا رہیں کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھے۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۲: وقوف کے بعد جماع سے حج تو نہ جائے گا مگر حلق و طواف سے پہلے کیا تو بدنہ دے اور حلق کے بعد تو دم اور

بہتر اب بھی بدنہ ہے اور دونوں کے بعد کیا تو کچھ نہیں۔ طواف سے مراد اکثر ہے یعنی چار پھیرے۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۳: قصد اجماع ہو یا بھولے سے یا سوتے میں یا اکراہ کے ساتھ سب کا ایک حکم ہے۔^(۸) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: وقوف سے پہلے عورت سے ایسے بچہ نے وطی کی جس کا مثل جماع کرتا ہے یا مجنون نے تو حج فاسد ہو جائے

گا۔ یوہیں مرد نے مشہاتہ لڑکی یا مجنونہ سے وطی کی حج فاسد ہو گیا مگر بچہ اور مجنون پر نہ دم واجب ہے، نہ قضا۔^(۹)

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۶۷.

② "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج، ص ۲۲۰.

③ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۲۴۴.

④ یعنی مشت زنی۔

⑤ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۲۴۴.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۲۴۴.

⑦ المرجع السابق ص ۲۴۵.

⑧ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۲۴۴.

⑨ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۲.

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: وقوفِ عرفہ سے پہلے چند بار جماع کیا اگر ایک ہی مجلس میں ہے تو ایک دم واجب ہے اور دو مختلف مجلسوں میں تو دو دم اور اگر دوسری بار احرام توڑنے کے قصد سے جماع کیا تو بہر حال ایک ہی دم واجب ہے، چاہے ایک ہی مجلس میں ہو یا متعدد میں۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۶: وقوفِ عرفہ کے بعد سر مونڈانے سے پہلے چند بار جماع کیا اگر ایک مجلس میں ہے تو ایک بدنہ اور دو مجلسوں میں ہے تو ایک بدنہ اور ایک دم اور اگر دوسری بار احرام توڑنے کے ارادہ سے جماع کیا تو اس بار کچھ نہیں۔^(۲) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: جانور یا مردہ یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا تو حج فاسد نہ ہوگا، انزال ہو یا نہیں مگر انزال ہوا تو دم لازم۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: عورت نے جانور سے وطی کرائی یا کسی آدمی یا جانور کا کٹا ہوا آلہ اندر رکھ لیا حج فاسد ہو گیا۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: عمرہ میں چار پھیرے سے قبل جماع کیا عمرہ جاتا رہا، دم دے اور عمرہ کی قضا اور چار پھیروں کے بعد کیا تو دم دے عمرہ صحیح ہے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۱۰: عمرہ کرنے والے نے چند بار متعدد مجلس میں جماع کیا تو ہر بار دم واجب اور طواف وسعی کے بعد حلق سے پہلے کیا جب بھی دم واجب ہے اور حلق کے بعد تو کچھ نہیں۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: قرآن والے نے عمرہ کے طواف سے پہلے جماع کیا تو حج و عمرہ دونوں فاسد مگر دونوں کے تمام افعال بجائے اور دو دم دے اور سال آئندہ حج و عمرہ کرے اور اگر عمرہ کا طواف کر چکا ہے اور وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا تو عمرہ

۱..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۲۴۵.

۲..... المرجع السابق. و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۵.

۳..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۲.

۴..... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۳.

۵..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۶.

۶..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۲۴۵.

فاسد نہ ہوا، حج فاسد ہو گیا دو دم دے اور سال آئندہ حج کی قضا دے اور اگر وقوف کے بعد کیا تو نہ حج فاسد ہوا، نہ عمرہ ایک بدنہ اور ایک دم دے اور ان کے علاوہ قرآن کی قربانی۔^(۱) (منسک)

مسئلہ ۱۲: جماع سے احرام نہیں جاتا وہ بدستور محرم ہے اور جو چیزیں محرم کے لیے ناجائز ہیں وہ اب بھی ناجائز ہیں اور وہی سب احکام ہیں۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: حج فاسد ہونے کے بعد دوسرے حج کا احرام اسی سال باندھا تو دوسرا نہیں ہے بلکہ وہی ہے جسے اُس نے فاسد کر دیا، اس ترکیب سے سال آئندہ کی قضا سے نہیں بچ سکتا۔^(۳) (ردالمحتار)

(۷) طواف میں غلطیاں

مسئلہ ۱: طواف فرض کُل یا اکثر یعنی چار پھیرے جنابت یا حیض و نفاس میں کیا تو بدنہ ہے اور بے وضو کیا تو دم اور پہلی صورت میں طہارت کے ساتھ اعادہ واجب، اگر مکہ سے چلا گیا ہو تو واپس آکر اعادہ کرے اگر چہ میقات سے بھی آگے بڑھ گیا ہو مگر بارہویں تاریخ تک اگر کامل طور پر اعادہ کر لیا تو جرمانہ ساقط اور بارہویں کے بعد کیا تو دم لازم، بدنہ ساقط۔ لہذا اگر طواف فرض بارہویں کے بعد کیا ہے تو دم^(۴) ساقط نہ ہوگا کہ بارہویں تو گزر گئی اور اگر طواف فرض بے وضو کیا تھا تو اعادہ مستحب پھر اعادہ سے دم ساقط ہو گیا اگر چہ بارہویں کے بعد کیا ہو۔^(۵) (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲: چار پھیرے سے کم بے طہارت کیا تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ اور جنابت میں کیا تو دم پھر اگر بارہویں تک اعادہ کر لیا تو دم ساقط اور بارہویں کے بعد اعادہ کیا تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ۔^(۶) (عالمگیری)

① "باب المناسک" و "المسلک المتقسط"، (باب الجنایات)، ص ۳۳۸.

② "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۳.

③ المرجع السابق.

④ بہار شریعت کے نسخوں میں اس جگہ "دم" کے بجائے "بدنہ" لکھا ہے، جو کتابت کی غلطی ہے کیونکہ "طواف فرض بارہویں کے بعد کیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا"، ایسا ہی فتاویٰ عالمگیری میں ہے، اسی وجہ سے ہم نے لفظ "دم" کر دیا ہے۔ لہذا جن کے پاس بہار شریعت کے دیگر نسخے ہیں ان کو چاہیے کہ لفظ "بدنہ" کو قلم زد کر کے اس جگہ پر لفظ "دم" لکھ لیں۔

⑤ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج، ص ۲۲۱.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۲۴۵.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۲۴۶.

مسئلہ ۳: طواف فرض گُل یا اکثر بلا عذر چل کر نہ کیا بلکہ سواری پر یا گود میں یا گھسٹ کر یا بے ستر کیا مثلاً عورت کی چہارم کلائی یا چہارم سر کے بال کھلے تھے یا اُلٹا طواف کیا یا حطیم کے اندر سے طواف میں گزرا یا بارہویں کے بعد کیا تو ان سب صورتوں میں دَم دے اور صحیح طور پر اعادہ کر لیا تو دَم ساقط اور بغیر اعادہ کیے چلا آیا تو بکری یا اُس کی قیمت بھیج دے کہ حرم میں ذبح کر دی جائے، واپس آنے کی ضرورت نہیں۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جنابت میں طواف کر کے گھر چلا گیا تو پھر سے نیا احرام باندھ کر واپس آئے اور واپس نہ آیا بلکہ بدنہ بھیج دیا تو بھی کافی ہے مگر افضل واپس آنا ہے اور بے وضو کیا تھا تو واپس آنا بھی جائز ہے اور بہتر یہ کہ وہیں سے بکری یا قیمت بھیج دے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: طواف فرض چار پھیرے کر کے چلا گیا یعنی تین یا دو یا ایک پھیرا باقی ہے تو دَم واجب، اگر خود نہ آیا بھیج دیا تو کافی ہے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۶: فرض کے سوا کوئی اور طواف گُل یا اکثر جنابت میں کیا تو دَم دے اور بے وضو کیا تو صدقہ اور تین پھیرے یا اس سے کم جنابت میں کیے تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ پھر اگر مکہ معظمہ میں ہے تو سب صورتوں میں اعادہ کر لے، کفارہ ساقط ہو جائے گا۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: طواف رخصت گُل یا اکثر ترک کیا تو دَم لازم اور چار پھیروں سے کم چھوڑا تو ہر پھیرے کے بدلے میں ایک صدقہ اور طواف قدم ترک کیا تو کفارہ نہیں مگر بُرا کیا اور طوافِ عمرہ کا ایک پھیرا بھی ترک کرے گا تو دَم لازم ہوگا اور بالکل نہ کیا یا اکثر ترک کیا تو کفارہ نہیں بلکہ اُس کا ادا کرنا لازم ہے۔^(۵) (منک)

مسئلہ ۸: قارن نے طواف قدم و طوافِ عمرہ دونوں بے وضو کیے تو دسویں سے پہلے طوافِ عمرہ کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا یہاں تک کہ دسویں تاریخ کی فجر طلوع ہوگئی تو دَم واجب اور طوافِ فرض میں رَمَل و سَعی کر لے۔^(۶) (منک)

① ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۲۴۷.

و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۶۲.

② ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۲۴۵، ۲۴۶.

③ المرجع السابق. ④ المرجع السابق.

⑤ ”لباب المناسک“ و ”المسلك المتقسط“، (باب الجنایات، فصل فی الجنایة فی طواف الصدر)، ص ۳۵۰-۳۵۳.

⑥ المرجع السابق، ص ۳۵۳.

مسئلہ ۹: نجس کپڑوں میں طواف مکروہ ہے کفارہ نہیں۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: طوافِ فرض جنابت میں کیا تھا اور بارہویں تک اس کا اعادہ بھی نہ کیا، اب تیرہویں کو طوافِ رخصت باطہارت کیا تو یہ طوافِ رخصت طوافِ فرض کے قائم مقام ہو جائے گا اور طوافِ رخصت کے چھوڑنے اور طوافِ فرض میں دیر کرنے کی وجہ سے اس پر دو دم لازم اور اگر بارہویں کو طوافِ رخصت کیا ہے تو یہ طوافِ فرض کے قائم مقام ہوگا اور چونکہ طوافِ رخصت نہ کیا، لہذا ایک دم لازم اور اگر طوافِ رخصت دوبارہ کر لیا تو یہ دم بھی ساقط ہو گیا اور اگر طوافِ فرض بے وضو کیا تھا اور یہ با وضو تو ایک دم لازم اور اگر طوافِ فرض بے وضو کیا تھا اور طوافِ رخصت جنابت میں تو دو دم۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: طوافِ فرض کے تین پھیرے کیے اور طوافِ رخصت پورا کیا تو اس میں کے چار پھیرے اس میں محسوب ہو جائیں گے اور دو دم لازم، ایک طوافِ فرض میں دیر کرنے، دوسرا طوافِ رخصت کے چار پھیرے چھوڑنے کا۔ اور اگر ہر ایک کے تین تین پھیرے کیے تو کل فرض میں شمار ہوں گے اور دو دم واجب۔^(۳) (عالمگیری) اس مسئلہ میں فروع کثیرہ ہیں بخوفِ تطویل ذکر نہ کیے۔

(۸) سعی میں غلطیاں

مسئلہ ۱: سعی کے چار پھیرے یا زیادہ بلا عذر چھوڑ دیے یا سواری پر کیے تو دم دے اور حج ہو گیا اور چار سے کم میں ہر پھیرے کے بدلے صدقہ اور اعادہ کر لیا تو دم و صدقہ ساقط اور عذر کے سبب ایسا ہوا تو معاف ہے۔ یہی ہر واجب کا حکم ہے کہ عذرِ صحیح سے ترک کر سکتا ہے۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: طواف سے پہلے سعی کی اور اعادہ نہ کیا تو دم دے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۳: جنابت میں یا بے وضو طواف کر کے سعی کی تو سعی کے اعادہ کی حاجت نہیں۔^(۶) (درمختار)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۲۴۶، وغیرہ.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۲۴۶.

③ المرجع السابق.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۲۴۷.

و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۶۵.

⑤ "الدرالمختار" کتاب الحج، باب فی سعی بین الصفا والمروة، ج ۳، ص ۵۸۷.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۶۱.

مسئلہ ۴: سعی میں احرام یا زمانہ حج شرط نہیں، نہ کی ہو تو جب چاہے کر لے ادا ہو جائے گی۔^(۱) (جوہرہ)

(۹) وقوف عرفہ میں غلطی

مسئلہ ۱: جو شخص غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چلا گیا دم دے پھر اگر غروب سے پہلے واپس آیا تو ساقط ہو گیا اور غروب کے بعد واپس ہوا تو نہیں اور عرفات سے چلا آنا خواہ باختیار ہو یا بلا اختیار ہو مثلاً اونٹ پر سوار تھا وہ اسے لے بھاگا دونوں صورت میں دم ہے۔^(۲) (عالمگیری، جوہرہ)

(۱۰) وقوف مُزدلفہ

مسئلہ ۱: دسویں کی صبح کو مزدلفہ میں بلا عذر وقوف نہ کیا تو دم دے۔ ہاں کمزور یا عورت بخوف ازدحام وقوف ترک کرے تو جرم مانہ نہیں۔^(۳) (جوہرہ)

(۱۱) رمی کی غلطیاں

مسئلہ ۱: کسی دن بھی رمی نہیں کی یا ایک دن کی بالکل یا اکثر ترک کر دی مثلاً دسویں کو تین کنکریاں تک ماریں یا گیارہویں وغیرہ کو دس کنکریاں تک یا کسی دن کی بالکل یا اکثر رمی دوسرے دن کی تو ان سب صورتوں میں دم ہے اور اگر کسی دن کی نصف سے کم چھوڑی مثلاً دسویں کو چار کنکریاں ماریں، تین چھوڑ دیں یا اور دنوں کی گیارہ ماریں دس چھوڑ دیں یا دوسرے دن کی تو ہر کنکری پر ایک صدقہ دے اور اگر صدقوں کی قیمت دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر دے۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

①..... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنایات فی الحج، ص ۲۲۲.

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۲۴۷.

و "الجوهرة النيرة"، ، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج، ص ۲۲۲.

③..... "الجوهرة النيرة"، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج، ص ۲۲۳.

④..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۲۴۷.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۶۶.

(۱۲) قربانی اور حَلْقُ میں غلطی

مسئلہ ۱: حرم میں حلق نہ کیا، حدود حرم سے باہر کیا یا بارہویں کے بعد کیا یا رمی سے پہلے کیا یا قارن و مُتَمَتِّع نے قربانی سے پہلے کیا یا ان دونوں نے رمی سے پہلے قربانی کی تو ان سب صورتوں میں دَم ہے۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: عمرہ کا حلق بھی حرم ہی میں ہونا ضرور ہے، اس کا حلق بھی حرم سے باہر ہوا تو دَم ہے مگر اس میں وقت کی شرط نہیں۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۳: حج کرنے والے نے بارہویں کے بعد حرم سے باہر سر مونڈا یا تو دَم ہیں، ایک حرم سے باہر حلق کرنے کا دوسرا بارہویں کے بعد ہونے کا۔^(۳) (ردالمحتار)

(۱۳) شکار کرنا

مسئلہ ۱: خشکی کا وحشی جانور شکار کرنا یا اس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا یا اور کسی طرح بتانا، یہ سب کام حرام ہیں اور سب میں کفارہ واجب اگرچہ اُس کے کھانے میں مضطر ہو۔ یعنی بھوک سے مرا جاتا ہو اور کفارہ اس کی قیمت ہے یعنی دو عادل وہاں کے حسابوں جو قیمت بتادیں وہ دینی ہوگی اور اگر وہاں اُس کی کوئی قیمت نہ ہو تو وہاں سے قریب جگہ میں جو قیمت ہو وہ ہے اور اگر ایک ہی عادل نے بتا دیا جب بھی کافی ہے۔^(۴) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: پانی کے جانور کو شکار کرنا جائز ہے، پانی کے جانور سے مراد وہ جانور ہے جو پانی میں پیدا ہوا ہو اگرچہ خشکی میں بھی کبھی کبھی رہتا ہو اور خشکی کا جانور وہ ہے جس کی پیدائش خشکی کی ہو اگرچہ پانی میں رہتا ہو۔^(۵) (منسک)

مسئلہ ۳: شکار کی قیمت میں اختیار ہے کہ اس سے بھیڑ بکری وغیرہ اگر خرید سکتا ہے تو خرید کر حرم میں ذبح کر کے فقرا کو تقسیم کر دے یا اُس کا غلہ خرید کر مساکین پر صدقہ کر دے، اتنا اتنا کہ ہر مسکین کو صدقہ فطر کی قدر پہنچے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس قیمت کے غلہ میں جتنے صدقے ہو سکتے ہوں ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھے اور اگر کچھ غلہ بچ جائے جو پورا صدقہ نہیں تو

① "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۶۶، وغیرہ.

② "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۶۶.

③ "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۶۶.

④ "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۶، وغیرہ.

⑤ "لباب المناسک"، (باب الجنایات، فصل فی ترک الواجبات بعد)، ص ۳۶۰.

اختیار ہے وہ کسی مسکین کو دیدے یا اس کی عوض ایک روزہ رکھے اور اگر پوری قیمت ایک صدقہ کے لائق بھی نہیں تو بھی اختیار ہے کہ اتنے کا غلہ خرید کر ایک مسکین کو دیدے یا اس کے بدلے ایک روزہ رکھے۔^(۱) (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۴: کفارہ کا جانور حرم کے باہر ذبح کیا تو کفارہ ادا نہ ہوا اور اگر اس میں سے خود بھی کھالیا تو اتنے کا تاوان دے اور اگر اس کفارہ کے گوشت کو ایک مسکین پر تصدق کیا جب بھی جائز ہے۔ یوں تاوان کی قیمت بھی ایک مسکین کو دے سکتا ہے اور اگر جانور کو باہر ذبح کیا اور اُس کا گوشت ہر مسکین کو ایک ایک صدقہ کی قیمت کا دیا اور وہ سب گوشت اتنی قیمت کا ہے جتنی قیمت کا غلہ خریدا جاتا تو ادا ہو گیا۔^(۲) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: کفارہ کا جانور چوری گیا یا زندہ جانور ہی تصدق کر دیا تو ناکافی ہے اور اگر ذبح کر دیا اور گوشت چوری گیا تو ادا ہو گیا۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: قیمت کا غلہ تصدق کرنے کی صورت میں ہر مسکین کو صدقہ کی مقدار دینا ضروری ہے کم و بیش دے گا تو ادا نہ ہوگا۔ کم دیا تو کل نفل صدقہ ہے اور زیادہ زیادہ دیا تو ایک صدقہ سے جتنا زیادہ دیا نفل ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ایک ہی دن میں دیا ہو اور اگر کئی دن میں دیا اور ہر روز پورا صدقہ تو یوں ایک مسکین کو کئی صدقہ دے سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو ایک ایک صدقہ کی قیمت دیدے۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حُرْم نے جنگل کے جانور کو ذبح کیا تو حلال نہ ہوا بلکہ مُردار ہے ذبح کرنے کے بعد اُسے کھا بھی لیا تو اگر کفارہ دینے کے بعد کھایا تو اب پھر کھانے کا کفارہ دے اور اگر نہیں دیا تھا تو ایک ہی کفارہ کافی ہے۔^(۵) (جوہرہ)

مسئلہ ۸: جتنی قیمت اُس شکار کی تجویز ہوئی اُس کا جانور خرید کر ذبح کیا اور قیمت میں سے بچ رہا تو بقیہ کا غلہ خرید کر تصدق کرے یا ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھے یا کچھ روزے رکھے کچھ صدقہ دے سب جائز ہے۔ یوں اگر وہ قیمت دو جانوروں کے خریدنے کے لائق ہے تو چاہے دو جانور ذبح کرے یا ایک ذبح اور ایک کے بدلے کا صدقہ دے یا روزے رکھے ہر

① "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۱.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۴۸، وغیرہما.

② "الفتاویٰ الہندیۃ"، المرجع السابق ص ۲۴۸ و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۱.

③ "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۱.

④ "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۱-۶۸۳.

⑤ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج، ص ۲۲۸.

طرح اختیار ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: احرام والے نے حرم کا جانور شکار کیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے، حرم کی وجہ سے دوہرا کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر بغیر احرام کے حرم میں شکار کیا تو اس کا بھی وہی کفارہ ہے جو حرم کے لیے ہے مگر اس میں روزہ کافی نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جنگل کے جانور سے مراد وہ ہے جو خشکی میں پیدا ہوتا ہے اگرچہ پانی میں رہتا ہو۔ لہذا مرغابی اور وحشی بط کے شکار کرنے کا بھی یہی حکم ہے اور پانی کا جانور وہ ہے جس کی پیدائش پانی میں ہوتی ہے اگرچہ کبھی کبھی خشکی میں رہتا ہو۔ گھریلو جانور جیسے گائے، بھینس، بکری اگر جنگل میں رہنے کے سبب انسان سے وحشت کریں تو وحشی نہیں اور وحشی جانور کسی نے پال لیا تو اب بھی جنگل ہی کا جانور شمار کیا جائے گا، اگر پلاؤ ہرن شکار کیا تو اس کا بھی وہی حکم ہے۔ جنگل کا جانور اگر کسی کی ملک میں ہو جائے مثلاً پکڑ لایا یا پکڑنے والے سے مول لیا تو اس کے شکار کرنے کا بھی وہی حکم ہے۔^(۳) (عالمگیری، جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: حرام اور حلال جانور دونوں کے شکار کا ایک حکم ہے مگر حرام جانور کے قتل کرنے میں کفارہ ایک بکری سے زیادہ نہیں ہے اگرچہ اس جانور کی قیمت ایک بکری سے بہت زائد کی ہو مثلاً ہاتھی کو قتل کیا تو صرف ایک بکری کفارہ میں واجب ہے۔^(۴) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: سکھایا ہوا جانور قتل کیا تو کفارہ میں وہی قیمت واجب ہے جو بے سکھائے کی ہے، البتہ اگر وہ کسی کی ملک ہے تو کفارہ کے علاوہ اس کے مالک کو سکھائے ہوئے کی قیمت دے۔^(۵) (درمختار)

مسئلہ ۱۳: کفارہ لازم آنے کے لیے قصد قتل کرنا شرط نہیں بھول چوک سے قتل ہو واجب بھی کفارہ ہے۔^(۶) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: جانور کو زخمی کر دیا مگر مرا نہیں یا اس کے بال یا پر نوچے یا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو اس کی وجہ سے جو کچھ اُس

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۴۸.

② المرجع السابق.

③ المرجع السابق ص ۲۴۷. و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۶.

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۱.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۱.

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۸، وغیرہ.

جانور میں کمی ہوئی وہ کفارہ ہے اور اگر زخم کی وجہ سے مر گیا تو پوری قیمت واجب۔^(۱) (عامہ کتب)

مسئلہ ۱۵: زخم کھا کر بھاگ گیا اور معلوم ہے کہ مر گیا یا معلوم نہیں کہ مر گیا یا زندہ ہے تو قیمت واجب ہے اور اگر معلوم ہے کہ مر گیا مگر اس زخم کے سبب سے نہیں بلکہ کسی اور سبب سے تو زخم کی جزا دے اور بالکل اچھا ہو گیا، جب بھی کفارہ ساقط نہ ہوگا۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: جانور کو زخمی کیا پھر اُسے قتل کر ڈالا تو زخم قتل دونوں کا کفارہ دے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: جانور جال میں پھنسا ہوا تھا یا کسی درندہ نے اسے پکڑا تھا اُس نے چھوڑا ناچا ہا، تو اگر مر بھی جائے جب بھی کچھ نہیں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۱۸: پرند کے پر نوچ ڈالے کہ اوڑ نہ سکے یا چوپایہ کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے کہ بھاگ نہ سکے تو پورے جانور کی قیمت واجب ہے اور انڈا توڑا یا بھونا تو اس کی قیمت دے مگر جب کہ گندہ ہو تو کچھ واجب نہیں اگرچہ اس کا چھلکا قیمتی ہو جیسے شتر مرغ کا انڈا کہ لوگ اُسے خرید کر بطور نمائش رکھتے ہیں اگرچہ گندہ ہو۔ انڈا توڑا اس میں سے بچہ مرا ہوا نکلا تو بچہ کی قیمت دے اور جنگل کے جانور کا دودھ دہا تو دودھ کی اور بال کترے تو بالوں کی قیمت دے۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: پرند کے پر نوچ ڈالے یا چوپایہ کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے پھر کفارہ دینے سے پہلے اُسے قتل کر ڈالا تو ایک ہی کفارہ ہے اور کفارہ ادا کرنے کے بعد قتل کیا تو دو کفارے، ایک زخم وغیرہ کا دوسرا قتل کا اور اگر زخمی کیا پھر وہ جانور زخم کے سبب مر گیا تو ایک ہی کفارہ ہے خواہ مرنے سے پہلے دیا ہو یا بعد۔^(۶) (نسک، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: جنگل کے جانور کا انڈا بھونا یا دودھ دہا اور کفارہ ادا کر دیا تو اب اس کا کھانا حرام نہیں اور بیچنا بھی جائز مگر مکروہ ہے اور جانور کا کفارہ دیا اور کھایا تو پھر کفارہ دے اور دوسرے محرم نے کھالیا تو اس پر کفارہ نہیں اگرچہ کھانا حرام تھا کہ وہ

① "تنویر الابصار" و "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۳.

② "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۳.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۴۸.

④ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۴.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۴، وغیرہ.

⑥ "المسلك المتقسط"، (باب الجنایات، فصل فی الجرح)، ص ۳۶۲.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۴۸.

مُر دار ہے۔^(۱) (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: جنگل کے جانور کا انڈا اٹھا لایا اور مرغی کے نیچے رکھ دیا اگر گندہ ہو گیا تو اس کی قیمت دے اور اس سے بچہ نکلا اور بڑا ہو کر اڑ گیا تو کچھ نہیں اور اگر انڈے پر سے جانور کو اڑا دیا اور انڈا گندہ ہو گیا تو کفارہ واجب۔^(۲) (منک)

مسئلہ ۲۲: ہرنی کو مارا اس کے پیٹ میں بچہ تھا، وہ مرا ہوا اگر تو اس بچہ کی قیمت کفارہ دے اور ہرنی بعد کو مر گئی تو اس کی قیمت بھی اور اگر نہ مری تو اس کی وجہ سے جتنا اس میں نقصان آیا وہ کفارہ میں دے اور اگر بچہ نہیں گرا مگر ہرنی مر گئی تو حالت حمل میں جو اس کی قیمت تھی وہ دے۔^(۳) (جوہرہ)

مسئلہ ۲۳: کوا، چیل، بھیڑیا، بچھو، سانپ، چوہا، گھونس، چھچھو، ندر، کنکھنا کتا، پٹو، مچھر، کٹی، کچھوا، کیڑا، پتنگا، کاٹنے والی چیونٹی، مکھی، چھپکلی، بُر اور تمام حشرات الارض بچو، لومڑی، گیدڑ جب کہ یہ درندے حملہ کریں یا جو درندے ایسے ہوں جن کی عادت اکثر ابتداء حملہ کرنے کی ہوتی ہے جیسے شیر، چیتا، تیندوا، ان سب کے مارنے میں کچھ نہیں۔ یوہیں پانی کے تمام جانوروں کے قتل میں کفارہ نہیں۔^(۴) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار وغیرہا)

مسئلہ ۲۴: ہرن اور بکری سے بچہ پیدا ہوا تو اس کے قتل میں کچھ نہیں، ہرنی اور بکرے سے ہے تو کفارہ واجب۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: غیر محرم نے شکار کیا تو محرم اُسے کھا سکتا ہے اگرچہ اُس نے اسی کے لیے کیا ہو، جب کہ اُس محرم نے نہ اُسے بتایا، نہ حکم کیا، نہ کسی طرح اس کام میں اعانت کی ہو اور یہ شرط بھی ہے کہ حرم سے باہر اُسے ذبح کیا ہو۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۲۶: بتانے والے، اشارہ کرنے والے پر کفارہ اس وقت لازم ہے کہ ① جسے بتایا وہ اس کی بات جھوٹی نہ

① "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج ص ۲۲۶ .

و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۸ .

② "لباب المناسک"، (باب الجنایات، فصل فی حکم البیض)، ص ۳۶۶ .

③ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج ص ۲۲۶ .

④ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۹-۶۹۱ .

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۵۲ .

⑤ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۹۲ .

⑥ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۹۲ .

جانے اور ⑦ بے اس کے بتائے وہ جانتا بھی نہ ہو اور ③ اُس کے بتانے پر فوراً اُس نے مار بھی ڈالا ہو اور ④ وہ جانور وہاں سے بھاگ نہ گیا اور ⑤ یہ بتانے والا جانور کے مارے جانے تک احرام میں ہو۔ اگر ان پانچوں شرطوں میں ایک نہ پائی جائے تو کفارہ نہیں رہا گناہ وہ بہر حال ہے۔^(۱) (درمختار، جوہرہ)

مسئلہ ۲۷: ایک مُحْرَم نے کسی کو شکار کا پتا دیا مگر اس نے نہ اُسے سچا جانا نہ جھوٹا پھر دوسرے نے خبر دی، اب اس نے جستجو کی اور جانور کو مارا تو دونوں بتانے والوں پر کفارہ ہے اور اگر پہلے کو جھوٹا سمجھا تو صرف دوسرے پر ہے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: مُحْرَم نے شکار کا حکم دیا تو کفارہ بہر حال لازم اگرچہ جانور خود مارنے والے کے علم میں ہے۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: ایک مُحْرَم نے دوسرے مُحْرَم کو شکار کرنے کا حکم دیا اور دوسرے نے خود نہ کیا بلکہ اُس نے تیسرے مُحْرَم کو حکم دیا، اب تیسرے نے شکار کیا تو پہلے پر کفارہ نہیں اور دوسرے اور تیسرے پر لازم اور اگر پہلے نے دوسرے سے کہا کہ تو فلاں کو شکار کا حکم دے اور اس نے حکم دیا تو تینوں پر جرمانہ لازم۔^(۴) (منک)

مسئلہ ۳۰: غیر مُحْرَم نے مُحْرَم کو شکار بتایا یا حکم کیا تو گنہگار ہوا تو بہ کرے، اس غیر مُحْرَم پر کفارہ نہیں۔^(۵) (منک)

مسئلہ ۳۱: مُحْرَم نے جسے بتایا وہ مُحْرَم ہو یا نہ ہو بہر حال بتانے والے پر کفارہ لازم۔^(۶) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: کئی شخصوں نے مل کر شکار کیا تو سب پر پورا پورا کفارہ ہے۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: ٹڈی بھی خشکی کا جانور ہے، اُسے مارے تو کفارہ دے اور ایک کھجور کافی ہے۔^(۸) (جوہرہ)

① "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج ص ۲۲۴ .

و "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۷ .

② "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۷ .

③ المرجع السابق .

④ "لباب المناسک"، (باب الجنایات، فصل فی الدلالة والاشارة ونحو ذلك)، ص ۳۶۹ .

⑤ "لباب المناسک"، (باب الجنایات، فصل فی الدلالة والاشارة ونحو ذلك)، ص ۳۶۹ .

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۷ .

⑦ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۴۹ .

⑧ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج ص ۲۲۷ .

مسئلہ ۳۴: مُحْرَم نے جنگل کا جانور خرید یا بیچا تو بیع باطل ہے پھر بائع و مشتری دونوں مُحْرَم ہیں اور جانور ہلاک ہوا تو دونوں پر کفارہ ہے۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ احرام کی حالت میں پکڑا اور احرام ہی میں بیچا اور اگر پکڑنے کے وقت مُحْرَم نہ تھا اور بیچنے کے وقت ہے تو بیع فاسد ہے اور اگر پکڑنے کے وقت مُحْرَم تھا اور بیچنے کے وقت نہیں ہے تو بیع جائز۔^(۱) (جوہرہ)

مسئلہ ۳۵: غیر مُحْرَم نے غیر مُحْرَم کے ہاتھ جنگل کا جانور بیچا اور مشتری نے ابھی قبضہ نہ کیا تھا کہ دونوں میں سے ایک نے احرام باندھ لیا تو اب وہ بیع باطل ہوگئی۔^(۲) (جوہرہ)

مسئلہ ۳۶: احرام باندھا اور اس کے ہاتھ میں جنگل کا جانور ہے تو حکم ہے کہ چھوڑ دے اور نہ چھوڑا یہاں تک کہ مر گیا تو ضمان دے مگر چھوڑنے سے اس کی ملک سے نہیں نکلتا جب کہ احرام سے پہلے پکڑا تھا اور یہ بھی شرط ہے کہ بیرونِ حرم پکڑا ہو فائدہ اگر اسے کسی نے پکڑ لیا تو مالک اس سے لے سکتا ہے۔ جب کہ احرام سے نکل چکا ہو اور اگر کسی نے اس کے ہاتھ سے چھڑا دیا تو یہ تاوان دے اور اگر جانور اس کے گھر ہے تو کچھ مضائقہ نہیں یا پاس ہی ہے مگر پنجرے میں ہے تو جب تک حرم سے باہر ہے چھوڑنا ضروری نہیں۔ لہذا اگر مر گیا تو کفارہ لازم نہیں۔^(۳) (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: مُحْرَم نے جانور پکڑا تو اس کی ملک نہ ہوا، حکم ہے کہ چھوڑ دے اگرچہ پنجرے میں ہو یا گھر پر ہو اور اُسے کوئی پکڑ لے تو احرام کے بعد اس سے نہیں لے سکتا اور اگر کسی دوسرے نے چھوڑ دیا تو اُس سے تاوان نہیں لے سکتا اور دوسرے مُحْرَم نے مار ڈالا تو دونوں پر کفارہ ہے مگر پکڑنے والے نے جو کفارہ دیا ہے، وہ مارنے والے سے وصول کر سکتا ہے۔^(۴) (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: مُحْرَم نے جنگل کا جانور پکڑا تو اُس پر لازم ہے کہ جنگل میں یا ایسی جگہ چھوڑ دے جہاں وہ پناہ لے سکے، اگر شہر میں لا کر چھوڑا جہاں اس کے پکڑنے کا اندیشہ ہے تو جرمانہ سے بُری نہ ہوگا۔^(۵) (منک)

مسئلہ ۳۹: کسی نے ایسی جگہ شکار دیکھا کہ مارنے کے لیے تیر کمان، غلیل، بندوق وغیرہ کی ضرورت ہے اور مُحْرَم نے یہ چیزیں اسے دیں تو اس پر پورا کفارہ لازم اور شکار ذبح کرنا ہے اُس کے پاس ذبح کرنے کی چیز نہیں، مُحْرَم نے مٹھری دی تو

۱..... "الحوہرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنایات فی الحج ص ۲۲۹.

۲..... المرجع السابق.

۳..... المرجع السابق. و "الفتاویٰ الہندیہ"، كتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۵۰، ۲۵۱.

۴..... المرجع السابق.

۵..... "لباب المناسک" و "المسلک المتقسط"، (باب الجنایات، فصل فی أخذ الصيد و ارساله)، ص ۳۶۸.

کفارہ ہے اور اگر اس کے پاس ذبح کرنے کی چیز ہے اور مُحْرَم نے چھری دی تو کفارہ نہیں مگر کراہت ہے۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: مُحْرَم نے جانور پر اپنا کتیا یا باز سکھایا ہوا چھوڑا، اُس نے شکار کو مار ڈالا تو کفارہ واجب ہے اور اگر احرام کی وجہ سے تعیل حکم شرع کے لیے باز چھوڑ دیا، اُس نے جانور کو مار ڈالا یا سکھانے کے لیے جال پھیلایا، اس میں جانور پھنس کر مر گیا یا کو آں کھودا تھا اُس میں گر کر مرا تو ان صورتوں میں کفارہ نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

(۱۴) حرم کے جانور کو ایذا دینا

مسئلہ ۱: حرم کے جانور کو شکار کرنا یا اُسے کسی طرح ایذا دینا سب کو حرام ہے۔ مُحْرَم اور غیر مُحْرَم دونوں اس حکم میں یکساں ہیں۔ غیر مُحْرَم نے حرم کے جنگل کا جانور ذبح کیا تو اس کی قیمت واجب ہے اور اس قیمت کے بدلے روزہ نہیں رکھ سکتا اور مُحْرَم ہے تو روزہ بھی رکھ سکتا ہے۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲: مُحْرَم نے اگر حرم کا جانور مارا تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا دو نہیں اور اگر وہ جانور کسی کا مملوک تھا تو مالک کو اس کی قیمت بھی دے۔ پھر اگر سکھایا ہوا ہو مثلاً طوطی تو مالک کو وہ قیمت دے جو سیکھے ہوئے کی ہے اور کفارہ میں بے سکھائے ہوئے کی قیمت۔^(۴) (منک)

مسئلہ ۳: جو حرم میں داخل ہوا اور اُس کے پاس کوئی وحشی جانور ہوا اگرچہ پنجرے میں تو حکم ہے کہ اُسے چھوڑ دے، پھر اگر وہ شکاری جانور باز، شکر، بہری وغیرہا ہے اور اس نے اس حکم شرع کی تعیل کے لیے اُسے چھوڑا، اُس نے شکار کیا تو اُس کے ذمہ تاوان نہیں اور شکار پر چھوڑا تو تاوان ہے۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: ایک شخص دوسرے کا وحشی جانور غصب کر کے حرم میں لایا تو واجب ہے کہ چھوڑ دے اور مالک کو قیمت دے اور نہ چھوڑا بلکہ مالک کو واپس دیا تو تاوان دے۔ غصب کے بعد احرام باندھا جب بھی یہی حکم ہے۔^(۶) (ردالمحتار وغیرہ)

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۵۰.

② المرجع السابق ص ۲۵۱.

③ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۹۳.

④ "لباب المناسک" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنایات، فصل فی صید الحرم)، ص ۳۷۴.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۹۳، وغیرہ.

⑥ "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۹۴.

مسئلہ ۵: دو غیر محرم نے حرم کے جانور کو ایک ضرب میں مار ڈالا تو دونوں آدھی آدھی قیمت دیں۔ یوں اگر بہت سے لوگوں نے مارا تو سب پر وہ قیمت تقسیم ہو جائے گی اور اگر ان میں کوئی محرم بھی ہے تو علاوہ اُس کے جو اُس کے حصہ میں پڑا پوری قیمت بھی کفارہ میں دے اور ایک نے پہلے ضرب لگائی پھر دوسرے نے تو ہر ایک کی ضرب سے اس کی قیمت میں جو کمی ہوئی وہ دے۔ پھر باقی قیمت دونوں پر تقسیم ہو جائے گی اس بقیہ کا نصف نصف دونوں دیں۔^(۱) (عالمگیری، منک)

مسئلہ ۶: ایک نے حرم کا جانور پکڑا، دوسرے نے مار ڈالا تو دونوں پوری پوری قیمت دیں اور پکڑنے والے کو اختیار ہے کہ دوسرے سے تاوان وصول کر لے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: چند شخص محرم مکہ کے کسی مکان میں ٹھہرے، اس مکان میں کبوتر رہتے تھے۔ سب نے ایک سے کہا، دروازہ بند کر دے، اس نے دروازہ بند کر دیا اور سب منیٰ کو چلے گئے، واپس آئے تو کبوتر پیاس سے مرے ہوئے ملے تو سب پورا پورا کفارہ دیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: جانور کا کچھ حصہ حرم میں ہو اور کچھ باہر تو اگر کھڑا ہو اور اس کے سب پاؤں حرم میں ہوں یا ایک ہی پاؤں تو وہ حرم کا جانور ہے، اُس کو مارنا حرام ہے اگرچہ سر حرم سے باہر ہے اور اگر صرف سر حرم میں ہے اور پاؤں سب کے سب باہر تو قتل پر جرمانہ لازم نہیں اور اگر لیٹا سویا ہے اور کوئی حصہ بھی حرم میں ہے تو اسے مارنا حرام۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جانور حرم سے باہر تھا، اس نے تیر چھوڑا وہ جانور بھاگا اور تیر اُسے اس وقت لگا کہ حرم میں پہنچ گیا تھا تو جرمانہ لازم اور اگر تیر لگنے کے بعد بھاگ کر حرم میں گیا اور وہیں مر گیا تو نہیں مگر اس کا کھانا حلال نہیں۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: جانور حرم میں نہیں مگر یہ شکار کرنے والا حرم میں ہے اور حرم ہی سے تیر چھوڑا تو جرمانہ واجب۔^(۶)

(عالمگیری)

①..... "الفتاویٰ الہندیہ" کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۴۹.

و "لباب المناسک" و "المسلک المتقسط"، (باب الجنایات)، ص ۳۶۴.

②..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۵۰.

③..... المرجع السابق.

④..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۷.

⑤..... المرجع السابق، ص ۶۸۸.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۵۱.

مسئلہ ۱۱: جانور اور شکاری دونوں حرم سے باہر ہیں مگر تیر حرم سے ہوتا ہوا گزرا تو اسمیں بھی بعض علما تاوان واجب کرتے ہیں۔ درمختار میں یہی لکھا مگر بحر الرائق و لباب میں تصریح ہے کہ اس میں تاوان نہیں اور علامہ شامی نے فرمایا کلام علما سے یہی ثابت۔ کتابا باز وغیرہ چھوڑا اور حرم سے ہوتا ہوا گزرا، اس کا بھی یہی حکم ہے۔^(۱)

مسئلہ ۱۲: جانور حرم سے باہر تھا اس پر کتا چھوڑا، کتے نے حرم میں جا کر پکڑا تو اُس پر تاوان نہیں مگر شکار نہ کھایا جائے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: گھوڑے وغیرہ کسی جانور پر سوار جا رہا تھا یا اسے ہانکتا یا کھینچتا لیے جا رہا تھا، اُس کے ہاتھ پاؤں سے کوئی جانور دب کر مر گیا یا اس نے کسی جانور کو دانت سے کاٹا اور مر گیا تو تاوان دے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: بھیڑیے پر کتا چھوڑا، اُس نے جا کر شکار پکڑا یا بھیڑیا پکڑنے کے لیے جال تانا، اُس میں شکار پھنس گیا تو دونوں صورتوں میں تاوان کچھ نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: جانور کو بھگایا وہ کونین میں گر پڑا یا پھسل کر گرا اور مر گیا یا کسی چیز کی ٹھوکر لگی وہ مر گیا تو تاوان دے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: حرم کا جانور پکڑ لایا اور اسے بیرون حرم چھوڑ دیا، اب کسی نے مار ڈالا تو پکڑنے والے پر کفارہ لازم ہے اور اگر کسی نے نہ بھی مارا تو جب تک امن کے ساتھ حرم کی زمین میں پہنچ جانا معلوم نہ ہو، کفارہ سے بری نہ ہوگا۔^(۶) (منک)

مسئلہ ۱۷: جانور حرم سے باہر تھا اور اس کا بہت چھوٹا بچہ حرم کے اندر، غیر محرم نے اُس جانور کو مارا تو اس کا کفارہ نہیں مگر بچہ بھوک سے مر جائے گا تو بچہ کا کفارہ دینا ہوگا۔^(۷) (منک)

مسئلہ ۱۸: ہرنی کو حرم سے نکالا وہ بچے جنی پھر وہ مر گئی اور بچے بھی تو سب کا تاوان دے اور اگر تاوان دینے کے بعد

① انظر: "الدر المختار" و "رد المحتار"، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۷. و "البحر الرائق"، کتاب الحج، باب الجنایات،

فصل ان قتل محرم صیداً، ج ۳، ص ۶۹. و "لباب المناسک"، (باب الجنایات، فصل فی صید الحرم)، ص ۳۷۶.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۵۱.

③ المرجع السابق، ص ۲۵۲.

④ المرجع السابق. ⑤ المرجع السابق.

⑥ "لباب المناسک"، (باب الجنایات، فصل فی أخذ الصيد و ارساله)، ص ۳۶۸.

⑦ "لباب المناسک"، (باب الجنایات، فصل فی صید الحرم)، ص ۳۷۷.

جنی تو بچوں کا تاوان لازم نہیں۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: پرند درخت پر بیٹھا ہوا ہے اور وہ درخت حرم سے باہر ہے مگر جس شاخ پر بیٹھا ہے وہ حرم میں ہے تو اُسے

مارنا حرام ہے۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

(۱۵) حرم کے پیڑ وغیرہ کاٹنا

مسئلہ ۱: حرم کے درخت چار قسم ہیں: ① کسی نے اُسے بویا ہے اور وہ ایسا درخت ہے جسے لوگ بویا کرتے ہیں۔

② بویا ہے مگر اس قسم کا نہیں جسے لوگ بویا کرتے ہیں۔ ③ کسی نے اسے بویا نہیں مگر اس قسم سے ہے جسے لوگ بویا کرتے ہیں۔ ④ بویا نہیں، نہ اس قسم سے ہے جسے لوگ بوتے ہیں۔

پہلی تین قسموں کے کاٹنے وغیرہ میں کچھ نہیں یعنی اس پر جرمانہ نہیں۔ رہا یہ کہ وہ اگر کسی کی ملک ہے تو مالک تاوان لے گا، چوتھی قسم میں جرمانہ دینا پڑے گا اور کسی کی ملک ہے تو مالک تاوان بھی لے گا اور جرمانہ اُسی وقت ہے کہ تر ہو اور ٹوٹا یا اُکھڑا ہوا نہ ہو۔ جرمانہ یہ ہے کہ اُس کی قیمت کا غلہ لے کر مساکین پر تصدق کرے، ہر مسکین کو ایک صدقہ اور اگر قیمت کا غلہ پورے صدقہ سے کم ہے تو ایک ہی مسکین کو دے اور اس کے لیے حرم کے مساکین ہونا ضرور نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیمت ہی تصدق کر دے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس قیمت کا جانور خرید کر حرم میں ذبح کر دے روزہ رکھنا کافی نہیں۔^(۳) (عالمگیری، درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: درخت اُکھڑا اور اس کی قیمت بھی دیدی، جب بھی اُس سے کسی قسم کا نفع لینا جائز نہیں اور اگر بیج ڈالا تو بیج

ہو جائے گی مگر اُس کی قیمت تصدق کر دے۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۳: جو درخت سوکھ گیا اُسے اُکھاڑ سکتا ہے اور اس سے نفع بھی اُٹھا سکتا ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: درخت اُکھاڑا اور تاوان بھی ادا کر دیا پھر اسے وہیں لگا دیا اور وہ جم گیا پھر اسی کو اُکھاڑا تو اب تاوان

①..... "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الحنایات، ج ۳، ص ۷۰۴، وغیرہ.

②..... المرجع السابق ص ۶۸۶.

③..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۵۲-۲۵۳.

④..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۵۳.

⑤..... المرجع السابق.

نہیں۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: درخت کے پتے توڑے اگر اس سے درخت کو نقصان نہ پہنچا تو کچھ نہیں۔ یوہیں جو درخت پھلتا ہے اُسے بھی کاٹنے میں تاوان نہیں جب کہ مالک سے اجازت لے لی ہو اُسے قیمت دیدے۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۶: چند شخصوں نے مل کر درخت کاٹا تو ایک ہی تاوان ہے جو سب پر تقسیم ہو جائے گا، خواہ سب مُحرّم ہوں یا غیر مُحرّم یا بعض مُحرّم بعض غیر مُحرّم۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: حرم کے پیلو یا کسی درخت کی مسواک بنانا جائز نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: جس درخت کی جڑ حرم سے باہر ہے اور شاخیں حرم میں وہ حرم کا درخت نہیں اور اگر تنے کا بعض حصہ حرم میں ہے اور بعض باہر تو وہ حرم کا ہے۔^(۵) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۹: اپنے یا جانور کے چلنے میں یا خیمہ نصب کرنے میں کچھ درخت جاتے رہے تو کچھ نہیں۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: ضرورت کی وجہ سے فتویٰ اس پر ہے کہ وہاں کی گھاس جانوروں کو چرانا جائز ہے۔ باقی کاٹنا، اُکھاڑنا، اس کا وہی حکم ہے جو درخت کا ہے۔ سوا اذخراور سوکھی گھاس کے کہ ان سے ہر طرح انتفاع جائز ہے۔ کھنبی کے توڑنے، اُکھاڑنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔^(۷) (درمختار، ردالمحتار)

(۱۶) جوں مارنا

مسئلہ ۱: اپنی بچوں اپنے بدن یا کپڑوں میں ماری یا پھینک دی تو ایک میں روٹی کا ٹکڑا اور دو یا تین ہوں تو ایک مٹھی

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۵۳.

② "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۵.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصيد، ج ۱، ص ۲۵۳.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب السابع عشر فی النذر بالحج، ج ۱، ص ۲۶۴.

⑤ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۶، وغیرہ.

⑥ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۶.

⑦ المرجع السابق، ص ۶۸۸.

ناج اور اس سے زیادہ میں صدقہ۔^(۱) (درمختار)

مسئلہ ۲: جوئیں مرنے کو سر یا کپڑا دھویا یا دھوپ میں ڈالا، جب بھی یہی کفارے ہیں جو مارنے میں تھے۔^(۲)

(درمختار)

مسئلہ ۳: دوسرے نے اُس کے کہنے یا اشارہ کرنے سے اُس کی جوں ماری، جب بھی اُس پر کفارہ ہے اگرچہ دوسرا

احرام میں نہ ہو۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۴: زمین وغیرہ پر گری ہوئی جوں یا دوسرے کے بدن یا کپڑوں کی مارنے میں اس پر کچھ نہیں اگرچہ وہ دوسرا بھی

احرام میں ہو۔^(۴) (بحر)

مسئلہ ۵: کپڑا بھیگ گیا تھا سکھانے کے لیے دھوپ میں رکھا، اس سے جوئیں مر گئیں مگر یہ مقصود نہ تھا تو کچھ حرج

نہیں۔^(۵) (منک متوسط)

مسئلہ ۶: حرم کی خاک یا کنکری لانے میں حرج نہیں۔^(۶) (عالمگیری)

(۱۷) بغیر احرام میقات سے گزرنا

مسئلہ ۱: میقات کے باہر سے جو شخص آیا اور بغیر احرام مکہ معظمہ کو گیا تو اگرچہ نہ حج کا ارادہ ہو، نہ عمرہ کا مگر حج یا عمرہ

واجب ہو گیا پھر اگر میقات کو واپس نہ گیا، یہیں احرام باندھ لیا تو دم واجب ہے اور میقات کو واپس جا کر احرام باندھ کر آیا تو دم

ساقط اور مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے جو اُس پر حج یا عمرہ واجب ہوا تھا اس کا احرام باندھا اور ادا کیا تو بری الذمہ ہو گیا۔ یو ہیں

اگر حجۃ الاسلام یا نفل یا منت کا عمرہ یا حج جو اُس پر تھا، اُس کا احرام باندھا اور اسی سال ادا کیا جب بھی بری الذمہ ہو گیا اور اگر اس

سال ادا نہ کیا تو اس سے بری الذمہ نہ ہوا، جو مکہ میں جانے سے واجب ہوا تھا۔^(۷) (عالمگیری، درمختار، رد المحتار)

① "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۹.

② المرجع السابق. ③ المرجع السابق.

④ "البحر الرائق"، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل ان قتل محرم صیداً، ج ۳، ص ۶۱.

⑤ "لباب المناسک" و "المسلک المتقسط"، (باب الجنایات، فصل فی قتل القمل)، ص ۳۷۸.

⑥ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب السابع عشر فی النذر بالحج، ج ۱، ص ۲۶۴.

⑦ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب العاشر فی مجاوزة المیقات بغیر احرام، ج ۱، ص ۲۵۳.

و "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، مطلب لا یجب الضمان بکسر آلات اللہ، ج ۳، ص ۷۱۱.

مسئلہ ۲: چند بار بغیر احرام مکہ معظمہ کو گیا، کچھلی بار میقات کو واپس آ کر حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر ادا کیا تو صرف اس بار جو حج یا عمرہ واجب ہوا تھا، اس سے بری الذمہ ہوا، پہلوں سے نہیں۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۳: حج یا عمرہ کا ارادہ ہے اور بغیر احرام میقات سے آگے بڑھا تو اگر یہ اندیشہ ہے کہ میقات کو واپس جائے گا تو حج فوت ہو جائے گا تو واپس نہ ہو، وہیں سے احرام باندھ لے اور دم دے اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو واپس آئے۔ پھر اگر میقات کو بغیر احرام آیا تو دم ساقط۔ یوہیں اگر احرام باندھ کر آیا اور لبیک کہہ چکا ہے تو دم ساقط اور نہیں کہا تو نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: میقات سے بغیر احرام گیا پھر عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کو فاسد کر دیا، پھر میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کی قضا کی تو میقات سے بے احرام گزرنے کا دم ساقط ہو گیا۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۵: مُتَمَتِّع نے حرم کے باہر سے حج کا احرام باندھا، اُسے حکم ہے کہ جب تک وقوف عرفہ نہ کیا اور حج فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو حرم کو واپس آئے اگر واپس نہ آیا تو دم واجب ہے اور اگر واپس ہوا اور لبیک کہہ چکا ہے تو دم ساقط ہے نہیں تو نہیں اور باہر جا کر احرام نہیں باندھا تھا اور واپس آیا اور یہاں سے احرام باندھا تو کچھ نہیں۔ مکہ میں جس نے اقامت کر لی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر مکہ والا کسی کام سے حرم کے باہر گیا تھا اور وہیں سے حج کا احرام باندھ کر وقوف کر لیا تو کچھ نہیں اور اگر عمرہ کا احرام حرم میں باندھا تو دم لازم آیا۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: نابالغ بغیر احرام میقات سے گزرا پھر بالغ ہو گیا اور وہیں سے احرام باندھ لیا تو دم لازم نہیں اور غلام اگر بغیر احرام گزرا پھر اُس کے آقا نے احرام کی اجازت دے دی اور اُس نے احرام باندھ لیا تو دم لازم ہے جب آزاد ہوا ادا کرے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: میقات سے بغیر احرام گزرا پھر عمرہ کا احرام باندھا اس کے بعد حج کا یا قرآن کیا تو دم لازم ہے اور اگر پہلے

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب العاشر فی مجاوزۃ المیقات بغیر احرام، ج ۱، ص ۲۵۳، ۲۵۴.

② المرجع السابق ص ۲۵۳.

③ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۷۱۳.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب العاشر فی مجاوزۃ المیقات بغیر احرام، ج ۱، ص ۲۵۴.

و"ردالمحتار"،

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب العاشر فی مجاوزۃ المیقات بغیر احرام، ج ۱، ص ۲۵۳.

حج کا باندھا پھر حرم میں عمرہ کا تو دو دم۔^(۱) (عالمگیری)

(۱۸) احرام ہوتے ہوئے دوسرا احرام باندھنا

مسئلہ ۱: جو شخص میقات کے اندر رہتا ہے اُس نے حج کے مہینوں میں عمرہ کا طواف ایک پھیرا بھی کر لیا، اُس کے بعد حج کا احرام باندھا تو اسے توڑ دے اور دم واجب ہے۔ اس سال عمرہ کر لے، سال آئندہ حج اور اگر عمرہ توڑ کر حج کیا تو عمرہ ساقط ہو گیا اور دم دے اور دونوں کر لیے تو ہو گئے مگر گنہگار ہوا اور دم واجب۔^(۲) (درمختار)

مسئلہ ۲: حج کا احرام باندھا پھر عرفہ کے دن یا رات میں دوسرے حج کا احرام باندھا تو اسے توڑ دے اور دم دے اور حج و عمرہ اُس پر واجب اور اگر دسویں کو دوسرے حج کا احرام باندھا اور حلق کر چکا ہے تو بدستور احرام میں رہے اور دوسرے کو سال آئندہ میں پورا کرے اور دم واجب نہیں اور حلق نہیں کیا ہے تو دم واجب۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: عمرہ کے تمام افعال کر چکا تھا صرف حلق باقی تھا کہ دوسرے عمرہ کا احرام باندھا تو دم واجب ہے اور گنہگار ہوا۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۴: باہر کے رہنے والے نے پہلے حج کا احرام باندھا اور طوافِ قدوم سے پیشتر عمرہ کا احرام باندھ لیا تو قارن ہو گیا مگر اساءت ہوئی اور شکرانہ کی قربانی کرے اور عمرہ کے اکثر طواف یعنی چار پھیرے سے پہلے وقوف کر لیا تو عمرہ باطل ہو گیا۔^(۵) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: طوافِ قدوم کا ایک پھیرا بھی کر لیا تو عمرہ کا احرام باندھنا جائز نہیں پھر بھی اگر باندھ لیا تو بہتر یہ ہے کہ عمرہ توڑ دے اور قضا کرے اور دم دے اور اگر نہیں توڑا اور دونوں کر لیے تو دم دے۔^(۶) (درمختار)

مسئلہ ۶: دسویں سے تیرھویں تک حج کرنے والے کو عمرہ کا احرام باندھنا ممنوع ہے، اگر باندھا تو توڑ دے اور اُس کی قضا کرے اور دم دے اور کر لیا تو ہو گیا مگر دم واجب ہے۔^(۷) (درمختار)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب العاشر فی مجاوزۃ المیقات بغیر احرام، ج ۱، ص ۲۵۳.

②..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۷۱۳.

③..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، مطلب لایجب الضمان بکسر آلات اللہو، ج ۳، ص ۷۱۵.

④..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۷۱۶.

⑤..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، مطلب لایجب الضمان... إلخ، ج ۳، ص ۷۱۷.

⑥..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۷۱۷.

⑦..... المرجع السابق ص ۷۱۸.

مُحْصِر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ ۚ﴾ (1)

اگر حج و عمرہ سے تم روک دیے جاؤ تو جو قربانی میسر آئے کرو اور اپنے سر نہ منڈاؤ، جب تک قربانی اپنی جگہ (حرم) میں نہ پہنچ جائے۔

اور فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَآءٍ

الْعَكْفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِالْحَادِ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۝﴾ (2)

بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ (عزوجل) کی راہ سے اور مسجد حرام سے، جس کو ہم نے سب لوگوں کے لیے مقرر کیا، اس میں وہاں کے رہنے والے اور باہر والے برابر حق رکھتے ہیں اور جو اس میں ناحق زیادتی کا ارادہ کرے، ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

(احادیث)

(حدیث ۱:) صحیح بخاری شریف میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

ساتھ چلے، کفار قریش کعبہ تک جانے سے مانع ہوئے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانیاں کیں اور سر موٹا دیا اور صحابہ نے بال

کتروائے۔ (3) نیز بخاری میں مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حلق سے پہلے قربانی کی

اور صحابہ کو بھی اسی کا حکم فرمایا۔ (4)

(حدیث ۲:) ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی حجاج بن عمرو و انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ

1 پ ۲، البقرة: ۱۹۶۔

2 پ ۱۷، الحج: ۲۵۔

3 ”صحیح البخاری“، کتاب المغازی، باب غزوة الحديبية، الحديث: ۴۱۸۵، ج ۳، ص ۷۵۔

4 ”صحیح البخاری“، أبواب المحصر و جزاء الصيد، باب النحر قبل الحلق في الحصر، الحديث: ۱۸۱۱، ج ۱، ص ۵۹۷۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو احرام کھول سکتا ہے اور سال آئندہ اُس کو حج کرنا ہوگا۔“ (1) اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے، یا بیمار ہو جائے۔ (2)

مسئلہ ۱: جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا مگر کسی وجہ سے پورا نہ کر سکا، اُسے محصر کہتے ہیں۔ جن وجوہ سے حج یا عمرہ نہ کر سکے وہ یہ ہیں: ① دشمن۔ ② درندہ۔ ③ مرض کہ سفر کرنے اور سوار ہونے میں اس کے زیادہ ہونے کا گمان غالب ہے۔ ④ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جانا۔ ⑤ قید۔ ⑥ عورت کے محرم یا شوہر جس کے ساتھ جاری تھی اُس کا انتقال ہو جانا۔ ⑦ عدت۔ ⑧ مصارف یا سواری کا ہلاک ہو جانا۔ ⑨ شوہر حج نفل میں عورت کو اور مولیٰ لونڈی غلام کو منع کر دے۔

مسئلہ ۲: مصارف چوری گئے یا سواری کا جانور ہلاک ہو گیا، تو اگر پیدل نہیں چل سکتا تو محصر ہے ورنہ نہیں۔ (3)

(عالمگیری)

مسئلہ ۳: صورت مذکورہ میں فی الحال تو پیدل چل سکتا ہے مگر آئندہ مجبور ہو جائے گا، اُسے احرام کھول دینا جائز ہے۔ (4) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: عورت کا شوہر یا محرم مر گیا اور وہاں سے مکہ معظمہ مسافت سفر یعنی تین دن کی راہ سے کم ہے تو محصر نہیں اور تین دن یا زیادہ کی راہ ہے تو اگر وہاں ٹھہرنے کی جگہ ہے تو محصر ہے ورنہ نہیں۔ (5) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: عورت نے بغیر شوہر یا محرم کے احرام باندھا تو وہ بھی محصر ہے کہ اُسے بغیر ان کے سفر حرام ہے۔ (6)

(عالمگیری)

مسئلہ ۶: عورت نے حج نفل کا احرام بغیر اجازت شوہر یا محرم کے باندھا تو وہ بھی محصر ہے، لہذا اگر منع کر دے تو محصر ہے

①..... ”سنن أبي داود“، كتاب المناسك، باب الاحصار، الحديث: ۱۸۶۲، ج ۲، ص ۲۵۱.

②..... ”سنن أبي داود“، كتاب المناسك، باب الاحصار، الحديث: ۱۸۶۳، ج ۲، ص ۲۵۲.

③..... ”الفتاوى الهندية“، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج ۱، ص ۲۵۵.

④..... ”ردالمحتار“، كتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۵.

⑤..... ”ردالمحتار“، كتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۵.

و ”الفتاوى الهندية“، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج ۱، ص ۲۵۵.

⑥..... ”الفتاوى الهندية“، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج ۱، ص ۲۵۵.

اگرچہ اس کے ساتھ محرم بھی ہو اور حج فرض کو منع نہیں کر سکتا، البتہ اگر وقت سے بہت پہلے احرام باندھا تو شوہر کھلوا سکتا ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: مولیٰ نے غلام کو اجازت دیدی پھر بھی منع کرنے کا اختیار ہے اگرچہ بغیر ضرورت منع کرنا مکروہ ہے اور لونڈی کو مولیٰ نے اجازت دیدی تو اُس کے شوہر کو روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: عورت نے احرام باندھا اس کے بعد شوہر نے طلاق دیدی، تو محصرہ ہے اگرچہ محرم بھی ہمراہ موجود ہو۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: محصر کو یہ اجازت ہے کہ حرم کو قربانی بھیج دے، جب قربانی ہو جائے گی اس کا احرام کھل جائے گا یا قیمت بھیج دے کہ وہاں جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے بغیر اس کے احرام نہیں کھل سکتا، جب تک مکہ معظمہ پہنچ کر طواف وسعی و حلق نہ کر لے، روزہ رکھنے یا صدقہ دینے سے کام نہ چلے گا اگرچہ قربانی کی استطاعت نہ ہو۔ احرام باندھتے وقت اگر شرط لگائی ہے کہ کسی وجہ سے وہاں تک نہ پہنچ سکوں تو احرام کھول دوں گا، جب بھی یہی حکم ہے اس شرط کا کچھ اثر نہیں۔^(۴) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: یہ ضروری امر ہے کہ جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے ٹھہرا لے کہ فلاں دن فلاں وقت قربانی ذبح ہو اور وہ وقت گزرنے کے بعد احرام سے باہر ہوگا پھر اگر اسی وقت قربانی ہوئی جو ٹھہرا تھا یا اس سے پیشتر فبہا اور اگر بعد میں ہوئی اور اُسے اب معلوم ہوا تو ذبح سے پہلے چونکہ احرام سے باہر ہوا لہذا دم دے۔ محصر کو احرام سے باہر آنے کے لیے حلق شرط نہیں مگر بہتر ہے۔^(۵) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: محصر اگر مُفرد ہو یعنی صرف حج یا صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے تو ایک قربانی بھیجے اور دو بھیجیں تو پہلی ہی کے ذبح سے احرام کھل گیا اور قارن ہو تو دو بھیجے ایک سے کام نہ چلے گا۔^(۶) (درمختار وغیرہ)

① ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۶.

② ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۶.

③ ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۶.

④ ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۶.

و ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب المناسک، الباب الثانی عشر فی الاحصار، ج ۱، ص ۲۵۵.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب المناسک، الباب الثانی عشر فی الاحصار، ج ۱، ص ۲۵۵.

⑥ ”الدرالمختار“، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۶، وغیرہ.

مسئلہ ۱۲: اس قربانی کے لیے حرم شرط ہے بیرونِ حرم نہیں ہو سکتی، دسویں، گیارہویں، بارہویں تاریخوں کی شرط نہیں، پہلے اور بعد کو بھی ہو سکتی ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: قارن نے اپنے خیال سے دو قربانیوں کے دام بھیجے اور وہاں ان داموں کی ایک ہی ملی اور ذبح کر دی تو یہ ناکافی ہے۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: قارن نے دو قربانیاں بھیجیں اور یہ معین نہ کیا کہ یہ حج کی ہے اور یہ عمرہ کی تو بھی کچھ مضائقہ نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ معین کر دے کہ یہ حج کی ہے اور یہ عمرہ کی۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: قارن نے عمرہ کا طواف کیا اور وقوفِ عرفہ سے پیشتر محصر ہوا تو ایک قربانی بھیجے اور حج کے بدلے ایک حج اور ایک عمرہ کرے دوسرا عمرہ اس پر نہیں۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: اگر احرام میں حج یا عمرہ کسی کی نیت نہیں تھی تو ایک جانور بھیجنا کافی ہے اور ایک عمرہ کرنا ہوگا اور اگر نیت تھی مگر یہ یاد نہیں کہ کا ہے کی نیت تھی تو ایک جانور بھیج دے اور ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور اگر دو حج کا احرام باندھا تو دو دم دے کر احرام کھولے اور دو عمرے کا احرام باندھا اور ادا کرنے کے لیے مکہ معظمہ کو چلا مگر نہ جاسکا تو ایک دم دے اور چلا نہ تھا کہ محصر ہو گیا تو دو دم دے اور اس کو دو عمرے کرنے ہوں گے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: عورت نے حجِ نفل کا احرام باندھا تھا اگرچہ شوہر کی اجازت سے پھر شوہر نے احرام کھلوا دیا، تو اس کا احرام کھلنے کے لیے قربانی کا ذبح ہو جانا ضرور نہیں بلکہ ہر ایسا کام جو احرام میں منع تھا اس کے کرنے سے احرام سے باہر ہو گئی مگر اس پر بھی قربانی یا اس کی قیمت بھیجنا ضرور ہے اور اگر حج کا احرام تھا تو ایک حج اور ایک عمرہ قضا کرنا ہوگا اور اگر شوہر یا محرم کے مرجانے سے محصر ہوئی یا حج فرض کا احرام تھا اور بغیر محرم جا رہی تھی شوہر نے منع کر دیا تو اس میں بغیر قربانی ذبح ہوئے احرام سے باہر نہیں ہو سکتی۔^(۶) (منک)

① "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۷.

② "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۷.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الثانی عشر فی الاحصار، ج ۱، ص ۲۵۵.

④ المرجع السابق.

⑤ المرجع السابق، ص ۲۵۵-۲۵۶.

⑥ "لباب المناسک" و "المسلك المتقسط"، (باب الاحصار)، ص ۴۲۲-۴۲۳.

مسئلہ ۱۸: مُحصر نے قربانی نہیں بھیجی ویسے ہی گھر کو چلا آیا اور احرام باندھے ہوئے رہ گیا تو یہ بھی جائز ہے۔^(۱)

(درمختار)

مسئلہ ۱۹: وہ مانع جس کی وجہ سے رُکنا ہوا تھا جاتا رہا اور وقت اتنا ہے کہ حج اور قربانی دونوں پالے گا، تو جانا فرض ہے اب اگر گیا اور حج پالیا فبہا، ورنہ عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو جائے اور قربانی کا جانور جو بھیجا تھا مل گیا تو جو چاہے کرے۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: مانع جاتا رہا اور اسی سال حج کیا تو قضا کی نیت نہ کرے اور اب مُفرد پر عمرہ بھی واجب نہیں۔^(۳)

(عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: وقوفِ عرفہ کے بعد احصار نہیں ہو سکتا اور اگر مکہ ہی میں ہے مگر طواف اور وقوفِ عرفہ دونوں پر قادر نہ ہو تو مُحصر ہے اور دونوں میں سے ایک پر قادر ہے تو نہیں۔^(۴) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مُحصر قربانی بھیج کر جب احرام سے باہر ہو گیا اب اس کی قضا کرنا چاہتا ہے تو اگر صرف حج کا احرام تھا تو ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور قرآن تھا تو ایک حج دو عمرے اور یہ اختیار ہے کہ قضا میں قرآن کرے، پھر ایک عمرہ یا تینوں الگ الگ کرے اور اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرنا ہوگا۔^(۵) (عالمگیری وغیرہ)

حج فوت ہونے کا بیان

(حدیث:۱) ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی عبد الرحمن بن یحمر دلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں

نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کہ ”حج عرفہ ہے، جس نے مُزْدَلِفہ کی رات میں طلوع فجر سے قبل وقوفِ عرفہ پالیا اُس نے حج پالیا۔“^(۶)

① ”الدر المختار“، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۷.

② ”الدر المختار“، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۸، وغیرہ.

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثانی عشر فی الاحصار، ج ۱، ص ۲۵۶.

④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثانی عشر فی الاحصار، ج ۱، ص ۲۵۶، وغیرہ.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الثانی عشر فی الاحصار، ج ۱، ص ۲۵۵، وغیرہ.

⑥ ”سنن النسائي“، کتاب مناسک الحج، باب فرض الوقوف بعرفة، الحديث: ۳۰۱۹، ص ۲۲۸۲.

(حدیث ۲): دارقطنی نے ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کا وقف عرفہ رات تک میں فوت ہو گیا، اُس کا حج فوت ہو گیا تو اب اسے چاہیے کہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے اور سال آئندہ حج کرے۔“ (۱)

(مسائل فقہیہ)

- مسئلہ ۱: جس کا حج فوت ہو گیا یعنی وقف عرفہ اسے نہ ملا تو طواف وسعی کر کے سر مونڈا کر یا بال کترا کر احرام سے باہر ہو جائے اور سال آئندہ حج کرے اور اُس پر دم واجب نہیں۔ (۲) (جوہرہ)
- مسئلہ ۲: قارن کا حج فوت ہو گیا تو عمرہ کے لیے سعی و طواف کرے پھر ایک اور طواف وسعی کر کے حلق کرے اور دم قران جاتا رہا اور پچھلا طواف جسے کر کے احرام سے باہر ہو گا اُسے شروع کرتے ہی بلیک موقوف کر دے اور سال آئندہ حج کی قضا کرے، عمرہ کی قضا نہیں کیونکہ عمرہ کر چکا۔ (۳) (منسک، عالمگیری)
- مسئلہ ۳: تمتع والا قربانی کا جانور لایا تھا اور تمتع باطل ہو گیا تو جانور کو جو چاہے کرے۔ (۴) (عالمگیری)
- مسئلہ ۴: عمرہ فوت نہیں ہو سکتا کہ اس کا وقت عمر بھر ہے اور جس کا حج فوت ہو گیا اس پر طواف صدر نہیں۔ (۵) (عالمگیری وغیرہ)
- مسئلہ ۵: جس کا حج فوت ہوا اس نے طواف وسعی کر کے احرام نہ کھولا اور اسی احرام سے سال آئندہ حج کیا تو یہ حج صحیح نہ ہوا۔ (۶) (منسک)

حج بدل کا بیان

حدیث ۱: دارقطنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اپنے والدین کی

① ”سنن الدار قطنی“، کتاب الحج، باب المواقیت، الحدیث: ۲۴۹۶، ج ۲، ص ۳۰۵.

② ”الجوہرۃ النیرۃ“، کتاب الحج، باب الفوات، ص ۲۳۲.

③ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب المناسک، الباب الثالث عشر فی فوات الحج، ج ۱، ص ۲۵۶.

و ”لباب المناسک“، (باب الفوات)، ص ۴۳۰.

④ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب المناسک، الباب الثالث عشر فی فوات الحج، ج ۱، ص ۲۵۶.

⑤ ”الفتاویٰ الہندیۃ“، کتاب المناسک، الباب الثالث عشر فی فوات الحج، ج ۱، ص ۲۵۶.

⑥ ”لباب المناسک“، (باب الفوات)، ص ۴۳۱.

طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے تاوان ادا کرے، روزِ قیامت ابرار کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔“ (1)

حدیث ۲: نیز جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو اپنے ماں باپ کی طرف سے

حج کرے تو اُن کا حج پورا کر دیا جائے گا اور اُس کے لیے دس حج کا ثواب ہے۔“ (2)

حدیث ۳: نیز زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی اپنے

والدین کی طرف سے حج کرے گا تو مقبول ہوگا اور اُن کی رُو حیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک نیکو کار لکھا

جائیگا۔“ (3)

حدیث ۴: ابو حفص کبیر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ ہم

اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے اور اُن کی طرف سے حج کرتے اور ان کے لیے دُعا کرتے ہیں، آیا یہ اُن کو پہنچتا ہے؟

فرمایا: ”ہاں بیشک ان کو پہنچتا ہے اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تمھارے پاس طبق میں کوئی چیز ہدیہ کی جائے تو تم

خوش ہوتے ہو۔“ (4)

حدیث ۵: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ایک عورت نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے باپ پر حج فرض ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں اُن کی طرف سے حج

کروں؟ فرمایا: ”ہاں۔“ (5)

حدیث ۶: ابوداؤد و ترمذی و نسائی ابی رزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے باپ بہت بوڑھے ہیں حج و عمرہ نہیں کر سکتے اور ہودج پر

بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ فرمایا: ”اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کرو۔“ (6)

① ”سنن الدار قطنی“، کتاب الحج، باب المواقیت، الحدیث: ۲۵۸۵، ج ۲، ص ۳۲۸.

② ”سنن الدار قطنی“، کتاب الحج، باب المواقیت، الحدیث: ۲۵۸۷، ج ۲، ص ۳۲۹.

③ ”سنن الدار قطنی“، کتاب الحج، باب المواقیت، الحدیث: ۲۵۸۴، ج ۲، ص ۳۲۸.

④ ”المسلك المتقسط“ للقراری، (باب الحج عن الغیر)، ص ۴۳۳.

”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب فیمن أخذ فی عبادتہ شیئاً من الدنیا، ج ۴، ص ۱۵.

⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة... إلخ، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ص ۶۹۶، ۶۹۷.

⑥ ”جامع الترمذی“، أبواب الحج، ۸۷-باب، الحدیث: ۹۳۱، ج ۲، ص ۲۷۲.

مسئلہ ۱: عبادت تین قسم ہے: ① بدنی۔ ② مالی۔ ③ مرکب۔
عبادت بدنی میں نیابت نہیں ہو سکتی یعنی ایک کی طرف سے دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ جیسے نماز، روزہ۔
مالی میں نیابت بہر حال جاری ہو سکتی ہے جیسے زکاۃ و صدقہ۔
مرکب میں اگر عاجز ہو تو دوسرا اس کی طرف سے کر سکتا ہے ورنہ نہیں جیسے حج۔

رہا ثواب پہنچانا کہ جو کچھ عبادت کی اُس کا ثواب فلاں کو پہنچے، اس میں کسی عبادت کی تخصیص نہیں ہر عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ نماز، روزہ، زکاۃ، صدقہ، حج، تلاوت قرآن، ذکر، زیارت قبور، فرض و نفل سب کا ثواب زندہ یا مردہ کو پہنچا سکتا ہے اور یہ نہ سمجھا چاہیے کہ فرض کا پہنچا دیا تو اپنے پاس کیا رہ گیا کہ ثواب پہنچانے سے اپنے پاس سے کچھ نہ گیا، لہذا فرض کا ثواب پہنچانے سے پھر وہ فرض عود نہ کرے گا کہ یہ تو ادا کر چکا، اس کے ذمہ سے ساقط ہو چکا ورنہ ثواب کس شے کا پہنچاتا ہے۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

اس سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ فاتحہ مروجہ جائز ہے کہ وہ ایصالِ ثواب ہے اور ایصالِ ثواب جائز بلکہ محمود، البتہ کسی معاوضہ پر ایصالِ ثواب کرنا مثلاً بعض لوگ کچھ لے کر قرآن مجید کا ثواب پہنچاتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ پہلے جو پڑھ چکا ہے اس کا معاوضہ لیا، تو یہ بیع ہوئی اور بیع قطعاً باطل و حرام اور اگر اب جو پڑھے گا اس کا ثواب پہنچائے گا تو یہ اجارہ ہوا اور طاعت پر اجارہ باطل۔ سو ان تین چیزوں کے جن کا بیان آئے گا۔^(۲) (ردالمحتار)

(حج بدل کے شرائط)

مسئلہ ۱: حج بدل کے لیے چند شرطیں ہیں:

- ① جو حج بدل کرانا ہو اس پر حج فرض ہو یعنی اگر فرض نہ تھا اور حج بدل کر لیا تو حج فرض ادا نہ ہوا، لہذا اگر بعد میں حج اس پر فرض ہوا تو یہ حج اس کے لیے کافی نہ ہوگا بلکہ اگر عاجز ہو تو پھر حج کرائے اور قادر ہو تو خود کرے۔
- ② جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ عاجز ہو یعنی وہ خود حج نہ کر سکتا ہو اگر اس قابل ہو کہ خود کر سکتا ہے، تو اس کی طرف سے نہیں ہو سکتا اگرچہ بعد میں عاجز ہو گیا، لہذا اس وقت اگر عاجز نہ تھا پھر عاجز ہو گیا تو اب دوبارہ حج کرائے۔

① "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فی اهداء ثواب الاعمال للغير، ج ۴، ص ۱۲-۱۷.

و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير ج ۱، ص ۲۵۷.

② "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فی اهداء ثواب الاعمال، ج ۴، ص ۱۳.

۳) وقت حج سے موت تک عذر برابر باقی رہے اگر درمیان میں اس قابل ہو گیا کہ خود حج کرے تو پہلے جو حج کیا جا چکا ہے وہ ناکافی ہے۔ ہاں اگر وہ کوئی ایسا عذر تھا، جس کے جانے کی امید ہی نہ تھی اور اتفاقاً جاتا رہا تو وہ پہلا حج جو اس کی طرف سے کیا گیا کافی ہے مثلاً وہ نابینا ہے اور حج کرانے کے بعد انکھیاں ہو گیا تو اب دوبارہ حج کرانے کی ضرورت نہ رہی۔

۴) جس کی طرف سے کیا جائے اس نے حکم دیا ہو بغیر اس کے حکم کے نہیں ہو سکتا۔ ہاں وارث نے مورث کی طرف سے کیا تو اس میں حکم کی ضرورت نہیں۔

۵) مصارف اُس کے مال سے ہوں جس کی طرف سے حج کیا جائے، لہذا اگر مامور نے اپنا مال صرف کیا حج بدل نہ ہوا یعنی جب کہ تبرعاً ایسا کیا ہو اور اگر گُل یا اکثر اپنا مال صرف کیا اور جو کچھ اس نے دیا ہے اتنا ہے کہ خرچ اس میں سے وصول کر لے گا تو ہو گیا اور اتنا نہیں کہ جو کچھ اپنا خرچ کیا ہے وصول کر لے گا تو اگر زیادہ حصہ اس کا ہے جس نے حکم دیا ہے تو ہو گیا ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۲: اپنا اور اُس کا مال ایک میں ملا دیا اور جتنا اُس نے دیا تھا اتنا یا اس میں سے زیادہ حصہ کی برابر خرچ کیا تو حج بدل ہو گیا اور اس ملانے کی وجہ سے اُس پر تاوان لازم نہ آئے گا بلکہ اپنے ساتھیوں کے مال کے ساتھ بھی ملا سکتا ہے۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: وصیت کی تھی کہ میرے مال سے حج کر دیا جائے اور وارث نے اپنے مال سے تبرعاً کرایا تو حج بدل نہ ہوا اور اگر اپنے مال سے حج کیا یوں کہ جو خرچ ہوگا ترکہ میں سے لے لے گا تو ہو گیا اور لینے کا ارادہ نہ ہو تو نہیں اور اجنبی نے حج بدل اپنے مال سے کر دیا تو نہ ہوا اگرچہ واپس لینے کا ارادہ ہوا اگرچہ وہ خود اسی کو حج بدل کرنے کے لیے کہہ گیا ہو اور اگر یوں وصیت کی کہ میری طرف سے حج بدل کر دیا جائے اور یہ نہ کہا کہ میرے مال سے اور وارث نے اپنے مال سے حج کر دیا اگرچہ لینے کا ارادہ بھی نہ ہو، ہو گیا۔^(۲) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: میت کی طرف سے حج کرنے کے لیے مال دیا اور وہ کافی تھا مگر اُس نے اپنا مال بھی کچھ خرچ کیا ہے تو جو خرچ ہوا وصول کر لے اور اگر ناکافی تھا مگر اکثر میت کے مال سے صرف ہوا تو میت کی طرف سے ہو گیا، ورنہ نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

۶) جس کو حکم دیا وہی کرے، دوسرے سے اُس نے حج کرایا تو نہ ہوا۔

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ج ۱، ص ۲۵۷. و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطلب فی الاستتجار علی الحج، ج ۴، ص ۲۳. ②..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، ج ۴، ص ۲۸. ③..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ج ۱، ص ۲۵۷.

مسئلہ ۵: میت نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے فلاں شخص حج کرے اور وہ مر گیا یا اُس نے انکار کر دیا، اب دوسرے سے حج کرا لیا گیا تو جائز ہے۔^(۱) (ردالمحتار)

⑦ سواری پر حج کو جائے پیدل حج کیا تو نہ ہوا، لہذا سواری میں جو کچھ صرف ہوا دینا پڑے گا۔ ہاں اگر خرچ میں کمی پڑی تو پیدل بھی ہو جائے گا۔ سواری سے مراد یہ ہے کہ اکثر راستہ سواری پر قطع کیا ہو۔
⑧ اس کے وطن سے حج کو جائے۔

⑨ میقات سے حج کا احرام باندھے اگر اس نے اس کا حکم کیا ہو۔

⑩ اُس کی نیت سے حج کرے اور افضل یہ ہے کہ زبان سے بھی لَبَّيْكَ عَنْ فُلَانٍ^(۲) کہہ لے اور اگر اس کا نام بھول گیا ہے تو یہ نیت کر لے کہ جس نے مجھے بھیجا ہے اس کی طرف سے کرتا ہوں اور ان کے علاوہ اور بھی شرائط ہیں جو ضمناً مذکور ہوں گی۔ یہ شرطیں جو مذکور ہوئیں حج فرض میں ہیں، حج نفل ہو تو ان میں سے کوئی شرط نہیں۔^(۳) (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: احرام باندھتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ کس کی طرف سے حج کرتا ہوں تو جب تک حج کے افعال شروع نہ کیے اختیار ہے کہ نیت کر لے۔^(۴) (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: جس کو بھیجے اس سے یوں نہ کہے کہ میں نے تجھے اپنی طرف سے حج کرنے کے لیے اجیر بنایا یا نوکر رکھا کہ عبادت پر اجارہ کیسا، بلکہ یوں کہے کہ میں نے اپنی طرف سے تجھے حج کے لیے حکم دیا اور اگر اجارہ کا لفظ کہا جب بھی حج ہو جائے گا مگر اجرت کچھ نہ ملے گی صرف مصارف ملیں گے۔^(۵) (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: حج بدل کی سب شرطیں جب پائی جائیں تو جس کی طرف سے کیا گیا اس کا فرض ادا ہوا اور یہ حج کرنے والا بھی ثواب پائے گا مگر اس حج سے اُس کا حجۃ الاسلام ادا نہ ہوگا۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: بہتر یہ ہے کہ حج بدل کے لیے ایسا شخص بھیجا جائے جو خود حجۃ الاسلام (حج فرض) ادا کر چکا ہو اور اگر ایسے کو

① ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب في الفرق بين العبادة والقربة والطاعة، ج ۴، ص ۱۹.

② فلاں کی جگہ جس کے نام پر حج کرنا چاہتا ہے اُس کا نام لے مثلاً لَبَّيْكَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

③ ”ردالمحتار“، کتاب الحج، مطلب شروط الحج عن الغير عشرون، ج ۴، ص ۲۰.

④ ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب في الفرق بين العبادة والقربة والطاعة، ج ۴، ص ۱۸.

⑤ ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب في الاستحجار على الحج، ج ۴، ص ۲۲.

⑥ ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب في الاستحجار على الحج، ج ۴، ص ۲۴.

بھیجا جس نے خود نہیں کیا ہے، جب بھی حج بدل ہو جائے گا۔^(۱) (عالمگیری) اور اگر خود اس پر حج فرض ہو اور ادا نہ کیا ہو تو اسے بھیجنا مکروہ تحریمی ہے۔^(۲) (منک)

مسئلہ ۱۰: افضل یہ ہے کہ ایسے شخص کو بھیجیں جو حج کے طریقے اور اُس کے افعال سے آگاہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ آزاد مرد ہو اور اگر آزاد عورت یا غلام یا باندی یا مراہق یعنی قریب البلوغ بچہ سے حج کرایا جب بھی ادا ہو جائے گا۔^(۳) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: مجنون یا کافر (مثلاً وہابی زمانہ وغیرہ) کو بھیجا تو ادا نہ ہوا کہ یہ اس کے اہل ہی نہیں۔^(۴) (درمختار)

مسئلہ ۱۲: دو شخصوں نے ایک ہی کو حج بدل کے لیے بھیجا، اس نے ایک حج میں دونوں کی طرف سے لبیک کہا تو دونوں میں کسی کی طرف سے نہ ہوا بلکہ اس حج کرنے والے کا ہوا اور دونوں کو تاوان دے اور اب اگر چاہے کہ دونوں میں سے ایک کے لیے کر دے تو یہ بھی نہیں کر سکتا اور اگر ایک کی طرف سے لبیک کہا مگر یہ معین نہ کیا کہ کس کی طرف سے تو اگر یوہیں مبہم رکھا جب بھی کسی کا نہ ہوا اور اگر بعد میں یعنی افعال حج ادا کرنے سے پہلے معین کر دیا تو جس کے لیے کیا اُس کا ہو گیا اور اگر احرام باندھتے وقت کچھ نہ کہا کہ کس کی طرف سے ہے نہ معین نہ مبہم جب بھی یہی دونوں صورتیں ہیں۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ماں باپ دونوں کی طرف سے حج کیا تو اُسے اختیار ہے کہ اس حج کو باپ کے لیے کر دے یا ماں کے لیے اور اُس کا حج فرض ادا ہوگا یعنی جب کہ ان دونوں نے اُسے حکم نہ کیا اور اگر حج کا حکم دیا ہو تو اس میں بھی وہی احکام ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اور اگر بغیر کہے اپنے آپ دو شخصوں کی طرف سے حج نفل کا احرام باندھا تو اختیار ہے جس کے لیے چاہے کر دے مگر اس سے اُس کا فرض ادا نہ ہوگا جب کہ وہ اجنبی ہے۔ یوہیں ثواب پہنچانے کا بھی اختیار ہے بلکہ ثواب تو دونوں کو پہنچا سکتا ہے۔^(۶) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: حج فرض ہونے کے بعد مجنون ہو گیا تو اُس کی طرف سے حج بدل کرایا جاسکتا ہے۔^(۷) (ردالمحتار)

① "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر فی الوصیۃ بالحج، ج ۱، ص ۲۵۷.

② "المسئلۃ المتقسط" للقاری، (باب الحج عن الغیر)، ص ۴۵۳.

③ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج ۴، ص ۲۵، وغیرہ.

④ "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج ۴، ص ۲۶.

⑤ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ج ۱، ص ۲۵۷.

⑥ "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ج ۱، ص ۲۵۷.

و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر مطلب العمل علی القیاس دون الاستحسان هنا، ج ۴، ص ۳۱.

⑦ "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر مطلب شروط الحج عن الغیر عشرون، ج ۴، ص ۲۱.

مسئلہ ۱۵: صرف حج یا صرف عمرہ کو کہا تھا اُس نے دونوں کا احرام باندھا، خواہ دونوں اُسی کی طرف سے کیے یا ایک

اس کی طرف سے، دوسرا اپنی یا کسی اور کی طرف سے بہر حال اس کا حج ادا نہ ہوا تاوان دینا آئے گا۔^(۱) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: حج کے لیے کہا تھا اُس نے عمرہ کا احرام باندھا، پھر مکہ معظمہ سے حج کا جب بھی اُس کی مخالفت ہوئی لہذا

تاوان دے۔^(۲) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: حج کے لیے کہا تھا اُس نے حج کرنے کے بعد عمرہ کیا یا عمرہ کے لیے کہا تھا اس نے عمرہ کر کے حج کیا، تو

اس میں مخالفت نہ ہوئی اُس کا حج یا عمرہ ادا ہو گیا۔ مگر اپنے حج یا عمرہ کے لیے جو خرچ کیا خود اس کے ذمہ ہے، بھیجنے والے پر نہیں

اور اگر اُلٹا کیا یعنی جو اُس نے کہا اسے بعد میں کیا تو مخالفت ہو گئی، اس کا حج یا عمرہ ادا نہ ہوا تاوان دے۔^(۳) (عالمگیری،

ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: ایک شخص نے اس سے حج کو کہا دوسرے نے عمرہ کو مگر ان دونوں نے جمع کرنے کا حکم نہ دیا تھا، اس نے

دونوں کو جمع کر دیا تو دونوں کا مال واپس دے اور اگر یہ کہہ دیا تھا کہ جمع کر لینا تو جائز ہو گیا۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: افضل یہ ہے کہ جسے حج بدل کے لیے بھیجا جائے، وہ حج کر کے واپس آئے اور جانے آنے کے مصارف

بھیجنے والے پر ہیں اور اگر وہیں رہ گیا جب بھی جائز ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: حج کے بعد قافلہ کے انتظار میں جتنے دن ٹھہرنا پڑے، ان دنوں کے مصارف بھیجنے والے کے ذمہ ہیں اور

اس سے زائد ٹھہرنا ہو تو خود اس کے ذمہ مگر جب وہاں سے چلا تو واپسی کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں اور اگر مکہ معظمہ میں بالکل

رہنے کا ارادہ کر لیا تو اب واپسی کے اخراجات بھی بھیجنے والے پر نہیں۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: جس کو بھیجا وہ اپنے کسی کام میں مشغول ہو گیا اور حج فوت ہو گیا تو تاوان لازم ہے، پھر اگر سال آئندہ اس

نے اپنے مال سے حج کر دیا تو کافی ہو گیا اور اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا جب بھی یہی حکم ہے اور اُسے اپنے مال سے سال

آئندہ حج و عمرہ کرنا ہوگا اور اگر وقوف کے بعد جماع کیا تو حج ہو گیا اور اُس پر اپنے مال سے دم دینا لازم اور اگر غیر اختیاری آفت

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ج ۱، ص ۲۵۸.

② المرجع السابق. و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطلب العمل علی القیاس... إلخ، ج ۴، ص ۳۶.

③ المرجع السابق.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ج ۱، ص ۲۵۸.

⑤ المرجع السابق. ⑥ المرجع السابق.

میں مبتلا ہو گیا تو جو کچھ پہلے خرچ ہو چکا ہے، اُس کا تاوان نہیں مگر واپسی میں اب اپنا مال خرچ کرے۔^(۱) (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: نزدیک راستہ چھوڑ کر دُور کی راہ سے گیا، کہ خرچ زیادہ ہوا اگر اس راہ سے حاجی جایا کرتے ہیں تو اس کا اُسے اختیار ہے۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مرض یا دشمن کی وجہ سے حج نہ کر سکا یا اور کسی طرح پر محصر ہوا تو اس کی وجہ سے جو دم لازم آیا، وہ اُس کے ذمہ ہے جس کی طرف سے گیا اور باقی ہر قسم کے دم اس کے ذمہ ہیں۔ مثلاً سلا ہوا کپڑا پہنایا خوشبو لگائی یا بغیر احرام میقات سے آگے بڑھا یا شکار کیا یا بھیجنے والے کی اجازت سے قرآن وتنع کیا۔^(۳) (درمختار)

مسئلہ ۲۴: جس پر حج فرض ہو یا قضا یا منت کا حج اُس کے ذمہ ہو اور موت کا وقت قریب آ گیا تو واجب ہے کہ وصیت کر جائے۔^(۴) (منک)

مسئلہ ۲۵: جس پر حج فرض ہے اور نہ ادا کیا نہ وصیت کی تو بالا جماع گنہگار ہے، اگر وارث اُس کی طرف سے حج بدل کرانا چاہے تو کر سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ادا ہو جائے اور اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال سے کرایا جائے اگرچہ اُس نے وصیت میں تہائی کی قید نہ لگائی۔ مثلاً یہ کہہ مرا کہ میری طرف سے حج بدل کرایا جائے۔^(۵) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۶: تہائی مال کی مقدار اتنی ہے کہ وطن سے حج کے مصارف کے لیے کافی ہے تو وطن ہی سے آدمی بھیجا جائے، ورنہ بیرون میقات جہاں سے بھی اُس تہائی سے بھیجا جاسکے۔ یوہیں اگر وصیت میں کوئی رقم معین کر دی ہو تو اس رقم میں اگر وہاں سے بھیجا جاسکتا ہے تو بھیجا جائے ورنہ جہاں سے ہو سکے اور اگر وہ تہائی یا وہ رقم معین بیرون میقات کہیں سے بھی کافی نہیں تو وصیت باطل۔^(۶) (عالمگیری، درمختار، رد المحتار)

①..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ج ۱، ص ۲۵۸.

و"الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج ۴، ص ۳۶.

②..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ج ۱، ص ۲۵۸.

③..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج ۴، ص ۳۶-۳۷.

④..... "لباب المناسک" و "المسلک المتقسط"، (باب الحج عن الغیر)، ص ۴۳۴.

⑤..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ج ۱، ص ۲۵۸.

⑥..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ج ۱، ص ۲۵۹.

و"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر مطلب العمل علی القیاس... إلخ، ج ۴، ص ۳۷.

مسئلہ ۲۷: کوئی شخص حج کو چلا اور راستہ میں یا مکہ معظمہ میں وقوف عرفہ سے پہلے اُس کا انتقال ہو گیا تو اگر اُسی سال اُس پر حج فرض ہوا تھا تو وصیت واجب نہیں اور اگر وقوف کے بعد انتقال ہوا تو حج ہو گیا، پھر اگر طوافِ فرض باقی ہے اور وصیت کر گیا کہ اُس کا حج پورا کر دیا جائے تو اُس کی طرف سے بدنہ کی قربانی کر دی جائے۔^(۱) (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: راستہ میں انتقال ہوا اور حج بدل کی وصیت کر گیا تو اگر کوئی رقم یا جگہ معین کر دی ہے تو اس کے کہنے کے موافق کیا جائے، اگرچہ اس کے مال کی تہائی اتنی تھی کہ اُس کے وطن سے بھیجا جاسکتا اور اس نے غیر وطن سے بھیجنے کی وصیت کی یا وہ رقم اتنی بتائی کہ اس میں وطن سے نہیں جایا جاسکتا تو گنہگار ہوا اور معین نہ کی تو وطن سے بھیجا جائے۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: وصی نے یعنی جس کو کہہ گیا کہ تو میری طرف سے حج کر دینا، غیر جگہ سے بھیجا اور تہائی اتنی تھی کہ وطن سے بھیجا جاسکتا ہے تو یہ حج میت کی طرف سے نہ ہوا بلکہ وصی کی طرف سے ہوا، لہذا میت کی طرف سے یہ شخص دوبارہ اپنے مال سے حج کرائے مگر جب کہ وہ جگہ جہاں سے بھیجا ہے وطن سے قریب ہو کہ وہاں جا کر رات کے آنے سے پہلے واپس آسکتا ہو تو ہو جائے گا۔^(۳) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: مال اس قابل نہیں کہ وطن سے بھیجا جائے تو جہاں سے ہو سکے بھیجیں، پھر اگر حج کے بعد کچھ بچ رہا جس سے معلوم ہوا کہ اوراد ہر سے بھیجا جاسکتا تھا تو وصی پر اس کا تاوان ہے، لہذا دوبارہ حج بدل وہاں سے کرائے جہاں سے ہو سکتا تھا مگر جب کہ بہت تھوڑی مقدار بچی مثلاً توشہ وغیرہ۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: اگر اس کے لیے وطن نہ ہو تو جہاں انتقال ہوا وہاں سے حج کو بھیجا جائے اور اگر متعدد وطن ہوں تو ان میں جو جگہ مکہ معظمہ سے زیادہ قریب ہو وہاں سے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: اگر یہ کہہ گیا کہ تہائی مال سے ایک حج کر دینا تو ایک حج کر دیں اور چند حج کی وصیت کی اور ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتا تو ایک حج کر دیں اس کے بعد جو بچے وارث لے لیں اور اگر یہ وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی سے حج کرایا

① ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب في حج الصرورة، ج ۴، ص ۲۷.

② ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب في حج الصرورة، ج ۴، ص ۲۷.

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج ۱، ص ۲۵۹.

و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب العمل على القياس دون الاستحسان هنا، ج ۴، ص ۲۷.

④ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج ۱، ص ۲۵۹.

⑤ المرجع السابق.

جائے یا کئی حج کرائے جائیں اور کئی ہو سکتے ہیں تو جتنے ہو سکتے ہیں کرائے جائیں، اب اگر کچھ بچ رہا جس سے وطن سے نہیں بھیجا جاسکتا تو جہاں سے ہو سکے اور کئی حج کی صورت میں اختیار ہے کہ سب ایک ہی سال میں ہوں یا کئی سال میں اور بہتر اول ہے۔ یوہیں اگر یوں وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی سے ہر سال ایک حج کرایا جائے تو اس میں بھی اختیار ہے کہ سب ایک ساتھ ہوں یا ہر سال ایک اور اگر یوں کہا کہ میرے مال میں ہزار روپے سے حج کرایا جائے تو اس میں جتنے حج ہو سکیں کرادیے جائیں۔^(۱) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: اگر وصی سے یہ کہا کہ کسی کو مال دے کر میری طرف سے حج کرادینا تو وصی خود اُس کی طرف سے حج بدل نہیں کر سکتا اور اگر یہ کہا کہ میری طرف سے حج بدل کرادیا جائے تو وصی خود بھی کر سکتا ہے اور اگر وصی وارث بھی ہے یا وصی نے وارث کو مال دے دیا کہ وہ وارث حج بدل کرے تو اب باقی ورثہ اگر بالغ ہوں اور ان کی اجازت سے ہو تو ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: حج کی وصیت کی تھی اُس کے انتقال کے بعد حج کے مصارف نکالنے کے بعد ورثہ نے مال تقسیم کر لیا، پھر وہ مال جو حج کے لیے نکالا تھا ضائع ہو گیا تو اب جو باقی ہے اُس کی تہائی سے حج کا خرچ نکالیں پھر اگر تلف ہو جائے تو بقیہ کی تہائی سے وعلیٰ هذا القیاس یہاں تک کہ مال ختم ہو جائے اور وہ مال وصی کے پاس سے ضائع ہوا ہو یا اس کے پاس سے جس کو حج کے لیے بھیجنا چاہتے ہیں دونوں کا ایک حکم ہے۔^(۳) (منک)

مسئلہ ۳۵: جسے حج کرنے کو بھیجا و قوف عرفہ سے پیشتر اس کا انتقال ہو گیا یا مال چوری گیا پھر جو مال باقی رہ گیا، اُس کی تہائی سے دوبارہ وطن سے حج کرنے کے لیے کسی کو بھیجا جائے اور اگر اتنے میں وطن سے نہیں بھیجا جاسکتا تو جہاں سے ہو سکے اور اگر دوسرا شخص بھی مر گیا یا پھر مال چوری ہو گیا تو اب جو کچھ مال ہے، اس کی تہائی سے بھیجا جائے اور یکے بعد دیگرے یوہیں کرتے رہیں، یہاں تک کہ مال کی تہائی اس قابل نہ رہی کہ اس سے حج ہو سکے تو وصیت باطل ہو گئی اور اگر قوف عرفہ کے بعد مرا تو وصیت پوری ہو گئی۔^(۴) (درمختار وغیرہ)

① "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر فی الوصیۃ بالحج، ج ۱، ص ۲۵۹.

و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر مطلب العمل علی القیاس دون الاستحسان هنا، ج ۴، ص ۲۷.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر فی الوصیۃ بالحج، ج ۱، ص ۲۵۹.

③ "لباب المناسک" و "المسلك المتقسط"، (باب الحج عن الغیر)، ص ۴۵۴-۴۵۵.

④ "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج ۴، ص ۳۷، وغیرہ.

مسئلہ ۳۶: جسے بھیجا تھا وہ وقوف کر کے بغیر طواف کیے واپس آیا تو میت کا حج ہو گیا مگر اسے عورت کے پاس جانا حلال نہیں، اُسے حکم ہے کہ اپنے خرچ سے واپس جائے اور جو افعال باقی ہیں ادا کرے۔^(۱) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۷: وصی نے کسی کو اس سال حج بدل کے لیے مقرر کیا اور خرچ بھی دے دیا مگر وہ اس سال نہ گیا، سال آئندہ جا کر ادا کیا تو ہو گیا اُس پر تاوان نہیں۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: جسے بھیجا وہ مکہ معظمہ میں جا کر بیمار ہو گیا اور سارا مال خرچ ہو گیا تو وصی کے ذمہ واپسی کے لیے خرچ بھیجنا لازم نہیں۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: جسے حج کے لیے مقرر کیا وہ بیمار ہو گیا تو اُسے یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو بھیج دے، ہاں اگر بھیجنے والے نے اُسے اجازت دیدی ہو تو دوسرے کو بھیج سکتا ہے۔ لہذا بھیجتے وقت چاہیے کہ یہ اجازت دیدی جائے۔^(۴) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴۰: اگر اس سے یہ کہہ دیا کہ خرچ ختم ہو جائے تو قرض لے لینا اور اُس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے تو جائز ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: احرام کے بعد راستہ میں مال چوری گیا، اُس نے اپنے پاس سے خرچ کر کے حج کیا اور واپس آیا تو بغیر حکم قاضی بھیجنے والے سے وصول نہیں کر سکتا۔^(۶) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: یہ وصیت کی کہ فلاں شخص میری طرف سے حج کرے اور وہ شخص مر گیا تو کسی اور کو بھیج دیں مگر جب کہ حصر کر دیا ہو کہ وہی کرے دوسرا نہیں تو مجبوری ہے۔^(۷) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: ایک شخص نے اپنی طرف سے حج بدل کے لیے خرچ دے کر بھیجا، بعد اس کے اس کا انتقال ہو گیا اور حج کی وصیت نہ کی تو وارث اُس شخص سے مال واپس لے سکتے ہیں اگرچہ احرام باندھ چکا ہو۔^(۸) (درمختار)

۱..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر فی الوصیۃ بالحج، ج ۱، ص ۲۶۰.

۲..... المرجع السابق. ۳..... المرجع السابق.

۴..... المرجع السابق. و "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج ۴، ص ۲۶.

۵..... "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر فی الوصیۃ بالحج، ج ۱، ص ۲۶۰.

۶..... المرجع السابق. ۷..... المرجع السابق.

۸..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج ۴، ص ۴۰.

مسئلہ ۴۴: مصارف حج سے مراد وہ چیز ہیں جن کی سفر حج میں ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً کھانا پانی، راستہ میں پہننے کے کپڑے، احرام کے کپڑے، سواری کا کرایہ، مکان کا کرایہ، مشکیزہ، کھانے پینے کے برتن، جلانے اور سر میں ڈالنے کا تیل، کپڑے دھونے کے لیے صابون، پہرا دینے والے کی اجرت، حجامت کی بنوائی غرض جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے اُن کے اخراجات متوسط کہ نہ فضول خرچی ہو، نہ بہت کمی اور اُس کو یہ اختیار نہیں کہ اس مال میں سے خیرات کرے یا کھانا فقیروں کو دیدے یا کھاتے وقت دوسروں کو بھی کھلائے ہاں اگر بھیجنے والے نے ان امور کی اجازت دیدی ہو تو کر سکتا ہے۔^(۱) (لباب)

مسئلہ ۴۵: جس کو بھیجا ہے اگر وہ اپنا کام اپنے آپ کیا کرتا تھا اور اب خادم سے کام لیا تو اس کا خرچ خود اس کے ذمہ ہے اور اگر خود نہیں کرتا تھا تو بھیجنے والے کے ذمہ۔^(۲) (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: حج سے واپسی کے بعد جو کچھ بچا واپس کر دے، اُسے رکھ لینا جائز نہیں اگرچہ وہ کتنی ہی تھوڑی سی چیز ہو، یہاں تک کہ توشہ میں سے جو کچھ بچا وہ اور کپڑے اور برتن غرض تمام سامان واپس کر دے بلکہ اگر شرط کر لی ہو کہ جو بچے گا واپس نہ کروں گا جب بھی کہ یہ شرط باطل ہے مگر دو صورتوں میں، اول یہ کہ بھیجنے والا اسے وکیل کر دے کہ جو بچے اُسے اپنے کو تو بہہ کر دینا اور قبضہ کر لینا، دوم یہ کہ اگر قریب بمرگ ہو تو اُسے وصیت کر دے کہ جو بچے اُس کی میں نے تجھے وصیت کی اور اگر یوں وصیت کی کہ وصی سے کہہ دیا کہ جو بچے وہ اُس کے لیے ہے جو بھیجا جائے یا تو جسے چاہے دیدے تو یہ وصیت باطل ہے وارث کا حق ہو جائے گا اور واپس کرنا پڑے گا۔^(۳) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: یہ وصیت کی کہ ایک ہزار فُلاں کو دیا جائے اور ایک ہزار مسکینوں کو اور ایک ہزار سے حج کرایا جائے اور ترکہ کی تہائی کل دو ہزار ہے تو دو ہزار میں برابر برابر کے تین حصے کیے جائیں۔ ایک حصہ تو اُسے دیں جس کے لیے کہا اور حج و مساکین کے دونوں حصے ملا کر جتنے سے حج ہو سکے حج کرایا جائے اور جو بچے مسکینوں کو دیا جائے۔^(۴) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴۸: زکاۃ حج اور کسی کو دینے کی وصیت کی تو تہائی کے تین حصے کریں اور زکاۃ حج میں جسے اُس نے پہلے کہا اُسے پہلے کریں۔ اُس سے جو بچے دوسرے میں صرف کریں، فرض اور منت کی وصیت کی تو فرض مقدم ہے اور نفل و نذر میں نذر

① "لباب المناسک"، (باب الحج عن الغير، فصل فی النفقة)، ص ۴۵۶-۴۵۷.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر فی الوصیۃ بالحج، ج ۱، ص ۲۶۰.

③ "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب العمل علی القیاس... إلخ، ج ۴، ص ۳۸.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر فی الوصیۃ بالحج، ج ۱، ص ۲۶۰.

مقدم ہے اور سب فرض یا نفل یا واجب ہیں تو مقدم وہ ہے جسے اُس نے پہلے کہا۔^(۱) (رد المحتار)

ہدی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يُعْظِمِ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَىٰ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ط﴾^(۲)

اور جو اللہ (عزوجل) کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے، تمہارے لیے چوپایوں میں ایک مقرر میعاد تک فائدے ہیں پھر ان کا پہنچنا ہے اس آزاد گھر تک۔ اور ہر اُمت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر کی کہ اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کریں، اُن بے زبان چوپایوں پر جو اُس نے انھیں دیے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ؕ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ط كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ط كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ط وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ۝﴾^(۳)

اور قربانی کے اونٹ، گائے ہم نے تمہارے لیے اللہ (عزوجل) کی نشانیوں سے کیے، تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے تو اُن پر اللہ (عزوجل) کا نام لو، ایک پاؤں بندھے، تین پاؤں سے کھڑے پھر جب اُن کی کروٹیں گر جائیں تو اُن میں سے خود کھاؤ اور قناعت کرنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔ یو ہیں ہم نے ان کو تمہارے قابو میں کر دیا کہ تم احسان مانو، اللہ (عزوجل) کو ہرگز نہ اُن کے گوشت پہنچتے ہیں، نہ اُن کے خون، ہاں اُس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ یو ہیں اُن کو تمہارے قابو میں کر دیا کہ تم اللہ (عزوجل) کی بڑائی بولو، اُس پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور خوشخبری پہنچا دو نیکی کرنے والوں کو۔

① "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغير، ج ۴، ص ۴۱.

② پ ۱۷، الحج: ۳۲-۳۴.

③ پ ۱۷، الحج: ۳۶-۳۷.

(احادیث)

حدیث ۱: صحیحین میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قربانیوں کے ہمارے ہاتھ سے بنائے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اُن کے گلوں میں ڈالے اور اُن کے کوہان چیرے اور حرم کو روانہ کیں۔^(۱)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دسویں ذی الحجہ کو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ایک گائے ذبح فرمائی۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ ازواجِ مطہرات کی طرف سے حج میں گائے ذبح کی۔^(۲)

حدیث ۳: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کہ ”جب تو مجبور ہو جائے تو ہدی پر معروف کے ساتھ سوار ہو، جب تک دوسری سواری نہ ملے۔“^(۳)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سولہ اونٹ ایک شخص کے ساتھ حرم کو بھیجے۔ انھوں نے عرض کی، ان میں سے اگر کوئی تھک جائے تو کیا کروں؟ فرمایا: ”اُسے نحر کر دینا اور خون سے اُس کے پاؤں رنگ دینا اور پہلو پر اُس کا چھاپا لگا دینا اور اس میں سے تم اور تمھارے ساتھیوں میں سے کوئی نہ کھائے۔“^(۴)

حدیث ۵: صحیحین میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کے جانوروں پر مامور فرمایا اور مجھے حکم فرمایا: کہ ”گوشت اور کھالیں اور جھول تصدق کر دوں اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہ دوں۔ فرمایا کہ ہم اُسے اپنے پاس سے دیں گے۔“^(۵)

حدیث ۶: ابوداؤد عبد اللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ پانچ یا چھ اونٹ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں قربانی کے لیے پیش کیے گئے، وہ سب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے قریب ہونے لگے کہ کس سے شروع فرمائیں (یعنی ہر

① ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب استحباب بحث الہدیٰ إلی الحرم... إلخ، الحدیث: ۳۶۲- (۱۳۲۱)، ص ۶۸۶.

② ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب جواز الاشتراك فی الہدیٰ... إلخ، الحدیث: ۳۵۶- (۱۳۱۹)، ۳۵۷- (۱۳۱۹)، ص ۶۸۴، ۶۸۵.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب جواز ركوب البدنة... إلخ، الحدیث: ۱۳۲۴، ص ۶۸۸.

④ ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب ما یفعل بالہدیٰ إذا عطب فی الطريق، الحدیث: ۱۳۲۵، ص ۶۸۸.

⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب الصدقة بلحوم الہدیٰ... إلخ، الحدیث: ۱۳۱۷، ص ۶۸۳.

ایک کی یہ خواہش تھی کہ پہلے مجھے ذبح فرمائیں یا اس لیے کہ پہلے جسے چاہیں ذبح فرمائیں (پھر جب اُن کی کروٹیں زمین سے لگ گئیں تو فرمایا: ”جو چاہے ٹکڑا لے لے۔“ (1)

مسئلہ ۱: ہدی اُس جانور کو کہتے ہیں جو قربانی کے لیے حرم کو لے جایا جائے۔ یہ تین قسم کے جانور ہیں: ① بکری، اس میں بھیڑ اور دُنبہ بھی داخل ہے۔ ② گائے، بھینس بھی اسی میں شمار ہے۔ ③ اونٹ۔ ہدی کا ادنیٰ درجہ بکری ہے تو اگر کسی نے حرم کو قربانی بھیجنے کی منت مانی اور معین نہ کی تو بکری کافی ہے۔ (2) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: قربانی کی نیت سے بھیجا یا لے گیا جب تو ظاہر ہے کہ قربانی ہے اور اگر بدنہ کے گلے میں ہار ڈال کر ہانکا جب بھی ہدی ہے اگرچہ نیت نہ ہو۔ اس لیے کہ اس طرح قربانی ہی کو لے جاتے ہیں۔ (3) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: قربانی کے جانور میں جو شرطیں ہیں وہ ہدی کے جانور میں بھی ہیں مثلاً اونٹ پانچ سال کا، گائے دو سال کی، بکری ایک سال کی مگر بھیڑ دُنبہ چھ مہینے کا اگر سال بھر والی کی مثل ہو تو ہو سکتا ہے اور اونٹ گائے میں یہاں بھی سات آدمی کی شرکت ہو سکتی ہے۔ (4) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: اونٹ، گائے کے گلے میں ہار ڈال دینا مسنون ہے اور بکری کے گلے میں ہار ڈالنا سنت نہیں مگر صرف شکرانہ یعنی تمتع و قران اور منت کی قربانی میں سنت ہے، احصار اور جرمانہ کے دم میں نہ ڈالیں۔ (5) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ہدی اگر قران یا تمتع کا ہو تو اس میں سے کچھ کھالینا بہتر ہے۔ یوہیں اگر نفل ہو اور حرم کو پہنچ گیا ہو اور اگر حرم کو نہ پہنچا تو خود نہیں کھا سکتا، فقرا کا حق ہے اور ان تین کے علاوہ نہیں کھا سکتا اور جسے خود کھا سکتا ہے، مالداروں کو بھی کھا سکتا ہے، نہیں تو نہیں اور جس کو کھا نہیں سکتا اس کی کھال وغیرہ سے بھی نفع نہیں لے سکتا۔ (6) (درمختار)

مسئلہ ۶: تمتع و قران کی قربانی دسویں سے پہلے نہیں ہو سکتی اور دسویں کے بعد کی تو ہو جائے گی مگر دم لازم ہے کہ تاخیر جائز نہیں اور ان دو کے علاوہ کے لیے کوئی دن معین نہیں اور بہتر دسویں ہے۔ حرم میں ہونا سب میں ضروری ہے، منیٰ کی

① ”سنن أبي داود“، كتاب المناسك، ۱۸۔ باب، الحديث: ۱۷۶۵، ج ۲، ص ۲۱۱۔

② ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، كتاب الحج، باب الهدى، ج ۴، ص ۴۱، وغیرہ۔

③ ”ردالمحتار“، كتاب الحج، باب الهدى، ج ۴، ص ۴۲۔

④ ”الدرالمختار“، كتاب الحج، باب الهدى، ج ۴، ص ۴۲، وغیرہ۔

⑤ ”الفتاوى الهندية“، كتاب المناسك، الباب السادس عشر في الهدى، ج ۱، ص ۲۶۱۔

⑥ ”الدرالمختار“، كتاب الحج، باب الهدى، ج ۴، ص ۴۵۔

خصوصیت نہیں ہاں دسویں کو ہو تو منیٰ میں ہونا سنت ہے اور دسویں کے بعد مکہ میں۔ منّت کے بدنہ کا حرم میں ذبح ہونا شرط نہیں جبکہ منّت میں حرم کی شرط نہ لگائی۔^(۱) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: ہدی کا گوشت حرم کے مساکین کو دینا بہتر ہے، اس کی نکیل اور جھول کو خیرات کر دیں اور قصاب کو اس کے گوشت میں سے کچھ نہ دیں۔ ہاں اگر اُسے بطور تصدق دیں تو حرج نہیں۔^(۲) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸: ہدی کے جانور پر بلا ضرورت سوار نہیں ہو سکتا نہ اس پر سامان لا سکتا ہے اگرچہ نفل ہو اور ضرورت کے وقت سوار ہوا یا سامان لا دیا اور اس کی وجہ سے اُس میں کچھ نقصان آیا تو اتنا محتاجوں پر تصدق کرے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۹: اگر وہ دودھ والا جانور ہے تو دودھ نہ دو ہے اور تھن پر ٹھنڈا پانی چھڑک دیا کرے کہ دودھ موقوف ہو جائے اور اگر ذبح میں وقفہ ہو اور نہ دوہنے سے ضرر ہوگا تو دودھ کر دودھ خیرات کر دے اور اگر خود کھالیا یا غنی کو دیدیا یا ضائع کر دیا تو اتنا ہی دودھ یا اس کی قیمت مساکین پر تصدق کرے۔^(۴) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: اگر وہ بچہ جنی تو بچہ کو تصدق کر دے یا اُسے بھی اُس کے ساتھ ذبح کر دے اور اگر بچہ کو بیچ ڈالا یا ہلاک کر دیا تو قیمت کو تصدق کرے اور اس قیمت سے قربانی کا جانور خرید لیا تو بہتر ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: غلطی سے اُس نے دوسرے کے جانور کو ذبح کر دیا اور دوسرے نے اُس کے جانور کو تو دونوں کی قربانیاں ہو گئیں۔^(۶) (منک)

مسئلہ ۱۲: اگر جانور حرم کو لے جا رہا تھا راستہ میں مرنے لگا تو اُسے وہیں ذبح کر ڈالے اور خون سے اُس کا ہارنگ دے اور کوہان پر چھاپا لگا دے تاکہ اُسے مالدار لوگ نہ کھائیں، فقرا ہی کھائیں پھر اگر وہ نفل تھا تو اُس کے بدلے کا دوسرا جانور لے جانا ضرور نہیں اور اگر واجب تھا تو اس کے بدلے کا دوسرا لے جانا واجب ہے اور اگر اس میں کوئی ایسا عیب آ گیا کہ قربانی

① "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الہدی، ج ۴، ص ۴۷.

و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب السادس عشر فی الہدی، ج ۱، ص ۲۶۱.

② "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الہدی، ج ۴، ص ۴۷.

③ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب السادس عشر فی الہدی، ج ۱، ص ۲۶۱.

④ المرجع السابق. و "ردالمحتار" کتاب الحج، باب الہدی، ج ۴، ص ۴۸.

⑤ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب السادس عشر فی الہدی، ج ۱، ص ۲۶۱.

⑥ "لباب المناسک"، (باب الہدایا)، ص ۴۷۴.

کے قابل نہ رہا تو اسے جو چاہے کرے اور اُس کے بدلے دوسرا لے جائے جب کہ واجب ہو۔^(۱) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: جانور حرم کو پہنچ گیا اور وہاں مرنے لگا تو اسے ذبح کر کے مساکین پر تصدق کرے اور خود نہ کھائے اگرچہ

نفل ہو اور اگر اس میں تھوڑا سا نقصان پیدا ہوا ہے کہ ابھی قربانی کے قابل ہے تو قربانی کرے اور خود بھی کھا سکتا ہے۔^(۲)

(عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: جانور چوری گیا اُس کے بدلے کا دوسرا خریدا اور اُسے ہار ڈال کر لے چلا پھر وہ مل گیا تو بہتر یہ ہے کہ

دونوں کی قربانی کر دے اور اگر پہلے کی قربانی کی اور دوسرے کو بیچ ڈالا تو یہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر پچھلے کو ذبح کیا اور پہلے کو بیچ ڈالا تو

اگر وہ اُس کی قیمت میں برابر تھا یا زیادہ تو کافی ہے اور کم ہے تو جتنی کمی ہوئی صدقہ کر دے۔^(۳) (عالمگیری)

حج کی منت کا بیان

حج کی منت مانی تو حج کرنا واجب ہو گیا، کفارہ دینے سے بری الذمہ نہ ہوگا۔ خواہ یوں کہا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ

پر حج ہے یا کسی کام کے ہونے پر حج کو مشروط کیا اور وہ ہو گیا۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۱: احرام باندھنے یا کعبہ معظمہ یا مکہ مکرمہ جانے کی منت مانی تو حج یا عمرہ اُس پر واجب ہے اور ایک کو معین

کر لینا اُس کے ذمہ ہے۔^(۵) (عالمگیری)

مسئلہ ۲: پیدل حج کرنے کی منت مانی تو واجب ہے کہ گھر سے طوافِ فرض تک پیدل ہی رہے اور پورا سفر یا اکثر

سواری پر کیا تو دم دے اور اگر اکثر پیدل رہا اور کچھ سواری پر تو اُسی حساب سے بکری کی قیمت کا جتنا حصہ اس کے مقابل آئے

خیرات کرے۔ پیدل عمرہ کی منت مانی تو سر موٹانے تک پیدل رہے۔^(۶) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: ایک سال میں جتنے حج کی منت مانی سب واجب ہو گئے۔^(۷) (عالمگیری)

① "الدر المختار"، کتاب الحج، باب الہدی، ج ۴، ص ۴۹، وغیرہ.

② "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب السادس عشر فی الہدی، ج ۱، ص ۲۶۱.

③ المرجع السابق.

④ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب السابع عشر فی النذر بالحج، ج ۱، ص ۲۶۲.

⑤ المرجع السابق.

⑥ "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الہدی، ج ۴، ص ۵۲.

⑦ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، الباب السابع عشر فی النذر بالحج، ج ۱، ص ۲۶۳.

مسئلہ ۴: لونڈی غلامِ مُحْرَم کو خریدنا جائز ہے اور مشتری کو اختیار ہے کہ احرام توڑ دے اگرچہ انھوں نے اپنے پہلے مولیٰ کی اجازت سے احرام باندھے ہوں اور احرام توڑنے کے لیے فقط یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ احرام توڑ دیا بلکہ کوئی ایسا کام کرنا ضروری ہے جو احرام میں منع تھا مثلاً بال یا ناخن ترشوانا یا خوشبو لگانا۔ اس کی ضرورت نہیں کہ حج کے افعال بجالا کر احرام توڑے اور قربانی بھیجنا بھی ضروری نہیں مگر آزادی کے بعد قربانی اور حج و عمرہ واجب ہے اگر حج کا احرام تھا اور عمرہ اگر عمرہ کا احرام تھا۔^(۱) (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ ۵: افضل یہ ہے کہ اس خریدی ہوئی لونڈی کا احرام جماع کے علاوہ کسی اور چیز سے کھلوادے اور جماع سے بھی احرام کھل جائے گا مگر جب کہ اُسے یہ معلوم نہ ہو کہ احرام سے ہے اور جماع کر لیا تو حج فاسد ہو جائے گا۔^(۲) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: اگر مولیٰ نے احرام کھلوادیا پھر اس نے باندھا پھر کھلوادیا، اگر چند بار اسی طرح ہوا پھر اسی سال احرام باندھ کر حج کر لیا تو کافی ہو گیا اور اگر سال آئندہ میں حج کیا تو ہر بار احرام کھولنے کا ایک ایک عمرہ کرے۔^(۳) (عالمگیری)

مسئلہ ۷: احرام کی حالت میں نکاح ہو سکتا ہے کسی احرام والی عورت سے نکاح کیا تو اگر نفل کا احرام ہے کھلواسکتا ہے اور فرض کا ہے تو دو صورتیں ہیں۔ اگر عورت کا محرم ساتھ میں ہے تو نہیں کھلواسکتا اور محرم ساتھ میں نہ ہو تو فرض کا احرام بھی کھلواسکتا ہے اور اگر اس کا محرم نہ ہونا معلوم نہ ہو اور جماع کر لیا تو حج فاسد ہو گیا۔^(۴) (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مسافر خانہ بنانا، حج نفل سے افضل ہے اور حج نفل صدقہ سے افضل یعنی جب کہ اس کی زیادہ حاجت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت صدقہ حج سے افضل ہے۔

علامہ شامی نے نہایت نفیس حکایت اس بیان میں نقل فرمائی کہ ایک صاحب ہزار اشرفیاں لیکر حج کو جا رہے تھے، ایک سیدانی تشریف لائیں اور اپنی ضرورت ظاہر فرمائی۔ انھوں نے سب اشرفیاں نذر کر دیں اور واپس آئے، جب وہاں کے لوگ حج سے واپس ہوئے تو ہر حاجی ان سے کہنے لگا، اللہ (عزوجل) تمہارا حج قبول فرمائے۔ انھیں تعجب ہوا کہ کیا معاملہ ہے، میں تو حج کو گیا نہیں، یہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ خواب میں زیارتِ اقدس سے مشرف ہوئے، ارشاد فرمایا: کیا تجھے لوگوں کی بات سے تعجب ہوا؟ عرض کی، ہاں یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمایا کہ: ”تو نے جو میری اہلبیت کی خدمت کی، اس کی عوض میں اللہ

① ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الہدی، ج ۴، ص ۵۲.

② ”الدر المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الحج، باب الہدی، ج ۴، ص ۵۳.

③ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب المناسک، الباب السابع عشر فی النذر بالحج، ج ۱، ص ۲۶۴.

④ المرجع السابق.

عزوجل نے تیری صورت کا ایک فرشتہ پیدا فرمایا، جس نے تیری طرف سے حج کیا اور قیامت تک حج کرتا رہے گا۔“ (1)

مسئلہ ۹: حج تمام گناہوں کا کفارہ ہے یعنی فرائض کی تاخیر کا جو گناہ اس کے ذمہ ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ محو ہو جائے گا، واپس آکر ادا کرنے میں پھر دیر کی تو پھر یہ نیا گناہ ہوا۔ (2) (در مختار)

مسئلہ ۱۰: وقوف عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس میں بہت ثواب ہے کہ یہ دو عیدوں کا اجتماع ہے اور اسی کو لوگ حج اکبر کہتے ہیں۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا زِيَارَةَ حَرَمِكَ وَحَرَمَ حَبِيْبِكَ بِجَاهِهِ عِنْدَكَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ وَآلِهِ وَحِزْبِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط

فضائل مدینہ طیبہ

حدیث ۱: صحیح مسلم و ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مدینہ کی تکلیف و شدت پر میری امت میں سے جو کوئی صبر کرے، قیامت کے دن میں اس کا شفیق ہوں گا۔“ (3)

(مدینہ طیبہ کی اقامت)

حدیث ۳۲ و ۳: نیز مسلم میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”مدینہ لوگوں کے لیے بہتر ہے اگر جانتے، مدینہ کو جو شخص بطور اعراض چھوڑے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اُسے لائے گا جو اس سے بہتر ہوگا اور مدینہ کی تکلیف و مشقت پر جو ثابت قدم رہے گا روز قیامت میں اس کا شفیق یا شہید ہوں گا۔“ (4)

اور ایک روایت میں ہے، ”جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا، اللہ (عزوجل) اُسے آگ میں اس طرح پگھلائے گا جیسے سیسہ یا اس طرح جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔“ (5) اسی کی مثل بزار نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۴: صحیحین میں سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

① ”رد المحتار“، کتاب الحج، باب الہدی، مطلب فی تفصیل الحج علی الصدقة، ج ۴، ص ۵۴.

② ”الدر المختار“، کتاب الحج، باب الہدی، مطلب فی تکفیر الحج الکبائر، ج ۴، ص ۵۶.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینة... إلخ، الحدیث: ۱۳۷۸، ص ۷۱۶.

④ ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب فی فضل المدینة... إلخ، الحدیث: ۱۳۶۳، ص ۷۰۹.

⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب فی فضل المدینة... إلخ، الحدیث: ۴۶۰- (۱۳۶۳)، ص ۷۱۰.

فرماتے سنا: کہ ”یمن فتح ہوگا، اس وقت کچھ لوگ دوڑتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور ان کو جو ان کی اطاعت میں ہیں لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر جانتے۔ اور شام فتح ہوگا کچھ لوگ دوڑتے آئیں گے اپنے گھر والوں اور فرمانبرداروں کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر جانتے۔ اور عراق فتح ہوگا کچھ لوگ جلدی کرتے آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور فرمانبرداروں کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر جانتے۔“ (۱)

حدیث ۵: طبرانی کبیر میں ابی اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر حاضر تھے (ان کے کفن کے لیے صرف ایک کملی تھی) جب لوگ اسے کھینچ کر ان کا مونہ چھپاتے قدم کھل جاتے اور قدم پر ڈالتے تو چہرہ کھل جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کملی سے مونہ چھپا دو اور پاؤں پر یہ گھاس ڈال دو۔“ پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سراقس اٹھایا، صحابہ کو روتا پایا۔ ارشاد فرمایا: ”لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ سرسبز ملک کی طرف چلے جائیں گے، وہاں کھانا اور لباس اور سواری انھیں ملے گی پھر وہاں سے اپنے گھر والوں کو لکھ بھیجیں گے کہ ہمارے پاس چلے آؤ کہ تم حجاز کی خشک زمین پر پڑے ہو حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر جانتے۔“ (۲)

حدیث ۶ تا ۸: ترمذی وابن ماجہ وابن حبان و بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو مدینہ ہی میں مرے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا، میں اُس کی شفاعت فرماؤں گا۔“ (۳) اور اسی کی مثل صمیۃ اور سبیحہ اسمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی۔

(مدینہ طیبہ کے برکات)

حدیث ۹: صحیح مسلم وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ لوگ جب شروع شروع پھل دیکھتے، اُسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لاتے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اسے لے کر یہ کہتے: الہی! تو ہمارے لیے ہماری کھجوروں میں برکت دے اور ہمارے لیے ہمارے مدینہ میں برکت کر اور ہمارے صاع و مُد میں برکت کر، یا اللہ! (عز وجل) بے شک ابراہیم تیرے بندے اور تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بے شک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انھوں نے مکہ کے لیے

① ”صحیح البخاری“، کتاب فضائل المدینہ، باب من رغب عن المدینہ، الحدیث: ۱۸۷۵، ج ۱، ص ۶۱۸.

② ”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحدیث: ۵۸۷، ج ۱۹، ص ۲۶۵.

③ ”جامع الترمذی“، أبواب المناقب، باب ماجاء فی فضل المدینہ، الحدیث: ۳۹۴۳، ج ۵، ص ۴۸۳.

تجھ سے دُعا کی اور میں مدینہ کے لیے تجھ سے دُعا کرتا ہوں، اُسی کی مثل جس کی دعا مکہ کے لیے انھوں نے کی اور اتنی ہی اور (یعنی مدینہ کی برکتیں مکہ سے دوچند ہوں)۔ پھر جو چھوٹا بچہ سامنے ہوتا اُسے بلا کر وہ کھجور عطا فرما دیتے۔^(۱)

حدیث ۱۳۱۰ تا ۱۳۱۱: صحیح مسلم میں اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یا اللہ! (عزوجل) تو مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم کو مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے زیادہ اور اُس کی آب و ہوا کو ہمارے لیے درست فرما دے اور اُس کے صاع و مُد میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بخار کو نفع بخش کر کے جحفہ میں بھیج دے۔“^(۲) (یہ دعا اُس وقت کی تھی، جب ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے اور یہاں کی آب و ہوا صحابہ کرام کو نا موافق ہوئی کہ پیشتر یہاں وبائی بیماریاں بکثرت ہوتیں) یہ مضمون کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مدینہ طیبہ کے واسطے دعا کی کہ مکہ سے دوچند یہاں برکتیں ہوں۔^(۳) مولیٰ علی و ابوسعید و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

(اہل مدینہ کے ساتھ بُرائی کرنے کے نتائج)

حدیث ۱۴: صحیح بخاری و مسلم میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ فریب کرے گا، ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔“^(۴)

حدیث ۱۵: ابن حبان اپنی صحیح میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اہل مدینہ کو ڈرائے گا، اللہ (عزوجل) اُسے خوف میں ڈالے گا۔“^(۵)

حدیث ۱۶ اور ۱۷: طبرانی عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ (عزوجل)! جو اہل مدینہ پر ظلم کرے اور انھیں ڈرائے تو اُسے خوف میں مبتلا کر اور اس پر اللہ (عزوجل) اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے، نہ نفل۔“^(۶) اسی کی مثل نسائی و طبرانی نے سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۸: طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو

① ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب فضل المدینة... إلخ، الحدیث: ۱۳۷۳، ص ۷۱۳.

② ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینة... إلخ، الحدیث: ۱۳۷۶، ص ۷۱۵.

③ ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینة... إلخ، الحدیث: ۱۳۷۴، ص ۷۱۳.

④ ”صحیح البخاری“، کتاب فضائل المدینة، باب اثم من کاد اهل المدینة، الحدیث: ۱۸۷۷، ج ۱، ص ۶۱۸.

⑤ ”الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان“، کتاب الحج، باب فضل المدینة، الحدیث: ۳۷۳۰، ج ۶، ص ۲۰.

⑥ ”المعجم الأوسط“ للطبرانی، الحدیث: ۳۵۸۹، ج ۲، ص ۳۷۹.

اہل مدینہ کو ایذا دے گا، اللہ (عزوجل) اُسے ایذا دے گا اور اس پر اللہ (عزوجل) اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے، نہ نفل۔“ (1)

حدیث ۱۹: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے ایک ایسی بستی کی طرف (ہجرت) کا حکم ہوا جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی (سب پر غالب آئے گی) لوگ اسے یثرب (2) کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے، لوگوں کو اس طرح پاک و صاف کرے گی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔“ (3)

حدیث ۲۰: صحیحین میں انھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مدینہ کے راستوں پر فرشتے (پہرا دیتے ہیں) اس میں نہ دجال آئے، نہ طاعون۔“ (4)

حدیث ۲۱: صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مکہ و مدینہ کے سوا کوئی شہر ایسا نہیں کہ وہاں دجال نہ آئے، مدینہ کا کوئی راستہ ایسا نہیں جس پر ملائکہ پراباندھ کر پہرا نہ دیتے ہوں، دجال (قریب مدینہ) شور زمین میں آکر اترے گا، اس وقت مدینہ میں تین زلزلے ہوں گے جن سے ہر کافر و منافق یہاں سے نکل کر دجال کے پاس چلا جائے گا۔“ (5)

حاضری سرکار اعظم مدینہ طیبہ حضور حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا

رَّحِيمًا ۝﴾ (6)

- ① ”مجمع الزوائد“، کتاب الحج، باب فیمن اخاف اهل المدينة... إلخ، الحدیث: ۵۸۲۶، ج ۳، ص ۶۵۹.
- ② ہجرت سے پیشتر لوگ یثرب کہتے تھے مگر اس نام سے پکارنا جائز نہیں کہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی، بعض شاعر اپنے اشعار میں مدینہ طیبہ کو یثرب لکھا کرتے ہیں انھیں اس سے احتراز لازم اور ایسے شعر کو پڑھیں تو اس لفظ کی جگہ طیبہ پڑھیں کہ یہ نام حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے رکھا ہے، بلکہ صحیح مسلم شریف میں ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔ ۱۲ منہ حفظہ ربہ.
- ③ ”صحیح البخاری“، کتاب فضائل المدینہ، باب فضل المدینہ... إلخ، الحدیث: ۱۸۷۱، ج ۱، ص ۶۱۷.
- ④ ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب صیانة المدينة من دخول الطاعون... إلخ، الحدیث: ۱۳۷۹، ص ۷۱۶.
- ⑤ ”صحیح مسلم“، کتاب الفتن... إلخ، باب قصة الجساسة، الحدیث: ۲۹۴۳، ص ۱۵۷۷.
- ⑥ ۵، النساء: ۶۴.

اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں اور تمھارے حضور حاضر ہو کر اللہ (عزوجل) سے مغفرت طلب کریں اور رسول بھی اُن کے لیے استغفار کریں تو اللہ (عزوجل) کو توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا پائیں گے۔

حدیث ۱: دارقطنی و بیہقی وغیرہما عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو میری قبر کی زیارت کرے، اس کے لیے میری شفاعت واجب۔“ (1)

حدیث ۲: طبرانی کبیر میں انھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو میری زیارت کو آئے سوا میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لیے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اُس کا شفیع بنوں۔“ (2)

حدیث ۳: دارقطنی و طبرانی انھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے حج کیا اور بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے مشرف ہوا۔“ (3)

حدیث ۴: بیہقی نے حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اُس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جو حرمین میں مرے گا، قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھے گا۔“ (4)

حدیث ۵: بیہقی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے سنا: ”جو شخص میری زیارت کرے گا، قیامت کے دن میں اُس کا شفیع یا شہید ہوں گا اور جو حرمین میں مرے گا، اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھائے گا۔“ (5)

حدیث ۶: ابن عدی کامل میں انھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اُس نے مجھ پر جفا کی۔“ (6)

(۱) زیارت اقدس قریب بواجب ہے۔ بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں راہ میں خطر ہے، وہاں

① ”سنن الدار قطنی“، کتاب الحج، باب المواقیف، الحدیث: ۲۶۶۹، ج ۲، ص ۳۵۱۔

② ”المعجم الكبير“ للطبرانی، باب العین، الحدیث: ۱۳۱۴۹، ج ۱۲، ص ۲۲۵۔

③ ”سنن الدار قطنی“، کتاب الحج، باب المواقیف، الحدیث: ۲۶۶۷، ج ۲، ص ۳۵۱۔

④ ”شعب الإيمان“، باب فی المناسک، فضل الحج و العمرة، الحدیث: ۴۱۵۱، ج ۳، ص ۴۸۸۔

⑤ ”السنن الكبرى“ للبيهقي، کتاب الحج، باب زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۰۲۷۳، ج ۵، ص ۴۰۳۔

⑥ ”الکامل فی ضعفاء الرجال“، الحدیث: ۱۹۵۶، ج ۸، ص ۲۴۸، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

بیماری ہے، یہ ہے، وہ ہے۔ خبردار! کسی کی نہ سُنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن ضرور جانی ہے، اس سے کیا بہتر کہ اُن کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جو اُن کا دامن تھام لیتا ہے، اُسے اپنے سایہ میں آرام لے جاتے ہیں، کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا۔

ہم کو تو اپنے سایہ میں آرام ہی سے لائے حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے
والحمد للہ (۲) حاضری میں خالص زیارت اقدس کی نیت کرو، یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں: اس بار مسجد شریف کی نیت بھی شریک نہ کرے۔^(۱)

(۳) حج اگر فرض ہے تو حج کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہو۔ ہاں اگر مدینہ طیبہ راستہ میں ہو تو بغیر زیارت حج کو جانا سخت محرومی و قساوت قلبی ہے اور اس حاضری کو قبول حج و سعادت دینی و دنیوی کے لیے ذریعہ و وسیلہ قرار دے اور حج نفل ہو تو اختیار ہے کہ پہلے حج سے پاک صاف ہو کر محبوب کے دربار میں حاضر ہو یا سرکار میں پہلے حاضری دے کر حج کی مقبولیت و نورانیت کے لیے وسیلہ کرے۔ غرض جو پہلے اختیار کرے اسے اختیار ہے مگر نیت خیر درکار ہے کہ: اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَىٰ. (۲) اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر ایک کے لیے وہ ہے، جو اُس نے نیت کی۔

(۴) راستے بھر درود و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ اور جس قدر مدینہ طیبہ قریب آتا جائے، شوق و ذوق زیادہ ہوتا جائے۔
(۵) جب حرم مدینہ آئے بہتر یہ کہ پیادہ ہولو، روتے، سر جھکائے، آنکھیں نیچی کیے، درود شریف کی اور کثرت کرو اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ۔

جائے سرست اینکہ تو پامی نہی پائے نہ بینی کہ کجامی نہی
حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

جب قبا نور پر نگاہ پڑے، درود سلام کی خوب کثرت کرو۔

(۶) جب شہر اقدس تک پہنچو، جلال و جمال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصور میں غرق ہو جاؤ اور دروازہ شہر میں داخل ہوتے وقت پہلے دہنا قدم رکھو اور پڑھو:

①.....”فتح القدیر“، کتاب الحج، مسائل منشورہ، ج ۳، ص ۹۴.

②.....”صحیح البخاری“، [کتاب بدء الوحی] الحدیث: ۱، ج ۱، ص ۵.

بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ ، اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَرْزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاَنْقِذْنِيْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْ لِيْ وَاَرْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مُسْتَوْلٍ . (۱)

(۷) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات سے جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو، نہایت جلد فارغ ہو ان کے سوا کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو معاً وضو و مسواک کرو اور غسل بہتر، سفید پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر، سُرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل۔

(۸) اب فوراً آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو، رونانہ آئے تو رونے کا مونہ بناؤ اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگ دلی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف التجا کرو۔

(۹) جب در مسجد پر حاضر ہو، صلوٰۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو، بِسْمِ اللّٰهِ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

(۱۰) اس وقت جوابدہ و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو، مسجد اقدس کے نقش و نگار نہ دیکھو۔

(۱۱) اگر کوئی ایسا سامنے آئے جس سے سلام کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے کترا جاؤ، ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

(۱۲) ہر گز ہر گز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

(۱۳) یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے، اُن کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدہ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لیے تھی، اُن کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔ امام محمد ابن حاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

①..... اللہ (عزوجل) کے نام سے میں شروع کرتا ہوں جو اللہ (عزوجل) نے چاہا، نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ (عزوجل) سے، اے رب! سچائی کے ساتھ مجھ کو داخل کر اور سچائی کے ساتھ باہر لے جا۔ الہی! تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے اور اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مجھے وہ نصیب کر جو اپنے اولیاء اور فرمانبردار بندوں کے لیے تو نے نصیب کیا اور مجھے جہنم سے نجات دے اور مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، اے بہتر سوال کیے گئے۔ ۱۲

فرماتے ہیں:

لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُشَاهَدَتِهِ لِأُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذَلِكَ عِنْدَهُ جَلِيٌّ لَا خِفَاءَ بِهِ. (1)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، اُن کی نیتوں، اُن کے ارادوں، اُن کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمہ اللہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام ”نسک متوسط“ اور علی قاری مکی اس کی شرح ”مسلك متقسط“ میں فرماتے ہیں:

وَأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَالِمٌ بِحُضُورِكَ وَقِيَامِكَ وَسَلَامِكَ أَيُّ بَلِّ بِجَمِيعِ أَفْعَالِكَ وَأَحْوَالِكَ وَارْتِحَالِكَ وَمَقَامِكَ. (2)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال و احوال و کوچ و مقام سے آگاہ ہیں۔

(۱۴) اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی، ورنہ اگر غلبہ شوق مہلت دے اور وقت کراہت نہ تو دو رکعت تحیۃ المسجد و شکرانہ حاضری دربار اقدس صرف قُلْ يَا اور قُلْ هُوَ اللَّهُ سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اُس کے نزدیک ادا کرو پھر سجدہ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الہی! اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب اور اُن کا اور اپنا قبول نصیب کر، آمین۔

(۱۵) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کیے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عفو و کرم کی امید رکھتے، حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار انور میں رُوبقبلہ جلوہ فرما ہیں، اس سمت سے حاضر ہو گے تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لیے دونوں جہاں میں کافی ہے، والحمد للہ۔

(۱۶) اب کمال ادب و ہیبت و خوف و اُمید کے ساتھ زیرِ تقدیل اُس چاندی کی کیل کے سامنے جو حجرہ مطہرہ کی جنوبی

①..... ”المدخل“ لابن الحاج، فصل فی زیارة القبور، ج ۱، ص ۱۸۷.

②..... ”لباب المناسک“ و ”المسلك المتقسط“، (باب زیارة سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، ص ۵۰۸.

دیوار میں چہرہ انور کے مقابل لگی ہے، کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزارِ انور کو مونہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔

لباب و شرح لباب و اختیار شرح مختار و فتاویٰ عالمگیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ: يَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلَاةِ. (1) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سامنے ایسا کھڑا ہو، جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ یہ عبارت عالمگیری و اختیار کی ہے۔

اور لباب میں فرمایا: وَاضْعَا يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ. (2) دست بستہ دہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر کھڑا ہو۔

(۱۷) خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلافِ ادب ہے، بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ۔ یہ اُن کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا، اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمھاری طرف تھی، اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے، واللہ الحمد۔

(۱۸) اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اب دل کی طرح تمھارا مونہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہو گیا، جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے، نہایت ادب و وقار کے ساتھ بآوازِ حزیں و صوتِ درد آگین و دلِ شرمناک و جگر چاک چاک، معتدل آواز سے، نہ بلند و سخت (کہ اُن کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں)، نہ نہایت نرم و پست (کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمھارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا)، مجرا و تسلیم بجالاؤ اور عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ ط السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ ط السَّلَامُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی الْکَ وَاصْحَابِکَ وَ اُمَّتِکَ اَجْمَعِیْنَ ط (3)

(۱۹) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال و کسل نہ ہو صلاۃ و سلام کی کثرت کرو، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے اپنے اور اپنے ماں باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لیے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو:

①..... "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب المناسک، خاتمہ فی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج ۱، ص ۲۶۵.

②..... "لباب المناسک" للسنندی، (باب زیارۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)، ص ۵۰۸.

③..... المرجع السابق.

اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں، اے اللہ (عزوجل) کے رسول! آپ پر سلام۔ اے اللہ (عزوجل) کی تمام مخلوق سے بہتر! آپ پر سلام۔ اے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے! آپ پر سلام۔ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر اور آپ کی تمام اُمت پر سلام۔ ۱۲

أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ . (1)

(۲۰) پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی بجا لاؤ۔ شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس رسالہ کو دیکھیں، وصیت کرتا ہے کہ جب انھیں حاضری بارگاہ نصیب ہو، فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلاق پر احسان فرمائیں۔ اللہ (عزوجل) اُن کو دونوں جہان میں جزائے خیر بخشے آئیں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ وَذَوِيكَ فِي كُلِّ اِنْ وَلِحُظَةٍ عَدَدَ كُلِّ ذَرَّةٍ ذَرَّةٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّةٍ مِنْ عُبْدِكَ اَمَّجْدَ عَلَيَّ يَسْتَلُكَ الشَّفَاعَةَ فَاشْفَعْ لَهُ وَلِلْمُسْلِمِينَ . (2)

(۲۱) پھر اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھرہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَزِيرَ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ فِي الْغَارِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ . (3)

(۲۲) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رُو برو کھڑے ہو کر عرض کرو:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ . (4)

(۲۳) پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو:

السَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا خَلِيفَتَي رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيرَي رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا

①..... یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے شفاعت مانگتا ہوں۔ ۱۲

②..... یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور اور حضور کی آل اور سب علاقہ والوں پر ہر آن اور ہر لحظہ میں ہر ہر ذرہ کی گنتی پر دس دس لاکھ درود و سلام حضور کے حقیر غلام امجد علی کی طرف سے، وہ حضور سے شفاعت مانگتا ہے، حضور اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائیں۔ ۱۲

③..... ”باب المناسک“ للسندي، (باب زیارة سيد المرسلين، صلى الله تعالى عليه وسلم)، ص ۵۱۰۔

اے خلیفہ رسول اللہ! آپ پر سلام، اے رسول اللہ کے وزیر! آپ پر سلام، اے غارِ ثور میں رسول اللہ کے رفیق! آپ پر سلام اور اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں۔ ۱۲

④..... ”باب المناسک“ للسندي، (باب زیارة سيد المرسلين، صلى الله تعالى عليه وسلم)، ص ۵۱۱، وغیرہ۔

اے امیر المؤمنین! آپ پر سلام، اے چالیس کا عدد پورا کرنے والے! آپ پر سلام، اے اسلام اور مسلمین کی عزت! آپ پر سلام اور اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں۔ ۱۲

صَبِّحْ عَنِّي رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ط أَسْأَلُكَمَ الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ط صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَيْكُمْ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ (۱)

(۲۳) یہ سب حاضریاں محل اجابت ہیں، دُعا میں کوشش کرو۔ دُعاے جامع کرو اور دُرود پر قناعت بہتر اور چاہو تو یہ

دُعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ رَسُوْلَكَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاُشْهِدُ الْمَلٰٓئِكَةَ النَّازِلِيْنَ عَلٰی هٰذِهِ الرُّوْضَةِ الْكَرِيْمَةِ الْعَاكِفِيْنَ عَلَيْهَا اِنِّیْ اُشْهِدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاُشْهِدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ مُقِرٌّ بِجَنَآئِیْ وَمَعْصِيَّتِيْ فَاغْفِرْ لِيْ وَاَمْنُنْ عَلٰی بِالَّذِيْ مَنَنْتَ عَلٰی اَوْلِيَآئِكَ فَاِنَّكَ اَلْمَنَّانُ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ رَبَّنَا اِنَّا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۲)

(۲۵) پھر منبر اطہر کے قریب دُعا مانگو۔

(۲۶) پھر جنت کی کیاری میں (یعنی جو جگہ منبر و حجرہ منورہ کے درمیان ہے، اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا)

آکر دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھ کر دُعا کرو۔

(۲۷) یوہیں مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو، دُعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص

خصوصیت۔

(۲۸) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو، ایک سانس بیکار نہ جانے دو، ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد

شریف میں باطہارت حاضر رہو، نماز و تلاوت و دُرود میں وقت گزارو، دنیا کی بات کسی مسجد میں نہ چاہیے نہ کہ یہاں۔

(۲۹) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے وقت اعتکاف (۳) کی نیت کرلو، یہاں تمھاری یاد دہانی ہی کو دروازہ سے بڑھتے ہی

①..... اے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پہلو میں آرام کرنے والے! آپ دونوں پر سلام اور اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں، آپ دونوں حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور ہماری سفارش کیجئے، اللہ تعالیٰ ان پر اور آپ دونوں پر دُرود و برکت و سلام نازل فرمائے۔ ۱۲

②..... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ کو اور تیرے رسول اور ابو بکر و عمر کو اور تیرے فرشتوں کو جو اس روضہ پر نازل اور مختلف ہیں، اُن سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے بندہ اور رسول ہیں، اے اللہ (عزوجل)! میں اپنے گناہ و معصیت کا اقرار کرتا ہوں تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر وہ احسان کر جو تو نے اپنے اولیاء پر کیا۔ بیشک تو احسان کرنے والا، بخشنے والا مہربان ہے۔ ۱۲

③..... اعتکاف کے معنی ہیں مسجد میں بالقصد نیت کر کے ٹھہرنا اس لیے کہ ذکر الہی کروں گا۔ ۱۲

کتبہ ملے گا۔ نَوَيْتُ سُنَّتَ الْاِغْتِكَافِ (1)

(۳۰) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدہ شفاعت ہے۔

(۳۱) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے، لہذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو، کھانے پینے کی کمی ضرور کرو اور

جہاں تک ہو سکے تصدق کرو خصوصاً یہاں والوں پر خصوصاً اس زمانہ میں کہ اکثر ضرورت مند ہیں۔

(۳۲) قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظمہ میں کرلو۔

(۳۳) روضہ انور پر نظر عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا تو ادب کے ساتھ اسکی کثرت کرو اور دُرود

وسلام عرض کرو۔

(۳۴) ہجگانہ یا کم از کم صبح، شام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لیے حاضر ہو۔

(۳۵) شہر میں خواہ شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے، فوراً دست بستہ ادھر مونہ کر کے صلاۃ وسلام عرض

کرو، بے اس کے ہرگز نہ گزرو کہ خلاف ادب ہے۔

(۳۶) ترک جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت

محرومی ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ صحیح حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں، اُس کے لیے دوزخ و نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔“ (2)

(۳۷) حتی الوسع کوشش کرو کہ مسجد اول یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں جتنی تھی اس میں نماز پڑھو اور اس

کی مقدار سو ہاتھ طول و سو ہاتھ عرض ہے اگرچہ بعد میں کچھ اضافہ ہوا ہے، اس میں نماز پڑھنا بھی مسجد نبوی ہی میں پڑھنا ہے۔

(۳۸) قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ نہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی پڑے۔

(۳۹) روضہ انور کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اُن کی

اطاعت میں ہے۔

(اہل بقیع کی زیارت)

(۴۰) بقیع کی زیارت سنت ہے، روضہ اقدس کی زیارت کر کے وہاں جائے خصوصاً جمعہ کے دن۔ اس قبرستان میں

قریب دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدفون ہیں اور تابعین و تبع تابعین و اولیاء و علما و صلحا و غیرہم کی گنتی نہیں۔ یہاں جب حاضر ہو

①..... میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی۔ ۱۲

②..... ”المسند“ للإمام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۱۲۵۸۴، ج ۴، ص ۳۱۱۔

پہلے تمام مدفونین مسلمین کی زیارت کا قصد کرے اور یہ پڑھے:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ذَا رَقُومٍ مُّؤْمِنِينَ أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَإِنَّا لِنُشَاءُ اللَّهَ تَعَالَى بِكُمْ لَا حِقُوقَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ
لَاَهْلِ الْبَقِيعِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ . (1) اور اگر کچھ اور پڑھنا چاہے تو یہ پڑھے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِأَسْتَاذِينَا وَلِأَخْوَانِنَا وَلِأَخَوَاتِنَا وَلَا أَوْلَادِنَا وَلَا خَفَادِنَا وَلَا أَصْحَابِنَا وَلَا حَبَابِنَا
وَلِمَنْ لَهُ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِمَنْ أَوْ صَانَا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ . (2)

اور ردود شریف و سورہ فاتحہ و آیہ الکرسی و قُلْ هُوَ اللَّهُ وَغَيْرِہ جو کچھ ہو سکے پڑھ کر ثواب اُس کا نذر کرے، اس کے بعد
بقیع شریف میں جو مزارات معروف و مشہور ہیں اُن کی زیارت کرے۔ تمام اہل بقیع میں افضل امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اُن کے مزار پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
صَاحِبَ الْهَجْرَتَيْنِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُجَهِّزَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَالْعَيْنِ جَزَاكَ اللَّهُ عَنْ رَسُولِهِ وَعَنْ
سَائِرِ الْمُسْلِمِينَ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ وَعَنِ الصَّحَابَةِ أَجْمَعِينَ . (3)

قبہ حضرت سیدنا ابراہیم ابن سردارِ دو عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسی قبہ شریف میں ان حضرات کرام کے بھی
مزارات طیبہ ہیں، حضرت رقیہ (حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی) حضرت عثمان بن مظعون (یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں) عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص (یہ دونوں حضرات عشرہ مبشرہ سے ہیں) عبداللہ بن مسعود
(نہایت جلیل القدر صحابی خلفائے اربعہ کے بعد سب سے آفقہ) حنیس بن حذافہ سہمی و اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ان
حضرات کی خدمت میں سلام عرض کرے۔

①..... تم پر سلام اے قومِ مؤمنین کے گھر والو! تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ (عزوجل)! بقیع والوں کی
مغفرت فرما، اے اللہ (عزوجل)! ہم کو اور انھیں بخش دے۔ ۱۲

②..... اے اللہ (عزوجل)! ہم کو اور ہمارے والدین کو اور اُستادوں اور بھائیوں اور بہنوں اور ہماری اولاد اور پوتوں اور ساتھیوں اور دوستوں کو اور
اُس کو جس کا ہم پر حق ہے اور جس نے ہمیں وصیت کی اور تمام مؤمنین و مومنات و مسلمین و مسلمات کو بخش دے۔ ۱۲

③..... "المسلک المتقسط"، (باب زیارة سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، ص ۵۲۰، وغیرہ۔

اے امیر المؤمنین! آپ پر سلام اور اے خلفائے راشدین میں تیسرے خلیفہ! آپ پر سلام، اے دو ہجرت کرنے والے! آپ پر سلام، اے
غزوہ تبوک کی نقد و جنس سے طیاری کرنے والے! آپ پر سلام، اللہ (عزوجل)! آپ کو اپنے رسول اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بدلا دے، آپ
سے اور تمام صحابہ سے اللہ (عزوجل)! راضی ہو۔ ۱۲

قبۃ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اسی قبہ میں حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ و سر مبارک سیدنا امام حسین و امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات طیبات ہیں، ان پر سلام عرض کرے۔

قبۃ ازواج مطہرات حضرت اُم المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مکہ معظمہ میں اور میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سرف میں ہے۔ بقیہ تمام ازواج مکرمات اسی قبہ میں ہیں۔

قبۃ حضرت عقیل بن ابی طالب اس میں سفیان بن حارث بن عبدالمطلب و عبد اللہ بن جعفر طیار بھی ہیں اور اس کے قریب ایک قبہ ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین اولادیں ہیں۔ قبۃ کھفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی، قبۃ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قبۃ نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ان حضرات کی زیارت سے فارغ ہو کر مالک بن سنان و ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما و اسماعیل بن جعفر صادق و محمد بن عبد اللہ بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم و سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہو۔

بقیع کی زیارت کس سے شروع ہو، اس میں اختلاف ہے بعض علما فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابتدا کرے کہ یہ سب میں افضل ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شروع کرے اور بعض فرماتے ہیں کہ قبۃ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابتدا ہو اور قبۃ صفیہ پر ختم کہ سب سے پہلے وہی ملتا ہے، تو بغیر سلام عرض کیے وہاں سے آگے نہ بڑھے اور یہی آسان بھی ہے۔^(۱)

(قبا شریف کی زیارت)

(۴۱) قبا شریف کی زیارت کرے اور مسجد شریف میں دو رکعت نماز پڑھے۔ ترمذی میں مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”مسجد قبا میں نماز، عمرہ کی مانند ہے۔“^(۲) اور احادیث صحیحہ سے ثابت کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ہفتہ کو قبا شریف لے جاتے کبھی سوار، کبھی پیدل۔ اس مقام کی بزرگی میں اور بھی احادیث ہیں۔

①.....”المسلک المتقسط“، (باب زیارة سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، ص ۵۲۱.

②.....”جامع الترمذی“، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی الصلاة فی مسجد قباء، الحدیث: ۳۲۴، ج ۱، ص ۳۴۸.

(احد کی زیارت)

(۴۲) شہدائے اُحد شریف کی زیارت کرے۔ حدیث میں ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے شروع

میں قبور شہدائے اُحد پر آتے اور یہ فرماتے: ”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ“۔ (1)

اور کوہ اُحد کی بھی زیارت کرے کہ صحیح حدیث میں فرمایا: ”کوہ اُحد ہمیں محبوب رکھتا ہے اور ہم اُسے محبوب رکھتے ہیں۔“ (2)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ”جب تم حاضر ہو تو اُس کے درخت سے کچھ کھاؤ اگر چہ بول ہو۔“ (3)

بہتر یہ ہے کہ پنجشنبہ (4) کے دن صبح کے وقت جائے اور سب سے پہلے حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر

حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور عبد اللہ بن جحش و مُصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام عرض کرے کہ ایک روایت میں ہے یہ دونوں

حضرات یہیں مدفون ہیں۔ (5)

سید الشہدا کی پائیں جانب اور محن مسجد میں جو قبر ہے، یہ دونوں شہدائے اُحد میں نہیں ہیں۔

(۴۳) مدینہ طیبہ کے وہ کونیں جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف منسوب ہیں یعنی کسی سے وضو فرمایا اور کسی کا پانی

پیا اور کسی میں لعاب دہن ڈالا۔ اگر کوئی جاننے بتانے والا ملے تو اُن کی بھی زیارت کرے اور اُن سے وضو کرے اور پانی پیے۔

(۴۴) اگر چاہو تو مسجد نبوی میں حاضر رہو۔ سیدی ابن ابی جمرہ قدس سرہ جب حاضر حضور ہوئے، آٹھوں پہر برابر

حضور میں کھڑے رہتے ایک دن بقیع وغیرہ زیارات کا خیال آیا پھر فرمایا یہ ہے اللہ (عزوجل) کا دروازہ بھیک مانگنے والوں کے

لیے کھلا ہوا، اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

سرا میں جا، سجدہ میں جا، بندگی میں جا، قرار میں جا

(۴۵) وقتِ رخصتِ مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو اور

1..... ”المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط“، (باب زیارة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم)، ص ۵۲۵.

2..... ”صحيح البخارى“، كتاب الجهاد، باب فضل الخدمة فى الغزو، الحديث: ۲۸۸۹، ج ۲، ص ۲۷۸.

3..... ”المعجم الاوسط“ للطبرانى، الحديث: ۱۹۰۵، ج ۱، ص ۵۱۶.

4..... جمعرات۔

5..... ”لباب المناسك“ و ”المسلك المتقسط“، (باب زیارة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم)، ص ۵۲۵.

تمام آداب کہ کعبہ معظمہ سے رخصت میں گزرے ملحوظ رکھو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الہی! ایمان و سنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب کر۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاٰلِهٖ وَحَزْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اٰمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

ت

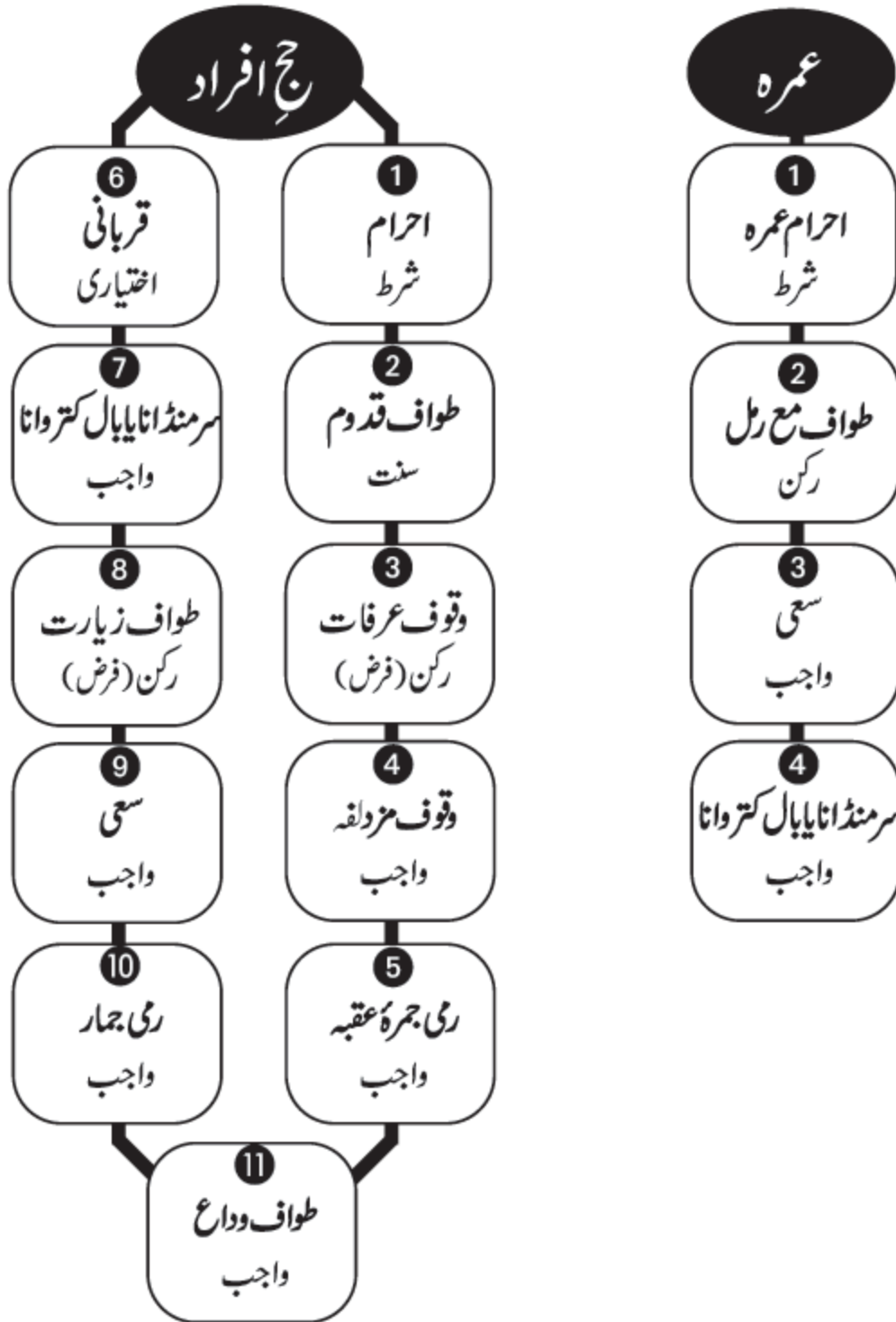
اس کتاب کی تصنیف شب بستم ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ کو ختم ہوئی اور تھوڑے دنوں بعد امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ الاقدس کو سنا بھی دی تھی۔ فقیر جب حرمین طہیین روانہ ہوا اس رسالہ کو اپنے ساتھ رکھا تھا اور بمبئی کے ایک ہفتہ قیام میں مبیضہ کیا^(۱) مگر اس کی طبع میں موانع پیش آتے گئے، جن کی وجہ سے بہت تاخیر ہوئی خدا کا شکر ہے کہ اب طبع ہو گیا۔ مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائے اور ان صاحبوں سے نہایت عجز کے ساتھ التجا ہے کہ اس فقیر کے لیے ایمان پر ثبات اور حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کا رسالہ ”انور البشارہ“ پورا اس میں شامل کر دیا ہے یعنی متفرق طور پر مضامین بلکہ عبارتیں داخل رسالہ ہیں کہ اولاً: تبرک مقصود ہے۔ دوم: اُن الفاظ میں جو خوبیاں ہیں فقیر سے ناممکن تھیں لہذا عبارت بھی نہ بدلی۔

فقیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ ۲۵ رمضان مبارک ۱۳۴۱ھ

حج و عمرہ کے اعمال کا نقشہ ایک نظر میں

ذیل کے نقشہ سے عمرہ، حج افراد، قرآن اور تمتع کے مناسک معلوم کیے جاسکتے ہیں، یہ وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ ان میں سے شرط، رکن، واجب، سنت اور اختیاری کون کون سے مناسک ہیں۔



حج تمتع

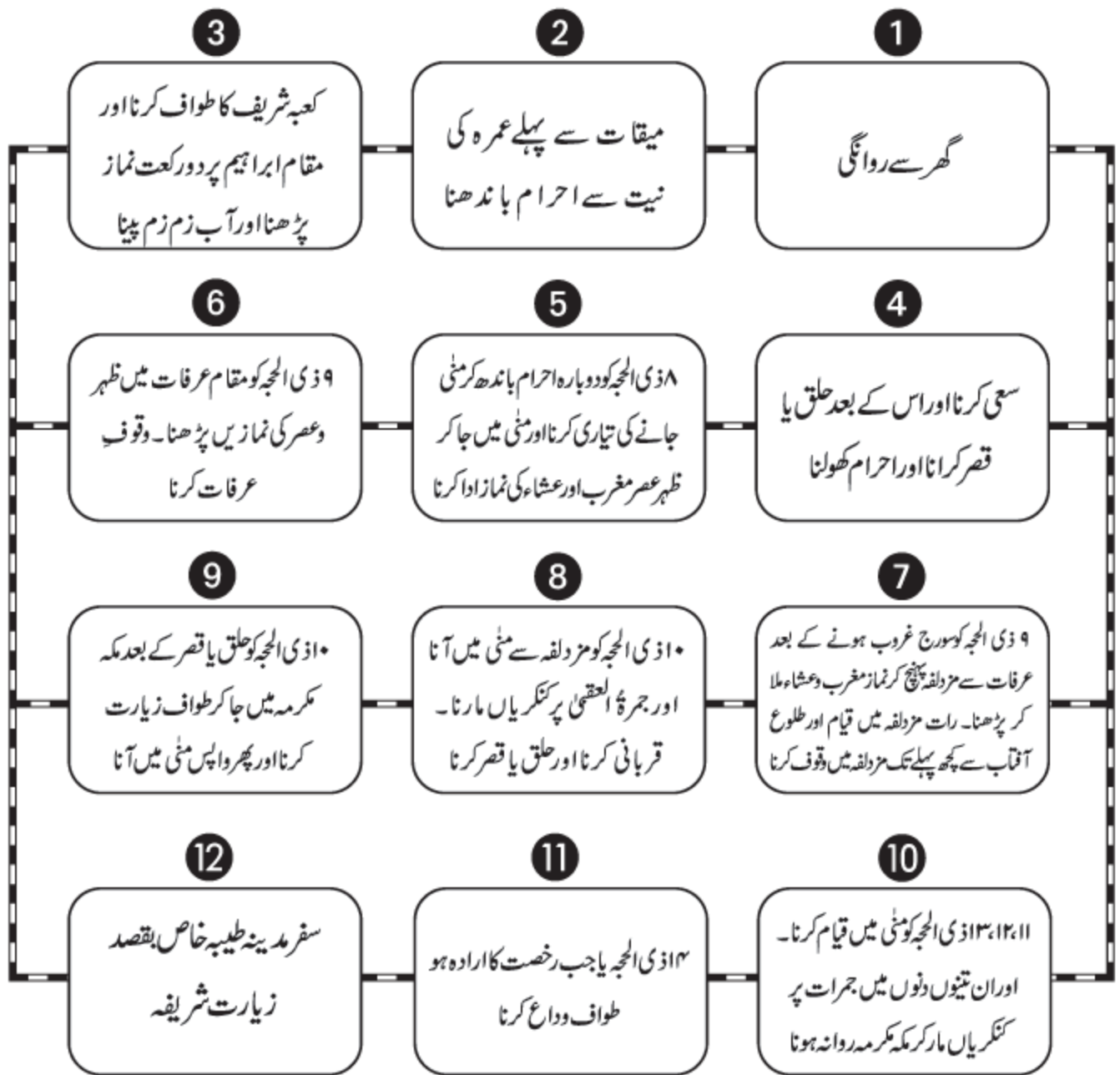
(جب کہ قربانی کا جانور ساتھ نہ ہو)



حج قرآن



پاکستان اور ہندوستان سے آنے والے عموماً حج تمتع ہی کیا کرتے ہیں۔ ذیل کے نقشہ میں نہایت اختصار سے اس کا طریقہ (جب کہ قربانی کا جانور ساتھ نہ ہو) گھر سے روانہ ہو کر اختتام حج تک پیش خدمت ہے۔ تفصیلی طریقہ اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔



اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن تحریر فرماتے ہیں: علماء مختلف ہیں کہ پہلے حج کرے یا زیارت۔ ”لباب“ میں ہے: حج نفل میں مختار ہے اور فرض ہو تو پہلے حج مگر مدینہ طیبہ راہ میں آئے تو تقدیم زیارت لازم آتی۔ یعنی بے زیارت گزر جانا گستاخی اور فقیر کو علامہ سبکی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کا یہ ارشاد بہت بھایا کہ: پہلے حج کرے تاکہ پاک کی زیارت پاک ہو کر ملے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۷۹۸)

مآخذ ومراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف	مطبوعات
1	قرآن مجید	کلام الہی	
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز

کتب التفسیر

1	جامع البیان فی تأویل القرآن	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	معالم التنزیل (تفسیر البغوی)	امام ابو محمد الحسین بن مسعود فراہ بغوی متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۲ھ
3	مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۳۰ھ
4	الجامع لأحكام القرآن (تفسیر القرطبی)	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
5	مدارک التنزیل و حقائق التأویل	امام عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی متوفی ۷۱۰ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
6	تفسیر الحازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی متوفی ۷۴۱ھ	اکوڑہ خشک نوشہرہ
7	تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
8	أنوار التنزیل وأسرار التأویل	ناصر الدین عبد اللہ ابو عمر بن محمد شیرازی بیضاوی متوفی ۷۹۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
9	تفسیر الجلالین	امام جلال الدین محلی متوفی ۸۶۳ھ و امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی
10	الدر المنثور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
11	الإتقان فی علوم القرآن	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۳ھ
12	حاشیہ شیخ زادہ علی البیضاوی	محیی الدین محمد بن مصباح الدین مصطفیٰ قوجوی حلفی متوفی ۹۵۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
13	تفسیر روح البیان	مولیٰ الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی متوفی ۱۱۳۷ھ	کونہ ۱۴۱۹ھ
14	تفسیر أبی السعد	علامہ ابو السعد محمد بن مصطفیٰ عمادی متوفی ۹۸۲ھ	دار الفکر، بیروت
15	التفسیرات الأحمدیة فی بیان الآیات الشرعیة	شیخ احمد بن ابی سعید المعروف بملا جیون جونپوری متوفی ۱۱۳۰ھ	پشاور
16	الفتوحات الإلهیة (حاشیہ الجمل علی الجلالین)	علامہ شیخ سلیمان جمل متوفی ۱۲۰۴ھ	باب المدینہ کراچی
17	حاشیہ الصاوی علی الجلالین	احمد بن محمد صاوی مالکی خلونی متوفی ۱۲۴۱ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۲۱ھ
18	روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۳۰ھ
19	غرائب القرآن و رغائب الفرقان	علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری، متوفی ۷۷۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
20	تفسیر مظهری (مترجم)	مؤلف علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۸۱۰ھ مترجم: ادارہ ضیاء المصنفین	ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۱۴۲۳ھ

21	تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
کتب الحدیث			
1	الموطا	امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	المسند	امام محمد بن ادریس شافعی، متوفی ۲۰۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
3	المصنف	امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
4	المصنف فی الأحادیث والآثار	حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عسی متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
5	المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
6	سنن الدارمی	امام عبداللہ بن عبد الرحمن، متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتب العربیہ بیروت
7	نصب الراية	علامہ جمال الدین ابوالمحمد عبداللہ بن یوسف متوفی ۲۵۵ھ	پشاور
8	صحیح البخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
9	صحیح مسلم	امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ	دار المغنی، عرب شریف ۱۴۱۹ھ
10	سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
11	سنن أبی داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بختانی متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
12	مراسیل أبی داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بختانی، متوفی ۲۷۵ھ	دہلی الہند
13	سنن الدار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی، متوفی ۲۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
14	سنن الترمذی	امام ابو یسعی محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
15	نوادر الأصول	امام ابو یسعی محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دار صادر، بیروت
16	السنة	امام ابوبکر احمد بن عمر متوفی ۲۸۷ھ	دار ابن حزم ۱۴۲۴ھ
17	البحر الزخار المعروف بمسند البزار	امام ابوبکر احمد عمرو بن عبدالخالق بزار متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ ۱۴۲۴ھ
18	سنن النسائی	امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
19	عمل اليوم واللیلة	امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
20	مسند أبی یعلی	شیخ الاسلام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن شیبہ موصلی متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
21	صحیح ابن خزيمة	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت
22	شرح معانی الآثار	امام احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
23	المسند الشاشی	یثیم بن کلیب شاشی متوفی ۳۳۵ھ	بیروت
24	الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
25	المعجم الكبير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ

26	المعجم الأوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
27	المعجم الصغير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
28	الکامل فی ضعفاء الرجال	امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی، متوفی ۳۶۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
29	المستدرک علی الصحیحین	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
30	حلیۃ الأولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
31	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن یحییٰ متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
32	البعث والنشور	امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن یحییٰ متوفی ۴۵۸ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت
33	السنن الکبریٰ	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن یحییٰ متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
34	اثبات عذاب القبر	امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن یحییٰ متوفی ۴۵۸ھ	بیروت
35	السنن الصغریٰ	امام ابو بکر احمد بن حسین بن یحییٰ متوفی ۴۵۸ھ	دار المعرفہ، بیروت
36	معرفة السنن والآثار	امام ابو بکر احمد بن حسین بن یحییٰ متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
37	تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
38	الفردوس بما ثور الخطاب	حافظ ابو شجاع شیرویه بن شہر دار بن شیرویه دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
39	شرح السنة	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
40	الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری متوفی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
41	شرح النووی علی المسلم	امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ	باب المدینہ کراچی
42	مشکاة المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
43	سنن الدارمی	حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی متوفی ۷۹۷ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۰۷ھ
44	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر یحییٰ متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
45	فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
46	عمدة القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ	دار الحدیث، ملتان ۱۴۱۸ھ
47	الجامع الصغير	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
48	إرشاد الساری	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ
49	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
50	التیسیر	علامہ عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۰۳ھ	دار الحدیث، مصر
51	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
52	فیض القدير	علامہ محمد عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
53	أشعة اللمعات	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کونئہ ۱۳۳۲ھ

54	کشف الخفاء	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی متوفی ۱۱۶۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
55	حاشیۃ سنن النسائی	علامہ وحسی احمد محدث سورتی متوفی ۱۳۳۳ھ	باب المدینہ کراچی
56	مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
57	نزهة القاری شرح صحیح البخاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی متوفی ۱۴۲۰ھ	برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی

کتاب العقائد

1	الفقه الأكبر	امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ	باب المدینہ کراچی
2	تمهید ابی شکور	ابوشکور سالمی حنفی معاصر سید علی بجوری علیہا رحمہ	
3	العقائد النسفیة	نجم الدین عمر بن محمد نسفی متوفی ۵۳۷ھ	باب المدینہ کراچی
4	شرح المواقف	قاضی عضد الدین عبدالرحمن ابنی متوفی ۷۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
5	شفاء السقام	امام تقی الدین علی بن عبدالکافی بسکی متوفی ۷۵۶ھ	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور ۱۴۲۵ھ
6	شرح المقاصد	علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
7	شرح العقائد النسفیة	علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۳ھ	باب المدینہ کراچی
8	المسایرة	کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن ہمام متوفی ۹۰۶ھ	مطبعة السعادة بمصر
9	المسامرة شرح المسایرة	کمال الدین محمد بن محمد المعروف بابن ابی شریف متوفی ۹۰۶ھ	مطبعة السعادة بمصر
10	حاشیۃ عصام الدین علی شرح العقائد	عصام الدین ابراہیم بن محمد متوفی ۹۴۳ھ	کانسی روڈ، کوئٹہ
11	البواقیت والجواهر	عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد شعرائی متوفی ۹۷۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
12	الصواعق المحرقة	حافظ احمد بن حجر مکی یتیمی متوفی ۹۷۴ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
13	منح الروض الأزهر	شیخ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری متوفی ۱۰۱۳ھ	باب المدینہ کراچی
14	شرح الفقه الأكبر	شیخ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری متوفی ۱۰۱۳ھ	باب المدینہ کراچی
15	تکمیل الإیمان	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۲۱ھ
16	حاشیۃ ولی الدین علی حاشیۃ مولانا عصام الدین علی شرح العقائد	علامہ ولی الدین متوفی ۱۱۱۹ھ	کوئٹہ
17	تحفه اثنا عشریہ	شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ	باب المدینہ کراچی
18	النبراس	علامہ محمد عبدالعزیز قرہ باری متوفی ۱۲۳۹ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
19	شفاعت مصطفی ترجمہ تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی	مصنف: امام حکمت و کلام علامہ محمد فضل حق خیر آبادی متوفی ۱۲۷۸ھ مترجم: علامہ محمد عبدالکیم شرف قادری متوفی ۱۴۲۸ھ	الامتاز پبلی کیشنز لاہور ۱۴۲۱ھ
20	المعتقد المنتقد	علامہ فضل الرسول بدایونی متوفی ۱۲۸۹ھ	برکاتی پبلشرز، کراچی ۱۴۲۰ھ

21	المعتمد المستند	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	برکاتی پبلشرز، کراچی ۱۳۳۰ھ
22	مطلع القمرین فی إبانة سبقة العمرین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	
23	تحلیٰ یقین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
24	الأمن والعلىٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
25	أنوار المنان فی توحید القرآن	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	برکاتی پبلشرز، کراچی ۱۳۳۰ھ
26	خالص الاعتقاد	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
27	إنباء الحی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
28	إزاحة العیب بسیف الغیب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
29	ثلج الصدر لإیمان القدر	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
30	منبه المنیة بوصول الحبيب إلى العرش والرؤية	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
31	الزلزال الأنقی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
32	صلاة الصفاء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
33	الدولة المکیة	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	مؤسسة رضا بھیدہ، لاہور ۱۳۳۲ھ
34	سبحان السبوح	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
35	حياة الموات	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
36	اعتقاد الأحباب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
37	إسماع الأربعین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
38	منیة اللبيب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
39	قهر الديان علی مرتد بقاديان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
40	الحراز الدياني علی المرتد القادياني	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
41	السوء والعقاب علی المسيح الكذاب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
42	الکوکبة الشهابية	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
43	سل السيوف الهندية	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
44	إنباء المصطفیٰ بحال سر وأخفى	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
45	المبين ختم النبیین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
46	جزاء الله عدوه بإبائه ختم النبوة	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور

47	تمہید ایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
48	حسام الحرمین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
49	جاء الحق	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز

کتاب الفقہ

1	تحفة الفقهاء	علاء الدین سمرقندی متوفی ۵۳۹ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
2	خلاصة الفتاوی	علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری، متوفی ۵۴۲ھ	کوئٹہ
3	بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	ملک العلماء امام علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۲۱ھ
4	الفتاوی الخانیة	قاضی حسن بن منصور بن محمود اوزجندی متوفی ۵۹۲ھ	پشاور
5	التجنیس و المزیّد	برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ	باب المدینہ، کراچی
6	الہدایة	برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
7	فتح القدیر	کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ	کوئٹہ
8	منية المصلي	علامہ سدید الدین محمد بن محمد کاشغری، متوفی ۷۰۵ھ	ضیاء القرآن، لاہور
9	المدخل	علامہ محمد بن محمد، الشہور ابن الحاج، متوفی ۷۳۷ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۱۵ھ
10	شرح الوقایة	علامہ صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود، متوفی ۷۴۷ھ	باب المدینہ کراچی
11	الفتاوی التاتارخانیة	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی متوفی ۷۸۶ھ	باب المدینہ کراچی ۱۳۱۶ھ
12	الجوہرة النيرة	علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ کراچی
13	الجامع الوجیز (الفتاوی البیازیہ)	حافظ الدین محمد بن محمد بن المعروف بابن بزار متوفی ۸۲۷ھ	کوئٹہ ۱۴۰۳ھ
14	فتاوی قارئ الهدایة	علامہ سراج الدین عمر بن علی حنفی، متوفی ۸۲۹ھ	دار الفرقان، بیروت
15	البنایة فی شرح الهدایة	امام بدر الدین ابوجعفر محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
16	الحلیة	علامہ ابن امیر الحاج، متوفی ۸۷۹ھ	مخطوطہ
17	درر الحکام شرح غرر الاحکام	علامہ قاضی شہیر ملا خسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ کراچی
18	الحاوي للفتاوی	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۳۲۰ھ
19	فتاوی امام سراج الدین بلقینی	امام سراج الدین بلقینی	باب المدینہ کراچی ۱۳۱۶ھ
20	غنية المتعلمي	علامہ محمد ابراہیم بن حلبی، متوفی ۹۵۶ھ	سہیل اکیڈمی، لاہور
21	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ	کوئٹہ ۱۳۲۰ھ
22	فتاوی زینية	علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ	باب المدینہ کراچی
23	المیزان الکبری	عبدالوہاب بن احمد بن علی احمد شعرائی متوفی ۹۷۳ھ	مصحف البانی، مصر

24	الفتاوى الحديثية	شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی متوفی ۹۷۳ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۹ھ
25	تنویر الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد ترمذی متوفی ۱۰۰۳ھ	دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
26	النہر الفائق	علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم، متوفی ۱۰۰۵ھ	کوئٹہ
27	لباب المناسک	شیخ رحمۃ اللہ سندھی، متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ کراچی، ۱۴۲۵ھ
28	المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط	ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ کراچی، ۱۴۲۵ھ
29	حاشیۃ الشلبیہ	علامہ احمد بن محمد شلبی، متوفی ۱۰۲۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
30	نور الإيضاح و مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
31	نور الايضاح مع حاشیۃ ضوء المصباح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، ۱۰۶۹ھ	مکتبہ برکات المدینہ کراچی
32	مجمع الأنهر	عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان کلجی، متوفی ۱۰۷۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۹ھ
33	الدر المختار	محمد بن علی المعروف بعلاء الدین، صکنی متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
34	حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ	باب المدینہ، کراچی
35	حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ	کوئٹہ
36	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
37	الفتاوى الهندية	علامہ ہمام مولا نا شیخ نظام متوفی ۱۱۶۱ھ و جماعۃ من علماء الہند	دار الفکر بیروت، ۱۴۰۳ھ
38	الفتاوى الرضوية	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
39	جد الممتار	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	مکتبہ المدینہ، کراچی
40	إعلام الأعلام	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
41	احکام شریعت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	مکتبہ المدینہ، کراچی
42	رکن دین	علامہ مولا نا محمد رکن الدین متوفی ۱۳۳۵ھ	مکتبہ المدینہ، کراچی
43	بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ رضویہ، کراچی
44	فتاویٰ امجدیہ	علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ رضویہ، کراچی، ۱۴۱۹ھ
45	ہمارا اسلام	مولا نا مفتی محمد خلیل خان برکاتی متوفی ۱۴۰۵ھ	فرید بک اسٹال لاہور
46	وقار الفتاوی	مولا نا مفتی محمد وقار الدین متوفی ۱۴۱۳ھ	بزم وقار الدین کراچی، ۲۰۰۱م
47	فتاویٰ فقیہ ملت	مولا نا مفتی جلال الدین امجدی متوفی ۱۴۲۲ھ	شبیر برادرز لاہور، ۲۰۰۵م
48	فتاویٰ فیض الرسول	مولا نا مفتی جلال الدین امجدی متوفی ۱۴۲۲ھ	شبیر برادرز لاہور، ۱۴۱۱ھ
49	نماز کے احکام	علامہ مولا نا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی
50	رفیق الحرمین	علامہ مولا نا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی

کتب أصول الفقه

1	التوضیح والتلویح	عبد اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ	باب المدینہ کراچی
2	النامی شرح الحسامی	مولوی ابو محمد عبدالحق الحقانی بن محمد امیر	مدینۃ الاولیاء ملتان
3	الأشباه والنظائر	اشیخ زین الدین بن ابراہیم الشہیر بابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
4	نور الأنوار	علامہ احمد ابن ابی سعید حنفی المعروف بملا جیون متوفی ۱۱۳۰ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
5	فواتح الرحموت	علامہ عبد العلی محمد بن نظام الدین لکھنوی متوفی ۱۲۲۵ھ	باب المدینہ کراچی

کتب التصوف

1	کتاب الزهد	امام عبد اللہ بن مبارک مروزی متوفی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
2	الرسالہ القشیریۃ	امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری متوفی ۳۶۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
3	إحياء علوم الدين	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء
4	عوارف المعارف	ابو حفص عمر بن محمد سہروردی شافعی متوفی ۶۳۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۶ھ
5	الفتوحات المکیۃ	شیخ ابو عبد اللہ محمد محی الدین ابن عربی متوفی ۶۳۸ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
6	بهجة الأسرار	ابو الحسن نور الدین علی بن یوسف شطونی متوفی ۷۱۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
7	الطبقات الكبرى	عبد الوہاب بن احمد بن علی احمد شعرائی متوفی ۹۷۳ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
8	سبع سنابل	میر عبد الواحد بلگرامی متوفی ۱۰۱۷ھ	مکتبہ قادریہ لاہور ۱۴۰۲ھ
9	مکتوبات امام ربانی	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی متوفی ۱۰۳۴ھ	مکتبہ القدوس کوئٹہ
10	الحديقة الندية	عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی متوفی ۱۱۴۱ھ	پشاور
11	البریقة المحمودیۃ علی الطریقة المحمدیۃ	ابو سعید محمد بن مصطفی نقشبندی حنفی متوفی ۱۱۷۶ھ	بیروت
12	جامع کرامات الأولیاء	امام یوسف بن اسماعیل مہمانی متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۲ھ

کتب السیرۃ

1	دلائل النبوة	امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
2	الشفاعۃ بتعریف حقوق المصطفی	القاضی ابو الفضل عیاض مالکی متوفی ۵۴۳ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
3	أم القرى فی مدح خیر الوری (قصیدہ ہمزیہ)	امام شرف الدین محمد بن سعید بوسری متوفی ۶۹۵ھ	حزب القادریہ، لاہور
4	البداية والنهاية	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۷ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
5	أسد الغابة	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ

6	الخصائص الكبرى	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
7	المواهب اللدنیة	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ
8	معارج النبوة	المعین الحاج محمد الفرائی المعروف بملک مسکین متوفی ۹۵۳ھ	
9	أفضل القرى شرح أم القرى	شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۹۷۴ھ	
10	الجوهر المنظم	شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۹۷۴ھ	مکتبہ قادریہ، لاہور
11	شرح الشفا	ملا علی قاری ہروی حنفی متوفی ۱۰۱۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
12	مدارج النبوة	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۳ھ	نوریہ رضویہ لاہور ۱۹۹۷ء
13	نسیم الرياض	شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
14	فیوض الحرمين	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	محمد سعید اینڈ سنز، کراچی
15	حجة الله على العالمين	امام یوسف بن اسماعیل مہمانی متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا، ہند
16	جواهر البحار	امام یوسف بن اسماعیل مہمانی متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ

کتب الاعلام

1	صفة الصفوة	امام جمال الدین ابی الفرج ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۳ھ
2	معجم المؤلفين	عمر رضا کمالہ متوفی ۱۴۰۸ھ	مؤسسۃ الرسالہ ۱۴۱۴ھ
3	أخبار الأعيان	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۳ھ	خیر پور پاکستان
4	إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	باب المدینہ کراچی
5	الفوائد البہیة	مولانا عبدالحق لکھنوی متوفی ۱۳۰۳ھ	ادارۃ القرآن، کراچی ۱۴۱۹ھ
6	هدية العارفين	اسماعیل کمال پاشا متوفی ۱۳۳۹ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۳ھ
7	الأعلام	خیر الدین زرکلی متوفی ۱۳۹۶ھ	دارالعلم للملایین، بیروت ۲۰۰۵ء
8	سير أعلام النبلاء	شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۷ھ

کتب اللغات

1	التعريفات للجرجاني	سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی ۸۱۶ھ	دارالنار للطباعة والنشر
2	القاموس المحيط	مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۷ھ
3	معجم لغة الفقهاء	محمد رؤف، حامد صادق	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
4	فیروز اللغات	الحاج فیروز الدین	فیروز سنز ۲۰۰۵م
5	أردو لغت	ادارہ ترقی اردو بورڈ	ترقی اردو لغت بورڈ کراچی ۲۰۰۶ء

6	فرہنگ آصفیہ	احمد دہلوی	سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۲ء
---	-------------	------------	---------------------------------

کتاب الشیعة

1	ناسخ التواریخ	مرزا محمد تقی پیر لسان الملک متوفی ۲۹۷ھ	تہران
2	أصول کافی	ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ	دارالکتب الاسلامیہ، تہران
3	الروضة من الکافی (فروع کافی)	محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۸ھ	دارالکتب الاسلامیہ، تہران
4	احتجاج طبرسی	ابو منصور احمد بن علی طبرسی متوفی ۵۲۸ھ	نجف اشرف، طبع قدیم ۱۲۸۶ھ
5	مناقب آل ابی طالب	محمد بن علی بن شہر آشوب متوفی ۵۸۸ھ	نجف (عراق)
6	شرح نهج البداية ابن ابی حنبلہ	ابوالخامد عبد الحمید متوفی ۶۵۶ھ	بیروت ۱۳۷۵ھ
7	جلاء العیون	باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ	طبع قدیم، تہران ۱۳۹۸ھ
8	حق الیقین	باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ	کتب فروش اسلامیه، تہران
9	حیات القلوب	باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ	کتب فروش اسلامیه، تہران
10	رجال الکشی	محمد بن عمر کشی (القرن الرابع)	مؤسسہ الاعلیٰ، کربلا
11	تہذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین	مظہر حسین سہارن پوری	دہلی
12	نفس الرحمان فی فضائل سلمان	مرزا حسین بن محمد تقی طبرسی	ایران
13	أنوار نعمانیہ	نعمت اللہ جزائری	تہران
14	حملہ حیدری	مرزا محمد رفیع مشہدی	تہران
15	عمدة المطالب	جمال الدین احمد بن حسن	قم (ایران)
16	طراز المذهب مظفری	مرزا عباسی	
17	منتہی الإكمال	عباس قلی	تہران
18	مجالس المؤمنین	نور اللہ شوستری	تبریز، تہران
19	تفسیر مجمع البیان	ابوعلی فضل بن حسن طبرسی	تہران
20	نتخب التواریخ	محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی	تہران ۱۳۳۱م
21	التفسیر الصافی	محمد بن مرتضی المعروف فیض کاشانی	تہران
22	مسند امام علی	حسن قباچی	مؤسسہ الاعلیٰ، بیروت ۱۴۲۱ھ

کتاب القادیانی

1	إزالہ اوہام	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	ریاض الہند، امرتسر
---	-------------	------------------------------------	--------------------

2	أنجام آتھم	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
3	دافع البلاء	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
4	توضیح المرام	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	ریاض الہند، امرتسر
5	أربعین	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
6	معیار أهل الاصطفاء	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
7	کشتی نوح	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
8	اعجاز احمدی	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
9	ضمیمہ انجام آتھم	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
10	براہین احمدیہ	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	سفیر ہند پریس، امرتسر، پنجاب
11	روحانی خزائن	(مجموعہ کتب و رسائل قادیانی)	زیر طبع، U.S.A.

کتب الوہابیہ

1	حاشیہ شرح الصدور	محمد بن عبد الوہاب نجدی متوفی ۱۲۰۶ھ	مطبوعہ سعودیہ
2	رسالہ یک روزہ	اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۳۶ھ	فاروقی کتب خانہ، ملتان
3	ایضاح الحق	اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۳۶ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
4	تقویۃ ایمان	اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۳۶ھ	میر محمد کتب خانہ کراچی
5	صراط مستقیم	مرتب اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۳۶ھ	مکتبہ سلفیہ، لاہور
6	تحذیر الناس	محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ	دارالاشاعت، کراچی
7	فتاوی رشیدیہ	رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۳۳ھ	محمد علی کارخانہ اسلامی کتب ۲۰۰۱ء
8	براہین قاطعہ	خلیل احمد انیسٹھوی سہارن پوری متوفی ۱۳۳۶ھ	دارالاشاعت کراچی ۱۹۸۷ء
9	حفظ ایمان	اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
10	الدرر السنیۃ فی الأجوبة النجدیۃ	عبدالرحمن بن محمد بن قاسم عاص متوفی ۱۳۹۲ھ	مکتبہ الکواثر، ریاض ۱۴۱۳ھ

الکتب المتفرقة

1	طوالع الأنوار	قاضی ناصر الدین عبداللہ بن ابی عمرو بیضاوی متوفی ۷۹۱ھ	
2	حیۃ الحيوان الكبرى	کمال الدین محمد بن موسی دیمیری متوفی ۸۰۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
3	تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
4	البدور السافرة فی أمور الآخرة	ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمن سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ

5	الحبائک فی أخبار الملائک	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
6	سبل الہدی والرشاد	محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی ۹۴۲ھ
7	أحسن الوعاء	رئیس المکتبین مولانا تقی علی خان بن علی رضا متوفی ۱۲۹۷ھ
8	الملفوظ (ملفوظات اعلیٰ حضرت)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ
9	مقال عرفا باعزاز شرع و علماء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ
10	حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ
11	ذیل المدعا لأحسن الوعاء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ
12	تحفہ جعفریہ	محمد علی نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی
13	عقائد جعفریہ	محمد علی نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی
14	تسهيل النحو	حافظ محمد خان نوری ابدالوی
15	علم التجوید	قاری غلام رسول
16	تحفہ حسینیہ	علامہ محمد اشرف سیالوی

ثواب سے محرومی

طبرانی نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیب، مُنزّہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کچھ لوگوں کو جنت کا حکم ہوگا، جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنت میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لیے سامان تیار کر رکھا ہے، دیکھیں گے۔

پکارا جائے گا کہ انھیں واپس کرو، جنت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے، کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب! اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا، ہمیں تو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیاء کے لیے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان ہوتا۔

ارشاد فرمائے گا: ”ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بد بختو! جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے، لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے، لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی، لوگوں کے لیے گناہ چھوڑے میرے لیے نہیں چھوڑے، لہذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور ثواب سے محروم کروں گا۔“

(”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحديث: ۱۹۹، ج ۱۵، ص ۸۵، و ”مجمع الزوائد“، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الریاء،

الحديث: ۱۷۶۴۹، ج ۱۰، ص ۳۷۷.)